یہ منظر تھا لندن کے ایک سیون سٹار ریسٹورنٹ کا جہاں بزنس ٹائیکونز کی کانفرنس رکھی گئی تھی دنیا بھر سے جانے مانے بزنس ٹائیکون کی ملاقات اور بزنس کے حوالے سے تعلقات بڑھانے کے لیے وہاں دنیا کے جانے مانے بزنس مین موجود تھے کوئی بزنس مین اس موقع کو کیوں اپنے ہاتھوں سے جانے دیتا وہاں مدعو ہونا اعزاز کی بات تھی لیکن دو نام ایسے تھے جو اب بھی وہاں موجود نا تھے ان کا تعلق ایک ملک ایک سر زمین سے تھا لیکن وہ ایک سرزمین کے دو علیحدہ ٹکرے تھے ایک جس کو دنیا "ثوبان جازم داؤد " کے نام سے جانتی تھی دوسرا وہ جسے "حداد عالم کفیر" کے نام سے جانا جاتا تھا سب لوگ ہی ان دونوں کے منتظر تھے جو ہم عمر تھے اور صرف تیس سال کی عمر میں بزنس کی دنیا میں اپنا نام اور ایک الگ مقام رکھتے تھے حداد عالم کفیر نے

اس کانفرنس میں شرکت کے لیے ہی ثوبان جازم داؤد کو مدعو پا کر منع کر دیا تھا وہ اس شخص سے اس طرح ٹکرانا نہیں چاہتا تھا بلکہ اس شخص کو موقع ملتے ختم کر دینا چاہتا تھا اور صرف اسے ہی نہیں داؤد خاندان کے ہر نوجوان مرد کو جبکہ ثوبان جازم داؤد نے ایسا کچھ نہیں کیا وہ بلکہ مسکرایا تھا اور زندگی میں پہلی دفعہ صرف اپنی فتح کا جھنڈا لہرانے اور حداد عالم کفیر کو یہ جتانے کے لیے کہ وہ (بزدل) اس کا سامنا نہیں کر سکتا ہے لیکن ثوبان جازم داؤد بزدل نہیں اس لیے وہاں شرکت کی ہامی بھری تھی یہ سب ہی جانتے تھے ثوبان جازم داؤد تو ایک ایک سائین پر اپنا قیمتی وقت گنتا تھا اور یہ بات حیران کن تھی کہ ثوبان جازم داؤد نے اس کانفرنس میں شرکت کرنی چاہی تھی اور آج سب ہی پاکستان کے مشہور بزنس مین ثوبان جازم داؤد سے ملاقات کے منتظر تھے اور ان کا انتظار جلد ختم ہوا دو بوڈی گارڈز کے ہمراہ وہ شخص وائٹ فور پیس سوٹ میں چھ فٹ دو انچ کے دراز قد کسرتی جسم مغرور نین نقوش اور مغرورانہ قدم اٹھاتا اندر داخل ہوا سفید دودھیہ رنگت اوشن بلیو آنکھیں جو بے تاثر تھیں مگر

ہلکی بڑھی ہوئی بیرڈ والے چہرے پر البتہ ایک مسکراہٹ تھی جو دیکھنے والے کو اس شخص کے سحر میں جکڑ لیا کرتی تھی ثوبان داؤد کا تو ہر شخص گرویدہ تھا داؤد خاندان کا چمکتا ستارہ بزنس کی دنیا میں روشن تارہ بزنس کی دنیا کا ہر شخص جو وہاں موجود تھا ثوبان داؤد سے ملاقات کرنے کو بے حد بے چین تھا تو انھیں افسوس تھا کہ حداد عالم کفیر سے ان کی ملاقات نا ہو پائی اس شخص کے سحر سے کون لاتعلق تھا وہ جسے کفیر امپائر کا چمکتا سورج کہ کر مخاطب کیا جاتا تھا جس کی ایک نظر لوگوں کو اس کے سحر میں مبتلا کر دیا کرتی تھیں۔

ثوبان جازم داؤد اپنے اٹھتے ہر قدم کے ساتھ اپنے بھرپور وجاہت سے وہاں موجود لڑکیوں کے دلوں میں قہر برپا کر گیا وہ یقیناً آزاد ملک تھا یہ بات وہاں کی عورتوں کے پہناوے سے عیاں تھی مگر ثوبان جازم داؤد مشرقی مرد تھا اسے عورت کب اپنے نشیب و فراز کو عیاں کرتے رومال کے دو ٹکروں میں پسند تھی اسے تو کوفت ہوتی تھی اس پہناوے سے مگر وہ ان عورتوں کی تزلیل یا اپنی ناگواری ظاہر نہیں کر سکتا تھا ہر ملک کا اپنا کلچر اور تہذیب ہوتی ہے

خیر۔۔تمام افراد سے خوش اسلوبی سے ملتے وہاں کانفرنس اٹینڈ کرتے وہ یقیناً اپنے مقصد میں کامیاب ہو چکا تھا وہاں پہنچا میڈیا، میگزین میڈیا اس بات کی گواہی تھا کہ وہ کوسوں دور بیٹھے اپنے دشمن کے دل میں آگ لگا چکا ہے وہ دشمن اس آگ میں کتنا جھلس چکا ہے یہ تو وقت بتانے والا تھا۔وہ کانفرنس اٹینڈ کرتا ضروریات وقت کو پورا کرتا اپنی نشست چھوڑے اٹھا تھا کانفرنس اگنائیزز اور ہیڈ سے مصافحہ کرتے اپنے گارڈز کے ساتھ باہر کی طرف قدم بڑھا گیا جب اسے اپنی جیب میں نکلتے فون کی رنگ سنائی دی ثوبان نے فون اپنی نظروں کے سامنے کرتے دو پل کو ٹھرا جسے ٹھہرتے دیکھ اس کے گارڈز سر جھکائے روکے تھے ایک سرد سانس ہوا میں خارج کرتے وہ واپس اپنی سپیڈ کا تعین کر گیا تو گارڈز بھی اپنے سر کے ہمراہ ہوئے ثوبان جازم داؤد خود باڈی بلڈر کی پرسنیلٹی لیے چھ فٹ دو انچ سے عبور ہوتا قد لیے دشمن کی جان خشک کرنے کے لیے کافی تھا مگر یہ بات اس کی اماں جان ثوبیہ بیگم کو کون سمجھائے ؟؟ جنھیں ہر وقت اپنے بیٹے کی فکر ستائے رہتی تھی اور ان کی فکر

محسوس کرتے ثاقب داؤد (ثوبان جازم داؤد کے دادا) نے سخت تاکید کرتے ثوبان کو گارڈز کو ساتھ رکھنے کے لیے حکم دیا تھا اور یہ کہا ممکن تھا کہ ثوبان داؤد اپنے دادا ثاقب داؤد کی بات رد کرے۔

"اسلام وعلیکم۔۔کیسی ہیں اماں جان آپ ؟؟" ثوبان نے فون کان سے لگائے اپنی پیشانی کو بائیں ہاتھ سے مسلتے پوچھا۔

"وعلیکم السلام۔۔میں ٹھیک ہو میرے بچے تم کیسے ہو اور کب تک آرہے ہو؟؟ فلائیٹ لے لی ؟؟" ثوبیہ بیگم نے چھوٹتے ہی اپنے بیٹے کے سلام اور سوال کا جواب دیتے پوچھا ان کی بے تابی پر ثوبان داؤد کے لب مسکرا گئے۔

"نہیں اماں جان بس ابھی کانفرنس سے نکلا ہو ایرپورٹ کی ہی طرف بڑھ رہا ہوں" ثوبان نے ماں کو آگاہ کیا۔

"اللہ کی امان میں بیٹا۔۔جلدی آجاؤ تمہاری منگنی کے فنکشن۔۔"ثوبیہ بیگم نے اپنے بیٹے کو اللہ کی امان میں دیتے مدعی پر آنا چاہا جسے محسوس کرتے ثوبان نے اپنی اماں جان کی بات کاٹی۔

"جی اماں جان میں دیری نہیں کرو گا آپ کو شکایت نہیں ہو گی " ثوبان داؤد نے کہتے جیسے بات ہی ختم کرنی چاہی جسے محسوس کرتے ثوبیہ بیگم نے بھی مزید کچھ نا کہا۔

"جیتے رہو بیٹا۔۔اللہ حافظ " ثوبیہ بیگم نے کہا تو ثوبان داؤد نے بھی اوشن نیلی آنکھوں کو بند کرتے اللہ حافظ کہتے فون کان سے ہٹایا اور قدم آگے بڑھائے ثوبان نے کچھ سوچتے ہوئے فون پر ویڈیو پلے کی جس میں ثوبان آج کے ایونٹ کا بیسٹ بزنس ٹائیکون کا اوارڈ ریسو کر رہا تھا ثوبان کے لب مسکرائے اور سینڈ پر کلک کرتے وہ ویڈیو حداد عالم کفیر کے موبائل پر اڑسال کر دی گئ ثوبان کے چہرے پر خوشی تھی ہوتی بھی کیوں نا جس مقصد کے لیے وہ آیا تھا پورا جو ہونے والا تھا۔

بھاری بوٹوں کی چاپ سے کفیر حویلی کے سنسان لان میں چاپ پیدا ہو رہی تھی اور ملازماؤں کا ایک ریلہ سر جھکائے اپنے مالک کی شان میں عقیدت سے کھڑا تھا وہ حویلی اتنی بڑی تھی کہ دیکھنے والوں کی آنکھیں ایک ہفتہ تک کفیر حویلی کا طواف پورا نا کر پائے کفیر حویلی کفیر خاندان کے آباؤاجداد کی وراثت تھا جس کی رہائشی کفیر خاندان کی پیڑھی در پیڑھی تھی۔۔کفیر حویلی آزاد کشمیر کے مشہور شہر سے منسلک خوبصورت گاؤں کے علاقے میں اپنے شان وشوکت لیے ہمہ وقت بھی چمچما رہی تھی وہ دیکھنے میں سر سبز وادی میں براجمان محل تھا وہاں صرف ایسے دو محل ہی دیکھنے کو ملتے تھے کفیر حویلی اور داؤد حویلی ۔۔وہاں کا منظر جس قدر خوبصورت تھا وہاں کی خاموشی اسی قدر خوفناک اور پھر حداد عالم کفیر کی خاموش چال وہ شخص سنجیدہ طبعیت باوقار باروب مرد تھا چھ فٹ دو انچ قد وجاہت سے بھرپور کسرتی جسم کا مالک ہر نظر کا منظور نظر "حداد عالم کفیر " اپنی مثال میں بھی بے مثال تھا براؤن آنکھوں نے کفیر حویلی کی پہلی منزل سے گارڈن کا رخ کیا وہاں ایک گارڈز کی جیپ اور ایک

مرسڈیز رکی تھی گارڈز سر جھکائے مؤدبانہ طور پر کھڑے تھے تو مرسڈیز کے پچھلی نشست سے اترتی شخصیت کے پیروں پر حداد کی براؤن آنکھیں ٹھر گئیں وہ صنف نازک دودھیہ دوشیزہ پیر گارڈن کی گھاس پر رکھے باہر نکلنے لگی تھی وہ جانتا تھا جو نکلنے والی ہے وہ کون ہے وہ عترت شاہ میر تھی یا یوں کہیں کہ وہ عترت حداد کفیر تھی حداد عالم کفیر کی بیوی وہ پانچ سال بعد دوسری دفعہ اس حویلی میں قدم رکھ رہی تھی اور وجہ شاہد کفیر کا حکم تھا شاہد کفیر ،کفیر خاندان کے سربراہ اور حداد کے دادا جان تھے جن کا حکم اس حویلی میں سانس لینے تک کے لیے ضروری تھا۔

"بہو بیگم صاحبہ آپ چلے میں آپ کا سامان نکلواتی ہو " ایک آدھی عمر ملازمہ نے سر جھکائے اس حویلی کی بہو سے کہا جو باہر نکلتی اپنی کالی بڑی خوبصورت آنکھوں سے چہرے پر مسکراہٹ لیے اس حویلی کو دوسری دفعہ دیکھ رہی تھی پہلی دفعہ وہ یہاں پانچ سال پہلے آئی تھی تب اس کا استقبال دھوم دھام سے ڈھول نگاروں کے ساتھ حویلی کے ہر فرد کی موجودگی میں کیا گیا تھا اور آج

اس کا استقبال ملازمہ کی موجودگی میں ہو رہا تھا عترت کے چہرے پر مایوسی کے رنگ بکھرے جنھیں اس کا شوہر بہت غور اور دلچسپی سے دیکھ رہا تھا مہرون پٹھانی فراک میں سر پر مہرون ڈوپٹہ اوڑھے تیئس سال کی عترت پہلی دفعہ سے حداد کو بڑی محسوس ہوئی کندھے پر بلیک گولڈن کڑہائی والی چادر ڈالے وہ خود کو مکمل ڈھانپے ہوئے تھی دل ہار بیٹھے کو تو اس کا چہرہ ہی کافی تھا بڑی خوبصورت کالی آنکھیں چھوٹی سی ناک جس میں ڈائیمڈ کی نتھ تارے کی طرح چمچما رہی تھی بھرے بھرے گال سفید گلابی کشمیروں جیسی رنگت وہ جنت کی حور معلوم ہوتی تھی عترت کے ناک پر چمکتے ستارے کی روشنی دھوپ میں چمکی اور حداد کے گلے میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی حداد جو بہت دلچسپی سے اپنی بیوی کو دیکھ رہا تھا یک دم پلٹا اپنے منہ پر ہاتھ پھیرتے اس نے اپنے دل کو ملامت دی۔

"یہ دشمنوں کی بیٹی ہے حداد۔۔یہ عترت شاہ میر ہے" حداد نے اپنی ٹائی کی نوٹ ڈھیلی کرتے خود سے کہا وہ آفس سے سیدھا حویلی آیا تھا کوٹ ملازمین کو

دیتے اپنے کمرے کی ہی طرف بڑھ رہا تھا جب گارڈن کے قریب پورچ میں گاڑیوں کی آواز سنتے روکا تھا حداد نے اپنے قدم اپنے کمرے کی سمت لیے حداد نے روم میں آتے ہی ٹائی اتاری اور غصّہ سے کاوئچ کی طرف اچھالی اپنے کوٹ کے بٹن کھولتے کوٹ بھی کاوئچ پر پھینکا اپنے بالوں میں انگلیاں پھنساتے وہ خود کو بیڈ پر ڈھائے ریلکس کرنے کی کوشش کر رہا تھا جب موبائل پر رنگ بیپ ہوئی وہ ویڈیو میسج تھا جسے حداد نے کھولتے اپنے دشمن کو مسکراتے دیکھ رہا تھا حداد کے تن بدن میں آگ سے انگارے پھوٹے تھے اور موبائل زمین بوس ہوا تھا دفعتاً وہ اٹھتا باہر کی سمت آیا غصے اس کے چہرے سے صاف عیاں ہو رہا تھا سامنے سے آتی فاطمہ بیگم اپنے بیٹے کے غصے سے سرخ ہوتے چہرے کو دیکھتی فکر مند ہوئی حداد اپنی ماں کے پاس لاوئچ میں ٹھہرا۔

"اماں حضور دشمنوں کی بیٹی کو کس روم میں ٹھہرایا ہے آپ نے " حداد نے پوچھا تو سربراہی صوفے پر بیٹھے شاہد کفیر نے اپنے نوجوان پوتے کو دیکھا حداد کی کان کی لو تک سرخ ہو چکی تھی۔

"تمہیں اس سے کیا ہے بر خوردار۔۔تم تو اس سے کوئی تعلق نہیں رکھنا چاہتے تھے اب کیوں پوچھ رہے ہو اس کا ؟" دادا حضور نے سوال کیا۔

"میرا اس سے مرنے تک ایک تعلق رہے گا وہ ہے نفرت کا اور اس نفرت کے تعلق کی بنا پر اس کا دیدار کرنا چاہتا ہو کہاں ہے وہ " حداد نے دادا جان کے طنز کو سمجھتے باور کروایا تو دادا جان اپنے سر جھٹکتے چائے پینے میں مشغول ہوئے جبکہ فاطمہ بیگم اس لڑکی کے زکر پر سخت بدمزہ ہوئیں لیکن وہ بیٹے کو جواب نا دینے کی غلطی نہیں کر سکتیں تھیں۔

"دائی جان کے برابر روم میں ٹھرایا ہے " فاطمہ بیگم نے کہتے رخ موڑا تو حداد نے بھی دائی جان کے کمرے کی سمت قدم بڑھائے تھے۔

شاہد کفیر اپنے دو بیٹوں کے ساتھ اس حویلی میں رہتے تھے بڑا بیٹا اعظم کفیر جن کی بیگم کا نام ردا تھا ان کے ہاں چار اولادیں تھیں سب سے بڑا بیٹا حنان اعظم کفیر جو کفیر خاندان کا پہلا شہزادہ تھا، دوسری عشراق اعظم کفیر اور تیسری جنہ اعظم کفیر وہ دونوں بہنیں جڑوا تھیں لیکن صرف نام کی وہ شکل وصورت سے ایک دوسرے سے مختلف حسن رکھتی تھیں اور چوتھی اور کفیر خاندان کا آخری عیاش شہزادہ یازان اعظم کفیر اس کی شرارتیں اس خاموش حویلی میں رونق لگائے رکھتی تھیں ردا بیگم کی یازان کی پیدائش کے دو سال بعد وفات ہوچکی تھی وجہ ان کی بیماری تھی تب سے حویلی اور ردا بیگم کے بچوں کو فاطمہ بیگم ہی سنبھالے ہوئیں تھی جو اپنے بچوں سے بڑھ کر ان سے محبت کرتیں تھیں۔۔شاہد کفیر کی دوسری اولاد عالم کفیر تھے جن کی بیوی فاطمہ بیگم تھیں ان کی خود دو اولادیں تھیں بڑا بیٹا حداد عالم کفیر اور چھوٹی بیٹی مقدس عالم کفیر۔

حویلی کا سب سے بڑا بیٹا حنان اعظم کفیر تھا جو بزنس کی دنیا میں ایک سوفٹ ویئر انجینئر تھا جو اس وقت تینتیس سال کا تھا اور جیل میں ناکردہ گناہ کی سزا کاٹ رہا تھا جس کا اعتراف وہ خود کر چکا تھا پانچ سال بعد اسے کچھ دنوں میں رہائی ملنے والی تھی۔۔دوسرا حداد عالم کفیر تھا جو اس وقت تیس سال کا تھا اور کفیر امپائر کا چمکتا ستارہ تھا وہ اپنے تایا اور باپ کے ساتھ بزنس سنبھالے ہوئے تھا۔۔پھر مقدس عالم کفیر تھی جو پچیس سال کی ہوچکی تھی اور اس کے بعد چوبیس سالہ عشراق اور جنہ تھیں اور پھر بائیس سالہ یازان اعظم کفیر تھا جو یونیورسٹی سٹوڈینٹ تھا۔

حداد نے مطلوبہ روم میں بنا ڈور ناک کیے قدم اندر کی سمت لیتے پاؤں کی ٹھوکر سے دروازہ بند کیا وہ ایک درمیانہ سا کمرہ تھا جہاں خاص ملازماؤں کی ضرورت کی چیزیں موجود تھیں حداد پہلی دفعہ اس روم میں داخل ہوا تھا اور

بہت غور سے جائزہ لے رہا تھا حداد کی نگاہ بیڈ پر رکھے سوٹ کیس کی طرف گئی جہاں کپڑوں کے اوپر دو فریم برابر سے رکھے تھے ایک جس میں حداد اور عترت کی پانچ سال پرانی شادی کی تصویر تھی جس میں عترت مہرون لہنگے میں پور پور سجے شرم سے نگاہیں جھکائے حداد کے سینے پر دونوں ہاتھ رکھے ہوئے تھی تو حداد بلیک شیروانی میں مسکراتا عترت کے سر پر چہرہ ٹکائے ہوئے تھا حداد کے لبوں پر پھر مسکراہٹ بکھر گئی وہ یہ بھی بھول گیا کہ کچھ دیر پہلے وہ اپنے دشمن کی وجہ سے غصے میں تھا دفعتاً واش روم کا دروازہ کھلا اور اس کی اہٹ سے حداد کی نگاہ دوسری فریم پر گئی جہاں عترت داؤد خاندان کے ساتھ خوشی سے چہک رہی تھی وہ اس کا خاندان تھا جس کے ساتھ وہ مسکرا رہی تھی یا پھر یوں کہے کہ وہ حداد کے دشمن تھے جن کے ساتھ وہ چہک رہی تھی حداد کا چہرہ دھواں ہوا۔

"آ۔۔آپ " عترت جو وشروم سے شاور لیتی پیرٹ گرین شلوار قمیض میں ملوس تھی گیلے بالوں کو ایک کندھے پر ڈالے حداد کی چوڑی پشت کو دیکھتی

گویا ہوئی وہ اس شخص کی خوشبو سے اسے پہچان سکتی تھی تو کیسے ممکن تھا پشت سے نا پہچان پاتی۔۔حداد عترت کی آواز پر پلٹا حداد کی نظریں خوشبو میں نہائی عترت پر پڑئی اور کئی لمحے حداد سانس روکے اسے دیکھتا رہا پھر حداد چار قدم کے فاصلے کو مٹاتا عترت کے بے حد قریب آچکا تھا عترت نے حداد کو اپنے قریب محسوس کرتے نظریں اٹھائے فاصلہ قائم کرنا چاہا عترت نے بنا پلٹے پیر پیچھے لیے مگر واشروم ہونے کی وجہ سے وہ واشروم کی چھوکھٹ سے ٹکراتی منہ کھولے ہاتھوں کو واشروم کے دروازے کو تھامنے کی کوشش کرتی واشروم کے فرش پر جا کر گرتی کہ حداد نے اپنا کسرتی ہاتھ عترت کی کمر پر لپٹتے اسے اپنے سینے سے لگایا عترت دونوں ہاتھ حداد کے سینے پر رکھتی حداد کو دیکھنے لگی ان دونوں کی دھڑکنیں جیسے ایک دوسرے کے دل میں دھڑک رہیں تھیں عترت کا شرم وحیاء سے چہرہ سرخ ہوا تو حداد عترت کے چہرے پر جھولنے والی ناگن سی لٹ کو کھینچ کر اس کا چہرہ اپنے بے حد قریب کر گیا۔

"تم بہت خوبصورت ہو مگر ہو تو دشمن۔۔دشمن کو گھر میں پناہ دی ہے اس کا مطلب یہ نہیں تم اپنے زلیل خاندان کی یادیں اٹھا کر میرے گھر میں لے آؤ عترت شاہ میر" حداد پل میں سارا خمار بھولائے عترت کے چہرے پر دبی آواز میں غرایا عترت کی سانس تو پہلے ہی اس باڈی بلڈر کی باہوں میں نیم تھیں اور اس کی غراہٹ پر عترت نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے حداد کو دیکھتے بچی ہوئی سانسیں بھی روکیں اپنے خاندان کی بے عزتی پر عترت کی آنکھوں سے دو آنسو گالوں پر بہے۔

"یہ آنسو بچا کر رکھو ابھی تو صرف تذلیل کی ہے تمہارے ذلیل خاندان کی بہت جلد تمہارے خاندان کے ہر فرد کے چہرے سے مسکراہٹ چھین لو گا جس طرح تم لوگوں نے پانچ سالوں سے ہمیں مسکرانے نہیں دیا میں تم لوگوں پر خوشیاں حرام کر دو گا اور وہ تمہارا حرام خور ثوبان بھائی۔۔۔"حداد اب کی دفعہ بے حد غصے سے عترت کے بالوں کو گدی سے جکڑتے ہوئے دھاڑا عترت کو اپنی ٹانگوں پر کھڑا رہنا مشکل لگا عترت کب کی زمین بوس ہو

جاتی اگر حداد کا ایک بازوں اس کے پورے وجود کو تھامے ہوئے نا ہوتا عترت کے ہونٹ کپکپائے وہ نا اپنے خاندان کی تزلیل برداشت کر سکتی تھی اور نا ہی اس شخص کا غصہ اس لیے اب اپنی پوری قوت سے حداد کے سینے پر ہاتھوں سے دھکا دیتی مزاحمت کرتی لمبی سانس کھینچ گئی حداد اس کی مزاحمت پر اپنے الفاظ ادھورے چھوڑ گیا۔

"میرا خاندان نا ذلیل ہے نا میرا بھائی حرام۔۔ آپ کو شرم۔۔ نہیں آتی گالی دیتے ہوئے۔۔ دور ہٹیے مجھ سے " عترت لمبی لمبی سانس کھینچتی سرخ ناک کے ساتھ حداد پر اپنی باریک آواز سے غرائی حداد نے اپنی بیوی کی اتنے سالوں بعد آواز سنتے وہ بھی اپنے دشمنوں کے حق میں ، حداد غصے سے مزید پاگل ہوتا عترت کا جبڑہ دبوچ گیا۔

"دوبارہ مجھ پر غرانے کی کوشش کی تو ابھی بس ٹریلر ہی دیکھایا ہے فلم دیکھانے میں مجھے کوئی قباحت نہیں ہو گی " حداد نے عترت کو وارننگ دی، عترت کو سیدھا کرتے حداد نے پیچھے کی جانب قدم لیے اور داؤد خاندان کے

چمکتے فریم کو بنا موڑے انگلیوں سے تھامتے اسے بائیں جانب دیوار پر اتنی نرمی سے پھنکا کہ عترت کو محسوس ہوا جیسے وہ گلاب پھینک رہا ہے مگر اس نرمی میں بھی اتنی شدت تھی کہ وہ فریم دیوار سے ٹکرایا دیوار سے ٹکرانے کی وجہ سے فریم سے تصویر نکل کر عترت کے پیروں سے کچھ آگے آن گری اور فریم کا شیشہ کرچی کرچی ہوتا موتیوں کی طرح زمین پر بکھر گیا، عترت نے تکلیف کی انتہا محسوس کرتے حداد کو آنسو بہاتی نظروں سے دیکھا عترت نے لپک کر تصویر اٹھانی چاہیے حداد نے عترت کی کلائی تھامے اسے روکا اور اس کوشش میں وہ تصویر حداد کے بوٹوں کی زینت بن چکی تھی عترت کی نظر اب بھی اس تصویر پر محسوس کرتے حداد کو اپنے جسم میں انگارے پھوٹتے محسوس ہوئے۔

" لوک ایٹ می " حداد دھاڑا عترت نے حداد کی گرجدار آواز پر سہمی ہوئی آنکھوں سے حداد کو دیکھا۔

"تم صرف اس چیز کو چھوو گی جسے میں چھونے کا کہو گا۔۔ سمجھی عترت شاہ میر" حداد عترت کی سہمی ہوئی ہیرنی جیسی نگاہیں دیکھتا مسکراہٹ سجائے گویا ہوا عترت جو سہمی ہوئی نگاہوں سے حداد کو دیکھ رہی تھی اس کی مسکراہٹ دیکھتی جیسے مخمور ہوئی وہ پانچ سال تک اس ظالم انسان کی جدائی میں بیواؤں کی طرح زندگی گزار کر لوٹی تھی ان پانچ سالوں میں ایک بار بھی اس نے داؤد خاندان واپس لوٹنے کا نہیں سوچا تھا نا ہی وہاں کے کسی فرد سے رابطہ کیا تھا صرف اس ظالم شخص کے لیے جس نے آج اسے ایک نہیں کئی دفعہ عترت حداد کفیر کے بجائے عترت شاہ میر کہ کر بلایا تھا عترت کے اعصاب تنے دکھ غصہ بے بسی نے جیسے اسے یک دم گھیر لیا۔

"کس حق سے حق جتا رہے ہیں مجھ پر ؟؟ عترت شاہ میر سے کیا تعلق رکھتے ہیں آپ ؟؟" عترت ہزیانی انداز میں بولی حداد کی مسکراہٹ پل میں سمٹی۔

"میں تمہارا کیا لگتا ہوں یہ میں تمہارے وجود پر خود کو ثبت کرتے اچھے سے باور کروا سکتا ہوں میرے سامنے زبان چلانے کی ضرورت نہیں " حداد نے عترت کے بالوں کو مٹھی میں جکڑتے گرجدار آواز میں کہا۔

"کس حق سے ؟؟ ہاں کس حق سے کون ہیں آپ میرے ؟؟" عترت سر میں اٹھتی ٹھیسے اگنور کرتی بے بسی سے بولی شاید یہ ستم گر اب اس کے نام سے خود کانام جوڑ دے جسے سننے کے لیے عترت بے چین ہو رہی تھی۔

"میں وہ ہوں جو تمہاری کوکھ میں اپنے خون کو پلنے پر مجبور کر سکتا ہوں ۔۔میں وہ ہوں جو تمہارے خوبصورت جسم پر اپنے شدتوں کے نشان چھوڑ سکتا ہوں۔۔میں وہ ہوں جو تمہیں ابھی بوکھلانے پر مجبور کر سکتا ہوں " حداد عترت کے الفاظ پر سیخ پا ہوتا بولا وہ سمجھ رہا تھا وہ کیا سننا چاہتی ہے۔

"لیکن میرے نزدیک تمہاری اتنی بھی اہمیت نہیں کہ میں تمہیں اپنی قربتیں نفرت میں بھی بخش سکوں تمہارے اتنے قریب انے کا صرف یہ مقصد تھا کہ تمہیں باور کروایا جا سکے تمہاری اہمیت اگر ملازمہ سے زرا اونچے مقام پر ہوئی

تو وہ حداد عالم کفیر کے دل بہلانے کے سامان کی ہو گی اور میں امید کرتا ہوں تم اپنے خاندان کی زرا عزت دار لڑکی ہو گی جو کم سے کم اپنے شوہر کا دل بھلانے کا سامان تو نہیں بنے گی۔۔ تمھیں یہاں صرف اس لیے لایا گیا ہے کیونکہ دادا جان چاہتے تھے اور مقام تو تم دیکھ ہی چکی ہو کیا ہے تمہارا میرے نزدیک " حداد عترت کی آنکھوں میں تکلیف کی رمق دیکھتے گویا ہوا اور اشارہ جویریہ اور ملازمین کے کمرے کی طرف تھا جہاں عترت کو فاطمہ بیگم کے حداد کے روم میں نا ٹھرانے کے احتجاج پر یہاں ٹھرایا گیا تھا۔

"میں۔۔میں آپ کی بیوی۔۔"عترت نے حداد کی بات سن کر احتجاج کرنا چاہا تو حداد نے پھر عترت کا جبڑہ دبوچ لیا۔

"تم ہمارے دشمنوں کی بیٹی ہو اور یہاں صرف اس لیے موجود ہو کہ تمہارے نام کے ساتھ کفیر خاندان کا کاغذی نام جڑ چکا ہے۔۔اس سے زیادہ تمہارا کوئی وجود نہیں کوئی مقام نہیں۔۔اپنی حد میں رہنا اماں حضور کو تم سے جس دن کوئی شکایت ہوئی وہ دن تمہاری زندگی کا آخری دن ہو گا سمجھی " حداد نے کہا

عترت نے کالی آنکھوں میں آنسو لیے براؤن آنکھوں میں دیکھا حداد کو ان آنکھوں میں اپنا آپ ڈوبتا محسوس ہوا عترت نے اس شخص کی آنکھوں میں اپنے لیے محبت کا کوئی جزبہ نا دیکھتے رخ واپس اس تصویر کی طرف کیا جس میں موجود ہر شخص عترت سے بے انتہا محبت کرتا تھا عترت کی نظروں کے باغی پن کو دیکھتے حداد نے اپنا ہاتھ جیب میں ڈالتے لائیٹر نکالتے اس تصویر کو اپنے پیر سے جھٹکا دیا اور جلتا لائیٹر اس پر اچھالا آگ نے اس تصویر کو پکڑتے چنگاریاں دینا شروع کیا عترت کی آنکھوں سے زاروقطار آنسو عارضوں کا حصّہ بنے وہ ایک تصویر تو سینے سے لگائے ہوئے تھی صرف ایک تصویر اسے یہ بھی معلوم نا تھا کہ اس کا خاندان کیسا ہے کس حال میں ہے یہ تصویر ہی تو اسے اپنوں کے بے حد قریب ہونے کا احساس دلاتی تھی اور آج اس شخص کی وجہ سے۔۔حداد نے عترت کا رخ پھر اپنی طرف اس کا منہ دبوچ کر کیا۔

"ویلکم ٹو دی ہیل عترت شاہ میر " حداد یہ کہتے عترت کو خود سے دور جھٹکا دیتا لمبے لمبے ڈنگ بھرتا اس روم سے باہر نکل گیا عترت حداد کے جھٹکا دینے سے

بیڈ سائیڈ ٹیبل سے ٹکراتی زمین پر بکھر کر بیٹھتی اس تصویر کی خاک کو نم آنکھوں سے دیکھتی رہی حداد کے الفاظ عترت کے سینے پر نا دیکھنے والے وار کر گئے تھے۔

یہ منظر تھا ثوبان جازم داؤد کے منگنی فنکشن کا جہاں بڑے پیمانے پر عزیز اور نامور شخصیات شامل تھیں داؤد حویلی کو دلہن کی طرح سجایا گیا تھا جس سے اس حویلی کی خوبصورتی میں چار گناہ زیادہ اضافہ ہوا تھا داؤد حویلی بھی داؤد خاندان کی وراثت تھی کشمیر کے خوبصورت پہاڑی شہر سے منسلک علاقے میں اپنے دشمن حویلی کی طرح آب وتاب سے چمک رہی تھی رات کا منظر چمکتی لائیٹس کی چادر نے اس حویلی کے حسن میں مزید اضافہ کر دیا تھا ثاقب داؤد ،داود خاندان کے سربراہ بجھے دل سے سب سے پوتے کی خوشی کی مبارک بات وصول کر رہے تھے ثاقب داؤد کے دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی سب سے

بڑا بیٹا جازم داؤد جن کی بیوی ثوبیہ بیگم تھیں ان کے ہاں تین اولادیں تھیں ثوبان جازم داؤد ، افق جازم داؤد اور قندیل جازم داؤد۔۔دوسرا بیٹا شازم داؤد تھا جن کی شادی روقیہ بیگم سے ہوئی ان کے ہاں بھی تین اولادیں تھیں سب سے بڑی بیٹی جویریہ شازم داؤد ، دوسرا بیٹا یاسر شازم داؤد اور تیسرا بیٹا فراج شازم داؤد۔۔ثاقب داؤد کی تیسری اولاد بیٹی تھی تاشہ شاہ میر ان کی شادی علی شاہ میر سے ہوئی تھی مگر شادی کے کچھ سال بعد ہی ان دونوں میاں بیوی کا کار ایکسیڈینٹ میں انتقال ہوگیا جس کے بعد ان کے دو بچے اپنے ننھیال میں ہی پرورش پانے لگے بڑا بیٹا مصطفی شاہ میر اور چھوٹی بیٹی عترت شاہ میر ثاقب داؤد اور شاہد کفیر بچپن کے دوست اور جگری یار تھے یہ دوستی ان کی نسلوں میں بھی خون کی طرح دوڑنے لگی لیکن پانچ سال پہلے جویریہ کے سفاک قدم اور بیس سال پرانے زخم کے نئے سرے سے عبور ہونے پر یہ دوستی ان کی نسلوں میں دشمنی میں تبدیل ہوچکی تھی۔۔

داؤد حویلی کا سب سے بڑا بیٹا ثوبان تھا جو کہ داؤد امپائر کو نا صرف سنبھالے ہوئے تھا بلکہ نامور بزنس ٹائیکون میں سر فہرست اس کا نام لیا جاتا تھا جس کا نکاح پانچ سال پہلے مقدس عالم کفیر سے کروایا گیا وہ دونوں بچپن سے ہی ایک دوسرے کو بے انتہا چاہتے تھے اسی لیے شاہد کفیر اور ثاقب داؤد نے حداد اور عترت کی شادی والے دن ہی ان کا نکاح کروا دیا تھا عترت اور حداد کی شادی تھی اور تین نکاح تھے۔

دوسرا مصطفی شاہ میر تھا جو کہ ثوبان سے ایک سال چھوٹا (29 سال) کا تھا وہ شاہ میر گروپ آف انڈسٹریز کو سنبھالے ہوئے تھا اور ثوبان کی ہی طرح بیسٹ بزنس ٹائیکون مانا جاتا تھا مصطفی اور عترت کی پھوپھو ثوبیہ بیگم تھیں جو رشتے میں ان کی بڑی ممانی بھی لگتیں تھیں۔

تیسری جویریہ شازم داؤد تھی اور چوتھا اس کا جڑواں بھائی یاسر شازم داؤد جو کہ اٹھائیس سال کی تھی اور ثوبان کے ساتھ ہی داؤد امپائر سنبھالے ہوئے

اپنے خاندان کی پہلی بزنس وومن کا خطاب حاصل کیے ہوئے تھی تو یاسر سیاست دان جو کشمیر کی وزرات حاصل کرنے کے لیے پہلی دفعہ الیکشن لڑ تا فاتح ہوا تھا اوہ اپنی پارٹی کی بنیاد بائیس سال کی عمر میں چھ سال پہلے رکھ چکا تھا اس نے چھ سال سے غنڈوں اور مافیا میں اپنی دھاک جمائے ہوئے تھی عوام کی خدمت کے لیے بہت سے کام سر انجام دیے تھے جن میں سر فہرست خواتین کی تعلیم کے لیے سکول اور کالجز کی بنیاد تھی اور اپنی پارٹی اور عوام کی پسندیدگی پر وزیراعظم بنا تھا۔

پانچواں 26 سالہ فراج شازم داؤد تھا جو ایک فائٹر ٹریز تھا فراج ثوبان کے ساتھ بزنس میں اس کا ساتھ بھی دیتا تھا اسے بزنس میں بھی مہارت حاصل تھی وہ ٹریز کے ساتھ ساتھ بہترین بزنس مین کی طرح بزنس بھی سنبھالے ہوئے تھا۔

چھٹے نمبر پر افق جازم داؤد تھی جو کہ چوبیس سال کی تھی جو اپنی پڑھائی مکمل کر چکی تھی اور فیری ٹیل کو اچھے سے فل ٹائم انجوائے کرتی تھی وہ اپنے باپ اور بھائی کی بے حد لاڈلی تھی۔

ساتویں نمبر پر عترت شاہ میر تھی جو تیئس سالہ شادی شدہ زندگی گزار رہی تھی (جو کہ نام کی ہی تھی) اس کی شادی اٹھارہ سال کی عمر میں حداد عالم کفیر سے کر دی گئی تھی عترت نے انٹر تک ہی پڑھا تھا باقی پڑھائی اسے کفیر خاندان میں شادی کے بعد مکمل کرنی تھی جس کا موقع اسے بدقسمتی سے نا ملا۔

آخری قندیل جازم داؤد تھی جو کہ اس وقت اٹھارہ سال کی تھی اور ابھی یونیورسٹی میں ایڈمیشن لے چکی تھی قندیل تو سب کی ہی لاڈلی تھی ثاقب داؤد کی جان بستی تھی اپنی چھوٹی پوتی میں اسے ڈاکٹر بننا تھا لیکن اس کی فرانٹے بھرتی زبان سے ثوبیہ بیگم کو شبہ ہی تھا کہ وہ ڈاکٹر بن ہی نا جائے وہ اپنی ٹیچرز کو الٹا جواب دینے سے باز نہیں آتی تھی یہ تو ان ٹیچرز کا احسان تھا جنھوں

نے قندیل کو میٹرک اور انٹر تک برداشت کیا تھا اب یونیورسٹی میں وہ کون سے کارنامے انجام دینے والی تھی یہ تو اللہ ہی جانتا تھا۔

گھر کے تمام افراد جہاں چہرے پر مسکراہٹ سجائے تھے وہی دل سے افسردہ بھی ثاقب داؤد نے ثوبیہ بیگم کے اسرار پر روقیہ بیگم کی بھانجی سے ثوبان کی منگنی کے لیے راضا مندی تو دے دی تھی مگر وہ اب بھی عترت کے لیے فکر مند تھے ثوبان کا یہ قدم عترت کی زندگی کو مزید مشکل بنا سکتا تھا حداد کے سینے میں جلتی دشمنی کی آگ سے وہ باخوبی واقف تھے ان کی نواسی حداد کی بیوی تھی فکر تو ثوبیہ بیگم کو بھی تھی عترت کی مگر وہ کیا کرتی وہ ماں اور اس حویلی کی بہو تھی ثوبان کی عمر تیس سال ہو چکی تھی یہ بات نہیں تھی کہ انھیں اپنے بیٹے کے عمر رسیدہ ہونے کا خدشہ تھا ان کا بیٹا تو ایک شہزادہ تھا جس کی شخصیت کو دیکھتے اسے لڑکیاں دل دے بیٹھتی تھیں اور ثوبان ہی نہیں اس خاندان کا ہر نوجوان مرد خوبصورتی کی مثال آپ تھا تو لڑکیاں حوریں معلوم ہوتی تھیں مگر انھیں اپنے بچوں کی زندگیوں میں خوشیاں بھی تو دیکھنی

تھیں اور ثوبان کی شادی کے بعد ہی باقی بچوں کا نمبر بھی آنا تھا انھیں یہ قدم اپنے خاندان کی دفع کے لیے لینا ہی پڑا مگر حداد تک یہ خبر پہنچتے دیر نہیں لگنی تھی یہ سب جانتے تھے اسی لیے تو اتنے دنوں سے چل رہی منگنی کی تیاریوں کو کافی خوفیا رکھا گیا تھا جس پر داؤد خاندان کے نوجوان مردوں نے کافی احتجاج بھی کیا وہ لوگ کفیر خاندان سے نا ڈرتے تھے نا ڈرنے کا کوئی جزبہ رکھتے تھے مگر وہ بھی ثوبیہ بیگم کے منع کرنے پر سر جھکا گئے لیکن سب ہی جانتے تھے حداد کوئی نا کوئی تماشہ ضرور کرے گا جس کے لیے سب ہی فکر مند تھے۔

ثوبان بلیک فور پیس سوٹ میں صوفے پر براجمان بیٹھا تھا وہ شام میں ہی لندن سے واپس آیا تھا اس کے چہرے کے تاثرات تنے ہوئے تھے وہ ہر وقت سنجیدہ رہنے کا عادی تھا سوائے بہن بھائیوں کے سامنے شمائلہ پیرٹ گرین میکسی میں ملبوس میک اپ اور ڈائمنڈ کی جیولری میں خوبصورت لگ رہی تھی ثوبان کے برابر میں بیٹھی کسی بات پر مسکرا رہی تھی ، پھر ثوبیہ بیگم نے منگنی

کی رسم شروع کرنے کی اناونسمٹ کرواتے سب کا دھیان سٹیج کی طرف مبذول کروایا جہاں ثوبان اپنی منگیتر کو انگھوٹی پہنانے ہی والا تھا کہ۔۔۔اینٹرنس سے ایک شخص کی آمد ہوئی جو کوئی اور نہیں "مقدس عالم کفیر " تھی ہیزل گرین آنکھوں والی جس کی آنکھیں خطرناک حد تک سرخ پڑ چکی تھیں داؤد خاندان کے دشمنوں کی بیٹی جو ایک ایک قدم اٹھائے مہرون جوڑے میں خود کو سجائے کالی گھٹا سی زلفوں کو پشت پر بکھیرے اس اسٹیج کی سمت قدم بڑھا رہی تھی سب کی آنکھیں جہاں مقدس کو دیکھتی حیران تھیں وہی مقدس کے ڈوپٹے سے نکلتی گن کو دیکھتے پھیل گئیں وہ ایک ہاتھ کو جھٹکا دیتے قدم اٹھائے ثوبان تک پہنچ رہی تھی جو اب انگوٹھی محلق چھوڑتا صوفے سے پشت ٹکائے اپنے کوٹ کے بٹن کھولتا دلچپسی سے اس ظالم حسینہ کو دیکھ رہا تھا جو ہمیشہ اس کے عشق میں گرفتار رہی تھی اور آج اس کی جان لینے کو آنکھوں سے شعلے برساتی اس تک پہنچ رہی تھی لیکن کئی مردوں کی نگاہ مقدس کے سراپے کو معائنہ کرتے دیکھ ثوبان کے سفید نقوش میں سرخی گھلی تھی ثوبان نے یاسر کو

آنکھوں سے اشارہ کیا جسے سمجھتے یاسر نے اپنے خاص بندوں کو کام پر لگاتے مہمانوں کو حویلی کے بیک ہال میں جہاں کھانے کا انتظام کیا گیا تھا وہاں بھیجنا شروع کیا کچھ ہی دیر میں اینٹرنس ہال مکمل طور پر مہمانوں سے خالی ہو چکا تھا اب وہاں داؤد خاندان ہی موجود تھا۔

مقدس اسٹیج پر پہنچتی شیشے کی ٹیبل پر پھولوں اور تھالیوں کے بیچ رکھی دو رنگز کو دیکھتے گن کو بائیں ہاتھ پر اچھالتی فائر کر گئی شمائلہ بدک کر وہاں سے چیختی ہوئی اپنے باپ کے سینے میں منہ چھپا گئی جو مقدس کو خونخوار نظروں سے دیکھ رہے تھے جبکہ ثوبان اور داؤد خاندان کا کوئی بھی شخص اپنی جگہ سے نہیں ہلا تھا دونوں رنگنز اچھل کر فرش پر جیسے گمنام ہوئیں۔

"کیا کرنے آئی ہو یہاں۔۔کیوں ہماری خوشیوں میں خلل ڈال رہی ہو لڑکی " روقیہ بیگم اپنی بھانجی کی پشت سہلاتی مقدس پر غصے سے چلائیں۔

"ہماری خوشیاں تباہ کر کے ہمارے دشمن خوشیاں منائے گے ؟؟ " حداد بھی گرے فور پیس سوٹ کے بٹن بند کرتا لمبے لمبے قدم اٹھاتا مقدس کی پشت کو

ایک نظر گھورتا (کیونکہ مقدس ثوبان کی منگنی کی خبر ملتے نئ نویلی دلہن سی تیار ہوتے گن تھامے اکیلی اپنی برات لیے اور کچھ دیر بعد اپنے شوہر کا جنازہ نکلوانے کے لیے نکلی تھی) روقیہ بیگم سے گویا ہوا حداد کے پیچھے ہی عالم صاحب ، اعظم صاحب اور دادا جی بھی سخت غصیلے تاثرات لیے وہاں داخل ہوئے جہاں کچھ دیر پہلے شہنائیاں بج رہیں تھیں وہاں اب موت سا سناٹا گھر کر گیا۔

"تم بھی شامل ہو جاؤ ہماری خوشیوں میں حداد عالم کفیر ہمیں خوشی ہوگی تمہاری خاطر داری کرنے میں " ثوبان نے اپنی جگہ سے اٹھتے دونوں ہاتھ جیب میں اڑساتے حداد کو جلا دینے والی مسکراہٹ کے ساتھ کہا تو اس لومڑی کے ساتھ خوشی منانے کا لفظ سنتے مقدس نے پہلے ثوبان اور پھر شمائلہ کو گھورا۔

"مجھے خوشی ہوگی تمہارا جنازہ ادا کر کے ثوبان جازم داؤد۔۔ کبھی موقع دے کر دیکھو " حداد بھی کہاں کسی سے کم تھا اینٹ کا جواب پتھر سے دینا باخوبی جانتا

تھا اپنے بھائی کے لیے یہ دھمکی سنتے یاسر، مصطفی اور فراج نے اپنی مٹھیاں ضبط سے بھینچ لیں۔

"لیکن مجھے موقع کی ضرورت نہیں میرے حق پر کوئی ڈاکا ڈالے میں اس کے منہ میں زم زم ڈالنے کی بھی مہلت نہیں دوں گی " مقدس جو کہ خونخوار نظروں سے شمائلہ کی پیٹھ کو گھور رہی تھی ثوبان کو دیکھتی گرجی ثوبان مقدس کی سفید رنگت میں گھلتی غصے اور جیلسی کی سرخی دیکھتا خاصا محفوظ ہوا تھا۔

"اپنی اوقات میں رہو لڑکی۔۔"روقیہ بیگم مقدس کی بات پر غصے سے بولی۔

"میری کیا اوقات ہے یہ یہاں کھڑا ہر شخص جانتا ہے اور حیرت ہے مجھے آپ اپنی بھانجی کو میرے شوہر پر ڈورے ڈلوانے کے لیے بڑی بے تاب ہیں چچی ساسوں حضور " مقدس نے طنزیہ مسکراتے اپنے میٹھے لہجے میں روقیہ بیگم کو جواب دیا مقدس کی بات کا مطلب سمجھتے شمائلہ کے رونے میں مزید روانگی پیدا ہوچکی تھی۔

"بس بہت ہو گیا چاچا جان اب میں یہاں اپنی اور اپنی بیٹی کی بے عزتی کروانے کے لیے ایک پل اور نہیں رکو گا " سہیل صاحب نے ثاقب داؤد سے کہتے اپنی بیٹی کو بہن سے جدا کرتے اپنے بازوؤں کے حلقے میں لیے وہاں سے روانہ ہوئے ثاقب داؤد نے لب بھینچے یہ منظر دیکھا تو روقیہ بیگم اپنے بھائی کو روکنے کی غرض سے بڑھی تھی جنھیں شازم صاحب نے آنکھوں کے اشارے سے منع کیا یقیناً اگر ابا جان چپ تھے تو کوئی وجہ ہوگی روقیہ بیگم بل کھاتی مقدس کو دیکھتی رک گئی ان کا بس نہیں چلا اپنی اکلوتی بھانجی کی خوشی کو خراب کرنے پر مقدس کا منہ نوچ لے۔

"یہ تماشا کیا ہے ثاقب داؤد؟؟"شاہد کفیر اپنے جگری یار کی شرمندگی سے جھکی نظروں کو دیکھتے گویا ہوئے تو شاہد کفیر کے پانچ سال بعد خود کو مخاطب کرنے پر ثاقب داؤد کے دل کو دھکا لگا انھوں نے قرب سے نظریں اٹھائے اپنے جگری یار کو دیکھا جس کی آنکھوں میں دشمنی کا لاوا جل رہا تھا۔

"جو تم دیکھ رہے ہو شاہد کفیر " ثاقب داؤد نے دوبدوک کہا تو شاہد کفیر نے ضبط سے مٹھیاں بھینچ لیں۔

"اگر اس گھر میں خوشیوں کے شادیانے بجے تو اگلے پل میت اٹھے گی۔۔ہماری خوشیاں برباد کر کے تم لوگ خوشیاں نہیں منع سکتے " اعظم صاحب جو کب سے خود پر ضبط کیے تھے گرجے۔

"اگر خوشیاں تم لوگوں کی برباد ہوئیں ہیں تو عزت ہماری بھی نیلام ہوئی ہے۔۔ ہمارے معاملات میں مت بولو تم اعظم کفیر " شازم صاحب دانت پر دانت جمائے گویا ہوئے وہاں کا ماحول اتنی سردی میں بے حد گرم ہوچکا تھا۔

"یہ میرے بیٹے کی خوشیوں کا معاملہ ہے اور ہم لوگ ڈرتے نہیں تم لوگوں سے۔۔" جازم داؤد بھی بھائی کا ساتھ دیتے بولے۔

"تو مت بھولو جازم داؤد مقدس منکوحہ ہے ثوبان کی۔۔تم ثوبان کی دوسری شادی کسی صورت نہیں کر سکتے "عالم کفیر نے ماحول کو پر سکون کرتے کہا۔

"تو ٹھیک ہے ثوبان ابھی مقدس کو طلاق دے گا " شازم داؤد نے جیسے یک زبان فیصلہ کیا ان کے الفاظ نے ثوبان کے جسم میں آگ دوڑا دی ثوبان مر تو سکتا تھا مگر اپنے سے جڑی لڑکی کو کسی صورت طلاق دینے کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا اور ایسی لڑکی کو تو قطع ہی نہیں جس سے ثوبان محبت نہیں عشق کرتا ہے ثوبان نے ضبط بھری نظروں سے اپنے چاچا جان کو دیکھا یہ بات اگر کوئی غیر کرتا ثوبان کسی کی بھی پرواہ کیے بنا اس کے سینے میں گولیاں اتارنے سے باز نا آتا مگر یہاں اس کے چاچا جان کھڑے تھے جو اس کے لیے باپ کے برابر تھے۔

"اگر ثوبان مقدس کو طلاق دے گا تو حداد بھی عترت کو طلاق دے گا " اعظم صاحب کے جسم میں انگارے پھوٹے تھے اپنے دشمنوں کی بات پر جبکہ حداد سپاٹ چہرے سے سب کو دیکھ رہا تھا یہ اس کا دل اور رب ہی جانتا تھا عترت کو طلاق دینے والی بات پر حداد کے جزبات ثوبان سے قطعی مختلف نا تھے وہ مشرقی غیرت مند مرد تھے دشمنوں کی بیٹیوں کو بھی اپنی بیوی کے عہدے پر

فائز کر کے کسی غیر مرد کے لیے کیسے چھوڑ سکتے تھے یہ تو ان کی غیرت کو بغیرت کہنا ہوا!!۔۔مصطفی نے اپنی لاڈلی بہن کے لیے طلاق کا لفظ سنتے دو قدم غضب وغصے سے آگے بڑھائے تھے اور حداد کا کالر پکڑتے اسے ایک پنچ رسید کر گیا سرخ کشمیریوں جیسی رنگت میں خطرناک حد تک سرخی گھولی تھی کالی آنکھیں چنگاری جیسے سرخ ہو چکی تھیں بلیک بینٹ وائٹ شرٹ اور کوٹ میں مصطفی کا جسم غصے کی حدت سے گرم ہو چکا تھا مصطفی نے کوٹ اتار کر زمین بوس کرتے اپنے کف موڑے حداد کو سیدھا کرتے دوبارہ حملہ کرنا چاہا مگر حداد سیدھا ہوتا مصطفی کے پیٹ پر پیر رکھتا اسے دور کر گیا کک اتنی زور دار تھی کہ آواز سے خواتین نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔

"میری بہن کو طلاق دے گا۔۔اس سے اچھا اپنی بہن کو اپنے ہاتھوں سے بیوہ بنا دو گا " مصطفی دھاڑا اور ایک پیر ہوا میں بلند کرتا دوسرے سے حداد کے چہرے پر کک مار گیا داؤد خاندان جانتا تھا کہ شادی کی صبح ہی عترت کو کفیر حویلی سے دور شفٹ کر دیا گیا تھا عترت چاہتی تو واپس داؤد خاندان آسکتی تھی

لیکن اس نے اپنے شوہر کے خاندان کے ہر فیصلے کو اہمیت دی یہ بات واضح تھی کہ عترت کے لیے حداد اور کفیر خاندان کیا معنی رکھتا تھا اور ایک یہ بے حس لوگ تھے جو اس معصوم کے جزبات کو یوں روندھ رہے تھے حداد سے جدائی عترت کی جان بھی لے سکتی تھی وہ بچپن سے ہی بہت حساس تھی لیکن یہ بات حداد ہی جانتا تھا اگر عترت واپس داؤد خاندان میں لوٹنے کا سوچتی بھی حداد عترت کی جان لینے سے بھی پیچھے نا ہٹتا وہ اپنی بیوی کے معاملے میں کافی حد تک جنونی تھا۔

"تیری بہن کو نا میں طلاق دوں گا اور مجھے مارنے کی بات تو چھوڑ دے سالے تجھے اب سے ہر سال ماموں بھی تو بنانا ہے " حداد مصطفی کے پنچ کو اپنے منہ کا حصہ بننے سے پہلے ایک ہاتھ سے پکڑتے بولا مصطفیٰ کے وزنی اور دم دار ہاتھ کو اپنے کسرتی ہاتھ سے جھٹکا دیتے حداد نے مصطفی کو پنچ رسید کیا۔

"کمینے تیری جان لے لو گا میں " مصطفی ماموں والی بات سنتا مزید سرخ ہوتا دھاڑتا آگے بڑھتا جب یاسر نے اسے دونوں ہاتھوں سے جکڑا بلیک تھری پیس

سوٹ میں سیاہ آنکھوں والا تیکھی ستون ناک والا یاسر شازم داؤد غصے سے خود حداد کو دیکھ رہا تھا کوئی وقت تھا جب انھوں اچھا وقت گزارا تھا مگر تھا تو وقت ہی۔۔البتہ فراج خاموش تھا حداد کی گستاخ باتوں سے خون تو اسکا بھی کھولا تھا مگر وہ اور یاسر چاہ کر بھی حداد سے بدتمیزی نہیں کر سکتے تھے شاید کچھ اچھے پلوں کی یادیں اب بھی انھیں روکے ہوئیں تھیں۔

"میں اپنی جان تیری خوبصورت بہن کو نا دو تو تو پھر سالا ہے" حداد مصطفی کی دھاڑ سے محفوظ ہوتا اپنا جبڑا سیدھا کیے مصطفی کو سیخ پا کر گیا۔

"لیکن میں ایک رات میں تیری خوبصورت بہن کو خراج کے طور پر اپنی جان ضرور دے سکتا ہوں" ثوبان جو کب سے عترت کے لیے یہ الفاظ سنتے سرخ پڑ رہا تھا حداد کو باور کروا گیا ثوبان کی معنیٰ خیزی بات پر مقدس نے شرم سے سرخ پڑتے اپنی مسکراہٹ چھپانے کے لیے اپنا رخ موڑا لیکن روقیہ بیگم کو غصّے اور غضب سے خود کو دیکھتا پا کر اپنے ڈوپٹے کا پلو منہ میں لیتے گوار عورتوں کی طرح شرمانا فرض سمجھا مقدس کی حرکت پر روقیہ بیگم نے لاحول پڑھتے

مقدس کو شرم دلانی چاہی مگر بے سود مقدس کی حرکت اور روقیہ بیگم کے لاحول پڑھتے دیکھ قندیل نے اپنی ہنسی چھپائی وہ روقیہ بیگم کے قریب پرپل پیروں کو چھوتی فراک اور سر پر سلیقے سے لیے ڈوپٹے میں کانچ کی گڑیا لگ رہی تھی۔

"بس کرو تم تینوں ہم ابھی زندہ ہیں اور آج تک ہمارے خاندانوں میں طلاقیں نہیں ہوئی تم لوگوں کی ہمت کیسے ہوئی ہم بڑوں کے سامنے ایسی گھٹیا اور بے شرمی والی باتیں اور طعنے کسنے کی " ثاقب داؤد نے حداد ، مصطفی اور ثوبان کو ناگواری سے جھڑکا وہ کب سے ان گدھوں کی باتیں برداشت کر رہے تھے۔

"خاندان میں تو اس سے پہلے اور بھی بہت کچھ نہیں ہوا تھا ثاقب داؤد ضروری نہیں جو پہلے نا ہو وہ اب بھی نا ہو " شاہد کفیر ثاقب داؤد کو دیکھتے ہوئی عجیب زخمی سی مسکراہٹ لیے گویا ہوئے تو ثاقب داؤد ان کا طنزیہ انداز سمجھتے رخ پھیر گئے۔

"یہ وقت دشمنی بڑھانے کا نہیں ہے۔۔اگر بچیوں کے نصیب کا کھیل چل رہا ہے تو شاہد کفیر اپنا غصّہ اور پرانی باتوں کو نظر انداز کر دو اگر بچیاں اس دشمنی میں شامل نا ہوتی تو ہم بھی کسی صورت تمہیں صلح کا نا کہتے " ثاقب داؤد نے ایک جملے میں جیسے بات ہی ختم کر دی عترت بھی داؤد خاندان سے اکیلی نہیں تھی جو ایک کفیر کی بیوی تھی جویریہ کا نکاح بھی تو حنان سے ہوا تھا تو کفیر خاندان کی بھی دو بیٹیوں کی زندگیوں کا سوال تھا شاہد کفیر نے بھی ثاقب داؤد کی بات سنتے اور سمجھتے لب بھینچے تھے۔

"صلح تو ہر گز نہیں ہو گی۔۔اگر بات عترت کی ہے تو ہماری بیٹی ہم پر بوجھ نہیں۔۔"شازم داؤد اپنے باپ کی بات پر احتجاج کرتے بولے۔

"بوجھ تو ہماری بیٹیاں بھی نہیں ہم پر شازم داؤد۔۔لیکن تم یہ مت بھولو ہم کفیر ہیں مر سکتے ہیں اپنے سے جڑی عورتوں کو چھوڑ نہیں سکتے کسی اور کے ساتھ جڑنے کے لیے۔۔۔اگر ہماری بیٹیاں نہیں بسے گی تو بسے گی تمہاری بیٹی بھی نہیں جانتے تو ہو تم عترت کی تو شادی ہو چکی ہے مگر جویریہ کا تو نکاح ہوا

ہے حنان سے کیا پوری عمر اپنی بیٹی کو اپنے گھر کی دہلیز پر بیٹھانے کا ارادہ ہے ؟؟" عالم کفیر بھی سیخ پا ہوتے بولے تھے وہ کب سے یہ سوچ رہے تھے کسی طرح بس یہ معاملہ حل ہو جائے وہ چاہتے تھے اب یہ دشمنی ختم ہو پانچ سال سے وہ دو خاندان دشمنی کی آگ میں جل رہے تھے اور آخر کب تک جلنا باقی تھا۔۔شازم داؤد اس بار بلکل ستے میں آگئے ان کے پاس اب واقعی اس بات کا جواب نا تھا وہ بھی سمجھتے تھے کفیر کبھی بھی ان کی بیٹیوں کو نہیں چھوڑے گے اور نا ہی کسی اور کا ہونے دے گے اور جویریہ کو ؟ جویریہ کو اس بدنامی کے بعد کون اپنا نام دے گا ؟؟ شازم داؤد نے ڈوبے دل سے سوچا اپنے باپ کے چہرے سے ان کی سوچ پڑتی ثوبیہ بیگم کے پاس کھڑی سفید سوٹ سلوار میں شانوں پر ڈوپٹہ ڈالے جویریہ نے ضبط سے اپنے ڈوپٹے کے پلوں کو تھامتے آنکھیں میچ کر واہ کی ان آنکھوں میں غصہ ، بے بسی اور آگ سی تپش صاف واضح تھی جویریہ نے رخ پلٹتے تیزی سے اپنے روم کا رخ کیا اس کی سانسیں بار بار غصے کی حدت سے پھول رہیں تھیں۔

"کیا چاہتے ہو تم ؟؟" شاہد کفیر نے بات ختم کرنی چاہی یہ وقت لڑنے کا نہیں فیصلہ کرنے کا تھا۔

"ابھی اسی وقت مقدس کی رخصتی " ثاقب داؤد نے کچھ سوچتے ہوئے سب کے سروں پر جیسے دھماکا کیا۔

"میری بیٹی ہے کوئی گڑیا نہیں جس کی رخصتی ہم منٹوں میں کر دے " عالم صاحب تو یہ بات سنتے ہی ناگواری سے بولے جبکہ اعظم کفیر ، حداد اور شاہد کفیر خاموش رہے۔

"نکاح ہو چکا ہے سسر جان اور میں ثوبان جازم داؤد مقدس عالم کفیر جو کہ مقدس ثوبان داؤد ہے کی رخصتی جب چاہے کروا سکتا ہوں مجھے کوئی نہیں روک سکتا اور اگر آپ کو اعتراض ہے تو پھر ٹھیک مجھے بھی منگنی کرنے سے کوئی نہیں روک سکتا۔۔اب مرضی آپ کی ہے اپنی بیٹی کو سہاگن کرنا چاہتے ہیں یا اس کی سوتن کے ہاتھ میں انگوٹھی دیکھنا پسند کرے گے " ثوبان نے کندھے اچکاتے اپنے دادا جان کی سائیڈ لیتے کہا تو ثوبان کی نیلی آنکھوں میں

ناچتی شرارت دیکھ ثاقب داؤد کو اپنے پوتے کا صدقہ اتارنے کا دل کیا البتہ شازم اور جازم صاحب خاموش تھے تو مقدس کے تو ثوبان کی بات سنتے جسم میں آگ لہرا گئی وہ دنیا کا پہلا منحوس داماد تھا !! جو اپنے سسر کے سامنے اپنی بیوی کی رخصتی کروانے کے لیے انھیں دوسری منگنی کی دھمکی بنا خوف کھائے دے رہا تھا۔۔عالم صاحب نے ثوبان کی دھمکی پر اسے خونخوار نظروں سے گھورا۔

"تیری۔۔"حداد ثوبان کی بات پر غصے سے اس کی طرف تنی رگوں سے قدم بڑھانے لگا جسے شاہد کفیر نے ایک ہاتھ پھیلائے روکا۔

"ہم تم لوگوں کی دھمکیوں سے ڈر جائے اتنے برے دن نہیں آئے کفیر مردوں کے۔۔لیکن بات ہماری پوتی کی ہے تو ہم سب سے پہلے اپنی پوتی سے پوچھے گے اگر اسے زرا سا بھی اعتراض ہوا تو ہم رخصتی تب تک نہیں کرے گے جب تک ہماری پوتی نا چاہے۔۔۔مقدس بیٹا تم کیا چاہتی ہو ؟؟" شاہد کفیر

ان دادا پوتے کی مسکراہٹ دیکھتے ناگواری سے بولے اور پھر مقدس کا سرخ ہوتا چہرہ دیکھتے پوچھ بیٹھے۔

"مجھے کوئی اعتراض نہیں" مقدس نے چار لفظوں میں جواب دیتے ایک پل میں اس گرم ماحول کو سناٹے کی زد میں کیا جبکہ ثوبان کے چہرے پر صاف فتح مندی لہرا رہی تھی وہ یہ ہی تو چاہتا تھا مگر مقدس کی بات پر شاہد کفیر نے جہاں سر اثبات میں ہلایا تو عالم اور اعظم صاحب خاموش ہی رہے جبکہ حداد نے اپنی باغی بہن کی پشت کو گھورتے اور ثوبان کی جلا دینے والی مسکراہٹ پر ایک نظر مارتے وہاں سے غصے کے عالم میں لمبے لمبے ڈنگ بھرتا سامنے آئی چیئر کو ٹھوکر مارتا داؤد حویلی سے نکلا۔

"میں نفرت کرتی ہو تم سے حنان اعظم کفیر نفرت کرتی ہو میں تم سے۔۔۔"

جویریہ اپنے شاندار کمرے میں آتی ڈریسنگ مرر سے ہر چیز زمین بوس کرتی

ہزیانی انداز میں چیخ رہی تھی سنہیری آنکھوں سے پل پل آنسو بہتے عارضوں پر بہہ رہے تھے سفید گلابی رنگت خطرناک حد تک سرخ ہو چکی تھی جیسے پورے جسم کا خون سمٹ کر چہرے پر جھلک رہا ہوں غصے کی حدت سے اسے اپنی سانسیں پھولتی محسوس ہوئیں اسے استھما تھا آٹھ سال کی عمر میں اسے یہ بیماری ہوئی تھی جب بھی جویریہ غصے یا خوف میں ہوتی اسی طرح اس کی سانسیں اکھڑنے لگتی تھیں یہ پروپر استھما بھی نا تھا مگر غصے اور خوف کی حالت میں یہ جویریہ کے لیے جان لیوا بھی ثابت ہو سکتا تھا وہ آٹھ سال کی عمر سے خاموش ہو چکی تھی ایسی خاموشی جس کے بعد کسی نے بھی جویریہ کو کبھی کھلکھلاتے نہیں دیکھا تھا وہ کب اکیلا رہنا سیکھ گئی کسی کو بھی علم نا ہوا یہاں تک کے اس کی ماں کو بھی نہیں۔۔۔جویریہ کے بارے میں اس کے انڈر کام کرنے والے داؤد امپائر کے امپلوئز کی یہی رائے تھی کہ وہ سفاک عورت تھی اسے کام میں لاپرواہی بلکل نہیں پسند تھی وہ کسی پر بھی رحم کرنا گوارا نہیں کرتی تھی اس بات سے تو روقیہ بیگم بھی پریشان تھیں وہ کسی بھی راہ چلتے فقیر

کو دیکھتے اور رحم کی فریاد کرنے والے سے ایسے منہ موڑ لیتی تھی جیسے اسے ان سے گھن آرہی ہو جویریہ کی شخصیت سے پہلے پہلے سب حیران ہوئے مگر پھر کوئی جواز نا ملتے سب ہی جویریہ کی سیرت کے عادی ہوگئے وہ اپنے گھر کے معملات میں بھی حصہ نہیں لیتی تھی اور نا ہی کفیر خاندان سے دوستی اور دشمنی کے دور میں وہ ان کے کسی بھی فرد سے محبت یا نفرت ظاہر کر پائی تھی جویریہ شازم داؤد کو آٹھ سال کی عمر سے صرف ایک شخص سے نفرت تھی اور وہ نفرت اٹھائیس سال کی عمر تک کا سفر طے کرتی سفاکیت کا رنگ لے چکی تھی وہ شخص کوئی اور نہیں اس کا شوہر حنان اعظم کفیر تھا۔۔جویریہ نے لڑکھڑاتے پیرو کو حرکت دیتے بیڈ تک کا سفر نیچے بیچھے کانچ کے ٹکروں پر طے کیا بیڈ پر ڈھنے والے انداز میں بیٹھتے سائیڈ ٹرار سے انھیلر نکالا اور اپنے منہ کے اندر اس کی مدد سے لمبی لمبی سانسیں کھینچتے سانس لینی شروع کی پیروں سے خون کی چھوٹی چھوٹی بوندیں بہہ رہی تھیں مگر پرواہ کسے تھی؟؟ وہ تو اپنی سانسیں محفوظ کر رہی تھی جیسے اس کے لیے زندہ رہنا ہر عزیت ہر تکلیف سے

زیادہ ضروری تھا وہ واقعی بہت عجیب معلوم ہوتی تھی اس قدر زخموں اور خون بہنا تو دور کی بات افق اور قندیل زرا سی چوٹ پر ہی پوری حویلی سر پر اٹھا لیتی تھی عترت بھی بچپن سے معصوم اور حساس تھی مگر یہ جویریہ تھی وہ اپنی ہر تکلیف ہر احساس کو سلانے کا جزبہ رکھتی تھی۔۔اپنی سانسیں ہموار محسوس کرتے جویریہ نے انہیلر واپس ٹرار میں ڈالا اور وہاں سفید مرجھایا ہوا گلاب نکلاتے اپنی سنہیری آنکھوں کے سامنے کیا۔۔

"حنان اعظم کفیر میں تمہاری روح کو اس طرح ناسور دو گی کہ تم نا زندہ رہ پاؤ گے نا مر پاؤ گے اپنی سفاکیت سے تمہیں راکھ کر دوں گی۔۔یہ وعدہ ہے جویریہ شازم داؤد کا تم سے" جویریہ نے عجیب سی مسکراہٹ لیے اس گلاب کو تھامے سر کے بل بیڈ پر ڈھ گئی اور ہنسنے لگی بے تحاشہ ہنسنے لگی جو کچھ دیر پہلے چیخ چیخ کر پاگل ہو رہی تھی وہ اب ہنس ہنس کر پاگل معلوم ہوتی تھی۔

یہ منظر تھا جیل کا جہاں سب قیدی اپنے اپنے سیل میں خاموشی کی نیند سو رہے تھے یہ جیل ریپیسٹ کی پناہ گاہ تھی جہاں وہ اپنے کیے گئے گناہ کی سزا کاٹتے تھے مگر اس گناہگاروں کی جیل میں ایک فرشتہ صفت شخص بھی تھا جو ناکردہ گناہ کی سزا کاٹ رہا تھا جسے پانچ سال سے باہر کی دنیا ریپسٹ اور ایک جانور کے نام سے جانتی تھی جسے پانچ سال پہلے ایک دنیا کفیر خاندان کے فرشتے کے نام سے جانتی تھی اور جیل کی دنیا میں شروعات سے اسے معصوم انسان کہتے تھے۔۔اس جیل کی خاصیت تھی کہ وہاں لوگ جانور سے انسان بن کر جاتے تھے مگر وہ پہلا شخص تھا جو اس جیل میں رہتے جانور سے انسان نہیں بلکہ انسان سے جانور بنتے جا رہا تھا۔۔حنان اعظم کفیر کی رہائی میں چند دن رہ گئے تھے اور ان دنوں کے ختم ہونے کا ہی تو وہ شیطان انتظار کر رہا تھا موت سے سناٹے میں جیل کی سیمنٹ سے بنے تختے پر اتنی سردی میں وہ شخص اس تختے کے بیچ پر دونوں ہاتھ ٹکائے پیروں کو ترچھا زمین پر جمائے پوش آپس(push-up) کررہا تھا سرمئی نظریں چہرے کے ساتھ جھکی سفید گلاب

کی زمین پر بکھری پتیوں کو دیکھ رہا تھا وہ گلاب پانچ سالوں میں ہر روز تازہ اس کے پاس آتے تھے اسے بھجوانے والے کا نام جانتا تھا حنان یہ گلاب ہی تو ان کے بیچ تعلق کو ان کے لحاظ سے ظاہر کرتے تھے ان پانچ سالوں میں ایک دن بھی ایسا نا تھا جب جویریہ شازم داؤد نے حنان اعظم کفیر کی بربادی پر مبارک بات پیش کرتے اسے سفید نایاب گلاب نا بھیجا ہو اور ان پانچ سالوں میں ایک دن بھی ایسا نا تھا جب حنان اعظم کفیر نے ان گلاب پر نظریں جمائے بدلے کی آگ میں خود کو نا جلایا ہو۔

"جلد ملاقات ہوگی تم سے۔۔۔جویریہ شازم داؤد ایک فرشتہ صفت انسان کو شیطان بننے پر مجبور کیا ہے تم نے اور اب یہ شیطان ہی تمہاری سفاکیت مٹائے گا تمہارے روح پر درندگی کے وہ داغ چھوڑو گا کہ تمہاری روح بھی رحم کی بھیک مانگے گی۔۔یہ وعدہ ہے حنان اعظم کفیر کا تم سے " حنان دفعتا سیدھا ہوتا زمین کے یک ٹھنڈے فرش پر بیٹھتے ایک سفید گلاب کو تھامے اپنی آنکھوں کے سامنے کرتا مسکرایا اور فرش پر پشت کے بل باہیں پھیلائے چت

لیٹ گیا پھر یہ مسکراہٹ قہقہے میں تبدیل ہوگئی وہ ہنستا ہوا کوئی دیوانہ معلوم ہو رہا تھا اس کہانی کے دو کردار مختلف صورتوں میں دیوانہ وار ہنس رہے تھے جن کے دل کرب سے بھرے پڑے تھے دونوں کے ہاتھوں میں ہی سفید گلاب تھا وہ گلاب جو امن کی نشانی تھا جسے کچھ لوگ دوستی کا وجود بھی کہتے تھے وہ گلاب ان دونوں کرداروں کی زندگیوں میں نفرت سے لکھی کونسی تباہی اور بربادی لانے والا تھا یہ تو وقت کا چکر ہی بتلانے والا تھا۔۔۔

\---------------------------

ثاقب داؤد کے کہنے اور مقدس کی رضا مندی پر اسی وقت رخصتی کی اجازت دے دی گئی شاہد کفیر اپنی پوتی کو سینے سے لگائے خوش اور مضبوط رہنے کی دعا دیتے وہاں سے اعظم اور عالم صاحب کے ساتھ روانا ہوچکے تھے لیکن اپنے داماد کو آنکھوں سے اپنی بیٹی کے لیے وارنگ دینا قطعی نہیں بھولے تھے جس پر ثوبان نے دانت پر دانت جمائے ضبط کیا تھا جبکہ ثوبیہ بیگم بے حد خفا ہوتیں اپنے کمرے کا رخ کر گئیں تھیں اور یہی عمل روقیہ بیگم نے بھی انجام دیا تھا

جویریہ تو پہلے ہی اپنے روم میں چلی گئی تھی تو شازم اور جازم داؤد بھی اپنے کمروں کا رخ کر گئے تھے دادا جان قندیل سے مقدس کو ثوبان کے روم میں چھوڑنے کا کہتے بیٹھک کا رخ کر گئے یاسر اور فراج نے مہمانوں کو گھر روانہ کردیا تھا تو مصطفی بھی اپنے اشتعال کو قابو کرتا گاڑی کی چابی لیے باہر کا رخ کر گیا جب وہ بے حد غصے میں ہوتا وہ بے مقصد ہی ڈرائیونگ کرتا تھا اور اگر زیادہ ہی پریشان ہو تو شاہ میر ہاؤس کا رخ کر جاتا تھا جہاں اس کے باپ اور ماں کی بہت سی یادیں تھیں۔

مقدس کو ثوبان کے روم میں بھیج دیا گیا جبکہ قندیل مقدس کو فورا بھابھی بناتی دوستی کر چکی تھی اسے تو ہمیشہ سے ہی اپنے بھائی کے لیے مقدس پسند تھی ناکہ اپنے ماموں کی روتو سی بیٹی شمائلہ اور یہی رائے افق کی تھی جو ثوبان کی منگنی پر پورا پورا احتجاج کرتی طبعیت خراب کا بہانہ بنائے اپنے روم میں لاک تھی۔

قندیل مقدس سے کھانے کا پوچھتی جا چکی تھی کیونکہ مقدس نے کھانے سے منع کر دیا تھا قندیل کے اتنے اصرار کے باوجود مقدس ثوبان کے روم کا جائزہ لے رہی تھی پانچ سالوں میں یہ روم کافی تبدیل ہو چکا تھا وائٹ اور گولڈ کے انٹیریئر سے سجا شاندار کمرہ جو اپنے مالک کے اعلیٰ ذوق کو واضح کر رہا تھا وہ بچپن سے ہی جانتی تھی ثوبان کے اعلیٰ ذوق اور پسند کو اور جانتی بھی کیسے نا ثوبان کی دیوانی جو تھی لیکن آج ثوبان کے منگنی والے پل چہرے پر پھیلے سکون کو دیکھتے مقدس کا دل کرچیوں میں ٹوٹا تھا وہ اس شخص کے لیے کس قدر دیوانی تھی کہ آج تک اس نے ثوبان کے علاوہ کسی دوسرے شخص کو تصور بھی نہیں کیا تھا اور ایک وہ ظالم بے مہر شخص تھا جو مقدس کی جگہ کسی اور کو دینے والا تھا کیا وہ مجھ سے محبت نہیں کرتا ؟اس کے نزدیک میری کوئی اہمیت نہیں کہ میرے حق میری جگہ وہ کسی اور کو بھی دے سکتا ہے ؟ مقدس نے ڈوبتے دل کے ساتھ سوچا تھا نظریں بیڈ کے اوپر بڑے سے پورٹریٹ میں ثوبان کی مسکراہٹ پر مرکوز تھیں اتنے میں ہی دروازہ کھلا اور ثوبان روم میں

داخل ہوا دروازہ بند کرتے ثوبان کی نظر بیڈ کے پاس کھڑی مقدس کی پشت پر گئی جو اپنی خیالی دنیا میں گم ثوبان کے دروازہ بند کرنے پر بھی متوجہ نہیں ہوئی ثوبان نے اپنا کوٹ اتارتے صوفے پر اچھلا اور کف کہنیوں سے زرا نیچے فولڈ کرتے دونوں ہاتھ جیبوں میں اڑسائے اور مقدس کے قریب کھڑا ہوا اپنے آس پاس مردانہ دلکش سی کلون کی خوشبو انھیل کرتے مقدس ہوش میں آتی پلٹی ہی تھی کہ ثوبان کے فولادی سینے سے ٹکراتی بیڈ پر پیٹھ کے بل گرتی کہ ثوبان نے اپنا ہاتھ مقدس کی کمر پر لپیٹتے اسے گرنے سے بچایا اپنے ہاتھ کی مزید مقدس کی کمر پر گرفت جماتے ثوبان نے اپنے سینے میں مقدس کو بھینچا مقدس شرم سے پلکوں کو سجدہ ریز کر گئی ثوبان کے چہرے پر مبہم سی مسکراہٹ بکھر گئی۔

"ابھی تو میں نے ایسا کچھ کیا بھی نہیں بیوی کہ تم یو شرما جاؤ " ثوبان نے مقدس کے سرخ ہوتے چہرے کو دیکھتے کہا تو مقدس نے بامشکل پلکیں اٹھائے

ہیزل گرین آنکھوں سے نیلی آنکھوں میں دیکھا وہ پہلی دفعہ زندگی میں کسی مرد کے اس طرح قریب کھڑی تھی۔

"میں نہیں۔۔آپ۔۔چھوڑے مجھے جائیں اپنی منگنی کریں جا کر یہاں کیا کرنے آئیں ہیں " مقدس ثوبان کے سینے پر دونوں ہاتھوں سے وزن دیتی پہلے جھجھک اور پھر غصے سے خالص بیویوں والے انداز میں گویا ہوئی ثوبان تو اپنی بیوی کے کچھ دیر پہلے شرمانا اور اب دوبارہ شیرنی انداز دیکھ کر آنکھیں پھیلا گیا۔

"اس منگنی کے بدلے تو تمہاری رخصتی کروائی ہے بیوی اب کون کمبخت اتنی خوبصورت بیوی کو چھوڑتے جنوری کی ڈھنڈ میں منگیتر کے در کی خاک چھانے جب منگیتر کیا دنیا بھولانے کا نشہ میری باہوں میں ہے " ثوبان مقدس کے چہرے کے نقوش کو دیکھتے دوسرے ہاتھ سے مقدس کے چہرے کو اپنے مزید قریب کرتا گویا ہوا مقدس کی پلکیں پھر لرزتی عارضوں پر سجدہ ریز ہوئیں۔

"اس طرح شرماؤ گی جاناں تو دنیا بھلا سکتا ہو۔۔تمہارے صدقے جاناں خود کو لٹا سکتا ہو۔۔"ثوبان نے خمار بھرے لہجے میں کہتے مقدس کو مزید خود کے قریب کیا تو مقدس کو بھی خود میں سمٹنے پر مجبور کردیا۔

"مجھے شاور لینا ہے اور اچانک رخصتی پر میرے پاس کپڑے۔۔"مقدس نے جھجھک سے ثوبان کی زومعنی بات کو پورا ہونے سے پہلے ٹوکا تو ثوبان نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا وہ خوب سمجھ رہا تھا یہ اس کی بیوی کی اس سے بچنے کی کوشش ہے۔

"اب تمہیں میرے پاس آنے کی اتنی جلدی تھی میں کیا کرو فورا ہی رخصتی کو مان گئی۔۔خیر تم میری شرٹ اور ٹراوزر پہن سکتی ہو بیوی صبح تمہاری ضرورت کا ہر سامان اس روم میں مل جائے گا تمہیں" ثوبان نے مقدس کو آگ لگاتے فراغ دلی دیکھائی مقدس نے ثوبان کی بات پر اسے گھورنا شروع کیا خود ہی تو کچھ دیر پہلے رخصتی کروانے کے لیے دھمکی دے رہا تھا اور اب کیسے سارا الزام مقدس پر ڈال کر احسان کر رہا ہے یہ شخص۔

"بلکل۔۔پتا ہے یہ چغل مارتے ہوئے کتنے منحوس لگ رہیں ہیں آپ ؟؟ "

مقدس نے ایک سانس کھینچ کر قدم ڈریسنگ روم کی طرف بڑھائے ثوبان کو اپنی بیوی کی زبان سنتے جیسے صدمہ ہوا وہ کچھ دیر کے لیے انی جگہ سے ہل بھی نا پایا لیکن خود کو کمپوز کرتے رخ ڈریسنگ روم کی چوکھٹ پر کھڑی اپنی بیوی کی طرف کیا جو اپنے شوہر کا صدمہ روپ بڑی فرصت سے انجوائے کر رہی تھی۔

"کچھ دیر پہلے اپنے شوہر کو قتل کرنے کے لیے گن لوڈ کرنے والی جہنمی عورت سے تو کم ہی منحوس لگ رہا ہوں بیوی " ثوبان نے اطمینان سے کہا تو مقدس جل کر ہنسہ کر گئی جس پر ثوبان "تمہاری تو۔۔"کہتے اس کی طرف قدم بڑھانے لگا تو مقدس اس دیو کی قید میں جانے سے پہلے ہی ڈریسنگ روم لاک کر کے کھکھلا دی ثوبان بھی نفی میں سر ہلاتا دروازہ کو دیکھتا رہ گیا۔

\-

مصطفیٰ بے مقصد ڈرائیونگ کرتا اپنے اشتعال کو قابو کرنے کی کوشش کر رہا تھا جو کسی صورت کم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا حداد پر غصے کا یہ عالم تھا کہ وہ اپنے بھاری بھرکم ہاتھ کا موقع بناتے بار بار فرسٹریشن میں سٹرنگ پر مار رہا تھا اس کی بہن حداد کے خاطر ان سب کو فراموش کر گئی تھی اور حداد نے عترت کے لیے کیا کیا تھا ؟؟ وہ اس وقت بھی خاموش رہا جب اسے کفیر حویلی سے دور اکیلے رہنے کو بھیجا جا رہا تھا کس قدر نازو سے پالا تھا حداد نے اپنی بہن عترت کو ماں باپ کا پیار بھائی کی صورت میں نچھاور کیا تھا اور صرف حداد نے ہی نہیں داؤد حویلی کے مکینوں نے بھی عترت کو بہت چاہا تھا عترت مصطفیٰ سے چھ سال چھوٹی تھی اور بچپن سے معصوم نازک سی اکیلے رہنے سے ڈر جانے والی اور وہ صرف حداد جیسے شخص کے لیے پانچ سال کا تنہا ہجر کاٹ کر لوٹی تھی وہ بھی شاہد کفیر نے اسے واپس بلایا ورنہ وہ پتا نہیں کب تک یہ ہجر بھری زندگی گزارتی رہتی ایک دفعہ یہ شخص اس کی بہن اور اپنی بیوی سے ملنے تک نا گیا مصطفیٰ ثاقب (داؤد اپنے نانا جان) کے کہنے پر لاتعلقی اختیار کیے

ہوئے تھا کفیر خاندان سے۔۔ثاقب داؤد کا ماننا تھا کہ عترت اب شادی شدہ ہے وہ اگر ہمارے پاس آنا چاہے گی تو ہم لوگ کفیرز کی حویلی میں گھس کر اسے ساتھ لائے گے لیکن اگر وہ نہیں آنا چاہتی تو یہ اس کا فیصلہ ہے اور ہمیں اپنی بیٹی کے فیصلے کی قدر کرنی چاہیے مگر مصطفی اپنی بہن سے مکمل غافل نا تھا وہ اپنی بہن کا اکیلا پن شوہر کی غفلت سب کچھ جانتا تھا وہ کشمیر کی خوبصورت ویلی والے ٹو وے روڈ پر تھا اس وقت وہاں کا منظر کافی سناٹا خیز تھا مصطفی نے ٹرن لیا اور اس کی نظر ایک جیپ کے پاس کھڑی لڑکی کی طرف گئی جو چار آدمیوں کی نظروں کے گھیرے میں کھڑی تھی سڑک پر لگے سٹریٹ لائٹس کی روشنی میں اور جیپ کی لائیٹس پر اس اندھیرے میں ڈوبی سرد رات کا منظر صاف دیکھائی دے رہا تھا مصطفی کے ماتھے پر شکنوں کا اضافہ ہوا وہ سمجھ چکا تھا وہ آدمی اس لڑکی کو چھیڑ رہے ہیں اور ایک یہ صنف نازک رات کے ایک بجے اکیلی گھر سے نکلنے کا کیا مقصد تھا مصطفی کو جی بھر کر لڑکی پر بھی غصہ آیا مصطفی کی کالی آنکھیں جن کی سفید لچک پر اشتعال سے سرخی

چھائی تھی اس میں مزید اضافہ ہوا۔ مصطفی اپنی کار کو ان لوگوں سے کچھ فاصلے پر لگاتا دروازہ کھولے اپنے ماتھے پر بکھرے بالوں کو ایک ہاتھ سے پیچھے کرتے ان کی طرف قدم بڑھانے لگا سنسان سڑک پر پہیوں کی چرچراہٹ ان چاروں آدمیوں نے جن میں ایک جیپ کے پچھلے راڈ پر دونوں ہاتھ جمائے، ایک جیپ کے بونٹ پر بیٹھا تھا اور دو لڑکی کے اعتراف میں کھڑے تھے گردن موڑ کر گاڑی سے اترتے نوجوان مرد کو دیکھنے لگے مصطفی نے کوٹ اتارا ہوا تھا اب وہ بلیک پینٹ اور وائٹ شرٹ میں ملبوس تھا وائٹ شرٹ اس کے باڈی بلڈر وجود کو ظاہر کر رہی تھی وہ گاڑی کا دروازہ بند کرتے لمبے لمبے ڈنگ بھرتا ان تک پہنچ رہا تھا ہاتھ باری باری حرکت میں تھے کف موڑنے کے لیے وہ لڑکی بھی پلٹ کر ان آدمیوں کی نظروں کے تعاقب میں دیکھنے لگی کرسٹل براؤن آنکھوں میں یک دم چمک ابھری۔۔

"کیا ہوا محترمہ ؟؟کوئی مسئلہ ؟؟ "مصطفی نے ایک غلط نظر بھی اس لڑکی پر ڈالے بنا پوچھا۔

"ابے کیوں بھائی لگتا ہے تو اس کا ؟" لڑکی کے پاس کھڑے دو آدمیوں میں سے ایک آدمی آگے بڑھتے ہوئے بولا۔

"استغفرُللہ " لڑکی نے باقاعدہ دونوں کانوں کو چھوتے احتجاج کیا مصطفی نے لڑکی کی بات پر حیرت سے لڑکی کو دیکھا اور دوسرے پل ہی نظریں گھمائی وہ لڑکی بلیک ماسک سے اپنے ہونٹ اور ناک ڈھکے براؤن آنکھوں پر بلیک آئی لائنر لگائے مصطفی کو گھیری نگاہوں سے دیکھ رہی تھی وائٹ پیروں کو چھوتے گاؤن میں صرف اس کے دودھیا خوبصورت ہاتھ نظر آرہے تھے پیر بھی البتہ گاؤن میں چھپے تھے سر پر وائٹ سکارف اس طرح لپیٹا تھا کہ براون ریڈ بال جو کہ کمر سے نیچے تک تھے صاف نظر آرہے تھے۔

"ہمارا بات کرنا تو پسند نہیں آرہا تھا تجھے اور اس لڑکے کو بھائی بولنے پر استغفار کر رہی ہے۔۔۔"دوسرا آدمی لڑکی کا رخ اپنی طرف موڑے غصے سے کہنے لگا لڑکی نے اس آدمی کا ہاتھ اپنے بازو کو تھامے دیکھ الٹے ہاتھ کا ایک تھپڑ گھوما کر اس آدمی کے منہ پر مارا آدمی اس لڑکی سے دو قدم دور ہوا۔

"تیرے باپ کا کیا جا رہا ہے کمینے۔۔شکل دیکھ اپنی بلاول بھی تجھ سے زیادہ ہینڈسم ہے اور دوبارہ ہاتھ لگایا نا ہاتھ کاٹ کے کتوں کو پھینک دو گی۔۔ہنہ۔۔" لڑکی نے کہتے ہی رخ واپس مصطفی کی طرف موڑا البتہ اب مصطفی نے باقاعدہ استغفرُللہ ادا کیا وہ تو اس لڑکی کو صنف نازک سمجھ رہا تھا مگر یہ لڑکی تو صنف آہنگ بن گئی اوپر سے زبان ماشاءاللہ۔۔مصطفی کے ہلتے لبوں کی حرکت وہ لڑکی پڑھ چکی تھی۔

"بلاول کون بلاول؟؟" بونٹ پر بیٹھے آدمی نے اپنے ساتھی کی بے عزتی پر غصے کے بجائے اپنا کنفیوژن دور کرنا ضروری سمجھا۔

"بلاول۔۔شیخ کی ریجیکٹڈ محبوبہ" لڑکی نے اس شخص کی بات پر افسوس سے کہا

۔

"اوہ سوری۔۔۔" آدمی نے لڑکی کی افسوس بھری نظریں خود پر محسوس کرتے شرمندگی سے سر جھکائے کہا۔

"تیری تو کت۔۔"مصطفی کی طرف بڑھا شخص اپنے دوست کو تھپڑ پڑنے پر اور دوسرے دوست کی چغل بازیوں پر اسے گھورتے لڑکی کی طرف غصے سے گالی بکتے بڑھنے لگا جب مصطفی نے اپنا تنی رگوں والا مردانہ ہاتھ اس آدمی کے درمیانہ بازو پر رکھتے اس کا رخ اپنی جانب موڑا اور سیدھا پنچ رسید کیا آدمی دونوں ہاتھ ناک پر رکھے بلبلا اٹھا پنچ اتنا زور دار تھا کہ بونٹ پر بیٹھا آدمی فورا اپنی جگہ سے اچھلا اور لڑکی کے پاس کھڑا (تھپڑ کھانے والا آدمی) مزید دو قدم دور ہوا البتہ پنچ کھانے والا دونوں گھٹنے سڑک پر ٹیکے بری طرح چیخ رہا تھا اس کی ناک سے ابل کر خون جو نکل رہا تھا۔

"ابے رک تیری تو۔۔"جیپ کی پچھلی نشست پر کھڑا آدمی اپنے دونوں دوستوں کی بزدلی اور ایک دوست کو پڑنے والے پنچ کو دیکھتے فورا جیپ سے کودتا مصطفی کی طرف بڑھنے لگا مصطفی نے بےزاریت سے ایک نظر اسے دیکھا اس آدمی کے مصطفی کے پاس آتے ہی مصطفی نے اب ایک کک اس کے پیٹ کے نیچے (مین پوائینٹ) پر رسید کی اس آدمی کو تو دن میں تارے نظر آگئے

دونوں گھٹنے سڑک پر رکھے وہ بھی اپنے ساتھی کے ساتھ بیٹھ گیا دونوں میں فرق بس یہ تھا کہ ایک منہ پر ہاتھ رکھے بلبلا رہا تھا تو دوسرا _ پر دونوں ہاتھ رکھے ہوئے تھا اور آواز تو بیچارے کی ایسے نا نکلی جیسے وہ گونگا ہو ، لڑکی نے داد دینے والے انداز میں سیٹی بجائی مصطفی پھر اپنی پوزیشن میں دونوں ہاتھ جیبوں میں اڑساتے کھڑا ہوا جیسے وہ تو یہاں صرف تماشہ دیکھنے آیا ہے اس نے تو کچھ کیا ہی نہیں۔

"بھائی سوری۔۔"بونٹ سے اچھلنے والا آدمی مصطفی سے معزرت کر گیا وہ چاروں آدمی دیکھنے میں آوارہ ٹائپ لگ رہے تھے مصطفی ایک نظر میں دیکھ کر انھیں جان گیا لیکن خاصے ڈرپوک بھی تھے وہ صرف لڑکی کو دیکھتے اس پر اپنا زور چلانے کی کوششوں میں تھے مصطفی کو دیکھتے ان کا جوش ہوا میں اڑا۔

"کیا سوری ؟؟ سالے تیرا چچا کا بیٹا ہے یہ ہمارا بدلہ لینے کے بجائے معافی مانگ رہا ہے تو۔۔"تھپڑ کھانے والا شخص غصے سے اپنی ساتھی سے کہنے لگا۔

"چچا کا بیٹا نہیں بلڈوزر کی دکان ہے نمونے تیرے سامنے ہیں مجھے نہیں نقشہ خراب کرنا اپنی شکل اور جسم کا تجھے کرنا ہے تو کر میں بیٹھا ہو یہاں جب ہو جائے بھائی تو بتا دینا میں لاش اٹھا لونگا " اس آدمی نے پہلے اپنے ساتھی کا دھیان باقی ساتھیوں پر دلاتے مصطفی سے آخری جملہ کہا جس پر مصطفی نے باقاعدہ سر کو دو دفعہ ہلاتے اس کی بات ماننے والے انداز اپنایا اور دونوں ہاتھوں کو ایک دوسرے میں پھنساتے بازوں کو جھٹکا دے کر کڑاکے نکالے اور گردن کو دائیں بائیں ہلاتے گردن کو بھی اکڑ سے آزاد کیا اور بس پھر کیا تھا دوسرے آدمی اور زخمیوں کے پسینے چھوٹے انھوں نے نفی میں سر ہلاتے لڑکھڑاتے ایک دوسرے پر گرتے اس دیو ہیکل کے شکنجے میں آنے سے پہلے ہی جیپ کا رخ کیا جس پر بونٹ کے پاس کھڑا شخص اپنی ہنسی چھپاتا جیپ اسٹارٹ کرنے لگا جب مصطفی نے جیپ کے فرنٹ سے ان آدمیوں کا چاقو اٹھاتے پچھلی نشست پر بیٹھے آدمی (جسے لڑکی سے تھپڑ پڑا تھا)اس کے دائیں ہاتھ کو تھاما اور چاقو سیدھا اس کے ہتھیلی کے آرپار کیا اس آدمی کی سناٹوں کو

چیرتی چیخ ویلی میں گونجی لڑکی نے فورا دونوں کانوں پر ہاتھ رکھے کرسٹل براؤن سہمی ہوئی آنکھوں سے مصطفی کے عمل کو دیکھا خون کا فوارا پل پل بہتا اس آدمی کے پیروں کو بھی بھگو گیا اس کے پاس بیٹھا ساتھی جس کی ناک سے خون نکل رہا تھا اس عمل پر بدک کر سامنے نشست پر بیٹھتے سہمی نگاہوں سے مصطفی کو دیکھنے لگا آگے بیٹھے دونوں کی نگاہیں بھی خوف سے پھیل چکی تھیں مصطفی اپنا کام کرتا واپس چاقو اس آدمی کے ہاتھ میں ہی چھوڑتا پلٹ گیا جیپ پل میں وہاں سے غائب ہوئی۔

"تم سے کہہ رہا ہو" مصطفی اس لڑکی کی طرف ایک ہی جست میں کار کا دروازہ دھاڑ سے بند کرتے پہنچ کر گویا ہوا لڑکی جو سڑک کو دیکھ رہی تھی نظریں اٹھائے مصطفی کو دیکھنے لگی۔

"آپ نے اس آدمی کے ہاتھ پر چاقو۔۔"لڑکی نے کہتے لب بھینچے مصطفی نے کرسٹل براؤن آنکھوں میں خوف کی رمق دیکھتے دوسرے پل نظریں ہٹائیں۔

"کوئی نامحرم اگر میرے خاندان کی لڑکی کو میرے سامنے چھوئے گا میں اس کے ساتھ یہ عمل بار بار بھی کر سکتا ہوں " مصطفی نے کہتے ہی اپنے قدم پھر کار کی سمت لیے اس لڑکی کی جان ہوا ہوئی اسے تو لگا تھا مصطفی نے اسے نہیں پہچانا کیونکہ مصطفی نے اس پر مشکل سے دو دفعہ ہی نظریں گھمائی تھیں اور چہرہ بھی تو چھپا ہوا تھا مگر وہ کیسے بھول گئی وہ چیل کی نظریں رکھتا ہے۔

"میں بھائی کی منگنی کی وجہ سے اپ سیٹ تھی تو بس اپنے فیورٹ پلیس پر آگئی مجھے نہیں پتا تھا کہ یہاں یہ لوگ مجھے۔۔"اس لڑکی نے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں الجھاتے شرم سے سر جھکائے کہا۔

"میں نے تم سے وضاحت نہیں مانگی افق جازم داؤد اور یہ جھوٹی وضاحت اسے دینا جو تم جیسی نکلی فیری ٹیل کی شہزادی کو جانتا نا ہو تمہاری یہ وہیات ڈریسنگ بتا رہی ہے تم یہاں اپنے تصور میں خود کو رپنزل سمجھتے ہوئے خوش ہونے یہاں آئی تھی۔۔یہ وضاحت ثوبان کو دینا وہ شاید تمہاری باتوں میں آجائے میں نانا جان اور ماموں کو بھی تمہارا یہ لاپرواہ عمل بتا سکتا ہوں لیکن میں

انھیں پریشان نہیں کرنا چاہتا تو مجھے وضاحت مت دو" مصطفی نے دو ٹوک بات کرتے بات ختم کرنی چاہی اسے رہ رہ کر غصّہ آرہا تھا وہ چار آدمی اگر اس فیری ٹیل کی نکلی شہزادی کی عزت پامال کر دیتے تو کیا ہوتا ؟؟ اس لڑکی نے حویلی سے نکلنے سے پہلے ایک دفعہ بھی اس بارے میں نا سوچا۔۔حویلی سے اس ویلی کا فاصلہ کافی دور تھا افق اکثر اپنی فیورٹ پلیس اس خوبصورت ویلی پر آتی رہتی تھی مگر دن کی روشنی میں ثوبان یا فراج کے ساتھ شام چھ بجے کے بعد جویریہ کے علاوہ کسی بھی لڑکی کو حویلی سے باہر نکلنے کی اجازت نا تھی کیونکہ وہ آفس سے کبھی کبھی لیٹ ہو جاتی تھی لیکن وہ بھی ثوبان یا فراج کے ساتھ ہی ہوتی تھی افق کی خواہش تھی کہ وہ رات کے وقت وائٹ ترکش گاؤن میں اس ویلی کی خوبصورتی کو دیکھے اور یہ موقع اسے آج حویلی میں سب کو بزی دیکھتے ہوئے مل چکا تھا زنان ایریا میں سیکیورٹی کیمرے اور گارڈز نا لگے ہونے کی وجہ سے وہ اپنے عمل میں بآسانی کامیاب ہو گئی۔۔جبکہ اپنی چوری پکڑی جانے پر افق کا چہرہ اہانت کے احساس سے سرخ ہوا افق نے ماسک اتارے

غصے سے مصطفی کو دیکھا جو اب کار کی چھت پر دونوں ہاتھ ایک دوسرے میں پیوست کیے ٹھٹھرتی سردی میں اس خوبصورت ویلی کو دیکھ رہا تھا۔

"میں۔۔"افق اپنی وضاحت میں کہنے کے لیے لب کھولنے لگی جب مصطفی نے پھر اس کی بات کاٹی۔

"مجھے تمہاری کوئی بات نہیں سنی مجھے تہجد پڑھنی ہے مسجد پہنچنا ہے ایک منٹ سے پہلے گاڑی میں بیٹھو " مصطفی نے کڑے تیوروں سے کہا افق سرخ نچلے ہونٹ کو اپنے دانتوں میں دبائے ڈھیٹ بنے وہی کھڑی رہی مصطفی پانچ وقت کا نمازی تہجد گزار بندا تھا وہ اپنی عبادتوں میں دیری کا قائل ہر گز نا تھا۔

" کھڑی کھڑی فوت ہو گئی ہو یا پھر جہنم کا دروازہ کھولنے کا انتظار کر رہی ہو ؟" مصطفی کی برادشت جیسے جواب دے گئی وہ افق کو گھورتا ہوا دھاڑا۔

" آپ کے فوت ہونے کا انتظار کر رہی ہو آپ کے بنا مجھے جہنم میں اینٹری کیسے مل سکتی ہے۔۔ابلیس نے پہلا سوال مجھ سے یہ کرنا ہے کہ تم میرے باپ کو ساتھ لے کر نہیں آئی "افق جیسے اپنی اہانت کے احساس پر اور بار بار مصطفی

کے بات کاٹنے پر پھٹ پڑی مصطفی نے آنکھیں سکیڑے اس نکلی شہزادی کو دیکھا۔

"زبان بند رکھو اپنی فیری ٹیل کی نکلی شہزادی " مصطفی نے افق کی بات کا اثر لیے بنا پھر اسے آگ لگائی۔

"میرے منہ مت لگے آپ شیطان کے باپ " افق نے مصطفی کو گھورتے ہوئے قدم کار کی طرف پیسنجر سیٹ کی جانب بڑھائے۔

"تمہارے منہ لگ کر مجھے منہ میں تیزاب نہیں ڈلوانا " مصطفی اس ڈھیٹ زبان دراز لڑکی کو پھر ایک نظر گھورتے بڑبڑاتا ہوا ڈرائیونگ سیٹ سنبھال گیا وہ اب اس عافت کی پوٹلی کے ساتھ مزید بحث کر کے اپنی نیکیاں ضائع نہیں کرنا چاہتا تھا کار اب داؤد حویلی کی سمت بڑھ رہی تھی۔

شاہد کفیر عالم اور اعظم کفیر کے ساتھ حویلی میں داخل ہوئے تو انھوں نے فاطمہ بیگم کو سارے واقعے سے آگاہ کیا فاطمہ بیگم کا دل دہلا مقدس کی اچانک دشمنوں کے گھر رخصتی پر انھوں نے اس بات کی ناپسندیدگی کو بھی ظاہر کیا مگر دادا جان کے کہنے کی دیر تھی کہ مقدس کو ایک نا ایک دن رخصت ہونا ہی تھا یا پھر اسے زندگی بھر یہی رہنا تھا ان دونوں صورتوں میں سے مقدس نے رخصتی چنی جس پر انھیں اپنی پوتی پر ناز تھا اور ان کی پوتی بزدل نہیں جو اپنی حفاظت خود نا کر سکے وہ اپنا تحفظ خود کر سکتی ہے۔۔شاہد کفیر کی بات پر فاطمہ بیگم نے بھی سر اثبات میں ہلایا انھیں یقین تھا اپنی بیٹی پر اور شاہد کفیر کی بھی بات درست تھی وہ کب تک یہاں بیٹھ سکتی تھی آخر ایک نا ایک دن اسے جانا ہی تھا۔شاہد کفیر کے بات مکمل کرنے کی دیر تھی جب عالم کفیر نے بھی فاطمہ بیگم سے عترت کو حداد کے کمرے میں شفٹ کروانے کا کہا فاطمہ بیگم اس دفعہ کچھ نا بولی جانتی جو تھی کہ اب مقدس بھی داؤد حویلی جا چکی ہے عترت کے ساتھ جو یہاں ہو گا وہ مقدس کے ساتھ وہاں بھی ہو سکتا ہے لیکن انھیں

یقین تھا ان کی بیٹی اپنے ساتھ کوئی زیادتی نہیں ہونے دے گی وہ عترت کی طرح معصوم نہیں ہے مگر عالم کفیر اور شاہد کفیر کا ماننا تھا وہ بے قصور بچی ہے اسے دشمنی کے بھیٹ چڑھا کر ہمیں کیا مل جائے گا ؟؟ تب جب وہ پہلے ہی پانچ سال کا ہجر کاٹ چکی ہے اس لیے بہتر ہے کہ اسے حداد کے کمرے میں شفٹ کر دیا جائے البتہ اعظم کفیر خاموش ہی رہے پورے معاملے میں فاطمہ بیگم نے وضاحت کی کہ حداد سے عترت کے یہاں آنے سے پہلے بھی پوچھا گیا تھا کہ اسے تمہارے روم میں شفٹ کر دیں مگر حداد نے فورا منع کر دیا کہ جہاں مرضی رکھے مگر اس سے دور رکھے وہ طیش میں آکر اس کی جان ہی نہ لے لیں جس پر شاہد کفیر نے فاطمہ بیگم کو جھڑکا کہ میاں بیوی ہے اکیلے رہے گے تو سارے معاملات سدھر جائے گے تو فاطمہ بیگم بھی عترت کو کچن میں جا کر حداد کے روم میں اپنا سامان رکھنے کا کہتی اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئیں رات کا کھانا سب حویلی سے نکلنے سے پہلے ہی کھا چکے تھے جو کہ عترت نے اکیلے بنایا تھا فاطمہ بیگم نے کچن کی ساری زمہ داری عترت کے حوالے

کردی تھی کھانا بنانے سے لے کر برتن اور کچن صاف کرنے تک۔۔شاہد کفیر کے ٹوکنے پر فاطمہ بیگم نے کہا کہ یہ بہو ہے تو کچن تو یہ ہی دیکھے گی ہمارے خاندان کا یہی رواج ہے باقی کام چاہے ملازمین کریں کچن تو بہو ہی دیکھتی ہے جو کہ بات سچ بھی تھی مگر برتن اور صفائی اس میں شامل نا تھے یہ فاطمہ بیگم کا عترت سے بدلہ لینے کے لیے تنگ کرنے والا عمل تھا شاہد کفیر اپنی بہو کو دیکھتے پوتا بہو پر ایک ترس بھری نگاہ ڈالے وہاں سے نکلے تھے فاطمہ بیگم کو عترت سے نفرت صرف حنان کی وجہ سے تھی انھیں حنان حداد سے زیادہ عزیز تھا شاہد کفیر یہ بات جانتے تھے وہ عترت کو تکلیف دے کر اپنی ممتا پر ٹھنڈک محسوس کرتی تھی جو کہ ٹھنڈک نہیں ایک معصوم کے ساتھ کی گئی زیادتی تھی وہ تو فاطمہ بیگم کو اپنی ماں کا درجہ دیتی تھی خود کی ماں تو اسے تین سال کی عمر میں ہی چھوڑ کر چلی گئی تھی ایک ثوبیہ بیگم تھیں جنھوں نے اپنی نند اور بھائی کے بچوں کی ماؤں جیسا پیار دیا تھا عترت نے سوچا تھا اس کی خود کی ماں نہیں ہے تو کیا ہوا شادی تک ثوبیہ بیگم سے پیار لیتی رہی اور شادی کے

بعد فاطمہ بیگم سے پیار لیا کرے گی مگر قسمت کو تو کچھ اور ہی منظور تھا جیسے۔ عترت جلدی جلدی کچن صاف کرتے اپنا سامان دائی جان کی مدد سے حداد کے کمرے میں رکھ چکی تھی وہ بیوی ہونے کا پہلا حق ملتے اتنی خوش تھی کہ کھانا کھانا بھی بھول چکی تھی دوپہر سے اب تک اس نے کچھ نہیں کھایا تھا دوپہر میں حداد کے سخت اور تکلیف دہ رویا اسے کافی دیر تک رولاتا رہا پھر فاطمہ بیگم کے کچن سنبھالنے کے حکم پر وہ اپنے پیروں کے زخموں کو بھی نظر انداز کرتی کچن میں کام کرتی رہی اور اب یہ خبر جو عترت کے لیے بہت خوشی کی خبر تھی سنتے کھانے کا ہوش بھی نا رہا وہ اچانک حداد کے روم میں شفٹ ہونے کا سنتی شاکٹ تھی اسے نہیں معلوم کیا وجہ ہے کیوں اسے اچانک حداد کے روم میں شفٹ کیاجا رہا ہے نا اس میں اتنی ہمت تھی کہ اپنی خونخوار ساس سے یہ سوال کر سکے۔۔وہ ابھی بھی پیرٹ گرین شلوار قمیض میں ملبوس تھی سر پر اچھے سے سفید ڈوپٹہ ٹکائے وہ سادگی میں بھی کسی پرستان کی شہزادی معلوم ہوتی تھی دائی جان نے اس کے دوپہر سے افسردہ چہرے پر

شادی والے دن سی چمک دیکھتے عترت کے سر پر پیار کرتے اپنے شوہر کے لیے تیار ہونے کا کہتی وہاں سے نکلی تھیں انھیں بھی عترت کا کھانا نا کھانا یاد نا رہا تھا ورنہ وہ عترت کو کچھ نا کچھ لازمی کھلا دیتی انھیں یہ معصوم سی گڑیا بہت لوبھائی تھی۔۔عترت دائی جان کے کہنے پر فورا عمل کرتی اپنے سامان سے لائٹ ٹی پنک کلر کی کیپری اور شرٹ نکالتے شاور لینے کے لیے جا چکی تھی گرم پانی سے شاور لیتے وہ اپنے بالوں کو ڈرائیر سے سکھاتے اس عالیشان کمرے کا جائزہ لینے لگی لائیٹ براؤن اور گولڈن تھیم کا یہ علیشان کمرہ ہر سہولت سے آراستہ تھا عالیشان کمرے تو داؤد حویلی میں بھی تھے مگر یہ تو اس کے محرم کا کمرہ تھا اور عورت کے لیے تو اپنے شوہر کی جھونپڑی بھی محل نما ہوتی ہے عترت بھی اس کمرے میں آتے ہر چیز کو ایسے دیکھنے لگی جیسے پہلی دفعہ زندگی میں دیکھ رہی ہے۔۔

____

گہری رات کا منظر تھا جہاں ایک بلیک ہیوی بائیک کفیر ہویلی سے نکلتی کشمیر کی سنسان سڑکوں کا رخ کر رہی تھی بلیک پینٹ اور شرٹ پر بلیک ہی جیکٹ میں ایک نوجوان بائیک کی سپیڈ آخری حد تک تیز کرتا زک زیک کی شکل میں سڑک پر ڈیزائن بناتا ہوا سے باتیں کر رہا تھا چہرہ بلیک ہیلمٹ میں قید تھا ہاتھوں پر بلیک گلوز اور پیر بلیک ہی جوگرز میں مقید تھے۔۔اتنے میں داؤد حویلی سے بھی گرین اینڈ بلیک ہیوی بائیک ہوا سے باتیں کرتی بلکل اسی نوجوان کی طرف سڑک پر زک زیک بناتی اس تک پہنچ رہی تھی اس بائیک کی آواز پر نوجوان نے گردن موڑے پیچھے ایک نظر دیکھا اور پھر اپنی بائیک کی سپیڈ کچھ کم کرتے شاید اس کا انتظار کرنے لگا اس بائیک پر نوجوان بلیک پینٹ اور شرٹ پر گرین گرم جیکٹ میں ملبوس گرین گلوز ہاتھوں پر چڑھائے بائیک کے ہم رنگ ہیلمٹ میں اپنا چہرہ قید کیے گرین جوگرز پیروں میں ڈالے ہوئے پہلی بائیک کے قریب ہوا تو اپنی بائیک کی سپیڈ کم کر گیا بلیک بائیک والے نوجوان نے گرین اینڈ بلیک بائیک والے نوجوان کو دیکھتے دائیں ہاتھ سے

تھمزاپ کیا تو دوسرے نوجوان نے ہیلمٹ کا شیشہ اوپر کرتے اپنی کالی آنکھوں سے اس نوجوان کو دیکھتے سر کو خم کرتے دوبارہ شیشہ نیچے کیا پھر دونوں نوجوان نے دوبارہ سپیڈ آخری حد تک بڑھائے سڑک پر ایک دوسرے کے مترادف زک زیک بناتے اپنی منزل کا رخ کیا۔۔کفیر اور داؤد حویلی سے نکلے یہ دو نوجوان کون تھے؟؟ جو ایک دوسرے کے دشمن حویلی سے تعلق رکھتے ایک دوسرے سے دوستانہ تعلق کا مظاہرہ کر رہے تھے جن حویلیوں میں ایک دوسرے کے خلاف دشمنی کی آگ لگی تھی۔۔وہ دو نوجوان ان حویلی والوں کے سگے تھے یا ایک دوسرے کے ؟؟ ان نوجوانوں کے درمیان دشمن حویلی سے تعلق رکھتے ہوئے ایک دوسرے سے کیا تعلق تھا ؟؟

وہ دونوں بائیک سوار سناٹے کو چیرتے کشمیر کی خوبصورت سڑکوں پر بائیک کی آواز سے شور مچاتے ایک میدان میں پہنچے وہ میدان بچوں کا کرکٹ اسٹیڈیم معلوم ہوتا تھا جو چھوٹی چار دیواری کے بارڈر سے کنارہ کیے ہوئے تھا ان کی بائیکس دیکھتے میدان کے باہر بیٹھے پختون ادھیڑ عمر چوکیدار نے نفی میں سر

ہلاتے میدان کا گیٹ دائیں بائیں کرتے کھولا تو وہ دونوں نوجوان ہوا کی رفتار سے اندر داخل ہوئے۔

"غیرت نام کا چیز نہیں دونوں بغیرتوں میں " چوکیدار ان دونوں بائیکس کی ہوا کی سپیڈ سے خود کو برف سا محسوس کرتا سرخ گالوں سے پٹھانی ایسنٹ میں اردو بولا اور اپنی جگہ پر براجمان ہوا۔

میدان کے اندر بائیکس لے جاتے دونوں نوجوان ہیلمٹ سر سے اتارے بالوں کو ماتھے پر بکھیرے ہیلمٹ کو بائیک کے فرنٹ پر اڑساتے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے اور پھر ہمیشہ کی طرح دونوں کے دائیں ہاتھ ہوا میں بلند ہوئے ایک ہائے فائے کرتے انھیں ہاتھوں کا سیکنڈ میں موقع بناتے ایک دوسرے کے مردانہ ہاتھ سے ٹکرا گئے وہ شاید ان کے ملنے کا اسٹائل تھا پھر ان دونوں نے قدم ایک مخصوص سینٹر میں پچ کی سمت بڑھائے اس میدان میں ایسی بہت سی پچ تھیں مگر وہ لوگ اس پچ کے قریب ایک مخصوص بینچ پر بیٹھے اور اس پچ

کو دیکھنے لگے بینچ کے اوپر لگے میدان کے بلب کی روشنی میں اب ان دونوں کے چہرے ہلکے ہلکے واضح ہو رہے تھے۔

"تم کب آئے اسلام آباد سے ؟؟" گرین جیکٹ والے نے رخ بلیک جیکٹ والے نوجوان کی طرف کرتے پوچھا۔

"جب تمہیں میرے آنے کی خبر ملی " بلیک جیکٹ والے نے گردن موڑے جواب دیا۔

"میں تم سے چار سال بڑا ہوں آپ کہا کرو " گرین جیکٹ والے نے کالی آنکھوں میں خفگی لیے کہا۔

" دادا جی نا کہ دو " بلیک جیکٹ والے نے ناگواری سے کہا۔

"تم سدھر جاؤ " گرین جیکٹ والے نے اس کی بات سنتے رخ واپس سیدھا کرتے لمبی سانس کھینچے کہا۔

"میں یہاں آتے ہی کیوں تمہاری منحوس شکل دیکھنے کے لیے آیا ہوں مجھے اس وقت اپنی کسی گرل فرینڈ کی باہوں میں ہونا چاہیے تھا " بلیک جیکٹ والا سنہیری آنکھوں میں خفگی لیے بے زاریت سے کھڑا ہوتا گویا ہوا جبکہ گرین جیکٹ والے نے اس کے جھنجھلانے پر جیسے اپنی ہنسی چھپائی۔

"کفیر'ز کو اب بے شرمی کا یہ ہی تو کام کرنا رہ گیا ہے " گرین جیکٹ والے کے لہجے میں صاف طنز تھا جسے سنتے بلیک جیکٹ والے نے مٹھیاں بھینچے ضبط کیا ۔

"بے شرم بننا بہتر ہے بزدل بننے سے لیکن یہ بات داؤد'ز نہیں سمجھے گے خود تو نکاح میں لڑکی کو رکھے کسی اور لڑکی سے منگنی رچانے کو تیار بیٹھے ہیں اور احتجاج کرنے پر رخصتی مانگ لیتے ہیں۔۔ ہمیں سیکھائے گے شرم ؟؟" بلیک جیکٹ والا اس دفعہ اپنے ہاتھ کا موقع بناتے بینچ پر مارتا چیخا جسے بروقت گرین جیکٹ والے نے اپنا ہاتھ بینچ کے آگے رکھے روکا۔

"یازان خاموش ہوجاؤ میں مجبور تھا تمہیں نہیں بتا سکا مگر بروقت میں نے خبر عالم انکل اور مقدس بھابھی تک پہنچا دی تھی۔۔اور اپنا غصہ قابو میں رکھو سب ٹھیک ہو جائے گا " بلیک جیکٹ والا شخص کوئی اور نہیں بائیس سالہ یازان اعظم کفیر تھا کفیر خاندان کا سب سے چھوٹا شہزادہ ، سنہیری آنکھوں والا سفید کشمیروں جیسی رنگت کا مالک ، چھ فٹ سے نکلتا قد، جم کرتے ایک باڈی بلڈر سا وجود رکھنے والا مغرور نین نقوش والا کفیر حویلی کا آخری شہزادہ۔

"کیسے ٹھیک ہو جائے گا ؟؟ کیسے؟؟ یازان نے کہتے ہی اس کے منہ پر پنچ رسید کیا یہ یازان کا بدلہ تھا غصّہ اتارنے سے روکنے کے لیے اس آفت کے لیے دوسرا نوجوان ہر گز تیار نا تھا ورنہ اپنے شاگرد سے تو کبھی نا پٹتا۔

"پانچ سال سے ہم بکھرے ہوئے ہیں میرا بڑا بھائی جیل میں ہے فراج شازم داؤد " گرین اور بلیک جیکٹ والا فراج شازم داؤد تھا جو ایک فائٹر ٹرینز اور بہترین بائیک رائیڈر تھا وہ بھی داؤد خاندان کے مردوں میں سب سے چھوٹا شہزادہ تھا سیاہ آنکھوں والا ، نصف سیکنڈ میں نشانہ باندھنے والا ، مغرورانہ نین

نقش کا وجیہہ مرد ، چھ فٹ دو انچ کے قد کا مالک وجاہت کا شہکار ، یازان اعظم کفیر کا بچپن کا جگری دوست ، یازان نے کہتے ہی پھر فراج پر حملہ کرنا چاہا اپنے بہن بھائیوں کے لیے پاگل ہوتا یازان ہمیشہ ایسے ہی کرتا تھا جبکہ فراج اس کی جھنجھلاہٹ اور غصہ بامشکل ضبط کرتے اس کے وار کو ناکام کر گیا ۔

"حداد بھائی پانچ سال سے ہنسنا مسکرانا بھول چکے ہیں مقدس آپی کی اچانک رخصتی اور عشراق آپی وہ تو اپاہج۔۔ہم پل پل مر رہے ہیں میں اگر مسکراتا ہوں تو میرے اندر کا کوئی غم دیکھے وہ ناسور دیکھے جو مجھے اپنوں کو زندہ لاش بنے دیکھ کر روز ملتے ہیں اور تم کہتے ہو سب ٹھیک ہو جائے گا کیسے ہو گا بتاؤ مجھے "یازان نے فراج کو دھکا دیتے خود سے دور دھکیلا تھا اور ایک پیر ہوا میں بلند کرتا دوسرے پیر سے فراج کے منہ پر کک مارنے لگا جب فراج نے پھر اس کا وار ناکام کیا فراج کے ضبط کا پیمانہ لبریز ہوگیا۔

"اگر تکلیف میں کفیر ہیں تو خوشیوں کے نگاڑے ہم نے بھی نہیں بجائے۔۔ ثوبان بھائی اپنی منکوحہ سے دل پر پتھر رکھے دور رہے انھیں کتنی محبت ہے بھابھی سے اس بات کا میں اکیلا گواہ نہیں۔۔"فراج نے کہتے ہی اب یازان کی ٹانگ زمین پر دے کر مارتے یازان کے منہ پر پنچ رسید کیا۔

" جویریہ آپی کے کردار کو آج بھی لوگ سوالیہ نشان بنائے ہوئے ہیں ہم بھائیوں پر کیا بیتی ہے تم سمجھ سکتے ہو۔۔نہیں کیونکہ وہ کیچڑ ہماری بہن پر اچھلی ہے عزت پر داغ ہماری بہن کے لگا ہے۔۔"فراج نے کہتے ہی نصب سیکنڈ سے بھی کم وقت میں یازان کو سیدھا کرتے یازان کے منہ پر دوسرا پنچ رسید کیا یازان زمین پر منہ کے بل گرنے والا تھا مگر اپنے دونوں ہاتھوں کو بروقت زمین پر ٹکاتے سنہیری آنکھوں میں ناگواری لیے واپس ایک ہی جست میں سیدھا کھڑا ہوا فراج پہلے کسی کو چھڑاتا نہیں تھا یہ بات فراج کے لیے مشہور تھی مگر جب کوئی اسے چھیڑ دے تو پھر فراج کو بھڑنے سے کوئی روک کر دیکھا دے۔

" عترت سے اس کا شوہر غافل ہے پانچ سال سے اور ہماری بہن ہجر کاٹ کر تمہاری حویلی لوٹی ہے۔۔ عشراق بھابھی یاسر بھائی کی بیوی ہیں عشراق بھابھی کے ساتھ جو ہوا وہ صرف حادثہ تھا۔۔ مصطفی بھائی عترت کو ہمیشہ یاد کرتے رہتے ہیں کبھی کہتے نہیں پر اپنی اکلوتی بہن کی پرچھائی تک کو دیکھنے کے لیے ترس گئے ہیں بس افق ، قندیل اور میں ہی ہیں جن کے ساتھ کچھ برا نہیں ہوا اب تک مگر ہم بھی تمہاری طرف اپنوں کی تکلیف میں سلگ رہے ہیں میرے یار" فراج نے تحمل سے کام لیتے یازان کے کندھے پر ہاتھ رکھتے کہا فراج کی باتوں پر یازان نے لب بھینچے لیکن وہ پھر اپنا ہاتھ اٹھانے سے باز نا آیا اس نے دوسرے پنچ کا بدلہ لیتے فراج کے منہ پر پھر پنچ رسید کرنا چاہا مگر فراج تیار تھا اس نے یازان کے پنچ کو ناکام بنایا۔

"استاد سے سیکھا اس پر نہیں آزماتے اب یہ اپنا منہ درست کر کمینے۔۔"فراج نے یازان کے ہاتھ کو جھٹکا دیتے کہا فراج نے یازان سے دوستی ختم نا کرتے اپنے خاندان سے اپنی دوستی چھپائے یازان کو فائٹنگ ٹرینگ دی تھی تو یازان

نے بھی اپنے خاندان سے دوستی چھپائے فراج سے ٹرینگ لی تھی ان کی دوستی بچپن سے ہی مثالی تھی اور اب پانچ سالوں سے دشمنی کے بعد اس میدان میں جہاں کفیر اور داؤد خاندان کے لڑکے کرکٹ کھیلنے بچپن سے جوانی کے دور تک آتے رہے تھے وہاں ملنے لگے اس پیچ سے ان کی بہت سی یادیں منسلک تھی تبھی ہمیشہ یہی آکر ملتے تھے وہ بظاہر اپنے خاندانوں کے سامنے ایک دوسرے سے نفرت کا اظہار کیا کرتے تھے مگر وہ جانتے تھے پانچ سال پہلے جو ہوا اس میں ان کے خاندانوں کا کوئی قصور نہیں قصور تو اس شخص کا تھا جو ایسے حالات پیدا کر گیا کہ دوستی دشمنی میں بدل گئی اور ان دونوں کو اسی شخص کا پتا لگوانا تھا۔۔یازان کے موبائل کی رنگ ٹون بجی یازان نے پینٹ سے موبائل نکالتے ہوئے سامنے لہرایا فراج نے ایک نظر یازان کو دیکھتے سر جھٹکا۔

"یس بے بی۔۔" یازان نے کال کان سے لگاتے فراج کو ایک آنکھ ونگ کی مطلب صاف تھا اسکی گرل فرینڈ کی کال تھی فراج نے بے زاریت سے آنکھیں گھومائیں ایک بھائی کو دنیا فرشتہ کہتی تھی(حنان) تو دوسرے کو

ویلن (حداد) جنھیں لڑکیاں دور سے دیکھتے ہی آنکھیں سیکھتی تھیں مگر ان کے قریب آنے کی کسی بھی لڑکی میں ہمت نا تھی ایک کی نیک بختی کی وجہ سے اور دوسرے کے غصے کی وجہ سے مگر ایک یہ تھا یازان اعظم کفیر ہمیشہ لڑکیوں میں گھیرا رہنے والا عیش و عشرت کا باسی فراج نے دل میں سوچا۔

"اوکے میں کل ملتا ہوں تم سے " یازان نے کہتے ہی کال کٹ دی شاید دوسری طرف کوئی صنف نازک اس سے ملنے کو بے تاب تھی۔

"یہ کون ہے اب ؟؟" فراج نے ایک ایبرو ریز کرتے دونوں ہاتھ سینے پر فولڈ کیے کہا۔

"میری گرل فرینڈ یار اور کون " یازان نے کہتے کندھے اچکائے۔

"پندرہ دن پہلے تو شیزا تمہاری گرل فرینڈ تھی اور اب یہ میشال " فراج کو جیسے یازان کا کول انداز پسند نا آیا۔

"شیزا اپنی انگیجمنٹ میں بزی تھی اور یہ میشال کب سے بیچاری وٹینگ لسٹ میں تھی تو میں نے سوچا اسے موقع دو۔۔لڑکیوں کی خوشبو اپنے اردگرد مجھے آکسیجن کی طرح ضروری ہے اور کون کمبخت بھری جوانی میں مرنا چاہے گا ؟"یازان نے تفصیل دیتے اپنی کمزوری بتائی فراج اس کمینے کو دیکھ کر رہ گیا صحیح کہتے تھے اعظم انکل اس کے دماغ سے شیطان بھی پناہ مانگے اپنی گرل فرینڈ کی منگنی کا دکھ منانے کے بجائے اس کی جگہ کسی اور کو سیٹ کر گیا۔

"سو کمینے مرے ہونگے تو تو ایک پیدا ہوا ہو گا " فراج کے دماغ اور زبان دونوں نے فتویٰ دیا۔

"بس یار صرف سو۔۔I'm very disappointed with me " یازان نے خود پر ہی افسوس کیا۔

"تجھے محبت نہیں ہوتی کیا ان سے ؟؟ " فراج نے سوال کیا۔

"کس نے کہا ؟؟۔۔محبت ایک بہت خوبصورت جزبہ ہے اور اس جذبے سے تیرا بھائی ہمیشہ بھر مار رہتا ہے " یازان نے فراج کے گلے میں بازو ڈالے اسے سمجھایا۔

"ہمیں اس دنیا میں محبت کرنے کے لیے ہی بھیجا گیا ہے تو بس محبت کرو اور محبت ہی کرو " یازان نے آہ بھرتے دوسرے ہاتھ سے میشال کی تصویر اپنے سامنے لہراتے کہا۔

"بیٹا محبت کا انجام کبھی کبھی پوزیٹیو بھی نکلتا ہے " فراج نے شرارت سے کہا جسے سمجھتے یازان نے فراج کے گلے سے ہاتھ کھینچا۔

"استغفرُللہ مجھے شہید نہیں ہونا اول فول مت بک کیا پتا تیری کالی زبان سچ ہو جائے " یازان نے دونوں کانوں کو ہاتھ لگائے باقاعدہ کہا۔

"تو پھر میری دعا ہے تجھے جلد محبت ہو جائے تاکہ تو ادھر ادھر منہ مارنے سے باز آجائے" فراج نے باقاعدہ ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔

"بیٹا تو محبت کی نہیں شادی کی دعا دے رہا ہے اور بہت خطرناک دے رہا ہے اس بات میں تیرا قتل بھی کر سکتا ہو " یازان نے فراج کو دھمکایا۔

"بچوں کا کھیل نہیں فراج شازم داؤد کو مارنا " فراج نے گردن اکڑا کر کہا۔

"بچہ مجھے بچہ کہا تو نے ؟؟ کمینے اگر لڑکی ہوتا نا تو تو تیری گود میں بچہ دے دیتا میں " یازان نے سرخ ناک سے ناگواری سے کہا۔

"میں اگر لڑکی ہوتا تو میری چوائس اتنی بھی خراب نا ہوتی " فراج نے بھی کندھے اچکاتے پھر یازان کو آگ لگائی

"تو جلتا ہے مجھ سے تجھے کوئی لڑکی کھاس نہیں ڈالتی نا " یازان فراج کو مسکراتا دیکھ بولا۔

"تیری سوچ ہے " فراج یک دم مسکرایا آنکھوں کے سامنے ایک لڑکی کا حوالا لہرایا فراج کی مسکراہٹ کو یازان نے مشکوک نگاہوں سے دیکھا۔

"کون ہے وہ ؟؟" یازان مدعا پر آیا جبکہ فراج اب کی دفعہ گڑبڑایا۔

"کون ؟؟" فراج نے سنبھلتے پوچھا۔

"وہی جسے سوچتے تیرے کمینے چہرے پر مسکراہٹ آرہی ہے " یازان نے کہا۔

"تیری نظریں ہی خراب ہیں " فراج نے ناگواری سجائے یازان کو جھڑکا۔

"ماڑا تم دونوں کا رومانس ختم ہو گیا تو نکلو ادھر سے۔۔"چوکیدار نے بے زاریت سے ان دونوں کو دیکھتے گیٹ کے پاس سے آواز لگائی وہ چوکیدار ان دونوں سے ہمیشہ بے زار رہتا تھا اور رات کو انھیں اس وقت یہاں دیکھتے مشکوک نگاہوں سے گھورتا رہتا تھا کیونکہ یازان اور فراج کے چپکنے کے انداز سے اسے ان دونوں کا تعلق مشکوک ہی لگتا تھا جس پر کافی دفعہ فراج نے غلط فہمی بھی دور کرنی چاہی مگر وہ چوکیدار تو کچھ سننے کو رضا مند ہی نا تھا تو ان دونوں نے بھی اس کے شک کو بھاڑ میں ڈالتے مزید گھیرا کیا یہ چوکیدار تین سال پہلے تبدیل ہوا تھا ورنہ پہلے والے چوکیدار انکل تو یازان اور فراج پر جان چھڑکتے تھے اسی لیے وہ اس نئے چوکیدار کو بھی تاکید کر کے گئے تھے ان دونوں کے لیے ہمیشہ میدان کا گیٹ کھولنے کی مگر وہ اس چوکیدار کی نظر

میں بدنام تھے تو کیوں نا اچھے سے ہوتے البتہ چوکیدار نے اب تک ان کا مکمل چہرہ نہیں دیکھا تھا ورنہ اگر اسے پتا ہوتا یہ داؤد اور کفیر خاندان کے سپوت ہیں تو پھر تو اس کی زبان ہی سل جاتی ان خاندانوں کے روعب اور دبدبے سے بھلا کون ناواقف تھا یہاں اور ان دونوں نے بھی اپنی شناخت کو چھپانا ہی مناسب سمجھا۔۔فراج اور یازان کے چہرے پر کمینگی بھری مسکراہٹ بکھری وہ دونوں فورا بائیک کی طرف جاتے اپنی اپنی بائیک پر سوار چوکیدار کے قریب آکر بائیک روک کر دونوں پھر ہیملٹ کے شیشے پیچھے کر گئے۔

"ڈارلنگ باقی رومانس پرسوں کرے گے" یازان نے پاس بائیک پر بیٹھے فراج کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیتے دوسرے ہاتھ سے فراج کے ہاتھ پر ڈیزائن بناتے کہا۔

"اوکے جانِ من " فراج نے یازان کے ہاتھ کو جھٹکا دیتے اس کی انگلیوں کو لبوں سے لگاتے کہا چوکیدار کا پٹھان چہرہ شرم سے لال ہوا جسے دیکھتے یازان اور فراج نے اپنی مسکراہٹ چھپائی۔

"تم بغیرتوں نکلو یہاں سے " چوکیدار شرم اور غصے سے ان کی بغیرتی پر گرجا۔

****

"ڈارلنگ یہ بڈھا ہم پر کیوں چیخ رہا ہے اور رات کو خود اس چڑیل کے ساتھ رومینس کرتا ہو گا۔۔ہنہ۔۔" یازان نے چوکیدار کو ناگواری سے دیکھتے فراج کے ہونٹوں پر انگلیاں سے پاوٹ بناتے وہی انگلیاں اپنے لبوں سے لگاتے کہا جس پر چوکیدار آسمان کی طرف دیکھ دونوں کانوں کو ہاتھ لگائے لاحولا پڑھنے لگا مگر یازان کی نظریں اپنے پیچھے چڑیل لفظ پر محسوس کرتے چوکیدار نے تھوک نگلا۔

"چڑیل کہا چڑیل ؟؟ اور خبیث تم ام کو بڈھا کہتا ہے ماری عمر ابھی چالیس سال ہوتی ہے " چوکیدار بظاہر خود کو مضبوط رکھتے ہوئے خود کے لیے بڈھا لفظ سنتا احتجاج کر گیا۔

"بڈھے کو بڈھا کہو گا نا شکیرہ تو کہنے سے رہا ہے نا ڈارلنگ " یازان نے چوکیدار کو دیکھتے فراج پر نظریں جمائے اپنی بات کی تائید چاہی جسے فراج نے گردن ہلاتے تائید کی۔

" بلکل جانِ من اور یہ چڑیل جو آپ کے پیچھے کھڑی ہے۔۔لیکن یہ چڑیل تو نہیں لگتی کتنی خوبصورت ہے نا " فراج نے چوکیدار کے پیچھے دیکھتے جواب دیا چوکیدار کے پسینے چھوٹے۔

"تم نے میرے ہوتے اس چڑیل کو خوبصورت کہا ڈارلنگ جاؤ میں تم سے بات نہیں کرتا " یازان نے اپنا ہاتھ فراج کے سینے سے ہٹاتے منہ بنائے ادا سے کہا چوکیدار اپنے پیچھے چڑیل اور آگے ان نام کے مردوں کی بغیرتی دیکھتے سمجھ نا پایا وہ غصہ کرے یا روئے جبکہ چوکیدار کے پسینے چھوٹتے دیکھ یازان اور فراج نے اپنی ہنسی چھپائی۔

"ارے میری جانِ من ناراض کیوں ہوتے ہو وہ تو بس ایسے ہی تعریف کر رہا تھا تم سے خوبصورت تھوڑی نا ہے " فراج نے بائیک کچھ آگے کرتے یازان

کے سینے پر ہاتھ پھیرتے مسلتے ہوئے کہا یازان نے فراج کی بات اور حرکت پر اپنا قہقہہ مشکل سے ضبط کیا جبکہ چوکیدار نے ان بغیرتوں کی بغیرتی دیکھنے کے بجائے اب پیچھے مڑ کر دیکھنا ضروری سمجھا آہستہ آہستہ گردن موڑے چوکیدار نے اپنے پیچھے کسی کو نا پاتے ایک پرسکون سانس بھرتے واپس ان ٹھرکی صرف نام کے ہی مردوں کو دیکھا۔

"تم خبیث ام کو ڈراتا ہے ام تم کو زندہ نہیں چھوڑے گا اور ام ڈرتا نہیں کسی چڑیل سے " چوکیدار دھاڑتا اپنی لمبی کندھے کی گن ڈھونڈتے گویا ہوا جبکہ فراج اور یازان نے اس ڈرپوک چوکیدار کو دیکھتے ایک ساتھ دونوں نے ایبرو ریز کی جیسے کہ رہے ہو سیریسلی ؟؟ چلو پھر ہم تمہیں اب فرصت سے ڈراتے ہیں چوکیدار کو اگر معلوم ہوتا یہ لوگ اب اس کے ساتھ کیا کرنے والے ہیں تو وہ بیچارہ یہ نا ڈرنے کا جھوٹ کبھی نا بولتا چچ چچ بیچارہ چوکیدار۔

"آپ کے پیچھے ہے چڑیل بڈھے انکل اور آپ کو ہی دیکھ رہی ہے کیا آپ کو نظر نہیں آرہی "چوکیدار نے ابھی کرسی کے قریب گن کو تھامنے کے لیے

بڑھتا ہی جب یازان نے چہرے پر حیرت سجائے کہا یازان کی حیرت میں ڈوبی آواز سنتے چوکیدار یک دم سیدھا ہوا۔

"کہا کہی بی تو نہیں ہے " چوکیدار نے پھر سہمتے گردن موڑے کہا۔

"یہ رہی نا لمبے لمبے کالے ناگن جیسے بال کھولے کھڑی ہے کسی اپسرا کی طرح" فراج نے چوکیدار کے پیچھے نظریں مرکوز کیے نادیدوں کی طرح دیکھتے کہا چوکیدار نے پھر تھوک نگلا۔

"وہ اپسرا تمہیں نہیں ڈارلنگ بڈھے انکل کو دیکھ رہی ہے اسے بڈھے انکل پسند ہیں دیکھوں سفید لمبے لمبے دانتوں اور بکرے کے خون سے رنگے ہونٹوں پر کیسے کتے کی کلیجی جیسی زبان پھیر رہی ہے " یازان نے فراج کے اپسرا کے نقشہ کھینچنے پر سے مصنوعی انداز میں جل بھن کر خونخوار نقشہ کھینچتے چوکیدار کی جان ہوا کی۔

"ام۔۔امے کیوں نہیں دیکھ رہا ہے چڑیل" چوکیدار نے روہانسا ہوتے پوچھا فراج نے یازان کے انداز اور چوکیدار کی حالت پر کھانستے ہوئے اپنا قہقہہ روکا

جبکہ چوکیدار فراج کے کھانسنے کی آواز پر اچھل کر فراج اور یازان کی طرح اچھلا اب فراج اور یازان کی بائیکس کے درمیاں چوکیدار کھڑا کانپ رہا تھا۔

"اوہ۔۔اچھا اچھا" یازان کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد جیسے چڑیل سے چوکیدار کے سوال کا جواب پوچھتے بولا تو چوکیدار نے سوالیہ نظروں سے یازان کو دیکھا ۔

"وہ کہہ رہی ہے کہ یہ چوکیدار ہمارا جاناں ہے اور ام اسکا لیلہ " یازان نے کہا تو چوکیدار نے غصے سے یازان کو گھورا جبکہ فراج نے دونوں ہاتھ ہیلمٹ کے اندر منہ پر رکھے اپنا قہقہہ پھر ضبط کیا فراج کی طرف چوکیدار کی پیٹھ تھی۔

"ماڑا ہمیں تو آواز نہیں آیا تم ہم کو بچہ سمجھ رہا ہے " چوکیدار غصے سے بولا۔

"میری جانِ من سے ایسے بات مت کرو بڈھے انکل اب تمہاری چڑیل گونگی ہے تو وہ کیا کریں بیچارہ۔۔چڑیل اشاروں سے بتا رہی دیکھو خیر آپ کو تو چڑیل ہی نہیں دیکھ رہی " فراج نے مصنوعی گھوری سے چوکیدار کو نوازتے یازان کے چوکیدار کی ڈانٹ پر اترے ہوئے چہرے پر اپنی انگلیوں کا پاوٹ بناتے

ہونٹوں سے لگائے یازان کے لبوں سے لگایا یہ فراج کے منانے کا طریقہ تھا جس پر یازان نے بھی خوشی سے ان انگلیوں پر عمران ہاشمی والا مگر ساؤنڈ کے ساتھ چوما دیا چوکیدار نے باقاعدہ پشتو کی دو گندی گالیاں ان بغیرتوں کے پیش نظر کی۔

"یہ ہم کو گالی دے رہے ہیں ڈارلنگ " یازان نے ان کی گالی سمجھتے فراج سے کہا۔

"دینے دو جانِ من ان کی بولتی تو ابھی یہ چڑیل ان کے ہونٹوں پر اپنے لمبے دانتوں والے ہونٹ رکھتے بند کرے گی۔۔لیکن ہمیں کیا چلو چلتے ہے " فراج نے کہتے بائیک سٹارٹ کرنا چاہی مگر چوکیدار نے تھوک نگلتے فراج کے ہاتھ پر اپنے دونوں کپکپاتے ہاتھ رکھے۔

"نہیں ام کو چھوڑ کر نہیں جاؤ اس چڑیل کو بھگاؤ یہاں سے " چوکیدار نے کپکپاتی آواز میں کہا۔

"ہم نہیں بھگائے گے ڈارلنگ انھوں نے ہماری بے عزتی کی ہمیں گالی دی اور ابھی تو کہ رہے تھے نہیں ڈرتے چڑیل سے ؟؟ اب کیا ہوا پٹھان کا جوش ہوا ہو گیا۔۔اب تو آپ کو چڑیل لے کر جائے گی اب آپ بھاگو آپ آگے آگے چڑیل آپ کے پیچھے پیچھے گانا گاتی آئے گی " یازان نے مزے سے فراج کو منع کرتے چوکیدار سے چہکتے ہوئے کہا۔

"کونسا گانا جانِ من ؟؟ " فراج نے ہیلمٹ کی تھوڑی والی جگہ پر انگلی رکھتے سوچا۔

"ایک نالے کے پار میں تیرے پیچھے پیچھے آگئی اوو تیرے پیچھے پیچھے آگئی " یازان نے باقاعدہ ہاتھ ہوا میں پھیلائے سینا ہلاتے گایا فراج کا قہقہہ ضبط کرتے چہرہ سرخ ہوا جبکہ چوکیدار نے غصے سے یازان کو گھورا جس پر یازان نے ہنسہ کیا۔

"لیکن نالا کیوں جانِ من " فراج نے سوچتے ہوئے پوچھا۔

"ڈارلنگ کیونکہ یہ بڈھے انکل سامنے نالے تک ہی بھاگ پائے گے اور ان کی چڑیل لیلہ انھیں پکڑ لے گی " یازان نے پھر چہکتے کہا۔

"نہیں چڑیل نہیں پکڑ سکے گا کیونکہ چڑیل کا پیر الٹا ہوتا ہے ام آگے بھاگے گا وہ الٹا ام سے دور بھاگے گا " چوکیدار نے کچھ سوچتے جلا دینے والی مسکراہٹ سجائے کہا جبکہ اس پٹھان کی عقل پر یازان اور فراج نے اس پٹھان چوکیدار کو گھورا جو دانت دیکھاتے انھیں ہی دیکھ رہا تھا فراج اور یازان ایک دم بائیک سے دائیں بائیں اترے اور چلتے چلتے اس جگہ پر پہنچے جہاں چڑیل کے کھڑے ہونے کی پیش گوئی کر رہے تھے پھر دونوں ایک دوسرے سے کچھ فاصلے پر پنجوں کے بل ایسے بیٹھے جیسے وہ غور سے چڑیل کے پیروں کو دیکھ رہے ہیں ہیلمٹ اب بھی ہنوز سر پر تھا۔

"یہ تمہارا اماں لگتا ہے جس کے قدموں میں بیٹھا جنت تلاش کر رہا ہے تم دونوں خبیث " چوکیدار ان کی حرکت کو غور سے دیکھتا ناک سکیڑے پھر جلا دینے والی مسکراہٹ سجائے گویا ہوا جبکہ یازان اور فراج نے چوکیدار کی طرف

رخ کرتے پھر ایک دم ہوا میں اپنا دائیاں بائیاں ہاتھ بلند کرتے دوسرے ہاتھ کو پہلے ہاتھ کے کچھ فاصلے سے اوپر کی جانب موڑا اشارہ اور طریقہ ظاہر کر رہا تھا کہ وہ لوگ چڑیل کے پیروں کو سیدھا کر رہے ہیں چوکیدار کی آنکھیں حیرت سے پھیلی۔

"تمہارا لیلہ کا پیر سیدھا ہو گیا ہے اب یہ چڑیل لیلہ تمہارا تیلا (تیل)نکالے گا" فراج نے کھڑے ہوتے پٹھانی ایسنٹ میں چوکیدار کی نکل اتارے کہا تو یازان نے بھی کھڑے ہوتے باقاعدہ ہاتھ سے تیل نکالنے کی طرف اشارہ کیا پھر دونوں نے سر کو خم کرتے ایک ہاتھ کو سینے پر رکھے تو دوسرے ہاتھ کو پھیلائے چڑیل کو الزبتھ کوئین کے خادم کی طرح اشارہ کیا چوکیدار کو لگا جیسے چڑیل اس کی طرف قدم بڑھا رہی ہے چوکیدار الٹے پیر وہاں سے گرتا پڑتا بھاگا اور یازان اور فراج کو پشتو میں گالیاں دینے سے باز پھر نہیں آیا تھا جبکہ چوکیدار کی حالت دیکھتے یازان اور فراج کا قہقہہ سناٹوں کو چیرتا گزرا وہ دونوں ہنس ہنس کر پیٹ پر ہاتھ رکھے لوٹ پوٹ ہو رہے تھے۔

عترت حداد کا انتظار کرتی بیڈ کراون سے ٹیک لگائے سو چکی تھی ڈوپٹہ بیڈ کے سرے پر رکھا تھا رات کے تین بج رہے تھے جب حداد اپنے روم کا دروازہ کھولے اندر داخل ہوا دروازہ لاک کرتے کندھے پر رکھا کوٹ صوفے پر اچھالتا اورل کوٹ کے بٹن کھولے اسے بھی صوفے کی زینت بنائے اپنی ٹائی اتارتے پلٹا تھا وارٹ روب کے قریب .بیگس دیکھتے حداد ٹھٹکا حداد کی نظریں بیڈ کی طرف اٹھی جہاں عترت کراؤن سے ٹیک لگائے سو رہی تھی حداد کی سرخ آنکھوں میں مزید سرخی چھائی ٹائی کو زمین بوس کرتا کف موڑے وہ عترت کے پاس لمبے لمبے ڈنگ بھرتا اس تک پہنچا عترت کے گود میں رکھے ہاتھ کی کلائی سختی سے پکڑتے حداد نے عترت کو جھٹکے سے بیڈ پر سیدھا کیا عترت اچانک آفت پر نیند سے بند ہوتی آنکھیں کھولتی غور سے سامنے وجود کو دیکھنے کی کوشش کرنے لگی مگر سامنے حداد کے سخت پتھریلے تاثرات دیکھتے عترت کا گلہ خشک ہوا آنکھیں پوری کھلی حداد عترت کی آنکھیں کھولی دیکھتا

اب جھٹکے سے عترت کو کھڑا کرتے اپنے روبرو گھسیٹتے بیڈ کے آگے کمرے کے سینٹر میں فانوس کے نیچے ساتھ لیے کھڑا ہوا عترت کی کلائی البتہ حداد کے ہاتھ کی گرفت میں ہنوز تھی۔

"حداد مجھے تکلیف ہو رہی ہے پلیز چھوڑے مجھے۔۔"عترت حداد کی اپنی کلائی پر سخت گرفت پر آنسو بہاتی ہوئی بولی اور دوسرے ہاتھ کی مدد سے اپنا ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کرنے لگی۔

"تمہاری تکلیف مائے فٹ۔۔ تمہیں احساس ہے پانچ سال سے کس قرب سے گزر رہا ہوں میں " حداد عترت کی بات سنتے دھاڑا عترت کو اپنے کانوں کے پردے پھٹتے محسوس ہوئے احتجاج کرتا ہاتھ پہلو میں گرا آنسو بھری آنکھیں خوف سے سہمی۔

"تمہیں خود سے دور کیا صرف اس لیے کہ میں طیش میں تمہارے ساتھ حق رکھتے ہوئے بھی کچھ غلط نا کر بیٹھو " حداد عترت کی کلائی کو جھٹکا دیتا عترت کو مزید خود کے قریب کرتا اس کی کلائی آزاد کر گیا مگر دوسرے ہاتھ سے عترت

کے بالوں کو جکڑے اس کے منہ پر غرایا عترت نے خوف سے آنکھیں میچ لیں حداد نے دوسرا ہاتھ سے عترت کی کمر کو گرفت میں لیا۔

"اور تم پھر میرے قریب کھڑی ہو۔۔تم میں اگر میرا سامنا کرنے کی ہمت ہے تو اس ہمت کے انجام کا حوصلہ بھی ہو گا" حداد نے عترت کی لرزتی عارضوں پر سجدہ ریز پلکوں کو دیکھتے طنزیہ مسکراہٹ لیے کہا عترت جو خوف سے اس کی باتیں سن رہی تھی حداد کی بات کا مطلب سمجھتی فوراً آنکھیں واہ کر کے آنسوؤں سے لبریز نگاہوں سے حداد کو دیکھنے لگی کالی آنکھوں میں آنسو دیکھتے پھر ایک دفعہ ان آنکھوں کے لیے حداد کا دل تکلیف سے دھڑکا مگر دوسرے ہی پل وہ اپنے دل کو ڈپٹ چکا تھا۔

"میں۔۔نہیں۔۔اماں حضور نے مجھے آپ کے کمرے میں۔۔۔بھیجا" عترت نے خشک لبوں پر زبان پھیرتے بے بسی سے اس ظالم شخص سے بچنے کی کوشش کی جو اب اس کی کمر پر بے باکی سے ہاتھ پھیر رہا تھا۔

"تمہیں پھر بھی یہاں نہیں آنا چاہیے تھا مگر اب آگئی ہو تو اس کا خمیازہ بھی بھگتو"حداد نے کہتے ہی عترت کی شرٹ کی زپ جھٹکے سے نیچے کی عترت نے سہمتے ہوئے حداد کے سینے سے شرٹ کو مٹھیوں میں بھینچا۔

"آخر میرا قصور کیا۔۔ہے حداد آپ تو مجھ سے محبت کرتے تھے۔۔۔پھر مجھ سے ایسا سلوک کیوں کر رہے ہیں " عترت حداد کے مردانا سخت ہاتھ کو اپنی برہنہ نازک کمر پر محسوس کرتے بے بسی سے حداد کے سینے میں منہ چھپائے سسکیاں بھرتے گویا ہوئی عترت کی سسکی اور کانپتے وجود کو دیکھتے حداد کا ہاتھ ایک پل رکا حداد نے عترت کی کمر سے ہاتھ نکالے اس کی تھوڑی کو تھامے عترت کا چہرہ اپنے سامنے کیا حداد کی غصے میں گرم سانسوں سے عترت کو اپنا چہرہ سلگتا محسوس ہوا۔

"تمہارا قصور یہ ہے کہ تم شاہ میر خاندان کی بیٹی ہو اور داؤد خاندان کی نواسی ۔۔"حداد نے کہتے عترت کے تھوڑی جھٹکی اور دوسرے پل عترت کی کلائی کو پکڑے بیڈ کے قریب پہنچتے عترت کو بیڈ پر دھکیلا عترت اوندھے منہ بیڈ پر

گرے شرٹ حداد کو سہمی نگاہوں سے دیکھنے لگی جو ایک پاؤں بیڈ پر رکھے اس پر بازو ٹکائے اس کی طرف جھکا ہوا تھا

" تمہارا قصور یہ ہے کہ تم نے صرف ان سے وفا نبھائی تم نے ظالم کی مدد کی تم ظلم دیکھتے خاموش رہی۔۔تمہارا قصور یہ کے کہ تمہاری چپی کی وجہ سے ایک بے قصور شخص ناکردہ گناہ کی سزا جھیل رہا ہے اور بتاؤ کیا قصور ہے تمہارا ؟؟"

حداد نے آگے جھکتے عترت کی کالی سہمی ہوئی آنکھوں میں براؤن اشتعال سے سرخ ہوتی آنکھیں گاڑھے پوچھا۔

"تمہارا سب سے بڑا قصور یہ ہے کہ تم نے مجھے اپنی ہی محبت سے نفرت کرنے پر مجبور کر دیا عترت شاہ میر" حداد نے عجیب مسکراہٹ سجائے کہا حداد کی آنکھوں میں محبت کے مان کی ٹوٹی کرچیاں عیاں تھی اس کے دل کو عترت کی خاموشی نے بہت بری طرح توڑا تھا عترت کی آنکھوں سے موتی عارضوں پر بہنے لگے گلے میں تکلیف اس قدر گھلی کے عترت کو سانس لینے میں دشواری ہوئی حداد سب جانتے تھے ؟؟ وہ بار بار میری خاموشی کا زکر کر رہے

ہیں ؟؟ کیا حنان بھائی نے انھیں بتا دیا ؟؟ نہیں ایسا ممکن نہیں۔۔عترت نے ڈوبتے دل کے ساتھ سوچا اور خود کو ہی تسلی دی۔

"میں عورت پر ظلم کرنے والا مرد نہیں مگر تم خود ایک ظالم ہو تم تمہارا خاندان سب۔۔بلکل اپنے خاندان کی طرح اس سفاک عورت کی طرح جس نے میرے بھائی کی زندگی برباد کر دی۔۔تم نے تمہاری خاموشی نے ہمیں کہی کا نا چھوڑا اور آج پھر تمہارے خاندان نے میری بہن کو ہم سے دور کر دیا اس کی اچانک رخصتی کروا لی " حداد یک دم عترت کو پیر سے پکڑتے بیڈ پر گھسٹتے اپنے قریب کرتے عترت کے بالوں کو گدی سے جکڑتا دھاڑا عترت نے بے ساختہ سسکی لی حداد کی دھاڑ سے عترت کا وجود کانپنے لگا بالوں پر سخت پکڑ سے عترت کو سر میں درد کی ٹھیسے محسوس ہوئیں عترت اپنی ماضی کی سوچو کو جھٹکتی حداد کی بات کا مطلب سمجھنے کی کوشش کرتی رہی بہن رخصتی ؟؟ یک دم عترت کے زہن میں جھماکا ہوا مقدس ؟؟ مقدس بھابھی کی رخصتی اچانک ۔۔عترت اپنی سوچوں میں پھر ایک دفعہ گم ہوئی عترت کی آنکھوں میں

حیرانگی دیکھتے حداد جو کہ عترت کے چہرے کو اپنی آگ برساتی نظروں کے حصار میں لیے ہوے تھا پھر عجیب سی مسکراہٹ سجا گیا۔

"حیران کیوں ہو رہی ہو ؟؟ پہلی دفعہ تھوڑی ہوا ہے تم لوگوں کی تو عادت ہے ہم سے ہمارے اپنوں کو دور کرنے کی " حداد نے عترت کے قریب جھکتے کان میں سرگوشی کی۔

"حداد۔۔میں۔۔۔نے۔۔کچھ۔۔نہیں۔۔کیا۔۔مجھے۔۔۔نہیں۔۔پتا۔۔مقدس۔۔ بھابھی۔۔کی۔۔۔رخصتی۔۔کے بارے۔۔میں" عترت نے ہمت کرتے کہا۔

"مان لیا یہ بات تمہیں نہیں پتا مگر اور تو بہت کچھ پتا ہے تمہیں ہے نا ؟؟ " حداد نے استفسار کیا۔

" مجھے۔۔سانس۔۔نہیں۔۔آرہی۔۔حداد۔۔میں۔۔محبت۔۔کرتی۔۔ہو۔۔آپ ۔۔۔سے۔۔۔پلیز۔۔"عترت نے ہٹکتے ہوئے لمبی لمبی سانسیں بھرتے کہا عترت کا سانس لینے میں ہلکان ہو رہی تھی حداد کی براؤن آنکھوں میں مزید سرخی چھائی۔

"اور میں اب صرف تم سے نفرت کرتا ہو۔۔اور اس قدر کرتا ہوں کہ آج رات کے بعد تم اپنے پور پور پر میری نفرت کا لمس محسوس کرو گی " حداد نے بے رحمی سے کہا عترت نے حداد کو دھکا دینا چاہا۔

"مجھ سے بچ کر کہا جاؤ گی تمہاری حدود مجھے سے شروع ہو کر مجھ پر ختم ہیں " حداد عترت کی حرکت پر طنز کرتا مسکرتے ہوئے نرم مگر روعب دار لہجے میں گویا ہوا۔

"حداد۔۔پلیز۔۔میں۔۔اب۔۔ کبھی آپ۔۔کے۔۔کمرے۔۔میں۔۔ نہیں۔۔ آو ۔۔گی۔۔مجھے۔۔ چھوڑ۔۔دے "عترت پھر حداد کی قید میں آتی بے بسی سے بولی آنسو اب بھی بہہ رہے تھے اپنے شوہر کے نفرت بھرے لمس سے اچھا آج اسے پانچ سال کا ہجر لگا تھا۔۔عترت آخری کوشش کرنے لگی حداد عترت کی بات پر سنتا سیخ پا ہوتا اس کے چہرے کے قریب مزید اپنا چہرہ کر گیا حداد کی سانسیں عترت کے لبوں کو جھلسا دینی کی حد تک گرم تھیں۔

"تم اس کمرے میں آتو گئی ہو مگر اب اس کمرے سے راہ فرار تمہاری موت کے بعد ہی ممکن ہے۔۔اور رہی تمہیں چھوڑنے کی بات میں اپنے ہاتھوں سے تمہیں قتل کر سکتا ہوں مگر چھوڑ کسی صورت نہیں سکتا " حداد عترت کے چہرے پر غرایا عترت کی آنکھیں پھیلی وہ تو ابھی یہاں سے جانے دینے کی بات کر رہی تھی اور حداد وہ بات اس سے مکمل طور پر آزادی سمجھ رہا تھا یا وہ سب سمجھتے ہوئے اسے اپنے لفظوں سے آج اور مستقبل کے لیے باور کروا رہا تھا عترت نے نفی میں سر ہلایا اسکا مطلب تو ہرگز یہ نا تھا۔

"آپ۔۔میرا۔۔مان۔۔توڑ۔۔رہے ہیں "عترت نے حداد کی ہلکی بیرڈ والے مغرور مردانہ چہرے پر ہاتھ رکھتے کہا۔

"تم میرا مان توڑ چکی ہو تم نے یہ قہر اپنے لیے خود چنا ہے اب شکایت کیسی؟؟ اور اگر اب تمہاری آواز نکلی تو یقین مانو تمہاری روح نکلنے تک تمہیں میری قربت میں رہنا پڑے گا "حداد نے سخت لہجے میں کہا عترت کی زبان پر جیسے کفل لگا وہ سہمی ہوئی نگاہوں سے لیمپ کی روشنی میں حداد کی نظروں کو التجا

بھری نظروں سے دیکھنے لگی حداد کا غصہ مزید بڑھنے لگا وہ پانچ سال سے اس قہر سے عترت کو بچانا چاہتا تھا اسی لیے اسے خود سے دور کیا وہ چاہ کر بھی اس سے نفرت نہیں کر پا رہا تھا مگر اس کی خاموشی حداد کو غصے سے مزید پاگل کر رہی تھی اور آج عترت کی نزدیکی نے اس غصے کو مزید ہوا دی اور قہر بنانے کا کام اس کی خاموشی نے کر دیا عترت کی حالت ابتر ہونے لگی دوپہر سے کچھ نا کھانے اور پیروں سے خون نکلنے کی وجہ سے عترت کو کمزوری پہلے ہی محسوس ہو رہی تھی اور اب حداد کے غصے اور نفرت کو سہتے اس کے سر اور جسم میں مزید درد کی ٹھیسے عترت کی حالت مزید خراب کر گئی حداد آگے بڑھتا کچھ کرتا کہ عترت کی سسکیاں دم توڑ گئی حداد عترت کے چہرے کو دیکھنے لگا جو ہوش وحواس سے بیگانی تکیے پر گردن ڈھائے پڑی تھی حداد کی جان حلق میں پھنسی روح میں تکلیف کی لہر اٹھی۔

"عترت۔۔عترت۔۔"حداد نے عترت کے چہرے کو دونوں ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے تھپتھپایا عترت کی سانسیں مدھم چل رہیں تھی حداد کی سانسیں

رکنے لگی سائیڈ ٹیبل سے پانی کا جگ اٹھائے حداد نے عترت کے چہرے پر پھوار کی مگر عترت کو زرا ہوش نا آیا حداد کی آنکھوں میں تکلیف اتری جگ واپس رکھتے ہنوز بیٹھے حداد نے اپنا موبائل اٹھایا۔

" عترت۔۔میری جان " حداد نے لائیٹس آن کیے عترت کے ماتھے پر لب رکھتے اسے اپنے سینے میں بھینچا موبائل کان سے لگائے حداد نے اپنے خاص بندے کو کال کرتے کسی لیڈی ڈاکٹر کو حویلی میں لانے کا حکم دیا اس کے بعد حداد نے گارڈز کو کال کرتے اپنے خاص بندے کے ساتھ ڈاکٹر کو آنے کا بتاتے انٹر کام پر دائی جان کو کال کی جنھیں حویلی سے اندر ڈاکٹر کے ساتھ روم میں آنے کا کہتے وہ اپنا فون رکھ چکا تھا حداد عترت کو ہنوز اپنے سینے میں بھینچے ہوئے تھا عترت کے بالوں پر لب رکھتے یہ حداد کچھ دیر پہلے اپنی بیوی پر قہر برسانے والے حداد سے خاصا مختلف معلوم ہوتا تھا عترت کی حالت دیکھتے حداد کو اب خود پر غصہ آرہا تھا

گہری رات کے سائے ہر سو پھیل رہے تھے یہ منظر تھا ایک فارم ہاؤس کا جس کی حدود سے باہر ہو رہے شوروغل کی آواز رات کے سناٹے کو چیر رہی تھی باہر کھڑے گارڈز گردن اکڑائے اپنے کام کو پوری ایمانداری سے کر رہے تھے ان گارڈز کی نفری اندر خاص شخصیات کی پیش گوئی کر رہی تھیں۔

سفید سنگ مرمر سے بنا فرش فارم ہاؤس کے لاؤنج کی سٹیج لائیٹس کی رنگ برنگی روشنیوں میں نہایا ہوا تھا وہاں کچھ نوجوان لڑکیوں کے ساتھ ڈانس کرنے میں مصروف تھے تو کچھ کے ہاتھ میں ہوش اڑا دینے والا مشروب تھا لڑکیوں کے بدن پر کپڑے اس طرح کے تھے کہ ان سے نازکی صاف ظاہر ہو رہی تھی لڑکیاں لڑکیوں کا ساتھ دیتی ان کے ہم قدم ڈانس کرنے میں مصروف تھی وہ مشروب وہاں لڑکیوں کے ہاتھوں میں بھی موجود تھا وہاں موجود نوجوان اور آدھی برہنہ لڑکیاں اس منظر کو انجوائے کر رہے تھے ان کے چہرے پر مسکراہٹیں تھیں تو وہی زرا فاصلہ پر ڈبل صوفے پر براجمان شخص کی کالی

آنکھوں میں غصہ غضب اور نفرت تھی وہ بھی وہاں موجود سب پر نظریں جمائے ہوئے تھا مگر وہ اس جگہ کا عادی تھا وہ اس ماحول میں ہمیشہ خوش رہتا تھا مگر آج اس کی آنکھوں میں بے انتہا غصہ تھا جیسے وہ یہاں آج اپنے اشتعال پر قابو رکھنے کے لیے ہی آیا تھا اس کے ہاتھ میں بھی شیشے کا گلاس تھا جس کا نچلا سرا مشروب سے گیلا تھا وہ شخص گلاس کو ایک جھٹکے میں خالی کرتا میز پر رکھ گیا۔

"یار آج بہت زیادہ پی لی ہے تو نے اب بس کر" اس صوفے کے ساتھ سنگل صوفے پہ بیٹھے شخص نے اس سے کہا۔

"سلمان۔۔تو میرا دوست ہے دوست بن کر رہ باپ بننے کی ضرورت نہیں" وہ شخص اپنی کالی سرخی چھائی آنکھوں سے اسے دیکھتا ایک ایک لفظ چبا کر بولا سلمان نے ایک لمبی سانس کھینچی۔

"میں تو تیرے بھلے کے لیے بول رہا تھا" سلمان نے وضاحت کی۔

"اب تو میری ماں بننے کی کوشش کر رہا ہے " کالی آنکھوں میں اب ناگواری چھائی سلمان نے رخ دوسری طرف کیا یہ شخص اس کا دوست جو ہمیشہ اپنی من مانی کرتا ہے تو میں کیوں اس سے دماغ کھپا رہا ہو سلمان نے جل کر سوچا ۔

" صیحح سوچ رہا ہے عمل بھی کر لینا آئندہ اس بات پر " کالی آنکھوں نے استہزاء انداز میں سلمان کو دیکھتے کہا سلمان نے رخ واپس اپنے بچپن کے دوست کی طرف کرتے کن انکھیوں سے اسے دیکھا۔

"مجھے تیرا باپ بننے کا شوق نہیں سمجھا " سلمان کے ماتھے پر بل پڑے وہ جانتا تھا یہ شخص زہن پڑھنے میں ماہر ہے۔

"تو بن بھی نہیں سکتا " کالی آنکھوں والے نے جتایا۔

"بننا بھی نہیں چاہتا تیری جیسی اولاد سے اچھا ہے میں باپ ہی نا بنوں " سلمان نے بھی دوبدوک کہا۔

"آمین" کالی آنکھوں والے نے سر اثبات میں ہلاتے استفسار کیا سلمان کو صدمہ ہوا۔

"تو مجھے نامرد ہونے کی بدعا دے رہا ہے؟؟" سلمان نے اپنی جگہ سے اٹھتے طیش میں کہا اور بلیک اینڈ وائٹ چیک شرٹ کے کف اور اوپر فولڈ کرتے جیسے اس شخص پر جھپٹنے کی تیاری کرنے لگا کالی آنکھوں والے نے ایک ائیبرو ریز کی آئیبرو ریز کرتے اس شخص کی پیشانی کی سائیڈ پر کٹ کے نشان کے دو ٹکرے ہوئے کالی آنکھوں والے نے اپنے سفید ہاتھوں سے جن پر بھورے مردانہ بال تھے اپنی کالی شرٹ کے بٹن کھولے اس شخص نے اپنا سینہ آزاد کیا اور شرٹ سامنے ٹیبل پر پھینکی سلمان اسے ایک نظر دیکھتا خوف سے پسینے میں شرابور ہوا پھولے ہوئے مسلس جن کی وینز اور باڈی کٹاؤ اسے بہترین باڈی بلڈر کا خطاب دے رہے تھے تو چوڑا سینہ اور سکس پیکس اس شخص کی باڈی کو چار چاند لگا رہے تھے بھورے براون بال ماتھے پر بکھرے تھے دفعتا اس شخص نے گردن دائیں بائیں گھوماتے اپنا کسرتی مردانہ ہاتھ صوفے کی پشت

پر پھیلایا اور دوسرے ہاتھ کی انگلیوں کو بالوں میں پھیرتے ماتھے سے بال پیچھے کیے اور صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے ایک ڈانگ پر دوسری ٹانگ کا تلوہ فور کی شیپ میں بنائے سلمان کو دیکھنے لگا لیپ پر رکھا ہلتا پاؤن بلیک بونٹ میں اب بھی حرکت میں تھا۔

"تو اگر میرا دوست نا ہوتا تو بتاتا میں تجھے " سلمان نے تھوک نگلتے کہا یہ صرف اپنے دوست کے سامنے ہار نا ماننے کے لیے کہا گیا جملہ تھا سلمان خود اچھی باڈی کا مالک ریگولر جیمنگ کرتا تھا مگر یہ داؤد خاندان کے مرد پتا نہیں کس آٹے کی روٹی کھاتے تھے کہ سارے کے سارے ہی ایسے تھے جیسے دیو سلمان کی تو اس کا دوست دو منٹ میں چٹنی بنا دیتا۔

"اووہ سیریسلی " اس شخص نے جیسے سلمان کے خوف کو بھانپتے عنابی ہونٹوں کو گول کرتے سلمان کا مزاق اڑایا۔

"تو شکر منا یاسر شازم داؤد کا دوست ہے ورنہ جس ٹون میں تو نے مجھ سے بات کی ہے۔۔ تیرے ٹکرے میں اپنے پالتو کتے کے پیٹ کی زینت بناتا " یاسر

نے جتاتی نظروں سے سلمان کو دیکھتے کہا سلمان نے منہ بنائے واپس اپنی نشست کا رخ کیا۔

"ڈارلنگ تم آج بہت دنوں بعد مجھ سے ملے ہو۔۔یو ڈونٹ مس می ؟؟"ایک لڑکی یاسر کے قریب آتی ایک ہاتھ یاسر کے بازو پر اور دوسرے سے یاسر کے سینے پر اپنی مخروطی انگلیاں ٹریس کرتی ادا سے بولی یاسر نے ایک گہری اور بے باک نظر شفا پر ڈالے اپنا پیر سیدھا کرتے شفا کی کمر میں ہاتھ ڈالے اسے اپنے لیپ پر بیٹھایا یاسر کی نظروں کو اپنے وجود پر جما دیکھتے شفا کھکھلا دی۔

سلمان نے یاسر کے قریب شفا کو دیکھتے رخ پھیرا وہ لڑکی یاسر کی محبت میں دیوانی تھی امیر خاندان کی لبرل بگڑی بیٹی تھی شفا ایک چھوٹی ریڈ سکرٹ اور سلیولیس شرٹ زیب تن کیے ہوئے تھی فٹنگ اس قدر تھی کہ اس کا وجود صاف عیاں ہو رہا تھا سفید ماڈل جیسی برہنہ ٹانگیں کسی کو بھی اسے گندی نظروں سے دیکھنے کے لیے مجبور کر سکتیں تھیں ریڈ ہیل میں مقید پیر وہ کسی بھی مرد کے ضبط کو آزما سکتی تھی گولڈن بال سٹیپس پر کٹے کندھوں پر

بکھرے تھے ریڈ لپسٹک میں سجے ہونٹ میک اپ کیا چہرہ بڑی بڑی ہیرنی جیسی گریش آنکھیں وہ بے تحاشہ خونصورت تھی یاسر کا ماننا تھا اس کے آس پاس موجود سب سے خوبصورت چیز اس کے پاس ہونی چاہیے اسی لیے شفا اس کے پاس تھی کیونکہ یاسر جیسے بلا کے ہینڈسم لڑکے پر تو شفا مر مٹی تھی کون اس ہینڈسم کامیاب شخص کو نا پانا چاہے گا جس کا سوئیگ لڑکیوں کے دلوں میں قہرام مچا دیتا تھا جس کی حسرت ہر لڑکی کے دل میں تھی شفا اسی بات پر تو اتراتی تھی کہ یاسر شازم داؤد کی پسند تھی وہ جس نے لڑکیوں کو اپنا دیوانہ بنایا ہوا تھا وہ یونی میں یاسر کے ساتھ ہی پڑھتی تھی لندن یونیورسٹی میں یاسر اور اس کی ملاقات ہوئی تھی اور ملاقات شفا کے لیے محبت تھی مگر یاسر اس کی خوبصورتی کا اسیر ہوا تھا یاسر نے اسے زیادہ خوبصورت لڑکی زندگی میں نہیں دیکھی تھی جبکہ شفا نے تو یاسر جیسا وجیہ ہینڈسم مرد پہلی دفعہ ہی دیکھا تھا وہ دونوں سات سالوں سے ساتھ تھے داؤد فیملی اور دنیا کے سامنے نہیں بس ایک دوسرے کے روبرو اس بات سے صرف یاسر کا بچپن کا دوست ہی واقف

تھا یہ فارم ہاؤس یاسر کا تھا شفا کی برتھڈے اور اکثر اوقات پارٹیز میں جن میں وہ اپنے خاص مہمانوں اور ان کی گرلفرینڈ کو ہی مدعو کرتا تھا وہ یہی ملا کرتے تھے کیونکہ ایک دنیا یاسر داؤد کے ہر عمل پر نظر رکھے ہوتی تھی وہ پولیٹیشن تھا اسے دنیا کی نظروں سے اپنی ذاتیات کو محفوظ جو رکھنا تھا یا یوں کہے اپنے کالے ذاتیات کو۔

"میں کسی کو مس نہیں کرتا " یاسر نے اپنی انگلیاں شفا کے برہنہ بازو پر پھیرتے کہا شفا کی آنکھوں میں تکلیف ابھری جسے وہ جلد ہی قابو کر گئی وہ مغرور شہزادہ ایسا ہی تھا اسے دل رکھنے نہیں آتے تھے جبکہ سلمان وہاں سے اٹھ گیا۔

"میں نے تو تمہیں بہت مس کیا ڈارلنگ اور میری برتھڈے بھی بھول گئے تم میں نے خود یاد دلایا تمہیں کوئی تحفہ بھی نہیں لائے میرے لیے۔۔"شفا نے شکوہ کیا۔

"میں یاد کرنے والی چیزیں یاد رکھتا ہو بے بی تمہیں یاد رکھتا ہو اور یاد کروایا تم نے اچھا کیا دیکھوں تمہارے لیے پارٹی رکھی ہے اور گفٹ تم بتاؤ کیا چاہیے تمہیں " یاسر کہتا شفا کی کمر میں ہاتھ ڈالتا اسے اپنے بے حد قریب کر گیا۔

"مجھے ایک ڈائمنڈ نیکلس چاہیے میں نے پسند کیا ہوا ہے تمہیں بس پیمنٹ کرنی ہے " شفا نے یاسر کی کالی آنکھوں میں خماری باندھتے دیکھ موقع پر وار کیا وہ امیر خاندان سے تھی مگر وہ داؤد خاندان کے دولت کے چوتھے حصہ جتنی بھی امیر نا تھی یہ کہنا درست ہو گا کہ اسے یاسر وجود نام اور دولت سے محبت تھی یہ بات یاسر بھی جانتا تھا اور اپنے لوٹائے کا حساب سود سمیت وصول کر لیا کرتا تھا یاسر کے چہرے پر مسکراہٹ بکھری سر اثبات میں ہلایا مطلب صاف تھا شفا کو جو چاہیے تھا وہ اسے مل جائے گا۔

"مجھے اور بھی کچھ چاہیے " شفا نے یاسر کے مسلس پر ہاتھ پھیرتے کہا یاسر مزید گھیرا مسکرایا شفا کھکھلا دی۔

" I want to spend tonight with u Darling"

شفا نے یاسر کی گردن میں باہیں ڈالے کہا یاسر کے جسم میں سپارک ہوا۔

"Why not babe"

یاسر نے کہتے ہی شفا کو باہوں میں بھرے فارم ہاؤس کے یاسر کے عالیشان روم کی طرف قدم بڑھائے۔

سلمان نے ان دونوں کو دیکھتے نفی میں سر ہلایا اب اسے صبح تک یاسر کے اس چڑیل کو آزاد کرنے تک ویٹ کرنا تھا۔

"میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں عشراق۔۔تم میری زندگی میں اندھیرے کو دور کرنے والی روشنی ہو۔۔میں مر تو سکتا ہو مگر تم سے دور نہیں رہ سکتا۔۔ تم نے مجھے اپنے عشق میں مبتلا کر دیا ہے تمہارا پردہ تمہاری دین سے رغبت مجھے تمہارا اسیر کر رہی ہے۔۔تمہارا یہ پرُ نور چہرہ مجھے اپنی خوش قسمتی کا احساس دلاتا ہے" سیاہ آنکھوں والا شخص وائٹ شلوار سوٹ میں ملبوس کندھے

سر پر آف وائٹ مردانہ شال اوڑھے سفید شرارے کُرتی میں ملبوس سر پر حجاب ڈالے کندھے پر لال دلہنوں والی چادر اوڑھے مکمل اپنے وجود کو چھپاتی میک اپ سے پاک چہرے والی سنہیری آنکھوں میں دیکھتے کہ رہا تھا وہ لڑکی سراپائے حسن تھی اس کا چہرہ اسے کسی پرستان کی شہزادی کا خطاب دے رہا تھا کالی گھنی موڑی ہوئی پلکیں گلابی یاقوتی ہونٹ بھرے بھرے گلابی گال چھوٹی سی ناک جس میں رنگ شیپ کی نوز پن پہنی ہوئی تھی وہ اس کے وجود پر پہنی واحد جیولری تھی اس کے ہاتھ بھورے مردانہ بالوں والے سفید ہاتھوں میں قید تھے وہ لڑکی مسکرا رہی تھی نظریں شرم سے جھک چکی تھی وہ مرد اسے پہلی دفعہ بنا نقاب کے دیکھ رہا تھا پہلی دفعہ اس کی آنکھیں کسی لڑکی کو اتنی محوت سے دیکھ رہیں تھیں۔

یک دم وہ شخص اس کی کمر پر ہاتھ ڈالے اسے اپنے قریب کر گیا شرم سے جھکی پلکیں حیرت زدہ اٹھیں اس شخص کی انگلیوں کا لمس اپنی کمر پر محسوس

کرتے اس سنہیری آنکھوں والی شہزادی کو غلط ہونے کا اندیشہ ہوا دفعتاً وہ سیاہ آنکھوں والا دیکھنے بے حد ہینڈسم مرد قہقہ لگا اٹھا۔

"تم نے مجھے ریجیکٹ کیا تھا مجھے ہے نا عشراق اعظم کفیر۔۔تم نے یاسر شازم داؤد کو ریجیکٹ کیا تھا۔۔"وہ شخص کوئی اور نہیں سیاہ آنکھوں والا داؤد خاندان کا دوسرا شہزادہ تھا "یاسر شازم داؤد " اور وہ سنہیری آنکھوں والی لڑکی کفیر خاندان کی دوسری شہزادی تھی "عشراق اعظم کفیر" یاسر دل جلا دینے والی مسکراہٹ لیے اپنی پیشانی پر بنے کٹ پر دوسرے ہاتھ کی انگلی مسل رہا تھا عشراق کا وجود سناٹوں کی زد میں آیا۔

"تم نے مجھے ریجیکٹ کیا تھا اور تمہیں لگا میں تمہارے لیے ایسے محبت بھرے الفاظ ادا کرو گا " یاسر عشراق کا جبڑا پکڑتے اس کے منہ پر غرایا اشارہ اپنے پہلے محبت بھرے جملے کی طرف تھا۔

"آپ۔۔یہ۔۔کیا۔۔کہ۔۔رہے۔۔ہیں " عشراق نے ڈوبتے دل کے ساتھ لڑکھڑاتی آواز میں پوچھا سنہیری آنکھوں نم ہوچکی تھیں۔

"اب سچ کہ رہا ہو بے بی۔۔ایک سال سے میری زبان سچ کہنے کو تو بے تاب تھی " یاسر عشراق کے ہونٹوں پر اپنا انگوٹھا مسلتے بولا۔

"کیسا۔۔سچ " عشراق کی آنکھوں سے دو موتی ٹوٹ کر انمول ہوئے۔

"تم نے مجھے ریجیکٹ کیا یہ کہ کر کے تم ایک شراب پینے والے سے کوئی رشتہ نہیں بنانا چاہتی ایک ایسے انسان سے جو نماز اور قرآن سے غافل ہے۔۔رائٹ ؟؟" یاسر نے کہا اور جھٹکے سے عشراق کو خود سے دور اچھوت کی طرح پھینکا عشراق پیچھے رکھے صوفے پر جا گری کمر میں درد کی ایک لہر اٹھی مگر وہ درد کچھ نا تھا اس تکلیف کے آگے جو عشراق کو یاسر کے الفاظوں سے بے جان کر رہی تھی۔

"میں نے ایک سال لگایا تمہیں حاصل کرنے کے لیے ایک شریف انسان کی طرح تمہاری ہمسفر کی شرطوں پر پورا اترنے کے لیے۔۔اور دیکھوں آج تمہیں حاصل کر ہی لیا " یاسر نے عشراق کے قریب صوفے پر ایک ٹانگ رکھے

جھک کر کہا عشراق نے سانسیں روک لی آنکھوں میں بے یقینی تھی۔

"اور پتا ہے کیوں حاصل کیا تمہیں ؟؟" یاسر نے ایبرو ریز کرتے تمسخرانہ انداز میں پوچھا۔

"تاکہ تمہیں حاصل کر کے اس طرح چھوڑں کہ تمہیں کوئی دوبارہ حاصل نا کر پائے آج میں نے تمہیں اپنا نام دیا ہے مگر اپنی زندگی میں جگہ کبھی نہیں دوں گا تم نے مجھے ریجیکٹ کیا تھا یو بلڈی وومن مجھے ؟؟ یاسر شازم داؤد کو۔۔ آج میں تمہیں نکاح کر کے ریجیکٹ کرتا ہوں" یاسر نے پہلے عشراق کے چہرے پر انگلی ٹریس کرتے سرگوشی سے کہا پھر یک دم وہ عشراق کے حجاب میں قید بال پکڑتا عشراق کے چہرے پر دھاڑا اور جھٹکے سے عشراق کو چھوڑا عشراق کا سر صوفے کی ڈیزائن لکڑی سے جا ٹکرایا۔

"مجھے تم سے شروع سے نفرت تھی پتا ہے کہوں؟؟ کیونکہ تم نے مجھے داغ دیا دیکھوں یہ نشان تم نے دیا مجھے" یاسر نے اپنی پیشانی پر لگے کٹ کی طرف

اشارہ کیا کالی آنکھوں اشتعال سے لال ہوئیں سنہری آنکھوں میں بے یقینی چھائی۔

"میں۔۔۔نے۔۔جان۔۔بوجھ۔۔کر۔۔نہیں۔۔کیا تھا۔۔آپ میرا۔۔نقاب اتار ۔۔رہے تھے۔۔اس لیے۔۔میں۔۔۔نے۔۔آپ۔۔کو دھکا دیا" عشراق نے سسکتے ہوئے وضاحت کی وہ بارہ سال کی تھی جب سے ہی اپنی دادی سے پردے کی اہمیت اور اسلامی تعلیمات لیتے سات سال کی عمر سے نقاب کرتی تھی یہاں تک کہ وہ حداد سے بھی پردہ کرتی تھی اور بارہ سال کی عمر میں سولہ سالہ یاسر جو کہ لندن میں ہی رہتا تھا پاکستان آتے عشراق کے نقاب پر پہلے مزاق اڑاتا رہا وہ لوگ کفیر ہے ویلی ہمیشہ اپنا گھر سمجھتے آیا جائے کرتے تھے وجہ ان کے بڑوں کے آپس میں خوشگوار تعلقات تھے اور بچوں کی دوستیاں پھر ایک دن یاسر نے عشراق کے چہرے سے نقاب اتارنے لگا جس کی کوشش ناکام کرتے عشراق نے اسے دھکا دیا تھا یاسر اپنا بیلس برقرار نا رکھتا پیچھے ٹوٹے ہوئے گملے سے جا ٹکرایا یاسر کی پیشانی پر وہ نشان عشراق

اعظم کفیر کے نقاب کی وجہ سے بنا تھا یاسر ہمیشہ سے حسن پرست تھا اسے عشراق کی یہ حرکت ناگزیر گزری تین دن ہاسپٹل گزارتے وہ بے انتہا نفرت عشراق کے لیے دل میں سمائے لوٹا تھا اور اس پر سونے پر سہاگا چھ سال بعد ثاقب داؤد کے یاسر کے شراب نوشی اور دین سے دوری کی باتیں سنتے وہ یاسر کا رشتہ مسترد کر چکی تھی وہ پانچ وقت نماز کی پابند دنیا سے زیادہ دین کے قریب لڑکی تھی اسے اپنا ہمسفر بھی دین کے رستے پر عمل کرنے والا چاہیے تھا وہ تہجد میں نیک ہمسفر کی دعائیں مانگا کرتی تھی پھر یک دم یاسر کے لیے سب اچھے الفاظ نکالنے لگے اس کی نمازوں کی پابندیوں کے بارے میں چرچے سننے کو ملتے سب یہ کہتے تھے کہ ایک بھٹکے ہوئے شخص کو اللہ نے عمراہ دیکھائی ہے شاہد کفیر کے دوبارہ عشراق کو سمجھانے پر وہ اس رشتے کے لیے مان گئی تھی اور آج اس کا نکاح ہوا تھا یاسر کے ساتھ اور وہ اس وقت کفیر حویلی کے بیک سائیڈ ہال میں کھڑے تھے ان دونوں کے علاوہ وہاں کوئی اور وجود نا تھا۔

عشراق کی بات سنتے یاسر کے وجود میں چونٹیاں دوڑنے لگیں جسم میں شرارے پھوٹے۔

"نقاب ؟؟؟ نقاب ہی تھا کوئی قیمتی زیور نہیں دیکھ رہا تھا تمہارا اور اس۔۔اس بدصورت چہرے کو محفوظ رکھ رہی تھیں نہیں شاہد چھپا رہی تھی اچھی بات ہے چھپاؤ ویسے بھی دیکھنے کے قابل نہیں یہ چہرہ یہ وجود تمہارا " یاسر نے پھر عشراق کا جبڑہ بھینچے دھاڑتے کہا عشراق کی جان ہوا ہوئی پل پل عارضوں پر موتی گرتے بے مول ہونے لگے اس کے حسن کی تعریف اس کی سہلیاں کرتے نہیں تھکتی اس کا پرنور چہرہ دیکھے بنا شاہد کفیر کا دن نہیں گزرتا تھا اس کا بات اپنی بیٹی عقیدت ورحمت والے چہرے کی نظر اتارتے نہیں تھکتا تھا اماں چچی حضور رات سونے سے پہلے اس کی نظر اتارتی تھیں وہ نظر لگ جانے کی حد تک حسین لڑکی تھی جسے دو پل میں یہ شخص بدصورت کہ گیا تھا۔

"میری حیا میرا انمول زیور ہے۔۔"عشراق غیب وغضب سے اس دیو کے شکنجے میں ہمت جمع کرتی بولی۔

"ہاہاہاہا۔۔۔حیا زیور مائے فٹ یہ سب ڈھونگ ڈھکوسلا ہے تمہارا سب کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے بڑی کوئی نیک پروین ہو تم ہنںہ مجھے ریجیکٹ کیا تھا اب پوری زندگی فریشتوں کی لعنت سمیٹتی رہنا شوہر کو ناراض کرتے ہوئے کیونکہ یاسر شازم داؤد اب کبھی تم سے راضی نہیں ہو گا عشراق بی بی " یاسر بولا۔

منظر دھندلانے لگے اب یاسر حنان کا گریبان پکڑے ہوئے تھا وہ اس پر چیخ رہا تھا حنان ہکا بکا بس خاموش تھا جویریہ خود کے ابتر وجود کے گرد یاسر کی چادر لپیٹے ہوئے تھی اس کے ہونٹوں سے خون رس رہا تھا یک دم یاسر نے گن لوڈ کرتے حنان کے سینے پر تانی ثاقب داؤد یاسر کو روک رہے تھے ثوبان یاسر کی سمت بڑھ رہا تھا عشراق دیوار کے ساتھ کھڑی تھی حداد کو شاہد کفیر نے جکڑا ہوا تھا یاسر نے نشانہ باندھا اور گولی کی آواز گونجی۔۔

"بھائی۔۔۔"عشراق رات کے اندھیرے میں بیڈ سے اٹھ بیٹھی وہ ایک خواب تھا مگر وہ حقیقت تھی عشراق کے عارض اب بھی گیلے تھے یہ حقیقت اس کے

خواب میں آتے سوتے وقت بھی سکون نہیں لینے دیتی تھی عشراق نے لیمپ کی روشنی کمرے میں پھیلاتے اپنے دونوں ہاتھ منہ پر پھیرتے عارضوں کو صاف کیا اپنے کالے بال پشت سے سمیٹتے نظریں لیمپ کی روشنی میں گھڑی پر گئی تہجد کا وقت ہو چکا تھا تکیے کے پاس رکھے ڈوپٹے کو خود پر ڈھانپتے اس نے اپنے پیروں سے کمبل ہٹایا تھا ایک پیر حرکت کرتے سائیڈ پر ہوا تھا تو دوسرا ساکت تھا عشراق نے اس پیر کو اپنے دونوں ہاتھوں میں تھامتے بیڈ سے نیچے لٹکایا تھا لب پیوست تھے آنکھیں پھر نم ہوئیں ، سائیڈ ٹیبل کے پاس رکھی بیساکھی کو پکڑتے بائیں بازو کے نیچے بیساکھی کو جمایا ، خواب میں دیکھتی حقیقت اس کے بائیں پیر کو ساکت کر گئی تھی حنان کو چھوتی گولی عشراق نے اپنے اوپر لی تھی جسے چلانے والا اس کا شوہر یاسر تھا ثوبان کے بروقت یاسر کا ہاتھ نیچے کھینچے پر وہ گولی عشراق کے پیر میں پیوست ہوئی تھی ورنہ حنان کے بجائے عشراق کے دل کو چھوتی وہ گولی کفیر خاندان کی اس شہزادی کی کہانی پانچ سال پہلے ہی ختم کر دیتی۔

عشراق وشروم تک جاتی فریش ہوتی اسی بیساکھی کے سہارے وضو کرتی اب کمرے میں اللہ کے حضور حاضری لگوا رہی تھی وہ اپنے رب کے آگے عبادت کرنے کے ساتھ نماز میں ادا ہونے والے ہر پاک لفظ کے ساتھ اپنی روح ہی نہیں اپنا دل بھی تازہ کر رہی تھی اپنے آنسوؤں سے دل کی تکلیف مٹا رہی تھی اس کا لرزتا بدن سفید چہرے پر چھائی سرخی سنہری آنکھوں کے پپٹوں کی گلابی سوجھن اسے اپنے رب کے حضور معتبر کر رہی تھی دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتے عشراق نے اپنے خالی ہاتھوں کو دیکھتے اپنے رب کو پکارا تھا۔

"یا اللہ میرے بھائی کے نام پر لگا داغ مٹا دے تو رحمن ہے رحیم ہے میرے بھائی پر رحم فرما اس کی آزمائش کو ختم کر دے میرے پروردگار۔۔میں تیری کمزور بندی تیرے سامنے اپنے خالی ہاتھ پھیلائے اپنے بھائی کے لیے عزت اور خوشیاں مانگتی ہو۔۔یا اللہ تو میرے دل کو سکون عطا کر دے میں تیری رضا

میں راضی ہو " وہ حنان کی بہن نہیں حنان کے مطابق اس کی ماں کا دوسرا روپ تھی جو ہمیشہ سب کے بارے میں سوچتی تھی وہ کفیر خاندان کی معصوم دل شہزادی تھی اس کی نیک بختی پر اس کے دادا باپ چچا بھائیوں کو ناز تھا وہ پیدا ہی جیسے پاک اور دنیا کی غلاظت سے دور رہنے کے لیے ہوئی تھی اپنی تعلیم مکمل کرتے بھی اس نے کبھی پردے کو ترک نہیں کیا تھا اور پردہ ہی نہیں عشراق معصوم دل کی مالک بہت سوبر لڑکی تھی جو ادب اور احترام کا دامن کبھی نہیں چھوڑتی تھی وہ حنان کی پرچھائی تھی اور وہ دونوں بہن بھائی اپنے دادا اور دادی کے جن کی نیک بختی کی دنیا گیت گاتی تھی اور ان نیک بخت بہن بھائیوں کی زندگی میں اللہ نے بے رحم سفاک بہن بھائیوں کو لکھا تھا ان کی زندگی کیسا رخ لینے والی تھی یہ کوئی نہیں جانتا تھا۔

ڈاکٹر عترت کا چیک اپ کرتے جا چکی تھی عترت کی کمزوری کی وجہ سے طبعیت خراب ہوئی تھی جبکہ عترت کے پیروں پر چھوٹے چھوٹے کانچ کے ٹکروں کا

زخم حداد دیکھ چکا تھا وہ جانتا تھا یہ کانچ کب اور کیسے چبے ہونگے ڈاکٹر کے جاتے ہی دائی جان نے عترت کے کھانا نا کھانے والی بات حداد کو فکر مندی سے بتائی تھی حداد کو عترت پر اب زیادہ غصہ آنے لگا کیا ضرورت تھی کانچ پر قدم رکھنے کی آندھی تھی نظر نہیں آرہا تھا یا داؤد خاندان کی جلی تصویر کے غم میں پاگل ہو گئی تھی حداد سوچتا ہی کلس کر رہ گیا تھا اور کھانا کھانے میں موت آرہی تھی اس کم عقل عورت کو حداد نے سرخی چھائے چہرے سے سوچا دائی جان حداد کے سرخ ہوتے چہرے سے بے ہوش کمبل اوڑھے عترت کو گھورتا پا کر گھبرائی تھیں وہ وضاحت کرنے لگی کے بہو بیگم نے کچن کا کام دلہن بیگم کے سپرد کیا تھا اور وہ دن بھر اس میں ہی مصروف رہی دائی جان کی بات سنتے حداد نے لب بھینچے تھے دائی جان کو کھانا لانے کا کہتا حداد عترت کو ایک نظر دیکھتا شاور لینے جا چکا تھا ڈاکٹر نے انجیکشن دیتے کچھ ہی دیر میں عترت کے ہوش میں آنے کے امکان بتائے تھے شاور لیتا حداد گرے ٹراوزر شرٹ میں ملبوس تھا دائی جان کھانا رکھتی جا چکی تھیں۔

وہ بیڈ پر بیٹھا کئی لمحے عترت کو یوں ہی دیکھتا رہا وہ کس قدر خوبصورت تھی کہ طبعیت خراب ہونے کے باوجود اس سے نفرت کا دعویٰ کرنے والے کے دل کو بری طرح دھڑکا رہی تھی حداد کا دل چاہا وہ پل میں ضبط کے بندھن توڑ کر اپنی بیوی کے ہوش اپنے انداز میں ٹھکانے پر لائے حداد نے اپنی سوچ پر خود کو جھڑکتے سر جھٹکا عترت کی پلکیں لرزی وہ ہوش میں آنے کی سعی کر رہی تھی حداد نے دیکھتے ہی جھکتے بے اختیاری میں اس کے سفید چھوٹے سے ماتھے کو شدت سے چوما عترت نے حداد کی بیرڈ کی چبھن سے کسمساتے ہوئے

آنکھیں کھولی عترت کے آنکھیں کھولنے پر حداد فورا اپنی بے اختیاری پر لعنت بھیجتا سپاٹ چہرہ لیے پیچھے ہوا۔عترت حداد کو اپنے قریب دیکھتی فورا ایک ہچکی بھرتی پیچھے کو کھسکنے کی کوشش کرنے لگی ہوش میں آئی آنکھوں میں اس ستمگر کو دیکھتے پھر خوف اور نمی گھولی تھی مگر حداد نے عترت کی آنکھوں میں خوف دیکھتے لب بھینچے عترت کو کندھے سے تھامتے تکیے بیڈ کراؤن سے سیٹ کرتے سہارے سے بیٹھایا تھا حداد کی باہوں کے حلقے میں عترت نے اپنی سانسیں

تک روک لیں حداد نے محسوس کیا تھا وہ جب بھی سہم جاتی یا خوف میں ہوتی سانسیں روک لیتی تھی۔حداد نے کھانے کی ٹرے عترت کے پاس جگہ بناتے رکھی اور حکم دیا کھانا کھاؤ وہ شخص ایسا ہی تھا کسی مرتے کے ساتھ بھی نرمی نہیں دیکھا سکتا تھا عترت نے ایک نظر ٹرے کو دیکھتے سہمتے ہوئے حداد کو دیکھا تھا جو بہت غور سے عترت کی ہر حرکت کو ملاحضہ فرما رہا تھا۔حداد کے دل میں ناجانے کیا آئی کہ وہ اب عترت پر غصہ کرنے کے بجائے اس کے خشک کانپتے لبوں سے پانی کا گلاس لگا گیا عترت نے آنکھیں میچے زہر کی مانند دو گھونٹ پیتے گلا نم کیا حداد عترت کے لیے نوالہ بناتے اس کے ہونٹوں کے قریب لے گیا عترت نے اس جلاد دیو کے نرم برتاؤ کو دیکھتے پھر ایک لمبی سسکی بھرتے پیروں کے گرد بازو لپیٹے اپنا چہرہ چھپائے سسکنا شروع کیا حداد اب صیح معنوں میں گڑبڑایا اب تو اس نے کوئی سختی بھی نہیں برتی تھی مگر پھر بھی عترت رو رہی تھی۔

"کیا ہوا اب تو میں نے کچھ بھی نہیں کہا تمہیں یہ آنسو کیوں بہا رہی ہو "

حداد کا پارہ پل میں ہائی ہوا یوں ہی تو اسے مقدس ،جنہ اور یازان ویلن بلاتے تھے وہ کبھی بھی اپنے روعب اور غصے پر کنڑول نہیں رکھتا تھا اگلا بندا چاہے اس کے غصے سے مر ہی کیوں نا جائے حداد کے سخت لہجے پر (جو کہ حداد کے مطابق نرم تھا) عترت اپنی جگہ سے پھر کچھ دور اچھلی سہمی نم نگاہوں سے کانپتے وجود کے ساتھ اس جلاد کو دیکھنے لگی حداد کے غصے کا ٹیمپریچر مزید ہائی ہوا کھانے کی ٹرے سائیڈ ٹیبل پر آرام سے (مگر اصل میں پٹخنے والے انداز میں) رکھتے حداد نے عترت کا بازو پکڑے اسے اپنی سمت کھینچا عترت کو حداد کی سخت انگلیوں سے اپنا بازوں ٹوٹتا محسوس ہوا عترت نے پھر سانس روک لی اور یہ حرکت حداد کو مزید آگ لگا گئی وہ کب سے اس صنف نازک سے اپنے مزاج کے برعکس نرمی برت رہا تھا مگر ایک یہ محترمہ تھی کہ غموں کی پہاڑی بنے اس جلاد کو مزید سیخ پا کر رہی تھی۔

"کیا مسئلہ ہے تمہارے ساتھ" حداد عترت کو اپنے قریب کرتا دھاڑا عترت کا کانپتا وجود مزید رفتار اختیار کر گیا آنکھیں خوف سے بند تھیں ہچکیاں بھرتے عترت کی نازک گردن کی بنتی صراحی حداد کو مسمرائز کر گئی یہ نازک وجود حداد کے ضبط کو آزما رہا تھا وہ تیس سال کی عمر تک کئی لڑکیوں کی نظروں سے گزرا تھا مگر اس کی نظر کسی ایک پر بھی نا رکی تھی کوئی لڑکی آج تک اس کی توجہ کا مرکز نہیں بنی تھی نا اس نے کسی لڑکی کو ایسا کرنے کی اجازت دی تھی مگر اس کے سامنے بیٹھی عمر میں سات سال چھوٹی اس کی بیوی اس کی نظروں میں دیوانگی پیدا کر رہی تھی اور وہ مضبوط اعصاب کا مالک شخص پل پل خود کو اس نازک وجود پر ظلم کرنے سے کس کس طرح روک رہا تھا یہ وہی جانتا تھا۔

"آپ۔۔۔نے۔۔۔مجھے۔۔زور۔۔"عترت نے سہمی نگاہوں کو واہ کیے حداد کی نظروں کو اپنے گلے میں مرکوز دیکھتے ٹکڑوں میں ادھوری بات کی حداد سمجھ چکا تھا وہ بیڈ پر لا کر پھینکنے کی بات کر رہی ہے عترت کا مقصد حداد کی نگاہوں

سے بچنا تھا حداد ہوش میں آتا عترت کی بات سنتا اسے دیکھ کر رہ گیا روتے ہوئے، خوف میں، سہمتے ہوئے، اس کی بیوی اس کی شکایت اسی سے لگا رہی تھی۔

"اب تو کچھ نہیں کر رہا چپ ہو جاؤ" حداد نے عترت کی طبعیت کے پیش نظر اپنی انگلیوں کے پوروں سے اس کے آنسو چنتے کہا۔

"ا ہمممم۔۔"حداد نے واپس ٹرے اپنے سامنے رکھتے اپنی بیوی کو متوجہ کیا عترت کے ہونٹوں کے قریب نوالا کیا عترت نے اب بنا پلکیں اٹھائے اس دفعہ منہ کھولا وہ حداد کے کھانا کھلانے تک سہمی ہوئی نظریں جھکائے کھائے جا رہی تھی یہاں تک کہ کھانا ختم ہوا اور حداد اپنی ڈیڑھ ہڈی کی بیوی کو دیکھ کر رہ گیا جب اتنا کھا سکتی تھی تو صحت کیوں نہیں بنتی تھی ؟؟ حداد نے حیرت سے سوچا بزنس ٹائیکون کو اپنی بیوی کے کھانے اور صحت پر لوجک لگانا بہت مشکل امر لگا کافی دیر سے اپنے منہ کو خالی محسوس کرتے عترت نے نظریں اٹھائے حداد کو دیکھا جو اسے دیکھ کم گھور زیادہ رہا تھا عترت کی نظر ٹرے پر

گئی تو بے ساختہ اپنا نچلا لب کاٹنے لگی حداد عترت کی میڈیسن لیتا اس کے سر پر سوار ہوا عترت بے یقینی کے عالم میں کچھ دیر پہلے اپنے جلاد شوہر کے روپ اور اب اتنی نرمی کا موازنہ کرتی رہی حداد کے میڈیسن سامنے کرنے پر عترت کی جان لبوں پر آئی اسے یہ کڑوی دوائیاں ہر گز نہیں پسند تھی اور یہ بات حداد بھی جانتا تھا عترت نے گندا سا منہ بنایا حداد نے اپنی بیوی کے خوبصورت چہرے کو بگڑتا دیکھتے بامشکل اپنی ہنسی چھپائی۔

"نہیں لے رہی میڈیسن ؟؟ چلو میں کھلا دیتا ہو تمہیں " حداد نے کہتے ہی عترت کو بیڈ کراؤن سے لگاتے اس کے منہ کے قریب باری باری ٹیبلٹ ہونٹوں پر رکھی اور پانی کا گلاس کے منہ سے لگایا کہ اتنے میں دروازہ کھلا۔

"اسلام وعلیکم اماں حضور " حداد نے ماں کے سرخ چہرے کو دیکھتے عترت کے قریب نامحسوس انداز میں ڈوپٹہ بڑھایا عترت شرم سے انار ہوتی فاطمہ بیگم کا سرخ چہرہ دیکھتی فورا سر پر اچھے سے ڈوپٹہ ٹکا گئی۔

"وعلیکم السلام۔۔"فاطمہ بیگم نے بیٹے کو دیکھتے جواب دیا۔

"اسلام وعلیکم اماں حضور " عترت نے بھی فورا بیڈ سے نیچے اترتے اپنی خونخوار ساس کی عقیدت میں سلامی پیش کی۔

"ہنہ۔۔تمہاری بہن داؤد حویلی میں ہے صرف اس لیے یہ یہاں تمہارے کمرے میں موجود ہے مجھے نہیں پتا تھا تم اپنی بیوی کی خوبصورتی کے اسیر ہو ورنہ میں اسے اپنی بیٹی کے سبب سے پہلے تمہارے کمرے میں بھیج دیتی " فاطمہ بیگم نے ایک نظر عترت کے چہرے پر شرم وحیاء کو دیکھتے جل کر گویا ہوئی حداد نے ماں کے لفظوں پر لب بھینچے آخری بات پر کچھ کہنا چاہا مگر فاطمہ بیگم ہاتھ ہوا میں بلند کرتی حداد کو خاموش کروا گئیں۔

"تم شاید حنان کے ساتھ ان کی کی گئی زیادتی معاف کر سکتے ہو میرے فرشتہ صفت بیٹے پر لگے اس داغ کو بھول سکتے ہو مگر میں نہیں حداد اور تم نازک کلی فجر کی اذان ہو چکی ہے اپنے شوہر کی ہمدردی اور محبت سمیٹ لی ہو تو ابا حضور کو چائے دینی ہے ایک دن کام کیا کر لیا ڈاکٹر کی نوبت آگئی تمہارے لیے "

فاطمہ بیگم حداد پر غراتے ہوئے عترت پر برسی عترت نے لب بھینچے سسکی روکی نم نظریں جھکی تھی۔

"میں۔۔جا۔۔رہی۔۔ہوں " عترت کہتی ہی فورا کچن میں جانے لگی۔

"پہلے نہاؤ پھر کچن میں داخل ہونا اتنا سلیقہ نہیں سکھایا تمہاری ماں نے تمہیں ۔۔لیکن تمہاری تو ماں ہی نہیں مگر ممانی تو زندہ تھی " فاطمہ بیگم کے الفاظ پر عترت کے قدم روکے آنکھوں سے دو آنسو ٹوٹ کر مول ہوئے حداد نے عترت کی پشت کو دیکھے پھر اپنی ماں کو دیکھا جو جانچتی نظروں سے اپنے بیٹے کو دیکھ رہی تھیں فاطمہ بیگم نے جان بوجھ کر اس کی مری ہوئی ماں اور ممانی کا طعنہ دیا۔

" تمہیں اگر برا لگ رہا ہے تو بتا دو ہم تمہاری بیوی کی شان اور خاندان میں کی گئی خستاخی کی معافی اس کے پیر پکڑ کر مانگ لیتے ہیں" فاطمہ بیگم نے کہا۔

"سنا نہیں کیا کہا اماں حضور نے جاؤ شاور لو اور یہ میری بیوی ہونے سے پہلے آپ کی بہو ہے اماں حضور آپ مجھے شرمندہ نا کرے اور نا ہی اپنے بھائی سے

غافل ہوا ہو دشمنی کی آگ آج بھی میرے دل میں قہر مچائے ہوئے ہے آپ بے فکر رہیں" حداد کہتا ڈریسنگ ٹیبل سے والٹ اور کیز اٹھاتا بنا عترت کو ایک نظر دیکھے باہر قدم بڑھا گیا جبکہ فاطمہ بیگم بیٹے کی بات پر ایک جتاتی نظر عترت پر ڈالتی وہاں سے نکلی عترت اپنے آنسو رگڑتی وشروم میں بند ہوئی کیا تھا یہ شخص ایک پل نفرت کا قہر برساتے دوسرے پل نرمی دیکھاتے تیسرے پل محبت کا لمس دیتے چوتھے پل انجان کر گیا

صبح مقدس کی آنکھ ثوبان کے مضبوط باہوں کے حصار میں قید ہونے کی وجہ سے کھلی وہ رات بھر ثوبان کی کسرتی باہوں میں تھی ایک لمحہ بھی اس شخص نے مقدس کو اپنی باہوں سے آزادی نہیں بخشی تھی وہ مقدس کو کسی نرم وملائم تکیے کی طرف خود میں بھینچے نیند کے مزے لوٹ رہا تھا

"ثوبان۔۔۔ آپ۔۔ دور۔۔ ہو۔۔ جائے۔۔ مجھے۔۔ ڈر۔۔ لگ۔۔ رہا۔۔ ہے " مقدس نے ٹکروں میں بات مکمل کی ثوبان نے نیلی نیند میں خمار بھری نظروں سے مقدس کے لال انار ہوتے چہرے کو دیکھا۔

" گن لوڈ کرتے وقت ڈر نہیں لگا۔۔ بیوہ ہونے سے پہلے ڈر نہیں لگا بیوی " ثوبان نے نچلا لب دانتوں میں دبائے شرارت سے کہا مقدس کے چہرے کا خون آنکھوں میں جھلکا۔

" آپ کو نہیں ڈر لگا شادی شدہ ہوتے ہوئے منگنی کرنے سے "مقدس کی شرم پل میں جھاگ ہوئی وہ خونخوار نظروں سے اب اپنے شوہر کو دیکھنے لگی جو نیلی آنکھوں میں خمار اور شرارت کی رمق لیے مقدس کو دیکھتا مسکرا رہا تھا۔

"میں تو مرد ہو مجھے حق ہے چار شادیوں کا " ثوبان نے دل جلا دینے والی مسکراہٹ لیے جتایا مقدس کا چہرہ دھواں ہوا۔

"تو میں اسی مرد کی عورت۔۔ مجھے بھی حق ہے دوسری شادی کرنے پر اپنے مرد کے سینے میں گولی اتارنے کا" مقدس نے بھی دوبدوک کہا ثوبان کو اندازہ

ہو گیا اس کی بیوی صرف اس کی نزدیکی اور قربت میں ہی لڑکھڑاتی زبان استعمال کرتی ہے ورنہ اصل میں اس کی بیوی کی زبان فرانٹے بھرتی ہے۔

"دوسری شادی کرنے کے بعد یہ ریکشن دیتی پھر۔۔تم تو منگنی پر ہی گبر بنی ٹپک پڑی ہائے میری شمائلہ" ثوبان نے مقدس کو دیکھتے آہ بھرتے کہا۔

"بڑے تڑپ رہے ہیں اس میلو آنسو ٹپکاتی مظلوم عورت کے لیے۔۔اور آئے بڑے منگنی کرنے والے۔۔اس شکل وصورت پر میں مل گئی اسی میں روز شکرانے کے نوافل ادا کریں۔۔ہے کون آپ ہاں ؟؟ سمجھتے کیا ہیں آپ خود کو ہاں ؟؟" مقدس خود کو ثوبان کی گرفت سے آزادی دلانے کے لیے غصے سے چیختی جھٹپٹائی ثوبان مقدس کے جنگلی بلی بننے پر فوراً سر اٹھائے اسے سلگتی آنکھوں سے دیکھنے لگا ایک دنیا اس شہزادے پر جان دینے کو تیار تھی اور اس کی بیوی اس کی شکل وصورت اور شخصیت پر وار کرتی غرا رہی تھی۔

"میں ثوبان جازم داؤد ہو۔۔داؤد خاندان کا سب سے بڑا بیٹا۔۔داؤد امپائر کا ہیڈ بیسٹ بزنس ٹائیکون۔۔اور مقدس ثوبان داؤد کا شوہر "ثوبان نے دانت پیستے مقدس کو باور کروایا مقدس مزید سیخ پا ہوئی۔

"غلط۔۔مقدس ثوبان داؤد کے بدکردار شوہر " مقدس نے افسوس سے نفی میں سر ہلاتے ثوبان کو آگ لگائی دروازہ ناک ہوا ثوبان نے دروازے کی طرف قدم بڑھائے کیونکہ دروازہ اب دوسری دفعہ ناک ہوچکا تھا۔

"اسلام وعلیکم بھائی " یہ فراج صاحب تھے جو اس وقت ثوبان کے دروازے کے باہر کھڑے تھے فراج کو اپنے سامنے کھڑا دیکھ ثوبان نے ائیرویز ریز کی۔

"وعلیکم اسلام۔۔ صبح صبح تم یہاں" ثوبان نے فراج کو دیکھتے کہا جو کالی آنکھوں میں چمک لیے ثوبان کو ہی دیکھ رہا تھا۔

"بھابھی ماں سے ملنے آیا ہوں " فراج نے کہتے بتیسی کی نمائش کی ثوبان کی آنکھیں خودبخود سکڑی۔

"بھابھی ماں۔۔"ثوبان نے بھابھی کے ساتھ ماں کو لمبا کرتے استفسار کیا۔

" کیسی ہیں بھابھی ماں آپ " فراج نے گردن جھکائے دروازے پر مکمل چھائے ثوبان کو دیکھ کے بازوں کے حلقے سے نکلتے مقدس کو بیڈ پر دیکھتے پوچھا یہ کام فراج نے اتنی فرتی سے کیا کہ ثوبان اسے گھورتا ہی رہ گیا یہ داؤد خاندان کا چھوٹا شہزادہ نصف سیکنڈ میں نشانہ ہی نہیں خود بھی گولی کی رفتار پکڑنے کا ہنر رکھتا ہے۔

"میں۔۔میں ٹھیک ہو فراج بھائی آپ کیسے ہیں ؟؟" مقدس جو بیڈ کے ساتھ کھڑی تھی فراج کے اچانک سوال پر بوکھلاتے ہوئے بولی فراج مقدس سے ایک سال بڑا تھا مقدس ہمیشہ اسے بھائی ہی کہتی تھی۔

"میں ٹھیک بھابھی ماں ویسے آپ مجھے بھائی نہیں بولے بس فراج ہی بول دے آپ مجھ سے اتنی بڑی ہیں اب عہدے میں اچھا نہیں لگتا اور آپ کے فراج بولنے پر مجھے چھوٹے ہونے کی وائب بھی آئیں گی " فراج نے کہا اور آگے ہوتے ہی مقدس کی طرف سر کو خم کیا یہ داؤد اور کفیر خاندان کا رواج تھا

دیوار بھابھیوں کو سلام سر پر ہاتھ رکھوا کر لیتے تھے مقدس نے اپنے سے دراز قد فراج کے سر پر ہاتھ رکھتے اپنا مان حاصل کیا وہ فراج کو دیکھتے سر اثبات میں ہلاتے مسکرائی تھی فراج اسے بلکل یازان کی طرح پیارا لگا۔

"چھوٹا؟؟ آج شادی کرو تو کل ہمیں تایا ابا اور تائی اماں بنا دو گے۔۔اب بھی چھوٹے کی وائب چاہیے " ثوبان نے فراج کی پشت کو گھورتے گھیرا طنز کیا جبکہ مقدس تو جھجھکی مگر فراج آنکھیں ماتھے پر لیے ثوبان کی طرف پلٹا۔

"تو آپ کو کیا تکلیف ہے آپ مجھے چاچا بنا دے کل ہی میں تو خوش ہوں گا آپ کی طرح جل جل کر راکھ نہیں ہونگا دوسروں کی پرسنیلٹی سے " ثوبان نے بھی دونوں ہاتھ کمر پر ٹکائے کہا ثوبان کو تو آگ لگی وہ اس کی بیوی کے سامنے اسی کی برائی کر رہا تھا اور ابھی کچھ دیر پہلے مقدس نے بھی تو اس کی پرسنیلٹی پر وار کیا تھا جبکہ مقدس فراج کی بات پر شرم سے لال ہوتی نظریں جھکا گئی۔

"تیری تو۔۔"ثوبان فراج کی طرف لپکا جو فورا پیچھے ہوتا مقدس کے پیر پکڑ گیا مقدس گڑبڑائی جبکہ ثوبان ہکا بکا فراج کو دیکھنے لگا جو معصومیت سے مقدس کو آنکھیں ٹپٹپاتے دیکھ رہا تھا۔

"بھابھی ماں یہ رسم ہے پیر پکڑائی کی" فراج نے کہا ثوبان ٹھٹکا۔

"پیر پکڑائی ؟؟ " مقدس نا سمجھی سے بولی ایک تو ثوبان کے ٹراوزر شرٹ میں پانڈا بنی ہوئی تھی اوپر سے اتنی بڑی چادر سے خود کو چھپائے ہوئے تھا اور اب فراج صاحب پیروں میں بیٹھے تھے مقدس کے زرا سا ٹہلتے ہی منہ کے بل گرنے کے پورے امکان تھے۔

"پیر پکڑائی نہیں فراج۔۔گھٹنے کی رسم ہوتی ہے "مقدس نے مدہم لہجے میں فراج کی تصیح کی۔

"بھائی بولو اسے پورے ایک سال بڑا ہے یہ تم سے اور تو میری بیوی کے پیر سے ہاتھ ہٹا ورنہ اچھا نہیں ہوگا" ثوبان تقریباً دھاڑا تھا مقدس نے ایک نظر اس پھیرے ہوئے شیر کو دیکھتے دوسری نظر فراج پر ڈالی تھی ثوبان کی مٹھیاں

بند تھی وہ ضبط کر رہا تھا مگر کیوں؟؟ وہ تو فراج کو بنا سوچے کان کے نیچے لگا سکتا تھا مقدس نے سوچا۔۔پھر سر جھٹکتی اپنے شوہر کی فرمابردار بیوی بنتے ہوئے فراج کو بھائی بولنے لگی ہی تھی کہ۔۔

"بھابھی ماں نو ورنہ میں نے قیامت تک آپ کے پیر نہیں چھوڑنے" فراج نے مقدس کے بھائی بولنے کے لیے لب کھلتے دیکھ گندے بچے کی طرح اسے ڈانٹا اور دھمکی بھی دی مقدس روہانسا ہوئی۔

"اور پیر تو میں تب تک نہیں چھوڑو گا جب تک مجھے نیگ نہیں ملے گا" فراج نے ثوبان کو جتاتی نظروں سے دیکھتے کہا ثوبان پھر ٹھٹکا۔

"فراج کمینے میری بیوی کے پیر چھوڑ۔۔"ثوبان پھر دھاڑا جب مقدس کی چیخ نکلی ثوبان کی آواز پر فراج نے مقدس کے پیروں کو اور مضبوطی سے تھاما مقدس لڑکھڑائی اس کے پیر ایک ساتھ جڑتے لاک تھے۔

"ثوبان۔۔"مقدس ہونٹ بلکاتی بولی۔

"بھائی دیکھ لیں اگر مجھے میرا نیگ نہیں ملا تو آپ کی بیوی کے پیر نہیں ملے گے سوری بیوی ہی نہیں ملے گی آپ کو " فراج نے بتیسی دیکھاتے اپنے جملے کی تصیح کی۔

"فراج اگر میں نے کبھی تجھ پہ ہاتھ اٹھانے کی قسم نا کھائی ہوتی تو آج میں تیرے ہاتھ کاٹ دیتا " ثوبان کا بس نہیں چلا فراج کا گلا دبا دے۔

"Whatever"

فراج نے ناک سے مکھی اڑائی۔

"ثوبان۔۔میں گرنے والی ہوں پلیز اور ابھی تو داؤد امپائر کا ہیڈ کہ رہے تھے خود کو میرے پیر پیارے ہیں یا پیسے " مقدس فراج کی گرفت سے ڈرتی چیخی چھوٹی سی ناک مزید سرخ ہوئی۔

"گڈ بھابھی ماں " فراج نے اپنی بھابھی کو داد دی۔

"تمہیں نہیں پتا یہ کمینہ پیسے نہیں میرا پورا بینک بیلنس مانگے گا" ثوبان نے دانت پیسے۔

"نہیں بھائی بس آپ کی وہ Bentley چاہیے۔۔پیسے توبہ توبہ میں کنگلا تھوڑی ہو آپ مجھے بولے آپ کو کتنے پیسے چاہیے ابھی دے دیتا ہوں" فراج نے ثوبان کی غلط فہمی دور کی ثوبان کا اندازہ صحیح تھا یہ اسے کنگلا ہی کرنے آیا تھا وہ ثوبان کی سب سے مہنگی ترین کار پر نظریں جمائے تھا۔

"تیری اوقات ہے Bentley کی" ثوبان سنتا ہی برہم ہوا۔

"تو ٹھیک ہے آپ کی اوقات بھی نہیں پیروں والی بیوی کی" فراج نے بھی دوبدوک کہا مقدس تو ان دونوں بھائیوں کو دیکھتی روہانسی تھی ان دونوں کے درمیان بیچاری بری پھنسی تھی اور یہ فراج تو یازان سے بھی دو قدم آگے تھا یازان بھی کار کو اپنی آخری محبوبہ کہتا تھا اور آج فراج اتنی مہنگی کار نیگ میں مانگ رہا تھا۔

"فراج میں تجھے جان سے مار دوں گا۔۔"ثوبان فراج کی طرف بڑھا۔

"پہلے اپنی جان کے پیر تو بچائے " فراج نے آنکھ ونگ کرتے مقدس کے پیروں کی طرف اشارہ کیا۔

"بھائی مجھے مارنے کا تو سوچنا بھی مت تایا ابو آپ سے زیادہ مجھ سے محبت کرتے ہیں میری ایک چیخ پر حویلی تنگ ہو جاتی ہے آپ کے لیے اگر اپنی قسم توڑی تو " فراج نے ائیبرو ریز کرتے کہا ثوبان نے غصے میں اپنے قدم روکے اور اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا خود کے غصے کو کنٹرول کرنے لگا۔

"فراج میرا کیا قصور ہے میرے پیروں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے " مقدس بھرائی آواز میں بولی۔

"تمہارا قصور یہ ہے کہ تمہارے شوہر کے پاس Bentley ہے " ثوبان نے جبڑے بھینچے اپنی بیوی کی تکلیف میں ڈوبی آواز پر اسے جواب دیا۔

"ہاں تو آپ کی وجہ سے میرے پیر خطرے میں ہے ثوبان میں آپ کو معاف نہیں کرونگی " مقدس اب گرنے کے ڈر سے چیخی فراج نے دونوں ہاتھ کان

پر رکھے منہ بنائے اپنی بھابھی کو دیکھا مقدس اور ثوبان کی آنکھیں چمکی مگر مقدس آگے بڑھتی کہ فراج نے پھر اسے پیروں سے قید کیا۔

"آپ معاف کرے نا کرے بھابھی ماں میں بہرہ ضرور ہوجاو گا " فراج نے کہا مقدس نے سو کرتے فراج کو تباہی خیز نگاہوں سے دیکھا۔

"یار بھابھی ماں بھائی آپ سے پیار ہی نہیں کرتے ایک رات میں بھی آپ نے جادو نا چلایا ان پر۔۔اور ایک شمائلہ آپی تھی جو کچھ منٹوں میں ہی انھیں اپنا اسیر کر لیتی تھی " فراج نے اپنی بھابھی کی سرخ ہوتی ناک اور خونخوار آنکھوں کو دیکھتے من گھڑت بات کہی مقدس کو پھر شمائلہ کے نام پر آگ لگی اب مقدس کی تباہی خیز نظروں کا رخ ثوبان کی طرف تھا جسے دیکھتے فراج نے گہرا پرسکون سانس بھرا جبکہ ثوبان کا بس نہیں چلا فراج کو Bentley میں بیٹھا کر آگ ہی لگا دے جو اس کی فیورٹ کار پر گندی نظریں رکھے مقدس کی خونخوار نظروں کا رخ اس پر کر گیا تھا۔

"ہاں میری کیوں فکر کریں گے فکر تو اس شمائلہ کی ہو گی اس کے نام تو اپنی جائیداد بھی کر دیں گے " مقدس نے جل کر کہا دل مزید ڈوبا۔

"ہاں بھابھی ان کے لیے تو تاج محل کی ٹکر کا عجوبہ بنانے کا بھی دم خم رکھتے تھے " فراج نے مزید ماحول کو گرم کیا۔

"ہاں اور تیری قبر پر میں پھولوں کی سیج سجانے کا دم خم رکھتا ہو تو بس موقع دے مجھے " ثوبان نے مقدس اور فراج کو گھورتے ہوئے فراج کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھتے کہا۔

"میں موقع ضرور دو گا اپنی سیج سجانے کا پہلے میرا نیگ دیں " فراج نے شرارت سے کہا۔

"میری جگہ شمائلہ ہوتی تب بھی یہی کرتے آپ کو مجھ سے زیادہ Bentley پیاری ہے ؟؟" مقدس نے سرخ آنکھوں سے کہا ثوبان کی رگیں تن گئی۔

"تم اپنا منہ بند کرو ورنہ ایک لگاؤ گا کان کے نیچے زمین پر پڑا ملے گا۔۔"ثوبان کرخت لہجے میں بولا۔

"کیا ؟؟" مقدس اور فراج نے ناسمجھی سے پوچھا۔

"تمہارا منہ " ثوبان نے دانت پیستے دونوں کو دیکھتے مقدس سے کہا۔

"میرا منہ ہے آپ کا کردار نہیں جو مجھے گرا ہوا ملے گا۔۔ہنہ۔۔"مقدس بھی دوبدوک بولی فراج نے بامشکل اپنا قہقہہ ضبط کیا۔

"میرے کردار سے تمہارا کیا مطلب ہے۔۔زبان دراز عورت " ثوبان کی آنکھیں غصے میں مزید سکڑی۔

"بیوی کے ہوتے منگنی کرنے والے کا کردار گرا ہوا ہی ہوتا ہے۔۔۔بدکردار میاں جی " مقدس نے دونوں ہاتھ کمر پر ٹکاتے کہا ثوبان کی بس ہوی جبکہ فراج کا باقاعدہ قہقہہ گونجا اس کے بھائی کو بیوی ٹکر کی ملی تھی۔

ثوبان نے فراج کو گھورتے اپنے قدم اپنی کبرڈ کی طرف بڑھائے واپسی پر ثوبان کے ہاتھ میں ایک ہارڈ بورڈ کیس تھا فراج کی آنکھیں چمکی ثوبان نے ایک نظر مقدس کو دیکھتے دوسرے پل اپنی بے تحاشہ عزیز Bentley کی کیز کو دیکھتے باکس فراج کی طرف بڑھایا وہ پہلا شخص تھا جس نے اپنی بیوی کے پیروں کی آزادی کے لیے Bentley(دنیا کے مہنگے ترین برینڈ کی کار) کا نیگ دیا تھا فراج نے کیس تھامنے کے لیے ہاتھ بڑھایا اور ثوبان سے لینا چاہا مگر ثوبان کا تو دینے کا دل ہی نا تھا وہ بس اس ڈبے پر نظریں جمائے گرفت مضبوط کیے ہوئے تھا فراج نے کھینچ کھینچ کر بے انتہا کوشش کے بعد جھٹکے سے لیا اور اپنے سینے سے لگایا فراج کے سینے کو ٹھنڈ پڑی جبکہ ثوبان کے سینے پر سانپ لوٹے اپنی Bentley کا حق کسی اور کے ہاتھوں میں دیکھتے مقدس اپنے پیروں کی آزادی پر بیڈ پر جا بیٹھی کب سے ایک ہی پوزیشن میں کھڑے اس کے پیر ساکت ہوچکے تھے ثوبان ڈریسنگ روم میں بند ہوا جبکہ فراج مقدس کو

سوری بولتا وہاں سے نکلا تو مقدس فراج کے چہرے پر بچوں جیسی خوشی دیکھتے مسکرا دی۔

ثوبان گرم پانی سے شاور لیتا ڈریس نیوی بلیو پینٹ اور وائٹ شرٹ کے بٹن بند کرتا باہر نکلا مقدس بیڈ پر بیٹھی ڈریسنگ کے دروازے کی طرف ہی متوجہ تھی کیا ثوبان کے لیے کار زیادہ ضروری ہے مجھ سے ؟؟لیکن کار بھی تو بہت مہنگی تھی کسی کا بھی دل دکھی ہوسکتا ہے .. مقدس نے خود کو ہی تسلی دی ڈریسنگ روم سے نکلتے ثوبان کو دیکھتے مقدس کا دل کانوں میں دھڑکا ثوبان مقدس کی سٹل آنکھوں کو دیکھتے ڈریسنگ ٹیبل کی طرف بڑھا بال سیٹ کرتے اورل پہنے کوٹ زیب تن کیا اور اپنی مردانہ پسندیدہ پرفیوم خود پر سپرے کی۔

"تم بھی فریش ہو جاؤ پھر ناشتہ کرنے کے لیے چلتے ہیں " ثوبان نے ڈریسنگ مرر سے خود پر جمی مقدس کی نگاہوں کو دیکھتے کہا۔

"میرے پاس کپڑے۔۔"مقدس نے گڑبڑاتے نظریں جھکائے کہا۔

"میں نے آرڈر کر دیے تھے اجائے گے کچھ دیر تک ملازمہ کے ساتھ روم میں ۔۔میں دادا جان کے پاس جا رہا ہوں کچھ ضروری بات کرنی ہے ان سے تم فریش ہو کر نیچے آجانا " ثوبان نے کہتے ولٹ اور کار کی کیز اٹھائی مقدس نے سر اثبات میں ہلایا۔

"ثوبان آپ مجھ سے ناراض ہیں ؟؟ میری وجہ سے آپ کی مہنگی کار۔۔" مقدس نے کہا۔

"میں تم سے ناراض نہیں اور فراج کے پاس ہے وہ کار یا میرے پاس بات ایک ہی ہے اور تمہارے لیے میں خود کو بھی وار سکتا ہو Bentley تو بہت چھوٹی چیز ہے۔۔اور آئندہ خود کی جگہ کسی کو مت رکھنا سمجھی " ثوبان نے سپاٹ چہرے سے کہتے بات ختم کی مقدس کو ثوبان کا اچانک ثوبان کا سپاٹ چہرہ افسردہ کر گیا ثوبان نے مقدس کو اچانک شانوں سے تھامتے اپنے روبرو کیا مقدس نے نظریں اٹھائے ثوبان کو دیکھا۔

"تمہارے اور ہمارے خاندان میں جو دشمنی چل رہی ہے وہ اپنی جگہ مگر یہ اب تمہارا گھر ہے یہاں کے بڑوں کی عزت کرنا تمہارا فرض ہے اماں جان اور تائی جان سے کوئی شکایت نا ملے مجھے ان کے ساتھ گھر کے کاموں میں ہاتھ بٹانا میں یہ سب تمہیں اس لیے سمجھا رہا ہوں کیونکہ تم سے پہلے وہ ہے میری زندگی میں اور تم میری بیوی میری عزت ہو تمہیں سب میرے نام سے جانتے ہیں وہ اگر کوئی غلط بات بھی کہے تو صبر کر جانا پلٹ کر جواب مت دینا اور کام کرنے کا دل نا کرے تو کمرے میں آجانا میں اس دشمنی میں تمہارے میرے رشتے کو سوالیہ نشان نہیں بنانا چاہتا" ثوبان نے مقدس کے گال کو اپنی انگلیوں سے تھپکتے کہا اور قدم دروازے کی سمت بڑھائے مقدس ثوبان کی ہر بات کو سمجھنے کے بجائے اس کی باتوں کو منفی پہلو دل میں سما گئی آنکھیں بے ساختہ نم ہوئی مقدس کو لگا جیسے وہ آخری بات میں اسے دھمکی دے کر گیا ہے مقدس کا دل پھر ڈوبا وہ اس شخص کی محبت میں اپنے بھائی اور باپ کی ناراضگی مول لے چکی تھی اور ایک یہ شخص تھا جسے اس سے بڑھ کر اپنے گھر

والے اور عزت عزیز تھی مقدس نے خود کو اس سے پہلے کبھی اتنا بے بس نہیں سمجھا دروازہ ناک ہوا تو مقدس اپنے آنسو عارضوں سے صاف کرتی آنے کی اجازت دے گئی ملازماؤں کے ہاتھوں میں بے تحاشہ شاپنگ بیگز دیکھتے مقدس نے پریشانی سے اتنی شاپنگ ایک ساتھ دیکھی وہ خود بھی بے حد شاپنگ پسند لڑکی تھی مگر اب کمرے کا منظر دیکھتے اسے احساس ہو اس نے بھی ایک دن میں کبھی اتنی شاپنگ نہیں کی تھی ملازمائیں بیگز رکھتی ایک نظر مردانہ چادر میں چھپی اپنی نئی دلہن بیگم کو دیکھتی الٹے پاؤں واپس ہوئیں وہ اس رف سے حلیے میں بھی ہیزل گرین گلابی آنکھوں کے پپوٹوں کے ساتھ نظر لگ جانے کی حد تک حسین لگ رہی تھی ملازماؤں کے جاتے ہی مقدس نے کچھ شاپنگ بیگز کھولے اور ان کو دیکھتے ہی اسے اپنے میاں کی پسند پر رشک ہوا ہر چیز بے حد خوبصورت اور نفیس تھی بے انتہا خوبصورت جوڑے ، سینڈلز ، بیگز سب کچھ موجود تھا مقدس لب دانتوں میں دبائے ایک شاکینگ پنک جوڑا پکڑتی ڈریسنگ میں گم ہوئی۔

شفا سے سکون حاصل کرتے وہ کافی مطمئن سا اپنے کمرے میں سونے کی غرض سے بیڈ پر لیٹا تھا مگر نیند شاید کوسوں دور تھی وجہ حویلی پہنچتے ہی ثاقب داؤد کی گھیری نظریں تھیں جو اس کا معائنہ کر رہی تھی ثاقب داؤد اپنے تینوں پوتوں میں یاسر سے پانچ سالوں سے قطع تعلق تھے وجہ پانچ سال پہلے یاسر کے ہاتھوں عشراق کا اپاہج ہونا تھا وہ ایک نظر یاسر پر ڈالتے مردان خانے کی طرف بڑھ چکے تھے جبکہ یاسر لب بھینچے اپنے کمرے میں آیا تھا کافی دیر سونے کی کوشش کرتے اب تکیہ زمین پر پھینکتے وہ اپنے روم کی بالکونی میں آتا سگریٹ لبوں سے لگا گیا نظریں داؤد حویلی سے کچھ فاصلے پر نظر آتے خوبصورت محل نما سرے پر تھی وہ بنا سوچے سمجھے دشمن حویلی کو یک ٹک دیکھے گیا اچانک اس کی نظروں کے آگے سفید حجاب میں لپٹا سنہیری آنکھوں والی شہزادی کا چہرہ لہرایا اس کے ناک میں جھولتا وہ نوز رنگ یاسر کے جسم میں

ایک دم کرنٹ دوڑا نظریں فوراً ہٹاتے انگلیوں میں پھسائے سگریٹ کا کش بھرتے اپنے سلیپر سے مسلا اور قدم ڈریسنگ کی سمت بڑھائے بلیک جینز پر وائٹ شرٹ پہنے کف موڑتا وہ بلیک لیدر جیکٹ پہنے اپنے بالوں کو جیل سے سیٹ کرتا مردانہ خوشبو میں نہائے نیچے اترا اس کی نظر کنفیوز سی کھڑی شاکنگ پنک کلر کے جوڑے میں سر پر ڈوپٹا بار بار سیٹ کرتی مقدس پر ٹھری۔

"اسلام وعلیکم بھابھی ماں" یاسر نے مقدس کے پاس سر کو خم کرتے نظریں جھکائے مدھم آواز میں کہا وہ اپنی من مانیاں اور مرضی حویلی کے باہر ہی کرتا تھا حویلی میں وہ مکمل نہیں مگر حدود میں رہتا تھا اور اپنے رشتوں اور عورتوں پر عزت واحترام سے جان چھڑکتا تھا مقدس ہیزل گرین آنکھوں سے ایک نظر یاسر کے جھکے سر کو دیکھتی کرنٹ کھا کر یاسر سے دو قدم پیچھے ہوئی نظریں سرعت سے یاسر سے ہٹائی ناگواری چہرے کے تاثرات سے صاف عیاں تھیں انگلیاں ایک دوسرے میں پیوست کیں یاسر نے نظریں اٹھائے ایک نظر اپنی بھابھی ماں کے چہرے کو دیکھتے اپنا رخ سیدھا کیا اور وہاں سے

لمبے لمبے ڈنگ بھرتا ڈائینگ روم کی طرف قدم بڑھا گیا آنکھوں اور چہرے میں سرخی گھلی تھی ہاتھوں کی رگیں تنی تھی، یہ منظر مردان خانے سے نکلتے ثوبان اور دادجی کی آنکھوں سے چھپا نا رہا وہاں اس وقت ان لوگوں کے علاوہ کوئی موجود نا تھا۔

"اسلام وعلیکم دادجی" مقدس نے ثاقب داؤد کو سلام کیا ثاقب داؤد نے بھی مسکراتے مقدس کے قریب ہوتے سر پر ہاتھ رکھا۔

"وعلیکم اسلام خوش رہو بیٹا" ثاقب داؤد نے محبت سے دعا دی جبکہ ثوبان سرد نظروں سے مقدس کو دیکھتا رہا پھر موبائل رنگ ہونے پر موبائل کان سے لگا گیا ثاقب داؤد اور مقدس وہی کھڑے کچھ دیر تک باتیں کرتے رہے ثوبان موبائل رکھتا پلٹا۔

"تم اماں جان اور تائی جان کے پاس کچن میں جاؤ دادا جان آپ چلے سب ناشتہ کرنے آتے ہی ہونگے" ثوبان نے سپاٹ لہجے میں کہتے ڈائینگ روم کی

طرف دادجی کے ساتھ قدم بڑھائے تو مقدس ثوبان کا سپاٹ چہرہ دیکھتی کچن کی طرف رخ کر گئی مقدس کو ثوبان کا اکھڑا ہوا لہجہ اور مزاج بلکل سمجھ نا آیا ۔

ڈائینگ ٹیبل پر سب ناشتہ شروع کر چکے تھے سر براہی کرسی پر ثاقب دادجی بیٹھے تھے ان کے پاس دونوں کرسیوں پر شازم اور جازم داؤد تھے ان کے ساتھ کرسیوں پر روقیہ اور ثوبیہ بیگم بیٹھی تھیں ثوبیہ بیگم کے برابر میں افق تھی اور اس کے ساتھ قندیل جبکہ ثوبان دادجی کے سامنے دوسری سربراہی کرسی پر براجمان تھا تو روقیہ بیگم کے ساتھ جویریہ یاسر اور مصطفی بیٹھے تھے ثوبان کے اعتراف کی دو چئیر خالی تھیں۔

"میری کوئی عزت ہے بھی یا نہیں اس حویلی میں " فراج برہم ہوا اپنے بنا سب کو ناشتہ شروع کرتے دیکھ۔

"تم نے بتایا نہیں فراج آنے سے پہلے ورنہ تمہاری عزت میں ہم ضرور سلامی دیتے " یاسر نے ہاتھ کھانے سے روکے ایک نظر فراج کو دیکھتے کہا۔

"وہ بھی اکیس توپوں کی ایک ساتھ " مصطفیٰ کی بات پر فراج کا سینہ مزید چوڑا ہوا۔

"باقاعدہ فراج شازم داؤد کی طرف ان توپوں کا رخ کیے " ثوبان نے بات مکمل کی تو فراج نے صدمے سے ان تینوں جلادوں کو دیکھا اور منہ بنایا۔

جبکہ دادجی نے اپنے سب سے چھوٹے پوتے کو دیکھتے دل میں اس کی نظر اتاری بلیو جینز پر بلیک ٹی شرٹ پہنے اور بلیک لیدر جیکٹ لیے وہ نظر لگ جانے کی حد تک حسین لگ رہا تھا فراج نے سب کو سلام کرتے قندیل کے برابر بیٹھا قندیل نے گھور کر فراج کو دیکھا۔

"کیا ایسے کیوں گھور رہی ہو " فراج نے آنکھیں سکیڑے پوچھا۔

"دیکھ رہی ہو آج آپ کے چہرے پر شیطانی چمک ہے صبح صبح کس کو لوٹ کر آئیں ہیں بھائی" قندیل نے چھوٹتے ہی پوچھا جبکہ ثوبان نے ایک نظر اپنی چھوٹی بہن کو دیکھتے اپنی ہنسی چھپائی۔

"میں تمہیں لوٹیرا لگتا ہو؟؟" فراج برہم ہوا۔

"چور، لوٹیرے، ڈکیٹ" قندیل نے مزے سے کہا۔

"کیا چورا لیا میں نے تمہارا جو یہ القابات سے نواز رہی ہو مجھے؟" فراج نے مصنوئی غصے سے پوچھا۔

"میرے کبرڈ سے چوکلیٹ غائب ہیں" قندیل نے جتاتی نظروں سے کہا۔

"تمہاری چاکلیٹ کا پتا نہیں لیکن صبح میری بیوی کے پیر پکڑتے نیگ کے نام پر میری Bentley لیتے مجھے لوٹ چکا ہے" ثوبان نے ناشتہ کرتے سب کے سروں پر دھماکا کیا۔

ثوبان کی بات پر یاسر مصطفی افق قندیل ثاقب داؤد اور سب بڑوں کے ہاتھ روکے جبکہ جویریہ نے ایک نظر اپنے بھائی کو دیکھتے سر جھٹکا فراج سب کی نظریں خود پر مرکوز دیکھتے منہ بنا گیا۔

"کیا بدتمیزی ہے فراج بھائی کو واپس کرو کار۔۔کوئی ضرورت نہیں تمہیں اس کی فضول کے نیگ کی ضد پوری کرنے کی اور شادی کون سی دھوم دھڑاکے سے کی ہے ہم نے جو نیگ کی رسمیں کریں" روقیہ بیگم نے اپنے بیٹے کو گھورتے دل کا غبار نکالا۔

"چاچی جان فراج میرا بھائی ہے اسے میری ہر چیز پر حق ہے لیکن شادی جیسے بھی ہوئی ہو مقدس میری بیوی ہے" ثوبان نے نرمی سے کہتے روقیہ بیگم کو باور کروایا۔

روقیہ بیگم ثوبان کی بات پر نخوست سے سر جھٹک گئی دادجی باخوبی مسکرائے انھیں اپنے پوتے کا انداز پسند آیا۔

"مطلب میں صحیح تھی بھائی آپ نہیں سدھر سکتے" قندیل نے ماحول کو پھر خوشگوار کرنا چاہا۔

"تو میں نے نیگ لیا میرا حق تھا کوئی چوری نہیں کی کوئی ڈاکا نہیں ڈالا" فراج نے کندھے اچکائے۔

"اور میری چاکلیٹ ؟؟" قندیل نے فراج کو گھورا۔

"تو پوچھو افق سے اس نے لی ہونگی رات کو دیکھا تھا میں نے اسے 3 بجے فیری ٹیل دیکھتے کھاتے ہوئے" فراج نے جھوٹ بولتے سارا ملبہ افق پر ڈالا جو بیچاری فراج کو دیکھتی رہ گئی وہ تو رات کو اس وقت مصطفی کی زبان سے کڑواہٹ گلے میں اتار رہی تھی مطلب زلیل ہو رہی تھی اس نے چاکلیٹ کہا لی ہائے بیچاری قندیل۔

"تم نے دیکھا تھا ؟؟" مصطفی نے پوچھا فراج نے جواباً زورو شور سے سر ہلایا۔

"جھوٹ بول کر تمہاری زبان نہیں جلتی "مصطفی نے اپنی جتاتی نظروں سے پوچھا۔

"جھوٹ بولے کوّا کاٹے۔۔اور مجھے ابھی تک کسی کوّئے نے نہیں کاٹا" فراج دوبدوک بولا۔

"کوّے بھی اب جھوٹوں کے منہ نہیں لگتے" مصطفی کی بات پر سب جو مصطفی اور فراج کی باتیں سن رہے تھے کنفیوز سے مصطفی کو دیکھنے لگے۔

"آپ کو کیسے پتا میں جھوٹ بول رہا ہوں ؟ کیسے کہ سکتے ہیں آپ" فراج نے دونوں ہاتھ پیوست کیے تھوڑی کے نیچے جماتے ہوئے پوچھا نظریں مصطفی کو سکین کر رہی تھیں۔

"کیوں کہ افق نے فیری ٹیل نہیں دیکھی" مصطفی نے کندھے اچکاتے سچ چھپایا اور جھوٹ بولنے کا تو وہ کبھی قائل نہیں تھا۔

"آپ کو کیسے پتا ؟؟" قندیل اور فراج نے ایک دوسرے کو دیکھتے منہ کھولے مصطفی سے پوچھا یہ ایک شاک تھا جو وہاں بیٹھے سب کو لگا مصطفی افق کے بارے میں دلچسپی لے رہا تھا مگر یہ تو افق ہی جانتی تھی کہ وہ دلچسپی نہیں تھی ۔

"اپنی بہن سے پوچھ لو " مصطفی نے جوس پیتے افق کی طرف نظریں گھمائی۔

"بھائی بڑی نظریں رکھ رہے ہیں آپ اپنی منگیتر پر " فراج نے شرارت سے کہا تو مصطفی کا چہرہ غصے اور ضبط سے لال ہوا سب نے فراج کی بات پر قہقہہ لگایا تو افق بھی شرم سے سر جھکا گئی۔

"مجھے لگتا ہے اب مصطفی اور افق کی منگنی کر دینی چاہیے " ثاقب داؤد نے مصطفی کو دیکھتے کہا تو مصطفی پل میں سنجیدہ ہوا جبکہ افق نے شرم سے نظریں جھکا لیں وہ تو بچپن سے ہی مصطفی شاہ میر کی محبت میں گرفتار تھی مگر مصطفی شاہ میر افق سے دور بھاگتا تھا۔

"بلکل کروا دیں اگر مصطفی اس دفعہ شادی کے نام پر عمرے پر نا چلا جائے کیونکہ چالیس دنوں کی جماعت میں شمولیت کا فریضہ انجام دے چکا ہے" ثوبان نے اپنے دوست کو دیکھتے اپنی ہنسی چھپاتے کہا۔

اتنے میں ہی مقدس ملازماؤں کے ساتھ گرم کھانے کے کچھ لوازمات لیتی اندر داخل ہوئی جسے ہدایت ثوبیہ بیگم نے دی تھی جبکہ روقیہ بیگم نے تو مقدس کے سلام تک کا جواب نہیں دیا مقدس کھانے کے لوازمات ٹیبل پر لگواتے سب کو باقاعدہ سلام کیا مقدس کی آمد سے سب خوش نا تھے یہ بات مقدس اچھے سے جان چکی تھی فراج ، قندیل ، افق ، مصطفی ، جویریہ اور دادجی کے علاوہ کسی نے بھی اس کے آنے پر مسکراہٹ چہرے پر نا سجائی تھی جبکہ یاسر اب بھی سپاٹ چہرہ لیے بیٹھا تھا۔

"آؤ وہاں کیوں کھڑی ہو" ثوبان نے مقدس کو اپنے پاس آنے کا اشارہ کرتے کہا مقدس مسکراتی ثوبان کے پاس کرسی پر براجمان ہوئی۔

"تو کیا خیال ہے برخوردار ؟؟" ثاقب داؤد نے پھر باتوں کا سلسلہ وہی سے جوڑا مصطفی اب بھی سنجیدہ تھا۔

"نانا جان مجھے ابھی وقت چاہیے " مصطفی نے کہا۔

"تم کسی کو پسند کرتے ہو مصطفی ؟؟" جازم داؤد نے ہمیشہ مصطفی کے ڈالنے ولی بات کو دوبارہ سنتے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں ماموں جان۔۔بس۔۔" مصطفی ہڑبڑایا۔

"تو بیٹا انکار کی وجہ نہیں بنتی۔۔میں بھی چاہتی ہو کہ قندیل کی منگنی کر دی جائے " ثوبیہ بیگم نے اپنے بھتیجے کے خوبرو چہرے کی بلائیں لیتے کہا۔

"تو منگنی کیوں ہم نکاح کر دیتے ہیں نا بھابھی جان ویسے بھی ایک منگنی تو ٹوٹ ہی چکی ہے " روقیہ بیگم مقدس کو طنز کرنا نہیں بھولی تھیں۔

اتنے میں ہی یاسر کان سے فون لگائے کرسی پیچھے کھسکاتا اپنی جگہ سے اٹھا تھا اور سب کو اللہ حافظ کہتے باہر کی طرف قدم لے گیا۔

"میں روقیہ بہو کی بات سے متفق ہو ہمیں مصطفی اور قندیل کا نکاح کر دینا چاہیے" ثاقب داؤد نے ضبط سے روقیہ بیگم کی منگنی والی بات کو اگنور کرتے کہا۔

"پر نانا جان "مصطفی نے لب کھولے وہ احتجاج کرنا چاہتا تھا پتا نہیں کیوں وہ شادی کے نام سے دور بھاگتا تھا مگر یہ بات مصطفی ہی جانتا تھا وہ شادی نہیں وہ افق کے نام سے دور بھاگتا تھا۔

"تمہاری ماں کی بھی یہی خواہش تھی کیا تم اپنی ماں کی بھی بات کا مان نہیں رکھو گے ؟؟" ثاقب داؤد نے کہا مصطفی نے لب بھینچے آنکھوں میں خون کی سرخی دوڑی ثاقب داؤد اسے اموشنل بلیک میل کر رہے تھے۔

"لیکن روقیہ بہو مصطفی اور قندیل کے نکاح سے پہلے میں عشراق اور جویریہ کی رخصتی کروانے کا بھی فیصلہ کرتا ہوں" ثاقب داؤد نے کہا جویریہ کے ہاتھ تھمے۔

"ابا جان وہ اپاہج لڑکی میں اپنے جوان خوبرو بیٹے کے لیے کیسے۔۔" روقیہ بیگم کے تو سینے پر سانپ لوٹے دادا جی کی بات سن کر البتہ باقی سب خاموش تھے مقدس نے لال آنکھوں سے اپنی بہن کے لیے وہ توہین آمیز لفظ سنا ثوبان نے مقدس کی لال آنکھیں باخوبی دیکھی تھیں۔

"اس اپاہج لڑکی کو اپاہج کرنے والا بھی تمہارا خوبرو نوجوان بیٹا ہے وہ اپاہج لڑکی تمہارے بیٹے کی منکوحہ اور وہ ہی اپاہج لڑکی ہمارے خاندان کی بہو ہے یہ مت بھولنا بہو بیگم" ثاقب داؤد کی گرجدار آواز سے جیسے ٹائینگ ٹیبل پر مزید سکوت چھا گئی۔

"لیکن ابا حضور کفیر ز کبھی نہیں مانے گے" شازم داؤد نے کہا۔

"میں خود شاہد کفیر سے بات کرونگا جب مقدس کی رخصتی ہو چکی ہے تو بہتر ہے سب کی زمیداری اور فرائض ہم ادا کریں" ثاقب داؤد نے اٹل لہجے میں کہا سب کی زبانوں پر کفل لگا۔

جویریہ نے کرسی کھسکائے وہاں سے گزرنا چاہا۔

"ہماری بات پر اعتراض ہے تمہیں ہماری شہزادی جس کا اظہار تم ناشتہ چھوڑتے آٹھ کر جا رہی ہو" ثاقب داؤد نے جویریہ کو دیکھتے کہا جویریہ کے قدم روکے۔

"دادا جان جو آپ کا حکم میں میٹنگ کے لیے لیٹ ہو رہی ہوں اس لیے معزرت کرتی ہوں"جویریہ نے مدھم لہجے میں کہتے دادجی کو دیکھا جنھوں نے سر اثبات میں ہلاتے جویریہ کو اجازت دی۔

"یہ ہمارا فیصلہ ہے کسی کو کوئی اعتراض ؟؟" ثاقب داؤد نے جویریہ کے جاتے ہی جازم صاحب ، روقیہ بیگم ، شازم صاحب اور ثوبیہ بیگم سے پوچھا جنھوں نے آہستگی سے نفی میں سر ہلایا اس حویلی میں فیصلے کرنے کا حق ثاقب داؤد کو تھا اور اگر ان میں سے کسی کو اعتراض بھی ہوتا تو دل میں ہی کرتے روقیہ بیگم کی طرح دادجی کی حکم ادولی کرنے کی کوئی جرت نہیں کر سکتا تھا۔

یاسر اپنی کار میں براؤن گلاسس سیاہ آنکھوں پر لگائے اپنی منزل کی طرف روا دوا تھا آج اسے ایک یونیورسٹی میں طلباء سے خطاب کرنا تھا جس کے لیے وہ گھر سے ہی سیدھا یونیورسٹی نکلا تھا پیچھے اس کے خاص آدمیوں کی دو جیپس تھیں۔

مطلوبہ یونیورسٹی پہنچتے یاسر نے سیاہ شوز میں قید پیر باہر رکھے اور مغرورانہ چال چلتا آگے قدم بڑھانے لگا اس کا سیکریٹری اور گارڈز اپنے بوس کے ہم قدم بھاگتے ہوئے طلباء کے ریلے کو دور کرتے بڑھ رہے تھے تمام طلباء یاسر شازم داؤد کی یونیورسٹی میں آمد کے لیے کافی پرجوش تھے آج کی یوتھ میں یاسر وہ واحد حکمران تھا جسے سب پسند کرتے تھے اور کرتے بھی کیوں نا اس نے اپنی زات کی گندگی کو معاشرے پر ھاوی نہیں ہونے دیا تھا یونیورسٹی کے پرنسپل اور وائس چانسلر اسٹاف پروفیسرز کی موجودگی میں یاسر کو خوبصورت بک اے کے ساتھ ریسیو کرتے اندر آنے کی دعوت دے چکے تھے ہر طرف یاسر اور اس کی پارٹی کے نام کے نارے گونج رہے تھے یونیورسٹی ہال میں رکھی گئی یوتھ کی

تعلیم اور ٹیکنالوجی کے حوالے سے اس تقریب میں یاسر شازم داؤد کی آمد نے وہاں عید کا سما بنایا ہوا تھا کئی خواتین طلباء ہی نہیں بلکہ نوجوان خواتین پروفیسر بھی یاسر کی پرسنیلٹی پر بری طرح فدا ہوئیں تھیں انھیں تو یہ نوجوان سوشل میڈیا پر ہی دیکھنے کو ملتا تھا اور بلاشبہ یاسر تصویروں سے زیادہ حسن حقیقت میں رکھتا تھا وہ موجود ہر شخص نے اس بات کا اعتراف کیا تھا۔

"یار کتنا ہینڈسم ہے یہ" ہجوم میں کھڑی ایک طلباء نے اپنی دوست سے کہا۔

"یہ مجھ سے اپنی جان بھی مانگ لے میں دینے کو تیار ہو مگر مجھے اپنا بنا لے" دوسری طلباء نے جواب دیا۔

"He is adorable and to much handsome man I’m sure Yasir shazim Dawood is the most handsome man in the Earth I ever seen"

ایک استاد پرفیسر نے ٹرانس کی سی کیفیت میں یاسر پر نظریں جمائے کہا۔

"یار کیا پرسنیلٹی ہے اور اوپر سے کامیابی کا چمکتا سنہیرا logo " ایک لڑکے نے بھی رشک سے یاسر کو دیکھتے کہا وہ موجود لڑکیاں ہی نہیں لڑکے بھی یاسر کو رشک کی نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔

"اگر سیاستدان اس جیسا ہو تو میں زندگی ختم ہونے تک ووٹ اسے ہی دونگی " ایک اور طلباء کی سرگوشی ایک لڑکی کی سماعت سے ٹکرائی ایسی سرگوشیاں ہر طرف عروج پر تھیں۔

"میرا دل کر رہا ہے میں جا کر اس باڈی بلڈر سیاستدان کو پرپوز کر دوں کیا پتا میری آنکھوں میں اٹھتے محبت کے سمندر کو دیکھ مجھ سے شادی کر لے مجھ پر ترس کھا لے " ایک اور لڑکی دل پر ہاتھ رکھے بولی۔

" He is married"

اس لڑکی نے اپنی دوست کو چپت رسید کرتے کہا پانچ سال پہلے داؤد اور کفیر خاندان نے میڈیا پر حنان ، حداد ، ثوبان اور یاسر کے نکاح کا اعلان کیا تھا۔

"آہہ یار کتنی خوش قسمت لڑکی ہوگی وہ" جواباً اپنا بازوں سہلاتے دوسری لڑکی نے کہا نگاہیں اب بھی مائیک کے سامنے سپیچ دے رہے یاسر پر تھی جو وقتاً فوقتاً مسکرا کر مزید لڑکیوں کے دل دھڑکا رہا تھا البتہ ایک ہاتھ جیب میں تو دوسرے ہاتھ سے مائیک تھاما ہوا تھا کیجیول سی ڈریسنگ میں بھی وہ شخص سفید رنگت پر بیرڈ کے ساتھ جیل سے سیٹ بالوں میں نظر لگ جانے کی حد تک حسین لگ رہا تھا گلاسس البتہ اب وائٹ شرٹ کے اوپر دو کھلے بٹنوں کے نیچے اڑسایا ہوا تھا۔

"خوش قسمت۔۔؟ "الیکٹرک ویل چیئر پر بیٹھی بلیک برقعہ میں بلیک ہی سکارف سے حجاب کیے ہوئے لڑکی کے دل نے سوچا کیا وہ خوش قسمت تھی ؟؟ نقاب سے ڈھکے چہرے میں سنہری آنکھوں میں نمی لیے عشراق نے سوچا وہ یونیورسٹی اسلامی تعلیمات کی ایک من پسند ٹیچر سے ملنے یہاں آئی تھی جو اسکی یونیورسٹی کی ٹیچر تھیں لیکن یونیورسٹی میں اکھٹے ہوتے ہجوم اور یاسر کی آمد سنتے وہ اپنا ارادہ ترک کرتی واپس جانے کے لیے ویل چیئر گھما ہی رہی

تھی کہ یاسر کی ساحرانہ آواز سنتی وہ سٹل ہوتی اس طرح قدم بڑھا گئی تھی جہاں ہر لڑکی اس پر ستم ڈھانے والے کی آرزو کر رہی تھی کئی موتی ٹوٹ کر عشراق کے نقاب میں جذب ہوئے وہ یہاں اپنی ایک ملازمہ اور ڈرائیور کے ساتھ آئی تھی ملازمہ کو گیٹ سے ہی واپس بھیجتے عشراق بنا خود ترسی کے یونیورسٹی جانا چاہتی تھی اس نے ملازمہ اور ڈرائیور کو عشراق کی فون کال پر واپس اسے پک کرنے کا کہا تھا۔عشراق نے ایک نظر اس بے مہر شخص پر ڈالتے سرعت سے اپنی نگاہیں جھکائیں ویل چیئر کے ایک بٹن کو پریس کرتے یونیورسٹی کے گیٹ کی طرف تعین کیا۔

"اوہ ہو اپاہج حسینہ "گیٹ کی طرف بڑھتے عیاش دو لڑکوں نے اچانک عشراق کا رستہ روکا تھا عشراق جو مین گیٹ پر میڈیا کی افراتفری دیکھتے مین گیٹ کے بجائے یونیورسٹی کے بیک گراؤنڈ سے باہر کا رستہ طے کرتے ملازمہ کو فون کرنا چاہتی تھی اس اچانک آفت پر ہڑبڑا گئی عشراق کا وجود لرزا تھا ان دونوں

لڑکوں میں سے ایک عشراق کے نقاب کی طرف ہاتھ بڑھانے لگا عشراق کرنٹ کھا کر الیکٹرک ویل چیئر کا بٹن پریس کرتی پیچھے دھکیل گئی۔

"ارے ہم تو کچھ نہیں کہ رہے تمہیں بس اپنے حسن کا دیدار کروا دو سنا ہے اپاہج لڑکیاں خوبصورت بہت ہوتی ہیں" دوسرے لڑکے نے آگے بڑھتے فورا عشراق کی ویل چیئر کو پیچھے ہینڈلز سے تھامتے کہا۔

"جانے۔۔دو۔۔مجھے۔۔" عشراق کی آواز کپکپائی آج سے پہلے اس کے ساتھ کبھی ایسا نہیں ہوا تھا آج سے پہلے تو عشراق کے نقاب کو اتارنے کی جرت صرف یاسر شازم داؤد نے کی تھی عشراق کی آنکھیں بھیگی یونیورسٹی کا یہ ایریا خالی تھا یہاں طلباء کی امدورفت نا کے برابر تھی۔

"کہا جاؤ گی اس ویل چیئر کے سہارے ؟؟ کہو تو ہم چھوڑ آئے تمہیں گود میں اٹھا کر" دوسرے لڑکے نے عشراق کے نقاب پر ہاتھ جمائے کہا عشراق کی

کپکپاہٹ میں مزید اضافہ ہوا عشراق نے پوری ہمت جمع کرتے اس لڑکے کے ہاتھ کو جھٹکا لڑکا لڑکھڑایا۔

"تیری یہ ہمت _" اس لڑکے نے کہتے ہی فوراً عشراق کا نقاب اتارا سنہری آنکھوں میں مزید سرخی چھائی عارض جو نقاب کو بھگو چکے تھے اب بھی بھیگے تھے البتہ سورج کی روشنی میں چمکتی نوز رنگ خوشی سے چمکی وہ لڑکا عشراق کے جبڑے کو دبوچتا جب اس کا ہاتھ ہوا میں محلق ہوا عشراق نے موتیوں سے تر آنکھوں سے اس لڑکے کو روکنے والے کو دیکھا اپنی سپیچ ختم کرتے پرنسپل سے بغل گیر ہوتے یاسر نے بھی سکریٹری اور گارڈز کے ہمراہ اسی رستے سے واپسی کا ارادہ کیا تھا وجہ مین گیٹ پر میڈیا کی آمد و رفت تھی یاسر اس گراؤنڈ کے دوسری طرف تھا اچانک نظر پڑنے پر وہ حیران سا ان لوگوں کی کاروائی اس اپاہج لڑکی کے ساتھ دیکھ رہا تھا وہ لڑکے پچیس سال کے لگ بھگ امیر باپ کی بگڑی اولاد معلوم ہو رہے تھے لیکن جیسے ہی عشراق کا نقاب ہٹا اور دور سے یاسر کی آنکھوں میں سورج کی روشنی میں چمکتی نوز رنگ کی روشنی

ابھری یاسر کو اپنے جسم میں شرارے پھوٹتے محسوس ہوئے وہ یہ نوز پن میلوں دور سے بھی پہچان سکتا تھا ہاتھ کی رگیں تنی تھی ماتھے پر شکنیں پڑی تھیں عشراق کو نامحرم سے بچانے والا اس کا محرم تھا یاسر شازم داؤد۔

یاسر نے اس لڑکے کے ہاتھ کو جھٹکا اور اس کے منہ پر ایک کے بعد ایک مکے جڑے گارڈز نے اپنے بوس کو ہاتھا پائی کرتے دیکھ اس طرف قدم بڑھائے یاسر اتنی جست میں عشراق کی طرف بڑھا تھا کہ گارڈز اور سکریٹری یاسر کو ناسمجھی سے دیکھتے ہی رہ گئے سکریٹری نے بھی ہکا بکا یاسر کے قریب جانا چاہا۔

"اگر کوئی اس طرف آیا چیر دوں گا" یاسر اس لڑکے کے پیٹ پر پیر مارتا دھاڑا تھا گارڈز اور سکریٹری نے فورا ہڑبڑاتے قدم پیچھے لیے اس لڑکے کے منہ اور ناک سے یاسر کے دو تین پنچ اور ایک کک سے ہی خون کا فوارا پھوٹا تھا وہ لڑکا نڈھال اور خوف کے مارے لڑکھڑاتا زمین سے اٹھتا یاسر سے دور ہوا جب یاسر نے ایک گندی گالی بکتے اس لڑکے کو کندھے سے تھاما اور ایک

اور پنچ رسید کرنے لگا یاسر اس وقت کوئی پھیرا ہوا شیر معلوم ہو رہا تھا گارڈز نے اپنے بوس کو اتنے غصے میں پہلی دفعہ دیکھتے تھوک نگلا تھا۔

عشراق کی چیئر کو تھامنے والا پہچان چکا تھا یاسر کو لیکن وہ خود ایم این اے کا بیٹا تھا وہ کیوں ڈرتا کئی دفعہ تو یاسر سے اس کا باپ اس کے ساتھ ملاقات کرنے یاسر کے پارٹی آفس جا چکا تھا۔

"یار یاسر بھائی کیا ہوا۔۔میرا دوست ہے یہ " اس لڑکے نے ناگواری سے کہا اپنے دوست کو پٹتا دیکھ وہ اسے بچانے کے لیے آگے بڑھا یاسر نے ایک نظر ایم این اے کے بیٹے پر ڈالی اور ہاتھ کو ہوا میں محلق چھوڑا۔

"میں ایم این اے کا بیٹا ہوں عامر اور یہ میرا دوست زبیر " عامر نے تعارف کروایا یاسر سیدھا کھڑے ہوتے عشراق کی طرف پلٹا۔

"نقاب کرو " یاسر دھاڑا عشراق سٹپٹائی عشراق نے یاسر کی آنکھوں میں مزید سرخی دیکھتے فورا اپنا سر جھکایا یاسر کی غراہٹ اور اس حادثے پر عشراق کی کپکپاہٹ عروج پر تھی جس پر وہ بامشکل قابو پانے کی ناکام کوشش کر رہی

تھی اور نقاب تو اس سے دور تھا وہ کیسے کرتی عشراق کی جھکی پلکوں کو دیکھتے یاسر نے اس نقاب کو دیکھا جسے کچھ دیر پہلے کسی نامحرم نے چھوا تھا جو گھاس پر پڑا ہوا کے دوش سے مزید دور ہوا یاسر نے جھکتے وہ نقاب اٹھاتے اپنی جیکٹ کی جیب میں رکھا اور عشراق کی تھوڑی کو تھاما اور سکارف سے ہی عشراق کو بنا سمجھنے کا موقع دیے عشراق کے شولڈر سے سیفٹی پن نکالتے عشراق کا نقاب کیا کالی آنکھیں سنہری آنکھوں سے ٹکرائی سنہری آنکھوں میں نمی دیکھتے کالی آنکھوں میں مزید سرخی چھائی۔

"یاسر بھائی یہ اپاہج مگر بے حد خوبصورت لڑکی آپ کی کون ہے جس کی وجہ سے آپ نے میرے دوست کو اتنا برا مارا میں پاپا سے آپ کی شکایت کرونگا وہ آپ سے ناراض ہوسکتے ہیں" عامر نے اس لڑکی پر جھکے یاسر کی پشت کو دیکھتے کہا عشراق کی خوبصورتی کو دیکھتے اس لڑکے کی آنکھوں میں حوس صاف عیاں تھی یاسر اس کا اندازہ اس کے لفظوں سے لگا سکتا تھا بنا عامر کو دیکھے یاسر کے لبوں پر مسکراہٹ ٹھہری عشراق نے نفرت سے یاسر کا ہاتھ جھٹکا اسے لگا یہ

شخص اس کا محرم اسے چھونے والے کی جان لے لیں گا مگر اپنے تعلقات کی بنا پر یاسر یک دم پر سکون ہوا عشراق کو یہ بات مزید غمگین کر گئی یاسر کو اپنی بیوی کی عزت کی بھی پرواہ نہیں تھی نفرت میں ہی بنی سہی مگر وہ اس کی بیوی تھی اس کی عزت عشراق سسکی۔

"تمہاری اور تمہارے باپ کی ناراضگی دور کرنے میں جلد آو گا اور اس کا تعارف بھی میں جلد دوں گا فلحال جاؤ یہاں سے " یاسر ایک نظر اپنے جھٹکے ہوئے ہاتھ کو دیکھتا سیدھا ہوتے سخت لہجے میں بولا عامر اپنے دوست کو لیتا جس کے منہ سے ابل کر خون بہہ رہا تھا وہاں سے نکلا مگر ایک حوس بھری نظر عشراق کے پردے والے وجود پر ڈالنا نا بھولا تھا۔

"یہاں کیا کرنے آئی تھی تم " یاسر ان کے جاتے ہی عشراق کی طرف پلٹتا ہوا غرایا۔

"آپ سے مطلب " عشراق یاسر کی غراہٹ پر سہمتے ہوئے ہمت جمع کرتی بولی اگر اسے اتنی فکر تھی تو یہ غراہٹ اس لڑکے کی حوس بھری آنکھیں نکال کر

جتاتا لیکن اسے اپنے تعلقات پیارے تھے عزت نہیں تو ایسے شخص سے کیا ڈرنا

۔

"جو پوچھ رہا ہو اس کا جواب دو یو بلڈی وومین " یاسر عشراق کا جبڑا دبوچتا سنہری پانی سے لبالب آنکھوں میں دیکھتا دھاڑا۔

"دور رہیے مجھ سے بغیرتوں کے منہ نہیں لگتی میں " عشراق نے پوری ہمت سے یاسر کا ہاتھ جھٹکنا چاہا مگر یاسر کی گرفت مضبوط تھی وہ جانتا تھا عشراق دوبارہ اس کا ہاتھ جھٹک سکتی ہے جو اسے مزید غصے سے پاگل کر دے گا لیکن اب یہ کام عشراق کے لفظوں نے کیا تھا۔

" اب تو یہ بغیرت اپنی غیرت کے منہ ضرور لگے گا" یاسر نے کہتے ہی عشراق کو اپنی باہوں میں اٹھائے گیٹ کا رخ کیا اپنے قدم باہر کی سمت لیے لمبے لمبے ڈنگ بھرتا یاسر عشراق کو اپنی گاڑی کی پیسنجر سیٹ پر ڈالتا ڈرائیونگ سیٹ سنبھال گیا گارڈز اور سیکرٹری منہ کھولے اپنے بوس کو دیکھتے رہے۔

"سر آپ کی میٹنگ ہے پولیٹیکل پارٹیز سے" سکریٹری نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالے یاسر کے پاس آتے ہانپتے ہوئے نظریں جھکائے کہا وہ سمجھ گیا تھا یاسر کو اس لڑکی پر کسی کی نظریں برداشت نہیں تھیں۔

"کینسل اٹ۔۔اور رات میں ایم این اے کے گھر میٹنگ فکس کر دینا" یاسر نے سپاٹ لفظوں میں جواب دیا۔

"اوکے سر" سکریٹری نے کہا۔

"سر گارڈز کا آپ کے ساتھ رہنا آپ کی سکیورٹی کے لیے ضروری ہے" سکریٹری نے مؤدبانہ انداز میں بات مکمل کی جبکہ عشراق بار بار سسکتی ہوئی لاکڈ ڈور کھولنے کی کوشش میں ہلکان ہو رہی تھی یاسر نے ونڈو کا مرر نیچے کیا

۔

"عمران تمہارے کتنے بچے ہیں" یاسر نے ونڈو سے عمران کی طرف دیکھتے پوچھا عمران اپنے سر کے اچانک سوال پر حیران ہوا جبکہ عشراق بھی اب دروازہ کو چھوڑتی یاسر کو دیکھنے لگی۔

"سر ایک "عمران نے پھر مؤدبانہ انداز میں کہا یاسر نے سر اثبات میں ہلایا۔

"لگتا ہے ایک اور کی ضرورت ہے تمہیں" یاسر نے اسٹیرینگ پر ہاتھ جمائے پوچھا عمران یاسر کے ہم عمر تھا۔

"سر میں تو چاہتا ہوں" سکریٹری عمران نے شرماتے ہوئے جواب دیا۔

"تو اپنی بیوی سے جا کر اظہار کرو مجھے گود لینے کی کوشش مت کرو" یاسر نے عمران کو اس کی منہوس شرماہٹ پر گھورتے کہا عمران گڑبڑایا اور فورا پیچھے ہوا جبکہ عشراق یاسر کی بات پر نا چاہتے ہوئے بھی سرخ پڑی۔

"آپ کو گود لے کر مجھے گود نہیں تڑوانی اور آپ جیسی اولاد سے اچھا ہے میں دوبارہ باپ ہی نا بنو" عمران نے یاسر کی گاڑی کو زن کی سپیڈ سے دھول اڑاتے دیکھ بڑبڑایا کیونکہ منہ پر بولتا تو واقعی یاسر اسے دوبارہ باپ بننے کے لیے زندہ نہیں چھوڑتا۔

یہ منظر تھا میڈیکل یونیورسٹی کا جہاں آج قندیل جازم داؤد کا پہلا دن تھا سفید شلوار قمیض میں سر پر سلیقے سے ہم رنگ ڈوپٹہ لیے شانوں پر لائیٹ براؤن چادر اوڑھے وہ چھوٹی سی گڑیا لگ رہی تھی سفید گلابی رنگت میک اپ سے پاک حسین چہرہ گلابی ہونٹ جن پر گلابی لپ گلوز لگایا ہوا تھا وہ اپنی دھن میں آگے بڑھ رہی تھی شولڈر پر براؤن بیگ کی ایک سٹرپ ڈالے اپنی کلاس ڈھونڈتے اسے یک دم یاد آیا وہ اپنا موبائل کار میں ہی بھول چکی ہے وہ الٹے پیر بھاگتی جلدی سے یونیورسٹی کے گیٹ پر پہنچی ثوبان کو ڈھونڈنے لگی جو اسے یونیورسٹی ڈراپ کرتا فرسٹ ڈے پر اپنی گڑیا کو بیسٹ اوف لک بولتا گاڑی داؤد امپائر کی سمت بڑھا گیا تھا قندیل نچلے ہونٹ کو دانتوں میں دبائے اب یونیورسٹی سے زرا فاصلے پر آتے ہوئے اس سڑک کو نا سمجھی سے دیکھ رہی تھی اب وہ گھر کال کر کے کیسے ڈرائیور کو بلائے گی قندیل نے اپنا چھوٹا دماغ لگاتے بے تکی بات سوچی کہ اتنے میں ایک بلیک کار نے زن سے صبح سردی کے

موسم میں پڑی پھوار کے چھینٹے قندیل کے سفید شلوار پر اڑاتے اسے داغ دار کیا قندیل یک دم جیسے ہوش میں آئی۔

"اندھے انسان کار لیتے کیوں ہے جب چلانے کی ہی عقل نہیں" قندیل اپنی اوپر کیچڑ کی پڑی چھینٹوں کو دیکھتے چیخی کار ایک دم سے رکی اور پھر ریورس میں قندیل کے سامنے آتی اپنی چمچماہٹ کے ساتھ ستون ہوئی اس ثانیے میں دوبارہ کچھ کیچڑ اچھل کر قندیل کے کپڑوں کی زینت بنی قندیل مزید غصے سے خود پر ضبط کر بیٹھی۔

کار کے رکتے ہی بلیک جینز پر وائٹ شرٹ پہنے وائٹ ہی جوگرز میں مقید پیروں میں وہ شخص کار کا دروازہ بند کرتا دونوں ہاتھ سینے پر فولڈ کرتا کار سے ٹیک لگا گیا سنہری آنکھوں نے قندیل کا سر سے پیر تک معائینہ کیا اس گیلے داغ دار کپڑوں کو دیکھتے وہ سمجھ گیا کیوں محترمہ بھڑک رہی ہیں جبکہ اس شخص کو دیکھتے قندیل نے اپنی بلیو سٹار آنکھوں کی خوبصورت پتلیوں میں غصے سے سرخی چھائے ہوئے یازان اعظم کفیر کو گھورا۔

"آپ اندھے ہیں یاں سڑک پر چلنے والے لوگ آپ کے لیے بے معنیٰ"

قندیل غصے سے بھڑکی۔

"آپ آندھی ہیں؟؟ آپ کو نظر نہیں آتا کہ سڑک پر گاڑیاں روا دواں ہو نگی تو بچ کر چلے اور یہ کشمیر ہے سڑکیں ہمیشہ برسات میں گیلی ہی پائی جاتی ہیں آپ شاید نئ شہری ہیں" یازان نے دوبدوک کہتے قندیل کو اپنی غلطی کا احساس دلانا چاہا وہ گاڑی کے وسط میں بلکل صحیح ڈرائیونگ کر رہا تھا قندیل ہی بیچ سڑک سے زرا فاصلے پر کھڑی اپنی سوچوں میں گم تھی (مگر جیسے میں نے صحرائے محبت میں کہا تھا وہ عورت ہی کیا جو اپنی غلطی مان لے □♀)۔

"میری آنکھیں ہیں الحمدللہ اور بے حد خوبصورت ہیں پورے کشمیر میں میری جیسی آنکھیں نہیں ملے گی آپ کو اور نظر بھی باخوبی آتا ہے تبھی چشمے کے بنا کھڑی ہوں۔۔اور میں نئ ہوں یا پرانی آپ کو کیا ؟؟ خوب سمجھتی ہوں میں آپ جیسے لڑکوں کو پہلی دفعہ لڑکی سے ٹکراؤ ایڈریس پوچھو پھر محبت کا اظہار کرو اور پھر شادی کرنے کے لیے بلیک میل کرو" قندیل نے اپنی زبان کے

جوہر دیکھائے یازان نے منہ کھولے اس لڑکی کو دیکھا واقعی اس کی آنکھیں بہت خوبصورت تھی یازان کی نظریں قندیل کی آنکھوں سے ہی تو نہیں ہٹ رہی تھیں یازان نے ان آنکھوں کی خوبصورتی پر قندیل کی بات پر دل سے اقرار کیا تھا مگر زبان ان سے بھی زیادہ خطرناک تھی یازان نے یہ بھی اقرار کیا۔

"فکر نا کرے مجھے شادی میں کوئی انٹرسٹ نہیں میں کبھی آپ کو بلیک میل نہیں کرو گا" یازان نے اپنی حیرت پر قابو پاتے دوبدوک کہا قندیل کا منہ اس دفعہ حیرت سے کھلا یعنی باقی سب یہ شخص کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

"آپ سمجھتے کیا ہے خود کو ؟؟ میں تمیز سے بات کر رہی ہو تو سر پر چڑھ رہے ہیں" قندیل دو قدم آگے ہوتی شہادت کی انگلی اور انگوٹھے سے چٹکی بجاتی بولی یازان تو اس لڑکی کے تیور ہی دیکھ کر حیران رہ گیا آج تک کسی بھی لڑکی نے یازان سے اس قدر روڈ لہجے میں بات نہیں کہ تھی سب لڑکیاں تو اسے ایک نظر دیکھتی فدا ہو جاتی تھیں اور ایک واحد پیس یہ لڑکی تھی جو یازان کی

پرسنیلٹی سے متاثر ہونا تو دور کی بات اسے غصے سے گھور رہی تھی ساتھ ساتھ اپنے آگ جیسے لفظ اس پر برسا رہی تھی۔

"یہ آپ تمیز سے بات کر رہی ہیں؟؟ غلطی آپ کی اور باتیں مجھے سنا رہی ہیں " یازان بھی غصے سے قندیل کو گھورتا ہوا بھڑکا وہ اپنے باپ کی ایک نا سننے والا سڑک پر کھڑی بلیو سٹار آنکھوں والی محترمہ کی باتیں سن رہا تھا!!۔

"ہائے بے بی۔۔How are u?" قندیل کچھ کہتی کہ اس سے پہلے ہی ماڈرن سی میک اپ اور پینٹ ٹوپ میں ملبوس میشال ڈاکٹر کا اورل ہاتھ پر رکھے اپنی ہیڈ بیگ کے ساتھ یازان کی طرح بڑھی یازان کے سینے پر ہاتھ رکھتے میشال نے یازان کے گال پر کس کیا قندیل کی آنکھیں حیرت کی انتہا کو پہنچی پھر اس کے دماغ میں کچھ کلک ہوا تو وہ اپنا ہاتھ نیچے کرتی سر جھٹک گئی۔

"ہمم I'm fine " یازان نے میشال کی بل کھاتی کمر پر ہاتھ ڈالے اس کے سوال کا جواب دیا یازان کے چہرے پر سپاٹ تاثرات دیکھتے میشال نے یازان اور پھر اس لڑکی کو دیکھا جو غصے سے اب منہ پھیرے ہوئے تھی۔

"یہ کون ہے ؟؟ ڈارلنگ " میشال نے پوچھا یازان نے بے زاری سے کندھے اچکائے جبکہ میشال کے سوال پر قندیل نے ان کی طرف دیکھا۔

"میں وہ ہوں جس کا ڈریس آپ کے میاں جی نے خراب کیا ہے " قندیل نے سرخ ہوتی ناک سے پھر اپنے ڈریس کو دیکھتے غصے سے کہا جبکہ میاں جی والی بات پر میشال اور یازان نے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر قندیل کو دیکھتے ان کا قہقہہ گونجا۔

"تمہیں میں کہاں سے شادی شدہ لگتی ہو یو بہن جی ٹائپ لڑکی ؟"میشال نے ہنستے ہوئے قندیل کا مزاق بناتے اس کی ڈریسنگ پر وار کرتے کہا۔

"شریف ہو اس لیے آپ لوگوں کو بھی شریف سمجھ بیٹھی بھول گئی تھی دنیا کے اس جنت کے ٹکڑے میں بھی کچھ جہنمی بھی بستے ہیں اور آپ کی چھٹی ادھڑی ڈریسنگ پر بھی سوری غور نہیں کیا" قندیل نے ان کی بات سنتے ضبط سے کہا یازان کا چہرہ بھی غصے سے سرخ ہوا اگر یہ لڑکی شریفوں کی ڈریسنگ کرتی تھی تو اس کا یہ مطلب نہیں دوسروں کو بے عزت کرے یازان نے سوچا

جبکہ میشال اپنی قیمتی ڈریس کے بارے میں پھٹے ادھڑے الفاظ سنتی غصے سے پاگل ہونے لگی۔

“ How dare u .. mind ur tongue“

میشال غصے سے بھڑکی۔

“ Just shut up“

قندیل بھی دوبدوک بولی۔

“اپنی حد میں رہو تم اور چلو میشال اس کے کپڑوں کی صفائی اسے شریف کم ماسی زیادہ ظاہر کر رہی ہے کیا منہ لگ رہی ہو اس کے “یازان نے میشال کی کمر پر گرفت سخت کرتے پیسنجر سیٹ پر بیٹھنے کا اشارہ کیا قندیل کے تن بدن میں آگ لگی۔

اس سے پہلے یازان میشال کو پیسنجر سیٹ کا دروازہ کھولے اندر بیٹھاتا ایک دم فرنٹ ونڈو کا شیشہ چکنا چور ہوا یازان اور میشال کرنٹ کھا کر پیچھے ہوئے یازان

نے اپنی کار کے فرنٹ ونڈو کے شیشہ کی کرچیوں کو اڑتا دیکھ اپنے سامنے کار کے اس پار دیکھا جہاں قندیل دونوں ہاتھوں میں روڈ تھامے کھڑی تھی شاید نہیں یقیناً یہ کارنامہ قندیل نے سر انجام دیا تھا سڑک کے کنارے پر پڑا یہ روڈ قندیل کا اپنا غصہ اتارنے کا ہتھیار لگا۔

"اب تمہاری کار سے تم بھی امیر باپ کی بگڑی اولاد کم فقیر زیادہ لگ رہے ہو اور جو چیز قندیل کو گندا کرے اسے صحیح سلامت رہنے کا کوئی حق نہیں"

قندیل نے کہتے ہی روڈ زمین پر پٹختے ایک قہر بار نظر ان دونوں پر ڈالتے اپنا رخ یونیورسٹی کے گیٹ کی طرف کیا یازان نے اس لڑکی کے الفاظ کو سنتے اپنے ہاتھوں کی مٹھیاں ضبط سے بھینچی ہڈیوں کی کرکراہٹ سے میشال نے قندیل کی پشت سے نظریں ہٹاتے یازان کے ہاتھوں کو دیکھا جن پر ہری مردانہ وینس عیاں ہو وہی تھیں یازان کا چہرہ خطرناک حد تک سخت ہوا۔

"یازان۔۔" میشال نے یازان کے پھولے شرٹ سے صاف عیاں ہوتے مسلس پر ہاتھ رکھتے کچھ کہنا چاہا مگر یازان نے سرعت سے اس کی بات کاٹتے ہاتھ جھٹکے۔

"میں اسے چھوڑو گا نہیں how dare she اس کی ہمت کیسے ہوئی میرے باپ تک پہنچنے کی میری کار کا حشر بگاڑنے کی۔۔اسے اپنے لفظوں کی بہت بھاری قیمت چکانی پڑے گی" یازان دھاڑا یازان کی دھاڑ پر میشال کو اپنے کانوں کے پردے پھٹتے محسوس ہوئے جبکہ دور کھڑے یونیورسٹی کے چوکیدار اور وہاں کھڑے کچھ سٹوڈینٹ نے بھی یازان کو حیرت سے دیکھا وہ یہاں میشال کو اس کے کہنے پر کلاسس بنک کرتے پک کرنے آیا تھا اور غلطی اس کی زرا سی بھی نہیں تھی مگر اس لڑکی نے یازان کو ہی اپنی زبان سے نہیں یازان کے باپ تک پہنچتے اس کی محبت (کار) کو بھی زخمی کیا تھا یازان کو غصے سے اپنی دماغ کی شریانے پھٹتی محسوس ہوئیں یازان نے ضبط سے مٹھیاں بھینچ لی۔

فراج آج Bentley میں سوار فائیٹر کلب پہنچا تھا فراج کی آج فائیٹنگ تھی وہ کلب کے اپنے روم میں آتا چینج کر چکا تھا اب اس کے کشادہ سینے پر صرف بلیک ویسٹ تھی وہ ویسٹ اور ٹراوزر میں ملبوس تھا جس سے فراج کے پھولے ہوئے مسلس اور کٹس صاف نظر آرہے تھے فراج ماتھے پر بکھرے بالوں کو پیچھے کرتا اپنے کمرے سے باہر راہداری کو عبور کرتا سیڑھیاں اترتا نیچے کی سمت قدم بڑھا رہا تھا جب اس کی نظر دوسرے منزل کی مرر وال ونڈو سے گارڈن ایریا میں سیلفی لیتے ایک وجود پر پڑی فراج کی سیاہ آنکھوں میں ناگواریت صاف ابھری وہ وجود صنف نازک تھا دبلی پتلی حد درجہ بہترین جسامت کی مالک ،بلیک جینز اور گرے شرٹ میں ملبوس بالوں کو پشت پر بکھیرے سرمئی آنکھوں پر گھیرا کالا کاجل لگائے ہونٹوں کو لائیٹ براؤن شیڈ لپ اسٹک سے سجائے جنہ اعظم کفیر فائیٹنگ کلب میں موجود لڑکوں کی توجہ کا مرکز بنی ہوئی تھی فراج کے ماتھے پر بے تحاشہ بل پڑے اس کا سراپہ صاف

نہیں تو کپڑوں میں عیاں تھا فراج نے سیڑھیاں اور راہداری کو لمبے لمبے ڈنگ بھرتے عبور کیا ایک نظر جنہ کو دیکھ رہے اپنے نئے سٹوڈینٹ پر ڈالتے جو فراج کی سرد نظروں اور تنی ہوئی رگوں کو دیکھتے ہڑبڑا کر فورا اپنا رخ تبدیل کر گئے فراج جنہ کی پشت پر ماتھے پر بل لیے کھڑا ہوا۔

"سے چیز" اپنی پشت پر فراج کو اپنے آئی فون کے فرنٹ کیمرے میں دیکھتے جنہ اپنی مسکراہٹ دباتی گویا ہوئی فراج نے تو چیز نہیں کہا نا ہی جنہ کو سیلفی لینے دی اپنا ہاتھ بڑھاتے فراج نے جنہ کے ہاتھ سے اس کا موبائل جھپٹتے اس کا رخ سیدھا کیا کالی آنکھیں ایک پل کے لیے سرمئی آنکھوں میں دیکھتی محوت ہوئیں مگر دوسرے ہی پل فراج نے جنہ کی کلائی تھامتے جنہ کو لیے فائٹنگ کلب کے پچھلے حصے سے جہاں کیمروں کی پوزیشن اونچی تھی عمارت کے نیچے بیسمنٹ کی طرف قدم بڑھائے جہاں اس وقت کوئی بھی موجود نا تھا فراج نے بیسمنٹ کا دروازہ بند کرتے سیڑھیاں عبور کرتے فراج نے بیسنٹ کے اندھیر کو دور کرتے لائٹ آن کی اور جنہ کو اپنے سامنے کرتے اس کی کلائی آزاد کی

جنہ اس دیو کی گرفت میں اپنی کلائی کو ٹوٹتا محسوس کرتی اسے مسلنے لگی مگر شکوہ کناں نگاہ فراج پر ڈالنا نہیں بھولی تھی۔

"تم پاگل انسان کیا میرے ہاتھ توڑوں گے " جنہ نے فراج کے تنے نقوش کو دیکھتے کہا۔

"ہاتھ نہیں ہڈیاں بھی توڑ دوں گا دوبارہ یہاں نظر آئی تو " فراج غرایا۔

"تو کیا کر و گے " جنہ نے دوبدوک کہا۔

"میں ایک فائیٹر ہوں اور فائیٹر جب غصے میں آجائے تو وہ پاگل بن جاتا ہے اور پاگل صنف نازک کو بھی جان سے مار سکتا ہے " فراج اس دفعہ ایک نظر جنہ کو دیکھتے رخ موڑ کر گویا ہوا فراج کا ایک نظر خود کو دیکھنا چل کھڑی جنہ کو اس کے لفظوں سے زیادہ آگ لگا گیا۔

"میں یہاں تمہارے لیے آئی تھی فراج " جنہ نے شکوے سے کہا۔

"میں نے نہیں بولا میرے لیے آو یہاں " فراج نے دونوں ہاتھ ٹراؤزر کی جیب میں اڑساتے کہا۔

"تم بولتے ہی کہاں ہو مجھ سے " جنہ فراج کے سامنے آتی سرمئی آنکھوں میں نمی لیے بولی۔

"تم سے تعلق کیا ہے میرا جو میں تم سے بات کرو ؟؟" فراج نے اپنی سیاہ آنکھیں جنہ کی آنکھوں میں گاڑھتے کہا۔

"میرا کیا تعلق ہے تم سے ؟؟ ہننہ۔۔تم پوچھ رہے ہو۔۔کس سے جھوٹ بول رہے ہو مجھ سے یا خود سے ؟" جنہ دو قدم آگے ہوتی فراج کے ویسٹ کو مٹھیوں میں دبوچتی چیخی فراج نے جنہ کے ہاتھوں کو اپنی گرفت میں لیتے نفرت سے دور جھٹکا۔

"میرے دوبارہ قریب مت آنا جنہ اعظم کفیر میں تمہاری ہڈیاں توڑ دو گا" فراج اچھوت کی طرح جنہ سے دور ہوتے غرایا۔

"میرا نام جنہ فراج داؤد ہے۔۔کیا اپنے نام کو بھی نہیں پہچانتے ؟؟" جنہ طنزیہ مسکراتی بولی فراج نے سیاہ آنکھوں میں غضب و غصہ لیے بند کرتے آنکھوں کو واہ کیا۔

"کیسے بھول سکتا ہوں وہ منحوس دن" فراج نے بھی طنزیہ مسکراتے کہا جنہ کا دل کرچیوں میں ٹوٹا۔

"تم داؤدز بہت بے رحم ہو تمہارے سینے میں گوشت کا نرم لوتھڑا نہیں پتھر ہے " جنہ کے عارض بھیگے۔

"تو کیوں اس بے رحم داؤد کے پتھر پر اپنا سر مار رہی ہو " فراج نے نظریں پھیرتے صوفے کی طرف قدم بڑھائے۔

"مجھے لگتا تھا تم ایک دن میری محبت سمجھو گے تم ثوبان اور یاسر بھائی جیسے نہیں نکلو گے " جنہ نے سسکی بھرتے کہا اشارہ مقدس اور عشراق سے پانچ سالوں تک دستبردار رہنے کا تھا۔

"میں ان جیسا ہی ہوں کیونکہ میں ان کا ہی بھائی ہو اور ہو گئی غلط فہمی دور اب دفعہ ہوجاو یہاں سے " فراج نے صوفے پر بیٹھتے اطمینان سے کہا یہ کفیر ُز کبھی داؤد ُز کو اچھا بول جائے ہننہ فراج نے سر جھٹکا ان کو ایکسپلین کرنا مطلب بھینس کے آگے بین بجانے کے مترادف ہے۔

" میں مقدس اور عشراق نہیں ہو جو چپ چاپ انتظار کی سولی پر لٹکتی اپنے شوہر سے دور رہے میں جنہ فراج داؤد ہو اپنے شوہر کے تب تب قریب آؤ گی جب جب میرا دل چاہے گا۔۔میں وہ شہزادی نہیں جو اپنے شہزادے کی پیش قدمی میں اپنا دل جزبات احساسات کو شرم وحیاء کا نام دیتی سلا دوں میں وہ ہو جو اپنے دل جزبات اور احساسات کی سنتے اپنا حق وصول کروگی جب تک جب تک تم مجھے اپنے خاندان اور دنیا کے سامنے ڈنکے کی چوٹ پر اپنا نہیں لیتے۔۔مجھے ایسا کرنے سے فراج داؤد بھی نہیں روک سکتا سمجھے تم " جنہ اپنے سرخ پڑتے عارض صاف کرتے اٹل لہجے میں چیخی۔

"صاف کہو بے شرم ہو اتنی لمبی تقریر کیوں کر رہی ہو" فراج نے لمبی سانس کھینچتے پر سکون انداز میں مسکراتے کہا وہ مسکراتے ہوئے بے حد پیارا لگ رہا تھا جنہ کا دل زورو سے دھڑکا۔

"اور رہی بات تمہیں اپنانے کی تو تمہاری بھول ہے یہ رشتہ تم نے مجھے بلیک میل کر کے قائم کیا تھا مت بھولو۔۔اور رہی ثوبان اور یاسر بھائی کی بات اگر میرا نکاح بھی تمہارے ساتھ تمہاری امیوشنل بلیک میلنگ سے زبردستی کے بجائے پورے خاندان اور دنیا کے سامنے ہوتا تو فراج شازم داؤد تم سے محبت بھی نا کرتا تو بھی تمہیں پورے حقوق سے ڈنکے کی چوٹ پر کفیر حویلی سے اٹھا کر لاتا چاہے تمہاری رضا مندی ہی کیوں اس میں ظاہر نا ہوتی ثوبان اور یاسر بھائی کی طرح بڑوں کی عقلیت میں چپ نا بیٹھتا" فراج نے آگے جھکتے اپنے دونوں گھٹنوں پر کہنیاں رکھتے تھوڑی جمائے کہا۔

"تو لے جاؤ مجھے" جنہ نے مدھم لہجے میں فراج کی بات سنتے سر جھکائے کہا۔

"تم نے صحیح سے نہیں سنا اگر تم میری محبت نا ہوتے ہوئے بھی میری خاندان اور دنیا کے سامنے بنی ہوئی بیوی ہوتی تو ضرور لے جاتا تمہاری کفیر حویلی سے تمہیں مگر تم نے تو خود کو مجھ پر زبردستی مسلط کیا ہے تمہارے لیے میری زندگی اور حویلی میں کوئی جگہ نہیں" فراج نے جنہ کے چہرے کو حصار میں لیتے کہا۔

"بیوی تو ہو چاہے مسلط کی ہوئی یا پھر سب کی رضا مندی سے کیا فرق پڑتا ہے ؟؟" جنہ نے پھر مدھم لہجے میں کہا۔

"بہت فرق پڑتا ہے مگر انھیں جن کے ضمیر زندہ ہو تمہیں نہیں فرق پڑ سکتا تم سانسیں تو لے رہی ہو مگر تم زندہ لاش ہو بنا ضمیر کے اور ان سانسوں سے فراج شازم داؤد کو کوئی فرق نہیں پڑتا " فراج نے افسوس سے سر نفی میں ہلاتے کہا اور پشت صوفے سے لگائی جنہ کی سانسیں اس شخص کے لیے اتنی بے مول تھیں جنہ نے ٹوٹے دل سے سوچا۔

"اور اگر تم نے یہ ٹاپک بند نہیں کیا تو ابھی اسی وقت میں تمہیں اس زبردستی کے رشتے سے آزاد کردوں گا" فراج نے بے زاریت سے کہا اس کی فائٹنگ تھی اور ایک یہ لڑکی اس کا وقت ان فضول باتوں میں ضائع کر رہی تھی جنہ کو دھچکا لگا بھیگی پلکیں اٹھائے اپنے دل کے ظالم حکمران کو دیکھا فراج کی ہمیشہ کہی بات سے اسے عادی ہو جانا چاہیے تھے ان سالوں میں فراج کی بات کا اختتام ان ہی الفاظ پر ہی تو ہوتا تھا لیکن وہ اب تک ان لفظوں کی عادی نہیں ہوئی تھی جنہ کے موتی آنکھوں سے ٹوٹ کر بے مول ہوئے جنہ چھوٹے چھوٹے قدم لیتی فراج کی طرف قدم بڑھا گئی فراج کے بلکل سامنے سرخ چہرہ لیے کھڑی ہوئی"

"پانی۔۔" جنہ اپنی آنکھیں صاف کرتی فراج کی بات کو اگنور کرتی بولی۔

"پانی" جنہ نفی میں سر ہلاتی ناسمجھی سے بولی اسے صرف اس وقت پانی کی پیاس لگی تھی

****

"ہمم " جنہ کی حالت کے پیشِ نظر فراج نے اسے صوفے پر بیٹھایا جنہ کو سانس لینے کی دقت ہو رہی تھی پانی کا گلاس جنہ کو دیا اور سنجیدگی سے جنہ کو دیکھا۔

"میری فائٹنگ ہے مجھے جانا ہے " فراج نے جنہ سے کہا جو مسکراتی نیم بے سود سی اپنی باہیں پھیلا گئی فراج نے لب بھینچے جنہ کا بازو پکڑے سیدھا کھڑا کیا وہ بامشکل کھڑی ہوئی پیروں میں تو اب بھی جان نہیں تھی اور فراج اسے گود میں لیے جنہ کی ہر بات نہیں مان سکتا تھا۔

فراج جنہ کو لیے اسی حالت میں بیسمنٹ سے نکلتا گاڑی کی طرف بڑھا خود ہنوز ٹراؤزر اور ویسٹ میں ملبوس تھا جنہ کو پیسنجر سیٹ پر نرمی سے بیٹھائے سخت پتھریلے تاثرات چہرے پر سجائے کفیر حویلی کی طرف رخ کر گیا وہ کسی صورت جنہ کو اکیلے نہیں بھیج سکتا تھا اور واپسی پر اسے فائیٹنگ کے لیے وقت

پر پہنچنا تھا البتہ اب جنہ پرسکون سی فراج کو مسکراتی آنکھوں سے دیکھتی سر سیٹ پر سکون سے رکھتی آنکھیں موندھ گئی یہ شخص اس کے لیے سکون تھا۔

یاسر کی گاڑی نے فارم ہاؤس کا رخ کیا یہ یاسر کا ذاتی فارم ہاؤس تھا جہاں وہ اکثر اوقات آیا کرتا تھا عشراق چیختے چیختے تھک چکی تھی مگر یاسر کانوں میں بلیوٹوتھ لگائے فل ولیوم میں گانا سنتا عشراق کو فراموش کر گیا عشراق تھک ہار کر سر سیٹ سے ٹکائے بے زاری سے ونڈو سے باہر دیکھ رہی تھی نقاب سے چہرہ اب بھی چھپا تھا سہنری آنکھوں پر شبنم افشاں تھی جب سر سبز میدان پر نظر پڑتے عشراق کرنٹ کھا کر سیدھی ہوئی فارم ہاؤس کو دیکھتے عشراق نے سنہری آنکھوں سے یاسر کو دیکھا جو ڈیش بورڈ پر بلیو ٹوتھ پھینکتا اپنی سیٹ بیلٹ کھولتا باہر قدم بڑھا گیا فارم ہاؤس کے پورچ میں گاڑی روکتے گارڈز نے گیٹ بند کیا تھا ملازمین اس فارم ہاؤس کی دیکھ بھال کرنے کے لیے ہر وقت اپنے کام پر سر انجام رہتے تھے یاسر کچھ سوچتے ہوئے اندر گیا عشراق نے دیکھا

یاسر کے اندر جاتے ہی کچھ مرد ملازم باہر نکلے تھے یاسر بھی کچھ دیر بعد باہر آتا گارڈز کو بھی اپنے کیبن میں جانے کا حکم دے چکا تھا جو یاسر کی طرف رخ کیے کھڑے تھے یاسر اب کار کے پاس آتا دروازہ کھولے عشراق کی سیٹ بیلٹ ہٹاتا عشراق کو اپنی باہوں میں اٹھائے اندر بڑھا یہ سب اتنی اچانک ہوا عشراق حیران و پریشان یاسر کے چہرے کو یک ٹک دیکھنے لگی ہلکی بھوری بیرڈ پر گھنی مونچھے ، عنابی ہونٹ جو سگریٹ سے زارا سے مدھم پڑ رہے تھے ، سفید رنگت ، سیاہ آنکھیں عشراق نے دل میں اعتراف کیا وہ شخص کسی کا بھی دل دھڑکا سکتا تھا اس کے مغرور نین نقوش اس کی پرسنیلٹی کسی کو بھی یاسر کی طرف مبذول کر سکتی تھی یاسر نے اچانک اپنا رخ عشراق کی جانب کیا عشراق کی نظر یاسر کی پیشانی کی سائیڈ پر پڑے خم پر گئی عشراق کو اپنے نکاح کا دن یاد آیا کیا کچھ تھا جو یاد نا آیا عشراق نے نفرت سے منہ پھیرا اور یہ عمل مقابل کو آگ لگا گیا یاسر اپنے روم میں آتے پاؤں کی ٹھوکر سے دروازہ لاک کرتے بیڈ کی جانب بڑھا تھا عشراق کو بیڈ پر بیٹھاتے یاسر نے جھٹکے سے

عشراق کا نقاب ہی نہیں بلکہ پورا سکارف اترا عشراق منہ کھولے یاسر کو دیکھے گئ جو اس کا سکارف اتارے صوفے پر اچھال چکا تھا یاسر دور ہوتا بڑی گھیری نظروں سے عشراق کو دیکھنے لگا ڈیپ براؤن اینڈ بلیک شیڈ کے بال جن کی آوارہ لٹیں سکارف کھینچنے پر عشراق کے دودھیا حسین چہرے پر جھول رہیں تھیں بڑی بڑی سنہری آنکھیں یاقوتی گلاب کی پنکھڑیوں جیسے ہونٹ مغرور سی چھوٹی کھڑی ناک جس میں پہنی چاندی کی وہ غضب نوز رنگ یاسر کے دل میں پانچ سالوں سے قہر برپا کیے ہوئے تھی چہرے پر چمک ایسی چمک جسے آج کی دنیا میں گلاس سکین سے شناخت کرتے ہیں وہ خوبصورتی کا پیکر تھی یاسر کے دل نے اعتراف کیا تھا یاسر کی نظریں خود پر محسوس کرتے عشراق سٹپٹائی ۔

"میرا سکارف " عشراق نے ہڑبڑاتے خود کو بنا ڈوپٹے کے دیکھتے بیڈ سے اٹھنا چاہا بنا بیساکھی کے ایک پیر پر زور دیتی وہ منہ کے بل گرتی جب یاسر نے اسے سہارا دیتے واپس بیڈ پر بٹھایا۔

"جب چل نہیں سکتی تو کوشش کیوں کرتی ہو " یاسر کسی حسین منظر سے نظریں ہٹتا دیکھ بے زاریت سے گویا ہوا عشراق کی آنکھوں میں نمی ٹھری۔

"چل بھی آپ کی وجہ سے نہیں سکتی" عشراق نے نمی پیچھے دھکیلتے مضبوط لہجے میں یاسر کی آنکھوں میں دیکھتے کہا یاسر کا چہرہ سپاٹ ہوا۔

"ہمم۔۔میں نے نہیں کہا تھا اپنے بھائی کو بچانے کے لیے جھانسی کی رانی بنے کود پڑو " یاسر نے بنا شرمندہ ہوئے کہا نظر پھر سے عشراق کی نوز رنگ پر تھی۔

"مجھے میری حویلی جانا ہے " عشراق نے پھر یاسر کی بات پر ضبط کرتے نفرت سے منہ موڑے کہا یاسر کے جسم میں شرارے پھوٹے۔

"پہلے مجھے اپنی غیرت کے منہ تو لگنے دو " یاسر اپنا غصہ پیتے عشراق کے بازو کو پکڑتے اپنی طرف چہرہ کیے عشراق پر نظریں گاڑھے بولا عشراق یاسر کی بات کا مطلب سمجھتی آنکھیں پھیلائے پھر رخ پھیرنے لگی جب یاسر نے بنا سمجھنے کا موقع دیے اپنی بات پر عمل کرتے مسکرایا۔

"غیرت کے منہ لگنا بغیرت کو کافی خوش کر گیا کونسی لپ گلوز لگاتی ہو جو یہ ہونٹ اتنے میٹھے ہیں ؟" یاسر مزے سے بولا عشراق مزید شرم و تکلیف سے سرخ ہوئی۔

"دوبارہ مجھ سے منہ پھیرا تو چمڑی ادھیڑ دو گا " یاسر عشراق کا منہ دبوچے غرایا یاسر کا پل میں تولا پل میں ماشا روپ دیکھتے عشراق حیران کن سہم زیادہ گئی۔

یاسر کی انگلیاں عشراق کو اپنے جبڑے میں دھنستی محسوس ہوئی آنسو باڑ توڑے روا دوا ہوئے مگر یاسر تو جیسے اس نوز رنگ کو محوت سے دیکھ رہا تھا کیا تھا اس نوز رنگ میں جسے دیکھتے یاسر پانچ سالوں سے بے چین تھا عشراق کا ایک آنسو یاسر کے چوڑے ہاتھ کی پشت پر ٹھہرا یاسر کو جیسے ہوش آیا۔

"کیوں رو رہی ہو؟ " یاسر نے عشراق کے چہرے سے ہاتھ ہٹائے نرمی سے کسی جزبے کے تحت عشراق کے آنسو اپنی انگلیوں کے پوروں سے چنے عشراق نے جواب دینے کے بجائے یاسر کے ہاتھوں کو جھٹکتے اپنے عارض رگڑے یاسر کا پارا پھر ہائی ہوا۔

"کیا مسئلہ ہے تمہارے ساتھ نرمی سے پیش آرہا ہو تو مجھے کاٹھ کا الو سمجھ رہی ہو ؟" یاسر عشراق کا بازو دبوچے دھاڑا۔

"آپ مجھے۔۔یہاں اپنی بات کو تصدیق۔۔دینے لائے تھے دے دی تصدیق ؟؟ اب چھوڑے مجھے " عشراق سسکتے ہوئے بولی یاسر کے ماتھے پر مزید شکنیں پڑی۔

"میں۔۔میرا۔۔سکارف " عشراق اپنا سکارف دیکھتی بولی۔

"ہاں لایا تھا ورنہ اتنی دور کی مسافت کیوں طے کرتا کار میں بھی اس بات کا جواب دے دیتا تمہیں مگر میں چاہتا تھا تمہیں اچھے سے سمجھاؤ تاکہ دوبارہ اپنی زبان نا ہلاؤ میرے سامنے سمجھی۔۔اور شوہر ہو تمہارا سکارف کیا تمہیں ہر پردے سے آزاد خود کے سامنے بیٹھا سکتا ہوں اور اپنی ملکیت کو بھرپور نظریں گاڑھے دیکھ سکتا ہوں" عشراق کی بات سنتے یاسر مسکراتا زومعنی لہجے میں گویا ہوا۔

"یاد آگیا کیا ہے آپ میرے؟ مگر افسوس بہت دیر سے یاد آیا اور اب مجھے آپ سے ایسا کوئی تعلق نہیں رکھنا" عشراق یاسر کی مسکراہٹ پر مضبوط لہجے میں چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ سجائے گویا ہوئی دل اب بھی یاسر کے سرخ چہرے کو دیکھتے سہما ہوا تھا۔

"اچھا ؟؟ اب کہاں گئی تمہاری نیک بختی ؟؟ شوہر کی ناراضگی سے اپنے عمل ضائع کرنے کا ڈر نہیں ؟؟نا محرم کو چہرہ دیکھانے پر تو اللہ کا خوف یاد تھا تمہیں" یاسر نے اس بھیگی بلی کو طنز کے تیر برساتے دیکھ جوابا برسوں پرانا طنز کیا۔

عشراق نے ایک نظر یاسر کو دیکھتے دوسرے پل اپنا بازوں یاسر کی گرفت سے آزاد کروایا اور کچھ فاصلہ قائم کر گئی یاسر نے پھر مسکراتے دونوں ہاتھ سینے پر لپیٹے عشراق کے عمل کو غور سے دیکھا۔

"مجھے میرا اللہ شوہر کی بے رخی پر شوہر کی بے وجہ کی نفرت پر بہت سے رستے اختیار کرنے کا حق دیتا ہے اور جب شوہر بے بنیاد نفرت کرتا ہو اپنی

بیوی کی عزت نا کرتا ہو ایسے شوہر سے دستبردار نا ہونا میرے وجود کو ضائع کر سکتا ہے اور یہ قفرانے نعمت ہے۔۔اسلام صرف عورتوں کو ہی نہیں مردوں کو بھی اپنے فرائض ادا کرنے پر زور دیتا ہے مگر یہ بات وہ مرد سمجھتے ہے جو اسلام کے قریب ہو آپ جیسے نہیں " عشراق نے کہتے ہی یاسر کو جتاتی نظروں سے دیکھا یاسر اس کی بات کا مطلب سمجھتے ایک آئیبرو ریز کر گیا۔

"مجھے لگا تھا تم بہت ڈرتی روتی ہوئی بات بات پر سہم جانے والی لڑکی ہو تمہارے ہر انداز سے یہی اندازہ لگایا مگر تم نے مجھے غلط ثابت کیا تم تو لفظوں سے دوسروں کو رولانے پر مجبور کر دوں مگر افسوس تمہارا پالا غلط آدمی سے پڑا ہے ڈارلنگ۔۔جسے تم نیک مرد نا ہونے کا طعنہ دے رہی ہو افسوس اسے نیکی میں کوئی انٹرسٹ نہیں میں ایک سیاستدان ہوں اور اگر سیاستدان نیکی پر اتر آئے تو شیطان کے چیلوں سے ان کی نیکی برداشت نہیں ہوتی انھیں قید کر لیا جاتا ہے and u know what? I hate jail's" یاسر نے گھیری

مسکراہٹ سجائے کہا۔(ہینٹ تو سمجھ گئے ہونگے آپ لوگ آخر کار میرے ریڈرز بہت سمجھدار ہیں)

"ہنہ۔۔مگر دوسروں کو جیل بھیجنا بہت پسند ہے آپ کو " عشراق نے یاسر کو پھر طنز کیا یاسر کا چہرہ عشراق کا اشارہ سمجھتے دھواں ہوا۔

یاسر نے آگے ہوتے عشراق کی کمر پر ہاتھ لپیٹتے اسے اپنے سینے پر گرایا عشراق کا دل دیواروں کو توڑتے باہر نکلنے کو بے تاب ہوا نظریں شرم سے جھکی وہ شرمانا نہیں چاہتی تھی مگر یہ عمل فطری تھا یاسر کا چہرہ سرخ سپاٹ تھا یاسر نے عشراق کی جھکی پلکوں کو دیکھتے اپنے بائیں ہاتھ کی دو انگلیوں سے عشراق کا چہرہ اوپر کیا۔

"دوبارہ اپنے اس خبیث بھائی کا ذکر میرے سامنے indirectly غلطی سے بھی کیا ابھی چلنے کے لائق نہیں ہو پھر بولنے کے لائق بھی نہیں رہو گی " یاسر عشراق کی بند آنکھوں کو دیکھتے غرایا یاسر کا لہجہ اس قدر سپاٹ تھا کہ عشراق کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی دل تو پہلے سے ہی مقابل کی بارعب

پرسنیلٹی پر سہا ہوا تھا مگر بھائی کے ذکر پر عشراق نے پٹ سے آنکھیں کھولے غصے سے یاسر کو دیکھا جو اس کے چہرے پر ہونٹوں کے مقام پر جھکنے والا تھا مگر یاسر عشراق کی نوز رنگ کو اپنے لبوں سے چھونا چاہتا تھا یہ حسرت یاسر پانچ سالوں سے دل میں دبائے بیٹھا تھا عشراق نے یاسر کے سینے پر دونوں ہاتھ رکھتے اسے خود سے دور دھکیلا یاسر کی گرفت بے خودی میں ڈھیلی پڑی یاسر پیچھے ہوتا مگر دو سیکنڈ میں ہی خود کو سنبھال گیا۔

"میرا بھائی خبیث نہیں ہے سمجھے آپ۔۔ آپ کی بہن جھوٹی ہے مکار ہے ، خبردار جو میرے بھائی کو ایک لفظ بھی کہا تو اور میرے قریب مت آئیں مجھے آپ جیسے بے غیرت شخص سے کوئی رشتہ نہیں رکھنا مجھے میرے گھر چھوڑے خلع کے پیپرز آپ کی حویلی پہنچ جائے گے میں آپ کو شوہر ماننا تو دور آپ پر تھوکنا بھی اپنی توہین سمجھتی ہو " عشراق بیڈ کراون سے چپکتی ہزیانی انداز میں چیخی تھی عشراق کے الفاظ اپنی بہن پر تہمت سنتے یاسر نے جبڑا بھینچا مگر خلع والی بات سنتے یاسر آپے سے باہر ہوتا عشراق کی جانب بڑھا عشراق کا بازو

دبوچتے یاسر نے عشراق کے منہ پر ایک زناٹے دار تھپڑ رسید کیا عشراق اوندھے منہ بیڈ پر گری۔

یاسر عشراق کے ڈیپ بلیک اینڈ براون بالوں کو مٹھی میں جکڑے اس کا رخ اپنی طرف کر گیا تھا عشراق نے سسکی اپنے لبوں کو پیوست کرتے روکی۔

"مجھ سے خلع لو گی مجھ پر تھوکنا توہین سمجھتی ہو اپنے بھائی کی گھٹیا حرکت کے بارے میں ایک لفظ نہیں سن سکتی میری بہن کو جھوٹی بول رہی ہو تمہارے بھائی نے میری بہن کی عزت پر ہاتھ مارا تھا اس خبیث نے۔۔"یاسر دھاڑا تھا اور اس کی دھاڑ سے اس کمرے کی درودیوار لرزے تھے وہ کمرہ ساؤنڈ پروف تھا جو خود میں یاسر کی دھاڑ سموئے لرز اٹھا تھا عشراق کو اپنے سر میں درد کی ٹھیس اٹھتی محسوس ہوئی کانوں میں الگ تکلیف ہوئی۔

" تمہیں وہ سب جھوٹ لگتا ہے اگر میں تمہارے نام نہاد فرشتہ صفت بھائی کی طرح دوغلا اور منافق ہوتا تو ضرور تم پر حق رکھنے کے باوجود تمہیں یہ بتاتا کہ جب لڑکی کی عزت کی بے حرمتی کی جائے تو کیسا محسوس ہوتا ہے" یاسر نے

اب سرد لہجے میں مدھم سی عشراق کے کان کے پاس سرگوشی کی عشراق نے یاسر کو خوف سے دیکھا عشراق کی آنکھوں میں خوف دیکھتے یاسر طنزیہ مسکرایا۔

"مگر میں بزدل نہیں جو اپنی بیوی کو دنیا کی نظروں سے دور اس کے وجود سے لطف اندوز ہوتا اپنی آنا کو تسکین دوں میں جس بھی لڑکی کے ساتھ تعلق بناتا ہو وہ اس کی رضا مندی سے بناتا ہوں " یاسر نے جھٹکے سے عشراق کے بالوں کو چھوڑتے اپنے کبرڈ کی طرف قدم بڑھائے عشراق خود میں سمیٹی بیڈ پر خوف سے بیٹھی وہ جانتی تھی کہ اس کے بھائی نے جویریہ کے ساتھ کبھی کچھ غلط نہیں کیا مگر یہ شخص تو بنا قصور کے بنا تحقیق کیے اگر اس کے بھائی پر گن تان سکتا تھا تو وہ اس وقت عشراق کی عزت کی بھی دھجیاں اڑا سکتا تھا جبکہ عشراق اب سنہری آنکھوں میں خوف لیے اس کے آخری جملے پر یاسر کی پشت کو نا سمجھی سے دیکھ رہی تھی جو کبرڈ کھولتے اب ایک ایک کر کے بے ہودہ نائیٹیز عشراق کی طرف اچھال رہا تھا وہ نائیٹیز بے حد قیمتی تھی جنھیں شفا زیب تن کیے یاسر کو اپنی طرف ادائیں دیکھاتی مبذول کرتی تھی ایک نائیٹی

عشراق کے بازو پر آکر گری جو صرف سٹریپس پر مشتمل نہایت چھوٹی اور بے ہودہ سی باریک نیٹ کی مہرون کلر کی نائیٹی تھی عشراق نے وہاں نائیٹیز کے ٹھیر کو دیکھتے یاسر کو دیکھا تھا جو کبرڈ خالی کرتا عشراق کو سیاہ آنکھوں سے گھور رہا تھا۔

"یہ میری گرل فرینڈ کی نائیٹیز ہیں جنہیں پہن کر وہ میرے قریب آتی ہے اور اسی بیڈ پر جس پر تم بیٹھی ہو وہ مجھے سکون دیتی ہے اپنی مرضی سے دیکھو غور سے دیکھو یہ بے تحاشہ قیمتی میرے پیسو کی خریدی ہوئیں ہیں ان میں سے ایک بھی کپڑا پھٹا ہے زرا سا بھی ؟؟ نہیں نا یہ ہی فرق ہے تمہارے بھائی میں اور مجھ میں۔۔میں وہ شیطان ہو جو عورت کے جسم سے لطف انداز بھی ہو تو اس کی مرضی سے ہوا ہو کبھی کسی لڑکی کے اپنے پیسوں سے دیے ہوئے کپڑے نہیں اتارے کبھی اس کی خود سپردگی میں بھی اس کے وجود کو نہیں نوچا اور ایک وہ تمہارا سو کولڈ فرشتہ صفت بھائی ہے جسے فرشتہ کہتے بھی اللہ کے پاک نور کی توہین ہے میں برا ہو تو میں برا ہو میں اپنے کسی عمل کو چھپاتا

ہو تو اپنی ذاتیات میں چھپاتا ہوں مگر تمہارے بھائی کی طرح کسی اندھیرے کمرے کے کونے میں اپنی شیطانیت کسی معصوم لڑکی کے کپڑے پھاڑ کر اس کے وجود کو نشانہ بنائے نہیں ظاہر کرتا " یاسر اپنے بھاری بھرکم ہاتھ کا موقع کبرڈ پر مارے اپنے بھورے بالوں میں انگلیاں پھنساتا دھاڑا تھا کبرڈ کا دروازہ کئی دفعہ پوری قوت سے کھلتا بند ہوتا اب ہچکولے کھا رہا تھا عشراق کو اپنی سانسیں مدھم محسوس ہوئیں۔

عشراق بے یقینی سے یاسر کو دیکھے گئی وہ زانی تھا ؟؟ اس کا شوہر زانی تھا ؟؟ اللہ نے اس کے نصیب میں ایک زانی مرد لکھا تھا ؟؟ یا اللہ وہ تو ابھی تک یاسر کے پانچ سال پرانے لفظوں کے وار سے نہیں نکلی تھی وہ شراب پیتا تھا جھوٹے وعدے کر گیا تھا مگر عشراق نے خواب میں بھی تصور نا کیا کہ اس کا شوہر زانی بھی ہو گا۔۔۔ عشراق نے سنہری آنکھیں بند کیے ضبط سے واہ کی آنکھوں سے موتی کی لڑیاں بکھریں جن میں بے یقینی غم تکلیف کی کرچیاں واضح تھیں تو دوسری طرف یاسر اپنے اشتعال کو قابو کرتا ایک لڑکی کے

سامنے اس کے بھائی کو درندہ ثابت کر رہا تھا اس لڑکی کے سامنے جس نے اپنے بھائی کے بچپن سے جوانی تک کے ہر عمل میں عورتوں کے لیے بے پناہ عزت دیکھی تھی عشراق نے اپنے بازو پر نائیٹی نفرت سے دور جھٹکی اور دوسری طرف بیڈ سے اترتی سائیڈ ٹیبل کا جھکتے ہوئے سہارا لیتی کھڑی ہوئی یاسر خود کو پرسکون کرنے کی کوشش کرتا عشراق کی حرکتوں کو ہی دیکھ رہا تھا چہرہ اب بھی سرخ مگر سپاٹ تھا۔

"مجھے۔۔میری۔۔حویلی۔۔جانا ہے" عشراق نے ٹوٹے لفظوں میں لہجہ مضبوط رکھتے کہا چہرہ بلکل سفید پڑ چکا تھا آنکھیں گلابی ہو رہی تھیں گال پر یاسر کی انگلیوں کے نشان تھے اپنی باتوں کے جواب میں عشراق کی بات سنتے یاسر نے ضبط سے مٹھیاں بھینچ لی۔

"مجھے تمہیں اپنے پاس بیٹھا کر تمہاری منحوس شکل دیکھنے کا بھی کوئی شوق نہیں" یاسر نے سرد لہجے میں کہا۔

"یہ منحوس۔۔شکل دوبارہ۔۔کبھی نہیں دیکھنے۔۔کو ملے گی۔۔"عشراق نے کہا۔

"کیا مطلب ہے تمہارا ؟" یاسر نے دونوں ہاتھ جیب میں اڑساتے ایک ابرو ریز کی۔

"میں آپ سے خلع لونگی میں ایک زانی کے ساتھ کوئی رشتہ نہیں رکھنا چاہتی مجھے گھن آ رہی ہے آپ کے زنا وجود سے آپ کے ہاتھوں سے جنہوں نے مجھے چھوا آپ کے نام سے جڑا میرا نام میں اپنی توہین سمجھتی ہوں جو مجھے بس دنیاوی تسکین دے سکتا ہے اور عشراق اعظم کفیر اپنی توہین کو تسکین کبھی نہیں بننے دے گی " عشراق آگ برساتی نظروں سے یاسر کو آگ لگا گئی یاسر پھر خلع کی بات سنتا آپے سے باہر ہوا۔

"لیکن اب میں تمہیں اپنی انا کی تسکین بناؤں گا تمہیں توہین لگتا ہے نا میرا وجود اب یہ وجود تمہارے وجود پر اپنی ملکیت ہر رات ثبت کرے گا " یاسر قدم اٹھاتا عشراق کے پاس آتا عشراق کے سامنے کھڑا ہوتا عجیب سی مسکراہٹ کے ساتھ گویا ہوا عشراق کی بات اپنی باتوں کے جواب میں مقابل

کو آگ لگا گئی تھیں عشراق نے یاسر کی آنکھوں میں دیکھا وہ کیا کرنا چاہتا تھا ؟؟

"میرا نام تمہارے نام کے ساتھ تا قیامت جڑا رہے گا اور یہ ہی میری انا کی تسکین ہو گی عشراق یاسر داؤد" یاسر نے عشراق کی کمر پر اپنا بازو لپیٹتے عشراق کو اپنے سینے سے لگایا عشراق بامشکل کھڑی تھی اچانک آفت پر سٹپٹا گئی عشراق نے دونوں ہاتھ یاسر کے سینے پر رکھتے خود کو یاسر کے سینے کا حصہ بننے سے باز رکھنا چاہا مگر یاسر نے ایسا نا ہونے دیا یاسر کے دل میں ایک عجب سا سکون برپا ہوا اسے اس اپاہج لڑکی کا وجود کیوں اتنی راحت دے رہا تھا اور ایسی راحت جو آج تک یاسر کو نصیب نا ہوئی پھر عشراق کو چھوڑا عشراق لڑکھڑاتی بیڈ پر گری عشراق کے پیر پر یک دم وزن پڑنے اور جھٹکا لگنے سے عشراق سسک پڑی۔

"اس خوش فہمی میں مت رہنا کہ میں تمہیں اپنا لو گا تو اپنی گرل فرینڈ کو چھوڑ دوں گا وہ اتنی خوبصورت ہے کہ اسے چھوڑنے سے اچھا میں دنیا چھوڑنا سمجھتا

ہوں اور نا ہی اس میں کوئی عیب ہے اب ایک اپاہج ، بدصورت لڑکی کے لیے میں اپنی پرٹی اینڈ ہاٹ گرل فرینڈ کو نہیں چھوڑ سکتا اتنی بڑی ناانصافی نہیں کر سکتا اور نا اپنی راتیں برباد کر سکتا ہوں " یاسر عشراق کا سکارف ایک ہی جست میں پکڑتے اسے سلیقے سے پہناتا نقاب کر کے عشراق کی آنکھوں میں دیکھتا مسکراہٹ سجائے بولتا عشراق کو مزید زخمی کر گیا۔

" یہ تو جب ہو گا جب میں آپ کو اپنانے کا حق دو گی " عشراق سرد لہجے میں یاسر کو باور کروا گئی۔

"Ohh seriously?? Just wait and watch darling"

یاسر نے عشراق کی بات کا مزاق بناتے اسے اپنی باہوں میں اٹھایا اور واپسی کا رخ کیا عشراق اس بددماغ آدمی کو گلابی پڑتی آنکھوں سے دیکھتی رہ گئی جو اسے شہر سے دور اس جگہ صرف اپنی بات کو تصدیق دینے کے لیے لایا تھا مگر عشراق نے اس دفعہ نفرت سے منہ نہیں پھیرا کہی یاسر اسے دوبارہ اپنے کمرے میں لے جاتے پھر پاگل نا ہو جائے۔

یاسر عشراق کو کار میں بیٹھاتا دروازہ لاک کرتا فون کان سے لگا گیا وہ شاید سامنے والے کو کوئی ہدایت دے رہا تھا عشراق چپ چاپ اپنی سیٹ سنبھالے بیٹھی رہی اور سیٹ بیلٹ خود باندھی وہ نہیں چاہتی تھی اس کا زانی شوہر اسے دوبارہ چھوئے وہ بس خاموشی سے حویلی پہنچ کر یاسر کا فیصلہ کرنا چاہتی تھی جبکہ یاسر عشراق کی خاموشی کو اپنی فتح سمجھتا ڈرائیونگ سیٹ سنبھال گیا عشراق پورے رستے چپ چاپ ونڈو کے باہر برستی آنکھوں سے دیکھتی رہی دل البتہ اللہ سے شکوے کر رہا تھا وہ اس آزمائش میں ڈگمگا رہی تھی جبکہ یاسر فارم ہاؤس کی حدود کو پار کرتا خاموشی سے ڈرائیو کرتا عشراق کی ترچھی پشت کو وقفے وقفے سے دیکھتا رہا۔

"بھابھی ماں اور عشراق بھابھی تو ایسے بے ہودہ لباس نہیں پہنتی تمہیں یہ بے ہودہ لباس پہننے کا شوق کیوں ہے ؟" فراج کفیر حویلی سے کچھ فاصلے پر

Bentley روکتا اپنے دل میں دبے سوال کو جنہ کی سماعت کر گیا یہ صرف سوال نہیں تھا یہ فراج کا غصہ تھا کہ اس کی بیوی ایسے لباس پہنتی لڑکوں کی مرکز کا سبب بن رہی تھی مگر وہ جنہ کو کیوں کسی خوش فہمی میں ڈالے کے اسے جنہ کی بے ہودہ ڈریسنگ شوہر بننے پر مجبور کر رہی ہے یہ تو وہ ہی جانتا تھا کہ وہ غصے کو کس طرح قابو کیے ہوئے تھا جب اس کے نئے شاگرد اس کی بیوی کو اپنی غلیظ نظروں کے حصار میں لیے ہوئے تھے البتہ باقی سٹاف ، سٹوڈینٹ اور ٹریز فراج کا اس لڑکی سے کوئی تعلق دیکھتے ہی کبھی جنہ پر نظر اٹھانے کی ہمت تک نہیں کر پائے تھے انھیں پتا تھا فراج کا ایک پنچ انھیں اندھا اور نصف سیکنڈ میں گن سے نکلی گولی انھیں جنت کی سیر کروا سکتی ہے جنہ جو آنکھیں بند کیا سیٹ سے سر ٹکائے پرسکون سی بیٹی تھی سرمئی آنکھوں کو واہ کیے وہ فراج کو دیکھنے لگی جس کا چہرہ اب بھی سپاٹ تھا مگر سیاہ آنکھیں اب بھی سرخی مائل تھیں وہ سمجھ نا سکی یہ کچھ دیر پہلے غصے کے زیر اثر ہیں یا جنہ کی ڈریسنگ پر نئے سرے سے سرخ ہوئیں ہیں۔

"ایسے مت دیکھو مجھے " فراج ونڈو سکرین کے باہر دیکھتا اپنے چہرے کو جنہ کی آنکھوں کے حصار میں محسوس کرتا برہمی سے بولا۔

"تم مجھے اپنی بیوی سمجھتے ہوئے ایسے لباس پہنے سے روک رہے ہو indirectly ؟ "جنہ نے فراج کے دل میں جھانکتے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں۔۔بیوی ہو مگر نام اور زبردستی کی اور میں زبردستی کے رشتوں پر حق جتلانے کا قائل نہیں " فراج نے کہا جنہ کچھ نا بولی خاموش رہی۔

"تم آسٹریلیا جا رہے ہو ؟" جنہ نے کچھ وقفے سے پوچھا۔

"تم سے مطلب ؟" فراج سمجھ گیا تھا جب تک وہ اعتراف نہیں کرتا جنہ ڈریسنگ کے حوالے سے کوئی بات نہیں کرے گی اور جنہ کو خبر ہوچکی ہے کہ وہ کچھ دنوں میں آسٹریلیا ٹریننگ دینے جا رہا ہے۔

"میں بھی آو گی آسٹریلیا " جنہ نے پھر سیٹ سے پشت ٹکائے کہا فراج نے کرنٹ کی رفتار سے گردن جنہ کی طرف گھمائی۔

"ایسے مت دیکھو مجھے " جنہ نے بھی فراج کی آنکھوں کو اپنے چہرے پر مرکوز محسوس کرتے شرارت سے فراج کے انداز میں ہی اپنی ہنسی چھپائے کہا فراج نے رخ پھیرا۔

"مجھے شوق نہیں تمہیں دیکھنے کا اور خبردار جو میرا جینا حرام کرنے آسٹریلیا پہنچی جان سے مار دوں گا " فراج نے سخت لہجے میں جنہ کو وارن کیا۔

"مجھے تمہارے علاوہ کیا اور کوئی کام نہیں؟؟ میری فرینڈ کی شادی ہے آسٹریلیا میں کچھ دنوں میں۔۔مجھے تو وہاں جانا ہے " جنہ نے کندھے اچکاتے کہا فراج نے لمبی سانس کھینچی۔

"تم پھر بھی نہیں جاؤ گی " فراج نے خود کو کہتے سنا جنہ نے بند مرر ونڈو کے سرے پر کہنی جمائے ہاتھ پر چہرہ ٹکائے فراج کو دیکھا فراج پھر جھنجھلایا۔

"حق جتا رہے ہو ؟؟" جنہ نے مسکراتے پوچھا۔

"میرے لے کر بھاڑ میں جاؤ مجھے کیا ؟ مگر مجھے یقین ہے حداد بھائی نہیں جانے دے گے تمہیں " فراج نے بے زاریت سے خود کو کمپوز کرتے کہا۔

"وہ مجھے پرمیشن دے چکے ہیں اینڈ بائے دا وے کار اچھی ہے ثوبان بھائی کی اور تمہارے ساتھ لانگ ڈرائیو پر پرسکون سا مگر کافی مزہ آیا" جنہ نے بات بدلی فراج حداد کی پرمیشن پر حیران ہوا مگر ظاہر نہیں کیا۔

"شکل دیکھی ہے ؟ تم سے اچھا کسی ماسی کو لانگ ڈرائیو پر لے جاؤ " فراج نے جنہ کا مزاق اڑایا۔

"لے جاؤ تم ماسی ہی ڈیزرو کرتے ہو اس چپڑاسی جیسی شکل کے ساتھ " جنہ نے بھی دو بدوک کہا۔

"اس چپڑاسی سے شادی کرنے کو مر تھی "فراج نے ایبرو ریز کرتے جتایا اسے صدمہ ہوا شہزادوں جیسے خوبرو چہرے کو یہ لڑکی چپڑاسی سے مشابہہ دے رہی تھی جبکہ فراج کی بات پر جنہ کی ہنسی کو بریک لگی وہ لمحہ یاد کرتے گال دہکنے لگے جنہ فورا رخ پھیر گئی وہ شرمانا نہیں چاہتی تھی وہ انتہائی کانفیڈنٹ اور

بولڈ لڑکی تھی مگر یہ شرمانا اسے خفت میں مبتلا کر رہا تھا جبکہ جنہ کا شرمانا فراج نوٹ کر چکا تھا فراج کے دل میں جنہ کے دھکتے گالوں کو دیکھتے ہلچل مچی اس کا دل ان گالوں پر لب رکھتے انھیں مزید دہکانا چاہتا تھا جسے فراج نے ڈپٹتے ہوئے سولایا فراج نے فون پر یاسر کی کال دیکھتے ناسمجھی سے کان سے لگایا۔

"اسلام وعلیکم بھائی " فراج نے چھوٹتے ہی کہا۔

"وعلیکم اسلام۔۔کیا کر رہے ہو ؟؟" یاسر نے پوچھا۔

"اپنی بارات لے جا رہا ہو" فراج نے ایک نظر جنہ کو دیکھتے کہا۔

"اچھا تمہاری بارات کا رخ کس سمت ہے؟" یاسر نے مزید پوچھا جبکہ فراج نے کان سے موبائل ہٹائے اسے گھورا انھیں کیا ہو گیا ہے اماں جان کی روح آگئی ہے کیا ؟

" جس سمت اس وقت آپ کا ہے " فراج نے اہنکارا بھرتے جنہ کو دیکھتے بے تکے انداز میں کہا۔

"دلہن میرے سسرال سے تو نہیں؟" یاسر کی آواز فراج کو سنائی دی فراج گڑبڑاتا فورا سیدھا ہوا۔

"کیا۔۔کیا مطلب بھائی ؟؟" فراج نے گڑبڑاتے پوچھا۔

"نیگ کے نام پر ڈکیتی کی ہوئی Bentley جس میں تم اپنی بارات لیے نکلے ہو اس کے پیچھے دیکھ تیرا بھائی تیری بھابھی کے ساتھ بارات میں شامل ہونے کو بے تاب ہے " یاسر نے کہتے ہی کال ڈسکنیکٹ کی جبکہ فراج کو ٹھنڈے پسینے آنے شروع ہوئے فراج فورا Bentley سے باہر نکلتا پیچھے رخ کیے کھڑا ہوا یاسر کی کار کو دیکھتے فراج کے طوطے آڑے اگر اس جلاد نے جنہ کو اس کے ساتھ دیکھ لیا تو کیا ہو گا ؟؟ یاسر بھی کار کا دروازہ کھولے دونوں ہاتھ سینے پر فولڈ کرتے کار سے ٹیک لگائے فراج کو ہی دیکھنے لگا جو اس وقت ٹراؤزر اور ویسٹ میں ملبوس تھا۔

"بھائی میں تو مزاق کر رہا تھا " فراج کبھی یاسر اور کبھی Bentley کو دیکھتا بولا بس رونے کی ہی کسر رہ گئی تھی۔

"تیری شکل پر مزاق کرنا سوٹ نہیں کرتا اُڑانا سوٹ کرتا ہے " یاسر نے طنزیہ مسکراتے کہا۔

"یہاں کیا کر رہے ہو؟" یاسر نے اپنے بھائی کے ماتھے پر ٹھنڈ میں پسینے دیکھتے پوچھا فراج کو یہاں دیکھتے وہ سمجھ گیا تھا کچھ تو گڑبڑ ہے۔

"اپنے کفن کا انتظام " فراج بڑبڑایا دل میں مگر مقابل جیسے فراج کے دل میں بھی جھاکنا چاہتا تھا۔

"کیا کہا ؟" یاسر نے ابرو ریز کرتے پوچھا فراج نے نفی میں سر ہلایا۔

"بھائی بس ویسے ہی ڈرائیونگ کرتے کرتے آگیا" فراج نے ایک اور جھوٹ بولا۔

"ایک دن ایسے ہی جنت چلتے چلتے پہنچ جاؤ گے " یاسر پھر باز نا آیا فراج نے منہ بسورا۔

"اہمم۔۔۔گھر سے تو شریف کپڑوں میں نکلے ہوگے یقیناً۔۔اس حلیے میں ڈرائیونگ کرنے کا مقصد ؟؟" یاسر کے سوال جیسے ختم ہونے پر ہی نہیں آرہے تھے وہ فراج کو سر تا پاؤں دیکھتے بولا جبکہ فراج کی بس ہوئی۔

"کپڑے اتروالیے آپ کی حکومت میں آپ کے چھوٹے بھائی کے ...ننگا ہو گیا تھا پھر آپ کی مخالف پارٹی نے ترس کھاتے دیے۔۔جئے پٹواری " فراج نے جل کر نارا لگایا۔

"پٹواری کپڑے دیتے ہی اتروانے کے بعد ہیں اور اتروانے والے بھی وہی (چور) ہونگے " یاسر فراج کی جلی ہوئی شکل دیکھتا قہقہہ ضبط کیے بولا وہ اس وقت طیش وغضب سے فارم ہاؤس سے باہر نکلتے یاسر سے مختلف تھا۔

"بھائی آپ کو شرم نہیں آتی ؟؟ داؤد'ز کی عزت کو خاک میں ملاتے ہوئے اپنی منکوحہ کے ساتھ ڈیٹ مارتے ہوئے ..ہم کیا منہ دنیا کو دیکھائے گے ہاں ؟؟ فراج یاسر کی بات کو اگنور کرتا پیشانی پر بل کھائے کمر پر لڑاکا عورتوں کی طرح ہاتھ ٹکائے پوچھنے لگا مقصد یاسر کا دھیان بھٹکانا تھا لیکن یہ کوشش اسے

کتنی مہنگی پڑنی تھی یہ فراج کو کچھ ہی سیکنڈ میں پتا چلا جنہ کب سے گاڑی میں بیٹھی فراج کا انتظار کرتی اب بے زار سی گاڑی سے باہر اتری تھی۔

"یہ جو پونے دو کلو کا منہ میری سالی اور تمہاری نامحرم کے ساتھ Bentley میں لیے گھوم رہے ہو یہی دیکھا دینا !! دنیا تمہاری اس منہ کو ہی برداشت کر لے بڑی بات ہے" یاسر کے طنز پر فراج نے بے ساختہ گڑبڑاتے کار کو دیکھا جہاں جنہ لب کھولے فراج کو بلانے والی تھی کہ یاسر کو دیکھتے حیران اور کنفیوز سی دونوں بھائیوں کو دیکھنے لگی جبکہ یاسر فراج کے طوطے اڑتے دیکھے اسے گھور کر رہ گیا۔

"آپی آپ یہاں ان لوگوں کے ساتھ کیا کر رہی ہیں ؟؟" یازان جو اپنی جیپ لیے حویلی سے باہر نکلا تھا کہ اس روڈ پر کھڑی اپنی بہن کو دیکھتے اور پاس کھڑے یاسر اور فراج کو دیکھتے اپنی جیپ روکے ماتھے پر بل لیے سنہری آنکھوں میں خفت لیے جنہ سے گویا ہوا یازان کی آواز پر جنہ نے ہی نہیں

فراج اور یاسر نے بھی اسے دیکھا جبکہ عشراق خاموش سی ان سب کو کار کے اندر باری باری دیکھ رہی تھی۔

"وہ۔۔وہ میں۔۔یازان " جنہ بہانے بنانے کی تک وتاد میں بس اتنا ہی بول پائی ۔

"تمہاری بہن سنسان سڑک پر اکیلے کھڑی تھی تو میں نے اسے لفٹ دے دی " فراج نے جنہ کو گھورتے یازان کو اور یاسر کو دیکھتے کہا اس لڑکی کی وجہ سے آج یاسر اور یازان دونوں اسے گھیرے کھڑے تھے۔

"آپ مجھے کال کر دیتی میں کب سے آپ کو ہی کال کر رہا تھا آپ نے میری کال بھی اٹینڈ نہیں کی " یازان نے جیپ سے اترتے جنہ تک پہنچتے کہا۔

"میں کرنے والی تھی مگر پھر فراج مل گیا اور موبائل سائیلنٹ تھا " جنہ نے مدھم لہجے میں مسکرانے کی کوشش کرتے کہا۔

"چلیں " یازان نے اپنی جیپ کی طرف اشارہ کرتے جنہ کا ہاتھ تھامے کہا۔

"اپنی دوسری بہن کو بھی لے جاؤ سالے صاحب " یاسر نے یازان کو دیکھتے کہا یازان اور جنہ نے ہم وقت یاسر کو دیکھا عشراق اس کے ساتھ کیا کر رہی تھی یازان کے ماتھے پر بل پڑے اسے یاسر اچھا نہیں لگتا تھا۔

"میری بہن کے پاس کیسے آئے آپ" یازان جنہ کا ہاتھ چھوڑے دو قدم آگے لیتے دھاڑا تھا یاسر نے ناگواریت سے یازان کو دیکھا۔

"کیوں تمہاری اجازت لینی تھی تمہاری بہن کے پاس آنے سے پہلے ؟؟ اور حلق کم پھاڑ " یاسر برہم ہوا یازان اس سے چھوٹا تھا اور یاسر شازم داؤد اس پر چیخنے والے کے منہ ہی سل دیا کرتا تھا تو کیسے اپنے سالے کی دھاڑ برداشت کرتا۔

"میری بہن سے دور رہنا ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا سمجھے " یازان پھر دھاڑا رگیں تن گئی فراج اس کا دوست تھا اور ثوبان ایک سلجھا ہوا شخص وہ اپنی بہنوں کو ان دونوں کے ساتھ دیکھ سکتا تھا مگر یاسر کے ساتھ کبھی نہیں یاسر نے اس کے بھائی کو جان سے مارنے کی کوشش کی تھی جس کی سزا

عشراق بھکت رہی تھی اپنی بہن پر یاسر کا سایہ تک یازان برداشت نہیں کر سکتا تھا یازان کو اپنے بھائی کے ساتھ بدتمیزی کرتے دیکھ فراج نے سر جھٹکا اس کا بھائی کون سا دودھ کا دھلا تھا دشمن خاندان کی بیٹی کو اپنے ساتھ لیے گھوم رہا تھا مانا بیوی تھی مگر بیوی بھی اپاہج جسے کرنے والا بھی وہ خود تھا۔

"میری بیوی ہے سب کے سامنے اس کے پاس آسکتا ہو کسی مائی کے لال میں ہمت نہیں مجھے میری بیوی کے پاس آنے سے روکے سمجھا تو" یاسر بھی اس مرتبہ بونٹ پر ہاتھ مارتے دھاڑا تھا وہ یاسر کو دھمکی دے رہا تھا اس کی ہی ملکیت سے دور رہنے کی فراج کبھی یازان کو تو کبھی اپنے بھائی کو دیکھتا یہ سالا بہنوئی کی جنگ کب ختم ہو گی مجھے فائٹنگ کے لیے جانا ہے فراج نے بے زاریت سے سوچا۔

"گولی مارتے وقت یاد نہیں آیا تھا بیوی ہے آپ کی" یازان نے طنزیہ کہا یاسر کے تن بدن میں آگ لگی۔

"تو اپنی حد میں رہ سالے" یاسر نہ مٹھیاں ضبط سے بھینچے کہا۔

"بار بار ہمارا بے حس رشتہ دہرانے کی ضرورت نہیں" یازان نے یاسر کو دیکھتے کہا جب عشراق دروازہ مشکل سے جھکتے ہوئے آن لاک کرتی باہر آئی پہلے دائیں پیر کو مشکل سے سڑک پر ٹکاتی بائیں ساکت پیر کو گھسٹتی گاڑی کے دروازے کے سہارے لڑکھڑاتی کھڑی ہوئی۔

"یازان" عشراق کی آواز پر یازان یاسر فراج اور جنہ نے اسے دیکھا جو مشکل سے کھڑی تھی آواز میں نمی تھی۔

"آپی" یازان تڑپ کر اپنی بہن کے پاس پہنچنے لگا جب یاسر نے گاڑی کی بیک کو کراس کرتے عشراق کی کمر میں ہاتھ ڈالے اسے اپنے سہارے پر کھڑا کرتے دروازہ دھاڑ سے بند کیا عشراق نے دھاڑ کی آواز اور یاسر کی مضبوط گرفت میں آنکھیں میچی یاسر نے جھکتے ایک نظر یازان کے لال ہو رہے چہرے کو دیکھتے عشراق کی آنکھوں پر اپنے ہونٹوں کا لمس دیا یازان نے ضبط سے مٹھیاں بھینچ لی۔

"مجھ۔۔مجھے۔۔میرے۔۔بھائی۔۔کے۔۔پاس۔۔جانا۔۔ہے "عشراق نے یاسر کے لمس پر اپنی آنکھیں کھولتے بھیگی نم آنکھوں سے سہمتے ہوئے کہا یاسر مسکرایا۔

"کیوں نہیں ڈارلنگ " یاسر نے کہا اور یازان کی طرف دیکھنے لگا جب حداد نے یاسر کا گریبان پیچھے سے پکڑتے اسے اپنی طرف گھومایا عشراق لڑکھڑاتی کہ یازان نے فورا اپنی بہن کو سینے سے لگاتے سہارا دیا۔

"تیری ہمت کیسے ہوئی میری بہن کو چھونے کی " حداد دھاڑتے ہوئے یاسر کے منہ پر پنچ رسید کر گیا جنہ نے بے ساختہ اپنی چیخ منہ پر ہاتھ رکھے دبائی جبکہ فراج ساکت نظروں سے یہ منظر دیکھتا رہا۔

"تیری ہمت کیسے ہوئی اسے ہاتھ لگانے کی اپاہج کر کے دل نہیں بھرا تیرا "حداد نے یاسر کو پھر شانوں سے پکڑے منہ پر ایک اور پنچ رسید کیا عشراق حداد کے الفاظ پر نم آنکھوں سے سسکی تھی تو فراج اب ضبط سے چہرے پر سرخی لیے اپنے بھائی کو پٹتا دیکھ رہا تھا وہ حداد کی عزت کرتے اپنے بھائی کے

لیے اسٹینڈ نہیں لے سکتا تھا کیونکہ فراج میں حداد پر ہاتھ اٹھانے کی جرت نا تھی جسے اس نے کبھی بڑے بھائیوں جیسے چاہا تھا اور آج بھی چاہتا تھا تو یاسر بھی سنبھل چکا تھا مگر وہ بھی حداد پر ہاتھ نہیں اٹھا رہا تھا وہ ضبط کیے بس حداد کے وار سہہ رہا تھا تو یازان اپنی بہن کو سنبھالے سرخ آنکھوں سے ان دونوں کو دیکھ رہا تھا حداد شاہد کفیر کے کہنے پر آج آفس سے ایک ہی میٹنگ اٹینٹ کرتا نکلا تھا حویلی کے پاس کھڑے ان سب کو دیکھتا ٹھٹکا تھا مگر یاسر کے حصار میں عشراق کو دیکھتے وہ غصے سے پاگل ہونے کے درپہ تھا۔

"میں تیرے ہاتھ کاٹ دوں گا کمینے " حداد آپے سے باہر ہوتا جیسے دوبارہ یاسر پر جھپٹنے کو بڑھا تھا سفید رنگت میں سرخی گھلتے کانوں کی لو تک سرخ ہو چکی تھیں کہ مصطفٰی نے حداد کا موقع بنا ہاتھ اپنی چوڑی ہتھیلی کو پھیلائے روکتے جھٹکا اور ایک زور دار پنچ حداد کے منہ پر دے مارا حداد اس وار کے لیے تیار نا تھا لڑکھڑایا۔

"تیری ہمت کیسے ہوئی میرے بھائی پر ہاتھ اٹھانے کی " مصطفیٰ نے کہتے ہی ایک کک حداد کو بنا سمجھنے کا موقع دیے اس کے پیٹ پر رسید کی۔

"ہمت میں اس کی قبر کھود دوں گا اس نے عشراق کو ہاتھ کیسے لگایا" حداد خود کو سنبھالتا مصطفی کی طرف بڑھتا دھاڑا تھا مصطفی بھی غصے سے حداد کی طرف بڑھا یاسر مصطفی کے پیچھے سیدھا کھڑا ہوتا حداد کو ضبط سے گھور رہا تھا، ثاقب داؤد بیچ میں آئے وہ مصطفی کے ساتھ کفیر حویلی کا رخ کر رہے تھے کہ حداد اور یاسر کو دیکھتے رکے تھے جبکہ ان کے پیچھے گاڑی میں شازم اور جازم صاحب کے ساتھ ثوبان تھا جو ڈائریکٹ آفس سے کفیر حویلی پہنچ رہے تھے ثاقب داؤد کے کہنے پر۔

"بس کرو تم دونوں سڑک پر تماشہ مت بناؤ کفیر حویلی چلو تم حداد بات وہی ہوگی" ثاقب داؤد گرج دار آواز میں گویا ہوئے۔

"ہماری حویلی آپ ؟؟" حداد نے نا سمجھی سے ثاقب داؤد کو دیکھتے پوچھا یازان ،جنہ ، فراج اور عشراق بھی حداد کے ساتھ ٹھٹکھے تھے۔

"ہاں برخوردار تمہاری حویلی " ثاقب داؤد نے سپاٹ لہجے میں کہتے مصطفی کا کسرتی بازو تھاما جو غصے سے حداد کو گھور رہا تھا۔

"آنکھیں نیچے رکھ سالے ورنہ آنکھیں نکال لونگا " حداد مصطفی کو مسلسل خود کو گھورتا پا کر غرایا تھا ثاقب داؤد بیچ میں کھڑے تھے ورنہ وہ مصطفی پر ہاتھ اٹھانے میں دیر نا لگاتا جبکہ ثوبان چل سا کھڑا حداد کو غصے سے بھنتا دیکھ رہا تھا ۔

"میری آنکھیں ہیں تیرے دانت نہیں جنھیں تو اپنی مرضی سے نکالے گا" مصطفی ناک سے مکھی اڑاتا گویا ہوا فراج اور ثوبان نے بامشکل سیریس سیچویشن میں مصطفی کے جواب پر اپنی ہنسی کنٹرول کی۔

"تیری جان لے لونگا میں خبیث انسان " حداد مصطفی کے جواب پر سرخ پڑتا ضبط سے دھاڑا ثاقب داؤد ان دونوں کو دیکھتے بے زار ہوئے تھے۔

"تیری اتنی اوقات نہیں کتے پہلے اوقات بنا جا کر پھر مصطفی شاہ میر کی جان لینے کی بات کرنا " مصطفی نے گالی پر دونوں کانوں کو ہاتھ لگائے حداد کو پھر آگ لگائی۔

"میری اوقات کا اندازہ اس سے لگا لے تو کہ مصطفیٰ شاہ میر میرا (اس کتے کا) سالا ہے" حداد نے بھی ایک ایبرو ریز کرتے مصطفی کو سلگایا مصطفی نے ضبط سے مٹھیاں بھینچی وہ جواب دیتا کہ ثاقب داؤد نے اسے آنکھوں کے اشارے سے روکا مصطفی نے لب بھینچے رخ پھیرا۔

"میری بیوی کو اگر ہاتھ بھی لگایا تم نے حداد باخدا میں یہی ہر لحاظ بھولائے تمہیں گاڑھ دوں گا " حداد عشراق کے کپکپاتے وجود کو یازان سے خوف میں لپٹا دیکھ داؤد'ز پر ایک نظر ڈالتے عشراق کی طرف بڑھا تھا یاسر کی دھاڑ پر عشراق کی کپکپاہٹ میں مزید اضافہ ہوا جبکہ حداد بھی عشراق سے دو قدم کے فاصلے پر رکا تھا وہ جزبات میں یہ بھول گیا تھا کہ عشراق اس سے بھی شریعی پردہ کرتی ہے اسے صرف اپنی بہن یاد تھی مگر یاسر کی دھاڑ پر حداد نے سرخ

ہوتی آنکھوں سے یاسر کو دیکھا تھا جو دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچے صحیح سلامت کھڑا تھا رگیں تنی ہوئی تھی گرین ونس ماتھے اور ہاتھوں پر واضح ہو رہی تھی کالی آنکھوں میں سرخی چھائی تھی حداد نے یازان کو دیکھتے عشراق اور جنہ کو جیپ کی بجائے گاڑی میں لے جانے کا کہا حداد یازان کی جیپ سنبھالے اپنی حویلی کا رخ کر گیا جنہ بھی خاموشی سے فراج کو ایک نظر دیکھتی یازان کے ساتھ پیسنجر سیٹ سنبھال گئی جبکہ یازان عشراق کو پچھلی نشست پر اچھے سے بیٹھاتے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال گیا یاسر نے رخ پھیرے عشراق کو دیکھا جو یاسر کو ہی نفرت سے ایک نظر دیکھتی ونڈو مرر اوپر کر گئی جسم آب بھی لرز رہا تھا یاسر نے ایک آئیبرو ریز کیے جیسے اپنی بیوی کی ہمت پر داد دی اسے لیکن وہ آج عشراق سے ہونے والی ملاقات میں بار بار عشراق کی نفرت دیکھانے پر اندر تک سلگ کر رہ گیا تھا۔

"چلو یاسر " ثوبان نے یاسر کا شانا تھپتھپاتے کہا۔

"یہ نہیں جائے گا ہمارے ساتھ مجھے کوئی تماشہ نہیں چاہیے مزید " ثاقب داؤد نے ثوبان کی بات کو مسترد کیا تھا۔

"دادا جان ضرور جاؤ گا اور آپ اگر کوئی تماشہ نہیں چاہتے تو تماشہ جب تک نہیں ہو گا جب تک میری بیوی کی رخصتی طے نا کر دے مجھے میری بیوی اپنی حویلی میں اپنے کمرے میں چاہیے " یاسر نے غصے پر تضاد سرخ آنکھوں سے سرد مگر تہذیب لہجے میں کہا ثاقب داؤد ، شازم اور جازم صاحب کرنٹ کھا کر یاسر کو دیکھنے لگے جبکہ ثوبان اور مصطفی نے کمرے والی بات پر ثاقب داؤد کی فق ہوتی رنگت دیکھتے اپنی ہنسی چھپائی تو فراج بھی یاسر کی گاڑی کے بونٹ پر چڑھ بیٹھا۔

"ہمم۔۔"ثاقب داؤد نے ہنکارا بھرتے یاسر کی بات کا جواب بنا لفظوں کے دیا تھا جواب مثبت تھا جسے سمجھتے یاسر مسکرایا اور پر سکون ہوا "عشراق بی بی اب میری دسترس میں نفرت دیکھانا پھر اس نفرت کا جواب یاسر شازم داؤد تمہیں اپنے عمل سے دے گا "یاسر خود سے مخاطب ہوا۔

"مطلب یاسر بھائی کی شادی ہو رہی ہے اور مصطفی بھائی کا بھی نکاح " فراج نے بونٹ پر بیٹھے سب کو اپنی طرف مبذول کیا جبکہ ثاقب داؤد ، جازم اور شازم اس بات سے ہی خوش تھے کہ یاسر نے خود رخصتی کی بات کی ورنہ انھیں یاسر سے احتجاج کی توقع تھی کیونکہ وہ جتنا حسن پرست اور عیب سے پاک چیزوں کو پسند کرتا تھا شاید ہی کوئی کرتا فراج کی بات پر سب نے فراج کو دیکھا۔

****

"مطلب اب صرف داؤد حویلی میں دو ہی سنگل لوگ رہ گئے ہیں " فراج نے آہ بھرتے کہا تو سب نے فراج کو نا سمجھی سے دیکھا ایک فراج اور دوسرا ؟

"دوسرا کون ؟؟" جازم صاحب نے پوچھا۔

"میں " فراج نے دونون ہاتھوں سے اپنی طرف اشارہ کیا۔

"گدھے پہلا کون " شازم داؤد نے دانت پیستے پوچھا۔

"اوہ ہو پاپا اپنے باپ کو بھول گئے وہ بھی تو سنگل ہیں " فراج نے اپنے باپ کی عقل پر ماتم کیا ثاقب داؤد کا قہقہہ گونجا شازم صاحب فراج کی طرف لپکے فراج ان سے بچنے کے لیے کار کے ٹوپ پر چڑھ دوڑا۔

"پاپا زرا سنبھل کر کمر یہ لچک جائے گی " فراج نے باقاعدہ کمر پر ہاتھ رکھے باپ کو اشارہ کیا جازم داؤد کا اپنے بھائی کی بھتیجے کی زبان سے بنتی درگت پر ہنس ہنس کر برا حال ہوا۔

"ابا حضور اس کا بھی بندوبست کریں اسے بھی بڑی جوانی چڑھ رہی ہے " شازم داؤد نے ناکام ہوتے جل کر اپنے باپ کا رخ کیا۔

"لیکن میں دادا جان کے بنا شادی نہیں کر سکتا اچھا تھوڑی لگے گا دادا سنگل پوتا مِنگل " فراج نے احتجاج کیا۔

"نانا جان شادی کرنے کے بعد سنگل ہوئے ہیں تو تو پیدائشی شدید سنگل ہے " مصطفی نے فراج کو گھورتے کہا فراج کا منہ بنا۔

"آپ تو جیسے پیدا ہی دو تین گرل فرینڈز کو ساتھ لے کر ہوئے تھے " فراج نے آنکھیں گھوماتے کہا۔

"استغفر اللہ " مصطفی نے یاسر کی بات پر سیدھا ہوتے کانوں کو ہاتھ لگایا۔

"بس تو اپنی اسی زبان کی وجہ سے سنگل ہے " یاسر نے لقمہ دیا۔

"آپ کی سوچ ہے " فراج نے مسکراتے کہا۔

"مطلب تو سنگل نہیں" ثوبان نے فراج کو مشکوک نظروں سے دیکھتے کہا۔

"میرا مطلب لڑکیاں مرتی ہے مجھ پر مگر میں بھی دادا جان کی طرح کسی بھی لڑکی کو گھاس نہیں ڈالتا "فراج نے منہ بناتے وضاحت کی۔

"اس کا مطلب ہے اصطبل میں بندھی گھوڑیاں " ثوبان نے مزید فراج کی بات کی وضاحت کی تو سب قہقہہ لگا اٹھے۔

"بھائی آپ دادا جان کو گھوڑا کہ رہے ہیں ہاہ ہ ہ ہ ہ " فراج نے ثوبان کی بات سے محفوظ ہوتے منہ پر دونوں ہاتھ رکھے بچوں کی طرح ہاہ کیا ثاقب داؤد کی مسکراہٹ غائب ہوئی انھوں نے ثوبان کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھا جبکہ ثوبان ، مصطفی ، یاسر ، شازم اور جازم صاحب نے منہ کھولے فراج کی چلاکی دیکھی وہ ہمیشہ ایسا ہی کرتا تھا اپنی باتوں سے دوسروں کی زندگیوں میں آگ لگا دیتا تھا۔

"دادا حضور .. " ثوبان نے وضاحت کرنی چاہی جب دادا جی نے ہننہ کرتے جازم اور شازم داؤد کو کار کی طرف بڑھنے کا اشارہ کیا وہ تینوں کفیر حویلی کا رخ کر گئے جب ثوبان نے ثاقب داؤد کے جاتے ہی فراج کو گھورا۔

"تو میرا بھائی نا ہوتا تو یہ کپڑے پہنے بھی کھڑے نا ہونے دیتا میں تجھے " ثوبان نے جل کر فراج سے کہا۔

"میری معصوم عوام نے کیا جرم کیا ہے بھائی جو آپ انھیں ایسی سزا دے گے " یاسر نے ثوبان کے کندھے پر ہاتھ رکھتے کہا مطلب سمجھتے جہاں فراج کا منہ بنا وہی ثوبان اور مصطفی کا قہقہہ گونجا۔

"عوام ہی کیوں کشمیر کے خوبصورت منظر اور جانوروں نے بھی کیا گناہ کیا ہے کہ انھیں ہولناک بدصورتی دیکھنے کو ملے " مصطفی نے بھی لقمہ دیا۔

"آپ لوگ میری بے عزتی کرتے رہتے ہیں شرم نہیں آتی آپ لوگوں کو ؟" فراج نے پھر احتجاج کیا۔

"شرم کرتے تو تجھے ہی بھائی بناتے؟ شرم سے ڈوب نا مرتے " یاسر نے جواب دیا۔

"آپ لوگ خوش قسمت ہیں فراج شازم داؤد کے بھائی ہیں " فراج نے بنا اثر لیے گردن اکڑا کر کہا۔

"ہم شرم مندہ ہیں اس خوش قسمتی پر" تینوں نے یک زبان کہا مصطفی اور ثوبان نے ایک کار کا رخ کیا تو یاسر نے اپنی کار کا جبکہ فراج ان تینوں کو دیکھتا فورا کار سے نیچے اترا یاسر کا کوئی بھروسہ نہیں وہ ایسے ہی کار سٹارٹ کر دے فراج نے بھی سر جھٹکے Bentley کا رخ کرتے فائٹنگ کلب کی سمت روا دوا ہوا اب اس حلیے میں کفیر حویلی تو جا نہیں سکتا تھا اور اس سے کسی نے بھی چلنے کا نہیں بولا تو کیوں جائے وہ ہننہ۔

کفیر حویلی آتے ہی حداد نے شاہد کفیر، اعظم اور عالم کفیر کو ساری بات بتائی وہ سب لاؤنج میں بیٹھے داؤد'ز کا ہی انتظار کر رہے تھے جبکہ یازان، جنہ فاطمہ بیگم کے ساتھ عشراق کے روم میں تھے عشراق سے اس کے چہرے پر پڑے نیل اور یاسر کے حوالے سے پوچھا گیا تو اس نے چہرے پر نشان کا جواب نا دیا بس یاسر سے یونیورسٹی میں اتفاقاً ملاقات بتائی مگر اس کے جواب نا دینے کے باوجود سب کو پتا چل گیا تھا کہ عشراق کے منہ پر نشان کس کے

ہاتھ کا ہے یازان نے لاؤنج میں آتے ہی سب کو عشراق اور یاسر کے ٹکراؤ کا بتایا اس واقعہ کی داستان میں عشراق نے لڑکوں کے تنگ کرنے اور یاسر کے اسے فارم ہاؤس پر لے جانے والی بات نہیں بتائی تھی وہ نہیں چاہتی تھی اس کے بھائی ان لڑکوں کو زندہ گاڑھ دے اور فارم ہاؤس والی بات بتاتے وہ یاسر کا پردہ نہیں اٹھانا چاہتی تھی جسے اللہ نے اس کے عیبوں پر ڈھکا ہوا تھا مگر اس نے ثوبیہ بیگم سے داؤد'ز کے یہاں آنے کی وجہ پوچھی تھی جس پر ثوبیہ بیگم نے کوئی جواب نا دیتے عشراق کو کپڑے چینج کرواتے کھانا بہت منتوں سے کھلایا تھا اس کا پورا جسم بخار میں تپ رہا تھا یہ بخار کی آگ جیسی تپش بہت کم تھی جو عشراق کے سینے میں لگ رہی تھی کہ اس کا شوہر زانی ہے وہ اپنے آنسو صاف کرتی کھانا کھاتے ہی ظہر کی نماز کے لیے کھڑی ہوئی جنہ اور فاطمہ بیگم بھی چپ چاپ وہاں سے چلی گئیں۔

کچھ ہی دیر میں ثاقب داؤد اپنے بیٹوں اور پوتوں ، نواسے کے ساتھ کفیر حویلی کے لاؤنج میں براجمان تھے۔

"ہم یہاں اہم بات پر آپ لوگوں کی توجہ دلوانے آئے ہیں " ثاقب داؤد نے سلام کے جواب ملتے ہی مدعی کی بات کی۔

"ہم یہاں عشراق کی رخصتی اور جویریہ کو اپنے گھر سے رخصت کروانے کی تاریخ طے کرنے آئے ہیں" ثاقب داؤد نے شاہد کفیر اور ان کے بیٹوں اور پوتوں کو خاموش دیکھتے اپنی بات جاری رکھی جو سپاٹ انداز میں بیٹھے تھے مگر حداد اور یازان کے جسم جو غصے کی لہر دوڑ رہی تھی یہ وہ ہی جانتے تھے کیسے ضبط کیے ہوئے تھے۔

"جویریہ کی رخصتی کی جو بھی تاریخ دے گے ہم بارات لے کر پہنچ جائے گے اپنے بے گناہ پوتے کی رہائی کے بعد " شاہد کفیر نے ثاقب داؤد کی آنکھوں میں دیکھتے جتاتے ہوئے جواب دیا جبکہ شازم صاحب نے غصے سے رخ بدلہ ان کے بے گناہ پوتے نے ان کی بیٹی کی زندگی برباد کی تھی۔

"مگر عشراق کی رخصتی ہر گز نہیں ہو گی یاسر کو کہو عشراق کو طلاق دے " شاہد کفیر نے اپنی بات جاری رکھی یاسر کے جسم شرارے دوڑے تو حداد اور یازان بھی اپنے دادا کی بات سے متفق تھے۔

"تم اپنی پوتی کو طلاق دلانے کی بات کر رہے ہو شاہد؟ غیرت بیچ کھائی ہے یا بغیرتی حال میں خریدی ہے " ثاقب داؤد نے حنان کی بات کو اگنور کرتے طنزیہ کہا۔

"اپنی حد میں رہو ثاقب داؤد۔۔بغیرتی تو تمہارے خون میں ہے جو تمہارے پوتے نے ہماری نیک بخت پوتی کو نا صرف اپاہج کیا بلکہ آج ہاتھ بھی اٹھایا اس پر۔۔یہ میرے آباؤ اجداد کی دی گئی تربیت ہے کہ مہمان کی جان کی حفاظت خود کی جان سے بڑھ کر کرو ورنہ یہ جو تمہارا پوتا میرے سامنے بیٹھا ہے اس کے سینے میں گولی اتارنے میں دو پل نا لگاتا " شاہد کفیر ثاقب داؤد کی بات پر اپنی جگہ سے اٹھتے دھاڑے تھے شاہد کفیر کے کھڑے ہوتے ہی سب لوگ بھی اپنی جگہوں سے اٹھے تھے سوائے یاسر کے۔

ثاقب داؤد نے بے یقین نظروں سے یاسر کو دیکھا جازم اور شازم صاحب بھی حیران تھے تو ثوبان اور مصطفی بھی۔

"آپ کی پوتی پر ہاتھ بھی اسی لیے اٹھایا تھا کیونکہ اس نے میرے سامنے خلع کی بات کی اور یہ میرے خون کی غیرت ہے کہ اپنی غیرت کو وہی سے اپنی حویلی لے جانے کے بجائے آپ کی حویلی چھوڑنے آیا تھا تاکہ عزت سے اپنی حویلی لے جا سکو "یاسر نے ضبط سے شاہد کفیر کی آنکھوں میں دیکھتے کھڑے ہوتے کہا۔

"بھول جاؤ ہم اپنی پوتی کو تمہارے ساتھ رخصت کرے گے۔۔اور ثاقب داؤد اگر اپنی پوتی کا گھر بسانا چاہتے ہو تو کہو اپنے پوتے کو ہماری پوتی کو طلاق دے " شاہد کفیر یاسر کی بات پر آپے سے باہر ہوتے پھر دھاڑے تھے۔

"میں ہر گز اپنی بیوی کو طلاق نہیں دو گا " یاسر تنی رگوں سے اٹل لہجے میں گویا ہوا لہجے میں اب بھی ادب تھا۔

"تو ٹھیک ہے جویریہ کی رخصتی بھی بھول جاؤ" عالم کفیر نے اس دفعہ غراتے جواب دیا۔

"اگر یہی حل ہے طلاق کا تو میرا نہیں خیال ثوبان کو بھی مقدس کو اپنے ساتھ رکھنا چاہیے مقدس کو بھی پھر طلاق ہو گی" جازم داؤد نے بھی دوبدوک دھاڑتے ہوئے کہا۔

ثوبان نے ضبط سے مٹھیاں بھینچ لی اس کی بیوی کے بارے میں فیصلہ کرنے والے یہ سب لوگ کون ہوتے ہیں جبکہ لاونج میں اونچی آوازیں سنتے فاطمہ بیگم بھی وہاں پہنچی تو عترت بھی لائیٹ براؤن سوٹ میں سر پر ہم رنگ نیٹ کا ڈوپٹہ اوڑھے جس پر وقفے وقفے سے سلیور موتیوں کا کام تھا کانوں میں سلور کلر کے آوازے ڈالے دونوں ہاتھوں میں لال چوڑیاں پہنے کچن سے وہاں پہنچی تھی آج اس کے ہار سنگار کی وجہ فاطمہ بیگم تھیں جنہوں نے کہا تھا جب بہو مان لیا ہے تو بہو کی طرف تیار ہو کر گھوما کرو اور کچن تمھیں تیار ہو کر کھانا بنانے سے نہیں روکتا انھیں ملازمین کے سامنے اپنی عزت کی فکر تھی ہاں اگر

مقدس کی رخصتی نا ہوتی تو وہ عترت سے بھی ملازم کی طرح برتاؤ کرتی مگر اب حالات مختلف تھے عترت کو کفیر حویلی کی بہو کا درجہ خود شاہد کفیر نے دیا تھا جنہ بھی ڈریس چینج کرتے پنک پٹھانی سلیولیس فراک میں گلے میں نیٹ کا ڈوپٹہ ڈالے پہنچی تھی۔

"پھر اپنی اس منحوس بھانجی کو بھی ساتھ لیتے جائیں گا" فاطمہ بیگم اپنی بیٹی پر طلاق کا حرف سنتی عترت کا بازو دبوچے اور سب کے سامنے لاتے چیخی تھیں۔

وہ عترت کو اپنے بیٹے کی دلہن بنے برداشت ہی صرف اپنی بیٹی کے لیے کر رہی تھیں تو جب بیٹی داؤد حویلی نہیں رہ سکتی تو عترت بھی کفیر حویلی نہیں رہ سکتی۔

عترت لڑکھڑاتی منہ کے بل گرتی کے ثوبان نے آگے بڑھتے اپنی گڑیا کو تھاما تھا مصطفی بس کھڑا اپنی روتی سسکتی بہن کو پانچ سالوں بعد دیکھ رہا تھا جس کی آنکھوں میں اسنے کبھی آنسو نا آنے دیئے وہ اب آنسو بے مول کر رہی تھی

مصطفی نے نفرت سے فاطمہ بیگم کو دیکھا حداد ثوبان کے حصار میں اپنی بیوی کو دیکھتے غصے سے عترت کو دیکھنے لگا۔

"بھائی " عترت ثوبان کے گلے لگے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی عترت کو روتا دیکھ یاسر کا نئے سرے سے غصہ عنود ہوا۔

"ہماری بہن بوجھ نہیں ہم پر ابھی آزاد کرے اسے آپ کے اس بیٹے سے اچھا شوہر۔۔"مصطفی غصے سے دھاڑتا اپنا جملا مکمل کرتا کہ حداد نے مصطفی کے منہ پر زور دار پنچ رسید کیا۔

"کمینے میری بیوی کے ساتھ دوسرے مرد کو تصور کیسے کیا تو نے میں تیری جان لے لونگا " حداد دھاڑا تھا حداد کی آنکھوں میں لال انگارے اور دھاڑ سنتی عترت نے ثوبان کے سینے میں چھپنے کے لیے پناہ ڈھونڈی جس نے عترت کے لرزتے وجود کو اپنے سینے میں بھینچا مصطفی نے گھوما کر ایک موقع حداد کو دے مارا وہاں کا ماحول ہاتھا پائی میں بدلتا کہ اعظم کفیر اور ثاقب داؤد ان دونوں کے بیچ آئے۔

"کیا تماشہ بنایا ہوا ہے میں یہاں زندگی کی نئے سرے سے شروعات کرنے کے لیے ہر رنج کو بھلائے آیا تھا اور ہمیں نہیں معلوم کہ یاسر نے عشراق بیٹی پر ہاتھ اٹھایا تھا اگر ہمیں پتا ہوتا تو باخدا یاسر کے منہ پر اتنی ہی زور سے یہاں آنے سے پہلے ایک تھپڑ رسید کرتا۔۔"ثاقب داؤد مصطفی کے سامنے کھڑے ہوتے شاہد کفیر سے کہ رہے تھے ان کے ہر لفظ میں سچائی تھی شاہد کفیر اور وہاں موجود ہر شخص نے محسوس کیا یاسر نے لب دبائے اپنے دادا کو دیکھا وہ کر بھی سکتے تھے ایسا۔

"حل طلاق نہیں ہے شاہد کفیر۔۔ہمیں رخصتی کی تاریخ دو اگر یاسر نے دوبارہ عشراق پر ہاتھ اٹھایا یا اسے نقصان پہنچایا میں وعدہ کرتا ہو میں اپنے پوتے سے لاتعلق ہوتے عشراق بیٹی کے ساتھ کھڑا ہونگا اور وہ اگر یاسر کا خون بھی مانگے گی میں اپنے پوتے کو گولی اپنے ہاتھوں سے ماروں گا یہ میری زبان ہے تمہیں" ثاقب داؤد نے قہر بار نظر سب پر ڈالتے شاہد کفیر سے کہا۔

شاہد کفیر نے کچھ سوچتے صوفے پر نشست سنبھالی وہ بھی اپنی پوتیوں کو طلاق کے دھبے کے زیر اثر نہیں چھوڑنا چاہتے تھے۔

"حنان کی رہائی کے بعد جویریہ اور عشراق کی رخصتی ہو گی " شاہد کفیر نے کہا تو ثاقب داؤد اور یاسر جہاں مسکرائے تھے وہی کفیر'ز نے لب بھینچے تھے تو باقی داؤد'ز سپاٹ چہرہ لیے کھڑے رہے۔

"کیا ایلفی لگ گئی ہے تمہیں اپنے چپکو بھائی کے ساتھ ؟" حداد عترت کے پشت پر کھڑا ہوتا مدھم آواز میں غرایا تھا۔

اب ثاقب داؤد ، شاہد کفیر اپنی نشست سنبھالے بیٹھے تھے تو ان کے ساتھ صوفوں پر عالم صاحب ، اعظم صاحب ، جازم اور شازم داؤد بیٹھے تھے جبکہ ثوبیہ بیگم جنہ کو لیے وہاں سے عترت پر نفرت بھری نگاہ ڈالتی نکلی تھیں مصطفی اور ثوبان نے اسے ناگواری سے دیکھا جبکہ عترت کا حلق خشک ہوا مصطفی نے آگے بڑھتے ثوبان کے حصار سے اپنی بہن کو اپنے سینے میں بھینچا جو ایک نئے سرے سے پانچ سال بعد اپنے عزیزوں کے گلے لگتی رونا دھونا شروع

کر چکی تھی اور یہ تو اس کے ماں جائے کا حصار تھا آنسو خود بخود آنکھوں سے پھسلے تھے حداد نے غصے اور بے زاریت سے اپنی بیوی کی پشت کو گھورا جبکہ یاسر نے یازان کو دیکھتے صوفے پر سکون سے بیٹھا۔

"تمہارے ہاں خاطر داری کا رواج نہیں سالے صاحب" یاسر کو پتا نہیں یازان کے سرخ چہرے کو دیکھتے گدگدی ہو رہی تھی وہ اسے چھیڑنے سے باز نا آیا۔

"کیا لینا پسند کرے گے آپ ؟" یازان نے بھی سرخ آنکھوں سے سینے پر ہاتھ لپٹے مسکراتے پوچھا۔

"کچھ اقسام بتاؤ تو میری مشکل آسان ہو " یاسر نے مسکراتے جواب دیا۔

"عزت کے علاؤہ سب کچھ ہے زہر بھی کہیں تو پیش کرو ؟" یازان نے دل جلا دینے والی مسکراہٹ یاسر کو پاس کی۔

حداد نے بھی مسکراتے جتاتی نظروں سے یاسر کو منہ توڑ جواب ملنے پر دیکھا تو مصطفی اور ثوبان نے یاسر کی بے عزتی پر یازان کی حاضر جوابی پر ہنسی چھپائی

جبکہ یاسر نے جبڑے بھینچے اپنے دونوں بھائیوں کو دیکھا پھر عترت کو دیکھتے وہ عترت کو مصطفی کے سینے سے الگ کرتا اپنے سینے سے لگا گیا۔

" بھیا " عترت سسکی بھرتی پھر رونا شروع کر گئی وہ یاسر کو بچپن سے ہی بھیا کہتی تھی۔

"میری گڑیا " یاسر نے کہتے ہی عترت کے بالوں پر لب رکھے عترت کا ڈوپٹہ سرک کر کندھوں پر آیا تھا۔

وہ سب لوگ لاونج کے دوسرے سرے پر بڑوں سے دور تھے ان کی باتوں کی آواز بڑوں تک فاصلہ ہوتے نہیں پہنچ رہی تھی کچھ اس وجہ سے بھی کہ بڑے اب شادی کی تاریخ طے کرنے میں مصروف تھے۔

حداد کی بس ہوئی اس نے عترت کو یاسر سے جھٹکے سے دور کرتے اپنے قریب کیا۔

"میری بیوی ہے یہ دوبارہ گلے مت لگانا جان سے مار دوں گا تم تینوں کو" حداد نے عترت کا بازو پکڑتے دبی آواز میں غراتے ہوئے کہا حداد کی دھمکی پر یاسر ،ثوبان اور مصطفی نے اس سر پھرے شخص کو دیکھا جو اپنی بیوی کے لیے اس کے ہی بھائیوں سے پوزیسو ہو رہا تھا۔

"ہماری بہن ہے " یاسر نے دوبدوک کہا جبکہ یازان وہاں سے باہر کی سمت بڑھ گیا سب پر ایک نظر ڈالتے۔

"بہن کے بھائی۔۔ماموں بننے کے لیے زندہ نہیں بچے گا میرے گھر میں کھڑا ہے تو لحاظ کر رہا ہو " حداد نے یاسر کو جواب دیتے عترت کا ڈوپٹہ سر پر درست کیا عترت تو حداد کے پوزیسو انداز کو دیکھتی حیران سی کھڑی تھی۔

حداد کی بے باک بات پر جہاں عترت کی پلکیں جھکی تھیں وہی ان تینوں کے چہرے سرخ ہوئے تھے وہ کوئی جواب دیتے کہ ثاقب داؤد کی بات نے انھیں متوجہ کیا

"تمہارے پوتے کی رہائی کب ہوگی؟" ثاقب داؤد نے شاہد کفیر کے سامنے کھڑے ہوتے پوچھا۔

"ہوچکی ہے جلد آپ لوگوں کے گھر بارات لیے پہنچے گا " یہ حداد تھا جس نے طنزیہ مسکراتے سب کے سروں پر دھماکا کیا تھا حنان کی رہائی ہو چکی ہے کب ؟؟ شاہد ، عالم اور اعظم کفیر سمیت ثاقب ، جازم اور شازم داؤد نے بھی حداد کو دیکھا جو عترت کا ہاتھ تھامے سیڑھیاں عبور کرتا اپنے کمرے کی طرف بڑھا تھا ثوبان ، مصطفی اور یاسر نے قہر بار نظروں سے حداد کی پشت کو گھورا تھا۔

____

حداد عترت کو لیے اپنے روم میں آتا عترت کی آنکھوں کی نمی کو اپنی قربت سے ختم کرنے کی کوشش کر رہا تھا کہ فون کچھ ہی دیر میں رنگ ہوا۔

"کیا مصیبت ہے کون مر گیا ہے جو صبر نہیں کال ریسیو کرنے کا " حداد نے دھاڑتے ہوئے کہا جبکہ یازان کو اپنے کانوں کے پردے پھٹتے محسوس ہوئے اس نے ناگواری سے فون کان سے ہٹاتے گھورا۔

"کیا ہوا بھائی رومینس کر رہے تھے کیا بھابھی حضور کے ساتھ جو مداخلت میں اتنا بھڑک رہے " یازان کی آواز سنتے حداد کے ماتھے پر پڑے بل غائب ہوئے ، یازان کی بات پر حداد نے نچلا لب دانتوں میں دبایا۔

"یازان باز آجاو " حداد نے یازان کو ڈپٹا۔

"بھائی اگر کر رہے ہیں تو میں ٹپس دو؟ " یازان نے شرارت سے کہا۔

"تم مجھے ٹپس دو گے ؟" حداد نے ائیبرو ریز کرتے پوچھا۔

"ہاں کیونکہ آپ نے کبھی گرلفرینڈ نہیں بنائی اور میں گرل فرینڈز کے بنا رہا نہیں آپ کو تو پتا ہے بارہ سال کی عمر میں میری گرل فرینڈ تھی " یازان نے فخریہ کالر جھاڑتے کہا۔

"وہ تمہاری ٹیچر تھی اور تم سے بیس سال بڑی تھی یازان " حداد نے تصحیح کی۔

"تو بھائی age and profession doesn't matter in love" یازان نے آنکھیں گھمائے کہا حداد نے ہنکارا بھرا۔

"کام بولو " حداد نے کہا اور عترت کو دیکھا جو مسلسل شرما رہی تھی۔

"پاپا بول رہے آفس پہنچے کینیڈا ڈیلیگیشن کی ٹیم آرہی ہے۔۔وہ آپ کے موبائل پر کال کر رہے تھے مگر آپ نے ریسو نہیں کی تو مجھے کہ کر گئے ہیں۔۔میں نے سوچا آپ روم میں ہیں تو شاید بزی ہو تو لائین پر کال کر لو۔۔ یو نو نا بھائی میں کنوارہ ہو ابھی رومینس دیکھتے ہوئے کرنے کو دل کرتا ہے بٹ شادی سے پہلے کر کیسے سکتا ہو؟ گرلفرینڈ تو میری بہت ہیں مگر بیوی کوئی نہیں " یازان نے وضاحت دیتے جیسے اپنا رونا ڈالا حداد نے بے ساختہ لمبی سانس کھینچی۔

"میرے سسرالیے چلے گئے ؟" حداد نے پیشانی دو انگلیوں سے سہلاتے یازان کی باتوں کو اگنور کیے پوچھا۔

"ہاں۔۔بھائی ویسے بھابھی حضور جتنی معصوم ہے بھائی اتنا جلالی ہے کیسے رکھ کر پنچ مارا آپ کے منہ پر اور۔۔۔"حداد یازان کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی آنکھیں گھمائے بنا جواب دیے کال رکھ گیا یازان نے برا سا منہ بنائے "ویلن " کہتے اپنا سر جھٹکا مطلب چھوٹے بھائی کی شادی کی کوئی عزت نہیں ہنہ۔۔

حداد لاؤنج میں آتا ڈائیٹنگ ٹیبل پر سب کو لنچ کرتا دیکھ فاطمہ بیگم کے لنچ کرنے پر اصرار کرتے انھیں نرمی سے منع کرگیا کہ کلائنٹس کے ساتھ لنچ رکھا ہے فاطمہ بیگم مسکراتی کھانے پر متوجہ ہوئیں تو حداد دائی جان سے مخاطب ہوا دائی جان کو عترت کے لیے کھانا بھجوانے کا کہا فاطمہ بیگم نے چاولوں سے بھرا چمچ پلیٹ میں غصے سے پٹخا وہ اپنے بیٹے کو عترت کے لیے فکر مند ہوتے دیکھ کڑی تھیں جبکہ جنہ یازان اور دادجی مسکرائے تھے حداد کی عترت کے لیے فکر پر۔

"ایک تو مجھے تمہاری بیوی کا سمجھ نہیں آتا حداد۔۔زرا سا کام کر لے بیمار پڑ جاتی ہے پتا نہیں ہوتی بھی ہے یا تمہاری توجہ بٹورنے کے لیے یہ ڈرامے کرتی ہے " فاطمہ بیگم سرخ ہوتے چہرے سے غرائی تھیں۔

"کیا ہوگیا ہے بہو بیگم طبعیت خراب ہوگی بچی " دادجی نے فاطمہ بیگم کو نرمی سے ٹوکا انھیں فاطمہ بیگم کا عترت کے ساتھ برتاؤ ناگزیر تھا مگر فاطمہ بیگم حنان کی وجہ سے کافی چڑچڑی ہوگئیں تھیں طبعیت اکثر خراب رہتی تھی اس لیے انھیں کوئی سخت بات بولنے سے باز رہتے تھے۔

"اماں جان عترت کی طبعیت واقعی ٹھیک نہیں ہے " حداد نے اپنی ماں کو نرم لہجے میں کہا۔

" صحیح کب رہتی ہے آج بھی دوپہر کا کھانا میں نے کھڑے ہوکر بنوایا ہے بیوی بن کر تمہاری فکر طلب کرنا اسے یاد ہے بہو کے فرائض یاد نہیں اور جائے دائی جان اس مہارانی کے لیے کھانا بھیجے " فاطمہ بیگم نے پھر غصے سے کہا

حداد سپاٹ چہرے سے اپنی ماں کے پاس آتا ان کے ڈوپٹہ پر عقیدت سے لب رکھ گیا۔

"اماں جان وہ آپ کی بہو ہے لیکن فرائض بھی تو تب نبھائے گی جب وہ خود ٹھیک ہوگی " حداد نے نرمی سے ماں کے ہاتھ کو تھامتے ہونٹوں سے لگائے کہا فاطمہ بیگم اب بھی اپنے بیٹے کے منہ سے عترت کے لیے فکرمندی سنتے اپنے ہاتھ کو چھڑواتی کھانا چھوڑ کر اپنے کمرے کا رخ کر گئی حداد نے سپاٹ چہرے سے ماں کو جاتے دیکھا۔

"بھائی آپ فکر نا کریں میں اماں جان کو کھانا کھلا دوں گی اور بھابھی کو بھی کھانا بھجوا دونگی " جنہ نے حداد کو دیکھتے کہا جو جنہ کو دیکھتا سر اثبات میں ہلا گیا جنہ کے بالوں پر لب رکھتا وہ یازان کو دیکھنے لگا جو اسے مشکوک نظروں سے گھور رہا تھا یازان کی آنکھیں چیخ چیخ کر حداد کے کپڑوں کی طرف اشارہ کر رہی تھیں جو کمرے میں جانے سے پہلے کچھ تھے اور اب کچھ اور حداد یازان کی آنکھیں پڑھتا اسے جوابا گھور گیا۔

"تم نظریں نیچے رکھ کر کھاؤ اور دادا جان اس کا ریزلٹ خراب آیا ہے اس نے یہ بات تایا جان اور ہم سب سے چھپائی ہے " حداد نے یازان کو گھورتے ہوئے اس کا پردہ فاش کیا جس پر یازان نے منہ بنایا تو داداجان نے یازان کو خونخوار نظروں سے گھورا۔

"ایسے نا مجھے تم دیکھو سینے سے لگا لونگا" یازان نے داداجان کی آنکھوں میں دیکھتے محبت بھرے لہجے میں گانا گایا جبکہ داداجان نے یازان کے منہ پر رکھ کر چپیڑ لگائی حداد کا قہقہہ گونجا تو جنہ بھی کھکھلا دی۔

فراج اپنے فائٹنگ کلب میں بلیک روم کی مدھم روشنی میں پسینے سے شرابور کھڑا تھا بلیک ویسٹ جسم سے چپکتے سکس پیکس کو واضح کر رہی تھی تو آئیبرو پسینے سے بھیگ چکے تھے وہ سیدھے ہاتھ کے انگوٹھے سے ائیبرو سے پسینہ اکھٹا کرتا سائیڈ پر جھٹک گیا اور وہاں مدھم روشنی کے وسط میں کمرے کے سینٹر

میں رکھی چیئر پر براجمان ہوا سانسیں پھول رہی تھی جیسے غصے واشتعال میں مبتلا ہو مگر چہرہ بلکل سپاٹ تھا وہ کچھ دیر پہلے فائیٹنگ سے فارغ ہوتا یہاں آیا تھا فراج کی پھولی سانسوں کے ساتھ کچھ نفوذ کی مدھم کرسکتی سسکتی سانسیں بھی بہت کم سرگوشی میں کمرے کی دیواروں کوسنائی دے رہی تھیں۔

"س۔۔سر" بلیک روم میں اور بھی نفوس تھے جن میں سے ایک کی آواز گونجی تھی فراج نے سیاہ آنکھوں سے سامنے کی سمت دیکھا جہاں تین لڑکے فرش پر بیٹھے تھے۔

"س۔۔سر۔۔ہم۔۔نے۔۔کیا۔۔کیا۔۔ہے؟" دوسرا لڑکا کراہتے ہوئے ہمت جمع کرتا بولا۔

"آج۔۔تو۔۔ہمارا۔۔پہلا۔۔دن۔۔تھا" تیسرے لڑکے نے پچکے ہوئے گال پر ہاتھ رکھتے بامشکل بولا۔

فراج دفعتاً مسکرایا اور آگے کو جھکا فراج کے جھکتے ہی تینوں لڑکے مزید پیچھے کو کانپتے ہوئے کھسکے اگر پیچھے دیوار نا ہوتی تو وہ ضرور فراج سے چھ قدموں کے

فاصلے کو بڑھاتے فراج نے دونوں کہنیاں اپنے پاؤں پر ٹکائیں وہ دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں پیوست کیے انھیں لڑکوں کو دیکھ رہا تھا جن کی آنکھوں کے گرد سرخ دھبے بنے ہوئے تھے آنکھوں میں خوف اور ناسمجھی تھی جسم پر کپکپاہٹ طاری تھی ٹراؤزر اور شرٹ بے ترتیب تھی جسم میں شاید شدید درد کی ٹھیسے اٹھ رہی تھیں اٹھتی بھی کیوں نا فراج شازم داؤد کا بھاری بھرکم ہاتھ جو پڑا تھا۔

"تم نے فراج شازم داؤد کی عزت کو ہوس بھری نظروں سے دیکھا ہے اور یہ کام پہلے دن ہی کیا ہے اسی لیے تو ابھی تمہیں کچھ کہا نہیں میں نے" فراج نے ان کی حالت سے محفوظ ہوتے کہا۔

تینوں لڑکوں کے سامنے صبح کا منظر لہرایا جب ایک لڑکی کو دیکھتے فراج نے انھیں سخت نظروں سے دیکھا تھا صرف دیکھنے کے لیے یہ فائیٹر ان کی ہڈیاں توڑ چکا ہے تینوں لڑکوں نے منہ کھولے فراج کو دیکھا جو ان کی ہڈیوں میں

دڑاڑ لاتا بھی کہ رہا تھا ابھی تو میں نے کچھ کہا ہی نہیں۔۔اگر یہ کہے گا تو کیا ہو گا ؟ ہمیں تو جان سے مار دے گا تینوں لڑکوں نے روہانسا ہوتے سوچا۔

"سر۔۔ہمیں معلوم۔۔نہیں تھا "ایک لڑکے نے وضاحت دی۔

"یہ تو معلوم تھا کہ لڑکی کی عزت کرتے ہے نا کہ گندی نظروں سے اسے گھورتے ہیں" فراج نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"سر۔۔معاف۔۔کر۔۔دے۔۔۔ائیندہ۔۔کسی۔۔لڑکی۔۔کو نظر اٹھا۔۔کر نہیں دیکھے۔۔گے قسم سے " ایک لڑکے نے ہاتھ جوڑتے گڑگڑاتے کہا تو دوسرے لڑکوں نے بھی اس کا ساتھ دیا۔

"گڈ۔۔اسی لیے صرف دو لفظوں میں سمجھا یا ہے ورنہ فراج شازم داؤد اپنی عورتوں پر غلیظ نظریں اٹھانے والوں کو غلاظت میں ہڈیوں کا سرما بنا کر پھینکتا ہے " فراج نے مسکراتے کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے کہا۔

"سر۔۔آپ۔۔کی۔۔بہن۔۔سے۔۔ بھی معافی۔۔مانگ لے گے " ایک اور لڑکے نے فراج کی بات پر ندامت سے کہا جب وہ اسے بخش رہا تھا تو زندگی ملنے پر اتنی توبہ تو بنتی تھی مگر اس کی بات سنتے فراج کے جسم میں شرارے پھوٹے۔

فراج اس لڑکے کی طرف فورا اپنی جگہ سے اٹھتا اس لڑکے کو گریبان سے اٹھاتے سائیڈ پڑی ٹیبل پر پٹخا لڑکا ناسمجھی سے فراج کو دیکھنے لگا اب کیا کر دیا اس نے جبکہ باقی دو لڑکے بھی سہمتے ہوئے سائیڈ پر کھسکنے لگے۔

"اس کی شکل پر لکھا تھا میری بہن ہے وہ " فراج دھاڑا تھا لڑکے نے تھوک نگلا کانوں کے پردے پھٹتے محسوس ہوئے فراج کے تنے نقوش سے سہمتا وہ لڑکا اب جسم میں اٹھتی ٹھیسوں کے ساتھ بیہوش ہوا فراج نے جھٹکے سے اسے اپنے ہاتھ سے آزاد کیا لڑکا ٹیبل پر ترچھے ہوتے گرا۔

"سر۔۔اس سے۔۔ غلطی ہو گی۔۔ آپ نے۔۔عزت۔۔بولا "دوسرے لڑکے نے بری طرح خوف میں روتے ہوئے وضاحت کی۔

"بیوی ہے میری " فراج نے دونوں ہاتھ بالوں میں پھنسائے نہایت مدھم آواز میں کہا کہ وہ لڑکے سن ہی نا سکے وہ تو اس فائیٹر کے ہر تیور سے خائف ہو رہے تھے فراج نے خود کو پر سکون کرتے ان دونوں لڑکوں کو دیکھا اور اپنی شہادت کی انگلی گھماتے اپنے بے ہوش ساتھی دوست کو اٹھائے وہاں سے جانے کا کہا جو بنا وقت ضائع کیے اس بھوکے شیر کے چنگل سے جان کی خیر مناتے گرتے پڑتے دوست کو لیے نکلے تھے۔

فراج واپس کرسی پر بیٹھتا سر پیچھے ڈھلکا گیا آنکھیں موندھ لی تھیں وہ ابھی فائیٹ جیتے سیدھا ان تینوں لڑکوں کو بلیک روم میں بلا چکا تھا جن پر اس کا غصہ کسی صورت کم نہیں ہو رہا تھا وہ جنہ کو بیوی ماننے سے انکار کرتا تھا مگر آج کسی اور کے دوسرے رشتے سے مخاطب کرنے پر اپے سے باہر ہو گیا تھا وہ اس وقت تھکن سے چور جسم میں غائب دماغی سے اپنے احساسات کو سمجھنے کی ناکام کوشش کر رہا تھا جب آنکھوں کے سامنے جنہ کا چہرہ لہرایا فراج نے فورا آنکھیں واہ کیے لمبی سانس کھینچی۔

"واٹ دا ہیل " فراج غصے سے اپنے بال نوچتا جنہ کو سوچ رہا تھا جس سے دماغ اور دل نفرت کرتے تھے مگر آج دل اس کا سوچتے مچل رہا تھا۔

"آج کیسے یاد آگئی یاسر صاحب ہماری" ایم این اے فاروق نے یاسر کے سامنے صوفے پر براجمان ہوتے پوچھا یاسر جو صوفے کی پشت پر ہاتھ پھیلائے بیٹھا تھا مسکرایا۔

"آپ کی یاد ہی تو جینے نہیں دے رہی صبح سے فاروق صاحب " یاسر کے جواب پر فاروق صاحب کا خوبصورت سے لاونج میں قہقہہ گونجا۔

"آپ نے پارٹی سے لیے فنڈز واپس نہیں کیے فاروق صاحب" یاسر نے کہا فاروق کا قہقہہ تھما۔

"چھ سال سے آپ سیاست میں ہیں آپ کو اتنا نہیں پتا سیاستدان پیسے واپس کرنے کے قائل نہیں وہ ان پیسوں کو بھلائی کے لیے استعمال کرتے ہیں" فاروق صاحب نے مسکراتے جواب دیا۔

"تو ہمیں بتائے عوام کی کس بھلائی کے لیے اپ نے ہماری پارٹی کے دس کروڑ کی مالیت کا حساب نہیں دیا ہمیں بھی تو پتا چلے " یاسر نے بھی مسکراتے پوچھا۔

"میں نے کچھ پراپرٹیز لی ہیں بیرونے ملک اور کچھ ؟؟ "فاروق کا چہرہ سپاٹ ہوا ناگواری سے یاسر کو جواب دیا گیا جبکہ عمران یاسر کے سکریٹری نے فاروق کی بات پر بے ساختہ افسوس سے فاروق کو دیکھا جو ایک سال سے ایم این اے کی سیٹ سنبھالے کشمیر میں رہائش پزیر تھا شاید یاسر شازم داؤد سے ناواقف تھا یقیناً ناواقف ہی ہوگا کیونکہ واقف ہوتا تو یہ لہجہ استعمال نا کرتا۔

"اس میں بھلائی کس کی ہے ؟"یاسر نے ایک اور سوال داغا۔

"افکورس عوام کی اگر سیاستدان خوش ہونگے تو عوام بھی سکون میں ہوگی "
فاروق صاحب نے شیطانی مسکراہٹ سجاتے جواب دیا یاسر نے جیسے بات سے متفق ہوتے سر کو خم دیا فاروق صاحب دل کھول کر مسکرائے۔

"آپ کا بیٹا کہاں ہے ؟؟ " یاسر نے ایک اور سوال پوچھا۔

"روم میں ہے اپنے دوست کے ساتھ آپ نے یاسر صاحب اچھا نہیں کیا میں نے آج تک اپنے بیٹے کے سامنے اونچی آواز تک نہیں کی اور وہ دوسرا لڑکا میرا بھانجا ہے اس پر آپ نے ہاتھ اٹھایا۔۔وہ تو میرے اور آپ کے تعلقات اچھے تھے ورنہ کوئی اور ہوتا تو میں اس کی کھال اتروا دیتا " فاروق نے جتاتے بے حد سنجیدگی سے کہا یاسر کا قہقہہ گونجا۔

"اپنے اسی رویے کا ہی تو مدعوا کرنے آیا ہو" یاسر نے پراسرار سی مسکراہٹ پاس کرتے کہا فاروق صاحب بھی مسکرائے۔

کچھ ہی دیر بعد عامر اور زبیر فاروق کے ساتھ براجمان ہوئے یاسر سیدھا ہو کر بیٹھا دونوں کہنیوں کو پیروں پر رکھتے آگے کالی سرد آنکھوں سے ان تینوں کو دیکھنے لگا۔

یاسر نے عمران کے سامنے ہتھیلی پھیلائی جس پر عمران نے کالی فائل جو اس کے ہاتھ میں موجود تھی یاسر کے ہاتھ پر رکھی یاسر نے فائل کو شیشے کے ٹیبل پر فاروق کی سمت پھینکا فائل گھومتی ہوئی فاروق کی سمت اس ٹیبل کے کنارے پر رکی فاروق نے آگے بڑھتے فائل کھولی فائل کا ایک صفحہ پڑھتے فاروق کے ماتھے پر بے تحاشہ بل پڑے اس نے جلدی جلدی صفحہ پڑھتے یاسر کو غصے سے دیکھا اپنی جگہ سے کھڑے ہوتے فاروق نے غصے سے فائل کو ٹیبل پر پٹخا۔

"واٹ دا ہیل از گوئینگ اون" فاروق آپے سے باہر ہوتے چیخے جس کے انداز پر یاسر مسکرایا تو عامر اور زبیر بھی اپنی جگہ سے اٹھے۔

"تم مجھے ایم این اے کی سیٹ سے کیسے مسترد کر سکتے ہو " فاروق آپ سے تم پر آتا گرجا۔

"کر چکا ہو پھر بھی پوچھ رہے ہو " یاسر اپنی جگہ سے اٹھتا دونوں ہاتھ جیب میں اڑساتے گویا ہوا۔

"یہ مت کہنا تم نے ان پیسوں کی وجہ سے کیا ہے میں کوئی واحد سیاستدان نہیں جو پاکستان میں کرپشن کر رہا ہے اور تم ؟؟ تم نے نہیں کی کبھی کرپشن اتنے سے پیسوں سے تمہارے خزانے پر تو فرق نہیں پڑا ہو گا " فاروق غصے سے گرجا۔

"تم واحد سیاستدان نہیں جس نے کرپشن کی صحیح کہا مگر میں وہ واحد سیاستدان ہوں جس کے ساتھ کسی نے کرپشن کی۔۔اور یہ کیا بات کی خزانے میں کمی ؟ میرے خزانے سے چ ّوانی بھی کم ہو تو مجھے کروڑوں کا نقصان لگتا ہے تو نے تو پھر دس کروڑ ہڑپے ہیں " یاسر نے پیشانی مسلتے کہا۔

"وہ پیسے تیرے نہیں عوام کے تھے " فاروق باز نا آیا شیر کو للکارنے سے۔

"عوام بھی تو میری ہے اور پیسہ ہے پیسے کہ بنا یاسر شازم داؤد ایسا ہے جیسے برانڈڈ کپڑوں میں لپٹی گنجی محبوبہ" یاسر نے کہا عمران نے سر جھکائے قہقہہ ضبط کیا اپنے بوس کے مثال پر۔

"میں دیکھ لونگا تجھے سیٹ سے نا اتروایا تو میرا نام بھی فاروق ضمان نہیں" فاروق نے یاسر کو دھمکی دی۔

"دیکھ لینا مگر ماشاءاللہ کہنا مت بھولنا۔۔مجھے حاسدوں کی نظر لگ سکتی ہے" یاسر نے ناک سے مکھی اڑائی۔

"اور تو سیٹ سے اتارے گا تجھے سیٹ سے تو میں نے اتارا ہے۔۔بھونک اتنا جتنا برداشت کر سکتا ہو سمجھا" یاسر نے پھر استہزایہ کہا۔

"میرے باپ سے تمیز سے بات کر" عامر غصے سے دھاڑتا یاسر کے گریبان پکڑنے کو لپکا یاسر نے گھوما کے تھپڑ رسید کیا عامر لڑکھڑاتا صوفے پر گرا تھپڑ اتنا وزنی تھا کہ صوفہ بھی اپنی جبکہ سے کھسکا۔

"تجھے جاننا تھا نا وہ لڑکی میری کون تھی چل میں تجھے بتاتا ہوں تم دونوں کے لیے تو آیا ہوں یہاں " یاسر عامر کے قریب صوفے پر پیر رکھتا جھک کر زبیر کو بھی گردن گھمائے ایک نظر دیکھتا بولا۔

"میرے بیٹے سے دور رہ " فاروق زبیر کو پیچھے دھکیلے یاسر کی طرف بڑھنے لگا زبیر بھی یاسر کو گھور رہا تھا وہ یاسر کے پنچ کھا کر بری طرح یاسر سے خوف میں مبتلا تھا مگر یہ تو اس کے ماموں کا گھر تھا یہاں فاروق کے ہوتے یاسر اسے کچھ نہیں کہہ سکتا تھا زبیر نے سوچا اور یہ ہی اس کی غلط فہمی تھی فاروق یاسر تک پہنچتا کہ یاسر کے دو گارڈز نے فاروق کو پیچھے کیا وہ لاؤنج میں موجود تھے فاروق کے گارڈز گھر سے باہر اپنی ڈیوٹی دے رہے تھے فاروق یاسر کے باڈی بلڈر گارڈز کے گھیرے میں کھڑا تھا جانتا تھا ٹھلا تو اس پر ہاتھ بھی اٹھایا جا سکتا ہے۔

"چھوڑ میرے دوست کو کمینے اور وہ لڑکی بڑی حسین تھی اس کی سنہری آنکھیں دل میں گھر کر گئی تیری جو بھی تھیں ہمیں تو بس رات کے لیے

چاہیے۔۔۔"زبیر فاروق کو گارڈز کی گرفت میں دیکھتا چیختا خباثت سے بولتا یاسر کے بازو کو سیدھا کرنے لگا جب یاسر نے اپنے بھاری بھر کم ہاتھ کو زبیر کے گلے پر لے جاتے اس کی آواز روکی گارڈز کو پہلے ہی صرف فاروق کو بنا ہاتھ لگائے قابو کرنے کی تلقین کی گئی تھی وہ ادب سے بس فاروق کو گھیرے میں لیے ہوئے تھے فاروق ضبط سے دیکھنے کے علاوہ کچھ نا کر سکا زبیر کی آنکھوں میں نمی تیرنے لگی آنکھیں اور وجود پھڑپھڑاتا ساکت پڑ رہا تھا یاسر نے اسے گردن سے دبوچتے ہوا میں معلق کیا تھا زبیر کی آنکھوں کا بے بس پانی یاسر کے ہاتھ پر گرا یاسر نے جھٹکے سے زبیر کو فرش پر پھینکا یاسر کو بے ساختہ عشراق کی آنکھوں سے بہتے آنسو یاد آئے وہ بھی تو اس کے ہاتھ پر ہی گرے تھے جس کی آنکھوں کے قصیدے یہ شخص خباثت سے پڑھ رہا تھا یاسر نے زبیر کو پھینکتے اپنی جیکٹ میں ہاتھ ڈالا عشراق کا کالا نقاب اس کے ہاتھ میں تھا یہ وہی نقاب تھا جسے زبیر نے اتارا تھا جسے اتارتے زبیر نے اس کی پاکیزہ بیوی کو غلیظ نظروں سے دیکھا تھا اور پھر یہی عمل عامر نے بھی دھرایا تھا زبیر نے خوف

سے وہ نقاب اور یاسر کی آنکھوں میں سرخی گھلتی دیکھی تھی دوسرے ہاتھ کو پھر جیکٹ میں ڈالتے یاسر نے لائیٹر نکالا اور تین سیکنڈ بعد وہ کالا نقاب جل رہا تھا اور یاسر کچھ قدم اٹھائے پیروں کے بل زبیر کے قریب بیٹھا تھا۔

"آپنی ان غلیظ ہاتھ سے چھوا تھا نا تو نے میری بیوی کو ؟ " یاسر نے زبیر کا وہ ہاتھ پکڑے کہا زبیر اپنا ہاتھ چھڑوانے لگا کہ یاسر اس ہاتھ کی ہتھیلی پر نقاب کا جلتا شولہ رکھتے وہ مٹھی زبیر کے پشت پر باندھتے جھٹکے سے بند کی زبیر کی چیخ پورے بنگلے میں گونجی۔

"ان آنکھوں سے دیکھا تھا نا یاسر شازم داؤد کی سنہری آنکھوں والی ملکہ کو ؟؟" یاسر نے دوسرے ہاتھ کی سے زبیر کی تکلیف سے نم ہوتی آنکھوں کے نیچے ہتھیلی پھیلائے پوچھا زبیر نے سہمتے نفی میں سر ہلایا یاسر نے اسی ہاتھ کو پھر جیکٹ میں ڈالتے کی چین نکالی جو ایک ہی جھٹکے میں چھوٹا چاقو بن گئی یاسر نے وہ چاقو زبیر کی آنکھوں کے اوپر اور بھوؤں کے نیچے چلایا اور ایک مخصوص جگہ پر کھیلتے ہوئے عجیب سی مسکراہٹ کے ساتھ چاقو کا دباؤ بڑھاتے

کٹ لگا یا پل پل رستا خون زبیر کی آنکھوں سے نمی دھوتا یاسر کا عکس مٹا گیا اور یہی عمل آنکھو کے نیچے پپٹوں سے فاصلہ پر دہرایا زبیر کی چیخ تھمی تھی وجود ساکت ہو رہا تھا اور اسے دیکھتے فاروق اور عامر بھی ششدہ تھے۔

یاسر زبیر کو ایک نظر افسوس سے دیکھتا نفی میں سر ہلائے اٹھا اور پیشانی پر بنے اس خم کو دو انگلیوں سے مسلا۔

"میرے بیٹے کو ہاتھ مت لگانا یاسر " فاروق یاسر کو عامر کی طرف بڑھتا دیکھا چیختا جھٹپٹایا جسے اب گارڈز نے ہاتھوں سے قابو کیا ہوا تھا جبکہ عامر کو خوف سے اپنے اردگرد آکسیجن کی کمی محسوس ہوئی۔

"تم سے تو پیسے کا حساب کتاب ہے فاروق اور اس کے لیے میں بس تمہیں پیسے کے لیے ترساؤ گا۔۔لیکن انھوں نے تو میری عزت کو دیکھا اور چھوا اپنی عزت کا لمس اور چہرہ تو مٹانا ہے نا ان کتوں کے وجود سے مجھے ان کے وجود پر تو جانے کتنی عزتوں کے لوٹنے کے گناہ سرزد ہیں؟؟۔۔اور اگر ایسا میں نا کرو تو لعنت ہے یاسر شازم داؤد پر جو اپنی عزت کی توہین کرنے والوں کو بخش

دے اور فکر مت کرو تمہارے بیٹے نے تو بس ہوس بھری نظروں سے دیکھا تھا میری عزت کو بس اندھا ہی کرو گا اسے باقی تو میں کچھ نہیں کرو گا" یاسر نے پراسرار مسکراہٹ سے کہتے ہی صوفے پر ٹانگ رکھی عامر کو دیکھا جو خوف سے کانپ رہا تھا فاروق چیخ رہا تھا مگر یاسر کا چاقو اپنا کام کر رہا تھا عامر کے جسم ہاتھ پیر جیسے مفلوج ہوگئے تھے وہ بس خوف سے یاسر کے سرخ چہرے اور آنکھوں کو دیکھ رہا تھا مخصوص جگہ پر کٹ لگتے ہی خون سے بھیگی آنکھوں سے ہر عکس ختم ہوا تھا عامر درد تکلیف اور خوف کی وجہ سے ہوش سے بیگانا ہو چکا تھا فاروق نے بے جان آنکھوں سے یاسر کے سائیڈ پر ہوتے اپنے بیٹے کو دیکھا تھا دفعتا ایم ان اے کے گھر میں پولیس ریٹ کے ساتھ کئ پولیس اہلکار ڈی ایس پی کے ساتھ حاضر ہوئے فاروق کو فورا ہتھکڑی لگائی گئ پولیس یقیناً باہر ہی کھڑی تھی تاکہ ایم این اے کے غنڈے اور گارڈز کوئی ہنگامہ نا کرے۔

پولیس اہلکار کے ساتھ دو لڑکیاں ، ایک بوڑھا شخص اور ایک نوجوان تھا لڑکیوں نے اپنے منہ چادر سے چھپائے تھے وہ زبیر اور عامر کو نفرت سے دیکھ رہی تھی دو پولیس اہلکاروں نے آگے بڑھتے زبیر اور عامر پر پانی ڈالتے ہوش دلایا جو ہوش وحواس سے بیگانے تھے اور ان ہوش میں آتے ہاتھ ٹٹولتے رو رہے تھے زبیر تو جلا ہوا ہاتھ ہلا بھی نہیں پا رہا تھا کپڑے کا جلا ہوا لہوا ہاتھ سے چپکا ہوا تھا لڑکیاں یاسر کو دیکھنے لگی اور اس کے قریب آتی بے ساختہ ہاتھ جوڑتی سسکی تھیں وہ اسی یونیورسٹی کی طالبہ علم تھی جہاں آج یاسر نے اجلاس کیا تھا کچھ دن پہلے انھیں زبیر اور عامر نے زیادتی کا نشانہ بنایا تھا ایم اے کے سپورٹ کی وجہ پولیس نے بھی یہ کیس نہیں لیا الٹا ایم این اے کے غنڈوں نے پولیس کو دھمکی دی تھی لڑکیوں کے گھر والوں کو ڈرایا دھمکایا تھا یہ کہ کر کے "ایم این اے قانون کو اپنی جیب میں رکھتا ہے اور یہ سمجھو ان لڑکیوں کو کبھی دیکھا ہی نہیں اگر دیکھا ہے تو یہ لڑکیاں اور تم سب اگلے دن دنیا میں نہیں دیکھو گے" پھر وہ سیدھا یاسر شازم داؤد کے پاس آئیں تھیں یاسر

کو تو ان لڑکیوں کی وجہ سے پہلے ہی ان دونوں کو سبق سکھانا تھا مگر تضاد یہ کہ ان لوگوں نے اس کی عزت کی توہین کرتے تڑپ تڑپ کر مرنے سے پہلے بینائی کھونے کو دعوت دی تھی یاسر نے ان لڑکیوں کے سروں پر ہاتھ رکھتے پولیس اہلکاروں کو اشارہ کیا جنھوں نے گن لوڈ کرتے ان لڑکیوں کو تھمائی تھی زبیر اور عامر نے کئی لڑکیوں کو درندگی کا نشانہ بنایا تھا ان کا انجام اسی طرح طے پانا تھا یاسر مصروف سے انداز میں واپس صوفے پر بیٹھا جیسے کچھ ہوا ہی نا ہو۔

"نہیں۔۔ نہیں پلیز۔۔ انھیں سزا دے دینا۔۔ میں خود دلاؤ گا۔۔ قانون کو ہاتھ میں مت لو۔۔" فاروق تڑپتا چیخا تھا یہ وہی تڑپ تھی جب وہ بوڑھا شخص اور نوجوان اپنی بیٹی اور بہن کی کے لیے انصاف کے لیے تڑپ رہے تھے جبکہ عامر اور زبیر نا سمجھی درد تکلیف اور اندھے پن میں کچھ سمجھ ہی نہیں پا رہے تھے۔

"نہیں۔۔ڈی ایس پی تم تو روکو تم تو قانون کے رکھوالے ہو سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو " فاروق ڈی ایس پی کو دیکھتا چیخا۔

"معزز قانونِ پولیس عملہ اس وقت آپ لوگ کہاں ہے ؟؟" یاسر نے ڈی ایس پی سلمان (یاسر کا دوست) کو دیکھتے پوچھا جو فاروق کو گھور رہا تھا۔

"ایم این اے فاروق کی جیب میں " ڈی ایس پی سمیت سب نے ہی ہم آواز جواب دیا۔

"جیب میں کچھ نظر آرہا ہے ؟" یاسر نے مسکراتے پوچھا۔

"اندھیرا "سب نے پھر ہم آواز کہا فاروق نے ہزیانی انداز میں نفی میں سر ہلاتے لڑکیوں کو دیکھا جو عامر اور زبیر کی طرف رخ کیے کھڑی تھیں۔

"فائر گرلز "یاسر نے باآواز بلند کہا اور ایک نہیں ٹوٹل چودہ فائر ہوئے لڑکیوں کی آنکھوں سے آنسو بہتے ان فائرز کے ساتھ ہی خشک ہوئے تھے فاروق نے فرش پر گھٹنے ٹیکے اپنے بیٹے کی لاش کو دیکھا۔

کچھ دیر بعد بوڑھا شخص اور نوجوان ہاتھ جوڑے یاسر کا شکریہ ادا کر رہے تھے فاروق کو کرپشن کے چارجز میں تحویل میں لیا گیا تو تو عامر اور زبیر کو ان کی ہی گنز سے زرا سی لڑائی پر ایک دوسرے کو گولیوں سے چھلنی کرتے ان کی باڈی کو پوسٹ مارٹم کے لیے بھیجا گیا یہ الگ بات تھی کہ پوسٹ مارٹم کی رپورٹ پہلے ہی تیار تھی بس پرنٹ کرنی باقی تھی۔

"آپ کا بہت بہت شکریا صاحب۔۔آپ نے غریب کو انصاف دلایا اللہ آپ کو ہمیشہ انصاف کے رستے پر چلائے بہت نام سنا تھا آپ کا آپ تو واقعی مسیحا نکلے " بوڑھا شخص ہاتھ جوڑے بولا یاسر نے ان کے ہاتھ تھامے۔

"بابا جی میں مسیحا نہیں ہو ان کے مسیحا تو آپ لوگ ہیں ورنہ کچھ عزت کی لوٹنے والی بہت کمزور باپ اور بھائیوں کے رحم وکرم پر جھکتے انصاف کا دامن چھوڑ جاتی ہے صرف نام نہاد خاندان کی عزت کے خاطر " یاسر پر ایک سایہ لہرایا تھا وہ سایہ جویریہ کا تھا اس نے ضبط سے کہتے نوجوان کو دیکھا تھا جویریہ

کے بھائی کمزور تھے مگر وہ نوجوان اپنی بہن کو انصاف عزت سے بڑھ کر دلا گیا۔

"اپنی بہن اور بیٹیوں کو عزت کے نام پر چپ کروانا نہیں انھیں اسی عزت کے خاطر مظلوم نا بننے دینا اصل مرد کی پہچان ہے۔۔عورت کو شکاری نہیں بیماری بناؤ ایسی بیماری جو اسے شکار کرنے والے مرد کو ناسور کی طرف چمٹے " یاسر نے مزید کہا شاید دل میں ایک ٹوٹی ہوئی کرچی تھی یا پھر ایک گلٹ جو لفظوں سے ظاہر کر رہا تھا۔

یاسر نے کہتے ہی عمران اور ڈی ایس پی کے ساتھ باہر قدم بڑھائے جہاں ایم این اے کے غنڈے پیچھے پڑے تھے یاسر نے گردن موڑے ایک نظر سلمان کو کالے چشمے آنکھوں پر چڑھائے دیکھا۔

"یہ پھول کیوں بیچائے ہیں تم نے ڈی ایس پی میری راہ میں " یاسر نے سرد مہری سے پوچھا۔

"سر آپ شیطان ہیں اتنی عقیدت تو بنتی ہے " سلمان نے مسکراہٹ چھپائے کہا۔

"ڈی ایس پی تم چاہتے ہو میں تمہیں ننگا کر کے سسپینڈ کرواؤ ؟" یاسر نے پھر کچھ بے ہوش کچھ کراہتے ہوئے غنڈوں کو دیکھتے پوچھا۔

"حق حلال کی محنت سے بنا ہو ڈی ایس پی اپنا باڈی بلڈر وجود دیکھاتے معصوم عوام کے ووٹ لوٹ کر کرپٹ حکمران نہیں بنا ہنہ " سلمان نے برا مانتے کہا اور یاسر کو چھوڑے آگے قدم بڑھایا۔

"جلتا ہے کمینہ میری باڈی سے ہنہ کرپٹ ڈی ایس پی " یاسر نے بھی سر جھٹکتے اپنی کار کا رخ کیا۔

یہ منظر تھا گناہ گاروں کی قیدِ دیواروں کا جہاں ابھی کچھ دیر پہلے ایک بے گناہ شخص کو اس کے ناکردہ گناہ کی سزا کاٹتے آزادی کی نوید سنائی گئی تھی اور وہ شخص اس وقت واش بیسن پر جھکا ہوا تھا اپنے چہرے کو پانی سے بھگو رہا تھا یا یوں کہے کہ شفاف چہرے کو مزید شفاف کر رہا تھا اس سے کچھ فاصلے پر اس کا دوست اشرف کھڑا تھا اس کا کوٹ تھامے آج اس کے دوست کی رہائی تھی پانچ سال کا ساتھ اور دوستی کے بعد جدائی کا دکھ تھا تو اپنے دوست کی رہائی کی خوشی زیادہ تھی دل افسردہ تھا مگر مطمئن تھا۔

"سب سے پہلے کس سے ملو گے " اشرف نے پوچھا کیونکہ وہ شخص ان پانچ سالوں میں اپنے بھائیوں اور باپ سے نہیں ملا تھا جو کئی دفعہ اس سے ملنے آئے تھے واش بیسن پر جھکا شخص دفعتاً مسکرایا مسکراتے اس کے عنابی لب اس کی وجاہت سے گرویدہ نین نقوش میں مزید اضافہ کر گئے۔

"اس سے جو میرے یہاں ہونے کی وجہ ہے۔۔جس سے صرف ایک ملاقات کے لیے طویل وقت لیا ہے " اس دیو نما شخص نے سر اٹھائے جواب دیا

چہرے سے ٹپکتی پانی کی بوندوں سمیت اپنے چہرے کو پیچھے لے جاتے اپنے لمبے بال کھول شانوں پر گرائے اور گیلے ہاتھ ان بالوں پر پھیرنے لگا اشرف سامنے شیشے میں اپنے دوست کو ہی دیکھ رہا تھا جو اب انھیں بالوں کے نصف حصے کو پونی میں قید کر چکا تھا تو آدھے کندھے پر بکھرے تھے اس کے بال ڈارک براؤن اور بلیک شیڈ کے تھے یہی رنگ اس کی بیرڈ اور مونچھوں کا تھا جن پر ہاتھ پھیرتے اس نے ایک نظر اشرف کو دیکھا پھر اس شخص نے بلیک شرٹ کے کف فولڈ کیے ہاتھوں پر مردانہ بھورے بال پانی کی نمی سے سفید رنگت پر واضح ہو رہے تھے بلکل اسی طرح جس طرح سفید شفاف چہرے پر ڈارک براؤن اور بلیک گھنی مونچھے اور بیرڈ اس کی شخصیت کو مزید دل فریب بنا رہی تھی تو ان پر تضاد اس شخص کی سرمئی آنکھیں دلکشانہ تھیں۔۔اس شخص نے اشرف سے کوٹ لیتے پہنا۔

"آخری دفعہ شعر ہو جائے پھر پتا نہیں کب ملاقات ہو میرے یار" اشرف نے اسے دیکھتے کہا اس شخص نے سرمئی نگاہیں اٹھائے خود کو شیشے میں دیکھا۔

اس شخص کی سرمئی آنکھیں اسے ریپیسٹ نہیں کسی ریاست کا شہزادہ ظاہر کر رہی تھیں جی ہاں یہ کفیر خاندان کا وہ شہزادہ تھا جسے دنیا پانچ سال پہلے کفیر خاندان کے فرشتے کے نام سے شناخت کرتی تھی اور جسے ان پانچ سالوں میں ریپسٹ کا لقب بھی اسی دنیا نے دیا تھا وہ شخص پانچ سال میں نا صرف اپنے وجود کو مزید سخت بنا گیا تھا بلکہ سینے میں دھڑکتے نرم لوتھڑے کو بھی پتھر کا بنا گیا تھا وہ شخص پانچ سال بعد شاید فرشتے سے شیطان بنتے اپنی دنیا میں قدم رکھنے والا تھا اس دنیا میں جہاں ایک پل میں اس کی نیکیوں کو راکھ کر دیا گیا تھا حنان اعظم کفیر اپنا بدلہ لینے سوفٹ ویئر انجیر سے جیل پلوٹ بنتا لوٹنے والا تھا یہ کہانی اب شروع ہونے والی یہ کہانی اس کردار کو مزید نکھارنے والی یہ کہانی حنان اعظم کفیر کی شیطانیت میں طمتمانے والی تھی یہ کہانی حنان اعظم کفیر کو بیس سال پہلے کے راز سے واقف کروانے والی تھی۔

"تیرے ہجر کی قید میں کاٹے ہیں ہم نے جوانی کے خوبصورت آیام۔۔

یہ کہانی ہجر کی تجھے مہنگی پڑے گی میرے یار۔۔

تیری الفت کی چاہ کو دفنا دیا ہے ہم نے اے محبت۔۔

تیری دید میں یہ جنون زدہ آنکھیں فقت اب رقص کی ہیں طلبگار۔۔۔

اور تجھے کرنا ہے یہ رقص اب۔۔

اس دیوانے کے جنون کی آگ میں جنونِ رقصم کے وسل تک "

حنان اعظم کفیر کے ان الفاظوں میں اس کہانی کو کن راہوں پر لے کر جانا تھا

یہ تو کہانی ہی بتلانے والی تھی۔

" غلطی کی زرا بھی گنجائش تھی تو کبھی داؤد امپائر کا رخ نہیں کرنا تھا" جویریہ اپنے پر سکون شیشوں کی دیواروں کے آفس میں براجمان اپنی نشست سنبھالے جھول رہی تھی سنہری آنکھوں میں سرد مہری تھی وہ اس وقت بزنس سوٹ میں مناسب سے میک اپ کیے ، بالوں کو پشت پر کھولے سامنے سر جھکائے امپلائی کو دیکھ رہی تھی جو ندام سا سر جھکائے کھڑا تھا۔

"میم بس ایک موقع دے دیں آئیندہ غلطی نہیں ہوگی میرے چھوٹے بچے ہیں بنا وارنگ کے فائر ہونے سے مجھے جلد کوئی جاب بھی نہیں ملے گی پلیز میم " اس شخص سے کمپنی کی ڈیولپمنٹ ریپورٹ میں غلطی سرزد ہوئی تھی جسے صحیح کرنے سے پہلے ہی جویریہ نے پکڑ لیا تھا وہ داؤد خاندان کی بہترین بزنس ومین تھی جو ایک غلطی بھی برداشت نہیں کر سکتی تھی وہ سفاکیت کا لقب اختیار کر چکی تھی اسے داؤد امپائر میں سارا سٹاف سفاک عورت کے نام سے جانتا تھا۔

"میں نا غلطی کی معافی دیتی ہو نا دوبارہ غلطی کرنے کا موقع۔۔یو مے لیو ناؤ " جویریہ نے دو ٹوک انداز میں کہا وہ شخص اپنی ایک غلطی پر تین سالوں کی ملازمت سے ہاتھ دھو بیٹھا دکھی دل کے ساتھ آفس سے باہر نکلا جویریہ کچھ میٹنگز اٹینٹ کرتی اب ثوبان کا انتظار کر رہی تھی رات کے سات بج رہے تھے ثوبان کو اتنی دیر پہلے کبھی نہیں ہوئی جویریہ نے وقت دیکھتے سوچا دفعتا موبائل پر بیپ ہوئی ثوبان کا میسج تھا وہ ڈرائیور کے ساتھ گھر نکلنے کا کہ رہا تھا اسے شیرازی کمپنی کے اونر کے ساتھ میٹنگ کرتے مزید تاخیر ہو سکتی تھی اور

ثاقب داؤد برہم ہو جاتے جویریہ کے رات گئے دیر سے گھر آنے پر شازم اور جازم صاحب بھی سٹوریج ہوم کا وزٹ کرتے سیدھا گھر جانے کے لیے نکلنے والے تھے۔۔لیکن ڈرائیور تو آج ایمرجنسی میں اوف لیتا جا چکا تھا ؟؟جویریہ نے ایک لمبی سانس کھینچ کر ہوا کے سپرد کی اپنا ضروری سامان اٹھاتی آفس سے نکلتی لفٹ کا رخ کر گئی پارکینگ ایرا میں اپنی بلیک کار کا رخ کرتی ڈرائیونگ سیٹ سنبھال گئی۔

وہ گاڑی خراب ہونے کی وجہ سے گاڑی لاک کرتی اس سنسان سڑک پر اس سرد موسم میں بہت اعتماد سے قدم اٹھا رہی تھی موبائل کی بیڑی ڈیڈ ہوچکی تھی ورنہ وہ کسی سے رابطہ کرتے گاڑی منگوا سکتی تھی لیکن خیر وقت کو تو جیسے کچھ اور ہی منظور تھا وہ اعتماد سے قدم اٹھا رہی تھی اس کا اعتماد بنتا تھا وہ اکیلی دنیا فتح کرنے کا بھی حوصلہ رکھتی تھی وہ عام عورت نہیں تھی وہ سفاک عورت تھی جس کی سفاکیت کو ختم کرنے کا عظم ایک شخص لے چکا تھا ایک سرد ہوا

کا جھونکا اسے چھو کر جیسے ساکت کر گیا ۔۔یہ خوشبو۔۔یہ احساس۔۔اس سفاک عورت کا دل کانپا تھا وہ ناسمجھی سے قدم آگے لے رہی تھی اس کی آنکھوں میں یک دم خوف ٹھرا تھا۔۔۔وہ یہ خوشبو یہ احساس پہچانتی تھی وہ اس شخص کو جھٹلانا چاہتی تھی جو اس کے پیچھے اس کے ہر قدم پر قدم رکھتے خاموش تھا ۔۔یہ وقت تھا ظالم اور ایک معصوم کی ملاقات کا۔۔جویریہ شازم داؤد سے حنان اعظم کفیر کی ملاقات کا یہ وقت تھا پانچ سال بعد حنان اعظم کفیر کا بدلہ لینے کا۔۔یہ وقت منظور تھا قاطبِ تقدیر کو ان دونوں کو ملانے کا پانچ سال بعد ایک دوسرے کے روبرو کرنے کا۔۔

جویریہ ایک دم رکی گھنی کالی رات آس پاس صرف اندھیرا اور جویریہ کے اوپر پڑتی سڑیٹ لائیٹ کی مدھم روشنی

جویریہ نے خوف پر قابو پاتے جھٹکے سے رخ پھیرا سامنے ایک دیو نما شخص ہڈی اور اندھیری رات میں اس کی ہی طرح رخ کیے کھڑا تھا ہاتھ ہڈی کی

جیبوں میں پھنسائے ہوئے تھے وہ ہڈی اس کی نہیں تھی یہ ہڈی تو راہ چلتے کسی فقیر سے لی گئی تھی اور اپنا خوشبو میں نہایا کوٹ اس فقیر کو دے گیا تھا۔

"ت۔۔تم" جویریہ نے کانپتے ہوئے کھائی سے آتی آواز میں اس ہڈی میں چھپے چہرے کو اندھیرے میں بھی پہنچانتے کہا۔

وہ شخص چار قدم مزید آگے ہوا سڑک پر لگی سڑیٹ لائیٹ کی روشنی میں اس کی سرمئی آنکھیں واضح ہوئیں تھیں مزید ایک قدم لیتے اس کا شفاف سفید چہرہ واضح ہوا مغرور ناک گھنی بیرڈ پر گھنی مونچھیں وہ آج پہلے سے کئی زیادہ وجاہت لیے ہوئے تھا جویریہ نے دیکھا اس کا جسم پہلے سے کئی گنا زیادہ کسرت میں تھا اس بلب کی مدھم روشنی میں جویریہ حنان اعظم کفیر کے ہر پہلو کو سنہری آنکھوں میں بسا گئی تھی ہاں وہ شخص حنان اعظم کفیر تھا جو ایک قید کاٹ کر قید میں ڈالنے والے سے آزادی ملتے ہی اس کے سامنے کھڑا تھا

جویریہ نے دیکھا اس کی ہڈی میلی تھی۔

"تم تو اس میلی اور پسینے میں شرابور ہڈی سے بھی میری خوشبو پہچان گئی جویریہ حنان کفیر" حنان نے مسکراتے سرمئی آنکھوں سے سنہیری آنکھوں میں خوف کی ایک رمق دیکھی اور وہ سنہیری آنکھیں سرمئی آنکھوں میں صرف سفاکیت دیکھ رہی تھی جویریہ کی ریڑھ کی ہڈی میں پہلی دفعہ سنسناہٹ ہوئی جس شخص کی آنکھوں میں ہمیشہ محبت اور احترام دیکھا ہو اس کی آنکھوں میں سفاکیت دیکھتے شاید شیطان بھی کپکپا جائے اور یہی حال اس وقت سفاک عورت کا ہو رہا تھا۔

جویریہ نے کچھ کہنے کے بجائے الٹے پاؤں بھاگنے کی کوشش کی وہ بھاگ رہی تھی ہاتھ سے پرس چھوٹ چکا تھا وہ بس بھاگ رہی تھی لڑکھڑا رہی تھی ہیل بھاگنے میں روکاوٹ دے رہی تھی وہ بھاگتی ہوئی ایک ایک کر کے ہیل اتار کر بار بار پیچھے دیکھتی بس بھاگ رہی تھی اس کا اعتماد اس شخص کے وجود کو دیکھتے پل میں راکھ ہوا تھا اور وہ شخص ہونٹوں کو واہ کیے ایک دھن بجا رہا تھا وہ دھن جس نے بیس سال پہلے جویریہ کا اس دنیا سے دور نفرت کی دنیا میں

پھینک دیا تھا حنان اعظم کفیر بھاگ نہیں رہا تھا وہ تو بس جویریہ کو دیکھتے قدم اٹھاتا اس کے پیچھے آرہا تھا دفعتا ٹھوکر لگتے جویریہ سڑک پر منہ کے بل گری آنکھیں سپاٹ تھی ماتھے سے خون کی کچھ بوندیں نکلی تھی ہتھیلیاں چھل چکی تھیں پیر تو سڑک پر پڑی چھوٹی چھوٹی کنکریوں سے زخمی پہلے ہی ہوچکے تھے مگر وہ رو نہیں رہی تھی اس کی آنکھیں سپاٹ تھی وہ اٹھتی کہ حنان اس تک وہی دھن گنگناتا شوز کے تلوں کے بل بیٹھا جویریہ جھٹکے سے سیدھی ہوئی مگر تھی اب بھی سڑک پر ہی گری ہوئی۔

"چہ چہ۔۔دنیا کو اپنی ٹھوکر پر رکھنے والی میری بیوی خود ٹھوکر کھا کر گر گئی " حنان نے جویریہ کے چہرے پر آئی زلفوں کو اس کے کان سے اڑساتے کہا افسوس سے نفی میں سر ہلاتے کہا جویریہ نے حنان کے ہاتھ جھٹکنے چاہے مگر حنان اسکا جبڑا دبوچ کر اپنے چہرے کے بے حد قریب کر گیا جویریہ کے ہونٹ کپکپائے دفعتاً موسم نے بھی بجلی کے ساتھ گرجدار بارش کا آغاز کیا بارش کی بوندیں حنان اور جویریہ کے چہرے کو بھگورہی تھیں۔

"مجھ سے خوف کھا رہی ہے میری بیوی ؟؟ میری سفاک بیوی۔۔"حنان نے جویریہ سے مدھم سرگوشی میں پوچھا جویریہ نے پوری قوت سے حنان کا ہاتھ جھٹکنا چاہا مگر بے سود۔

"چھوڑو۔۔مجھے۔۔"جویریہ بامشکل بولی حنان مسکرایا اور جھٹکے سے اسکا چہرہ اپنی گرفت سے آزاد کیا اور ترچھی گردن کرتے اسے دیکھنے لگا جو اب حنان سے دور ہوتی کھڑی ہوئی تھی حنان بھی جویریہ کے مقابل کھڑا ہوا۔

جویریہ رخ پھیرے وہاں سے غائب ہونے کے لیے پلٹی تھی جب حنان نے جویریہ کے پیٹ پر اپنا ہاتھ لپیٹے ہوا میں محلق کیا اور چلتا ہوا سڑک کے کنارے پر بنے درخت کے نیچے اسے پن کر گیا جویریہ اس دوران مسلسل حنان کے اس بازو پر دونوں ہاتھوں سے وار کرتی پیر چلا رہی تھی مگر حنان کو تو کوئی فرق ہی نہیں پڑرہا تھا درخت سے لگانے پر جویریہ کی کمر میں درد کی ایک شدید لہر اٹھی وہ کراہی تھی مگر چہرے پر تکلیف نام کی کوئی چیز نہیں تھی حنان اس کے بے حد قریب دور سے آتی سڑیٹ لائیٹ کی روشنی میں جویریہ

کو ہی غور سے دیکھ رہا تھا پھر ایک ہاتھ جویریہ کی کمر پر لپیٹا ہوا تھا تو دوسرا درخت سے ٹکایا ہوا تھا وہ اس پورے عمل کے دوران جویریہ کو ہوا میں ہی معلق کیے ہوئے تھا اس دیو ہیکل جیسے شخص کے آگے جویریہ اچھے قد کاٹھ رکھنے اٹھائیس سالہ لڑکی بھی بچی ہی محسوس ہو رہی تھی۔

"تجھے پانے کی آس تھی ماضی میں

تجھے کھونے سے !!ڈرتے تھے کبھی تجھے چاہا تھا ٹوٹ کر

ایک شہزادی پہ مرتے تھے کبھی ہم

میرے عشق کی مثال تھے کبھی تم

اسی مثلِ میں خاک تھے کبھی ہم

مگر یہ تو قصّہ تھا ماضی کا

کیا تجھ پہ مرتے تھے کبھی ہم؟؟ "

حنان نے جویریہ کو دیکھتے کہا اور پراسرار سا مسکرایا تھا جویریہ کی سنہری آنکھیں میں خوف ٹھرا اور اسی وقت جویریہ کا چہرہ سرخ ہوا غصے یا شرم وحیاء سے نہیں اکھڑتی سانسوں سے اس کا استھما شروع ہوا تھا مگر چہرہ سپاٹ تھا وہ کانپ نہیں رہی تھی وہ حنان کو بس خوف بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی اس کے چہرے کے ایکسپریشن سے بھی نہیں معلوم ہو رہا تھا کہ وہ تکلیف میں ہے سانس نہیں لے پا رہی اگر حنان کی جگہ کوئی اور ہوتا اسے جویریہ نارمل ہی لگتی مگر یہ حنان تھا پانچ سال کی عمر سے وہ اس شہزادی کو ایک نظر دیکھتے اس کی محبت میں گرفتار تھا جب جب اس شہزادی کے منہ میں دودھ کا ایک قطرہ بھی نہیں گرا تھا وہ جویریہ کے وجود سے دور جاتی سانسوں کو بھی گن سکتا تھا

****

"تم سفاک ہی نہیں نہایت بے شرم بھی ہو سفاک بیوی۔۔اتنے لمس میں تو حیا والیاں سرخ انار ہو جاتی ہیں۔۔ مگر تمہارا اور حیا کا تو کوئی تعلق ہی نہیں اگر ہوتا تو خود پر ریپ اٹیمپٹ ہونے کا داغ کیوں لگاتی " حنان نے سرگوشی میں کہتے ہی جویریہ کو جھٹکے سے چھوڑا جویریہ زمین بوس ہوتی گیلی زمین کی کالی مٹی پر کیچڑ سے داغ دار ہوتی سر اٹھائے حنان کو دیکھنے لگی۔

" صحیح جگہ ہے تمہارے لیے یہ۔۔اب یہی تمہارا مقدر ہے۔۔ تمہیں پتا ہے تم میرے نام سے منسوب ایک کنول ہو جتنی تم مجھے عزیز ہو اتنی ہی تمہارے وجود میں لپٹی یہ کیچڑ مجھے بہت عزیز ہے اب۔۔میں تم سے ایک وعدہ کرنے یہاں آیا ہوں سفاک بیوی۔۔حنان اعظم کفیر اب تمہیں سفاکیت کا مطلب اچھے سے سیکھائے گا ایک فرشتے صفت انسان کی محبت کو ٹھکرائے تم نے اسے شیطان بنائے اس کی نفرت چنی ہے اب میں تمہیں بتاؤ گا نفرت کتنی ظالم شے ہے۔۔"حنان نے کہتے جویریہ کے گال پر تین انگلیوں کو زمین پر پھیلائے کیچڑ

لگائی جویریہ کا چہرہ اب بھی سپاٹ تھا مگر حنان کے لفظوں پر آنکھوں میں پہلے کی طرح ہی خوف در آیا۔

"انتظار کرنا اپنی تباہی کا "حنان نے کہتے ہی جویریہ کو وہی چھوڑتے سڑک کا رخ کیا جویریہ نے گردن موڑے حنان کو اندھیرے میں غائب ہونے تک دیکھا پھر فضا میں جویریہ حنان کفیر کا تباہی خیز قہقہہ گونجا وہ ہنس نہیں رہی تھی وہ قہقہہ لگا رہی تھی آنکھوں میں اب بھی خوف تھا مگر خود کے لیے نہیں خود سے خوف تھا وہ حنان کو دیکھتے اس سے خوف نہیں کھا رہی تھی وہ خود سے خوف کھا رہی تھی اور جب عورت خود سے خوف کھائے تو سمجھ جانا وہ صرف تمہاری زندگی میں تباہی نہیں بلکہ قہرام مچانے والی ہے۔

"میری تباہی تو بیس سال پہلے شروع ہوئی تھی حنان اعظم کفیر یہ وقت تو کفیر'ز کی تباہی کا ہے۔۔۔ہاہاہاہا " جویریہ نے کہتے ہی اپنے ہاتھ کو کیچڑ میں دیتے اپنے پورے چہرے پر ملا تھا وہ پاگل تھی شاید جو دنیا کے سامنے نارمل ہونے کا دیکھاوا کر رہی تھی وہ ویسی نہیں تھی جیسے اسے سب سمجھتے تھے اسے سب غلط

سمجھتے تھے وہ سفاک کے ساتھ پاگل عورت تھی اور جویریہ کا یہ پاگل پن اس کہانی کو کس موڑ پر لانے والا تھا یہ بھی وقت اور کہانی ہی بتائے گی۔

رات کا وقت تھا گھڑی دس بجا رہی تھی اور مقدس اپنے ڈوپٹے کو بیڈ پر پھینکے اپنے روم میں یہاں سے وہاں ٹہل رہی تھی اس کے ریشمی بال بکھرے ہوئے تھے بار بار وہ اپنے بالوں کو نوچتی آنسوؤں کو بے دردی سے صاف کر رہی تھی سفید عارض رونے کی وجہ سے شدید سرخ ہو چکے تھے روم میں ہیٹر بند تھا کمرہ حد درجہ ٹھنڈا ہو چکا تھا وہ ننگے پیر وال نما کھڑکی سے آتے سرد ہوا کے جھونکوں میں یہاں سے وہاں بے چینی سے قدم لیتی خود کو تھکا رہی تھی دماغ پھٹنے کی حد تک حد درجہ گرم تھا۔

ثاقب داؤد نے آتے ہی گھر میں خوشیوں کی نوید سنائی تھی جسے سنتے سب ناخوش تھے روقیہ بیگم تو عشراق کو اپنے بیٹے کے لیے سوچتی ہی جل بھن رہی

تھی تو ثوبیہ بیگم عترت کے ساتھ فاطمہ بیگم کا رویہ سنتے پریشان ہوئیں تھیں انھوں نے عترت سے ملنے کا کہاں تھا جس پر ثاقب داؤد نے منع کیا ان کا ماننا تھا کہ جب دونوں حویلی والوں کے درمیان حالات خوشگوار ہونگے تو سب ٹھیک ہو جائے گا ایسے کشیدہ حالات میں ملنا مناسب نہیں تو ثوبیہ بیگم بھی خاموش ہوگئی جبکہ روقیہ بیگم ثوبیہ بیگم کو اکساتی مقدس پر سارا غصہ اتار چکی تھیں کچن کا کام سمیٹنے کے بعد مقدس اپنے کمرے میں جانے لگی جب روقیہ بیگم اسے خاندان اور عشراق کی اپاہج ہونے کا طعنہ دیتی مقدس کو جلی کٹی سنا گئی تو ثوبیہ بیگم نے بھی فاطمہ بیگم کے عترت کے ساتھ رویہ پر اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کیا مقدس کا دل کرچیوں میں ٹوٹا تھا وہ اپنی حویلی میں پھول کی طرح رہتی تھی اور یہاں اسے یہ سب سننا پڑ رہا تھا اور اس پر تضاد وہ کچھ کہ نہیں سکتی صبح ہی تو ثوبان نے اسے اماں حضور اور چچی حضور کے ساتھ اچھا برتاؤ رکھنے کی تلقین دی تھی وہ جانتا تھا مقدس کی ضدی نیچر کو وہ ایک سنتے چار سنانے کے اصول پر عمل کرتی تھی مگر وہ ثوبان کی بات کو مسترد نہیں کر سکتی

تھی اور اس سے بھی الگ وہ دونوں اس سے بڑی تھیں ان کا احترام مقدس پر فرض تھا وہ اپنی تربیت پر بھی سوال نہیں اٹھوانا چاہتی تھی مگر وہ اپنی بہن اور ماں کے بارے میں سنتی اندر سے جل رہی تھی وہ چپ چاپ کمرے میں آتی بیٹھی تھی آنسو کو بار بار پیچھے دھکیلتے خود کو نارمل کرنے کی کوشش کر رہی تھی جانتی تھی دشمنی ہے دونوں خاندانوں میں یہاں تو اسے برداشت کرنا ہی تھا لیکن اس میں مزید اضافہ ہوا جب فاطمہ بیگم کی کال نے اس کے جلتے دل پر پیٹرول ڈالنے کا کام کیا انھوں نے مقدس کو بتایا کہ ثوبان طلاق کے نام پر چپ رہا اور ایک ان کا بیٹا ہے جو کل سے اپنی بیوی کی خدمتیں کر رہا ہے یہی ہوتا ہے انجام خود رخصتی کروانے کا وہ لوگ تمہیں جوتی برابر بھی نہیں سمجھے گے اب اور کرو اپنی من مانی۔۔مقدس حداد اور عترت کے لیے خوش تھی کہ اس کا ویلن بھائی پانچ سال بعد ہی صحیح اپنی محبت کے لیے بول رہا ہے مگر ثوبان سے ایسی امید نہیں تھی مقدس خود کو داؤد حویلی میں اور غیر محفوظ محسوس کرنے لگی وہ خود اس حویلی میں چل کر آئی تھی اپنی رخصتی بھی خود

ہی کروائی تھی شاید اسی لیے ثوبان اور گھر والے اسے بے مول سمجھ رہے تھے مقدس کے دکھ میں مزید اضافہ ہوا ثوبان اسے طلاق دینے کے حکم پر بھی خاموش رہا یہ بات مقدس کو اندر ہی اندر کھا رہی تھی وہ ثوبان سے جواب چاہتی تھی جو اب تک گھر نہیں آیا تھا اس کی تکلیف میں مزید اضافہ ہوا کیا وہ روز لیٹ آتا ہے ؟؟ اگر آتا ہے تو اتنی دیر کہاں گزارتا ہے اور کس کے ساتھ آفس تو اتنی دیر نہیں رہ سکتا۔۔کچھ گمان عذاب سے بھی زیادہ تکلیف دیتے ہیں جس طرح مقدس اس وقت گمان اور سوچوں میں ثوبان کو قصور وار اور ظالم سمجھ رہی تھیں اور خود کو مظلوم جس پر یہ عذاب ٹوٹ رہا تھا وہ اپنی کاجل سے لبریز آنکھوں سے پانی کی صورت میں کالے آنسو رخسار پر بہا رہی تھی۔

دفعتاً دروازہ کھلا اور ثوبان موبائل میں مصروف سا کمرے میں داخل ہوا دروازہ بے دھیانی میں بند کرتے ثوبان نے اپنے دوسرے ہاتھ سے کندھے پر ڈالا کوٹ صوفے پر پھینکا ثوبان شاید کسی میسج پر مسکرا رہا تھا وہ اس قدر موبائل

میں مصروف تھا کہ کمرے میں ٹھنڈک کو محسوس نا کر سکا اور اسی طرح موبائل میں گم وہ ڈریسنگ ٹیبل کا رخ کر گیا اپنے کمرے میں ایک وجود کا احساس بھی فراموش کیے ثوبان کا اتنا کول انداز دیکھ مقابل کے غم و دکھ سے جلتے دل پر مزید آگ لگی ثوبان کے تو فرشتوں کو بھی نہیں پتا تھا کہ اس کی بیوی جو کل ہی اس کمرے میں اور ثوبان کہ زندگی میں آئی ہے کس طرح جلتے دل سے روتے ہوئے اسے گھور رہی ہے اپنے اوپر نظروں کی تپش محسوس کرتے ثوبان نے ڈریسنگ پر موبائل والٹ اور کیز رکھتے ایک نظر کھڑکی کی طرف دوڑاتے واپس مرر کو دیکھتے اپنے کف فولڈ کرنے شروع کیے لیکن جلد ہی وہ ٹھٹکا ثوبان نے کرنٹ کھا کر مقدس کو دیکھا جو پہلے کھلے بالوں میں صبح والے شاکنگ پنک سوٹ میں ملبوس بکھرے حلیے میں آنسوؤں سے تر چہرے سے اسے ہی دیکھ کم گھور زیادہ رہی تھی ارے نہیں آنسوؤں سے نہیں کالے پانی سے لبریز آنکھوں سے جو نیچے کی سمت لائین کی صورت میں آنکھوں کے پپوٹوں کو سیاہ کیے بہہ رہے تھے یہ بات پہلی نظر کی تھی مگر جب

ثوبان نے کرنٹ کھا کر گردن موڑی مقدس کے ہاتھ میں واس تھا ثوبان نے مقدس کو دیکھتے نفی میں سر ہلایا کچھ پل ثوبان ہلنے تک کہ قابل نا رہا تھا لیکن جلد ہی بجلی کی رفتار پکڑی کیونکہ مقدس کے ہاتھ میں موجود سٹیل کا واس ثوبان کی سمت اڑتے ہوئے آیا تھا اور یہی واس ڈریسنگ مرر کو چکنا چور کر گیا ثوبان نے اپنا چہرہ بازوں میں چھپائے اڑتے کانچوں اور کرچیوں سے خود کے وجیہہ چہرے کو محفوظ کیا تھا ڈریسنگ مرر چکنا چور ہوا ثوبان نے بے یقینی سے مقدس کو دیکھا جو آنسو رگڑتی اسے گھور رہی تھی مقدس کی پشت پر کھڑکی تھی جس سے ایک ٹھنڈی ہوا کا جھونکا آیا مقدس کے پورے بال آگے کو ہوئے ثوبان پھٹی پھٹی آنکھوں سے مقدس کو دیکھ رہا تھا جو اس وقت بہتی ہیزل گرین آنکھوں کے کاجل سے چہرے پر نشان بنائے بالوں کو آگے لاتے ثوبان کو صبح اپنی خوبصورتی بیوی کے بجائے چڑیل کی وائب دے رہی تھی اور ایک دنیا جانتی تھی ثوبان کسی مائی کے لال سے ، دشمنوں کی فوج سے نہیں ڈرتا تھا مگر چڑیلوں بھوت کہانیوں سے ثوبان کی روح کانپ جاتی تھی اور یہ

دنیا داؤد خاندان تھا جو یہ راز جانتا تھا اور اس بات سے داؤد حویلی میں تقریبا سب واقف تھے البتہ کفیر حویلی سے یازان کے علاوہ کوئی نہیں جانتا تھا اسے بھی فراج نے بچپن کی دوستی میں بتایا تھا ورنہ اس راز کی ثوبان نے کسی کو بھی بھنک نہیں لگنے دی تھی ثوبان کا گلا خشک ہوا جبکہ مقدس اپنے حلیے سے انجان صرف اپنے دکھ میں غم وغصے سے ثوبان کو گھور رہی تھی جو بیچارہ یہ سمجھ رہا تھا کہ اس کی بیوی میں چڑیل آگئی ہے مقدس ثوبان کے قریب آرہی تھی اور ثوبان پیچھے قدم لے رہا تھا ثوبان کا بس نا چلا وہ یہاں سے غائب ہو جاتا مگر وہ اپنی بیوی کے اندر آئی چڑیل کو مزید للکارنا نہیں چاہتا تھا وہ دنیا کا واحد معصوم باڈی بلڈر شوہر تھا جو شادی کے دوسرے دن اپنی نازک بیوی کے اندر آئی چڑیل کا سامنا کانپتے ہوئے کر رہا تھا۔

"م۔۔مقدس۔۔کیا۔۔ہوا۔۔ہے۔۔تمہیں" ثوبان نے ہکلاتے ہوئے ہمت جمع کرتے پوچھا۔

"وہی جو نہیں ہونا چاہیے تھا" مقدس اپنی ہی دھن میں آنسو بہاتی کاجل کو چہرے پر بکھیر رہی تھی اس بات سے انجان کہ اس کا شوہر اسے چڑیل سمجھ رہا ہے مقدس کی بات پر ثوبان کا حلق خشک ہوا۔

"ک۔۔کک۔۔کیا" ثوبان نے تھوک نگلتے پوچھا مقدس ثوبان کے بے حد قریب آگئی تھی ثوبان نے اپنی سانسیں روکی۔

"آپ سے پیار " مقدس نے سسکی بھرتے کہا ثوبان کے چودہ طبق روشن ہوئے چڑیل اس سے محبت کرتی تھی اسے اس وقت مقدس کی باریک آواز چڑیل کی خونخوار للکار لگ رہی تھی۔

"بہن۔۔جی۔۔میں۔۔نہیں۔۔جانتا۔۔آپ۔۔کو۔۔پلیز۔۔مجھ سے دور۔۔رہے ۔۔میرے۔۔چھوٹے۔۔چھوٹے بچے۔۔ہیں " ثوبان نے چڑیل کو بہن بناتے کہا شاید وہ اس کی بیوی کو بخش دے اس کی نند بنتے ہوئے اور فرضی بچوں کا سن کا فرضی بچوں کے باپ پر لائن مارنا بند کر دے مقدس کو لگا ثوبان اس سے مزاق کر رہا ہے وہ رو رہی ہے اور وہ اس سے مزاق کر رہا ہے مقدس اب

رونے کے ساتھ غصے سے ثوبان کو گھورنے لگی جو اپنی ہی بیوی کو مزاق میں بہن جی بول رہا تھا وہ ناول کی دنیا کا واحد ہیرو تھا جو اپنی بیوی کو رخصتی کے دوسرے دن بہن جی بول رہا تھا۔

"کیا کہا آپ نے " مقدس ثوبان کا کالر پکڑنے کی کوشش کرتے چیخی جبکہ مقدس کی چیخ سے زیادہ ثوبان کی چیخ گونجی اسے لگا تھا کہ چڑیل اس پر حملہ کرنے لگی ہے مقدس کے اٹھتے ہاتھ کے ساتھ سٹائیلش نیلز آج ثوبان کو چڑیلوں کے لمبے لمبے سفید میل سے بھرے ناخن لگے ثوبان مقدس کے ہاتھ آنے سے پہلے ہی بیڈ پر چڑھ دوڑا اور بری طرح کانپتے ہوئے مقدس کو دیکھ رہا تھا اور زور شور سے سورہ فلق اور الناس اونچی آواز میں پڑھنی شروع کی جبکہ مقدس ثوبان کو پھٹی پھٹی آنکھوں سے نا سمجھی سے دیکھ رہی تھی جو سورت پڑھتا سہمتے ہوئے مقدس کو دیکھ رہا تھا۔

"بچاؤ۔۔بچاؤ۔۔اماں۔۔دادو۔۔کوئی۔۔تو۔۔بچاؤ " ثوبان اب باقاعدہ چیخ رہا تھا جب دروازہ کھولے ہڑبڑاتے ہوئے فراج ، مصطفی ، افق اور قندیل وہاں داخل

ہوئے دروازہ ثوبان نے بے دھیانی میں مکمل بند نہیں کیا تھا اسی لیے ثوبان کی چیخیں فرسٹ فلور پر گونج رہی تھیں وہ تو شکر تھا دادا حضور ، شازم صاحب اور جازم صاحب کا کمرہ نیچے گراؤنڈ فلور پر تھا۔

وہ چاروں گرتے پڑتے ثوبان کو دیکھ رہے تھے جس کا باڈی بلڈر وجود کانپ رہا تھا ان چاروں کے منہ اپنے آپ کھلے تھے جبکہ مقدس کی ان کی سمت پشت تھی مقدس کو ان چاروں کے آنے کا بھی پتا نا چلا وہ تو بس حیرانگی سے ثوبان کے تاثرات کو دیکھ رہی تھی وہ اتنی حیران تھی کہ رونا بھی بھول چکی تھی اپنا دکھ غم غصہ سب بھول چکی تھی۔

فراج نے مصطفی کو دیکھا مصطفی نے فراج کو یہی عمل قندیل نے افق کے ساتھ دہرایا تو افق نے قندیل کے ساتھ ، ثوبان ان چاروں کو آتا دیکھ کچھ سکون میں آیا اسے جیسے اپنے ساتھ چڑیل کے ہاتھوں مرنے کے لیے چار اور ساتھی مل گئے تھے اگر بچ گئے تو سب بچے گے اگر نہیں تو اپنے بہن بھائیوں کو کیوں خوشیاں منانے دنیا میں چھوڑ کر جائے ثوبان کے دل نے حوصلے سے

سوچا اگر کوئی ثوبان جازم داؤد کی سوچ پڑھ لیتا تو اسے یہ سائیکو بزنس مین اصل میں وصل تک سائیکو لگتا۔

"کیا ہوا بھائی " فراج نے اپنے بھائی کو بیڈ پر چڑھے سر تا پاؤں دیکھتے پوچھا۔

"چڑیل " ثوبان نے ایک لفظی جواب دیتے اپنے چوڑے مردانہ ہاتھ کی انگلی کو بچوں کی طرح مٹھی میں بھینچے ہلکا ہلکا اشارہ کرتے جواب دیا جبکہ فراج نے اس کا اشارہ نوٹ ہی نہیں کیا ثوبان کی بات سنتے مقدس بھی نا سمجھی سے ثوبان کو دیکھنے لگی چڑیل کہا ہے چڑیل ؟؟

"بھائی خبردار جو مصطفٰی شاہ میر کی ہونے والی بیوی کو چڑیل کہا آپ نے یہ تو فیری ٹیل کی شہزادی ہے نا" فراج نے ثوبان کو گھورتے افق اور مصطفی کو دیکھتے کہا جہاں فراج کی پوری بات پر افق نے فراج کو خونخوار نظروں سے گھورا وہی مصطفی نے فراج کی گدی پر رکھ کر دیا فراج اپنی جگہ سے اچھلا مصطفی بڑبڑایا "نکلی شہزادی " مصطفی کی بڑبڑاہٹ سنتے فراج اور قندیل نے

رخ پھیرے اپنی ہنسی چھپائی تو افق نے ہنسہ کہتے مصطفی کو ایٹیٹیوڈ دیا جس پر مصطفی فقت ایک نظر افق کو دیکھے ایک ایبرو ریز کر گیا۔

"کہاں ہے چڑیل " مصطفی نے آگے ہوتے پوچھا ثوبان کے پسینے چھوٹے وہ مقدس سے کچھ فاصلے پر تھا۔

"یہ۔۔یہ " ثوبان نے پھر اشارہ کیا قندیل آگے ہوئی۔

"بھائی کہاں ہے یہ یہ کیا بول رہے " قندیل نے بھی نا سمجھی سے کہا۔

"یہ سب کس نے کیا ؟"افق نے ٹوٹے ہوئے مرر کے شیشوں کو دیکھتے پوچھا مصطفی ،قندیل اور فراج نے اب نوٹ کیا جبکہ مقدس نے اپنا نچلا لب دانتوں میں دبایا۔

"اسی۔۔نے " ثوبان نے کہا۔

"کس۔۔نے ؟" فراج نے اپنے بھائی کی نکل اتارتے پوچھا مصطفی نے فراج کو پھر چت رسید کی وہ چاروں جانتے تھے ثوبان کو چڑیلوں اور ہوائی مخلوق سے کتنا خوف آتا ہے۔

"یہ رہی نا " ثوبان بے بسی سے روہانسا ہوتے بولا وہ چاروں پھر ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔

"یار بھائی کونسی چڑیل ہے پاگل کی بچی جو آپ کو نظر آرہی اور ہمیں نہیں۔۔۔اور بتایا نہیں آپ نے آپ شادی شدہ ہے ہماری بھابھی ماں ہیں آپ کی لائف میں ایز آ وائف " فراج نے لڑاکا عورتوں کی طرح کمر پر ہاتھ ٹکائے پوچھا ان چاروں کو یہی لگا ثوبان نے کہی انسٹا ریل یا پھر خواب میں دیکھی ہوگی جب فراج کی بات پر ثوبان نے اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورا۔

"ہاں یہی تیری ماں " ثوبان نے اونچی آواز میں چیختے ہوئے کہا سب نے پھر نا سمجھی سے ثوبان کو دیکھا۔

"فراج بھائی میری خوبصورت بھائی کی شادی کی خبر سنتے چڑیل کیوں بھاگے گی " قندیل نے اپنا چھوٹا دماغ لگایا مصطفی اور افق نے بھی اب قندیل کی بات کو اہمیت دیتے فراج کو سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"کیونکہ ایک چڑیل دوسری چڑیل میرا مطلب عورت سے ہی ڈرے گی نا " فراج نے شرارت سے مقدس کی پشت کو دیکھتے کہا تو افق اور قندیل نے فراج کو گھورا وہ بھی تو عورتیں مطلب لڑکیاں تھیں اسی کیٹگری میں تھی نا جبکہ مصطفی نے ہوا میں ہاتھ بلند کیا جیسے فراج کو داد دینا چاہتا ہو اس بات پر فراج نے بھی جوابا ہائی فائی کرنے کے لیے ہاتھ ہوا میں بلند کیا لیکن مصطفی نے اس کے منہ پر تھپڑ مارا افق اور قندیل کا اس سین پر ہنس ہنس کر برا حال ہوا۔

"فراج بھائی ہماری بھابھی ماں تو خوبصورت ہیں " قندیل نے اپنی ہیزل گرین آنکھوں والی بھابھی ماں کی تعریف کی ثوبان ان چاروں کی چول پن دیکھتا غصے سے پاگل ہی ہونے والا تھا۔

"بہن جی منڈی گھوماؤ" ثوبان نے ان سب کم عقلوں کو دیکھتے بے بس ہوتے مقدس کو مخاطب کیا سب مقدس کی پیٹھ کو دیکھنے لگے جبکہ مقدس پھر بہن جی لفظ سنتے غصے اور نا سمجھی سے گردن موڑنے ہی لگی تھی کہ ایک سرد ہوا کا جھونکا پھر اسکے بالوں کو کندھے سے منہ پر بکھیر گیا مقدس کے چہرے پر بال تھے اور جہاں نہیں تھے وہاں آنکھوں سے بہتا سیاہ سیال نظر آرہا تھا اور پھر مقدس نے گردن گھمائی مقدس کو دیکھتے فراج مصطفی کی گود میں چڑھ دوڑا تو قندیل اور افق کے منہ سے زور دار چیخ نکلی وہ دونوں صوفے پر اپنے بھائی کی عقلیت میں جازم داؤد سبلینگ کا پورا فرض نبھاتی چڑھ دوڑی تو مصطفی کی تو خود خوف سے آواز نا نکلی وہ ثوبان کا اس لحاظ سے بھی اچھا دوست تھا کہ دونوں ہوائی مخلوق سے ڈرتے تھے مقدس واقعی چڑیل کا لک دے رہی تھی مصطفی نے فراج کو وہی چھوڑتے افق کے قریب صوفے پر چڑھ دوڑا اور افق کو بنا ہاتھ لگائے اس کے بازو پر آستین کو چٹکی سے کھینچتے اپنے سامنے کر گیا جبکہ فراج زمین پر زور سے گرنے کی وجہ سے کراہتا ہوا مصطفی کو گھورتا رہ گیا

لیکن جیسے نظر پھر گردن موڑے مقدس پر پڑی ایک لمبی چیخ ہوا کے سپرد کرتا دو سیکنڈ سے بھی کم وقت میں قندیل کو صوفے سے ہاتھ پکڑ کر نیچے اتارتا صوفے پر چڑھ دوڑا قندیل اپنے ڈکیت بھائی کو گھورتی سنگل صوفے پر چڑھ دوڑی وہ چاروں ایسے صوفے پر چڑھے تھے جیسے یہ صوفہ نہیں ریڈ لائین ایریا ہے جہاں تو چڑیل قدم رکھ ہی نہیں رکھ سکتی (مقدس تمہیں نہیں کہ رہی ڈونٹ مائینڈ ہاں)۔۔سلام تھا داؤد حویلی کی نوجوان نسل کی سوچ پر۔۔

"یہ آپ مرد ہو کر عورت کا سہارا لے رہے ہیں مصطفی شرم نہیں آتی آپ کو " افق نے مقدس کو دیکھتے میرا مطلب چڑیل کو دیکھتے مصطفی کو شرم دلانی چاہی۔

"نہیں " مصطفی نے پریشانی سے تھوک نگلتے کہا۔

"یہ باڈی کیوں بنائی ہے جائے چڑیل کو بھگائیں " افق نے روہانسا ہوتے مصطفی کو پھر شرم دلانی چاہی۔

"میں مرد ہو میں عورتوں پر ہاتھ نہیں اٹھاتا " مصطفی نے افق کو گھورتے جواب دیا۔

"وہ عورت نہیں چڑیل ہے " فراج نے تصیح کی۔

"تیری کیٹگری کی ہے جا کر لے دو دو ہاتھ " مصطفی نے جل کر کہا فراج نے منہ بنایا۔

"میں مرد ہو نظر نہیں آتا "فراج نے برہمی سے کہا۔

"پھر جا چڑیل کو بھگا " مصطفی نے فراج کو چیلنج کیا۔

"مرد ہو بے وقوف نہیں " فراج نے بھی ناک سے مکھی اڑائی۔

"چپ۔۔ بلکل چپ اس چڑیل کو بھگاؤ میری بیوی کی باڈی سے کمینوں" ثوبان ان کی بے تکی باتیں سنتا گرجا تھا مقدس نے ثوبان کو دیکھا۔

"ابھی ہماری بھابھی نے دیکھا ہی کیا تھا ؟"قندیل نے افسوس سے کہا۔

"تمہیں دیکھا تھا قندیل اسی لیے اب چڑیل ہیں " فراج نے قندیل کو آگ لگائی۔

"نہیں بھائی آپ کے اس بھوتیاں چہرے کو دیکھ کر جب میری بھابھی کو کچھ نہیں ہوا تو میں تو پھر داؤد خاندان کی چھوٹی شہزادی ہوں"قندیل نے آنکھیں سکیڑے دوبدوک جواب دیا۔

"آپ نے ہی ان کے پیر پکڑے تھے بھائی صبح آپ کی وجہ سے ہماری بھابھی کے پیر ٹیڑھے ہوگئے " افق نے فیری ٹیلز کی چڑیل کو تصور کرتے کہا سب نے بے ساختہ مقدس کے پیروں کو دیکھا جو خود پانچ پاگلوں کو دیکھ رہی تھی۔

"نہیں پیر تو سیدھے ہیں " سب نے ثوبان سمیت دل پر ہاتھ رکھ خود کو تسلی دی۔

"میری بیوی سے چڑیل کو بھگاؤ " ثوبان نے پھر ان سب کی توجہ چڑیل پر دلائی۔

"بھائی آپ کی بیوی ہے تو چڑیل بھی آپ کی ہوئی " افق نے پتے کی بات کی جس پر باقی تینوں نے بھی زوروشور سے سر ہلایا۔

"ہاں میرے تو سسرال سے بیوی کے ساتھ چڑیل بھی جہیز میں آئی تھی نا" ثوبان نے افق کو ڈپٹا افق نے منہ بنایا۔

"لیکن بھابھی تو جہیز لائی ہی نہیں " فراج نے سوچتے ہوئے کہا ثوبان کا دل کیا کمرے کی کھڑکی سے اس بھوتیا کو پھینکتے بھوتوں کی دنیا میں بھیج دے جو اتنی سیریس سیچویشن میں اول فول کے سوال کر رہا تھا۔

"جہیز ایک لعنت ہے "مصطفیٰ نے کانوں کو ہاتھ لگائے کہا۔

"جو اس وقت آپ کے چہرے پر پڑ رہی ہے " فراج نے پیٹ پر ہاتھ رکھتے اپنے منحوس جواب پر خود ہی ہنستے کہا لیکن جب خود کے ساتھ ثوبان ، افق اور قندیل کو ہنستا نا سنا تو انھیں دیکھنے لگا جنھوں نے ایک ساتھ ہتھیلی فراج کی سمت کرتے لعنت بھیجی اس دفعہ مصطفیٰ کا قہقہہ چھوٹا فراج نے منہ بنایا "جازم سبلینگس اپنے ہونے والے جیجا اور شوہر کے وفادار۔۔ہنننہ " فراج بڑبڑایا۔

مقدس کو سب جیسے سمجھ آنے لگا کہ یہ پانچویں اسے ہی چڑیل کہ رہے ہیں مگر کیوں ؟ اس نے سوچا مقدس نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتے بال پیچھے کیے اور ان پانچوں کو لگا مقدس کوئی ہاتھ منہ پر گھماتے جادو کر رہی ہے پانچوں کی چیخ بے ساختہ گونجی جب یاسر جو ابھی پارٹی آفس سے حویلی آیا تھا اس کا روم بھی اسی فلور پر تھا ثوبان کے کمرے سے چیخوں کی آواز سنتا اپنے بھابھی ماں کا صبح والا رویہ بھولائے ثوبان کے کمرے کا رخ کیا تو جویریہ جو سفید شلوار قمیض میں شاور لیے ملبوس تھی وہ بھی نا سمجھی سے اپنے کمرے سے نکلتی ثوبان کے کمرے کی طرف بڑھی کافی دیر سے وہ یہ چیخے اگنور کر رہی تھی یاسر اور جویریہ نے ایک ساتھ ایک دوسرے کو دیکھا یاسر جویریہ کی پیشانی پر تازہ زخم دیکھتا ٹھٹکا مگر جویریہ نے کمرے میں قدم رکھا تو وہ بھی کمرے میں قدم رکھ گیا۔

"یہ تم سب کو کیا ہوا " جویریہ ان چاروں کو صوفے کا حشر بگاڑتا دیکھ بولی جب ان چاروں نے جویریہ کو دیکھتے ہاتھ بڑھائے مقدس کی طرف اشارہ کیا جویریہ

کے پیچھے یاسر نے بھی نا سمجھی سے ان چاروں کو دیکھتے اس سمت دیکھا جہاں مقدس اپنے بالوں کو سیٹ کرتی کان پر ان پانچوں کی چیخوں کی وجہ سے ہاتھ رکھتی پھٹی پھٹی آنکھوں سے انھیں دیکھ رہی تھی جویریہ اور یاسر کی نظر بے ساختہ ثوبان پر گئی جو سہما ہوا تھا پھر مرر کا ٹوٹا شیشہ اور مقدس کا چہرہ وہ دونوں پل میں بات سمجھے تھے۔

جویریہ نے قدم مقدس کی جانب بڑھائے تھے جبکہ یاسر نے بامشکل اپنا قہقہہ ضبط کیا۔

"آپی نہیں جاؤ موت کے منہ میں " فراج، قندیل اور افق یک زبان بولے۔

"جویریہ مار دے گی یہ تمہیں " ثوبان کو بھی اپنی بہن کی فکر ہوئی۔

"چپ ہو جاؤ تم سب آواز نکلی نا میں تم سب کا گلا اپنے ہاتھوں سے دباؤ گی" جویریہ نے ثوبان سمیت سب کو ڈپٹا جویریہ کی بات پر سب نے منہ پر انگلی رکھی اب خود مرنے کا شوق تھا جویریہ کو تو مرے ہنہ۔۔ان سب کو دیکھتے یاسر کا قہقہہ ضبط کرتے چہرہ سرخ ہوا۔

جویریہ نے مقدس کے سامنے کھڑے ہوتے مقدس کو دیکھا جو اب کنفیوز ہوئی تھی۔

"بھابھی یہ سب ایسے ہی چیخ رہے ہیں میں نے تو کچھ نہیں کیا" مقدس نے وضاحت کی۔

"تمہیں نہیں پتا یہ کیوں چیخ رہے ہیں ؟؟" جویریہ نے مسکراہٹ دبائے پوچھا مقدس نے نفی میں سر ہلایا۔

"مجھے ثوبان چڑیل بول رہیے ہیں اور یہ سب بھی اور انھوں نے مجھے بہن جی بھی بولا " مقدس نے چھوٹے بچے کی طرح پھر رونا شروع کرتے جویریہ کو شکایت لگائی جویریہ کو وہ اس وقت کیوٹ سی چھوٹی سی بچی لگی تو یاسر بھی بے ساختہ مسکرایا مقدس کی بات پر لیکن بہن جی والی بات پر یاسر کا منہ حیرت سے کھلا۔

جویریہ نے مرر کا ایک بڑا ٹکڑا اٹھائے مقدس کے پاس آئی اور مقدس کے سامنے کیا مقدس کی جیسے نظر خود پر گئی دل فریب چیخ نکلی جبکہ ثوبان یاسر مصطفی فراج افق اور قندیل نے کانوں پر بے ساختہ ہاتھ رکھے تھے۔

"یہ۔۔یہ۔۔یہ۔۔کون۔۔"مقدس نے صدمے سے خود کو مرر میں دیکھتے پوچھا

۔

"چڑیل " جویریہ نے مقدس کے صدمے کو دیکھتے کہا اور قہقہہ لگا گئی یاسر کا چہرہ مزید قہقہہ ضبط کرتے سرخ ہوا۔

"بھائی ریلیکس آپ تو فضول میں چیخ رہے تھے یہ تو بھابھی ماں ہی تھیں آپ تو فضول میں ڈر رہے تھے " فرج بھی شانے اچکاتا ثوبان کو ریلکس کرتا بولا اور صوفے سے اترا باقی سب بھی اترے تھے۔

"اور تو تو جیسے خوشی سے چیخ رہا تھا" ثوبان نے بیڈ سے اترتے پانی کا گلاس پیتے کہا اسے جیسے ایک گھنٹے بعد اب سانس آئی تھی ورنہ تو وہ آج جنت جانے کا ہی سوچتے سارے کلمے یاد کر رہا تھا دل میں۔

قندیل نے ٹیشو باکس پکڑے مقدس کے پاس آتے اسے دیا مقدس نے چار پانچ ٹشو نکالے چہرہ صاف کیا۔

"بھائی آپ کا نکاح ٹوٹ گیا "فراج نے سوچتے نیا شوشا چھوڑا سب نے ثوبان اور مقدس سمیت نا سمجھی سے فراج کو دیکھا۔

" آپ نے اپنی بیوی کو بہن بولا " فراج نے وضاحت کی افق اور قندیل نے بے ساختہ اپنے منہ کھولے ہاتھ رکھا۔

"اب کیا ہو گا ؟؟" قندیل کو فکر ہوئی جبکہ مصطفی ،یاسر اور جویریہ نے فراج کو دیکھتے نفی میں سر ہلایا۔

"کچھ نہیں مقدس تم پریشان مت ہو میں کرونگا تم سے نکاح " فراج نے دیدہ دلیری دیکھاتے مقدس کو اپنے ایک ہاتھ کے حصار میں لیتے کہا۔

وہ بے شرم دیور تھا جو اپنی بھابھی ماں کو اپنے سائیکو بھائی کے سامنے اس سے ہی شادی کرنے کا عہد بتا رہا تھا اور پھر کیا تھا ٹھیک تین منٹ بعد وہ گارڈن کی

ٹھنڈی گھاس پر پڑا کرہا رہا تھا کیونکہ ثوبان نے اسے ہاتھ لگانے کا وعدہ نہیں توڑا تھا ثوبان نے اپنی بیوی کا دوپٹہ گھوماتے فراج کو شانوں سے اس میں قید کرتے کھڑکی کے پاس لاتے ڈوپٹہ کھینچا اور ہمارا فائیٹر ٹریز منہ کے بل گھاس پر گرا جبکہ یاسر اور مصطفی نے ثوبان کے کھڑکی سے ہٹتے ہی ایک نظر افسوس سے وال نما کھڑکی سے نیچے جھانکتے سر جھٹکا اور کھڑکی کھٹاک سے بند کی۔

"اللہ۔۔مار۔۔دیا۔۔اللہ پوچھے۔۔ثوبان بھائی۔۔بچے کی۔۔ہڈیاں توڑ دی۔۔سائیکو آدمی نے۔۔۔بس تھوڑی۔۔سی لائن۔۔ہی تو۔۔ماری۔۔ تھی۔۔بھابھی۔۔ماں ۔۔۔ آآآآآ۔۔آآآآآ۔۔"فراج کرہاتا کھڑا ہوا۔

****

فراج کا کام تمام کرتے سب نے اب جویریہ کو دیکھا جس کے سر پر چوٹ تھی ثوبان اور یاسر نے پریشانی سے جویریہ سے پوچھا جس نے واشروم میں گرنے کا بہانا بناتے سب کو ٹالا تھا قندیل نے جویریہ کی زبردستی ڈریسنگ کی تو افق

نے ملازمہ کو بلاتے شیشے کے ٹکروں کو صاف کروایا مقدس واشروم جا چکی تھی تو مصطفی اور یاسر ثوبان کو آنکھوں ہی آنکھوں میں بیوی سے اگر بچ گئے تو صبح ملے گے کا اشارہ کرتے باہر نکلے جس پر ثوبان نے ڈریسنگ کے دروازے کو دیکھا تھا شکر تھا مقدس نے داؤد'ز کا مزاق نہیں بنایا تھا یاسر اور جویریہ نے مقدس کے ڈریسنگ میں گھستے ہی ان چاروں کا مزاق بناتے کہا تھا (کیونکہ پانچواں تو اس وقت گارڈن میں گیلی گھاس کے ساتھ شاید رومینس کرنے میں مصروف تھا) کہ تم لوگوں نے تو نئ نویلی دلہن کے آگے اپنے خاندان کا نام ڈوبانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی جس خاندان کے نام سے پورا ملک کانپتا ہے تم نے اس خاندان کی عزت روعب اور دبدبے کو ہی کانپنے پر مجبور کر دیا یاسر اور جویریہ نے ان سب کی ہنستے ہوئے کلاس لگائی تو سب نے ہی ثوبان پر سارہ ملبا ڈالا جو اپنی بیوی کے اس انداز پر اپنی سوچوں میں ہی گم تھا مگر وہ پر سکون تھا کہ واقعی اس کی بیوی میں کوئی چڑیل نہیں شکر ورنہ پوری زندگی اس کے ساتھ کیسے گزارتا ثوبان نے تو کانپتے دل کے ساتھ سوچا اب چہرہ اور باڈی

نارمل تھی جیسے ایک دنیا ثوبان جازم داؤد کو جانتی تھی سائیکو سنجیدہ مغرور بزنس مین کمرہ اب پہلے سے بہتر حالت میں تھا سب ہی اپنے اپنے کمروں کا رخ کر گئے تھے ثوبان نے دروازہ لاک کرتے ہیٹر آن کیا اب کمرے میں اچھی خاصی گرمائش پھیل چکی تھیں ثوبان بیڈ کروان سے ٹیک لگائے ڈریسنگ کے بند دروازے کو ہی دیکھ رہا تھا جہاں پچھلے آدھے گھنٹے سے مقدس بند تھی کمرہ ٹھنڈا تھا وہ کب سے اس ٹھنڈ میں ٹہلتی رہی تھی کاجل پھیلا تھا آنکھیں نم تھیں وہ کب سے رو رہی تھی مگر کس بات پر ؟؟اور کیوں ؟؟ثوبان نے پیشانی مسلتے سوچا مزید پانچ منٹ بعد ڈریسنگ کا دروازہ کھلا تھا اور مقدس فریش سی باہر نکلی۔

****

"کیوں رو رہی تھی ؟؟ " ثوبان مقدس کے قریب آتا مقدس کے چہرے پر ساحرانہ پھونک مارتے پوچھنے لگا مقدس نے ہیزل گرین پلکیں اٹھائے ثوبان کی اوشن نیلی آنکھوں میں دیکھا۔

" آپ کو۔۔کیا۔۔فرق۔۔پڑتا ہے " مقدس نے سو سو کرتے شکوے سے آنسو بہاتی ہیزل گرین آنکھوں سے کہا مقدس کا شکوہ سنتے ثوبان کے ہونٹوں پر مبہم سی مسکراہٹ رینگی۔

"اور اب رونے کا شغل فرما چکی ہو تو وجہ بھی بتا دو بیوی۔۔اور خبر دار جو اب آنسو بہانے شروع کیے تو پہلے ہی رو رو کر چھوٹی سی ناک سرخ کر چکی ہو " ثوبان نے مقدس کی سرخ ہوتی ناک پر اپنے لب رکھتے اس کے گال پر اپنی بیرڈ رب کرتے گھمبیر آواز میں کہا۔

"آپ لوگ کفیر حویلی گئے تھے وہاں ابا حضور نے مجھے طلاق دینے کی بات کی اور آپ خاموش رہے۔۔اماں حضور بھی مجھے پسند نہیں کرتی چچی حضور نے

مجھے طعنے دیے عشراق کے اپاہج ہونے کے ، عترت بھابھی کے لیے اماں حضور نے بھی امی جان کو برا بولا " مقدس نے ساری بات ثوبان کو بتائی۔

"میں خاموش رہا کیونکہ میں جہاں کھڑا تھا وہاں تمہارے لیے اپنے باپ کی شان میں دشمنوں کے سامنے گستاخی نہیں کر سکتا تھا " ثوبان نے سپاٹ چہرے سے کرخت لہجے میں کہتے مقدس کے دل کو پھر کرچیوں میں توڑا تھا مقدس کا چہرے اپنے شوہر کے منہ اپنے خاندان کے لیے دشمن کا لفظ سنتے پل میں سرخ ہو مقدس بیڈ سے اٹھتی ثوبان کی طرف نم نگاہوں سے دیکھے گئی۔

"میں بھی تو اسی دشمن خاندان کی بیٹی ہو اور جب میرے لیے آپ اپنے باپ کی شان میں گستاخی نہیں کر سکتے تھے تو مجھ سے بہت بڑی غلطی ہوئی اپنے باپ کو ناراض کر کے آپ کی محبت میں پاگل ہوتے رخصتی کروائی " مقدس آپے سے باہر ہوتی چیخی۔

"میں یہاں صرف آپ کے لیے اپنی محبت میں پاگل ہوتی آئی۔۔آپ کی بات کا مان رکھتے آپ کی ماں اور چچی کی کڑوی کسیلی باتیں سن رہی ہوں۔۔اور

آپ میرا مان نہیں رکھ سکے میرے گھر والوں کے سامنے اپنے باپ کے۔۔"
مقدس آپے سے باہر ہوتی ہزیانی انداز میں چیخے جا رہی بدن لرز رہا تھا آنسو پل پل پھر بہنا شروع ہوئے جبکہ ثوبان سرخ چہرے سے مقدس کی بدتمیزی کو برداشت کرتا پل میں بیڈ سے اٹھتا مقدس کا بازو دبوچتا ہاتھ اٹھانے ہی والا تھا کہ خود پر ضبط کرتے اپنا ہاتھ ہوا میں محلق چھوڑا مقدس نے ثوبان کے تھپڑ کے ڈر سے اپنا منہ دونوں ہاتھوں میں چھپایا ثوبان نے اپنا ہاتھ پہلو میں گرایا غصے سے تنفس پھول رہا تھا وہ ہی جانتا تھا کیسے مقدس کی زبان سے اپنے ماں باپ کے لیے اس بدتمیز انداز کو برداشت کر رہا تھا۔

"اگر دوبارہ میرے بڑوں کا نام اس قدر بدتمیزی سے لیا میں خود پر دوبارہ ضبط نہیں کر پاؤں گا اور رہی تمہارے خاندان سے دشمنی کی بات وہ تو ہم چاہ کر بھی نہیں بھولا سکتے تمہارے بھائی نے ہماری عزت پر ہاتھ مارا تھا اور قسم خدا پاک کی اگر مجھے شاہد دادجی کے بڑھاپے کا زرا خیال نا ہوتا اس وقت تو کبھی یاسر کو گولی چلانے سے نا روکتا اور اگر یہی ہمارے بڑے جن کی شان

میں تم گستاخی کر رہی ہو بیچ میں نا آئے ہوتے تو تمہارے بھائی کو قبر میں اسی وقت اتار دیتے۔۔اور رہی میری اماں حضور اور چچی حضور کی بات انھوں نے عترت کی وجہ سے تلخ رویہ اپنایا ہو گا تمہاری ماں بھی میری بہن کے ساتھ اچھا رویہ نہیں رکھے بیٹھی ہے لیکن یہ ہمارے خاندان کی تربیت ہے کہ وہ چپ کر کے اپنے سسرال والوں کی عزت کرتی ہر غم بھولائے بیٹھی ہے تمہاری طرح زرا زرا سی بات کو اماں حضور سے ڈسکس کرتے اپنی اور دوسروں کی زندگی حرام نہیں کر رہی اور آخری بات میں نے نہیں کہا تمہیں رخصتی خود کروا سمجھ آئی " ثوبان دوسرے ہاتھ سے مقدس کا دوسرا بازوں پکڑے دھاڑا تھا ثوبان کی دھاڑ سے مقدس کو اپنے کان کے پردے پھٹتے محسوس ہوئے وہ ثوبان کی بات لرزتے ہوئے بے جان ہوتے وجود سے سن رہی تھی وہ اپنی ماں سے اس گھر کی شکایتیں کرتی ہے؟ میری تربیت اچھی نہیں مقدس نے نم آنکھوں سے سوچا وہ یہ سب برداشت بھی کر جاتی مگر حنان کے لیے یہ الفاظ سنتے وہ پوری قوت سے ثوبان کے ہاتھ جھٹکتی پیچھے ہوئی تھی وہ ثوبان سے ڈر

بھی رہی تھی اور ہمت بھی اتنی کر رہی تھی کہ ثوبان کا قہر اس نازک وجود پر برس جائے ثوبان نے ضبط سے اپنی مٹھیاں بھینچی۔

"ہنہ۔۔میرے بے گناہ بھائی کو مارنے کی اوقات نہیں آپ لوگوں کی" مقدس زخمی انداز سے مسکراتی ہوئی چیخی آنسو بے دردی سے اپنی ہتھیلیوں کی پشت سے رگڑے تھے مقدس کی بات پر ثوبان نے جبڑے بھینچے۔

"میرے فرشتہ صفت بھائی کو مارے گے داؤد'ز ؟؟ حرام کا خون سمجھا ہے کفیر'ز کے پاک خون کو ؟" مقدس نے پھر ثوبان کو آگ لگائی ثوبان کی انگ انگ میں شرارے پھوٹے وہ اس سے بچپن سے محبت کرتا تھا اور یہ عورت زرا سی بات کا بتنگڑ بناتی ثوبان جازم داؤد کو اس کی اوقات یاد دلا رہی تھی۔

"میرے بھائی کا اگر دوبارہ ان الفاظ میں ذکر کیا مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا ثوبان جازم داؤد۔۔اور رہی میری خود رخصتی کروانے کی بات صحیح کہا آپ نے میں محبت میں آندھی تھی میں نے خود کروائی یہ رخصتی " مقدس نے تلخ مسکراہٹ سجائے کہا۔

"اچھا تھی !! مطلب اب آندھی کی آنکھیں لوٹ آئیں ہیں " ثوبان نے طنزیہ زخمی سا مسکراتے مقدس سے اس کے لفظوں کا مطلب پوچھا۔

"ہاں لوٹ آئیں ہیں اور اب مقدس ثوبان داؤد آپ سے کی گئی محبت پر تھوکتے واپس مقدس عالم کفیر بنے گی۔۔میں آپ سے طلاق۔۔"مقدس اپنی آنا ،نفس کی تزلیل اور محبت کی جنگ میں پاگل ہوتی چیختی اپنے لیے مشکلیں پیدا کر گئی تھی وہ اپنا جملہ پورا کرتی کے ثوبان آپے سے باہر ہوتا مقدس کے منہ پر تھپڑ رسید کر گیا مقدس منہ کے بل فرش پر بیچھے میٹ پر ہتھیلیاں پھیلائے گری منہ سے خون کی لکیر نکلی تھی ثوبان نے غصے کو کنٹرول کرنے کے لیے اپنے بالوں میں انگلیاں چلائی مگر غصہ تھا کہ کسی صورت کم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا مقدس اسی حالت میں بے آواز آنسو بہاتی ثوبان کو دیکھنے لگی جس نے سائیڈ ٹیبل سے لیمپ اٹھائے پوری قوت سے دیوار میں دے مارا کمرے میں ایک دفعہ پھر کانچ چھن سے پھیلا مقدس نے سہمتے ہوئے ثوبان سے دور ہوتے لڑکھڑاتے ہوئے دیوار کا سہارا لیا ثوبان ایک ایک کر کے ہر

چیز دیوار پر مارتا اپنے غصے کو بے جان چیزوں پر نکال رہا تھا وہ صبح مقدس کے شمائلہ کو اپنی جگہ رکھنے والی بات پر ہی مقدس سے سرد رویہ اپنائے ہوئے تھا وہ مقدس کی جگہ کسی کو تصور بھی نہیں کر سکتا تھا وہ شمائلہ سے منگنی اپنی ماں کے دباؤ میں کر رہا تھا اور ایک مقدس تھی جس نے زرا سی بات پر اس سے طلاق لینے کی بات اتنی آسانی سے کر دی تھی مقدس کانپتے ہوئے منہ پر دونوں ہاتھ رکھے چیخوں کا گلا گھوٹتی ثوبان کے غصے میں اتنے خطرناک ریکشن کو دیکھ رہی تھی وہ جب بے جان چیزوں پر ایسے غصہ اتار رہا ہے اس کے ساتھ کیا کرے گا ؟؟

مقدس کانپتے ہوئے سہمی نگاہوں سے ثوبان کو یک ٹک دیکھ رہی تھی جو کمرے میں موجود ہر چیز کا ہشر نشر برپا کرتا مقدس کی طرف سرخ چہرے تتنے نقوش سے قدم بڑھا رہا تھا مقدس نے دیوار کا سہارا لیتے ڈریسنگ میں بند ہونے کی غرض سے قدم اٹھائے ثوبان نے اپنے کسرتی ہاتھ سے مقدس کا بازو دبوچتے اسے دوبارہ دیوار سے پن کیا مقدس کی دل فریب چیخ نکلی ثوبان دیوار پر

دونوں ہاتھ مقدس کے دائیں بائیں ٹکائے مقدس کے چہرے کے قریب اپنا چہرہ کرتے غصے سے پھولی سانسوں کو مقدس کے چہرے پر بکھیر رہا تھا۔

"مجھ سے طلاق لو گی تم " ثوبان مقدس کے چہرے پر غرایا مقدس نے بری طرح کانپتے ہوئے سہمی نگاہوں سے ثوبان کو دیکھا۔

"آپ.. محبت.. نہیں.. کرتے .. مجھ سے " مقدس نے ہمت جمع کرتے کہا۔

"میں کیا پوچھ رہا ہو تم سے اس کا جواب دو " ثوبان اپنی بات کا الٹا جواب سنتے دھاڑا۔

"آپ۔۔کے۔۔دل۔۔میں۔۔میرے۔۔لیے۔۔کوئی۔۔جزبہ نہیں" مقدس نے شکوہ کناہ آنکھوں سے پھر اپنی ہی بات کی جسے سنتے ثوبان نے دیوار پر ایک زوردار پنچ مارا مقدس کو دیوار ہلتی محسوس ہوئی۔

"جو پوچھ رہا ہوں اس کا جواب دو " ثوبان سرد مہری سے غرایا مقدس کی جان ہوا ہونے لگی۔

"تم مجھ سے طلاق لو گی " ثوبان نے پھر وہی سوال دہرایا۔

"تم مجھ سے دستبردار ہونا چاہتی ہو مجھ سے۔۔صرف اپنے خاندان اپنے بھائی کی وجہ سے تمہارے لیے میں میرا نام مزاق میرا وجود مزاق ہے میری مح۔۔"ثوبان اس سے پہلے اپنی بات مکمل کرتا مقدس نے ثوبان کا دایاں ہاتھ ہٹائے اس کے حصار سے نکلی وہ کانپتی ہوئی سہمتی ہوئی جزباتی ہوتے ہوئے اس شخص کا مقابلہ کر رہی تھی جو اپنے طوفان جیسے غصے کو کنٹرول کرتا مقدس سے اپنی محبت کا اظہار کرنے والا تھا۔۔وہ مقدس کو اپنے غصے کو برداشت کرتے ہوئے بتانا چاہتا تھا کہ وہ بچپن سے مقدس سے بے انتہا محبت کرتا ہے مگر مقدس پھر اپنے بھائی اور خاندان کا سنتی ثوبان سے دور ہوتی کانپتی ہوئی انگلی اٹھائے ثوبان کو وارن کر رہی تھی اسے جیسے اس وقت خود سے ڈر لگ رہا تھا کہ وہ غصے میں اس لڑکی کی جان ہی نا لے لیں جو اس کی روح کو چھنی کرنے والی بات کر گئی تھی وہ کیسے یہ جملا برداشت کرتا اس کے منہ سے جو بچپن

سے اس سے محبت کا دعوا کرتی تھی جس سے خود ثوبان بچپن سے محبت کرتا تھا۔

"اب اگر ایک بار نہیں ہزار بار بھی مجھے چنا پڑے میں اپنے بھائیوں اور خاندان کو ہی چنو گی " مقدس چیخی۔

"میں تمہیں طلاق کسی صورت نہیں دو گا تم ثوبان جازم داؤد کی عزت ہو اس کی بیوی اور مرتے دم تک تم میری ہی بیوی رہو گی اور اگر اب تم نے مجھ سے دور جانے کی بات کی مقدس تم میرا وہ روپ دیکھو گی جو میں تمہیں دیکھانا نہیں چاہتا اور ایسا کیا کر دیا ہے میرا قصور کیا ہے جو تم میری روح چھنی کر رہی ہو " ثوبان نے مقدس کے قریب ایک ہی جست میں پہنچتے مقدس کے تنبیہ کرتے ہاتھ کو مڑور کر کمر سے لگاتے کہا مقدس کی تکلیف کے احساس سے چیخ بے ساختہ گونجی ثوبان کا لہجہ نم تھا شاید بے بس بھی۔

"مجھے نہیں رہنا ایسے شخص کی بیوی بن کر جو اپنی بیوی کو دشمنی کی بھیٹ چڑھائے ، جو اپنی بیوی کو صرف اپنی ہوس پوری کرنے کے لیے کمرے میں

اس سے محبت جتائے لیکن جب وہ اپنی ساس سے ہونے والی تزلیل اپنے شوہر کو بتائے تو شوہر اپنے خاندان اور ماں باپ کے لیے اپنی بیوی کا منہ لال کر دے۔۔ نہیں رہنا ایسے شوہر کے ساتھ جو بیوی کے ہوتے منگنی کرنے کو چل پڑے۔۔ نہیں رہنا ایسے شوہر کے ساتھ جو اپنی بیوی کو پل پل اس سے محبت کرنے کی سزا دے ایسے شخص کے ساتھ رہنے سے اچھا مجھے موت اجائے میں ابھی مر جاؤ " مقدس نے تکلیف سے سرخ پڑتی آنکھوں سے ہزیانی انداز میں کہا ثوبان کو لگا جیسے اس مغرور اور مضبوط مرد کے سامنے دنیا گھوم گئ ہو۔

اس نے مقدس کو دشمنی کے بھیٹ چڑھایا ؟؟ اس نے تو اسی دشمنی سے دور رکھنے کے لیے مقدس کو پانچ سالوں سے خود سے دور رکھا ورنہ جب یہ دشمنی شروع ہوئی تبھی وہ اپنی بیوی کو یہاں لے آتا اور اسے روکنے والا بھی کوئی نا ہوتا جہاں اس کی ماں اور چچی اسے ہر پل نا کردہ گناہ کی سزا طعنوں کی صورت میں صرف اس لیے دیتی کہ وہ کفیر'ز کی بیٹی تھی !! ہوس ، اس نے کب ہوس پوری کی ثوبان نے تو آج تک کبھی کسی لڑکی کو آنکھ اٹھا کر نا دیکھا وہ اپنی ہی

بیوی سے ہوس پوری کرے گا وہ تو ملکیت تھی اس کی حق رکھتے ہوئے بھی مقدس کی رضامندی کے بنا اپنا حق وصول نہیں کیا ، اور وہ ہوس پوری کرتا ہے مقدس سے آج اسے اپنی محبت کرنے والی بیوی کی زبان سے اپنا دل ٹکڑوں میں کٹتا محسوس ہوا۔۔اور اس کے گھر والوں نے کب کی مقدس کی تزلیل جازم صاحب نے تو اس وقت معاملہ سنبھالنے کے لیے وہ بات کی تھی کہ کفیر'ز عشراق کی رخصتی کے لیے مان جائے جسے مقدس کی ماں نے اس کے سامنے کسی دوسرے انداز میں پیش کیا اماں حضور کو وہ اچھے سے جانتا تھا انھوں نے صرف عترت کے لیے کچھ کہ دیا ہو گا ہاں چچی حضور شمائلہ کی وجہ سے نفرت کرتی تھی مقدس سے جنھیں صبح تمیز کے دائرے میں رہتے ثوبان نے جواب دیا تھا اور باقی سب تو نیوٹرل تھے اور وہ سب مقدس کو پسند کرتے تھے الٹا مقدس نے صبح یاسر سے بدتمیزی کی تھی اس کے جھکے سر کا خیال بھی نا کیا یہ بھی نا سوچا وہ اس کے شوہر کا بھائی ہے لیکن پھر بھی ثوبان نے اس بات کو اپنے اور مقدس کے رشتے میں مدعا نا بنایا اور رہی منگنی کی بات تو وہ یہ

کیوں بھول گئی کہ منگنی بھی اسی کی ہی وجہ سے موقع ملتے فورا توڑی تھی کیا وہ اپنے بھائی کو بھول گئی جس نے تو اپنی ایک دن کی رخصت ہوئی بیوی کو پانچ سال ہجر کی سزا دی تھی وہ خاموش رہا تھا اپنے ماں باپ کے فیصلے پر اس سے بڑھ کر گناہ گار ہے ثوبان ؟؟ ان کے خاندان کی عزت لوٹی تھی وہ اس خاندان کو کچھ نا کہتا اپنی بہن سے محبت کرتے ہوئے ان سے نفرت نا کرتا کیا بہن کی عزت اتنی سستی ہوتی ہے ؟؟ اور یہ وہ مقدس تھی جو بچپن سے اس سے محبت کی دعویدار تھی جسے اب اس کے ساتھ سے بڑھ کر موت عزیز ہو گئی تھی کیا ثوبان جازم داؤد کی یہ حیثیت تھی اس کی بیوی زندگی میں کیا وہ شہزادہ اتنا بے مول تھا کہ اس کی بیوی خاندان میں ہونے والی بات پر اس سے دور جانے تک کا فیصلہ کر لیتی۔

____

"حویلی آگئی" حداد نے بنا ایک نظر پاس بیٹھے شخص کو دیکھے ونڈو سے باہر دیکھتے پورچ میں کار لگائے لمبی خاموشی کو توڑا سرمئی آنکھیں ایک دم واہ ہوئیں حنان نے رخ پھیرے اس دفعہ حداد کو دیکھا تھا جو رخ پھیرے اسٹیرنگ پر ایک ہاتھ کی گرفت سخت کیے ہوئے تھا حنان مسکرایا پھر کندھے اچکاتا دروازہ کھولے باہر نکلا اسی زرا زرا سی گیلی ہڈی کی جیبوں میں دونوں ہاتھ پھنسائے وہ پانچ سال بعد اس حویلی کی دہلیز پر قدم رکھ چکا تھا اور ممتا سے بھرے احساس نے اسے اپنے حصار میں لیا اس کی سرمئی آنکھیں اندھیرے میں بھی حویلی کے ہر کونے کو دیکھنے لگی جہاں اس کی اپنے بہن بھائیوں سے لاکھوں یادیں جڑی تھیں حنان پھر مسکرایا اور گردن گھمائے حداد کو دیکھنے لگا جو اسے خود کو دیکھتا پا کر نظریں دوسری سمت موڑ گیا حنان نے آنکھیں سکیڑے اسے دیکھتے اپنے قدم آگے کی سمت لیے حویلی کے مین اینٹرنس تک پہنچتے اسے یک دم احساس ہوا رات کے اس پہر حویلی کی اندرونی لائیٹس آن ہیں کیا سب جاگ رہے تھے کیا سب اسی کا انتظار کر رہے تھے اس نے سوچوں میں گم حویلی میں

قدم رکھا سامنے صوفے پر شاہد کفیر بیٹھے تھے تو اعتراف میں اعظم اور عالم صاحب ،عالم صاحب کے برابر میں فاطمہ بیگم بیٹھی تھی وہ چاروں کسی اہم باتوں میں مصروف معلوم ہوتے تھے جب فاطمہ بیگم نے بے چینی سے دروازے کی سمت دیکھا وہ کب سے بے چین ہوتی ہر دو منٹ بعد دروازے کو دیکھ رہیں تھی دروازے کے بیچوں بیچ اس دفعہ حنان کو دیکھتی فاطمہ بیگم اپنی جگہ سے اٹھی تھیں وہ ٹرانس کی کیفیت میں پہلے چلتی ہوئی پھر بوڑھی ہڈیوں سے دوڑتی ہوئی حنان کی سمت آئیں ان کی ہیزل گرین آنکھوں سے آنسو پل پل زاروقطار بہہ رہے تھے چہرہ بے حد سرخ ہو چکا تھا حنان نے آگے بڑھتے ان کے کانپتے بے چین وجود کو اپنی باہوں میں بھرا فاطمہ بیگم حنان کے سینے اور بازوؤں پر ممتا سے بھرپور لمس بکھیرتی حنان کے سینے میں منہ چھپائے رونے لگی حنان کی آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹ کر اس کی شیو میں جذب ہوا عالم ، اعظم صاحب اور دادجی بھی اپنی جگہ سے فورا اٹھے تھے وہ تینوں بھی نم آنکھوں سے حنان کو دیکھ رہے تھے جو اپنی ماں جیسی چچی کے سینے سے لگا ممتا

کی شفقت محسوس کر رہا تھا کافی دیر خود سے لگائے حنان نے فاطمہ بیگم کو الگ کرتے ان کے ہاتھ اور ماتھا چومتے ان کے آنسو صاف کیے تھے حنان کی نظر اپنے باپ پر گئی جو پہلے نم آنکھوں سے اسے دیکھ رہے تھے اب بیٹے کے دیکھتے ہی آنکھیں صاف کیے بے رخی سے صوفے پر بیٹھ گئے عالم کفیر نے بھی یہی کیا تو داجی نے بھی بیٹوں کی عقلیت میں یہ کام سر انجام دینا ضروری سمجھا حنان ان تینوں کو دیکھتے دوبارہ آنکھیں سکیڑ گیا جب سیڑھیوں سے اترتی جنہ نے بھائی کی زور دار چیخ مارتے حنان کے پاس آتی اس کے سینے سے لگی پانچ سالوں بعد بھائی کا لمس محسوس ہوا تھا بھائی تو حداد بھی تھا مگر حنان کے بنا تو سب ادھورے تھے حنان نے جنہ کے بالوں پر لب رکھتے اس کے بھیگے چہرے کو صاف کیا تھا۔

"کیسا ہے میرا بیٹا " حنان نے پوچھا فاطمہ بیگم دونوں کو دیکھتی مسکرا رہی تھیں

۔

"اب ٹھیک ہو بھائی آپ اگر اب مجھے چھوڑ کر گئے میں کبھی بات نہیں کرو گی آپ سے " جنہ نے شکوہ سے کہتے پھر حنان کے سینے سے لگی حنان اپنی بہن کی دھمکی پر دل کھول کر مسکرایا ابھی وہ کچھ کہتا ہی کہ عشراق ویل چیئر پر اپنے کمرے سے باہر نکلی نقاب کیا ہوا تھا اسے اندازہ تھا باہر شاید حداد بھائی بھی ہو حنان کی نظر جیسے ہی عشراق پر پڑی وہ عشراق کے پاس آتے اسے سینے سے لگا گیا عشراق اپنے ماں جائے سے ملتی نقاب بھگو چکی تھی کیا کچھ تھا جو دونوں بہن بھائیوں کو یاد نا آیا پانچ سال کی جدائی عشراق کا اپاہج ہونا جازم بہن بھائیوں کی سفاکیت حنان نے اس کا نقاب ہٹاتے آنسو صاف کیے وہ اب تینوں خواتین کے حصار میں شاہد کفیر کے سامنے صوفے پر براجمان ہوا اعظم اور اعلم کفیر سمیت شاہد کفیر کا بھی دل بار بار اس سے باتیں کرنے اسے سینے سے لگانے کو کر رہا تھا مگر وہ سب حنان سے ناراض تھے ایک دفعہ بھی وہ جیل میں ان سے نا ملا تھا سوائے حداد کے وہ بھی دو دفعہ عشراق کی خیریت پوچھنے کے لیے اور اس کے بعد حنان نے حداد سے ملنا بھی ترک کر دیا کچھ دیر بعد

حداد بھی اعظم کفیر کے برابر میں براجمان ہوتا اپنی ماں اور بہنوں کو دیکھنے لگا جو حنان سے باتوں میں اس قدر مصروف تھیں کہ وہاں موجود اور مردوں کی موجودگی فراموش کر گئی جبکہ یازان جو کب سے ان کے صوفے سے دور چار کرسیوں والی سینٹر ٹیبل پر بیٹھا سیب کھا رہا تھا بار بار آنکھیں گھماتے حنان اور اس کے پاس خواتین کو دیکھ کر منہ بنا کر رہ گیا۔

"بس بہت ہو گیا میں بھی یہاں موجود ہوں" یازان ایک دم کرسی سے کھڑا ہوتا چیخا سب نے حیرت سے یازان کو دیکھا تو عشراق ،جنہ اور فاطمہ بیگم نے ایک نظر اسے دیکھتے واپس حنان سے باتوں میں مبزول ہوئیں تو حنان بھی سر جھٹکتا ان سب کی باتیں سننے لگا یازان کو اپنی بے عزتی شدت سے محسوس ہوئی مگر وہ بے شرم تھا۔

"میں اپنا ہاتھ کاٹ لونگا دوبارہ مجھے اگنور کیا تو کسی نے "یازان نے منہ کھولے سب کو دیکھے کہا اعظم کفیر کو تپ چڑھی وہ بھی تو اگنور ہو رہے تھے یہ انوکھا تھا۔

"کاٹ لے تجھ جیسی اولاد کی ضرورت بھی نہیں ہمیں "اعظم کفیر نے گھیرا وار کیا۔

"دادا جان دیکھ لے کیا کہ رہا ہے آپ کا بیٹا سمجھا لیں انھیں " یازان نے بھوئیں چڑھائے دادا کو ساتھ ملانا چاہا۔

" بلکل صحیح کہ رہا ہے تجھ جیسے نکمے پوتے کی ضرورت نہیں مجھے بھی" شاہد کفیر بھی گرجے اشارہ یازان کے رزلٹ پر تھا جو یازان کو ٹھا کر کے دل پر بری طرح لگا وہ سب اپنا غصہ یازان پر نکال رہے تھے جو کہ اصل میں حنان پر تھا ان کے اگنور کرنے پر بھی وہ ان میں سے کسی کے پاس نا آیا گلے نا لگا۔

"چاچو " یازان نے عالم کفیر کو دہائی دی۔

"گلا مت پھاڑ ورنہ دبا دو گا " عالم کفیر نے جل کر کہا۔

یازان نے حداد کو نہیں پکارا اسے معلوم تھا وہ ان تینوں سے زیادہ برے طریقے سے ڈپٹے گا دوپہر میں اس کے رومینس میں خلل بھی جو ڈالی تھی یازان نے۔

"حنان بھوک لگی ہوگی میرے بچے کو کیا لاؤں تمہارے لیے " فاطمہ بیگم کو اچانک یاد آیا وہ جگہ سے اٹھتی بولی۔

"اماں جان مجھے بھی بھوگ لگی ہے " یازان نے معصومیت سے کہا۔

"ابھی تو کھایا تھا کھانا کچھ دیر پہلے تم نے" فاطمہ بیگم نے یازان کو ناگواری سے دیکھتے ڈپٹا حنان نے بامشکل اپنی ہنسی چھپائی۔

"تو مجھے دوبارہ بھوک نہیں لگ سکتی " یازان نے صدمے سے پوچھا۔

"حنان بتاؤ کیا کھائے گا میرا شہزادہ " فاطمہ بیگم نے یازان کو اگنور کرتے حنان سے پوچھا۔

"جیل سے آیا ہے بھابھی جنگ فتح کر کے نہیں جو آپ خاطر داری کر رہی ہیں" اعظم کفیر نے جل بھن کر کباب ہوتے کہا فاطمہ بیگم کو بات بری لگی جبکہ عشراق اور جنہ نے باپ کے سرخ ہوتے چہرے نم ہوتی آنکھوں اور بے بسی میں لپٹی غصے والی آواز کو سنتے حنان سمیت اپنی ہنسی چھپائی۔

"بلکل اور یقیناً وہاں کے لزیز کھانے کے آگے ہمارے گھر کا کھانا کہا پسند آئے گا اسے " عالم کفیر بھی بولے آواز ان کی بھی بھرائی ہوئی تھی بھتیجا نہیں پہلا بیٹا تھا ان کا حنان ان سب کے تاثرات سے محفوظ ہوتا مسکرا گیا۔

"ہاں بہو بیگم حلق سے نہیں اترے گا اس کے " دادجی نے بھی نم آواز میں کہا۔

"آپ سب لوگوں کو اتنا پتا ہے جیل کے لزیز کھانے کا کہی یہ جیل جانا ہمارا خاندانی مشغلہ تو نہیں " حنان نے مسکراہٹ چھپائے کہا اپنے بھائی کی حاضر جوابی پر یازان نے مشکل قہقہہ ضبط کیا اگر لگاتا تو تینوں باپ بیٹے اسے ایک

ایک لگاتے جبکہ حنان کی دلکش آواز پر ان تینوں نے مشکل سے خود پر ضبط کیا۔

"میں جا رہا ہوں آپ لوگ اپنا خیال رکھیں گا" حنان ان سب کو ہنوز جمے ہوئے دیکھا اٹھتا دروازے کی سمت پلٹا تھا فاطمہ بیگم ، عشراق اور جنہ کی آنکھیں پھر نم ہونے کو تھی حنان گیٹ سے باہر جاتا کہ اعظم کفیر نے اپنی جگہ سے اٹھتے اسے کھینچ کر اپنے گلے لگاتے اپنی دل کی جلتی پانچ سالوں کی آگ کو ٹھنڈک دی تو باپ کے گلے لگے حنان نے بھی دل میں سکون اترتا محسوس کیا پھر عالم صاحب اور شاہد کفیر بھی بے تابی سے حنان کے گلے ملے جبکہ حداد ان سب کو دیکھتا سیڑھیوں کی سمت بڑھا وہ اپنی ناراضگی جلد ختم نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن حنان نے اس کی طرف بڑھتے زور سے اسے گلے لگایا حداد کی آنکھوں سے دو آنسو گر کر حنان کی ہڈی میں جذب ہوئے تو یازان بھی منہ بناتا ان دونوں کے پاس آیا۔

"میں بھی آپ کا بھائی ہوں" یازان نے کہا تو حداد اور حنان نے مسکراتے ایک ایک بازوں پھیلائے اسے اپنے حصار میں لیا۔

حداد کمرے میں داخل ہوتا، ہر سو پھیلے اندھیرے کو دیکھتے سمجھ چکا تھا کہ عترت دوائی کے زیر اثر سو رہی ہے، آہستگی سے بنا آواز کے دروازہ بند کرتے بیڈ کے قریب آتے حداد نے لیمپ کی مدھم روشنی میں اپنی بیوی کے معصوم چہرے کو دیکھا جو کسی چھوٹے بچے کی مانند اپنے پورے وجود کو کنفرٹ میں چھپائے چہرے کو آزاد رکھتے نیند کے مزے لوٹ رہی تھی حداد کے چہرے پر مبہم سی مسکراہٹ رقصاں ہوئی، حداد سر جھٹکتا کف فولڈ کیے آہستگی سے اپنی کیز اور والٹ ڈریسنگ ٹیبل پر رکھتا ڈریسنگ کا رخ کر گیا جب شاور لیتا فرش سا باہر نکلا تو لمحے بھر کو ٹھٹکا عترت جاگ چکی تھی کمرے کی لائیٹس آن تھی حداد کو حیرت ہوئی شرٹ لیس بلیک ٹراؤزر میں ملبوس کشادہ سینے کو بے پردہ رکھے وہ بالوں پر ٹاول رگڑتا کمرے میں داخل ہوا نظریں سیدھا بیڈ پر

گئیں عترت بیڈ کے پاس کھڑی اپنا ڈوپٹہ سیٹ کرتی حداد کو ایک نظر دیکھتی نظریں جھکا گئی عترت کے ریکشن پر حداد نے خود کو دیکھا وہ اپنے سکس پیکس عیاں کرتا دیوہیکل وجود کے ساتھ کھڑا تھا اس کی بیوی شرما رہی تھی اس سے صرف اس لیے کہ وہ بنا شرٹ پہنے اس کے سامنے تھا عترت حداد کی طرف جھجکتی ہوئی بڑھ رہی تھی حداد ٹاول بیڈ پر پھینکتا عترت کے قریب ہوا۔

"میں کھانا لاؤ آپ کے لیے ؟" عترت نے نظریں جھکائے پوچھا دونوں کے درمیان چار قدم کا فاصلہ تھا۔

"میں کھا چکا ہو تم نے کھایا کھانا ؟" حداد نے سینے پر بازوں فولڈ کیے عترت سے پوچھا وہ سر اثبات میں ہلا گئی حداد کی نظر عترت کی کلائیوں میں چھنکتی سرخ چوڑیوں پر گئی حداد ایک قدم آگے ہوا عترت حداد کو اپنی طرف بڑھتا دیکھ خفیف سی گھبراہٹ میں مبتلا ہوئی شرم سے تو پلکیں اٹھنے کا نام نہیں لے رہی تھی اور شرم بھی کیا خوب تھی شوہر بنا شرٹ کے تھا شرم ہماری عترت میڈم کو آرہی تھی۔

"دوائی لی ؟ " حداد نے ایک اور قدم آگے بڑھاتے پوچھا عترت نے گھبراتے ایک چھوٹا سا قدم پیچھے اٹھایا اور سر اثبات میں ہلایا حداد کے چہرے پر مسکراہٹ مزید گھیری ہوئی۔

"تو پھر جاگ کیسے گئی ؟ تمہیں تو نیند میں ہونا چاہیے تھا دوائی کے زیر اثر " حداد نے اس دفعہ جان بوجھ کر سختی سے کہا عترت کی جان لبوں پر آئی لیکن پیچھے ایک قدم اٹھانا نا بھولی۔

"بولو " عترت کو خاموش دیکھتے حداد نے پھر جان بوجھ کر سختی سے کہتے ایک قدم مزید بڑھایا عترت کی آنکھیں نم ہوئیں تھیں قدم تھمے۔

"وہ۔۔میں۔۔آپ کی وجہ۔۔۔سے نیند۔۔کھل گئی " عترت نے گھبراتے معصومیت سے کہا حداد نے ایک قدم کا فاصلہ مٹاتے عترت کی کمر پر دونوں ہاتھ باندھے اسے اپنے حصار میں لیا عترت سٹپٹائی مگر نظریں پھر بھی نا اٹھائیں تھیں حداد نے اپنی گرفت تنگ کرتے چہرہ عترت کے سر کے قریب جھکاتے عترت کے بالوں کی خوشبو کو اپنے روم روم میں بسایا اصل میں تو یہ حداد کی

خوشبو تھی لیکن اس میں عترت کی دلفریب خوشبو بھی شامل تھی ، عترت قد میں چھوٹی نا تھی مگر حداد کے سامنے بہت چھوٹی محسوس ہو رہی تھی۔

"میں نے تو کوئی آواز بھی پیدا نہیں ہونے دی اور تم مجھ پر سارا الزام ڈال رہی ہو " حداد نے سخت لہجے میں کہا عترت کی آنکھوں سے آنسو عارض پر گرنا شروع ہوئے وہ حداد کی باہوں کے تنگ حصار میں کھڑی اپنے عارض پر نا محسوس انداز میں انگلیاں پھیرتی نمی صاف کر رہی تھی حداد کے سینے پر پڑتی نمی کی دو بوندوں نے حداد کو اپنی سختی پر ندامت محسوس کروائی وہ عترت کو پریشان کر رہا تھا اس کی معصومیت ہی تو دل کو بھاتی تھی مگر یہ آنسو۔۔حداد جو عترت کے بالوں کی خوشبو میں گم تھا عترت کا چہرہ اپنے روبرو کرتے نرمی سے اس کے عارض صاف کر گیا۔

"ایک تو جھوٹ بولتی ہو اور پھر سختی کرتا ہو تو یہ مگرمچھ کے آنسو بہانا شروع کر دیتی ہو " حداد نے غصے سے کہا پتا نہیں کیوں عترت کو روتا دیکھ اسے غصہ

آیا عترت نے نم نگاہیں اٹھائے حداد کو دیکھا وہ اس کے آنسوؤں کو مگرمچھ کے آنسو کہہ رہا تھا۔

"اب بولو مجھے کیوں ایسے دیکھ رہی ہو۔۔ جھوٹی تم سوئی ہی نہیں تھی" حداد عترت کی آنکھوں کا شکوہ پڑھتے لب دبائے عترت کو مزید تنگ کرتا پھر سختی سے گویا ہوا۔

"میں۔۔سوئی۔۔ تھی۔۔ آپ۔۔کی۔۔خوشبو۔۔کی۔۔وجہ۔۔سے۔۔جاگ "
عترت نے سو سو کرتے اپنی بات ادھوری چھوڑی جبکہ عترت کی ٹکروں میں ادھوری بات سمجھتے حداد کی مسکراہٹ مزید گھیری ہوئی وہ اس قدر اپنے شوہر کی محبت میں دیوانی بیگم تھی!! گہری نیند میں بھی اپنے شوہر کی خوشبو اسے بیدار کر دیتی تھی۔۔

"تو مطلب میری مگرمچھ بیوی کو میری خوشبو نے احساس دلایا کہ شوہر روم میں تشریف فرما چکے ہیں تمہاری ناک تو نیند میں بھی میری وفادار نکلی" حداد نے نچلا لب دبائے عترت کو چھیڑتے ہوئے کہا عترت نے پھر حداد کو دیکھا جو

مسکرا رہا تھا کچھ دیر وہ مسمرائز سی حداد کو دیکھتی رہی حداد نے عترت کو اپنے چہرے میں گم دیکھتے اس کی چھوٹی سی ناک کے اس چمکتے موتی پر اپنے لب رکھتے وفا نبھانے میں خراج تحسین پیش کی عترت یک دم ہوش میں آتی گڑبڑائی۔

"مجھے نہیں کرنی بات آپ سے " عترت حداد کے چہرے پر بکھیری شرارت سمجھتی اس کے حصار میں جھٹپٹائی حداد منہ کھولے اپنی بیوی کو دیکھے گیا جو کچھ دیر پہلے اس کی سختی پر آنسو بہا رہی تھی تو نرمی پر نخرے دیکھانے لگی تھی حداد نے نفی میں سر ہلاتے عترت کے سر کی پیشانی کے ساتھ اپنی پیشانی ملائی تھی عترت بھی مسکرا دی۔

"ابے کیا ہوا ہے تجھے کیوں کرہا رہا ہے"یازان نے رات کے ایک بجے فون کان سے لگائے اکتاہی ہوئی آواز میں پوچھا وہ اس وقت گرے ٹراؤزر شرٹ

میں بیڈ پر لیٹا ہوا اپنی آنکھیں مسل رہا تھا، سونے کی غرض سے اس نے کچھ دیر پہلے ہی آنکھیں بند کی تھی جب یازان کے موبائل نے زور زور سے چیخنا شروع کیا کال فراج کی تھی جو پانچ منٹ سے بری طرح کرہا رہا تھا۔

"فراج میں نا اب فون کاٹ رہا ہو صبح میری ڈیٹ ہے اور میں اپنی نیند خراب کرتے اپنے حسن میں کمی نہیں لاسکتا " یازان نے بے زار ہوتے ہوئے کہا۔

"کمینے تو میرا دوست ہے تجھ سے اچھا میں دشمن پال لو دوست کے دکھ میں، تکلیف میں ساتھ نہیں دے سکتا تو " فراج نے ایک لمبی کراہتی ہوئی سانس لیتے یازان کو ڈپٹا۔

"شکر ہے تو نے ساتھ سونے کا نہیں کہا "یازان نے فراج کی تقریر سنتے برا منہ بنائے کہا فراج کے تن بدن میں آگ لگی۔

"میرے اتنے برے دن نہیں آئے جو میں اپنی بیوی کو چھوڑ کر تیرے ساتھ راتیں رنگین کرو " فراج نے پھر کرہاتے کہا۔

"بیوی ؟ کیا مطلب تو نے شادی کر لی" یازان ایک دم سیدھے بیٹھتے ہوئے پوچھ گیا فراج نے دانتوں تلے زبان دبائی۔

"وہ میرا مطلب جب ہو گی تب" فراج نے وضاحت کی۔

"بلی کے خواب میں چھیچھڑے"یازان نے فراج کا مزاق اڑایا فراج کچھ کہتا کہ یازان کے روم میں جنہ داخل ہوئی۔

"تم جاگ رہے ہو یازان " جنہ نے پریشانی سے پوچھا۔

"نہیں آپی بھانگڑا کر رہا ہو آپ بھی آجاو" یازان نے اپنی بہن کے بے تکے سوال پر کہا جنہ نے سرمی آنکھیں سکیڑے اسے دیکھا۔

"زبان مت چلاؤ مجھے تم سے کام ہے "جنہ نے غصے سے یازان کو ڈپٹا۔

"ایک تو بندہ مر جائے مگر گھر میں سب سے چھوٹا بن کر پیدا نا ہو۔۔کوئی عزت ہی نہیں کرتا " یازان نے دہائی دیتے کہا۔

"تیری ہو گی تو کرے گا نا کوئی " فراج نے لقمہ دیا یازان نے موبائل کو گھورا۔

"تو لائق ہی پیٹنے کے ہے کمینے "یازان نے کہتے ہی فون سائیڈ ٹیبل پر رکھا لیکن ڈسکنیٹ کرنا بھول گیا فراج کو موبائل پٹخنے کی آواز آئی وہ مسکراتا کال ڈسکنیٹ کرتا کہ جنہ کی آواز اسے سنائی دی۔

"یہ اپنے چرسی دوستوں سے دور رہا کرو اس وقت کون کال کرتا ہے " جنہ نے کہا یازان نے فراج کی شان میں ہوتی عزت پر دانت نکالے وہ دوست ہی کیا جو آپ کی عزت کا کچرہ ہوتے سفید چمکدار دانتوں کی نمائش نا کرے جبکہ فراج سنتا موبائل کو ایسے گھور گیا جیسے سامنے جنہ کھڑی ہو اور وہ اسے قتل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

"اب دانت کیوں دیکھا رہے ہو شرٹ اتاروں جلدی " جنہ نے یازان کے نکلتے دانت دیکھتے کہا جنہ کی بات سنتے فراج جو پانی پینے لگا تھا اپنے غصے کو پرسکون کرنے کے لیے اسے اچھو لگا تو یازان نے اپنی بہن کو دیکھتے دونوں ہاتھوں سے اپنے سینے کو چھپایا۔

"آپی میں نے کیا بگاڑا ہے آپ کا ؟" یازان نے سہمی نگاہوں سے پوچھا جنہ نے یازان کی شرارت پر آنکھیں گھمائی۔

"یازان میں کان کے نیچے بجاؤ گی شرٹ اتارو" جنہ نے تنبیہ کی فراج ایک دن سیدھا ہوتے ہوئے بیٹھا۔

"تھپڑ سے ڈر نہیں لگتا جنہ آپی پٹواریوں کی طرف عزت کے اتر جانے سے لگتا ہے" یازان کی ایکٹنگ عروج پر تھی۔

"اس وقت پٹواری ہی لگ رہے ہو" جنہ نے کہا۔

"توبہ توبہ گالی دے دیتی پٹواری تو نا کہتی " یازان نے منہ بنائے کانوں کو چھوتے کہا جنہ نے یازان سے کنفرٹ کھینچا۔

"یازان میری فرینڈ کو اپنے بوائے فرینڈ کو جلانا ہے تم شرٹ اتاروں تمہاری بوڈی کی ویڈیو چاہیے " جنہ نے معصومیت سے کہا یازان کا منہ حیرت سے کھل گیا جبکہ فراج تو جیسے اپنے جسم میں اٹھتا ہر درد فراموش کر گیا۔

"شرم نا آئی آپی آپ کو ؟ آپ مجھ سے میری جان مانگ لیتی میں دے دیتا میری محبت مانگتی میں دے دیتا آپ نے تو میری عزت مانگ لی میں کیا منہ دکھاؤ گا اپنی گرل فرینڈز کو " یازان نے دکھی ہوتے کہا۔

"ٹھیک ہے میرے پیسے جو کل لیے تھے نکالو اور بھائی کا کریڈٹ کارڈ بھی ورنہ جا رہی ہو بھائی کو بتانے تم نے بھیا اور بھائی سے ملتے ان کی جیب کاٹی تھی " جنہ نے آنکھیں سکیڑے کہا۔

"بس کر پگلی آپی آپ تو سیریس ہی ہو گی۔۔ویڈیو چاہیے نا ابھی دیتا ہو " یازان اپنی تیز نظروں کی بہن کی دھمکی کا اثر لیتا فورا شرٹ اتار گیا فراج یازان کی بات سنتے ضبط سے مٹھیاں بھینچ گیا وہ اس کی بیوی کے سامنے شرٹ اتار رہا تھا فراج کے تن بدن میں شرارے پھوٹے۔

"ویسے آپی آپ مائینڈ نا کرے تو میرا نمبر بھی دے دینا اپنی دوست کو " یازان نے ویڈیو بناتے کہا۔

"میں مائنڈ کر رہی ہو تمہاری بات اور وہ تم سے عمر میں بڑی ہے "جنہ نے یازان کو ڈپٹا۔

" Age doesn't matter in love API"

یازان نے شارخ خان کے سٹائل میں باہیں پھیلائے کہا جنہ نے بنا جواب دے آنکھیں گھمائے اپنے روم کا رخ کیا جبکہ یازان نے اپنی آپی کی پشت پر فلائنگ کس کرتے کندھے اچکاتے "میری آپی کتنی پوزیسو ہے اپنے بھائی کے لیے " یازان نے اپنے شیطانی دماغ کو سمجھایا جو اسے بے عزتی پر لعنت پیش کر رہا تھا جنہ اپنے روم میں آتی دروازہ لاک کرتی بیڈ کی جانب بڑھ رہی تھی جب واشروم سے پانی گرنے کی آواز آئی جنہ نے نا سمجھی سے واشروم کے بند دروازے کو دیکھا کھڑکیاں بند تھیں پردے گرے ہوئے تھے ڈور وہ خود لاک کر کے آئی تھی تو وشروم میں کون ہو سکتا ہے شاید وہ ہی شاور لیتے بے دھیانی میں آن چھوڑ آئی ہوگی جنہ نے سوچتے وشروم کا رخ کیا ہینڈل گھمائے جیسے ہی وہ وشروم میں داخل ہوئی سامنے ہی فراج دونوں ہاتھ دیوار پر ٹکائے ٹھنڈے

روف شاور کے نیچے کھڑا کپڑوں سمیت بھیگ رہا تھا وہ اس وقت بلیک ٹراؤزر اور ویسٹ میں ملبوس تھا رات کو وہ یہی پہن کر سوتا تھا جنہ کی آنکھیں باہر نکلنے ہی والی تھیں جنہ کی چیخ نکلتی فراج کو وہاں دیکھے کہ فراج نے جنہ کو کلائی سے تھامے اپنے ساتھ شاور کے نیچے کیا۔

حنان شاور لیتا اس وقت اپنے روم سے اٹیچ سٹڈی روم میں چیر پر بیٹھے بورڈ پر کچھ تصاویر کو بہت غور سے دیکھ رہا تھا کندھے کو چھوتے گھیرے بال کھلے تھے وہ ایک ایک کر کے ہر تصویر کو دیکھ رہا تھا اس کے ہاتھ میں ایک آئیرو تھا وہ اس کہانی کے تانے بانے بن رہا تھا نہیں وہ کہانی حنان اور جویریہ کی نہیں تھی وہ کہانی پانچ سال پہلے کی نہیں تھی وہ کہانی شروعات کی تھی ایسی شروعات کی جس کا آغاز بیس سال پہلے ہوا تھا اور اختتام آج تک نا ہوا تھا حنان کی نظر دفعتاً ٹیبل پر پڑی ایک ڈائری پر گئی وہ ڈائری پرانی تھی جیسے گردوغبار میں آلودہ تھی حنان اپنی جگہ سے اٹھتا اس ٹیبل کے قریب ہوا ڈائری گرد زدہ تھی

حنان نے ڈائری پر اپنا صاف ہاتھ پھیرتے اس ڈائری کی دھول کو اپنے ہاتھ سے کچھ صاف کیا ڈائری کا کور چمڑے کا ، کالے رنگ کا تھا سلور رنگ سے اردو میں ایک نام گرد کی دھول میں جگمگایا حنان کے لب خود بخود ہلے۔

"انجشہ شاہ میر "

حنان کی نظریں اب بورڈ پر گئی ایک تصویر پر رکی دفعتاً وہ مسکرایا حنان اعظم کفیر کالی آنکھوں والے شخص کو اس کہانی کے اختتام کی شروعات کے لیے چن چکا تھا۔۔۔

دوسرے ہاتھ سے فراج جنہ کے منہ پر ہتھیلی پھیلاتے اس کی چیخ کا گلا گھونٹ چکا تھا جنہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے فراج کو دیکھ رہی تھی جو کالی آنکھوں سے جنہ کی سرمئی آنکھوں میں غصے و اشتعال سے دیکھ رہا تھا فراج کا ایک ہاتھ جنہ کی کمر پر تھا جنہ ٹھنڈے پانی کے شاور کے نیچے ٹھٹھر چکی تھی۔

"کہاں سے آرہی ہو تم " فراج پانی میں ملتے ہونٹوں سے دھاڑا جنہ کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی یہ تو شکر تھا کہ جنہ کا روم اس فلور کے کونے میں تھا اور وہاں سے دوسرے کمروں تک کا فاصلہ زیادہ تھا جس کی وجہ سے فراج کی دھاڑ باہر کوئی سن نہیں پا رہا تھا۔

"بولو؟" فراج پھر دھاڑا یہ سوچے بنا کہ اس کے لفظوں کا گلا تو وہ خود اپنی ہتھیلی پھیلائے روکے ہوئے تھا۔

جنہ نا سمجھی سے فراج کو دیکھ رہی تھی اس کو کیا ہوا ہے ؟؟ اور یہ کب میرے روم میں آیا اور کس رستے سے ؟ میں تو دوپہر سے باہر بھی نہیں گئی تو فراج یہ سوال کیوں کر رہا ہے ؟ جنہ اپنی سوچوں میں گم تھی گم بھی کیوں نا ہوتی فراج نے اس قدر حیرت انگیز حرکت پہلی دفعہ جو کی تھی ، جنہ کو سوچوں میں گم دیکھتے فراج کا غصہ مزید بڑھا تھا وہ سوچ سوچ کر پاگل ہو رہا تھا کہ جنہ یازان کو شرٹ لیس دیکھتے ویڈیو بنا رہی تھی ، اس کی بیوی کسی مرد کو ایسے دیکھ رہی تھی فراج کا خون ابال مارتا اسے پاگل کرنے کے در پے تھا وہ

داؤد حویلی سے اپنی Bentley میں فورا نکلتا کفیر حویلی کے پچھلے رستے سے جنہ کے کمرے میں دیواریں چڑھتا آیا تھا اس وقت جیسے فراج کے سر پر خون سوار تھا وہ ہر چیز فراموش کر گیا تھا اور رہی کفیر حویلی اس طرح آنے کی بات تو یہ کام تو فراج بچپن سے کرتا تھا وہ سب مرد حضرات جانتے تھے داؤد اور کفیر حویلی کے خوفیہ کیمروں سے محفوظ راستوں کو۔۔جنہ کو مزید خاموش دیکھتے فراج اپنی ہتھیلی ہٹائی

"کیا پوچھ رہا ہوں میں " فراج نے غصے سے غراتے کہا۔

"تم پاگل ہو گئے ہو فراج چھوڑو مجھے" جنہ نے فراج کے حصار میں جھٹپٹاتے کہا۔

"میں پاگل ہو گیا ہو یا تم " فراج جنہ کی مزاحمت دیکھتا پھر غرایا۔

"فراج مجھے چھوڑو مجھے تکلیف ہو رہی ہے سردی لگ رہی ہے " جنہ غصے سے چیخی وہ کچھ دیر پہلے ہی شاور لے چکی تھی اور پنک نائیٹی ٹراؤزر اور شرٹ میں ملبوس تھی اور یہ آدمی دوبارہ اسے زبردستی بھگاتا اس کی نائیٹی کا حشر کر چکا تھا

اسے بے حد ٹھنڈ لگ رہی تھی اور ثبوت اس کی مزاحمت کرتے ہوئے کانپتا وجود تھا

"تمہیں تکلیف ہو رہی ہے اور مجھے ؟ ہاں سوچو میرا کیا حال ہو رہا ہے " فراج غرایا۔

"لیکن میں نے کیا کیا ہے جو تم اس طرح جنگلی بن رہے ہو فراج " جنہ بھی چیخی تھی فراج کا حصار اس کا غصہ اس کی آنکھیں جنہ کو خوف وہراس میں ڈال رہی تھیں۔

"تم کہاں سے آئی ہو ابھی " فراج نے ضبط سے پوچھا۔

"میں۔۔میں تو حویلی میں ہی تھی " جنہ نے ناسمجھی سے جواب دیا۔

" اپنے کمرے میں کیوں نہیں تھی " فراج نے جبڑے بھینچے پوچھا۔

"میں یازان کے روم میں تھی " جنہ نے وضاحت کرتے کہا۔

"تم رات کے اس وقت یازان کے روم میں تھیں " فراج نے پوری شدت سے جنہ کو دیوار سے لگاتے دھاڑتے ہوئے کہا جنہ کی کمر میں درد کی لہر اٹھی فراج کی دھاڑ اتنی اونچی تھی کہ جنہ نے بے ساختہ کانوں پر ہاتھ رکھے سہمی نگاہوں سے اس پاگل شیر کو دیکھا تھا۔

"کیا کر رہی تھی تم یازان کے روم میں بولو جواب دو " فراج نے جنہ کا جبڑہ بھینچے کہا جنہ کی آنکھوں میں بے یقینی اتری یازان اس کا بھائی تھا فراج ایسے کیوں ریکٹ کر رہا تھا۔

"وہ۔۔میں۔۔اس۔۔کی باڈی کی ویڈیو بنا رہی۔۔ تھی میری دوست ک۔۔"جنہ نے کہا جب فراج نے جنہ کے منہ آزاد کرتے اسی ہاتھ کا پنچ بنائے پوری قوت سے جنہ کی طرف بڑھایا جنہ کی آنکھیں حیرت سے پھیلی پنچ کی سمت جنہ کے چہرے کی طرف تھی جنہ نے بے ساختہ چیختے اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپایا فراج نے وہ پنچ دیوار میں مارا تھا اتنا زور دار پنچ تھا کہ فراج کے ہاتھ سے خون کی کچھ بوندیں نمایاں ہوئی دیوار ہلتی محسوس ہوئی ہوتی بھی کیوں نا فائیٹر کا پنچ

تھا جنہ نے سہمتے ہوئے فراج کو دیکھا وہ بری طرح کانپ رہی تھی آنکھوں میں مقابل کا خوف تھا۔

"تم یازان کی باڈی کی ویڈیو بنا رہی تھی " فراج نے پھر لہو ہوتی آنکھوں سے جنہ کو دیکھا جنہ کی آنکھوں میں یک دم بے یقینی اتری۔

"تم کسی مرد۔۔"فراج مزید غصے سے دھاڑتا کہ جنہ نے فراج کی آدھی بات کا پورا مطلب سمجھتے زرا ساپیچھے ہوتے کسی ٹرانس کی کیفیت میں فراج کو دیکھنے لگی۔

فراج نے ایک لمحے میں ٹھٹھکتے جنہ کو دیکھا جو اب سیدھی ہوتی اپنی کپکپاہٹ پر قابو پاتی فراج کو بے یقین نظروں سے گھور رہی تھی۔

"وہ میرا بھائی ہے فراج تم نے کیا سوچا یہ بولنے سے پہلے میرا محرم ہے وہ اور تم۔۔"جنہ کچھ مزید کہتی کے فراج نے اس کی کلائی کو پکڑے اپنے قریب کرتے اس کی بات کاٹی۔

"میں کچھ غلط نہیں سوچ رہا اور مجھے پتا ہے وہ تمہارا بھائی ہے لیکن تم نے اسے بنا شرٹ کے دیکھا ! کیوں ؟ " فراج جنہ کی بے یقین نظروں کا مطلب سمجھتے جبڑے بھینچے وضاحت کرتے غرایا۔

"وہ میرا بھائی ہے میں دیکھ سکتی ہو۔۔"جنہ نے اپنی کلائی اس دیو سے چھڑوانے کی بے سود کوشش کرتے کہا۔

"بھائی ہو یا کوئی اور غیر مرد اگر تمہاری آنکھوں میں کسی بھی مرد کا عکس نظر آیا جنہ اعظم کفیر تو فراج شازم داؤد تمہاری ان سرمئی آنکھوں کو نکالنے میں تاخیر نہیں کرے گا " فراج نے جنہ کا منہ دبوچے جھٹکے سے اسے چھوڑا وہ اپنے گیلے بالوں میں انگلیاں چلاتا خود کو پرسکون کر رہا تھا۔

جنہ فراج کو غصے سے دیکھ رہی تھی فراج کے غصے کو سہتے چہرہ سرخ تھا وہ حق جتا بھی رہا تھا تو کتنا غلط حق جتا رہا تھا یازان اس کا بھائی تھا اب کیا وہ اپنے بھائی سے بھی نہیں مل سکتی جنہ نے دو موتی بے مول کرتے سوچا وہ فراج سے محبت کرتی تھی شوہر تھا اسکا اور وہ چاہتی تھی کہ فراج اس پر شوہر کی طرح

حق جتائے مگر ایسے تو نہیں کہ وہ اسے اپنے محرموں کے ساتھ کھل کر نا زندگی گزارنے دے جبکہ فراج تو خود کے اندر جاگے اس احساس کو نہیں سمجھ پا رہا تھا جو آج صبح سے ہی جنہ کو دیکھتے مزید بڑھ رہا تھا اور احساس ایسا کہ کوئی غیر مرد جنہ کو نا دیکھے نا جنہ کسی مرد کو اپنی خوبصورت آنکھوں سے دیکھے فراج یازان کو بھی جنہ کی آنکھوں میں برداشت نہیں کر پا رہا تھا وہ اپنے بال نوچنے کے درپہ تھا رخ پلٹتے نظریں جنہ پر گئیں جو سرمئی آنکھوں میں لبا لب پانی بھرے اسے ہی شکوے سے دیکھ رہی تھی جنہ کی آنکھوں میں شکوہ پڑھتے فراج نے لب بھینچے جنہ نے ایک نظر فراج کو دیکھتے خاموشی سے ڈریسنگ کا رخ کیا۔

"ایک تو شوہر شوہر کی رٹ لگائے رکھتی ہے اور اب جب حق جتا رہا ہوں تو ایسے دیکھ رہی ہے جیسے 90s کی ہیروئن " فراج جنہ کی پشت کو غائب ہوتے دیکھ بڑبڑایا جنہ ڈریسنگ کبرڈ سے اپنے کپڑے نکالتی باہر قدم بڑھاتی کہ یازان کی آواز سنائی دی۔

"آپی۔۔"یازان جو اپنے روم سے باہر کچھ آوازیں سنتا جنہ کے روم کی طرف بڑھا تھا جنہ کا روم لاک دیکھتے یازان نے ملازمہ سے چابی منگواتے جنہ کے کمرے میں داخل ہوا تھا مگر جنہ کو روم میں نا دیکھتے اور ڈریسنگ ڈور بند دیکھتے ہوئے جنہ کو پکار رہا تھا شاید وہ اندر تھی۔۔جبکہ جنہ روہانسی ہوئی فراج کو دیکھنے لگی جو جنہ کو ہی سینے پر ہاتھ فولڈ کیے دیکھ رہا تھا۔

"کیا ہوا محبت نہیں کرتی مجھ سے " فراج نے جنہ کے گھبرائے چہرے کو دیکھتے استفسار کیا۔

"کرتی۔۔ہوں"جنہ نے مدھم آواز میں کہا۔

"تو ڈر کیوں رہی ہو خود آئی تھی مجھے یہ حق جتانے تم اب میں آگیا " فراج نے کندھے اچکاتے کہا جنہ نے سر اثبات میں ہلاتے پلکیں جھکائیں۔

"آپی زندہ ہیں یا پھر اللہ کو پیاری ہوگئیں۔۔"یازان کی بے زاریت سے بھر پور آواز گونجی۔

"اس بہن کے بھائی کی تو۔۔"فراج کو یازان پر غصہ آیا وہ جنہ کے قریب آیا۔

"آپی میں اماں جان کو بلانے جا رہا ہو اگر پانچ منٹ میں آپ نے دروازہ نا کھولا تو " یازان نے غصے میں دھمکی دی جنہ روہانسی ہوئی۔

"فراج " جنہ نے اسے خود سے دور کرتے دھکہ دیتے ہوئے مدھم آواز میں کہا فراج کو غصہ آیا اس نے ضبط سے مٹھیاں بھینچے ایک نظر جنہ کو دیکھا اپنی ویسٹ اٹھائے جنہ کو اسی حال میں چھوڑتا وشروم کا رخ کر گیا جبکہ جنہ وشروم کا بند دروازہ دیکھتی جلدی سے اپنے کپڑے چینج کرتی باہر آئی۔

"کیا فوت ہو گئی تھیں آپی " یازان نے جنہ کو گھورا۔

"تمہیں۔۔ تمہیں کیا ہے۔۔کیوں میرے کمرے میں اس طرح کھڑے ہو " جنہ نے اپنی گھبراہٹ پر قابو پاتے کہا۔

"آپ کے کمرے سے آوازیں آرہی تھی کیا چیز توڑی ہے آپ نے ؟۔۔میری نیند بھی خراب کر دی " یازان نے آنکھیں سکیڑتے پوچھا جبکہ جنہ ڈریسنگ کا دروازہ بند کرتی کمرے میں آئی۔

"کچھ بھی نہیں توڑا۔۔بس شاور لے رہی تھی اور ضروری ہے آواز میرے کمرے سے آئی ہو ؟ اتنی بڑی حویلی ہے ملازماؤں نے کچھ توڑ دیا ہو گا " جنہ نے پانی کا گلاس لبوں سے لگائے کہا یازان نے اپنی بہن کو پھر ایک نظر دیکھا۔

"آپ نے ڈریس کیوں چینج کیا " یازان نے ایک اور سوال داغا۔

"اس ڈریس پر پانی گر گیا تھا اس لیے۔۔اور اب نیند نہیں آرہی تمہیں ؟؟" جنہ نے جھوٹ بولتے یازان کو ڈپٹا یازان نے کندھے اچکاتے اپنے کمرے کا رخ کیا جنہ نے دروازہ بند ہوتے ہی شکر کا سانس لیا جنہ لاک چیک کرتی ڈریسنگ سے ہوتی وشروم کی طرف بڑھی فراج وہاں کہی نا تھا جنہ نے وشروم کی ٹاپ ونڈو کو دیکھا وہ جا چکا تھا جنہ نے گہرا سانس لیا۔۔فراج کو کیا ہو گیا تھا اچانک ،وہ میرے دور جھٹکنے کی وجہ سے ناراض تو نہیں ہو گیا ؟ وہ پہلی دفعہ

میرے قریب آیا تھا حق جتا رہا تھا اور میں نے خود اسے دور جھٹک دیا ؟ جنہ نے نچلا لب کاٹتے سوچا۔

____

ثوبان صبح نو بجے کے قریب داؤد حویلی لوٹا تھا وہ پوری رات فارم ہاؤس پر گزار کر آیا تھا چہرے پر برسوں کی تھکن کے اثرات نمایاں تھے مغرور نقوش تنے ہوئے تھے آنکھیں اب بھی سرخ تھیں اسے حویلی میں داخل ہوتے ملازمین کے علاوہ ثوبیہ بیگم نے دیکھا تھا ثوبان اپنے کمرے میں آتا دروازہ لاک کر گیا مقدس نے بھیگی سرخ آنکھوں سے آنے والے کو دیکھا جس نے ایک غلط نظر بھی مقدس پر نا ڈالی مقدس اب بھی اسی نائیٹی میں ملبوس تھی حلیہ بکھرا تھا آنکھیں رونے کے باعث سوجھی ہوئیں تھیں ثوبان اپنے کپڑے نکالے وشروم کا رخ کر گیا کچھ دیر گزری وشروم سے باہر نکلتے وہ ڈریسنگ ٹیبل کی سمت بڑھا اپنے کف کے بٹن فولڈ کرتے ثوبان نے اپنے ماتھے پر بکھرے گیلے

بال جیل سے سیٹ کیے اس دوران بھی اس نے ہیزل گرین آنکھوں میں نا جھاکا تھا جو شدید گریہ سے سرخ ہوتی اس ستم گر کو ہی دیکھ رہی تھیں ثوبان مکمل تیار ہوتا ایک نظر کمرے کی بکھری حالت کو دیکھتا اپنا کوٹ اٹھائے دوسرا ہاتھ جیب میں ڈالے روکا تھا۔

"تیار ہو کر نیچے آو کچھ دیر میں ملازمہ روم صاف کرنے آئے گی تب تک اپنا حلیہ درست کرو۔۔کچھ دن مزید اور مجھ جیسے ہوس پرست کو برداشت کر لو یاسر ،جویریہ اور افق کی شادی ہوتے ہی جو چاہے فیصلہ کر لینا " ثوبان سرد آواز میں کہتا وہاں روکا نہیں تھا مقدس کے جسم میں سنسناہٹ ہوئی وہ جیسے سناٹوں کی زد میں آگئی تھی دو موتی ٹوٹ کر عارض پر گرے جنھیں مقدس نے بے دردی سے رگڑا۔

"تم پچھتاؤ گے ثوبان جازم داؤد تم پچھتاؤ گے "مقدس نے سسکی بھرتے وشروام کا رخ کیا۔

کفیر حویلی میں سب اس وقت ناشتے کی ٹیبل پر ناشتہ کرنے میں مصروف تھے ناشتہ پانچ منٹ پہلے ہی شروع کیا گیا تھا حداد بھی سیڑیاں اترتا اپنے نیوی بلیو کوٹ کے بٹن بند کرتے اپنی سیٹ سنبھال گیا عترت نے حداد کی پلیٹ میں ناشتہ سرو کیا تو حداد کی نظر اپنی خالی پلیٹ سے ہوتی عترت کے ہاتھوں میں گرین چوڑیوں پر گئی حداد کی آنکھوں میں ناگواری چھائی اس نے نظریں اٹھائے عترت کو دیکھا جو مسکراتے ہوئے لبوں پر سرخ لپسٹک لگائے مہرون سوٹ جس میں گولڈن کرسٹل موتیوں سے کام کیا گیا تھا، نئ نویلی دلہن کی طرح لگ رہی تھی سر پر ڈوپٹہ اچھے سے سیٹ کیے آنکھوں میں براؤن کاجل لگائے ناک میں وہ نوز پن پہنے سرخ لپسٹک میں دمکتا گلابی چہرہ لیے وہ سیدھا حداد کے دل میں اتر رہی تھی مگر حداد کو اس کے ہاتھ کی چوڑیاں زرا نا بھائیں تھی حداد نے واپس نظر اپنی پلیٹ پر ڈالی جسے اس کی بیوی ہر ناشتے کے سیمپل سے تقریباً بھر چکی تھی عترت کچن کی طرف جانے لگی کہ حنان سیڑھیاں اترتا بلیک تھری پیس سوٹ میں (کوٹ کے بنا ، ڈریسڈ بلیک پینٹ

وائٹ شرٹ ، بلیک ٹائی اور بلیک ہی اول کوٹ میں) آدھے بال پونی میں باندھے آدھے آزاد چھوڑے ، سفید رنگت پر بھوری بلیک بیرڈ میں ، جگمگاتا چہرہ لیے سیڑھیاں اترتا ڈائینگ ٹیبل کی طرف قدم بڑھا گیا حنان کو دیکھتے عترت کی مسکراہٹ پل میں سمیٹی چہرے کی گلابی رنگت فق ہوئی جبکہ حنان ایک نظر عترت کو دیکھتا اس کی ہی طرف بڑھا سب لوگ اب ان دونوں کی طرف متوجہ تھے عترت کے ہاتھوں میں پسینے آئے ماتھے پر بھی ننھی شبنم کی بوندیں نمایاں ہوئیں وہ یک دم گھبرا گئی جیسے چور چوری کے پکڑے جانے سے ڈرتا ہے وہ نہیں جانتی تھی کہ حنان کی واپسی ہو چکی ہے وہ قرآن پاک کی تلاوت کرتی اللہ سے حداد اور اپنے رشتے کی مضبوطی کی دعا مانگتی ، اپنی مرضی سے سجتی سنورتی نیچے آتی کچن کا رخ کر گئی تھی وہ جب سے ہی بنا تھکے سب کے لیے مختلف قسم کا ناشتہ تیار کر رہی تھی فاطمہ بیگم بھی کچن کا چکر لگاتی عترت کو مینیو بتاتی ملازماؤں کو بھی عترت کے کام میں ہاتھ بٹانے کا کہتی چلی گئیں عترت کو حیرت تو ہوئی کہ انھوں نے آج اسے کوئی طعنہ نا دیا بلکہ

ملازماؤں کو اس کی مدد کا کہا عترت اپنی جلاد ساس کا اتنا اچھا برتاو دیکھتی حیرت میں ڈوبی مگر وہ اپنی حیرت پر قابو پاتی فاطمہ بیگم کے کہے کے مطابق ناشتے کا خاص اہتمام کرنے لگی اب انھیں واپس جلاد روپ میں تو نہیں لانا تھا نا

۔

"کیسی ہو عترت ؟ " حنان نے عترت کے آڑی رنگت کو دیکھتے کہا عترت نے گھبراتے ڈائینگ ٹیبل کی طرف دیکھا حداد سمیت سب ہی اسے دیکھ رہے تھے

۔

"میں۔۔میں ٹھیک۔۔ہوں بھائی۔۔آپ کیسے ہیں " عترت نے گھبراتے ماتھے پر ہاتھ پھیرتے نظریں جھکائے کہا حنان عترت کی تمام حرکات کو دیکھتے مسکرایا

۔

"میں ٹھیک ہو مگر۔۔اب حنان کسی اور کو ٹھیک نہیں رہنے دے گا " حنان پہلا جملا اونچی آواز میں بولتا دوسرے جملہ پر عترت کے قریب سے گزرتا سرگوشی میں بولا عترت کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی۔

حنان اپنی جگہ پر بیٹھتا سب کو سلام کر گیا تو فاطمہ بیگم نے اپنی جگہ سے اٹھتے حنان کی پلیٹ سرو کیا ڈائینگ ٹیبل پر سب ہی موجود تھے کچھ دیر میں عشراق اپنے کمرے سے ناشتہ کرتی ویل چئیر پر نقاب کیے سب کے ساتھ بیٹھی تو شاہد کفیر نے بھی عترت کو ساتھ ناشتہ کرنے کا کہتے حداد کے پاس بیٹھنے کا اشارہ کیا جس پر فاطمہ بیگم نے ضبط کیا تو حداد عترت کے گھبرائے چہرے کو دیکھتا اپنا غصہ کنٹرول کر گیا وہ جانتا تھا وہ اس سے کچھ چھپا رہی ہے مگر وہ اب عترت سے محبت سے ڈیل کرتے وہ بات رفع دفع کر کے اپنی زندگی کو آگے بڑھانا چاہتا تھا حداد نے عترت کی پلیٹ میں ناشتہ ڈالتے اپنی ماں کے ضبط کو مزید آزمایا۔

"حنان پرسوں سے شادی کی رسمیں شروع ہونگی ابھی سے آفس جوائن کرنے کی کیا ضرورت ہے شادی کے بعد کر لینا " شاہد کفیر نے کہا سب ہی اس بات سے واقف تھے سوائے عشراق اور حنان کے وہ نہیں جانتے تھے ان کا پوتا

کس طرح ریکٹ کرے گا اسی لیے انھوں نے یہ انداز اپنایا اپنے دادا کی بات پر حنان شام نہیں ہوا وہ مبہم سا مسکرایا۔

"شادی ؟ " عشراق تو یہاں سب سے یاسر سے خلاء لینے کی بات کرنے آئی تھی۔

"ہاں بیٹا تمہاری اور حنان کی شادی تم بھی تیاریاں کرو " اعظم کفیر نے اپنی بیٹی کے سر پر ہاتھ رکھتے کہا عشراق کے گلے میں جیسے زہر اترا۔

"عشراق آپی کی شادی ضروری ہے ابا جان" یازان نے مداخلت کی اسے یاسر زرا بھی نہیں پسند تھا۔

"میں بھی یہی سوال کرنے والا تھا دادا جان کیا ہم۔۔"حداد نے بھی یازان کی حمایت کرتے کہا۔

"ثاقب داؤد نے زبان دی ہے وہ عشراق پر آنچ نہیں آنے دے گا اور ہم نہیں چاہتے کہ ہماری پوتی پر طلاق کا دھبہ لگے اگر عشراق کو اس فیصلے پر کوئی پریشانی نا ہو تو" شاہد کفیر نے دو ٹوک بات کی۔

"عشراق تم کیا چاہتی ہو " حنان نے اپنے دادا کی بات سنتے عشراق سے پوچھا جو نم آنکھوں سے سب کو دیکھ رہی تھی۔

" میں یاسر شازم داؤد سے شادی نہیں کرنا چاہتی " عشراق نے ہمت جمع کرتے کہا۔

شاہد کفیر سمیت سب عشراق کی طرف متوجہ ہوئے وہ ہمیشہ ہر فیصلے پر سر جھکانے والی لڑکی تھی اس نے آج تک صرف ایک فیصلے کو ماننے سے انکار کیا تھا وہ بھی یاسر شازم داؤد سے برسوں پہلے منگنی کرنا تھا تو آج بھی یاسر شازم داؤد سے شادی کرنے کا فیصلہ تھا۔

"وجہ ؟ " حنان نے اپنی بہن کی بات سراہتے ہوئے پوچھا۔

"مجھے اس شخص سے گھن آتی ہے" عشراق نے معصومیت سے دو ٹوک بات کہتے جیسے سب کے منہ پر تالا لگایا یاسر شازم داؤد کی سنہری آنکھوں والی ملکہ نے اس کا فیصلہ کیا تھا عشراق اعظم کفیر، یاسر شازم داؤد کو ایک دفعہ پھر ریجیکٹ کر چکی تھی وہ مغرور سیاستدان جس کی ایک نظر پر لڑکیاں مرتی تھیں جس کے ایک اشارے پر سلطنت کا تختہ پلٹا جاتا تھا اسے ایک معصوم اپاہج لڑکی نے دو دفعہ ریجیکٹ کیا تھا!!۔

"اب کیا فیصلہ ہے آپ کا عشراق کی رخصتی کو لے کر ابا جان" فاطمہ بیگم نے پوچھا۔

"میری بیوی طے کی ہوئی تاریخ پر ہی رخصت ہوگی" یہ آواز سنتے سب نے آواز کی سمت دیکھا جہاں یاسر بلیک ڈریسٹ پینٹ اور آسمانی رنگ کی شرٹ میں بلیک بلیزر پہنے دونوں ہاتھ جیبوں میں ڈالے کھڑا مسکرا رہا تھا۔

"اسلام وعلیکم " یاسر نے سب کو اپنی طرف دیکھتا پا کر سلام کیا البتہ عشراق کی طرف ابھی تک اس نے نہیں دیکھا تھا جو سنہری آنکھوں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"وعلیکم السلام" شاہد کفیر سمیت سب نے جوب دیا جبکہ حنان ، حداد ، عشراق ، جنہ اور یازان خاموش رہے تھے۔

"امید کرتا ہوں میرا یہاں آنا آپ کو برا نہیں لگا ہو گا اماں حضور اور تائی حضور نے میری بیوی کے لیے کچھ سامان بھجوایا تھا تو وہی دینے آیا تھا۔" یاسر نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"آؤ برخوردار بیٹھ کر بات کرتے ہیں " شاہد کفیر اپنی جگہ سے اٹھتے یاسر کی طرف متوجہ ہوئے ناشتہ لگ بھگ سب کر ہی چکے تھے ، عالم اور اعظم صاحب بھی یاسر کی سمت بڑھے حنان ، حداد اور یازان بھی باپ اور دادا کی عقلیت میں اپنی نشست سے اٹھے تھے یاسر مسکراتا اثبات میں سر ہلائے لاونچ میں آکر شاہد کفیر کے برعکس بیٹھا تھا۔

"ہم صاف اور سیدھی بات کہے گے یاسر۔۔ عشراق رخصتی نہیں چاہتی اور ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنی پوتی کی مرضی کا احترام کریں" شاہد کفیر نے کہا۔

"میں بھی صاف اور سیدھی بات کرو گا۔۔میں آپ کے فرض کا احترام کرتا ہو دادجی مگر عشراق پر قانونی اور شرعی حق سب سے پہلے میرا ہے اور میں جب عشراق کو اپنے پاس لانا چاہتا ہو تو آپ یا کوئی بھی مجھے نہیں روک سکتا" یاسر نے شاہد کفیر کے ہی انداز میں مؤدبانہ رویے سے کہا سب خاموش تھے شاہد کفیر مسکرائے۔

"وہ ہماری پوتی ہے" شاہد کفیر نے یاسر کی آنکھوں میں دیکھتے جتایا۔

"وہ میری بیوی ہے" یاسر نے مسکراہٹ سجائے چاروں خانے چت کیے جتایا۔

"ٹھیک ہے عشراق کی رخصتی مقرر وقت پر ہوگی" شاہد کفیر نے اپنا فیصلہ سنایا عشراق نے نم آنکھوں سے اپنے دادا ،باپ ، چچا اور بھائیوں کو دیکھا جو خاموش تھے جنہ نے عشراق کے کندھے پر ہاتھ رکھے اسے حوصلہ دیا عترت اور فاطمہ بیگم لاؤنج کے قریب کھڑی ساری باتیں سن رہی تھیں۔

"یاسر شازم داؤد" حنان کی آواز لاؤنچ میں گونجی یاسر نے سپاٹ نظروں سے حنان کی جانب دیکھا۔

"میری بہن کو اگر زرا بھی تکلیف ہوئی تو جس حق کی بنا پر اتنا تم اچھل رہے ہو وہی حق میں چھننے میں دو پل نہیں لگاؤ گا" حنان نے آگے جھکتے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں پیوست کیے یاسر سے کہا۔

"یہ حق جب تک میں زندہ ہو تم تو کیا کسی کا باپ بھی مجھ سے نہیں چھین سکتا وہ میری بیوی ہے اور مرتے دم تک میری بیوی رہے گی" یاسر نے سپاٹ چہرے سے حنان کو جواب دیا جبکہ یاسر کی اس طرح بدتمیزی کرنا وہاں کھڑے کسی بھی فرد کو پسند نا آیا یازان اور حداد نے ضبط سے مٹھیاں بھینچی۔

"پھر ٹھیک ہے اس دفعہ گولی میں چلاؤ گا اور یقیناً میرا نشانہ نہیں چوکے گا جس طرح برسوں پہلے تمہارا چوکا تھا" حنان نے سرد آواز میں کہا یاسر کی آنکھوں میں سرخی چھائی چہرہ دھواں دھواں ہوا۔

"اگر تم نے کبھی اپنی بہن کو مجھ سے آزادی دلانے کی نیت سے مجھ پر گولی چلائی تو یاد رکھنا پہلے تمہاری بہن کو اپنے ہاتھوں سے زندہ گاڑھوں گا پھر بے شک یہ گولی چلانے کا شوق پورا کر لینا " یاسر نے غراتے کہا۔

"ہماری حویلی میں ہماری بہن کو مارنے کی بات کر رہا ہے " حداد غصے سے اپنی جگہ سے اٹھتا دھاڑا اعظم صاحب نے اپنے بھتیجے کو فوراً قابو کیا۔

"ہاں کر رہا ہوں میڈل سالے صاحب اور بات نہیں کر کے بھی دیکھاؤ گا کیونکہ تمہاری بہن کو اس دنیا میں کسی اور مرد کے لیے تو چھوڑ کر نہیں مر سکتا نا ہاں البتہ میرے پوتے پوتی ہو جائے تو سوچ سکتا ہو اس بارے میں " یاسر نے حداد کو دیکھتے جواب دیا وہاں بیٹھے تمام مرد حضرات کا رنگ سرخ ہوا اور یاسر ان کے سرخ رنگ کو دیکھتے محفوظ ہوا جبکہ جنہ کی تو آنکھیں پھیلی اسے کبھی نہیں لگتا تھا کہ یاسر اتنا بے باک ہو گا جبکہ عشراق نے کوئی ریکشن نا دیا فاطمہ بیگم نے کانوں کو ہاتھ لگائے استغفرُللہ پڑھا تو عترت نے نظریں ادھر ادھر گھومائی۔

"میں چلتا ہوں مجھے دیر ہو رہی ہے کانفرنس کے لیے اللہ حافظ" یاسر نے کھڑے ہوتے کہا اور آگے بڑھتے عترت کے سر پر ہاتھ رکھ گیا وہ مزید آگے بڑھتا کہ حنان نے اس سے آگے قدم بڑھائے۔

"تم کہا جا رہے ہو " شاہد کفیر نے حنان کو اپنی جگہ سے اٹھتے دیکھ پوچھا۔

"اپنی بیوی سے ملنے... اب پوتا پوتی میرے سالے پر ہی تو فرض نہیں ہم بھی کچھ عمل دیکھائے تاکہ میٹھا پھل ہمیں بھی دیکھنے کو ملے " حنان نے سپاٹ انداز میں جواب دیے قدم آگے بڑھائے یاسر کی رنگت میں سرخی گھولی جبکہ یازان اور حداد نے یاسر کی کان کی لو کو سرخ ہوتا دیکھ قہقہہ لگایا تو یاسر ان پر جلی کٹی نظر ڈالتا باہر نکلا تو اعظم ، عالم اور شاہد کفیر نے حداد اور یازان کو ہاتھ پر ہاتھ مار کر ہنستا دیکھ زیر لب گالی سے نوازتے اپنے کاموں کا رخ کیا۔۔

سارے ہی بے شرم تھے۔

"تمہیں مجھ سے گھن آتی ہے نا۔۔اب دیکھنا تمہارے وجود کے پور پور پر یاسر شازم داؤد اپنی چھاپ چھوڑے گا۔۔مجھے پھر ریجیکٹ کیا تم نے عشراق یاسر داؤد اب یاسر شازم داؤد تمہارے وجود پر اپنی مہر ثبت کرتے مجھے ایکسیپٹ کرنے کے علاؤہ کوئی رستہ نہیں بچے گا تمہارے لیے ہر راہ فرار صرف مجھ سے ہی منسوب ہوگی " یاسر نے اپنی کار میں بیٹھتے آنکھوں پر سیاہ گوگل چڑھائے کفیر حویلی کو دیکھتے زیر لب کہا چہرہ سپاٹ مگر سرخ تھا۔

"مصطفیٰ انسان امید کے سہارے زندگی گزار سکتا ہے ناامیدی میں وہ پل پل مرتا ہے" مصطفی اس وقت ایک معروف اور مقبول ہاسپٹل میں ڈاکٹر تبسم کے سامنے بیٹھے ہوئے تھا وہ پاکستان کی جانی مانی ڈاکٹر تھیں مصطفی ڈاکٹر تبسم کی بات سنتا مسکرایا۔

"میں مسلمان ہو ڈاکٹر صاحبہ میں مر سکتا ہوں نا امید نہیں ہو سکتا میرا اللہ میری برداشت سے زیادہ مجھے نہیں آزمائے گا" مصطفی کالی آنکھوں سے مسکراتے ہوئے بولا مصطفیٰ کی بات سنتی ڈاکٹر تبسم مسکرائیں۔

"مجھے تم پر فخر ہے مصطفی " ڈاکٹر تبسم نے کہا مصطفی نے ایک لمبی سانس کھینچی

۔

"کتنا وقت بچا ہے ؟ " مصطفی نے پوچھا ڈاکٹر تبسم نے مصطفی کی بات سنتے خفگی سے اسے دیکھا۔

"یہ نا امیدی نہیں ہے ؟" ڈاکٹر تبسم نے اس کے سوال کی طرف اشارہ کرتے کہا۔

"نہیں۔۔میں بس آگاہی چاہتا ہوں" مصطفی نے مدھم آواز میں کہا۔

"کچھ آگاہی عذاب ہوتی ہے " ڈاکٹر تبسم نے سمجھانے والے انداز میں کہا۔

"کچھ آگاہی سکونِ روح ہوتی ہیں" مصطفی نے کہتے سر سیٹ پر ڈھائے آنکھیں موند لیں ڈاکٹر تبسم کی آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹا یہ شخص ایسا کیوں تھا۔

یازان میشال کے ساتھ میڈیکل یونیورسٹی کے کیفے ٹیریا میں بیٹھا تھا جب وہاں قندیل داخل ہوئی وہ ابھی اپنی کلاس لیے کچھ کھانے کی غرض سے کینٹین کا رخ کر گئی تھی یہ دوسرا دن تھا قندیل کا اس یونیورسٹی میں وہ اپنی دھن میں مگن کینٹین سے برگر اور کولڈ ڈرنک لیتے ایک خالی ٹیبل کی سمت بڑھی تھی کچھ دیر گزری تھی وہ اپنے کھانے میں مگن تھی جب کچھ سینیر سٹوڈینٹ ریگنگ کے ارادے سے قندیل کی طرف بڑھے تھے وہ دو لوگوں پر مشتمل گروہ تھا جس میں ایک لڑکا اور ایک لڑکی شامل تھی۔

"اوہ لگتا ہے نیو سٹوڈینٹ ہے " لڑکی نے قندیل کے پاس چیئر پر بیٹھتے کہا قندیل نے برگر ٹرے میں رکھے ٹیشو اٹھاتی منہ صاف کرتی ان دونوں کو دیکھنے لگی جو قندیل کی ٹیبل پر اس پاس کرسیاں لگائے بیٹھے تھے۔

"?? Yes I'm a new student any problem"

قندیل نے مسکراتے اپنی خوبصورت آواز میں انگلش ایسنٹ میں جواب دیا وہ دونوں قندیل کے جواب پر اسے گھورنے لگے انھیں لگا تھا کہ قندیل ان سے ڈرے گی گھبرائے گی مگر یہ تو انھیں پیچ کھائے اس بات سے بیچارے لاعلم تھے یازان کی نظر اب پنک کلر کی پٹھانی فراک میں سر پر ہم رنگ ڈوپٹہ اوڑھے سفید چادر شانوں پر پھیلائے قندیل پر تھی وہ یہ منظر بہت دلچسپی سے دیکھ رہا تھا جبکہ میشال بھی اب یازان کے ساتھ قندیل کی طرح متوجہ تھی۔

"پرابلم تو تمھیں ہونے والی ہے بہن جی " اس لڑکی نے قندیل کے حلیے پر چوٹ کرتے لڑکے کو ہائے فائے کرتے کہا وہ دونوں قہقہہ لگاتے ہنس پڑے۔

"شکریہ فقیرنی جی " قندیل نے بھی اس لڑکی کی پھٹی ہوئی جینس جو تقریباً گھٹنوں سے اوپر تک جگہ جگہ سے پھٹی تھی اس کی طرف اشارہ کرتے کہا کیفے میں قندیل کے جواب سے دبی دبی سی کھکھلاہٹیں پھیلی یازان کے لب بھی مسکرائے۔

"اوقات میں رہو یو بیچ " وہ لڑکی اپنی اہانت پر کرسی دھکیلتی کھڑی ہوتی چیخی۔

"مجھے اوقات دیکھانے سے پہلے اپنی اوقات یاد رکھنا اور اگر مجھے اپنی قبر میں بیچھو پیدا کرنے کا ڈر نا ہوتا تو یقین مانو اس سے زیادہ بری گالی دیتی " قندیل بھی مسکراتی اس لڑکی کے رُوبرو کھڑی ہوتی بولی کینٹین میں دوبارہ ہنسی اور کھکھلاہٹیں گونجی یازان تو قندیل کی چلتی زبان کو سنتے ٹرانس کی سی کیفیت میں اسے دیکھ رہا تھا۔

"یو۔۔"لڑکی نے ہاتھ اٹھائے قندیل کے چہرے کی سمت تھپڑ مارنے کی غرض سے کیا مگر بروقت قندیل اس کا ہاتھ تھامتے جھٹکا دیتے اس لڑکی کا رخ پھیرتے اس کی کلائی کو کمر سے لگا گئی سب لوگ حیرت سے قندیل کو دیکھنے لگے وہ

لڑکی وائس چانسلر کی بھتیجی تھی کسی کی ہمت نا تھی اسے کچھ کہنے کی میشال تو اس لڑکی کے کبھی منہ ہی نہیں لگی تھی۔

"چھوڑ "ایک لڑکا اس لڑکی کے کرہانے کی آواز پر ہوش میں آتا قندیل کی سمت بڑھتا قندیل کو بازو سے پکڑ کر دھکا دیتا اس لڑکی کو قندیل کی گرفت سے آزاد کر گیا جبکہ دھکا لگتے قندیل کا بیلنس بگڑا تھا وہ کرسی سے ٹکراتی زمین پر گرتی کہ یازان نے قندیل کو تھاما قندیل کی بلیو اسٹار آنکھوں میں غصے کی زیادتی سے سرخی چھائی قندیل نے یازان کا ہاتھ جھٹکتے خود کو اس سے دور کیا اور رکھ کر اس لڑکے کے منہ پر تھپڑ رسید کیا۔

"دوبارہ مجھے چھوا نا ہاتھ کاٹ کے کتوں کو کھلا دونگی اور تم جو بھی ہو کیوں ہاتھ لگایا مجھے " قندیل پہلے اس لڑکے کو انگلی اٹھا کر وارن کرتی یازان کی طرف رخ کر گئی جو سنہری آنکھوں میں غصے و اشتعال لیے قندیل کو ہی گھور رہا تھا وہ مغرور انسان تھا جس کا ہاتھ تھامنے کو لڑکیاں مرتی تھیں اس کا ہاتھ اس چھوٹی لڑکی نے جھٹک دیا یازان کا غصہ عروج پر تھا۔

"تم پاگل ہو میں تمہاری مدد کر رہا تھا" یازان نے غصے سے مٹھیاں بھینچے قندیل کی تنبیہ دیتی انگلی کو دیکھتے غراتے ہوئے کہا۔

"میں نے نہیں کہا مدد کرو میری سمجھے " قندیل یازان کو پہچانتی ہوئی غصے سے بولی اسے اس شخص سے کل کی ملاقات یاد آئی تھی۔

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرا ہاتھ موڑنے کی یو گوار عورت " وہ لڑکی پھر چیخی

۔

"دوبارہ ٹریلر چاہیے ؟" قندیل ایک آئیبرو ریز کرتی ہوئی بولی۔

"چلو تم یہاں سے دیکھ لے گے اس جھانسی کی رانی کو یہ تھپڑ بہت مہنگا پڑے گا تمہیں" لڑکا اپنی ساتھی دوست کو دیکھتا بولا سب لوگ ان پر ہنس رہے تھے جبکہ قندیل نے اس لڑکے کی بات سنتے آنکھیں گھمائے دروازے کی سمت اشارہ کیا۔

"دوبارہ میری مدد کرنے سے پہلے پوچھ لینا ضرورت ہے یا نہیں" قندیل یازان کو کہتی اپنا بیگ اٹھانے لگی یازان تو اس لڑکی کی دیدہ دلیری پر عش عش کر اٹھا۔

"شکل دیکھی ہے اپنی ؟ " یازان نے جل کر کہا۔

"ہاں !! اسی لیے کہ رہی ہو کیونکہ میں نے تمہاری شکل بھی دیکھ لی ہے چھچھورا" قندیل نے آنکھیں گھمائے کہا یازان کا منہ حیرت سے کھلا۔

"تم نہایت بدتمیز ،بدماغ لڑکی ہو " یازان نے ضبط سے کہا۔

"یازان چلو کیوں اس لڑکی کے منہ لگتے ہو" میشال نے یازان کے قریب آتے قندیل کو دیکھتے اسے روکا۔

"میں نے دعوت بھی نہیں دی انھیں میرے منہ لگنے کی " قندیل دوبدوک بولی۔

"دیتی بھی تو میں ریجیکٹ کر دیتا ویسے بھی کچرے کے منہ نہیں لگتا میں"

یازان نے طنزیہ مسکراتے کہا۔

"ابے او کچرا کسے بولا " قندیل غصے سے چیخی پورا کیفیٹیریا ان کی طرف متوجہ تھا۔

"کچرے کو " یازان دل جلا دینے والی مسکراہٹ پاس کرتا اپنے گوگل آنکھوں پر لگائے میشال کے آگے سے گزرتا کندھے اچکا گیا میشال بھی قندیل کی بے عزتی پر مسکراتی یازان کے پیچھے ہوئی قندیل کچھ بولنے کے لیے منہ کھولے بس یازان کی ہی پشت کو ہی گھورتی رہی گئی۔

"کیڑا کہی کا " قندیل بڑبڑاتی کیفیٹیریا سے نکلی۔

حنان داؤد امپائر میں داخل ہوتا سیدھا جویریہ کے آفس کی سمت بڑھا تھا حنان کے ایک ایک قدم پر آفس فیمیل ورکرز دل ہارتی اسے دیکھ رہی تھیں وہ ڈریسٹ تھری پیس سوٹ میں اپنے پرکشش آدھے بالوں کو کھلا چھوڑے اپنے مخصوص سٹائل میں مغرور چال چل رہا تھا جویریہ کے آفس کو دیکھتے وہ بنا ناک کیے اندر داخل ہوتا جویریہ کی تلاش میں نظریں دوڑانے لگا جو شاید آفس سے اڈیچ روم میں تھی۔

جویریہ جو گرے پینٹ اور کوٹ میں پیچ شرٹ میں ملبوس سی روم کا ڈور بند کرتی فائلز لیے اپنی چیئر کی طرف بڑھ رہی تھی پھر اس احساس سے ٹھٹھکی وہ سامنے ہی اس کی کرسی پر بیٹھا سرمئی آنکھوں سے اس کی ہی طرح متوجہ تھا دو پل کے آئی کونٹیکٹ کے بعد جویریہ نے فائل ٹیبل پر رکھتے سامنے چیئر پر بیٹھتی اپنا کام شروع کر گئی حنان بہت غور سے اس کا چہرہ دیکھ رہا تھا شفاف چہرہ جس کی چھوٹی پیشانی پر زخم تھا ریشمی بال جو ڈھلک کر بار بار اس کے گالوں کو چھو رہے تھے بڑی بڑی پلکیں چھوٹی مغرور تیکھی ناک پینک لپ سٹک

سے سجے یاقوتی ہونٹ مخروطی انگلیاں جو لیپ ٹاپ پر ٹائپنگ کرنے میں مصروف تھیں۔

"تم نے مجھ پر ریپ کا الزام کیوں لگایا؟" حنان کی آواز گونجی جویریہ کی انگلیاں تھمی نظریں اٹھائے اس نے حنان کی طرف دیکھا پھر کچھ پل کا آئی کونٹیکٹ ہوا جویریہ نے سر جھٹکا حنان بے ساختہ مسکرایا۔

"تم مجھے روز سفید گلاب کیوں بھیجتی تھیں جیل میں؟" جویریہ نے اس دفعہ نا نظریں اٹھائیں نا اب فائل پر پوائنٹ اوٹ کرتی انگلیوں کو روکا حنان کی مسکراہٹ گہری ہوئی جویریہ ہنوز اپنے کام میں مگن تھی۔

"تم نے مجھ سے نکاح کیوں کیا؟" حنان نے ایک اور سوال داغ جواب پہلے دو سوالوں کی طرح خاموشی تھی۔

"تم مجھ سے نفرت کیوں کرتی ہو جویریہ؟" حنان نے ایک اور سوال کیا جویریہ نے خود کو چیئر کی پشت پر ڈھلکائے سنہری آنکھوں سے حنان کو دیکھا اور مسکرائی۔

"یہ کیا نا تم نے اہم اور صحیح سوال حنان اعظم کفیر" جویریہ کی مسکراہٹ گہری ہوئی حنان نے غور سے اس کی سنہری آنکھوں میں دیکھا آج اس کی آنکھوں میں خوف نا تھا آج ایک پل کے لیے بھی اس کی آنکھوں میں خوف نا تھا۔

"اس سوال کا جواب کیا ہے جویریہ حنان کفیر " حنان نے ٹیبل پر دونوں ہاتھ رکھے جھکتے ہوئے پوچھا جویریہ بھی حنان کے انداز میں ٹیبل پر جھکی۔

"تم نے مجھے تباہ کیا تھا حنان اعظم کفیر " جویریہ نے کہا حنان نے اسے یک ٹک دیکھا حنان نے لب واہ کیے کہ آفس کا دروازہ کھلا سامنے ثوبان حنان کو دیکھتا اسی کی طرف بڑھ رہا تھا۔

"کیسا ہے سالے " ثوبان نے حنان کو دیکھتے جویریہ کے برابر کرسی سنبھالے کہا۔

"میں تو ٹھیک ہو الحمدللہ۔۔لیکن تو مجھے ٹھیک نہیں لگ رہا کہی میری بہن نے تجھے اپنا جلالی روپ تو نہیں دیکھا دیا ؟" حنان نے ثوبان کی سرخ آنکھوں کو دیکھتے پوچھا جویریہ کی نظر بھی ثوبان پر گئی۔

"یہاں کیوں آئے ہو ؟" ثوبان نے بات بدلی تاثرات تو پہلے بھی سخت تھے مگر اب مقدس کے زکر پر مزید پتھریلے ہوچکے تھے۔

"جس نے تجھے میرے یہاں آنے کی خبر دی ہے اس سالے سے ہی پوچھ لیتا " حنان کا اشارہ یاسر پر تھا جسے ثوبان نے باخوبی سمجھا تھا یاسر نے ثوبان کو اطلاع دے دی تھی وہ سب بھائی جویریہ کو لے کر اب کافی حساس ہوچکے تھے وہ نہیں چاہتے تھے کہ جویریہ کسی قسم کے خطرے میں آئے۔

"حنان جب تک جویریہ کی رخصتی نہیں ہو جاتی تم اس سے اکیلے میں نہیں ملو گے " ثوبان نے صاف بات کی۔

"کیوں رخصتی سے پہلے ماموں نہیں بننا چاہتے تم ؟ " حنان دوبدوک مسکراتے طنز کرتا بولا جویریہ نے ایک نظر دونوں کو دیکھے اپنی فائل اٹھائے اٹیچ روم کا رخ کیا جبکہ حنان کی بات پر ثوبان کا چہرہ سرخ ہوا۔

"تم جیل سے کونسا نشہ کر کے آئے ہو جیل پلوٹ انسان " ثوبان نے دانت پیستے طنز کیا وہ پہلے تو ایسا بے باک اور منہ پھٹ نا تھا۔

"بے شرمی کا " حنان محفوظ ہوتا بولا۔

"سنبھل کر یہ بے شرمی کسی دن تمہیں جان سے ہاتھ نا دھلوا بیٹھے " ثوبان نے دھمکی دی حنان مسکرایا۔

"تمہاری بہن میں اتنی طاقت نہیں وہ مجھے مار سکے میری بے شرمی پر۔۔ہاں مگر شرم سے خود ضرور مر سکتی ہے " حنان نے ایک آنکھ ونگ کرتے معنی خیزی سے کہا ثوبان نے ضبط سے مٹھیاں بھینچ لی۔

"اب کیا یہی پہرے داری کرو گے ؟ جاؤں یہاں سے مجھے اپنی بیوی سے ضروری بات کرنی ہے " حنان اپنی جگہ سے اٹھتا اٹیچ روم کی سمت قدم بڑھا گیا ثوبان نے اپنی جگہ سے اٹھتے حنان کو روکنے کی غرض سے اس کے پیچھے ہوا مگر وہ جب تک روم میں داخل ہوچکا تھا جویریہ صوفے پر بیٹھی اپنے کام میں مصروف تھی۔

"ثوبان جاؤ تم اور جب تک میرے شوہر یہاں سے چلے نہیں جاتے کسی کو میرے آفس میں مت بھیجنا " جویریہ نے کہا ثوبان نے جویریہ کو غصے سے دیکھا لیکن وہاں سے گیا نہیں جبکہ حنان جو جویریہ کے ساتھ صوفے پر بیٹھا تھا جتاتی نظروں سے ثوبان کو دیکھنے لگا۔

"جویریہ تم۔۔"ثوبان غرانے لگا کہ جویریہ نے اس کی بات کاٹی۔

"جویریہ کو اب کسی سے ڈر نہیں لگتا جویریہ خود کی حفاظت کر سکتی ہے میرے بھائی تم پریشان مت ہو میرے لیے " جویریہ نے اعتماد سے کہا ثوبان نے ایک غصیلی نظر حنان پر ڈالتے دھاڑ سے دروازہ بند کیا۔

"بولو حنان تم کیا جاننا چاہتے ہو؟" جویریہ نے دونوں ہاتھ سینے پر لپیٹے اعتماد سے حنان کو دیکھتے پوچھا۔

"مجھے کچھ نہیں جاننا کیونکہ جو مجھے جاننا ہے وہ مجھے تم بتا سکتی ہو اور مجھے پتا ہے تم جب تک خود نہیں چاہتی تب تک وہ بات مجھے نہیں بتاؤ گی۔۔۔اور بکواس سننے میں مجھے کوئی انٹرسٹ نہیں" حنان نے کہا جویریہ نے کندھے اچکائے۔

"پھر یہاں رکنے کی خاص وجہ ؟" جویریہ نے پوچھا۔

"اپنی سفاک بیوی کے پاس رہنے کے لے وجہ کا ضروری ہونا ضروری ہے ؟" جواب کے بجائے سوال فوراً پیش ہوا۔

"مجھے کام ہے " جویریہ نے اپنی بات پر زور دیا۔

"کرو میں نے نہیں روکا تمہیں " حنان نے کندھے اچکاتے کہا جویریہ نے بہت غور سے حنان کا جائزہ لیا پھر اپنے کام میں متوجہ ہوئی کچھ لمحے یوں ہی گزرے وہ کام کر رہی تھی تو حنان اسے یک ٹک دیکھ رہا تھا۔

"تم مجھ سے محبت کرتی ہو " حنان نے ایک سوال داغا جویریہ کو سانس لینا مشکل لگا۔

"میں تم سے نفرت کرتی ہو " جویریہ نے سپاٹ چہرے سے کہا حنان مسکرایا۔

"تم مجھ پر یقین کرتی ہو " حنان نے ایک اور سوال داغا۔

"میں کسی پر یقین نہیں کرتی " جویریہ نے ہنوز سپاٹ چہرے سے جواب دیا۔

"پانچ سال پہلے اس دن تم میرے اتنی قریب کیوں آئی تھی کیونکہ تمہیں یقین تھا کہ میں تمہیں کبھی نقصان نہیں پہنچا سکتا " حنان نے کہا جویریہ کی آنکھوں میں سایہ لہرایا حنان نے جویریہ کا بدلتا تاثر دیکھا۔

"تمہارا نام خراب کرنا تھا اور تمہارے قریب آئے بغیر وہ ناممکن تھا۔۔میں تمہارے قریب آئی ہی اس لیے تھی کہ تم کچھ کرو میرے ساتھ لیکن تم ہی شاید نامرد نکلے تبھی۔۔"جویریہ مسکرائی تھی حنان کی رنگت میں سرخی گھلی وہ اپنی بات مکمل کرتی کہ حنان نے جویریہ کا چہرہ اپنی آہنی گرفت میں لیا۔

"تم اتنی گری ہوئی عورت ہو جویریہ کہ مجھے تم سے گھن آرہی ہے تم میرے نام سے منسوب ہو تم جیسی عورت جو اپنی عزت کی پرواہ کیے بنا ایک غیر محرم کے کمرے میں اپنے جسم کو نچوانے کے لیے آئی تھی صرف اس سے نفرت کی بنا پر۔۔مجھے پتا ہے تم یہ سب کس لیے بول رہی ہو تا کہ میں غصے میں کوئی غلط حرکت کرو اور تم پھر کفیر'ز کے نام کو کیچڑ میں ڈبو سکو لیکن حنان اعظم کفیر شیطانیت میں بھی انسانیت نہیں چھوڑتا " حنان غصے و اشتعال سے دھاڑا تھا جویریہ یک ٹک اسے دیکھ رہی تھی بنا پلکیں جھپکائے بنا اس سے ڈرے۔

" یہ مت سمجھنا کہ ان الفاظ کا خمیازہ تمہیں نہیں بھگتنا پڑے گا خود کو تیار کر کے آنا تمہاری خواہشات ضرور پوری کرو گا " حنان نے جھکتے غراتے کہا۔

"تمہاری آنکھوں میں جو کل خوف تھا وہ آج نہیں ہے وہی خوف پانچ سال پہلے تھا تمہاری آنکھوں میں۔۔میں نے پانچ سال یہ سوچتے گزارے کہ وہ خوف میرے لیے تھا مگر نہیں میں غلط تھا وہ خوف تمہارے لیے تھا تم خود

سے خوف میں مبتلا تھی اور میں جانتا ہوں وہ خوف کیا ہے جس پر تم نے اب قابو پا لیا ہے " حنان نے مزید کہا جویریہ کی رنگت فق ہوئی۔

حنان مزید کچھ کہتا کہ جویریہ نے حنان کے لبوں پر جھکتے اس کے لبوں کو چھوا حنان جویریہ سے اس پیش قدمی کی امید نہیں کر رہا تھا وہ سٹل ہوا جبکہ جویریہ آنکھیں بند کیے حنان کے ہونٹوں کو خود میں پیوست کیے ہوئے تھی حنان نے دوسرے ہی لمحے غصے و اشتعال سے جویریہ کو صوفے پر پٹخا۔

"میرے قریب آنا کا انتظار کرنا تمہاری یہ طلب سفاکیت ضرور پورا کرو گا سفاک بیوی" حنان نے انگلی اٹھائے تنبیہ کی اور لمبے لمبے ڈنگ بھرتا کمرے سے باہر نکلا جویریہ نے حنان کے جاتے ہی خود کے چہرے پر ہاتھ پھیرتے خود کو پرسکون کیا وہ کچھ اور ہی سوچوں میں مصروف تھی۔

"عشراق بیٹا " داجی عشراق کے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے عشراق کو پکارنے لگے جو کھڑکی کے پاس ویل چیئر پر بیٹھی اپنی سنہری آنکھیں صاف کرتی ہوئی ان کی طرف پلٹی تھی۔

"جی دادا جان " عشراق نے مدھم آواز میں جواب دیا شاہد کفیر عشراق کی آواز میں نمی محسوس کرتے عشراق کے قریب صوفے پر بیٹھتے عشراق کے گلابی عارض دیکھنے لگے۔

"تم یہ مت سمجھنا کہ ہم نے تمہاری بات کا مان نہیں رکھا " شاہد کفیر نے عشراق کو دیکھتے کہا۔

"دادا جان آپ نے نہیں رکھا " عشراق نے شکوہ کرتے سچ کہا شاہد کفیر مسکرائے۔

"بیٹا یاسر برا لڑکا نہیں ہے وہ غصے میں پاگل ضرور ہو جاتا ہے مگر وہ اپنوں کا عزت واحترام بھی بہت کرتا ہے میں یاسر کی وکالت نہیں کر رہا۔۔۔یہ سمجھو میں مقدس کا رشتہ بھی بچانا چاہتا ہوں اور میں اللہ کے اس فیصلے میں چھپی

مصلحت کو سمجھنا چاہتا ہو۔۔تم یاسر کو ایک موقع دو صرف اس لیے کہ اللہ نے اسے تمہارے لیے چنا ہے " شاہد کفیر نے کہا۔

"اس نے مجھے اس حال میں پہنچایا دادا جان" عشراق نے کہا ۔

"وہ حادثہ تھا عشراق بھول جاؤ ہم سب کو چاہیے ہم اپنی زندگیوں میں آگے بڑھے اور میں وہی کوشش کر رہا ہوں اور امید کرتا ہوں میری پوتی میری کوشش میں میرا ساتھ دے گی " شاہد کفیر نے عشراق کے سر پر ہاتھ رکھتے کہا عشراق نے اثبات میں سر ہلایا۔

"کاش دادا جان وہ بے حد برا ہوتا مگر زانی نا ہوتا " عشراق نے سسکتے اپنی آنکھوں کی نمی میں دروازے کی طرف دیکھتے کہا جہاں سے شاہد کفیر ابھی گزرے تھے۔

مقدس نک سک سی تیار کھانے کا انتظام کر رہی تھی ابھی کچھ دیر پہلے ہی ثوبیہ بیگم نے اسے کچن کا کام جلدی نمٹانے کا کہتے شوپنگ پر چلنے کا کہا تھا پرسوں سے گھر میں شادی کی رسمیں شروع ہونے والی تھیں پرسوں جویریہ اور افق کی ہلدی تھی پھر مہندی اور اگلے دن افق کا نکاح اور جویریہ کی رخصتی تھی تو عشراق کو اس گھر میں رخصت ہو کر آنا تھا سب لوگ ہی اب شادی کے انتظامات میں مصروف تھے جبکہ ثوبان صبح ہی سب کو یورپ جانے کی اطلاع دے چکا تھا اسکی میٹنگ تھی اور یہ میٹنگ پہلے سے طے شدہ تھیں اسے مہندی کی رات کو یورپ سے واپس آنا تھا لیکن مقدس نے اس بات کو یہی رنگ دیا کہ وہ اس سے دور رہنے کے بہانے ڈھونڈ رہا تھا اگر ایسا تھا تو ایسا ہی سہی۔۔

جبکہ افق اپنی بچپن کی محبت کو کچھ دنوں میں حاصل کرنے کا سوچتی بے حد خوش تھی تو قندیل بھی اپنی بہنوں کی خوشیوں میں خوش تھی تو فراج جنہ کے کل والے رویہ پر اب بھی سلگ رہا تھا مگر اپنے گھر والوں کے سامنے وہ نارمل تھا تو مصطفی سب سے دور اپنی سوچوں میں مگن آنے والے وقت کی آزمائش

سے ڈر رہا تھا یاسر اور جویریہ اپنے کاموں میں مصروف تھے تو کفیر حویلی میں سب خاموشی اور بے دلی سے اس شادی کی تیاریوں میں مگن تھے فاطمہ بیگم تو جویریہ کا نام سننے تک کی روادار نا تھی اور اب انھیں یہ نام ہی نہیں بلکہ جویریہ کو بھی اپنی آنکھوں کے سامنے رات دن برداشت کرنا پڑے گا وہ یہ سوچ کر ہی سلگ رہی تھی عترت ان کے طعنوں کو سنتی اپنے کاموں میں مصروف تھی تو جنہ عشراق کی شاپنگ کرنے میں تو یازان کو تو سرے سے ہی اس شادی میں کوئی دلچسپی نا تھی۔۔کفیر خاندان میں ہلدی اور مہندی کا کوئی فنگشن نہیں رکھا گیا تھا وجہ عشراق کا پردہ اور حنان کا منع کرنا تھا ان کے ہاں سے صرف کچھ دنوں میں رخصتی تھی حداد جو آج رات عترت کو اپنی پناہوں میں لینے کا سوچ رہا تھا مگر اس کا پلین بھی دھرا کا دھرا رہ گیا کیونکہ اسے بھی ضروری میٹنگ میں شمولیت کے لیے حنان کو گائیڈ کرنے کے حوالے سے ساتھ کراچی کے لیے نکلنا تھا واپسی شادی سے ایک دن پہلے ہونی تھی تو وہ بھی

دل پر پتھر رکھتا حنان کے ساتھ کراچی کے لیے نکلا تھا۔۔ان سب کی زندگیوں میں اصل امتحان تو ان شادیوں کے بعد سے ہی شروع ہونا تھا۔

دو دن بعد :-

یاسر اپنی کالی شیروانی کے اوپری دو بٹن کھولتا قدم اٹھائے اپنے روم کی سمت بڑھ رہا تھا رخصتی ہوچکی تھی عشراق یاسر کی ملکیت بنتے اس کے کمرے میں پھولوں کی سیج پر بیٹھی تھی یاسر کی آنکھوں میں ایک تمسخر تھا جیسے وہ پھر فتح حاصل کر چکا ہو ابھی تک اس نے عشراق کو نہیں دیکھا تھا جو کشمیری دلہن کی چادر میں لپٹی رخصتی سے اب تک بڑے سے گھونگھٹ میں تھی یہ ان حویلی والوں کا رواج تھا کہ شادی کے بعد سب سے پہلے دلہن کا چہرہ اس کا شوہر دیکھتا ہے۔۔مجھ سے گھن آتی تھی تمہیں میری ملکہ اب آج رات اپنے بادشاہ کی قربت میں خود سے نفرت کرتے گزارنا یاسر ایک عزم سے عشراق کو تصور

کرتا خود سے مخاطب ہوتے اپنے کمرے میں داخل ہوا وہ مغرور سیاستدان تھا ایک نہیں ہزاروں لڑکیوں کی نظروں کا مرکز انا پرست غصے کا بے حد تیز غنڈوں کے لیے شریف غنڈہ حکمران کہا برداشت کرتا خود پر یہ توہین آمیز الفاظ وہ بھی اس لڑکی کے منہ سے جو خود نامکمل تھی یاسر آج عشراق سے اپنی توہین کا گن گن کر بدلہ لینے کا ارادہ رکھتا تھا ، دروازہ بند کرتے گلاب اور ان گنت پھولوں سے سجے کمرے کی خوشبو نے یاسر کا بھرپور استقبال کیا یاسر نے گولڈن لائیٹس کی روشنی میں بیڈ کی سمت دیکھا جو گلاب کی لڑیوں سے سجا ہوا تھا مگر عشراق وہاں نہیں تھی یاسر کے ماتھے پر بل پڑے یاسر کی نظر ڈریسنگ ٹیبل پر گئی وہاں دلہن کی تمام جیولری رکھی تھی یک دم آنکھوں میں غصّے کے دیپ جلے عشراق کی تلاش میں یاسر نے پورے کمرے میں نظر دوڑائی مگر عشراق کہی بھی موجود نا تھی یاسر نے ایک لمحہ سوچے بنا ڈریسنگ کا دروازہ کھولا ڈریسنگ میں عشراق کا لہنگا اور چادر ترتیب سے رکھے تھے یاسر نے غصے سے مٹھیاں بھینچ لیں جسم میں شرارے دوڑے تھے یاسر اپنی شیروانی

کوٹ اتارتا عشراق کے لہنگے کے اوپر اچھال گیا وہ بالوں میں ہاتھ پھیرتا جیسے اپنے غصے کو قابو کرنے کی کوشش کر رہا تھا یاسر نے پھر روم میں داخل ہوتے ایک نظر پورے کمرے میں ڈالتے اب سٹڈی روم جو اس کے بیڈ روم سے اٹیچ تھا وہاں کا رخ کیا غصّہ سر پر سوار تھا آنکھیں لال انگارا بنی ہوئیں تھیں یاسر کو رہ رہ کر اس لڑکی پر غصہ آرہا تھا جو یاسر کی مزید توہین کرتے اسے گھونگھٹ اٹھانے سے بھی محروم کر گئی تھی۔۔یاسر نے سٹڈی روم کا دروازہ کھولا عشراق جائے نماز پر بیٹھی سفید شلوار سوٹ میں سر پر سفید ڈوپٹہ کا حجاب کیے تہجد ادا کر رہی تھی یاسر کے سامنے عشراق کی پشت تھی یاسر ٹرانس کی کیفیت میں عشراق کے قریب سائیڈ پر رکھے صوفے پر بیٹھ گیا نظریں عشراق کے شفاف چہرے پر تھی عارض بھیگے تھے وہ رو رہی تھی یاسر یک ٹک اسے دیکھتا اس کے چہرے میں کھو گیا عشراق سجدہ میں جاتی اپنے مہندی سے سجے ہاتھوں کو مہرون جائے نماز پر بیچھائے یاسر کو مزید مسمراز کر گئی اس کا دل جیسے دھڑکنا بھول گیا تھا وہ پرسکون نظروں سے عشراق کو دیکھ رہا تھا اس میں کھو چکا تھا وہ یک

دم یہ بھی بھول گیا کہ وہ عشراق پر غصہ تھا وہ اس سے کچھ دنوں پہلے ملاقات پر کیا کیا عہد کر گیا تھا وہ اس وقت بس اسے دیکھ رہا تھا عشراق کے چہرے کی چمک اس کی آنکھوں میں حیرانگی لے آئی وہ اتنی خوبصورت تھی ؟ یاسر نے خود سے پوچھا عشراق کی سلام پھیرتی نظر یاسر پر ٹھہری دونوں کی نگاہوں کا تصادم ہوا یاسر کالی آنکھوں سے اس پرنور چہرے کو دیکھے گیا جو سنہری آنکھوں سے زیادہ دمک رہا تھا جبکہ عشراق یاسر کی آنکھوں میں مزید دو پل دیکھتی نظریں پھیر گئی دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتے جب وہ دعا مانگ کر فارغ ہوئی تب بھی یاسر اسے یک ٹک دیکھ رہا تھا عشراق جائے نماز فولڈ کرتی بیساکھی اٹھائے اٹھنے لگی تھی کہ یاسر یک دم آگے ہوا۔

"میں کر دیتا ہوں " یاسر نے بنا عشراق کا جواب سنے اس کے ہاتھ سے جائے نماز لیتے فولڈ کی اور عشراق کو اپنی باہوں میں اٹھایا عشراق کی نظریں جھکی دل دیواروں کو پٹختا باہر آنے کو بیتاب ہوا وہ یاسر کی باہوں میں چھوٹی بچی معلوم ہو رہی تھی مقابل کے کسرتی بازوں باڈی بلڈر وجود عشراق کو خود بخود خفت

میں مبتلا کر رہا تھا تو یاسر کے کرتے کے اوپری دو بٹن سے ظاہر ہوتا سینہ عشراق کے گال دہکا گیا یاسر عشراق کو نرمی سے بیڈ پر بیٹھائے اس سے کچھ فاصلہ قائم کرتا بیٹھا عشراق حیران ہوئی وہ یاسر سے اس دن کی ملاقات کے بعد اس رویہ کی امید نہیں کر رہی تھی۔

"مجھے سونا ہے " عشراق نے نظریں جھکائے کہا ماتھے پر شبنمی چھوٹی چھوٹی بوندیں تھیں یاسر عشراق کی کیفیت کو سمجھتا چپ چاپ اثبات میں سر ہلائے کنفرٹ عشراق کے پیروں پر ڈالتے دور ہوا عشراق کو پھر حیرت ہوئی اسے تو لگا تھا یاسر اسے بھی اپنی درندگی کا نشانہ بنائے گا مگر یہاں تو یاسر اس کی بات مان رہا تھا ، وہ اپنی حیرت پر قابو پاتی ادھر ادھر دیکھنے لگی دل زورو سے دھڑک رہا تھا یاسر ڈریسنگ کی طرف قدم بڑھاتا کچھ دیر بعد گرے ٹراوزر میں ٹاول سے گیلے بالوں کو خشک کرتا باہر آیا عشراق کب سے سونے کی کوشش کر رہی تھی مگر وہ بار بار یاسر کے اس قدر نرم رویہ پر حیران ہوتی اپنے دماغ میں تانے بانے بن رہی تھی یاسر عشراق کو دیکھتا مسکرایا ٹاول سائیڈ

پر رکھتا کمرے کی لائٹ اوف کیے وہ عشراق کے برابر میں آکر کروٹ کے بل لیٹ گیا عشراق خفیف سی ہوتی فورا کبوتر کی طرح آنکھیں بند کر گئیں یاسر کے چہرے پر مبہم سی مسکراہٹ رقصاں ہوئی وہ عشراق کی طرف ہی کروٹ کیے ہوئے تھا۔

" ? Can I hug u malka"

یاسر نے مدھم آواز میں پوچھا عشراق نے پٹ سے آنکھیں کھولی کیا وہ مجھے کہہ رہا تھا ملکہ عشراق نے دھڑکتے دل سے سوچا وہ یاسر کے رویے سے پریشان تھی اور پھر یہ الفاظ۔۔یاسر اندھیرے میں مدھم لیمپ لائیٹس کی روشنی میں بہت غور سے عشراق کو دیکھ رہا تھا پتا نہیں کیوں اس کا رویہ خود با خود کچھ ہی منٹوں میں تبدیل ہو گیا وہ خود سمجھنے سے قاصر تھا وہ ہمیشہ دماغ کی سنتا تھا مگر آج اس کا دل دماغ پر قابض ہوا تھا وہ بس وہی کر رہا تھا جو اس کا دل کرنے کو کہہ رہا تھا۔

"تمہاری خاموشی کو میں ہاں سمجھو ملکہ؟" یاسر نے کافی دیر جواب کے منتظر ہوتے پوچھا۔

"نہ۔۔نہیں۔۔" عشراق نے خشک حلق سے کہتے اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں پیوست کیا۔

"اوکے تم سو جاؤ اور ہاں۔۔ملکہ میں نے تمہیں ہی کہا ہے" یاسر نے کہتے کروٹ بدلی عشراق نے اس کی برہنہ ونگز کمر کو دیکھتے پرسکون سانس خارج کیا۔

مصطفی سفید کرتا پجامہ میں ملبوس اور ل وائٹ شیروانی زیب تن کیے اپنے روم کی طرف بڑھ رہا تھا آج تو سب کی نگاہیں ان تین دلہوں پر تھیں جو اپنی وجاہت سے لڑکیوں کے دلوں میں قہرام مچا رہے تھے تو لڑکوں کی آنکھوں

میں انھیں دیکھتے رشک اترا تھا اُن تین میں سے ایک مصطفی شاہ میر تھا جو افق جازم داؤد کو افق مصطفی شاہ میر بنا چکا تھا نکاح کے ساتھ ہی رخصتی بھی کر دی گئی تھی رخصتی میں تاخیر کی کوئی وجہ جو نا تھی۔۔ مصطفی کی کالی آنکھیں سپاٹ تھیں بال ماتھے پر بکھرے تھے وہ کافی دیر باہر بے مقصد ڈرائیو کرتا اب حویلی آیا تھا تو مصطفی کے برعکس افق بے چینی سے سیج پر پور پور مصطفی کے لیے سجی سنوری بیٹھی آج اپنی محبت کی محرم بنتے خوش تھی۔

"وہ شاہ میر گروپ آف انڈسٹریز کا ملک ،پانچ وقت کا نمازی پرہیزگار بندہ ، سنجیدہ طبعیت کا مالک ،انتیس سال کا نوجوان اور وہ داؤد خاندان کی دوسری بیٹی ، اپنے باپ اور بھائی کی لاڈلی ،وہ فیری ٹیل کی شوقین تصورات میں رہنے والی ، وہ چوبیس سال کی لڑکی ، نازک معصوم دل کی مالک ، جو ہوش سنبھالتے ہی مصطفی کی محبت میں گرفتار تھی، مصطفیٰ کی دلہن بنے اپنی محبت کے حصول میں خوش تھی، مصطفی نے یہ شادی اپنی مری ماں کے قول اور نانا جان کی سختی پر کی تھی ،وہ اس لڑکی سے کئی سالوں سے راہ فرار ڈھونڈ رہا تھا جو اسے اپنے

ساتھ تا عمر قید کر چکی تھی ، فیری ٹیل کی شوقین کو اپنا پرنس چارمنگ مل چکا تھا۔۔ مصطفیٰ کی فرار کے تمام راستے مسترد ہو چکے تھے۔۔اب دیکھنا یہ تھا کہ ان کی کہانی کس موڑ پر ان سے جنون رقصم کروانے والی ہے۔۔۔"

سب ہی لگ بھگ اپنے کمروں کا رخ کیے آرام فرما رہے تھے مصطفیٰ نے جیسے ہی دروازہ کھولا سفید گلاب اور موتیوں کے پھولوں کی خوشبو اس کی سانسوں میں بحال ہوئی پورا کمرہ سفید گلاب اور موتیے سے سجا ہوا تھا اور بیڈ پر سفید عروسی گاؤن فراک لہنگے پر پھیلائے ، لال چادر سر پر ڈالے ہاتھوں میں موتیوں کے گجرے ڈالے افق بیڈ پر بیٹھی اسی کا انتظار کر رہی تھی مصطفی دروازہ بند کیے اپنی اورل شیروانی صوفے پر اچھالتا بیڈ کی سمت قدم بڑھا گیا۔

"تم سوئی نہیں ؟" مصطفی نے بیڈ کے قریب کھڑے ہوتے سینے پر دونوں ہاتھ فولڈ کیے افق کو مخاطب کیا۔

افق جو کب سے ایک ہی پوزیشن میں بیٹھی مصطفی کا انتظار کرتی کرتی تھک چکی تھی مگر پھر بھی وہ مصطفیٰ کی خاطر اسی پوزیشن میں بیٹھی رہی مصطفی کی بات سنتے وہ حیران ہوئی۔

"میں آپ۔۔کا انتظار۔۔کر رہی تھی " افق نے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں پھنساتے گھبراہٹ پر قابو پاتے جواب دیا وہ نئ نویلی دلہن تھی اپنی زندگی کی نئ شروعات میں کچھ باتوں سے گھبرا رہی تھی آنے والے لمحات کو سوچتے شرم وحیاء سے پلکیں بوجھل ہو رہی تھیں۔

"سو جاؤ چینج کر کے " مصطفی نے سرد مہری سے کہتے ڈریسنگ کا رخ کیا جبکہ مصطفی کی بات پر افق کے چہرے پر تکلیف کے اثرات نمایاں ہوئے آج تو ان دونوں کے ملن کی رات تھی مصطفی ایسے کیوں کہ رہے تھے مصطفی سنجیدہ طبعیت کا مالک شخص تھا یہ بات وہ اچھے سے جانتی تھی مگر وہ گھر والوں کے ساتھ ایسا نا تھا ہاں وہ ہمیشہ افق سے کھینچا کھینچا رہتا تھا اس کی وجہ افق کو یہ ہی لگی کہ وہ نمازی پرہیزگار بندہ تھا اور افق اس کی منگیتر شاید کوئی محرم رشتہ نا

تھا اس لیے۔۔افق نے کبھی اس بات پر زیادہ غور نہیں کیا لیکن اب تو وہ اس کی محرم تھی پھر مصطفی کو کیا ہوا ہے ؟ کیا وہ مجھے واقعی پسند نہیں کرتے؟ یا پھر ہمارے نئے رشتے کی وجہ سے گھبرا رہے ہیں ؟ لیکن وہ کیوں گھبرائے گے وہ تو مرد ہیں ؟ میرا گھونگھٹ بھی نہیں ہٹایا۔۔افق ہنوز بیٹھی اپنی سوچو میں گم تھی جب مصطفیٰ وائٹ ٹراؤزر میں ہم رنگ شرٹ سے اپنا سینا چھپائے باہر گیلے بالوں سمیت آیا مصطفی نے ایک نظر پھر افق کو دیکھا جو ہنوز اسی پوزیشن میں تھی مصطفی ڈریسنگ کی سمت بڑھتا گیلے بالوں کو سیٹ کرتے وہ افق کو دیکھنے لگا

۔

"کیوں بیٹھی ہو ایسے ابھی تک ؟ " مصطفی نے پوچھا۔

"آپ میرا گھونگھٹ نہیں اٹھائے گے ؟" اب کی بار افق نے گھبراہٹ پر قابو پاتے سوال کیا۔

"خود اٹھا لو اتنا وزنی لگ رہا ہے مجھے ڈر ہے میرے ہاتھ ٹوٹ جائے گے "

مصطفی نے بے زاریت سے کہتے صوفے کا رخ کیا مصطفی کے انداز پر افق کا دل دکھ سے دھڑکا آنکھیں بے ساختہ نم ہوئی اہانت کے احساس نے آگھیرا۔

افق خاموشی سے اپنی جگہ سے غصے میں خود کے وجود سے چادر ہٹائے اٹھنے لگی مصطفی جو اب صوفے پر بیٹھے اپنے موبائل میں مصروف ہو چکا تھا چوڑیوں کی کھنکھناہٹ پر نظریں اٹھائے افق کو دیکھنے لگا جو اب چادر سے آزاد چہرہ اور وجود میں ، لائیٹ سے میک اپ پر ڈیپ ریڈ لیپ اسٹک سے ہونٹ سجائے کندن کی سفید جیولری میں فٹنگ گاؤن فراک میں اپنے لہنگے کو سنبھالتی اٹھ رہی تھی مصطفی کی نظریں ٹھہر گئیں وہ افق کو بے ساختہ دیکھنے لگا اس کی پلکیں گیلی تھی وہ یقیناً مصطفی کے رویے پر آنکھیں نم کر گئی تھی افق کی نم نظریں بھی مصطفی کا رخ کر گئیں افق نے ایک نظر مصطفی کو دیکھا جو اسے ہی یک ٹک محوت سے دیکھ رہا تھا افق نے غصے سے اپنا رخ پلٹتے ڈریسنگ مرر کے سامنے جا کر کھڑی ہوئی مصطفیٰ جو محوت سے افق کو دیکھ رہا تھا افق کے ایٹیوڈ

پر اس کی پشت کو گھورنے لگا "کچھ دیر اور کھڑی رہتی تو کیا ٹیکس لگ جاتا اس پر ؟"مصطفی نے ضبط سے سوچا۔

"سمجھتے کیا ہے یہ خود کو ایک تو گھونگھٹ اٹھانے سے ان کے ہاتھ ٹوٹ رہے تھے اور اب ایسے دیکھ رہے ہیں جیسے لو میرج کی ہو مجھ سے" افق نے غصے سے سوچا مصطفی کی نظر مرر پر پڑی جہاں افق اسے غصے سے گھورتے ہوئے دیکھ رہی تھی مصطفیٰ اپنی جگہ سے اٹھتا ڈریسنگ ٹیبل کی سمت قدم بڑھا گیا افق کی حالت مصطفی کو اپنی طرف بڑھتا دیکھ غیر ہوئی مصطفی نے افق کے قریب آتے اس کے بلکل پشت پر کھڑے ہوتے مرر میں دیکھا۔

"سنا تھا لڑکیوں کے دلہن بننے پر تو ایسا

روپ آتا ہے کہ بندہ بشر اسے دیکھتے گرویدہ ہو جائے مگر تم تو دلہن بنتے فیری ٹیل کی نکلی شہزادی سے اصلی چڑیل بن گئی ہو " افق جو مصطفی کے اتنے قریب آنے پر اور پہلا جملا سنتی غصّہ بھولائے شرم سے لال ہو رہی تھی مصطفی کی مکمل بات پر اس کا دل چاہا پہلے ہی رات اس نمازی بندے کو قتل

کرتے جنت پہنچا دے اور خود بقول مصطفیٰ کے چڑیل سے بھوتنی بن جائے سفید ساڑی پہن کر۔۔افق نے نظریں اٹھائے مصطفیٰ کو غصے سے دیکھا جو اسے دل جلا دینے والی مسکراہٹ پاس کر رہا تھا افق نے غصے سے اپنی چوڑیاں اتار کر بے دھیانی میں ڈریسنگ پر پھینکی کچھ کنگن اور چوڑیاں تو فرش پر گری تو کچھ ہاتھ پر دباؤ پڑنے سے ہاتھ میں پیوست ہوتے ٹوٹی جن کے باعث افق کی آہستگی سے چیخ نکلی مصطفی کی نظر افق کے ہاتھ پر گئی جسے تھامے وہ سسک رہی تھی مہندی سے سجے ہاتھ پر وہ خون کی بوندوں کی نمائش صاف دیکھ سکتا تھا مصطفی کی پیشانی پر بل پڑے اس نے افق کو بازو سے تھامے ڈریسنگ سٹول پر بیٹھایا۔

"دھیان کہا ہے تمہارا عقل نام کی چیز ہے یا نہیں " مصطفیٰ غصے سے غرایا تھا اور ڈریسنگ ٹیبل سے فرسٹیڈ باکس نکالتا نرمی سے خون کی بوندوں کو صاف کرنے لگا افق مصطفی کے غصّہ کرنے پر آنسو بہانے لگی اب لگی بھی اس کو غصّہ بھی اسی پر کیا جا رہا ہے یہ کہا کا انصاف ہے بھئی۔

"چھوڑے مجھے " افق نے مصطفی کے ہاتھوں سے اپنے ہاتھ کھینچتے غصے سے سرخ ہوتی ناک سے سو کرتے کہا مصطفیٰ نے افق کو پھر ایک نظر دیکھتے اس کے دونوں ہاتھ اپنی آہنگی گرفت میں لیے۔

"چپ رہو رکھ کر لگاؤ گا کان کے نیچے " مصطفی نے افق کی خونخوار آنکھوں کو اگنور کرتے وارنگ دی۔

" آپ اب کیوں ہاتھ لگا رہے ہیں مجھے گھونگھٹ تک تو ہٹایا نہیں میرا یہ رسم بھول گئے آپ۔۔ویسے ساری سنتیں فرائض یاد رہتے ہیں آپ کو " افق نے مصطفیٰ سے شکایت کی مصطفی نے نظریں اٹھائے افق کو دیکھا اور پھر مسکراتے سر جھٹکا افق کو حیرت ہوئی اس نے جوک تو نہیں سنایا تھا جو مصطفی ایسے مسکرا رہا تھا۔

"اب جوک بھی نہیں سنایا میں نے جو یوں مسکرا رہے ہیں" افق ناراضگی سے بولی۔

"جو ک ہی تو ہے یہ رسم انسانوں کی بنائی ہوئی ہے اس پر عمل کرنا ضروری ہے ؟ مجھ سے روز قیامت رسوم کے حوالے سے سوال نہیں ہو گا۔۔مجھے اللہ کے دیے گئے احکامات اور میرے رسول کی بتائی اور سیکھائی باتوں کے حوالے سے سوال ہو گا میرے لیے وہ ضروری ہیں" مصطفی نے پر سکون مسکراہٹ سجائے اپنا کام مکمل کرتے مصروف سے انداز میں جواب دیا افق کی زبان کو جیسے لگام لگا اسے جی بھر کر مصطفی پر رشک ہوا وہ کتنا سمپل تھا کتنا سلجھا ہوا ہر احساس اور جزبات کو نرمی سے گوش گذر کر دینے والا۔

"آج رات تو شکرانے کے نوافل بھی پڑھے جاتے ہیں وہ تو دنیا کی بنائی رسم نہیں ان کا زکر تو دین میں بھی ہے نا" افق نے کچھ سوچتے ہوئے نظریں جھکائے کہا یہ کہتے اس کا دل کانوں میں بجا تھا مصطفی کی مسکراہٹ پل میں سمٹی وہ جیسے بولنے کے قابل نا رہا وہ سمجھ رہا تھا کہ افق کس حوالے سے بات کرنا چاہ رہی ہے۔

" میں نہیں چاہتا تمہاری ننھی سی جان ر ظلم کرو اور ہاں مجھے اپنی حرکتوں سے غصّہ مت دلانا کیونکہ غصّہ شیطانی ہتھیار ہے اور میں شیطان کو خود پر ہاوی نہیں ہونے دینا چاہتا غصّے میں یہ نمازی بندہ قصاص بن جاتا ہے " مصطفی نے سنجیدگی سے نظریں جھکائے افق کی فرش پر پڑی چوڑیوں اور کنگنوں کو دیکھتے کہا افق نے نظریں اٹھائے مصطفی کو دیکھا وہ کیا بات کر رہی تھی اور مصطفی کیا باتیں کر رہا تھا مصطفی کا چہرہ سپاٹ تھا کچھ تاقف پر مصطفی نے فرش پر پنجوں کے بل بیٹھتے ایک ایک کر کے افق کی چوڑیاں اور کنگن اٹھاتے ڈریسنگ ٹیبل پر رکھے جبکہ مصطفی کی بات سنتی افق کے گلے میں کانٹے چبھے وہ سمجھ رہی تھی مصطفی کن حرکات کی بات کر رہا ہے۔

"آپ مارے گے مجھے ؟" کیا معصومیت تھی مگر یہ افق کے چہرے پر تھی جس پر مصطفیٰ کو ردی برابر بھی یقین نا تھا۔

"تم اگر بے پردہ یا آدھی رات کو گھر سے باہر نکلی وہ 10 روپے والا نقاب لگا کر تو سیدھا قتل کرونگا تمہارا اور مزاق میں مت لینا۔۔ان معملات میں مزاق

کا قائل نہیں میں" مصطفی نے افق کی ایکٹنگ سے بنا امپریس ہوئے افق کی آنکھوں میں دیکھتے باور کروایا۔

"اور آپ نے بھی میری بات نہیں مانی دوبارہ تو یاد رکھیے گا ثوبان بھائی ہڈیاں توڑ دے گے آپ کی " افق نے منہ بنائے الٹا مصطفی کو دھمکی دی جسے سنتے مصطفی ایڑیوں کے بل گھوما۔

"وہ سالا مجھے مارے گا ؟ " مصطفی نے جیسے افق سے کنفرم کرنا چاہا کہ اس نے جو سنا کیا وہ درست ہے جبکہ مصطفی کے منہ سے سالا لفظ سنتے افق نے دونوں مہندی سے سجے ہاتھ منہ پر رکھتے ہاہ کیا افق کی آنکھیں پھیلی تھیں ، مصطفی افق کے کیوٹ سے انداز پر بامشکل اپنی مسکراہٹ روک گیا۔

" آپ نے گالی دی میرے بھائی کو " افق نے مصطفی کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

"اب سالے کو سالا ہی کہو گا بیگم تو کہنے سے رہا" مصطفی نے ناک سے مکھی اڑانے والے انداز میں کہا مصطفی کی بات سنتے افق نے پھر منہ کے زاویے

بگاڑتے اپنی پیشانی سے بندیا اور جھومر اتارے ڈریسنگ ٹیبل پر رکھے مصطفی افق کی ایک ایک حرکت کو نوٹ کر رہا تھا۔

"اور کونسی بات نہیں مانی میں نے تمہاری؟ زرا بتانا پسند کرو گی " مصطفی آئیبرو ریز کرتا بولا وہ افق کو کچھ اور لمحے وہاں کھڑے دیکھنا چاہتا تھا اس لیے اسے باتوں میں الجھا رہا تھا تاکہ وہ مصطفیٰ سے وہاں کھڑے رہنے کی وجہ نا پوچھے جبکہ افق جو جھمکوں کو اتارتی اب ہار کو اتارنے کی تگ و تاد میں تھی مصطفی کے سوال پر جھنجھلائی۔

"آپ نے میرا گھونگھٹ نہیں اٹھایا" افق نے اپنی گردن پر ہاتھ لیجاتے مصروف سے انداز میں جواب دیا مصطفی گھونگھٹ والی بات سنتا بے زار ہوا۔

"اللہ نے تمہیں کتنے ہاتھ دیے ہیں؟" مصطفی نے افق کو گھورتے ہوئے پوچھا جو ہار سے الجھ رہی تھی۔

"الحمدللہ دو" افق نے اتراتے ہوئے جواب دیا جیسے مصطفی کے پاس تو ایک ہاتھ ہے۔

"تو ان دو ہاتھوں سے دو گرام کا گھونگھٹ نہیں اٹھ رہا تھا تم سے فیری ٹیل کی نکلی شہزادی " مصطفی نے افق کے جواب پر ضبط سے طنز کیا۔

"اللہ ایک ہی دل دیا تھا وہ بھی اس شیطان کے باپ پر آنا تھا " افق نے جل کر شکایت کی اللہ سے ایک تو یہ ہار نہیں اتر رہا اور اوپر سے کھڑوس شخص وہ تو اپنی منہ دیکھائی کے تحفے کا سوچتے بہت ایکسائیٹڈ تھی مگر اس شخص سے تو گھونگھٹ نا اٹھا تحفہ کیا خاک دینا تھا اسے افق نے جل کر سوچا۔

وہ اپنے ہار کو بری طرح جھنجھلاتے ہوئے اتارنے کی کوشش کر رہی تھی کہ اچانک مصطفی کا ہاتھ اپنے ڈوپٹہ کی پنز پر دیکھتے افق نے مرر میں دیکھا جہاں مصطفیٰ افق کو ہی دیکھتا ایک ایک کر کے پنز نکالتا اس کے سر سے ڈوپٹہ آزاد کرگیا ڈوپٹہ بیڈ پر رکھتے مصطفی نے افق کے ہار کو دیکھا جس کی چین بری طرح پھنسی ہوئی تھی کچھ منٹس بعد مصطفی افق کے گلے سے ہار آزاد کرنے میں کامیاب ہوگیا جبکہ مصطفی کی انگلیوں کا لمس اپنی گردن پر محسوس کرتے افق

کے گال دہکنے لگے افق کی گردن پر ہار کے ڈیزائن سے زخم بن چکے تھے مصطفیٰ وہ زخم دیکھتے یک دم غصہ ہوا۔

"جب تمہاری نازک گردن یہ بوجھ برداشت نہیں کر سکتی تو پہنا کیوں " مصطفی افق کو اچانک بازوں سے پکڑتا اپنے سامنے کھڑا کرتا غرایا تھا افق کو مصطفی کی انگلیاں اپنے بازو میں پیوست ہوتی محسوس ہوئی۔

"بولو " مصطفی دھاڑا سفید رنگت میں سرخیاں گھلی تھیں افق کے وجود سے آتی محسور کن خوشبو اسے اپنے عصابوں پر چھاتی محسوس ہوئی وہ خود ہی جانتا تھا کہ ملکیت کا حق رکھتے ہوئے اس لڑکی کے وجود سے وہ کیسے نظریں چرا رہا تھا جو اس کی بیوی بنتی اس کے کمرے میں بیٹھی اس کی سانسیں کس قدر منتشر کر چکی تھی۔

"جب پہنا تھا۔۔تب نہیں۔۔پتا تھا یہ بھاری ہے۔۔اور میں اتنی بھی۔۔نازک نہیں " افق نے نظریں جھکائے کہا۔

"دوبارہ میرے قریب مت آنا ڈیم اٹ " مصطفیٰ ڈریسنگ سٹول کو ٹھوکر مارتا دھاڑتا ہوا روم سے اٹیچ سٹڈی روم میں گم ہوا ڈریسنگ سٹول دھاڑ سے دیوار سے لگتا اچھلا تھا ، مصطفیٰ کی دھاڑ پر افق نے سہمی نگاہوں سے مصطفیٰ کو دیکھتے اپنے منہ پر ہاتھ رکھے چیخ روکی تھی مصطفیٰ کا رویہ سمجھنے سے وہ مکمل قاصر تھی وہ خود اس کے قریب آیا تھا اور خود ہی اسے دور جھٹک کر غصہ کرتے سٹڈی روم میں جا چکا تھا کیا ہوگیا ہے مصطفیٰ کو ؟ ایسا کیوں کر رہے ہیں میرے ساتھ ؟ افق نے آنسو پیتے سوچا وہ اپنے باپ اور بھائی کی لاڈلی تھی آج تک اس سے کسی نے اونچی آواز میں بات تک نہیں کی تھی اسے ہمیشہ مصطفیٰ کا رویہ پریشان کرتا تھا مگر اب تو اس کا رویہ اس کے آنسوؤں کا باعث بن رہا تھا نئ نویلی دلہن آنسو بہاتی اپنی سہاگ کی سیج کو دیکھ رہی تھی جسے پہلی نظر میں دیکھتے افق کے گال شرم سے انار ہوئے تھے افق بیڈ پر دونوں پاؤں اوپر کرتی بازوں کو پیروں کے گرد لپیٹتی خود کے ہی حصار میں چہرہ چھپائے آنسو بے مول

کرنے لگی جہاں نئ نویلی دلہن کی سسکیاں عروج پر ہونی چاہیے تھیں وہاں اب اس کی ہچکیاں عروج پر تھیں۔

ثوبان اپنے کمرے میں داخل ہوا آسمانی رنگ کے کُرتے میں اس کی پرنسیلٹی ابھر کر نکھر رہی تھی وہ بے حد وجیہہ لگتا شادی میں سب کے دل دھڑکا چکا تھا اس کی بڑھتی ہوئی بیرڈ اس کے حسن میں مزید چار چاند لگا چکی تھی اور اس پر تضاد اس کا سنجیدگی سے مسکرانا قیامت برپا کر رہا تھا مقدس جو فٹنگ گولڈن میکسی میں بکھرے حلیے میں پیروں کے گرد بازو حائل کیے ان میں چہرہ چھپائے بیڈ پر بیٹھی تھی دروازہ کھلنے کی آواز پر اس ستم گر کو دیکھنے لگی جو جب سے گیا تھا اب لوٹا تھا پورے فنکشن میں ایک دفعہ بھی اسے نہیں دیکھا تھا ہاں البتہ اپنی سابقہ منگیتر سے وہ مسکرا کر باتیں کر رہا تھا مقدس کے دل میں پھانس سی چبھی تھی دو دنوں سے شمائلہ اپنے کزنز جویریہ اور یاسر کی شادی کے لیے روقیہ بیگم کے اپنے بھائی کی منتیں کرنے کی وجہ سے داؤد حویلی رکی

تھی اور سب کی توجہ کا مرکز بنی ہوئی تھی یا یہ بات صرف مقدس کو محسوس ہو رہی تھی مقدس کانچ کی ملٹی کلر کی رنگ برنگی چوڑیوں کو دونوں ہاتھوں میں سجائے رونے کی شدت سے مٹے مٹے میک اپ میں دمکتے چہرے سے ثوبان کو ہی دیکھ رہی تھی آنکھوں میں کاجل نا تھا، آنکھوں کے پپوٹے رونے کی شدت سے گلابی ہو چکے تھے جو اس کی ہیزل گرین آنکھوں کے نیچے بے حد خوبصورت لگ رہے تھے، جیولری وہ اتار چکی تھی ڈوپٹہ صوفے پر پڑا تھا وہ عجیب سی کیفیت کا شکار تھی ثوبان کو سوچتے دن بھر اداس رہتی تھی تو رات کو اکیلے پن میں اس کی تصویر کو دیکھتی آنسو بہاتی رہتی تھی اسے شمائلہ بے حد بری لگ رہی تھی اور یہ بات اس کے لیے سوہان روح تھی کہ وہ لڑکی کبھی اس کے شوہر کے نام سے منسوب ہونے والی تھی وہ دن رات جلن کا شکار رہتی صرف اس شادی کے فنکشن کے ختم ہونے کا انتظار کر رہی تھی جس کے ختم ہوتے ہی شاید اس کا ثوبان سے رشتہ بھی ختم ہو جائے گا وہ یہ بات سوچتے ہی سسک پڑتی تھی اس کا دل جیسے خون کے آنسو روتا تھا تو ثوبان

مقدس کے لفظوں کی مار کھاتا اپنے غم اور تکلیف کو دل میں چھپائے خود کو نارمل رکھنے کی کوشش کر رہا تھا کئی راتوں سے نا سویا تھا سگریٹ نوشی کرتے وہ رات بھر مقدس کے ساتھ بتائے کچھ حسین لمحوں کو یاد کرتا رہتا تھا اپنی اوشن بلیو آنکھیں بند کیے ہیزل گرین آنکھوں کے طلسم میں فنا رہتا تھا اور آج اسے اس طرح سجا سنورا دیکھ کر اس کا دل زوروں سے دھڑکا تھا وہ جو یورپ سے یہاں یہ سوچتے آیا تھا کہ اس کی محبت اس سے جدا ہونے والی ہے شاید اس کا دل بند ہو جائے اس جدائی پر مگر مقدس کو دیکھتے اس کا دل بے لگام ہوا تھا جسے لگام دیتے وہ مقدس پر دوبارہ نظریں جمانے سے خود کو باز رکھ گیا تھا گولڈن فیٹنگ میکسی سر پر سلیقے سے ڈوپٹہ اوڑھے گولڈن لائٹ جیولری میں ہاتھوں میں مہندی سجائے کلائیوں میں کانچ کی ملٹی رنگ برنگی چوڑیاں پہنے وہ حسن کا پیکر بنی ہوئی تھی فنکشن میں آئی تمام عورتیں تو داؤد اور کفیر حویلی کی حسین لڑکیوں کو دیکھتی رشک اور حسد میں مبتلا ہو رہی تھی ثوبان کا دل کیا وہ اپنی بیوی کو سب کی نظروں سے چھپا کر اس کا صدقہ دے جو بے حد حسن

لیے گھوم رہی تھی اور آس بھری نظروں سے ثوبان کی طرف دیکھ رہی تھی
وہ کیسے اس کی نظریں نا پہچان پاتا شمائلہ سے بات کرتے بھی وہ مقدس کی
نظریں خود پر محسوس کر سکتا تھا شمائلہ شرم وحیاء کی پیکر لڑکی تھی صاف
سیدھی سلجھی ہوئی سب سے اخلاقیات کے دائرے میں رہتے بات کرنے والی
وہ اب ثوبان کو لالہ کہ رہی تھی اور شاید ثوبان کے لیے بہت خوش بھی تھی
وہ سمجھ چکی تھی نصیب سے کوئی نہیں جیت سکتا اس کی ماں پٹھانوں سے تھی
جو کب کی منو مٹی تلے جا سوئی تھی وہ اپنے باپ کی اکلوتی بیٹی تھی مگر بگڑی
ہوئی نہیں تھی بہت سوبر اور مشرقی لڑکی تھی جو پٹھانوں جیسے حسن میں سیدھا
دل میں اترتی تھی مگر یہ ثوبان کا دل تھا جو بچپن سے مقدس کے نام پر دھڑکتا
تھا یہاں اس کے علاوہ کسی کا بسیرا ناممکن تھا ثوبان بھی شمائلہ کے لالا پکارنے
پر اس کے سر پر ہاتھ رکھ گیا تھا جسے شاید اس کی بیوی نے نہیں دیکھا تھا وہ
یاسر کو بھی ہمیشہ لالا ہی کہتی تھی اور فراج سے بڑی تھی اس لیے اسے ہمیشہ

نام سے پکارتی تھی مگر اب ثوبان سے منگیتر کا رشتہ ٹوٹتے وہ اسے بھی لالہ بنا چکی تھی۔

ثوبان نے نظریں اٹھائیں مقدس کو دیکھا جو رونے کی شدت سے سرخی چھائی ہیزل گرین آنکھوں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی ثوبان کا دل بے قرار ہوا سرخی تو اس کی اوشن بلیو آنکھوں میں بھی تھی مقدس اپنی میکسی میں الجھتی ہونٹ ایک دوسرے میں پیوست کیے چھوٹے چھوٹے لڑکھڑاتے قدموں سے ثوبان کی سمت بڑھی ثوبان کا دل کانوں میں دھڑکا وہ دروازہ لاک کرتا مقدس کی حالت دیکھتے وہ بھی بے چین ہوا تھا بے ساختہ قدم مقدس کے لڑکھڑاتے وجود کو اپنے سینے میں بھینچنے کی غرض سے اٹھے مقدس کی آنکھیں ثوبان کو اپنی طرف بڑھتا دیکھ پھر عشق بار ہوئیں مگر یک دم مقدس کے الفاظ ثوبان کے کانوں میں گونجتے اس کے بڑھتے قدم روک گئے "مجھے نہیں رہنا ایسے شخص کی بیوی بن کر جو اپنی بیوی کو دشمنی کی بھیٹ چڑھائے جو اپنی بیوی کو صرف اپنی ہوس پوری کرنے کے لیے کمرے میں اس سے محبت جتائے "

ثوبان ان الفاظ کو یاد کرتا جیسے پتھر کا ہوا مگر مقدس کے قدم اب بھی اس کی جانب اُٹھ رہے تھے مقدس فاصلہ طے کرتی ثوبان کے سامنے کھڑی ہوئی جو اس کے چہرے پر آنسو کے مٹے مٹے نشان دیکھتا اپنی مٹھیاں بھینچ گیا مقدس ہچکی لیتی ثوبان کی اوشن نیلی آنکھوں میں دیکھتی یک دم اس کے کشادہ سینے پر سر رکھے پھوٹ پھوٹ کر رو دی ثوبان کچھ لمحے ساکت رہا مگر پھر ضبط کھوتا اپنے کسرتی بازوں مقدس کے گرد پھلا گیا اور اسے اپنی پناہوں میں سمیٹ گیا جو اپنے آنسوؤں سے اس کے پتھر دل کو موم کر چکی تھی مقدس اپنے گرد ثوبان کے تنگ حصار کو محسوس کرتی زاروقطار رونا شروع کر چکی تھی اپنے چھوٹے نازک ہاتھوں سے ثوبان کی کمر پر ہاتھ پھیلائے ثوبان کے شدت سے گلے لگی ثوبان مقدس کے سلکی بالوں پر لب رکھتا اس کی کمر سہلانے لگا۔

\---------------------------------

حنان اعظم کفیر اس وقت مسٹرڈ شیروانی میں ملبوس اپنے گھنے بالوں کو مکمل آزاد کرتے ہاتھ میں برینڈڈ واچ پہنے بے حد نفاست سے سجا دلہا بنے مسکرا رہا تھا کفیر حویلی کی دوسری منزل پر قدم رکھتے اس عالیشان حویلی میں اپنی منزل کی سمت بھاری قدم رکھتا سرمئی آنکھوں سے اپنے سامنے عالیشان کمرے کو دیکھ رہا تھا، وہ کفیر خاندان کا پہلا وارث تھا جس کے پیدا ہوتے ہی لاکھوں کے صدقے دے گئے تھے، تینتیس سالہ نوجوان کسرتی جسم اور وجاہت کا شہکار مرد ،ہمیشہ مسکراتے رہنے والا مگر آج اس کی مسکراہٹ گھیری تھی جیسے دنیا کو جتا رہا ہو وہ جیت چکا ہے جیسے وہ کچھ نامعلوم معلوم کر چکا ہے، وہ اٹھیس سالہ سفاک لڑکی سے جیت چکا ہے، دو بھائیوں کی اکلوتی بڑی بہن سے جس کا ایک بھائی سیاستدان تھا تو دوسرا پاکستان کا جانا مانا فائیٹر، وہ داؤد خاندان کی پہلی بیٹی پہلی رحمت تھی جس کی پیدائش پر لڑکوں سے زیادہ خوشی منائی گئی تھی وہ اپنے ساتھ اپنے بھائی کو اس دنیا میں لائی تھی، وہ نصف بچپن سے خاموش طبعیت کی مالک بن چکی تھی، جو اب اس کی بیوی تھی جس کو وہ

سفاک بیوی کا خطاب دے چکا تھا وہ اپنی سفاک بیوی کو دلہن کی سیج پر دیکھنے جا رہا تھا جویریہ حنان کفیر کو جس کی عزت لوٹنے کی سزا کاٹی تھی اس نے جو ایک ناکردہ گناہ کی سزا تھی وہ اسی عورت کو اپنی سیج کی زینت بنانے جا رہا تھا ، وہ سیج پر دلہن کے مسٹرڈ جوڑے میں بے حد قیمتی جیولری میں سجی سرخ آنچل سے گھونگھٹ کیے بیٹھی تھی اس پر یہ روپ ٹوٹ کر آیا تھا وہ تو سادگی میں قیامت لگتی تھی یہ تو پھر دلہن کا روپ تھا کیسے اس کے حسن میں چار چاند نا لگاتا ، ایک بوتل کو اپنی مٹھی میں بھینچے اپنے شوہر کا انتظار کر رہی تھی جیسے یہ بوتل اسے کسی تکلیف سے بچانے والی ہے نامعلوم تکلیف مگر معلوم اندازے سے ، وہ بیس سال سے اس شخص سے نفرت کر رہی تھی تب سے جب اسے نفرت کا مطلب بھی نہیں پتا تھا اور وہ شخص اس سے اٹھیس سالوں سے محبت کر رہا تھا تب سے جب سے اسے بھی محبت کا مطلب نہیں پتا تھا ان دونوں کے کردار ایک دوسرے کے مخالف تھے وہ اپنی مزاج اور عادات میں بھی ایک دوسرے سے یکسر مختلف تھے۔۔۔جویریہ گنہگار تھی ؟جو فرشتہ صفت

انسان پر کیچڑ اچھال چکی تھی۔۔یا پھر وہ بے گناہ تھی ؟ جو خود بیس سال پہلے برباد ہوچکی تھی۔۔یہ کہانی ان دونوں کرداروں سے جڑی تھی اور اس کہانی کے اختتام کے لیے جویریہ کی کہانی کا منظر پر آنا ضروری تھا ! جسے منظر عام پر لانے کا عہد حنان کر چکا تھا !دیکھنا یہ تھا کہ جنونِ رقصم کی یہ داستان ان کرداروں سے کس طرح جنونِ رقصم کروانے والی تھی !!

حنان نے کمرے کا دروازہ کھولتے اسے ٹھوکر سے بند کیا جویریہ نے دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آواز کے بعد ایک ساحرانہ آواز سنی۔۔

کہ گل دی تہ لوائی ہوئی اے !

حنان گنگناتا دلہن بنی جویریہ کے پاس آتے بیٹھا نظریں اس کے گھونگھٹ پر تھیں جسے آتے ہی حنان نے اٹھایا تھا وہ گنگنا مسلسل رہا تھا اور یک ٹک جویریہ کو دیکھ رہا تھا۔

کہ گل دی تہ لوائی ہوئی اے !

جو سنہری آنکھوں سے حنان کو دیکھ رہی تھی آنکھوں میں نا شرم تھی نا چہرے پر کوئی تاثر۔

کہ جنے سانو زخم دتا!

حنان پور پور سجی اپنی نئ نویلی دلہن کو دیکھتے زخمی سا مسکرایا ہاتھوں کی انگلیاں جویریہ کی کلائی میں اپنی ماں کے خاندانی کنگن کو دیکھتے مسمراز ہوئیں یہ خاندانی کنگن تھے جن پر بڑی بہو کا حق ہوتا تھا جو ردا بیگم کے بعد فاطمہ بیگم نے بھی کبھی نہیں پہنے تھے یہ کہ کر کے ان پر حق اب حنان کی بیوی کا ہو گا۔

جنے سانو زخم دتا!

حنان نے گانے کا فقرہ پڑھتے جویریہ کے چہرے پر نظریں گاڑھی جویریہ حنان کی ساحرانہ آواز میں گم لفظوں کو سمجھتی رخ پھیر گئی۔

جی ساڈے غم اے دی دوائی اوہی ہے !

حنان جویریہ کے رخ پھیرنے پر ایک ایبرو ریز کر گیا جو اب اِدھر اُدھر سپاٹ چہرے سے دیکھتی اسے اگنور کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

جنے سانو زخم دتا!

جی ساڈے غم اے دی دوائی اوہی ہے !

دفعتاً حنان نے جویریہ کی کلائی تھامے جھٹکے سے اپنی سمت کھینچا البتہ گاٸ وہ اب بھی رہا تھا جویریہ کٹی ڈور کی پتنگ کے مانند حنان کے کشادہ سینے سے جا ٹکرائی

گانے کے فقرے ختم ہوچکے تھے کئ لمحے وہ دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھتے گزار چکے تھے جب حنان نے جویریہ کی کمر پر رکھے اپنے ہاتھوں کو مزید جویریہ کی کمر پر سخت کیا تو جویریہ نے نظریں ہٹائے حنان سے دور ہونے کی کوشش کی مگر حنان اتنی ہی تیزی سے جویریہ کو بیڈ پر گرائے کروٹ کے بل اس پر سایہ فگن ہوا۔

"دور ہٹو حنان مجھے سے۔۔مجھے چینج کرنے دو جو کرنا ہے بعد میں کر لینا "

جویریہ نے حنان کو دیکھتے کہا اس بھاری کام دار لہنگے اور جیولری میں اس کی سانسیں گھٹ رہی تھیں اسے اتنے تیار ہونے کی عادت نا تھی جبکہ جویریہ کی بات پر حنان مسکرایا۔

"جو کرنا ہے اس کی شروعات ابھی سے ہی تو کرنی ہے " حنان نے ایک آنکھ ونگ کرتے کہا۔

"کیا ہوا شرما رہی ہے میری سفاک بیوی ؟" حنان جویریہ کی حالت سے محفوظ ہوتا بیڈ پر ڈھتے گویا ہوا۔

جبکہ جویریہ نے سپاٹ نظروں سے حنان کو دیکھتے اپنے سر سے ڈوپٹہ کھینچتے زمین بوس کیا اس قدر خود کے ساتھ بے رحمی برتتے جویریہ کے کئ بال ٹوٹ کر اس ڈوپٹہ کی سیٹ کردہ پنوں میں ٹوٹے تھے مگر نا تو جویریہ کے چہرے پر تکلیف کے تاثرات تھے نا ہی آنکھوں میں درد کی رمق وہ بس سپاٹ چہرے سے حنان کو دیکھ رہی تھی جو چوڑیوں کی کھنکھناہٹ پر دوبارہ جویریہ کی طرف

رخ کرتا بیڈ پر ایک کہنی ٹکائے بڑی دلچسپی سے اپنی بیوی کو دیکھنے لگا جویریہ نے ایک ایک کر کے بندیا سے لے کر اپنے وجود سے تمام زیور بے دردی سے نوچتے سائیڈ ٹیبل پر رکھے حنان بہت دلچسپی سے جویریہ کو دیکھتا رہا مگر جیسے ہی جویریہ کے ہاتھ اس کی چولی کے ٹسلس پر گئے اور یک دم جویریہ نے ڈوری کھینچی حنان کے سکون کو یک دم آگ لگی حنان نے سیدھا ہوتے جویریہ کی چوڑیوں سے بھری کلائی کو اپنی آہنی گرفت میں لیا۔

"کیا تماشہ ہے یہ " حنان دھاڑا حنان کی دھاڑ سے جویریہ کو اپنے کانوں کے پردے پھٹتے محسوس ہوئے مگر چہرے پر ڈر کا کوئی تاثر نا تھا۔

"تماشہ نہیں ہے تمہارا اور اپنا کام آسان کر رہی ہوں " جویریہ نے حنان کی آنکھوں میں دیکھتے کہا۔

"یہ کام میں خود کرتا تو مجھے زیادہ سکون ملتا" حنان مزید دھاڑا جبکہ حنان کی بات پر جویریہ کے چہرے پر تلخ مسکراہٹ بکھری۔

"اور تمہیں کیوں لگتا ہے میں تمہیں سکون میں دیکھنا چاہوں گی " جویریہ نے دوبدوک کہا حنان نے سختی سے جبڑے مزید بھینچے جبکہ جویریہ کے چہرے کو آہنگی ہتھیلی میں دبوچہ۔

"بڑا شوق ہے میرا کام آسان کرنے کا لگتا ہے میری قربت پانے کے لیے دیوانی ہو رہی ہو ؟" حنان نے جوابا دانت پیستے جویریہ کی سنہری آنکھوں میں آنکھیں ڈالے پوچھا۔

"تمہاری قربت پانے کے لیے نہیں اپنی ضرورت پوری کرنے کے لیے " جویریہ نے دوبدوک کہا حنان جویریہ کے بالوں کو سختی سے مٹھی میں بھینچ گیا چہرے پر سرخی گھلی تھی جویریہ کی تکلیف سے سسکی نکلی تھی مگر چہرے پر کوئی تاثر نا تھا۔

"کیا ضرورتیں ہیں تمہاری ؟ بتاؤ آج ساری ایک ساتھ پوری کرتا ہو " حنان جویریہ کے چہرے پر غراتے ہوئے بولا چہرہ خطرناک حد تک سرخ تھا بچہ نا تھا جو جویریہ کی باتوں کا مطلب نا سمجھتا۔

"اپنے جسم کی تسکین " جویریہ نے بنا ڈرے کہا حنان کے جسم میں شرارے پھوٹے یہ لڑکی اس کے ضبط کو بری طرح آزما رہی تھی کیوں کر رہی تھی یہ ایسا۔۔حنان پاگل ہونے کے در پہ تھا وہ شیطانیت دیکھانے کا عظم کر چکا تھا مگر پھر بھی وہ اپنی بیوی کی نسوانیت خراب نہیں کر سکتا تھا وہ اس قدر بھی ضمیر کے نچلے درجے پر نا تھا مگر جویریہ تو عورت تھی کیونکر وہ خود کے لیے ایسے الفاظ استعمال کر رہی تھی حنان نے شعلہ بار آنکھوں سے جویریہ کو دیکھا۔

"میری برداشت کو اتنا مت آزماؤ کہ تم مجھے برداشت نا کرسکو " حنان نے غصے کی حدت سے پھولے تنفس سے کہا۔

"تمہاری سوچ ہے میں تمہیں برداشت نہیں کر سکتی۔۔میں تم سے صرف اپنا بدلہ لینے اور اپنی ضرورتیں پوری کرنے کے لیے جڑی ہو تو کیا یہ ہی برداشت نہیں کر پاؤ گی حنان اعظم کفیر " جویریہ حنان کی غصے پھولتی سانسوں کو اپنے چہرے پر محسوس کرتی مسکرا کر دوبدوک حنان کی شعلہ بار آنکھوں میں سنہری آنکھیں گاڑھتے بولی۔

"جویریہ حنان کفیر تم مجھے اتنا مجبور مت کرو کہ تم خود کو آئینے میں نا دیکھ سکو

" حنان پھولے تنفس سے دھاڑا دماغ جیسے جویریہ کی باتیں سنتا مفلوج ہو رہا تھا وہ کیسے اتنی بے باک باتیں کر سکتی تھی نفرت میں کیا ہر لحاظ بھول چکی تھی اپنی عورت ہونے کا بھی احساس نہیں تھا اسے۔

"مجھے لگتا ہے تم بس پوری رات دھاڑنے اور مجھے ان غصیلی آنکھوں سے دیکھنے میں ہی گزار دو گے اور میری ضرورت کبھی پوری نہیں کرو گے۔۔کاش مجھے پہلے پتا ہوتا تو تم سے اچھا آج رات میں کسی دوسرے مرد۔۔۔"جویریہ اپنی بات پوری کرتی کہ حنان کا بھاری ہاتھ اس کے منہ پر پڑتا جویریہ کو بیڈ پر اوندھے منہ گرا گیا۔

How dare you How dare you stupid woman. If even a " word for other man comes out of your mouth again, I will "kill you

(تمہاری ہمت کیسے ہوئی۔۔ تمہاری ہمت کیسے ہوئی گھٹیا عورت۔۔ اگر دوبارہ تمہارے منہ سے کسی غیر مرد کے لیے لفظ بھی نکلا میں تمہیں جان سے مار دوں گا) حنان نے جویریہ کے بال بری طرح بھینچتے دھاڑتے ہوئے کہا جویریہ کو اب اپنے سر میں درد کی ٹھیسے اٹھتی محسوس ہوئیں۔

"اپنا نہیں تو میرے نام کا ہی لحاظ کر لیتی تم بے شرم عورت " حنان جویریہ کے بال چھوڑتا اس کے دوسرے گال پر بھی نشان چھوڑ گیا کمرے میں ایک دفعہ پھر تھپڑ کی آواز شدت سے گونجی جویریہ کا جسم لرزا تھا وہ جتنی مرضی مضبوط بننے کی کوشش کرتی تھی مگر تھی تو نازک عورت ہی جویریہ کو اپنے دونوں گال جلتے محسوس ہوئے تو بدن میں درد کی لہریں اٹھیں حنان کے دو تھپڑ اور پڑ جاتے تو جویریہ کا جنازہ اٹھ جانا تھا مگر وہ یہاں تک آکر جیسے پلٹ نہیں سکتی تھی وہ ڈھیٹ بنی اپنی تکلیف خود میں فنا کرتی پلٹی تھی اور سرخی چھائی سنہری آنکھوں سے حنان کو دیکھنے لگی سلکی بال چہرے اور گردن کے اعتراف میں بکھرے تھے پسینے کی ننھی ننھی بوندیں عیاں ہو رہی تھیں حنان جو

گہرے گہرے سانس لیتا شانوں پر بکھرے بالوں میں انگلیاں چلاتا اپنے غصے کو قابو کرنے کی کوشش کرتا جویریہ کو ہی دیکھ رہا تھا جویریہ کے اب بھی ڈھیٹ بنے رہنے پر جبڑے بھینچ گیا وہ اب بھی دیدہ دلیری سے اسے ہی دیکھ رہی تھی دنیا میں اگر عورتوں کے لیے بے شرمی اور ڈھٹائی کا ایوارڈ بنتا تو یقیناً جویریہ حنان کفیر اس کی پہلی دعویدار ہوتی۔

"مجھ پر ہاتھ اٹھا کر کیا ثابت کرنا چاہتے ہو اپنی مردانگی اپنی انکھوں سے یہ آگ برساتے مجھ پر مرد ہونے کا رعب رکھنا چاہتے ہو۔۔تو یہ آگ اپنے جسم میں سلگاتے میرے پہلو میں بجھاؤ تو مانو تم مرد ہو۔۔جیسے مردانگی ثابت کرنی چاہیے ویسے کرو تاکہ میں تمہاری مردانگی میں گم کسی دوسرے مرد کے بارے میں سوچ نا سکوں" جویریہ حنان کو جتاتی نظروں سے دیکھتی تمسخر سے بولی حنان کا خون مزید کھولا حنان نے جویریہ کے پیر کو پکڑے اپنے سمت کھینچتے اسے دونوں بازوؤں سے پکڑے اپنے قریب کیا وہ کٹی ڈور کی پتنگ جیسے حنان کے سمت کھینچتی چلی گئی۔

"آج تمہاری میں ساری آگ بجھاؤ گا کہ کبھی تصور میں بھی تم کسی مرد کا نام نہیں لے پاؤ گی۔۔تسکین چاہیے تمہیں اپنے جسم کی تو وعدہ کرتا ہو جویریہ حنان کفیر یہ جسم اب کئی دنوں تک چلنے کے قابل نہیں رہے گا اور دوبارہ تسکین کی خواہش کرنے سے پہلے ہزار دفعہ سوچوں گی تمہیں تمہارے الفاظ بہت مہنگے پڑے گے ایک کفیر کی غیرت کو للکارنا ہے تم نے میری عزت ہوتے ہوئے کسی مرد کو لبوں سے ادا کرنے کا گناہ کیا ہے تم نے۔۔آج رات اس کمرے میں صرف تمہاری سسکیاں گونجے گی اور تب تک گونجے گی جب تک تم اپنے ہوش نا کھو دو تب تک جب تک تمہارے جسم کی یہ آگ ٹھنڈی نا پڑ جائے آج کی رات تمہارے لیے سوہانِ روح ہو گی" حنان نے کہتے ہی جویریہ کو بیڈ پر دھکا دیا جویریہ بیڈ پر گرتی گلاب کی پتیوں سمیت اپنی جگہ سے اچھلی حنان نے ایک ہی جست میں اورل شیروانی اور کُرتا دونوں زمین بوس کیے۔

"رونا بند کرو " ثوبان مقدس کو خود سے الگ کرتا مقدس کے بھیگے عارض اپنی انگلیوں کے پوروں سے صاف کرتا نرمی سے گویا ہوا مقدس نے سرخی چھائی ہیزل گرین آنکھوں سے ثوبان کو دیکھا ثوبان کو یک دم احساس ہوا کہ مقدس کا چہرہ بخار کی تپش سے تپ رہا ہے ثوبان نے بے ساختہ ہاتھ مقدس کی پیشانی پر رکھا اور اپنا اندیشہ سچ ہوتے دیکھ ثوبان کی پیشانی پر لاتعداد بل پڑے۔

"تمہیں بخار ہے " ثوبان نے غصے سے پوچھا جبکہ مقدس کی آنکھیں ثوبان کی فکرمندی پر پھر نم ہوئی ثوبان نے بے ساختہ اپنے ٹھنڈا ہاتھ مقدس کی گردن پر رکھا ثوبان کو لگا جیسے اس نے لاوئے پر ہاتھ رکھ دیا ہے جبکہ مقدس آنسو بہاتی ہچکیاں بھرتی ثوبان کی سرخی چھائی اوشن بلیو آنکھوں میں دیکھ رہی تھی وہ اس وقت کسی چھوٹی بچی کی مانند دانتوں میں نچلا لب دبائے رو رہی تھی ثوبان کو ٹوٹ کر اس پر پیار اور غصّہ بیک وقت آیا خود لڑائی کرتی اپنی ہی

طبیعت خراب کیے بیٹھی تھی ثوبان نے مقدس کو پھر اپنے سینے میں بھینچا اور اس کی کمر سہلانے لگا مقدس زاروقطار رونے لگی۔

"آپ مجھ سے دور گئے" مقدس نے ہچکی بھرتے شکوہ کیا اس دن بنا کچھ کہے کمرے سے جانے اور پھر یورپ کے لیے خاموشی سے ثوبان کے نکل جانے پر مقدس کے دل میں قہرام مچا ہوا تھا وہ سوچ رہی تھی ثوبان کو تڑپائے گی اپنے لیے مگر دو دن وہ خود بن آب کی مچھلی کی طرح تڑپی تھی ثوبان کے لیے۔۔ اور آج ثوبان کو شمائلہ سے بات کرتے دیکھ تو وہ اپنے سارے ضبط کھو بیٹھی تھی خود کو کمرے تک گھسیٹ کر کس طرح لائی تھی یہ مقدس ہی جانتی تھی۔

"تم نے دور جانے پر مجبور کیا" ثوبان نے جواباً شکوہ کیا وہ اس کے لفظوں کی مار کھاتا اس سے دور گیا تھا ورنہ وہ اس دن یا خود کو ختم کر دیتا یا پھر مقدس کو دو دن وہ کس عزیت سے گزرا اس بات کا شاید ہی کوئی اندازہ لگا سکتا تھا پورے پورے دن کام میں مصروف رہتے تنہائی میں وہ اس ظالم بیوی کو ہی تو یاد کرتا رہتا تھا۔

"آپ نے مجھ پر ہاتھ اٹھایا " مقدس ثوبان کے دل کے مقام پر نازک سا موقع جڑتی گویا ہوئی۔

"تم نے مجھے ہاتھ اٹھانے پر مجبور کیا " ثوبان نے مقدس کا ہاتھ پکڑتے اسے اپنی آہنگی گرفت میں لیتے نرمی سے سہلاتے ہوئے جواب دیا نا مقدس طلاق کی بات کرتی نا ثوبان اپنا ضبط کھوتا۔

"آپ نے میرے بھائی کو مارنے کی بات کی"مقدس نے ہچکی بھرتے مزید ایک شکوہ کیا۔

"تم نے مجھ سے دور جانے کی بات کی" ثوبان نے جواباً شکوہ کیا۔

"آپ ایک دفعہ بھی نہیں روکے میرے لیے " مقدس ثوبان کے حصار میں غصے سے بولی۔

"تم نے مجھے ایک دفعہ بھی نہیں روکا " ثوبان نے مقدس کے بال سہلاتے نرمی سے کہا۔

"آپ نے مجھے ایک دفعہ بھی نہیں چھوا " مقدس ہزیانی انداز میں چیخی ثوبان کے سینے پر پوری قوت سے ہاتھ رکھتی اس سے دور ہوئی ثوبان نے مقدس کو خشمگیں نگاہوں سے دیکھا جب پاس آتا تھا تو دور جانے کو بے تاب رہتی تھی اور آج پاس نا آنے کا شکوہ کر رہی تھی جبکہ دور جانے کی وجہ بھی خود تھی۔

"تمہیں چھونے پر تم نے ہوس پرست کا خطاب دیا " ثوبان مقدس کے ردِعمل پر مٹھیاں بھینچے گویا ہوا کہا برداشت تھا اس کا خود سے دور جانا یا جھٹکنا اور اب تو وہ خود اس کے قریب آتی محبت بھرے جزبات اجاگر کر چکی تھی بات تو ثوبان کے کردار پر ہوئی تھی اس کی بیوی نے ہوس پرست کہا تھا اس کے دل میں بھی پھانس چبھی تھی مگر پھر بھی وہ ضبط کر رہا تھا۔

"آپ نے میری محبت نہیں سمجھی " مقدس پھر نم آنکھوں سے اپنی غلطی سمجھتی مگر بنا شرمندہ ہوئے بولی اسے ہمیشہ اپنے جزبات ہی پہلے رکھنے ہوتے تھے جیسے وہ اب دکھی تھی تو اپنے دکھ کو اپنی غلطیوں پر افضل سمجھے ہوئے تھی۔

"تم نے اپنی محبت کو نہیں سمجھا" ثوبان کی آواز میں کرب تھا مقدس کے چہرے پر شرمندگی کا سایہ لہرایا۔

"آپ نے مجھے خود رخصتی کروانے کا طعنہ دیا" مقدس نے ثوبان کے کرتے کو مٹھیوں میں بھینچے کہا۔

"تم نے مجھ پر اپنی محبت کا احسان جتایا" ثوبان نے مقدس کی تصیح کی مقدس کو اچانک یاد آیا کہ یہ بات تو اس نے پہلے کی تھی ثوبان کو شرمندہ کرنے کے لیے۔۔مقدس کو بے ساختہ اپنی حماقت پر افسوس ہوا۔

"آپ نے ایک دفعہ بھی مجھ سے آج بات نہیں کی" مقدس ثوبان سے دور ہوتی بولی آنکھوں کے پردوں میں شمائلہ اور ثوبان کا منظر لہرایا تھا آنکھیں ثوبان کی آنکھوں کے حصار میں تھی وہ ثوبان کا کرتا بھینچے اس کے بے حد قریب تھی۔

"تم میرے ساتھ نہیں رہنا چاہتی تھی، مجھ سے ہر تعلق توڑنا چاہتی تھی۔۔ کیسے اور کیا بات کرتا تم سے" ثوبان نے مقدس کو دیکھتے کہا۔

"میں نہیں۔۔ نہیں۔۔ ثوبان۔۔ میں غصے میں تھی۔۔ میں۔۔ ثوبان۔۔ میں۔۔ آپ ۔۔ کے۔۔ بنا۔۔ مر۔۔ جاو۔۔ گی " مقدس نے چیختے ثوبان سے دور ہوتے کہا اس کا جسم بری طرح لرزا تھا ثوبان کی آنکھوں میں غضب اشتعال چھایا۔

"مقدس۔۔"ثوبان تڑپ کر اس کے قریب ہوا مقدس گہرے گہرے سانس لیتی نفی میں سر ہلاتی ثوبان سے مزید دور ہو رہی تھی۔

"میں۔۔ آپ۔۔ سے۔۔ محبت۔۔ کرتی۔۔ ہوں۔۔ کبھی۔۔ آپ۔۔ سے۔۔ دور ۔۔ ہونے۔۔ کا۔۔ تصور۔۔ نہیں۔۔ کر۔۔ سکتی۔۔ آپ۔۔ وعدہ۔۔ کرے۔۔ کبھی ۔۔ میرے۔۔ کہنے۔۔ پر۔۔ بھی۔۔ مجھے۔۔ چھوڑ۔۔ کر۔۔۔ نہیں۔۔ جائے۔۔ گے" مقدس چیختے اور ہانپتے ہوئے لرزتے بدن کے ساتھ ثوبان کو دیکھتی گویا ہوئی ثوبان نے لب بھینچے اسے کبھی زندگی میں بھی اندازہ نا ہوا مقدس اس قدر جزباتی ہے کہ اپنے لفظوں کو جزبات میں بہا دینے والی اور پھر ان پر پچھتانے والی خود کو نقصان اور اذیت دینے والی۔

"میرے پاس آو " ثوبان نے اپنی مردانہ ہتھیلی پھیلائے مقدس کو اپنے قریب بلایا کیونکہ ایک قدم بھی بڑھانے پر مقدس مزید پیچھے جا رہی تھی اور اس وقت وہ بے حد جذباتی اور بیمار لگ رہی تھی۔

" آپ۔۔ مجھ۔۔سے۔۔وعدہ۔۔کرے۔۔میں۔۔مر۔۔جاؤ۔۔گی " مقدس نے پھر لمبے سانس لیتے کہا۔

"اگر اب تم مجھ سے دور گئی تو میں خود تمہیں جان سے مار دوں گا " ثوبان نے ایک ہی جست میں مقدس کو اپنی باہوں میں بھرا مقدس ثوبان کی بات سنتے اس کے سینے پر سر رکھے ثوبان کی گردن کے گرد اپنی باہوں کا حصار بنا گئی روح میں جیسے سکون اترا تھا آنکھیں اب بھی نرم تھی ثوبان نے مقدس کو بیڈ پر لٹائے اس کی نم آنکھوں پر باری باری لب رکھتے اٹھنے لگا جب مقدس نے ثوبان کی گردن میں حصار تنگ کیا۔

" کہاں۔۔جا۔۔رہے ہیں " مقدس کے سوال پر ثوبان نے مقدس کی آنکھوں میں تکلیف دیکھی وہ اس وقت ثوبان کو خود سے دور نہیں جانے دے سکتی تھی۔

"کہی نہیں۔۔ چینج کرنے جا رہا ہو اور پھر تمہارے لیے کھانا لانے۔۔ میڈیسن بھی تو دینی کے تمہیں اتنا بخار چڑھا لیا ہے تم نے" ثوبان نے نرمی سے سمجھایا مقدس نے اثبات میں سر ہلاتے ثوبان کو جانے کی اجازت دی یک دم کئی دنوں کی بھوک ایک دم بیدار ہوئی وہ اب بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے آنکھیں موندھ گئی۔

ثوبان چینج کرتا وائٹ شرٹ ٹراؤزر میں ملبوس ڈریسنگ روم سے نکلتا نیچے کچن کی سمت بڑھا تھا کچھ دیر بعد کھانے کی ٹرے لیے وہ روم میں داخل ہوتا پاؤں کی ٹھوکر سے دروازہ بند کر گیا مقدس نیم بند ہوتی آنکھوں کو واہ کیے اپنی طرف بڑھتے ثوبان کو دیکھنے لگی ثوبان ٹرے بیڈ پر رکھتا اپنے ہاتھوں سے سنجیدگی سے مقدس کو کھانا کھلانے لگا مقدس چپ چاپ کھانا کھاتی ثوبان کو دیکھ رہی تھی مقدس کے کھانا کھاتے ہی ثوبان ٹرے ٹیبل پر رکھتا میڈسن لیے مقدس کے سر پر سوار ہوا جسے مقدس نے منہ بنا کر لیتے ثوبان کو مسکرانے پر مجبور کر دیا لائیٹ آف کیے ثوبان اپنی جگہ پر لیٹا مقدس انتظار کرتی رہی کہ وہ

اسے اپنے حصار میں لے گا مگر میکسی کے موتیوں کی چبھن اور ثوبان کے حصار کے بنا جیسے مقدس کو نیند ہی نہیں آ رہی تھی جبکہ مقدس کے بار بار کروٹ بدلنے پر ثوبان جس پر کافی دنوں بعد نیند کچھ دیر پہلے بستر پر لیٹتے ہی مہربان ہوئی تھی آنکھ کھل گئی۔

"کیا ہو؟ " ثوبان نے پوچھا۔

"کچھ نہیں میں اس ڈریس میں کمفرٹیبل نہیں" مقدس جھنجھلاتی اپنی جگہ سے اٹھتی کہ ثوبان نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالے اپنے سینے پر گرایا۔

"چھونے سے احتیاط برت رہا ہو کیا پتا پھر غصے میں مجھے ہوس پرست کہ دو تم " ثوبان نے مدہم روشنی میں مقدس کی چمکتی ہیزل گرین آنکھوں میں دیکھتے کہا مقدس کے حلق میں آنسوؤں کا گولہ پھنسا۔

"سوری" مقدس نے نظریں جھکائے شرمندگی سے کہا۔

"سوری ٹو ڈئیر وائفی " ثوبان مقدس کی آنکھوں پر بوسہ دیتے گویا ہوا۔

"کس لیے " مقدس نے نگاہیں اٹھائے پوچھا۔

"تم پر ہاتھ اٹھانے کے لیے " ثوبان نے کہتے اسی گال پر اپنے لب رکھے جہاں کچھ دن پہلے اس نے زناٹے دار تھپڑ رسید کیا تھا پھر مقدس خاموشی سے ثوبان کے سینے پر سر رکھ گئی تو ثوبان نے بھی اسے اپنی باہوں میں قید کیا۔

"میری بیساکھی کہاں ہے " عشراق نے ہونٹ دانتوں میں دبائے اِدھر اُدھر نظریں دوڑائیں خود سے سوال کیا فجر کی اذان کا وقت ہوچکا تھا اور عشراق کی آنکھ خود با خود کھلی تھی جیسے ہمیشہ وہ بیدار ہو جاتی تھی عشراق نے نماز کے ارادے سے خود پر رات کی طرح سیٹ حجاب کو درست کیا اسے یاد تھا یاسر سے اس کی بیساکھی کو وشروم جانے سے پہلے کمرے میں رکھا تھا مگر کہاں رکھا تھا یہ اسے یاد نا تھا کیونکہ اس وقت وہ یاسر کی ٹھنڈے رد عمل پر کافی حیران و پریشان تھی عشراق کی منمناہٹ سنتے یاسر کے نیند میں غرق چہرے پر

مسکراہٹ ابھری جسے اس نے فورا چھپایا اور کروٹ بدلے عشراق کو نیند میں ڈوبے چہرے سمیت دیکھا۔

"کیا ہو ملکہ ؟"یاسر نے آنکھیں انگلیوں سے سہلاتے انجان بنتے سوال کیا اور بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھا۔

"وہ .. میری بیساکھی .. پتا نہیں کہا ہے .. مجھے وضو کرنی ہے" عشراق پریشانی سے یاسر کی آواز پر اسے شرٹ لیس دیکھتی نظریں کمرے میں دوڑاتے بولی یاسر نے عشراق کی نظروں کے تعاقب میں خود کو دیکھا اور عشراق کے نظریں گھمانے کو بھی۔۔وہ ایک آئیبرو ریز کرتا خود کے سکس پیکس کو دیکھنے لگا یہاں اگر کوئی اور لڑکی ہوتی تو وہ یاسر کی باڈی پر فلیٹ ہو جاتی مگر مقابل اس کی پاکیزہ شرم وحیاء کی پیکر بیوی تھی جو اپنے محرم کو نیم برہنہ نہیں دیکھ پا رہی تھی۔

"پتا نہیں کہا ہے۔۔"یاسر نے خود کو کمپوز کرتے افسوس سے نظریں کمرے میں گھمائے کہا۔

"نماز کا وقت ختم ہونے کو ہے " عشراق نے گھڑی دیکھتے پریشانی سے کہا۔

"میں مدد کر دیتا ہو .. " یاسر نے فورا آفر کرتے بیڈ سے کھڑا ہوا۔

"نہیں۔۔"یاسر کی بات پر عشراق نے فوراً نفی میں سر ہلایا اس کا دل زوروں سے دھڑکا تھا اس نے ہڑبڑاتے یاسر کو اپنی مدد کرنے سے روکا تھا وہ تو کل بھی شرم سے گلنار ہو رہی تھی۔

"دیکھ لو نماز کی ادائیگی میں دیر ہو رہی ہے" یاسر نے سنجیدگی مگر معصومیت سے کہتے کندھے اچکاتے واپس بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھا۔

"آپ مجھے وشروم تک سہارا دے دیں " عشراق کافی دیر سوچنے کے بعد کوئی رستہ نا دیکھتی پلکیں جھکائے دل پر پتھر رکھتے مدہم آواز میں بولی یاسر عشراق کے حجاب میں لپٹے چہرے کو دمکتی نوز رنگ سمیت سائیڈ سے دیکھتا بے ساختہ مسکرایا۔

"اوکے " یاسر کہتے ہی خود ڈریسنگ سے ہوتا وشروم کی طرف بڑھا دس منٹ بعد باہر نکلا سینہ نیلی شرٹ سے ٹھکا تھا چہرہ گیلا تھا یاسر کی بیرڈ پانی سے نم تھی اور ہاتھ کہنیوں تک گیلے تھے عشراق نے حیرانی سے یاسر کو دیکھا جبکہ یاسر نے عشراق کو گود میں اٹھائے فتح مندی سے بیڈ کروان کو دیکھا جہاں بیساکھی پڑی اسے گھور رہی تھی یاسر نے عشراق کے گہری نیند میں جاتے ہی اس بیساکھی کو چھپایا تھا تاکہ وہ اپنی بیوی کو دوبارہ گود میں اٹھانے کا شرف حاصل کر سکے جس میں وہ اب کامیاب بھی ہو چکا تھا بندہ شیطان ہو مگر یاسر شازم داؤد نا ہو۔۔ جبکہ عشراق غور سے یاسر کے چہرے کو دیکھ رہی تھی کیا اس نے وضو کی تھی ؟ کیا وہ بھی نماز پڑھنے جانے والا تھا ؟ وہ زانی تھا کیا وہ بھی نماز پڑھتا تھا ؟ عشراق اپنی سوچوں میں گم تھی وہ اس بات سے ناواقف تھی کہ وہ دنیا کا پہلا مرد تھا ... جو خود تو زانی تھا !! مگر اپنی پاکیزہ بیوی کو چھونے سے پہلے وضو کے احکامات ادا کر رہا تھا کہی وہ اس کے چھونے سے میلی نا ہو جائے ۔۔اگر عشراق یہ بات جان جاتی تو شاید وہ غش کھا کر ہی مر جاتی۔

حنان اس وقت ٹھنڈے شاور کے نیچے کھڑا اپنے وجود میں اٹھتے اشتعال کو قابو کرنے کی کوشش کر رہا تھا جو اس ٹھنڈے پانی کی بوندوں سے بھی کسی صورت کم ہونے میں نہیں آرہا تھا وہ تقریبا ایک گھنٹے سے رؤف شاور کے نیچے سرخ ہوتی آنکھوں سے کھڑا تھا کچھ دیر مزید گزری جب وہ شاور لیتا سرمئی ٹراوزر میں ڈریسنگ روم سے باہر نکلا تھا بالوں کو ٹاول سے خشک کرتے اس کی نظریں بیڈ پر گئی جہاں جویریہ کا چہرہ اس کے وجود کو چھپائے وائٹ کنفرٹ سے نظر آرہا تھا چہرے پر انگلیوں کے نشان تھے بال تکیے اور چہرے پر بکھرے تھے آنکھوں کے گرد سرخی چھائی تھی مگر سنہری آنکھیں بند تھیں وہ رات بھر حنان کی شدتیں سہتی ہوش و ہواس سے بیگانی ہو چکی تھی وہ ایک گھنٹے سے زائد وقت سے بے ہوش تھی حنان نے اپنی آنکھیں ضبط سے بند کرتے واہ کی اور بے ساختہ قدم جویریہ کی سمت اٹھائے جویریہ کے نرمی سے بال سنوارتے حنان نے شدد سے اسکے ماتھے پر لمس چھوڑا وہ چاہ کر بھی اس

سے نفرت نہیں کر پا رہا تھا وہ کیوں اسے بار بار غصہ دلا رہی تھی اس سے دور رہنے کے لیے خود کو تکلیف دے رہی تھی جویریہ کے ہر الفاظ نفرت کا آشکار تھے حنان جویریہ کے لفظوں ، اس کی نفرت کو سمجھنے سے قاصر تھا اس وقت اسے جویریہ کو دیکھتے تکلیف ہو رہی تھی کل رات وہ بری طرح اس کے ضبط کو آزما چکی تھی اسکے الفاظ اور رات بھر اس کی پناہوں میں سسکتا وجود دونوں ایک دوسرے سے مخالف تھے اس کا وجود اس کے لفظوں کا ساتھ نہیں دے رہا تھا حنان سر جھٹک کر کمرہ لاک کرتا باہر نکلا کچن میں جاتے بی جان کو دیکھتے حنان نے سلام کیا اور بی جان سے لائیٹ سا ناشتہ اور جوس تیار کرنے کا کہا تھا بی جان مسکراتی حنان کے کہے کے مطابق ناشتہ تیار کرتی ٹرے کچھ ہی دیر میں حنان کے سامنے بڑھا گئی حنان چپ چاپ کچن کے باہر راہداری میں بنا چاپ کے قدموں سے ٹہلتا مسلسل جویریہ کے بارے میں سوچ رہا تھا۔

"بیٹا ناشتہ " بی جان جو ٹرے لیے کب سے حنان کی طرف بڑھائے کھڑی تھی حنان کو متوجہ نا دیکھتی گویا ہوئی اور اسی وقت فاطمہ بیگم بھی اپنا ڈوپٹہ سر پر سیٹ کرتی کچن کی سمت آتی دیکھائی دی۔

"اسلام وعلیکم اماں جان " حنان نے فاطمہ بیگم کو دیکھتے اپنے حصار میں لیے ان کا ماتھا چوما اور سلام کیا۔

"وعلیکم السلام میرا بچہ " فاطمہ بیگم نے حنان کے شانے پر بوسہ دیتے جواب دیا اور مسکرائی۔

"حنان میرا بچہ۔۔میں تمہارے لیے اپنے ہاتھوں سے ناشتہ بنانے آرہی تھی۔۔ اور تم اتنی جلدی اٹھ گئے اور آج اتنی جلدی ناشتہ کر رہے۔۔"فاطمہ بیگم حنان کو دیکھتی ممتا بھری نظروں سے گویا ہوئی جب انھیں یک دم احساس ہوا وہ ناشتہ جویریہ کے لیے ہے کیونکہ حنان اتنی صبح کبھی ناشتہ نہیں کرتا تھا فاطمہ بیگم کے ماتھے پر شکنیں پڑی جو حنان کی نظروں سے محفوظ نا رہی۔

"اماں جان اس کی طبعیت ٹھیک نہیں" حنان نے بی جان سے ٹرے لیتے کہا بی جان خاموشی سے کچن کی سمت بڑھ چکی تھی۔

"حنان کس مٹی کے بنے ہو تم اس لڑکی نے تمہیں زلیل کیا ہمارے خاندان کا نام ڈوبویا ہم اس سے تمہاری رخصتی کے لیے صرف مقدس اور عشراق کی وجہ سے مانے ہیں اسے دیکھتے ہمیں پانچ سال پہلے کا وہ منحوس دن یاد آتا ہے" فاطمہ بیگم غصے اور نخوست سے بولی۔

" اماں جان آپ غصہ نا کرے اس کی طبعیت واقعی ٹھیک نہیں، آپ نے عشراق اور مقدس کے لیے اسے برداشت کیا اب میرا یہ عمل صرف اس لیے برداشت کر لیں کہ وہ آپ کے حنان کی بیوی ہے" حنان نے فاطمہ بیگم کو پرسکون کرتے مدھم آواز میں کہا۔

" بلکل اور اب تو لگتا ہے کہ مجھے یہ ہی برداشت کرنا چاہیے ، ان سب کی عادت ہو جانی چاہیے۔۔کیونکہ کفیر خاندان کی یہ نوجوان نسل تو جورو کی غلام بن چکی ہے۔۔"فاطمہ بیگم حنان کے منہ سے جویریہ کے لیے بیوی لفظ میں فکر

و محبت محسوس کرتی اور اس پر تضاد حداد کے عترت کو گود میں اٹھائے حویلی میں داخل ہوتا دیکھ مزید سیخ پا ہوتی بولی فاطمہ بیگم کی نظروں کے تعاقب میں حنان نے بھی نظریں گھمائیں۔

حداد رات کو اپنی بیوی کو لیے اپنے فارم ہاؤس گیا تھا ماضی کی تلخیاں بھلائے ایک رومانٹک سا ماحول بناتے عترت کو اعتماد میں لیتے کہ حنان اور جویریہ کے ماضی کے بارے میں کچھ جانتی ہے تو بتا دے وہ ایک موقع دے رہا ہے دوسرا نہیں دے گا کیونکہ حداد کو نفرت تھی جھوٹ سے عترت کو بھی موقع وہ اپنی محبت کے ہاتھوں مجبور ہو کر دے رہا تھا مگر عترت نے کہا ایسی کوئی بات نہیں ہے وہ نہیں جانتی پھر حداد نے بھی اس پر یقین کرتے عترت کو اپنی محبت کے مان سے سرشار کرتے نئ خوشیوں بھری زندگی شروع کرنے کا عہد کیا تھا وہ دونوں ابھی فارم ہاؤس سے لوٹے تھے عترت سو رہی تھی اور حداد فاطمہ بیگم کے حکم پر حویلی کے لیے عترت کو لیے نکلا تھا آج حنان جویریہ ، یاسر عشراق ، مصطفی اور افق سمیت ثوبان مقدس اور حداد عترت کا بھی ولیمہ تھا جو سب

بڑوں نے سوچ سمجھ کر ہال میں منعقد کیا تھا اسی لیے وہ تاخیر کیے بنا حویلی کے لیے نکلا تھا مگر عترت کو سوتا دیکھ وہ اسے گود میں لیے حویلی میں داخل ہوتا اپنے کمرے کی سمت سیڑھیاں چڑھنے کے لیے اگے بڑھنے لگا تھا اسے احساس تھا کہ اس کی نازک بیوی اس کی شدتیں سہتے نیند اور جاگنے کی ملی جلی کیفیت میں تھی اور شادی کی زمہ داری میں بہت زیادہ تھکاوٹ کا شکار ہوتی بھی رات بھر پھر صبح سویرے حداد کی شدتیں سہتی نڈھال ہو رہی تھی اسی لیے وہ چاہتا تھا کہ اس کی بیوی کچھ دیر اپنی نیند پوری کر لے مگر فاطمہ بیگم اور حنان کو وہاں دیکھتا فاطمہ بیگم کا جملہ سنتے ایک پل شرمندہ ہوا پھر دوسرے ہی پل وہ اپنی شرمندگی پر لعنت بھیجتا نچلا لب دانتوں میں دبائے ان کی طرف متوجہ ہوا تھا بیوی تھی اس کی کوئی محبوبہ تو نہیں تو وہ بھلا کیوں شرمندہ ہوتا ۔۔جبکہ عترت جو حداد کی گود میں نیند میں ڈوبی تھی فاطمہ بیگم کے غرانے پر حنان اور فاطمہ بیگم کو خواب سمجھتی ایک نظر منہ کے زاویے بگاڑ کر دیکھتی پھر حداد کو دیکھتی جو لب دبائے بڑی توجہ سے اپنی ماں کے غصے میں ٹوبے چہرے

کو دیکھ رہا تھا دیکھنے لگی اور شرماتی ہوئی واپس حداد کے سینے پر سر ٹکا گئی جبکہ یازان جو ابھی جوگنگ سے بلیک ٹرک سوٹ میں حداد کے فوراً بعد ہی حویلی میں داخل ہوتا لاوئج کے قریب کچن اور سیڑھیوں کی راہداری میں رومینٹک اور سیریس منظر دیکھتا دلچسپی سے اپنے چہرے اور گردن میں ٹپکتی بوندوں کو ٹریکنگ ٹاول سے صاف کرتا اس سمت قدم بڑھا گیا تھا۔حنان اور یازان عترت کے شرمانے پر فاطمہ بیگم کی طرف دیکھتے بامشکل ہنسی ضبط کرتے سیریس انداز میں متوجہ ہوئے تو عترت کے یوں شرمانے پر فاطمہ بیگم کے سر پر لگی تو پاؤں میں بجھی۔

"گود لے لیا ہے کیا بیوی کو ؟ " فاطمہ بیگم ضبط سے غرائی جبکہ حداد اور عترت گڑبڑائے تھے حداد عترت کو اتارنا ہی بھول چکا تھا تو عترت جیسے خواب کو حقیقت میں تبدیل ہوتے دیکھ اڑے طوطوں سے حداد کے گود سے اتارنے پر فورا حداد سے دور ہوئی۔

"استغفر اللہ اماں جان بچوں کو گود میں کھلانے کے دن ہیں بھائی کے " یازان نے جلتی پر تیل کا کام کیا فاطمہ بیگم نے یازان کو گھورا جبکہ یازان دانتوں کی نمائش کرتا ڈھیٹ بنا سر کھجا گیا تو عترت یازان کے جملے پر شرم سے لال ہوئی

۔

"سارے کے سارے بے شرم ہو چکے ہیں۔۔اور جوروں کے غلام بننے کے لیے تو لگتا ہے تم سب سے دنیا کے مردوں کو ٹریننگ لینی چاہیے " فاطمہ بیگم غصے سے بولی جبکہ عالم صاحب جو لاؤنج کی سمت بڑھ رہے تھے بیوی کو غصے میں دیکھتے ماجرا سمجھنے کے لیے اس سمت بڑھے۔

"کیا ہوا بیگم کیوں غرا رہی ہو ؟" عالم صاحب نے بیوی کو دیکھتے پوچھا۔

"اپنی بے شرم اولادوں سے پوچھ لیں " فاطمہ بیگم نے حداد اور حنان کو دیکھتے کہا۔

"کیا ہوا برخوردار کیوں صبح صبح میری بیگم کا موڈ خراب کیا ہے تم لوگوں نے " عالم صاحب نے حداد اور حنان کو مصنوعی غصے سے گھورتے ہوئے کہا۔

"ابا جان میں تو اپنی والی کو لے کر کمرے میں جا رہا تھا آپ کی والی غصہ کرنے لگی " حداد نے کندھے اچکاتے کہا تو عالم صاحب نے اب حنان کو دیکھا جو پہلے کندھے اچکا گیا جس پر عالم صاحب نے خطرناک انداز میں آئیبرو ریز کی تو حنان نے سرد سانس لی۔

"میں اپنی والی کے لیے ناشتہ لے کر جا رہا تھا آپ کی والی مجھ پر بھی غصہ کرنے لگی " حنان نے بھی حداد کے انداز میں کہتے فاطمہ بیگم اور عالم صاحب کو چھیڑا فاطمہ بیگم ان دونوں سپوتوں کے انداز پر اس عمر میں بھی دہکنے لگی عترت نے اپنی جلاد ساس کو دیکھتے اپنی آنکھیں پھیلائیں یہ انگارے اگلنے کے علاوہ شرماتی بھی ہیں عترت نے دل میں سوچا تو عالم صاحب اپنی بیوی کا شرمانا دیکھتے یازان کی طرف متوجہ ہوئے۔

"اور تو لاڈ صاحب " عالم صاحب نے یازان کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"مجھے تو آپ کی والی نے میری والی لا کر ہی نہیں دی۔۔میں کنوارہ مروں گا " یازان نے دہائی دیتے روہانسا ہوتے کہا۔

"آمین " حنان ، حداد اور عالم صاحب نے باقاعدہ دعا کی یازان کا منہ صدمے سے کھلا۔

"کیسے مطلبی لوگ ہیں آپ لوگ۔۔اپنے اپنے مزے کر لیے۔۔اب معصوم کی زندگی کو ویران کر رہے ہیں" یازان نے چاچو سمیت حنان اور حداد کو شرم دلانے والے انداز میں کہا فاطمہ بیگم یازان کے بے باک جملے پر اسے خونخوار نظروں سے گھورنے لگی جبکہ عترت کی نظریں ہی زمین میں گڑھ گئیں۔

"نا تو معصوم ہے نا تیری زندگی ویران " عالم صاحب نے مشکوک نظروں سے یازان کو دیکھتے کہا۔

"اماں جان دیکھ لے اپنے میاں کو " یازان نے فاطمہ بیگم کو متوجہ کیا۔

"اتنی دفعہ دیکھ چکی ہے میری بیگم یوں ہی تو دو اولادیں پیدا نہیں کر دی انھوں نے ہے نا بیگم ؟" عالم صاحب نے شوخی سے کہتے فاطمہ بیگم کو حصار میں لیا فاطمہ بیگم کا چہرہ مزید سرخ ہوا انھوں نے عالم صاحب کو گھورا تو یازان نچلا لب دانتوں میں دبائے اپنے چاچو کا رومینٹک موڈ دیکھ رہا تھا۔

"آپ۔۔آپ کو شرم نہیں آتی بیٹوں کے سامنے۔۔ایسی باتیں کر رہے ہیں" فاطمہ بیگم نے خفگی اور شرماہٹ کے ملے جلے تاثرات سجائے کہا۔

"لو اس میں کیا شرم ان کو بتا رہا ہو اپنی بیوی کے سامنے زیادہ سے زیادہ نظر آئے تاکہ ہم بھی پوتے پوتیوں کے منہ دیکھے" عالم صاحب نے فاطمہ بیگم کو مزید چھیڑا جس پر عترت کے گال مزید دہکنے لگے تو حداد لب دبائے عترت کو معنی خیز نظروں سے دیکھنے لگا جو اب صحیح معنوں میں حداد کی نظروں سے سر سے پیر تک سرخ ہوئی تھی۔

"آپ بہت بے شرم ہیں چپ ہو جائے ورنہ میں بات نہیں کرو گی آپ سے" فاطمہ بیگم نے خود کو عالم صاحب کے حصار سے آزاد کرواتے کہا عالم صاحب چھت پھاڑ قہقہہ لگاتے لبوں پر فوراً انگلی رکھ گئے جبکہ ان کی اتنی فرمابرداری پر حنان ، یازان اور حداد کھل کر مسکرائے۔

"دیکھ لے اماں جان چاچو کی وجہ سے ہی ہم جورو کے غلام بن رہے ہیں خون اپنا اثر تو دیکھاتا ہے نا " حنان نے شرارت سے کہتے فاطمہ بیگم کو متوجہ کرتے آنکھ ونگ کی۔

"اور بے شرم بھی " حداد نے لقمہ دیا۔

"سب کے سب آپ پر گئے ہیں " فاطمہ بیگم حنان اور حداد کی بات سنتی عالم صاحب کو گھورتی اپنا نچلا ہونٹ دبا گئی۔

"بیگم چلو ایک اور کی پلاننگ کرتے ہیں وہ شاید آپ پر چلا جائے ویسے بھی ان سپوتوں کا تو کوئی ارادہ نہیں لگتا پوتا پوتی دینے کا " عالم صاحب فاطمہ بیگم کو مزید چھیڑتے حنان اور حداد کو لپیٹ گئے جنھوں نے اپنی ہنسی فورا روکے عالم صاحب کو دیکھا جیسے ان کی شادی کو تو دس دس سال ہو چکے ہیں جبکہ فاطمہ بیگم عالم صاحب کی باتوں کی تاب نا لاتے ہوئے فورا وہاں سے کچن کی سمت بڑھی تو عترت بھی عالم صاحب کے منہ سے دوبارہ پوتا پوتی کے زکر پر گڑبڑاتی ان کے پیچھے ہوئی یازان ، حداد اور حنان ان عورتوں کے لال دہکتے

چہرے دیکھتے عالم صاحب سمیت چھت پھاڑ قہقہہ لگا اٹھے سارے کے سارے کفیر'ز بے باک اور بے شرم تھے ثابت ہوا۔

"ویسے چاچو مجھے میری والی لادیں یقین مانے ایک سال میں پوتا یا پوتی آپ کے حوالے کرونگا " یازان نے حداد اور حنان کو جتاتی نظروں سے دیکھتے عالم صاحب سے کہا۔

"تیری شادی کروا کر ہمیں کسی معصوم بچی کی بددعائیں نہیں لینی " عالم صاحب نے ڈپٹا جبکہ حنان اور حداد ہائے فائے کرتے یازان کی بے عزتی پر قہقہہ لگا اٹھے۔

"دعا ملے گی دعا آپ کو " یازان نے منہ بناتے ہاتھ جھلا جھلا کر کہا۔

"وہ کیسے ؟ " عالم صاحب سینے پر ہاتھ فولڈ کرتے گویا ہوئے۔

"آپ کی پوتی اور اپنی بیٹی کا نام دعا رکھو گا نا " یازان اپنے منحوس جوک پر خود ہی ہنستے ہوئے بولا جبکہ عالم صاحب ، حنان اور حداد نے اسے گھورتے

ایسے دیکھا جیسے کہ رہے ہو ہنسنا تھا ؟ جس پر یازان نے منہ کے زاویے بگاڑئے، عالم صاحب کا موبائل رنگ ہوا تو وہ لاؤنج کی سمت قدم بڑھا گئے جبکہ حنان اور حداد نے یازان کو سر سے پاؤں تک دیکھا۔

"کیا ہوا ؟" یازان نے ان دونوں کے خطرناک تیور دیکھتے پوچھا۔

"اپنی ان سنہری آنکھوں کو دوبارہ ہم پر جتایا نا تو بیوی مانگنے کے بھی لائق نہیں بچے گا" حداد نے تنبیہ کی۔

"وہ بھی کٹورہ لے کر " حنان نے لقمہ دیتے ٹرے تھامی۔

"بیوی مانگ رہا ہوں یا چوّنی ؟ جو کٹورے میں ملے گی " یازان برہم ہوا۔

"تیری شکل پر چوّنی بھی مل جائے تو بڑی بات ہے " حداد نے بھی اپنے کمرے کی سمت قدم بڑھائے جبکہ حنان تو پہلے ہی سیڑھیاں چڑھتا نصف تک پہنچ چکا تھا دونوں نے ہم آواز ہوکر ایک ہی بات کی یازان کلس کر رہ گیا لڑکیاں مرتی تھی یونیورسٹی میں کیا ہر جگہ جہاں وہ جاتا تھا مگر اپنے بھائیوں کی

نظر میں وہ فقیر سے بھی برا تھا ہائے رے یازان اعظم کفیر کا دکھ جسے جھٹکتے یازان نے موبائل نکالے فراج کا مسیج دیکھا۔

حنان کمرے میں آتا دروازے کو ٹھوکر سے بند کرتا بیڈ کی سمت بڑھا تھا ٹرے سائیڈ ٹیبل پر رکھتے حنان نے بیڈ کراؤن پر تکیے سیٹ کرتے جویریہ کو زرا اونچا کرتے بیٹھایا تھا جویریہ کے لبوں سے جوس کا گلاس لگاتے حنان اس کی کمر کو رب کر رہا تھا جویریہ جو نیم بے ہوشی میں تھی اپنے خشک گلے اور ہونٹوں کو تر کرنے کے لیے لبوں پر مٹھاس محسوس کرتی جوس کا گلاس لبوں سے لگا گئی جوس ختم کرتے حنان نے چھوٹے چھوٹے بائیٹ بناتے جویریہ کو کھلانا شروع کیا تھا جویریہ جو زرا ہوش میں آتی نا سمجھی سے کھائے جا رہی تھی یک دم پوری سنہری آنکھیں کھولے حنان کو دیکھنے لگی اسے تو لگا تھا حنان کل رات کے بعد اس سے ہمیشہ نفرت کرے گا کبھی نرمی نہیں دیکھائے اور یہ ہی تو اس کی

سفاک بیوی چاہتی تھی مگر یہ شخص تو پتا نہیں جویریہ کی نفرت کو کتنا آزمانا چاہتا تھا جویریہ نے اپنی حیرت پر دو پل میں قابو کیا نظریں حنان سے ہوتی ٹرے پر گئیں وہ پتا نہیں کب سے اسے کھلائے جا رہا تھا اور وہ کب سے حنان کے رحم بھرے ہاتھوں سے کھائے جا رہی تھی جویریہ نے سنہری نظروں سے پھر حنان کو دیکھا اب نظریں ہر تاثر سے پاک بلکل سپاٹ تھیں حنان اسے ہی دیکھتے ایک اور بائیٹ اس کے لبوں کے قریب کر گیا جویریہ نے حنان کا ہاتھ جھٹکے بنا نرمی سے پیچھے کیا۔

"میں خود کھا لو نگی " جویریہ نے کہا حنان نے بنا کوئی اثر لیے جویریہ کا چہرا دوسرے ہاتھ سے نرمی سے دبوچ جویریہ کا لبوں کو پاوٹ کی شکل دیتے بائیٹ کھلائی حنان ناشتہ ختم ہونے تک جویریہ کو بنا بولنے کا موقع دیے سارا ناشتہ ختم کرواتا پیچھے ہوا جویریہ نے اب غصے سے حنان کو دیکھا حنان جویریہ کے چہرے پر غصہ دیکھتا جیسے محفوظ ہوا وہ یہی تو چاہتا تھا اس کی بیوی کے چہرے پر کوئی تاثر نظر آئے اب سفاک بیوی سے رحم کا تاثر تو وہ ایکسپکٹ

نہیں کر سکتا تھا غصہ ہی صحیح اور کل اس کی بیوی نے اسے غصہ دلایا تھا آج حنان نے بیوی کو دلا دیا۔۔حساب برابر حنان نے محفوظ ہوتے سوچا

"میں خود کھا سکتی تھی رحم دیکھانے کی ضرورت نہیں مجھ پر۔۔مجھے رحم لفظ سے نفرت ہے " جویریہ پہلی دفعہ غصے سے چیخی حنان کے دل میں جیسے سکون اتارا حنان اپنا بائیاں کان کھجاتا جویریہ کو دیکھنے لگا۔

"کم چلاؤ ڈارلنگ۔۔ورنہ مجھے تم سے پھر محبت ہو جائے گی " حنان ایک آنکھ ونگ کرتا بولا جویریہ اس کے انداز پر حیران در حیران ہوئی۔

"اور ہاں اس دفعہ محبت ہوگئی تو نفرت کی شدت سے چار گنا زیادہ تمہارے وجود پر نرمی و محبت سے ایسی چھاپ چھوڑو گا کہ مرتی مر جاؤ گی میری محبت کے لمس سے نہیں نکل پاؤ گی " حنان نے بیڈ سے اٹھتے کہا۔

"تمہاری سوچ ہے تمہارا لمس میرے لیے صرف تسکین۔۔"جویریہ حنان کے الفاظ کو سنتی مگر خود کو مرد لفظ کے ادا کرنے سے بعض رکھتی پھر کل والی ٹون میں بولی وہ کل حنان کی نفرت وجنونیت سہتی اب کبھی کسی دوسرے مرد کا نام

نہیں ادا کر سکتی تھی رات جو حنان نے اس کا حشر کیا تھا اس کے پیش نظر وہ محتاط تھی

"کل رات تم نے میری نفرت شدتوں کی صورت میں دیکھی اب سے ہر روز میری شدتوں میں نرمی دیکھنا یہ میرا بدلہ ہے جویریہ حنان کفیر اور تمہاری سزا ۔۔مجھے لگتا ہے تمہارے لیے ایک رات نفرت کا ڈوز کافی ہے۔۔اور دوبارہ مجھے غصہ دلانے سے پہلے میری سفاک بیوی یہ یاد رکھنا مقابل حنان اعظم کفیر ہے جس کی سفاکیت پر کل رات تم لرزتی ہوئی بے ہوش ہوئیں تھیں" حنان نے کہا۔

"چلو اب تیار ہو جاؤ اور ہاں میک اپ سے جب چہرے پر پڑی انگلیوں کے نشان چھپاؤ تو گردن کے بھی چھپا لینا ورنہ کس کس کو جواب دو گی یہ نشان لو بائیٹ کے نہیں سزا کے ہیں" حنان جویریہ کو دیکھتے دل جلا دینے والی مسکراہٹ پاس کرتا کمرے سے باہر نکلا۔

افق کی آنکھ کھلی تو سورج کی کرنیں کمرے میں پھیلی ہوئیں تھی وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے مصطفی کی بے رخی پر آنسو بہاتی ناجانے کب سوئی تھی مگر اب خود کو سکون دہ حالت اور کنفرٹ میں دیکھتی حیران ہوئی جب وہ سوئی تھی تو بنا کنفرٹ کے سوئی تھی اور جب اٹھی تو خود کو کنفرٹ میں پایا شاید مصطفی نے ۔۔شاید نہیں یقیناً مصطفی نے ہی اس پر یہ کنفرٹ ڈالا تھا اور اسے سکون دہ حالت میں بیڈ پر سیدھا کیا ہو۔

افق خاموشی سے کچھ پل یوں ہی چھت کو گھورتی رہی پھر بیڈ سے اٹھتی ڈریسنگ روم کی سمت قدم بڑھا گئی شاور لیتی وہ اپنے کپڑے چینج کیے ڈیپ ریڈ کلر کی سلوار سوٹ میں ملبوس ڈارک براؤن گیلے بالوں کو ٹاول سے آزاد کرتے بے دھیانی میں قدم کمرے میں لے رہی تھی جب چٹانی وجود سے ٹکراتی ایک دم پیچھے گرنے لگی ٹاول جھٹک کر بالوں سے دور ہوا وہ مصطفی کے حصار میں کھڑی تھی گرنے سے بچ گئی۔

"چھوڑیں مجھے " افق نے مصطفی کو گھورتے کہا افق کے لہجے میں غصہ محسوس کرتے مصطفی نے نا سمجھی سے افق کو دیکھا مگر پھر جلد اپنا رات والا رویہ یاد آتے ہی وہ اس غصے کی وجہ سمجھ گیا۔

"نہیں چھوڑ رہا کیا کرو گی " مصطفی نے کہتے ہی افق کو سیدھا کیا اور دونوں ہاتھوں کو افق کی کمر پر ٹکائے اسے لاک کر گیا افق مصطفی کو گھور کر رہ گئ کل کیسے جھٹک کر گے تھے یہ موصوف اور اب ایسے بیہیو کر رہے ہیں جیسے رات انھوں نے محبت بھری باتیں کی ہو افق سے۔

"میں کہہ رہی ہو چھوڑے مجھے " افق باقاعدہ غصے سے چیخی مصطفی کے سینے پر موقع جڑتی گویا ہوئی مصطفی نے افق کے ایکٹ کو ایبرو ریز کرتے داد دی۔

"کیوں چھوڑو ؟ " مصطفی گویا ہوا نظریں افق کی شفاف صراحی دار گردن پر تھیں۔

"مجھے جانا ہے باہر " افق مصطفی کے بے تکے سوال پر سیخ پا ہوتی سرخ ناک سے بولی مصطفی کا دل کیا افق کی ناک دباتے اسے مزید سرخ کردے۔

"کیوں جانا ہے " مصطفی بوجھل آواز میں بولا اس کی بیوی کا حسن اسے بہکا رہا تھا جس میں وہ بہکنا نہیں چاہتا تھا۔

"آپ سے مطلب ؟ " افق تیور چڑھا کر بولی نظریں مصطفی کے گلے میں ہلکی بیرڈ میں نظر آتی معدوم ہڈی پر گئی افق کو اپنے گلے میں کانٹے چھبتے محسوس ہوئے جبکہ مصطفی کی نظر بھی افق کی بیوٹی بون پر تھی۔

"تم زیادہ بدتمیزی نہیں کر رہی مجھ سے ؟" مصطفی نظریں چراتا افق کو گھورتے ہوئے بولا افق یک دم ہوش میں آئی۔

"اور جو رات آپ نے کی تھی وہ کیا تھی خوش گپیاں ؟ " افق پھر مزاحمت کرتی غصے سے چیخی مصطفی کو اپنے کان کے پردوں پر ظلم بے ساختہ محسوس ہوا اس نے افق کو دیکھا جو جھٹپٹا رہی تھی۔

"ایم سوری " مصطفی نے نرمی سے کہا۔

"ہمم " افق نے بس اتنا ہی جواب دیا۔

"میں نے تم سے معافی مانگی ہے " مصطفی افق کے جواب پر دانت کچکچاتا بولا۔

"معافی مانگی ہے یا گن پوائنٹ پر موبائل جو دینا ضروری ہے " افق مزید بگڑی جبکہ افق کی چلتی زبان مصطفی کو آگ لگا گئی۔

"تم کیا سمجھتی ہو خود کو کسی پرستان کی ملکہ ہو ؟ جو اتنی سی بات کا اتنا بتنگڑ بنا رہی ہو۔۔معافی مانگی تو ہے تم سے " مصطفی نے بگڑتے ہوئے کہا اس نے آج تک کبھی معافی نہیں مانگی تھی کسی سے کیونکہ مصطفی شاہ میر غلطیاں کرتا ہی نہیں تھا لیکن یہاں اس کی غلطی تھی اور اس سنجیدہ خوبرو شخص نے زندگی کی پہلی معافی اپنی بیوی سے مانگی تھی۔

"میں پرستان کی ملکہ نہیں۔۔اپنے باپ اور بھائی کی شہزادی ہو سمجھے آپ۔۔ اور معافی مانگ کر احسان نہیں کیا مجھ پر غلطی تھی آپ کی۔۔کل رات میں آپ کی صرف بیوی بنی ہوئی تھی لیکن رات آپ کے جھٹکنے پر مجھے احساس ہوا بیوی ہو پیر کی جوتی نہیں اور آپ بھی کوئی پرنس چارمنگ نہیں جو میں آپ کے جھٹکنے پر دور اور سوری بولنے پر فورا مان جاؤ۔۔شادی کر لی یہ ہی بہت بڑا

احساس ہے میرا آپ پر ورنہ یہ ابلیس جیسی کالی کالی آنکھوں کو دیکھ کوئی آپ کو منہ بھی نہیں لگاتی اور دوبارہ میرے ساتھ بدتمیزی کی نا یاد رکھیے گا تین تین بھائی ہے میرے۔۔ایک جس کی نیلی آنکھیں ہی خوف میں ڈال دیتی ہیں دوسرا غنڈوں سے بڑا شریف غنڈا سیاستدان اور تیسرا فائیٹر اور تینوں ہی باڈی بلڈر ہیں ایسی ہڈیاں توڑے گے نا کہ UHU (ایک الفی کا نام ہے)سے بھی نہیں جڑے گی " افق ایک سانس میں بولتی مصطفی کا حیرت سے منہ کھول گئ وہ اپنی خوبصورت کالی کالی آنکھوں کو جھپکتا پہلی دفعہ افق کی اتنی گہرائی میں دی دھمکیاں غائب دماغی سے سن رہا تھا اور دھمکیاں دے کس کی رہی تھی جو اس کے جگری یار تھے مصطفی کے ہاتھوں کی گرفت ڈھیلی پڑی افق فورا مصطفی سے دور ہوئی جبکہ مصطفی کے منہ سے بے ساختہ "واٹ" اتنی زور وشور سے نکلا کے افق اپنی جگہ سے مزید پیچھے اچھلی جبکہ مصطفی اسے بے یقینی سے دیکھ رہا تھا۔

"میری ابلیس جیسی آنکھیں ہیں اور وہ سالے میری ہڈیاں توڑے گے ؟"

مصطفی ماتھے پر بل ڈالے بولا وہ بچپن سے جانتا تھا افق کو اور اسکے دل میں اپنے عشق کو بھی وہ غصے سے افق کو گھور رہا تھا اس کے عشق میں گوڈے گوڈے ڈوبی اس کی چھوٹی سی بیوی .. شادی کی پہلی صبح اس نمازی پرہیزگار شریف بندے کو اپنے تین سانڈ جیسے بھائیوں سے پٹوانے کی دھمکی دے رہی تھی اس کی حیرت بنتی تھی !! شادی کر کے جو پھنس گیا تھا بیچارہ جبکہ افق مصطفی کے چہرے پر شاک کی کیفیت دیکھتی محفوظ ہوتی اپنے بال جھٹک گئی۔

"صرف ہڈیاں ہی نہیں آپ کی ہڈیوں کا سُرما بھی بنا سکتے ہیں" افق تن کر بولی

۔

"مجھے اگر چار خون معاف ہوتے نا تو پہلا تمہارا اور باقی خون تمہارے تین بھائیوں کا کرتا جن کے نام پر تم اتنا اچھلتی ہو " مصطفی مٹھیاں بھینچے ضبط سے بولا۔

"اسی لیے تو معاف نہیں !! اور لولو زرا کم چلائیں اپنی۔۔ صبح صبح آپ کی بکواس سننے کے موڈ میں نہیں میں" افق کہتی ٹاول کو دیکھنے لگی۔

"لولو ؟؟" مصطفی ایک نیا لفظ سنتا نا سمجھی سے بگڑے تاثرات لیے بولا پہلے یہ لفظ کلیر کرے گا پھر لڑائی بعد میں۔

"زبان " افق نے کہا مصطفی ائیبرو ریز کرتا افق کے گال پر اچانک ہاتھ رکھ گیا افق بلش کرنے لگی۔

"کیا ہوا ؟ تم نے ہی تو کہا تھا لو لو کم چلائیں تم میری بکواس سننے کے موڈ میں نہیں ہو تو میں کر بھی نہیں رہا " مصطفی نے افق کی شرم وحیاء سے محفوظ ہوتے کہا۔

"شرماتے ہوئے مزید منحوس لگ رہی ہو تین سانڈ جیسے بھائیوں کی بہن عُرف فیری ٹیل کی نکلی شہزادی " مصطفی افق کے دوبارہ قریب ہوتا افق کے کان کے قریب جھکتا سرگوشی میں بولا افق جو مصطفی کے قریب آنے پر مزید شرم وحیاء سے دہکنے لگی تھی پلکیں جھکا گئی مگر مصطفی کی بات سنتے فورا پلکیں اٹھائے

مصطفی کو گھورنے لگی اس کے تن بدن میں آگ لگی تھی جبکہ مصطفی افق کی جلی کٹی شکل دیکھتا قہقہہ لگاتا واشروم میں دروازہ دھاڑ سے بند کرتا قید ہوا۔

"آپ سے تو کم ہی منحوس لگ رہی ہو شیطان کے باپ۔۔اور چلے نیچے کرتی ہو آپ کی شکایت اپنے باڈی بلڈر بھائیوں سے" افق چیختی ہوئی بولی۔

"تم تو فورا نیچے نکلو ورنہ ابھی تمہیں اپنی باڈی دیکھاتا ہوں اور یقین مانو میری باڈی دیکھنے کے بعد دوبارہ مجھے دھمکی نہیں دوگی کیونکہ میں تمہیں وقت ہی نہیں دوں گا لولو ہلانے کے لیے " مصطفی افق کی بات سنتا اونچا بولتا قہقہہ لگا گیا وہ امیجن کر رہا تھا کہ افق کی شکل کے زاویے کیسے بگڑے ہونگے جبکہ افق مصطفی کی شان میں بڑبڑاتی اس کی معنی خیزی بات سنتی فورا ڈریسنگ سے باہر نکلتی دروازہ زور سے بند کر گئی جبکہ دروازے کی دھاڑ سنتے مصطفی کا پھر قہقہہ گونجا وہ افق کو آگ لگانے میں کامیاب جو ہو گیا تھا۔

____

"آپ کو شرم نہیں آتی مجھے تنگ کرتے ہوئے ؟" عترت جو کچن میں کام کرنے میں مصروف تھی حداد کی حرکتوں سے تنگ آتی بوکھلائی ہوئی بے چارگی سے بولی حداد رستہ صاف دیکھتے کچن میں جاتا تمام ملازماؤں کو کچن سے بے دخل کر چکا تھا ملازماؤں نے کچن سے فرار ملتے یہ بھی نا پوچھا ہمیں کیوں نکلا ؟ انھیں پتا تھا ان کے صاحب اپنی بیوی کے لیے کچن میں آئے ہیں اور ان کے کچن سے جاتے کے ساتھ ہی انھیں واپس یہاں آنا ہے۔۔

"تمھیں شرم نہیں آتی مجھے تڑپاتے ہوئے " حداد عترت کو گھورتا بولا اور عترت کے گرد اس کے پیٹ پر اپنی گرفت مضبوط کر گیا عترت مزید گڑبڑائی

۔

"دور ہٹے نا پلیز " عترت دودھ میں ڈوبی گاجر کی باریک کاشوں میں چمچا ہلاتی حداد سے دور ہوتی بولی وہ فاطمہ بیگم کے کہنے پر ملازماؤں کے ساتھ جلدی یہ کام نمٹا لیتی مگر اس کے کھڑوس ویلن اور بے حد رومینٹک شوہر کی مہربانی سے اب اسے یہ کام خود ہی کرنا تھا تو وہ جلدی جلدی کام نمٹا رہی تھی جبکہ

حداد عترت کے خود سے جھنجھلاہٹ میں دور ہونے سے غصے سے اس کی پشت کو گھورا۔

"تم نے سمجھ کیا رکھا ہے مجھے شوہر ہو تمہارا " حداد عترت کے ہاتھ پر ہاتھ رکھے بولا۔

"ہاں کھڑوس .. ٹھرکی .. ایناکونڈا .. ویلن شوہر " عترت حداد کے کچھ دیر پہلے الفاظ کے جواب پر اب بڑبڑائی جسے حداد نے سنتے دو پل کی حیرانی پر قابو پاتے حداد نے عترت کو مسکراتے ہوئے دیکھا۔

"اور تم میری مگرمچھ بیوی " حداد اپنی شان میں قصیدے سنتے عترت کو جلا دینے والی مسکراہٹ لیے بولا عترت اپنی زبان دانتوں میں دبا گئی مطلب اس کے شوہر نے اپنے خوبصورت نام سن لیے تھے جبکہ عترت کے اتنے معصوم ردعمل پر حداد قہقہہ لگا گیا۔

"تم اتنی پیاری کیوں ہو دل کرتا ہے کھا جاؤ تمہیں" حداد عترت کے ماتھے پر شدت سے لب رکھتا گویا ہوا جبکہ عترت مسمراز سی حداد کے محبت بھرے رویے میں گم تھی۔

"آپ بھابھی کو کھا جائے گے اور ہمیں یہ گاجر کا حلوہ کھانا نصیب نہیں ہو گا یہ کہا کا انصاف ہے" یہ یازان کی آواز تھی جسے سنتے عترت گڑبڑائی تھی مگر حداد نے جبڑے بھینچے تھے اس شیطان کو ضرور ٹپکنا تھا لیکن عترت کے گڑبڑانے پر بھی حداد نے عترت کو آزادی نہیں بخشی تھی بلکہ یازان کو گھورا تھا جو لڑاکا عورتوں کی طرح کمر پر ہاتھ ٹکائے بلیو جینز اور بلیک شرٹ میں ملبوس تھا سنہری آنکھوں میں شرارت صاف چمک رہی تھی۔

"اتنا شوق ہے گاجر کا حلوہ کھانے کا تو خود بنا لے" حداد نے یازان کو دانت پیستے جواب دیا اور بار بار اس سے دور ہونے کے لیے مزاحمت کرتی عترت کو گھورا جو اس کے گھورنے پر روہانسی ہوئی۔

"مجھے تو بھابھی کے ہاتھ کا کھانا ہے " یازان نے ڈھٹھائی سے کہا جیسے کہ ورنہ تو وہ خود ہی بنا لیتا۔

"میرے ہاتھ کا بھی کھا لے ایک " حداد نے آفر کی جس کا اصل معنی سمجھتے یازان نے منہ بنایا۔

"وہ لزیز نہیں ہو گا " یازان نے بڑبڑاتے کہا۔

"پر تجھے ہمیشہ عزیز ضرور رہے گا " حداد نے محفوظ ہوتے کہا۔

"بھابھی جب آپ کا رومینس ختم ہو جائے نا تو مجھے بھی کچھ کھانے کو دے دینا یہ نا ہو میں بنا رومینس کے مر جاؤ " یازان نے بھی اب حساب بے باک کرتے حداد کو دیکھا اور یہ بدلہ تھا جو جلد پورا ہوا کیونکہ عترت پوری قوت سے حداد کو دور جھٹکتی گڑبڑاتی یازان کو دیکھنے لگی حداد کو صدمہ ہوا۔

"یازان میں۔۔میں ابھی لاتی ہو " عترت نے دہکتے گالوں سے شرمندہ ہوتے کہا جس پر یازان دل جلا دینے والی مسکراہٹ پاس کرتا حداد کو آنکھ ونگ کر

گیا حداد نے اپنے پیروں میں مقید سلیپر بے ساختہ اتارے یازان کی طرف اچھالی جسے یازان نے فورا جھکتے باور کیا وہ ابھی مزید حداد کو آگ لگاتا کہ حداد کے ہاتھ میں دوسری سلیپر دیکھتے یازان وہاں سے بچاؤ بچاؤ کرتا بھاگا اور حداد ننگے پاؤں دانت پیستا اسکے پیچھے ہوا۔

مقدس ثوبان کی پناہوں میں سوتی اب بیدار ہوئی تھی ثوبان مقدس کو اپنی پناہوں میں لیتے دنیا سے گم نیند کی پرسکون وادی میں تھا جب مقدس کی آنکھ کھلنے پر مقدس کئی لمحے تو ثوبان کے واقعی نیند میں ہونے کی تصدیق کرتی رہی کیونکہ اسے رخصتی کی پہلی صبح اچھے سے یاد تھی جب ثابت ہو گیا کہ ثوبان واقعی نیند میں گم ہے تو مقدس ثوبان کے حصار سے نکلنے کی کوشش کرنے لگی ۔۔ثوبان تین دن کے بعد جیسے اب سکون سے سو رہا تھا مگر وہ مقدس کو خود میں مضبوطی سے بھینچے ہوئے تھا

"صبح صبح کیوں جنگلی بلی کی طرح لڑائی کر رہی ہو ؟"ثوبان نے مقدس کو دیکھتے پوچھا نظریں اس کی غصے میں ڈوبی ہیزل گرین آنکھوں میں تھی۔

"آپ مجھے تکیے کی طرح بھینچ کر سو رہے تھے ایک ہی پوزیشن میں سوتے میرا پورا جسم درد کر رہا ہے اور آپ بے حس بنے بس اپنی نیند میں ڈوبے ہیں لڑائی نہیں کرو تو کیا کرو۔۔شکر کریں کہ پانی کا جگ خالی تھا ورنہ پانی انڈیل دینا تھا آپ پر میں نے" مقدس غصے سے بولی

"ثوبان۔۔کیا۔۔کر رہے۔۔ہیں آپ " مقدس ثوبان کی نیلی آنکھوں میں چھائی سرخی کو دیکھ گڑبڑاتی گویا ہوئی۔

"کیا کر رہا ہو بیوی ؟ تمہیں صحیح سے لڑنا سیکھا رہا ہوں " ثوبان کہتا مقدس کے چہرے کے قریب اپنا چہرہ کر گیا۔

"آپ اتنا قریب کیوں آ رہے ہیں۔۔دور رہے نا۔۔مجھے سانس نہیں آ رہی " مقدس سانسیں روکتی ہوئی بولی ثوبان مسکرایا۔

"تمہیں اپنی سانسیں دینے ہی تو اتنے قریب آرہا ہو " ثوبان نے کہتے مزید آنکھیں مقدس کی آنکھوں میں گاڑھی۔

"مجھے نہیں لڑنا۔۔مجھے نہیں چاہیے آپ کی سانسیں " مقدس منمنائی جبکہ مقدس کی غیر ہوتی حالت پر ثوبان کا قہقہہ گونجا۔

"لیکن اب تو میرا موڈ تمہارے ساتھ دنگل لڑنے کا بن چکا ہے " ثوبان نے کہا مقدس کی آنکھیں پھیلی۔

"چلو تیار ہو جاؤ پھر چلتے ہیں ناشتہ کرنے کے لیے تمہیں ہمت چاہیے مجھ سے مزید لڑنے کے لیے تو باقی لڑائی رات میں کرے گے اور آج تمہارے تینوں بھائی بھی تو آئے گے " ثوبان نے مقدس کی پیشانی سے اپنا ماتھا مس کرتے بولا۔

"میرے بھائی ؟" مقدس کی آنکھیں یک دم نا سمجھی سے اپنے بھائیوں کا نام سنتی چمکی۔

"ہمم " ثوبان مقدس کی آنکھوں میں بھائیوں کے لیے چمک دیکھتا بس اتنا ہی بولا۔

"اب اٹھے بھی میرے اوپر سے مجھے تیار ہونا ہے۔۔شادی کے پورے فنگشن میں میں نے اپنے بھائیوں کی صرف ایک جھلک دیکھی تھی اور حنان بھائی ان کو تو سہرے میں دیکھا بھی نہیں یازان مجھ پر ایک نظر ڈال کر دوسری غلط نظر ڈالنا بھی بھول گیا اور حداد بھائی نے تو مجھے ایک دفعہ بھی نہیں دیکھا۔۔ ثوبان میرے تینوں بھائی مجھ سے ناراض ہیں اور مجھے عشراق کو بھی دیکھنا ہے اسے تیار کرنا ہے وہ اکیلے کیسے کر رہی ہو گی سب " مقدس بے چین ہوتی بولی آنکھیں بھائیوں کے نام پر نم تھی لہجے میں عشراق کے لیے فکر مندی تھی۔

"اور میں ؟؟؟ میرا ذکر کہی نہیں تمہاری باتوں میں" ثوبان مقدس کو گھورتا بولا
۔

"آپ تو مان گئے نا اور ابھی آپ کی نظروں کے سامنے ہو۔۔اب جانے دے نا تیار ہونے مجھے " مقدس منت کرتی بولی ثوبان سنجیدگی سے مقدس کو دیکھتا پیچھے ہوا مقدس بیڈ سے اٹھتی فورا ڈریسنگ کی سمت گئی۔

عشراق نماز ادا کرتی قرآن پاک کی قرآت پڑھتی صوفے پر بیٹھی تھی بیساکھی اس کے برابر میں رکھی تھی یاسر نے عشراق کو نماز کی ادائیگی کے دوران ہی بیساکھی شرافت سے اس کی مالکن کے حوالے کر دی تھی وہ کئی لمحے عشراق کو نماز پڑھتا دیکھتا رہا پھر عشراق کی خوبصورت آواز میں قرات سنتے وہ کئی لمحے بنا پلکیں جھپکائے عشراق کو سن رہا تھا عشراق قرآن پاک پڑھتی صوفے پر جا بیٹھی تھی اور یاسر اب خاموشی سے چینج کرتا حویلی میں بنے جیمنگ روم کی

طرف بڑھ چکا تھا عشراق یاسر کے رویے کے تانے بنُنے کی کوشش کرتی کچھ نا سمجھ آنے پر سر جھٹک گئی تھی وہ ڈریسنگ کی سمت بیساکھی کے سہارے بڑھتے شاور لیتی سرمئی چمکدار سوٹ میں باہر نکلی تھی سوٹ فٹنگ میں تھا جو عشراق کی نازکی میں چار چاند لگا رہا تھا سرمئی سوٹ پر مہرون ڈوپٹہ تھا، گیلے بال کمر پر تھے وہ رات روقیہ بیگم کی ہدایات پر عمل کرتی اب زیور پہنے تیار ہو رہی تھی روقیہ بیگم نے اس پاس کی حویلی کی عورتوں کو منہ دیکھائی کے لیے مدعو کیا تھا حویلی کے اندر زنان خانے میں کوئی ملازم مرد نا ہوتا تھا سوائے گھر کے مردوں کے۔۔ عشراق سرمئی سوٹ پر ڈائمنڈ باریک نیکلس اور آوازیں پہنے ریشم بالوں کو کمر پر چھوڑے سنہری آنکھوں میں ہلکا براؤن کاجل لگائے مہرون لپ اسٹک سے ہونٹوں کو سجائے اتنی سی تیاری میں بھی غضب ڈھا رہی تھی ہاتھوں میں خاندانی دو کنگن اور مہرون چوڑیاں پہنے وہ بے انتہا خوبصورت لگ رہی تھی عشراق سر پر ڈوپٹہ سیٹ کرتی ویل چیئر پر پلٹی تھی کہ یاسر بلیک ٹراؤزر ویسٹ میں خوشبو میں لپٹے پسینے میں شرابور سا کمرے میں داخل ہوا کالی

آنکھیں سنہری آنکھوں سے ملی ، آنکھوں کا گھیرا تصادم ہوا یاسر نے بے ساختہ سانس روک لی وہ جب دلہن کی دوسری صبح کے جوڑے میں حسن کا پیکر لگ رہی ہے تو دلہن بنی کیسی لگ رہی تھی یاسر کے دل نے بے ساختہ عشراق کو کل دلہن بنے تصور کرنے کی کوشش کی جبکہ عشراق نظریں جھکائے ونڈو کی سمت بڑھی ان کے کمرے میں وال مرر ونڈو تھی جو کشمیر کے حسن کو دیکھانے کا حوصلہ رکھتی تھی عشراق کب سے اس ونڈو کے پاس جانے کا سوچ رہی تھی عشراق کی بڑھتی سمت کو دیکھتے یاسر یک دم ہوش میں آیا دروازہ بند کرتے وہ عشراق کے آمنے لمبے لمبے ڈنگ بڑھتا کھڑا ہوا عشراق نے ناسمجھی سے یاسر کو دیکھا جو سپاٹ چہرے سے عشراق کو ہی دیکھ رہا تھا۔

"آپ۔۔میں وہ " عشراق یاسر کی نظروں میں دیکھتی بولی جب یاسر نے پنجوں کے بل عشراق کے قدموں میں بیٹھتے عشراق کی آنکھوں میں دیکھا۔

"ملکہ وہ ونڈو آر پار کے تمام مناظر دیکھا سکتی ہے۔۔اکثر میرے گارڈز اور ڈرائیور میرے اشارے کے لیے اس ونڈو کی سمت دیکھتے ہیں کیونکہ میں وہی

پر کھڑا ہو کر کار نکالنے کا اشارہ کرتا ہو اور حویلی کے باہر اور اندر تمام گارڈز اور مرد ملازمین بھی اس ونڈو کی طرف دیکھ سکتے ہیں۔۔تم وہاں نہیں جا سکتی ورنہ مجھے آج کئ انسانوں کی لاشیں بچھانی پڑے گی یا آنکھیں نکلوانی پڑے گی کیونکہ تمہیں میں کچھ نہیں کہہ سکتا اور تمہیں دیکھنے والے کو دوبارہ کچھ دیکھنے کا موقع نہیں دے سکتا " یاسر نے کہا عشراق نے کرنٹ کھا کر ونڈو کو دیکھا اور پھر یاسر کو۔۔یاسر عشراق کے دل کی خواہش سمجھ رہا چکا تھا تبھی سمجھانے والے انداز میں نرمی سے گویا ہوا چہرہ بلکل سپاٹ تھا۔

"مجھے نہیں پتا تھا" عشراق نے یاسر کو دیکھتے کہا پھر یک دم عشراق کے دماغ میں کچھ کلک ہوا۔

"کیا صرف اس لیے کہ وہ آپ کے ملازمین ہیں اس لیے آپ ان کی آنکھیں نکالنے کی ہمت رکھتے ہیں اور اس دن جنھوں نے میرا چہرہ دیکھا تھا وہ آپ کے عزیز کے بیٹے تھے صرف اس لیے آپ نے انھیں اجازت دی مجھے دیکھنے کی۔۔آپ زانی ہی نہیں منافق بھی ہیں " عشراق نے آنکھوں میں ناگواری

لیے مگر مدھم آواز میں سنجیدگی سے اپنی بات کی جبکہ عشراق کی بات سنتا یاسر مسکرایا اور پیشانی کے اس خم کو دو انگلیوں سے مسلنے لگا۔

"یاسر شازم داؤد کی ملکہ کو صرف دو آنکھیں دیکھ سکتی ہیں اور وہ یاسر شازم داؤد کی آنکھیں ہیں " یاسر نے جنونی انداز میں مسکراتے کہا عشراق نے نا سمجھی سے یاسر کے چہرے کی مسکراہٹ اور بات کو سنا۔

"میں آج ہی اس ونڈو کے گلاس چینج کروا دوں گا تم تب دیکھ لے نا وہ حسین مناظر اپنی حسین آنکھوں سے ملکہ " یاسر نے نرمی سے کہا اور اپنی جگہ سے اٹھا اتنے میں مقدس نیلے سلوار سوٹ میں سر پر ہم رنگ ڈوپٹہ سیٹ کیے نک سک سی تیار کمرہ نوک کرتی اندر داخل ہوئی یاسر نوک کی آواز سنتا اجازت دے چکا تھا۔

عشراق نے ویل چیئر گھمائی مقدس عشراق کو دیکھتی بے ساختہ مسکرائی وہ بے تحاشہ حسین جو لگ رہی تھی عشراق نے سلام کیا تو مقدس سلام کا جواب

دیتی عشراق کی سمت بڑھی وہ دونوں بہنیں یاسر کو مکمل فراموش کر چکی تھیں

۔

"میری شہزادی کیسی ہے " مقدس عشراق کے ڈوپٹے پر لب رکھتی محبت آمیز لہجے میں گویا ہوئی جبکہ مقدس کی حرکت پر یاسر کی آنکھیں پھیلی۔

"میں ٹھیک ہو آپی آپ کیسی ہیں " عشراق نے نرمی سے جواب دیا۔

"میں بلکل ٹھیک میری جان اور تمہیں پتا ہے بھیا، بھائی اور یازان آنے والے ہیں میں تمہیں تیار کرنے آئی تھی لیکن یہاں تو میری بہن خود ہی تیار ہو چکی ہے۔۔اب چلو نیچے چلتے ہیں منہ دیکھائی ہونے کے بعد پھر بھیا سے ملے گے " مقدس خوشی سے چہکتی ہوئی بولی مقدس کی خوشی کو دیکھتے یاسر مطمئن ہوا تھا وہ دیکھ رہا تھا کچھ دنوں سے اس کی بھابھی ماں کے چہرے پر اداسی تھی مگر وہ یہ بھی جانتا تھا کہ مقدس اسے ناپسند کرتی ہے اسی لیے کبھی وجہ نا پوچھی۔

"سچی آپی۔۔"عشراق نے مسکراتے حیرت سے پوچھا عشراق کے مسکرانے پر یاسر کی نظر عشراق کے گال پر بنتے ڈمپل پر گئی وہ محوت سے عشراق کو

دیکھنے لگا زندگی میں پہلی دفعہ وہ یہ ڈمپل عشراق کے خوبصورت گال پر دیکھ رہا تھا۔

"مجی آپی کی جان " مقدس عشراق کے ڈمپل پر فورا لب رکھتی بولی یاسر کی محوت لمحے میں چھو ہوئی۔

"آپی میں نقاب کر لو " عشراق جلدی سے بولی۔

"ہاں ہاں کیوں نہیں " مقدس سر اثبات میں ہلاتی عشراق کی ورڈ ڈراپ کی سمت بڑھی جو کل خود مقدس نے سیٹ کی تھی۔

سرمئی کلر کا سکارف اور نقاب لیے مقدس عشراق کی طرف آتی اسے پہنا گئی سر سے ڈوپٹہ اترتے ہی یاسر کی نظر عشراق کے سلکی بالوں پر گئی۔

"اب چلیں ؟؟ " مقدس عشراق کو مکمل نقاب میں کور کرتی شانوں پر مہرون ڈوپٹہ سیٹ کرتی بولی عشراق نے سنہری آنکھیں جھپکائیں سر اثبات میں ہلایا تو

مقدس عشراق کی ویل چیئر تھامتی دروازے کی سمت ہوئی یاسر ان دونوں کو جاتا دیکھ سر جھٹک کر ڈریسنگ روم کی سمت بڑھا۔

عشراق بیساکھی اور مقدس کے سہارے ایک ایک قدم اٹھاتی نیچے اتری تھی آخری سیڑھی پر قدم رکھتے ملازمہ نے ویل چیئر آگے کی تو عشراق مسکراتی ملازمہ کو شکریہ کہتی اس ویل چیئر پر بیٹھی تھی لاؤنج میں موجود تمام خواتین نے یہ منظر دیکھا تھا سب حیران تھیں کیونکہ وہ کل برات جانے اور دلہن کی واپسی تک عشراق کو نا دیکھ پائی تھی نا اس کی معزوری کے بارے میں جانتی تھی کیونکہ یازان اور اعظم صاحب نے رخصتی تک جتنے بھی چلنے کے مراحل تھے انھوں نے عشراق کو گود میں لیے ادا کیے تھے تو داؤد حویلی میں قدم رکھتے یاسر نے عشراق کو گود میں اٹھائے اپنے کمرے کا رخ کیا تھا بنا کسی کو سمجھنے کا موقع دے وہ عشراق کو روم میں چھوڑتا میڈیا کی بڑی نفری کے جوابات دینے کفیر حویلی کے مردان خانے سے گارڈن ایریا کی سمت بڑھا تھا

روقیہ بیگم تو اپنے بیٹے کی حرکت پر اور عورتوں کی معنی خیزی کھکھلاہٹیں سنتی سیخ پا ہوئی تھیں جس کا بدلہ وہ آج عشراق سے لینے والی تھیں۔۔

مقدس عشراق کو لیے لاؤنج میں عورتوں کے بیچ آئی تھی دونوں بہنوں نے ہم آواز سلام کیا سب نے جہاں مقدس کی خوبصورتی کے قصیدے پڑھے تھے جس پر مقدس نے شرماتے ہوئے شکریہ کہا تھا تو عشراق کا چہرہ دیکھنے کو بے تاب تھیں ثوبیہ بیگم بہو کی تعریف سنتی مسکرا رہی تھیں تو روقیہ بیگم ایک نظر وائٹ پٹھانی فراک میں ملبوس مسکراتی ہوئی شمائلہ کو دیکھتی رخ بدل گئی انھیں ہمیشہ مقدس اپنی بھتیجی کی وجہ سے بری لگتی تھی۔

"ثوبیہ تمہاری بہو تو بہت خوبصورت ہے ثوبان کے بلکل ٹکر کی ہے ماشاءاللہ لیکن یاسر کی قسمت پر افسوس ہوا کیسی بیوی ملی ہے اسے اپاہج اور نقاب بھی کیا ہوا ہے شاید کوئی عیب ہو گا چہرے پر روقیہ کیا سوچ کر اتنے خوبرو بیٹے کے لیے ایسی بہو چنی تم نے " ایک عورت حقارت سے بولی مقدس کی مسکراہٹ پل میں سمٹی تو ثوبیہ بیگم کے بھی تاثرات سنجیدہ ہوئے ، شمائلہ جو

نئ نویلی دلہن افق کو چھڑنے اور خوش گپیوں میں مصروف تھی وہ بھی حیرت سے اس عورت کو دیکھنے لگی تو افق کے چہرے پر بھی غصہ عنود ہوا اتنے سخت الفاظ پر کوئی کیسے حیران یا غصہ نا ہوتا جبکہ صرف روقیہ بیگم تھی جو عشراق کی بے عزتی پر خوش ہو رہی تھیں۔

"بس اسی لیے میں یہ منہ دیکھائی کی رسم نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔میری بہو دیکھنے اور دیکھانے کے لائق جو نہیں اپاہج کہی کی۔۔ڈر ہی لگتا ہے اسے دوسروں کے سامنے لانے سے " روقیہ بیگم افسوس اور حقارت سے بولیں عشراق کی سنہری آنکھیں لبالب موتیوں سے لبریز ہوئیں ان کے الفاظ حنان ، جویریہ ، حداد ، عترت ، جنہ اور یازان جو لاؤنج میں قدم رکھ رہے تھے سیسہ کانوں میں انڈھیلنے کی مانند سنت تھے مصطفی ، فراج اور ثوبان بھی مردان خانے سے لاونج میں داخل ہوئے تھے یہ الفاظ سنتے وہ بھی سٹل ہوئے تھے حنان ، حداد اور یازان نے ضبط کیا تو جنہ کے چہرے پر ناگواری چھائی اپنی ساس کو دیکھ کر ، جویریہ اور عترت کو بھی الفاظ پسند نا آئے۔

" صحیح کہا اماں حضور نے " یاسر جو سرمئی کرتا پجامے میں ملبوس سیڑھیاں اتر رہا تھا سیڑھیوں کے نصف میں پہنچتا بولا یاسر کی بات پر حنان ، حداد اور یازان کے جسم میں شرارے دوڑے تو فراج ، ثوبان اور مصطفی سپاٹ چہرے سے یاسر کو دیکھنے لگے مقدس نے عشراق کے کندھے پر ہاتھ رکھتے اسکے شرمندہ لرزتے وجود کو حوصلہ دیا مقدس کے دل میں یاسر کے لیے نفرت میں اضافہ ہوا۔

"بلکل صحیح کہا اماں حضور نے " یاسر تمام خواتین کو سلام کرتا اب عشراق کے برابر میں آکر کھڑا ہوا عشراق کا دل کرچیوں میں ٹوٹا تھا وہ کل سے اسے ملکہ کہ رہا تھا اور بے تحاشہ عزت دے رہا تھا کوئی بدتمیزی نہیں کی تھی یاسر نے ۔۔ عشراق یاسر کے نرم رویے کے تانے بانے بننے سے بھی قاصر تھی وہ اب سمجھی وہ اسے بھرے

مجمعے میں بے عزت کرنا چاہتا تھا عشراق کے دل نے یک دم فیصلہ کیا یاسر بے حس بھی تھا یاسر کے لیے زانی ، منافق کے ساتھ بے حس کے لقب میں اضافہ ہوا۔

"مجھے آج تک کسی بات سے ڈر نہیں لگا لیکن مجھے میری ملکہ کو دوسروں کے سامنے لانے سے ڈر لگتا ہے " یاسر نے بے حد سنجیدگی سے کہا عشراق کی آنکھوں سے دو موتی ٹوٹ کر نقاب میں جذب ہوئے حنان حداد اور یازان کا چہرہ سرخ ہوا تھا۔

"میری ملکہ اتنی خوبصورت ہے کہ کہی حاسد عورتوں کی نظر نا لگ جائے اور غیر محرم مردوں کا سایہ تو میں اپنی ملکہ کی پرچھائی پر بھی نا پڑنے دو " یاسر نے اپنے سے عمر میں بڑی عورت کو دیکھتے کہا جس نے اس کی ملکہ کا دل دکھایا تھا جبکہ یاسر کی بات سنتے حنان حداد یازان سمیت سب ہی شاک ہوئے تھے جبکہ جویریہ کی آنکھیں مسکرائیں تھیں اپنے بھائی کو دیکھتے تو عترت افق

جنہ اور شمائلہ سمیت ثوبیہ بیگم بھی مسکرائیں تو دوسری طرف وہ عورتیں اپنی بے عزتی پر بے حد غصہ ہوئیں۔

"اماں حضور میں نے کچھ پیسے رکھوائے تھے آپ کے پاس وہ شمائلہ کو بتادے تاکہ وہ لا سکے مجھے ضرورت ہے ان کی " یاسر نے شمائلہ کو آواز دیتے روقیہ بیگم سے کہا جو غصے سے سرخ ہوچکی تھیں۔

شمائلہ روقیہ بیگم کیے کمرے سے پیسے لاتی یاسر کے سامنے کر گئی جو برف کیس میں موجود تھے یاسر نے ٹیبل پر رکھتے کیس کھولا کھولا جس میں کئی گڈیاں موجود تھیں یاسر نے ایک ملازمہ کو آواز دیتے بلایا اور تمام ملازماؤں کو اکھٹے کرنے کا کہا لاونج میں ملازماؤں کی قطار لگ چکی تھی عشراق سمیت سب لوگ حیرت سے یاسر کو دیکھ رہے تھے یہاں تک کہ ثوبان مصطفی اور فراج بھی جبکہ حنان حداد اور یازان بھی اسی طرف متوجہ تھے۔

یاسر نے ایک ساتھ دو گڈی اٹھائے عشراق کے سر سے واری اور ٹیبل پر رکھتا گیا یہاں تک کے کیس خالی ہو گیا عشراق کی آنکھوں میں اب حیرت تھی یاسر

نے تمام ملازماؤں کو ایک ایک کر کے وہ گڈیاں اٹھاتے وہاں سے جانے کا کہا روقیہ بیگم سمیت تمام خواتین کا چہرہ بے حد سرخ ہو چکا تھا۔

"آپ لوگوں نے ہمیں یہاں بے عزت کرنے کے لیے بلایا تھا" وہ عورت اپنی جگہ سے کھڑی ہوتی غرائی تھی باقی عورتیں بھی کھڑی ہوئی۔

"نہیں۔۔نہیں۔۔بہن آپ بیٹھے" روقیہ بیگم غصے سے یاسر کو گھورتی ہوئیں بولی

۔

"کیا نہیں روقیہ تمہارا بیٹا ایسے گڈیاں وار رہا ہے اور ملازمین کو دے رہا ہے جیسے ہم لوگوں کی نظر اس کی اپاہج بیوی کو لگ گئی ہے ہننہ" دوسری عورت اپنی دوست کے ہمراہ غصے سے بولی جبکہ یاسر کا اب جیسے ضبط جواب دے گیا اپاہج لفظ اس کا خون کھولا رہا تھا۔

"میری بیوی کے لیے دوبارہ یہ لفظ نکلا تو میں یہ بھی بھول جاؤ گا کہ آپ لوگ عورتیں ہیں اور میرے گھر میں کھڑی ہیں" یاسر نے سپاٹ انداز میں کہا۔

"تمہاری بیوی ہے ہی اپاہ۔۔"وہ عورت مسکراتی پھر یاسر کو تاؤ دینے لگی جس پر یاسر نے ایک ایبرو ریز کرتے اس عورت کی بات کاٹنے کے انداز میں نمبر ڈائل کرتے فون سپیکر پر ڈالا۔

"عمران میرے گارڈز کو متوجہ کرو میرے موبائل سے کچھ عورتوں کے حویلی سے نکلنے تک اپاہج کا لفظ سنائی دیا تو حویلی سے نکلنے والی عورتوں کو بنا وارننگ کے اپاہج کر دینا باقی میں سنبھال لونگا " یاسر نے کہا اور عمران سمیت تمام گارڈز نے اپنے بوس کے حکم پر یس سر کہا عورتوں کی حالت غیر ہوئی وہ ضبط کرتی چپ چاپ حویلی سے باہر نکل گئی ان کے نکلتے ہی یاسر نے کال کاٹی۔

"تم نے ہماری بے عزتی کروائی ہے یاسر ہم تمہیں معاف نہیں کرے گے وہ بھی اپنی اس بیوی کے لیے " روقیہ بیگم غرائی۔

"آپ میری بیوی کا تماشہ بنواتے میری بے عزتی کر رہی تھیں اماں حضور چاہے آپ میرے ٹکڑے کر دے میں اف تک نہیں کرو گا آپ ماں ہیں میری آپ پر میری جان بھی قربان مگر میری بیوی کے معاملے میں احتیاط

کیجیے گا میری بیوی کسی کے ایک لفظ سننے کی بھی روادار نہیں اور میری بیوی کی بے عزتی مطلب میری بے عزتی ہے " یاسر نے نظریں جھکائے معدوم انداز میں کہا روقیہ بیگم عشراق پر ایک نفرت بھری نظر ڈالتے وہاں سے اپنے کمرے کی سمت بڑھی۔

"تائی حضور آپ کو بھی میری بات۔۔"یاسر نے ماں کی پشت کو دیکھتے ثوبیہ بیگم کی طرف متوجہ ہوا۔

"نہیں میرا بچہ۔۔مجھے تمہاری بات بری نہیں لگی بس ماں کو سامنے سے نہیں اکیلے میں محبت سے سمجھا دیتے روقیہ بس مشرقی ساسوں کی طرح برتاؤ کر رہی ہے میں سمجھاو گی اسے جو ہوا غلط ہوا۔۔روقیہ کو یہ سب نہیں کہنا چاہیے تھا " ثوبیہ بیگم نے یاسر کے سر پر ہاتھ پھیرتے نرمی سے کہا یاسر نے ثوبیہ بیگم کا ہاتھ پکڑتے نرمی سے لبوں سے لگایا۔

"مجھ سے نہیں ملے گی آپ پھوپھو حضور " عترت ثوبیہ بیگم کو یاسر کو پیار کرتے دیکھ روتی ہوئی بھرائی آواز میں بولی حداد نے گردن گھمائے عترت کو

دیکھا اور بے ساختہ آنکھیں سکیڑی اس کی بیوی پورا چہرہ آنسوؤں سے بھگوئے ہچکیاں بھر رہی تھی دو منٹ پہلے تو بلکل ٹھیک تھی یہ عورت کیوں روتی ہے اتنا ؟ حداد نے بے ساختہ سوچا حداد عترت کی طرف اسے ایک ہاتھ کے حصار میں لینے کے لیے بڑھتا کہ عترت بھاگنے کے انداز میں ثوبیہ بیگم کی سمت بڑھی حداد اپنے معلق بازو کو دیکھتے منہ کھولے عترت کو دیکھنے لگا جبکہ مصطفی جس کی نظر حداد پر تھی حداد کی حالت سے محفوظ ہوتا کھانستے ہوئے اپنا قہقہہ ضبط کر گیا تو ثوبان اور فراج نے بھی اپنی ہنسی چھپائی یازان بھی بھائی کی حالت سے محفوظ ہوتا جتانے والے انداز میں حداد کو دیکھنے لگا جیسے کہ رہا ہو مجھے پیٹا تھا نا اسی ہاتھ سے صبح صبح اب دیکھ لو معصوم بچے کی بدعا لگی ہے۔۔

حنان نے حداد کے کندھے پر ہاتھ رکھتے اسے حوصلہ دیا حداد یازان کو گھورتا سیدھا ہوا۔

"پھوپھو حضور۔۔"عترت ثوبیہ بیگم کے سینے سے لگی روئی جا رہی تھی ثوبیہ بیگم کی بھی آنکھیں نم ہوئیں تو مصطفیٰ بھی اپنی بہن کی سمت بڑھا تھا یاسر عترت کے سر پر ہاتھ رکھتے عشراق کو دیکھنے لگا جو یک ٹک اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"کیا ہوا ملکہ ؟ کچھ چاہیے " یاسر نے عشراق کی طرف جھکتے سرگوشی کی عشراق یاسر کی سانسوں کو اپنے حجاب پر محسوس کرتی گڑبڑاتی نفی میں سر ہلا گئی یاسر عشراق کو سنجیدگی سے دیکھتا پیچھے ہوا مقدس کی نظریں بھی یاسر پر مرکوز تھی یاسر سیدھا ہوا تو مقدس پر اتفاقاً نظر پڑی مقدس نے بے ساختہ شرمندگی سے نظریں چرائی وہ کتنا غلط سوچ رہی تھی یاسر کے بارے میں۔۔

"بس چپ کرو میری جان کیوں مجھے پریشان کر رہی ہو ایسے رو کر " ثوبیہ بیگم عترت کو خود سے الگ کرتی اس کا چہرہ صاف کرتی بولیں۔

"آپ سب نے مجھے کل نظر انداز کیا۔۔میں کتنا تڑپی تھی آپ لوگوں کی بے رخی پر۔۔"عترت نے نم آنکھوں سے شکوہ کیا۔

"تم صرف ایک دن کی بے رخی پر تڑپ اٹھی ہم تمہارے لیے پانچ سال سے تڑپ رہے تھے بنا غلطی کی بے رخی جھیل رہے تھے ہمیں تو یہ بھی نہیں پتا تھا تم تھیں کہا ؟ تمہارا گمنام ہو کر زندگی گزارنا ہمیں روز کن کن سوچوں میں مبتلا کرتا تھا تمہیں اندازہ ہے " ثوبیہ بیگم نے شکوہ کیا حداد نے بامشکل ثوبیہ بیگم کی بات برداشت کی وہ کفیر'ز تھے اپنی عزت کے لیے مر مٹنے والے ثوبیہ بیگم کیا داؤد خاندان اور پورا کشمیر جانتا تھا کفیر'ز کی غیرت کو لیکن پھر بھی کفیر'ز کی عزت پر داغ لگایا تھا جویریہ نے جبکہ عترت پر تو شاہد کفیر نے انچ بھی نہیں آنے دی تھی اور یہاں ثوبیہ بیگم سب کچھ فراموش کیے ایسے شکوہ کر رہی تھیں جو کسی خاطر میں نا تھے ماں تھیں شاید اس لیے حداد نے سوچتے سر جھٹکا۔

"آپ نے ہی تو سیکھایا تھا شادی کے بعد ایک لڑکی کے لیے اس کا شوہر اور شوہر کا خاندان اہم ہوتا ہے ہماری گھرستی اہم ہوتی ہے۔۔تو میں بس اپنی گھرستی نبھا رہی تھی مگر آپ لوگوں کو مجھے یوں نظر انداز تو نہیں کرنا چاہیے

تھا نا " عترت سو سو کرتی بولی ثوبیہ بیگم کچھ آگے بول ہی نہیں سکی عترت نے جیسے ان کی زبان پر قفل لگا دیا تھا وہ اپنی سیکھائی سیکھ سے کیسے منہ موڑ سکتی تھیں ثوبیہ بیگم اپنی معصوم بھتیجی کو دیکھتی بے ساختہ مسکرائی اور اپنے آنسو صاف کرتی عترت کے ماتھے کو چوم گئی۔

"تم سب سے ملو میں روقیہ کو دیکھ لو اور ناشتہ لگوا دو سب کے لیے۔۔"ثوبیہ بیگم عترت سے الگ ہوتیں پھر حنان حداد جویریہ جنہ اور یازان سے ملتی انھیں لاؤنج میں بیٹھنے کا کہتی روقیہ بیگم کے کمرے کی سمت بڑھی تھیں۔

"خبردار جو تم گلے لگی تو " حداد عترت کے سر پر کھڑا ہوتا دانت پیس کر بولا عترت جو مصطفی کے گلے لگنے والی تھی حداد کی بات پر اپنی جگہ سے اچھلی اور سرخ ناک سے حداد کو سو سو کرتی دیکھنے لگی۔

"ابے او میری بہن سے کیسے بات کر رہا ہے تو میرے سامنے کھڑا ہو کر " مصطفی کو بھی غصہ آیا سب لوگ ہی اب ان دونوں کی طرف متوجہ تھے۔

"منہ سے " حداد نے جل کر جواب دیا۔

"منہ میں پیڑول بھی ڈال لیتا تاکہ میں آگ لگا دیتا اس منہ سمیت تجھے" مصطفی نے دوبدوک کہا۔

"بھائی۔۔"عترت مصطفی کی بات سنتی تڑپ کر اس کے گلے لگی اسے زرا پسند نہیں آیا حداد کے لیے مصطفی کے منہ سے ایسی باتیں جبکہ عترت کی حرکت پر حداد کے کانوں سے دھوئے نکلنے کی ہی کثر رہ گئی تھی تو مصطفی بھی خود کو باز رکھتا عترت کو خود کے سینے میں بھینچ گیا۔

"تمہیں سمجھ نہیں آرہا میں کیا کہ رہا ہوں دور ہو اپنے اس بھائی سے " حداد اب کی بار خود پر ضبط کھوتا دھاڑا تھا جبکہ حداد پر ثوبان کو بھی غصہ آیا۔

"ہمارے گھر میں کھڑے ہو کر کیسے بات کر رہے ہو تم " ثوبان آگے بڑھتا بولا جبکہ حداد اس کو جواب دیتا کہ مقدس حداد کے سامنے ہوئی۔

"منہ سے۔۔سنائی نہیں دے رہا" مقدس ثوبان کو گھورتی ہوئی بولی ثوبان کی آنکھیں باہر نکلنے کو تھی جبکہ مقدس کی بات سنتے یاسر ،فراج اور یازان نے اپنا قہقہہ مشکل سے ضبط کیا۔

"تم کیوں بول رہی ہو بیچ میں " ثوبان نے مقدس کو گھورا۔

" گونگی نہیں ہے اس لیے " حداد نے طنزیہ کہا۔

"کاش گونگی پیدا کر دیتے میرے ساس سسر اس طوفان کو چپ تو رہتی بک بک ہی ختم نہیں ہوتی بیچ میں کودنا ہے ہر جگہ اس کو " ثوبان تنے نقوش سے بولا۔

"کاش میری بہن کے بھی ساس سسر تجھے پیدا ہی نا کرتے میری بہن کی بک بک سننے کے لیے " حداد نے دوبدوک کہا تو ثوبان کا چہرہ مزید سرخ ہوا وہ حداد کو گھور رہا تھا جبکہ مقدس اپنے بھائی کی بات سنتی پلٹتی حداد سے ہائے فائے کرنے لگی جس پر حداد نے فورا نظریں مقدس سے ہٹائیں زیادہ ہی فری ہو رہی تھی مقدس کا چہرا اترا وہ واپس منہ بناتی "ویلن "بڑبڑاتی ہوئی پلٹی جس پر ثوبان نے دل جلا دینے والی مسکراہٹ اسے پاس کی اشارہ صاف تھا پڑ گئی ٹھنڈ۔

"تم تو دور ہٹو اس کالی آنکھوں والے شیطان سے " حداد عترت کو بازو سے پکڑ کر اپنے قریب کرتا بولا جبکہ حداد کی بات پر افق کا قہقہہ چھوٹنے والا تھا کہ مصطفیٰ نے گھور کر افق کو دیکھا افق منہ بناتی رخ پلٹ گئی۔

"اور کروانی ہے بے عزتی ؟ " ثوبان نے مقدس سے پوچھا جو منہ بناتی ثوبان کو ٹپ ٹپ جھپکاتی آنکھوں سے معصومیت سے دیکھے لگی جس سے ثوبان نے بنا متاثر ہوئے مقدس کو انگلی سے اپنے قریب آنے کا اشارہ کیا مقدس پیر پٹخنے والے انداز میں ثوبان کے قریب جاتی کے اس کی نظر حنان پر پڑی جو اسے دیکھتا مسکرا رہا تھا مقدس کے دیکھنے پر حنان نے باہیں پھیلائیں مقدس ثوبان پر لعنت بھیجتی حنان کے سینے سے جا لگی۔

"میری گڑیا کیسی ہے ؟ " حنان نے لاڈ سے مقدس کے ڈوپٹے پر لب رکھتے پوچھا۔

"آپ کے سینے سے لگے بلکل ٹھیک ہو گئی ہو بھیا" مقدس نے نم آنکھوں اور لہجے سے کہا جبکہ ثوبان کا چہرہ مقدس کو حنان کے سینے میں سماتا دیکھ مزید سرخ ہوا۔

"میرے سینے پر سر رکھے پوری رات گزاری ہے تم نے مجھ سے تو یہ نہیں کہا " ثوبان کے ماتھے پر بل پڑے لہجے میں جیلسی صاف تھی مگر ثوبان کی بات پر حنان یازان اور حداد کا چہرہ سرخ ہوا جبکہ یاسر اور فراج کا چہرہ سپاٹ تھا تو مصطفی نے گردن گھمائے افق کو دیکھا۔

"کیا ؟ "افق نے آنکھیں سکیڑے پوچھا۔

"تمہارا بھائی شروع سے بے شرم تھا یا ابھی کسی شیطان کے چیلے سے نئی نئی ڈگری لی ہے " مصطفی نے پوچھا۔

"آپ نے ہی تو دی تھی کل رات۔۔آپ کے چیلے چھٹی پر تھے بھول گئے " افق نے جل کر طنز کا جواب دیا مصطفی نے دانت پیسے۔

"ثوبان جازم داؤد حد میں رہو " حنان نے سرخ چہرے سے تنبیہ کی۔

"تمہاری بہن کو دیکھتے حد کہا یاد رہتی ہے " ثوبان محفوظ ہوتا آنکھ ونگ کرتے بولا۔

"جیسے کل رات میں ہر حد بھول گیا تھا ہے نا میری سفاک بیوی " حنان نے جویریہ کو دیکھتے ثوبان کو جواب دیا مقدس اور عشراق کی ہنسی چھوٹی یاسر، فراج اور ثوبان کا چہرہ سرخ ہوا وہ ان کی بہن کے لیے بے باک جملا استعمال کرتے اسے اس قدر برے نام سے پکار رہا تھا۔

"تم سمجھتے کیا ہو خود کو " یاسر نے غصے سے سرخ پڑتے چہرے سے کہا عشراق نے سنہری آنکھوں کو جھپکتے یاسر کو دیکھا۔

"تیری بہن کے عشق میں جیل کاٹنے والا تیرا جیجا " کیا جواب تھا یاسر کے سر پر لگی تو بجھی ہی نہیں جبکہ فراج نے منہ کے زاویے بگاڑے حداد اور یازان کا بے ساختہ قہقہہ گونجا۔

****

"بس کرے آپ لوگ۔۔بچوں کی طرح لڑ رہے ہیں۔۔دادجی نے سن لیا تو اچھا نہیں ہوگا " جویریہ نے یاسر کے کھلتے لب دیکھتے حنان کو دیکھا اور کہا سب خاموش ہوئے حنان مقدس کو خود سے الگ کرتا عشراق سے ملنے کے لیے آگے بڑھا۔

حنان عشراق سے ملتا مقدس کی طرح اس کے حجاب پر لب رکھ گیا یاسر کی آنکھوں میں ناگواری چھائی حنان کے بعد یازان نے بھی اپنی آپی کو گلے لگاتے عشراق کی حجاب میں کور پیشانی پر لب رکھے جبکہ جنہ جو پرپل کیپری اور سلیولیس کرتی میں گلے میں ڈوپٹہ ڈالے ملبوس تھی اپنی آپی (مقدس) کو چٹا چٹ گالوں پر پیار کرتی عشراق کے کے نقاب میں چھپے گالوں پر پیار کرنے لگی یاسر ایک ایک کر کے اپنے سالے سالیوں کو دیکھتا جیسے پاگل ہونے کے در پہ تھا۔

"یہ کفیر'ز ہے یا عمران ہاشمی میری بیوی کو چومے جا رہے ہیں۔۔چومنا مجھے چاہیے تھا" یاسر بڑبڑایا اور ثوبان کے پاس جا کر کھڑا ہوا مصطفی اور فراج بھی یاسر کے پاس آئے۔

اب منظر کچھ یوں تھا لاونج کے صوفوں پر بیٹھے تھے تمام کفیر'ز جویریہ اور عترت سمیت ہلکی پھلکی باتوں میں مصروف تھے تو افق اور شمائلہ دوسری سائیڈ کے صوفوں کے پیچھے کھڑی تھیں اور لاونج کے داخلہ دروازے کے سامنے ثوبان مصطفی یاسر اور فراج کھڑے تھے۔

"بھائی بھابھی ماں کافی رومینٹک ہیں ؟" یاسر نے ثوبان کے کان میں جھکتے سرگوشی کی ثوبان نے گردن ایسے گھمائی جیسے فلموں میں چڑیل کی گھومتی ہے۔

"ارے نہیں بھائی ایسا نہیں ہے " ثوبان جو یاسر کی بات پر سوچ رہا تھا کہ کیا اس نے میرے کمرے میں کیمرے لگائے ہوئے ہیں یاسر نے ثوبان کے تاثرات سے دل کی بات پڑھتے وضاحت دی۔

"بھابھی ماں نے میری ملکہ کو کس کی صبح صبح اس لیے بولا " یاسر نے خوبصورت نقوش کچھ بگاڑتے ہوئے کہا وہ جس طرح سنجیدگی میں کمال لگتا تھا کیوٹنیس پر بے مثال لگ رہا تھا۔

"مجھے تو آج تک نہیں کی" ثوبان کو اپنا دکھ تھا بڑبڑایا جسے یاسر کے تیز کانوں نے سن لیا یاسر نے ثوبان کو شرارت سے گھورا ثوبان نے دانت کچکچائے۔

"تو آپ کر لیا کرے یار۔۔لیکن میری ملکہ کو تو بخشوا دے ان سب سے " یاسر نے دکھی ہو کر کہا اشارہ تمام کفیر'ز پر تھا حداد کو چھوڑ کر۔

"دیکھا نہیں تھا اپنی بھابھی ماں کو۔۔بھائی کے نام پر کیسا کودی تھی میدان میں جھانسی کی رانی کو بھی پیچھے چھوڑ گئی۔۔اگر اس بات پر میں نے اسے کچھ کہا نا جان سے مار دے گی چڑیل بن کر مجھے ویسے بھی بہت جزباتی ہے میری بیوی " ثوبان نے دل پر ہاتھ رکھتے مسلتے ہوئے کہا جبکہ ان کی بات سنتے فراج اور مصطفی نے مشکل سے قہقہہ ضبط کیا۔

"بیوی سے ڈرتے ہیں " یاسر نے شرم دلانے والے انداز میں کہا۔

"تیری بیوی معصوم ہے نا تو کہ سکتا ہے یہ بات۔۔جس کی بیوی نے گن پوائنٹ پر رخصتی کروائی ہو میرا دکھ وہی سمجھ سکتا ہے" ثوبان نے بے بسی سے کہا اتنے میں افق مصطفی کے قریب آتی نظر آئی۔

"مصطفی " افق نے مصطفی کو پکارا مصطفی جو ثوبان کے برابر میں کھڑا تھا افق کے پکارنے پر اسے دیکھنے لگا۔

"ہاں " مصطفی نے کہا۔

"یاسر بھائی نے عشراق بھابھی کا صدقہ اتارا آپ بھی اتارے میرا " افق نے مسکراتے کہا جبکہ افق کی بات پر یاسر ثوبان اور فراج کو اپنی معصوم سی بہن پر ٹوٹ کر پیار آیا تو مصطفی نے دانت پیسے ان تینوں بھائیوں نے جیب سے کچھ نوٹ نکالتے افق کے سر سے وارے اور ملازماؤں کو دئے ملازماؤں کی تو چاندی ہوگئی تھی ان کے مالک آج صدقہ سے ہی انھیں مالا مال کرنے والے تھے۔

"آپ۔۔"افق مصطفی کو ہنوز کھڑا دیکھ کر بولی مصطفی آگے ہوا اور جیب میں پڑا ایک سو روپے کا نوٹ نکالا اور افق کے سر سے وارتا ملازمہ کو دے گیا

ملازمہ نے حیرت سے اس سو کے نوٹ کو دیکھا جبکہ یاسر مصطفی اور فراج نے اپنی بہن کی غصے سے سرخ ہوتی ناک کو دیکھتے مصطفی کو گھورا۔

"سنو ان پیسوں کی ہری مرچیں لینی ہے تم نے اور پھر کسی طوطے کو کھلا دینی ہے سمجھی" مصطفی نے ملازمہ کو ہدایت تھی مصطفی کی روعب دار آواز پر ملازمہ فورا اثبات میں سر ہلاگئ مصطفی نے اسے وہاں سے جانے کا کہا۔

"ایسے کیا دیکھ رہی ہو " مصطفی نے افق کو دیکھتے پوچھا۔

"شاہ میر گروپ آف انڈسٹریز کا مالک ہے تو جیب سے نکلے سو روپے تو زندہ کیسے ہے مرا کیوں نہیں اب تک " ثوبان دانت پیستا بولا۔

"شاہ میر گروپ آف انڈسٹریز کا مالک ہو پاگل خانے کا قیدی نہیں جو اس فیری ٹیل کی نکلی شہزادی کا صدقہ دو گا۔۔یہ صدقہ تو تمہاری بہن کی چلتی زبان کا تھا جس سے وہ صبح صبح مرچیں اگلتی ہے " مصطفی جل کر بولا۔

"بھائی میں نے ایسا کچھ بھی نہیں کہا" افق روہانسی ہوتی ثوبان کے قریب ہوئی ثوبان اپنی بہن کی پیشانی پر لب رکھتا اپنے سینے سے لگا گیا۔

"اچھا اور جو صبح صبح ان تین سانڈوں سے پٹوانے کی دھمکی دے رہی تھی مجھے وہ کیا تھا تمہاری فیری ٹیل کی روح نے دی تھی مجھے دھمکی" مصطفی کی پیشانی پر بل پڑے جبکہ مصطفی کی بات سنتے ثوبان اور یاسر کا قہقہہ گونجا۔

"جب ہماری بہن دھمکی دے سکتی ہے تو ہم اس دھمکی کو سچ بھی کر سکتے ہیں" یاسر قہقہہ ضبط کرتا مصطفی کے کندھے پر ہاتھ رکھتے بولا مصطفیٰ نے یاسر کی بات سنتے اسے گھورا۔

"یار مصطفی بھائی روح کی باتیں نا کرے وہ دن یاد آجاتا ہے" فراج نے منہ بناتے کہا فراج کی بات پر ثوبان، افق اور مصطفی کو بھی بے ساختہ وہ دن یاد آیا افق ثوبان سے دور ہوتی کانوں کو ہاتھ لگا گئی تو ان تینوں نے بے ساختہ جھرجھری لی جبکہ یاسر پھر قہقہہ لگا اٹھا عشراق کی نظریں یاسر پر ہی تھیں جو

کچھ دیر کے وقفے کے بعد اپنی خوبصورت ہنسی کی آواز کو عشراق کے کانوں میں گھول رہا تھا۔

"یازان۔۔"مقدس جو کب سے یازان اور حداد سے بات کرنے کی کوشش کر رہی تھی لیکن وہ تھے کہ اسے کل کی طرح ایک نظر بھی نہیں دیکھ رہے تھے مقدس دل برداشتہ ہو کر یازان کو پکارنے لگی جو جنہ کے قریب بیٹھا تھا مقدس کے پکارنے پر بھی یازان نے کوئی جواب نا دیا مقدس کی آنکھوں میں موتی ٹھرے جنہیں پیچھے کرتے وہ حداد کو دیکھنے لگی پر حداد نے بے ساختہ منہ موڑا مقدس کا جیسے صبر جواب دے گیا وہ کاوچ سے اٹھتی سیڑھیاں چڑھنے لگی ثوبان جس کی نظریں اپنی بیوی پر ہی مرکوز تھی مقدس کو دیکھتا خونخوار نظروں سے اپنے سالوں کو دیکھنے گا جن کی وجہ سے اس کی بیوی کا دل دُکھا تھا وہ جانتا تھا صبح کس طرح اپنے بھائیوں کا نام سنتے مقدس کا چہرہ کھل اٹھا تھا وہ مقدس کے لہجے میں اپنے بھائیوں کے لیے نرمی کو محسوس کر چکا تھا ثوبان مقدس کے پیچھے ہوا تو حنان نے جبڑے بھینچے حداد اور یازان کو دیکھا۔

"چپ کر کے اٹھو دونوں جگہ سے ورنہ میں اس دفعہ تم دونوں کا قتل کر کے جیل جاؤ گا" حنان نے تنبیہ کرتے کہا۔

فراج غیر محسوس نظروں سے جنہ کو ہی دیکھ رہا تھا بار بار جنہ پر نظریں اٹھ رہی تھی جو حسن کا پیکر بنی فراج کی دھڑکنیں منتشر کر چکی تھی پر اسے خود پر بھی غصہ آرہا تھا کیوں جنہ کو دیکھ رہا ہے اس نے کس طرح خود سے دور جھٹکا تھا اسے فراج نے سوچتے جبڑے بھینچے اپنے کمرے کی طرف بڑھا تھا تو یاسر عشراق کو اپنے بھائیوں اور بہنوں سے باتوں میں مصروف دیکھتا باہر کی سمت بڑھا مصطفی سٹڈی روم کی طرف قدم بڑھا گیا تو افق اور شمائلہ کچن کا رخ کر گئیں۔

جنہ جو اتنے کمروں کو دیکھتی نا سمجھی سے سوچتی ہوئی چل رہی تھی کہ اچانک یاسر کے کمرے کے دروازے پر رکی تھی وہ فراج کے کمرے کو ڈھونڈتی سب کی نظروں سے اوجھل ہوتی یہاں تک پہنچی تھی وہ فراج کی خفا نظریں اور خود

کو اگنور کرنا بھانپ چکی تھی کل بھی پورے فنکشن میں اس نے فراج کی ایک جھلک بھی نہیں دیکھی تھی وہ آگے قدم بڑھاتی کہ کسی نے اس کا بازو پکڑ کر اسے رہداری کی دیوار پر پن کیا۔

"یہاں کیا کر رہی ہو " فراج جنہ کے چہرے کو دیکھتا بولا فراج کی آواز سنتے جنہ نے پٹ سے اپنی سرمئی آنکھیں کھولیں فراج نے کالی آنکھیں جنہ کی سرمئی آنکھوں میں گاڑھی۔

"وہ۔۔میں۔۔ تمہیں۔۔ڈھونڈنے آئی تھی" جنہ نے فراج کے خوبصورت نقوش کو دیکھتے کہا فراج کی سانسیں جنہ کے چہرے پر پڑ رہی تھیں۔

"کیوں " فراج نے ائیبرو ریز کرتے پوچھا۔

"وہ تم نیچے نہیں تھے نا " جنہ نے لرزتی پلکوں سے کہا جنہ کی حالت فراج کی قربت پر غیر ہونے لگی تھی۔

"تو تمہیں کیا کام تھا مجھ سے جو مجھے ڈھونڈتی ہوئی چھپتے چھپاتے اوپر آئی ہو " فراج نے پوچھا وہ سمجھ چکا تھا وہ اس کے لیے ہی اوپر آئی ہے فراج نے کمرے سے نکلتے جنہ کو ہر دروازے کے باہر رک کر سوچتے ہوئے دیکھ لیا تھا آخری کمرہ فراج کا تھا جس کی وجہ سے فراج با آسانی چھپ کر رہداری میں دیکھ سکتا تھا۔

"نہیں مجھے تو کوئی کام نہیں۔۔وہ ناشتے کے لیے " جنہ نے گڑبڑاتے ہوئے کہا جنہ کے منہ سے جھوٹ سنتے فراج نے غصے سے جبڑے بھینچے۔

"اچھا ناشتے کے لیے ؟" فراج نے آئیبرو ریز کرتے ضبط سے پوچھا جنہ نے سر فورا اثبات میں ہلایا۔

"مجھے جب کرنا ہو گا کر لونگا تمہیں میری ماں بننے کی ضرورت نہیں " فراج نے دانت کچکچائے۔

"استغفر اللہ میں بیوی ہو تمہاری " جنہ فراج کی بات سنتی خفگی سے بولی۔

"استغفرُللہ افسوس ہے مجھے " فراج نے بھی دوبدوک کہا۔

" چپڑاسی جیسی شکل ہے تمہاری افسوس نہیں خوش ہونا چاہیے تمہیں ایک حسن کی پیکر لڑکی نے تمہیں اپنا شوہر بنایا ہے " جنہ فراج کی بات پر غصے سے مگر اتراتی ہوئی بولی۔

"خوش کس لیے ؟ کہ ایک ماسی گلے پڑ گئی ہے" فراج بھی دوبدوک بولا۔

"تمہیں میں ماسی کہاں سے لگتی ہو فراج " جنہ فراج کے سینے پر دونوں ہاتھ رکھتے خود سے دور کرتی ہوئی بولی فراج جنہ کے اس فعال کے لیے تیار نا تھا جنہ سے پیچھے ہوا جنہ غصے سے سرخ ہوتی ناک سے فراج کو گھورنے لگی اور پھر خود کو دیکھنے لگی فراج نے ضبط سے جنہ کا یہ ایکٹ برداشت کیا اور جنہ کی نظروں کے تعاقب میں اسے دیکھا وہ تو واقعی حسن کا مجسمہ لگ رہی تھی مگر اس کا پہناوا ناقابل برداشت تھا فراج کے لیے۔۔حویلی میں تو کوئی بھی ایسا مرد نا تھا جس کی آنکھوں میں کسی بھی عورت کے لیے گندگی ہوتی مگر اس کا خون اس بات سے کھولا جنہ اس حلیے میں کفیر حویلی سے داؤد حویلی آنے تک کتنے

ملازمین اور گارڈز مردوں کی نظروں کے سامنے سے گزری ہوگی اور جنہ کو کس کس نے کیسی نظروں سے دیکھا ہو گا فراج کے کان کی لو تک سرخ ہوئی غصے سے پیشانی پر بل پڑے۔

"تم اس حلیے کو حسن کہتی ہو اپنا۔۔جس میں تم اپنے سراپے کو عیاں کرتی پھر رہی ہو کتنے مردوں کی نظروں کا مرکز بنی ہو اندازہ ہے تمہیں کس کس نے کن نظروں سے تمہیں دیکھا ہو گا " فراج جنہ کی سمت بڑھتا جنہ کو اپنے مخالف پیچھے قدم لینے پر مجبور کر گیا کہ جنہ دیوار سے جا لگی اور فراج نے دیوار پر موقع جڑ دیا جنہ اس کے حصار میں دیوار سے لگی ہوئی تھی جنہ نے دونوں ہاتھ منہ پر رکھے اپنی چیخ کا گلا گھونٹا وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے فراج کو دیکھ رہی تھی جس کی کالی آنکھوں میں اشتعال چھایا ہوا تھا۔

"بولو " فراج دبی آواز میں دھاڑا جنہ نے بے ساختہ ہچکی بھری آنکھوں سے گرم سیال بہہ رہے تھے۔

"تم اس بے ہودہ لباس کو فخر سمجھتی ہو میری نظر میں تمہاری اوقات فقیرنی سے بھی گری ہوئی ہے وہ کم سے کم پھٹے کپڑوں میں بھی اپنی عزت تو چھپائے رکھتی ہے " فراج غصے سے پاگل ہونے کے در پہ تھا فراج کی باتیں جنہ کو تیر کی طرح چبھی تھی وہ ایک لمبی سسکی لیتی بری طرح رونے لگی تھی اسکا جسم لرز رہا تھا آج تک اس کے پہناوے پر اس کے گھر والوں نے ایک لفظ نا کہا تھا وہ فیشن اپنے شوق میں کرتی تھی کسی کو مائل کرنے کے لیے نہیں فراج کے الفاظ جنہ کو اپنے کردار کی توہین لگے۔

"مجھے۔۔جانا۔۔ہے " جنہ فراج کا ہاتھ ہٹانے کی کوشش کرتی بولی۔

"تم سے میں کچھ کہ رہا ہوں " فراج غرایا۔

"مجھے نیچے جانا ہے۔۔بھائی کے پاس " جنہ ہچکی لیتی مدھم آواز میں بولی فراج کچھ کہتا کہ سیڑھیوں پر قدموں کی آواز سنائی دی فراج نے کچھ کہنے کے بجائے جنہ کو بازو سے پکڑے اپنے کمرے کا رخ کرتے کمرا لاک کیا۔

"میری بات کا جواب دو تم " فراج کمرا لاک کرتے جنہ کے سر پر کھڑا ہوتا دھاڑا۔

"مجھے کوئی جواب نہیں دینا مجھے میرے بھائی کے پاس جانا ہے " جنہ اپنے آنسو رگڑتی غصے سے چیخی وہ کیوں فراج کی اتنی غلط باتوں کو برداشت کرتی جبکہ فراج بار بار جنہ کے منہ سے یہ جملا سنتے جھنجھلایا۔

"تم مجھے جواب دیے بنا نہیں جاؤ گی یہاں سے " فراج نے شہادت کی انگلی اٹھائے تنبیہ کی۔

"مجھے یہ سب کہنے والے تم ہوتے کون ہو ؟ میرے باپ بھائیوں نے آج تک مجھے کچھ نہیں کہا تو تم کس حق سے مجھے یہ سب کہ رہے ہو۔۔ہاں اگر شوہر کا حق جتا رہے ہو تو جیسے میں نے پہلے بھی کہا ہے تم سے سب کے سامنے بیوی تسلیم کرو پھر مجھے روکنا کسی چیز سے ابھی تمہارا مجھ پر کوئی حق نہیں " جنہ فراج کی تنبیہ کرتی انگلی کو اگنور کرتی مضبوط لہجے میں بولی آنکھیں اب بھی نم تھیں ناک سرخ ہوچکی تھی جبکہ فراج جنہ کی بات پر سیخ پا ہوا وہ جب چاہے

اس پر بیوی ہونے کی دھونس جما لے لیکن فراج اسے ایک تلقین نہیں کر سکتا فراج نے دانت پیسے یہ الگ بات تھی وہ تلقین نہیں کر رہا تھا جنہ فراج کو دیکھتی دروازے کی سمت بڑھی اسے بے ساختہ افسوس ہوا فراج کی ناراضگی کا خیال کرتے یہاں آنے پر جبکہ فراج نے جنہ کا بازو پکڑتے اسے صوفے پر گرایا جنہ نرم صوفے پر دھنستی ہوئی گری فراج جنہ کے اوپر سایہ فگن ہوا جنہ نے اپنے ہاتھوں سے مزاحمت شروع کرنی چاہی جس پر فراج جنہ کے دونوں ہاتھوں کو اپنی مردانہ ہتھیلی میں قید کرتا صوفے کے سرے سے پن کر گیا دوسرے ہاتھ سے جنہ کے گلے میں ڈوپٹہ نکال کر زمین بوس کیا جنہ غصے سے فراج کو گھورنے لگی۔

"میں تمہیں اپناؤں یا نہیں یہ الگ بات ہے مگر تم نے مجھے تم پر حق جتانے کا حق خود دیا تھا بھولو مت۔۔میں نے تمہیں فیشن کرنے سے منع نہیں کیا لیکن یوں خود کو عیاں کرو گی فیشن کے نام پر تو بنا نام دئے قبر میں اتار دوں گا اور پھر قبر کی تختی پر لکھوا گا مرحومہ جنہ فراج داؤد جو فیشن کے نام پر قتل کی

گئی تھی اپنے سائیکو فائیٹر شوہر کے پاک ہاتھوں سے " فراج دانت پیس کر بولا تھا جبکہ پہلی دفعہ فراج کے منہ سے اپنا مکمل نام سنتے جنہ کے دل نے ایک بیٹ مس کی لیکن وہ یہ نام اس کے مرنے کے بعد قبر پر لکھوانے والا تھا جنہ نے سوچتے پھر مزاحمت شروع کی شاجہان نے بیوی کے مرنے پر تاج محل بنوایا تھا اور فراج میاں بیوی کے مرنے پر قبر کی تختی پر لکھنے کے لیے اسے اپنا نام دینے والے تھے یعنی جنہ کو فراج کا نام لینے کے لیے بھی مرنا ضروری تھا۔

"دور ہٹو مجھ سے ورنہ میں تمہیں قبر میں اتار دوں گی اور لکھواو گی محروم فراج شازم داؤد وہ فائیٹر شوہر جو اپنی بیوی کے فیشن سے جلتا ہوا خوبصورت سائیکو فیشنیبل بیوی کے ہاتھوں سے بے موت مارا گیا" جنہ فراج کی بات پر مزید مزاحمت اختیار کرتی فراج کے کان میں چیخی فراج کے کان کے پردوں نے بے ساختہ توبہ کی۔

"تم سائیکو پاگل ماسی۔۔مجھے بہرہ کرو گی" فراج نے جنہ کو گھورتے کہا۔

"ہاں اور ہٹاؤ یہ موٹا وجود مجھ پر سے ورنہ گنجا بھی کر دوں گی " جنہ دوبدوک بولی۔

"جب تمہارے بس کا نہیں تو کیوں وقت ضائع کرتی ہو مزاحمت میں " فراج جنہ کی جھکی نظریں دیکھتا گویا ہوا۔

"میں مزاحمت نہیں کر رہی تھی تم نے میرے کیریکٹر پر انگلی اٹھائی تھی۔۔" جنہ نظریں اٹھاتے ہوئے معصومیت سے بولی فراج کے ماتھے پر بل پڑے مسکراہٹ دو پل میں غائب ہوئی۔

"میں نے تمہارے کیریکٹر پر کب انگلی اٹھائی ؟" فراج جنہ پر اپنا آدھا وزن ڈالتا غرایا کیونکہ پورا ڈالتا تو جنہ جنت کی وادی میں کھو جاتی جو کہ فراج نہیں چاہتا تھا جنہ فراج کے باڈی بلڈر وجود کے نیچے دب سی گئی چہرہ وزن برداشت کرتے سرخ ہوا وہ نازک جان کہا فراج کا وزن برداشت کر سکتی تھی۔

"فراج دور ہٹو۔۔مجھے سانس۔۔ نہیں آرہی " جنہ بامشکل بولی۔

"نہیں ہٹو گا۔۔میں نے تمہارے کردار پر کب انگلی اٹھائی ؟ اور مزاحمت نہیں کرتی تم سیریسلی ؟ یہ بات تو چھوڑ ہی دو تم۔۔اس دن بھی ڈریسنگ روم میں تمہیں میرے لمس سے نفرت ہو رہی تھی تب ہی تم نے مجھے خود سے دور جھٹکا ایک طرف محبت محبت کرتی ہو دوسری طرف قریب آنے پر دور بھاگتی ہو " فراج جنہ کی بات پر سیخ پا ہوتا بولا وہ زندگی میں پہلی دفعہ کسی لڑکی کے اتنے قریب آیا تھا وہ بھی اس کی محرم کے اور اس نے ہی اسے خود سے دور جھٹک دیا فراج کو اپنی توہین کسی صورت ہضم نہیں ہو رہی تھی اور جنہ کے ہاتھوں تو بلکل بھی نہیں وہ پتا نہیں کیوں جنہ کو سمجھنے کے بجائے جنہ کے معاملہ میں حساس ہو رہا تھا جبکہ فراج کی بات سنتے جنہ کو غائب دماغی سے ان کی ڈریسنگ روم میں آخری ملاقات یاد آئی۔

"فراج۔۔یازان تھا۔۔باہر۔۔میں۔۔۔نے ۔۔اس لیے۔۔ تمہیں۔۔دور کیا " جنہ فراج کے سینے پر کہنی ٹکائے اسے خود سے دور کرنے کی کوشش میں ہلکان

ہوتی بولی اس کی کوشش بے کار تھی فراج کے وجود کو ردی برابر بھی فرق نا پڑا۔

"وہ سالا ہوتا کون ہے جس کی وجہ سے تم مجھے دور جھٹکو " فراج دھاڑا جنہ سہم کر اسے دیکھنے لگی۔

"فراج۔۔مجھے۔۔تکلیف۔۔"جنہ نے گہرے گہرے سانس لیتے کہا آنکھیں نم تھیں چہرہ سرخ ہوچکا تھا شرم وحیاء اور تکلیف کے مے جلے تاثرات سے فراج جھٹکے سے جنہ سے دور ہوا جنہ اپنا سانس بہال کرتی سیدھی ہو کر بیٹھی۔

"تم جاؤ یہاں سے " فراج صوفے سے اٹھتا اپنے بالوں میں انگلیاں چلتا گویا ہوا جبکہ فراج کی بات سنتے جنہ نے فراج کی پشت کو گھورا۔

"تمہارے ساتھ مسئلہ کیا ہے فراج ؟ اس دن یازان کو پتا چل جاتا تو میں کیا منہ دیکھاتی گھر والوں کو میں نے اسی لیے تمہیں ہوش دلانا چاہا تھا دور نہیں ۔۔۔"جنہ کھڑی ہوتی بول رہی تھی اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے فراج نے پلٹتے جنہ کو بے یقین نظروں سے دیکھا۔

"تمہیں صرف اپنی پڑی تھی۔۔یہی شکل دیکھا دیتی جسے مجھے دیکھا کر تم نے زبردستی نکاح کیا تھا" فراج کو رہ رہ کر جنہ پر غصہ آیا جنہ نے اپنے لفظوں پر غور کرتے فراج کو دیکھا۔

"جاؤ یہاں سے مجھے تمہاری شکل نہیں دیکھنی اور یہ دیکھاؤے کا ڈوپٹہ بھی لے کر جاؤ جسے پٹے کی طرح گلے میں لٹکایا ہوا تھا تم نے اور دوبارہ مجھے اس حلیے میں نظر نا آؤ ورنہ یقین مانو کسی کو واقعی منہ نہیں دیکھا پاؤ گی" فراج ضبط سے طنز کرتا بولا۔

"تمہارے ساتھ مسئلہ کیا ہے فراج۔۔میں بس ڈر گئی تھی اس دن اس لیے بے دھیانی میں تمہیں جھٹک دیا میرا مقصد تمہیں ہرٹ کرنا نہیں تھا مگر تم اپنے الفاظ سے مسلسل مجھے ہرٹ کر رہے ہو" جنہ فراج کے سامنے گھوم کر آتی غصے سے چیخی فراج نے جبڑے بھینچے۔

"میری زندگی میں تمہاری کوئی خاص اہمیت نہیں جو تم مجھے ہرٹ کر سکو۔۔اور دوبارہ میرے سامنے چیخی تو زبان کھینچ لو گا" فراج جنہ کا جبڑا بھینچے جنہ کے

چہرے پر دبا دبا سا غرایا جنہ کی آنکھیں پھر نم ہوئیں جنہ نے پوری طاقت لگائے فراج کا ہاتھ جھٹکا۔

"اہمیت نہیں پھر بھی میرے حلیے سے سرخ ہو رہے ہو اور مائینڈ اٹ میرے ساتھ دوبارہ بدتمیزی مت کرنا ورنہ اس سے زیادہ تیز آواز میں چیخو گی " جنہ چٹکی بجاتے دوبدوک تیور چڑھائے بولی سانسیں پھول چکی تھیں آنکھیں سرخ تھی شہادت کی انگلی فراج کے سامنے تنبیہ کرنے والے انداز میں تھی۔

"سیریسلی ! چلو چیخو۔۔"فراج نے فرصت سے دونوں ہاتھ سینے پر فولڈ کرتے کہا جبکہ جنہ اپنی پوزیشن سمجھتی خود پر لعنت بھیج گئ وہ فراج کے کمرے میں کھڑے ہو کر چیختی تو سب کیا سمجھتے۔

"کیا ہوا نہیں چیخ رہی چیخو پھر تمہارا بھائی اور میرا وہ سالا مجھے جیل بھیجے گا جیسے برسوں پہلے وہ گیا تھا۔۔وہ تو شادی شدہ نا تھا مگر میں شادی کے بعد اپنی بیوی کی عزت لوٹنے والا پہلا شوہر ہونگا " فراج جنہ کی سوچ کو سمجھتے دانت پیسے کڑھ کر بولا۔

"تم ہمارے بیچ میرے بھائی کو نہیں لاؤ " جنہ غصے سے بولی وہ سمجھ رہی تھی یہ طنز تھا۔

"جنہ اعظم کفیر میری برداشت کو مت آزماؤ میرا میٹر پہلے ہی گھوما ہوا ہے جسے میں بہت مشکل سے زیرو پر لانے کی کوشش کر رہا ہو" فراج نے بیڈ کے سائیڈ ٹیبل پر رکھے جگ سے پانی گلاس میں انڈیلتے بے زاریت سے کہا وہ واقعی خود پر بامشکل قابو کیے ہوئے تھا جنہ کا حلیہ اسے غصہ دلا رہا تھا وہ پوزیسو ہو رہا تھا تو دوسری طرف وہ اپنی پوزیسونیس جنہ پر بھی عیاں نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"جاؤ۔۔مجھے زہر لگ رہی ہو تم اس وقت " فراج پانی ایک سانس میں پیتا جنہ کو سٹل وہاں کھڑا دیکھتے دھاڑا گلاس پر گرفت مزید سخت ہوئی۔

"میں شہد کب لگی ہو تمہیں " جنہ نے طنزیہ مسکراتے کہا۔

"اس حلیے میں تو لگ بھی نہیں سکتی کبھی " فراج نے ناگواری سے جنہ کو دیکھتے کہا۔

"میں اپنا حلیہ کسی کے لیے بھی چینج نہیں کر سکتی خاص کر اس شخص کے لیے تو بلکل بھی نہیں جو کپڑوں سے مجھے جج کرے۔۔اور آئندہ کبھی تمہیں یہ زہر دیکھنے کو نہیں ملے گا اور اگر بائے چانس مل جائے تو کھا کر مر جانا" جنہ نے کہتے ہی وہاں سے دروازے کی سمت قدم بڑھائے وہ ضدی اور ہڈ دھرم تھی اور فراج نے اس بات پر آج سٹیمپ لگا دی تھی۔

جنہ کے الفاظ بار بار اس کے کانوں میں گونج رہے تھے وہ محبت میں گھر والوں سے چھپ کر نکاح کر سکتی ہے مگر اپنی محبت کو گھر والوں کے سامنے عیاں ہونے کے زرا سے ڈر سے وہ اسے خود سے دور بھی جھٹک سکتی تھی۔۔وہ چاہتی ہے کہ فراج اس کی بات مانتے اسے اپنا نام دے مگر وہ اس کی بات مانتے اپنی ڈریسنگ چینج نہیں کر سکتی فراج نے دھاڑ سے دروازہ بند ہونے کی آواز سنی اور اس کے ہاتھ میں موجود گلاس چکنا چور ہوا اور فراج کے ہاتھ سے پل پل خون بہانا شروع کر گیا۔

"بھاڑ میں جاؤ تم جنہ اعظم کفیر " فراج آنکھیں واہ کیے غصے سے بیڈ پر ایک پیر مار گیا بیڈ اپنی جگہ سے کھسکا جبکہ فراج خون سے لبریز ہاتھ کو دیکھتا لب پیوست کر گیا یہ لڑکی بری طرح اس کے ضبط کا امتحان لے رہی تھی فراج کی شریانیں پھٹنے کے در پے تھیں فراج نے دوسرے ہاتھ سے پانی کا بھرا جگ اپنے سر پر انڈھیلتے اپنے دماغ کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی۔

مقدس کمرے میں آتی وشروم کا رخ کر رہی تھی تاکہ اپنے چہرے کی نمی کو پانی کی نمی سے صاف کر سکے جبکہ ثوبان جو مقدس کے پیچھے ہی کمرے میں داخل ہوا تھا مقدس کو واشروم کی طرف بڑھتا دیکھ ثوبان مقدس کے سامنے ہوا مقدس نے بے ساختہ نظریں ثوبان سے چراتے اپنے آنسو گالوں سے رگڑے تھے ثوبان کا دل بے ساختہ تڑپہ تھا وہ کل بھی روتی ہوئی اپنی طبعیت

خراب کر چکی تھی بخار کی شدت کل سے اب تک کم تھی مگر وہ مکمل ٹھیک نا تھی۔

"آپ۔۔آپ کو کچھ چاہیے " مقدس نے ہیزل گرین نظریں جھکائے پوچھا ثوبان نے مقدس کے جھکے سر کو دیکھا وہ اس سے اپنے آنسو چھپا رہی تھی۔

"رو کیوں رہی ہو تم " ثوبان نے پوچھا مقدس نے نفی میں سر ہلایا۔

"میں۔۔نہیں تو " مقدس بھرائی ہوئی آواز میں جھوٹ بول گئی۔

"پکا نہیں رو رہی " ثوبان نے مقدس کے قریب جھکتے پوچھا مقدس نے ہیزل گرین نگاہیں اٹھائے پلکوں کی باڑ سے ثوبان کو دیکھا اس کی نیلی آنکھیں محبت سے مقدس کی نم آنکھوں میں دیکھ رہی تھی جبکہ ثوبان کو ان آنکھوں میں اپنا آپ ڈوبتا محسوس ہوا۔

"میں کیوں روؤ گی " مقدس فوراً نظریں جھکائے بولی۔

"شاید مجھے ڈرانے کے لیے " ثوبان نے مقدس کے کان میں سرگوشی کرتے اس کی کان کی لو کو کاٹا مقدس سسک پڑی اور خفا نظروں سے ثوبان کو دیکھنے لگی ثوبان نچلا لب دانتوں میں دبائے مسکرانے لگا وہ شرارتاً تنگ کر رہا تھا اپنی بیوی کو مگر اب وہ مقدس کی خفا نظروں کو دیکھتے سنجیدہ ہو چکا تھا۔

"میں بری لگتی ہو روتے ہوئے" مقدس نے معصومیت سے پوچھا یہ معصومیت سچی تھی کچھ دیر پہلے والی مصنوعی معصومیت نہیں تھی ثوبان پہچان سکتا تھا۔

"تم بری نہیں لگتی مگر ان آنکھوں میں آنسو اچھے نہیں لگتے " ثوبان نے مقدس کو اپنی باہوں کے حصار میں لیتے کہا۔

"تو کیا اچھا لگتا ہے ان آنکھوں میں " مقدس رونا بھولائے ثوبان کی نیلی آنکھوں میں خود کو دیکھتی پوچھنے لگی وہ ساحر تھا جو مقدس کے اعصاب پر اپنی خوشبو اور باتوں سے جادو کرتا تھا کم سے کم مقدس کو اس لمحے یہی محسوس ہوا

۔

"میرا عکس " ثوبان نے کہتے مقدس کی آنکھوں پر باری باری اپنے لب رکھتے اس کی پلکوں پر ٹھہری نمی کو اپنے ہونٹوں کی زینت بنایا مقدس کے گال دہکنے لگے ثوبان نے مقدس کی پیشانی پر لب رکھے ، مقدس کی روح میں سکون اترا وہ نظریں اٹھائے ثوبان کو دیکھنے لگی اب ہیزل گرین آنکھوں میں ثوبان کو اپنا عکس صاف نظر آرہا تھا کئی لمحے وہ ایک دوسرے کی آنکھوں میں اپنے عکس کو دیکھے گئے۔

"ثوبان حداد بھائی اور یازان ناراض ہے مجھ سے " مقدس ثوبان کے سینے میں منہ چھپائے رو دی ثوبان آنکھیں میچ گیا اس کے سامنے کچھ دن پہلے کا منظر گھوما اس کی بیوی اپنے ہر رشتے کو فراموش کیے اس تک پہنچی تھی اس سے بڑھ کر وہ کیا ثبوت دیتی اپنی محبت کا وہ کس قدر حساس اور جزباتی تھی یہ تو سب ہی جانتے تھے ثوبان کو بے ساختہ اس دن کے اپنے رویے پر افسوس ہوا لیکن اب اسے حداد اور یازان پر غصہ آنے لگا۔

"چپ ہو جاؤ میری جان ورنہ اپنی بہن کی پرواہ کیے بنا تمہارے دونوں بھائیوں کو آج ہی قبر میں اتار دوں گا " ثوبان غصے سے بولا جبکہ ثوبان کی بات سنتے مقدس ثوبان سے دور ہوئی اور غصے سے ثوبان کو گھورنے لگی۔

" آپ میرے بھائیوں کو مارے گے ؟ " مقدس نے غصے سے پوچھا جبکہ مقدس کا اپنے بھائیوں کی سائیڈ لینا ثوبان کو آگ لگا گیا۔

"تو کیا انھیں شاباشی دو کہ میری بیوی ان سالوں کی وجہ سے رو رہی ہے " ثوبان دانت پیستا بولا۔

"خبردار جو دوبارہ میرے بھائیوں کے لیے ایسے بولا تو " مقدس ثوبان کو تنبیہ کرتے انگلی دیکھاتے بھرائی ہوئی آواز میں بولی کیونکہ وہ رونا ایک دفعہ پھر شروع کر چکی تھی ثوبان نے جبڑے بھینچے۔۔اب وہ ان سالوں کو کچھ کہ بھی نہیں سکتا تھا حد ہے۔

"اچھا نہیں کہو گا میرے پاس آو اور یہ رونا تو بند کرو مجھے تمہارے رونے کی وجہ سے تو غصہ آیا تھا ان سالوں پر " ثوبان مقدس کو پچکارتے ہوئے بازو سے پکڑ کر اپنے قریب کرتا بولا۔

" آپ سالا کہ کر گالی کیوں دے رہے ہیں میرے بھائیوں کو " مقدس کو برا لگا اپنے بھائیوں کے لیے سالا لفظ سن کر وہ ثوبان کے گلے لگے بولی جبکہ مقدس کی بات پر ثوبان نے دانت پیسے۔

"موٹی پھولی ہوئی سالی کہو پھر ؟ " ثوبان حداد اور یازان کی باڈی تصور کرتا پوچھنے لگا مقدس پھر خفا ہوتی جھٹپٹائی ثوبان نے مقدس کے گرد حصار تنگ کیا ۔

"اچھا یار سالے لگتے ہیں تو سالا ہی کہو گا نا اور کیا کہو گا " ثوبان بیوی کو قابو کرتے صلح جو انداز میں بولا۔

"نام لے لیا کرے نا " مقدس ثوبان کے سینے پر سر ٹکائے بولی۔

"ضروری ہے کیا ؟" ثوبان نے جواباً پوچھا۔

"میرے بھائی ہیں۔۔عزت دیا کرے انھیں" مقدس بولی۔

"میں جن کی بہت عزت کرتا ہوں ان کی میت کے لیے کفن دیتا ہو دے دو " ثوبان مقدس کی بات پر جل بھن کر بولا مقدس نے ثوبان کے سینے پر ہاتھ رکھتے غصے سے اسے دیکھا۔

"دوبارہ اپنے بھائیوں کی وجہ سے مزاحمت نہیں کرنا بیوی ورنہ تمہارا فیگر خراب کرنے میں اور انھیں ماموں بنانے میں دیر نہیں کرو گا " ثوبان مقدس کو حصار میں لیتا بولا مقدس جہاں شرم سے مزید سرخ ہو رہی تھی ثوبان مسکرا کر اسے دیکھتا مقدس کے سر پر ڈوپٹہ سیٹ کرتا مقدس کا ہاتھ تھامے باہر کی سمت بڑھا ، وہ دونوں کمرے سے باہر نکلے کے سامنے ہی حداد اور یازان سرخ چہرے سے انھی کے انتظار میں کھڑے پائے گئے وہ کمرے میں داخل ہوتے مقدس کو ثوبان کے گلے لگے دیکھ چکے تھے۔

"مقدس یہاں آو " حداد ثوبان کے ہاتھ میں مقدس کا ہاتھ دیکھتا گویا ہوا مقدس نے اپنے بھائی کی پکار پر مسکراتے ہوئے سر اثبات میں ہلاتے حداد کی سمت قدم بڑھائے کہ ثوبان نے مقدس کے ہاتھ پر گرفت مضبوط بنائی۔

"ثوبان۔۔"مقدس نے ثوبان کو پکارا جو حداد کو ہی گھور رہا تھا۔

"پہلے یہ دونوں سالے تم سے معافی مانگے گے پھر میں تمہیں ان کے پاس جانے کی اجازت دوں گا " ثوبان نے ایک ایک لفظ چباتے ہوئے کہا حداد اور یازان نے بامشکل ضبط کیا۔

"تو ہوتا کون ہے ہم بہن بھائیوں کے بیچ آنے والا " حداد دو قدم آگے ہوتا مٹھیاں بھینچے گویا ہوا۔

"تیری بہن کا خشم " ثوبان نے دل جلا دینے والی مسکراہٹ پاس کرتے کہا اسے حداد کا سرخ چہرہ کافی محفوظ کر رہا تھا اور یہ شاید بدلہ تھا کچھ دیر پہلے یاسر کے سوال پر حنان کے کڑک جواب کا حداد اور یازان کو تو یہی فیلنگ آئی۔

"آپی آپ ادھر آئے " یازان مقدس تک پہنچتے مقدس کا ہاتھ کھینچتے ہوئے بولا مقدس نے پریشانی سے یازان اور ثوبان کو دیکھا جو اس کے دونوں نازک ہاتھوں کو اپنے فولادی ہاتھوں میں قید کیے کھڑے تھے۔

"او چھوٹے چلغوزے پہلے چھلکے سے نکل پھر میرا مقابلہ کرنا " ثوبان یازان کو آگ لگاتا بولا جو اس کی طرح مقدس کا ہاتھ پکڑے ثوبان کے مقابلے پر کھڑا تھا جبکہ ثوبان کی بات سنتے یازان نے ادھر ادھر گردن گھمائی جیسے دیکھنا چاہتا ہو چھوٹا چلغوزہ ثوبان نے بولا کس کو۔

"تجھے ہی بولا ہے " ثوبان نے کنفرم کیا یازان کا منہ حیرت سے کھلا پھر یازان نے تیور چڑھائے ثوبان کو ناگواری سے دیکھا ثوبان کو ایک پل کے لیے بچپن کا شرارتی یازان یاد آیا ثوبان کو بے ساختہ اپنے چھوٹے سالے کے کیوٹ سے انداز پر پیار آیا۔

"آپی میں کہتا ہو انہیں طلاق دے " یازان اتنی زور سے چیخا کہ ثوبان کو جسے اپنے سالے پر پیار آرہا اب گڑبڑاتا خونخوار نظروں جبڑے بھینچے اسے دیکھنے لگا

تو نیچے لاؤنج میں بیٹھی عترت ، افق ، شمائلہ، جنہ اور اپنے کمرے میں کپڑے چینج کیے ہاتھ کی ڈریسنگ کرتا فراج جلدی ڈریسنگ مکمل کرتا ہڑبڑا کر باہر نکلا تو عشراق وہی بیٹھی پریشان ہوئی سب کو اوپر بڑھتے دیکھ یاسر جو ابھی لاوئج میں داخل ہوا تھا فورا اپنی ملکہ کے قریب پہنچا تو مصطفی بھی سٹڈی روم سے باہر آتا سب کو اوپر جاتا دیکھ ان کے پیچھے ہو لیا۔

"کیا ہوا ایسے کیوں چیخ رہا ہے " فراج نے سب سے پہلے دل پر ہاتھ رکھتے ہانپتے ہوئے پوچھا جبکہ مقدس کو یازان کی چیخ پر اپنے کان کے پردے پھٹتے محسوس ہوئے یازان خود تو اونچی آواز پر ناپسندیدگی سے "ہششش" کرتا تھا مگر خود ایسے چیختا تھا جیسے عزت لوٹی جا رہی ہو اس کی۔۔ثوبان نے دہل کر اس چھوٹا پیکٹ بڑے ہارن کو دیکھا جو چھوٹا تو کہی سے بھی نا رہا تھا ایک کڑیل نوجوان خوبصورت مرد بن چکا تھا مگر حرکتیں اب بھی شیطانی بچوں جیسی تھیں تو حداد کا دل کیا ثوبان سے پہلے اس کمینے کا گلا گھونٹ دے جو پورے ولیوم سے حداد کو بہرہ کرنے کی تک وتاد میں تھا۔۔ثوبیہ بیگم روقیہ بیگم کو مناتی

مردان خانے کی سمت بڑھی تھی کیونکہ اس وقت وہاں کوئی غیر مرد موجود نا تھا تو حنان اور جویریہ بھی ملازمہ کا پیغام سنتے مردان خانے میں موجود تھے وہ بڑوں کے بیچ بیٹھے باتوں میں مصروف تھے مردان خانہ لاونج سے تقریبا کئی فاصلے پر تھا تو شاید اس لیے وہاں تک یازان کی آواز نہیں پہنچی جبکہ حویلی میں موجود کچھ ملازمائے بھی دہل چکی تھی مگر شمائلہ اور افق انہیں اپنے کام پر توجہ دینے کا کہتی باقی لڑکیوں کے ساتھ اوپری منزل پر آئیں تھیں۔

"تیرے بھائی نے میری توہین کی " یازان نے ناگواری سے کہا جبکہ ثوبان کا منہ حیرت سے کھلا اس نے سر سے پیر تک اس ماڈرن بادشاہ کو دیکھا جس کی شان میں وہ گستاخی کر چکا تھا۔

"تیری شکل ایسی ہے بندہ توہین کیے بنا خود کو روک ہی نہیں پاتا " فراج نے فرصت سے جواب دیا۔

" اپنے آئینے کے الفاظ میرے اوپر مت تھوپ سمجھا " یازان نے ناک سے مکھی اڑائی۔

" آپی میں کہتا ہو طلاق دے انہیں " یازان نے اپنی بات پر زور دیتے کہا سب کے منہ حیرت سے کھلے مصطفی نے باقاعدہ کانوں کو ہاتھ لگایا۔

"یازان میں کیسے دے سکتی ہو طلاق " مقدس نے یازان کو ڈپٹا۔

"منہ سے۔۔"یازان اپنی بہن کی عقل پر ماتم کرتا بولا۔

" جاہل انسان کبھی اسلامیات نہیں پڑھی" مصطفی کو یازان پر غصہ آیا۔

" آپ تو چپ ہی کرے تھری پیس والے مولاء جی " یازان نے گردن گھمائے مصطفیٰ کو گھورتے ہوئے کہا افق کی ہنسی چھوٹی مصطفی نے دانت پیسے۔

"یازان آدمی طلاق دیتے ہیں عورتیں نہیں" عترت نے اپنے دیور کو سمجھانا چاہا

۔

"ٹھیک ہے پھر میں انھیں طلاق دیتا ہو طلاق دیتا ہوں طلاق دیتا ہوں " یازان نے غصے سے کہا حداد سمیت سب کی آنکھیں پھیلی۔

"بھائی تو کس خوشی میں طلاق دے رہا ہے میرے بھائی کو " فراج نے ماتھے پر بل ڈالے پوچھا۔

"اپنے جیجا کے عہدے سے بے داخل کرتے" یازان نے فرصت سے کہا۔

"ابے او بھائی۔۔یہ کونسی طلاق ہے " مصطفی کے سر پکڑنے کی ہی کثر رہ گئی تھی۔

"جیجا سالے کی " یازان نے مصطفی کی معلومات میں اضافہ کیا۔

"چھوڑے میری بہن کا ہاتھ میں نے طلاق دے دی ہے آپ کو " یازان نے مقدس کو اپنی طرف کھینچتے غصے سے کہا وہ پہلا سالا تھا جس نے اپنے جیجا (بہنوئی) کو طلاق دی تھی۔

"میں نے طلاق خوشی خوشی قبول کر لی ہے چھوٹے چلغوزے۔۔اب میرے صرف دو ہی سالے ہیں " ثوبان دو پل کی حیرت پر قابو پاتا بولا ثوبان کی بات پر یازان کا منہ کھل گیا۔

"کیا ہوا ملکہ ؟" یاسر نے عشراق تک پہنچتے ہوئے فورا پوچھا۔

"وہ۔۔یازان کی اوپر سے بلند آوازیں آئی" عشراق نے یاسر سے کہا یاسر نے عشراق کو لمحے بھر دیکھا وہ نقاب میں بھی عشراق کی پریشانی بھانپ گیا۔

"تم پریشان مت ہو ملکہ میں دیکھ کر آتا ہو یازان کو کچھ نہیں ہوا ہو گا " یاسر نے عشراق کو تسلی دی۔

"نہیں۔۔نہیں۔۔مجھے پتا ہے یازان کو کچھ نہیں ہوا ہو گا مگر وہ جس پر چیخا ہے ان کے کان میں تکلیف ہو گئی ہو گی۔۔میں اس لیے پریشان ہو " عشراق نے بے ساختہ یاسر کا ہاتھ تھامے کہا یاسر کو جہاں عشراق کی بات پر کرنٹ لگا وہی عشراق کے ہاتھ پکڑنے پر وہ سٹل ہوا عشراق کا ہاتھ ڈوپٹے سے ڈھکا ہوا تھا مگر اس کی مومی انگلیوں کا لمس اپنے ہاتھ پر محسوس کرتے یاسر کی آنکھوں

نے نرمی سے عشراق کے ڈوپٹے پر ہاتھ رکھے اس کا ہاتھ ویل چئیر کے ہینڈلس پر رکھا۔

"ملکہ تمہارا بھائی طوفان معلوم ہوتا ہے" یاسر اپنی ملکہ کی معصومیت بھری بات پر مسکراتے بولا جو یاسر کے ایکٹ پر نظریں جھکائے یہ سوچ رہی تھی کہ اس نے کیوں یاسر کو چھوا اور یاسر نے کیوں اس کا ہاتھ ہٹایا۔

"طوفان نہیں افلاطون ہے" عشراق یاسر کی بات سنتی یازان کا سوچتی کھکھلا دی یاسر محوت سے عشراق کی سنہری مسکراتی ہوئی آنکھوں کو دیکھنے لگا اسے شدت سے صبح عشراق کے گال پر پڑنے والا ڈمپل یاد آیا۔

جویریہ ایکسکیوز کرتی اپنے کمرے کی سمت بڑھنے لگی تھی تو حنان ثاقب داؤد کی باتوں کا سپاٹ چہرے مگر سنجیدگی سے جواب دیتا جویریہ کو دیکھنے لگا اس کا چہرے سرخ ہو رہا تھا اس نے نوٹ کیا تھا جویریہ چل نہیں پا رہی تھی وہ لڑکھڑا رہی تھی مگر بہت مہارت سے اپنی لڑکھڑاہٹ پر قابو پائے ہوئے تھی سنہری آنکھیں بھی درد کے احساس سے سرخ پڑ رہی تھیں حنان کی نظریں

جویریہ پر مرکوز دیکھتے ثوبیہ بیگم اور ثاقب داؤد نے حنان کو بھی جویریہ کے روم میں کچھ دیر آرام کرنے کا کہا حنان سپاٹ چہرے سے اثبات میں سر ہلاتا جویریہ کے پیچھے ہوا جبکہ روقیہ بیگم ، جازم صاحب اور شازم صاحب خاموشی سے حنان اور جویریہ کو دیکھ رہے تھے۔

جویریہ قدم اٹھائے لاونچ تک ہی پہنچی تھی کہ حنان نے اسے بنا سمجھنے کا موقع دیے اپنی باہوں میں بھرا جویریہ نے حیرت سے حنان کو دیکھا جبکہ وہاں ڈسٹنگ کرتی ملازمہ حنان اور جویریہ کو دیکھتی منہ نیچے کیے ڈوپٹے کا پلو منہ میں ڈالے کھی کھی کرنے لگی جویریہ ملازمہ کی ہنسی پر ہوش میں آئی ورنہ وہ حنان کے خوبصورت چہرے اور تنے مردانہ نقوش میں گم تھی اس کی گردن کو چھوتے سلکی بال حنان کی پرنسیلٹی میں چار چاند لگا رہے تھے وہ تھری پیس میں ہمیشہ کی طرح نظر لگ جانے کی حد تک حسین لگ رہا تھا حنان نے خود پر جویریہ کی نظریں محسوس کرتے جویریہ کو دیکھا۔

" اتارو مجھے نیچے " جویریہ اپنی آنکھیں حنان کی سرمئی آنکھوں میں گاڑھتی ہوئی بولی۔

"میں تمہارے حکم کا پابند نہیں سفاک بیوی" حنان نے جواب دیا اور قدم آگے بڑھائے۔

"حنان۔۔سب موجود ہے یہاں " جویریہ نے ضبط سے کہا چہرہ غصے کے علاوہ ہر تاثر سے پاک تھا۔

"تمہیں شرم آرہی ہے ؟" حنان نے سامنے نظریں مرکوز کیے پوچھا۔

"مجھے شرم نہیں آتی۔۔لیکن ایتھیکس نام کی بھی کوئی چیز ہوتی ہے " جویریہ نے ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہا۔

"جیل پلوٹ کے لیے کیا ایتھیکس سفاک بیوی۔۔اور زبان بند رکھو ورنہ اپنے طریقے سے سب کے سامنے کرنے میں مجھے کوئی پرابلم نہیں " حنان نے

سنجیدگی سے کہا جویریہ نے غصے سے رخ پھیرا سامنے یاسر اور عشراق کھڑے تھے۔

"تمہاری بہنیں بھی ہیں یہاں " جویریہ واپس حنان کو دیکھتی ہوئی بولی شاید اب وہ اسے نیچے اتار دے۔

"ان کی فکر مت کرو وہ خوش ہوگی اپنے بھائی بھابھی کا رومینس دیکھ کر " حنان نے جویریہ کا ارادہ ناکام کیا۔

اچانک یاسر اور عشراق کی نظر حنان اور جویریہ پر پڑی یاسر جو عشراق کو مسکراتے محوت سے دیکھ رہا تھا اس کا چہرہ پل میں سرخ ہوا حنان ایک نظر یاسر کے سرخ ہوتے چہرے کو دیکھتا مسکراتا سیڑھیاں چڑھنے لگا یاسر نے حنان کی مسکراہٹ کو دیکھتے لب کھولے ہی تھے کہ عشراق پر اس کی نظر پڑی جو آنکھیں ٹپٹپاتے معصومیت سے اسے ہی دیکھ رہی تھی یاسر نے حنان کو کچھ سخت کہنے سے خود کو باز رکھتے عشراق کو دیکھا۔

"ملکہ چلو میں تمہیں ناشتہ کرواتا ہو " یاسر نے عشراق کی ویل چئیر پر ہاتھ رکھتے کہا۔

"میں اپنے بھائیوں کے ساتھ کرونگی " عشراق نے نفی میں سر ہلاتے فٹ سے جواب دیا۔

"ان کے ساتھ ہی کرتی آئی ہو اب شوہر کو یہ اعزاز بخش دو " یاسر نے بھائیوں کے نام پر زرا سا منہ بناتے کہا عشراق کو یاسر کا منہ بنانا اچھا نا لگا۔

"نہیں میں بھائیوں کے ساتھ کرو گی " عشراق نے نظریں جھکائے سنجیدگی سے کہا۔

"مجھے نہیں لگتا تمہارے بھائی تمہیں ٹائم دے پائے گے اپنی بغیرتی اور بے شرمیوں میں " یاسر نے کہا عشراق نے نظریں اٹھائے یاسر کو دیکھا دو پل یوں ہی گزرے۔

"یہ بغیرتی اور بے شرمی نہیں ہے۔۔جائز رشتہ ہے ان کے لیے حلال ہے یہ سب مگر آپ شاید حلال اور حرام میں فرق نہیں کر سکتے " عشراق نے سنجیدگی سے کہتے اپنا رخ پھیرا یاسر کا چہرہ سپاٹ ہوا۔

"ملکہ۔۔"یاسر نے عشراق کو پکارا عشراق کو لگا کہ وہ اسے کوئی سخت بات کہے گا عشراق کے ڈھکی چھپی بات کا اصل مطلب سمجھتے ہوئے۔

" تمہارے بھائی کے ساتھ میرے بھائی بھی ہونگے ناشتے کی ٹیبل پر سب کے سامنے تم ناشتہ نہیں کر سکتی۔۔باقی تمہاری مرضی" یاسر نے سنجیدگی سے کہا عشراق نے پلکیں چھلکائے یاسر کو دیکھا وہ کیوں اس کے سخت الفاظوں کو برداشت کر رہا تھا۔

"میں خود کر لیتی ہو ابھی " عشراق نے سر جھٹکتے کہا۔

"میں سٹڈی میں منگوا لیتا ہو تمہارا اور اپنا ناشتہ " یاسر نے کہتے ہی ملازمہ کو آواز دیتے سٹڈی میں کھانا بھجوانے کا کہا اور عشراق کی ویل چیئر تھامے خود سٹڈی کا رخ کر گیا عشراق جو لب کھولے یاسر کو اپنے ساتھ ناشتہ کرنے سے

منع کرنے والی تھی یاسر کے فٹافٹ ملازمہ کو حکم صادر کرنے پر خاموش ہو گئی

۔

حنان جویریہ کو لیے سیڑھیاں چڑھتا اوپر آیا تھا جہاں سب ہی لوگ جیجا سالا طلاق طلاق کھیل رہے تھے حنان کی قدموں کی آہٹ پر سب کی نظریں حنان اور اس کی باہوں میں جویریہ پر گئی تھیں جو غصے سے حنان کو گھور رہی تھی کیونکہ تمام ملازمین معنی خیزی نظروں سے ان دونوں کو دیکھ رہے تھے جویریہ کا غصّہ مزید بڑھا تھا کیونکہ اب ان لوگوں پر نظر پڑتے ثوبان ، فراج اور مصطفیٰ کا چہرہ سرخ ہوا تھا تو تمام خواتین حیران پریشان کھلے منہ کے ساتھ حنان اور جویریہ کو دیکھنے لگی مگر حنان پر تو جیسے کوئی اثر ہی نا ہوا ہو۔

"کیا بے شرمی ہے یہ ؟" فراج نے ضبط سے کہا۔

"شادی بے شرمی کے کمپلیٹ پیکج کا دوسرا نام ہے " حنان فراج کو آنکھ ونگ کرتا جویریہ کو ہنوز گود میں اٹھائے سب کے کھلے منہ کو اگنور کرتا جویریہ کے کمرے کی سمت بڑھا۔

"بے دخل تو اس سالے کو کرنا چاہیے " ثوبان نے دانت پیستے سرخ چہرے سے کہا۔

"زبان سنبھال کر ورنہ کھینچ لو گا میرے بھائی کو لفظ بھی کہا تو " حداد ثوبان کو دیکھتا گویا ہوا۔

"تمہارا بھائی جو مرضی بے شرمی دیکھائے" مصطفی میدان میں ماتھے پر بل لیے ناگواری سے کودا۔

"ان کے پاس لائیسنس ہے " یازان نے تصیح کی۔

"اور میری بہن کو چھوڑے " یازان واپس مدعے پر آتا بولا۔

"تمہاری بہن پوری کی پوری میری ہے چھوڑنے کا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا " ثوبان نے کہتے ہی یازان کی ڈھیلی گرفت مقدس کے ہاتھ پر محسوس کرتے مقدس کو اپنی سمت کھینچا جو کٹی ڈور کی پتنگ کی طرح ثوبان کے سینے سے جا لگی یہ ثوبان نے اس لیے کیا تھا کہ یازان نے سختی سے مقدس کے ہاتھ پر گرفت

جمائی ہوئی تھی وہ دونوں برابر سختی سے مقدس کا ہاتھ تھامے ہوئے تھے اگر یازان کی گرفت ڈھیلی پڑے بنا ثوبان مقدس کو کھینچتا تو اس کی بیوی کی چیخ نکل جانی تھی۔۔یازان منہ کھولے ثوبان کو دیکھے گیا جو مقدس کو خود میں بھینچے ہوئے تھا حداد کا چہرہ سرخ تھا۔

"ثوبان " مقدس ثوبان کی حرکت پر شرمندہ ہوتی بولی۔

"مجھے ملنے دے نا پلیز بھائی سے " مقدس نے معصومیت سے التجاء کی جس پر ناچاہتے ہوئے بھی ثوبان نے مقدس کو آزادی بخشی یازان نے آگے بڑھتے مقدس کو گلے لگایا ثوبان نے ضبط کیا کہا برداشت تھا اپنی ملکیت کو اس کے بھائی کے حصار میں بھی دیکھنا۔

"آئی ایم سوری آپی لیکن آپ کو بھی تو مینڈک کی طرح اچھل کر کفیر حویلی سے یہاں جمپ نہیں لگانی چاہیے تھی "یازان نے منہ بناتے بولا مقدس یازان کی بات پر نم آنکھوں سے اس کے سینے پر موقع جڑ گئی حداد قہقہہ لگا اٹھا

یازان درد سے کراہنے کی ایکٹنگ کرتا مقدس سے دور ہوا تو حداد نے مقدس کو گلے لگایا۔

" صیح کہ رہا ہے یازان ویسے " مقدس حداد کے سینے پر سر رکھے آنکھیں موندے ہوئے تھی کہ حداد کے شرارت سے کہنے پر منہ بناتی حداد سے دور ہوئی۔

"بس پڑ گئی دل کو ٹھنڈ ؟" ثوبان مقدس کو فورا اپنے ایک ہاتھ کے حصار میں لیتا گھور کر بولا مقدس نے منہ بنایا ثوبان مقدس کو لیے ان لوگوں کو مکمل اگنور کرتا نیچے کی سمت قدم بڑھا گیا جبکہ مصطفی تو پہلے ہی فون رنگ ہونے پر اپنے روم کی سمت بڑھ چکا تھا تو شمائلہ نیچے کی سمت بڑھ گئی جبکہ افق مصطفی کو دیکھتی مصطفی کے پیچھے ہوئی تھی تو عترت کو بھی اپنے روم کی طرف بڑھتا دیکھ حداد اس کے پیچھے ہوا تو یازان کندھے اچکاتے نیچے گیا تو جنہ جس کی نظر فراج کے ہاتھ پر پٹی پر پڑی تھی وہ فراج کو نا سمجھی سے دیکھ رہی تھی کہ

فراج نے بنا جنہ کو دیکھے واپس اپنے کمرے کا رخ کیا جنہ فراج کی پشت کو گھورتی رہ گئی۔

حنان جویریہ کو لیے کمرے میں داخل ہوتا پاؤں کی ٹھوکر سے دروازہ بند کرتا جویریہ کو لیے بیڈ کی سمت بڑھا تھا جویریہ کو بیڈ پر اونچا کرتے لٹائے حنان خود جویریہ کے قریب بیٹھا۔

"تکلیف ہو رہی ہے ؟" حنان نے جویریہ سے پوچھا لہجے میں نرمی تھی۔

"مجھے کیوں تکلیف ہوگی " جویریہ نے نظریں کھڑکی کی سمت کیے جواب دیا۔

حنان نے ایک نظر جویریہ کے سپاٹ چہرے کو دیکھتے جویریہ کے چہرے پر جھکا جویریہ نے سنہری نظروں کو جھپکائے حنان کو دیکھا حنان نے جھکتے نرمی سے جویریہ کی پیشانی پر لب رکھے جویریہ کی رنگت میں سرخی گھلی جویریہ حنان کے

سینے پر ہاتھ مارتی اس سے دور ہونے کی کوشش کرنے لگی جو اس کے اعتراف میں دائیں بائیں ہاتھ ٹکائے اس پر ہی نظریں جمائے ہوئے تھا۔

"تمہیں سردی لگ رہی ہے " حنان جویریہ کے ٹھنڈے پڑتے گال پر اپنے لب رکھتا گویا ہوا۔

"دور ہٹو مجھ سے۔۔جو کرنا ہے رات میں کرنا یہ میرا کمرا ہے اور میرا میکہ ہے سب لوگ موجود ہے یہاں " جویریہ حنان کے نرم لمس پر مزید سرخ پڑتی بولی مزاحت اب بھی جاری تھی۔

"بیوی تو بیوی ہے چاہے میکے میں ہو یا سسرال میں اور اس کو چاہنے کا کوئی وقت مقرر نہیں۔۔البتہ شوہر کا موڈ ہونا ضروری ہے " حنان نے کہتے جویریہ کے دوسرے گال پر لب رکھے جویریہ نے مزاحمت بڑھائی۔

"تم۔۔۔"جویریہ یک دم چیخی۔

"بار۔۔بارش " یک دم بارش کی زور دار آواز آئی۔

"پانچ سال بعد پہلی ملاقات بارش میں تو ہوئی تھی ویلن بن کر۔۔اب ہیرو ہیروئن بن کر کرے دوبارہ اس بارش میں بھیگ کر ایک دوسرے کو جذباتوں سے مار کر آفٹر اول ہیرو ہو اس کہانی کا اور تم میری ہیروئن۔۔کیا کہتی ہو " حنان نے جویریہ سے کہا حنان کی بات پر جویریہ ہنس دی۔

"تم اس کہانی کے ہیرو ہو بے شک ہوگے حنان اعظم کفیر۔۔مگر میں تو اس کہانی کی ویلن ہو اور یہ ویلن یا تو مارے گی یا مرے گی لیکن اس کہانی کو کسی دوسرے اختتام پر نہیں جانے دے گی وعدہ رہا " جویریہ ہنستی ہوئی بولی جویریہ کی بات سنتے حنان کا چہرہ ضبط سے سرخ ہوا تھا۔

"بڑا شوق ہے ویلن بننے کا " حنان جویریہ کا چہرہ دبوچے غرایا۔

"میں ہو " جویریہ حنان کی آنکھوں میں دیکھتی ڈھٹائی سے بولی۔

"میرا بھی وعدہ ہے کہانی کے اختتام تک تمہیں خود کی ہیروئن نا بن ڈالا تو میرا نام بھی حنان اعظم کفیر نہیں" حنان مسکراتے ہوئے بولا۔

حنان جویریہ کی کمر میں ہاتھ ڈالے کروٹ کے بل خود لیٹتا جویریہ کو اپنے سینے پر منتقل کر گیا اور پاؤں کو جنبش دیتے خود پر اور جویریہ پر کنفرٹ ڈالتا جویریہ کی کمر پر حصار تنگ کر گیا۔

"حنان چھوڑو مجھے " جویریہ کو حنان کے نرم رویے پر الجھن ہونے لگی اس کی آنکھوں میں سفاکیت پیدا ہوئی وہ اس سے نرمی برت رہا تھا یہ بات ہی جویریہ کے دل میں آگ بھڑکا گئی۔

"چھوڑنے کے لیے تو رخصتی نہیں کروائی تھی ڈارلنگ۔۔اب خاموش ہو جاؤ اور کچھ دیر خود بھی آرام کرو اور مجھے بھی کرنے دو" حنان نے کہتے ریموٹ سے لائیٹ آف کیں جویریہ غصے سے جھنجھلاہٹ کا شکار ہوتی حنان کے سینے پر شرٹ کے اوپر سے دانت گاڑھ گئی حنان اچانک اپنی سفاک بیوی کی حرکت پر سسک اٹھا کیونکہ جویریہ نے بہت بے رحمی سے دانت گاڑھے تھے حنان نے دانت پر دانت جمائے جویریہ کے ایکٹ کو برداشت کیا اور جویریہ کی کمر پر گرفت سخت کرتے جویریہ کو سسکنے پر مجبور کر گیا۔

"سفاک بیوی یہ ظالم ادائیں مت دیکھاو یہ نا ہو جو ابھی تم چل نہیں پا رہی پھر اپنے میکے میں اپنے کمرے کے بیڈ پر سے اٹھ بھی نا پاؤ " حنان نے وارنگ دیتے کہا جس پر جویریہ نے خود کو کسی بھی عمل سے باز رکھا حنان جویریہ کی خاموشی پر قہقہہ لگا اٹھا۔

سٹڈی روم میں یاسر عشراق کو سرو کرتا خود بھی ناشتہ کرنے میں مصروف تھا وہ وقتاً فوقتاً عشراق کی پلیٹ میں کچھ نا کچھ ڈالتا رہتا عشراق نے غصے سے یاسر کو دیکھا جو اب اس کی پلیٹ میں سینڈوچ ٹوسٹ ڈالنے والا تھا عشراق نے پلیٹ ہی غصے میں سائیڈ پر کر دی یاسر جو ٹیبل پر لیپ ٹاپ رکھے اپنی کچھ ضروری فائیلز چیک کر رہا تھا لمحے بھر کو ٹھٹکا اور عشراق کو دیکھنے لگا جو غصے سے یاسر کو دیکھ رہی تھی۔

"کیا ہوا ملکہ ؟ " یاسر نے سینڈوچ واپس رکھتے پوچھا وہ سمجھ نا پایا عشراق کے غصے کو۔

"آپ مجھے کھلا کھلا کر مارنا چاہتے ہیں " عشراق نے ناک سکوڑتے کہا یاسر کی نظر عشراق کی پلیٹ پر گئی جو اب بھی آدھے لوازمات سے بھری ہوئی تھی۔

"میں ایسا کیوں چاہو گا یار۔۔اور ابھی تم نے کچھ کھایا ہی نہیں ہے ملکہ " یاسر نے عشراق کو جواب دیا عشراق کا منہ حیرت سے کھلا ہونٹ واہ ہوئے یاسر عشراق کی کیوٹنیس پر پھر اسے محوت سے دیکھنے لگا۔

"میں نے دو پلیٹ ختم کر دی ہیں اور آپ بار بار میری پلیٹ میں کچھ ڈال رہے ہیں میں روکنے کو منہ کھولتی ہو آپ کی نظریں اس منحوس لیپ ٹاپ پر ہیں میری بات ہی نہیں سنتے" عشراق نے غصے سے کہا یاسر فورا سیدھا ہو کر بیٹھا لیپ ٹاپ فورا بند کیا۔

"سوری ملکہ۔۔بس یہ اور ختم کر دے پھر میں کچھ نہیں ٹالو گا پلیٹ میں " یاسر نے کہا عشراق نے غصے سے یاسر کو دیکھا۔

"آپ مجھے غصہ دلا رہے ہیں " عشراق نے ناک سکوڑتے کہا۔

"یار میں تو بس ناشتہ کروا رہا ہوں۔۔بیویوں کی حسرت ہوتی ہے کہ شوہر ان کا خیال رکھے فکر کرے اور ایک تم ہو ملکہ" یاسر نے سنجیدگی سے کہا۔

"ان کی بیویاں اپاہج نہیں ہوتیں۔۔میں نے زیادہ کھایا تو موٹی ہو جاؤ گی جو میرے معزور پیر کے لیے اچھا نہیں ہے میں کیسے چلا پھرا کروں گی اس پیر سے " عشراق نے طعنہ نہیں مارا تھا مگر یاسر کو اس وقت وہ طعنہ لگا لیکن پتا نہیں کیوں یاسر کو اس جملے پر بھی غصہ نا آیا۔

"ملکہ دوبارہ یہ لفظ خود کے لیے استعمال مت کرنا۔۔اور تم موٹی ہو جاؤ میں تمہیں اپنی گود میں اٹھائے رکھوں گا بیساکھی کی بھی ضرورت نہیں " یاسر نے سنجیدگی سے کہا جبکہ یاسر کی بات پر عشراق کے گال دہک کر سرخ ہوئے یاسر نے عشراق کے گالوں کو مسکراتے دیکھا۔

عشراق نے خود کو دو لمحوں میں کمپوز کرتے یاسر کو دیکھا وہ کیوں اس سے نرمی برت رہا تھا اور وہ کیوں اس کے نرم رویے کا جواب نرمی سے دے رہی تھی ؟۔۔عشراق نے سر جھٹکا یاسر اسے دیکھ رہا تھا عشراق کنفیوز ہوئی۔

"اب یہ آپ کھائے گے " عشراق یاسر کی سمت پلیٹ کرتے بولی۔

"ملکہ میں ناشتہ کر چکا ہوں " یاسر عشراق سے نظریں ہٹائے پلیٹ کو دیکھتا بولا
۔

"میں بھی کر چکی تھی آپ نے over eating کروائی ہے مجھ سے اور یہ پلیٹ اب ویسٹ ہو جائے گی۔۔اور کھانے کو ویسٹ نہیں کرتے تو آپ کھائیں گے یہ " عشراق نے جیسے حکم دیا یاسر اس لڑکی کا حسین چہرہ دیکھتا رہ گیا وہ پورے ملک کو احکامات دیتا تھا سب اس سیاستدان کے حکم کی تکمیل کرتے تھے اور اس کی بیوی اسے حکم دے رہی تھی واقعی اس کی بیوی تو کچھ بھی کروا سکتی تھی اس سے یاسر نے بے چارگی سے سوچا وہ ہمیشہ ہلکا پھلکا کھانا کھاتا تھا اور شاید کبھی اس نے over eating کی ہو مگر یہ چونکہ اس کی بیوی کا پہلا حکم تھا تو اسے ماننا ہی تھا یاسر نے چپ چاپ پلیٹ اپنی سمت کھسکائی اور اس دوران وہ پہلے عشراق کی سمت ٹیبل پر جوس کا گلاس بڑھا گیا عشراق نے آنکھیں سکیڑی تو یاسر نے بھی پلیٹ کو ہاتھ نہیں لگایا عشراق نے منہ بناتے جوس لبوں

سے لگایا تو یاسر بھی سر جھکائے مسکراتا دوبارہ ناشتہ شروع کر گیا وہ ناشتے سے مکمل فارغ ہوئے تھے کہ یاسر کے موبائل پر رنگ ہوئی فون سلمان کا تھا۔

"بھابھی کے آتے مجھے بھول گیا" سلمان نے چھوٹتے شکوہ کیا۔

"تو یاد کرنے والی چیز کب سے ہوگیا "یاسر نے جواباً کہا۔

"مطلب تو مجھے بھولتا ہی نہیں کیا" سلمان نے خوشی سے پوچھا۔

"نہیں۔۔میں کرپٹ ڈی ایس پی کو یاد نہیں رکھتا" یاسر نے فرصت سے جواب دیا۔

"اور مجھے دیکھ وردی سے وفا نبھاتے کرپٹ سیاستدان کو یاد کرنا پڑتا ہے" سلمان فون کان سے ہٹائے ایک لمحہ گھورتے ہوئے واپس کان سے لگاتا دانت کچکچا کر بولا۔

"کام بول بکواس نا کر" یاسر نے بے زاریت سے کہا۔

"مجھے خبر ملی ہے کے فاروق تیرے مخالفین کو تیری پارٹی کی ساری رپورٹ دے رہا ہے اور ہاں آج ولیمہ کینسل کروا دے وہ لوگ تیرے خاندان پر حملہ کرنے کو بھی تیار ہے شاید کسی کو بھی نقصان پہنچایا جا سکتا ہے " سلمان نے سنجیدگی سے کہا۔

"ہاں موسم خراب ہے بارش شروع ہوچکی ہے ولیمہ کینسل کروا دینا چاہیے " یاسر نے کھڑکی کے شیشے پر پڑتی بوندوں کو دیکھتے ٹکا سا جواب دیا سلمان کا خون کھول گیا۔

"موسم خراب کی وجہ سے نہیں تیرے خاندان کو نقصان پہنچایا جا سکتا ہے اسلیے " سلمان نے دانت پیستے یاسر کو باور کروایا۔

"میں ڈرتا نہیں " یاسر نے تین حرفی جواب دیا۔

"میں دادجی کو کال کر رہا ہو تو مر باقیوں کی جان رسک میں نہیں ٹال سکتا میں" سلمان نے کہا۔

"کر لے اور اس کے بعد جہاں تو ملا دادجی سے تیری جان کو خطرہ ہو گا کیونکہ تو نے داؤد'ز کو کمزور سمجھنے کی غلطی کی " یاسر قہقہہ لگاتا بولا اور کال ڈسکنیکٹ کر گیا جبکہ سلمان نے دادجی کی لمبی بندوق کو اپنے سینے پر ٹکا ہوا سوچتے بے ساختہ سینہ مسلتے جھرجھری لی عشراق یاسر کو ہی دیکھ رہی تھی وہ یقیناً یاسر کی ساری باتوں کو سن چکی تھی لیکن وہ پوری بات سمجھنے سے قاصر تھی عشراق نے نقاب کیا تو یاسر بھی موبائل پوکٹ میں ڈالتا عشراق کی ویل چیئر تھامتا سٹڈی سے باہر نکلا سامنے ہی لاونج میں یازان جنہ ثوبان اور شمائلہ تمام بڑوں کے ساتھ بیٹھے تھے فاطمہ بیگم ، مقدس اور روقیہ بیگم کھانا لگوا رہی تھیں۔

"حداد آپ مجھے کیوں تنگ کر رہے ہیں " عترت جو اپنے کمرے میں فریش ہونے آئی تھی حداد کو اپنے چہرے کے نقوش کو مسلسل لبوں سے مہکاتے دیکھ روہانسی ہوتی بولی۔

"پیار کر رہا ہوں بیگم تم ہمیشہ مگرمچھ بننے کو کیوں تیار رہتی ہو " حداد عترت کی ناک کو دانتوں سے دباتا مسکراتے ہوئے بولا۔

"آپ کل رات سے پیار کر رہے ہیں تنگ آگئی ہو میں آپ سے۔۔اب چھوڑ بھی دے مجھے ورنہ میں چھوڑ کر چلی جاؤ گی آپ کو " عترت حداد کے سینے پر دونوں ہاتھ رکھتی دور ہوتی ناک سکیڑتے بولی اور پلٹ کر باہر جانے لگی کہ حداد نے عترت کی سرخ چوڑیوں سے بھری کلائی تھامی اور عترت کے گال پر زناٹے دار تھپڑ مارا عترت کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے ڈوپٹہ ڈھلک کر زمین پر گرا لیکن وہ زمین بوس نہیں ہوئی تھی کیونکہ حداد نے اس کی ایک کلائی کو اپنے آہنگی گرفت میں لیا ہوا تھا عترت پھٹی پھٹی آنکھوں سے حداد کو دیکھنے لگی جس کا چہرہ خطرناک حد تک سرخ ہو چکا تھا گہری سانسیں بھرتے وہ عترت کو سہمنے پر مجبور کر گیا۔

"مجھے چھوڑ کر جاؤ گی " حداد دھاڑا تھا عترت نے بے ساختہ سسکی بھری وہ بس حداد کے حصار سے نکلنے کے لیے یہ سب بے دھیانی میں بول گئی تھی کچھ

گزری رات حداد کی قربتوں نے اسے مغرور اور نخرے دیکھانے پر مجبور کر دیا تھا جس پر تضاد حداد کا صبح اسے دیوانوں کی طرح پیار کی بارش میں بھگانا اسے من چاہی بیوی کے عہدے پر فائز کر گیا تھا ورنہ وہ چھوئی موئی معصوم عترت اس دیوہیکل کے سامنے یہ الفاظ کبھی استعمال نا کرتی جبکہ مقابل کا سرخ چہرہ اسے اپنے الفاظ کے معنی یاد دلا رہا تھا۔

عترت کی چوڑیاں ایک ایک کر کے کلائیوں میں ٹوٹ رہی تھی زخم بن رہے تھے سرخ ننھی بوندیں نمایاں ہو رہی تھیں مگر مقابل کو تو کوئی پرواہ نا تھی اس کے دماغ میں اب بھی عترت کے الفاظ گھوم رہے تھے حداد کی سفید پیشانی کی سائیڈ پر ہری وینز ابھر رہی تھی جو حداد کے غصے اشتعال کی نشاندھی کر رہی تھی۔

"تم مجھے چھوڑ کر جاؤ گی " حداد دوسرے ہاتھ سے عترت کا منہ دبوچے پھر دھاڑا عترت نے بے ساختہ آنسوؤں سے تر چہرے سے نفی میں سر ہلایا آنکھوں میں صاف مقابل کا خوف چھایا ہوا تھا۔

"ایک بات یاد رکھنا عترت حداد کفیر دوبارہ یہ الفاظ تمہاری زبان سے ادا ہوئے تو کھال کھینچ لونگا۔۔ تمہاری قبر اپنے ہاتھوں سے کھودوں کا اور اسی میں زندہ دفنا دوں گا " حداد جھٹکے سے عترت کا منہ چھوڑتا عترت کے بالوں کو مٹھی میں بھینچے عترت کے چہرے پر غرایا۔۔ عترت پھٹی پھٹی آنکھوں سے حداد کو دیکھ رہی تھی یہ وہ حداد نہیں تھا جو کئی دنوں سے نرمی برت رہا تھا جو کل رات سے اس پر شدتیں لٹا رہا تھا یہ حداد تو کوئی اور تھا جس سے عترت کو خوف محسوس ہو رہا تھا جس کا ڈر اس کی آنکھوں میں صاف واضح ہو رہا تھا۔

"حداد۔۔مجھے۔۔تکلیف۔۔ہو۔۔رہی۔۔ہے" عترت بہتی آنکھوں سے سر میں درد کی ٹھیسے محسوس کرتی بولی حداد نے عترت کے بالوں کو آزاد کیا اور رخ پلٹے اپنے غصے اشتعال کو بالوں میں انگلی پھنسائے قابو کرنے لگا اس کے پلٹنے کی دیر تھی جب عترت روم کا دروازہ کھولے باہر بھاگنے کے انداز سے نکل گئی حداد نے کلک کی آواز پر رخ پھیرا تو عترت کو دروازہ عبور کرتے پایا حداد نے جبڑے بھینچے پیر ٹیبل پر مارا جس کے اچھلنے سے بے حد قیمتی واس زمین بوس

ہوا وہ واس کی کرچیوں کو دیکھ رہا تھا جب ایک سایہ کھڑکی سے گزرتا حداد کو محسوس ہوا حداد نے کرنٹ کھا کر کھڑکی کی سمت دیکھا وہاں کوئی نا تھا حداد کچھ پل یوں ہی کھڑا رہا پھر لمبے لمبے ڈنگ بھرتا کمرے سے باہر نکلا کمرہ خالی ہو چکا تھا کھڑکی کا شیشہ بھی صاف شفاف تھا مگر پھر اچانک وہاں ایک احوالہ لہرایا سیاہ احوالہ وہ دونوں ہاتھ جمائے کھڑکی پر اس کمرے کو دیکھ رہا تھا اس احوالے نے اپنی انگلیوں کو جنبش دی اور اس شیشہ پر پڑتی بوندوں کے درمیان H لکھا۔۔

____

افق مصطفی کے پیچھے روم میں کچھ دیر بعد داخل ہوئی تھی اپنے جاسوسی والے انداز میں دبے پاؤں وہ دیکھنا چاہتی تھی کہ مصطفیٰ کال دیکھتا یک دم پریشان کیوں ہوا تھا اور کال کس کی تھی؟ روم میں داخل ہوتے وہ ٹھٹکی تھی۔

"تم فکر نہیں کرو۔۔میں بلکل ٹھیک ہو اور زیادہ نہیں سوچو اپنا خیال رکھو "

مصطفی بیڈ پر بیٹھے کھڑکی کی سمت منہ کیے موبائل پر بات کرنے میں مصروف تھا افق کی طرف اس کی پشت پر تھی افق کو لگا جیسے مصطفی کسی لڑکی سے بات کر رہا ہے پھر سوچا کہ یہ اس کا وہم ہے مصطفی ایسا تو نہیں بچپن سے جانتی تھی وہ اسے مگر اپنے دل اور شکی جاسوس والے دماغ کے بیچ پھنستی وہ دونوں پر لعنت بھیجتی مصطفی سے ہی پوچھنے کا ارادہ کر گئی مصطفی نے الوادعی کلمات ادا کرتے فون بیڈ پر پھینکا مصطفی سر ہاتھوں میں گرائے ہوئے بیٹھا دونوں پیر وی کی شیپ میں تھے جن پر کہنیاں ٹکائے وہ سر تھام گیا تھا۔

"آپ کس سے بات کر رہے تھے "افق نے مصطفی کے سامنے آتے پوچھا مصطفی نے سر اٹھائے افق کو دیکھا جو اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

"میری پہلی بیوی سے " مصطفی جبڑے بھینچے بولا یہ لڑکی جاسوسی نہیں چھوڑ سکتی مصطفی نے جل کر سوچا۔

"سچ بتائیں " افق کی آنکھوں میں حیرانگی اتری وہ اب کی دفع حکمیہ لہجے میں پوچھنے لگی آنکھیں مصطفی کی بات پر جانچ رہی تھیں۔

" تمہیں کیوں لگ رہا ہے میں جھوٹ بولو گا تم سے " مصطفی نے آئیبرو ریز کرتے ایک ہاتھ بیڈ پر پیچھے پھیلائے ٹانگ پر فور کی شیپ میں دوسری ٹانگ رکھے ہاتھ گھٹنے پر ٹکائے دلچسپی سے افق کو دیکھتے کہا افق کے تن بدن میں آگ لگی۔

"میں کہ رہی ہو سچ بتائیں مجھے ورنہ اچھا نہیں ہو گا " افق دو قدم آگے ہوتی ہوئی شہادت کی انگلی سے تنبیہ کرتی بولی۔

"میں جھوٹ نہیں بولتا " مصطفی افق کے جلے بھنے چہرے کو دیکھتا محفوظ ہوا اسے یاد آیا کچھ دیر پہلے وہ اس پر ہنس رہی تھی مصطفی کے چہرے پر مسکراہٹ پھیلی جسے افق نے کُن اکھیوں سے دیکھا۔

"مصطفی مجھ سے مزاق مت کریں" افق نے دانت پیسے ناک سکیڑے کہا۔

"تم پہلی بیوی ہوگی جسے شوہر کے منہ سے دوسری شادی کا سننا مزاق لگ رہا ہے ورنہ باقی بیویاں تو قتل کرنے کو تیار ہو جاتی ہیں شوہر کو " مصطفیٰ افق کو دل جلا دینے والی مسکراہٹ پاس کرتا آگ لگا گیا۔

"ان کے میاں کی شکل بھی دو کیا چار شادیاں کرنے والی ہوتی ہو نگی۔۔ لیکن مجھے آپ کی شکل پر پورا یقین ہے " وہ افق ہی کیا جو خود سے مصطفیٰ کو جتنے دے۔۔ پہلو میں ہاتھ فولڈ کیے مسکراتی ہوئی بولی مصطفیٰ کی مسکراہٹ سمٹی۔

"لڑکیاں مرتیں ہے مجھ پر " مصطفیٰ نے سنجیدگی سے کہا افق کا قہقہہ چھوٹا اب کی دفعہ مصطفیٰ کو آگ لگی یہ جھوٹ نہیں تھا اس کے آفس کی ہر فیمیل امپلائی متاثر تھی مصطفیٰ سے مصطفیٰ پر تو کوئی آندھی لڑکی ہی فدا نا ہوتی وہ شہزادوں جیسی شخصیت کا مالک تھا۔

"جوک نہیں سنایا میں نے "مصطفیٰ برہم ہوا۔

"جی جی ہنسنا نہیں تھا مگر کیا کرو ہنسی چھوٹ گئی " افق ہنسی ضبط کرتی بولی۔

"ویسے کیا ان لڑکیوں کی آنکھیں تھیں " افق کنفرم کرنے والے انداز میں بولی۔

"بے انتہا خوبصورت "مصطفی نے اطمینان سے کھوئے کھوئے انداز میں جان بوجھ کر افق کو تپانے کے لیے کہا۔

"ویسے پانچ وقت کے نمازی پرہیزگار ہیں یہ نہیں پتا کہ مردوں کو نگاہیں نیچے کر کے چلنے کا حکم ہے " افق دانت پیستی بولی۔

"اب اتنی نیکیاں کرتا ہوں کچھ تو خطائیں معاف ہو جائے گی مجھے یقین ہے اپنے نیک اعمال پر " مصطفی اطمینان سے افق کو سلگا گیا۔

"جہنم میں سڑے گے انشاء اللہ " افق نے جل کر کہا۔

"ستر حوروں کے درمیان سکون سے رہو گا جنت میں انشاء اللہ اور تم جہنم سے مجھے خوش دیکھ کر جلتی رہنا" مصطفی باز نا آیا۔

"بیوی کو تنگ کرنے والوں کو جہنم ملتی ہے" افق نے شرم دلانی چاہی۔

"میں خوشی خوشی جاؤ گا کیونکہ وہاں تم نہیں ہوگی " مصطفی دوبدوک بولا۔

"میں جنت میں ہونگی " افق اتراتے ہوئے بولی۔

"انشاء اللہ۔۔پھر کب کٹا رہی ہو ٹکٹ " مصطفی افق کو چاروں خانے چت کر دیا افق بل کھا کر رہ گئی

"سچ بتائیں کس سے بات کر رہے تھے " افق ماتھے پر بل ڈالے مصطفی کی بات کو اگنور کرتی بولی۔

"نہیں بتا رہا " مصطفی نے فیصلہ سنایا۔

"بتائیں ورنہ " افق مزید دو قدم آگے ہوتی واپس تنبیہ کرتی بولی۔

"ورنہ ؟" مصطفی نے آئیبرو ریز کرتے پوچھا۔

"یاسر بھائی ، ثوبان بھائی ، فراج بھائی۔۔۔"افق چیخی مصطفی ہڑبڑایا اس سپیکر کو دیکھ کر اور دروازہ بھی کھلا تھا آواز باقاعدہ نیچے تک چلی جاتی جس طرح اس

کی بیوی چیخ رہی تھی اسے ثوبان یاسر اور فراج کا ردی برابر بھی ڈر نہیں تھا مگر وہ بڑوں کے سامنے شرمندہ ہرگز نہیں ہونا چاہتا تھا۔

مصطفی بیڈ سے اٹھا اور کف فولڈ کرتے افق کو خونخوار نظروں سے گھورنے لگا جو اپنے مقابل یک دم مصطفی کے کھڑے ہونے پر بدک کر اس سے پیچھے ہوئی تھی اور کف فولڈ کرتے اس پر تضاد مصطفی کی خونخوار نظروں سے وہ آنکھیں پھیلائے مصطفی کو دیکھنے لگی اور پھر دو قدم پھر تیسرا اور پھر چوتھا قدم لیتے مصطفی سے دور ہونے لگی۔

"چلاؤ اب" مصطفی افق کی سمت قدم بڑھتا بولا۔

"آپ مجھے مارے گے" افق نے آنکھیں جھپکائے معصومیت سے پوچھا جبکہ مصطفی افق کی معصومیت سے ہرگز متاثر نا ہوا۔

"نہیں تمہیں شاباشی دوں گا مجھے دھمکی دینے اور گلا پھاڑ کر چیخنے پر" مصطفی دانت پیستے بولا وہ افق کی طرف جھپٹتا کہ افق دونوں ہاتھوں کو ہوا میں بلند کیے دروازے کی سمت بھاگی مصطفی افق کی راہ فرار دیکھتے اس کے پیچھے بھاگا افق

دروازہ پورا کھولے باہر نکلتی کہ مصطفیٰ نے افق کو اپنے لمبے ہاتھ سے تھامتے اندر کیا اور دروازہ بند کرنے ہی لگا تھا کہ اس کی نظر حداد پر پڑی جو اس کے کمرے سے باہر گز رہا تھا اس نے دیکھ لیا تھا افق کے کمرے سے بھاگنے کے انداز کو اور مصطفی کے اسے پکڑ کر اندر کھینچنے کو حداد آنکھوں میں حیرت لیے مصطفیٰ کو دیکھ رہا تھا آنکھیں صاف عیاں کر رہی تھیں وہ مصطفی کو ایسا نہیں سمجھ رہا تھا جیسا وہ اس وقت نظر آرہا تھا حداد نے اپنی آنکھوں سے مصطفی کو شرم دلانی چاہی مصطفی حداد کی سرخی چھائی آنکھوں کو دیکھتا پہلے حیران ہوا کچھ دیر پہلے تو حداد کی آنکھوں میں سرخی نا تھی مگر حداد کی نظروں کے اشارے پر اس نے جبڑے بھینچے۔

"رات کافی نہیں ہوتی بھابھی کے ساتھ " حداد نے پوچھا۔

"کیوں تجھے میرے ساتھ دن رنگین کرنے ہیں " مصطفی جل بھن کر بولا۔

"میرے اتنے برے دن نہیں آئے " حداد نے برا مانتے مصطفی کو گھورا۔

"برے تو ہمارے دن چل رہے ہیں بے شرم بہنوئیوں سے جو پالا پڑا گیا ہے " مصطفی حنان کا واقعہ یاد کرتا بولا۔

"ہاں تو تو جیسے بیوی کو کمرے میں بند کر کے میلاد پڑھنے والا ہے " حداد جل کر بولتا جبڑے بھینچے وہاں سے نکلا جبکہ مصطفی اس کی بات پر مٹھیاں بند کیے ضبط کرتا رہ گیا مصطفی نے دھاڑ سے دروازہ بند کیا جبکہ افق ڈریسنگ میں بند ہوئی اپنی جگہ سے اچھلی وہ بنا وقت ضائع کیے مصطفی سے بچتی ڈریسنگ لاک کر چکی تھی مصطفی پورے کمرے میں نظریں دوڑائے افق کو ڈھونڈنے لگا پھر نظر سیدھی ڈریسنگ روم کے بند دروازے پر گئی وہ ایک جست میں دروازے کی سمت پہنچتا ڈریسنگ روم کا ہینڈل گھمانے لگا مگر وہ لاک تھا مصطفی کے چہرے پر مسکراہٹ دوڑی۔

"فیری ٹیل کی نکلی شہزادی ڈر گئی " مصطفی باآواز بلند بولا۔

"شیطان کے باپ سے کون نہیں ڈرتا " افق دوبدوک بولی۔

"یہ نہیں سمجھنا میرے پاس ڈریسنگ روم کی چابی نہیں ہاں البتہ وشروم کی گم ہوگئی ہے" مصطفی محفوظ ہوتا بولا افق کچھ بولنے کے بجائے واشروم میں گھستی دروازہ دھاڑ سے بند کرتی لاک کر گئی مصطفی افق کے ایکٹ پر اور جواب نا ملنے پر قہقہہ لگاتا اپنا موبائل لیے کمرے سے باہر نکلا۔

حداد نیچے آیا تو عترت وہاں موجود نا تھی اس کی نگاہیں عترت کو ہی ڈھونڈ رہی تھیں بار بار عترت کی آنکھوں میں خوف اور بہتے آنسو یاد کرتے اسے خود پر بے ساختہ غصہ آرہا تھا مگر وہ اپنے مزاج اور دل کے ہاتھوں مجبور تھا عترت کو کل ہی تو اپنے وجود کا حصہ بنایا تھا آج وہ اسے چھوڑ کر جانے کی بات کر رہی تھی حداد کو اپنا دل جکڑتا محسوس ہوا تھا یہ مزاق بھی تھا تو بہت گھٹیا مزاق تھا حداد کے لیے۔۔ سیڑھیاں اترتے سب کی نظر اس پر پڑ چکی تھیں جس کی وجہ سے وہ واپس اوپر جاتے عترت کو ڈھونڈنے کا ارادہ ترک کرتا جبراً لاونج میں آکر بیٹھا تھا اب وہاں فراج بھی موجود تھا مصطفی بھی کچھ دیر بعد سیڑھیاں

اترتا نظر آیا عشراق ، جنہ اور شمائلہ بھی اب ڈائننگ ٹیبل سیٹ کروا رہی تھیں روقیہ بیگم تو عشراق کو دیکھتی منہ کے زاویے بگاڑ رہی تھی تو عشراق انھیں مسکراتے ہوئے دیکھتی پلیٹیں لگا رہی تھی یاسر کی نظریں عشراق اور اپنی ماں پر ہی تھیں۔

"یازان بیٹا تم کیا کر رہے ہو آج کل " ثاقب داؤد نے یازان سے پوچھا سب لوگ لاونج کے نرم صوفوں پر براجمان تھے۔

"پڑھائی " یازان نے مسکراتے جواب دیا۔

"بیٹا تمہاری پڑھائی کمپلیٹ نہیں ہوئی ابھی؟" شازم داؤد نے حیرت سے پوچھا وہ بائیس سال کا تھا ان کے حساب سے اس کی پڑھائی کمپلیٹ ہو جانی چاہیے تھی۔

"نہیں انکل " یازان نے مختصر جواب دیا شازم اور جازم داؤد کو حیرت ہوئی۔

"جو چار بار یونیورسٹی میں مسلسل فیل ہوتے ہوئے اب بھی یونیورسٹی کے چوتھے سیمیسٹر میں لٹکا ہوا ہے اس کی پڑھائی پوری کہاں ہونی ہے " فراج نے جوس کا گلاس منہ سے لگاتے کہا شمائلہ نے ناشتہ لگنے تک ثوبیہ بیگم کے ساتھ مل کر سب کو جوس پیش کیا تھا فراج کی بات پر سب کے سب ٹھٹکے سب نے گردن گھمائے فراج کو دیکھا جبکہ یازان کے سر پر لگی تو پیروں پر بھی نا بجھی اس کا دوست بھرے مجمعے میں اس کی بے عزتی کر رہا تھا۔

"تو نے کیا اکھاڑ لیا یونیورسٹی میں ٹاپ کر کے پہلوان کی اولاد " یازان نے آنکھیں سکیڑے کہا شازم داؤد کے حلق میں جوس پھنسا جازم صاحب نے بھائی کی پیٹھ تھپتھپائی۔

"ایک نام ہے میرا پاکستان کے فائیٹرز میں تیری طرح لڑکیوں میں نام خراب نہیں " فراج دوبدوک بولا عشراق کی آنکھیں پھیلی تو جنہ حیران ان دونوں کی باتیں ملاحظہ فرما رہی تھی یاسر ، ثوبان ، حداد اور مصطفی بھی ان دونوں کو حیران پریشان دیکھ رہے تھے۔

"تو جلتا ہے میرے حسن نے تجھے کوئی منہ جو نہیں لگاتی " یازان آپے سے باہر ہوتا تیور چڑھائے بولا۔

"تیری سوچ ہے " فراج ایک نظر جنہ کو دیکھتا آگ لگانے والے انداز میں بولا اس کی نظر غیر محسوس تھی جنہ کے علاوہ کسی نے غور نہیں کیا جبکہ جنہ نے فراج کو آنکھیں سکیڑتے دیکھ کر رخ اپنے بھائی کی سمت کیا فراج کی نظر سے جنہ کی یہ حرکت محفوظ نا رہی تھی جنہ اب بھی ڈھیٹ بنی اسی حلیے میں تھی یہاں تک کہ فراج کی بات کا اثر لیتے اس نے اپنے پہلو پر بھی ڈوپٹہ نہیں پھیلایا تھا اور یہ بات فراج کو مزید آگ لگا گئی تھی۔

"فائیٹر کے بجائے جلنے سڑنے والی محلے کی آنٹیوں میں تیرا نام ہوتا تو یقین مان ٹاپ کرتا تو " یازان نے طنزیہ مسکراتے کہا جبکہ ثاقب داؤد سمیت سب ہی ان دونوں کو ہونک بنے دیکھ رہے تھے وجہ ایک ہی تھی وہ دونوں ایسے باتوں سے لڑ رہے تھے جیسے ایک دوسرے کو سالوں سے جانتے ہیں جبکہ پانچ سال بعد ان دونوں خاندانوں کی صلح تو اب ہوئی تھی۔

"تو نے مجھے عورت کہا " فراج اپنی جگہ سے اٹھا۔

"عورت نہیں محلے میں آگ لگانے والی آنٹی" یازان نے تصیح کی فراج یازان کے گریبان کی سمت جھپٹا یازان فراج کے ہاتھ لگنے سے پہلے صوفے کی پشت سے کودا۔

"تو ہاتھ لگ پھر تیری ہڈیاں توڑتا ہوں" فراج یازان کی سمت قدم بڑھاتا بولا۔

"ہاں میں تو ڈر گیا۔۔تو سمجھتا کیا ہے خود کو ؟ میں ڈر جاؤ گا تجھ سے ؟" یازان ڈرنے کی ایکٹنگ کرتے ہوئے بولا۔

"مضبوط ، وجاہت کا شہکار مرد اور تجھے مجھ سے ڈرنا بھی چاہیے " فراج اتراتے ہوئے اپنے پھولے ہوئے مسلس کی طرف اشارہ کرتے شان سے بولا جبکہ فراج کی بات یازان کو بلکل ہضم نا ہوئی۔

"ہاں !اور ہم تو جیسے نازک ، موٹی پھولی ہوئی عورتیں ہیں جو تجھ پر فدا ہونے کو مری جا رہی ہیں " یازان نے جل کر وہاں بیٹھے تمام باڈی بلڈر مرد حضرات

کو دیکھتے کہا جبکہ یازان کی بات پر حداد ، یاسر ، ثوبان اور مصطفی کو جوس پیتے اچھو لگا وہ ان دونوں کو دیکھتے گلاس لبوں سے جو لگا گئے تھے ان سب نے بے ساختہ اپنے مسلسز اور باڈی کو صدمے سے دیکھا یازان انھیں موٹی پھولی ہوئی عورتیں کہ رہا تھا یہ شیطانی دماغ ہی نہیں زبان بھی رکھتا تھا حداد نے جبڑے بھینچے سوچا۔

"تم دونوں ایک دوسرے کو کب سے جانتے ہو " حداد اب مزید ان دونوں کی بک بک سننے کے موڈ میں نا تھا وہ اپنی بیوی کی وجہ سے پہلے ہی پریشان تھا جو اسے نظر نہیں آرہی تھی جبکہ حداد کی بات پر یازان اور فراج ہوش کی دنیا میں آئے انھوں نے ایک ایک کر کے سب کو دیکھا جو انھیں ہی سوالیہ نظروں سے دیکھ کم گھور زیادہ رہے تھے۔

"میں نہیں جانتا اسے " فراج اور یازان ایک دوسرے کی طرف اشارہ کرتے ہم آواز بولے سب نے پھر با زور انھیں گھورا۔

"تو تمہیں کیسے پتا یہ چھوٹا چلغوزہ چار دفعہ فیل ہوا ہے " ثوبان نے پوچھا جبکہ ثوبان کے انداز پر مقدس یازان اور حداد نے اسے گھورا ان بہن بھائیوں کو داؤد'ز کے طنز کہا برداشت تھے جبکہ ثوبان نے صرف اپنی بیوی کے گھورنے کا اثر لیا۔

"میرے دوست کا چھوٹا بھائی پڑتا ہے اس کی یونیورسٹی میں تو بس وہی اس کے کارنامے سناتا رہتا ہے " فراج نے فورا بہانا بنایا جبکہ یازان نے دانت پیسے۔

"دیکھ لے دشمنی کے باوجود بھی یہ میرے قصے سنتا رہتا تھا " یازان نے مسکراتے کہا۔

"ہاں کیوں کہ میں یہ نہیں بتا سکتا تھا کہ یہ فیلیر میرا رشتے دار ہے مزاق نہیں بنوانا تھا مجھے اپنا اس لیے برداشت کرتے سن لیتا تھا" فراج نے دوبدوک کہا ۔

"اور تمہیں کیسے پتا اس پہلوان کو کوئی منہ نہیں لگاتی " حداد نے ثوبان کو جتاتی نظروں سے دیکھتے اپنے بھائی کا بدلہ لیا یازان کھکھلا دیا جبکہ ثاقب داؤد ، جازم

اور شازم صاحب ثوبیہ بیگم سمیت یازان کے کھلانے پر اس کا دل ہی دل میں صدقہ اتارنے لگے انھیں بے ساختہ یازان کی بچپن کی شرارتیں یاد آئیں تو مقدس عشراق اور جنہ نے سر جھٹکا جبکہ ثوبان نے مقدس کو دیکھا جو بے چارگی سے کندھے اچکا گئی "اپنا بھائی بھائی میرا بھائی قصائی "ثوبان بڑبڑایا اس کی بیوی کچھ زیادہ چلاک تھی ثوبان کو آج اندازہ ہوا جبکہ فراج نے منہ بنایا جنہ کی نظر فراج پر گئی وہ اس کے اور دنیا کے سامنے ایک مضبوط مرد تھا اور اپنے گھر میں سب سے چھوٹا جیسے بچہ جنہ فراج کے مغرور نقوش اور بچوں کی طرح معصومیت والے تاثرات کو محوت سے دیکھتی نئے سرے سے فراج سے محبت کرنے لگی تو یاسر نے اپنے بھائی کی گھورتی نظروں کو خود پر محسوس کیا جیسے کہنا چاہتا ہو حداد بھائی اپنے بھائی کی سائیڈ لے رہیں ہیں اور آپ لوگ بت بنے بیٹھے ہیں یاسر فراج کی آنکھوں سے بات پل میں سمجھ گیا۔

"میری طرف مت دیکھ ایسے میں اپنی ملکہ کو ناراض نہیں کر سکتا تیری وجہ سے اور اس نالائق سالے کے لیے " یاسر نے ہاتھ کھڑے کرتے کہا جبکہ

نالائق لفظ پر فراج کی ہنسی چھوٹی تو یازان نے یاسر کو گھورا عشراق نے بھی یاسر کو دیکھا تو مقدس نے ثوبان کو گھورا جس پر اب ثوبان بھی بے چارگی سے کندھے اچکا گیا مقدس نے غصے سے رخ پھیرا۔

"آپ کی وجہ سے ہی فیل ہوتا ہوں" یازان نے اپنی ناکامی کا سارا الزام یاسر کے کندھے پر ڈالا یاسر نے ایبرو ریز کی سب کو یازان کی باتیں مزہ دے رہی تھیں تو کچھ کو سلگا رہیں تھیں مصطفی بھی اب خوشگوار موڈ میں وہاں ہوتی باتوں سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔

"انھیں پتا ہے میرا جیجا پاکستان کا سیاستدان ہے پھر وہ کہتے ہیں یہ بھی پڑھ لکھ کر اگر سیاست میں چلا گیا تو ہمارے پاکستان کا کیا ہوگا" یازان نے کہا یاسر کے چودہ طبق روشن ہوئے یہ سالا ہلکے میں لینے کی چیز نا تھا جبکہ یازان کی بات پر عشراق ، مقدس ، شمائلہ اور جنہ کی ہنسی چھوٹی تو ثاقب داؤد ، شازم داؤد اور جازم داؤد کا قہقہہ گونجا یاسر ان لوگوں کو ہنستے ہوئے دیکھتا سر جھکا گیا "یہ

اکیلے میں ملے اسے پاکستان سے کیا دنیا سے غائب کروا دوں گا پہلی فرصت ملتے ہی"یاسر بڑبڑایا۔

" بتاؤ ؟ " مصطفی یازان کو دیکھتا سب کو پھر مدعے پر لایا یازان نے آنکھیں چھوٹی کیے مصطفی کو دیکھا اچھا خاصا سب مدعے سے ہٹ رہے تھے مگر نہیں انہیں تو اپنی ٹانگ اڑانی لازمی تھی یازان نے جل کر سوچا۔

"شکل پر ہی شدید سنگل لکھا ہے " یازان نے کہا فراج کا بس نا چلا ورنہ آج اس کا گلا دبا دیتا وہ یازان کو جواب دیتا کہ اتنے میں ہی ثوبیہ بیگم کا فون رنگ ہوا سب ثوبیہ بیگم کی طرف متوجہ ہوئے قندیل کی کال تھی وہ جازم صاحب کے دوست کے گھر کل شادی اٹینڈ کرتے ان کے ساتھ چلی گئی تھی جازم صاحب کے دوست کی بیٹی قندیل کی بچپن کی سہیلی تھی اور دونوں خاندان ایک دوسرے کو اچھے سے جانتے تھے تو ثاقب داؤد نے بھی قندیل کی دوست کے بار بار اصرار کرنے پر اسے جانے کی اجازت دے دی۔

"ٹھیک ہے بیٹا خیال رکھنا اپنا اور رات کو ثوبان آئے گا لینے آجانا بھائی کے ساتھ " ثوبیہ بیگم نے سلام کرتے قندیل کی بات سنتے کہا اور پھر الوداعی کلمے ادا کرتی اللہ حافظ کہ گئی سب ہی قندیل کے زکر پر مسکرا دے جبکہ یازان کی سمجھ میں کچھ نا آیا تو وہ کندھے اچکاتا سر جھٹک گیا۔

"بہو بیگم گڑیا ٹھیک ہے " ثاقب داؤد نے بے چینی سے اپنی لاڈلی پوتی کے زکر پر پوچھا۔

"ٹھیک ہے ابا حضور وہ کسی کو ٹھیک نہیں رہنے دے سکتی البتہ اسے کیا ہو سکتا ہے " ثوبیہ بیگم مسکراتی ہوئی بولی تو ثاقب داؤد سمیت سب ہی مسکرا دئے۔

"آئے سب ناشتہ کر لیتے ہیں آج کافی تاخیر ہوگئی " روقیہ بیگم بولی تو سب اپنی جگہ سے اٹھے جبکہ یاسر نے سب کو بتایا کہ عشراق اور وہ ناشتہ کر چکے ہیں جس پر روقیہ بیگم کے علاوہ مسکرا کر انھیں دیکھتے ڈائینگ ٹیبل کی طرف بڑھے۔

****

ملازمہ حنان اور جویریہ کے روم میں دستک دیتی انھیں ناشتے پر مدعو کر گئی تو حنان کنفرٹ ہٹائے جویریہ کو تکیے پر ڈالتا جویریہ کے پر سکون چہرے کو دیکھنے لگا حنان کے حصار میں کچھ ہی لمحوں میں سو چکی تھی۔

"آٹھ جاؤ ڈارلنگ۔۔ورنہ تمہارے میکے والے سمجھے گے ہم یہاں بھی رومینس کر رہے ہیں" حنان نے جویریہ کے کان میں جھکتے بوجھل آواز میں سرگوشی کی جویریہ جو نیند کی وادیوں میں تھی پٹ سے آنکھیں کھول گئی جویریہ کی حرکت پر حنان پیچھے ہوتا قہقہہ لگا اٹھا جویریہ دو پل میں سب سمجھتے ہوئے سپاٹ چہرے سے حنان کو دیکھنے لگی۔

"ناشتہ لگ گیا ہے فریش ہو جاؤ نیچے چلتے ہیں" حنان قہقہہ ضبط کرتا سیدھا ہو کر بیٹھتا بولا جویریہ ہمم کہتی وشروم کا رخ کر گئی حنان جویریہ کے وشروم میں جاتے وشروم کے بند دروازے کو دیکھنے لگا جب کوئی ہیولہ جھوکے کی طرح کھڑکی سے گزرا حنان رخ پھیرے کھڑکی کو دیکھنے لگا جہاں کوئی نہیں تھا حنان

بے مقصد کھڑکی کو دیکھے گیا حتی کہ جویریہ فریش ہوتی باہر آئی اور ڈریسنگ مرر میں حنان کو دیکھتی اپنے بالوں میں برش کرنے لگی۔

"کیا ہوا" جویریہ کافی دیر حنان کو اسی پوزیشن میں دیکھتی پوچھنے لگی حنان جیسے ہوش میں آیا۔

"نہیں کچھ نہیں۔۔چلے ؟" حنان نے جویریہ کو دیکھتے کہا اور پوچھا جو ہمم کرتی کمرے سے باہر نکلنے لگی کہ حنان نے آگے بڑھتے جویریہ کا ہاتھ تھاما اور دونوں کمرے سے باہر نکلے اس خالی کمرے کی کھڑکی میں وہ ہیولہ پھر چھایا ہاتھ کھڑکی کے شیشے پر ٹکے تھے انگلیوں میں جنبش ہوئی H لکھا گیا۔۔

جویریہ اور حنان کے ڈائینگ ٹیبل پر آتے ہی افق بھی کمرے سے باہر نکلتی نیچے آئی تھی جسے پہلی نظر دیکھتے مصطفی شرارتاً مسکرایا تھا افق نے ہنہ کرتے سر جھٹکا تھا مصطفی اس بھیگی بلی کے سب کے سامنے ایٹیوڈ دیکھانے پر کھانستے ہوئے قہقہہ ضبط کر گیا جبکہ افق پیر پٹختی منہ بناتی اپنی نشست سنبھال گئی ثوبیہ

بیگم بیٹی اور بھانجے کو مسکراتی آنکھوں سے دیکھنے لگی وہ مصطفی کے شادی کو ٹالنے پر جہاں پریشان تھی وہی پہلی صبح ان دونوں کے چہرے کے پرسکون تاثرات سے خود بھی پرسکون ہوئیں تھیں عترت بھی افق کے بعد نیچے آتی دیکھائی دی چہرہ دھلا ہوا تھا سفید چہرے پر گلابی پن چھایا تا آنکھوں کے پپوٹے بھی گلابی ہو چکے تھے وہ ناجانے کب سے رو رہی تھی خود کو افق کے کمرے میں بند کیے حداد کی نظر اپنی بیوی پر گئ عترت کا اداس چہرہ اسے تکلیف میں مبتلا کر گیا ڈوپٹہ اس نے چہرے کے اعتراف میں لیا ہوا تھا جیسے وہ کچھ چھپا رہی ہو حداد سمجھ گیا تھا وہ اس کے تھپڑ کے نشان کو چھپا رہی ہے حداد نے بے ساختہ اپنے اس ہاتھ کو دیکھا جس سے اس نے عترت کے گال پر نشان چھوڑے تھے عترت ثوبیہ بیگم کے پاس آتی بیٹھی حداد نے مٹھیاں بھینچے ضبط کیا ثوبیہ بیگم عترت کو دیکھتی پریشان ہوئی۔

"کیا ہوا میری جان تم رو کر آئی ہو " ثوبیہ بیگم نے پوچھا سب عترت کی طرف متوجہ ہوئے۔

"نہ۔۔نہیں" عترت بھرائی آواز میں لڑکھڑاتی زبان سے بولتی ہوئی خود پر قابو نا رکھ سکی اور پھر چہرہ ہاتھوں میں چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رو دی سب یک دم پریشان ہوئے۔

"کیا ہوا گڑیا" مصطفی تڑپ کر اپنی بہن کے پاس آیا افق نے پریشانی سے مصطفی کے سامنے پانی کا گلاس عترت کو پیلانے کے لیے کیا۔

مقدس ، حنان ، یازان اور جنہ نے بے ساختہ حداد کو دیکھا جو سرخ چہرے سے مٹھیاں بھینچے ہوئے تھا عشراق اور یاسر باہر حویلی کی راہداری میں برستی بارش کو دیکھتے ان سب سے غافل تھے۔

"ملکہ تمہیں بارش پسند ہے ؟"یاسر عشراق کی آنکھوں میں بے حد خوشی دیکھتا بولا عشراق نے نظریں یاسر کی طرف کی۔

"سب کو پسند ہوتی ہے " عشراق نے مختصر جواب دیا وہ لوگ ہرے بھرے خوبصورت پھولوں سے سجے گارڈن کو دیکھ رہے تھے جسے بارش بھیگاتی مزید دلکش بنا رہی تھی بھیگے ہوئے ننھے اور کچھ بڑے ہر طرز کے پھول ہرے پتے

کچھ بڑے درخت بیلے ہری گھاس اس منظر کو بے حد حسین بنا رہی تھی اور اس پر تضاد بارش کی بوندوں کا چھم چھم کرتا ساز اور بھینی بھینی مٹی کی مہک کیسے کسی کو گرویدہ نا کرتی اور خاص کر لڑکیوں کو۔۔ عشراق نے واپس نظریں منظر پر مرکوز کی دو پل گزرے عشراق پھر یاسر کو دیکھنے لگی جو گول سی بڑی سفید دیوار سے ٹیک لگائے سینے پر ہاتھ فولڈ کیے ایک پیر زمین پر ٹکائے تو دوسرا پیر کے جوتے کی نوک کو ترچھا کر کے پہلے پیر پہلے پیر کے سامنے سے گزارتا فرش پر ٹکائے ہوئے عشراق کو ہی دیکھ رہا تھا وہ نظر لگ جانے کی حد تک خوبصورت تھا جیسے کوئی شہزادہ جس کا اسیر ہونے میں دو پل بھی نا لگے یاسر کو دیکھتے عشراق کے دل نے ایک بیٹ مس کی۔

"آپ کو نہیں پسند ؟ " عشراق نے مدھم آواز میں پوچھا۔

"اب پسند ہے " یاسر نے عشراق کی جادوئی نظروں سے نگاہیں ہٹائے منظر کو دیکھتے کہا عشراق اس کا جملا سمجھ نا پائی اتنے میں سات رنگوں سے بنی خدائی ننھی مخلوق عشراق کی آنکھوں کے سامنے سے گزری عشراق نے انگلی اٹھائی

یاسر نے عشراق کی انگلی کے سمت دیکھا وہ تتلی کی سمت اشارہ کر رہی تھی وہ تتلی اپنے پروں کی مدد سے اس دیوار کے قریب آئی یاسر نے دونوں ہاتھ تتلی کے پاس لے جاتے چٹاخ سے بند کیے عشراق نے بے یقین نظروں سے یاسر کو دیکھا جو سپاٹ چہرے سے اپنے ہاتھوں کو دیکھ رہا تھا۔

"آپ۔۔آپ۔۔آپ نے مار دیا۔۔آپ بہت برے ہیں۔۔آپ نے مار دیا" عشراق کی آنکھوں میں موتی ٹہرے جو پل پل اس کا نقاب بھگو گئے وہ یاسر کو نم آنکھوں سے دیکھ رہی تھی یاسر نے عشراق کی سمت دو قدم لیے عشراق نے ویل چئیر پیچھے کی وہ ہچکیوں سے رونے لگی یاسر سنجیدہ ہوا یاسر نے پھر قدم آگے لیے عشراق نے مزید ویل چئیر پیچھے کی یاسر نے پھر قدم اٹھائے عشراق نے ویل چئیر پھر پیچھے کو دھکیلی مگر وہ مزید پیچھے نا ہو سکی کیونکہ دیوار تھی عشراق نے روتے ہوئے نفی میں سر ہلایا اسے لگا کہ یاسر اسے بے جان تتلی دیکھائے گا یاسر پنجوں کے بل عشراق کے قریب بیٹھا ہاتھ بند تھے۔

" آپ۔۔ بہت برے۔۔ ہیں۔۔ میں کبھی بات۔۔ نہیں۔۔ کرو۔۔ گی۔۔ اپ۔۔ سے ۔۔ مدد۔۔ بھی۔۔ نہیں۔۔ لوگی " عشراق دونوں ہاتھوں میں منہ چھپائے رو دی یاسر حیرت سے اپنی بیوی کو دیکھنے لگا جو تتلی کے مرنے کے خدشے سے اپنے شوہر کی اچھائیوں پر پانی ڈال چکی تھی۔

"ملکہ " یاسر نے عشراق کو پکارا عشراق نے ہچکی بھرتے آنکھوں کو رگڑا یاسر نے اپنا ایک ہاتھ اوپر سے ہٹایا خوبصورت تتلی اپنے دھنک جیسے پنکھوں سے پھڑپھڑا رہی تھی عشراق نے پھر آنکھیں رگڑے اسے دیکھا وہ حیران ہوئی مگر پھر بچوں کی طرح دو پل میں کھلکھلا دی اور تتلی کو اپنے ہاتھ میں آنے کی دعوت دی یاسر سر جھٹکے مسکرا دیا اسکی ملکہ بہت معصوم تھی تتلی عشراق کی ہتھیلی میں آئی عشراق اس کے ننھے ننھے پنکھوں کو ہلکا سا چھوتی کھلکھلا دی کہ اچانک تتلی اڑتی عشراق کے نقاب میں اس کی ناک پر بیٹھی عشراق سنہری آنکھیں جھپکائے سٹل ہوئی جبکہ عشراق کی معصوم ادا اور تتلی کے ایکٹ پر یاسر قہقہہ لگا اٹھا وہ تتلی عشراق کے سرمئی نقاب پر رنگ بکھیرتی بہت پیاری

لگ رہی تھی تو عشراق کارٹون عشراق یاسر کا قہقہہ سنتی خفا نظروں سے یاسر کو دیکھنے لگی وہ سمجھ گئی تھی یاسر اس کا مزاق اڑا رہا ہے یاسر اپنی ملکہ کی خفا نظروں کو محسوس کرتا ہونٹ دانتوں میں دبائے قہقہہ ضبط کر گیا تتلی نقاب سے آڑی کے یاسر اور عشراق نے اپنی شہادت کی انگلی جوڑی تتلی ان دونوں کی انگلیوں کے سروں پر جا بیٹھی یاسر اور عشراق کے دل نے بیٹ مس کی وہ ایک دوسرے کو دیکھنے لگے وہ دونوں ایک دوسرے کی نظروں میں گم تھے یہ منظر بے حد رومینٹک اور پر فضو تھا کہ تتلی بور ہوتی وہاں سے اُڑ گئی وہ دونوں یک دم ہوش میں آئے۔

" تتلی اڑ گئی " عشراق ہاتھ پہلو میں گرائے اداس ہوئی یاسر سے اپنی ملکہ کی اداسی نہیں دیکھی گئی۔

"میں تمہیں بلکل اسی طرح پیاری سی تتلی لا دوں گا " یاسر نے اپنا ہاتھ پہلو میں گرائے کہا لوگ اپنی محبوب بیویوں کے لیے چاند تارے توڑنے کی بات

کرتے تھے اور یاسر شازم داؤد سب سے نرالہ۔۔وہ اپنی بیوی کے لیے تتلیاں لانے کی بات کر رہا تھا عشراق ہنس پڑی۔

"تتلی ہے کیٹی نہیں" عشراق نے کہا۔

"تو میں لا دوں گا" یاسر نے نا سمجھی سے کندھے اچکائے۔

"یہ تتلیاں جنگلات میں خوبصورت وادیوں میں ملتی ہیں پتا نہیں کیسے اڑ کر یہاں آگئی آپ کیسے لائے گے یہ پانی کی نہر کھودنے کے مترادف مشکل کام ہے" عشراق نے یاسر کو پتے کی بات بتائی یاسر کو برا لگا۔

"میں لادوں گا" یاسر نے کہا کہ اندر سے ثوبان کی دھاڑنے کی آواز آئی وہ دونوں ٹھٹکے پھر یاسر عشراق کو لیے حویلی کے اندر داخل ہوا۔

"عترت میری جان کیا ہوا" مصطفی عترت کے آنسو صاف کرتا اسے پانی پلاتے ہوئے بولا عترت ہچکیوں سے پانی پیتی اپنے نازک ہاتھوں کا حصار مصطفی کی کمر پر باندھ گئی وہ کرسی پر بیٹھی تھی ثوبان مقدس کی نظروں کے تعاقب میں

حداد کو دیکھتا غصے سے حداد کو گھورنے لگا جو سرخ چہرے سے عترت کو دیکھ رہا تھا۔

"کیا کہا ہے تو نے میری بہن کو " ثوبان وہی کھڑا دھاڑا ثاقب داؤد پریشانی سے ثوبان اور حداد کو دیکھنے لگے جبکہ مصطفی عترت کی پیٹھ سہلانے لگا حداد عترت کی مصطفی سے نزدیکی برداشت کرتے ضبط سے سرخ پڑ رہا تھا۔

"میری بہن کو کیا بولا آپ نے " فراج بھی غصے سے حداد کو دیکھنے لگا جبکہ مصطفی کی آنکھوں میں خون اتر چکا تھا عترت کے ہچکولے کھاتے وجود کو دیکھا کر تو ثوبیہ بیگم روقیہ بیگم جویریہ مقدس اور تمام خواتین حیرانگی سب سب ملاحظہ فرما رہی تھیں اور یہی عالم ثاقب داؤد ،جازم داؤد اور شازم داؤد کا تھا۔

"کیا ہو رہا ہے۔۔بھائی آپ کیوں۔۔"یاسر اندر آتا ثوبان کو دیکھتے گویا ہوا مگر عترت کو ہچکیوں سے روتا دیکھ وہ پریشان ہوا تھا وہ جلدی عشراق کو لیے عترت کی سمت اپنی بات ادھوری چھوڑے بڑھا۔

"عترت کیا ہوا " یاسر بھی عترت کی سمت بڑھا تھا سب عترت کے رونے کی وجہ سے پریشان تھے۔

"میری بہن کو کیا کہا ہے تو نے " مصطفیٰ غصے سے پاگل ہوتا دھاڑا عترت مصطفیٰ سے الگ ہوتی سہمی نگاہوں سے مصطفیٰ کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھنے لگی جبکہ مقدس یازان حنان جنہ سپاٹ چہرے سے حداد اور مصطفیٰ کو دیکھ رہے تھے

"نہ۔۔نہیں۔۔بھائی " عترت نفی میں سر ہلاتی اپنے آنسو رگڑتی ہوئی بولی۔

"کیا ہوا میری گڑیا کو بتاؤ مجھے جان سے مار دونگا اگر اس نے تمہیں کچھ کہا ہو تو " مصطفیٰ عترت کا چہرہ اپنے ہاتھ کے پیالوں میں بھرتے بولا حداد ٹیبل پر ہاتھ مارتا اپنی جگہ سے اٹھا ڈائینگ ٹیبل کے شیشے پر دراڑ پڑی حداد کی ہتھیلی سے خون کا فورا پھوٹا ثوبیہ بیگم روقیہ بیگم جنہ عشراق مقدس شمائلہ افق نے بے ساختہ منہ پر ہاتھ رکھا یازان حداد کی سمت بڑھا حنان نے جبڑے بھینچے عترت نے گردن گھمائے حداد کو دیکھا جس کا ہاتھ یازان نے پکڑا ہوا تھا اور

خون پل پل رس رہا تھا یہ وہی ہاتھ تھا جو عترت پر اٹھا تھا عترت کے آنسوؤں میں روانگی آئی۔

"میری شہزادی بتاؤ ڈرو نہیں " یاسر عترت کو اپنے روبرو کھڑا کرتا اس کے گال پر نرمی سے ہاتھ رکھتا ضبط سے پوچھنے لگا۔

"بھا۔۔۔بھائی نہیں۔۔انھوں نے۔۔کچھ نہیں۔۔کہا۔۔مجھے " عترت نفی میں سر ہلاتی یاسر اور مصطفی کا سرخ پڑتا چہرہ دیکھتی بولی حداد نے حیرانگی سے اپنی بیوی کو دیکھا جو رو رو کر اپنی آنکھوں پر ظلم کرتی حداد کا پردہ رکھ گئی تھی ثوبان نے آگے ہوتے عترت کو خود سے لگاتے اس کا ماتھا چوما۔

"تم ڈرو مت میری شہزادی کوئی بات ہے تو بتاؤ ہم دیکھ لے گے " ثوبان عترت کو محبت سے پچکارتے ہوئے بولا کہ وہ ڈر سے تو ان سے کچھ نہیں چھپا رہی عترت نے ثوبان کے سینے پر سر رکھے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں۔۔بھائی " عترت بولی۔

"دور ہٹو میری بیوی سے تم سب خبردار جو اسے چھوا " حداد کا ضبط جواب دے گیا وہ یازان کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑواتا غصے سے دھاڑا وہ اپنی بیوی کے لیے بے حد پوزیسو تھا اسے گورا نہیں اس کی بیوی کو اس کے بھائی بھی چھوئے۔

"بہن ہے ہماری۔۔زیادہ بکواس کی تو زبان کھینچ لو نگا " ثوبان عترت کو خود میں بھینچے دھاڑا تھا۔

"بیوی ہے میری اور میں اجازت نہیں دیتا اس کے بھائی بھی اسے چھوئے "

حداد اپنی کرسی دھکیلتا عترت کی سمت بڑھا یاسر اور مصطفی ثوبان کے سامنے ہوئے حنان نے آگے بڑھتے حداد کو شانوں سے تھامے روکا حداد اپنے بھائی کی وجہ سے ضبط کرتا ان سے فاصلے پر ٹھیرا۔

"کیا بدتمیزی ہو رہی ہے یہاں ہم زندہ ہے مرے نہیں جو تم لوگ ہمارے سامنے بدتمیزی کر رہے ہو " ثاقب داؤد غصے سے گرجے تھے یک دم وہاں خاموشی چھائی۔

"عترت بیٹا کیوں رو رہی ہو تم " جازم صاحب آگے بڑھتے ثوبان سے عترت کو الگ کیے اس کے آنسو اپنی انگلیوں کے پوروں سے صاف کرتے بولے۔

" آج آپ لوگوں سے۔۔ملی ہوں ماموں جان پانچ سال بعد۔۔پھر یہاں سے چلی جاؤں گی اس لیے۔۔دل بھر آیا " عترت ٹوٹے الفاظ میں بات پوری کرتی پھر رونا شروع کر بیٹھی ثاقب داؤد نے اپنی نواسی کو گلے سے لگایا داؤد حویلی کے مکینوں کی عورتوں کی آنکھیں نم ہوئی تو مردوں کا دل اس گڑیا کے نازک دل کے لیے تڑپا جبکہ حنان یازان جویریہ جنہ اور حداد خاموش رہے حداد نے لو دیتی نظروں سے عترت کی پشت کو دیکھا۔

"حداد بیٹا ہم معافی مانگتے ہیں ان سب گدھوں کی طرف سے تم سے " ثاقب داؤد بنا مقصد حداد پر شک کرنے پر شرمندہ سے اپنے تینوں پوتوں اور نواسے کے عمل کی معافی مانگنے لگے جبکہ ان کے منہ سے خود کے لیے گدھا لفظ سنتے ثوبان ، فراج ، مصطفی اور یاسر نے رخ پھیرا جس پر یازان ان چاروں کو

دیکھتا مسکرایا ان کے بھائی پر شک کیا تھا مسکرانا بنتا تھا ان کی بے عزتی پر جبکہ حداد نے نظریں نیچے کی۔

"دادجی آپ مجھے شرمندہ نا کرے" حداد نے اتنا ہی کہا کہ ثوبیہ بیگم نے آگے بڑھتے حداد کے سر پر ہاتھ رکھا وہ بھی ڈر گئی تھیں انھیں عترت کے آنسو کی وجہ میچیور حداد نہیں لگا جو شادی والے دن بھی عترت کا بہت خیال رکھ رہا تھا اس لیے وہ ڈر گئی تھی کہ ثوبان لوگوں کے برتاؤ کی وجہ سے حداد اور عترت کے درمیان بدمزگی نا ہو۔

"خوش رہو بیٹا" ثوبیہ بیگم اور دادجی نے حداد سے کہا۔

"میں دوبارہ کھانا لگواتی ہو" روقیہ بیگم حداد کے وار سے ٹیبل کے شیشے پر پڑی دراڑیں اور پلیٹوں کو بے ترتیب ، جوس اور چائے کے برتنوں سے بہتے مشروب کو دیکھتی بولی اور کچن کی سمت قدم بڑھا گئیں۔

"نہیں اماں حضور ہم اب معزرت کرے گے" حنان اپنی ساس سے بولا روقیہ بیگم کے پیروں میں زنجیر پڑی تو جویریہ نے یک دم حنان کو دیکھا ابھی تک

جویریہ نے کفیر حویلی کے مکینوں کو رشتوں کے ناموں سے نہیں پکارا تھا سوائے دادجی کے کیونکہ جویریہ کو لگتا تھا وہ کبھی جویریہ کو معاف نہیں کر پائے گے اور اسے حنان سے بھی یہی امید تھی کہ وہ اسے اور اس کے گھر والوں کو کبھی معاف نہیں کرے گا مگر حنان اعظم کفیر کو دشمنی میں بھی رشتوں کا احترام کرنا آتا تھا جویریہ نے سوچا جبکہ روقیہ بیگم ثاقب داؤد کو دیکھنے لگی۔

"آج بارش کے پیش نظر ولیمے کی تقریب کو نہیں کیا جا رہا شاہد کفیر کا فون آیا تھا تو تم لوگ آج رات یہی روک جاؤ" ثاقب داؤد نے کہا۔

"نہیں دادجی اس تکلف کی ضرورت نہیں اماں جان پریشان ہونگی ہمارے لیے ہمارا جانا ضروری ہے" حنان نے احتراماً کہا ثاقب داؤد نے سر اثبات میں ہلایا۔

"پھر ناشتہ کر کے جاؤ بچوں ہمارا مان رہے گا۔۔روقیہ بہو مردان خانے میں ناشتہ لگواؤ۔۔حداد بیٹا ہم عترت کو یہی روکنا چاہتے ہیں تمہاری اجازت ہو تو کیا وہ۔۔"ثاقب داؤد بولے جب حداد نے ان کی بات احتراماً کاٹی۔

"داجی میں کل لینے آجاؤ گا عترت کو آپ مجھے شرمندہ نا کرے " حداد نے دل پر ضبط کرتے ثاقب داؤد کے احترام میں کہا۔

"فراج حداد کے ہاتھ سے خون نکل رہا ہے ڈاکٹر کو کال کرو " شازم صاحب نے فراج سے کہا جو اثبات میں سر ہلا گیا۔

"نہیں ماموحضور میں ٹھیک ہو ڈاکٹر کی ضرورت نہیں اور اتنی بارش میں کیوں کسی کو تکلیف دینی " حداد نے انھیں منع کیا۔

"چلے حداد بھائی میں آپ کی ڈریسنگ کر دیتا ہو " فراج نے حداد کو افر۔

"ہاں تمہیں خاصا ایکسپرینس لگتا ہے چھوٹے سالے صاحب " حنان نے فراج کے ہاتھ پر بندھی پٹی کو دیکھتے کہا سب جو ناشتے کی دعوت اور نوک جھوک میں یہ بات نوٹس نا کر پائے ان کی نظر فراج پر گئی سب حیران ہوئے جنہ بھی سب کی طرح فراج کو دیکھنے لگی اس نے تو اوپر ہی نوٹس کر لیا تھا۔

"کیسے لگی چوٹ " افق جویریہ عترت سمیت پریشان ہوتی ہم آواز بولتی فراج کی سمت بڑھی۔

"ارے ارے میری بہنوں میں ٹھیک ہو بس گلاس ٹوٹ گیا تھا تو وہ لگ گیا اور پلیز ایموشنل نا ہونا یار " فراج ان تینوں کو دیکھتا بولا جویریہ نے فراج کو گھورا پٹی پورے ہاتھ پر تھی۔

"یار آپی اب شادی ہوگئ آپ کی اب اپنے میاں کو گھورے مجھے بخش دے " فراج بولا جویریہ نے اسے شانے پر تھپڑ رسید کیا جبکہ سب فراج کی بات پر مسکرا دئے۔

"مجھے تو گھورتی ہی رہتی ہے الحمدللہ " حنان نے مسکراتے کہا سب پھر مسکرا دئے جبکہ جویریہ کا چہرہ سپاٹ ہوا۔

فراج نے حداد کے ہاتھ کی ڈریسنگ کی تو سب ہی خاموشی سے ناشتہ کرنے میں مصروف ہوئے۔

ناشتہ کرتے ہی حداد عترت سے ملنے کے لیے ثوبیہ بیگم کے کمرے میں آیا تھا مگر وہ ثوبیہ بیگم سے باتوں میں مصروف تھی تو حداد چپ چاپ واپسی کے قدم لے گیا کفیر'ز داؤد حویلی سے نکلے تھے جویریہ کے بھی رکنے پر اصرار کیا گیا مگر حنان نے نرمی سے منع کر دیا سب داؤد'ز بھی کفیر'ز کے جاتے ہی ہلکی پھلکی باتوں سمیت خوش گپوں میں مصروف ہوئے تھے عشراق اور مقدس اداس ہوئی مگر سب نے ان کی اداسی پل میں اپنی محبت اور نوک جھوک سے غائب کی۔

پورے رستے جویریہ سے جنہ یازان اور حداد نے بات نہیں کی انھیں جویریہ پسند نہیں تھی اور وجہ ان کے فرشتہ صفت بھائی پر برسوں پرانا الزام تھا جویریہ سب نوٹ کر رہی تھی کفیر حویلی میں صرف عترت اور حنان ہی تھے جو اس سے بات کیا کرتے تھے اور اس کا خیال رکھا کرتے تھے کفیر حویلی میں معمول کے مطابق کام جاری تھے جب وہ پہنچے تو حنان اور یازان شاہد کفیر،

عالم صاحب اور اعظم صاحب کے ساتھ لاونج میں براجمان ہوئے تو جویریہ اپنے کمرے کا رخ کر گئی حداد بھی سلام کرتا اپنے کمرے کی سمت بڑھا تھا دن سے رات ہو چکی تھی مگر حداد اپنے کمرے سے نا نکلا سب پریشان تھے دادجی نے حنان کے کمرے میں آتے اس سے پریشانی کی وجہ جانی چاہیے تو حداد مسکراتا بات ٹال گیا تو دادجی نماز کے لیے چلے گئے فاطمہ بیگم خود چل کر حداد کے کمرے میں آئی تھی رات کا کھانا لے کر وہ ابھی ابھی ٹھنڈے پانی کا شاور لیتا اتنی ٹھنڈ میں شرٹ لیس بیٹ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھا آنکھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے تھا پل بھی نا لگا فاطمہ بیگم کو حداد کی اداسی سمجھنے میں وہ جل بھن گئی عترت کی چند گھنٹوں کی جدائی پر اپنے بیٹے کا یہ حال دیکھتے انھوں نے باقاعدہ حداد سے شکوہ کیا جسے سنتے حداد نے لب بھینچے اور ماں کے سامنے مسکراتے انہیں اپنی فکر سے آزاد کرتے کھانا کھایا مگر وہ ہی جانتا تھا یہ کمرہ اب عترت کے بنا اسے کیسے برداشت ہو رہا تھا فاطمہ بیگم مسکراتی حداد کے سر پر ہاتھ پھیرتی کمرے سے نکلی۔

جویریہ بھی رات کا کھانا کھاتی کمرے میں آتی سونے کی تیاری کر رہی تھی جب حنان کمرے میں داخل ہوتا جویریہ کو مصروف دیکھتا فریش ہوتا سٹڈی روم کی طرف بڑھا تھا جویریہ نے نوٹس کیا حنان نے اس روم کو چابی سے کھولا تھا جویریہ حیران ہوئی جبکہ حنان دروازہ بند کر چکا تھا کمرے میں داخل ہوتے حنان نے لائیٹس آن کی اور قدم بے ساختہ سٹڈی روم کی الماری کی طرف لیے الماری سے کتاب نما ڈائری نکالتے وہ ٹیبل پر آکر بیٹھا تھا ایک دفعہ پھر اس ڈائری پر لکھے نام کو اپنے لبوں سے ادا کیا "انجشہ شاہ میر" کھڑکی سے باہر چاروں طرف چھایا اندھیرا ، بجلی کی گڑگڑاہٹ اور مسلسل چمکتی بجلی ، بارش کی بوندیں یہ منظر کسی طوفان کی آمد کا اندیشہ ظاہر کر رہا تھا اور حنان اس طوفان سے بے خبر داؤد'ز اور کفیر'ز کی زندگیوں میں ایک نئے طوفان کی آمد کے لیے اس ڈائری کو پڑھنے لگا۔

ہم خود کو تمہارے نام لکھتے ہیں!

کہانی عشق میں تمہیں جنونِ لمحات لکھتے ہیں!

(حنان نے پہلے ورق کے دو اشعار پڑھے وہ ڈائری غزل سے شروع ہو رہی تھی)

ہمیں ہے چوڑیوں سے عشق !

مگر اپنی کلائیوں کو تمہارا ساز گار لکھتے ہیں!

(وہ اس ڈائری کو پڑھ رہا تھا ایک ایک لفظ کو اس ڈائری کے گمنمند ہوتے اوراق سے)

بہاروں کے موسم کو تم سے شناخت لکھتے ہیں!

(وہ کہانی کے ایک کردار کے الفاظ تھے وہ شاید انجشہ شاہ میر کے الفاظ تھے)

ہمیں محبوب ہے سیاہ رنگ !

مگر تمہارے لیے لہو سے خود کو رنگدار لکھتے ہیں !

(اس ڈائری کے ہر پنے پر مرجھائی گلاب کی پنکھڑی تھیں)

پرندوں کی قید کے مخالف ہم !

ہم خود کو تمہاری قید میں خطاوار لکھتے ہے !

(یہ ڈائری قید کی داستان تھی شاید)

تنہائی کے ہم آشنار!

خود کو تمہارے لیے سرِ عام لکھتے ہیں!

(جیسے کسی کے عشق میں پاگل دیوانی کی)

ہم عزت نفس سے معتبر !

تمہارے لیے خود کو فقیر جہاں لکھتے ہیں!

(خود سے بڑھ کر کسی کو چاہنے کی)

اپنی داستان کے حصولِ عشق میں!

جنونِ رقصم کو تمہارا طلبگار لکھتے ہیں!

(حنان نے ڈائری یک دم بند کی اسے احساس ہوا یہ ادھوری داستان ہے اتنے میں ہی دروازہ ناک ہوا حنان نے دروازے کی سمت دیکھا)

****

"کیا ہوا میری یاد آرہی ہے میری سفاک بیوی کو " حنان سٹڈی کا دروازہ بند کرتے گویا ہوا جویریہ کی نظریں لاک ہوتے ہینڈل پر تھی۔

"نہیں۔۔تم سٹڈی میں کیا کر رہے تھے" جویریہ دو قدم پیچھے ہوتی پوچھنے لگی۔

"تمہاری سوتن کے ساتھ رومینس کر رہا تھا" حنان نے دو قدم آگے لیتے جویریہ کی کمر میں ہاتھ ڈالے شوخ انداز میں کہا جویریہ کی سنہری آنکھوں میں ناگواری اتری وہ اسے اس کی بات کا جواب نہیں دے رہا تھا۔

"تو میرے قریب کیوں آرہے ہو " جویریہ نے سپاٹ چہرے سے کہا۔

"تم جیلس ہو رہی ہو ؟" حنان جویریہ کے بالوں کی لٹ کو کان کے پیچھے کرتے ہوئے بولا۔

"میں جیلس ہننہ۔۔میری بلا سے تم ہزاروں کے ساتھ کرو مجھے کیا " جویریہ نے نارمل انداز میں کہا جب حنان نے جویریہ کی چن پر ہلکے براؤن تل کو دیکھتے وہاں لب رکھے جویریہ کی آنکھوں میں وحشت سے سرخی گھلی مگر وہ خود کو سخت الفاظ کہنے سے باز رکھ گئی شاید کل کا انجام آنکھوں کے پردوں پر آیا تھا۔

"مجھے تو تمہارے ساتھ ہی ہزار مرتبہ کرنا ہے (رومینس) " حنان جویریہ کے کانوں میں پہنے ڈائمنڈ کے پلس پر لب رکھتا گویا ہوا۔

"تم سوتن کے ساتھ کرو مجھے نیند آرہی ہے" جویریہ حنان کی آنکھوں میں خمار دیکھتی بولی وہ اپنی سرمئی آنکھوں سے جویریہ کو گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"اب تم سے پیار کرنے کو دل کر رہا ہے " حنان نے جویریہ سے کہا اور اسے قید کیا۔

"حنان " جویریہ نے اچانک آفت پر پکارا حنان نے نا سنی جویریہ نے دھکا دیا۔

"کیا بدتمیزی ہے یہ میں محبت سے پیش آرہا ہو تم سے اور تم۔۔"حنان ضبط سے غرایا تھا کہ اسے احساس ہو جویریہ کا بدن لرز رہا ہے وہ گہرے گہرے سانس لے رہی ہے۔

"جویریہ۔۔کیا ہوا " حنان تیزی سے جویریہ کے قریب ہوتا جویریہ کے چہرے کو ہاتھوں کے پیالوں میں بھرتا پریشانی سے گویا ہوا جویریہ نے سنہری خوف میں ڈوبی پلکیں اٹھائے حنان کو دیکھا۔

"میں نے میڈسن نہیں لی۔۔سانس لینے میں تکلیف ہو رہی ہے " جویریہ نے مدھم آواز میں حنان کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑے کہا حنان نے جویریہ کی آنکھوں میں خوف دیکھا مگر خوف کی وجہ جان نا سکا وہ اتنا جانتا تھا کہ جویریہ اس سے تو خوف نہیں کہا رہی تو پھر ؟؟۔

"کہا ہے میڈیسن تمہاری " حنان نے پوچھا۔

"میں لے لیتی ہو " جویریہ نے کہا حنان جویریہ سے دور ہوا جویریہ اپنا گاؤن پہنتی کبرڈ کی سمت بڑھی ایک بوتل نکالے وہ ٹیبلیٹ نکالنے لگی جب حنان فورا اس کے سر پر پانی کا گلاس لیے سوار ہوا جویریہ کو پانی کا گلاس تھمائے اس نے نامحسوس انداز میں بوتل پر لکھی ڈسکرپشن پڑھی وہ جویریہ کی استھما کنٹرول کرنے کی میڈیسن تھی جویریہ حنان کی نظریں بوتل پر دیکھ چکی تھی۔

"اب ٹھیک ہو ؟ " حنان نے پوچھا جویریہ نے سر اثبات میں ہلایا۔

"میں ٹھیک ہی تھی بس میڈیسن لینا بھول گئی تھی اچانک یاد آئیں " جویریہ نے نارمل انداز میں کہا تاکہ حنان اس کی فکر نا کرے اور کندھے اچکا گئی اسے حنان کی فکر گوارا نا تھی خود کے لیے۔

"چلو یہ تو اچھا ہے پھر " حنان نے مسکراتے کہا اور جویریہ کو پشت سے حصار میں لیتے کہا۔

-------------------۔داؤد حویلی میں سب بڑے اس وقت اپنے اپنے کمروں میں موجود تھے جبکہ عشراق مقدس شمائلہ افق اور عترت اس وقت عترت کے روم میں موجود گپ شپ لگا رہی تھیں وہ تمام خواتین اپنی باتوں میں بے حد مصروف تھیں تو فراج کے روم میں اس وقت قہرام مچا ہوا تھا قہرام مچانے والی وجہ یاسر کی گرلفرینڈ شفا تھی جو باہر ملک سے آتے ہی یاسر کی شادی کی خبر سنتے نشے میں دھت رات کے اس پہر داؤد حویلی ہنگامہ

کرنے کے لیے آئی تھی یہ سوچے سمجھے بغیر کہ یاسر کے جس روپ سے لوگ کانپتے ہیں شفا اسے آپنے لیے اجاگر کرنے والی ہے۔۔شفا کی کالز پر سلمان (یاسر کا دوست) الرٹ ہوتا جلد داؤد حویلی عمران (یاسر کے سکریٹری) کے ساتھ پہنچا تھا جہاں گارڈز تک پہنچنے سے پہلے ہی سلمان اور عمران نے شفا کو سنبھالتے ہوئے سب کی نظروں سے اوجھل کرتے فراج کے روم تک پہنچایا تھا کیونکہ ثوبان یاسر اور مصطفیٰ کے روم میں کسی بھی وقت ان کی بیویاں چھاپا مار سکتی تھیں فراج ثوبان اور مصطفیٰ کو سلمان نے ہی خبر دی تھی جو شفا کے بارے میں سنتے زرا برابر بھی شاک نہیں ہوئے تھے۔۔اس کمرے میں اس وقت فراج ثوبان سلمان اور عمران شفا کے ساتھ موجود تھے جو نشے میں دھت اپنے موبائل میں گانا لگاتی جھوم رہی تھیں اور بار بار یاسر کا نام اپنے لبوں سے ادا کر رہی تھی۔

آو راجا !!

تو کیا چاہے مجھے سمجھ نہیں آتی !!

شفا نے فراج کو پیچھے سے جکڑا فراج نے شفا کے بازوں کو اپنے سینے سے ہٹاتے اسے گھورا ویسٹرن سکرٹ میں اپنی رعنائیاں کو عیاں کرتی شفا فراج کو ایک آنکھ نا بھائی تھی فراج نے واپس چہرہ اپنے روم کی کھڑکی کی سمت موڑا۔

کیوں کر کے اشارے مجھے بلاتی !!

آو راجا !!

پھر گھر پہ بلا کے مکر کیوں جاتی!!

شفا نے فراج کے جھٹکنے پر منہ بناتے بگڑتے بیلنس کے ساتھ ثوبان کو مسکراتی آنکھوں سے دیکھا جو کاوئچ پر بیٹھا شفا اور فراج کی طرف متوجہ تھا۔

کیوں چھت پر چڑھ کر گانا گاتی !!

آو راجا!!

شفا کا رخ ثوبان کی سمت تھا جو ہڑبڑاتا اپنی جگہ سے اٹھا اور فورا بیڈ پر چڑھ دوڑا ثوبان کے بھاگنے کی سپیڈ دیکھتے فراج ،عمران اور سلمان نے بامشکل اپنا قہقہہ روکا۔

کنڈی مت کھڑکاو راجا!!

سیدھا اندر او راجا !!

شفا نے پیر پٹخے اور گردن گھمائی پھر اس کی نظر عمران (یاسر کا پرسنل سیکرٹری) پر پڑی شفا نے ایک ادا سے اپنے بال جھٹکے لڑکھڑاہٹ اس کی چال میں واضح تھی

پھول بچھا پرفیوم لگا کے !!

موڈ بناؤ تازہ تازہ !!

عمران اپنے بوس کی گرل فرینڈ کو اپنے قریب آتا دیکھ صدمے سے آنکھیں پھیلا گیا بے ساختہ تھوک نکلا عمران اور شفا کے درمیان اب کچھ قدم کا فاصلہ تھا عمران ہاتھ میں پکڑی فائل کو زمین پر پٹختا ثوبان کی سمت بیڈ پر چڑھ دوڑا شفا نے اداسی سے منہ لٹکایا مگر ابھی ایک شخص باقی تھا سلمان (یاسر کا ڈی ایس پی دوست) سلمان اس چڑیل کو اپنے قریب آتا دیکھ گڑبڑاتا فراج کی سمت بھاگا آج وہ چاروں صرف یاسر کی وجہ سے اس شفا نامی بلا سے اپنی عزتیں بچا رہے تھے۔۔ کہ اتنے میں دروازے پر دستک ہوئی فراج شفا کے قریب سے مگر دور دور ہوتا شفا کے موبائل تک پہنچتا گانا بند کر گیا اور دروازے کی سمت بڑھا دروازہ زرا سا کھولے فراج نے مصطفی کو دیکھا جو اسے ہی کالی آنکھوں سے گھور رہا تھا مصطفی کمرے میں داخل ہوتا دروازہ بند کر گیا۔

"یہ کمینہ خود کہا ہے ؟؟ " ثوبان مصطفی کو کمرے میں اکیلا آتے دیکھ بیڈ پر ہنوز کھڑا پوچھنے لگا جبکہ مصطفی کو دیکھتے شفا لڑکھڑاتی مصطفی کے قریب ہونے کو قدم بڑھا گئی۔

"مجھے کیا پتا میں نے پوری حویلی میں ڈھونڈ لیا کہی نہیں ملا " مصطفی نے جواب دیا اتنے میں مصطفی کو بنا سمجھنے کا موقع دئے شفا نے مصطفی کی گردن میں دونوں ہاتھ ڈالے مصطفی گڑبڑایا تو فراج اور ثوبان کی آنکھیں پھیلی جبکہ عمران اور سلمان اپنی عزت بچتا دیکھ شکر ادا کر گئے۔

"اس کو دور کرو مجھ سے۔۔استغفر اللہ " مصطفی پسینے سے تر ہوتے چہرے کے ساتھ بولا دل زورو سے دھڑکا تھا پہلی دفعہ کسی نا محرم صنف نازک کو اپنے قریب جو دیکھ رہا تھا۔

"ہاں تا کہ یہ ہمارے گلے پڑے " ثوبان نے فورا ہری جھنڈی دیکھائی مصطفی نے غصے سے ثوبان کو دیکھا۔

"میں تمہاری بہن کا سہاگ ہو۔۔شرم کر" مصطفی کا بس نا چلا ثوبان کے منہ پر موقع جڑ دے۔

"میں ایک رات کے لیے اپنی بہن کے سہاگ کو گروی رکھتا ہوں " ثوبان نے دوبدوک کہا مصطفی کا چہرہ مزید لال ہوا شفا نے مصطفی کی کالی آنکھوں میں

دیکھتے اپنی ریڈ نیل پینٹ سے سجی انگلی کو مصطفی کی پیشانی سے ٹریس کرنا شروع کیا مصطفی کی حالت غیر ہوئی۔

"سالے میں سہاگ۔۔ہو یا کنگن جسے گروی۔۔رکھ رہا ہے تو" مصطفی ہکلاتے ہوئے غصے سے بولا جبکہ شفا مصطفی کے غصّہ کرنے پر کھکھلائی۔

"جب ایک سہاگ کے گروی رکھنے سے چار سہاگ بچ سکتے ہیں تو کوئی مزاحقہ نہیں اس بات میں" اب جواب عمران نے دیا تھا جبکہ عمران کی بات پر سلمان کو برا لگا۔

"ہم کنوارے ہیں" سلمان نے فراج کو دیکھتے کہا۔

"ہم سے مطلب " فراج نے ناسمجھی سے پوچھا اس کے حساب سے تو اس کمرے میں صرف سلمان ہی کنوارا تھا فراج کی بات پر ثوبان مصطفی اور سلمان نے اسے گھورا۔

"تو کس کا سہاگ ہے ؟ " سلمان نے پوچھا فراج کی ناسمجھی پل میں غائب ہوئی ۔

"میں کنوارا ہوں " فراج نے تحمل سے جواب دیا اب یہ جواب ان سب کے لیے تھا یا خود کے لیے تسلی فراج ہی جانتا تھا۔

"ہمیں بتا رہے ہو یا خود کو تسلی دے رہے ہو " عمران نے پوچھا۔

"آپ لوگ اس بلا کے بارے میں سوچ مجھے مشکوک نظروں سے نا دیکھے " فراج نے فورا توجہ شفا کی طرف مبذول کروائی۔

"مجھے تم پسند ہو " شفا نے بہکے انداز میں مصطفی کی مونچھوں کو سہلاتے ہونٹوں پر انگلی ٹریس کرتے کہا مصطفیٰ نے تھوک نگلا۔

"مجھے تم ناپسند ہو " مصطفی نے اپنی گردن کو شفا کی باہوں سے آزاد کرنے کی کوشش کرتے کہا۔

"گانا کیوں خراب کر رہے ہیں بھائی" فراج نے منہ بناتے کہا۔

"چلنا پسند مسکرانا پسند ہے۔۔ نظریں ملا کے جھکانا پسند ہے۔۔جب ہونٹوں سے نام لیتی ہو میرا۔۔مجھے اس طرح سے بلانا پسند ہے۔۔"فراج نے گلا کھنکھارتے گانا شروع کیا۔

"پتا ہے کہ نا رضا مند ہو مگر مجھے تم ابھی بھی۔۔"فراج گانا پورا کرتا کے مصطفی نے اپنی گردن سختی سے شفا کی باہوں سے آزاد کرتے اسے فراج کی سمت دھکیلا۔

"ناپسند ہو۔۔ناپسند ہو " مصطفی نے دونوں ہاتھ فراج کے چٹانی سینے پر گری شفا کے سامنے جوڑتے ہوئے فراج کا گانا مکمل کیا فراج گڑبڑایا۔

"یاسر۔۔مائے بے بی " شفا نے منہ بناتے یاسر کو یاد کرتے فراج کے سینے پر سر رکھا۔

"وہ اسی کلو کا سانڈ اسے بے بی لگ رہا ہے " ثوبان کو غصہ آیا۔

"تم مجھے۔۔پیار کرو۔۔مجھے میرے بے بی کی یاد آ رہی ہے " شفا نے فراج کے سینے پر لب رکھتے کہا۔

"پیار بھی بی بی اس بے بی سے ہی جا کر لو " فراج نے شفا کو سیدھا کرتے اپنی شرٹ کو سینے سے جھاڑا جیسے شفا کے لبوں کے لمس کو اپنی شرٹ سے صاف کرنا چاہتا ہوں۔

شفا کی اب جیسے بس ہوئی وہ سینڈل ادھر ادھر اچھالتی فرش پر بیٹھتی رونا شروع کر چکی تھی ان پانچوں کے پسینے چھوٹے وہ کچھ کرتے کے دروازے پر دستک ہوئی ثوبان کو لگا یاسر ہو گا وہ نیلی آنکھوں میں غصہ لیے یاسر کو سنانے کے لیے دروازے کی سمت جوش سے بڑھا جھٹکے سے دروازہ کھولتے اور سامنے مقدس کو کھڑا پا کر ثوبان کا سارا جوش رفوچکر ہوا ثوبان نے گڑبڑاتے دروازہ اتنا کھلا رہنے دیا کہ ثوبان کی شکل ہی نظر آئے مقدس کو۔ مقدس جو عمران اور سلمان کی آمد کا ملازمہ سے سنتی فراج کے کمرے کی سمت اہتمام کا پوچھنے آئی تھی ثوبان کے چہرے کی آڑی رنگت کو دیکھتے ثوبان کو حیرانی سے دیکھنے لگی۔

"کیا ہوا آپ کو ثوبان " مقدس نے پریشانی سے پوچھا۔

"کچھ نہیں۔۔تم یہاں۔۔کوئی کام تھا" ثوبان نے سنبھلتے جواب دیا اتنے میں شفا کے رونے کی آواز مقدس کے کانوں سے ٹکرائی۔

"یہ کون رو رہی ہے۔۔کوئی لڑکی ہے اندر ؟؟" مقدس نے نا سمجھی سے پوچھتے قدم پریشانی سے دروازے کی سمت لیے ثوبان کی پکڑ دروازے پر مزید سخت ہوئی۔

"کوئی نہیں رو رہی اور لڑکی۔۔نہیں تو۔۔اندر تو ہم مرد ہیں " ثوبان نے معاملہ سنبھالنے کی کوشش کی تو فراج نے جلدی آگے بڑھتے شفا کے منہ پر ہاتھ رکھا جو اب ہاتھ پیر چلانے لگی۔

"مجھے لڑکی کی آواز آئی ابھی رونے کی" مقدس باضد ہوئی۔

"یار کون لڑکی ہوگی ؟؟ تمہیں وہم ہوا ہے۔۔اچھا یہ بتاو کوئی کام تھا تمہیں ؟" ثوبان نے مقدس کی توجہ ہٹانے کی کوشش کی جس میں وہ کامیاب بھی ہوگیا۔

"ہاں وہ ملازمہ نے بتایا کوئی مہمان آئے ہیں آپ کے تو میں پوچھنے آئی تھی کچھ لاؤ کھانے کے لیے " مقدس نے پوچھا ثوبان مسکرایا۔

"نہیں ضرورت نہیں اگر ہو گی تو ہم ملازمہ سے کہ دے گے تم جاؤ آرام کرو " ثوبان نے کہتے ہی دروازہ بند کرنا چاہا مگر اتنے میں وہاں افق کی آمد ہوئی۔

"بھائی مجھے بھی ملنا ہے عمران اور سلمان بھائی سے " افق نے آتے فرمائش کی جبکہ افق کی آواز سنتا مصطفی بڑبڑایا۔

"ایکسائیٹمنڈ تو دیکھوں جیسے عمران خان اور سلمان خان آئے ہو ہماری حویلی " مصطفی نے سر جھٹکا۔

"میرا بچہ ابھی نہیں مل سکتے وہ۔۔جاتے وقت ضرور ملے گے تم سے " ثوبان نے اپنی بہن کو جواب دیا۔

"مجھے ابھی ملنا ہے میں سونے جا رہی ہو " افق نے وجہ بتائی اتنے میں ہی عترت بھی افق کے برابر میں آکر کھڑی ہوئی۔

"مجھے بھی ملنا ہے " عترت نے کہا۔

"اور کوئی رہ گیا ہے تو اسے بھی بلا لو" ثوبان نے جل کر کہا کہ عترت اور مقدس نے ایک دوسرے کو منہ کھولے دیکھا تو افق نے ناک چڑھائی اتنے میں قندیل یاسر کے ساتھ آتی دیکھائی دی۔

"کیا ہوا۔۔آپ سب یہاں کیوں کھڑی ہیں ؟" یاسر نے سلام کے بعد سوال کیا البتہ قندیل سب سے ملتی اب ثوبان کی طرف قدم بڑھا گئی جس نے دروازہ نامحسوس انداز میں بند کرتے قندیل کو سینے سے لگایا۔

"سلمان اور عمران بھائی آئے ہیں ہمیں ملنا ہے ان سے اور ثوبان بھائی نہیں ملنے دے رہے " افق نے منہ بناتے کہا۔

"وہ لوگ اس وقت یہاں ؟" یاسر کو حیرانی ہوئی جبکہ ثوبان نے اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورا۔

"ہاں تم سے کام تھا انھیں " ثوبان نے دانت پیستے جواب دیا۔

"اچھا آجاؤ سب ملتے ہیں " یاسر نے عترت ،قندیل اور افق سے کہا۔

"میں کچھ کھانے کو لاتی ہو " مقدس کہتی راہداری سے نکلی تو شائلہ عشراق کے ساتھ عترت کے کمرے سے باہر نکلتی نظر آئی یاسر جو تھکاوٹ سے چور اپنی پیشانی کو دو انگلیوں سے مسل رہا تھا کیونکہ وہ دوپہر سے اپنی کیمپین میں مصروف اب قندیل کو لیے گھر لوٹا تھا۔۔عشراق کو ایک نظر دیکھتا مسکرایا تھکن جیسے پل میں دور ہوئی۔

"ملکہ تم سوئی نہیں ابھی تک " یاسر نے لہجے میں محبت سموئے عشراق سے پوچھا۔

"نہیں ہم باتیں کر رہے تھے " عشراق نے جواب دیا۔

"لالہ آپ کہتے ہیں تو عشراق بھابھی کو کمرے میں چھوڑ آؤ ؟؟ " شمائلہ نے شرارت سے کہا یاسر مسکرایا۔

"نہیں میں خود لے جاؤ گا " یاسر نے ایک آنکھ ونگ کرتے شمائلہ کو جواب دیتے عشراق کی ویل چیئر کو تھاما۔

"او ہمارے بادشاہ اپنے خادمہ۔۔میرا مطلب ہے خادموں سے تو مل لو پہلے" ثوبان نے یاسر کی مسکراہٹ پر جل بھن کر کہا ثوبان کی بات پر افق قندیل شمائلہ عترت کو جہاں حیرت ہوئی تو یاسر نے لب کاٹتے ہوئے ثوبان کو دیکھا عشراق خامخا شرمندہ ہوئی۔

"میں آتا ہوں ملکہ " یاسر نے کہا۔

یاسر نے قدم فراج کے کمرے کی سمت بڑھائے تو ثوبان بھی یاسر کے پیچھے روم میں داخل ہوتا فوراً کمرہ بند کر گیا یاسر شفا کو فراج کے کمرے میں دیکھتا آئیبرو ریز کیے اعتراف میں کھڑے عمران سلمان اور مصطفی کو دیکھنے لگا جبکہ فراج نے بھی اب شفا کے منہ سے ہاتھ ہٹاتے سیدھا کھڑے ہوتے یاسر کو دیکھا جبکہ شفا رونا بھولائے یاسر کو دیکھتی لڑکھڑاتی ہوئی اس تک پہنچی۔

"بے بی۔۔"شفا نے یاسر کے سینے پر سر رکھتے اسے پکارا۔

"تم یہاں کیا کر رہی ہو " یاسر نے برفیلے لہجے میں پوچھتے شفا کو خود سے دور جھٹکا۔

"میں تمہارے لیے۔۔آئی تھی " شفا لڑکھڑاتی ہوئی زمین بوس ہوتی کہ فراج نے شفا کو سہارا دیا شفا کی آواز میں اب بھی نشے کی رمک تھی۔

"تم یہاں کس سے پوچھ کر آئی ہو۔۔تمہارے قدم کیسے پڑے اس حویلی میں میری بیوی کے ہوتے ہوئے " یاسر جبڑے بھینچتے ہوئے بولا۔

"تمہاری بیوی۔۔ نہیں وہ تمہاری کچھ نہیں۔۔ تم مجھ سے محبت کرتے ہو۔۔ تم پر صرف میرا حق۔۔"شفا اپنی بات مکمل کرتی کہ یاسر کے ہاتھ نے شفا کی زبان کو لگام دی مصطفیٰ اور ثوبان نے ناگواری سے یاسر کو دیکھا جبکہ فراج نے مٹھیاں بھینچ لی تو عمران اور سلمان کے تاثرات بھی یکساں تھے کہا گوارہ تھا اپنے سامنے کسی عورت پر ہاتھ اٹھتا دیکھنا۔

"تم دونوں۔۔ کیوں آنے دیا اس عورت کو میری حویلی میں " یاسر اب سلمان اور عمران کو دیکھتا دھاڑا تھا۔

" آواز نیچے۔۔ تمہارے کرتوتوں پر ہی پردہ ڈالنے کے لیے وہ دونوں اسے یہاں لائے تھے ورنہ آج ساری حویلی کو تمہارے کرتوت کے بارے میں پتا چل جاتا " ثوبان غرایا یاسر نے لب بھینچے۔

"میں۔۔تم۔۔سے محبت۔۔کرتی۔۔ہو۔۔یاسر " شفا گال پر ہاتھ رکھتی بہتی آنکھوں سے بولی۔

"محبت نہیں ضرورت کہو " یاسر نے تصیح کی۔

"ضرورت۔۔ضرورت تو تمہیں بھی تھی میری " شفا دو قدم آگے ہوتی ہوئی نم لہجے میں بولی اس کا نشا ایک تھپڑ سے ہی شاید اتر چکا تھا۔

" تھی مگر اب نہیں۔۔دوبارہ میری حویلی میں قدم مت رکھنا " یاسر نے وارنگ دیتے کہا۔

"مجھے تمہاری اب بھی ضرورت ہے" شفا نے بے بسی سے کہتے یاسر کے ہاتھ کو تھامنا چاہا۔

"چھونا مت مجھے اور میں مزید ناپاک نہیں ہونا چاہتا" یاسر نے پتھریلے لہجے میں کہا۔

"تم میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے ہو" شفا ہزیانی انداز میں چیخی۔

****

"میں نے تمہارے ساتھ کیا کیا ہے ؟" یاسر شفا کو غور سے دیکھتے پوچھنے لگا جبکہ عمران سلمان فراج ثوبان مصطفی ، یاسر اور شفا کی طرف ہی متوجہ تھے۔

"تم میرے ساتھ کب سے ہو یاسر اور اب تم کسی اور سے شادی کیسے کر سکتے ہو " شفا نے یاسر کی گہری سیاہ آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا شفا کی آنکھیں نم تھیں چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔

"کیا میں نے تم سے کبھی شادی کا وعدہ کیا ؟ اور رہی شادی کی بات میرا نکاح ہوچکا ہے یہ بات تم جانتی تھیں" یاسر نے کہا۔

"جانتی تھی مگر تم اپنی بیوی سے نفرت کرتے تھے " شفا نے جواباً کہا جبکہ شفا کی بات پر ثوبان کا ضبط جواب دے گیا تو فراج اور مصطفی نے شفا کی پشت کو ناگواری سے دیکھا۔

"یہ کیا تماشا چل رہا ہے اور اگر تم عشراق کو ناپسند کرتے تھے تو رخصتی کے لیے کیوں بے تاب ہو رہے تھے" ثوبان اپنی پیشانی دو انگلیوں سے مسلتا دھاڑا تھا۔

"بھائی آپ اچھے سے جانتے ہیں ہم داؤد'ز ہے مر سکتے ہیں مگر خود سے منسوب عورت کو چھوڑ نہیں سکتے تو میں کیسے اپنی بیوی کو طلاق دیتا یا خلاء لینے دیتا کفیر'ز تو یہی چاہتے تھے۔۔ہر گز نہیں میں دنیا کو آگ لگا دیتا مگر کبھی اپنی ملکہ کو خود سے جدا نا کرتا ہاں میں جانتا ہوں کہ پہلے میں عشراق سے نفرت کرتا تھا مگر یہ بات پہلے کی ہے" یاسر نے ثوبان سے کہا۔

"تو تم نے میرا استعمال کیوں کیا ؟" شفا یاسر کے لہجے میں عشراق کے لیے محبت محسوس کرتی چیخی تھی یاسر کا غصہ عنود ہوا۔

"میں نے تمہیں استعمال کیا ؟ میں نے۔۔کیا میں آیا تھا تمہارے قریب مجھ سے سکون حاصل کرنا تمہاری خواہش تھی میری نہیں مانا میں بھی تمہارے وجود سے لطف انداز ہوا ہو مگر مجھے سکون پہنچانے کے بدلے بہت اچھا معاوضہ بھی وصول کرتی رہی ہو تم " یاسر نے غراتے ہوئے کہا جبکہ فراج مصطفی ثوبان نے یاسر کو ایک نظر نا دیکھتے ہوئے رخ پھیرا وہ لوگ نا کبھی زنا کے حق میں تھے نا ہی یاسر اور شفا کے معاملے میں کچھ بول سکتے تھے ان کی نظر میں یاسر اور شفا دونوں ہی برابر کے قصور وار تھے البتہ شفا کو چپ لگی۔

"یاسر تم مجھ سے دوسری شادی کر لو میں زندگی بھر تم سے کچھ نہیں مانگو گی " شفا کچھ توقف کے بعد بولی۔

"جو لڑکی ہر ملاقات پر ڈائمنڈ کی جیولری یا لاکھوں کی شوپنگ کے علاوہ دوسری کوئی بات نہیں کرتی اس کے منہ سے یہ بیچارگی والی بات سنتے میرے کانوں سے دھوئے نکل رہے ہیں۔۔کام کی بات کرو " یاسر شفا کی بات پر آیبرو ریز کرتا بولا جبکہ دھواں والی بات پر عمران نے منہ پر ہاتھ رکھتے اپنی ہنسی کنٹرول کی۔

"میں تم سے محبت کرتی ہو یاسر بہت محبت " شفا یاسر کے روبرو ہوتی آنسوؤں سے تر چہرے سے بولی یاسر دفعتا مسکرایا۔

"کتنی محبت کرتی ہو مجھ سے ؟ " یاسر نے شفا کے ایک قدم قریب ہوتے پوچھا

۔

"تمہاری سوچ سے زیادہ " شفا نے نظریں یاسر کے وجیہہ چہرے پر جمائے کہا
۔

"خود سے بھی زیادہ ؟ " یاسر نے شفا کے چہرے پر آئی لٹوں کو کان کے پیچھے کرتے ہوئے پوچھا نظریں شفا کے چہرے کے ایک ایک نقش کا طواف کر رہی تھیں شفا نے سر اثبات میں ہلایا۔

"کیا کر سکتی ہو میرے لیے ؟ " یاسر نے مسکراتے پوچھا۔

"جان بھی دے سکتی ہوں " شفا نے نڈر ہوتے کہا۔

"اوکے چلو دے کر دیکھاؤ پھر " یاسر یک دم پیچھے ہوتا اپنا ہاتھ پیچھے لے جاتے ہوئے پینٹ میں اڑسائی ہوئی پسٹل کو نکال کر لوڈ کرتا شفا کے ہاتھ میں زبردستی تھماتے ہوئے بولا جبکہ شفا نے حیرت سے یاسر کو دیکھا تو ثوبان مصطفی فراج عمران اور سلمان یاسر کی طرف سنجیدگی سے متوجہ تھے جبکہ یاسر اب کاوئچ پر جاکر بیٹھا دلچسپی سے شفا کو دیکھنے لگا۔

"کیا ہوا سوچ کیا رہی ہو " یاسر تھوڑی کے نیچے ہاتھ کی مٹھی جماتے ہوئے بولا ۔

"یاسر۔۔میں تم سے سچ میں بہت محبت کرتی ہوں تمہارے ساتھ جینا چاہتی ہوں " شفا گن کو دیکھتی ہوئی سہمتے ہوئے بولی دوسرے ہاتھ کی انگلی اس کے کان میں پہنے آوازے پر حرکت کر رہی تھی۔

"لیکن میں تو تمہیں سچ میں مرتا دیکھنا چاہتا ہوں کیا تم اپنے محبوب کی اتنی سی خواہش پوری نہیں کر سکتی " یاسر نے دوبدوک پوچھا شفا نے اضطراب سے یاسر کو دیکھا جبکہ وہ پانچواں صرف تماشائی بنے ان دو دونوں کے سینز کو ملاحظہ فرما رہے تھے۔

" آہ۔۔چلو شاید تمہیں ڈر لگ رہا ہے خود کو ختم کرنے میں یہ کام بھی چلو میں خود کر دیتا ہو۔۔کیا قسمت پائی ہے تم نے نصیب والی ہو جو اپنے محبوب کے ہاتھوں مروں گی " یاسر اپنی جگہ سے اٹھتا شفا کی طرف بڑھا شفا کی پیشانی پسینے سے تر ہوئی پورے جسم میں کپکپاہٹ طاری ہوئی یاسر شفا کے قریب پہنچتا شفا کے ہاتھ سے گن لینے لگا کہ شفا یک دم پیچھے ہوئی۔

"کیا ہوا بے بی کیا میری محبت میں مر نہیں سکتی تم ؟" یاسر مزید ایک قدم شفا کے قریب ہوتا بولا۔

"یاسر دور رہو مجھ سے خبردار جو میرے قریب آئے " شفا نے یک دم گن یاسر کے سامنے تانتے ہوئے کہا جبکہ یاسر کھل کر مسکرایا۔

"اوپس۔۔تم تو مجھے ہی مارنا چاہتی ہو یہ کیسی محبت ہوئی شفا بے بی " یاسر دوسرا قدم شفا کے قریب لیتے ہوئے بولا۔

"یاسر میں مار دوں گی تمہیں پیچھے ہٹو" شفا چیخی تھی وہ ٹرگر پر انگلی جمائے ہوئے تھی اس کا تو سارا پلان الٹ گیا تھا۔۔صرف ایک کلیچ کی بات تھی اور یاسر کے سینے کے آر پار ہو جاتی گولی فراج مصطفی سلمان اور ثوبان یک دم

حرکت میں آئے جبکہ یاسر نے انھیں ہاتھ کے اشارے سے کوئی بھی قدم اٹھانے سے منع کیا وہ چاروں لب بھینچے یاسر کو دیکھنے لگے جبکہ عمران پرسکون کھڑا تھا۔

"میں تمہیں مار دوں گی دور ہٹو مجھ سے " شفا نے پسٹل پر گرفت سخت کی۔

"انتظار کس چیز کا ہے ماروں ورنہ میں تمہیں مار دوں گا" یاسر نے مسکراتے ہوئے کہا یاسر مزید ایک قدم آگے ہوا کہ پسٹل کی نوک یاسر کے سینے پر تھی ثوبان سلمان مصطفی اور فراج کی سانسیں تھمنے کو تھی مگر وہ جانتے تھے ان کا بھائی اور دوست کمزور نہیں اور موت سے کھیلنا تو یاسر کی عادت ہے۔۔شفا نے گھبراتے ہوئے کلیچ دبایا اور یک دم آنکھیں زور سے بند کی کچھ پل گزرے مگر اپنے آس پاس کوئی شور شرابے کی آواز نا سنتے شفا نے آنکھیں کھولے یاسر کو دیکھا وہ اس کے سامنے کھڑا مسکرا رہا تھا پھر یاسر نے اپنے دائیاں ہاتھ کی مٹھی

کو ہوا میں معلق کرتے کھولا اس مٹھی میں گولیاں تھیں ایک ایک کر کے تمام گولیاں زمین بوس ہوئیں شفا نے سہمی نگاہوں سے یاسر کو دیکھا یاسر قہقہہ لگا اٹھا۔

"شفا مجھے تم اپنے سرکل کی سب سے زیادہ حسین لڑکی لگتی تھی تم لالچی ہو ہمیشہ سے جانتا تھا مگر تم تھرڈ کلاس ایکٹر ہو گی یہ آج پتا چلا " یاسر نے کہتے ہی شفا کے ہاتھ سے پسٹل لیتے عمران کی طرف اچھالی اور واپس صوفے پر جا کر براجمان ہوا۔

شفا کی آنکھوں میں خوف ٹھہرا وہ یاسر کی شادی کی خبر سنتے اور مسلسل یاسر کے ہاتھوں اگنور ہوتے تنگ آچکی اسی لیے اس نے یہ پلان بنایا تھا کہ وہ حویلی پہنچ کر باویلا مچائے گی تو شاید یاسر کے بڑے اپنی بے عزتی کے ڈر سے یاسر کی شادی اس سے کروا دے اب یاسر شازم داؤد جیسی موٹی اسامی کو کون کمبخت

اپنے ہاتھ سے نکلتا دیکھ سکتا تھا وہ بھی وہ شخص جو ہر لحاظ سے کمپلیٹ پیکج تھا۔۔ مگر سلمان اور عمران کی وجہ سے اس کا پلان ناکام ہوچکا تھا۔

"یاسر کیا ہے یہ سب " ثوبان نے یاسر سے سنجیدگی سے پوچھا۔

"بھائی آپ ہر وقت مجھ پر نظر رکھتے ہیں میری زندگی میں کیا چل رہا ہے سب جانتے ہیں اور حق بھی رکھتے ہیں جاننے کا۔۔ مگر بھائی آج آپ لوگوں کی عزتیں داؤ پر تھیں داؤد حویلی کے مردوں کی عزتیں جسے میں نے آکر بچایا ہے " یاسر نے کہا جبکہ شفا کے مانو پیروں تلے سے زمین کھسکی یاسر اس کی ایک ایک حرکت سے واقف تھا شفا کو خود کی گھبراہٹ پر قابو پانا مشکل ہو رہا تھا وہ کیسے اتنی بڑی بے وقف ہوسکتی تھی جانتی تھی یاسر تو شریفوں کا غنڈا تھا غنڈہ گردی کے ہر فن سے ماہر۔۔وہ سب سے بڑی احمق تھی جو یاسر شازم

داؤد کو اپنے جال میں پھانسنے کا سوچ رہی تھی اسے جس کے جال سے مگرمچھ بھی نہیں بچتے۔

"بھائی یار پہیلیاں کیوں بجھا رہے ہو صاف صاف بتاؤ کیا بات ہے " فراج نے یاسر سے کہا۔

"یہ عورت نشے میں نہیں تھی ڈرامہ کر رہی تھی " عمران نے کہا سب نے گردن گھمائے عمران کو دیکھا جبکہ یاسر بدمزہ ہوا۔

"عمران " یاسر نے عمران کو مخاطب کیا۔

"یس سر " عمران فورا الرٹ ہوا۔

"تمہاری آدھی سیلری کٹ " یاسر نے کہا عمران نے منہ بسورا۔

"سر۔۔پہلے ہی آپ اتنی سیلری دیتے ہیں کہ میرا ایک ہی بچہ پل پا رہا ہے دوسرے کا پلین ابھی تک پینٹنگ پر ہے اب ایسا تو نا کرے " عمران فورا روہانسا ہوا۔

"ہیرو کون ہے ؟ " یاسر نے عمران کی بات کو اگنور کرتے پوچھا۔

"سر آپ " عمران نے فورا طوطے کی طرح بولا۔

"لائینز کون بولے گا ؟ " یاسر نے ایک اور سوال پوچھا۔

"آپ سر آپ " عمران نے منہ پر زبردستی مسکراہٹ سجائے کہا۔

"ہمم ناؤ شٹ اپ" یاسر نے سیریس انداز میں کہا۔

"اوکے سر " عمران نے بے چارگی سے جواب دیا۔

"یہ اپنا بوس سکریٹری رومینس بند کرو ورنہ دونوں کے کان کے نیچے بجاؤ گا" ثوبان بے زار ہوتا بولا یاسر نے آنکھیں گھمائیں تو عمران نے منہ پر قفل لگایا۔

"بتاؤ کیا بات ہے ؟" مصطفی یاسر کے برابر بیٹھتا ہوا بولا۔

"یہ عورت یہاں مجھے بلیک میل کرنے آئی تھی اس کا ارادہ مجھ سے شادی کرنے کا تھا بس۔۔۔اس کا موٹیو پیسہ تھا یہاں آکر جو آپ لوگوں کے ساتھ جھوم رہی تھی یہ آپ لوگوں کی ویڈیو بنا رہی تھی اور میرے سامنے یہ ناٹک بھی اسی ویڈیو کا حصہ تھا خیر یہ اس کا پلان B تھا پلان A حویلی میں گھس کر دادجی کے سامنے تماشہ کرتے ہوئے مجھے اس سے شادی کے لیے مجبور کرنا تھا جس میں یہ ڈی ایس پی صاحب اور عمران کی وجہ سے ناکام ہوگئ " یاسر نے کہا۔

"ویڈیو ؟ " مصطفی نے پوچھا۔

"اس کے کان میں ایرینگز ہے وہ ایرنگ نہیں کیمرے ہیں" یاسر نے کہا فراج سلمان اور ثوبان کی نظر شفا کے کانوں پر گئی شفا نے بے ساختہ اپنی گردن مسلتے ان آوازوں میں چھپے کیمروں کو چھوا۔

"میں تو سمجھا عورت زات ہے تمہاری وجہ سے پریشان ہے مجھے کیا پتا تھا جس کی عورت سمجھتے عزت کر رہے ہیں وہ ہماری عزتوں کو نیلام کرنے آئی ہے " ثوبان نے جبڑے بھینچے کہا۔

"یہی تو بات ہے بھائی۔۔ثوبان جازم داؤد مشہور بزنس ٹائیکون اپنے کام سے کام رکھنے والا دشمنوں پر چیل کی نظر رکھنے والا مگر عورتوں کو ایک نظر نا دیکھنے والا۔۔اسی بات کا تو فائدہ اٹھایا ہے ہاں یہ بات الگ ہے کہ یہ عورت آپ کی اس خوبی (بے وقوفی) سے ناواقف تھی لیکن جلد ہی آپ کو دیکھتے سمجھ گئی اور ہمارے دوسرے لاڈ صاف فراج شازم داؤد ہڈیاں توڑنے میں ماہر

اور لڑکیوں کو دیکھتے دوبارہ رستے کا رخ نا کرنے والے ان کی تو شکل پر ہی شدید سنگل لکھا ہے۔۔اور بہنوئی صاحب کے تو کیا کہنے یہ تو نامحرم لڑکی کے کپڑے دیکھ لے تو تین بار استغفار پڑھنا فرض سمجھتے ہیں بس زبان میری معصوم بہن کے سامنے چلاتے ہیں۔۔اور رہی ہمارے ڈی ایس پی صاحب کی بات یہ تو اس عورت کو چڑیل سمجھتے ہیں اور چڑیلوں کو کون غور سے دیکھتا ہے ان سے تو سب بھاگتے ہیں کیوں سلو بھائی ؟ " یاسر نے ایک ایک کر کے سب کی میٹھی میٹھی بے عزتی کی سب نے کلس کر یاسر کو دیکھا تو عمران کا قہقہہ ضبط کرنا مشکل ہوگیا۔

"ہاں اور کرپٹ سیاستدان جو باڈی دیکھا کر ووٹ لیتا ہے وہ تو پیدائشی ہی لڑکی باز ہے۔۔ہم اس کا مقابلہ کہا کر سکتے ہیں " ثوبان مصطفی سلمان اور فراج نے ہم آواز کہا ان چاروں کی زبان سے ایک ہی بات سنتے یاسر کا قہقہہ چھوٹا تو عمران نے کھانستے ہوئے قہقہہ ضبط کیا۔

" My pleasure"

یاسر نے سر کو خم کرتے داد وصول کی۔

"اب اس بی بی کا کیا کرنا ہے ؟" فراج نے پوچھا۔

"پہلے تم سب کی ویڈیوز لینی ہے پھر جیل۔۔"یاسر نے کندھے اچکائے وہ ابھی بات ہی مکمل کرتا کہ شفا بولی۔

"یاسر مجھے معاف کر دوں آئندہ کبھی ایسی غلطی نہیں کرو گی پلیز میں تمہاری زندگی سے نکلنا نہیں چاہتی تھی اس لیے یہ سب کرنے کی کوشش کی مجھے جیل

مت بھیجو پلیز " شفا یاسر کے قریب آتی اس کے گھٹنے پر ہاتھ رکھتی بری طرح کانپتی اور روتی ہوئی بولی۔

"ایکٹنگ کرنے کی کوشش بہت اچھی کی ہے بے بی مگر افسوس میں تو خود سیاستدان ہو اور سیاستدان سے بڑا ایکٹر تو کوئی نہیں and I'm not impressed with ur acting at all " یاسر نے سیدھے کھڑے ہوتے کہا۔

"یاسر۔۔پلیز " شفا کانپتی ہوئی بولی۔

"تمہیں ایک عرصہ ہوگیا میرے ساتھ رہتے ہوئے تمہیں یہ نہیں پتا یاسر غداروں کو معاف نہیں کرتا اور تم نے مجھ سے غداری کی " یاسر نے کہا۔

"پلیز مجھے معاف کر دے پلیز۔۔میں جلن میں پاگل ہوگئی تھی میں یاسر کی زندگی میں کسی اور کو نہیں برداشت کر پا رہی تھی۔۔یاسر ایک دم مجھ سے قطع تعلق ہوگیا مجھ سے برداشت نہیں ہوا " شفا اب یاسر کو چھوڑتی ثوبان کے قدموں میں گری ثوبان دو قدم دور ہوا۔

"اب اگر یاسر تم سے کوئی تعلق نہیں رکھنا چاہتا تو بی بی بہتر ہو گا تم دور رہو اس کی زندگی سے۔۔اور یہ حرکتیں چھوڑ کر اپنی زندگی کو بہتر بنانے کی کوشش کرو " ثوبان نے شفا سے کہا چہرے پر ناگواری صاف عیاں تھی یہ صرف شفا کے لیے نہیں بلکہ وہ تینوں کئی دفعہ یاسر کو روکنے کی کوشش کرتے سمجھا چکے تھے مگر یاسر ہمیشہ خاموشی سے بات سنتا اپنے دل کی کرتا تھا ثوبان کو یاسر کی اس حرکت سے سخت چڑ اور اس گناہ سے نفرت تھی مگر وہ لوگ ایک دوسرے کی پرسنل زندگی میں کبھی مداخلت نہیں کرتے تھے چاہے دشمنوں کی بیٹیوں سے محبت کرنا ہو یا کوئی اور بات۔۔

"یاسر اسے جانے دوں " ثوبان نے یاسر کو حکم دیا یاسر نے شکوہ کناں نظروں سے ثوبان کو دیکھا وہ اپنے بڑے بھائی کا حکم کسی بھی صورت ٹال نہیں سکتا تھا ہاں اگر وہ سمجھاتا تو یاسر ضرور اپنی من مانی کرتا۔۔یاسر نے لب بھینچے کچھ لمحے گزرے کے ثوبان نے اپنے گارڈ کو کال کرتے راہداری میں کسی کو ناپاتے پچھلے دروازے سے خوفیہ طور پر شفا کو حویلی سے باہر نکلوایا کیمرے لینا نہیں بھولے تھے۔

"یاسر آج تک تم نے جو کیا تمہارا ذاتی معاملہ تھا مگر اب اگر تم نے عشراق کے ساتھ نا انصافی کی اور دوبارہ اس گناہ کی طرف گامزن ہوئے تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا " شفا کے جاتے ہی ثوبان نے یاسر کو ڈپٹا جو خاموشی سے سر اثبات میں ہلا گیا۔

"شکر بچ گئے ورنہ میں کیا منہ دیکھاتا دنیا کو میری تو عزت آن لائن لوٹ جاتی " فراج نے اپنے بیڈ پر ڈھتے ہوئے کہا۔

"ہاں اور اگر تمہاری بہن کو خبر ہو جاتی تو اس نے مجھے دھمکیاں دے دے کر پاگل کر دینا تھا " مصطفی بھی افق کو یاد کرتا بولا۔

"اور میری والی تو سب سے پہلے گن لوڈ کرتی بعد میں میری لاش سے صفائیاں سنتی " ثوبان نے جھرجھری لیتے صوفے پر بیٹھتے کہا۔

"تم دونوں بھی کچھ بول کو " فراج نے عمران اور سلمان کو دیکھتے کہا۔

"میری تو ایمانداری کی دھجیاں اڑجاتی تھیں۔۔سیاستدان کا کیا ہے وہ تو سچ کو بھی الزام بول کر باعزت بری ہو جائے " سلمان نے یاسر کو دیکھتے طنز کیا۔

"مجھے تو سب پہلے ہی سر نے بتا دیا تھا " عمران نے کندھے اچکاتے کہا۔

"شیطان کے چیلے جو ہو شیطان چیلے کو خطرے سے انفارم نا کرے ایسے کیسے ممکن ہے " سلمان نے کلس کر کہا۔

"غلطی خود کی بل شریف انسان پر پھاڑنا ہوتا ہے سب کو " یاسر نے سر جھٹکتے باہر کا رخ کرنے کے لیے دروازے کی سمت قدم بڑھائے جبکہ ان چاروں نے یاسر کی پشت کو گھورا "شریف اور یاسر شازم داؤد۔ہنہ joke of the whole Yasir Life " چاروں نے ہم آواز کہا جبکہ عمران کندھے اچکا گیا۔

____

رات کا پتا نہیں کونسا پہر تھا عترت اپنے آرام دہ سوٹ میں بیڈ پر نیند میں تھی جب وہ اپنے اوپر بوجھ محسوس کرتے کسمسائی تھی وہ آہستہ آہستہ اپنی نیند سے بیدار ہو رہی تھی باہر کالی گہری رات میں سرد ہواؤں کے ساتھ بارش کی ہلکی رقص کرتی بوندوں سے اٹھتی بھینی بھینی سی بارش کی خوشبو سے زیادہ ایک سٹرونگ مردانہ خوشبو اس کے اعصاب کو جکڑ رہی تھی وہ کچھ پل یوں ہی کسمساتی کروٹ تبدیل کرنے کی کوشش کرتی رہی مگر مسلسل کئی لمحوں سے اپنی کوشش کو ناکام محسوس کرتی بیدار ہو ہی گئی نیند میں ڈوبی آنکھوں سے روم کی مدھم روشنی میں اس کی نظریں کرسٹل ڈارک براؤن آنکھوں سے ٹکرائیں عترت سانس روکے ان آنکھوں میں اپنا عکس دیکھتی رہی اور حداد عترت کی کالی آنکھوں میں سرخی دیکھتے کئی لمحے ہل نا سکا عترت کی آنکھوں

سے ہوتی نظر عترت کے نشان زدہ گال پر پڑی حداد نے جھکتے وہاں اپنے پر تپش لب رکھے عترت کو حداد کے لبوں کی تپش سے اپنا گال جھلستا محسوس ہوا عترت یک دم ہوش میں آئی۔

"آ۔۔آپ۔۔یہاں۔۔کیسے۔۔آپ۔۔تو۔۔حویلی۔۔گئے۔۔تھے" عترت نے ہکلاتے ہوئے پوچھا البتہ حداد نے جواب دینے کے بجائے عترت کی کمر میں ہاتھ ڈالے اسے اپنے بے حد قریب کیا شاید وہ عترت کے جاگنے کا ہی انتظار کر رہا تھا ناجانے کب سے۔۔

"کیا جادو کر دیا ہے تم نے مجھ پر ؟" حداد نے عترت کو خود کے سینے پر گرائے کروٹ لی عترت حداد کے سینے پر دونوں ہاتھ رکھے اسے دیکھنے لگی۔

"میں۔۔نے۔۔میں۔۔نے۔۔کیا۔۔کیا ؟" عترت نے نا سمجھی سے پوچھا وہ گھبرا اب بھی رہی تھی جسے حداد بآسانی محسوس کر رہا تھا۔

"مجھے تمہارے بغیر نیند نہیں آتی کمرے میں دل نہیں لگتا اپنی حویلی کھانے کو دوڑتی ہے۔۔دل ہر وقت تمہیں یاد کرتا ہے یہاں سے جانے کے بعد کوئی ایسا لمحہ نہیں جب میں نے تمہیں یاد نا کیا ہو" حداد نے کہا۔

"اور تم ظالم بنی یہاں رک گئی۔۔مجھے اپنی عادت لگا کر " حداد نے شکوہ کیا عترت نے پلکیں جھکائیں ۔

"میں کافی۔۔دنوں بعد اپنی فیملی سے ملی۔۔ تھی میرا دل کیا یہاں رکنے کا۔۔ آپ مجھے لینے آئے ہیں اس وقت؟ " عترت نے کہتے سائیڈ ٹیبل پر رکھی

گھڑی کو دیکھتے حداد سے دور ہونے کی مزاحمت کی مگر حداد کی مردانہ گرفت کا مقابلہ تو نہیں کر سکتی تھی وہ نازک جان حداد کچھ لمحے یوں ہی عترت کو دیکھتے رہا۔

"اپنی جان کو منانے " حداد نے کہتے عترت کو مزید خود میں بھینچا۔

"میں۔۔میں۔۔ناراض۔۔نہیں " عترت نے بھرائی ہوئی آواز میں خود کے آنسوؤں کو پیچھے دھکیلتے ہوئے کہا وہ اس شخص کی بے اعتنائی کے ڈر سے اس سے ناراض بھی نہیں ہو پارہی تھی کیسی محبت تھی یہ عورت کی۔۔حداد کے سینے میں ایک پھانس چبھی وہ ایسی عورت کو تکلیف دے گیا تھا جو اس کا پاگل پن برداشت کرتی بھی اس سے خفا نہیں ہو پا رہی تھی صرف اس سے ہمیشہ جدائی کے ڈر سے۔

"بہت زور سے لگا ؟" حداد نے پھر عترت کے گال کو سہلاتے ہوئے پوچھا عترت مزید خود کو کنٹرول نا کر پائی دونوں ہاتھوں سے منہ چھپائے رو دی حداد نے عترت کو سیدھا بیڈ پر بیٹھاتے کمرے کی لائیٹس آن کی عترت زاروقطار بری طرح رو رہی تھی حداد کو لگا وہ تھپڑ یاد کر کے رو رہی ہے جبکہ عترت تو حداد کے نرم رویے پر رو دی تھی حداد نے جس طرح عترت کے گال پر تھپڑ مارا تھا عترت کو کئی لمحے اپنا چہرہ سن محسوس ہوا تھا، سر اور کان میں درد کی شدید لہر اٹھی تھی سفید رنگت پر حداد کے بھاری ہاتھ کا نیلا نشان اب بھی موجود تھا عورت کی محبت شاید ایسی ہی ہوتی ہے جس سے محبت کی جائے اس کے ظلم کو برداشت بھی کر لے پھر اس کے نرم رویے پر آنسوؤں چھلکا دینے والی۔۔حداد بیڈ سے اٹھتا ڈریسنگ روم کے دروازے کی سمت بڑھا۔۔چند لمحوں بعد عترت کو دروازے کی آواز سنائی دی جیسے دروازے کو پوری قوت سے کسی چیز پر مارا جا رہا ہے عترت نے ہاتھ ہٹائے ہچکیاں بھرتے کمرے میں حداد کو

ڈھونڈنا چاہا آنکھیں گلابی پڑ چکی تھی ناک سرخ ہوچکی تھی عترت کی آنکھیں حیرت میں ڈوبی حداد ڈریسنگ روم کے دروازے پر کھڑا پوری قوت سے دروازے کے وسط میں اپنا ہاتھ مزید زخمی کر رہا تھا یہ وہی ہاتھ تھا جس سے حداد نے عترت کے گال کو داغ دار کیا تھا یہ وہی ہاتھ تھا جسے حداد نے ڈریسنگ ٹیبل پر زور سے مارتے ہوئے زخمی کیا تھا۔۔ہاتھ پر بندھی پٹی سے خون رس رس کر فرش کو بھگو رہا تھا عترت ہڑبڑاتی ہوئی دہلتے دل کے ساتھ حداد کی سمت بڑھی۔

"حداد۔۔یہ۔۔کیا کر رہے۔۔ہیں آپ" عترت پہلے منہ پر ہاتھ رکھتی پھر کانپتی ہوئی چیخی۔

"خود کو سزا دے رہا ہوں تمہیں رولانے کی سزا تمہیں تکلیف دینے کی سزا تمہارا دل دکھانے کی سزا" حداد نے تکلیف برداشت کرتے سرخ ہوتے

چہرے سے عترت کو بنا دیکھے پہلے سے بھی زیادہ قوت سے دروازہ ہاتھ پر مارتے کہا عترت کی چیخ گونجی جسے منہ پر ہاتھ جمائے بامشکل عترت نے روکا۔

"حداد۔۔"عترت نے حداد کے بازوں کو دونوں ہاتھوں سے جکڑنا چاہا۔

"نہیں۔۔جب تک یہ ہاتھ ناکارہ نہیں ہو جاتا تم میرے قریب مت آنا " حداد عترت کی طرف رخ کرتا خود کے لیے سرد مہری سے بولا حداد کی بات سنتے عترت نے نفی میں سر ہلایا پورے جسم پر کپکپی تاری ہوئی وہ شخص خود کے ساتھ بہت بے مہری سے پیش آرہا تھا۔

"آپ۔۔میری بات۔۔"عترت کی ہچکیاں بندھی تھیں۔

"نہیں میری جان۔۔آج مجھے خود کو سزا دینے دو تاکہ دوبارہ کبھی یہ ہاتھ یا جسم کا کوئی بھی عضو تمہیں تکلیف پہنچانے سے پہلے ہزاروں دفعہ سوچے " حداد نے پھر پوری قوت سے دروازے کو دھکیلا دروازے کا کنارہ بھی سرخ انسانی مادہ سے لبریز ہو چکا تھا حداد کی آنکھوں میں جنون تھا عترت کا دل بند ہونے کے درپہ تھا۔

"حداد۔۔"عترت نے ہچکی لیتے خود کے لیے ظالم بنے شخص کو پکارا جو بنا کوئی جواب دئے ایک اور دفعہ دروازے میں اپنا ہاتھ مارنے والا تھا کہ عترت حداد کے کشادہ سینے سے جا لگی حداد ساکت ہوا عترت کی ہچکیاں عروج پر تھیں جس ہچکولے کھا رہا تھا حداد زخمی ہاتھ پہلو میں گرائے دوسرے ہاتھ سے عترت کے سلکی بالوں کو سہلاتا اسے اپنے حصار میں لے گیا۔

"رو تو مت یار۔۔خود کو سزا دے تو رہا تھا تم ہی بیچ میں آگئی" حداد نے عترت کے بالوں میں لب رکھتے جھنجھلاتے ہوئے کہا عترت نے چہرہ اٹھائے حداد کو موتیوں سے چمکتی آنکھوں سے دیکھا۔

"میں نے کب کہا آپ کو کہ آپ سزا دے خود کو" عترت نے ہچکی بھرتے پوچھا۔

"تم میری وجہ سے رو رہی تھی تکلیف میں تھی مجھے خود کو سزا تو دینی تھی جاناں" حداد نے عترت کی پیشانی کو لبوں سے چھوتے کہا آواز گھمبیر تھی عترت کو پھر حداد کے لبوں میں آگ سی تپش محسوس ہوئی عترت سوتے ہوئے بھی محسوس کر رہی تھی کہ جس کے حصار میں وہ ہے وہ وجود آگ کی مانند تپ رہا ہے پھر حداد کے لبوں کی تپش۔۔شاید زخم سے یا موسم کی یک دم تبدیلی سے حداد کو بخار نے آگھیرا تھا عترت نے سوچا۔

"میں آپ کے پیار کرنے پر۔۔نرم رویے پر رو رہی تھی دل بھر آیا میں خود نہیں جانتی کیوں۔۔ مگر میں آپ سے ناراض نہیں ہوں " عترت نے حداد کے سینے پر سر ٹکاتے بھیگی آواز میں کہا۔

"مجھے تمہیں دی تکلیف کا ازالہ کرنا تھا اور میرے تھپڑ مارنے پر روئی بھی تو تھی تم اور شاید سونے سے پہلے بھی روتی ہوئی ہی سوئی ہو تمہارا تکیہ آنسو سے گیلا تھا " حداد نے جواباً کہا وہ نا جانے کب سے عترت کے خوبصورت نقش کو حفظ کرتا اس کے قریب تھا عترت سوچتے ہوئے پھر آنکھیں نم کر گئی۔۔
عترت حداد سے علیحدہ ہوئی۔

"میں آپ کی ڈریسنگ کر دیتی ہو خون بہہ رہا ہے " عترت نے کہا۔

"پہلے کہو تم نے مجھے معاف کیا" حداد نے عترت کی بالوں کی لٹ کو کان کے پیچھے اڑساتے ہوئے کہا۔

"مگر میں تو ناراض ہی نہیں ہو تو معافی کیسی" عترت نے معصومیت سے جواب دیا۔

"مگر مجھے تو میری غلطی کی معافی چاہیے" حداد با ضد تھا۔

"پھر ڈریسنگ کروائے گے ؟" عترت نے حداد کے ہاتھ کو تھامتے ہوئے پوچھا ۔

"تم کہو گی تو آپریشن بھی کروا لونگا۔۔پہلے معاف کر دوں" حداد نے عترت کا ہاتھ پکڑتے عترت کی شفاف سفید ہتھیلی کی پشت کو لبوں سے لگائے کہا عترت کی پلکیں سجدہ ریز ہوئیں۔

"میں نے معاف کیا آپ کو " عترت نے نظریں اٹھائے حداد کو دیکھا جو اسے ہی دیکھتا ہوا مسکرا رہا تھا اس عورت کی ہر ادا جان لیوا تھی حداد کے دل نے فتوا دیا۔

" احسان مند ہو بیگم " حداد نے کہتے عترت کی کمر میں اپنا بازوں لپٹتے اسے اپنے قریب کیا۔

"آپ بہت برے ہیں حداد " عترت اپنی سانسیں ہموار کرتی حداد کے سینے سے سر ٹکائے بولی حداد کا بلند و بانگ قہقہہ کمرے میں گونجا۔

"جب ظلم کرتا ہوں تب تو کچھ نہیں کہتی الٹا میرے زرا پیار سے بولنے پر رو دیتی ہو اور جب پیار کرتا ہوں تو برا بول رہی ہو۔۔یہ کیسا لوجک ہے تمہارا بیگم " حداد عترت کی پیٹھ کو نرمی سے سہلاتے ہوئے بولا عترت شرماتے ہوئے مزید حداد کے سینے میں منہ چھپا گئی پھر یک دم یاد آنے پر وہ حداد سے علیحدہ ہوئی حداد نے سوالیہ نظروں سے عترت کو دیکھا۔

****

"اب ڈریسنگ کروائے " عترت نے حداد کا خون سے لبریز ہاتھ تھامتے ہوئے کہا۔

"ہمم۔۔"حداد نے بس اتنا کہتے عترت سے چپ چاپ ڈریسنگ ٹیبل کے مرر کے ساتھ ٹیک لگائے ڈریسنگ کروائی ڈریسنگ مکمل ہوتے ہی عترت بینڈیج باکس رکھتی وشروم جاتی واپس آئی۔۔

"اب یہ کیا ہے" حداد اپنی بیوی کے ہاتھ میں ٹیبلیٹس دیکھتے گویا ہوا۔

"آپ کو بخار ہے دوائی لے تاکہ جلدی ٹھیک ہو جائے " عترت نے کہا۔

"مجھے نہیں چاہیے۔۔تم میرے قریب آؤ میں ویسے ہی ٹھیک ہو جاؤ گا بیگم " حداد نے عترت کی کمر میں ہاتھ ڈالنا چاہا عترت فورا پیچھے ہوئی۔

"دوائی " عترت اپنی بات پر بضد تھی حداد نے عترت جو گھورا وہ منہ بسور گئی حداد نے ایک لمبا سانس کھینچتے ہوئے فضا کے سپرد کیا اسے میڈیسن لینی ہی تھی اس کی بیوی کسی صورت لاپرواہی برداشت کرنے کے موڈ میں نا تھی اور بالآخر حداد نے میڈیسن لے ہی لی۔

"اب خوش۔۔اب یہاں آو " حداد نے پانی کا گلاس سائیڈ ٹیبل پر رکھتے عترت کو اپنے قریب بلایا عترت سر اثبات میں ہلاتی مسکراتی ہوئی حداد کی چوڑی مردانہ پھیلی ہوئی ہتھیلی میں اپنا نازک ہاتھ تھما گئی حداد نے عترت کی کمر پر دونوں ہاتھ جمائے عترت کو اپنی باہوں میں قید کیا۔

"مجھ سے ایک وعدہ کرو گی ؟" حداد عترت کی آنکھوں میں دیکھتا پوچھنے لگا

عترت نے نا سمجھی سے حداد کو دیکھتے ہوئے سر اثبات میں ہلایا۔

"دوبارہ کبھی مجھ سے دور جانے کے الفاظ بھی اپنی زبان پر نہیں لانا۔۔میں نہیں جانتا میں کیا کر گزرو گا۔۔اپنے آج کے ہر جزبے سے میں ڈر چکا ہوں اپنے اور تمہارے لیے۔۔۔میں نے بچپن سے تمہیں چاہا ہے اور پھر تمہارے ہی لیے تم سے پانچ سال کا ہجر جھیلا ہے جب تک تو ٹھیک تھا مگر اب تم مجھے مکمل کر چکی ہو میرے عشق کو تکمیل دے چکی ہو ہمارے پاکیزہ رشتے کو مزید نکھار چکی ہو میں تمہاری روح کا عادی بن گیا ہو۔۔میں جانتا ہوں صرف ایک رات میں کسی کی عادت لگنا عجیب سنائی دیتا ہے مگر یہ عادت برسوں کی طلب

ہے کے بعد لگی ہے یہ چند منٹوں کی بھی ہوتی تو باخدا اتنی ہی جان لیوا ہوتی
۔۔تم میری برسوں کی طلب ہو تم میری محبت میری عاشقی میرا جنوں ہو تم
۔۔میری محبت تمہارے لیے اتنی شدت پسندی اختیار کر گئی ہے کہ مجھے خود
سے خوف آنے لگا ہے۔۔تم نہیں جانتی جن الفاظ کو تم نے یوں ہی بول دیا تھا
وہ الفاظ مجھے اندر سے گھائل کر گئے تھے ثبوت میرا تپتا وجود ہے مجھے یہ یاد
نہیں کہ میں آخری مرتبہ کب بیمار ہوا تھا شاید جب جب تمہارے میرے
درمیان پانچ سال کا ہجر آیا تھا میں کمزور ہر گز نہیں ہو اس بات کی وضاحت
دینے کی بھی ضرورت نہیں مجھے میری طاقت میرا روعب سب جانتے ہیں لیکن
میں تمہارے لیے بہت کمزور بن گیا ہو کہ تمہاری کچھ گھنٹوں کی جدائی میں
بخار میں تپ رہا ہو تو سوچوں اگر کبھی تم مجھ سے جدا ہوئی میں تو مر جاؤں
گا شاید ایک لمحہ نا جی سکو۔۔" حداد نے عترت کی آنکھوں میں دیکھتے کہنا
شروع کیا تھا وہ اتنی گہرائی سے اپنے جذباتوں کو بیان کر رہا تھا کہ عترت اس
کے الفاظوں کو اپنی روح میں اترتا محسوس کرنے لگی حداد کے لفظوں میں ایک

کرب تھا عترت کو آج محسوس ہوا ہجر صرف اس اکیلی نے نہیں کاٹا برابر ہجر اس کے محرم نے بھی کاٹا تھا اور اس ہجر میں حداد تو کہی بھی قصور وار نا تھا اور وہ ؟؟ عترت نے ڈوبتے دل سے سوچا دل میں تکلیف کی ایک لہر اٹھی ایک منظر اس کی آنکھوں کے سامنے سے لہرایا۔۔ مگر وہ خود کو کمپوز کر گئی لیکن حداد کے مرنے والی بات پر وہ ہچکی بھرتی آنکھوں کی باڑ توڑتے آنسوؤں کے ساتھ حداد کے منہ پر اپنی ہتھیلی جماتی اسے مزید کچھ کہنے سے باز کر گئی حداد نے عترت کی آنکھوں سے آنسو اپنی انگلی کے پوروں سے چنتے عترت کے ہاتھ کو اپنے لبوں سے محصور کرتے اپنے ہونٹوں سے ہٹایا۔

"میں آپ۔۔سے بات۔۔ نہیں۔۔ کرو۔۔ گی۔۔اگر پھر۔۔ آپ نے مرنے۔۔ کی بات۔۔کی تو " عترت نے ہچکی بھرتے کہا حداد بے ساختہ مسکرایا۔

"تو وعدہ کرو دوبارہ مزاق میں بھی مجھے چھوڑ کر جانے کی بات نہیں کرو گی " حداد نے عترت کو اونچا کرتے عترت کی آنکھوں پر باری باری لب رکھتے کہا عترت کو حداد کے ہر لفظ میں اپنے لیے بے حد پوزیسونیس محسوس ہو رہی

تھی۔۔وہ شخص دشمنی اور محبت کمال کی کرتا تھا عترت کی نظریں بے ساختہ حداد کے ہاتھ پر گئیں۔

" کبھی۔۔ نہیں۔۔ کرو۔۔ گی۔۔وعدہ " عترت نے کہتے ہی حداد کی گردن میں منہ چھپایا۔

"میری مگرمچھ بیوی " حداد نے عترت کو خود میں مزید بھینچتے ہوئے کہا عترت نے سرخ ناک سے حداد کو دیکھا۔

" آپ بہت برے ہیں " عترت نے سو سو کرتے کہا حداد پھر قہقہہ لگا اٹھا۔

"سب کے لیے ویلن ہو لیکن یقین مانو تمہارے لیے بہت اچھا ہو " حداد عترت کی ناک سے ناک مس کرتا بولا۔

" آپ میرے کمرے میں کیسے آئے میں تو کمرہ لاک کر کے سوئی تھی " عترت نے اچانک پوچھا حداد کا دل کیا اپنی بیوی کی عقل پر ماتم کر لے۔

"تمہارے کمرے کی کھڑکی سے "حداد نے ہونٹ دانتوں میں دبائے کہا عترت کی آنکھیں پھیلی۔

" آپ دروازے سے آجاتے " عترت کو برا لگا۔

"ہاں تاکہ تمہارے بھائی تم تک پہنچنے سے پہلے مجھے باہر پھنکوا دیتے " حداد نے دانت پیستے کہا جبکہ عترت کو پھر برا لگا۔

" آپ کو شرم نہیں آئی کھڑکی سے آتے ہوئے کوئی ملازم دیکھ لیتا یا پھر بڑوں میں سے کوئی دیکھ لیتا تو کیا سوچتا " عترت نے منہ بناتے کہا اسے واقعی یہ فکر لاحق ہوئی۔

"کیا سوچتا یہی کہ شوہر ظالم سسرالیوں سے بچتا ہوا اپنی بیوی سے ملنے آیا ہے" حداد نے کندھے اچکاتے کہا عترت نے ناک سکیڑی۔

"میرے گھر والے ظالم تو نہیں " عترت نے کہا حداد نے ایبرو ریز کی۔

"مجھ سے میری بیوی کو تیئس گھنٹے دور رکھا ہے اب بھی ظالم نا کہو انھیں" حداد نے کہتے عترت اور اپنے اوپر کنفرٹ درست کرتے لائیٹس آف کی۔

"سو جاؤ بیگم آج تمہاری جان اس لیے بخش دی کہ ظالم سسرال میں بچوں کا پلان کرتے مجھے مزہ نہیں آئے گا کیونکہ میں نہیں چاہتا میرے بچے ننھیال پر جائے تو اس لیے نیند پوری کرو باقی ہمارے بیڈروم میں جاتے مجھ سے نیند کا شکوہ نا کرنا" حداد نے کہتے عترت کی پیشانی پر بوسہ دیتے اسے مزید خود میں بھینچا عترت کانوں کی لو تک سرخ پڑتی حداد کی بے باک باتوں پر کبوتر کی طرح آنکھیں بند کر گئی جبکہ حداد اپنی بیوی کی حرکت پر مسکراتا پر سکون ہوا

۔

مصطفی صبح فجر کی نماز کے بعد اپنے آفس کا کام کرتا ایک ضروری فائل رکھ کر بھول چکا تھا جسے ڈھونڈتے وہ اب پریشان ہو رہا تھا جبکہ افق جو مصطفی کے روم میں آنے سے پہلے ہی سو چکی تھی اور اب فجر کی نماز پڑھتی پھر سونے کی

تیاری میں تھی لیکن مصطفی جب تک اپنی فائل نہیں ڈھونڈ لیتا یہ کیسے ممکن تھا کہ روم کی لائیٹس بند ہو افق آرام فرما سکے۔۔ایک تو ہمشہ سٹڈی روم میں ہی گھسے رہتے ہیں سوتے بھی وہی ہے فائل انھوں نے یہاں رکھنی تھی اللہ جی اتنی نیند آرہی ہے کیا کرو میں اور ایک میرے شوہر ہے شہزادی جیسی بیوی کی نیند کی کوئی پرواہ ہی نہیں مجھے ڈارک سرکل آگئے تو۔۔افق نے دل میں سوچا۔

"مصطفی جلدی کرے مجھے بہت نیند آرہی ہے " افق نے پریشانی سے آنکھوں پر ہاتھ رکھتے جمائی لیتے نیند میں ڈوبی آواز میں کہا مصطفی نے فائل کبرڈ میں ڈھونڈھتے گردن گھمائے افق کی پیٹھ کو گھورا۔

"پتا نہیں وہ کونسی بیویاں ہوتی ہیں جو شوہر کے دکھ میں دکھی اور پریشانی میں اس کی پریشانی دور کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔۔یہاں شوہر پریشان ہے اور بیگم کو نیند کی پڑی ہے " مصطفی ضبط کرتا بولا جبکہ مصطفی کی بات پر افق نے پوری آنکھیں کھولے مصطفی کو گھورا۔

"یہ بات میں بھی تو کہ سکتی ہو " افق نے دوبدوک کہا۔

"کیا کہو گی ؟ " مصطفی نے ایبرو ریز کرتے پوچھا۔

"وہ کونسے شوہر ہوتے ہیں جو بیوی کا خیال کرتے اس کی پر سکون نیند کو ضروری بناتے ہیں اور ایک آپ ہیں میری نیند کا بیڑا غرق کر رہے ہیں " افق غصے سے بولی۔

"ان کی بیویاں سکون کا باعث ہوتی ہیں اور ایک میری بیوی ہے جو سوائے فیری ٹیل دیکھنے کے کوئی کام نہیں کرتی " مصطفی سخت جھنجھلاہٹ میں بولا۔

"تو شادی کیوں کی تھی مجھ سے ہاں!!ایک دفعہ نہیں تین دفعہ قبول ہے کہا تھا آپ نے۔۔جب یاد نہیں آیا کہ میں فیری ٹیل دیکھتی ہو " افق ناک سکوڑتے ہوئے بولی۔

"نشے میں بولا تھا۔۔"مصطفی مصروف سے انداز میں ایک دفعہ پھر فائل ڈھونڈتا ہوا بولا۔

"میرے حسن کو دیکھ کر ؟؟" افق کی آنکھیں چمکیں جبکہ مصطفی نے پلٹتے افق کو سر تا پیر شرم دلانے والے انداز میں دیکھا مگر وہ افق ہی کیا جو مصطفی کی نظروں کا مفہوم سمجھ جائے اور شرمندہ ہو جائے۔

"تم سے شادی کے غم میں پہلی دفعہ چرس پی تھی اس نشے میں بولا تھا ۔۔۔اتنی تم ملکہ ترنم۔۔مجھے دیکھ کر ہنننہ " مصطفی افق کی باقاعدہ ایکٹنگ کرتا افق کا دل جلاتے ہوئے بولا افق کلس کر رہ گئی دفعتا مصطفی کی نظر سائیڈ ٹیبل ڈار پر پڑی اسے اچانک یاد آیا کہ اس نے فائل ڈار میں رکھی تھی مصطفی نے سائیڈ ٹیبل کی طرف قدم بڑھاتے ڈار کھولی اور فائل نکالی۔

"مل گئی۔۔اب سو جاؤ فیری ٹیل کی نکلی شہزادی " مصطفی فائل کو دیکھتا افق سے کہتا سر جھٹک گیا جبکہ افق مصطفی کو شیطان کا باپ بولنے ہی والی تھی جو کہ افق کا تکیہ کلام بن چکا تھا جیسے مصطفی کا فیری ٹیل کی نکلی شہزادی کہ اس کی نظر مصطفی کے ہاتھ سے گرتے کاغذ پر گئی مصطفی نے سٹڈی روم کی جانب قدم بڑھائے تھے۔

"یہ کیا ہے" افق نے کاغذ کی سمت قدم بڑھاتے کاغذ کو اٹھاتے دیکھ کہا مصطفی جو سٹڈی روم کے دروازے کے ہینڈل کو گھماتے قدم سٹڈی روم میں رکھنے والا تھا کہ پلٹ کر افق کو دیکھنے لگا افق کے ہاتھ میں موجود کاغذ کی بیک سائیڈ پر بنے ہاسپٹل کے لوگو کو دیکھ کر مصطفی کے چہرے کی رنگت بدلی۔

"ہاسپٹل۔۔"وہ کاغذ نہیں ہاسپٹل کی رپورٹ تھی مگر کس کی افق اسے پڑھتی کہ مصطفٰی نے فورا افق تک پہنچتے رپورٹ اس سے لی۔

"تمہارے کام کی نہیں" مصطفی نے فورا رپورٹ فولڈ کرتے فائل کے اندر رکھی۔

"یہ کس کی رپورٹ ہیں" افق نے پوچھا جبکہ مصطفی نے لب بھینچے افق کو یک دم لگا کہ مصطفٰی شاید کچھ چھپا رہا ہے۔

"میرے دوست کی ہیں وہ غلطی سے بھول گیا تھا میرے پاس۔۔اور اب تمہیں نیند نہیں آرہی سو جاؤ" مصطفی نے دوسرا ہاتھ چہرے پر پھیرتے جیسے اپنی گھبراہٹ پر قابو پانے کی کوشش کی افق نے کچھ بولنے کے لیے لب

کھولے کہ مصطفیٰ کا موبائل رنگ ہوا مصطفی فورا کال ریسیو کرتا سٹڈی روم میں لاک ہوا جبکہ افق سٹڈی روم کے بند دروازے کو دیکھتی رہ گئی۔

یاسر عشراق کو قرآن پاک کی تلاوت کرتے سنتا ہوا بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے آنکھیں بند کیے ہوئے تھا وہ فجر کے وقت عشراق سے پہلے ہی اٹھ چکا تھا مگر ہنوز آنکھیں بند کیے ہوئے تھا عشراق بیساکھی کے سہارے وضو کرتی نماز ادا کر چکی تھی اور اب قرآن پاک کی تلاوت کر رہی تھی وہ نہیں جانتی تھی کہ یاسر بیدار ہے عشراق نے تلاوت مکمل کرتے قرآن بند کیا یاسر کو قرآن کی آیات سنتے دل میں ایک الگ سرور اترتا محسوس ہوا تھا۔۔یاسر نے پٹ سے آنکھیں کھولے عشراق کو دیکھا جو اپنے لبوں سے قرآن پاک کو لگائے آنکھوں میں اس پاک کتاب کی ٹھنڈک اتار رہی تھی۔۔یاسر کچھ پل عشراق کو یوں ہی بنا مقصد دیکھتا رہا پھر بنا آواز کیے اٹھ کر ڈریسنگ میں گھستا

بیس منٹ بعد واپس آیا وہ شاور لیتا سفید ٹریک سوٹ میں ملبوس تھا بالوں کو سیٹ کرتے ڈریسنگ مرر سے وہ عشراق کو دیکھ رہا تھا جو وال ونڈو سے کشمیر پر اترتی خوبصورت صبح کا نظارہ دیکھ رہی تھی یاسر خود پر پرفیوم چھڑکتا عشراق کی سمت قدم بڑھا گیا اپنے قریب یاسر کی خوشبو محسوس کرتے عشراق نے رخ پھیرا تو سامنے یاسر ٹریک سوٹ میں شاید جیمنگ یا جوگنگ کرنے کے لیے تیار کھڑا تھا۔۔وہ کب اٹھا تھا عشراق نہیں جانتی تھی یاسر نے نوٹ کیا تھا عشراق اپنے کاموں میں اتنی مگن رہتی تھی کہ اس پاس کیا چل رہا ہے یہ بھی فراموش کر جاتی تھی یا شاید وہ عبادت کرتے سب سے غافل ہو جاتی تھی۔

"کیا دیکھ رہی ہو ملکہ " یاسر نے دیوار سے ٹیک لگائے عشراق کے خوبصورت چہرے کا طواف کرتے پوچھا۔

"کشمیر کی خوبصورتی " عشراق نے سادہ سا جواب دیا سنہری نگاہیں خوبصورت منظر پر تھیں۔

"آپ کیا دیکھ رہے ہیں ؟" عشراق کچھ توقف کے بعد یاسر کی نظریں خود پر محسوس کرتی سنہری آنکھوں سے یاسر کو دیکھتے ہوئے بولی۔

"کشمیر کی خوبصورتی " جواب یکساں تھا مگر انتخاب الگ وہ کشمیر کو خوبصورت کہہ رہی تھی تو یاسر کشمیر میں پیدا ہونے والی اپنی ملکہ کو خوبصورت کہہ رہا تھا عشراق یاسر کی بات کا مطلب سمجھتی بنا کوئی ریکشن دئے واپس ونڈو کے باہر دیکھنے لگی مگر گال گلابی ہوئے تھے یاسر نے نوٹ کیا اتنے میں ہی عشراق کے فون پر رنگ ہوئی موبائل بیڈ سائیڈ ٹیبل پر رکھا تھا عشراق نے گردن گھمائے فون کو دیکھا جبکہ یاسر مسکراتا عشراق کا فون لیے عشراق کو تھما گیا اور واپس اپنی پوزیشن میں آکر کھڑا ہوا کال داجی کی تھی کچھ باتوں کے بعد کال منتقع کر

دی گئی مگر اکثر باتوں کے درمیان عشراق یاسر کو دیکھتی یاسر کو اندازہ ہوا جیسے شاہد دادجی اس کے متعلق بھی عشراق سے پوچھ رہے ہیں۔

"دادجی نے میرا رویہ تم سے پوچھنے کے لیے کال کی تھی ملکہ۔۔شاید تم سے زیادہ محبت کرتے ہیں یا مجھ پر ذرا برابر بھی یقین نہیں کرتے " یاسر مسکراتا ہوا بولا عشراق یک دم بات پکڑنے پر ٹھٹکی۔

"دونوں ہی " عشراق یاسر کی بات پر ٹھٹکی تھی یاسر شارپ تھا عشراق نے اخذ کیا۔

"تمہیں بتانا چاہیے تھا کہ میرا تمہارے ساتھ رویہ کیسا ہے شاید پھر وہ مجھ پر یقین کرنے لگتے " یاسر عشراق کے داجی سے مختصراً جواب کو یاد کرتا بولا۔

"اس سے کیا فرق پڑتا ہے " عشراق نے پوچھا۔

"کچھ نہیں شاید انھیں مجھ پر یقین ہونے لگتا" یاسر نے ونڈو سے باہر دیکھتے ہوئے کہا۔

"ان کے یقین سے کیا فرق پڑتا ہے آپ تو ایسے کہ رہے ہیں جیسے اگر یقین نہیں کمائے گے تو مجھے حاصل نہیں کر پائے گے۔۔میں آپ کے کمرے میں ہو ان کی وجہ سے آپ کے سامنے بیٹھی ہو ان کی وجہ سے آپ کو بردا۔۔" عشراق کو یاسر کی بات سے اپنے اور داجی کی وہ باتیں یاد آئیں تھیں جب عشراق نے بار بار رخصتی سے منع کیا تھا اور اس سے بے انتہا محبت کرنے والے دادجی نے بھی اس کی بات نہیں سنی تھی عشراق اپنی بات ادھوری

چھوڑتی لب کاٹ گئی جبکہ یاسر نے عشراق کی بات سنتے رخ اس کی سمت کیا نظریں عشراق کے لبوں پر ٹھری یاسر کو وہ لمحہ یاد آیا جب اس نے عشراق کے لبوں کا جام پیا تھا اور زبردستی ان لبوں کو زخمی کیا تھا یاسر کے گلے میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔۔یاسر پنجوں کے بل عشراق کے قریب بیٹھا ہاتھ آگے بڑھاتے عشراق کی گردن اور تھوڑی پر ہاتھ جمائے یاسر نے عشراق کے نچلے لب کو اس کے موتی جیسے دانتوں سے آزاد کیا جبکہ یاسر کے یک دم اتنے نزدیک آنے پر عشراق کی سانسیں تھمی اس پر تضاد یاسر کے ٹھنڈے ہاتھ کا لمس اپنے چہرے اور گردن پر محسوس کرتے عشراق کے جسم میں سنسناہٹ ہوئی۔

"تم مجھے برداشت کرو ملکہ یا نا کرو لیکن تمہارے وجود پر تمہارا ظلم کرنا بھی مجھ سے برداشت نہیں ہو گا " یاسر نے عشراق کے نچلے ہونٹ کو اپنے انگوٹھے سے مس کرتے کہا کالی آنکھیں عشراق کے ہونٹوں کا ہی طواف کر رہی تھی

یاقوتی گلاب کی پنکھڑی جیسے ہونٹ کوئی کافر ہی ہوتا جو نظریں ہٹا سکتا تھا اس خوبصورت منظر سے۔

"کین آئی کس یوں ملکہ ؟" یاسر نے گھمبیر آواز میں عشراق کی نوز رنگ پر نظریں جمائے عشراق کی سنہری آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا عشراق نے تھوک نگلتے گھبراتے ہوئے فورا نفی میں سر ہلایا۔۔ عشراق کی آنکھوں کے سامنے فارم ہاؤس کا وہ منظر گھوما یاسر نے سیدھا ہوتے عشراق کو بنا سمجھنے کا موقع دئے اپنی باہوں میں اٹھایا عشراق گھبرائی یاسر کا رخ بیڈ کی طرف تھا عشراق کی آنکھیں یک دم نم ہوئیں وہ اس شخص کو سمجھنے سے قاصر تھی جو کبھی چھوتا بھی اس سے پوچھ کر تھا عشراق کے یقین کا حقدار بنتا تھا تو اپنی من مانی کرتے عشراق کو دو پل میں بے یقین کر دیتا تھا۔

"یا۔۔یاسر۔۔۔ آپ۔۔کیا۔۔کرنے۔۔والے ہیں۔۔چھوڑیں۔۔مجھے " عشراق یک دم گھبرائی جبکہ یاسر بنا کچھ بولے عشراق کو بیڈ پر نرمی سے لٹاتا عشراق کی کمر میں ہاتھ ڈالتے زرا اوپر کرتے عشراق کا حجاب سٹائل میں ڈوپٹہ کھول گیا عشراق کے ہلکے نم بال اس کے کندھوں اور پہلو میں گرے یاسر نے عشراق کے بالوں کو سمیٹتے تکیے پر ڈالتے عشراق کو سیدھا کیا۔

"کافی دیر کی اٹھی ہو ملکہ " یاسر عشراق کی سنہری آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا وہ پوچھ رہا تھا یا بتا رہا تھا عشراق سمجھنے سے قاصر تھی۔

"آپ جائے یہاں سے میں سو جاؤ گی" عشراق یاسر کو اپنے ساتھ کچھ غلط نا کرتا دیکھ پہلے حیران ہوئی مگر پھر خود پر قابو پاتی بولی جبکہ عشراق کی گھبراہٹ سے یاسر محفوظ ہوتا مسکرایا وہ شوہر تھا اس کا اس کے وجود سے اصولاً راحت پانے کا حق رکھتا تھا۔

"ملکہ " یاسر نے عشراق کے چہرے سے گردن تک نگاہیں پھیرتے اسے پکارا۔

"ہمم۔۔"عشراق نے یاسر کو دیکھا جو دونوں ہاتھ تکیے پر ٹکائے اس پر ہنوز جھکا ہوا تھا۔

"چلے۔۔جائیں۔۔پلیز" عشراق نے پھر التجا کی۔

"مجھے تمہاری نوز رنگ بہت پسند ہے" یاسر عشراق کے بے حد قریب اس کے ہونٹوں پر اپنی سانسیں بکھیرتا بولا۔

"مجھے۔۔سونا۔۔ہے " عشراق سانسیں روکے منمنائی کیونکہ اگر وہ زرا سا ہلتی یاسر کے لب اس کے لبوں سے مس ہوتے۔

"اوکے " یاسر نے جھکتے عشراق کی پیشانی پر بوسہ دیتے کنفرٹ اس پر درست کیا روم کی لائیٹس آف کرتا ونڈو پر کرٹن درست کرتا باہر قدم بڑھا گیا جبکہ عشراق آنکھیں بند کیے یاسر کے جانے تک سوتی بنی یاسر کے جاتے ہی عشراق نے اپنی نوز رنگ کو چھوتے اپنی پیشانی کو چھوا جہاں یاسر کے لبوں کا لمس تھا عشراق کے گال مزید دہکے۔

عترت صبح اٹھی تو حداد کو اپنے پہلو میں سوتا پایا کھڑکی کے کرٹنز سے آتی سورج کی کرنیں صبح کی آمد کا اعلان کر رہی تھیں تو حداد پرسکون نیند سوتا کسی بچے کی مانند لگ رہا تھا عترت حداد کے قریب سے اٹھنے کی کوشش کرتی بیڈ سے نیچے قدم رکھتی کہ حداد نے عترت کے پہلو میں ہاتھ لپیٹے اسے بیڈ پر اپنے قریب کیا عترت کی آنکھیں پھیلی۔

"حداد۔۔"عترت حداد کو پکارنے لگی۔

"جی جانِ حداد " حداد نے کہتے عترت کے گال پر اپنے لب رکھے۔

"آپ کا بخار اتر گیا " عترت نے پوچھا۔

"تم پاس ہو تو میں کسی کو کیسے اپنے قریب رہنے دے سکتا ہوں " حداد نے ایسے کہا جیسے بخار کوئی انسان ہو جبکہ حداد کی بات سنتی عترت کھکھلا اٹھی حداد عترت کے کھکھلانے پر مسکرایا وہ دونوں مزید باتیں کرتے کہ اتنے میں دروازہ ناک ہوا عترت کی ہنسی کو بریک لگی اور آنکھیں پھیلی جبکہ حداد عترت کے ریکشن کو دیکھتا سمجھ چکا تھا وہ کیا سوچ رہی ہے۔

"حداد۔۔دروازہ ناک ہوا۔۔کوئی آگیا " عترت دروزے کو دیکھتی ہوئی بولی جبکہ حداد دروازے کو دیکھتا کندھے اچکا گیا۔

"آنے دوں " حداد بے فکری سے بولا جبکہ ایک دفعہ پھر دروازہ ناک ہوا حداد سخت بدمزہ ہوا۔

"کیا آنے دو کسی نے دیکھ لیا تو کیا سوچے گا " عترت روہانسی ہوئی دروازہ ایک دفعہ پھر بجا حداد نے عترت کو گھورتے دروازے کو شعلہ بار نظروں سے گھورا ۔

"آیسی کی تیسی۔۔کس کو موت پڑی ہے " حداد غصے سے بولتا بیڈ سے اٹھتا دروازے کی سمت بڑھا جبکہ عترت اپنا ڈوپٹہ ڈھونڈتی سیٹ کرتی آنکھیں پھیلائے حداد کو دیکھتی رونے کے در پہ تھی حداد نے دروازہ کھولا تو سامنے فراج کو کھڑا پایا جبکہ فراج موبائل سے نظریں ہٹائے حداد کو دیکھتا چونکا۔

"آپ یہاں ؟ " فراج نے حداد کو شرٹ لیس سر سے پاؤں تک دیکھتے پوچھا جبکہ فراج کے دیکھنے کے انداز پر حداد نے ائیبرو ریز کی۔

"کیوں میرے یہاں ہونے سے تمہیں پریشانی ہے ؟ " حداد نے الٹا فراج سے سوال کیا۔

"آپ یہاں کیا کر رہے ہیں " فراج نے اب سنجیدگی سے پوچھا نظریں عترت پر گئی جو فراج کو ایک نظر دیکھتے ادھر ادھر دیواروں میں جالے تلاش کرنے لگی جو اس نفیس حویلی میں اسے ملنے سے رہے تھے۔

"شرم نہیں آتی جیجا سے ایسے پرسنل سوال پوچھتے " حداد فراج کے صدمے سے لطف اندوز ہوتا بولا جبکہ حداد کی بات پر فراج کا چہرہ سرخ ہوا۔

"آپ کو شرم نہیں آتی کسی کی حویلی میں چوری سے داخل ہوتے ہوئے " فراج نے کل کے سارے واقعے سے اور عترت کے گھبرانے سے نتیجے پر

پہنچتے ہوئے کہا جبکہ حداد تو اس توپ کے سکینڈز میں چلتے دماغ سے خاصا متاثر ہوا۔

"میرا سسرال ہے یہ جب چاہے اسکتا ہو یہاں تمہیں کیوں اتنی تکلیف ہو رہی ہے اگر ہو رہی ہے تو خود بھی شادی کروا لو ویسے بھی شادی کی عمر گزرنے ہی والی ہے چند مہینوں میں تمہاری۔۔۔لیکن آہ تمہیں بیٹی دے گا کون ؟" حداد نے فراج کو آگ لگاتے تھوڑی کے نیچے ہاتھ رکھے سوچنے والے انداز میں کہا جبکہ حداد کی بات پر فراج نے حداد کو سر تا پاؤں دیکھا یہ شخص اسے بول رہا تھا شادی کرنے کا جس کو خود بیوی تیس سال کی عمر میں (شادی کے پانچ سال بعد) ملی ہے اور بیٹی کون کیا دے گا اس کی بہن سے شادی کر چکا ہوں میں فراج نے اپنی سوچ پر مسکراتے سر جھٹکا جبکہ فراج کا مسکرانا اور دیکھنا حداد کو فراج کے دماغ میں اپنے لیے غلط رائے بننے کا اشارہ دے رہا تھا

۔

"میرے بھائی کے لیے ایک سے بڑھ کر ایک لڑکی موجود ہے۔۔ماشاءاللہ اتنا پیارا ہے میرا بھائی " عترت کو حداد کی بات بری لگی وہ فورا دروازے تک آتی اپنے بھائی کو مسکراتے ہوئے دیکھ کر بولی۔

"آہ میری پیاری بہن " فراج طنزیہ مسکراہٹ حداد کی سمت اچھالتا عترت کو اپنے سینے سے لگانے کے لیے بڑھا کہ حداد فورا عترت کو پیچھے کرتا آگے ہوا اور فراج کے سینے پر ہاتھ رکھتا اسے دور کر گیا۔

"او بہن کے بھائی۔۔بیوی ہے میری میرے علاوہ کوئی ہگ نہیں کر سکتا اسے سمجھا۔۔اب کام بولو اور نکلو یہاں سے " حداد نے کہا جبکہ عترت منہ بنا کر رہ گئی۔

"عترت تائی حضور اور داد جی کھانے پر بلا رہے ہیں۔۔صرف تمہیں چوروں کی مہمان نوازی نہیں کی جاتی ہماری حویلی میں " فراج حداد کو چھوٹی آنکھیں کیے گھورتا ہوا واپس پلٹتا بولا فراج نے آخری جملہ راہداری میں بولا تھا جبکہ فراج نے کمرے سے باہر نکلتے فراج کی پشت کو گھورا تھا۔

"یہ ضائع ہو جائے گا تمہارا بھائی میرے ہاتھوں سے " حداد نے دروازہ لاک کرتے عترت سے کہا جو مزید منہ بنا گئی۔

"چلو جلدی فریش ہو پھر حویلی کے لیے نکلتے ہیں یہاں تو داماد کی کوئی عزت نہیں " حداد عترت سے کہتا بیڈ کی جانب بڑھا جبکہ حداد کے منہ سے پاکستانی قومی داماد والا جملہ سنتے عترت نے منہ پر ہاتھ رکھے اپنی ہنسی روکی۔

ایک بج رہے تھے کشمیر کی سڑکیں کل رات تیز طوفان اور بارش کے پیش نظر جہاں مزید خوبصورت ہوئیں تھیں وہی سنسان بھی تھیں اور ان سنسان سڑکوں پر وہ اندھا دھند ان چار لڑکوں کے ہاتھ لگنے سے پہلے بھاگ رہی تھی اتنی تیزی سے کہ اس کی پیشانی پسینے سے شرابور ہوچکی تھی قندیل جو یونیورسٹی ضروری کلاسس کے لیے آئی تھی یونیورسٹی سے نکلتے کافی انتظار کے بعد وہ خود حویلی کے لیے نکلی تھی ڈرائیور کا فون بند جا رہا تھا تو اس کے خود موبائل کی بیٹری ڈیڈ ہوچکی تھی۔۔ لیکن اپنے پیچھے مسلسل چار لڑکوں کو آتا دیکھ وہ گھبرا گئی تھی اور ان سے خوف کھاتی بھاگ رہی تھی جبکہ یازان اعظم کفیر جو کسی کام کے تحت حویلی سے نکلا تھا کہ سامنے قندیل کو بھاگتا دیکھ وہ پہلے حیران ہوا وہ قندیل کو دور سے ہی پہچان چکا تھا اپنی محبوب کار کو رفتار کی آخری حد پر

لے جاتا اس لڑکی کے سامنے سمت سے آرہا تھا جس نے ابھی کچھ دنوں پہلے یازان کی محبوبہ کو زخمی کیا تھا یازان کی نظریں قندیل پر تھیں وہ پریشان نہیں تھا وہ بس مسکرا رہا تھا اسے تو ایسے موقع چاہیے ہوتے تھے اور کس مائی کے لال میں اتنی طاقت تھی کہ وہ یازان کو پریشان کر سکے یازان نے کار یک دم قندیل کے پاس ٹرن کرتی روکی سڑک پر موجود پانی ہوا میں اچھلا تھا جو قندیل کے آسمانی سوٹ کو داغ دار کر چکا تھا قندیل اچانک سامنے کار کے آتے ہی دونوں ہاتھوں سے منہ ڈھانپے گھبراتے ہوئے وہی رکی تھی مگر خود کو محفوظ محسوس کرتے اس نے چہرہ ہاتھوں سے ہٹایا تھا۔

"ہاں تو بلیو سٹار آنکھوں والی محترمہ مدد چاہیے ؟"یازان کار یک دم قندیل کے سامنے روکتا دروازہ کھولے کار سے ٹیک لگائے مسکراتے ہوئے گویا ہوا قندیل نے بھی منٹ کے دوسرے حصے میں یازان کو پہچان لیا تھا جبکہ قندیل کے پیچھے پڑے وہ چار لڑکے بھی قندیل سے فاصلے پر کھڑے ہوتے یازان کو دیکھنے لگے

جو قندیل کے سوٹ کے ہم رنگ شرٹ پہنے بلیو جینز میں کافی وجیہہ لگ رہا تھا
۔

"ہاں سنہری آنکھوں والے بھائی صاحب چاہیے کرئے گے؟" قندیل نے ہانپتے ہوئے پیچھے ان چار لڑکوں کو دیکھتے کہا دل اب بھی تیزی سے دھڑک رہا تھا۔

"توبہ جہنم میں سڑے گی یہ عورت ہیرو والی اینڑی پر بھائی صاحب بول رہی ہے مجھے دو چار دن چھوٹا ہی ہونگا اس سے۔۔ہنہ "یازان بڑبڑاتا بدمزہ ہوتا اپنی شرٹ کے کف فولڈ کیے ان چار لڑکوں کو سامنے آنے کا اشارہ کرگیا۔۔

وہ لڑکے یازان کو دیکھتے الٹے پیر بھاگے تھے یازان نے حالانکہ تین قدم ہی ان کی طرف لیے تھے ان کو بھاگتے دیکھ یازان کندھے اچکاتا قندیل کی سمت

پلٹا جو خود ان لڑکوں کو دیکھ رہی تھی منہ کھولے جبکہ یازان کا انداز ایسا تھا جیسے یہ تو ہونا ہی تھا کہاں دیوہیکل سی باڈی کا مالک یازان اعظم کفیر اور کہاں وہ چار درمیانہ جسامت کے لڑکے یازان نے مغرور ہوتے سوچا۔

"منہ بند کر لو آنٹی جی " یازان نے کچھ دیر پہلے بھائی صاحب بولنے کا بدلہ قندیل سے لیا قندیل نے یازان کو تیوری چڑھا کر دیکھا۔

"حد میں رہو مدد کی ہے سر پر چڑھنے کی ضرورت نہیں سمجھے " قندیل نے تنبیہ کرتے شہادت کی انگلی ہوا میں لہراتے ہوئے کہا یازان نے ایبرو ریز کی اور سر تا پیر قندیل کو گھورا جو پہلے ان لڑکوں سے بچنے کے لیے بھیگی بلی بنی بھاگ رہی تھی تو اب یازان کے سامنے شیرنی بن کر کھڑی غرا رہی تھی۔

" یہ اکڑ مس ہوتی سوتی ڈاکٹر ان بدمعاش لڑکوں کے سامنے دیکھائی تھی نا کہ مجھ جیسے شریف انسان کے سامنے جس نے تم پر احسان کیا تمہیں ان بدمعاشوں سے بچا کر۔۔بڑی احسان فراموش ہو تم تو" یازان نے سر جھٹکتے قندیل پر تبصرہ کیا جبکہ "ہوتی سوتی ڈاکٹر " سن کر قندیل کا منہ غصے سے بنا۔

"احسان ؟ کون سا احسان کیا ہے تم نے مسٹر۔۔صرف مدد کی ہے" قندیل نے یازان سے کہا۔

"تمہاری عزت بچائی ہے مس ہوتی سوتی ڈاکٹر یہ احسان سے کم نہیں سمجھی۔۔ جسے 90s کی ہیروئن کی طرح بچانے کی ناکام کوشش کر رہی تھیں تم " یازان نے طنزیہ مسکراتے کہا جبکہ قندیل کی آنکھوں میں نمی اتری وہ کب سے خود کے آنسوؤں پر قابو کیے ہوئے تھی یہ بات سوچ کر ہی اس کی جان جا رہی تھی کہ اگر وہ ان چار لڑکوں کے ہاتھ لگ گئی اور انھوں نے اسے پامال کر دیا

تو ؟۔۔قندیل اس کے آگے کچھ سوچ ہی نہیں پائی وہ لڑکے گندے گندے فقرے کستے قندیل کے پیچھے آئے تھے قندیل کی جان تو اپنے خاندان کی عزت جو اس سے منسوب تھی اس کو خطرے میں محسوس کرتے فنا ہونے لگی تھی۔۔اور اب یازان کے عزت والی بات پر زور دینے پر آنکھیں مترنم ہوئیں یازان نے بلیو سٹار آنکھوں کو ڈوبتے دیکھا یازان کو اپنی بات پر بے ساختہ پچھتاوا ہوا۔

"یہ لڑکے کون تھے اور تمہارے پیچھے کیوں پڑے تھے ؟" یازان نے بات بدلنے کی غرض سے پوچھا جان تو چکا تھا آوارہ لڑکے ہیں جو سڑک پر نشے میں دھت ہوتے آوارہ گردی اور لڑکیوں کو چھیڑتے ہیں یازان نے ان لڑکوں کو اچھے سے سبق سیکھانے کا عظم تو دل میں ہی کر لیا تھا۔

"پتا نہیں۔۔میں نہیں۔۔جانتی۔۔یونیورسٹی سے۔۔کچھ فاصلے۔۔سے پیچھے پڑے ۔۔تھے " قندیل اپنے نم لہجے پر قابو رکھنے کی کوشش کرتے ہکلاتے ہوئے بولی الفاظ مضبوطی سے ادا کر رہی تھی مگر لہجے میں نمی تھی جسے یازان نے بآسانی محسوس کر لیا۔

"ہمم۔۔آوارہ لگ رہے تھے حلیے سے تم رکھ کر تھپڑ مار دیتی تو ہمت نا کرتے تمہارے پیچھے آنے کی۔۔اس دن یونیورسٹی میں تو بڑی شیرنی بن کر لڑ رہی تھی خود کے لیے آج کیا ہوا ؟ ہجوم میں شیرنی اور تنہائی میں بھیگی بلی" یازان نے قندیل کو رونے سے باز رکھنے کے لیے جان بوجھ کر اسے طیش دلانے والی بات کی دو ملاقاتوں میں یہ تو وہ سمجھ ہی چکا تھا یہ کمزور نہیں ہے جبکہ یازان کی بات کا دو منٹ میں اثر ہوا۔

"میں اب بھی شیرنی ہو بس تھوڑا سا گھبرا گئی تھی اور تم زیادہ فری نہیں ہو میرے ساتھ مدد کیا کردی تو باتیں سناؤ گے مجھے " قندیل نے آنسو فورا پیچھے دھکیلتے کہا یازان بھویں سکڑیں اپنے خوبصورت تنے نقوش سے قندیل کو جواب دیتا کہ ایک خوبصورت ہوا کا جھونکا قندیل کے چہرے کو چھو کر گزرا اور یازان اس ہوا کے جھونکے میں برف کی طرح منجمد ہوگیا اس کی سنہری آنکھیں قندیل کے چہرے پر جمی تھیں آسمانی رنگ کے ڈوپٹہ سے کیے حجاب سے کچھ آوارہ لٹیں قندیل کے شفاف سفید چہرے پر جھول رہی تھیں بلیو سٹار مترنم آنکھیں چہرے پر غصہ پریشانی کے تاثرات مزید قندیل کو خوبصورت بنا چکے تھے یہ لڑکی اتنی خوبصورت پہلی دو ملاقاتوں میں تو نہیں لگی تھی یازان کی دھڑکنوں نے مزید رفتار سے دھڑکنا شروع کیا قندیل جو کب سے یازان کی آنکھوں کے سامنے ہاتھ ہلا رہی تھی اور کچھ مسلسل بول بھی رہی تھی مگر یازان تو جیسے نا کچھ دیکھ رہا تھا نا کچھ سن رہا تھا اس کی سنہری آنکھیں ایک طلسم میں گم تھیں جسے دیکھ کر کشمیر کی ہوائیں مسکرا رہیں تھیں کیا تھا وہ

احساس ایک عجب ایک نیا سا۔۔کچھ دیر پہلے تو سب نارمل تھا یہ اچانک کونسا سحر یازان پر ٹوٹا تھا یازان اس طلسم میں بری طرح جکڑا تھا کہ اچانک اپنے کار کے ہارن کی وجہ سے گڑبڑاتا ہوش میں آیا اور قندیل کو ڈھونڈنے لگا اپنے سامنے ناسمجھی کی کیفیت میں جب دوبارہ ہارن کی آواز سنتے اس کی نظر قندیل پر پڑی جو سٹیرنگ کے وسط پر ہاتھ رکھے اپنے ہاتھ کو اٹھانا بھول چکی تھی یازان نے قندیل کو استہزایہ انداز میں گھورا اور جبڑے خود بخود اپنی اور قندیل کی پہلی ملاقات یاد کرتے بھینچے یہ ہی لڑکی تھی جس نے یازان اعظم کفیر سے زندگی میں پہلی دفعہ بدتمیزی کرنے کی جرت ہی نہیں بلکہ سڑک پر لوگوں کے سامنے بدتمیزی کی تھی یہ ہی لڑکی تھی جس نے یازان کی محبوب کار کے شیشے کو چکنا چور کیا تھا یہ ہی لڑکی تھی جس نے یازان کے باپ پر جاتے اسے فقیر کہا تھا یازان نے بامشکل خود پر ضبط کیا آنکھوں کا سنہری طلسم سرد مہری میں تبدیل ہوچکا تھا کشمیر کی ہواؤں نے بدمزہ ہو کر رخ دوسری جانب پھیرا۔۔
قندیل بھی یازان کے ہوش کی دنیا میں قدم رکھتے ہی اپنا ہاتھ کھینچ گئی۔

"تمہیں کھڑے کھڑے آنکھیں کھولے سونے کی بیماری ہے کیا " قندیل یازان کے قریب آتی بولی۔

"تم بھی اس بیماری کی مریضہ ہو؟ " یازان نے جوابا پوچھا۔

"میں کیوں ہونگی اللہ معاف کرے۔۔میں تھوڑی نا گناہ کرتی ہو جو اللہ مجھے اس طرح کی بیماری میں ڈال کر سزا دے گے " قندیل نے چھوٹی ناک چڑھا کر کہا یازان نے قندیل کو دلچسپی سے دیکھا۔

"تو میں کونسا گناہ کرتا ہوں جس کے بنا پر تم مجھے اس بیماری کا شکار کہ رہی ہو ؟ " یازان نے پوچھا اور دونوں ہاتھ پینٹ کی پوکٹس میں ڈالے۔

"گرلفرینڈ بناتے ہیں یہ گناہ نہیں؟ " قندیل نے اپنا ڈوپٹہ سیٹ کرتے کہا جبکہ گرلفرینڈ کے نام پر یازان کو میشال یاد آئی یازان نے لب بھینچے کار کی جانب رخ کیا وہ اس لڑکی سے فل وقت کوئی تلخ بات کر کے بدلہ نہیں لے سکتا تھا جب وہ لڑکی خود پریشان ہو یازان کی غیرت گوارہ نہیں کرتی وہ کمینہ تھا شوخ تھا مغرور تھا مگر اصول پسند مرد بھی تو تھا جس کا دل اس بات کی اجازت نہیں دیتا تھا۔۔اچانک سڑک پر ننھی ننھی پانی کی بوندیں گرنا شروع ہوئی یازان نے آسمان کی طرف چہرہ کرتے کالی گھٹا جیسے بادلوں کو دیکھا اور پھر گردن کو جھٹکا دیتے قندیل کو دیکھا جس کے چہرے پر سخت پریشانی کے تاثرات تھے اور آدھے گیلے کپڑے اب مزید گیلے ہونے شروع ہو چکے تھے وہ بار بار درمیانے عرض کے ڈوپٹے کو خود پر پھیلانے کی کوشش کر رہی تھی نا محسوس انداز میں دو ملاقاتوں میں اسے یاد تھا یہ لڑکی ہمیشہ چادر میں ملبوس ہوتی تھی مگر آج اس کے پاس چادر نام کی کوئی شہہ نا تھی یازان کی آنکھوں میں نا سمجھی اتری۔

"چلو تمہیں تمہارے گھر تک چھوڑ دیتا ہوں یہاں کوئی ٹرانسپورٹ بھی نہیں ملے گی تمہیں " یازان نے چہرے پر ہاتھ پھیرتے کہا قندیل کی آنکھوں میں تحریر ابھری یازان نے باغور اس کے تاثرات پڑھنے کی کوشش کی۔

"نہیں میں خود چلی جاؤ گی " قندیل نے کچھ دیر بعد مدھم لہجے میں کہتے سامنے کی سمت قدم بڑھانے چاہے۔

"تم اگر اور چار لوگوں کو اپنے پیچھے آنے کی دعوت دینا چاہتی ہو تو ضرور دوں مس ڈاکٹر۔۔لیکن یہ یاد رکھنا بارش شروع ہونے والی اور کچھ دیر میں کشمیر کی سڑکوں کو بند کیا جائے گا طوفانی ہواؤں کے زیر اثر اور ایک اور سب سے ضروری بات تمہیں بچانے کے لیے اب شاید کوئی میری طرح اچھا انسان نا

ملے" یازان کار کے بونٹ پر ٹیک لگائے سیدھا کھڑا ہوتا پانی کی بوندوں میں بھیگتے ہوئے بولا قندیل کے پیر یک دم تھمے وہ سچ کہہ رہا تھا مگر آخری بات پر قندیل متفق نا تھی۔

"ٹھیک ہے لیکن میں پیچھے بیٹھوں گی" قندیل نے کچھ سوچتے ہوئے کہا وہ اس لڑکے پر اللہ کا نام لے کر بھروسہ کر ہی سکتی تھی جسے اللہ نے آج اس کی حفاظت کے لیے بھیجا تھا یازان نے گردن موڑے اپنے سینے تک آتی لڑکی کو سر تا پیر گھورا۔

"میں تمہارے باپ کا نوکر نہیں نا ڈرائیور ہو سمجھی " یازان کی بس ہوئی قندیل کی فرمائش کم حکم سنتے یازان نے اب اپنا ایک حساب بے باک کیا قندیل کی پیشانی پر شکنیں ابھری۔

"تمیز سے بات کرو مسٹر آوارہ " قندیل کے چہرے پر غصہ عنود ہوا۔

" ابھی تک تمیز سے ہی بات کر رہا تھا ورنہ میں اپنی پہلی اور دوسری ملاقات کے یکساں دشمن کو بدتمیزی کا مزاح چکھائے بنا نہیں بخشتا۔۔یہ تو تم لڑکی ہو اس لیے لحاظ کر رہا ہوں " یازان نے قندیل کو باور کروایا۔

"اگر چلنا ہے تو جلدی چلو میرے پاس وقت نہیں " یازان قندیل کا کھلتا منہ دیکھ کر کلائی پر بندھی اپنی قیمتی واچ دیکھتے بولا۔

****

"نہیں جانا مجھے تمہارے ساتھ۔۔ نہیں چاہیے تمہاری مدد" قندیل نے غصے سے کہتے اپنا رخ پھر سڑک کی سمت کیا جبکہ یازان قندیل کی پشت کو گھورتا اپنا شیطانی دماغ چلانے لگا وہ اس اکھڑ ، بدتمیز مگر کشمیر کی سب سے خوبصورت لڑکی کو اگر اس سنسان سڑک پر سرد ہواؤں اور ٹھنڈی پھوار میں تنہا چھوڑ دیتا تو کیا وہ کفیر کہلانے کے لائق رہتا ؟ قندیل قدم بڑھاتے سڑک تک پہنچنے ہی والی تھی اور بارش آہستہ آہستہ تیز ہو رہی تھی جب یازان کی نظر قندیل کے سامنے دوسری سائڈ سڑک پر درخت کے نیچے آرام فرما رہے کالے رنگ کے کتے پر پڑی یازان کی آنکھیں چمکی صحیح کہتے تھے اعظم صاحب اس کمینے کے دماغ سے تو شیطان بھی پناہ مانگے !! یازان نے فورا نیچے جھکتے ایک پتھر اٹھایا اور ٹھیک کچھ دیر بعد کتے کے بھونکنے کی آوازیں سڑک پر گونجی اور یازان مزح سے گاڑی ٹرن کرتا یہ منظر سیٹی بجاتے دیکھ رہا تھا جہاں کتا غلط فہمی کا شکار ہوتے قندیل پر بھونک رہا تھا اور غراتے ہوئے اس کی طرف بڑھنے لگا اور قندیل کتے سے تیز آواز میں چیختی یازان کی سمت قدم بڑھا رہی

تھی مطلب بھاگ رہی تھی کتا پیچھے قندیل آگے کتا پیچھے قندیل آگے اور پھر قندیل نے گھبراتے کار کا دروازہ ہڑبڑی میں کھولنا چاہا جسے یازان اندر سے لاک کر چکا تھا قندیل نے خونخوار نظروں سے کار میں بیٹھے سیٹی بجاتے یازان کو گھورا کتا دو سو کی سپیڈ سے اس کی سمت بڑھ رہا تھا کم سے کم قندیل کو تو یہی لگا کتے کی رفتار دیکھ کر قندیل کے ہونٹ خشک پڑنا شروع ہوئے یازان مسکراہٹ دباتا قندیل کی حالت سے لطف اندوز ہوتا ونڈو گلاس نیچے کر گیا۔

"کیا ہو مس ہوتی ڈاکٹر ؟ " یازان نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"تم۔۔۔کار کا۔۔دروازہ کھولا۔۔جلدی۔۔میرے پیچھے۔۔کتا۔۔پڑا ہے " قندیل چیخی۔

"لیکن تمہیں تو میری مدد نہیں چاہیے تھی نا " کیا معصومیت تھی قندیل کا دل چاہا اس شیطان کا گلا دبا دے جو معصوم بننے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔

"دیکھو " قندیل انگلی اٹھا کر غصے میں کچھ بولتی کے کتا قندیل سے چھ فٹ کے فاصلے پر پہنچا قندیل کی چیخ کار میں گونجی یازان کی ہنسی چھوٹی۔

"مجھے۔۔مدد۔۔چاہیے کرو۔۔جلدی۔۔پلیز " قندیل کی سانسیں پھولی یازان نے بامشکل ہنسی کنٹرول کی۔

"میں ڈرائیور نہیں بن سکتا سوری" یازان نے پھر معصومیت سے ہونٹوں کو گول کرتے کہا۔

"میں۔۔آگے۔۔بیٹھ۔۔جاؤ گی " قندیل گھبراتی کتے کو دیکھتی پھر بولی یازان نے قہقہہ ضبط کرتے ایک بٹن کو پریس کیا دروازہ کھولا قندیل دروازہ کھولتے سیکنڈوں میں اندر بیٹھتے دروازے کو دھڑام سے بند کر گئ جبکہ کتا اب ونڈو پر چڑھ کر بھوکنے کی کوشش کرنے لگا قندیل یازان کی سمت کھسکی اور چہرے پر دونوں ہاتھ جما کر زور زور سے بچاؤ بچاؤ چیخنے لگی یازان اب کی دفعہ گڑبڑایا اور فورا ونڈو گلاس اوپر کر گیا اور کتے کے ارمانوں پر پانی پھیر گیا۔

"گلاس اوپر کر دیا ہے میں نے سیدھی ہوکر بیٹھو مس ہوتی سوتی ڈاکٹر " یازان نے قندیل کو اپنے سیٹ کی طرف جھکا دیکھ وار کیا قندیل نے پٹ سے آنکھیں کھولی لیکن یازان کو دیکھنے سے پہلے اس نے ونڈو کی طرف دیکھنا ضروری سمجھا

وہاں گلاس چڑھ چکا تھا مگر کتا کوئی ڈھیٹ مخلوق اب بھی گلاس ونڈو سے قندیل کو گھورنے میں مشغول تھا اور شاید ساتھ ساتھ غرا بھی رہا تھا آگے دونوں پیر کار کے ڈور پر جمائے تھے۔

"ایسے کیا گھور رہے ہو بدتمیز۔۔شرم نہیں آتی تمہیں کسی حسین لڑکی کو پریشان کرتے ہوئے ایسے بھونک رہے تھے جیسے کوئی کتا بھونکتا ہے شکر کرو بچ گئے میرے ہاتھوں سے ورنہ مار مار کر انسان بنا دیتی۔۔کتا کہی کا نا ہو تو۔۔ ہنہ " قندیل خود کو کمپوز کرتی گلاس پر منہ ٹکائے کتے سے بولنے لگی جیسے وہ کتا اس کی بات سمجھ رہا تھا تو قندیل کو کتے کو دھمکی دیتے دیکھ یازان نے اس جھانسی کی رانی کو دلچسپی سے دیکھا جو کتے کو کتے کی طرح بھونکنے کا طعنہ دے رہی تھی۔

" کہتی ہو تو دروازہ کھول دوں ؟ جی بھر کر اپنی بھڑاس نکال دینا اور میں بھی زندگی میں پہلی بار کتے کو انسان بنتے دیکھ پاؤں گا " یازان نے آنکھیں ٹپٹپاتے کہا قندیل گڑبڑائی۔

"ضرورت نہیں!! گاڑی چلاؤ مسٹر پکے پکے آوارہ" قندیل نے یازان کو ڈپٹتے حکم دیا یازان نے دونوں آئبرو ریز کرتے اپنی انگلی پھر پریس بٹن تک لے کر گیا اشارہ صاف تھا تمیز سے ورنہ ابھی کتے کے حوالے کر دوں گا اور ایسا کرتے یازان کی غیرت اسے ملامت بھی نا کرتی جبکہ یازان کی انگلی کا رخ دیکھتے قندیل نے زبردستی مسکراہٹ چہرے پر سجائی۔

"سوری پلیز۔۔گاڑی چلائیں مجھے گھر جانا ہے " قندیل نے مرے مرے دل سے کہا یازان فتح مندی سے مسکرایا تو قندیل دل ہی دل میں یازان کو کوستی رہ گئی یازان نے گاڑی سٹارٹ کی کہ کتے نے پھر بھونکنا اور کار پر جھپٹنا شروع کیا قندیل پھر یازان کی سمت چیخ مارتی کھسکی یازان کا دل حلق میں آیا اتنی زور دار چیخ سن کر یازان نے دل پر ہاتھ رکھتے قندیل کی پشت کو گھورا۔

"تمیز سے بیٹھو مس ہوتی سوتی ڈاکٹر میری گود میں چڑھنے کی ضرورت نہیں میں گرلفرینڈ شدہ بندہ ہوں " یازان نے کہا جبکہ یازان کی بات سنتے قندیل سیدھی ہوئی اب کتا دور سے گاڑی کو دیکھ رہا تھا۔

"گرلفرینڈ شدہ شریف بندہ " قندیل بڑبڑاتی رخ ونڈو کی سمت کر گئی جبکہ یازان نے قندیل کی بڑبڑاہٹ باخوبی سنی کچھ دیر گزری یازان نے چپ بیٹھی قندیل کو دیکھا اس کا جسم سردی کی شدت کی وجہ سے کانپ رہا تھا یازان نے فورا اے سی آف کیا وہ خود پہاڑ جیسے وجود کا مالک بھول گیا تھا کہ اس کے ساتھ نازک لڑکی بیٹھی ہے۔

"یہ لے لو۔۔ ہمدردی میں نہیں دے رہا نا اس لیے کہ سردی لگ رہی ہے تمہیں صرف اس لیے دے رہا ہوں کیونکہ تمہیں دونوں دفعہ میں نے چادر میں دیکھا ہے اب ایسے گھر جاؤ گی تو مایوب نا لگے آگے تمہاری مرضی " یازان نے بیک سیٹ سے اپنی بلیک شال جو اس نے کچھ دن پہلے جمعہ کے روز لائیٹ براؤن کرتا شلوار پر کندھوں پر ڈالی تھی ، گاڑی میں ہی بھول گیا تھا اٹھاتے قندیل کی طرف بڑھائی دوسرا ہاتھ سٹیرنگ پر جما ہوا تھا قندیل نے کچھ جھجھکتے ہوئے شال تھامی وہ بنا شال کے خود کو کمفرٹیبل محسوس نہیں کر رہی تھی خود کی شال تو پتہ نہیں رستہ پر کہا بھاگتے ہوئے خود کو لڑکوں کے ہاتھ لگنے سے

بچاتے ہوئے اپنی مالکن کو کھو چکی تھی مگر اس کی جگہ اس شال نے لے لی تھی اور شاید اب زندگی بھر یہ شال قندیل کے پاس رہنے والی تھی اس کے وجود کا حصہ بن کر یا بے تحاشہ شالز کے ساتھ کبرڈ میں بند ہو کر یہ تو وقت بتائے گا۔

جویریہ کچن میں کھڑی کھانا بنانے میں مصروف تھی اس کی چچی ساس کا حکم تھا آج کا سارا کھانا جویریہ بنائے گی جبکہ حداد عترت کو لیے ابھی تک گھر نہیں پہنچا تھا جس پر فاطمہ بیگم کے غصے کا شکار جویریہ بن رہی تھی ان کو یہ سوچ کر ہی طیش آرہا تھا کہ حداد عترت کو صبح صبح بے صبری سے لینے کے لیے داؤد حویلی پہنچ گیا ہے اگر انہیں یہ معلوم پڑ جاتا کہ حداد رات کو ہی داؤد حویلی چوروں کی طرح گھسا تھا صرف عترت کے لیے انھوں نے یقیناً بی پی شوٹ کر لینا تھا شاہد ، عالم اور اعظم کفیر پاس کے گاؤں طوفانی ہواؤں اور بارش سے ہوئے نقصان اور غریبوں کی مدد کرنے کے لیے ملازمین کی نفری

کے ساتھ نکلے تھے تو اس وقت حویلی میں بس جویریہ حنان فاطمہ بیگم اور جنہ تھی جنہ اور فاطمہ بیگم اپنے اپنے کمروں میں مصروف تھیں تو جویریہ کچن میں بنا کسی ملازم کی مدد کے کھانے بنانے میں تو حنان حویلی کے پیچھے اٹیکسی میں اپنے گارڈز کے ساتھ مصروف تھا۔

"سر ہم نے یہاں ہر جگہ دیکھ لیا کچھ نہیں ملا " حنان جو اس وقت کف لگے لائیٹ براؤن شلوار قمیض میں ملبوس تھا اٹیکسی کی وال ونڈو سے کفیر حویلی کے ہرے بھرے گارڈن میں گرتی بارش کی بوندوں کو دیکھنے میں مشغول تھا گارڈ کی بات پر نظریں سر جھکائے گارڈ پر جمائی۔

"ہر جگہ دیکھا؟ " حنان نے پوچھا۔

"جی سر " گارڈ نے سر جھکائے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے جاؤ تم لوگ " حنان نے دو انگلیوں سے پیشانی مسلتے حکم دیا۔

"کیا راز ہے انجشہ شاہ میر کا ؟ کون تھی یہ انجشہ شاہ میر۔۔جویریہ کیا چھپا رہی ہے کیا تعلق ہے جویریہ اور انجشہ شاہ میر کا۔۔ کہی انجشہ شاہ میر ، شاہ میر (مصطفی اور عترت کے) خاندان کی فرد تو نہیں ؟ لیکن یہ کیسے ممکن ہے میں نے کبھی انجشہ شاہ میر کا نام تک نہیں سنا۔۔مجھے اس ڈائری کو مکمل پڑھنا ہو گا ، جویریہ مجھ سے کیوں نفرت کرنے کی کوشش کرتی ہے ؟ کیوں اس نے پانچ سال پہلے مجھے اس جھوٹے کیس میں پھنسایا تھا کیوں ؟کیا کرنا چاہتی ہے وہ ؟ اوو خدایا میری مدد کر مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا میں کیا کرو۔۔"حنان اپنے گھنے بالوں میں دونوں ہاتھوں کی انگلیاں پھنساتا نوچنے کے در پے تھا وہ پاس پڑے سنگل صوفہ پر ڈھ گیا ان گنت سوال تھے جن کے جواب کے لیے حنان سر پیر کوششیں کر رہا تھا مگر اٹیکسی سے بھی کوئی سوراخ نا ملا یہ اٹیکسی وہ جگہ تھی جہاں اسے پانچ سال پہلے یہ ڈائری ملی تھی اور ملی بھی کس کے ہاتھوں تھی جویریہ شازم داؤد کے ہاتھوں۔۔حنان کو اچھے سے یاد تھا وہ دن۔۔حنان نے

آنکھیں بند کرتے صوفے کی پشت پر سر گرایا بارش کی ننھی بوندیں کھڑکی سے باہر گر رہی تھیں اور حنان کی بند آنکھیں اسے کہی دور ماضی میں لے گئیں۔

پانچ سال پہلے :-

کشمیر کا وہ خوبصورتی میں چھپا بدنصیب دن جس میں کفیر اور داؤد حویلی میں شادی کے شادیانے بج رہے تھے ہر طرف خوشیوں کی نوید گونج رہی تھی عشراق اور یاسر کا نکاح تھا جو سب سے آخر میں ہوا تین نکاح ہونے تھے جس میں ثوبان اور مقدس کا ہو چکا تھا تو عترت کی نکاح کے ساتھ ہی کفیر حویلی میں رخصتی کر دی گئی تھی سب لوگ اب عشراق اور یاسر کی سمت متوجہ تھے جب سب کو حویلی میں چھوڑتے جویریہ چوری چھپے اٹیکسی میں گھسی تھی حنان فون کال سنتا سفید کف لگے سلوار سوٹ میں ملبوس تھا پانچ سال پہلے بھی وہ سرمئی آنکھوں والا شہزادہ وجاہت میں کم نا تھا کتنی دفعہ اس نے جویریہ کے لیے نکاح کی فرمائش کی تھی اس مغرور شہزادے نے جس کا نصیب بننے کے لیے لڑکیاں مرتی تھیں اس پر مگر اس کا دل تو ایک ظالم شہزادی کی قید میں

تھا جویریہ کو اٹیکسی کی طرف جاتا دیکھ حنان حیرت سے جویریہ کے پیچھے آیا جویریہ جو پیچ کلر کے شرارے میں ملبوس ہم رنگ ڈوپٹہ شانوں پر بکھیرے خوبصورتی کا پیکر بنی ہوئی تھی کسی چیز کو ڈھونڈ رہی تھی ایک ہاتھ میں ٹارچ تھی وہ سوئچ بورڈ آن نہیں کر رہی تھی شاید اسے اپنی اٹیکسی میں موجودگی کا پردہ رکھنا تھا۔۔بہت محنت سے اٹیکسی کے گھپ اندھیرے میں گھبراتے ہوئے بے چینی سے ٹارچ کو ہاتھ میں تھامے وہ مسلسل تلاش میں تھی مگر کس چیز کی ؟ پہلے پہل تو جویریہ کو کچھ نا ملا پھر اس کی نظر اٹیکسی کے ایک بند روم پر پڑی جسے کچھ محنت کے بعد کھولتے جویریہ نے ہر کونا چھانا تو وہ ڈائری اس کے ہاتھ لگی ڈائری کو دیکھتے جویریہ کی آنکھیں نم ہوئیں تھیں حنان نے بغور جویریہ کو دیکھا وہ رو رہی تھی وہ اس ڈائری کو سینے سے لگائے فرش پر بیٹھتی زاروقطار سسکیاں بھرتی رو رہی تھی حنان کچھ پل ساکت نظروں سے جویریہ کو دیکھتا رہا اسے جیسے یقین نا آیا ہو یہ وہ مضبوط سفاک عورت کہلانے والی جویریہ ہے پھر قدم اٹھاتا جویریہ کی سمت بڑھا قدموں کی آہٹ پر جویریہ نے سر اٹھا کر

سامنے دیکھا سنہری آنکھیں سرمئی آنکھوں سے ٹکرائیں ٹارچ جوریہ کے ہاتھ سے چھوٹتی فرش پر جا گری جویریہ کی نظریں حنان پر پڑتے اس کی رنگت فق ہوئی ان سرمئی آنکھوں نے ایک اور ماضی کھولا تھا جس کی راز دار جویریہ تھی یہ کہانی کتنے ماضی کو اپنے سینے میں دفن کیے تھی کیا کوئی بتا سکتا تھا ؟ درد تکلیف بے بسی خوف کیا کچھ نا یاد آیا جویریہ کو۔

حنان نے چند قدم جویریہ کی سمت لیے جویریہ نے ڈائری کو فرش پر رکھتے بیڈ کے نیچے نا محسوس انداز میں دھکیلا حنان کی نگاہوں سے منظر چھپ نا سکا۔

"تم ٹھیک ہو ؟ " حنان نے جویریہ کے قریب آتے پوچھا جویریہ سیدھی کھڑی ہونے لگی کہ ایک دم چکر آتے وہ فرش پر گرتی کہ حنان نے جویریہ کو اپنی باہوں میں بھرا حنان کچھ سمجھتا کہ جویریہ حنان کے باہوں میں جھول گئی حنان نے بے چینی سے جویریہ کو باہوں میں بھرتے اٹیکسی کے باہر قدم بڑھائے اندھیرے میں ڈوبی اٹیکسی میں جویریہ نے آنکھیں کھولی نظریں اس کمرے پر

تھی جہاں ٹارچ فرش پر پڑی جھول رہی تھی جویریہ کے لب مسکرائے وقت تھا پندرہ سال پہلے کی ایک دردناک کہانی کے پہلے انتقام کا۔۔۔

حنان جویریہ کو سیدھا اپنے کمرے میں لایا وہ حویلی میں خوشی کے موقع پر کوئی بدمزگی نہیں چاہتا تھا جویریہ کو بیڈ پر سیدھا کرتے وہ اٹھانے ہی لگا تھا کہ جویریہ نے حنان کا کالر دبوچ کر اسے اپنی سمت کھینچا حنان حیران ہوا جبکہ جویریہ مسکرا رہی تھی پراسرار مسکراہٹ! حنان اس مسکراہٹ کو سمجھ نا پایا آج وہ دن تھا جب قدرت کے دو کرشمے ہوئے تھے حنان کے لیے اس نے جس لڑکی کے پیدا ہوتے ہی اس سے محبت کی تھی اسے حنان نے پندرہ سال میں پہلی دفعہ روتا اور اب مسکراتا دیکھا تھا جویریہ آٹھ سال کی عمر سے سنجیدہ ہوگئی تھی وجہ کسی کو سمجھ نا آئی مگر وہ تنہا رہنے لگی تھی حنان کی آنکھیں اب بھی حیرت میں تھی جب جویریہ نے حنان کو دھکا دیتے بیڈ پر دھکیلا اور خود بیڈ سے نیچے اترتے خود کے ڈوپٹے کو دور اچھال گئی اپنے مہنگے کپڑوں کو جگہ جگہ سے پھاڑنے لگی حنان ساکت جویریہ کو دیکھ رہا تھا جو اپنے حلیے کو اس قدر

بگاڑ چکی تھی کے حنان کی نگاہیں اسے دیکھنے سے انکاری ہوئیں تھی کیونکہ وہ اس کی نامحرم تھی اور حنان اعظم کفیر ، کفیر خاندان کا فرشتہ صفت انسان تھا ...

"یہ کیا کر رہی ہو تم " حنان جویریہ کے ہاتھوں کو تھامتا سرخ سرمئ آنکھوں سے دھاڑا تھا جویریہ نے حنان کے ہاتھ جھٹکے۔

"تمہیں برباد کرنے کی تیاری " جویریہ نے کہتے ہی اپنے بال کھولے ریشمی بال گردن کے اعتراف میں ابتر سلیقے سے بکھرے حنان کے کمرے کی کھڑکی میں کسی نے اپنے منہ پر مہندی لگے ہاتھ رکھتے یہ منظر ڈوبڈباتی آنکھوں سے دیکھا تھا وہ تھی مہرون کلر کے جوڑے میں پور پور سجی عترت ، حنان کا کمرہ حداد کے برابر میں تھا عترت کافی دیر سے کمرے میں بیٹھی اکتا چکی تھی عشراق اور یاسر کے نکاح کے بعد حداد نے سیدھا اسے کمرے میں بھیجا تھا حداد کا حکم تھا آرام کرنے کا تاکہ رات کو حویلی میں ہونے والی رسومات میں وہ آرام سے

شرکت کرے عترت کمرے سے باہر نکلی تھی کہ حنان کے دھاڑنے کی آواز پر وہ حنان کے کمرے تک آئی تھی اور یہاں کا منظر اور جویریہ کی باتیں سن کر اسے آسمان اپنے سر پر گرتا محسوس ہوا جویریہ اس کی آپی تھی بچپن سے بڑی بہن کی طرح مانا تھا جویریہ کو بے لوس محبت تھی عترت سے تو عترت کو بھی کم محبت نہیں تھی جویریہ سے وہ عترت پر جان چھڑکتی تھی۔

"تمہارا دماغ خراب ہوگیا ہے " حنان جویریہ کو شانوں سے جھنجھوڑتا چلایا دفعتاً اس کی نظر عترت پر پڑی تھی مگر وہ جویریہ کی وجہ سے اتنا پریشان تھا کہ اس وقت حنان نے عترت کی موجودگی کو فراموش کر دیا۔

"میرا دماغ درست ہے اب تمہارا کردار خراب ہونے والا ہے " جویریہ اذیت سے مسکراتی حنان کو پھر جھٹک گئی۔

"کیوں کر رہی ہو تم یہ سب کیوں ؟ جانتی ہو محبت کرتا ہوں تم سے محبت !! " حنان لڑکھڑاتے ہوئے پیچھے ہوا دماغ کی شریانیں پھٹنے کے در پہ تھی آنکھیں اذیت سے سرخ پڑ چکی تھیں اسے جویریہ کی باتیں اس کا انداز سمجھ میں نہیں

آرہا تھا سمجھ تو عترت کو بھی نہیں آیا وہ بھی پتھرائی کیفیت میں یہ سب دیکھ رہی تھی۔

"اور میں تم سے نفرت سنا تم نے نفرت شدید نفرت " جویریہ بھی ہزیانی انداز میں چیخی حنان نے سرمئی سرخی مائل آنکھیں اٹھا کر جویریہ کو دیکھا۔

"میں تم سے جب سے محبت کرتا ہوں جب مجھے محبت کا مطلب بھی نہیں پتا تھا " حنان نے ٹوٹے لہجے میں کہا آج تک جویریہ نے اس کی محبت کو تسلیم نہیں کیا تھا نا اس کے پروپوزل کا اقرار مگر حنان کو امید تھی اس کی طرف سے اقرار کی مگر آج اس کا دل چاہا وہ اس سے زندگی بھر اقرار نا کرے مگر نفرت کا یہ سیسہ اس کے کانوں میں نا گھولے۔۔جویریہ حنان کی بات سنتی قہقہہ لگا اٹھی حنان کو وہ پاگل لڑکی لگی ایسی جیسی کوئی کملی ہو محبت میں نہیں نفرت میں کملی۔۔لڑکیاں محبت میں کملی ہو سنا تھا مگر ایک پراسرار لڑکی تھی جو محبت میں نہیں نفرت میں کملی ہوئی تھی جویریہ دو قدم حنان کے قریب ہوئی۔

"اور میں پندرہ سال سے تم سے نفرت کرتی ہوں " جویریہ نے کہا۔

"کیوں کرتی ہو مجھ سے نفرت کیوں؟ میں نے کیا کیا ہے تمہارے ساتھ ایسا میں نے تو ہمیشہ تم سے محبت کی ہے" حنان کرب سے بولا عترت کی آنکھیں جھلک رہی تھیں یہ کیا روپ تھا جویریہ اور حنان کا ؟ وہ مغرور فرشتہ صفت شہزادہ جویریہ کے سامنے اپنی محبت کا اظہار کر رہا تھا اور جویریہ عترت کی بہن اس محبت کا مزاق اڑا رہی تھی۔

"خود سے پوچھو حنان اعظم کفیر۔۔ تمہیں ہر وجہ سمجھ آجائے گی " جویریہ نے کہتے حنان کو بنا سمجھنے کا موقع دئے اس کا گریبان پکڑا اور جھٹکے سے حنان کی قمیض کے سارے بٹن پوری قوت لگائے کھینچے ایک ایک کر کے سارے بٹن اچھل کر دائیں بائیں گرے حنان نے جویریہ کو اچھوت کی طرح خود سے دور جھٹکا وہ اندھے منہ بیڈ پر جا گری حنان نے لب بھینچے وہ کچھ نا سمجھ پا رہا تھا وہ نامور سوفٹوئیر انجینئر جس کے دماغ کی تیزرفتاری کے لوگ گرویدہ تھے آج اس کی محبت اس کے دماغ کو ماؤف کر چکی تھی اسے آج اپنا آپ مفلوج ہوتا

محسوس ہو رہا تھا عترت کا چہرہ جویریہ کی حرکات کو دیکھتا فق ہوا تھا سانسیں گہری ہونے لگی تھیں وہ کانپ رہی تھی دلہن کا روپ جو آج اس پر ٹوٹ کر آیا تھا غائب ہوچکا تھا۔

"بچاؤ۔۔ بچاؤ۔۔ بابا۔۔ امی۔۔ ثوبان۔۔بچاو۔۔بچاو مجھے۔۔یاسر۔۔" جویریہ نے زاروقطار بنا آنسوؤں کے رونا شروع کیا وہ مسلسل چیخ رہی تھی اور ساتھ ساتھ بیڈ شیٹ کو مٹھیوں میں جکڑتے سلوٹے پیدا کر رہی تھی اور اب اپنے چہرے پر تھپڑوں کی بارش کر رہی تھی یہاں تک اس کا چہرہ نیلا پڑ چکا تھا اور حنان ہکا بکا جویریہ کو دیکھے گیا جویریہ اٹھتی اب حنان کے روبرو آئی اور پھر قدم پیچھے لینے لگی دیوار تک پہنچتے پلٹی اور اپنا سر پوری قوت سے دیوار پر دے مارا پیشانی سے خون کی بوندیں نکلنا شروع ہوئیں حنان ساکت جویریہ کو دیکھ رہا تھا جو اب آنکھوں میں بے تحاشہ آنسو لیے پیشانی سے ابلتے خون کے ساتھ حنان کو دیکھ رہی تھی اور عترت اسے عترت کا دل بند ہونے کے در پہ تھا وہ منہ پر دونوں ہاتھ رکھتی اپنی اذیت کا گلا گھونٹتی حداد کے کمرے کی سمت بڑھی جویریہ کو

نہیں معلوم تھا کہ عترت اس کی تمام باتیں سن چکی ہے عترت وہاں سے گئی اور پھر دروازہ کھلا تھا جویریہ کی آواز اتنی بلند تھی کہ نیچے ہال میں بیٹھے ہر نفوس سنتا حنان کے کمرے کی جانب لپکا یاسر جو عشراق سے اپنا بدلہ لیتا اسے دور جھٹک چکا تھا جویریہ کے چیخنے کی آواز سنتا پریشان ہوا وہ دونوں بہن بھائی آج دو بے قصور لوگوں سے بدلہ لے چکے تھے یاسر نے اپنی انا اور ٹھکرائے جانے کا بدلہ لیا تو جویریہ نے پندرہ سال پہلے جنم لیے نفرت کا بدلہ ایسا بدلہ جس نے کئی جوڑوں کا آنے والے پانچ سالوں تک عزاب میں جلانا تھا۔

یاسر اور ثوبان ایک ساتھ حنان کے کمرے میں داخل ہوئے تھے مگر سامنے دیوار کے سہارے بیٹھی کانپتی ہوئی جویریہ کی حالت دیکھتے ان کو کفیر حویلی کی چھت اپنے سروں پر گرتی محسوس ہوئی حنان کمرے کے وسط میں کھڑا جویریہ کو ساکت نظروں سے دیکھ رہا تھا یاسر اور ثوبان نے بے یقینی سے یہ منظر دیکھا۔

"یاسر" جویریہ یاسر کو دیکھتی اٹھی تھی اس کے وجود پر کپڑوں کی حالت دیکھتے ثوبان نے اپنی نگاہیں پھیری تھیں تو یاسر کو اپنا دل بند ہوتا محسوس ہوا تیئیس سال کا خوبرو مضبوط نوجوان کے قدم زندگی میں پہلی دفعہ ڈگمگائے تھے جویریہ پھر سر پکڑے کانپتے ہوئے گرنے لگی وہ زمین بوس ہوتی کہ یاسر اس تک پہنچتا جویریہ کے وجود پر اپنی شال اتار کر پھیلا گیا کرب سے اپنے سینے میں اپنی بہن کو بھینچ گیا سیاہ آنکھیں سرخی مائل خون جھلکا دینے کو بے تاب تھیں۔

"آپی کس نے کی ہے آپ کی یہ حالت" یاسر دھاڑا تھا جویریہ سہمی نگاہوں سے حنان کو دیکھتی اپنی انگلی حنان کی سمت کر گئی عشراق حداد نے بھی یہ منظر دیکھا تھا یاسر کے جسم میں شرارے دوڑے یاسر جویریہ کو احتیاط سے بیڈ پر بیٹھاتا حنان کی طرف لپکا اور ایک کے بعد ایک حنان کے منہ پر موقع جڑ گیا حنان کو جیسے یاسر کے وار نے ہوش دلایا مگر وہ یاسر کو نہیں روک رہا تھا جبکہ حداد یاسر کی جرت کو دیکھتا دھاڑتے ہوئے یاسر پر لپکا تھا یاسر نے ہمیشہ حنان کی عزت کی تھی وہ کفیر حویلی کے ہر فرد کی عزت کرتا تھا سوائے

عشراق کے مگر آج اس نے زندگی میں پہلی دفعہ حنان پر ہاتھ اٹھایا تھا صرف ایک بھائی بن کر حداد نے یاسر کو پیچھے دھکیلتے یاسر کے منہ پر مکہ جڑا سب لوگ ہی جو عشراق اور حداد کے پیچھے وہاں پہنچے تھے یہ منظر پتھرائی حالت میں دیکھ رہے تھے پھر کچھ لمحے گزرے ہر طرف شور تھا یاسر حنان کا گریبان پکڑے ہوئے تھا وہ اس پر چیخ رہا تھا حنان اب بھی ہکا بکا بس خاموش تھا جویریہ خود کے ابتر وجود کے گرد یاسر کی چادر لپیٹے ہوئے تھی اس کے ہونٹوں سے خون رس رہا تھا یک دم یاسر نے گن لوڈ کرتے حنان کے سینے پر تانی ثاقب داؤد یاسر کو روک رہے تھے ثوبان یاسر کی سمت بڑھ رہا تھا عشراق دیوار کے ساتھ کھڑی تھی حداد کو شاہد کفیر نے جکڑا ہوا تھا یاسر نے نشانہ باندھا اور گولی کی آواز گونجی گولی حنان کو نہیں عشراق کو لگی تھی سب لوگ اپنی جگہ پر ساکت رہ گئے جویریہ نے منہ پر ہاتھ رکھتے اپنی چیخ روکی حنان نے عشراق کا گرتا وجود تھاما گن بروقت نیچے کرنے کی وجہ سے گولی عشراق کے پیر پر لگی تھی مگر وہ بے ہوش ہوچکی تھی باہر لاوئج میں میڈیا بیٹھا تھا ان

خاندانوں کی رشتے داری کے بابت نیوز وصول کرنے کے لیے حنان نے عشراق کو باہوں میں بھرتے باہر کا رخ کیا یاسر کے ہاتھ سے گن لیتے ثوبان نے دور اچھالی ثاقب داؤد نے یاسر کو زندگی میں پہلی دفعہ تھپڑ مارا۔ عشراق ہاسپٹل میں تھی اور کفیر حویلی میں سب بڑے جویریہ اور حنان کا فیصلہ کرنے کو بیٹھے تھے اور ایک دفع پھر ماحول گرم ہوا حنان پر الزام لگایا جا رہا تھا وہ بار بار اپنی بے گناہی کا اقرار کر رہا تھا جس پر کفیر'ز کو یقین تھا مگر داؤد'ز کو نہیں حنان نے عترت سے پوچھنے کا بھی کہا کیونکہ جویریہ کی سازش کی چشم دید گواہ عترت ہی تھی حداد عترت کے نام پر ٹھٹکا مگر وہ جانتا تھا حنان کبھی جھوٹ نہیں بولتا عترت کو سب کے سامنے پیش کیا گیا عترت صاف مکر گئی اس نے کچھ نہیں دیکھا حداد نے اس دن عترت کے چہرے پر کچھ دیر پہلے کے نور کی جگہ خوف دیکھا تھا حداد عترت کی کپکپاہٹ اور زبان کی لڑکھڑاہٹ سے شک میں نہیں یقین میں مبتلا ہوا تھا عترت چھپا رہی تھی کچھ اور واقعی ہوا بھی کچھ ایسا تھا اگر عترت حنان کے حق میں گواہی دے دیتی تو داؤد'ز جویریہ کی

زندگی بھر شکل نہیں دیکھتے اور کفیر'ز تو ویسے اسے منہ نا لگاتے وہ کہاں جاتی عترت اس وقت مطلبی بہن بن کر سوچ رہی تھی اور یہ ہی وقت تھا جب حداد کی قہر برسا آنکھوں کی لپٹ میں عترت آئی تھی عترت کے ایک جھوٹ نے حداد کے محبت کے مان کو توڑ دیا تھا حداد لب بھینچے خاموش رہا مگر پھر بڑوں نے ایک فیصلہ کیا شاہد کفیر نے جویریہ اور حنان کا نکاح کرنے کا مطالبہ کیا تو جازم اور ثاقب داؤد کے علاوہ داؤد حویلی کے مردوں نے حنان کو تحویل میں دینے کا میڈیا تک اڑتی اڑتی خبریں پہنچ چکی تھی ان دونوں خاندان کے رشتے دار باتیں بنا رہے تھے کسی کی جرت نا تھی کفیر اور داؤد حویلی کے مکینوں کے منہ پر کہتے مگر پیٹھ پیچھے ان لوگوں کی عزت اچھالی جا رہی تھی پھر شاہد کفیر اور ثاقب داؤد نے مشترکہ فیصلہ کیا ان لوگوں کے لیے خاندان کی عزت سب سے بڑھ کر تھی حنان اور جویریہ کا نکاح کروا دیا گیا اور حنان کو کفیر حویلی سے جویریہ کی معافی ملنے تک دستبردار کرنے کا حکم دیا گیا اس فیصلے پر بھی کفیر'ز نے خود کے دل پر پتھر رکھتے اکتفا کیا تھا حنان نے صرف ایک نظر

عترت کو شکواہ نظروں سے دیکھا تھا وہ بری

عترت سے لاتعلق رہنے کی اور ثوبان مقدس کی خاموشی کی جبکہ یاسر کو تو عشراق کے ہونے نا ہونے سے کوئی فرق ہی نہیں پڑتا تھا مگر اس کی زندگی میں بھی نفرت آئی تھی اپنے دادا کی نفرت ثاقب داؤد اس دن کے بعد یاسر کی شکل بھی دیکھنے کے قائل نا تھے اور حداد عترت کی۔۔ ایک حجر مظلوم ہوتے ہوئے حنان نے کاٹا تھا اور ایک عترت نے گناہ چھپاتے ہوئے۔۔

مگر حنان اس عورت سے کیسے نفرت کر سکتا تھا جس سے سب سے زیادہ محبت کی تھی اس نے پانچ سال خود کو درندہ بنایا تھا مگر اپنی درندگی جویریہ کے وجود پر نکالتے وہ خود بے سکون تھا اللہ جانے یہ کہانی کس طرح حنان کو انصاف دلانے والی تھی کیا تھا اس کہانی کا راز وہ سمجھنے سے قاصر تھا حنان نے وہ ڈائری پڑھنا شروع کرنے کے بعد مصطفی اور عترت کے خاندان کے بارے میں مکمل معلومات نکلوائی تھی جس میں کہی بھی انجشہ شاہ میر کا زکر نہیں تھا کون تھی یہ انجشہ شاہ میر اور جویریہ کا کیا تعلق تھا اس سے ؟ حنان پھر سوچوں کے تسلسل میں گم ہوا تبھی اس کا موبائل رنگ ہوا حنان نے آنکھیں

کھولتے گردن جھکائے ٹیبل پر رکھے موبائل کو دیکھا آنکھیں سرخی مائل تھیں پھر ایک لمبی سانس کھینچ کر ہوا کے سپرد کی۔

"کیا کر رہی ہے میری سفاک بیوی" حنان کی راہداری سے گزرتے ہوئے نظر کچن پر گئی وہ کچن کی چوکھٹ پر کھڑا جویریہ کو دیکھتے ہوئے استفسار کرنے لگا جویریہ جو فروٹ ٹرائفل ڈیش میں کر رہی تھی پرپل کلر کے سلوار سوٹ میں جس کے گلے اور آستینوں پر گولڈن کرسٹل موتیوں سے نفیس کام ہوا تھا ملٹی کلر کا ڈوپٹہ گلے میں ڈالے چوڑیوں کی چھن چھن کرتی کلائیوں میں اپنے کام میں مگن تھی حنان کی آواز پر ٹھٹکی پھر بنا حنان کو دیکھے اپنا کام جاری رکھ گئی جیسے حنان وہاں موجود ہی نا ہو۔

"یہ کھانا اپنی زبان کی طرح کڑوا تو نہیں بنایا " حنان جویریہ کے بلکل پیچھے سلیب پر دونوں ہاتھ جمائے گھمبیر آواز میں بولا اور جویریہ کی گردن میں ایک

گہرا سانس بھرتے اس کی خوشبو کو اپنے اندر اتارنے لگا حنان کی بات پر جویریہ نے ڈش کو اپنے سامنے کیا۔

"پتا نہیں میں نے ٹیسٹ نہیں کیا مگر زہر نہیں ملایا تمہیں اتنی آسان موت نہیں دوں گی " جویریہ نے سرد و سپاٹ انداز میں کہتے پلٹنا چاہا کچن کا کام وہ مکمل کر چکی تھی اس کا ارادہ کمرے میں جانے کا تھا مگر پیچھے پہاڑ جیسے وجود کے ہوتے یہ ممکن نا تھا حنان کے لب مسکرائے حنان نے سلیب پر جگہ بناتے جویریہ کو بنا سمجھنے کا موقع دیے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے سلیب پر بٹھایا جویریہ نے حنان کو خشمگیں نگاہوں سے گھورا۔

"تمہارا کیا بھروسہ ! چلو ساتھ ٹیسٹ کرتے ہیں زہر بھی ملا ہو تو ساتھ مرے گے میں اب تمہارے بنا ایک لمحہ تصور نہیں کرنا چاہتا " حنان نے آنکھ ونگ کرتے کہا اور فروٹ ٹرائفل کے باؤل میں چمچا ڈالا اور جویریہ کے لبوں کے قریب کیا حنان نے ایبرو ریز کرتے اشارہ کیا منہ کھولنے کا مگر جویریہ نے ادھر ادھر نظریں گھمائیں حنان اپنی بیوی کی ادا پر گہرا مسکرایا جویریہ کے

چہرے پر گرفت جمائے حنان جویریہ کا منہ کھلتے ہی اپنے مقصد میں کامیاب ہوگیا چمچا سلیب پر رکھتے حنان جویریہ کو مزید اپنے قریب کرتے اس کے چہرے پر جھکا جویریہ نے شانوں سے حنان کی شرٹ کو تھاما وہ اپنے انداز میں فروٹ ٹرائفل ٹیسٹ کر رہا تھا جویریہ کی سانسیں ابتر کرتے۔۔حنان خود میں جاگے ماضی کے طوفان کو ختم کرنے کی کاوشوں میں تھا ایک ہاتھ جویریہ کی کمر پر تھا تو دوسرا جویریہ کے بالوں میں الجھایا ہوا تھا خود کو پرسکون کرتے حنان جویریہ سے دور ہوا۔

"تم مجھ سے نفرت کر لو سفاک بیوی مگر میں چاہ کر بھی خود کو تم سے محبت کرنے سے روک نہیں پاتا۔۔کیا طلسم ہے تمہارے اندر جو میرے اندر کے درندے کو خاموش کر دیتا ہے " حنان جویریہ کی پیشانی سے پیشانی ملائے بھاری سانسوں کے درمیان بولا جویریہ خاموش رہی حنان نے جویریہ کو دیکھا جو سنہری آنکھوں میں سرد مہری لیے حنان کو ہی تک رہی تھی حنان اپنی بات

کا جواب نا پاتے جویریہ کی تھوڑی پر لب رکھ گیا اس لمس میں عقیدت تھی بے تحاشہ عقیدت جویریہ کے چہرے کی رنگت فق ہوئی۔

"مجھے تم سے بے انتہا محبت ہے " جویریہ نے حنان کو کہتے سنا۔

"مجھے تم سے بے انتہا نفرت ہے " حنان نے جویریہ کو کہتے سنا جویریہ سلیب سے نیچے اترتی حنان کی آنکھوں میں دیکھتی بولی حنان خاموش رہا۔

"حنان بیٹا تم یہاں "فاطمہ بیگم جو جویریہ کو دیکھنے کچن میں آئیں تھی حنان کو دیکھتی گویا ہوئیں۔

"اماں جان آپ کی بہو کو دیکھنے آیا تھا" حنان نے صاف گوئی کا مظاہرہ کیا فاطمہ بیگم نے لب بھینچے۔

"میں نے سارا کھانا بنا دیا ہے آنٹی۔۔مجھے میرے آفس کا کچھ کام ہے میں اپنے روم میں جا رہی ہو " جویریہ نے فاطمہ بیگم سے کہتے حنان کو اگنور کیا۔

"آفس ۔۔اور بی بی ختم کرو یہ چونچلے اب تم گھر داری سنبھالو۔۔حنان سمجھا دوں اچھے سے اپنی بیوی کو " فاطمہ بیگم نے جویریہ کو بگڑتے تیوروں سے دیکھتے حنان سے کہا۔

"آنٹی میں آفس " جویریہ احتجاجاً کچھ بولنے لگی کہ حنان نے اس کی بات کاٹی۔

"اماں جان ٹھیک کہہ رہی ہیں تم جاؤ کمرے میں " حنان نے کہا جویریہ نے مٹھیاں بھینچے حنان کو دیکھا اور چپ کر کے تن فن کرتے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

"دیکھا تم نے اس لڑکی کے تیور۔۔سب کچھ ہے ہمارے پاس اللہ کا دیا کیا کمی ہے اسے ہمیں نہیں پسند یہ چونچلے ہننننہ " فاطمہ بیگم برہمی سے بولیں۔

"آپ فکر نا کرے اماں جان ! اچانک منع کیا ہے اس لیے غصہ ہو گئی ہے مان جائے گی وقت دے اسے ہمارے ماحول میں ڈھلنے کے لیے " حنان فاطمہ بیگم کو اپنے حصار میں لیتا ان کا غصہ کم کرنے کی کوشش کرنے لگا جو حنان کو جویریہ کی سائیڈ لیتا دیکھ مزید بڑھا تھا مگر فاطمہ بیگم ضبط کر گئیں۔

حداد اور عترت کفیر حویلی پہنچے تھے حداد تو فون کال سننے کے لیے گارڈن میں رک گیا تھا جبکہ عترت حویلی میں داخل ہوئی جس کا استقبال شاندار طریقے سے فاطمہ بیگم نے اپنی زبان سے تیر برساتے کیا حداد کال رکھتا فاطمہ بیگم سے ملا جنھوں نے بہو کے برعکس بیٹا کا استقبال دعاؤں سے کیا تھا اپنے کمرے کا رخ کر گیا۔

"کیا ہوا ہے ایسے کیوں بیٹھی ہو؟" حداد نے عترت کو بیڈ پر گم صُم بیٹھا دیکھ استفسار کیا دروازہ بند کرتے وہ عترت کے قریب آیا۔

"کچھ نہیں " عترت نے نظریں جھکائے کہا۔

"ادھر آؤ "حداد شرٹ کے کف فولڈ کرتا عترت کے سامنے اپنا ہاتھ پھیلا گیا عترت نے نظریں اٹھائے حداد کو دیکھا پھر آہستہ سے اپنا نازک ہاتھ حداد کے ہاتھ پر رکھا حداد مسکراتا عترت کو اپنی سمت کھینچ گیا عترت حداد کے سینے سے جا لگی حداد عترت کے گرد حصار قائم کر گیا۔

"میری چھوٹی سی بیگم کیوں اداس ہے" حداد عترت کو مسلسل کار میں بھی چپ بیٹھا دیکھ نوٹ کر چکا تھا لیکن اب عترت کی اداسی حداد کو ناگوار گزر رہی تھی۔

"حداد " عترت نے حداد کے سینے پر تھوڑی ٹکائے اسے پکارا حداد اپنی بیوی کی معصوم ادا پر مسکراتا جھک کر عترت کے لبوں کو چھو گیا عترت کے گال دہک اٹھے پلکیں شرم سے رخسار پر سجدہ ریز ہوئیں۔

"حداد کی جان بھی قربان اس ادا پر! رحم کرو بیگم ورنہ بھری جوانی میں بیوہ ہو جاؤ گی تمہارے شوہر کا دل تمہاری اداؤں پر پرسوں سے گھائل ہو رہا ہے" حداد شوخ ہوتے بولا۔

"اللہ نا کرے ! اللہ آپ کو لمبی زندگی دے " عترت حداد کی بات کا برا مان گئی آنکھوں میں آنسو ابھرے۔

"یار میں تو صدقہ واری ہو رہا تھا تم پر اور تم تو فورا مگرمچھ بن جاتی ہو " حداد سخت بدمزہ ہوا اور عترت کو اپنی باہوں سے آزاد کر گیا اور منہ بناتا صوفے

پر جا کر بیٹھ گیا موبائل نکالتے موبائل میں مصروف ہوا یہ سب حداد نے اتنا جلدی کیا کہ عترت منہ کھولے حداد کو دیکھے گئی پھر غصے سے حداد کی سمت بڑھی۔

"میں ناراض ہو آپ سے " عترت حداد کے پاس کھڑی ہوتی بولی۔

"تو ؟" حداد عترت کی چھوٹی سی سرخ ناک کو دیکھتا مسکراہٹ دبائے ایبرو ریز کرتا استفسار کرنے لگا عترت کا منہ کھل گیا غلط بات بھی خود نے کی اب نخرے بھی اسے ہی دیکھا رہا تھا یہ شخص۔

"تو۔۔مطلب آپ کو برا نہیں لگ رہا ؟" عترت نے آنکھیں چھوٹی کیے پوچھا۔

"ناراض تم ہو برا مجھے کیوں لگے گا " حداد کندھے اچکاتا دوبارہ موبائل میں مصروف ہوگیا۔

"تو میں آپ کی بیوی ہو اور آپ مجھ سے پیار کرتے ہیں تو جب میں ناراض ہو تو برا تو لگنا چاہیے نا آپ کو " عترت حداد کے قریب بیٹھتی سمجھانے والے

انداز میں بولی حداد نے اپنی بیوی کی معصومانہ انداز پر تضاذ نزدیکی پر پھر مسکراہٹ دبائی اور عترت کو آنکھیں اٹھائے دیکھنے لگا چہرہ اب بھی موبائل پر جھکا تھا۔

"اچھا" حداد نے ہنکارا بھرا عترت نے سر زوروشور سے اثبات میں ہلایا۔

"تو اب مجھے کیا کرنا چاہیے" حداد نے کہتے پھر نظریں موبائل پر جمائی عترت کو حداد کی موبائل میں مصروفیت بری طرح چبھی عترت حداد کا موبائل لیتی ٹیبل پر غصے سے رکھ گئ حداد عترت کو دیکھے گیا جو اس سے کچھ فاصلے پر بیٹھی تھی حداد کو یہ دوری چبھی مگر وہ اس دوری کو عترت کے ہاتھوں ہی ختم کرنا جانتا تھا۔

"مجھے منائے اور کیا کرنا چاہیے" عترت نے منہ بناتے منت بھری آنکھوں سے کہا اور حداد کے مزید قریب ہوئی حداد نے نچلا لب دانتوں میں دبائے اپنا قہقہہ ضبط کیا اس کی بیوی خود ناراض ہوکر اب اس کی منتیں کر رہی تھیں

کہ حداد اسے منائے ہائے ری معصومیت جو کہ عترت حداد کفیر پر ختم ہوتی تھی اور پھر اپنے ارادے میں بنا کچھ کیے کامیاب بھی ہو چکا تھا۔

"مجھے تو ناراض بیوی کو منانا ہی نہیں آتا " حداد سنجیدگی سے پھر نگاہیں عترت کے کیوٹ سے چہرے پر جماتا گویا ہوا۔

"اتنے بڑے ہوگئے ہیں آپ اور آپ کو بیوی کو منانا نہیں آتا " عترت کو صدمہ ہوا۔

"ہاں تو مجھے کونسا بچپن سے بیویوں کو منانے کی پریکٹس ہے اور ویسے بھی ابھی تو میری ایک ہی شادی ہوئی ہے باقی میں سنگل ہو " حداد صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے آرام دہ حالت میں بے نیازی سے بولا جبکہ عترت منہ کھولے اسے دیکھے گئی ایک شادی کر کے بھی سنگل۔۔وہ واحد شخص تھا جو محبت کی شادی کر کے بھی خود کو سنگل کہتا تھا۔

"میں اب آپ سے بات ہی نہیں کرو گی " عترت چھوٹی سی ناک کو سکوڑتی منہ پھیرے اٹھنے لگی جبکہ حداد کو اب اپنا قہقہہ ضبط کرنا مشکل لگا حداد فلگ

شگاف قہقہہ لگاتا عترت کا بازو پکڑے اسے صوفے پر گراتا جھکا عترت ہڑبڑائی
۔

"تم اتنی پیاری اور کیوٹ کیوں ہو ؟ " حداد عترت کی غصے سے سرخ ہوتی ناک پر سجی دلکش نوز پن پر لب رکھتا بولا۔

"کیونکہ آپ نہیں ہیں " عترت منہ بناتی دل میں حداد کے وجیہہ چہرے کی نظر اتارتی بولی۔

"ہاں یہ تو ہے چلو پھر تمہیں ٹیسٹ کر لیتا ہوں شاید پیارا ہو جاؤ " حداد معنیٰ خیزی سے بولا عترت کے گال سرخ انار ہوئے حداد کی آنکھیں عترت کے چہرے پر قوس و قزح کے رنگ دیکھتی مہو ہوئیں حداد نے جھکتے عترت کے گالوں پر باری باری لب رکھے وہ آگے کوئی گستاخی کرتا کہ اس کے موبائل پر آتی کال نے حداد کا ارادہ ناکام بنایا۔

"ہیلو " حداد نے فون کان سے لگایا حداد عترت کی سجدہ ریز پلکیں دیکھتا گویا ہوا اور عترت کی کمر میں ہاتھ ڈالتا عترت کو سیدھا بیٹھا گیا۔

"نہیں کوئی معافی نہیں ملے گی پتا ہے تمہیں جھوٹ برداشت نہیں مجھے اور میں نے اپنے باپ کے کہنے پر ایک موقع دیا تھا اسے مگر حداد عالم کفیر دوسرا موقع اپنے باپ کے کہنے پر بھی کسی کو نہیں دیتا" حداد نے فون پر کسی سے کہا جبکہ حداد کی بات سنتے عترت کی رنگت فق ہوئی اسے فارم ہاؤس کا منظر یاد آیا اور پھر پندرہ سال پہلے کا وہ دل برداشتہ واقعہ کیا اگر کبھی حداد کو وہ سچ پتا چلا کہ مجھے سب پتا تھا وہ مجھے معاف کر کے دوسرا موقع دے گے ؟ عترت نے ڈوبتے دل سے سوچا آنکھوں میں خوف اترا حداد کال بند کر چکا تھا۔

"کیا ہوا ہے ؟ تمہیں تمہاری رنگت کیوں پیلی پڑ گئی ؟" حداد نے عترت کے چہرے پر دونوں ہاتھ جمائے فکر مندی سے استفسار کیا۔

"کچھ۔۔ کچھ۔۔ نہیں۔۔ آپ کس سے۔۔بات کر رہے تھے ؟" عترت گھبراتی خود کو کمپوز کرنے لگی حداد نے غور سے عترت کو دیکھا جیسے معلوم کرنا چاہتا ہو اصل وجہ۔

"کچھ نہیں کار خانے کا مینجر گھپن کرتا پکڑا گیا ایک دفعہ معاف کر چکا ہو دوسری دفعہ معافی کے لیے منت کر رہا تھا تو سکیرٹری کی کال تھی اسی سلسلے میں خیر تم یہ باتیں چھوڑو اب بتاؤ کیوں پریشان ہو کار میں بھی چپ تھیں " حداد عترت کو اپنے ساتھ لگائے اپنے حصار میں لیتا بولا عترت حداد کے سینے پر سر رکھ گئی ایک سکون عترت کے جسم میں اترا۔

"میرا دل بہت بے چین ہو رہا ہے جیسے کچھ برا ہونے والا ہے " عترت بولی صبح سے ہی وہ بے چینی کی کیفیت میں تھی حداد نے نفی میں سر ہلایا۔

****

"اتنی سی بات ۔۔ڈارمے کم دیکھا کرو بیگم یہ سب ڈراموں کا اثر ہے" حداد عترت کو چھیڑتے ہوئے بولا۔

"حداد میں سچ کہ رہی ہو " عترت اپنی بات پر بضد تھی۔

"اچھا بیگم تمہارا وہم ہے اور کچھ نہیں خود کو ریلکس کرو اور صرف مجھے سوچو" حداد عترت کے بال سہلاتے دوسرے ہاتھ سے عترت کا چہرہ اوپر کرتے بولا --یہ وقت بتانے والا تھا کہ عترت کا سچ پتا چلنے کے بعد حداد عترت کو دوسرا موقع دے گا یا نہیں کیا عترت پھر ہجر کاٹے گی یہ ہجر تو پانچ سال کا تھا مگر آنے والے ہجر کا کوئی زوال ہو گا یا نہیں اور عترت کی بے چینی کچھ برا ہونے کا خدشہ درست تھا یا نہیں کیا کچھ برا ہونے والا تھا یا پھر بس یہ عترت کا وہم تھا اس سب کے جواب صرف وقت جانتا تھا-- ان کے برابر کمرے میں جویریہ کسی سے کال پر بات کر رہی تھی کمرے میں جویریہ کی آواز گونج رہی تھی۔

"جیسا کہا ہے بلکل ویسا ہونا چاہیے-- کیونکہ اگر ایسا نا ہوا تو تمہارا انجام بہت برا ہو گا " جویریہ نے کہتے کال ڈسکنیکٹ کی سنہری آنکھیں سرد تھیں۔

"قندیل تمہیں کیا ہوا ہے یہ کپڑے اتنے خراب کیسے ہوئے ؟ اور تم کس کے ساتھ یونیورسٹی سے آئی ہو ؟ ڈرائیور کو کال کیوں نہیں کی ؟" ثوبیہ بیگم نے اپنی چھوٹی بیٹی کو دیکھتے سوالوں کی بوچھار کر دی ابھی ڈرائیور نے انھیں کال کی تھی قندیل کو یونیورسٹی سے پک کرنے کے بابت اور بتایا تھا قندیل کا فون سوئچ آف آرہا ہے تب سے ہی ثوبیہ بیگم پریشان تھیں قندیل جو اپنے کمرے کی سمت بڑھ رہی تھی ثوبیہ بیگم کو پریشانی سے سوالات کرتے دیکھ سرد سانس کھینچ گئی وہ انھیں سچ نہیں بتا سکتی تھی کیونکہ ثوبیہ بیگم ایک طوفان سر پر اٹھا لیتی اور اگر ثوبان یا یاسر کو پتا چل جاتا تو وہ تو گارڈ'ز کی پوری نفری کو قندیل کی سیکیورٹی کے پیچھے لگا دیتے اور فراج ان لڑکوں کو ڈھونڈ کر قیمہ بنا دیتا اور فی الوقت قندیل کو اپنی آزادی پیاری تھی اب ضروری نہیں ہر بار وہ آوارہ لڑکے اس کے پیچھے پڑتے قندیل نے اپنی آنکھیں ادھر ادھر گھماتے جلد اپنی ماں کو پرسکون کرنے کا جوگاڑ سوچا۔

"وہ اماں حضور میرے موبائل ڈیڈ ہوگیا تھا اور یونی میں کوئی لیکچر نہیں تھا تو میں نے سوچا کیب کروا کر حویلی آجاؤ تو کیب بھی کیسے کرواتی موبائل ہی ڈیڈ تھا تو کوئی رکشہ ٹیکسی دیکھنے باہر آئی اور پھر بارش ہو رہی تھی تو کپڑوں پر کیچڑ لگ گئی تو اس طرح حویلی پہنچی " قندیل نے جھوٹ بولنے کے بجائے بات گول مول کر کے ثوبیہ بیگم تک پہنچائی جنہوں نے قندیل کو ایک سخت گھوری سے نوازتے ڈپٹا اور کمرے میں جانے کا حکم دیا قندیل منہ بناتی اور دل میں اللہ کا شکر ادا کرتی کمرے کی سمت بڑھی وہ تو شکر تھا کسی نے یازان کی دی چادر کو نوٹ نہیں کیا تھا قندیل اپنی حویلی کے رستے پر گاڑی روکنے کا کہتی وہی اتری تھی بنا یازان کا شکریہ ادا کیے یازان کلس کر رہ گیا اور بنا کوئی سوال جواب کیے گاڑی زن سے وہاں سے بھگا گیا قندیل کو اچانک یازان کا کلستا چہرہ یاد آیا قندیل منہ پر دونوں ہاتھ رکھتی قہقہہ لگا اٹھی وہ ایسی ہی تھی چلبلی شرارتی سی گڑیا۔

"سر آج کی ساری میٹنگز ہوچکی ہیں بس کچھ امپلوئیز سے آپ کی ڈسکشن رہتی ہے " ثوبان کی سیکریٹری نے کہا ثوبان سر کو جنبش دیتا کچھ دیر میں جوائن کرنے کا کہہ گیا ثوبان اپنی آرام دہ چیئر پر بیٹھا لیپ ٹاپ پر کوئی میل دیکھنے میں مصروف تھا وہ ہمیشہ ہی اس طرح آفس میں مصروف رہتا تھا ایک ایک سیکنڈ کو قیمتی سمجھتے صرف کام کام والے فارمولے کو اپنائے ہوئے رہتا تھا سکریٹری باہر جانے لگی کہ مقدس کی آمد ہوئی سکریٹری کو دیکھتے مقدس کے منہ کے زاویے بگڑے تھے جبکہ سکریٹری مؤدبانہ انداز میں سلام کرتی آفس سے باہر نکلی اتنا تو وہ جان چکی تھی کہ سامنے کھڑی لڑکی عام نہیں جب ہی ثوبان جازم داؤد کی اجازت طلب کیے بنا اندر داخل ہوئی تھی پورے مان کے ساتھ اور قیمتی پہناوے سے بھی وہ ثوبان کے خاندان کی ہی لگ رہی تھی اتنے میں ڈرائیور ہاتھ میں کھانے کا ڈبہ لیے ثوبان کو سلام کرتا سائیڈ پر رکھے صوفے کے سامنے ٹیبل پر رکھ گیا ثوبان نے جانے کا اشارہ کیا ڈرائیور دروازہ بند کرتا باہر نکلا ثوبان مقدس کو آفس میں دیکھتا شل ہوا تھا لیکن پھر مبہم سی

مسکراہٹ اس کے چہرے پر رقصاں ہوئی مقدس اس وقت پیرٹ گرین پٹھانی سٹائلش فراک پر سلیقے سے ڈوپٹہ لیے اپنے پورے وجود کو بلیک چادر سے ڈھانپے ہوئے تھی۔

ثوبان لیپ ٹاپ بند کرتا اپنی کرسی سے اٹھتا مقدس کی سمت بڑھا جو ہنوز چپ چاپ آفس کا جائزہ لینے میں مصروف تھی آفس بلاشبہ شاندار تھا بلکل آفس کے مالک جیسا ثوبان مقدس کی کمر میں ہاتھ ڈالے اسے اپنے قریب کر گیا مقدس نے ثوبان کے سینے پر ہڑبڑاتے ہوئے دونوں ہاتھ رکھے۔

"میری بیوی آج مجھے کھانا کھلانے خود چل کر آئی ہے " ثوبان مقدس کے چہرے کے ایک ایک نقوش کو اپنی نیلی آنکھوں سے دیکھتا گویا ہوا وہ دن رات بھی اس چہرے کا طواف کرتا تب بھی اس کا دل نا بھرتا ثوبان نے مسکراتے ہوئے سوچا۔

"جی " مقدس نے یک لفظی جواب دیتے نگاہیں جھکائیں چہرے پر خفگی کے اثرات تھے۔

"اس مہربانی کی وجہ ؟" ثوبان نے مسکراہٹ دبائے پوچھا جبکہ مقدس نے خفگی سے منہ مزید پھولایا ثوبان کا دل چاہا قہقہہ لگا دے مگر وہ مزید بیوی کو خفا نہیں کر سکتا تھا ثوبان نے مقدس کی کمر پر اپنے حصار کا دباؤ بڑھاتے مقدس کو خود سے مزید الجھایا مقدس سسک پڑی اور شکوہ کناں نگاہوں سے ثوبان کو دیکھنے لگی جس کے سنجیدہ اور وجیہہ چہرے پر شرارت رقصاں تھی۔

"بتاؤ بھی " ثوبان نے مقدس کی پیشانی پر عقیدت سے لب رکھتے استفسار کیا۔

"آپ نے ہی تو صبح شکایت کی تھی اماں حضور سے " مقدس نروٹھے پن سے بولی صبح ناشتے کے ٹیبل پر ثوبان نے عترت کی تعریف کرتے حداد کے سامنے مقدس کی نافرمانی کے قصے پڑھے تھے صرف اور صرف حداد کو جلانے اور مقدس کو چھیڑنے کے لیے ثوبیہ بیگم کو بھی شکایت لگائی تھی جس پر مقدس کا منہ حیرت سے کھل گیا تھا یہ الگ بات تھی حداد نے ثوبان کے قریب سرگوشی کرتے اس کا چہرہ سرخ ہونے پر مجبور کر دیا تھا جس کا بدلہ ثوبان نے حداد کے پیر پر اپنا پیر مارتے لیا تھا تو حداد نے عترت کا ہاتھ ثوبان کے سامنے

ثوبیہ اور روقیہ بیگم کی نظروں سے بچتے ہوئے لبوں سے لگاتے ثوبان کو سرخ کیا تھا ہوئی تو عترت بھی سرخ انار تھی۔۔ثوبیہ بیگم نے ان لوگوں کے جانے کے اور ثوبان کے آفس آنے کے بعد مقدس کی جو کلاس لی تھی اللہ توبہ وہ روایتی عورت تھی گھر کے مردوں کے خیال رکھنے کے معاملے میں وہ کوتاہی برداشت نہیں کر سکتی تھیں خود بھی تو ایک ٹانگ پر کھڑے ہو کر نوکر چاکروں کے باوجود پوری حویلی کا دھیان رکھتی تھی اور اپنے بچوں کے ساتھ عترت اور مصطفی کا بھی خیال رکھا تھا اور وہ یہ سب ہی اپنی اکلوتی اور خاندان اور حویلی کی بڑی بہو سے امید رکھتی تھیں جس پر مقدس اپنی پوری کوشش کرتی تھی مگر روقیہ بیگم اس کی جان کی دشمن بنی رہتی تھیں تو آج ان کی کمی اس کے شوہر نے پوری کر دی جس پر روقیہ بیگم جتاتی نظروں سے مقدس کو دیکھتی رہی تھی مقدس سخت خفا تھی ثوبان سے مگر ساس کے آگے اچھی بننے کا کیڑا تھا اسی لیے تو دوپہر کا کھانا اپنے میاں جی کو کرونے آفس آئی تھی ورنہ مقدس کا دل کیا اپنے پرانے والے روپ میں آکر اس شخص کے سینے پر

بندوق تان کر مزہ چکھائے جس نے اس کی ساری کوششوں پر دو سیکنڈ میں پانی پھیر دیا تھا وہ اپنی ساس کی اچھی بہو بننے والی تھی کہ ثوبان نے واپس اسے زیرو پر لاکر کھڑا کر دی تھا صرف حداد کو سیخ پا کرنے کے لیے۔

"چلو پھر کھانا کھلاؤ پھر میں میٹھا خود کھا لونگا " ثوبان شوخی اور زومعنی سے مگر گھمبیر آواز میں گویا ہوا مقدس کی پلکیں اٹھیں مگر ثوبان کی نیلی پرحدت آنکھوں کی تاب نا لاتے ہوئے پھر جھک گئیں ثوبان مقدس کو لیے صوفے پر جا کر بیٹھا مقدس کھانا نکالنے لگی مگر ثوبان اپنی آنکھوں کے حصار میں مقدس کو لیتے خود کھانا کھانے کے ساتھ مقدس کو بھی کھلا چکا تھا مقدس چپ چاپ بلکل اچھے بچوں کی طرح ثوبان کے ہاتھوں سے کھانا کھا چکی تھی۔

"چلو اب میٹھے کی باری " ثوبان مقدس کے قریب ہوتا اس کے وجود پر لپٹی چادر کو نرمی سے الگ کرتا بولا مقدس نے چادر پر گرفت مضبوط کی۔

"آپ کو شرم نہیں آتی " مقدس آنکھیں پھیلائے ثوبان کے ہاتھ پر ہاتھ مارتی اچھی بننے کی کوشش بلاآخر ترک کر گئی ثوبان نے مقدس کو گھورا جو اس کی سویٹ ڈیش میں خلل پیدا کر رہی تھی۔

"بیوی سے پیار کرنے میں کیسی شرم" ثوبان نے اطمینان سے کہا۔

"خفا بیوی سے پیار کرنے میں تو شرم آنی چاہیے نا " مقدس نے خفگی سے کہا۔

"خفا بیوی کو منانے کے لیے تو پیار کر رہا ہو " ثوبان مقدس کے دہکتے گالوں کو دیکھتا بولا۔

"آپ ۔۔ آپ ویسے ہی منا لیں " مقدس کا دل دو سو کی سپیڈ سے دھڑکنا شروع ہوا۔

"ویسے کیسے ؟" ثوبان نے استفسار کیا۔

"س۔۔سوری بول کر " مقدس نے دل پر قابو رکھتے کہا۔

"سوری بولنے کے بعد بھی پیار کرنا ہے تو میں وقت کیوں ضائع کرو ؟" ثوبان نے منطق پیش کی مقدس اس بے شرم انسان کے چُنگل میں بری پھنسی ایک تو صبح ثوبیہ بیگم سے کلاس لگوا دی اور اب موصوف ناراض بھی نہیں ہونے دے رہے صحیح سے۔

"وہ۔۔تو تب کرے گے نا جب میں معاف۔۔کرو گی۔۔آپ کو " مقدس ہمت کرتی۔

"بنا معافی کے پیار کرنے کا بھی اپنا مزہ ہے بیگم " ثوبان مقدس کو آنکھ ونگ کرتا بولا مقدس گھبرائی۔

"تم اتنی ڈرپوک تو نہیں ہو بیگم پھر کیوں ایسے ڈر جاتی ہو میرے آگے" ثوبان صوفے کی پشت پر کہنی لگائے اور اسی ہاتھ پر چہرہ ٹکائے مقدس سے گویا ہوا۔

"آپ سے نہیں ڈرتی آپ کی بے شرمی سے ڈرتی ہوں " مقدس منہ بناتی بولی ثوبان نے ایبرو ریز کرتے مقدس کو گھورا۔

"بے شرمی نہیں میری محبت ہے تمہارے لیے بیگم " ثوبان نے کہتے مقدس کے ڈوپٹے کا پلو کھینچا مقدس نے ہڑبڑاتے پلو تھاما۔

" کبھی محبت کا اظہار کیا ہے آپ نے ؟" مقدس اپنا پلو چھڑوانے کی تک و تاک کرتی بولی چہرے پر اب بھی خفگی تھی۔

"یہ بیس بیس منٹ کی سانسیں الجھانا کس خاتے میں جاتے ہیں تمہارے ؟ یہ محبت کا اظہار نہیں تو کیا ہے " ثوبان مزید مقدس کے پلو کو کھنچتا گویا ہوا جبکہ ثوبان کی بات پر مقدس کا چہرے نے پھر سرخ رنگ تبدیل کیا۔

"اور بھی طریقے ہوتے ہیں محبت کے اظہار کے " مقدس پلکیں جھکائے اپنا پلو ہنوز چھڑوانے کی کوشش کرتی بولی۔

"اوہ اچھا اچھا اب میں سمجھا " ثوبان نے سمجھنے والے انداز میں کہا مقدس نے ثوبان کو دیکھا جو اب بھی اس کا پلو آہستہ آہستہ اپنے ہاتھ پر لپیٹ رہا تھا۔

"تم سہاگ رات کا کہ رہی ہو نا ؟ دیکھو ڈارلنگ میں تو رخصتی والی رات بھی تیار تھا تمہیں خیراج پیش کرنے کے لیے آخر کار میری بیوی انوکھی تھی جس نے خود گن پوائنٹ پر اپنے باپ کے خلاف جا کر رخصتی کروائی تھی اب میرا بھی فرض بنتا تھا اپنے سسر کا غصّہ انھیں نواسی دے کر ختم کرو مگر تم ہی نہیں مانی " ثوبان نے کہا جبکہ مقدس کا دل کیا وہ یہاں سے غائب ہو جائے اس کا شوہر بے شرم نہیں بلکہ ماہا بے شرم تھا۔

"آپ رہنے دے محبت کا اظہار اور ٹھرک جھاڑنے میں فرق ہوتا ہے جو کہ آپ نہیں سمجھے گے" مقدس ثوبان کا دھیان خود پر مرکوز کرتی ایک جھٹکے میں اپنا پلو چھڑوا گئی جبکہ مقدس کی بات پر ثوبان نے چیلنج والے انداز میں ائیبرو ریز کی مقدس ڈوپٹہ سیٹ کرتے صوفے سے اٹھنے لگی کہ ثوبان نے ہاتھ بڑھا کر مقدس کا ڈوپٹہ ایک دم کھینچا ڈوپٹہ اب ثوبان کے ہاتھ میں تھا اور مقدس ثوبان کی باہوں میں ثوبان دوسرا ہاتھ مقدس کی کمر پر جمائے خود سے لگا گیا مقدس کے چہرے پر سلکی بال گرے جنھیں ثوبان نے کان کے پیچھے اڑسایا۔

"تم اپنے دیوانے کو اظہار محبت کی دعوت دے رہی ہو ؟" ثوبان نے استفسار کیا۔

"دعوت دینے۔۔کی ضرورت مجھے پیش نہیں آنی چاہیے تھی " مقدس نے کہا۔

"اچھا۔۔اس دعوت کی قبولیت کے بعد خود سے جڑنے کی اجازت دوگی ؟" ثوبان نے گھمبیر آواز میں مقدس کے کان کے پاس سرگوشی کرتے پوچھا

"ہمم؟ " مقدس کو خاموش دیکھتے ثوبان نے ہنکارا بھرتے سوال کی جانب دوبارہ توجہ دلوائی۔

"پہلے اظہارِ محبت تو کرے " مقدس نے کہا وہ دنیا کی پہلی لڑکی تھی جو شادی کے بعد اپنے شوہر سے اظہارِ محبت کرنے کی دعوت خود دے رہی تھی۔

"پھر تیار رہو بیگم میرے اظہارِ محبت کے لیے اور اس کے بعد۔۔"ثوبان کہتا مقدس کے دل کی دھڑکنیں منتشر کر گیا مقدس کو لگا جیسے اب اس کا دل ہر دیوار توڑے نکلنے کو بے تاب ہو گا۔

"مجھے حویلی جانا ہے۔۔ عشراق اکیلی ہوگی اور۔۔ فراج بھائی کو بھی آسٹریلیا۔۔ کے لیے نکلنا ہے " مقدس نے کہا ثوبان بدمزہ ہوا۔

"یہ تمہیں شوہر سے زیادہ اپنی دیورانی اور دیور کی فکر ہے " ثوبان نے شکوہ کیا
۔

"وہ دیورانی بعد میں پہلے میری بہن ہے اور فراج بھائی کو شاپنگ کی لسٹ بھی تو دینی ہے نا "مقدس نے آنکھیں ٹپٹپاتے جواب دیا فراج آج اپنے فائیٹنگ میچ کے لیے آسٹریلیا جانے والا تھا جانے تو کوئی اور بھی والا تھا۔

"ہاں تو اس کا میاں ہو گا اس کے پاس تم اپنے میاں پر توجہ دو اور فراج کو چھوڑو مجھے دے دینا لسٹ میں منگوا دوں گا " ثوبان نے کہا۔

"اس کا۔۔ میاں نہیں۔۔ ہے تبھی کہ۔۔ رہی ہو۔۔ مجھے جانے دے " مقدس نے پلکیں جھکائے کہا ثوبان نے چہرہ اٹھایا۔

"آج تو کیمپ بھی نہیں تھا اس کا اور فنیج کے بچوں سے ملنا تھا اسے مگر اب تک تو وہ مل چکا ہو گا تو حویلی کیوں نہیں پہنچا " ثوبان کو حیرت ہوئی مقدس کی گردن سے چہرہ اٹھائے بولا۔

"کیا مطلب آپ اپنے بھائیوں پر نظر رکھتے ہیں " مقدس کو حیرت ہوئی۔

"بھائیوں پر نہیں صرف ایک بھائی پر کیونکہ میرا وہ بھائی سیاست میں ہے " ثوبان نے تصیح کی مقدس خاموش ہوگئی تو ثوبان کے فون پر کال رنگ ہوئی ثوبان نے مقدس کی کلائیاں آزاد کرتے صیحح سے اسے بیٹھایا مگر آزادی اب بھی نہیں بخشی تھی ایک ہاتھ میں موبائل تھا تو دوسرے آہنگی ہاتھ مقدس کی کمر پر اسے ایمپلائیز کے ساتھ ڈسکشن کرنی تھی ثوبان نے کال رکھی۔

"اچھا مجھے تو جانے دے نا " مقدس ثوبان کے کال رکھتے ہی بولی۔

"چلو " ثوبان مقدس کے لبوں کو چھوتا دور ہوا مقدس اپنے گرد اچھے سے ڈوپٹہ سیٹ کرتی چادر اوڑھ گئی۔

"ویسے اظہارِ محبت کے لیے تیار رہنا بیگم اور بعد کے لیے میں خود کر لونگا تمھیں " ثوبان مقدس کے قریب جھکتا اس کے گال پر لب رکھے معنی خیزی سے گویا ہوا۔

"آپ بہت بے شرم ہیں " مقدس کو جب کچھ سمجھ نا آیا تو وہ یہ ہی بول گئی۔

"ابھی بے شرمی دیکھائی کہاں ہے تمھیں ابھی تو دیکھانی ہے " ثوبان آنکھ ونگ کرتا بولا اور گاڑی کی چابی اٹھا گیا مقدس نے نفی میں سر ہلاتے لب دانتوں میں دبائے۔

"چلیے " ثوبان مقدس کے لب کو اپنی انگوٹھے سے آزاد کراتا مقدس کو گھورتا گویا ہوا۔

"کیا مطلب آپ بھی چل رہے ہیں حویلی " مقدس کو حیرت ہوئی ثوبان کا ارادہ مقدس کو حویلی چھوڑتے آکر باقی کام کرنے کا تھا۔

"نہیں تمہیں چھوڑنے جا رہا ہو اور ساتھ فراج سے بھی مل لو نگا۔۔جب میری اتنی خوبصورت بیوی کشمیر کے سرد طوفانی موسم میں میرے لیے کھانا لا سکتی ہے تو میں بھی اپنی بیوی کو اتنی سروس تو دے ہی سکتا ہوں اور راستے میں کچھ معزرت بھی کرلونگا اماں حضور سے ڈانٹ پروانے کے لیے" ثوبان نے کوٹ اپنے دائیں ہاتھ پر ڈالتے مقدس کو ایک ہاتھ کے حصار میں لیتے قدم آفس کے باہر بڑھائے تھے دروازہ کھولتے ثوبان مقدس کو لیے ایسے ہی داؤد امپائر سے باہر نکلا جبکہ مقدس اب مسکرا رہی تھی داؤد امپائر آتے ہوئے اس کے چہرے پر غصہ اور خفگی تھی مگر اب ایک پرسکون سی مسکراہٹ تھی کئی نظریں ان کی جوڑی کو تشکر اور رشک سے دیکھ رہی تھیں تو کئی حسد سے وہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ مکمل تھے جیسے ان دونوں کو ایک دوسرے کے لیے ہی بنایا گیا ہو گاڑی کا دروازہ کھولتے ثوبان نے پہلے مقدس کو بٹھایا اور پھر خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھال گیا گیر بدلتے ثوبان نے مقدس کے پہلو میں گرے ہاتھ کو تھامتے اپنے لبوں سے لگایا مقدس کے دل نے کئی دفعہ اللہ کا

شکر ادا کیا وہ اب اس محبت اور مان کے ساتھ اب اپنی اور ثوبان کی زندگی کو مکمل کر سکتی تھی۔

"سر اور کتنا چلنا پڑے گا" عمران یاسر کے پیچھے پیچھے چلتا بولا یاسر عمران اور یاسر کے چار گارڈز اس وقت کشمیر کے خوبصورت پہاڑوں کے نیچے سر سبز گھنے جنگلات میں موجود تھے یاسر بلیک ٹریکنگ سوٹ میں ملبوس سر پر بلیک کیپ لیے ایک ایک قدم وہاں کے اونچی نیچی زمین پر بنا لڑکھڑائے مضبوطی سے قدم رکھتا ہر ایک درخت پھول بیل بوٹوں پر نظریں جمائے تھا ایک ہاتھ میں باسکٹ نما شیشے کا سکویر شیپ کا جار تھا۔

"عمران تم زبان کم چلاؤ اور پیر زیادہ چلاؤ گے ایسا ہوسکتا ہے" یاسر نے عمران کی بات پر سرد سانس کھینچ کر ہوا کے سپرد کرتے پوچھا سیاہ آنکھیں مخصوص شے کی تلاش میں تھی کشمیر کا موسم نہایت سرد تھا آسمان کو بادلوں نے ڈھانپا ہوا تھا۔

"سر ہو تو سکتا ہے بے شک مگر میں کب سے چل رہا ہوں اب تھک گیا ہوں اور میں نے سنا ہے جنگل میں جنگلی جانور رہتے ہیں " عمران نے یاسر کی بات سنتے پریشانی سے کہا۔

"فکر نہیں کرو عمران تمہیں ساتھ اسی لیے تو لائے ہیں " یاسر نے ایک سورج مکھی کے پھول پر رنگ برنگی خوبصورت سی تتلی پر نظریں جمائے کہا اور اس سمت قدم بڑھائے جبکہ عمران کو سمجھ نا آیا وہ اس بات پر فخر محسوس کرے یا اپنے باس کی غلط فہمی دور کرے وہ اب ان چار گارڈز کے سامنے بے عزت بھی نہیں ہونا چاہتا تھا مگر جان پہلے جہان بعد میں والے فارمولے پر عمل کرتے اس نے لب واہ کیے جبکہ یاسر نے کشمیر کے اس خوبصورت جنگل میں پہلی دفعہ قدم رکھنے پر اپنا ضروری مقصد حاصل کیا جو تھا اپنی ملکہ کے لیے ان گنت خوبصورت تتلیاں لانا یاسر نے تتلی کو اپنی انگلی پر بیٹھاتے جار میں قید کیا۔

"سر میں قدر کرتا ہو آپ کے اعتماد کی جو ان چار ہٹے کٹے گارڈز کے ہوتے ہوئے آپ نے مجھ پر کیا مگر سر آپس کی بات ہے مجھے خود جنگلی جانوروں سے بہت ڈر لگتا ہے " عمران پہلا جملہ اونچا اور باقی کا سرگوشانہ انداز میں بول گیا جبکہ یاسر جو آگے ایک پتھر پر قدم رکھنے والا تھا پلٹا اور عمران کو دیکھنے لگا عمران نے روہانسی شکل بناتے یاسر کو دیکھا جبکہ گارڈز بھی اپنے باس اور عمران کی جانب متوجہ تھے۔

"تمہاری شکل دیکھ کر جنگلی جانور بھی بھاگ جائے گے اسی لیے تمہیں ساتھ لائے ہیں " یاسر نے قہقہہ لگاتے عمران کی عزت کا فالودہ کیا گارڈز بھی اپنے باس کے ساتھ عمران کی حالت پر قہقہہ لگا اٹھے جو اب منہ بنا کر ہی رہ گیا۔

"سر وہاں دیکھے۔۔" ایک گارڈ نے یاسر کو جنگل کے دوسری طرف فضا میں تتلیوں کے جھرمٹ کی سمت متوجہ کیا یاسر عمران کو دیکھتا سر جھٹک کر اس سمت بڑھا وہ سب اپنے کام میں مگن تھے یاسر تو یاسر، یاسر کے چاروں گارڈز کے لیے بھی اس وقت تتلیاں پکڑنے سے زیادہ ضروری کوئی کام نہ تھا جبکہ

صرف عمران ہی بیچارہ ادھر ادھر سہمتے ہوئے نظریں گھمائے بے دلی سے اپنے باس کے ظلم کو برداشت کر رہا تھا۔

"ہیلو" یاسر فون جیب میں رکھتا بلیو تھوتھ کان سے لگائے گویا ہوا کال فراج کی تھی ثوبان اور مقدس حویلی پہنچ چکے تھے سب ہی لوگ فراج کو سی اوف کر رہے تھے سوائے یاسر کے جو اس وقت جنگل میں تتلیاں پکڑ رہا تھا۔

"بھائی کہا ہو ؟ " فراج کی آواز موبائل سے ابھری۔

"جنگل میں " یاسر نے جواب دیا جبکہ فراج کی آنکھوں میں حیرت ابھری جنگل میں ؟ فراج نے یاسر کی بات دہرائی جبکہ عشراق جو مقدس افق شمائلہ اور قندیل کے ساتھ تھی سب کے ساتھ ناسمجھی سے فراج کو دیکھنے لگی۔

"جنگلی جانوروں سے بھی ووٹ لینے گیا ہے تمہارا بھائی انسانوں نے دینے سے منع کر دیا کیا؟ " مصطفی نے افق کو چھیڑا۔

"ہاں آپ سے اجازت لینی چاہیے تھی پہلے کیونکہ جنگلیوں کے سردار تو آپ ہیں ہے نا " افق کون سا کم تھی تن کر جواب دیا۔

"یہ تم زبان کس طرح چلاتی ہو میرے سامنے شرم کرو بڑا ہو تم سے" مصطفی نے افق کو گھورا۔

"جس طرح آپ کی چلتی ہے طنز کرتے ہوئے " افق دوبدوک بولی۔

"جنگل میں کیا کر رہے ہیں بھائی " فراج نے پوچھا ثوبان نے فراج کو سپیکر پر کال کرنے کا اشارہ کیا۔

"تتلیاں پکڑ رہا ہوں " یاسر نے سادگی سے جواب دیا وہ بلیو تھوتھ کان میں لگائے اپنے کام میں مصروف تھا۔

"تتلیاں " سب نے حیرت سے پوچھا کم چیخا زیادہ یاسر کے تتلی کو جار میں ڈالتے ہاتھ ٹھٹکے مگر پھر وہ سر جھٹک گیا۔

"کیوں " قندیل کی آواز ابھری۔

"تمہاری بھابھی کو پسند ہے اس لیے" یاسر نے کہا جبکہ سب نے گردن موڑ کر عشراق کو دیکھا جو یاسر کی فون سے آتی آواز پر حیرت میں تھی اسے لگا یاسر مزاق کر رہا تھا مگر سب کے دیکھنے پر عشراق جھینپ گئی۔

****

فراج فلائیٹ میں بیٹھا اپنے موبائل میں مصروف تھا اس کی سیٹ ونڈو کے پاس تھی اس وقت فراج بلیک جینز پر ڈارک پرپل اونی شرٹ میں ملبوس تھا شرٹ کی آستین کہنیوں سے نیچے تک چڑھائی ہوئی تھیں بال سٹائل سے ماتھے پر بکھرے تھے سیاہ آنکھیں پرکشش تھیں وہ ہمیشہ کی طرح آج بھی بے حد وجیہہ لگ رہا تھا عام سی ڈریسنگ میں۔۔انسٹا سکرول کرتے اس کی نظر جنہ کی آئی ڈی پر گئی پروفائل پکچر چینج ہو چکی تھی وہ یازان کے ساتھ کھڑی تھی یازان نے اسے اپنے حصار میں لیتے جنہ کے گال پر لب رکھے ہوئے تھے فراج کے ماتھے پر شکنیں پڑی جسم میں آگ جیسی حرارت پیدا ہوئی گردن پر

ہاتھ پھیرتے بے ساختہ اپنے غصے کو کم کرنے کی کوشش کی پھر دوبارہ نظر غصہ دلا دینے والے منظر پر گئی جہاں نئ سٹوری بھی شو ہو رہی تھی پہلے تو دل چاہا غصے کو مزید نا بڑھاتے ہوئے ہمیشہ کی طرح اگنور کر دے مگر پھر دل میں تجسس کے ہاتھوں مجبور ہوتے فراج نے اسٹوری دیکھی وہ سٹوری کار سے کشمیر کے خوبصورت نظارے کی تھی اور سائیڈ پر انگریزی حروف میں لکھا تھا۔

"miss u Kashmir "

فراج نے سوچتے ہوئے اپنی پیشانی مسلی پھر یک دم کچھ دن پہلے کار میں اپنی اور جنہ کی ملاقات یاد آئی جنہ کہ رہی تھی وہ بھی آسٹریلیا آئے گی تو کیا وہ بھی آسٹریلیا آج ہی جا رہی ہے ؟ فراج نے سوچتے ہوئے دوسری سٹوری دیکھی اس میں ائیرپورٹ کی تصویر تھی فراج کو حیرت ہوئی کیا وہ اسی فلائیٹ میں ہے ؟ فراج نے سوچا پھر تصویر پر غور کرنے سے پتا چلا وہاں پکچر ٹائم بھی

لکھا تھا وہ فراج کی فلائیٹ کے تقریباً ایک گھنٹے پہلے کا تھا فراج نے بے وجہ لب کاٹے اور موبائل آف کیا اس کا موڈ سخت خراب ہو چکا تھا یازان کل سے اسے مسلسل کال کر رہا تھا مگر فراج مصروفیت کے پیش نظر اس سے بات ہی نہیں کر سکا اور اب بھی واٹس ایپ پر فراج کی فلائیٹ کا سٹیٹس دیکھتے یازان نے اسے میسج کیا تھا لیکن فراج جواب ہی نہیں دے سکا پھر واٹس اپ کی وائس میسج ٹون رنگ ہوئی فراج نے بے دلی سے موبائل آن کرتے بنا دیکھے وائس سنی۔

"بے۔۔شرم۔۔ذ۔۔لیل انسان " فراج نے ہڑبڑاتے آواز کم کی وائس نوٹ یازان کا تھا۔

"میں نے کتنی کال کی ہے تجھے مگر ایک بھی ریسیو تو دور یہ بھی نہیں ہوا کے کال بیک کر لے اب بھاڑ میں جا مجھے تجھ سے کوئی واسطہ نہیں رکھنا اور مجھے

بتائے بنا آسٹریلیا چلا گیا میں نے دیکھا تھا تجھے ائیرپورٹ پر ثوبان بھائی کے ساتھ مگر میں آپی کے ساتھ تھا تو مل نہیں سکا۔۔خیر جنہ آپی بھی آسٹریلیا جا رہی ہیں تیری فلائیٹ میں ہی ہیں وہ پہلی مرتبہ جا رہی ہیں تو اگر تجھے ملے تو خیال رکھنا ان کا باقی جہنم میں جا اور میں تیرا انتظار نہیں کرونگا " یازان کی موبائل سے ابھرتی آواز بند ہوئی فراج کے چہرے پر مسکراہٹ رقصاں ہوئیں

۔

"ہاں شادی کر لینا میرا انتظار مت کرنا " فراج نے قہقہہ لگاتے وائس نوٹ سینڈ کیا اس کا موڈ اچانک خوشگوار ہوا تھا پھر اپنی جگہ سے اٹھا اور تمام پیسنجرز کو دیکھنے لگا وہ لگ بھگ ساری سیٹس چیک کر چکا تھا مگر جنہ اسے کہی بھی نظر نا آئی وہ پلٹا تھا کہ جنہ کی کھکھلاہٹیں کانوں سے ٹکرائیں فراج نے آواز کے تعاقب میں دیکھا وہ کسی انگریز لڑکے سے باتیں کرتے مسکرا رہی تھی اور وہ لڑکا بھی بے تکلف ہوتا جنہ کے ساتھ باتوں میں مصروف تھا فراج تن فن

کرتا جنہ تک پہنچا جنہ جو بلیو جینز پر وائٹ اونی شرٹ میں ملبوس تھی بالوں کی رف سی چوٹیاں کیے ٹیل پر سفید سٹائلش رومال ربین کی صورت میں باندھا ہوا تھا وہ ہمیشہ کی طرح بے تحاشہ حسین لگ رہی تھی سرمئی آنکھیں کنارے سے بار بار بھیگ رہی تھیں وہ اس لڑکے کی کسی بات پر ہنستے ہوئے لوٹ پوٹ ہو رہی تھی۔

"اٹھو یہاں سے " فراج کی آواز پر جنہ دل پر دونوں ہاتھ رکھتی اپنی جگہ سے اچھلی یہ کیا ہو گیا ہے مجھے مانا محبت کرتی ہو اس سے اور محبت آندھی ہوتی ہے مگر یہ اس کی آواز مجھے کیوں سنائی دے رہی ہے کیا محبت میں میرے کان بجنے لگ گئے ہیں ؟ جنہ نے درمیانہ سائز سمپل سرکل ائیر رنگز پہنے کانوں کو باقاعدہ چھوتے ہوئے سوچا فراج جو جنہ کے ہلتے ہونٹ اور ایک ایک حرکت کو نوٹ کر رہا تھا جنہ کی اس حرکت پر اس کے چہرے پر شدید غصے میں بھی مسکراہٹ رقصاں ہوئی ہونٹوں کی جنبش سے فراج سمجھ چکا تھا وہ کیا سوچ اور

بڑبڑا رہی ہے جنہ اپنا وہم سمجھتی ایرک سے باتوں کا سلسلہ دوبارہ قائم کرتی کہ فراج اس کا ارادہ سمجھتے دو قدم آگے ہوا۔

"سمجھ نہیں آرہا کیا کہا ہے اٹھو یہاں سے " فراج دبی دبی آواز میں غرایا جبکہ فراج کے غرانے پر ایرک نے بھی حیرانی سے فراج کو دیکھا وہ لڑکا جنہ کو کچھ دیر پہلے سیٹ پر ہی ملا تھا وہ پاکستان سیاح کے طور پر آیا تھا اور جنہ سے اس کی اچھی خاصی دوستی ہوچکی تھی۔

"ت۔۔تم۔۔یہاں " جنہ نے فراج کو دیکھتے ہکلاتے ہوئے کہا جبکہ آنکھیں حد درجہ پھیل چکی تھیں جیسے فراج کو نہیں کسی بھوت کو دیکھ لیا ہو۔

"ہاں میں " فراج نے دانت پیستے کہا اور نظریں ایرک پر جمائیں جس نے اس باڈی بلڈر کی خونخوار سیاہ آنکھوں سے گھبراتے بے ساختہ تھوک نگلا اور جنہ کو دیکھنے لگا۔

"کیا لکھ کر دو اٹھو یہاں سے" فراج جنہ کو سٹل اپنی سمت سرمئی بڑی بڑی آنکھیں پھیلائے دیکھتا پاکر گویا ہوا۔

"میں۔۔میں نہیں اٹھو گی " جنہ ہوش میں آتی لہجہ مضبوط رکھتی بولی فراج جنہ کی دیدہ دلیری پر جبڑے بھینچ گیا۔

"تمہارے دماغ میں ایک بات نہیں گھستی " فراج نے جنہ کو باغور دیکھتے کہا۔

"گھستی ہے مگر تمہاری نہیں کیونکہ تم جیسے جائل فائیٹر کی باتیں سنے لائق نہیں ایک کان سے سن کر دوسرے سے نکالنے لائق ہوتی ہیں " جنہ دوبدوک ناک چڑھائے غصے سے بولی آخری ملاقات وہ بھولی نہیں تھی اور اس پر تضاد فراج کا اچانک سر پر کھڑے ہوکر دھونس جمانا جنہ کو بری طرح چبھ رہا تھا جبکہ فراج اپنے لیے "جاہل فائیٹر" سنتا سیخ پا ہوا۔

"میں کتنا جاہل ہو یہ تمہیں کچھ دیر میں اچھے سے بتاؤ گا مگر فی الوقت اٹھو یہاں سے " فراج سرخ چہرے سے استہزایہ مسکراتا بولا جنہ کو فراج کی مسکراہٹ دیکھتے اپنے اردگرد خطرے کی گھنٹیاں بجتی سنائی دی۔

"نہیں اٹھو گی تم میرے لگتے کون ہو جو تمہاری بات مانو میں " جنہ کو نئے سرے سے غصّہ آیا یہ شخص بھری فلائیٹ میں اسے دھمکا رہا تھا۔

"مجھے یہاں سے جانا چاہیے " ایرک اردو سمجھ اور بول سکتا تھا مگر لہجہ اس کا انگریزوں جیسا تھا وہ پاکستان گھومنے ہی تو آیا تھا فراج اور جنہ کو لڑتا دیکھ وہ زبردستی مسکراہٹ سجاتا جنہ سے گویا ہوا۔

"نہیں ایرک تم یہی بیٹھو یہ فلائیٹ ہے کسی داؤد کی جاگیر نہیں تمہیں ضرورت نہیں یہاں سے اٹھنے کی" جنہ ایرک کو دیکھتے نرمی سے بولی وہ سمجھ گئی تھی ایرک فراج سے ڈر رہا ہے وہ فراج کے ہم عمر لڑکا تھا مگر وہ درمیانہ شخصیت کا مالک تھا فراج جیسے دیو ہیکل آدمی کو دیکھ وہ بھی غصے میں بیچارہ لُڈیاں پانے سے تو رہا مگر جنہ کی بات اور طنز سنتے فراج نے مٹھیاں بھینچی آج اس کفیر'ز کی ضدی شہزادی کی زبان حد درجہ زیادہ چل رہی تھی۔

"تم اس کی ماں لگتی ہو جو روک رہی ہو اسے " فراج نے جنہ کے طنز پر طنز کرتے کہا۔

"تم اس کے باپ لگتے ہو جو ڈرا رہے ہو اسے " جواب سیکنڈز کی سپیڈ سے آیا تھا۔

"میرا امام ڈیڈ آسٹریلیا میں ہے " ایرک منمنایا جبکہ فراج اور جنہ ایک دوسرے کو غصے سے گھور رہے تھے۔

"تم یہاں سے جاؤ مسٹر جاہل فائیٹر " جنہ فراج کو وہی جما دیکھ بولی۔

"اپنی زبان کو لگام دو جنہ اعظم کفیر ورنہ کھینچ کر گلے میں لپیٹ دوں گا " فراج جنہ کی بات سنتے دھواں دھواں چہرے سے غرایا وہ آگے بڑھتے جنہ کی کلائی تھامتے اسے اپنی سمت کھینچنے والا تھا کہ ائیر ہوسٹس فراج تک پہنچی۔

"سر پلیز کام ڈاؤن اگر آپ کو کوئی مسئلہ ہے تو ہمیں بتائے ڈسٹربنس پیدا نا کرے " ائیر ہوسٹس مؤدب انداز میں بولی فراج لب بھینچ گیا۔

"نو تھینک یو " فراج کہتا بنا جنہ کو دیکھے پلٹا اور اپنی سیٹ پر جا کر خاموشی سے بیٹھ گیا جنہ کو حیرت ہوئی پھر فراج کے سامنے نا جھکنے پر خود کو داد دیتی کندھے اچکا گئی اور ایرک سے باتوں میں مصروف ہوئی تقریبا ایک گھنٹہ گزرا تھا کہ جنہ وشروم گئی وشروم کا دروازہ بند کرنے والی تھی کہ ایک مردانہ ہاتھ فورا دروازے میں حائل ہوتا اندر داخل ہوا کون تھا یہ بتانے کی ضرورت تو نہیں فراج شازم داؤد کے علاوہ یہ حرکت جنہ کے ساتھ کر کون سکتا تھا جنہ

پھٹی پھٹی آنکھوں سے فراج کو دیکھنے لگی مگر فراج کے اندر داخل ہوتے دروازہ بند کرنے پر جنہ ہوش میں آتی چیخنے لگی فراج اس کا ارادہ سمجھتا دروازہ بند کرتے جنہ کی کمر میں اپنا بازو لپٹائے اس کے چہرے پر جھکتا جنہ کی چیخ کا گلا گھونٹ گیا۔

"لگ پتا گیا کتنا جاہل ہوں یا دوں اور ٹریلر" فراج جنہ کی تھوڑی دبوچے ایبرو ریز کرتا استفسار کرنے لگا جنہ جو اپنی سانسیں بحال کر رہی تھی فراج کی بات سنتی خونخوار نظروں سے فراج کو دیکھنے لگی۔

"یو جاہل۔۔" جنہ غصے میں فراج کے منہ کا نقشہ اپنے ناخنوں سے بگاڑنے کی کوشش کرنے لگی کے فراج نے جنہ کے دونوں ہاتھوں کو بروقت خود کے چہرے سے دور کرتے دائیں بائیں دیوار سے پن کیا۔

"جنہ دی وائل لیڈی " فراج جنہ کا مزاق اڑاتا قہقہہ لگا اٹھا۔

"تم ایک دفعہ ہاتھ چھوڑوں میرے پھر بتاتی ہوں تمہیں " جنہ چیخی فراج نے ناگواری سے جنہ کی چیخ سنی۔

" آواز نیچے رکھو کان کے پردے ہلا دیئے ہیں تم نے " فراج نے جنہ سے کہا۔

"تم انتہائی بدتمیز ہو اللہ کرے بہرے ہو جاؤ تم " جنہ غصے سے بولی جبکہ جنہ کی حالت پر تضاد اس کی بے بسی پر فراج ہنستا چلا گیا جنہ نے نگاہیں اٹھائے ہنستے ہوئے فراج کو دیکھا جنہ نے فراج کے ہاتھ پر جھکتے کاٹا۔

"آیا مزہ اب ہنسو اور ہنسو " جنہ مسکراتے ہوئے بولی اور اپنی کلائیوں کو رگڑتی وہاں سے جانے لگی کہ فراج نے دوبارہ اس کی پتلی کمر میں ہاتھ ڈالے اپنے حصار میں لیتے اس کی گردن میں منہ چھپایا۔

"دوبارہ مجھ سے کسی دوسرے شخص کے سامنے اس لہجے میں بات کی تو یہ موتی جیسے دانت توڑنے میں دو منٹ نہیں لگاؤ گا " فراج نے چہرہ جنہ کے چہرے کے سامنے کرتے جنہ کے چہرے پر ساحرانہ سانسیں چھوڑتے کہا۔

"چھوڑوں مجھے " جنہ غصے سے ناک سکوڑتے بولی۔

"چھوڑنے کے لیے نکاح کروایا تھا مجھ سے ؟" فراج نے آئیبرو ریز کرتے سوال کیا جنہ نے کوئی جواب نہیں دیا۔

"میں پاگل ہو جو بول رہا ہو " فراج جنہ کو خاموش دیکھتا جنہ کے چہرے پر غرایا اتنے میں دروازہ ناک ہوا فراج نے غصے سے دروازے کو دیکھا پھر جنہ کو جھٹکے میں چھوڑتا دروازے کی سمت بڑھا اور جھٹکے میں دروازہ کھول گیا۔

"یس؟ " فراج ماتھے پر شکنیں لیے بولا سامنے ائیر ہوسٹس کھڑی تھی ائیر ہوسٹس کی نظریں فراج کے پیچھے کھڑی جنہ پر گئیں اس کی آنکھیں پھیلی۔

"سر آپ یہاں یہ سب نہیں ۔۔" ائیر ہوسٹس خود کو کمپوز کرتی بولی ایسی سیچویشن کا وہ شاید کئی دفعہ سامنا کر چکی تھی مگر فراج کی دیدہ دلیری پر حیران ہوئی جو دروازہ پورا کھولے تن کر اپنی حرکت پر شرمندہ ہونے کے

بجائے سامنے کھڑا تھا جبکہ ائیر ہوسٹس کو مشکوک نظروں سے خود کو تکتا پا کر جنہ نے بے ساختہ شرمندگی سے نظروں کا زاویہ بدلہ۔

"وہ میری بیوی ہے میں جب چاہے جہاں چاہے اپنی بیوی کو پیار کر سکتا ہوں اور یہاں کوئی تیسرا انسان نہیں ہے جس کے سامنے میں اپنی پرسنل لائف کا لائیو شو کر رہا ہوں یہ آپ ہی ہیں محترمہ جس نے میاں بیوی کو ڈسٹرب کیا ہے " فراج ائیر ہوسٹس کی بات کاٹتا بولا جنہ کے ہاتھ رومال سیٹ کرتے تھمے فراج پہلی دفعہ اسے اپنی بیوی کے نام سے پہچان کروا رہا تھا جنہ کے دل نے ایک بیٹ مس کی ائیر ہوسٹس فراج کی منطق پر منہ کھولے اسے دیکھے گئی کے پیچھے سے انھی کے سٹاف کا آدمی جو یونیفارم میں ملبوس تھا ان کی سمت بڑھا فراج نے دروازہ ائیر ہوسٹس کے منہ پر بند کیا۔

فراج پلٹا جنہ نے جلدی خود کو کمپوز کرتے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے۔

"تم میرا لمس ختم کرنا چاہ رہی ہو" فراج جنہ کا منہ دبوچے غرایا۔

"تم۔۔پاگل۔۔سائیکو۔۔جاہل۔۔فائیٹر" جنہ چیخی اس کے چہرے پر تکلیف کی لہر اٹھی۔

"زبان سنبھال کر جنگلی ماسی فیشن پٹی چڑیل" فراج جوابا جنہ سے بھی اونچا چیخا جنہ کی آنکھوں میں نمی اتری تکلیف سے آنسو گالوں پر بہنا شروع ہوئے فراج پھولی سانسوں اور لو دیتے چہرے سے جنہ کو دیکھتا گرفت ڈھیلی کر گیا جنہ جھٹکے سے فراج کا ہاتھ جھٹکتی اس سے دور ہوئی اور بنا کچھ کہے اپنے آنسو ہتھیلی کی پشت سے رگڑتی وشروم سے باہر نکلی فراج جنہ کے آنسو دیکھتا سٹل وہی کھڑا رہا مگر پھر اپنے بالوں میں انگلیاں پھنساتا خود کو مرر میں دیکھنے لگا۔

"آپ کی مسسز جا چکی ہیں سر اب برائے مہربانی آپ بھی دوسروں کو وشروم اس کے اصل مقصد کے لیے یوز کرنے کا موقع دے "پھر وہی ائیر ہوسٹس دروازے پر کھڑی فراج کو دیکھتی طنز کرتے گویا ہوئی فراج کو اس وقت جنہ سے زیادہ زہر یہ ائیر ہوسٹس لگی فراج آنکھیں گھماتا بنا ائیر ہوسٹس کو دیکھے وہاں سے نکلا۔

جنہ اپنی سیٹ پر بیٹھی کہ اسے ایرک نظر نہیں آیا پھر اپنا سر جھٹکتی کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی آنکھیں اب بھی نم تھیں وہ آسٹریلیا اپنی فرینڈ کی شادی انجوائے کرنے جا رہی تھی اور بے حد خوش بھی تھی مگر فراج نے اس کا موڈ بری طرح خراب کیا تھا یہ سب اس نے ایرک سے بات کرنے کا بدلہ لیا تھا کیا اس شخص کو مجھ پر زرا سا بھی یقین نہیں ؟ میرے لباس سے اسے تکلیف ہے میرے کسی سے بات کرنے سے اسے تکلیف ہے خود بات کرنا نہیں چاہتا ہر

وقت غصہ کرتا ہے جنہ نے بھیگی پلکیں صاف کرتے سوچا اس کا دل فراج کی طرف سے اچھا خاصا بدگمان ہوا تھا جبکہ فراج جو جنہ کی پشت پر ایک طائرانہ نظر ڈالتا اپنی سیٹ کی سمت بڑھا تھا اپنا موبائل اور ہیڈ فون اٹھائے ایرک کو دیکھنے لگا جو اس کی سیٹ پر بیٹھا فراج کو دیکھتا زبردستی مسکرایا تھا فراج نے جنہ کے پیچھے وشروم جانے سے پہلے ایرک کو صرف ہاتھ کی ایک انگلی سے اپنی (فراج) کی سیٹ پر بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا جو بیچارہ معصوم سیکنڈ سے پہلے فراج کی انگلی کے حکم پر عمل کر چکا تھا فراج اتراتے ہوئے جتاتی نظروں سے ایرک کو دیکھتا جنہ کی سمت قدم بڑھا گیا اس کا ارادہ اپنی بیوی کے پاس بیٹھ کر پورا سفر گزارنے کا تھا۔

یاسر حویلی میں داخل ہوتا سیڑھیاں چڑھتا اپنے روم کی سمت بڑھا تھا عشراق مقدس کے روم میں قندیل اور افق سے باتوں میں مصروف تھی عشراق بار بار گھڑی کو دیکھتی اور پھر دروازے کو وہ اپنا فون بھی چیک کر رہی تھی جس پر کچھ دیر پہلے ہی یاسر نے کال کرتے اس سے ڈنر کا پوچھا تھا اور اپنا خیال رکھنے اور وقت پر سونے کا کہتا کال ڈسکنیکٹ کر گیا وہ اس وقت ایجوکیشن منسٹر سے میٹنگ میں مصروف تھا جنگل سے سیدھا وہ اپنے پارٹی آفس آیا تھا اور ڈریسنگ چینج کرتے اپنے سیاست کے کام میں مصروف ہوچکا تھا یاسر جب بھی باہر ہوتا ہر تین گھنٹے بعد عشراق کو کال کرتا تھا اور خیرت کھانے پینے کا پوچھ کر عشراق کے بات کرنے کا منتظر ہوتا جب عشراق کوئی بات نہیں کرتی تو وہ پانچ منٹ بعد کال ڈسکنیکٹ کر دیتا تھا وہ اس کی ملکہ تھی مگر وہ اس ملک کا بادشاہ تھا اور بادشاہ تو ہوتے ہی عوام کے غلام تھے وہ ہر پل اپنی ملکہ کے بات کرنے کا انتظار کر سکتا تھا مگر اس کے پاس انتظار کی فرصت کہا تھی ایک دفعہ پارٹی آفس گھسنے کی دیر ہوتی وہ رات کو ہی فارغ ہوتا پہلے اس کی ترجیحات

الگ تھیں جیسے لڑکیاں کلب پارٹیز وغیرہ مگر عشراق کے اس کی زندگی میں شامل ہوتے ہی یاسر ان سب سے کنارہ کر چکا تھا اب وہ سیاست کے بعد خود سے پہلے اپنی ملکہ کو رکھتا تھا۔

یاسر روم میں عشراق کو نا دیکھتا چونکا پھر پورے روم میں دیکھتے روم سے باہر آتے ثوبان اور مقدس کے روم سے لڑکیوں کی باتوں کی آواز سنتا ریلیکس ہوا اور فریش ہونے کے لیے اپنے روم میں آیا باتھ لیتے لائیٹ براؤن ٹراؤزر شرٹ میں ملبوس وہ گیلے بالوں کو سیٹ کر رہا تھا جب عشراق افق قندیل اور مقدس سے جان چھڑواتی ان کے چھیڑنے کے باوجود بے چینی سے اپنے روم میں آئی تھی جب سے سب کو معلوم ہوا تھا کہ یاسر عشراق کے لیے جنگل میں تتلیاں لینے گیا ہے سب لوگوں نے عشراق کو چھیڑتے چھپنے پر مجبور کر دیا تھا مقدس بھی عشراق کے لیے خوش تھی وہ جیسا یاسر کو سوچتی تھی اب ایسا کچھ بھی یاسر میں نا تھا اب یاسر کا ایک الگ روپ سب دیکھ رہے تھے وہ

شخص کبھی ایڈونچر کے لیے بھی کشمیر کے جنگل میں نہیں گیا وہ صرف عشراق کے لیے گیا تھا کیونکہ عشراق کو خوبصورت تتلیاں لانے کا اس نے وعدہ کیا تھا عشراق ویل چیئر پر اندر داخل ہوتی دروازہ بند کر گئی سامنے ڈریسنگ مرر میں عشراق کا عکس دیکھتے یاسر کے لبوں پر جاندار مسکراہٹ رقصاں ہوئی۔

"ملکہ تم سوئی نہیں " یاسر نے سینے پر دونوں ہاتھ فولڈ کرتے ڈریسنگ مرر کے کنارے سے ٹیک لگاتے عشراق کی سمت رخ پلٹتے دل فریب انداز میں استفسار کیا عشراق کا دل یاسر کے انداز پر زور سے دھڑکا۔

"نہ۔۔نہیں "عشراق نے نگاہوں کا زاویہ بدلتے کہا۔

"تھک گئی ہو گی آرام کر لو " یاسر نے مسکراتے کہا جبکہ عشراق نے غور سے یاسر کو دیکھا اور پھر نظریں روم میں دوڑائیں اس کی نگاہیں تتلیوں کے تحفے کی تلاش میں تھیں۔

"مجھے نہیں کرنا ابھی۔۔میں ٹھیک ہو" عشراق کا دل بجھ گیا اور آہستگی سے بولی۔

"چلو پھر میں تمہارے لیے کھانے کو کچھ لاؤ ؟ میں کافی کا کہنے جا رہا ہو ؟" یاسر نے عشراق سے پوچھا عشراق نے نفی میں سر ہلایا۔

"یہ نقاب تو ہٹا دیا کرو روم میں ملکہ" یاسر عشراق کے قریب پنجوں کے بل بیٹھتا اس کا نقاب ہٹاتا گویا ہوا۔

"کیا ہوا ملکہ تم اداس ہو؟" یاسر عشراق کے چہرے کو غور سے دیکھتا ہوا بولا۔

"میں آپ کا انتظار کر رہی تھی " عشراق بہت مدھم لہجے میں بولی یاسر نے بامشکل سنا مگر یاسر کو لگا اس نے غلط سنا ہے۔

"کیا کہا ملکہ تم نے؟ " یاسر نے ناسمجھی سے دل تھامے عشراق کے خوبصورت پرنور چہرے کو دیکھتے پوچھا۔

"میں آپ کا انتظار کر رہی تھی " عشراق نے نظریں جھکائے کچھ اونچی آواز میں بے دلی سے کہا عشراق کے چہرے پر اداسی تھی مگر اس کے الفاظ سے یاسر کو اپنا دل بند ہوتا محسوس ہوا۔

"ک۔۔کیوں۔۔ملکہ ؟" یاسر کا لہجہ زندگی میں پہلی دفعہ ٹوٹا تھا سانسیں سینے میں ہٹکی تھیں اس کی ملکہ اس کی منتظر تھی ! جیسے یہ ایک خواب ہو عشراق نے اداس سنہری آنکھیں اٹھا کر یاسر کو دیکھا جو کالی آنکھوں میں حیرت انگیز چمک لیے اسے ہی دیکھ رہا تھا عشراق نے بولنے کے لیے لب واہ کیے یاسر کو لگا جیسے دنیا تھم گئی ہو وہ سانسیں روکے عشراق کے بولنے کا منتظر تھا۔

"آپ میرے لیے تتلیاں لانے والے تھے "عشراق نے پلکیں جھپکائیں کہا یاسر کے اوپر گھڑوں پانی ڈالا اسے لگا اس کی ملکہ اس کی منتظر تھی مگر سیاستدان کی بے وفا قسمت اس کی ملکہ تو تتلیوں کی منتظر تھی یاسر نے سرد سانس کھینچی وہ اب سانس لے سکتا تھا سب کچھ نارمل تھا پھر یاسر مسکرا دیا عشراق یاسر کو مسکراتا دیکھ خفگی سے رخ پھیر گئی یاسر کی مسکراہٹ کو بریک لگا۔

"ملکہ۔۔" یاسر نے عشراق کو پکارا عشراق نے ویل چیئر کو پیچھے کرتے بیڈ کی سمت کیا عشراق کو لگا یاسر اس پر ہنس رہا ہے دل ایک دفعہ پھر یاسر سے بدگمان ہوا جبکہ یاسر خاموشی سے اٹھ گیا وہ عشراق کی ناراضگی کی وجہ سمجھ چکا تھا پھر کچھ دیر میں عشراق کو دروازہ بند ہونے کی آواز آئی۔

عشراق ڈوپٹہ تکیے پر رکھے چت لیٹی چھت کو دیکھ رہی تھی وہ اس وقت لائیٹ پنک کلر کی کیپری شرٹ میں ملبوس تھی جس کے گلے پر نفیس سی کڑھائی تھی دماغ اب بھی تانے بانے بن رہا تھا اگر یاسر تتلیاں لینے نہیں گیا تھا تو کال پر کیوں فراج سے کہا وہ سخت جھنجھلا چکی تھی سوچ سوچ کر دل جیسے چھوٹے بچے کی مانند بری طرح اداس ہوا تھا۔

"ملکہ " یاسر تقریباً آدھے گھنٹے بعد کمرے میں داخل ہوا تھا بیڈ کے قریب کھڑے ہوتے عشراق کو پکارنے لگا جو یاسر کو ایک نظر دیکھتی خفگی سے کروٹ بدل گئی یاسر نے سرد سانس کھینچی۔

"ملکہ " یاسر عشراق کے قریب بیڈ پر بیٹھتا عشراق کو پھر پکار گیا۔

"مجھے بات نہیں کرنی آپ سے " عشراق ناک سکوڑ کر غصے سے بولی یاسر کی پیشانی پر شدید ٹھنڈ میں پسینے کی بوندیں ابھری گھبراتے ہوئے یاسر نے بے ساختہ اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا وہ شریف غنڈہ سیاستدان جس سے شرفاء اور امراء دونوں قومیں ڈرتی تھیں اپنی بیوی کے غصے پر اس کی پیشانی پر ننھی بوندیں چمک اٹھی تھیں یا یہ کہنا مناسب رہے گا سیاستدان مخالفین کی سازشوں سے نہیں بیوی کے غصے سے گھبرا رہا تھا !

"یار میری بات تو سنو ملکہ " یاسر نے بے بسی سے گھٹی گھٹی آواز میں کہا عشراق نے آنکھیں بند کر لیں۔

"مجھے نیند آرہی ہے سونے دے " عشراق منہ کے زاویے بگاڑتی بولی یاسر کی اپنے قریب موجودگی وہ محسوس کر چکی تھی جبکہ یاسر نچلا لب دانتوں میں دبائے عشراق کو پھر دیکھنے لگا وہ صبح عشراق کا بوسہ لے کر گیا تھا پورا دن وہ خوش تھا مگر فراج کو یاسر کی خوشی برداشت نہیں ہوئی تھی یاسر نے دل میں فراج کو ایک بھاری گالی سے نوازتے تہیہ کیا کہ اس فائیٹر کی ہڈیاں پاکستان آتے یاسر خود توڑے گا۔

"مجھے کچھ دیکھانا ہے تمہیں ملکہ "یاسر نے ہمت کرتے عشراق کے بالوں میں انگلیاں چلاتے کہا عشراق کا دل دھک سے رہ گیا۔

"م۔۔مجھے۔۔ نہیں۔۔ دیکھنا" عشراق آگے کو ہوتی یاسر سے فاصلہ قائم کرنے لگی۔

"یہ۔۔یہ آپ۔۔کیا کر۔۔رہے ہیں " عشراق نے گھبراتے ہوئے پوچھا۔

"تمہیں منانے کی کوشش کر رہا ہوں ملکہ " یاسر نے عشراق کو دیکھتے کہا اور عقیدت سے عشراق کی پیشانی پر لب رکھ گیا عشراق نے آنکھیں بند کیے یاسر کے کلون کی خوشبو کو محسوس کیا وہ اس قدر وجاہت کا شہکار تھا کہ اس کی اتنی

سی قربت پر کوئی بھی اپسرا پاگل ہوسکتی تھی کوئی بھی نازک دل کی لڑکی خود سپردگی کا اعلان کر سکتی تھی۔

"میں ناراض نہیں ہو آپ سے " عشراق نے یاسر کے وجیہہ چہرے سے نظریں ہٹائے کہا۔

"گڈ ملکہ ۔۔تو چلو میرے ساتھ مجھے کچھ دیکھانا ہے تمہیں " یاسر نے عشراق کے ہاتھ کو تھامتے ہوا میں بلند کرتے کہا۔

"مجھے نیند آرہی ہے " عشراق اپنے ہاتھ کو یاسر کے ہاتھ میں دیکھتی بولی یاسر نے اپنی انگلیاں عشراق کے ہاتھ میں پھنسائیں۔

"آکر سو جانا " یاسر نے عشراق کی ہتھیلی کی پشت کو اپنے لبوں سے لگاتے کہا عشراق کا چہرے سرخ انار ہوا۔

"م۔۔مجھے " عشراق نے کچھ کہنا چاہا۔

"تمہارے ہاتھ کتنے نرم ہیں ایسے جیسے کوئی مومی گڑیا " یاسر کی نظریں اب بھی عشراق کے ہاتھ پر تھیں۔

"میں موم کی گڑیا نہیں ہو " یاسر نے عشراق کو احتجاج کرتے سنا۔

"ہاں تم تو میری ملکہ ہو " یاسر نے سنجیدگی سے کہا اور عشراق کے ہاتھ پر مہر ثبت کی عشراق کے زبان جیسے تالوں سے چپکی۔

یاسر عشراق کو گود میں اٹھائے سیڑیاں چڑھتا ٹیرس کی سمت بڑھ رہا تھا عشراق خاموشی سے یاسر کے گلے میں باہیں ڈالے یاسر کو دیکھ رہی تھی یاسر عشراق کو لیے اپنی منزل پر پہنچا۔

"کیا میں اچھا لگ رہا ہوں ؟" یاسر نے بنا عشراق کو دیکھے پوچھا وہ کب سے خود کو عشراق کی سنہری آنکھوں کے حصار میں محسوس کر رہا تھا عشراق گڑبڑائی۔

"پتا نہیں " عشراق نے کہا۔

"یقیناً لگ رہا ہو تب ہی میری ملکہ مجھے اتنی توجہ سے دیکھ رہی ہے " یاسر نے رخ عشراق کی سمت کیا۔

"آپ کو خوش فہمی ہے " عشراق نے خفگی سے کہا یاسر مسکرایا یاسر اس کے منع کرنے پر بھی اسے لیے کمرے سے باہر نکلا عشراق خفا تھی۔

"مجھے تو ہونی ہے کیونکہ میری ملکہ سامنے دلکش منظر کو دیکھنے کے بجائے مجھے جو دیکھ رہی ہے " یاسر نے کہا عشراق کی نظریں سامنے اٹھی اور پھر پلٹنا بھول گئیں۔

****

سامنے سات رنگوں کی جالی سے ایک شیلٹر بنایا گیا تھا جو چاروں اطراف سے بند تھا دیکھنے میں ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ وہ ایک کمرے کی طرف تیار کیا گیا ہے اس کے چار کونے تھے ہر کونے پر تین فانوس تھے جن کی گولڈن روشنی اس جالی کی دیواروں پر پڑتی اس کے رنگ کو نکھار رہی تھی فانوس کی گولڈن روشنی سے یہ جالی نما دیواریں رنگ برنگے قوس و قزح کے رنگ بکھیر رہی تھی اس شیلٹر کی جالی دار چھت کے سینٹر پر بھی فانوس تھا جس کی روشنی چھت کے پورے فرش پر بکھر رہی تھی اور اس چھت کے اوپر چاند تھا مکمل گول چاند عشراق نے حیرت سے یہ منظر دیکھا یاسر قدم اٹھاتا شیلٹر کی سمت بڑھ رہا تھا عشراق نے دیکھا یاسر نے اپنی سلیپرز اتاری اور جالی دار دیواروں والے پردے کو اپنے کندھوں کی مدد سے دائیں بائیں کرتا اندر داخل ہوا باہر سے یہ منظر جتنا خوبصورت تھا اندر اس سے چار گناہ زیادہ خوبصورت معلوم ہو رہا تھا عشراق کے چہرے پر فانوس کی روشنی اسے مزید پرنور بنا رہی تھی عشراق کے چہرے پر حیرت تھی اس نے زندگی میں اس سے زیادہ خوبصورت منظر کبھی

نہیں دیکھا تھا اس شیلٹر کے نیچے فرش پر قالین تھا جس پر بڑے آرام دہ گول خوبصورت وائٹ چادر سے ڈھکا گدگداز بستر تھا یاسر نے عشراق کو بیٹھایا عشراق کے لمبے گھنے سلکی بال پہلو میں گرے یاسر نے محوت سے عشراق کے چہرے پر ہاتھ جمائے بالوں کو کان کے پیچھے اڑسایا سنہری آنکھیں کالی آنکھوں سے ملی یہ منظر مکمل تھا چاند ان دونوں کو دیکھ کر مسکرا رہا تھا سرد ہوائیں انھیں چھو رہی تھیں۔

"یہ۔۔سب " عشراق نے کچھ کہنا چاہا جب یاسر نے عشراق کے لبوں پر اپنی انگلی رکھے اسے کچھ بھی کہنے سے منع کر دیا عشراق خاموش ہوگئ جبکہ یاسر اپنی جگہ سے اٹھا اور عشراق کے پیچھے ایک بڑے سے جار کے منہ کو کھول گیا رنگ برنگی تتلیاں اپنی آزادی ملتے ہی اڑی وہ اتنی پرواز سے آڑی کہ عشراق کا دل تھم سا گیا اسے اب وجہ معلوم ہوئی اس جالی دار شیلٹر کی تتلیاں فانوسوں کی روشنی میں اڑتی اس منظر کو بے حد خوبصورت بنا گئ عشراق کی سنہری آنکھوں کی چمک مزید بڑھی اس نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ یاسر اس

کے لیے یہ سب کرے گا عشراق غلط تھی کچھ دیر پہلے والا منظر اس منظر کے مقابل کچھ نا تھا یاسر عشراق کے سامنے بیٹھ گیا عشراق کے چہرے پر خوشی اور حیرت کے ہزاروں رنگ برسے تھے ان تتلیوں کی برسات کے ساتھ اور یاسر ان رنگوں کو محوت سے دیکھ رہا تھا ایک تتلی یاسر کی تیکھی ستون جیسی ناک پر آ کر بیٹھی یاسر اب بھی عشراق کو دیکھ رہا تھا اور عشراق یاسر کی مغرور ناک پر تتلی کو دیکھ عشراق کھسک کر کچھ آگے ہوئی دونوں کے درمیان زرا سا ہی فاصلہ تھا اس پاس تتلیاں اب بھی اڑ رہی تھی یہ منظر بے حد خوبصورت تھا عشراق نے کھکھلاتے یاسر کی ناک پر بیٹھی تتلی کے پر کو چھیڑا تتلی پروں کو پھڑ پھڑائے خفگی سے آڑی عشراق بے ساختہ پھر کھکھلا دی تتلی سے نظریں ہٹائے یاسر کو دیکھا جو بنا پلکیں جھپکائیں عشراق کو ہی دیکھ رہا تھا کالی آنکھیں سنہری آنکھوں سے جا ٹکرائیں کشمیر کی سرد رات سرد ہوائیں آب وتاب سے چمکتا چاند فانوس کی روشنی میں تتلیوں کی پرواز کا منظر اور سنہری آنکھوں کا سیاہ آنکھوں سے تصادم دنیا فنا ہونے والی تھی یہ منظر مکمل تھا بے حد مکمل

یاسر نے بے خودی میں عشراق کے گال کو چھوا وہ طلسم تھا اس منظر کا کہ عشراق یاسر کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی بنا پلکیں چھلکائے سانسیں روکے یاسر نے عشراق کی آنکھوں میں دیکھتے اس کے لبوں پر جھکا وہ اتنی نرمی سے عشراق کے چہرے پر جھکا تھا کہ عشراق اس منظر کے سحر سے ہی نہیں نکل پا رہی تھی عشراق کی آنکھیں بوجھل تھی یاسر کی آنکھیں بند تھی یاسر نے عشراق کی کمر پر ہاتھ کا دباؤ بڑھاتے نرمی سے اسے اپنے قریب کیا عشراق یاسر کے کشادہ سینے سے جا لگی یاسر اب بھی اس کے لبوں کو اپنی قید میں لیے ہوئے تھا عشراق کے ہاتھ یاسر کے چٹانی سینے پر تھے یاسر کے انداز میں نا شدت تھی نا وحشت صرف پیار تھا اور بے حد نرمی وہ اسے اپنی سانسیں دینے کے ساتھ عشراق کی سانسیں پی بھی رہا تھا یاسر کا ایک ہاتھ عشراق کے بالوں میں تھا تو دوسرا کمر پر عشراق نے نا اسے خود سے دور جھٹکا تھا نا ہی یاسر سے دور جانے کی کوشش کی تھی وہ دونوں اس طلسماتی منظر میں گم تھے یاسر نے عشراق کی سمت جھکتے اسے نرمی سے لٹایا اور خود عشراق کے چہرے پر جھکا رہا

عشراق یاسر کے دیوہیکل وجود کے نیچے مکمل چھپ گئی رات کے اس پہر اتنی ٹھنڈ تھی کہ سب لوگ کمروں میں ہیٹر آن کیے کمبل میں چھپے ہوئے تھے لیکن عشراق اور یاسر کو جیسے نا ٹھنڈ سے فرق پڑ رہا تھا نا کسی اور چیز سے یاسر یک دم سیدھا ہوتا عشراق کے چہرے کو اپنے بازو پر رکھتا دوسرا ہاتھ سر کے نیچے لے جاتے چت آسمان کو دیکھنے لگا عشراق یاسر کے دور ہونے پر اپنی دل کی دھڑکنیں سنبھالتی یاسر کو دیکھنے لگی جو چاند کے سامنے تتلیوں کو دیکھ رہا تھا۔

"آپ نے یہ سب کب کیا" عشراق نے کچھ وقفے بعد پوچھا۔

"جب تم مجھ سے ناراض ہوچکی تھی میں تمہیں تہجد کے وقت یہاں لانا چاہتا تھا ملکہ مگر مجھ سے تمہاری ناراضگی برداشت نہیں ہوئی اسی لیے 4 گھنٹوں کا کام آدھے گھنٹے میں کروایا" یاسر نے مسکراتے بنا عشراق کو دیکھے کہا۔

"شکریہ " عشراق نے یاسر کو دیکھتے کہا۔

"تمہارے لیے تو جان بھی حاضر ہے ملکہ " یاسر نے عشراق کو دیکھتے کہا۔

"آج میں نے تمہیں بنا اجازت کے چھوا شاید صبح تمہیں لبوں سے چھونے کا اثر تھا اور ہمت بھی۔۔ تمہیں برا تو نہیں لگا" یاسر نے عشراق سے پوچھا وہ کچھ نا بولی مگر یاسر کو دیکھنے لگی ہمت ؟ اس چٹانی شخص کو عشراق کو چھونے کے لیے ہمت کی ضرورت تھی ؟۔

"کیا میں سمجھو تم ہمارے رشتے کو آگے بڑھانا چاہتی ہو ملکہ ؟" یاسر اس کی خاموشی پر مزید کہا۔

عشراق کنفیوز تھی وہ اس لمحے میں یہ بھی بھول گئی یہ ہی وہ شخص تھا جس نے اسے اپاہج کیا تھا اس کے بھائی کو مارنے کی کوشش کی تھی جو ایک زانی تھا یہ اس منظر کا طلسم تھا جس نے عشراق کو صرف یہ یاد رہنے دیا کہ اس کے سامنے وجیہہ مرد اس کا محرم تھا صرف محرم جس کی قربت میں وہ سکون محسوس کر رہی تھی جس کی باہوں میں وہ سرشار ہو رہی تھی وہ محرم جو اس سے بے انتہا محبت جتا رہا تھا اسے ملکہ کہ کر اپنے سحر میں جکڑ رہا تھا یاسر عشراق کو خاموش دیکھتا اس کے گال پر بے خودی میں لب رکھ گیا۔

"مجھے وقت چاہیے ابھی " عشراق نے جھجھکتے ہوئے یاسر سے کہا اسے لگا یاسر کو برا لگے گا پتا نہیں کیوں آج عشراق کو یاسر کے برا لگنے کی اتنی فکر کیوں تھی۔

"تم پوری زندگی لے لو میری ملکہ " یاسر مسکراتے ہوئے عشراق کی شہہ رگ کو اپنے ہونٹوں سے چھو گیا اور سیدھا ہو کر دوبارہ آسمان کو تکنے لگا۔

"تم اسے اپنے مقصد کے لیے استعمال کر سکتی ہو " شفا ہاسپٹل کے بیڈ پر چت لیٹے چھت کو گھور رہی تھی آنکھوں سے آنسو نکلتے بالوں میں جذب ہو رہے تھے اس کی رنگت زرد پڑ چکی تھی چہرے پر تکلیف کے اثرات تھے سیدھے ہاتھ کی پشت پر کینولا لگا تھا اس کے پاس بیڈ کے قریب ایک ادھیڑ عمر کے شخص منہ میں سگار دبائے بول رہے تھے۔

"کیسا مقصد پاپا ؟ " شفا نے اپنے فور پیس سوٹ میں ملبوس باپ سے پوچھا۔

"یاسر شازم داؤد کو اپنا بنانے کا " اس کے باپ نے بے تکلفی سے کہا شفا کا چہرہ سرخ ہوا۔

"آپ یہاں مجھ سے یہ کہنے آئے ہیں ؟ تو آپ جا سکتے ہیں۔۔مجھے آپ کی ضرورت نہیں " شفا نے سپاٹ چہرے سے کہا اس شخص کی آنکھوں میں برہمی اٹھی۔

"تم یہ مت بھولو اگر میں نے تمہارے سر سے ہاتھ کھینچا تو کہی کی نہیں بچو گی اور کیا غلط کہا ہے میں نے ؟ تم بھی تو یہی چاہتی تھی اور اگر تم میری بات مانتی ہو تو تمہارا مقصد پورا ہو جائے گا اور اگر نہیں مانتی ہو تو میرا مقصد پورا ہو جائے گا مجھے فرق نہیں پڑتا " عدنان حمدانی نے آگے جھکتے مسکراتے ہوئے سگار کو جھٹکتے کہا شفا خاموش ہوگئی جبکہ عدنان حمدانی کے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ نے بسیرا کیا وہ سیاست میں قدم رکھے ہوئے تھے مگر یاسر کی پارٹی نے ہر لحاظ سے انھیں شکست دیتے ان کی پارٹی کو پروان نہیں چڑھنے دیا تھا

اور شاید ان کے چہرے کی مسکراہٹ یاسر کے لیے آنے والے کل میں خطرے کا اندیشہ تھی۔

حنان اس وقت سٹڈی روم میں بیٹھا تھا ٹیبل پر کافی کا بھاپ اڑتا گرم کپ تھا ہاتھ میں انجشہ شاہ میر کی ڈائری تھی وہ ڈائری کے پنے پلٹ رہا تھا وہ اب ڈائری کو پڑھ رہا تھا۔

میں انجشہ شاہ میر ہوں یہ میری کہانی ہے جو اس ڈائری میں آج سے لکھنا شروع کر رہی ہو آج سے اس ڈائری کو میں اس لیے لکھ رہی ہو کیونکہ یہ مجھے میرے بابا نے آج ہی گفٹ کی ہے گفٹ اس لیے کی ہے کیونکہ آج میں اٹھارہ سال کی ہوچکی ہو اس ڈائری کے شروع کے پنے خالی چھوڑ رہی ہو کیونکہ وہاں میں کچھ ایسا لکھنا چاہتی ہو کہ اگر کبھی میری ڈائری کوئی پڑھے تو اسے تجسس ہو پوری ڈائری پڑھنے کا میں ان پنوں کو ان لفظوں سے سیاہ کرونگی جو میری

کہانی کا عکس ہونگے (حنان نے واپس پلٹ کر وہ شاعری پڑھی یہ شاعری شاید انجشہ نے بعد میں لکھی تھی وہ واپس اسی پنے پر آیا) اور کل میں پاکستان جانے والی ہو اپنے بابا کے ساتھ میں پہلی دفعہ پاکستان جا رہی ہوں مجھے ہمیشہ وہ ملک نام سے ہی اپنا لگتا تھا یہی وجہ ہے کے میں نے لندن میں رہنے کے باوجود اردو سیکھی اور مجھے اُردو افسانوں اور ادب میں بڑی دلچسپی ہے مگر یہاں رہنا میری مجبوری ہے بابا کو اپنا بزنس نہیں چھوڑنا تھا میرے بابا نے میری ماما سے محبت کی شادی کی تھی میری ماما انگریز نون مسلم تھیں وہ ہمیشہ لندن میں رہنا چاہتی تھیں اسی لیے بابا نے ان کی بات مانی میری ماما کی ڈیتھ پانچ سال پہلے ہو چکی ہے لیکن میرے بابا کو اس ملک میں ہمیشہ وہ زندہ محسوس ہوتی ہیں اسی لیے وہ یہاں سے جانا نہیں چاہتے وہ شاید اب بھی پاکستان نا جاتے اگر ان کی بیٹی کو ان کی ضرورت نا ہوتی ہاں بیٹی میں اپنے ماں باپ کی اکلوتی بیٹی ہوں لیکن میرے بابا کی ایک اور بیٹی ہے وہ میری سوتیلی بہن ہے بابا نے اپنے خاندان یعنی میرے دادا دادی کے دباؤ میں آکر دوسری شادی کی تھی جس سے

ان کی ایک اور بیٹی ہے یہ بات ماما سے چھپائی گئی مگر جیسے ہی ماما کو پتا چلا انھوں نے بابا کو اپنے اور میری دوسری ماں میں سے کسی ایک کو چنے کو کہا میرے بابا نے میری ماما کو چنا اور دوبارہ میرے دادا دادی کی خفگی پر بھی پاکستان نا گئے اور اسی دوران پتا چلا کہ وہ دوبارہ باپ کے عہدے پر فائز ہونے والے ہیں لیکن انھیں صرف میری ماما عزیز تھیں وقت گزرا اور وہ دوبارہ بیٹی کے باپ بنے جس کی پیدائش پر ان کی دوسری بیوی کا انتقال ہو گیا ماما اور بابا دونوں پاکستان گئے میری بہن کو اپنے ساتھ لانا چاہتے تھے لیکن میرے دادا دادی نے منع کر دیا ماما کو مرتے دم تک اس بات کا افسوس رہا کہ کہی نا کہی وہ میری سوتیلی ماں اور بہن کی حق تلفی کا سبب رہی ہیں مگر بابا کو ماما کے آگے کچھ نظر ہی نا آتا تھا لیکن میں نے دیکھا ہے وہ میری سوتیلی بہن کی تصویر اپنے پاس رکھتے ہیں وہ شاید اس سے بھی اتنی ہی محبت کرتے ہیں جتنی مجھ سے میری ماما کے بعد دادا دادی کا بھی انتقال ہو گیا بابا کچھ دنوں کے لیے پاکستان گئے مگر پھر واپس آگئے میں نے ہمیشہ اسے تصویر میں دیکھا وہ بلکل

میری طرح ہے ایسا میرے بابا کہتے ہیں لیکن ہم میں ایک بات مختلف ہے یہ بھی میرے بابا کہتے ہیں میری آنکھیں شہد رنگ کی ہیں اور اس کی سورج جیسی کہنے کو تو یہ دو رنگ ہم رنگ ہیں میں نے بھی بابا سے کہا مگر انھوں نے کہا ان میں ایک بہت بڑا فرق ہے میری آنکھوں میں میٹھاس ہے لیکن اس کی آنکھوں میں دل جلا دینے والی طاقت ہے خیر باقی میں کل لکھوں گی اس کے بارے میں جب میں اس سے ملوں گی ابھی میں اپنی پیکنگ کرنے جا رہی ہوں اوہو میں نے اپنے بارے میں تو کچھ لکھا ہی نہیں میں نے ابھی گریجویشن کی ہے میں پڑھائی میں ایوریج سٹوڈنٹ ہو میرے بال میری آنکھوں کی طرح سنہری ہیں آنکھیں بڑی بڑی ہیں ناک چھوٹی ہے ہونٹ درمیانے مگر ہر وقت بنا لپسٹک کے سرخ رہتے ہیں مجھے سب خوبصورت کہتے ہیں لیکن میرے بابا مجھے معصوم کہتے ہیں لیکن میں واقعی بہت خوبصورت ہو !

(حنان پنے پلٹتا گیا وہ مزید اس ڈائری کو پڑھ رہا تھا وہ جاننا چاہتا تھا پانچ سال پہلے جویریہ نے اس ڈائری کو اس سے کیوں چھپایا تھا اور وہ کئی دنوں تک

رات کے اس پہر گارڈز اور پالتو کتوں کی موجودگی میں اپنی جان پر کھیل کر کیوں اس ڈائری کو حاصل کرنا چاہتی تھی جن کو اگر بھنک بھی پڑ جاتی وہ جویریہ کو گولی مارنے اور ادھیڑ کر رکھ دینے میں دیر نا لگاتے اس کے ملازم نے یہ خبر حنان کو جیل میں خود دی تھی جس پر حنان نے جویریہ کی حفاظت کی زمہ داری اسے سونپی تھی اور حنان کا وفادار اپنے مالک کی شکل دیکھتا رہ گیا اسے جویریہ پسند نہیں تھی جس نے اس کے مالک کو بدنام زمانہ کر دیا تھا لیکن پھر بھی وہ اپنے مالک کا حکم نہیں ٹال سکتا تھا وہ اپنی محبت کی نفرت کا مارا جیل میں رہ کر بھی جیل بھیجنے والی محبوبہ کی حفاظت کر رہا تھا۔۔بتاؤ کوئی ہو سکتا ہے حنان اعظم کفیر جیسا عاشق !!)

"اب بھی نہیں آتے آپ " مقدس سخت خفا تھی رات کے تین بج رہے تھے اور ثوبان نے اب کمرے میں قدم رکھا تھا ثوبان آفس سے آتا فریش ہو کر ڈنر کرتا ثوبیہ بیگم کے کمرے میں چلا گیا ان کی طبعیت کچھ خراب تھی مگر

تین گھنٹے ہو چکے تھے اور ثوبان اب لوٹا تھا وجہ ثوبیہ بیگم سے ہلکی پھلکی گفتگو تھی جو آج کافی دنوں بعد کرنے کا موقع ملا تھا ثوبان کو اور اس سب میں وہ بیچارہ وقت کا خیال ہی نہیں کر پایا۔

"یار اب آنا لازمی تھا ورنہ بیوی کمرے میں نہیں گھسنے دیتی " ثوبان نے بنا شرمندگی کے مسکراتے ہوئے کہا اور پنک نائٹی میں ملبوس مقدس کو باہوں میں قید کر گیا۔

" اماں حضور کے پاس سو جاتے " مقدس ثوبان کا حصار توڑنے کی کوشش کرتی بولی ثوبان نے جھکتے مقدس کے گال پر اپنی بیرڈ رب کی مقدس کی سانسیں تھمیں۔

"ثوبان۔۔سونا۔۔ہے۔۔مجھے " مقدس اپنی دھڑکنوں کو قابو کرتی بامشکل بولی۔

"ناراض بیوی کو منائے بغیر سونے دینے سے اللہ خفا ہوتے ہیں " ثوبان خماری میں کہتا مقدس کے قریب اپنا حصار تنگ کر گیا۔

"بیوی۔۔کو ناراض۔۔کرنے۔۔سے۔۔نہیں ہوتے " مقدس نے منہ پھولائے کہا۔

"اسی لیے تو منا رہا ہوں جاناں " ثوبان نے کہا۔

"اجازت دو ؟" ثوبان نے اپنی بیرڈ مقدس کی گردن پر رب کرتے گھمبیر آواز میں استفسار کیا۔

" آپ۔۔سے۔۔کہا تھا۔۔نا۔۔پہلے اظہارِ محبت۔۔کرے " مقدس پلکیں جھکائے بولی۔

" عملِ کرنا چاہتا ہوں۔۔اپنے لبوں سے تمہیں پور پور چھو کر اپنی محبت کے اظہار میں تمہاری ان خوبصورت آنکھوں کو رت جگے کے خمار میں دیکھنا چاہتا ہوں تمہیں اپنی سانسوں سے قریب اپنی روح کا حصہ بناتے تمہاری روح میں اترنا چاہتا ہو " ثوبان نے چہرہ اٹھائے مقدس کا رخ اپنی سمت کرتے کہا اور مقدس کے خوبصورت چہرے کو اپنے دونوں ہاتھوں کے پیالوں میں بھر گیا مقدس نے ہیزل گرین نگاہیں اٹھائے ثوبان کی نیلی آنکھوں میں دیکھا۔

"نہیں۔۔مجھے۔۔پہلے۔۔پرپوز۔۔کرے " مقدس نے منمناتے کہا ثوبان اس کی شکل دیکھ کر رہ گیا وہ اس سے فارسی کہ رہا تھا کیا یہ لڑکیاں ہمیشہ آئی لو یو ہی کیوں سننا چاہتی ہیں انھیں ہماری کیئر ہمارے پیار اور ہماری عزت دینے سے محبت کا اظہار سمجھ نہیں آتا کیا؟ ثوبان نے بے ساختہ سوچا۔

"یار شادی ہوگئی ہے تم سے اب کیا پرپوز کرو تمہیں " ثوبان سرد سانس کھینچ کر مقدس کے چہرے پر طلسم بکھیرتا گویا ہوا جہاں مقدس ثوبان کی سانسوں کے طلسم میں کھوئی تھی وہی ثوبان کی بات سنتے ساری شرم و حیا سائیڈ پر کرتی ثوبان کو گھورتی اس سے دور ہوئی مگر ہاتھ نہیں جھٹکے تھے یہ غلطی بھی وہ نہیں کر سکتی تھی ورنہ اس کا شوہر جو اتنے ٹھنڈے مزاج سے مقدس کا خیال رکھ رہا تھا نخرے اٹھا رہا تھا میٹر شارٹ ہونے میں دو سیکنڈ نا لگاتا اور مقدس کو ثوبان غصے میں تو بلکل اچھا نہیں لگتا تھا۔

"کیا مطلب ہے آپ کا ؟" مقدس ثوبان سے دور ہوتی سرخ آنکھوں سے بولی ثوبان جو بدمزہ ہوتا دل میں کچھ اور سوچتا منہ سے اول فول بول گیا تھا اب

اپنے الفاظ اور مقدس کا بھیگی بلی سے شیرنی روپ دیکھتا دانتوں میں زبان دے گیا۔

"میری جاناں میری بات سنو " ثوبان مقدس کے قریب ہوتا اسے پچکارنے لگا جبکہ مقدس ثوبان کی پہنچ سے مزید دور ہوئی۔

" آپ اب مجھ سے دور رہے اور پہلے اظہارِ محبت کرے گے تب ہی مجھے اپنی شکل دیکھائیں گا ورنہ بھاڑ میں جائے " مقدس غصے سے چیخی ثوبان نے بے ساختہ اپنے کانوں پر ہاتھ رکھے۔

"اچھا کر لونگا ابھی تو میرے پاس آو یار۔۔کان کے پردے پھاڑ دینے ہے کسی دن تم نے تو " ثوبان کانوں سے ہاتھ ہٹاتا مقدس کے قریب اپنی ہتھیلی پھیلائے بولا۔

"آپ کو میری آواز اتنی بری لگتی ہے ؟ آپ کے کانوں کے پردے پھٹ جائے گے " مقدس ہیزل گرین آنکھوں میں نمی لیے بولی وہ جزباتی تھی ہر

چھوٹی سے چھوٹی بات پر جزباتی ہو جایا کرتی تھی جبکہ مقدس کو دیکھ ثوبان کا دل کیا اپنا ماتھا پیٹ لے۔

"مقدس میری جان میرا وہ مطلب ۔۔" ثوبان مقدس کے قریب آتا بولا مقدس پھر ثوبان سے دور ہوئی۔

"کہا نا میرے پاس نہیں آئے جب تک مجھے پرپوز نہیں کر لیتے ، میری آواز بری لگتی ہے اور آپ۔۔ آپ بھاڑ میں جائے " مقدس غصے سے پھر چیخی۔

"شادی کے بعد کون پرپوز کرتا ہے پاگل " ثوبان کو بھی غصہ آیا وہ کب سے مقدس کو پیار سے ڈیل کر رہا تھا اور مقدس سو سو کرتی اس کا صبر آزما رہی تھی۔

"کرتے ہیں جنہیں محبت ہوتی ہے بیوی سے بیوی والی " مقدس سو سو کرتی پھر بولی۔

"ہاں اور میں تو تم سے دجال والی محبت کرتا ہوں نا " ثوبان جل کر بولا۔

"بکواس نا کرے آپ " مقدس کمر پر دونوں ہاتھ ٹکاتی سرخ ناک سے غرائی۔

"تمیز سے بات کرو شوہر ہو تمہارا " ثوبان مقدس کے غرانے پر آنکھیں ماتھے پر رکھتا گویا ہوا۔

"نہیں بدکردار میاں جی ہیں آپ " مقدس نے دوبدوک کہا۔

"روکو تم تمہیں بتاتا ہو میں " ثوبان مقدس کی سمت لپکا جبکہ ثوبان کو اپنے قریب آتا دیکھ مقدس نے سپیڈ پکڑی اب کچھ یوں تھا پورے ہال نما کمرے میں مقدس ثوبان کے ہاتھ لگنے سے پہلے بھاگ رہی تھی اور ثوبان جان بوجھ کر مقدس کو تھکا رہا تھا ورنہ یہ چڑیا جتنی لڑکی دیو کی قید میں آنے میں کتنا وقت لگا سکتی تھی بھلا ثوبان مقدس کو شاید خود سے خفا کرنا چاہتا تھا تاکہ اچھے سے منا سکے۔

"شرم نہیں آتی چھوٹی سی بیوی کو اتنا دوڑاتے ہوئے " مقدس بیڈ پر چڑھتی پھولی سانسوں کے درمیاں بولی۔

"تمہیں شرم نہیں آتی میاں کو بدکردار بولتے ہوئے " ثوبان دانت پیستا بولا۔

"ہاں تو آپ ہیں " مقدس نے ثوبان کو گھورا۔

"رکو تمہاری آج یہ قینچی جیسی زبان کا علاج کرتا ہو کچھ زیادہ ہی بولنے لگ گئی ہو " ثوبان مقدس کی فرانٹے بھرتی زبان پر عش عش کرتا بولا۔

"ہاں تو میری زبان میری مرضی " مقدس نے باقاعدہ ثوبان کو زبان دیکھاتے کہا ثوبان نے اپنی بیوی کی بچوں والی حرکت پر بامشکل اپنی ہنسی چھپاتے مصنوعی غصہ چہرے پر سجایا۔

"ہاں تو میرے ہاتھ میری مرضی " ثوبان نے بھی دوبدوک ہاتھ جھلاتے کہا اور یک دم بیڈ پر چڑھا مقدس بیڈ سے اترتی دروازے کی سمت بھاگی ثوبان مقدس کے پیچھے لپکا مقدس اتنے میں دروازہ کھول کے باہر نکلی۔

"بھابھی کیا ہو گیا ہے یار کیوں میری ہڈیاں توڑنا چاہ رہی ہیں میں نے تو کچھ بھی نہیں کیا میں تو آپ کی سب سے اچھی نند ہو روایتی ڈراموں کی نندوں

کی طرح ظلم بھی نہیں کرتی آپ پر" مقدس جو باہر نکلتی قندیل سے ٹکرائی تھی قندیل کی باتیں سننے لگی جو نان سٹاپ ڈیپ ریکارڈر کی طرح شروع ہوچکی تھی قندیل باقاعدہ اپنا کندھا مسل رہی تھی۔

"تمہارا بھائی میرے پیچھے پڑا ہے" مقدس اس بلیو سٹار آنکھوں والی گڑیا کے لبوں پر اپنا ہاتھ رکھتی پھولی سانسوں کے درمیان بولی۔

"ہے ؟؟ کون سا بھائی میرے سارے بھائی میرڈ ہیں بھابھی فراج بھائی کے علاوہ اور وہ تو فلائیٹ میں ہونگے اس وقت اور ایک منٹ آپ کے پیچھے تو ثوبان بھائی کے علاوہ کوئی پڑ ہی نہیں سکتا وہ ہڈیاں توڑ دے گے جیسے فراج بھائی کی اس دن توڑی تھیں "قندیل مقدس کی بات سنتی مقدس کا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں سے ہٹاتی نان سٹاپ پھر شروع ہوئی۔

"ہاں وہی تمہارے بدکردار بھائی" مقدس بولی جبکہ اپنے بھائی کے نام کے ساتھ بدکردار سنتے قندیل کا منہ بنا۔

"بھابھی میرے بھائی ایسے نہیں" قندیل نے احتجاج کیا۔

"ہو نا تم بھی اپنے بھائی کی سگی " مقدس قندیل کو ٹھوکا دیتی غصے سے بولی قندیل نے پھر اپنا کندھا مسلا۔

"ظالم بھابھی " قندیل نے منہ بناتے کہا۔

"اب ایسا نہیں ہے خیر آپ میرے بھائی کو بدکردار کیوں کہتی ہیں " قندیل نے ہنوز منہ بنائے پوچھا مقدس نے شمائلہ سے منگی والی بات کا ذکر کیا قندیل نے مقدس کو غور سے دیکھا اسے محسوس ہوا تھا جب تک شمائلہ حویلی میں رہی شمائلہ کے پیار سے بات کرنے پر بھی مقدس کا رویہ اس کے ساتھ سرد تھا اور اب بھی شمائلہ کا نام لیتے مقدس کے لہجے میں جیلسی کا عنصر موجود تھا قندیل خاموش ہوگئی۔

"میرا بیٹا تم اس وقت یہاں کیا کر رہی ہو " ثوبان قندیل کو اپنے روم کے باہر مقدس کے ساتھ دیکھتا استفسار کرنے لگا۔

"بھائی میں تو کچھ کھانے کے لیے جا رہی تھی کل میرا ضروری ٹیسٹ ہے اس کی تیاری کر رہی تھی اب بھوک لگی تو کچھ کھا کر سونے کے لیے جانے والی تھی کہ بھابھی ٹکرا گئی مجھ سے " قندیل نے آنکھیں ٹپٹپاتے کہا۔

"تمہاری بھابھی کو تو ٹکرانے کی عادت ہے " ثوبان مقدس کو دیکھتا شرارت سے بولا تو مقدس نے خونخوار نظروں سے ثوبان کو گھورا جبکہ قندیل نے اپنی ہنسی چھپائی۔

"بھاڑ میں جائے آپ " مقدس نے پیر پٹختے کمرے کا رخ کیا چہرے پر بے حد خفگی تھی۔

" سوری میں اس وقت تمہارے گھر نہیں جا سکتا " ثوبان نے قندیل کو حصار میں لیتے ہانک لگائی۔

"میں نے کب کہا میرے گھر چلے " مقدس پنجوں کے بل پلٹی ناسمجھی سے بولی

۔

"تم نے ہی تو کہا بھاڑ میں جائے " ثوبان نے آنکھ ونگ کرتے کہا جبکہ قندیل کھکھلا دی تو مقدس نے دونوں بہن بھائیوں کو غصے سے دیکھا جو اس کے میکے (کفیر حویلی) کو بھاڑ کہ رہے تھے مقدس جانے لگی۔

"آجاؤ میری جان اتنا بھاگی ہو اتنا تو اولمپکس میں بھاگتی تو تمہیں گولڈ میڈل مل جاتا اب میں تمہیں گولڈ میڈل نہیں دے سکتا تو کیا ہوا تمہیں اپنے ہاتھوں کا لزانیا تو بنا کر دے ہی سکتا ہوں " ثوبان مقدس کے قریب پہنچتا مقدس کو اپنی باہوں میں لے گیا جبکہ قندیل پھر کھکھلا دی تو مقدس قندیل کے سامنے ثوبان کی بے باکی پر سرخ ہوئی۔

"ثوبان۔۔کیا کر رہے ہیں قندیل دیکھ رہی ہے " مقدس نے شرم سے نظریں جھکائے ثوبان سے کہا۔

"بھابھی میں نے ماشاء اللہ بول دیا فکر نا کرے میری نظر نہیں لگے گی آپ کو " قندیل آگے ہوتی مقدس کے گال کو کھینچتی بولی ثوبان اپنی چھوٹی بہن کی چلاکی پر قہقہہ لگا اٹھا جبکہ مقدس ثوبان کے سینے میں منہ چھپا گئی۔

"بھائی آج بھابھی کو بھی اپنے ہاتھوں سے کچھ بنا کر کھلائے اور اپنا دیوانہ بنا دے بہت شکایتیں ہیں آپ کی بیوی کو آپ سے " قندیل ثوبان سے شرارتاً بولی۔

"تمہاری بھابھی پہلے ہی دیوانی ہے تمہارے بھائی کی یوں ہی تو گن پوائنٹ پر رخصتی نہیں کروائی اور رہی شکایتیں وہ تو ساری دور کرو گا " ثوبان مسکراتا بولا ثوبان کی بات سنتے مقدس نے نامحسوس انداز میں ثوبان کے سینے پر دانت گاڑھے جو ثوبان کو کسی ظلم سے کم محسوس نا ہوئے قندیل سیدھی ہوتی نیچے کچن کی سمت بڑھنے لگی تو ثوبان نے بھی جھکتے مقدس کو اوپر کرتے شدت سے مقدس کی بیوٹی بون پر دانت گاڑھے مقدس سسکی۔

"لگتا ہے میری بیوی کو بہت بھوک لگی ہے چلو آج اپنی بیگم کو کھانا کھلاتا ہو میں تمہاری بھوک مٹاتا ہو تم میری مٹانا " ثوبان مقدس کے کان میں سرگوشی کرتا مقدس کو لیے نیچے سیڑھیاں اترنے لگا جبکہ مقدس ثوبان کی اس طرح محبت ، فکر ، نخرے اٹھانے پر دل ہی دل میں اپنے رشتے کی نظر اتار گئی پانچ

سال ترسی تھی وہ اس شخص کی توجہ کے لیے جس میں اب ثوبان اسے کبھی کمی نہیں ہونے دیتا تھا۔

"افق ؟" مصطفی جو سٹڈی روم میں اپنے بیڈ پر آرام فرما رہا تھا اپنے سینے پر افق کی سسکیاں اور نمی محسوس کرتے افق کو پکار اٹھا آواز میں نیند کی خماری تھی مصطفی نے افق کے گرد بازو پھیلاتے دوسرے ہاتھ سے ریموٹ تھامے روم کی لائیٹس آن کی وہ اس کے سینے پر سر رکھے ہچکیوں سمیت رو رہی تھی مصطفی کی پیشانی پر شکنیں پڑی مصطفی نے اٹھ کر بیٹھنا چاہا مگر افق اپنا نازک وجود مصطفی کے چوڑے سینے پر ڈالتی مصطفی کے لیے اس عمل کو بھی ناممکن بنا گئی مصطفی نے افق کی کمر کو سہلایا وہ افق کو اپنے سینے پر گرائے بھی اٹھ سکتا تھا دیوہیکل جیسی باڈی جو تھی مصطفی شاہ میر کی مگر اپنی بیوی سے پرہیز برت رہا تھا وہ نہیں چاہتا تھا اس کی بیوی کے دلکش سراپے میں وہ کھو جائے اور اپنی مشکلات مزید بڑھائے۔

"کیا ہوا ہے تمہیں کیوں ایسے رو رہی ہو " مصطفی نے نرمی سے افق کے بالوں کو سہلاتے پوچھا افق نے کوئی جواب نا دیا وہ مسلسل رو رہی تھی مصطفی کو اب فکر ہوئی۔

"افق میری طرف دیکھو ؟ " مصطفی زبردستی افق کی تھوڑی پر ہاتھ جمائے اس کا چہرہ اپنے قریب کرتا بولا۔

رونے کے باعث سرخ ڈارک براؤن آنکھیں سرخ ناک روئی جیسے گالوں پر بہتا سیال مصطفی کا دل دھک سے رہ گیا۔

"کیا ہوا ہے تمہیں ایسے کیوں رو رہی ہو؟ کیا حال کر لیا ہے اپنا ؟ کون مر گیا ہے ؟" مصطفی غصے سے دھاڑا افق نے سہمتے ہوئے مصطفی کی دھاڑ پر اس کی بلیک شرٹ کو جکڑا وہ کبھی غصے کا تیز نا تھا مگر جب سے افق سے اس کی شادی ہوئی تھی وہ بے وجہ بھی غصہ کر رہا تھا مگر کسی عورت کے سامنے شاید وہ پہلی دفعہ دھاڑا تھا۔

"وہ۔۔وہ " افق نے بولنے کی کوشش کی مگر نہیں بول پا رہی تھی پھر مصطفی کے سینے میں منہ چھپائے رو دی اور باقاعدہ اس دفعہ آواز سے روئی مصطفی کی دماغ کی شریانیں پھٹنے کے در پہ ہوئی وہ افق کا رونا برداشت نہیں کر پا رہا تھا مصطفی نے ہار مانتے افق کو اپنے سینے پر ہی ڈالے اٹھ کر بیٹھا اور ایسا کرنے سے افق مصطفی کی گود میں آگئی اب مصطفی بیڈ پر بیٹھا افق کی کمر پر دونوں ہاتھ ٹکائے ہوئے تھا چہرہ بے حد سرخ تھا مغرور نقوش تن چکے تھے۔

"افق اگر تم نے ایک منٹ میں مجھے اپنے رونے کی وجہ نا بتائی تو میں تمہارے ساتھ بہت برا پیش آؤ گا " مصطفی نے ضبط کرتے پھر دھاڑتے کہا افق نے سہمتے ہوئے مصطفی کی گردن سے چہرہ اٹھاتے اسے دیکھا ہلکی بڑھی شیو میں وجیہہ چہرے پر غصّہ اس شخص کو مزید خوبصورت بنا رہا تھا اسی لیے شاید اس شخص نے کبھی کسی عورت پر غصہ نہیں کیا تھا اور اچھا ہی تھا کرتا تو عورت اس کے غصے پر بھی فدا ہو جاتی خود کو افق کی آنکھوں کی حصار میں محسوس کرتے مصطفی نے افق کی آنکھوں میں دیکھا جو آنسوؤں سے لبریز تھیں مصطفیٰ

نے جھکتے افق کی آنکھوں پر باری باری بوسہ دیا آنکھوں میں جمع شدہ آنسو افق کے گال پر پھسلے مصطفی نے انھیں اپنی انگلی کے پوروں سے چنتے افق کی پیشانی پر لب رکھے۔

"کیا ہوا ہے ؟ کسی نے کچھ کہا ہے تمہیں ؟" مصطفی اب نرمی سے استفسار کرنے لگا جبکہ افق نے گردن نفی میں ہلاتے سسکی بھری مصطفی تڑپ اٹھا۔

"وہ۔۔مجھے۔۔ڈر۔۔لگ۔۔رہا۔۔تھا۔۔کمرے۔۔میں " افق بامشکل بولی مصطفی کی پیشانی پر شکنیں پڑی۔

"کیوں ؟ آج سے پہلے بھی سو رہی تھیں اکیلے اب اچانک کیا ہوا؟ " مصطفیٰ نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"آپ۔۔مجھے۔۔ڈانٹ۔۔رہے۔۔ہیں۔۔مجھے۔۔ڈر۔۔لگ۔۔رہا۔۔ہے " افق نے معصومیت سے ہونٹ بلکا کر کہا مصطفی نے سرد سانس کھینچ کر فضا کے سپرد کی۔

مصطفی کچھ نا بولا اور افق کو بیڈ پر بیٹھاتا خود اٹھا اور دوبارہ افق کو اپنی باہوں میں اٹھائے کمرے کا رخ کیا افق چپ چاپ سو سو کرتی مصطفی کی کاروائی ملاحظہ فرماتی رہی مصطفی نے سٹڈی روم سے روم میں آتے افق کو بیڈ پر بٹھایا اور خود اس کے سامنے آکر بیٹھا۔

"بھوک لگی ہے ؟" مصطفی نے نرمی سے پوچھا سیاہ آنکھیں افق کے رونے کے باعث خوبصورت چہرے کا طواف کر رہی تھیں افق کو مصطفی کے سوال پر حیرت ہوئی مگر پھر اپنے پیٹ چوہوں کا مجرا محسوس کرتی سر اثبات میں ہلا گئی مصطفی اٹھا اور دروازہ کھولے باہر جانے لگا۔

"مجھے ڈر لگے گا " افق روہانسی ہوتی بولی مصطفی پلٹا۔

"ہمم۔۔چلو پھر میرے ساتھ کچن میں" مصطفی نے کہا مصطفی گہری نیند میں تھا اور اب سیاہ آنکھیں نیند کی زیادتی سے سرخ ہو رہی تھیں مگر وہ جانتا تھا افق ڈرنے کے بعد کچھ کھائے بنا کبھی نہیں سوتی اسی لیے تو اس سے کھانے کا پوچھا تھا افق مصطفی کی بات سنتی سر اثبات میں ہلائے بیڈ سے اتری مگر کھلے

وائٹ پلازو میں پیر الجھا وہ منہ کے بل زمین پر گرتی کے مصطفی نے ایک ہی جست میں اس تک پہنچ کر افق کو گرنے سے بچایا۔

"یہ اتنے کھلے کھلے کپڑے پہنتی کیوں جن میں تم جیسی دو آجائے " مصطفی غصے سے بولا افق نے وائٹ پلازو پر پیرٹ گرین گول کرتی پہنی تھی افق نے روہانسی ہوتے منہ بسورا مصطفی نے جبڑے بھینچے پھر افق کو اپنی باہوں میں اٹھایا اب اگر چلنے کا کہا تو میڈیم پتا نہیں منہ ہی نا تڑوا لیں اپنا اور پھر اپنے بھائیوں سے کہے گی میں نے توڑا ہے اور وہ تین سانڈ مصطفی کے اوپر چڑھ دوڑے گے مصطفی کو خطرہ تھا افق مصطفی کی باہوں میں چپ تھی یہ افق تھی ہی نہیں جو بات بات پر زبان چلاتی تھی افق کے مطابق جب آپ کو ڈر لگے تو دشمن کو بھی دوست بنا لینا چاہیے تو پھر یہ تو پھر مصطفی شاہ میر تھا جو افق کے دل کا مالک اور اب شوہر کے عہدے پر فائز تھا۔

"واہ واہ کیا بات ہے ! بھائی بھابھی کے ساتھ آپی جیجو بھی " قندیل ثوبان کے پیچھے مصطفی کو بھی افق کو گود میں اٹھائے دیکھ بولی ثوبان نے پلٹ کر مصطفی کو

دیکھا اور ان تینوں کو ڈائننگ ایریا میں دیکھ مصطفی بھی ٹھٹکا جبکہ مقدس اور افق کو شرم نے آ گھیرا۔

"ثوبان " مقدس روہانسی ہوئی وہ اس وقت نائٹی میں ملبوس تھی نائٹی نازیبا نا تھی مگر سلک کی نائیٹی میں سراپا تو عیاں ہو رہا تھا ثوبان مقدس کی بات بنا بولے سمجھ چکا تھا۔

"قندیل بیٹا ادھر آؤ " ثوبان نے قندیل کو اپنی سمت آنے کا اشارہ کیا پھر اس کے کان میں سرگوشی کرتے اپنے روم میں بھیجا قندیل مصطفی اور افق کو شرارتی نظروں سے دیکھنا نا بھولی تھی مصطفی بھی اس کو بھائیوں جیسی محبت دیتا تھا مصطفی نے قندیل کی حرکت پر اسے گھورا تو افق نے تو کسی کو دیکھا ہی نہیں وہ مصطفی کے سینے میں منہ چھپائے تھی پہلے رونے کی وجہ سے اور اب شرم کی زیادتی سے چہرہ سرخ ہوا ثوبان نے مقدس کو ڈائینگ ٹیبل کے سامنے صوفے پر بیٹھایا جبکہ مصطفی نے افق کو ڈائینگ ٹیبل کی کرسی پر۔

"تم اس وقت یہاں کیا کر رہے ہو" ثوبان نے مصطفی سے پوچھا جبکہ مصطفی نے جواباً ثوبان کو ایبرو ریز کرتے دیکھا مقدس کی طرف اس نے ایک نظر نا دیکھا تھا۔

"جو تم کر رہے ہو " مصطفی نے نیند سے بے زار ہوتے لہجے میں کہا۔

"شرم کر وہ میری بہن ہے " ثوبان کو خوامخواہ غصہ آیا۔

"میں شرمندہ ہو کہ تم میری بیوی کے بھائی ہو " مصطفی نے کہتے کندھے اچکائے اور کچن کی سمت بڑھ گیا جبکہ ثوبان اس کی پیٹھ گھورتا رہ گیا تو افق مصطفی کی بات سنتی کنفیوز ہوئی اتنے میں قندیل ہاتھ میں ثوبان کی شال لیے وہاں پہنچی اور مقدس کو وہ شال دے گئی جبکہ افق اب بھی سرخ چہرے سے نظریں جھکائے بیٹھی تھی ثوبان نے آگے بڑھتے افق کے سر پر ہاتھ رکھا اور کچن کی سمت بڑھ گیا۔

"آپی آپ اتنی سرخ کیوں ہو رہی ہیں ؟ " قندیل نے شرارت سے کہا وہ سمجھ گئی تھی افق شرما رہی ہے تبھی تو سر جھکائے بیٹھی ہے تو جہاں افق نے سر

اٹھائے اپنی چھوٹی بہن کی نظروں میں مچلتی شرارت کو دیکھ اسے گھورا مقدس بھی ان دونوں کو دیکھتی کھکھلا دی جبکہ کچن سے اب کچھ آوازیں آنا شروع ہوئیں ثوبان اور مصطفی اپنی بیویوں کے لیے کھانا بنا رہے تھے پلس اپنی بہن قندیل صاحبہ کے لیے بھی۔

"یہ ٹماٹر دینا " مصطفی مصروف سا بولا جبکہ ثوبان جو خود چکن کے پیسز کو آون میں ڈالے مصروف تھا مصطفی کو دیکھنے لگا۔

"تمہیں نظر نہیں آرہا میں بھی کام کر رہا ہوں " ثوبان نے کہا۔

"تو ایک چیز پاس کرنے میں کیا جا رہا ہے تمہارا ؟" مصطفی اب چکن اون سے باہر نکال رہا تھا۔

"خود لے لو " ثوبان نے بھی کندھے اچکاتے کہا۔

"تم میرے سالے نا ہوتے نا اس وقت تمہیں بھون دیتا " مصطفی غرایا۔

"ہاں اور میں جیسے خوشی خود پر مرچ مصالحہ چھڑکنے دیتا تمہیں " ثوبان دوبدوک بولا۔

"پتا نہیں کیا کھا کر پیدا کیا ہے پھوپھو حضور نے تم بہن بھائیوں کو کسی کو سونے بھی نہیں دیتے " مصطفی سخت جھنجھایا ہوا تھا جبکہ ثوبان قہقہہ لگاتا مصطفی کی حالت سے محفوظ ہوتا اپنے کام میں مصروف ہوا اسے مصطفی کی جلا جلا انداز اچھا لگا تھا وہ یقیناً اس کی بہن کے لیے بہترین ہمسفر ثابت ہونے والا تھا۔

"کیا مسئلہ ہے تمہیں تمیز سے نہیں بیٹھ سکتے " جنہ جو آنکھیں موندے ہوئے تھی فراج کے بار بار نیند میں بے سکون ہونے پر کروٹ بدلتے دیکھ پھٹ پڑی وہ کب سے فراج کو برداشت کر رہی تھی جو ایرک کو یہاں سے اٹھائے خود زبردستی اس سیٹ کا مالک بن گیا تھا جنہ نے فلائیٹ عملے سے شکایت کی مگر حاصل کچھ نا ہوا ایرک معصومیت سے بولا میں اپنی مرضی سے یہاں بیٹھا ہو

کیونکہ اس بیچارے کے اندر تو فراج کا خوف تھا تو فراج نے بھی دل ہی دل میں خود کو داد دی اور جنہ سے بدلہ لیتے سب سے کہا جنہ اس کی بیوی ہے اور ناراضگی میں یہ سب کر رہی ہے عملہ جنہ کو دیکھ نفی میں سر ہلاتا وہاں سے غائب ہو گیا ان لوگوں نے اپنی زندگی میں ایسے میاں بیوی نہیں دیکھے تھے جو کبھی رومینس کرتے تھے تو کبھی بچوں والی حرکتیں اور جنہ بیچاری انھیں دیکھ ارے ارے ہی کرتی رہ گئی جس پر فراج نے جنہ کی حالت سے محفوظ ہوتے قہقہہ لگایا تو جنہ منہ بناتی اپنی سیٹ پر بیٹھ گئی۔

"بیوی کے پہلو میں تمیز سے بیٹھنا فرض ہے کیا " فراج بے سکون سا نیند نا آنے کی کوشش کو ترک کرتا سیدھا ہو کر بیٹھا اور جنہ کو گھور کر دیکھتا بولا بکھرے بال سیٹ کرنے لگا۔

"یہ تمہیں ہو کیا گیا ہے جو آج بیوی کی رٹ لگا رکھی ہے تم نے " جنہ کو حیرت ہوئی تب سے یہ سوال اس کے ذہن کو جھنجھوڑ رہا تھا بالآخر پوچھ ہی گئی اور باقاعدہ فراج کو مشکوک نگاہوں سے دیکھتی رہی۔

"تمہیں کیا لگتا ہے " فراج جنہ کی آنکھوں میں دیکھتا استفسار کرنے لگا۔

"ہڈی توڑنے والے کا دل تو بے ایمان نہیں ہوگیا " جنہ کسی مدعے پر آتی بولی جبکہ جنہ کی بات پر فراج نے آنکھیں گھمائیں۔

"ہڈی توڑنے والے کا دل گردہ سب بے ایمان ہو سکتا ہے مگر لڑکی پر فیشن پٹی چڑیل پر نہیں " فراج نے مصنوعی جمائی لیتے کہا۔

"اور زیادہ خوش فہم نا ہو عزت ہو میری اس لیے پہلو میں بیٹھا ہو ورنہ دل لگانے کو سارا جہاں باقی ہے " فراج نے ادھر ادھر نظریں گھمائے ایک انگریز لڑکی کو خود کو فلائیٹ میں انٹر ہونے سے اب تک حسرت سے تکتا پا کر مسکراہٹ پاس کی انگریز لڑکی پر جوش سی مسکرائی اور ہاتھ سے ہائے کا اشارہ کرنے لگی فراج نے بھی جنہ کو تپانے کی غرض سے ہاتھ ہلاتے اس لڑکی کو جواب دیا۔

"اس چڑیل کے علاوہ نظر بھی رکھو تم کسی پر زرا دیکھتی ہو اس جہاں میں کیسے نظر آتے ہو۔۔ہنہ " جنہ نے فراج کی حرکت دیکھتے کلس کر کہا اور رخ موڑ

گئی جبکہ فراج بھی اپنے مقصد میں کامیاب ہوتا جنہ کو آگ لگا چکا تھا تو اس لڑکی سے نظریں ہٹاتا موبائل پر مرکوز کرگیا وہ لڑکی اداس ہوئی قندیل وٹس اپ پر آن لائن شو ہوئی تو فراج قندیل سے بات کرنا شروع ہوچکا تھا جبکہ جنہ بیچاری اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھتی بھوک کو نظر انداز کرنے کی کوشش میں تھی اس کا موڈ سخت خراب تھا اور فراج کو کسی اور لڑکی کو مسکراتے ہوئے دیکھتے مزید خراب ہوچکا تھا لیکن بھوک کی وجہ سے اس فائیٹر سے لڑنے کی ہمت نہیں تھی ورنہ فائیٹر کو اچھا مزہ چکھاتی غلطی بھی خود کی تھی جب ائیر ہوسٹس نے کھانے کا پوچھا تھا تو غصے کے مارے نہیں بول چکی تھی جبکہ فراج نے مزے سے اپنا میل انجوائے کیا تھا۔

"میری شہزادی کیا کر رہی ہے ؟" فراج نے قندیل کو ویڈیو کال کی تھی جنہ نے رخ فراج کی سمت کرتے اسے اتنی سپیڈ سے دیکھا کہ فراج کا قہقہہ چھوٹتے چھوٹتے بچا جنہ کو لگا وہ اس انگریز لڑکی سے کہ رہا ہے بیچاری بھوک سے اتنی پاگل تھی کہ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ہی کھو بیٹھی تھی مگر فراج کو

فون میں قندیل سے ویڈیو کال پر دیکھ خود کو کمپوز کر گئی ویڈیو کال پر جنہ نہیں نظر آرہی تھی۔

"مصطفی بھائی اور ثوبان بھائی لزانیا اور سینڈوچ بنا رہے ہیں۔۔تو بس میں ،افق آپی اور مقدس بھابھی انتظار کر رہے ہیں کب کھانا نصیب ہو " قندیل نے فراج کو بتایا فراج مسکرا دیا جبکہ افق فراج کا سنتی بھاگنے کے انداز میں قندیل تک صوفے کی سمت آئی مصطفی جو لزانیا اور گرل چکن ٹیبل پر رکھنے آیا تھا اپنی بیوی کو پھر منہ کے بل گرتے گرتے بچتا دیکھ جبڑے بھینچ گیا آج جتنے مصطفی نے جبڑے بھینچے تھے دانتوں کو ڈر تھا ان کا چورا نا بن جائے۔

"اللہ نے یہ دو موٹی موٹی آنکھیں دیکھنے کے لیے دی ہیں نا کہ ضائع کرنے کے لیے " مصطفی غرایا مقدس قندیل اور فراج نے بھی حیرت سے مصطفی کو دیکھا فراج بآسانی دیکھ سکتا تھا جبکہ جنہ کو مصطفی نظر نا آیا۔

"میں نے جان بوجھ کر نہیں کیا " افق روہانسی ہوئی۔

"تو یہ تھان نہیں لپیٹا کرو " مصطفی کوفت سے بولا جبکہ جنہ سوچ میں ہی پڑ گئی کہ داؤد'ز اپنی بیوی کے لیے کھانا بنارہے ہیں اسے ثوبان کی پرسنیلٹی یاد آئی اور مصطفی شاہ میر کی۔۔جنہ نے اب بھی حیرت میں تھی۔

"میری بہن کو کچھ نا کہے بھائی وہ معصوم ہے " فراج کی آواز سپیکر سے ابھری

۔

"ہاں جیسے بھائی معصوم ہے۔۔نا کے ساتھ " مصطفی کچن میں جاتا تپ کر گویا ہوا جبکہ فراج نے منہ بنایا تو جنہ نے منہ پر ہاتھ رکھے اپنی ہنسی ضبط کی فراج نے رخ جنہ کی سمت کرتے اسے گھورا ثوبان ٹرے میں سینڈوچز لیے کچن سے باہر آیا مصطفی اور ثوبان دونوں نے ہی ایپرن پہنے تھے۔

"جورو کے غلام بن گئے ہیں دونوں کبھی یہ خیال بھائی کا تو نہیں آیا کہ بھائی آسٹریلیا جا رہا ہے پھر کب ملاقات ہو اسے ہی کچھ اپنے ہاتھوں کا بنا کر کھلا دے " فراج نے شرم دلانی چاہی جبکہ ثوبان اور مصطفی نے اب پلیٹیں لگاتے فراج کی بات پر اپنے ہاتھ روکے ایپرن وہ اتار چکے تھے۔

"الحمدللہ۔۔جورو کو جو کھلانے میں مزاح ہے وہ بھائی کو کہا ؟ چل تو دکھی نا ہو واپس پاکستان آ تیرا بھی بندوبست کر لیتے ہیں" ثوبان نے قندیل کے ہاتھ سے موبائل لیتے کہا اب سب ڈائینگ ٹیبل پر بیٹھے تھے مصطفی افق کی پلیٹ میں سرو کر رہا تھا تو قندیل مقدس کی جبکہ مصطفی افق کو سرو کرنے بعد قندیل کی پلیٹ میں سرو کرنے لگا اور ثوبان کی سمت آیا۔

"شکل سے ہی بیچارہ ترس رہا ہے " مصطفی ثوبان کے گلے میں ہاتھ ڈالتا دلکشی سے گویا ہوا۔

"آپ بھی ترستے اگر آپ کو ہم اپنی بہن نا دیتے " فراج نے دوبدوک کہا۔

"میری چھوڑ اپنی فکر کر تجھے کون اپنی بہن دے گا " مصطفی نے بھی حساب برابر کیا جبکہ مقدس افق اور قندیل ان کی نوک جھوک سنتی کھانے میں مصروف تھی بے شک مصطفی اور ثوبان کے ہاتھوں میں اللہ نے ذائقہ رکھا تھا مقدس نے کھلے دل سے اعتراف کیا تو فراج کو مصطفی کی بات سنتے حداد کی

صبح والی بات یاد آئی اور گردن گھما کر جنہ کو دیکھا آنکھوں میں صاف آگ لگا دینے والی شرارت چمک رہی تھی تو جنہ فراج کو نا سمجھی سے دیکھنے لگی۔

"یہ تو گردن موڑ کر کس کو دیکھ رہا ہے " ثوبان کو شک ہوا فراج اور جنہ گڑبڑائے۔

"کسی کو بھی تو نہیں " فراج موبائل کی سمت دیکھتا بولا۔

"یہ بتائیں یاسر بھائی اور عشراق بھابھی کہا ہے انھیں اپنی پارٹی میں شامل نہیں کیا آپ لوگوں نے ؟ " فراج نے بات بدلی۔

"یاسر اپنی ملکہ کو چھت پر تتلیوں کا نظارہ کروا رہا ہے میں اماں حضور سے مل کر اپنے روم میں جا رہا تھا تو یاسر صاحب چھت پر شیلٹر لگوا رہے تھے اور اتنی جلدی میں کہ جیسے عشراق نے گن پوائنٹ پر کہا ہو۔۔بیچارہ سیاستدان برا پھنسا شادی کر کے " ثوبان نے کہتے کے ساتھ قہقہہ لگایا تو مصطفی اور فراج کا بھی قہقہہ چھوٹا جبکہ جنہ آج داؤد'ز کے کسی اور ہی روپ کو دیکھ رہی تھی حیرت سے یاسر شازم داؤد ،مغرور شخص عشراق کے لیے اتنا سب کر رہا تھا اور شکر

یہ بات یاسر کو نا پتا چلی کے اس کے پیٹھ پیچھے سب اس کا مزاق بنا رہے ہیں خیر پتا بھی چل جاتا تو کیا کر لیتا ثوبان اور مصطفی کے سامنے سر جھکانے کے آخر بڑے بھائی تھے مگر فراج سے تو بدلہ لینا تھا اس نے۔

"ہاں جب ایک کفیر'ز کی شہزادی گن پوائنٹ پر رخصتی کروا سکتی ہے تو دوسری تو سیاستدان سے کچھ بھی کروا سکتی ہے " فراج نے ثوبان کی دکھتی رت پر چوٹ کی۔

"دعا کرو تمہیں کوئی نا ٹکر جائے ورنہ وہ فائیٹر کی ہڈی توڑوا سکتی ہے " مصطفی نے لقمہ دیا ثوبان جو فراج کو گھور رہا تھا مصطفی کی بات پر دونوں قہقہہ لگا کر ہاتھ پر ہاتھ مارتے ہنس دئے جبکہ فراج نے جنہ کی سمت بے ساختہ دیکھا جو ایبرو ریز کرتی اسے وارنگ دیتی نگاہوں سے گھورتی پراسرار مسکراہٹ لبوں پر سجائے ہوئے تھی فراج نے منہ بناتے کال کاٹی یہ لوگ اس کو اپنے بھائی نہیں دشمن لگ رہے تھے۔

فراج کی کال کے بعد سب نے خوشگوار ماحول میں کھانا کھایا مقدس برتن سمیٹنے لگی تو ثوبان نے منع کر دیا اور یہ کام بھی ثوبان اور مصطفی نے انجام دیا سب لوگ اپنے کمروں کی طرف روانا ہوئے مقدس اپنے پیروں پر گئی تو افق پر کوئی رسک نا لیتے ہوئے مصطفی نے سب کی موجودگی فراموش کرتے اسے اپنی باہوں میں بھرتے کمرے کا رخ کیا۔

****

مصطفی افق کو کمرے میں لاتا بیڈ پر نرمی سے بیٹھا گیا اب مصطفی افق کو دیکھ کم گھور زیادہ رہا تھا افق نا چاہتے ہوئے بھی مصطفی کے گھورنے پر سٹپٹا گئی۔

"ایسے کیا دیکھ رہے ہیں " افق سر جھکائے منمنائی لیکن جلد کمرے سے ایک چھناکے کی آواز آئی افق نے بے ساختہ کانوں پر ہاتھ رکھتے سر اٹھائے دیکھا

مصطفی نے ایل سی ڈی کی بڑی سی سکرین پر پنچ مارا تھا مصطفی کے ہاتھ سے خون رس رہا تھا کانچ کے ٹکرے اچھل کر زمین پر پڑے تھے افق چیختی منہ پر دونوں ہاتھ رکھ کر اپنی چیخ کا گلا گھونٹ گئی مصطفی کی نظر افق کے چیخنے پر اس پر پڑی مصطفی کی سیاہ آنکھوں میں خون اترا ہوا تھا چہرہ غصے کی زیادتی سے ایک دفعہ پھر سرخ ہوا تھا مصطفی کو دیکھتے افق کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی وہ جس قدر اچھی اور خوشگوار طبعیت کا مالک تھا آج افق مصطفی کا کوئی اور ہی روپ دیکھ رہی تھی مگر جیسے ہی نظر پھسلتی مصطفی کے ہاتھ پر گئی افق پیر زمین پر رکھے مصطفی کی سمت لڑکھڑاتے قدموں سے بڑھنے لگی نیچے کانچ کے ٹکڑے موجود تھے مصطفی نے ایک سرد نظر افق پر ڈالتے افق کے دو قدم لینے کے بعد ہی اس تک پہنچتے افق کی کمر میں ہاتھ ڈالے اسے اپنے قریب کیا افق نے سانس روکے مصطفی کی سرخی مائل سیاہ آنکھوں میں ڈوبڈباتی آنکھوں سے دیکھا۔

"مص۔۔ مصطفی۔۔ یہ " افق اتنا ہی بولی مصطفی نے جبڑے بھینچے آگے بیڈ کی سمت بڑھتے واپس افق کو بیڈ پر بیٹھایا اور خود پنجوں کے بل افق کے گھٹنوں کے قریب بیٹھا۔

"سٹاپ کرائنگ (رونا بند کرو) " مصطفی نے افق کے تر چہرے کو دیکھتے کہا آواز اب بھی سنجیدہ تھی افق کی آنکھیں مصطفی کے ہاتھ پر بہتی خون کی لکیروں پر تھی ایک بار پھر آنسو پھسل کر رخسار کی زینت بنے مصطفی نے افق کے آنسوؤں کو اپنی انگلی کے پوروں سے صاف کیا۔

"یہ۔۔ آپ۔۔نے " افق پھر ایک دفعہ رو دی۔

"دوبارہ اگر تمہارے یہ آنسو کسی بھی فیری ٹیل یا ڈرامٹک کرداروں کی وجہ سے نکلے تو باخدا میں تمہارا منہ لال کر دوں گا افق " اب کی دفعہ مصطفی بولا تو افق نے حیرت سے مصطفی کو دیکھا مگر آواز میں اس قدر سنجیدگی اور وارنگ تھی افق پلکیں بھی نا جھپکا سکیں اسے مصطفی سے یک دم خوف محسوس ہوا اس کا سنجیدہ چہرہ اس کے لفظوں کی یقین دھیانی کروا رہا تھا۔

"آپ۔۔کو۔۔ کیسے۔۔پتا " افق نے ہمت کرتے پوچھنا چاہا کیونکہ اس نے اس بات کا ذکر کسی سے بھی نہیں کیا تھا تو مصطفی کو کیسے پتا چلا ؟

"جب تم میرے سینے پر سر رکھے رو رہی تھی اور میں تمہیں لیے کمرے میں آیا تھا میں نے ایل سی ڈی کو دیکھ لیا تھا جسے تم نے کچھ دیر پہلے ہی بند کیا تھا اور جب میں سونے گیا تھا تم فیری ٹیل دیکھ رہی تھی میں سمجھ گیا کوئی سین ایسا ہو گا جس سے تم ڈر گئی ہو گی اسی لیے میرے پاس آکر رو رہی تھی تم

بچپن سے ہی ایسا کرتی ہو لیکن فرق اتنا ہے پہلے قندیل جویریہ یا پھپھو حضور تمہیں چپ کروا لیتی تھیں اور آج یہ عظیم کام میرے حصے آیا" مصطفی نے دانت کچکچائے ضبط سے کہا۔

"اس وقت اس لیے نہیں کہا میں نہیں چاہتا تھا تم مزید رو۔۔غصے سے میرے دماغ کی شریانیں پھٹنے کے در پہ تھی تمہارا رونا مجھے اس قدر غصہ دلاتا ہے۔۔ میں بچپن میں بھی تمہیں کبھی روتا ہوا دیکھتا تھا تو وہاں سے غائب ہو جاتا تھا لیکن تمہیں روتا ہوا۔۔"مصطفی نے بچپن کی یادوں میں کھوتے مزید خود کو کچھ کہنے سے روکا تھا لب بری طرح ایک دوسرے میں پیوست کیے تھے افق حیران ہوئی وہ چاہتی تھی مصطفی مزید بولے مگر افق کی نگاہیں پھر سیاہ مقناطیسی آنکھوں سے ہوتی مصطفی کے ہاتھ پر گئیں وہ جیسے سب بھول گئی مصطفی کیا کہنا چاہتا تھا۔

"خون۔۔" افق نے سسکی لیتے کہا لیکن مصطفٰی کی بات سنتے اب اپنے آنسو پیچھے دھکیلنے کی بھرپور کوشش کی جب یہ شخص اس کے رونے پر خود کو زخمی کر سکتا ہے تو پھر اب مزید رونے پر کیا کچھ کر جائے۔

مصطفٰی نے افق کے ہونٹوں کی کپکپاہٹ پر خود کے ہاتھ پر نظر دوڑائی جہاں سے خون رستا فرش بھگو رہا تھا کوئی کانچ ہتھیلی پر پیوست نہیں ہوا تھا مگر خون رس رہا تھا وہ خود سے تقریباً غافل ہوچکا تھا تب ہی تو یہ کارنامہ سر انجام دیا تھا

۔

"تم یہی بیٹھوں خبردار جو ایک قدم اٹھی تو میں زخم کی ڈریسنگ کر کے آتا ہوں" مصطفٰی افق کے گال کو نرمی سے تھپکتا اور وارن کرتا خود ڈریسنگ روم میں غائب ہوا مصطفٰی کے جانے کے بعد افق منہ پر ہاتھ رکھے رو دی یہ شخص عجیب تھا نا کبھی خود کو افق کے قریب آنے دیتا نا کبھی محبت کا احساس دلاتا

اور محبت ! محبت بھی چھوڑو بیوی سے انسیت کا احساس تک نا دلاتا مگر آج افق کے آنسوؤں کی وجہ سے وہ خود کو زخمی کر گیا افق کو شادی کی رات یاد آئی جب مصطفیٰ کی وجہ سے اس کی آنکھوں میں پہلی بار آنسو آئے تھے۔۔شادی کی پہلی رات وہ شخص بیوی کی آنکھوں میں آنسو دے گیا تھا مگر آج بیوی کے بہتے آنسوؤں کو دیکھتے خود کو زخمی کر گیا تھا۔

کچھ دیر گزری ڈریسنگ روم کا دروازہ کھلا افق نے ہتھیلی کی پشت سے آنسو فورا صاف کرتے مصطفیٰ کو دیکھا اس کے چہرے پر نمی تھی زخمی ہاتھ پر سفید پٹی بندھی تھی وہ خود ڈریسنگ کر چکا تھا جیسے کسی ڈاکٹر سے کروائی ہو بڑی مہارت سے مگر اس پٹی پر ننھی ننھی خون کی بوندیں جگہ جگہ تھیں مصطفیٰ نے افق کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"اب میں سونے جا رہا ہوں کوئی ضرورت نہیں ڈرنے کی سمجھی اور پہلے اٹھو اس تھان کو چینج کرو پھر سونا" مصطفی اس دفعہ نرمی سے گویا ہوا۔

"مجھے ڈر لگے گا" افق نے سر جھکائے کہا اس کی آواز میں نمی تھی مصطفی نے لب بھینچے۔

"ہمم جاؤ چینج کرو پہلے اور اب یہ مت کہنا کہ ڈریسنگ میں بھی ڈر لگے گا" مصطفی نے افق کی مخالف سمت بیڈ پر بیٹھتے نرمی سے کہا کم طنز زیادہ کیا افق کا منہ بنا لیکن پھر وہ اٹھتی احتیاط سے کانچ سے بچتی اپنے ٹراؤزر میں بنا ہٹکے ڈریسنگ میں گم ہوئی مصطفی نے سکھ کا سانس لیا کچھ دیر باہر نکلی تو سادہ پنک سوٹ میں ملبوس تھی جو اس کی جسامت پر فٹ تھا اب افق کا خوبصورت چہرے پر بھی پانی کی نمی تھی دھلنے سے روتا چہرہ مزید خوبصورت ہوا تھا مصطفی

کی نظریں اس حسینہ پر ہی تھیں جس سے نظریں ہٹانا شادی کے بعد سے مصطفی کو مشکل امر لگتا تھا۔

"آئی ایم سوری میں نے آپ کی نیند خراب کی میں ڈر گئی تھی مجھے نہیں پتا تھا کہ آپ میرے رونے کی وجہ سے غصہ ہونگے اور خود کو زخمی کر لینگے " افق نے نادام ہوتے کہا جبکہ مصطفی اپنی نظریں افق سے ہٹاتے تکیہ اور بلینک اٹ کبرڈ سے لیے اسی روم میں کاوئچ کی سمت بڑھا تکیہ سیٹ کرتے وہ کاوئچ پر لیٹا بامشکل اس کاوئچ پر مصطفی کی لمبی چوڑی جسامت ایڈجسٹ ہو رہی تھی۔

"فیری ٹیل کی نکلی شہزادی خوش فہمی مت پالو تمہارے آنسوؤں کی وجہ سے میری بے حد قیمتی شرٹ خراب ہوئی اور میری انمول نیند کا بیڑہ غرق ہوا اسی لیے میں نے یہ فساد کا ڈبہ چکنا چور کیا۔۔خوابوں کی دنیا سے باہر آؤ اور منہ لپیٹے سو جاؤ " مصطفی نے بلینک اٹ خود پر درست کرتے صوفے کی سطح کی

طرف کروٹ لیتے کہا افق جو بیڈ پر بیٹھی تھی منہ کھولے مصطفی کی پیٹھ کو دیکھنے لگی اس شخص کو اپنی نیند اور شرٹ کی فکر تھی تو کچھ دیر پہلے کیا باتیں کر رہا تھا کیا تب چرس پی رکھی تھی افق نے کلس کر سوچا۔

"شیطان کے باپ نا ہو تو " افق کو اب ہر ڈر فراموش کرتے غصہ آیا وہ بڑبڑائی جبکہ اس کی آواز مصطفی تک پہنچی جس کے لبوں پر مبہم سی مسکراہٹ در ائی اور افق منہ تک بلینک اٹ تان کر سوتی بنی اس کا دل جو نئے خواب بن رہا تھا مصطفی کی بات پر وہ منہ بناتی اپنا دل ڈپٹ گئی۔

صبح کا وقت تھا حداد آفس کے لیے تیار ہو رہا تھا اور عترت حداد کو ناشتے پر بلانے کے لیے آئی تھی وہ کافی عجلت میں تھی جویریہ نے صبح صبح اٹھتے حنان کو کمرے میں نا پاتے فریش ہوتی کچن کی سمت بڑھی تھی وہ فاطمہ بیگم کی باتیں سننے کی روادار نہیں تھی وہ رات کو حنان سے آفس جانے کے متعلق بات کرنا چاہتی تھی مگر حنان رات کو جویریہ کو دیکھے بنا ہی سٹڈی روم میں غائب ہوچکا تھا تو جویریہ اس کا انتظار کرتی پتا نہیں کب سو گئی اب وہ نیچے ناشتہ بنا رہی تھی عترت کے ساتھ مل کر جبکہ عترت حداد کو بلانے کمرے میں آئی تھی جو ڈریسنگ مرر کے سامنے کھڑا جھنجھلاہٹ سے تیار ہو رہا تھا مرر سے عترت کے عکس کو دیکھتے حداد نے خفا نظروں سے عترت کو گھورا۔

"کیا ہوا آپ خفا کیوں ہیں " عترت نا سمجھی سے حداد کے قریب آتی استفسار کرنے لگی۔

"تم سے مطلب جاؤ جاکر کام کرو اپنے کچن کے " حداد منہ پھیر کر بولا عترت روہانسی ہوئی صبح صبح کچن میں نا جاؤ تو ساس ناراض ہوتی تھی اور اگر جاؤ تو ساس کا بیٹا یہ کچن کچن نہیں عترت کے لیے ایسا شوہر تھا جسے وہ چھوڑنا چاہتی تھی مگر وہ عترت کو چھوڑنے کے لیے تیار کسی صورت نا تھا۔

"ناشتہ بھی تو بنانا تھا نا" عترت حداد کے دوسری طرف سے قریب ہوتی بولی۔

"تو بناؤ جا کر میں نے روکا ہے تمہیں ناشتہ ہی بناؤ شوہر اور شوہر کے ارمان جائے بھاڑ میں" حداد عترت کے سامنے سے ہٹتا اپنے شوز کبرڈ سے نکالتا کاوچ پر جا کر بیٹھا عترت حداد کے پیچھے پیچھے اس کے قریب آکر بیٹھی۔

"اماں جان ڈانٹتی مجھے " عترت نے بے چارگی سے کہا۔

"اماں جان کو بول دیتی آپ کے بیٹے کی باہوں میں تھی وہ نکلنے نہیں دے رہے تھے وہ خوش ہوتی لیکن نہیں تمہیں تو مجھ سے دور جانے کا ہر بہانا منظور ہے " حداد تپ کر بولا حداد کی بات سنتے عترت سرخ گلاب ہوئی تھی مگر وہ حداد کو کیسے بتاتی اس کی اماں کے سامنے بیٹے کے الفاظ بول دیتی تو وہ پہلی فرصت میں عترت کا قیمہ بنا دیتی عترت نے بے چارگی سے سوچا مگر حداد کے آخری جملے پر عترت کی آنکھوں میں آنسو چمکے عترت خاموشی سے دونوں ہاتھوں کو الجھائے سر جھکا گئی سلکی بال ڈھلک کر اعتراف میں بکھرے۔

حداد شوز پہنتا بنا عترت کو دیکھے وشروم کی سمت بڑھا ہینڈ واش کرتے باہر نکلا تو اس کی مگر مچھ بیوی آنسو بہا رہی تھی حداد نے نفی میں سر ہلایا اور عترت کے قریب بیٹھا اور اسے اپنی باہوں میں لیتے گود میں بیٹھا گیا عترت نے نم آنکھوں سے بہتے آنسوؤں کے چہرے سے سٹپٹاتے ہوئے اس اچانک آفت پر

منہ کھولے حداد کو دیکھا جو اپنے ڈارک براؤن آنکھوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"اب یہ رونا کیوں شروع کر دیا تم نے میری مگرمچھ بیوی " حداد نے عترت کے آنسوؤں پر لب رکھتے کہا۔

"میں آپ سے دور جانے کا سوچ بھی نہیں سکتی اور آپ نے اتنی آسانی سے کہ دیا" عترت نے سو سو کرتے خفگی سے کہا حداد کے ایکٹ پر وہ مزید سرخ ہوئی تھی۔

"تو دور بھی نا جایا کرو مجھے خود کے لیے اپنی پرسکون قربت کے لیے مت تڑپایا کرو اگر میں دور گیا نا پھر میری قربت کے لیے ترسو گی " حداد نے خمار

میں کہا یہ سوچے سمجھے بغیر اس کے الفاظ بہت جلد سچ ہونے والے تھے شاید ان کی قسمت انھیں پھر جدا کرنے والی تھی عترت حداد کی بات سنتے جہاں اس کی خمار آلودہ نگاہوں سے گھبراتی نظریں جھکا گئی تو آخری جملہ سنتی غصے سے اس کی گود سے اٹھنے لگی آنکھوں میں آنسو پھر چمکے وہ کل بھی ایسی بات کر گیا تھا اور آج بھی حداد عترت کی کمر پر ہاتھ ڈالتا اس کی کوشش ناکام کر گیا۔

"مجھے نہیں کرنی آپ سے کوئی بات " عترت جھٹپٹاتے روتے ہوئے بولی۔

"تمہارے تو اچھے بھی کرے گے ایک تو غلطی کرتی ہو اور کچھ بول دوں تو فورا مگرمچھ بن جاتی ہو " حداد مسکراہٹ دبائے غصے سے کہا۔

"تو آپ بھی بات بولے ڈانٹے مگر بکواس نا کرے سمجھے " عترت حداد کی طرف دیکھتی غصے سے ناک سکوڑتے بولی حداد عترت کے لفظوں اور غصے پر شل ہوا تو عترت حداد کا حصار توڑتی اس سے دور ہوئی حداد شل تھا اسی لیے وہ اس کی مضبوط گرفت سے خود کو آزاد کروا چکی تھی ورنہ یہ ہر گز اس کے لیے نا ممکن تھا۔

"کیا۔۔کیا کہا تم۔۔۔نے میں بکواس۔۔میں بکواس کر رہا ہوں۔۔۔روکو تم " حداد نے بے یقین نظروں سے عترت کو دیکھتے کہا لہجہ اور الفاظ خود بخود ڈگمگائے صدمہ گہرا تھا اسے عترت سے بکواس لفظ کی توقع جو نا تھی وہ تو معصوم تھی جبکہ عترت حداد کے صدمے کو دیکھتی حداد عترت کو پکڑنے کے لیے اس کی طرف آیا عترت ڈوپٹا مٹھی میں دبوچے سپیڈ پکڑتی پہلی فرصت سے کمرے سے باہر بھاگی۔

"ملکہ آٹھ جاؤ " یاسر اپنے سینے پر سوئی عشراق کو دیکھتا گویا ہوا جو فجر کے بعد سے سوئی ہوئی تھی وہ اپنی کروٹ سوئی تھی مگر یاسر نے عشراق کے نیند میں ڈوبتے ہی اسے اپنے سینے پر منتقل کیا تھا وہ کب سے عشراق کو جگانے کی کوشش کر رہا تھا اس کی منسٹر سے میٹنگ اور کانفرس تھی مگر وہ عشراق کو بستر پر منتقل نہیں کرسکتا تھا اس کا دل اجازت نہیں دے رہا تھا اس لیے وہ عشراق کے بالوں میں انگلیاں چلائے اسے مدھم آواز میں جگانے کی کوشش کر رہا تھا

۔

"ملکہ ؟ " یاسر نے جھکتے عشراق کی کان میں سرگوشی کی عشراق کسمسائی یاسر کے چہرے پر مسکراہٹ بکھری۔

"ملکہ " یاسر نے کہا عشراق سٹپٹاتے ہوئے نیند سے بوجھل ہوتی آنکھیں کھول گئی اور سنہری آنکھیں سیاہ آنکھوں سے ٹکرائیں۔

"آپ ۔۔ میں ۔۔ " عشراق خود کو یاسر کے سینے پر محسوس کرتی حیرانگی سے بولنے لگی۔

"تم سو رہی تھی مجھے نیند نہیں آئی اس لیے تمہیں خود کے قریب کر گیا۔۔ سوری " یاسر نے بنا شرمندہ ہوتے شرمندگی واضح کی عشراق اس کا منہ دیکھ کر رہ گئی وہ کیا تکیہ تھی جس پر یاسر کو نیند آنی تھی۔

"مجھے دیر ہو رہی ہے چلو فریش ہو جاؤ ناشتہ کروا دیتا ہوں تمہیں ملکہ" یاسر نے عشراق کو خاموش دیکھتے کہا اور عشراق کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنے ساتھ اونچا کرتے بیٹھایا اور پھر عشراق کو اپنی باہوں میں اٹھائے ڈریسنگ روم کا رخ کر گیا عشراق کو ڈریسنگ روم میں بیساکھی کے ساتھ چھوڑتا واپس آکر بیڈ پر بیٹھتا فون لیے سکرولنگ کرنے لگا شفا کی دس کالز دیکھ یاسر کے ماتھے پر بل پڑے یاسر نے پیشانی پر اپنے خم کو دو انگلی سے مسلتے موبائل کو بیڈ پر پھینکا۔

"کچھ کھا لو ورنہ بھوک سے مر جاؤ گی فیشن پٹی چڑیل " فراج کافی کا ایک سپ لیتا بولا کچھ دیر میں ان کی فلائیٹ آسٹریلیا کی حدود میں لینڈ ہونے والی تھی اور جنہ اب تک بھوکی تھی بھوک کے مارے وہ خاموش تھی اور فراج کی اس انگیز لڑکی سے زیادہ فری ہونے کی حرکت بھی برداشت کر رہی تھی۔

"تم سے مطلب اپنے کام سے کام رکھو اور میرا نام تمیز سے لو " جنہ فراج کو دیکھتی غصے سے بولی آواز مدھم تھی شاید بھوک کے باعث۔

"میڈیم تم پر یہی نام سوٹ کرتا ہے اب تمہیں سویٹ ہارٹ ، ڈارلنگ ، وائفی ، مائے لو تو بولنے سے رہا " فراج نے کندھے اچکاتے کہا نظریں اب بھی اس انگریز لڑکی پر تھی جو کل سے اسے نادیدوں کی طرح گھور رہی تھی اور فراج لطف اندوز ہو رہا تھا۔

"مجھے یہ الفاظ تم سے سننے کی کوئی خوش فہمی نہیں ہاں البتہ جسے دیکھ رہے ہو اس نادیدی کو ہی بول لو لیکن میرا نام تمیز سے لو اور اگر بھول گئے ہو تو یاد دلا دوں میرا نام جنہ اعظم کفیر ہے " جنہ نے ضبط سے کہا دل کر رہا تھا اس

فائٹر کی ثوبان بھائی کے بقول ہڈیاں توڑ دے اور مقدس کا نام روشن کرے جبکہ جنہ کے منہ سے جنہ اعظم کفیر سننا فراج کو نا بھایا۔

"اوکے میڈیم فیشن پٹی چڑیل " فراج نے کندھے اچکاتے ایک اور کافی کا سپ لیتے کہا جنہ کلس کر رہ گئی۔

فراج اور جنہ کی فلائیٹ آسٹریلیا میں لینڈ کر چکی تھی فراج مضبوط قدم اٹھاتا موبائل کی سکرین کو سامنے کرتا دلکشی سے مغرور چال چل رہا تھا سکس پیکس مضبوط جسم کسرتی بازوں جو اس کی شرٹ میں صاف عیاں ہو رہے تھے سیاہ بال مغرور نین نقوش کا مالک وہ پاکستانی ہی نہیں کتنی انگریز لڑکیوں کے دل

دھڑکا چکا تھا لڑکیاں اسے دیکھتی بار بار پلٹ کر دیکھ رہی تھی اور لڑکے اسے حسد بھری نگاہوں کا مرکز بنائے ہوئے تھے اس کے چہرے کی دلکشی اور کشش اسے کہی سے بھی پاکستانی نہیں بتا رہی تھی وہ تو کوئی ریاست کا مغرور سا شہزادہ معلوم ہو رہا تھا اور فلائیٹ والی انگریز لڑکی نے کتنی دفعہ اس سے بات کرنے کی کوشش کی مگر فراج نے صرف ہائے ہیلو کرتے اسے زیادہ فری نا کیا وہ بھی صرف جنہ کو آگ لگانے کے لیے فراج نے موبائل سکرین سے نگاہیں ہٹائیں سامنے اس کا ڈرائیور کار لیے اس کا انتظار کر رہا تھا چمچماتی کار بلاشبہ اپنی قیمت بتا رہی تھی فراج نے ہاتھ ہلاتے ڈرائیورکو اپنے پاس بلایا اور اس کو سامان دیا ڈرائیور سامان کار میں رکھتا فراج کے لیے کار کا دروازہ کھول گیا فراج جب بھی آسٹریلیا آتا اپنی کار میں ہی سفر کرتا تھا یہاں اس کا خود کا فلیٹ تھا کیونکہ فراج کا آنا جانا لگا رہتا تھا فراج کار میں بیٹھنے لگا تھا کہ فراج کی نظر اپنے سامان کے ساتھ جنہ پر پڑی وہ شاید کسی کے انتظار میں تھی لیکن چہرے سے کافی تھکی ہوئی اور نڈھال لگ رہی تھی لیکن پھر بھی وہ خوبصورتی کا پیکر

مومی سی گڑیا لگ رہی تھی فراج نے ہونٹ دانتوں میں دبائے جنہ کو دیکھا وہ اس پر اتنا غصہ تھی کہ کھانا تو دور فلائیٹ میں کوئی سوفٹ ڈرنک بھی نہیں لی تھی اس نے۔۔فراج کو یک دم جنہ پر غصہ آیا غصہ اپنی جگہ مگر انسان کو خود کا خیال بھی کرنا چاہیے اور اس نے خود بھی تو کہا تھا جنہ کو کھانا کھانے کے لیے ہننہ جب جان ہی نہیں رہے گی تو غصّہ کیسے کرے گی فراج نے جنہ کی عقل پر ماتم کیا یک دم جنہ کو چکر آیا جنہ زمین بوس ہوتی کے ایرک جو جنہ کے پیچھے اپنا سامان لیے آرہا تھا جنہ کو تھام گیا فراج کے جسم میں شرارے پھوٹے فراج تن فن کرتا ایک ہی جست میں ایرک تک پہنچا ایک بازو میں جنہ کو لیے دوسرا ہاتھ ایرک کے سینے پر رکھتا اسے جنہ سے دور کر گیا ایرک کو اپنی انسلٹ اس دفعہ محسوس ہوئی وہ تو جنہ کی مدد کر رہا تھا مگر فراج اسے ایسے گھور رہا تھا جیسے اب کھا جائے گا فراج کی رگیں تنی تھی ایرک فورا فراج اور جنہ سے دور ہوا اس باڈی بلڈر سے فلائیٹ سے اب تک خوف ہی محسوس ہوا تھا نا کوئی دوسرا جزبہ تھا۔

"جنہ ؟ " فراج نے جنہ کا چہرہ تھپتھپایا مگر بے سود فراج کے ماتھے پر شکنیں پڑی فراج نے باہوں میں جنہ کو اٹھائے اپنی کار کا رخ کیا اور جنہ کا سامان ڈرائیور سے کہ کر کار میں رکھوایا جو جنہ کو لینے آنے والا تھے شاید ابھی تک نہیں آئے تھے فراج کا رخ جنہ کے ساتھ اپنے فلیٹ کی سمت تھا۔

ادھر فراج اور جنہ غیر ملک میں قدم رکھ چکے تھے تو ادھر انجشہ شاہ میر کی کہانی اور ان سات جوڑوں کی کہانی کا وہ مخصوص کردار آج بیس سال بعد پاکستان اپنے وطن کی سر زمین پر قدم رکھ رہا تھا وہ پینتالیس سال کا مرد آج بھی وجاہت میں اپنی مثال آپ تھا ...اس عمر میں بھی اس کی وجاہت کا یہ

عالم تھا کہ لڑکیاں نوجوانوں سے زیادہ اسے مڑ کر دیکھتی تھی بلیک ڈریس پینٹ اور شرٹ میں ملبوس سیاہ بالوں کو جیل سے سیٹ کیے وہ شخص ایئرپورٹ سے باہر اپنی چمچماتی کار کی سمت قدم بڑھا رہا تھا اس کی آنکھیں سیاہ تھیں پراسرار سیاہ آنکھیں ایک راز گناہ کے دفن ہونے کا اندیشہ تھیں۔۔کیوں آیا تھا وہ پاکستان؟ کیا راز گناہ تھا اس کی سیاہ آنکھوں میں؟ کیا نام تھا اس کردار کا؟ بیس سالوں بعد وہ کیا پرانی کہانی کو اجاگر کرنے آیا تھا یا ایک نئ کہانی رقم کرنے دفعتاً اس کے باڈی گارڈز اور سکریٹری جو اس کے پیچھے چل رہے تھے رکے کیونکہ ان کا بوس رک چکا تھا اس شخص نے دونوں جیبوں میں ہاتھ اڑسائے اور ایک سرد سانس کھینچی جیسے وہ اس فضا کو اپنے اندر اتار رہا تھا۔

"پاکستان " اس شخص کے لبوں نے جنبش کی۔

"سر کہاں چلنا ہے اب ؟" سکریٹری نے مؤدب انداز میں پوچھا اس کے بوس کے لبوں پر مبہم سی مسکراہٹ رقصاں ہوئی۔

"شاہ میر پیلس " اس شخص نے کہا اور آگے قدم بڑھا گیا اب ایک ہاتھ سے وہ شخص اپنی کوٹ میں اڑسائے سیاہ گلاسس نکالتا آنکھوں پر لگا گیا۔

جویریہ کمرے میں داخل ہوئی حنان کمرے میں کہی نہیں تھا ابھی وہ لوگ ناشتہ کر کے فارغ ہوئے تھے جویریہ کمرے سے نکلتی ٹیرس پر آئی اس کے اندازے کے مطابق حنان ٹیرس پر ہی تھا پر سوچ نگاہیں لیے بلیو جینز پر آف وائٹ شرٹ پہنی تھی سارے بالوں کو پونی میں قید کیا تھا وہ شاید جویریہ

کے کچن میں جانے کے بعد فریش ہوا تھا وہ ریلینگ پر کہنیوں کے بل جھکا دونوں ہاتھ آپس میں پیوست کیے کسی گہری سوچ میں معلوم ہو رہا تھا جویریہ قدم اٹھاتی حنان کے قریب ہوئی۔

"کوئی کام تھا تمہیں میری سفاک بیوی" حنان کی آواز جویریہ کے کانوں سے ٹکرائی جویریہ نے چونک کر حنان کو دیکھا وہ ابھی چار قدم چلی تھی ٹیرس پر وہ اس کے قدموں کی چاپ سے اسے پہچان چکا تھا۔

"تمہیں۔۔ تمہیں کیسے پتا میں ہوں " جویریہ نے حیرانگی پر قابو پاتے استفسار کیا حنان مسکرایا۔

"جیسے تمہیں پتا چل گیا تھا اس طوفانی رات کو کے تمہارے پیچھے میں تھا " حنان نے جیل سے آزادی کے بعد وہ ملاقات یاد کرتے کہا وہ تو کسی فقیر کی ہڈی زیب تن کئے ہوے تھا اس کے وجود سے تو اس کی خوشبو حنان تک کو نہیں آرہی تھی لیکن جویریہ بنا دیکھے پہچان گئ تھی کہ وہ حنان ہے جویریہ حنان کی بات سنتی سپاٹ چہرے سے اسے دیکھتی رہی کوئی جواب نا دیا پھر قدم اٹھاتی اس کے قریب ہوئی۔

"مجھے بات کرنی ہے " جویریہ نے حنان سے زرا فاصلے پر رکتے وقفے سے کہا۔

" کبھی میرے پاس بنا کسی کام کے بھی آجایا کرو " حنان نے نیچے گارڈن میں سر سبز پودوں پر نظریں جمائے کہا اس کے لہجے میں شکوہ نہیں تھا ایک گزارش تھی جویریہ نے کوئی رد عمل نا دیا۔

"کہو ؟ " حنان نے جویریہ کو ہنوز خاموشی اختیار رکھتے کہا۔

"مجھے آفس جانا ہے میں اپنا آفس نہیں چھوڑ سکتی " جویریہ بولی۔

"اماں جان نے فیصلہ کر دیا ہے اس بارے میں مزید بات نہیں ہو گی " حنان نے اٹل لہجے میں کہا اب بھی وہ جویریہ کو نہیں دیکھ رہا تھا۔

"مجھے آفس جانا ہے حنان تمہیں سمجھ نہیں آرہی اور میں جانتی ہو تم آنٹی کو منا سکتے ہو وہ تمہاری کوئی بات نہیں ٹالتی " جویریہ نے سرد لہجے میں اپنی بات پر زور دیتے کہا۔

"میں تمہاری اس معاملے میں کوئی مدد نہیں کر سکتا " حنان بھی اپنی بات پر قائم رہا۔

"میں نہیں چاہتی تمہارے گھر والوں کی نافرمانی کرو مگر تم اب مجھے مجبور کر رہے ہو۔۔اب جو ہو گا اسے خود ہینڈل کر لینا " جویریہ حنان کی بات سنتی اسے کہتی پلٹنے لگی حنان نے جویریہ کی کلائی پکڑ کر جویریہ کو اپنی سمت کھینچا جویریہ حنان کے کشادہ سینے سے جا لگی حنان ریلینگ سے پشت لگا گیا تھا۔

رائل بلیو نفیس سی کڑھائی اور گلے اور آستینوں کے سروں پر گولڈن مینہ کے کام سے ملبوس جوڑے میں ہم رنگ ڈوپٹہ گلے میں لیے کھلے بال جنہیں نصف سے دائیں بائیں باریک چوٹیا میں گوند کر ہیرل سٹال بنایا ہوا تھا اور بلاشبہ اس کے خوبصورت چہرے پر جج رہا تھا بنا میک اپ کا شفاف چہرہ کانوں میں گولڈ کے آوازے کلائیوں میں گولڈ کے وہ ہی خاندانی کنگن ۔۔حنان کی سرمئی

آنکھوں نے بے حد محبت سے اس پری کا جائزہ لیا تھا ناشتے کے دوران بھی وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا محبت تھے اور اب اسی لیے اپنی خوبصورت بیوی پر نگاہیں مرکوز نہیں کر رہا تھا اسے پتا تھا یہ نگاہیں بیوی کے عکس پر اس کی پرسکون قربت کے لیے ترسے گی اور ایسا ہی تو ہوا تھا۔

"میں نے کہا نا تم آفس نہیں جاؤ گی" حنان نے جویریہ کے چہرے پر پیشانی سے رخصار تک اپنی بھاری شہادت کی انگلی ٹریس کرتے کہا دوسرا ہاتھ جویریہ کی بل کھاتی نازک کمر پر لپٹا تھا جویریہ بنا پلکیں جھپکائے حنان کو دیکھ رہی تھی اس ہیرو سے اگر اس کہانی کی ویلن کو نفرت نا ہوتی تو باخدا غضب کی محبت ہوتی وہ مرد خوبصورت مردوں کی اعلیٰ مثال تھا۔

"میں جاؤ گی " جویریہ نے اٹل لہجے میں کہا حنان نے جویریہ کی کمر پر گرفت مضبوط کی۔

"میری بات مان لیا کرو حکم صادر کرنے پر مجبور نہیں کرو میری سفاک بیوی ۔۔مجھے پسند نہیں تمہیں اذیت دینا تم سے تو محبت کرنا چاہتا ہوں " حنان نے محبت پاش نظروں سے جویریہ کی ضد پر بنا غصہ کیے کہا جویریہ کی آنکھوں میں کرب اٹھا وہ اس شخص کو خود سے محبت کروانا نہیں چاہتی تھی۔

"مجھے تمہاری محبت کی ضرورت نہیں۔۔نا تمہارا حکم ماننے کی" جویریہ نے سرد تاثر سے کہا۔

****

"میری محبت کی ضرورت تمہیں کتنی ہے یہ تمہیں ایک دن پتا چل جائے گا لیکن حکم تو ماننا پڑے گا ہماری حویلی میں عورتیں اپنے مردوں کی بات کو رد

نہیں کرتیں ہر حکم بجا لاتی ہیں " حنان نے جویریہ کی بات پر سنجیدگی سے کہا اور جویریہ کے گالوں پر لب رکھتا بیرڈ مس کرنے لگا جویریہ حنان کی بات پر استھزایہ مسکرائی تھی اسے کبھی حنان کی محبت کی ضروت نہیں پڑنے والی تھی یہ جویریہ کا منانا تھا جبکہ آخری بات پر جویریہ نے لب بھینچے یہ رواج ان کی حویلی کا ہی نہیں داؤد حویلی کا بھی تھا۔

"مجھے آفس جانا ہے " جویریہ حنان کی حرکت پر ہوش میں آتی سرد لہجے میں بولی۔

"کمرے میں چلتے ہیں "حنان نے جویریہ کی شرٹ کی زیپ سے چھیڑ چھاڑ کرتے گھمبیر آواز میں کہا جویریہ نے حنان کے سینے پر ہاتھ رکھتے اسے خود سے دور کرنا چاہا مگر بے سود۔

"مجھے نہیں جانا تمہارے ساتھ کمرے میں جب کمرے میں ہونے کا وقت ہوتا ہے تو تم سٹڈی میں چلے جاتے ہو یہ وقت آفس کا ہے مجھے آفس جانا ہے " جویریہ نے حنان کی پرتش سانسوں کی بوچھار کو اپنے چہرے پر محسوس کرتے

کہا حنان گردن پیچھے کئے پہلے جویریہ کی آنکھوں میں دیکھتا رہا پھر قہقہہ لگا اٹھا جویریہ نے حنان کو ایسے دیکھا جیسے کہنا چاہتی ہو میں نے تمہیں کوئی جوک سنایا ہے ؟ حنان ہنستا ہوا جویریہ کے تاثر کو سمجھتے بامشکل اپنا قہقہہ کنٹرول کر گیا۔

"مطلب میں یہ سمجھو رات بھر میری سفاک بیوی میری قربت کے لیے ترستی سٹڈی روم کو بددعائیں دیتی رہی ہے اور آفس اس لیے جانا چاہتی ہے تاکہ مجھ سے بدلہ لے سکے " حنان نے جویریہ سے کہا جویریہ حنان کی بات سنتے اپنے کہے الفاظ پر غور کرنے لگی اور بے ساختہ اپنے کہے پر افسوس ہوا۔

"میرا وہ مطلب نہیں تھا تم میری بات کو اپنا رنگ دے رہے ہو۔۔میں کیوں ترسو گی تمہارے لیے " جویریہ نے کہا۔

"ہاں وہ تو تمہاری باتوں سے پتا چل رہا ہے مجھے ۔۔ میرے سٹڈی روم سے جیلس بیوی " حنان نے جویریہ کی بات سنتے شوخی سے کہا۔

"حنان " جویریہ مدھم آواز میں چیختی احتجاج کرنے لگی۔

"جانِ حنان " حنان نے کہتے جویریہ کو دیکھا۔

"اگر تم نے مزاحمت کی تو یاد رکھنا پھر میں تمہیں کل صبح ہی اپنی باہوں سے آزاد کرونگا " حنان نے جویریہ کو وارن کیا جویریہ حنان کی دھمکی پر چپ ہوئی ۔

حنان جویریہ کو لیے اپنے کمرے میں داخل ہونے لگا کہ راہداری سے گزرتے عترت اور حداد جو مسکراتے نیچے بڑھ رہے تھے ان دونوں کو دیکھ چونکے حداد نے یہ منظر دیکھتے بھی جیسے نا دیکھا وہ جویریہ سے کھینچا کھینچا رہتا تھا تو عترت شرم وحیاء سے سرخ ہوئی جبکہ جویریہ ان دونوں کو دیکھتی نگاہوں کا زاویہ بدل گئی تو حنان بھی سیدھا اپنے کمرے کا رخ کر گیا۔

" تمہیں کیوں شرم آرہی ہے ؟ " حداد عترت کے قریب جھکتا استفسار کرنے لگا۔

"میں۔۔میں۔۔کب " عترت گڑبڑاتی معصومیت سے حداد کو دیکھنے لگی۔

"تم بیگم صرف میری قربت پر شرمایا کرو اور کسی بھی رومینٹک سین کو دیکھ کر نہیں ورنہ مجھے لگے گا میں اپنی شدتوں میں کوئی کمی چھوڑ دیتا ہوں جو میری بیگم شرمانے کا پیچ دوسروں کو دیکھ پورا کرتی ہے " حداد نے سنجیدگی سے کہا عترت حداد کی بات سنتی گردن تک سرخ ہوئی۔

"باقی رات میں آکر محبت کرونگا تم سے بیگم ابھی مجھے بہت کام ہیں آفس میں میرے بڑے بھائی صاحب بھی شاید بہت بزی ہیں تو سب کچھ مجھے ہی سنبھالنا ہے " حداد عترت کے خوبصورت چہرے پر بکھرے رنگوں کو محوت سے دیکھتا عترت کی کلائی تھامے سرخ چوڑیوں کو چھیڑتا گویا ہوا عترت حداد کی بے باک بات پر مزید سرخ ہوتی اسے حیرت سے دیکھنے لگی اس شخص کو سب ویلن کہتے تھے اور یہ شخص کس قدر بے باک تھا یہ کوئی عترت سے پوچھتا حداد عترت کا چہرہ پڑھتا مسکرا اٹھا۔

"میرا پیارا بچہ " یہ آواز قندیل صاحبہ کی تھی یازان جو میشال کو پک کرنے یونیورسٹی آیا تھا کیفیٹیریا کی سمت بڑھ رہا تھا میشال کی کلاس ختم ہونے میں کچھ وقت درکار تھا دفعتاً وہ اس آواز پر ٹھٹکا تھا رخ آواز کی سمت کرتے دائیں بائیں دیکھا مگر پھر اس کی نظر درخت کے نیچے بیٹھی قندیل پر گئی آج قندیل بلیک کلر کے سوٹ میں تھی اور بلیک ہی شال اپنے گرد پھیلائے بلیک ڈوپٹہ جس پر نفیس گولڈن کڑھائی سے چھوٹے چھوٹے پھول بنے تھے سر پر اوڑھے تھی وہ ہر دفعہ کی طرح اس بار بھی خوبصورت کشمیری گڑیا معلوم ہو رہی تھی اس کے ہاتھ میں کتے کا ننھا سا بچہ تھا اور اس کی آنکھوں کا رنگ بے حد خوبصورت تھا قندیل کی بلیو سٹار آنکھوں کے مشابہ وہ کتے کا ننھا سا بچہ سفید رنگ کا تھا اونی روئی سے بھی نرم و ملائم خوبصورت بالوں والا دیکھنے میں ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کچھ دن پہلے ہی دنیا میں آیا تھا لیکن قندیل کے ہاتھ میں وہ بے جان سا تھا قندیل اس کے سر اور کانوں پر اپنے نرم ہاتھ کی انگلیاں چلا رہی تھی یازان کسی ٹرانس کی سی کیفیت میں قندیل کے پاس آیا جس کے

چہرے پر نمی تھی شاید وہ روئی تھی چہرے سے پریشانی جھلک رہی تھی۔۔یہ ننھا سا کتا جویریہ کو یونیورسٹی کے گیٹ کے پاس ملا تھا جسے وہ لیے اس درخت کے سائے میں بیٹھی تھی وہ نسلی کتے کا ننھا سا بچہ معلوم ہوتا تھا۔

"کیا ہوا ہے ؟ تم یہاں کیوں بیٹھی ہو" یازان نے کفیر'ز کے سو کولٹ ایٹیٹیو کو لات مارتے دل کے ہاتھوں مجبور ہوتے پنجوں کے بل قندیل کے قریب بیٹھتے استفسار کیا لڑکیاں اس کے پاس چل کر آتی تھیں یہ تو کبھی نہیں ہوا کہ یازان کسی لڑکی کے پاس چل کر گیا ہو مگر پچھلی بار کی طرح اس دفعہ بھی قندیل کی طلسماتی شخصیت نے اسے اپنی جانب متوجہ کیا تھا۔

قندیل جو پریشانی سے اس ننھے بچے کو دیکھ رہی تھی یازان کو دیکھنے لگی۔

"اس کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے " قندیل نے مدھم آواز میں بے حد افسردگی سے کہا یازان کی نظریں قندیل کے خوبصورت چہرے سے ہوتی اس بچے پر گئی جو ننھی ننھی آنکھیں کھولے کبھی بند کرتا قندیل کو دیکھ رہا تھا۔

"تمہیں کیسے پتا شاید اسے نیند آرہی ہو گی " یازان نے کچھ سوچتے ہوئے جواب دیا قندیل نے اس کو گھورا۔

"ڈاکٹر کون ہے تم یا میں۔۔اس کی طبعیت خراب ہے " قندیل نے غصے اور یازان کی عقل پر ماتم کرتے افسوس سے کہا۔

"جمعہ جمعہ چار دن نہیں ہوئے میڈیکل یونیورسٹی میں ایڈمیشن لیے خود کو ڈاکٹر بولنے لگ گئی اس حساب سے میں تو ایک سال سے اس یونیورسٹی میں آجا رہا ہوں۔۔پھر میں تو سرجن ہوا" یازان نے بھی دوبدوک تیوری چڑھا کر کہا۔

"تم تو ڈرائیور ہو یونیورسٹی کے گرلفرینڈ شدہ شریف بندے ہے نا؟ " قندیل نے یازان کی بات یاد رکھتے طنز کیا یازان نے منہ کھولے اس چھوٹی پٹخا لڑکی کو دیکھا جس کی زبان فرانٹے بھرتی تھی۔

"اور تم کیا ہو بلیو سٹار آنکھوں والی بھیگی بلی " یازان بھی کہا پیچھے ہٹنے والا تھا بھگو کر طنز مارا کتے کا ننھا سا بچا ان کی تو تو میں میں سے بے زار ہوتا کسمسایا تھا قندیل نے فکر سے اس بچے کو دیکھا۔

"تمہارے منہ نہیں لگنا چاہتی میں پہلے ہی میرے بچے کی طبعیت خراب ہے" قندیل نے بچے کو سہلاتے کہا جبکہ قندیل کی بات پر یازان کا قہقہہ گونجا اور قہقہہ لگاتے وہ گارڈن کی گھاس پر لوٹ پوٹ ہوا آتے جاتے سٹوڈینٹس یازان کو حیرانگی سے دیکھ رہے تھے قندیل نے خشمگیں نگاہوں سے اس پاگل آدمی کو دیکھا۔

"اوہ مس ہوتی سوتی ڈاکٹر اپنی عمر کا نا سہی تو انسانوں اور جانوروں کی مخلوق کا ہی خیال کر لیتی " یازان کے پیٹ میں درد سے گراہیں بندھی وہ بامشکل ہنستے ہوئے بولا وہ ہنستے ہوئے مزید دلکش لگتا تھا مگر اس وقت قندیل کو وہ زہر سے کم نہیں لگ رہا تھا۔

"رشتے تو احساس کے ہوتے ہیں" قندیل اس ننھے بچے کے سر پر پھر انگلیاں سہلاتے محبت پاش انداز میں بولی۔

"تو پھر یہ رشتہ کیا کہلاتا ہے ؟ " یازان پھر نا باز آیا۔

"ماں بیٹے کا تم نہیں سمجھو گے مسٹر آوارہ " قندیل نے یازان کو جواب دیا یازان اس لڑکی کا منہ دیکھ کر رہ گیا وہ کتے کے بچے کو اپنا بیٹا کہ رہی تھی۔

"اس کا مطلب تم کل کو کسی ہاتھی کو اپنا باپ بناو گی ، لومڑی کو اپنی بہن ، سانڈ کو اپنا بھائی اور بلی کو اپنی ماں " یازان پھر قہقہہ لگاتا بولا جبکہ قندیل نے اس کے منہ لگنا ضروری نا سمجھا۔

"قندیل یہ لڑکا کون ہے ؟اور تم یہاں کیا اس گندے کتے کو لے کر بیٹھی ہو ٹیسٹ شروع ہونے والا ہے کتنا امپورٹنٹ ٹیسٹ ہے چلو کلاس میں " قندیل

کی ایک کلاس فیلو جو جینز اور شرٹ میں ملبوس تھی یازان کو دیکھتی قندیل کے قریب آتی پوچھنے لگی نظریں یازان پر تھی لیکن بات وہ قندیل سے کر رہی تھی قندیل کو اس لڑکی کو دیکھ نادیدوں والی فیلنگ آئی جس طرح وہ یازان کو دیکھ رہی تھی لیکن قندیل کو کیا قندیل نے سر جھٹکا لیکن جب اس نے کتے کو گندا کہا تو بھئی قندیل میڈیم کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔

"ہائے " قندیل کا رخ اپنے بیٹے (کتے کے ننھے سے بچے) کی جانب ہوا وہ لڑکی قندیل کو خاموش دیکھتی خود ہی یازان کو ہائے کر گئی یازان نے بھی مروتن مسکراتے ہائے کیا۔

"شکریہ تمہاری خوش اخلاقی سے یاد کروانے کے لیے ! اور ہاں کوشش بے کار ہے یہ صاحب گرلفرینڈ شدہ شریف بندے ہیں تم اپنا نادیدوں والا منہ لے کر کسی اور کو پٹاؤ " قندیل اس بچے کے بال سہلاتی مصروف سی بولی آنکھوں

میں طنز اور مسکراہٹ تھی اس لڑکی نے غصے سے قندیل کو دیکھتے اپنی بے عزتی پر پیر پٹخے وہاں سے غائب ہوئی تو یازان قندیل کا منہ دیکھ کر رہ گیا اس نے آج تک اس قدر فرانٹے جیسی زبان کی لڑکی نہیں دیکھی (اور نا ہی خوبصورت یہ بھی اعتراف کیا گیا مگر یازان نے دل کو ڈپٹ کر سلایا) لیکن اس لڑکی کے جانے پر یازان نے بھی شکر ادا کیا تھا۔

"تم کیا چیز ہو " یازان کے منہ سے بے ساختہ نکلا جبکہ قندیل بنا کوئی جواب دئے وہاں سے اس بچے کو اپنی باہوں میں لیے اٹھی یازان بھی اپنی پینٹ جھاڑتا قندیل کے ساتھ کھڑا ہوا۔

"کہا جا رہی ہو " یازان جو قندیل کو یونیورسٹی گیٹ کی سمت جاتے دیکھ رہا تھا گویا ہوا پتا نہیں کیوں وہ خود بخود اس کے پیچھے آیا تھا۔

"مجھے اسے ہاسپٹل لے کر جانا ہو گا اس کی طبعیت واقعی ٹھیک نہیں ہے " قندیل نے بنا پلٹے جواب دیا۔

"لیکن تمہارا تو ٹیسٹ ہے نا" یازان کو پتا نہیں کیوں قندیل کی پڑھائی کی فکر ہوئی۔

"ٹیسٹ ہوتے رہے گے زیادہ سے زیادہ مجھے کلاس میں بیٹھنے نہیں دے گی میم ۔۔لیکن اسے کچھ ہو گیا تو اس کی جان تو واپس نہیں آئے گی نا " قندیل کی آواز نم تھی یازان کو وہ لڑکی اس وقت بیوقوفوں کی وزیر اعظم لگی۔

"تمہیں پتا ہے کسی اینیمل کلینک کا ؟" یازان نے قندیل کے برابر چلتے استفسار کیا قندیل کے پیر تھمے سر نفی میں ہلا اور اگلے پل ہونٹ دانتوں میں دبا کر دو آنسو رخصار سے ہوتے اس بچے کے چہرے پر گرے یازان کو برا گا۔

"مجھے پتا ہے تم چاہوں تو میں تمہیں لے کر جا سکتا لیکن برابر والی سیٹ پر بیٹھنا پڑے گا " یازان نے آفر کرتے شرط رکھی قندیل نے آنسو صاف کرتے سر اثبات میں ہلایا وہ دونوں یونیورسٹی سے باہر نکلے تھے جب میشال نے یونیورسٹی کے اندرونی گیٹ سے باہر آتے قندیل اور یازان کو ساتھ دیکھا وہ ان کے پیچھے ہوئی لیکن تب تک یازان قندیل کو اپنی محبوب کار میں لیے وہاں سے غائب ہو چکا تھا میشال کے چہرے پر غصہ عنود ہوا۔

یازان گاڑی ڈرائیو کرتا خاموش رہا نظریں باہر سڑک پر تھیں لیکن کبھی کبھی بھٹک کر قندیل کا رخ کر لیتی وہ بے حد خاموش اور سنجیدگی سے اس کتے کے

ننھے سے بچے کو دیکھ رہی تھی اور اس کے نرم بال سہلانے میں مصروف تھی آنکھیں نم تھی اس لڑکی کی آنکھیں اور زبان دونوں ایک دوسرے کے مخالف تھیں آنکھوں میں نرمی محبت اور کشش تھی تو زبان سے جیسے شولے برستے تھے۔

" یہ کتے کا ننھا بچہ pet تو نہیں لگ رہا " ایک وارڈ بوائے نے قندیل سے پوچھا اس بچے کا ڈاکٹر معائینہ کرنے والے تھے لیڈی اسے صاف کر رہی تھیں لیکن ڈاکٹر کے پاس جانے سے پہلے اس کے بارے میں اچھے سے تفتیش کرنا اس وارڈ بوائے کی ڈیوٹی تھی قندیل اور یازان باہر سیٹس پر بیٹھے تھے ہاسپٹل بے حد نفیس اور خوبصورت تھا ہر طرف جانوروں کی خوبصورت تصاویر تھیں لیکن اس وقت وہاں کوئی ایکا دوکا لوگ ہی اپنے پالتو جانوروں کے ساتھ موجود تھے یازان نے قندیل سے کہا تھا کہ ہاسپٹل صرف pet animals کے لیے ہے تو

جب کوئی پوچھے تو کہنا ہمارا pet ہے جس پر قندیل نے پھر سر اثبات میں ہلایا تھا۔

"نہیں ۔۔ pet ہی ہے باہر کھیل رہا تھا اس لیے گندا ہو گیا " قندیل نے وضاحت کی جبکہ یازان موبائل میں مصروف تھا گیم کھیلنے میں۔

" آپ کا اس pet سے کیا تعلق ہے؟" اگلا سوال حاضر ہوا جبکہ بچہ ایک دم تیز آواز میں بھونکا قندیل کا دھیان اس طرف گیا۔

"یہ ماں ہے اس کی " قندیل کے بجائے یازان نے جواب دیا وارڈ بوائے یازان کی شکل دیکھ کر رہ گیا۔

"کیا ؟ " اس نے دوبارہ نا سمجھی سے پوچھا۔

"یہ اس کتے کے بچے کی ماں ہیں " یازان نے پھر اپنی بات سنجیدگی سے دوہرائی مگر ہاتھ موبائل پر ٹک ٹک کر رہے تھے وہ گیم کھیلنے میں جو مصروف تھا۔

"تو آپ یقینا باپ ہونگے " وارڈ بوائے نے مزے لیتے کہا یازان کی انگلیاں تھمی اس نے سنہری آنکھیں اٹھائے وارڈ بوائے کو دیکھا جو مسکراتی نظروں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا کیا زمانہ آگیا تھا وہ گرلفرینڈ شدہ شریف بندہ باپ بھی بنا تو کتے کے بچے کا یازان کو پہلی دفعہ قندیل کی مدد کرنے پر پچھتاوا ہوا وہ ابھی چاچو بننا چاہتا تھا اور قندیل نے اسے بنا شادی کا باپ بنا دیا وہ بھی کتے کے بچے کا۔

حنان اوندھے منہ بیڈ پر سو رہا تھا تین گھنٹے بعد اس نے جویریہ شاور لیتی وشروم سے باہر نکلی تھی اب جویریہ آف وائٹ سوٹ میں ملبوس تھی وہ خود کو آئینے میں دیکھتی تیار ہو رہی تھی مرر میں حنان کا عکس دیکھتے وہ لمحے میں سرخ ہوئی تھی حنان کے شولڈر بیک ونیس تک آتا وائٹ کمفرٹر کھلے شانوں تک آتے بال بیرڈ اور گھنی مونچ میں شفاف چہرہ سرمئی آنکھیں سکون کی وادیوں میں گم بند تھیں یہ شخص اپنی قربت میں جویریہ کو ہمیشہ ہلکان رکھتا تھا جویریہ جو کبھی اس کی شدتوں سے گھبراتی تو وہ نرمی دیکھاتے اس کی گھبراہٹ کو اپنے سحر میں گم کر دیتا تو کبھی جویریہ کے چہرے پر محبت بھری مہریں ثبت کرتا دنیا بھولا دیتا شادی کی پہلی رات پر سفاکی سے چھونے کے بعد اس نے موم کی گڑیا کی طرح چھوا تھا جویریہ کو اگر اس رات جیسی سفاکی حنان ہر روز

دیکھا تا جویریہ زندہ نا بچتی جویریہ اپنی سوچوں کے تسلسل میں گم تھی جب اس کا موبائل رنگ ہوا جویریہ نے فورا سائیڈ ٹیبل پر رکھا اپنا موبائل اٹھایا تھا اور نظر حنان پر تھیں جو موبائل کی رنگ پر کسمسایا تھا مگر بیدار نہیں ہوا تھا۔

"ہیلو " جویریہ نے موبائل کان سے لگاتے بیڈ سے زرا فاصلے پر ہوتے کہا اتنے میں دروازہ ناک ہوا تھا اب کی دفعہ حنان نے کچھ دیر پہلے بند کی آنکھیں کھولے سیدھا ہوتے دروازے کو دیکھنا چاہا مگر جویریہ حنان کی سمت پشت کیے کھڑی تھی اور کان سے موبائل لگایا ہوا تھا۔

"تم سے جتنا کام بولا ہے صرف اتنا کرو گاڑی کا پیچھا کرنا ہے بس " سامنے سے کچھ کہا گیا جس کے جواب میں جویریہ نے اتنا ہی کہا دروازہ پھر ناک ہوا جویریہ نے کال ڈسکنیکٹ کی اس کا ارادہ بعد میں دروازہ کھولنے کا تھا جبکہ

جویریہ کی بات پر حنان کی پیشانی پر شکنیں پڑی وہ کس کی کار کا پیچھا کروانا چاہ رہی تھی۔

جویریہ نے دروازہ کھولا تو ملازمہ نے فاطمہ بیگم کا پیغام جویریہ کو دیا جویریہ دروازہ بند کرتی پلٹی تھی لیکن حنان کو بیڈ کروان سے ٹیک لگائے دیکھ چونکی پھر خود کو کمپوز کر گئی حنان نے جویریہ کی حرکت کو نوٹ کیا۔

"آنٹی بلا رہی ہیں اور مجھے ارجنٹ آفس جانا ہے اب تم خود آنٹی سے بات کر لو ورنہ یہ نا ہو میں کچھ کہو اور وہ برا مان جائے" جویریہ نے کہتے خود کو آخری دفعہ آئینے میں دیکھا۔

"تم اتنی ضدی کیوں ہو " حنان نے کہتے جویریہ کے پہلو میں حصار باندھا اور جویریہ کے گال پر نرمی سے بوسا دیا۔

"گھبراؤ نہیں کچھ نہیں کر رہا " حنان نے کہا جبکہ جویریہ نے مزاحمت کی۔

"مجھ سے ایسے دور نہیں جایا کرو میں تمہارے ساتھ نرمی سے پیش آتا ہوں مجھے سختی دیکھانے پر مجبور نہیں کیا کرو" حنان نے سنجیدگی مگر سخت لہجے میں کہا کال رنگ ہو رہی تھی جویریہ نے حنان کی بات سنتے غصے سے آنکھیں میچی وہ بے چین تھی کال اٹینٹ کرنے کے لیے۔

"میں تم سے نہیں کہتی مجھ سے نرمی سے پیش آؤ۔۔اور بار بار مجھے جتاو نہیں اگر تمہیں نرمی سے پیش آنا ہے او اگر سختی سے آنا ہے تو تمہاری مرضی مجھ

پر کوئی احسان نہیں کر رہے تم " جویریہ نے کہتے حنان کے سینے پر ہاتھ رکھے دور ہونا چاہا مگر بے سود۔

"ایک رات کی سختی سے سبق نہیں سیکھا تم نے کیوں اپنی جان ہلکان کرنے پر تلی ہو " حنان نے جویریہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے استھزایہ مسکراتے کہا فون رنگ کرتا بند ہو چکا تھا۔

"مجھے لیٹ ہو رہا ہے آفس جانا ہے مجھے " جویریہ سرد مہری سے بے حد غصے میں بولی حنان کچھ پل جانچتی نظروں سے جویریہ کو دیکھتا رہا مگر پھر جویریہ کو آزاد کر گیا۔

"میں تیار ہو کر آتا ہوں پھر چلتے ہیں آفس تم نیچے انتظار کرو میرا " حنان نے کہتے ڈریسنگ روم کا رخ کیا۔

"میں اپنے آفس خود بھی جا سکتی ہو " جویریہ نے زور دیتے موبائل تھامتے کہا حنان پلٹا۔

"چلی جانا اکیلی لیکن اماں حضور سے بات کرنے تو میرے ساتھ ہی جانا پڑے گا " حنان جویریہ کے چہرے پر نگاہیں جمائے ایک ایک لفظ پر زور دیتا بولا۔

کچھ دیر بعد حنان تھری پیس سوٹ میں ملبوس آدھے بال پشت پر چھوڑے آدھے بالوں کو پونی میں قید کیے تیار ہوتا سیڑھیاں اترتا نظر آیا جویریہ شاہد کفیر اور فاطمہ بیگم جو لاونج میں بیٹھے تھے ان سے زرا سا فاصلے پر بیٹھی بار بار

گھڑی میں وقت دیکھ رہی تھی حنان نے سلام کرتے دعائیں لیں اور جویریہ کو لیے باہر کا رخ کر گیا فاطمہ بیگم خفا ہوئیں ساتھ شاہد کفیر بھی مگر وہ بیٹے اور پوتے کے مان کے لیے خاموشی اختیار کر گئے۔

"یہ کار ایکسٹرا ہے چونکہ تم خود ڈرائیو کرتی ہو تو تم جا سکتی ہو اس میں۔۔میں آج ہی تمہارے لیے نئ کار بک کر دوں گا " حنان موبائل میں مصروف سا آگے بڑھا جویریہ حیران ہوئی اسے لگا حنان اس کے ساتھ ہی جائے گا مگر اپنی حیرانی پر قابو پا گئی اور اپنی کار کی سمت بڑھی جس کی طرف حنان نے اشارہ کیا تھا۔

"میری کار کہا ہے ؟ " حنان نے گارڈ سے پوچھا۔

"سر حداد صاحب لے کر گئے ہیں " گارڈ نے مؤدب انداز میں کہا جبکہ حنان نفی میں سر ہلاتا دوسری کار میں بیٹھتا سٹارٹ کر گیا۔

عصر کا وقت تھا پرندوں کی چہل پہل کے ساتھ سورج کی زردی میں گھلی روشنیاں ہر سو بکھری تھیں حداد بھی اس موسم میں آج دوسرے دنوں کے برعکس جلدی آفس سے نکلا تھا پیسنجر سیٹ پر گلاب کا خوبصورت بک ائے تھا جو یقیناً اس نے عترت کے لیے لیا تھا وہ مسکراتا ان گلاب کی پتیوں کو چھوتا مسلسل عترت کو یاد کر رہا تھا یہ گلاب کی سرخ نرم پتیاں اسے عترت کے یاقوتی گلاب کی پنکھڑی سے ہونٹوں کو یاد کروا رہی تھی کہ ایک دم اس کی نظر سائیڈ پر لگے شیشے سے ٹرک پر گئی جو کب سے اس کی کار کے پیچھے تھا سامنے روڈ تنگ تھا اور وہ ٹرک حداد کی کار کو اور ٹیک کرنے کی کوشش کر رہا

تھا لیکن پھر وہ ٹرک غائب ہوا حداد عجلت میں کار یوٹرن کرنے لگا پیچھے سے آتے اسی ٹرک کو دیکھ سٹیرنگ کو چار انگلیوں کی مدد سے گھماتے وہ بڑی مہارت سے سائیڈ سے اپنی کار کو نکالتا کہ سامنے سے ایک کار کو اپنی سمت آتا دیکھ وہ چونکا یہ اتفاق نہیں تھا حداد کے دماغ نے کچھ غلط ہونے کا اشارہ دیا حداد کے پاس اب کوئی راستہ نہیں تھا اس کا دماغ تیزی سے کام کر رہا تھا اب جو بھی تھا اسے خود کو بچانا تھا کسی کفیر کی جان اتنی ہلکی تو نہیں کہ منہ اٹھائے کوئی بھی دشمن بآسانی لے سکے حداد نے جھٹکے سے کار کو راؤنڈ شیپ میں گھمایا ٹرک کی سپیڈ کم ہوئی جبکہ کار اپنی رفتار سے سامنے بڑھ رہی تھی حداد نے فائدہ اٹھاتے اپنی کار کا رخ ٹرک کی سمت کیا ٹرک کے پاس سے زن سے گاڑی گزاری وہ گاڑی کی سپیڈ بڑھاتے اپنے موبائل پر کسی کا نمبر ڈائل کر رہا تھا وہ ٹرک اور کار اب بھی اس کا پیچھا کر رہی تھی بیس منٹ سے مسلسل وہ لوگ حداد کے تعاقب میں تھے حداد کی کار کا پیٹرول ختم ہونے پر تھا حداد نے سٹیرنگ پر اپنی ہتھیلی قوت سے ماری بال ماتھے پر بکھرے تھے وہ گن بھی

ساتھ نہیں لایا تھا یہ کار حنان کی تھی حداد کی کار میں ہر وقت ایک گن موجود ہوتی تھی حداد کی کار کی سپیڈ کم ہوتے دیکھ کار ڈرائیو کرنے والے نے ٹرک والے کو اشارہ کیا ٹرک ڈرائیور وہاں سے غائب ہوا کار ڈرائیو کرنے والے نے اپنا ہاتھ باہر نکالتے گن سے حداد کی کار پر فائر کیا حداد کی کار کا بیلنس بری طرح خراب ہوا۔

حداد نے کار کو بیلنس کرنے کی کوشش کی وہ مسلسل اپنی کوشش میں تھا وہ دوسری طرف کھائی میں گرتی کہ جویریہ کی کار فورا حداد کی کار کے سامنے آئی جویریہ نے حداد کی کار کو ہٹ کیا تاکہ وہ کھائی سے کچھ فاصلے پر رک جائے اور ایسا ہی ہوا ایک زور دار ٹکر کے بعد حداد کی کار پیچھے رکی حداد نے چونک کر جویریہ کو ڈرائیو کرتے دیکھا اس نے کال حنان کو کی تھی۔۔جویریہ نے بامشکل اس تصادم سے خود کو بچایا وہ کھائی کے کنارے پر تھی حداد جویریہ سے فاصلے پر تھا دو سیکنڈ کا کھیل تھا کچھ بھی ہوسکتا تھا وہ اس عورت کو ناپسند

کرتا تھا مگر یہ عورت اس کے بھائی کی محبت تھی حنان جویریہ کو دیوانوں کی طرح بچپن سے چاہتا تھا اور اس سے بھی بڑھ کر وہ اس کی بھابھی تھی جسے ان کے خاندان میں ماں کا درجہ دیا جاتا تھا اور اس سے بھی زیادہ پریشان کن بات وہ حداد کی وجہ سے اپنی جان خطرے میں ڈال گئی تھی حداد کار کا دروازہ کھول جویریہ کی طرف دوڑتا بال بکھرے تھے کچھ ماتھے پر اور کچھ ہوا کے دوش سے اڑ رہے تھے۔

جویریہ کی نظر دور کھڑی کار پر تھی جس شخص کا چہرہ وہ نہیں دیکھ پائی لیکن ہوا میں بلند ہوتا گن سمیت ہاتھ ضرور دیکھ گئی تھی جویریہ کی نظر حداد پر گئی وہ شخص حداد کا نشانہ باندھ رہا تھا "حداد نہیں" جویریہ چیخی حداد کی اس شخص کے جانب پیٹھ تھی وہ اس وقت صرف جویریہ کو دیکھ رہا تھا پیچھے کوئی کار بھی تھی حداد نا واقف تھا آنکھوں کا مرکز جویریہ تھی اور اس کی کھائی سے دو انچ کے فاصلے پر کار کو دیکھ دماغ مفلوج تھا اسے اس عورت کی جان بچانی تھی

جو اس کی وجہ سے خطرے میں تھی اسے اپنے بھائی کی محبت کو بچانا تھا اسے اپنی بھابھی کو بچانا تھا جویریہ مسلسل نفی میں سر ہلا رہی تھی جویریہ کی چیخ پر حداد نے پلٹ کر دیکھا۔

"آہ کفیر کو بچانے کے لیے ایک اور کفیر اچھا ہے اب اس کھیل میں اور مزہ آئے گا جلد ملاقات ہوگی لیکن اب میں یہاں تک آکر اپنے مقصد سے تو پیچھے نہیں ہٹ سکتا نا۔۔تو اگر بچ گئے پھر جلد ملاقات ہوگی " اس شخص نے نفی میں سر ہلایا ہاتھ بلند ہوا اور اس کھائی میں تین فائر کی آواز گونجی اور پھر پرندوں کی چہچہاہٹ گونجی پرندے وہاں کے درخت چھوڑے پرواز کے لیے ایک ساتھ اڑان بھر گئے۔

وہ شخص وہاں سے جا چکا تھا کار ریورس ہوچکی تھی اور اسی پل دوسری سمت سے دو گاڑیاں آگے پیچھے آتی دیکھائی دی ثوبان اور حنان کار سے نکلے جویریہ

کی چیخ سنتے اس سمت بھاگ رہے تھے سورج کی کرنیں مدھم پڑ رہی تھیں کچھ پتے ٹوٹ کر درخت سے گر رہے تھے کشمیر کا بدلتا موسم پھر چھم چھم شروع کر چکا تھا مگر یہ بارش کسی کے لیے خوشگوار ہو گئی تو کسی کے لیے پریشانی کا باعث مگر کفیر'ز اور داؤد'ز کے لیے آج کے دن عزاب کی طرح نازل ہوئی تھی حنان اور ثوبان جو بھاری بھاری قدموں کو رکھتے بارش کے جمع شدہ پانی کو اچھالتے آگے بڑھ رہے تھے ماتھے پر بال بھیگ چکے تھے بارش کی بوندیں ان کے چہرے کو بھگو چکی تھی یک دم ان کے پیر تھمے سامنے حداد تھا وہ کھائی کی گیلی مٹی والی زمین پر پڑا تھا اس کے جسم سے خون رس رہا تھا گیلی زمین کو پہچاننا مشکل تھا وہ بارش سے بھیگی تھی یا حداد کے خون سے اس کے اعتراف میں جیسے خون کی ندی بحال تھی جویریہ اس کا سر اپنی گود میں رکھے حداد کے سینے پر ہاتھ جمائے خون روکنے کی سعی کر رہی تھی چہرے پر گھبراہٹ تھی پریشانی تھی اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے ہونٹ گرتی بارش میں بھی خشک تھے وہ مسلسل چیخ رہی تھی کسی کو مدد کے لیے بلا رہی تھی۔

"حداد" حنان چیخا تھا اور حداد کی طرف دوڑا جبکہ ثوبان ساکت سا اپنے سالے کے خون میں تر وجود کو دیکھ رہا تھا ثوبان کی نظر کھائی سے نکلتے شولے پر پڑی جویریہ کی کار تھی جو کھائی کی زینت بنی اس شخص نے دو گولیاں حداد کے سینے کا نشانہ لیتے چلائی تھی اور ایک جویریہ کی کار کے ٹائر پر جویریہ دروازہ کھول گئی تھی اور بروقت جمپ لگا گئی اور ایک آگ کا شعلہ کھائی سے ابھرا لیکن اس شخص کو شاید یہ ہی لگا جویریہ کار سمیت کھائی میں گری ہے اب بھی کار جلتی تو کبھی بارش کی وجہ سے دھواں دھواں ہو جاتی شاید انجن دھک رہا تھا ثوبان نے آگے بڑھتے ہمت کی حنان حداد کے وجود کو باہوں میں بھر رہا تھا ثوبان آگے بڑھتا حنان کی مدد کر گیا ثوبان کے ہاتھ کانپے تھے وہ اس شخص کو موقع ملتے ختم کر دینے کا عظم رکھتا تھا پانچ سالوں سے کفیر'ز کے خون کا پیاسا تھا کوئی موقع حداد کو نیچا دیکھانے کا نا ہاتھ سے جانے دیتا وہ حداد عالم کفیر کا خون بہانا چاہتا تھا مگر آج وہ حداد کو دیکھ نہیں پا رہا تھا جو خون میں لت

پت اس کی باہوں میں تھا ثوبان کی آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹ کر حداد کے بھیگے چہرے پر گرا یہ شخص صرف حداد عالم کفیر نہیں تھا یہ صرف عترت کا شوہر نہیں تھا یہ صرف ثوبان جازم داؤد کا سالا نہیں تھا یہ تو حادی بھی تھا ثوبان کا دوست بچپن کا یار حادی۔

ٹوٹے ہیں عشق میں ہم پر کوئی غم نہیں ____________________

ہے!

میرے ہی تھے کبھی وہ یہ بھی تو کم نہیں ہے!

وہ شخص مدھم آواز میں خاموش کمرے میں دو مخروطی انگلیوں میں بے تحاشہ حسین لڑکی کی تصویر دیکھتے گنگنا رہا تھا بلاشبہ آواز اس کی وجاہت سے زیادہ

ساحرانہ تھی۔۔یک دم اس شخص کی نظر آتش دان سے ہوتی بالکونی سے چھم چھم کرتی بارش پر گئی اس نے نگاہیں اٹھائے اس شہد رنگ آنکھوں والی لڑکی کو دیکھا جو تصویر میں بارش میں بھگتی مسکرا رہی تھی وہ بہت معصوم تھی یا بے حد خوبصورت فرق کرنا ناممکن تھا۔۔اس کے زہن میں بھولی بسری ایک یاد تازہ ہوئی۔

وہ درخت کے پاس کھڑا تھا سفید کاٹن کا سوٹ پہنا تھا سینے پر دونوں ہاتھ فولڈ کیے سامنے وہ لڑکی تصویر والے لباس میں کشمیر کی خوبصورت بارش میں بھیگ رہی تھی سفید فراک میں ملبوس سنہری بالوں کو پشت پر کھلا چھوڑے جو بھیگ چکے تھے اس نے ہاتھ درخت پر پھیلاتے وہاں اڑسائے اپنے کیمرے کی مدد سے اس خوبصورت منظر کو قید کیا وہ لڑکی فلیش پڑنے پر چونکی اور پھر آنکھیں سکیڑے اس تک آئی۔

"کیا کر رہے ہیں آپ میری رضا کے بنا تصویر لینا آپ جیسے تمیز وآداب کے پر وقار شخص پر جچتا نہیں " وہ لڑکی مصنوعی غصے سے بولی۔

"تم میری ہو تو تمہاری ہر چیز پر میرا حق ہے تو کیا تصویر لینے سے پہلے کیا خود سے اجازت لیتا " اس نے اسے جواب دیا اور کیمرہ درخت پر واپس اڑسایا۔

"مجھے نہیں دیکھائے گے " وہ لڑکی جیسے اس کی بات پر کھکھلاتے اثبات میں سر ہلا گئی اور پھر استفسار کرنے لگی۔

"نہیں کمرے میں چلو میری جان میری نظروں سے دیکھ لینا خود کو" وہ شخص مسکراتا اس کی کلائی تھامے اپنی سمت کھینچ گیا۔

"مان کیا کر رہے ہیں " وہ لڑکی گھبرائی جبکہ اس شخص نے اسے اپنی سمت کھینچتے سینے سے لگایا۔

"اپنی انجشہ سے محبت " مان نے کہتے انجشہ کے گیلے بالوں میں منہ چھپایا اور پیٹ پر گرفت مضبوط کی۔

"مان سردی لگ رہی ہے " انجشہ نے خود میں سمٹتے کہا۔

مان نے اسے اپنی باہوں میں بھرا اور پیچھے لکڑی کے بنے خوبصورت گھر کی سمت قدم بڑھ گیا انجشہ نے اس کے گردن میں باہیں ڈالی بارش تیزی اختیار کر رہی تھی اور وہ دونوں ایک دوسرے کی خوبصورت آنکھوں میں گم تھے لکڑی کے بنے گھر میں قدم رکھتے پیر کی ٹھوکر سے دروازہ بند کر گیا۔

"کتنی محبت کرتی ہو مجھ سے " مان نے محبت بھرے انداز میں انجشہ کے گال پر اپنی گھنی بیرڈ رب کرتے استفسار کیا انجشہ مان کی بات سنتی کھکھلاتے مان کی گردن میں باہیں ڈال گئی مان انجشہ کی ادا پر گھیرا مسکرایا۔

"میری پہلی اور آخری محبت کے حقدار ہیں آپ " انجشہ نے مسکراتے کہا۔

"محبت تو سب کر لیتے ہیں یہ بتاؤ کب تک رہے گی یہ محبت " مان نے محبت کی سرشاری میں مغرور ہوتے ایک اور سوال داغا۔

"جب تک یہ سانسیں مجھے ساکن نا کر دے مختصر یہ کہ میرے وصل تک" انجشہ مان کے کان میں سرگوشی کرتے بولی۔

\-

"کیا ہوا ہے ملکہ ؟" یاسر جو ابھی میٹنگ سے فارغ ہوا تھا اپنے موبائل پر عشراق کی تین کالز دیکھ کال بیک کرتا استفسار کرنے لگا عشراق نے آج اسے پہلی دفعہ کال کی تھی وہ بھی تین ایک ساتھ یاسر نے پیشانی پر بنے خم کو انگلیوں سے مسلا۔

" تتلیاں کہاں ہیں۔۔بارش ہو رہی ہے " عشراق جو کچن میں مقدس کے ساتھ کھانا بنوانے میں اس کی مدد کر رہی تھی اچانک بارش پر یاسر کو فون کر گئی پریشانی کا سبب تتلیاں تھیں عشراق کی بات سنتے یاسر نے پر سکون سانس لی اور اپنے آفس میں چیئر پر بیٹھا۔

"تم فکر نا کرو ملکہ تمہاری تتلیوں کو کچھ نہیں ہو گا محفوظ ہیں وہ " یاسر نے فائل اپنے سامنے کرتے عشراق کی پریشانی کو دور کیا عشراق نے پر سکون سانس لی۔

"بڑی دلہن بیگم۔۔ مصطفی صاحب آپ کو باہر بلا رہے ہیں جلدی چلیے" ایک ملازمہ ہانپتی ہوئی مقدس کے پاس آتی بولی مقدس جو اپنے کام میں بے حد مصروف تھی ملازمہ کی ہڑبڑاہٹ پر ہاتھ صاف کرتی ڈوپٹہ سر پر جمائے کچن سے باہر نکلی یہ پہلی بار تھا جو مصطفی نے مقدس کو بلوایا تھا جبکہ عشراق بھی پریشان ہوئی اور یاسر جس نے فون کان سے لگایا ہوا تھا اپنی انگلیاں فائل کے پنوں پر روک گیا۔

"کیا ہوا ملکہ ؟ " یاسر نے فائل بند کرتے پوچھا۔

"پتا نہیں میں دیکھتی ہوں " عشراق نے کہتے حجاب کرتے کچن سے باہر اپنی الیکٹرونک ویل چیئر کے ساتھ لاونج میں داخل ہوئی جبکہ کال اب بھی جاری تھی اور یاسر بھی کال پر متوجہ تھا۔

"بھابھی حضور آپ شال لے آئیں ہمیں ہاسپٹل جانا ہے " مقدس کو خود کو تکتا پا کر مصطفیٰ نے کہا جو سرخ آنکھوں سے جازم اور شازم صاحب کے سامنے صوفے پر بیٹھا تھا شازم صاحب کال پر مصروف تھے چہرے پر پریشانی

تھی تو جازم صاحب ثاقب داؤد کے ہاتھ پر ہاتھ جمائے انھیں حوصلہ دے رہے تھے ثوبیہ بیگم سر ہاتھوں میں گرائے رو رہی تھیں تو روقیہ بیگم انھیں حوصلہ دے رہی تھیں۔

"کیوں کیا ہوا ہے مصطفی بھائی سب خیریت ہے۔۔ثوبان " مقدس سب کی حالت دیکھتے لڑکھڑاتے لہجے میں بولی دل وسوسوں میں گھیرا پہلا خیال ثوبان کا آیا۔

"ثوبان بھی ہاسپٹل میں ہے آپ چلے آپ کی ضرورت ہے وہاں " مصطفی نے نگاہیں جھکائے کرب سے کہا مقدس کے قدم ڈگمگائے جسے اوپر سے آتی افق نے آگے بڑھ کر تھاما۔

"بھابھی آپ ٹھیک ہیں ؟ " افق نے مقدس کے حیران و پریشان چہرے کو دیکھتے پوچھا آنکھوں میں پانی جمع ہو چکا تھا افق پریشان ہوئی اور پھر ایک نظر سب پر ڈالی۔

"ہوا کیا ہے مصطفی بھائی " عشراق اپنی آپی کے کپکپاتے لبوں کو دیکھتی ہمت جمع کرتی بولی یاسر کی بھوئیں سکڑی وہ جلدی سے چئیر سے اٹھا اور اپنا کوٹ لیے آفس سے باہر نکلتا چلا گیا پارٹی آفس سے باہر قدم رکھتے عمران جو اس کے پیچھے پیچھے آیا تھا عمران کو کار سٹارٹ کرنے کا اشارہ کرتے وہ عجلت میں کار میں بیٹھا فون اب بھی کان سے لگا تھا۔

"سر شفا آئی ہے آپ سے ملنے " عمران نے پارٹی آفس کے باہر بیٹھی کالی چادر میں لپٹی بھیگتی ہوئی شفا کو دیکھ کہا وہ پارٹی آفس کے گیٹ کے پاس بیٹھی تھی عمران شفا کی پچھلی سازش سے محتاط ہوتا اسے یاسر سے بنا ملے جانے کا کہہ چکا تھا مگر وہ باضد تھی اور عمران کو اندازہ نا تھا وہ باہر بینچ پر بھیگتی بارش میں یاسر کا انتظار کر رہی ہوگی۔

"وٹ دی ہیل ! چپ چاپ گاڑی چلاؤ۔۔مجھے دوبارہ تمہاری آواز نا آئے " یاسر عمران کی مداخلت پر سخت بھرم ہوا شفا یاسر کو پارٹی آفس سے باہر نکلتا دیکھ اس کی طرف بڑھی وہ آج سادہ شلوار قمیض میں خود کو چادر میں ڈھانپے

ہوئے تھی مگر یاسر کار میں بیٹھتا اس کی پہنچ سے دور ہوا شفا کے چہرے ہاتھ پاؤں پر نشانات تھے اس کا چہرہ بھیگا تھا آنکھوں میں تکلیف تھی پلکیں نم تھی وہ گھبرائی ہوئی تھی عمران کو یہ پہلے والی شفا نا لگی جو بولڈ تھی کانفیڈنٹ تھی ہمیشہ ویسٹرن لباس میں ملبوس رہتی مغرور سی لڑکی تھی عمران کچھ نا بولا یاسر کے سرخ چہرے کو دیکھتے خاموش ہوا اسے اپنی شامت نہیں بلوانی تھی کیا پتا یہ روپ بھی شفا کی سازش ہو کوئی عمران نے سوچتے سر جھٹکا۔

"سب ٹھیک ہے بس زرا سی پریشانی ہوئی ہے آپ لوگ پینک نا ہو بھابھی حضور پلیز چلیں افق تم بھی بھابھی حضور کے ساتھ آؤ" مصطفی نے کہتے باہر کا رخ کیا باہر تین گاڑیاں کھڑی تھیں ثاقب داؤد جازم صاحب اور ثوبیہ بیگم ایک کار میں سوار ہوئے تو شازم صاحب اور روقیہ بیگم دوسری کار میں ان دونوں کاروں میں ڈرائیور تھے جبکہ تیسری لینڈ کروس مصطفی کی تھی مصطفی خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتا افق اور مقدس کے بیٹھتے ہی تینوں گاڑیاں کشمیر کے سب سے بڑے ہاسپٹل کی سمت روانا ہوئی دوسری طرف کفیر حویلی سے بھی

شاہد کفیر اعظم اور عالم صاحب کے ساتھ عترت اور فاطمہ بیگم کو جھوٹ بولتے کہ وہ لوگ کسی مریض کی عیادت کے لیے جا رہے ہیں لیے ہاسپٹل کا رخ کر گئے عترت اور فاطمہ بیگم کو ان کے لیے سنبھالنا مشکل ہو جاتا نا وہاں جنہ تھی نا جویریہ جو عترت کو سنبھال لیتی نا ہی یازان وہ لوگ جھوٹ بولنے پر بے بس تھے۔

"یاسر آپ کہاں ہیں سب لوگ ہاسپٹل۔۔" عشراق کی بھرائی ہوئی آواز یاسر کے کانوں سے ٹکرائی۔

"تم فکر نہیں کرو ملکہ میں بھی ہاسپٹل کے رستے میں ہو تم آرام کرو میں جلد تمہارے پاس آؤ نگا " یاسر نے کہتے مصطفیٰ کو کال کی جس نے دوسری رنگ میں کال ریسیو کی مصطفیٰ یاسر کے سوالات پر خاموش رہا مقدس کو دیکھ لب بھینچ گیا جو مسلسل آنکھوں کو نم کرتی گالوں کو رگڑ رہی تھی وہ ثوبان کے لیے پریشان تھی مصطفیٰ نے صرف اتنا کہا کہ جبیل ہاسپٹل پہنچو یاسر کا پارٹی آفس شہر کی سطح پر تھا وہ ان لوگوں سے پہلے ہاسپٹل پہنچنا چاہتا تھا۔

حنان آئی سی یو کے باہر دیوار سے ٹیک لگائے خون سے تر شرٹ میں کھڑا تھا آنکھیں نم تھیں جویریہ حنان سے فاصلے پر سٹیل چئیر پر بیٹھی اپنے ہاتھوں کی کپکپاہٹ پر قابو پانے کی کوشش کر رہی تھی گیلے کپڑے تقریباً خشک ہو چکے تھے ڈوپٹہ شانوں پر بکھرا تھا نم بال کھلے تھے ثوبان نے جویریہ کا بازو سہلاتے اسے پرسکون کرنے کی کوشش کی وہ اس کے برابر میں بیٹھا تھا خون سے تر شرٹ میں آنکھیں اس کی بھی نم تھی حداد کا خون کافی بہہ چکا تھا بلڈ بینک میں او نیگیٹو بلڈ کی ایک بوتل تھی لیکن حداد کو مزید خون کی ضرورت تھی ثوبان نے مصطفی کو کال کرتے سارا ماجرا بتایا تھا اور اسے ہی مقدس کو ساتھ لانے کا کہا تھا حنان اور حداد کا بلڈ گروپ الگ تھا یازان کا بلڈ گروپ بھی الگ تھا صرف واحد عشراق اور مقدس تھیں جن کا بلڈ گروپ حداد سے میچ تھا عشراق کی معزوری کے باعث وہ بلڈ نہیں دے سکتی تھی یہ خیال حنان کا تھا اسی لیے اس نے عشراق کو لانے سے منع کیا تھا حداد کے سینے میں دو گولیاں

پیوست تھیں جنھیں ڈاکٹرز کا عملہ نکال رہا تھا حداد کی سانسیں نا کے برابر تھیں ڈاکٹرز نے انھیں ہر قسم کی خبر کے لیے خود کو تیار رکھنے کے لیے کہا تھا جس پر حنان غصے سے پاگل ہوا تھا مگر ثوبان نے اسے سنبھالا تھا وہ اپنا کام کر رہے تھے زندگی اور موت تو ان کے بس میں نا تھی۔

****

کفیر'ز اور داؤد ایک ساتھ ہاسپٹل میں داخل ہوئے تھے عترت اور فاطمہ بیگم کو شدد سے کچھ غلط ہونے کا اندیشہ ہوا تو مقدس بڑی ضبط سے اپنے آنسو روکے ہوئے تھی مقدس کی پیروں کی رفتار میں تیزی آئی تھی وہ لوگ جیسے ہی مطلوبہ فلور پر آئے وہ تقریباً خالی کوری ڈور تھا ایمرجنسی ورڈ تھا وہاں لوگ کم ہی پائے جاتے تھے زیادہ تو ڈاکٹرز اور نرسیز کا عملہ ہوتا یا جس مریض کی سیریس کنڈیشن ہوتی اس کے اہل وعیال کے بیٹھنے کی جگہ ہوتی۔۔فاطمہ بیگم اور عترت داؤد'ز کو دیکھتے پریشان ہوئے تھے مگر ان سے پیچھے تھے مقدس

نے آئی سی یو کے باہر کھڑے حنان کو دیکھا اس کی خون کی شرٹ دیکھتے اس کا دل لرزا لیکن پھر اس کی نظر جویریہ اور ثوبان پر گئی ثوبان ٹھیک تھا صحیح سلامت تھا پریشان تھا ان میں سے کوئی بھی ان کی طرف متوجہ نا تھا۔

"ثو۔۔ثوبان " مقدس نے دیوانہ وار ثوبان کی طرف قدم بڑھائے مقدس کی آواز پر ان تینوں نے سرخ نگاہیں اس سمت اٹھائیں مقدس بھاگتی ہوئی ثوبان کی سمت بڑھ رہی تھی شال ایک کندھے سے پھسلی تھی ثوبان نے کھڑے ہوتے مقدس کو دیکھا مقدس اس کے سینے سے جا لگی اور اس کی شرٹ مٹھیوں میں دبوچے سسک پڑی ثوبان نے اس کے گرد باہیں پھیلائے مقدس کے سر پر بوسہ دیا اعظم ، عالم اور شاہد کفیر نے نگاہیں پھیری تو جازم شازم اور ثاقب داؤد نے ڈاکٹر کی تلاش میں نگاہیں دوڑائیں۔

"ثوبان ۔۔اپ ۔۔ ٹھیک ہیں " مقدس لڑکھڑاتے آنسوؤں سے تر چہرہ لیے سسکتی بولی۔

"میں ٹھیک ہو میری جان۔۔تم خود کو سنبھالو " ثوبان نے سب کو وہاں دیکھتے مقدس کی شال کو درست کیا سب پریشان نظروں سے انھیں ہی دیکھ رہے تھے۔

"یہ خون " مقدس ثوبان کی شرٹ دبوچے بولی شرٹ پر خون کا رنگ چڑھا تھا ثوبان نے ہیزل گرین لبالب پانیوں سے بھری نگاہوں سے نظریں چرائیں۔

"عترت " ثوبیہ بیگم نے اشک بار آنکھوں سے عترت کے سر پر ہاتھ پھیرا جو ناسمجھی سے سب کو دیکھ رہی تھی۔

"تو۔۔یہاں۔۔یہ۔۔سب۔۔حنان بھائی۔۔بھابھی۔۔"مقدس نے ٹوٹے لہجے میں ثوبان کا زخم ٹٹولتے کہا ثوبان اس کی فکر پر زخمی دل سے مسکرایا۔

"مقدس میری بات سنو حداد کو گولیاں لگی ہیں اسے خون کی ضرورت ہے تمہاری ضرورت ہے" ثوبان نے مقدس کے ہاتھوں کو تھامتے کہا فاطمہ بیگم کی تو ان الفاظ پر دنیا گھوم گئی انھیں عالم صاحب نے تھاما تو عترت نے بے یقین ہوتے پتھرائی کیفیت میں ثوبان کو دیکھا۔

"یہ۔۔یہ کیا کہہ رہا ہے۔۔عالم صاحب" فاطمہ بیگم بھرائی آواز میں بولی تو بس اتنا۔

"یہ جھوٹ بول رہا ہے نا" فاطمہ بیگم کی حالت غیر ہونے لگی وہ یک دم بے بسی سے اس جملے کو جھوٹ کا لبادہ اڑھانے کے لیے چیخی جبکہ عالم صاحب نے اپنی نم آنکھوں کو پھیرتے ان کے بازوں کو سہلایا ان کا بی پی شوٹ ہو سکتا تھا ۔

"عالم صاحب ۔۔ بولے نا " فاطمہ بیگم شدد سے رو دی جبکہ عالم ، اعظم اور شاہد کفیر نم آنکھوں سے مضبوط مردوں کی طرح کھڑے تھے حداد ان کا بیٹا تھا بھتیجا تھا پوتا تھا جس کا غم وہ برداشت کر رہے تھے بہت بری ہوتی ہے اولاد کی تکلیف لیکن کفیر'ز کو شاید عادت تھی پانچ سال پہلے عشراق بھی تو اسی ہاسپٹل میں ایمرجنسی ورڈ میں تھی اور حنان جیل میں کفیر'ز کا امتحان آج بھی سخت تھا جس کا مقابلہ وہ باہمت کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔

"نہیں۔۔بھائی۔۔حداد۔۔صبح۔۔تو۔۔آفس۔۔گولیاں نہیں۔۔پھوپھو۔۔حضور"عترت نے پتھرائی کیفیت میں ثوبان کو دیکھتے نفی میں سر ہلاتے کہا آنکھوں میں آنسو جمع ہوئے جو رخصار پر بہے ثوبیہ بیگم نے اس کا سر اپنے سر سے ملایا کیا عجیب قسمت تھی اس دلہن کی جس دن دلہن بنی اس کی قسمت میں پانچ سال کا ہجر لکھ دیا گیا اور جب شوہر کی محبت میں دلہن بنی تو شوہر زندگی اور موت سے لڑتا اسے کسی بھی وقت ہجر آخر دینے کو تیار تھا عترت ثوبیہ بیگم سے علیحدہ ہوتی ثوبان کے سامنے آئی مقدس جو ثوبان کی بات سنتے فاطمہ بیگم کی چیخ و پکار پر ساکت سی بے یقینی سے ثوبان کو دیکھ رہی تھی نفی میں سر ہلاتی حنان کی سمت بڑھی۔

"بھائی۔۔حداد۔۔نہیں۔۔آپ۔۔جھوٹ۔۔بول" عترت نے ثوبان کے سامنے کھڑے سوال کرنا چاہا مگر بھرائی آواز نے ہر لفظ کا گلا گھونٹا ثوبان کو نظریں جھکائے خاموش دیکھتی عترت کی دنیا گھومی تھی وہ سر ہاتھوں میں تھامتی

لڑکھڑائی شال کندھوں سے پھسلی ثوبان نے اسے خود میں بھینچا وہ زاروقطار رو دی۔

"بھائی " عترت نے ثوبان کی شرٹ کو مٹھیوں میں بھینچے سسکنا شروع کیا۔

"بھائی کی جان۔۔ میری گڑیا۔۔ کچھ نہیں ہو گا ہادی کو تم دعا کرو " ثوبان نے عترت کی پیٹھ سہلاتے کہا عترت کے رونے میں روانگی آئی وہ کہ رہی تھی کچھ برا ہونے والا ہے مگر حداد نے اس کی ایک بات نا سنی اور دیکھو سب سے برا اسی شخص کے ساتھ ہوا اسے پتا ہوتا تو وہ آج اپنی قربت میں بہکاتے حداد کو گھر ہی روک لیتی جس کی وجہ سے وہ صبح اس سے خفا تھا عترت نے نم اندھیرا چھائی آنکھوں سے سوچا۔

"بھائی ٹھیک ہو جائے گے نا" مقدس حنان کے گلے لگی امید بھرے لہجے میں حنان سے پوچھنے لگی جس نے مقدس کو خود میں بھینچے شاید خود کو سہارا دیا تھا روقیہ بیگم نے گم صُم بیٹھی جویریہ کو دیکھ اس کی سمت قدم بڑھائے تھے۔

"کفیر صاحب آپ لوگ حوصلہ رکھے دعا کرے اور تحمل سے انتظار کرے ۔۔سارے قابل ڈاکٹر اپنا کام کر رہے ہیں آپ اللہ کی زات پر یقین رکھے " سئینیر ڈاکٹر شاہد کفیر اور ثاقب داؤد کی آمد پر خود ان کے پاس آئے تھے ماحول دیکھتے نرمی سے گویا ہوئے یہ ہاسپٹل بنا بھی تو ان دو حویلی والوں کی وجہ سے تھا وہ ان سے ملتے واپس قدم بڑھا گئے سب لوگ خاموش تھے جیسے کچھ بولے گے تو خود پر ضبط نہیں کر پائے گے حداد زندگی اور موت کے بیچ جنگ لڑ رہا تھا مقدس کو خون دینا تھا ثوبان عترت کو ثوبیہ بیگم کے حوالے کرتا مقدس کے ساتھ گیا تھا انھیں بیٹھے ابھی کچھ دیر ہوئی تھی سب لوگ دعائیں کر رہے تھے عترت کی آنکھوں سے حداد کے صبح کے لمحات یاد کرتے آنسو

پھسل رہے تھے وہ کانپ رہی تھی ثوبیہ بیگم کو اسے سنبھالنا مشکل ہو گیا تھا سر میں درد کی ٹھیسے اٹھ رہی تھی بات شوہر کی تھی اور محبوب شوہر کی وہ جیسے حداد کے ساتھ جینے کے لیے تیار تھی تو کچھ منٹوں میں اس کے ساتھ مرنے کی بھی پوری تیاری کر لی تھی حنان بھائی کے لیے پریشان تھا ان پتا چلا جدائی کیسے برداشت کی حداد نے جب وہ جیل گیا تھا مگر وہ ہمیشہ کے لیے جدا ہونے تو نا گیا تھا کفیرز پر پھر قیامت ٹوٹی تھی۔

"میرے بہنوئی کو کچلنے کی کوشش کی؟" یہ مصطفی تھا جو اس گیراج کے اندر داخل ہوتا بولا آواز بھاری تھی اتنی کہ جیسے سنتے سامنے تین ہٹے کٹے آدمیوں کے لب خشک ہوئے تھے مصطفی شیلٹر اٹھا کر اندر گیراج میں داخل ہوا شیلٹر ٹوٹا ہوا تھا مگر بھاری بھرکم شیلٹر پرانے بھاری تالے سے لاک تھا جسے مصطفی

نے ایک ہی جست میں ہتھے سے اکھاڑا تھا شیلٹر اٹھاتے پیچھے سے آتی سورج کی روشنی میں مصطفی شیلٹر کو ایک ہاتھ سے اوپر اٹھائے کھڑا تھا وہاں پڑے سوکھے پتوں کی آواز ہلکی ہلکی بارش۔۔ اس کی آنکھوں میں خون تھا ماتھے پر بال بکھرے تھے ٹائی قدرے اپنی جگہ سے نیچے تھی نوٹ ڈھیلی تھی اوپری شرٹ کے دو بٹن کھلے تھے کوٹ لینڈ کروزر میں تھا رگیں تنی تھی گردن کی وینس صاف عیاں ہو رہی تھیں۔

"کہا ہے مصطفی؟" یاسر جو ہاسپٹل پہنچا تھا مگر اچانک سلمان کی کال کان سے لگاتے غرایا تھا۔

"اور کہاں ہو گا ان ہی ک۔ میٹوں کے پاس مجھے نہیں پتا تھا کہ مصطفٰی نے اس لیے مجھ سے اس ٹرک کی لوکیشن پوچھی تھی ورنہ میں کبھی نہیں بتاتا "

سلمان جو اپنی پولیس جیپ میں سوار چند اہلکاروں کے ساتھ بیٹھا اس جگہ پر جا رہا تھا ماتھا مسلتے بولا۔

"مجھے ڈر ہے وہ لوگ مصطفی کو کچھ کر نا دے " سلمان نے فکر سے مزید کہا۔

"کس کی فکر ہے تجھے ؟" یاسر نے جیسے غلط سنا۔

"مصطفی کی " سلمان نے کہا۔

"ہمم۔۔کر فکر مگر غلط بندے کی کر رہا ہے " یاسر نے سرخ چہرے سے کہا دل کیا سلمان کا گلا دبا دے۔

"تیرا دماغ خراب ہے تیری عقل میں یہ بات نہیں آئی کہ وہ لوری سنانے نہیں ان ک۔ مینوں کو ہمیشہ کے لیے سلانے کے لیے پوچھ رہا ہے " یاسر ضبط کرنے کی کوشش کر رہا تھا مگر سیاستدان اور ضبط کا کیا تعلق بھلا؟ یاسر تقریبا دھاڑا تھا عمران نے بے ساختہ کان پر ہاتھ رکھا مگر یاسر کی خونخوار نظروں سے زبردستی مسکراتے ہوئے ہاتھ نیچے کر گیا "میرے کان کے پردے پھاڑے گے " عمران بڑبڑایا مگر دل میں۔

"یار مجھے کیا پتا تھا مجھے لگا وہ ویسے ہی تفتیش کر رہا ہو گا۔۔"عمران نے سانس لیتے کہا وہ یاسر کی دھاڑ پر تحمل سے کام لے رہا تھا۔

"ہاں اور اس کی شرافت دیکھ لینا جب وہاں موجود ان بدمعاشوں کی لاشیں ملے گی وہ ایک کو بھی زندہ نہیں چھوڑے گا " یاسر نے جبڑے بھینچے کہا۔

"لیکچر نا دے شریف ہے تجھ سے تو ہر کسی کو اپنی طرح سمجھا ہے تو نے۔۔ میں نے تو آج تک اس شریف انسان کو غصہ کرتے نہیں دیکھا" سلمان یاسر کی بات پر آنکھیں گھماتا بولا۔

"غصہ وہ آج بھی نہیں کرے گا وہ غصہ نہیں کرتا وہ شیطان ختم کرتا ہے! جا دیکھ لے اس شریف انسان کی شرافت لیکن ایک بات یاد رکھ مصطفی کی لوکیشن تیری پولیس ہسٹری میں یا وہاں آرمی ہیڈ کواٹر کی نظر میں آئی تو تیرا گلا میں خود دباؤ گا۔۔اور اس سے پہلے منی لانڈرنگ کے کیس میں ذلیل بھی کرواونگا " یاسر نے غراتے کہا اور عمران کو کار ریورس کرنے کا کہا۔

"کرپٹ سیاستدان۔۔دھمکی بھی اپنے جیسی دیتا ہے ک۔مینا" سلمان بڑبڑاتا کال کاٹ گیا جبکہ اس کے پاس بیٹھے ڈرائیور نے مسکراہٹ دبائی۔

"شریف بندا ! جس طرح میں شریف ہو ہے نا۔۔اس ک۔مینے کو اتنے سالوں کی دوستی میں یہ نہیں پتا چلا کہ ہم داؤد'ز ہیں۔۔ ہم صرف شکل سے ہی شریف لگتے ہیں " یاسر بڑبڑایا تھا جبکہ اس کی بڑبڑاہٹ سنتے عمران نے اپنی مسکراہٹ قابو کرنے کے لیے ہونٹ دانتوں میں دبایا تھا جبکہ یاسر سیٹ کی سطح پر سر گرائے ہاتھ چہرے پر پھیرتا غصہ کنٹرول کرنے کی کوشش کر رہا تھا وہ مصطفی کی جگہ ہوتا تو بھی یہی کرتا مگر اس لوکیشن پر آرمی ہیڈ کوارٹر تھا اور مصطفی اس وقت یہ نہیں سوچ پا رہا تھا وہ دشمن جو بھی تھا اس نے سیو پلیس چنی تھی وہ لوگ یقینا وہاں کوئی کام کرتے تھے اور جرم صفائی سے سر انجام دینے میں ماہر تھے اگر کوئی ان کے پیچھے آئے تو وہ خود بھی پھنسے گا یقیناً آرمی کسی کو قتل کرتے وہاں دیکھ لیتی تو حشر برپا کر دیتی یاسر کا سر درد کر اٹھا۔

حنان کا فون جویریہ کی کار میں رہ گیا تھا جب حداد نے کال کی جویریہ حویلی کے رستے میں تھی حداد کی بات سنتے جویریہ کی پیشانی پر شکنیں پڑی تھیں جویریہ نے ثوبان اور مصطفی کو فورا کال کرتے سارا ماجرا بتایا تھا مصطفی کنسٹرکشن کے کام سے کشمیر سے کافی فاصلے پر تھا اسے آنے میں وقت لگا تو ثوبان بھی فیکٹری میں تھا اسے بھی وقت درکار تھا وہاں پہنچنے کے لیے مصطفی نے سلمان کو کال کی لیکن وہ ڈی ایس پی سے میٹنگ میں مصروف وقت پر کال نا دیکھ پایا تھا تو ثوبان جو جویریہ کی لوکیشن ٹریس کرتا اس طرف آرہا تھا حنان اور اس کا آمنا سامنا رستے میں ہوا ثوبان نے کار سے نکلتے حنان کو سارا ماجرا بتایا وہ دونوں اس سمت پاگلوں کی طرح کار کی سپیڈ بڑھاتے بڑھے تھے۔

مصطفی نے آگے بڑھتے زمین پر پڑا ایک سریا اٹھایا اور اسے اپنے دائیں ہاتھ میں گھمایا سامنے کھڑے تین آدمیوں نے جو دیکھنے میں ہٹے کٹے تھے مصطفی کو

دیکھتے اپنی گردن دائیں بائیں کی وہ لوگ مجرم تھے سپاری لے کر کام کرنا پیشا تھا ان کا اور یہ کام بھی ان لوگوں نے اسی لیے کیا ان میں سے ایک وہ ٹرک ڈرائیور تھا جو حداد کو کچلنے والا تھا حداد نے ٹرک کا نمبر نوٹ کرتے جویریہ کو حنان سمجھتے بتایا تھا مگر گاڑی کا نمبر نوٹ نہیں کر پایا تھا اور یہ واحد غلطی تھی جو ان لوگوں سے ہوئی تھی جس وجہ سے مصطفی ان کی موت بنے ان کے سامنے کھڑا تھا پہلے پہل انھیں لگا یہ آرمی کا بندہ ہے وہ پکڑے گئے مگر مصطفی کا حلیہ دیکھ وہ تینوں خباست سے مسکرائے تھے۔

"وہ مصطفی شاہ میر کا بہنوئی نہیں مصطفی شاہ میر کا بچپن کا دوست ہے۔۔میرا ہادی ہے" مصطفی نے آگے بڑھتے سریا زمین پر ٹکایا اور اور تینوں کو چھ قدموں کے فاصلے پر دیکھا وہ ان میں سے ایک آدمی آگے بڑھتا مصطفی پر وار کرنے لگا۔

"مصطفی شاہ میر شریف بندہ ہے اور شریفوں سے پنگاہ نہیں لیتے بیٹا " مصطفی نے سریا گھما کر اس کے سر پر مارا وہ شخص وہی ڈھیر ہو کر پیچھے ساکت گرا دونوں آدمیوں نے غصے سے مصطفی کو دیکھا جو واپس سریا دوسرے ہاتھ میں گھماتا ان کی طرف آہستہ آہستہ بڑھ رہا تھا ایک اور آدمی آگے بڑھتا گن نکال گیا اور مصطفی پر تان گیا دوسرا آدمی فتح مندی سے مسکرایا۔

"اناللہ وانا الیہ راجعون" مصطفی نے ڈھیر ہوئے آدمی کو دیکھتے نفی میں سر ہلایا اور سامنے گن کا رخ خود کی طرف دیکھتے ایبرو اچکائی۔

"لگتا ہے وہ ک۔۔مینہ مر گیا جسے کچلنے کا مجھے کام سونپا گیا تھا تبھی اس کا رشتہ دار یہاں کھڑا ہے منے وقت ہے ابھی واپس چلا جا تیری ہماری کوئی دشمنی نہیں اور ہمارا ساتھی مارا تو نے کوئی بات نہیں ویسے بھی اب پیسوں کے دو حصے ہونگے تو جا ہم اس کی لاش ٹھکانے لگا دے گے " دونوں آدمیوں نے

ہاتھ پر ہاتھ مارتے ہنستے ہوئے کہا انھیں اپنے ساتھی کی موت کا کوئی افسوس نا تھا۔

"منا ؟ " مصطفی نے دوسری ائیبرو ریز کرتے جیسے صرف یہ ہی لفظ سنا تھا۔

"مصطفی " سلمان جو کچھ اہلکاروں کے ساتھ وہاں پہنچا تھا ایک غنڈے کا ساکت وجود زمین پر پڑا اور آنکھیں ساکت دیکھتے مصطفی کو پکار گیا جس کے ہاتھ میں سریے پر خون لگا تھا جبکہ پولیس والوں کو دیکھ ان دو آدمیوں کے پسینے صحیح معنی میں چھوٹے۔

"مصطفی تم شریف انسان ہو قانون کو ہاتھ میں مت لو ہم دیکھ لے گے انھیں " سلمان نے کہا اور آگے قدم بڑھائے۔

"سنا ؟" مصطفی سلمان کی بات بنا پلٹے سنتا ان آدمیوں سے پوچھنے لگا جو نا سمجھی سے اسے دیکھ رہے تھے۔

"خبردار آفیسر جو آگے آئے ورنہ اس منے کو اوپر پہنچانے میں دیر نہیں لگائے گے " ایک آدمی نے گن پر گرفت مضبوط کرتے کہا جبکہ دوبارہ خود کے لیے منا سنتے مصطفی نے جبڑے بھینچے باقی اس آدمی کے کسی بات سے اسے فرق نہیں پڑا البتہ سلمان اپنے اہلکاروں کو اشارہ کرتا وہی رکا وہ دونوں پھر فتح مندی سے مسکرائے۔

"جسے مارنے کی بات کر رہے ہو تم اگر سامنے سے وار کرتے وہ تمہیں چیر کر رکھ دیتا بزدل ہو بزدلی دیکھائی ایک ب۔اپ کی اولاد ہوتے تو سامنے سے وار

کرتے تب دیکھتے حداد عالم کفیر کس بلا کا نام ہے۔۔۔اور شریفوں سے پنگاہ نہیں لیتے بیٹا شریف کا دماغ خراب ہوا تو تمہاری آنے والی نسلوں پر فل سٹاپ لگا سکتا ہے " مصطفی نے کہتے سریا اتنی تیزی سے گھمایا تھا کہ گن اس آدمی کے ہاتھ سے چھوٹ کر دور گری تو مصطفی نے اس کی ٹانگوں کے بیچ میں رکھ کر کک ماری وہ شخص بلبلا اٹھا۔

"یہ مجھے منا بولنے کے لیے تھا البتہ میری بہنوئی کو مارنے کی سازش کرنے کے لیے مصطفی شاہ میر موت کا حکم سناتا ہے " مصطفی نے افسوس سے کہتے سریا گھمایا اور اس شخص کے سر پر وار کیا وہ وہی ڈھیر ہوا تو آخری آدمی جان بخشی مانگنے لگا مصطفی اسے ختم کرتا کہ سلمان آگے آیا مصطفی نے کندھے اچکاتے اور سریا نیچے گرایا اس آدمی کو پولیس تحویل میں لے لیا گیا۔

"تم تو شریف تھے پانچ وقت کے نمازی پرہیزگار۔۔گڈ بوائے لیکن شرافت میں بھی دو قتل کر دیئے تم نے " سلمان کا صدمہ گہرا تھا اب سمجھ آئی اسے یاسر کیا سمجھانا چاہ رہا تھا۔

"غلط دو نہیں تین " مصطفی نے افسوس سے سر نفی میں ہلاتے سلمان کے پہلو میں گرے ہاتھ سے گن لیتے سیٹی بجائی پولیس اہلکاروں سمیت اس شخص نے بھی پلٹ کر دیکھا اور گولی سیدھا اس کے سینے میں لگی وہ شخص وہی ڈھیر ہوا پولیس اہلکار منہ کھولے مصطفی کی غنڈہ گردی دیکھ کر رہ گیا یہ پولیس عملہ تھا جو دشمنوں کی ایک حرکت پر نصف سیکنڈ سے بھی تیزی میں گولی چلاتے ڈھیر کر دیا کرتے تھے مگر یہاں مصطفی شاہ میر کھڑا تھا اور وہ لوگ ڈی ایس پی سلمان کے حکم کے پابند تھے۔

"اور تجھے سے مطلب کیا ہے میں ہو اور اب بھی یہاں سے سیدھا مسجد جاؤ گا نماز کا وقت جو ہوگیا ہے " مصطفی نے کہتے کندھے اچکائے وہ جانے لگا جب یاسر کو سینے پر ہاتھ فولڈ کیے خود کو تکتا پایا یاسر نے جتاتی نظروں سے تین لاشوں اور سلمان کا کھلا ہوا منہ دیکھا تھا مصطفی نے قدم آگے بڑھاتے سلمان کی گن اس کی طرف اچھالی اور سیدھا اپنی لینڈ کروزر کی طرف بڑھا۔

"ہمم میری طرح نہیں ہے " یاسر نے ہنکارا بھرتے اپنی کار کی سمت قدم بڑھائے۔

"اور کتنی دیر لگاؤ گی مجھے لگ رہا ہے میں اب صبح ہی گھر جا پاؤں گا " یازان بے زار ہوتا بولا جبکہ قندیل جو اس چھوٹے سے پپی کے لیے کھانے کا سامان لے رہی تھی چین سٹور سے یازان کی بات پر پلٹتی اسے غصے سے دیکھنے لگی۔

"تمہارے اندر زرا سی بھی انسانیت نہیں ہے ؟" قندیل کو افسوس ہوا۔

پپی کو ہاسپٹل میں ایڈمٹ کیا گیا تھا کمزوری کی وجہ سے اسے صحت یاب ہونے میں کافی وقت لگنا تھا اس لیے ڈاکٹر نے اس پپی کا ضروری سامان لا کر ہاسپٹل میں جمع کروانے کا کہا تھا جسے سنتے قندیل نے یازان سے پوچھنے کے بجائے اس کی کار کی سمت قدم بڑھائے تھے یازان بیچارہ کیا کرتا پیچھے پیچھے آیا وہ ایسے چپ چاپ جب سے قندیل کی ہر بات مان رہا تھا جیسے قندیل کا ذاتی ملازم ہو اور اب وہ چین سٹور پر پچھلے ایک گھنٹے سے ڈاکٹر کی بتائے ہوئے پپی کے لیے ضروری سامان کی شاپنگ کر رہے تھے جو ختم ہونے میں نہیں آرہی

تھی تین گھنٹے تو اس پپی کے چیک اپ میں لگ گئے یازان سخت جھنجھلایا ہوا تھا اتنی دیر میں یازان اپنی مہینے کی شاپنگ کر لے۔

"وہ ک۔تا ہے انسان نہیں اسے انسانیت کی نہیں جانوریت کی ضرورت ہے اور میں جانور نہیں" یازان نے قندیل کو دانت پیستے کہا۔

"خبردار جو اسے ک۔تا کہا تو " قندیل نے انگلی اٹھائے یازان کو تنبیہ کی۔

"تو کیا کہو بادشاہ سلامت ؟ " یازان نے کلس کر پوچھا۔

"ہاں ویسے میں نے اپنے بچے کا نام تو رکھا ہی نہیں " قندیل ایک ڈوگ فوٹ پیک اٹھائے سوچتے ہوئے بولی۔

"بس اب یہ ہی تو رہ گیا تھا " یازان نے آنکھیں گھمائیں۔

"بادشاہ نام اچھا ہے ویسے آج سے میرے بچے کا نام بادشاہ " قندیل نے فیصلہ کرتے ٹرالی میں فوڈ پیک ڈالا یازان تو اس کے منہ سے پپی کا نام سن کر دنگ رہ گیا۔

"ہاں اور تم اس کی ماں مریم ُاز زمانی" یازان نے ٹکرا دیا۔

"لیکن وہ ابھی چھوٹا ہے بادشاہ نام بھاری نا پڑ جائے " قندیل نے جیسے یازان کی بات ہی نہیں سنی اپنی دھن میں مگن بولی۔

"بھاری ؟ ہاں تم ایسا کرو اس کا نام شیرو رکھ دو " یازان مزے سے بولا۔

"نہیں وہ تو مزید بھاری ہو جائے گا میں اپنے بچے پر رسک نہیں لے سکتی۔۔ بادشاہ ہی ٹھیک ہے " قندیل نے سنجیدگی سے کہا جبکہ یازان پاگل ہونے کے در پہ تھا شیرو نام تو سیکرٹ ڈوگ کا رکھتے ہیں جو حفاظت کے لیے استعمال ہوتے اور قد میں بھی خاصے بڑے ہوتے ہیں وہ اس ڈیڑھ فٹ کے پپی کا نام اس لیے شیرو نہیں رکھ رہی تھی کیونکہ اس پر بھاری نا پڑ جائے واہ رے اللہ تیری قدرت جتنا حسن تو نے عورتوں کو دیا تھا اس سے دس پرسنڈ عقل ہی دے دیتا یازان نے چین سٹور کی چھت کو دیکھتے ہاتھ ہوا میں بلند کرتے اللہ سے شکواہ کیا۔

"یہ کیا طریقہ ہے ؟ اوپر سے کیا مانگ رہے ہو؟ " قندیل کی نظر یازان پر گئی وہ حیرت سے چھت کو دیکھتی بولی۔

"عقل " یازان نے ہاتھ نیچے کرتے بھاری آواز میں کہا۔

"ہاں تمہیں ضرورت بھی ہے آمین " قندیل نے باقاعدہ آمین کہا۔

"مجھے عقل کی ضرورت ہے اور تمہیں نہیں جو ایک گھنٹے سے اس ک۔تے کے بچے کی شاپنگ کر رہی ہو " یازان کو غصہ آیا۔

"خبردار جو تم نے میرے بچے کو ک۔تا کہا تو " قندیل تنبیہ کرتی غرائی مینیجر اونچی آوازیں سنتا اس سمت آیا۔

"کیا ہوا سر میڈیم ؟ " مینیجر نے مؤدب انداز میں پوچھا۔

"میں جا رہا ہوں اب خود لے جاؤ یہ سب اس ک۔تے۔۔" یازان اپنا جملہ مکمل کرتا کہ قندیل نے اس کے پیر پر اپنا پیر مارا قندیل نے بلاک ہیل والے شو پہنے تھے یازان بلبلا اٹھا۔

"تم مس ہوتی سوتی ڈاکٹر ! " یازان چیخا۔

"مسٹر آوارہ چپ چاپ یہ سامان لو اور پیمنٹ کرو ورنہ " قندیل نے ایک قدم آگے لیتے یازان کو وارنگ دی۔

"ورنہ کیا "یازان گھٹنہ پکڑے غصے سے بولا۔

"ورنہ میں یہاں شور کر کے سب سے کہو گی کہ تم بدتمیزی کر رہے تھے میرے ساتھ " قندیل نے مسکراتے کہا اور کندھے اچکائے۔

"ہیں میں نے کب بدتمیزی کی ؟" یازان کا منہ کھلا صبح سے اس بلا کی مدد کر رہا تھا بدلے میں ملا تو یہ الزام جبکہ قندیل کی دھمکی سنتے مینجر کی آنکھیں باہر کو ابلنے کو تیار تھیں بہت سے لوگ آج باہر بارش کی وجہ سے چین سٹور پر پھنسے تھے اگر قندیل یہ تماشہ کرتی چین سٹور کی بھی بدنامی ہوتی۔

"کر لو میرے پاس گواہ ہے مینجر سامنے کھڑا ہے " یازان سینے پر دونوں ہاتھ فولڈ کرتے بولا۔

"یہ۔۔یہ تو خود تمہارے ساتھ مل کر مجھ سے بدتمیزی کر رہے تھے" قندیل نے کہا یازان اور مینجر کا دل کیا اس بلا کا گلا دبا دے۔

"سر پلیز آپ میم کی بات مان لیں آپ کے ساتھ میری اور چین سٹور کی عزت کو بھی خطرہ ہے" مینیجر نے تھوک نگلتے کہا یازان نے خاموشی سے اثبات میں سر ہلایا۔

"تمہیں پتا ہے یہ جو بات تم نے کی ہے یہ ایک لڑکی کے لیے کتنی بڑی ہے" یازان مینیجر کو وہاں سے جاتا دیکھ بولا آنکھیں سرخ ہوئیں تھیں آنکھوں کے سامنے حنان اور جویریہ کا چہرہ گھوما تھا یہ لڑکیاں اتنی آسانی سے اپنی عزت پر سوال اٹھانے کے لیے تیار رہتی ہے اور صرف زرا سی بات پر اگر یہ لڑکی اپنی بے وجہ ضد نا ماننے پر یازان کے کریکٹر کو مشکوک بنا سکتی ہے اور یازان کا چھوڑو اسے اپنی عزت کی پرواہ نہیں تو کیا بعید ایسی لڑکی سے پہلے وہ مزاق

سمجھ رہا تھا مگر مینجر کو بھی الزام دینے پر وہ سنجیدہ ہوا معاملہ اس تک رہتا تو مزاق تھا وہ کسی تیسری شخص کو بھی شامل کر رہی تھی۔

"مجھے صرف اس وقت بادشاہ کی فکر ہے جلدی چلو " قندیل یازان کی بات کو ہوا میں اڑاتی آگے قدم بڑھا گئی یازان نے مٹھیاں بھینچے اپنے اشتعال کو قابو کرنے کی سعی کرنے لگا کچھ دیر میں یازان ہاسپٹل کی طرح یہاں کا بھی بل پے کرتا کار میں سامان رکھ واتے ہاسپٹل پہنچا سامان جمع کروانے کے بعد یازان قندیل کو لیے اب اسے مطلوبہ جگہ ڈراپ کرنے کے لیے جا رہا تھا چہرہ سنجیدہ تھا بے حد سنجیدہ جبکہ قندیل اب دوبارہ اپنے بچے کو دیکھتی پر سکون سی تھی اور کار میں آرام دہ حالت میں بیٹھی باہر موسم کو دیکھ رہی تھی اسے آج دن بھر پپی کے علاوہ کوئی ہوش ہی نہیں رہا تھا نا کھانے کا نا یونیورسٹی جانے کا خیر اب تو یونیورسٹی بھی بند ہو گئی تھی مگر دل مطمئن تھا اس نے ایک ننھے سے جانور کی مدد کی۔

"یہ دروازہ کیوں لاک کیا ہے " قندیل کار رکتی اترنے لگی بارش تھم چکی تھی کار کا دروازہ لاک تھا یازان نے اپنی سیٹ بیلٹ کھولی۔

یازان نے قندیل کا ہاتھ دبوچے اس کا رخ اپنی سمت کیا قندیل حیران سی یازان کو دیکھے گئی چادر شانوں سے پھسلی تھی ڈوپٹہ سر سے سرکا تھا۔

"کیا بدتمیزی ہے یہ " قندیل گھبراتی گھٹی گھٹی آواز میں چیخی اور یازان کے سینے پر دونوں ہاتھ رکھے خود سے اسے دور کرنا چاہا مگر بے سود قندیل کے چیخنے پر یازان تلخی سے مسکرایا۔

"تم نے جو کہا تھا سٹور پر تمہارے الفاظ سچ کر رہا ہو۔۔تم سے بدتمیزی کر رہا ہو شور مچاؤ " یازان قندیل کے چہرے پر جھولتی لٹوں پر پھونک مارتا گویا ہوا یازان کے انداز سے قندیل کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی۔

"کیا۔۔مطلب " قندیل کی آنکھوں میں پانی جمع ہوا یازان کی قید میں بازو میں شدید درد ہوا اسے اپنا بازو ٹوٹتا محسوس ہوا۔

"کیا ہوا تمہیں تو پرواہ نہیں تھی اب یہ آنسو کیسے " یازان قندیل کے آنسو دیکھتے استھزایہ مسکراتے بولا۔

"دیکھو اس وقت مجھے بادشاہ کی فکر تھی " قندیل نے کہا آنسو یازان کی بات پر رخسار پر گرے وہ مسلسل اپنا بازو یازان کی گرفت سے چھڑوانے کی کوشش کر رہی تھیں آنکھیں گلابی پڑتی سنہری آنکھوں میں دیکھ رہی تھیں۔

"کاش تمہیں اپنی عزت کی فکر ہوتی " یازان اب قندیل کے آنسو سے جھنجھلاتا قندیل کو پیچھے پٹخ گیا قندیل کی کراہ کار میں گونجی اس کی پشت دروازے سے لگی تھی کمر میں بری طرح درد کی لہر اٹھی۔

****

"تم لڑکیاں پتا نہیں کیوں اپنی عزت کو معمولی سمجھتی ہو یہ نہیں سوچتی کہ اپنی انا میں کی ایک غلط حرکت تمہارے ساتھ کتنوں کی زندگیاں برباد کر دے گی ۔۔میں نے اس وقت تمہارا یہ رویہ برداشت کیا مجھے تمہاری عزت کی نہیں

تمہارے ماں باپ کی عزت کی فکر تھی ورنہ یہ تمہاری غلط فہمی ہے میں تمہارے سامنے جھکا " یازان نے کہتے اپنا رخ ونڈو کی سمت موڑا۔

"مجھے ۔۔ اس۔۔ وقت بادشاہ۔۔ کی فکر تھی۔۔ میں انا۔۔ میں یا تمہارے۔۔ " قندیل اپنا بازو سہلاتی پتا نہیں کیوں اس شخص کو صفائی دے رہی تھی شاید اس لیے وہ مہربان تھا یازان نے اس کی مدد کی تھی اتنے گھنٹوں سے اس کے ساتھ تھا اور یازان کے ساتھ قندیل کو اجنبیوں کا تاثر بھی محسوس نا ہوا وہ اس کے ساتھ کمفرٹیبل تھیں مگر یازان کے کچھ دیر پہلے والی حرکت نے اسے یازان سے خوف کھانے پر مجبور کر دیا تھا۔

"شٹ اپ جسٹ شٹ اپ " یازان سٹیرنگ پر ہاتھ مارتا دھاڑا تھا۔

"تم اگر ایک دفعہ آرام سے کہ دیتی تو تمہیں لگتا ہے میں تمہیں چھوڑ کر چلا جاتا اور تم نا بھی کہتی میں بل کاؤنٹر پر تمہارا انتظار کرتا بغیرت نہیں ہو خراب موسم میں لڑکی کو بے آسرا چھوڑ دیتا۔۔ اس پپی کی مدد کی تمہیں اندازہ ہے میں اپنی کار میں کسی کو گندے جوتوں سے بیٹھنے نہیں دیتا یہ میری محبوب کار

ہے خود سے بڑھ کر اس کا خیال رکھتا ہوں انسانیت تھی تو تمہاری پہلے بھی مدد کی تھی ان درندوں سے بچاتے ہوئے اور آج بھی" یازان دانت پیستا قندیل کو خونخوار نظروں سے دیکھتا گویا ہوا قندیل کو اپنے کہے الفاظ پر شرمندگی اور ندامت نے آگھیرا لیکن وہ اس وقت کیا کیا بول گئ وہ خود بھی نہیں جانتی تھی اسے نہیں معلوم تھا مقابل اس کی بات کو اتنا سنجیدہ لے گا قندیل نے سر جھکائے اپنے آنسوؤں کو رگڑا یازان کی نظر بلیو اسٹار آنکھوں سے بہتے سیال پر گئ اور پھر قندیل کی سرخ ناک پر اسے مزید غصہ آیا اب یہ غصہ قندیل کے آنسو دیکھتے خود پر آیا تھا یا قندیل کی باتوں پر تھا وہ خود سمجھنے سے قاصر تھا۔

"اترو میری گاڑی سے " یازان دھاڑا اور بٹن پریس کر گیا قندیل یازان کی دھاڑ پر پھر لرزی تھی کار کا دروازہ کھلا قندیل اپنے آنسو گالوں سے رگڑتی بنا یازان کو دیکھے وہاں سے بھاگتے ہوئے غائب ہوئی یازان نے پوری قوت سے مکہ اسٹیرنگ پر جڑا آج اس لڑکی کی مدد کرنا یازان کو مہنگا پڑا اسے اپنی بے اختیار ہمدردی پر غصہ آیا وہ گہرے سانس لیتا اپنا غصہ کنٹرول کر رہا تھا کہ

فون رنگ ہوا اعظم صاحب کی کال تھی جنہوں نے فورا یازان کو جبیل ہاسپٹل پہنچنے کا کہا تھا یازان آگے سے کچھ پوچھتا کہ کال ڈسکنیکٹ ہوئی یازان واپس کال ملاتا جو سامنے سے اٹھائی نہیں جا رہی تھی صرف رنگ جا رہی تھی اور پھر موبائل بند ہوا یازان کار ریورس لیتا ہاسپٹل کی سمت بڑھا۔

جنہ کی آنکھ کھلی چکراتے سر کے ساتھ جنہ اٹھ کر ہمت کرتی بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھی کچھ دیر گزری غور کرنے پر روم کو دیکھا پھر یاد آیا وہ تو ائیرپورٹ سے باہر نکل رہی تھی اور اس کے آگے کچھ یاد نا تھا جنہ نے ادھر ادھر نظریں دوڑائیں سفید انٹیریئر سے سجا کمرہ بے حد نفیس اور خوبصورت تھا اور اپنے مالک کے اعلی زوق ہونے کی وضاحت کر رہا تھا جنہ کفرٹر خود سے دور اچھالتی بنا آواز کیے بنا سلیپر کے کیونکہ سلیپر تو تھیں ہی نہیں اس کے پاس اٹھی اور ہمت کرتی دروازے تک آئی جو کھلا تھا۔

"میں کیڈنیپ تو نہیں ہوگئی ؟" جنہ نے سر درد کے ساتھ سوچا اور پھر نگاہیں باہر خوبصورت سے لاونج میں گھمائیں کوئی اس کی سمت صوفے پر پشت کر کے بیٹھا تھا سیاہ بال اور بلیک ٹی شرٹ میں کوئی مرد تھا جنہ اتنا ہی اندازہ لگا پائی وہ سامنے ال سی ڈی پر مووی دیکھ رہا تھا اور شاید کچھ کھا بھی رہا تھا جنہ کے دماغ میں خطرے کی گھنٹیاں بجی جنہ واپس کمرے کے سینٹر پر آئی ایک ہاتھ سے سر پکڑے پورے کمرے میں نگاہیں دوڑائیں نا اس کا بیگ تھا وہاں نا فون جنہ نے منہ میں انگلی دبائی پھر کچھ سوچتے وہ وال ونڈو کے پاس رکھے لینڈ لائین پر نظر ٹھہری جنہ نے فورا لینڈ لائین کے پاس جاتے کسی کا نمبر یاد کرنے کی کوشش کی مگر اسے اس جاہل فائیٹر کے علاوہ کسی کا نمبر یاد ہی نہیں تھا وہ بھی اس لیے کیونکہ وہ نکاح کے بعد کال کرنے پر جنہ کو بلاک کر دیتا تھا اور جنہ الگ الگ نمبروں سے اپنے زبردستی کے شوہر کو تنگ کرتی تھی وہ پل یاد کرتے جنہ منہ میں انگلی ڈالے مسکرائی وہ پہلی لڑکی تھی جسے اپنے زبردستی کے شوہر سے بلاک ہوتے اس کا نمبر یاد ہوا تھا لیکن پھر مسکراہٹ سمٹی اور غصے نے اس کی

جگہ اختیار کر لی کیسے فراج نے اس کے کپڑوں کو تنقید کا نشانہ بنایا تھا کیسے اپنی حویلی میں بے عزت کیا تھا اور فلائیٹ میں کیسے اسے تنگ کیا تھا اور اس فرنگن کے ساتھ ہنس ہنس کر باتیں کر رہا تھا قندیل کا غصہ سوا نیزے پر پہنچا فون رکھتے وہ پلٹی لیکن پھر روکی اب یاد ہی اس کا نمبر تھا تو مرتی کیا نا کرتی اس کے پاس کوئی آپشن نا تھا قندیل نے صوفے پر بیٹھتے پاس رکھے جگ سے پانی کا گلاس بھر کر گٹا گٹ پیا اور فراج کا نمبر ملا گئی فراج جو برتن دھوتا ابھی فارغ ہوا تھا ٹاول سے ہاتھ صاف کرتے اپنا موبائل پوکٹ سے نکلا اپنے ہی فلیٹ کا لینڈ لائین نمبر دیکھتے پیشانی پر شکنیں پڑی لیکن رنگ ہو رہی تھی پہلے موبائل سائیلنٹ کرتے دماغ کے گھوڑے دوڑائے پھر چہرے پر مسکراہٹ رینگی ۔

"ہیلو " فراج نے کان سے موبائل لگاتے سلیپ پر بیٹھتے مزے سے کہا۔

"ہیلو فراج " جنہ بے ساختہ بولی۔

"کون " فراج نے اپنے نچلے ہونٹ پر دانت گاڑھے پوچھا۔

"جنہ " جنہ نے دانت پیستے غصے سے کہا اب یہ جاہل فائیٹر اس کی آواز بھی نہیں پہچانتا۔

"کون ؟ " فراج نے جیسے سنا ہی نہیں۔

"جنہ اعظم کفیر " جنہ غرائی۔

" آواز نہیں آرہی کون بات کر رہا ہے" فراج نے کان سے موبائل دور کرتے بھرپور ایکٹنگ کی۔

"تمہاری بیوی بول رہی ہو " جنہ ضبط کرتی پہلے غصے سے بولی مگر پھر باہر بیٹھے شخص کا خیال کرتے لہجہ دھیما رکھا۔

"ہیں ! میری تو شادی نہیں ہوئی ابھی" فراج جنہ کو تنگ کرتے بولا۔

"فلائیٹ میں بیوی بیوی کرتے کس کسے کر۔۔" جنہ کو غصہ آیا لیکن وہ اپنی بات مکمل کرتی کہ خود ہی شرم سے سرخ ہوئی فراج محفوظ ہوا۔

"کیا ؟ " فراج نے بات جاری رکھنے کی کوشش کی تاکہ جنہ جملہ مکمل کرے۔

"کچھ نہیں تمہاری بیوی بول رہی ہو" جنہ نے تحمل سے کام لیا فراج بدمزہ ہوا
۔

"دیکھے آپ جو بھی ہیں یہ نمبر میں نہیں پہچانتا" فراج نے ناک سے مکھی اڑائی۔

"تمہاری بیوی بات کر رہی ہو جس نے گن پوائنٹ پر تم سے نکاح کیا تھا جاہل فائیٹر" جنہ کا ضبط جواب دے گیا جبکہ فراج موبائل میوٹ کرتا قہقہہ لگا اٹھا ہنستے ہوئے فراج کا چہرہ مزید سرخ ہوا۔

"ہاں اچھا اچھا زبردستی والی بیوی" فراج کی جیسے یاداشت واپس آئی جبکہ فراج کی بات پر جنہ نے مٹھی بھینچی دل کیا پوچھے اس سے کہ رضامندی والی بیوی بھی کر رکھی ہے کیا لیکن اس وقت جنہ کو اپنی جان کے لالے پڑے تھے کوئی غنڈہ (فراج) باہر بیٹھا تھا۔

"دیکھو فراج مجھے کسی نے کیڈنیپ کر لیا ہے مجھے نہیں پتا وہ شخص کون ہے لیکن جو بھی ہے باہر بیٹھا ہے یہ ایک فلیٹ ہے جہاں مجھے قید کیا گیا ہے اور

میں کچھ نہیں جانتی میری مدد کرو پلیز" جنہ ایک سانس میں بولی فراج نے بامشکل قہقہہ روکا۔

"تو ؟" فراج نے پوچھا جنہ حیران ہوئی۔

"تو کیا مطلب مدد کرو میری " جنہ بولی۔

"کیوں ؟" فراج نے سوال داغا۔

"تمہاری بیوی ہو میں " جنہ نے یاد کروایا۔

"اوننہ زبردستی کی بیوی لیکن خیر خود مینج کرو میں ڈیٹ پر ہو فلحال " فراج نے بے زاریت سے کہا۔

"ڈیٹ ؟ "

"ہاں ڈیٹ یاد ہے وہ جو لڑکی مجھے دیکھ کر مسکرا رہی تھی فلائیٹ میں اس کے ساتھ " فراج نے مزے سے جھوٹ بولا۔

"میں تمہارا خون پی جاؤ گی جاہل فائیٹر" جنہ ضبط نا کر پائی۔

"پہلے خود کا خون ہونے سے تو بچاؤ ہنہ " فراج نے کہتے کال ڈسکنیکٹ کی اور پھر ایک دفعہ امڑتا قہقہہ کچن کی زینت بنا وہ جنہ کی بیوقوفی سے محفوظ ہو رہا تھا اور اب اسی خوشی میں وہ موبائل نکالے ائیر پوٹ کان میں لگائے انگلش سانگ سن رہا تھا فل ولیم کے ساتھ بیوی کو تنگ کرنے کا جشن بھی تو منانا تھا جو کچھ دیر میں اس کا ماتم بنانے والی تھی فراج انجان تھا۔۔

"یاللہ میں کیا کرو مانا میں محبت میں آندھی تھی مگر آپ تو مجھے عقل دے سکتے تھے اس جاہل فائیٹر سے شادی کرنے کا کیا فائیدہ جو مجھے مصیبت سے بچا نا پائے " جنہ روہانسی ہوتی اللہ سے شکوہ کرنے لگی اسے بھوک کی شدت اور فراج کی بے رخی کی وجہ سے سخت رونا آرہا تھا لیکن وہ رو کر وقت ضائع نہیں کر سکتی تھی اسی لیے اللہ کا نام لیتی فراج کو زندہ بچنے کے بعد قتل کرنے کا ارادہ کرتی اپنی حفاظت کی تدابیر سوچنے لگی۔

کچھ دیر بعد جنہ کمرے سے ادھر ادھر نظریں گھمائے باہر نکلی وہ شخص لاونج میں نہیں تھا بالکونی میں دیکھا وہاں بھی نہیں تھا جنہ کی نظر کچن پر گئی اندر

جھانکنے پر وہ شخص اب بھی جنہ کی طرف پشت کیے کھڑا تھا شاید موبائل میں مصروف تھا کانوں میں ائیرپوٹ تھے جنہ نے اس پاس اپنی حفاظت کے لیے کوئی سامان ڈھونڈا جنہ کے پاس سلیپ پر رکھی پروٹین کی سٹیل کی بوتل نظر آئی جنہ نے اللہ کا نام لیتے بوتل ایسے تھامی جیسے چاٹیا پکڑا ہو اور سامنے شخص (فراج) نہیں کوئی لکڑی کا درخت ہو جس کے دو حصے ہونے والے ہیں اور کرنے والی لکڑ ہاری (جنہ) ہے۔۔آسٹریلیا کی ہوائیں کچن کی ونڈو سے افسوس سے فراج کو دیکھ رہی تھیں تو نے بیوی کو تنگ کیا ہے فائیٹر بیوی تجھے ختم کرنے کے لیے پیچھے تیری موت اور زندگی کا سامان لے کر کھڑی ہے بچ گیا تو اسی بوتل سے پروٹین پی کر زندگی کا مزہ لینا اور نا بچا تو تیری موت پروٹین کی بوتل کے نام لیکن پھر جنہ کو احساس ہوا مقابل لمبے قد کا ہے اسی لیے جنہ نے پاس پڑے سٹول کو بنا آواز کے کھینچا اور اس پر قدم جما گئی۔۔۔فراج پلٹنے لگا اور جنہ نے آیت کریمہ پڑھتے پوری قوت سے فراج کے سر پر بوتل ماری فراج گھوما اور جنہ کو بے یقین نظروں سے دیکھنے لگا اور جنہ فراج کو دیکھتی

بوتل زمین پر نہیں فراج کے پیر پر گرا گئی فراج کی سلیپر سے نظر آتی انگلیوں کا سرما بنا جنہ نے منہ پر ہاتھ رکھا۔

ہیں! یہ تو جاہل فائیٹر نکلا جبکہ فراج سر پر ہاتھ رکھتا کچن کے فرش پر پشت کے بل ڈھ گیا۔

****

مصطفی اور یاسر بھی مصطفی کے نماز ادا کرتے ہی ہاسپٹل پہنچے تھے ابھی تک ڈاکٹرز نے کوئی جواب نہیں دیا تھا ہاں البتہ آپریشن کامیاب رہا گولیاں نکال دی گئی لیکن جب تک حداد کو ہوش نہیں آ جاتا وہ لوگ کچھ نہیں کہ سکتے تھے وہاں موجود تمام لوگوں کے لیے سینئر ڈاکٹر نے اسی فلور میں سٹنگ روم خالی کروایا تھا ایمرجنسی ورڈ کے باہر سب کو بیٹھے رہنے دینا درست نہیں تھا یہ ہال نما کمرا تھا تینوں اعتراف سیٹیں تھیں سامنے مرر ڈور تھا اور اسی کمرے میں ایک دروازہ تھا جو پرئیر روم تھا سب لوگ بے چینی سے ڈاکٹر کے جواب کا

انتظار کر رہے تھے مقدس نے خون دے دیا تھا مگر وہ ناکافی تھا ڈاکٹرز خون کا بندوبست کر رہے تھے مقدس کو ویکنس ہو رہی تھی اسی لیے اسے ڈرپ لگائی گئی وہ مسلسل رو رہی تھی ثوبان اس کے قریب بیٹھا مقدس کا سر دبا رہا تھا اس نے ابھی خون دیا تھا روتے ہوئے اس کی طبعیت خراب ہونے کا ڈر تھا حداد کے بارے میں ڈاکٹر ابھی کوئی جواب نہیں دے رہے تھے اسی لیے ثوبان نے لیڈی ڈاکٹر کو جو مقدس کو دیکھ رہی تھیں کہ کر مقدس کو نیند کا انجیکشن دیا عالم صاحب کو ہیلتھ ایشو تھا جس بنا پر وہ بھی خون نہیں دے پا رہے تھے یازان وہاں داخل ہوا داؤد'ز اور کفیر'ز سب کو یہاں دیکھتے اسے کچھ غلط ہونے کا شدد سے الہام ہوا یازان حنان کے پاس آکر رکا جو سر ہاتھوں میں گرائے بیٹھا تھا آنکھیں سرخ ہوچکی تھیں وہ ابھی نماز پڑھ کر آیا تھا جبکہ عترت پرئیر روم میں بیٹھی سسکتے دعائیں مانگ رہی تھی پورا جسم کانپ رہا تھا وہ ہچکیوں سے رو رہی تھی ثوبیہ اور روقیہ بیگم کو اس کی طبعیت کی فکر ہوئی سب لوگ ہی

اللہ کے حضور حاضر ہوئے تھے سب نے اپنے حادی کے لیے دعائیں مانگی تھیں عالم صاحب بھی خود کو سنبھالے ہوئے تھے۔

"بھائی۔۔کیا ہوا ہے" یازان حنان کے قریب بیٹھتا شانے پر ہاتھ پھیرتے گویا ہوا آواز میں لرزش خود با خود آئی تھی فاطمہ بیگم نے رو رو کر برا حال کیا ہوا تھا۔

حنان نے سر اٹھائے یازان کو دیکھا حنان ضبط کرتا کچھ نا بولا ایک گہرا سانس لے گیا جیسے کچھ بولنے کی ہمت ہی نہیں بچی تھی۔

"دادجی " یازان حنان کو خاموش دیکھتے شاہد کفیر کے پاس گیا جنھوں نے نرم سرخ آنکھوں سے یازان کو حداد کے بارے میں بتایا یازان نے بے یقینی سے

سب کو دیکھا منہ سے جیسے ہر لفظ ختم ہو چکا تھا آنکھیں مزید سرخ ہوئیں عترت اسی ہال نما ویٹنگ ایرا میں بنے روم سے باہر آتی دیکھائی دی اتنے میں ایک میل ڈاکٹر وال نما ڈور کو پیچھے دھکیلے اندر داخل ہوا مصطفی افق کو دیکھتا اس کے قریب آیا جو سرخ بھیگے چہرے سے لرزتی ہوئی مصطفی کو اپنی طرف بڑھتا دیکھ پھر رونا شروع کر چکی تھی۔

"آئی ایم سوری آپ کے پیشنٹ کی ڈیتھ ہوچکی ہے" ڈاکٹر نے افسوس کا اظہار کرتے کہا خبر تھی یا قیامت سب پر قہر بن کے گزری عترت مصطفی کی باہوں میں جھول گئی تو فاطمہ بیگم نے دل پر ہاتھ رکھتے اکھڑتی سانسوں کو قابو کرنے کی کوشش کی شاہد کفیر نے یازان کا ہاتھ تھاما جو خود ساخت کھڑا تھا حنان شل تھا روقیہ بیگم افق اور ثوبیہ بیگم نے منہ پر ہاتھ رکھے اپنی چیخ کا گلا گھونٹا تھا تو جویریہ ساکت پتھرائی کیفیت میں بیٹھی تھی ثاقب داؤد سیٹ پر ڈھنے کے انداز میں بیٹھے عالم صاحب نے بامشکل فاطمہ بیگم کو سنبھالا تھا مصطفی عترت کو

باہوں میں لیے کھڑا جس کے زمین پر پیر ساکت تھے یاسر نے پہلے اس ڈاکٹر کو دیکھا اور پھر اس کے ہاتھ میں موجود فائل کو جس پر ایمرجنسی ورڈ نمبر الگ لکھا تھا تو حداد کا روم نمبر الگ تھا یاسر بڑے آرام سے آگے قدم بڑھا گیا ڈاکٹر جو ان سب کو دیکھتا افسوس سے پلٹنے لگا تھا یاسر کو پاس آتے دیکھ روکا ڈاکٹر یاسر سے کنسول کرتے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھنے والا تھا کہ یاسر نے گھما کے سیدھے ہاتھ کا ڈاکٹر کے کان کے نیچے بجایا سیٹنگ روم میں خاموشی چھا گئی سب نے یاسر اور ڈاکٹر کو دیکھا ڈاکٹر گال پر ہاتھ رکھے یاسر کو دیکھ رہا تھا لب خشک تھے گال پر ابھی تک جھنجھناہٹ ہو رہی تھی کان میں سیٹی بجنا شروع ہوچکی تھی۔

"میرے بہنوئی کا روم نمبر 146 ہے" یاسر نے سات الفاظ کہے ڈاکٹر کو نا کے برابر سنائی دیا لیکن پھر پیچھے ہوتا یاسر کو انگلش میں فول ایڈیٹ کہ گیا وہ کشمیر میں نیا تھا کچھ دن ہی ہوئے تھے ہاسپٹل جوائن کیے پتا ہوتا کہ یاسر کس بلا کا

نام ہے یہ اول فول کبھی ن بکتا وہ بھی ایک ہاتھ کا بھاری بھر کم کھانے کے بعد جبکہ اب حنان کھڑا ہوا تھا نظر بھی سیدھا فائل پر گئی وہ ڈاکٹر ایک ہاتھ گال پر رکھے حنان سے یاسر کی شکایت لگا رہا تھا کہ رہا تھا ان کو تمیز سیکھائے غلطی ہوگئی تھی مارنے کی کیا ضرورت تھی ہم بھی عزت کی کھاتے ہیں یاسر نے حنان کو دیکھا "اب یہ سالا مجھے کچھ کہ اس کے بھی کان پر ہی رکھو گا " یاسر نے تہیہ کیا تھا لیکن حنان نے دوسرے گال پر گھما کے ڈاکٹر کے مارا دوسرے گال پر پہلے کے مقابلے میں زیادہ جھنجھناہٹ ہوئی ڈاکٹر کے آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا ڈاکٹر ڈھ گیا جسے پیچھے آتے ایک ڈاکٹر کے ساتھ وارڈ بوائے نے سنبھالا۔

"کیا ہوا ؟ " ڈاکٹر نے حیرانگی سے پوچھا۔

"غلط انفارمیشن دی تھی " یاسر نے کندھے اچکائے۔

"لیکن یہ " ڈاکٹر مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ حنان نے بات کاٹی۔

"اب کبھی کسی کو غلط انفارمیشن نہیں دے پائے گا کیونکہ بہرا جو ہوگیا ہے" حنان نے کہتے واپس قدم لیے۔

"کسی اچھے ڈاکٹر کو دکھائیں گا میں نے تو ہلکا مارا تھا سیاستدان ہو کیس سے ڈر لگتا ہے ہاں مگر میرے سالے نے پوری قوت سے مارا ہے بائیں کان پر اچھے سے چیک اپ کروائیں گا یہ جیل کے پتھر توڑ کر آیا ہے ہاتھ فولادی ہو گیا ہوگا " یاسر نے فری فنڈ میں افسوس سے مشورہ دیتے حنان کا سلگایا تھا یہ کوئی اور وقت ہوتا تو حنان اسے اچھے سے بتاتا ابھی صرف اس کے دماغ میں حداد اور جویریہ چل رہے تھے جویریہ پر غصہ برداشت سے باہر ہو رہا تھا جسے وہ

صرف حداد کے ہوش میں آنے کی خبر سنے تک ہی برداشت کر رہا تھا ڈاکٹر نے ان سر پھرے سالا بہنوئی کو دیکھتے تھوک نگلتے سر اثبات میں ہلایا وارڈ بوائے اس ڈاکٹر کو لیے بامشکل ویٹنگ روم سے نکلا۔۔وہ دونوں ایک دوسرے کے دشمن سالا بہنوئی نے ایک ایک بجا کر ڈاکٹر کو بہرا کر دیا تھا اور وجہ صرف یہ تھی کہ اس بیچارے نے غلط انفارمیشن دی تھی وہ بھی غلطی سے۔

"آپ بھی کوئی غلط انفارمیشن دینے آئے ہیں " اس دفعہ یازان آگے ہوا ڈاکٹر نے نفی میں زوروشور سے سر ہلایا۔

"چیک کر لے ایک دفعہ ورنہ اس دفعہ بہرہ نہیں کرے گے ڈھیر کر دے گے " مصطفیٰ نے غصے سے کہا اور عترت کو صوفے پر بیٹھایا افق اور ثوبیہ بیگم نے عترت کے منہ پر پانی کا چھڑکاؤ کیا کفیر'ز اور داؤد'ز کو بے ساختہ ڈاکٹر کی لاپرواہی پر غصہ آیا فاطمہ بیگم کے تو اس منحوس ڈاکٹر کو بہرہ کرنے پر بھی

سکون نا ملا باقاعدہ اونچی آواز میں بددعائیں دے گئی جن پر یاسر نے باقاعدہ ہاتھ بلند کرتے آمین کہا تھا وہ ڈاکٹر فاطمہ بیگم یازان اور یاسر کا منہ دیکھ کر رہ گیا۔

"سر بلڈ کی ضرورت ہے کسی بھی بلڈ بینک سے نہیں مل رہا " ڈاکٹر نے تھوک نگلتے کہا۔

"عشراق۔۔صرف عشراق ہی ہے جو اب خون دے سکتی ہے " اعظم صاحب نے ماتھا مسلتے فکرمندی سے کہا۔

"سسر جان میری بیوی نہیں دے گی خون " یاسر نے لب بھینچے پھر حکم سنایا۔

"کیوں نہیں دے گی حداد اس کا بھائی ہے " فاطمہ بیگم کو یاسر برا لگا۔

" چچی ساسوں ماں میری بیوی نہیں دے سکتی میں نے اپنے ریسورسز کو پتا کرنے کا کہا ہے لیکن میری ملکہ کسی کو بھی خون نہیں دے گی " یاسر نے کہتے موبائل نکالا۔

"وہ آپ کی بیوی بعد میں ہماری بہن پہلے ہے " یازان نے غراتے کہا یاسر نے یازان کی بات پر سر تا پیر اسے دیکھا یہ چھوٹے سالے کو بڑوں کے بیچ بولنا ضروری ہوتا ہے۔

"تم لوگوں سے ایک خون کا اریجمنٹ نہیں ہوا " یاسر موبائل پر دھاڑا پورا کشمیر جام تھا اور بد قسمتی سے یہ بلڈ گروپ رئیر تھا اس کا ملنا ناممکن تھا۔

"عشراق کو لے کر آو یازان " حنان نے حکم صادر کیا یازان آگے بڑھا۔

"میری ملکہ خون نہیں دے گی اسے معزوری ہے میں اپنی ملکہ کی جان پر رسک نہیں لے سکتا " یاسر نے کہا حنان کو سخت نظروں سے دیکھا۔

"اس ملکہ کو معزرو بنانے والے بھی آپ تھے " یازان نے کہا جبکہ جویریہ کو گھٹن محسوس ہوئی یاسر نے یازان کو خونخوار نظروں سے گھورا۔

"تمہارے یہ بھائی اگر اس دن وہ۔۔" یاسر اس سے آگے کچھ کہہ نا پایا مگر رگیں تن گئی تھیں پیشانی مسلی۔

"میری ملکہ خون نہیں دے گی " یاسر نے انگلی اٹھاتے تنبیہ کی جب حنان کے ضبط نے جواب دیا حداد زندگی موت کی جنگ لڑ رہا تھا اور اسے صرف عشراق کی پڑی تھی بہن تھی وہ بھی ان کی لیکن وہ لوگ مجبور تھے ورنہ پہلے عشراق کو بلڈ دینے سے منع کرنے والا حنان ہی تھا اور یاسر سے پہلے پورے کشمیر کے ہر بلڈ بینک سے وہ لوگ پتا کروا چکے تھے کسی کے پاس یہ بلڈ گروپ نہیں ملا حنان اسے مارنے کے لیے آگے بڑھا تھا یاسر بھی اسے خونخوار نگاہوں سے سالم نگلنے کی تیاری میں تھا کہ عترت حنان کے آگے آئی اور دونوں ہاتھ جوڑتی یاسر کے سامنے کھڑی ہوئی یاسر نے تڑپ کر اپنی گڑیا کے کانپتے ہاتھوں کو تھامتے سینے میں بھینچا حنان پیچھے ہوا۔

"صرف عشراق ہی ہے جو حداد کے خون کی ضرورت پورا کر سکتی ہے " شازم صاحب نے بھی یاسر کو سمجھایا۔

"لیکن بابا حضور" یاسر نے احتجاج کیا۔

"بھائی۔۔حداد۔۔کو۔۔کچھ۔۔ہوا۔۔میں۔۔مر۔۔جاو۔۔گی" عترت سسکی تھی مصطفی نے اپنی بہن کی حالت دیکھتے یاسر کو امید بھری نگاہوں سے دیکھا تھا یاسر کو بھی حداد عزیز تھا وہ اس کا ہادی بھائی تھا لیکن محبت کے بغیر تو یاسر بھی مر جاتا اس کی ملکہ معزرو تھی جو معزوری اس کے ہاتھوں سے عشراق کی زندگی میں لکھی گئ وہ اب اپنی ملکہ کو کسی مشکل میں نہیں ڈالنا چاہتا تھا۔

"ٹھیک ہے میں خود لے کر آتا ہو ملکہ کو" یاسر نے فیصلہ کرتے عترت کے سر پر بوسہ دیا یازان نے آگے بڑھتے اپنی بھابھی کو حصار میں لیا اور یاسر آنکھیں گھوماتے دیکھا یاسر کا دل کیا اس پٹاخا سالے کا گلا دبا دے اس کا ایٹیوڈ ہی ختم نہیں ہو رہا تھا یازان عترت کو لیے سیٹ پر بیٹھا جویریہ نے عترت کو اپنے حصار میں لیا۔

یاسر عشراق کو لینے حویلی پہنچا عشراق قندیل کے ساتھ محو گفتگو تھیں یاسر کو دیکھتے عشراق بے چین ہوئی یاسر نے پنجوں کے بل عشراق کے قریب بیٹھتے اسے حداد کی حالت بتائی عشراق کی آنکھوں سے آنسو بہے یاسر نے جنہیں انگلی کے پوروں سے چنا۔

یاسر عشراق کو لیے ہاسپٹل نکلا قندیل کو اپنا خیال رکھنے کا کہا قندیل جس کو بخار نے حویلی آتے آگھیرا تھا شاید یازان کے سخت رویے کی وجہ سے وہ مسکراتی سر اثبات میں ہلا گئی۔

"روکو میں بھی چلو گا ساتھ اور وہاں صرف فی میل ڈاکٹرز ہونگی کوئی مرد نظر آئے گا میری ملکہ کے قریب ورنہ میں جان لے لونگا " یاسر عشراق کو لیے ہاسپٹل پہنچا تھا سب سے ملنے کے بعد جب نرس عشراق کو لینے آئی تو یاسر نے ویل چیئر تھامتے تنبیہ کی نرس اس ہینڈسم سیاستدان کی دھمکی پر تھوک نگلتی سر اثبات میں ہلاتی وہاں سے غائب ہوئی یاسر عشراق کو لیے مطلوبہ کمرے میں پہنچا۔

" آرام سے ڈاکٹر۔۔ میری ملکہ کو زرا سی بھی تکلیف ہوئی کشمیر کے پہاڑ سے نیچے پھینک دوں گا " فی میل ڈاکٹر جو بیڈ پر چت لیٹی عشراق کو انجیکشن لگانے والی تھی یاسر ان کے سر پر سوار ہوتا غرایا نظریں سوئی پر تھیں عشراق نے حجاب ریمو کر دیا تھا وہ بھی سنہری آنکھوں سے یاسر کو پریشانی سے دیکھ رہی تھی۔

"سر پھر۔۔خون کیسے نکالے " ڈاکٹر نے گھبراتے پوچھا ساتھ نرس نے بھی بے ساختہ تھوک نگلا۔

"ڈاکٹر ہو آپ لوگ یہ نہیں پتا کسی کو تکلیف نا ہو ایسا کیا کرنا چاہیے " یاسر بھرم ہوا عشراق نے یاسر کے غصے کو دیکھتے ڈاکٹر اور نرس کو دیکھا جو گھبرا رہی تھیں۔

"آپ انھیں کام کرنے دے " عشراق نے یاسر سے کہا۔

"میری ملکہ میں نے کب روکا لیکن تمہیں تکلیف نہیں ہونی چاہیے " یاسر نے سمجھایا۔

"آپ کرے اپنا کام " عشراق نے ڈاکٹر کو ریلیکس کرتے اجازت دی جبکہ یاسر اب بھی ان کے سر پر سوار تھا ڈاکٹر جیسے ہی بلڈ سرنچ عشراق کے پاس لے کر گئی یاسر دھاڑا۔

"درد ہو گا " یاسر کے ماتھے پر پسینے چمکے اب پسینے تو ڈاکٹر اور نرس کے بھی چھوٹ رہے تھے نرس تو بیچاری دیوار کے ساتھ دروازے سے لگ کر کھڑی تھی کہ جیسے ہی یاسر اس کی طرف بڑھے گا وہ بھاگ جائے گی ڈاکٹر نے دل پر ہاتھ رکھتے یاسر کو دیکھا اتنے میں دوسری ڈاکٹر انٹر ہوئیں وہ سئینر تھیں سب کو دیکھتی ماجرا سمجھ گئی تھیں۔

"لائے مجھے دے میں کرتی ہو اور آپ فکر نا کرے مسٹر داؤد آپ کی وائف کو درد نہیں ہو گا آپ ان کے پاس بیٹھ جائے ان کا دوسرا ہاتھ پکڑ کر سہلائے " ڈاکٹر نے تحمل سے کام لیتے کہا یاسر چپ چاپ اپنی سائیڈ سے عشراق کی

سمت بیٹھا تو ڈاکٹر اور نرس وہاں سے اپنی جان کی خیر مناتی نکلی یاسر کی نظر اب بھی ڈاکٹر کے ہاتھ پر تھی ڈاکٹر نے عشراق کو اشارہ کیا وہ یہ بات سمجھ چکی تھی یہ سیاستدان بیوی کا عاشق ہے انھیں خوشی بھی ہوئی کیونکہ اکثر عشراق جیسے کیسس میں لڑکیوں کو بے آسرا چھوڑ دیا جاتا تھا عشراق پہلے تو نا سمجھی لیکن پھر سمجھ آنے پر یاسر کو دیکھنے لگی۔

"سنے " عشراق نے کہا۔

"ہمم " یاسر کی نظریں اب بھی وہی مرکوز تھیں۔

"آپ میری طرف نہیں دیکھ رہے" عشراق نے غصے سے کہا یاسر نے فوراً عشراق کو دیکھا جس کے چہرے پر خفگی۔

"میری ملکہ " یاسر نے عشراق کا ہاتھ لبوں سے لگاتے اسے دیکھا عشراق کے گال دہک گئے تو ڈاکٹر اپنا کام کرتی یاسر کی حرکت پر مسکرا دی۔

"سی ی۔۔۔" عشراق اچانک بلڈ انجیکشن لگنے پر سسکی یاسر کی آنکھوں میں خون اترا یاسر نے ڈاکٹر کو دیکھا جو اپنے کام میں مگن تھی عشراق نے یاسر کا ہاتھ مضبوطی سے تھاما۔

"ملکہ " یاسر تڑپ کر اس کے قریب ہوا۔

"میں ٹھیک ہو " عشراق نے نرمی سے کہا یاسر کی نظر عشراق کی رگوں سے نکلتے خون پر گئی یاسر کو غصہ آیا آنکھیں جو کے پہلے سے سرخ تھیں مدھم پڑ چکی تھیں اب پھر سرخ ہوئیں۔

"آپ غصہ نا کرے " عشراق نے معصومیت سے کہا یاسر نے بے بسی سے عشراق کو دیکھتے عشراق کے پاس جگہ بنائی اور خود بیٹھتا۔

"تم میں میری جان بستی ہے ملکہ " یاسر نے آنکھیں بند کرتے عشراق کی پیشانی سے پیشانی ٹکائے گھمبیر آواز میں کہا یاسر کی سانسیں عشراق کے نم ہونٹوں پر پڑ رہی تھیں۔

"آپ۔۔کچھ۔۔فاصلے۔۔پر" عشراق گھبرائی جبکہ عشراق کی گھبراہٹ پر یاسر آنکھیں کھولتا مسکرایا اور شدت سے عشراق کی پیشانی کا بھر پور بوسہ لیتے سیدھا ہو کر بیٹھا۔

"میری جان تمہاری طبعیت ٹھیک ہے اب" ثوبان مقدس کی کھلتی آنکھوں کو دیکھتے فورا اپنی جگہ سے کھڑا ہوتا مقدس کو دیکھنے لگا جو مندی مندی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی اور ثوبان کی فکر مندی پر سر اثبات میں ہلا گئی ثوبان بٹن پریس کرتا مقدس کو سیدھا کر گیا مقدس کو اپنے ہاتھوں سے کچھ فروٹس کھلاتا وہ مسلسل اسے حداد کی جانب سے اچھے کی امید کرنے کا کہہ رہا تھا۔۔ کچھ دیر گزری ثوبان مقدس کو لیے سیٹنگ روم میں آیا مقدس پھر فاطمہ بیگم سے ملتی آنکھیں نم کر گئی ثوبان بے بسی سے مقدس کو دیکھتا رہا اس کے آنسو

ثوبان کو تکلیف دے رہے تھے کچھ دیر بعد عشراق اور یاسر بھی وہاں موجود تھے عشراق کو اب یاسر کی بے باکی سے ڈر لگ رہا تھا اور کچھ ڈاکٹر اسے معنی خیز نگاہوں سے دیکھتی مسکراتے چھیڑ رہی تھیں جبکہ یاسر تو اس کے پاس بیٹھا اسے محوت سے دیکھ رہا تھا خون لے لیا گیا تھا عشراق کو ویکنس ہوئی اسے بھی ڈرپ لگائی گئی لیکن وہ باضد تھی کہ سب کے ساتھ بیٹھا ہے اس لیے یاسر اسے لے آیا۔

رات ہوچکی تھی ابھی تک سب بے چینی سے ڈاکٹر کے جواب کے منتظر تھے عشراق کا بلڈ حداد کے لیے ضروری تھا حداد کی حالت میں بہتری ہوئی تھی ڈاکٹر مسکراتے روم میں داخل ہوئے۔

"فکر کی بات نہیں حنان صاحب اب حداد صاحب کی کنڈیشن کافی سیریس تھی ان کے بچنے کی امید بھی نا کے برابر تھی لیکن آپ لوگوں کی دعائیں کار آمد

ثابت ہوئیں آپ کے بھائی کی حالت خطرے سے باہر ہے ہوش بھی کچھ دیر میں آجائے گا انشاء اللہ" ڈاکٹر نے کہا یازان نے آگے بڑھتا حنان کے گلا یاسر ثوبان کے گلے لگا عترت نے شکر الحمدللہ کہتے جویریہ کے ساتھ پھر خوشی سے رونا شروع کیا حداد جو عترت کو مگرمچھ بیوی کہتا تھا بلکل صحیح کہتا تھا خوشی ہو یا غمی اسے صرف رونے کی پڑی ہوتی تھی لیکن دکھ میں آنسو بے بسی پر نکلتے ہیں جبکہ خوشی میں اللہ کے شکر پر ! عترت کی جان میں جان آئی یہ خبر سن کر تو سب نے بے ساختہ رب پاک کا شکر ادا کیا شاہد کفیر نے حداد کے صدقے کے لیے صبح ہی بکرے زبح کرنے کا تہیہ کیا اور یتیم اور بے سہاروں کی دعائیں لینے کا بھی فاطمہ بیگم اپنے لختِ جگر کو دوبارہ زندگی کی نوید سنتے شکرانے کے نوافل ادا کرنے کے لیے بڑھی۔۔

"فراج " جنہ سٹول سے نیچے اترتی فراج کے پاس بیٹھی جس کے ائیرپوٹ اچھل کر دور پڑے تھے موبائل کچن کے ایک کونے میں اور وہ خود ہاتھ پیر پھیلائے ڈھیر ہوا تھا۔

"فراج " جنہ نے پھر فراج کو آواز دی مگر فراج نے آنکھیں نا کھولی جنہ نے ادھر ادھر آنکھیں گھوماتے کچھ سوچا۔

"یا اللہ کہی مر تو نہیں گیا میں بیوہ ہو جاؤ گی آج تو جینی کی شادی کی خوشی میں پارٹی ہے میں سفید کپڑے نہیں پہن سکتی۔۔آہ لیکن کسی کو تو پتہ ہی نہیں میرا نکاح ہوا ہے تو پھر ڈر کیسے مزے سے بلیک ساڑھی پہنو گی " جنہ منہ میں انگلی دبائے خود سے مخاطب تھی پہلے اداس ہوئی پھر خود ہی اپنی سوچ پر کھل اٹھی جینی کی شادی کل تھی آج اس خوشی میں پارٹی رکھی گئی تھی جس کا تھیم بلیک تھا اور جنہ نے سوچا تھا ساڑھی پہنو گی انگریزوں کو بھی کشمیر پاکستان کی

خوبصورتی کا پتہ چلے اگر وہ گاؤن پہنتی تو بے شک وہاں موجود لڑکیوں سے زیادہ حسین لگتی لیکن وہ ساڑھی میں اپنا حسن دیکھانا چاہتی تھی وہ فیشن ڈریسنگ کے معاملے میں اپنی منتق رکھتی تھی اور بلاشبہ اس کا سینس ان معاملوں میں پروفیشنلز سے بھی اچھا تھا لیکن اس وقت جب شوہر بے ہوش پڑا تھا وہ اپنا ڈریس سوچ رہی تھی افقف جنہ اعظم کفیر ۔۔وہ بیوی جو شوہر کے سر پر وار کرکے اس لیے پریشان تھی کہ دوست کی شادی میں بلیک سلیو لیس ساڑھی پہنی تھی اگر شوہر مر جاتا تو کیسے پہنتی !!

"لیکن یہ فراج۔۔کیا کرو اسکو ہاسپٹل لے کر جاؤ نہیں نہیں اس کو اٹھاؤ گی تو خود قبر میں لیٹ جاؤ گی ارے قبر میں تو جب لیٹو گی نا جب کوئی دفنائے گا یہ تو آسٹریلیا ہے یہاں تو کوئی مجھے جانتا بھی نہیں میری روح اکیلی اس فلیٹ میں گھومے گی لاش سڑ جائے گی لیکن اکیلی کیوں یہ بھی تو ہے " جنہ نے سوچتے دل پر دونوں ہاتھ اوپر نیچے رکھے دل تیزی سے دھڑک رہا تھا اور پھر فراج

کو دیکھا۔۔ جنہ اس وقت ایسی لگ رہی تھی ہم تو ڈوبے گے صنم تم کو ساتھ لے کر ڈوبے گے جنہ نے استہزایہ فراج کو دیکھتے سوچا فراج جو ہوش میں ہی تھا صرف اپنی بیوی کی بیوقوفی کو دیکھ کر ایکٹنگ کر رہا تھا جو اس کے سٹیل کی بوتل سے سر پر وار کرتی خود کو پہلے جھانسی کی رانی اور اب ایسی باتیں کرتے بیوقوفوں کی رانی ثابت کر رہی تھی فراج کو جنہ کے ارادوں سے اس کے خرافاتی دماغ پر افسوس ہوا۔

"میں کیا سوچ رہی ہو نہیں ہاسپٹل کا پلین کینسل اسے یہی رہنے دیتی ہو اور خود تیار ہونے کے لیے جاتی ہوں لیکن میرا سامان کہا ہے اور تیار ہو بھی گئ تو جینی کے گھر تک کیسے پہنچوں کی موبائل بھی نہیں ہے میرے پاس اور نمبر بھی یاد نہیں ہے مجھے اور یہاں کے رستوں کا بھی نہیں پتا " جنہ نے پھر عقل لگائی اور اداس ہوئی جبکہ فراج کا دل کیا قہقہہ لگا اٹھے۔

"جنہ کوئی رستہ نہیں تیرے پاس کچھ بھی کر اسے ہوش میں لا اللہ کرے زندہ ہو ورنہ شادی اٹینٹ کرنے آئی ہے یہ نا آسٹریلیا کی جیل میں بوڑھی ہو جائے ہمیشہ کے لیے " جنہ نے دکھی دل سے سوچتے اور اونچا اونچا بولتے فراج کو دیکھا جو بنا حرکت کے پڑا تھا۔

جنہ نے جھکتے فراج کے دل کی دھڑکن سننے کے لیے اس کے سینے پر سر رکھا فراج کے دل میں نا جانے کیوں گدگدی ہوئی فراج نے پٹ سے آنکھیں کھولی اور جنہ کو اپنے حصار میں لے گیا جنہ ہڑبڑا کر فراج سے دور ہونے لگی جب فراج نے جنہ کی کوشش ناکام کرتے اسے خود پر گرایا جنہ فراج کے سینے پر دونوں ہاتھ رکھے سرمئی آنکھوں سے فراج کی سیاہ آنکھوں میں دیکھنے لگی فراج مسکرا رہا تھا۔

"تم زندہ ہو " جنہ نے حیرت سے پوچھا۔

"ہاں الحمدللہ اور تمہاری ساری بکواس سن چکا ہو تمہیں بیوہ ہونے سے زیادہ اپنی دوست کی شادی کی پڑی ہے جس میں تم بلیک ساڑھی پہننے والی ہو " فراج دانت پیستا غصے سے بولا جنہ نے ہونٹ دانتوں میں دبائے یعنی جو وہ جو اونچا اونچا بول رہی تھی فراج نے سب سن لیا ہاں تو بہرہ تھوڑی تھا ہمارا ہینڈسم فائیٹر۔

"تم بیہوش نہیں ہوئے تھے پھر کیوں ناٹک کیا " جنہ نے غصے سے فراج کو دیکھتے بات پلٹی۔

"تمہاری عقل چیک کرنے کے لیے اور یہ سمجھانے کے لیے کبھی اپنے دشمن پر سٹیل کی بوتل سے وار نہیں کرتے بیوقوفوں کی رانی " فراج نے جنہ کی معلومات میں اضافہ کرتے نئے نام سے نوازہ اور اس کا مزاق اڑا گیا۔

"چھوڑو مجھے " جنہ فراج کی باہوں میں جھٹپٹاتی۔

"لو ایسی تم حسن کی ملکہ جسے اپنے قریب کرنے کے لیے میں مرا جا رہا ہوں " فراج نے باہیں پھیلائے کہا جنہ نے ایک نظر اس کو دیکھا اور پھر جان بوجھ کر غصے سے فراج کے پیٹ پر کہنی ٹکا کر اٹھی جنہ کی کہنی فراج کو تڑپا گئی فلائیٹ میں تو وشروم میں بھی بے چینی سے جنہ کے اوپر جھکا ہوا تھا فراج کے لمس میں جنہ نے بے چینی محسوس کی تھی اور اب ایسے جتا رہا تھا جیسے اسے پرواہ ہی نہیں جنہ کلسی تھی مگر ظاہر نا کیا۔

"جنگلی عورت اٹھنے کا طریقہ نہیں تمہیں ایک تو عقل ایسی کے سٹیل کی بوتل سے وار کیا پھر وہی میرے پیر پر گرا کر انگلیاں توڑ دی اور اب میرے پیٹ پر وار کر رہی ہو " فراج پیٹ پر ہاتھ رکھتا غصے سے بولا جبکہ جنہ کے دل کو ٹھنڈ پڑی چلو بوتل جیسے بھی ماری تھی کام تو کر گئی سر نا سہی انگلیاں تو ٹوٹی کچھ نا ملنے سے ملنا بہتر جنہ نے فتح مندی سے سوچا۔

"کیا خرافات پکا رہی ہو " فراج جنہ کو مسکراتا دیکھ اپنا موبائل اور ائیرپوٹ اٹھاتے ایبرو ریز کرتا استفسار کرنے لگا۔

"تم سے مطلب " جنہ نے کہتے کندھے اچکائے پھر پلٹنے لگی لیکن یاد آیا اسے بھوک لگی ہے۔

"مجھے بھوک لگی ہے " جنہ فراج سے بولی۔

"تو میں کیا کرو " فراج بے نیازی سے بولا۔

"میرے لیے کھانا بناؤ " جنہ نے کہا یاد آیا وہ ابھی کچھ دیر پہلے مووی دیکھتے ہوئے کھانا کھا رہا تھا جنہ کو فراج پر مزید غصہ آیا پوری فلائیٹ میں وہ اس کی وجہ سے بھوکی رہی تھی اور موصوف نے وہاں بھی بھر بھر کر ٹھوسہ تھا اور آتے کے ساتھ یہاں بھی کھا رہے۔

"خود بنا لو تمہارا نوکر نہیں میں دوبارہ مجھ پر روب نہیں جھاڑنا " فراج نے تنبیہ کرتے کہا اور کچن سے نکلنے لگا۔

"تم مجھے کیڈنیپ کر کے یہاں لے آئے اور میں تم سے کھانے کا نہیں کہہ سکتی واہ تو مجھے یہاں لائے کیوں تھے " جنہ نے کمر پر ہاتھ ٹکائے فراج کے پیچھے پیچھے غصے سے آتی اونچا اونچا بولی۔

"بے ہوش پڑی تھی ائیرپورٹ پر اس لیے لے آیا آخر میری بھابھیوں کی بہن ہو تم اتنی رشتہ داری نبھانی آتی ہے مجھے زیادہ خوش فہم نا ہونا اور رہی کڈنیپ کرنے کی بات بی بی تم سے اچھا ناگن کو کڈنیپ کر لو " فراج نے صوفے پر بیٹھے سکون سے ریموٹ اٹھائے ال سی ڈی آن کرتے کہا جنہ اس کے جواب پر کلس کر رہ گئی بھابھیوں کی بہن کو فلائیٹ کے وشروم میں گھس کر کس کرتے ہو ؟ جنہ کا دل کیا پوچھے مگر بھوک سے حالت خراب ہو رہی تھی مزید لڑنے کی ہمت نا تھی۔

"مجھے نہیں رہنا تمہارے ساتھ " جنہ چیخی فراج نے جنہ کے سرخ ہوتے چہرے کو دیکھا پھر انٹرنس کی طرف اشارہ کیا جیسے کہ رہا ہو مرضی تمہاری میڈم دروازہ وہاں ہے۔

****

"پہلے مجھے کھانا کھلاؤ " جنہ بھی ڈھیٹ بنی فراج کے مقابل صوفے پر ضدی بچوں کی طرح منہ پھلائے بیٹھی فراج کو جنہ کی یہ حرکت کافی کیوٹ لگی لیکن وہ آنکھیں ال سی ڈی پر مرکوز کر گیا بھوک کی وجہ سے جنہ کے سر میں درد ہو رہا تھا اور پھر اب فراج جنہ سے بیزاری دیکھا رہا تھا جنہ کو رونا آیا سرمئی آنکھوں میں موتی چمکے جنہ دونوں پیر اوپر کرتے منہ گھٹنوں پر ٹکائے بس رونے والی تھی فراج جو کے دیکھ آل سی ڈی کی سمت رہا تھا مگر دھیان جنہ پر تھا ایک سرد سانس کھینچتے فراج نے ریموٹ رکھتے کچن کا رخ کیا جنہ نے پرسکون سانس لیتے کھانے کا انتظار کیا کچھ دیر بعد وہ ٹرے میں گرین ویجی

سیلیٹ اور چکن سینڈوچز کے علاوہ ایک فریش جوس کا گلاس تھا جنہ نے ٹرے کو دیکھتے فراج کو دیکھا وہ دیکھنے میں دبلی پتلی تھی لیکن کھاتی ماشاءاللہ خوب تھی اور تضاد خوش نصیبی کے اسے لگتا نہیں تھا جنہ کو نئے سرے سے رونا آیا۔

"کھاؤ اب " فراج نے جنہ کو ٹرے کو تکتے پا کر کہا۔

" اس سے تو میرا پیٹ ہی نہیں بھرے گا " جنہ نے ٹرے دیکھتے ناشکری کی

فراج نے جنہ کو دیکھا پھر اس کے جسم کا گہری نگاہوں سے معائینہ کیا جنہ سٹپٹائی اور کھانا شروع کر گئی بھوک بے انتہا لگی تھی فراج بھی لاپرواہ بنا صوفے پر براجمان ہوتا نگاہیں آل سی ڈی پر ٹکا گیا۔

جنہ نے آؤ دیکھا نا تاؤ ایک دفعہ کھانا شروع کیا تو پورا ختم کر کے ہی دم لیا پیٹ تو نہیں بھرا لیکن دل کو جیسے تسلی ہوئی۔

"مجھے میری دوست کے گھر ڈراپ کرو آج اس کی نے شادی کی خوشی میں پارٹی رکھی ہے اور میرا موبائل کہا ہے" جنہ صوفے سے اٹھتی بولی۔

"پہلی بات تو ماسی صاحبہ میں تمہارا نوکر نہیں اور دوسری بات تمہارا موبائل وہ دیکھو وہاں چارجنگ پر لگا ہے سامان بھی وہی رکھا ہے " فراج نے لاونچ کے کونے میں اشارہ کرتے کہا جنہ نے فراج کی بات سنتے قدم اس طرف بڑھائے موبائل ڈیڈ تھا پہلے سوچا چارج لگا دیتی ہو لیکن پھر نگاہیں وال کلاک پر گئی پارٹی شروع ہونے والی تھی اور ابھی وہ فراج سے لڑائی کرنے کے موڈ میں نہیں تھی یقیناً فراج کھانے کی طرح چارجر بھی جنہ کو آسانی سے تو دینے سے رہا اس لیے اپنا سر جھٹکتی وہ اپنا بیگ لیے اسی روم کی طرف بڑھی جہاں اسے ہوش آیا تھا اس فلیٹ میں دو ہی روم تھے ایک بیڈ روم اور دوسرا جیمنگ روم جو بند تھا۔

فراج نے دھاڑ کی آواز پر گردن موڑے دروازے کو دیکھا جو بند ہو چکا تھا فراج نے گردن موڑے سامان کو دیکھا جو غائب تھا فراج نے سر جھٹکا اور پھرے ٹیبل پر پڑے اتنے صاف برتنوں کو دیکھا جنہیں دھونے کی بھی

ضرورت پیش نا آنی تھی لیکن پھر بھی اب فراج کو ہی انھیں دھونا تھا فراج نے سر پیچھے گراتے آنکھیں بند کر کے کھولیں۔

جنہ تقریباً ایک گھنٹہ لگا کر تیار ہوتی دروازہ کھول گئی فراج جو ٹہلتا غصے کو قابو کرنے کی کوشش کر رہا تھا کیونکہ وہ کتنی دفعہ دروازہ بجا چکا تھا مگر جنہ نے دروازہ کھولنا تو دور ایک دفعہ جواب بھی نا دیا تھا۔

فراج غصے سے دروازے کے سامنے فورا آیا لیکن آنکھیں جن میں غصہ تھا ساکت ہوئی سامنے کھڑی جنہ کو دیکھ اس کے دل کی دھڑکن ایک دم بڑھی۔

کفیر خاندان کی ضدی شہزادی اس وقت قیامت برپا کر رہی تھی بلیک ساڑھی جس کو بلیک ہی کرسٹل کٹاؤ بہت باریک نگینوں سے سجایا گیا تھا بلاؤز جس سے جنہ کے دودھیا بازو صاف نظر آرہے تھے پیچھے سے بھی کافی ڈیپ تھا بیوٹی بون جو بلاؤز کے گہرے گلے سے صاف قہر برپا کر رہی تھی فراج کی شدتوں کے نشان اب وتاب سے چمک رہے تھے خوبصورت سرمئی آنکھوں پر لائیٹ بلیک سموکی میک اپ اور ہونٹوں کو ڈیپ ریڈ لپ اسٹک سے سجایا گیا تھا دودھیا

بل کھاتی کمر جو ساڑھی کے پلو سے صاف عیاں ہو رہی تھی ایک ہاتھ میں ڈائمنڈ بریسلٹ کانوں میں سلور ڈائمنڈ کے آوازے بالوں کو کرل بنا کر چھوڑا ہوا تھا وہ قیامت بنی قیامت برپا کرنے کے لیے کھڑی تھی فراج کے گلے میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔

"چلو جلدی مجھے ایڈرس یاد ہے جہاں پارٹی ہونی ہے " جنہ اپنی ساڑھی کو نیچے سے سیٹ کرتی بے دھیانی میں بولی فراج جنہ کی آواز پر ہوش کی دنیا میں لوٹا تھا۔

جنہ کی بات سنتے فراج کا ایک پل میں غصے سے چہرہ سرخ ہوا تھا وہ اس حلیے میں باہر پارٹی اٹینڈ کرنے کا کہ رہی تھی کتنے ہی مرد اسے کیسی کیسی نگاہوں سے دیکھتے فراج کا میٹر یہ سوچتے مزید شارٹ ہوا فراج نے جنہ کو بازو سے دبوچتے کمرے کا رخ کیا جنہ اچانک آفت پر منہ کھولے فراج کے ساتھ کٹی ڈور کی پتنگ کی طرح کھینچتی چلی گئی فراج نے وشروم کا دروازہ کھولتے اندر قدم رکھا اور ایک ہی جست میں شاور آن کرتے جنہ کو اس کے نیچے کھڑا کیا

جنہ ٹھنڈے شاور پر تضاد اپنے ایک گھنٹے کی محنت پر پانی پھیرتا دیکھ کپکپاتی مگر فراج کو منہ کھولے دیکھنے لگی جس کا غصہ ضبط کرتے چہرہ سرخ ہوا تھا۔

"تم۔۔۔" جنہ شاور کے نیچے سے نکلتی فراج کے قریب ایک قدم بڑھاتی بولنے لگی کہ فراج جنہ کو لیے خود بھی شاور کے نیچے آیا جنہ واپس ٹھنڈے پانی کے نیچے جاتی جھٹپٹائی۔

"فراج۔۔۔" جنہ گھٹی گھٹی آواز میں چیخی۔

"منہ بند رکھو ورنہ حشر بگاڑ دوں گا " فراج جنہ کو منہ دبوچے بھیگتے چہرے کے ساتھ جنہ پر دھاڑا جنہ لرزی۔

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی یہ سوچنے کی بھی کہ اس حلیے میں تم باہر جاؤ گی " فراج پھر دھاڑا جنہ کی حالت غیر ہوئی۔

"جسٹ شٹ اپ۔۔ایک لفظ نہیں تم سمجھتے کیا ہو خود کو جب چاہے میری تزلیل کرو گے اور میں چپ چاپ تمہاری ہر بات برداشت کر لونگی حویلی میں

بھی تم نے میری ڈریسنگ پر چوٹ کرتے میرے کردار کو گرا۔۔" جنہ اپنی بات مکمل کرتی کے فراج نے جنہ کا جبڑا دبوچا۔

"بکواس نہیں کرو میں نے اس دن بھی تمہارے کردار کو کچھ نہیں کہا اس دن بھی مجھے تمہارے اس بے ہودہ پہناوے پر غصہ آیا اور آج بھی اور یہ بات تمہارے اس چھوٹے سے دماغ میں نہیں گھستی " فراج نے دانت پیستے جنہ سے کہا جو اب بھی غصے سے فراج کو گھور رہی تھی۔

"تم نے کہا میں اس بے ہودہ لباس کو فخر سمجھتی ہو تمہارے نظر میں میری اوقات فقیرنی سے بھی گری ہوئی ہے وہ کم سے کم پھٹے کپڑوں میں بھی اپنی عزت تو چھپائے رکھتی ہے " جنہ چیخی تھی اسے فراج کا کہا ایک ایک لفظ یاد تھا فراج نے جنہ کو دیکھتے بری طرح اس کی کمر پر گرفت مضبوط کی دل کیا اس نازک جان کو ختم کر دے جو فراج کی بات کو غلط رخ دے رہی تھی وہ فراج کا مقابلہ کر رہی تھی وہ فراج سے اتنی محبت کرتی تھی کہ اس کے لیے اپنے خاندان کی دشمنی کو بھی بھولا کر فراج کو مجبور کر کے اس سے نکاح کر

چکی تھی گن پوائنٹ پر لیکن گن اس فائٹر پر نہیں تانی تھی خود پر تانی تھی اور اللہ اس بات کا گواہ تھا اگر فراج نکاح سے منع کر دیتا تو جنہ دو سیکنڈ میں خود کو ختم کر لیتی لیکن وہ اپنی عزت نفس کے ہاتھوں مجروح نہیں ہو سکتی تھی وہ جزباتی تھی وہ اس شخص کے لیے دنیا بھولانے کو تیار تھی لیکن یہ شخص تو اس کے کردار پر انگلی اٹھا رہا تھا جنہ کیسے یہ ہونے دیتی۔

"میں تمہارے لیے جزباتی ہو تمہارے عشق میں پاگل ہو لیکن خود سے بھی اتنا عشق کرتی ہو جتنا تم سے۔۔ لیکن اتنی ارزاں گری پڑی نہیں میرے کردار کو برا کھو گے اور میں تمہیں اپنے قریب آنے دونگی خود پر حق جتانے دونگی "

جنہ اپنی پوری قوت سے فراج کو دھکہ دینے کی غرض سے چیخی تھی فراج نے جبڑے بھینچے۔

****

"ڈاکٹر ہم کب تک حداد سے مل سکتے ہیں " عالم صاحب نے ڈاکٹر سے پوچھا وہ بیٹے کو دیکھنے کے لیے بے تاب تھے۔

"ابھی حداد صاحب کو روم میں شفٹ کر رہے ہیں پھر آپ لوگ ایک۔۔دو دو کر کے مل لی جئے گا " ڈاکٹر صاحب نے مسکراتے پہلے ایک کہنا چاہا لیکن وہاں موجود کفیرز اور داؤد'ز کو دیکھ جو پچھلے کئی گھنٹوں سے یہی موجود تھے اب حداد کو دیکھے بغیر تو نہیں جانے والے تھے ڈاکٹر صاحب نے سوچتے دو دو کی اجازت دیتے عالم صاحب سے کہا سب لوگ جیسے اب پر سکون ہوئے تھے۔

"ملکہ چلو اب حویلی چلتے ہیں " یاسر نے عشراق سے کہا۔

"کیوں ؟ مجھے ابھی حداد بھائی کو دیکھنا ہے " عشراق نے سنہری آنکھوں کو جھپکاتے کہا۔

"وہ اب ٹھیک ہے میں تھک گیا ہوں مجھے آرام کرنا ہے " یاسر نے عشراق کی بات پر پہلے لب بھینچے پھر بہانہ بنایا۔

"تو آپ جائے حویلی جا کر آرام کرے میں مقدس آپی کے ساتھ آجاؤ گی " عشراق نے بنا یاسر کو دیکھے جواب دیا۔

"تمہارے بغیر " یاسر نے بالوں میں ہاتھ چلائے بے بسی سے کہا وہ عشراق کو اب یہاں نہیں رکنے دینا چاہتا تھا اس نے خون دیا تھا عشراق کو ویکنس ہو سکتی تھی اس نے عشراق کا لگے ہاتھ مکمل چیک اپ بھی کروا لیا تھا اور وہ

حداد کے لیے اب اپنی ملکہ کی نا ہی فکر اور نا ہی ایکسائیٹمنٹ برداشت کر پا رہا تھا جیلس سیاستدان !

"میں نے آپ کو کونسی لوری سنانی ہے؟" عشراق یاسر کی بات پر حیرت سے بولی۔

"پتا نہیں وہ دن کب آئے گا جب تم میری فکر کروگی " یاسر آہ بھرتے بڑبڑایا لیکن یہ قبولیت کا وقت تھا بہت جلد یاسر کو اللہ یہ وقت نصیب کرنے والا تھا لیکن جس حالات میں کرنے والا تھا یاسر نے کبھی تصور بھی نا کیا ہوگا۔

"کچھ کہا آپ نے " عشراق نے ناسمجھی سے پوچھا یاسر نے نفی میں سر ہلایا۔

حداد کو آپریشن کے بعد پرائیویٹ روم میں شفٹ کر دیا گیا تھا وہ اب خطرے سے باہر تھا مگر غنودگی میں تھا ڈاکٹرز نے کہا تھا کبھی بھی ہوش آ سکتا تھا۔

سب سے پہلے فاطمہ بیگم اور عالم صاحب گئے حداد سے ملنے اور پھر اعظم صاحب اور شاہد کفیر ایسے ہی جازم داؤد ، شازم داؤد ، ثاقب داؤد ثوبیہ بیگم روقیہ بیگم سب نے ہی حداد کو نظر بھر کر دیکھا تھا شاہد کفیر اور ثاقب داؤد نے وہی کھڑے کتنے ہی نوٹ حداد کے سر سے وارے تھے غریبوں کو دینے کے لیے اور فاطمہ بیگم نے لختِ جگر کی صحت یابی کے لیے ہر اسم پڑھ کر پھونکا تھا عترت شکرانے کے نوافل ادا کر رہی تھی پتا نہیں کتنے ادا کرنے باقی تھے جس طرح اپنے شوہر کی زندگی رو رو کر مانگی تھی اسی طرح اب شکرانے بھی رو رو کر ادا کر رہی تھی کوئی عترت عالم کفیر سے پوچھتا سانسیں تنگ ہونا کسے کہتے ہیں وہ بتاتی جب محبوب کی سانسیں تنگ ہو رہی ہو تو خود کی سانسیں کس طرح تنگ ہوتی ہیں۔

"بھائی " مقدس اور ثوبان یاسر کو دیکھنے روم میں آئے تھے مقدس حداد کے سینے پر جکڑی پٹی اور اس پر دو جگہ خون کے درمیانہ نشان تھے شاید وہاں گولیاں لگی تھی ثوبان نے ان نشانوں کو دیکھا ایک دل کے بہت قریب تھا اگر حداد کو گولی دل کی جگہ پر لگتی وہ وہی۔۔۔اس سے آگے ثوبان سوچ بھی نا پایا مقدس سٹول پر بیٹھتی حداد کا کینولا لگے ہاتھ کو زرا اوپر سے تھامتی سسک پڑی ثوبان نے مقدس کی کمر سہلائی۔

"مقدس دیکھوں رو کر ہمارے ہادی کو پریشان مت کرو۔۔ہادی کی صحت یابی کی دعا کرو " ثوبان نے مدھم آواز میں کہا مقدس نے حداد سے نگاہیں ہٹائے ثوبان کو دیکھا وہ آج پانچ سال بعد حداد کو ہادی پکار رہا تھا مقدس کی آنکھوں میں حیرت ابھری جسے دیکھ ثوبان کو خامخا شرمندگی ہوئی۔

"اب ایسے مجھے کیا دیکھ رہی ہو تمہارا بھائی بیمار ہے میں نہیں " ثوبان نے خفت سے حداد کو دیکھتے مقدس سے کہا جو حیران پریشان اسے دیکھ رہی تھی۔

"آپ۔۔ آپ نے کیا کہا ابھی " مقدس نے حیرت سے پوچھا جیسے یہ اس کا وہم تھا۔

"کیا۔۔کچھ نہیں " ثوبان انجان بنا۔

"آپ نے بھائی کو ہادی کہا " مقدس اب بھی حیران تھی۔

"تم تو ایسے شوکٹ ہو رہی ہو جیسے کسی دوسری عورت کو جانو بول دیا ہو" ثوبان نے دانت پیستے کہا مقدس نے خفگی سے روخ موڑ گئی۔

"وہ بھی بول سکتے ہیں آپ بدکردار میاں جی جو ہیں " مقدس اونچی آواز میں بولی اور حداد کی پیشانی پر عقیدت سے لب رکھ گئی ثوبان کے جسم میں چونٹیاں رینگی کبھی ثوبان کو تو بوسہ چھوڑو فلائنگ کس تک نہیں دیا اور بھائی کو چوم چوم کر دوبارہ مارنے والی ہے ثوبان کا موڈ خراب ہوا پھر سالے کو دیکھا اور اسے ہادی سے پھر حداد پر شفٹ کیا۔۔یہ سالا لائق ہی نہیں عزت کے موت کے منہ سے نکلا ہے بے ہوش پڑا ہے پھر بھی بہنوئی کا خون جلا رہا ہے ہنننہ۔۔ثوبان نے منہ بناتے سوچا۔

"پہلی بیوی ہو جو اپنے شوہر سے خفا اس وجہ سے ہو رہی ہے کیونکہ اس کا شوہر سالے کو محبت سے مخاطب کر رہا ہے گالیوں سے نہیں " مقدس کی بے وجہ کی خفگی پر تضاد اس کی حرکت پر ثوبان نے دانت پیستے کہا۔

"ہمم گالیوں کی جگہ پھول برسائے گے تو کوئی بھی حیران ہوگا " مقدس نے حداد کو دیکھتے کہا۔

"یعنی تم مانتی ہو تمہارے بھائی گالیوں کے ہی لائق ہیں " ثوبان نچلا لب دانتوں میں دبائے روتی ہوئی مقدس کو تنگ کر گیا۔

"مجھے بات نہیں کرنی آپ سے " مقدس نے کہتے ہی سیٹ چھوڑے باہر کے لیے جانے لگی یازان کو بھی تو ملنا تھا اور باقی سب کو جو اپنی اپنی باری کا انتظار کر رہے تھے جبکہ ثوبان مقدس کے جاتے ہی کچھ آگے ہوا اور حداد کی پیشانی پر لب رکھ گیا ٹھیک اسی جگہ پر جہاں مقدس نے رکھے تھے نیلی آنکھیں چھوٹی کرتے حداد کی پیشانی پر مقدس کے لبوں کو ناپتے۔۔اس قدر جیلس داؤد افففف۔۔وہ اپنے موت کے منہ سے نکلے سالے کی بے ہوشی کا فائدہ اٹھاتا اسکی پیشانی پر لب رکھ گیا ارے نہیں محبت میں نہیں صرف اس لیے کیونکہ

اس کی بیوی نے وہاں لب رکھے تھے۔۔ہنہ بدکردار میاں جی کی جیلسی ! اگر حداد ہوش میں ہوتا تو ثوبان کو ضرور شوٹ کر دیتا۔

"بھائی " مقدس اور ثوبان کے جانے کے بعد یازان اور مصطفی کمرے میں داخل ہوئے تھے یازان حداد کے کندھے پر سر رکھ گیا تھا آنکھیں نم تھیں جن پر ضبط کر گیا۔

"ہادی کو تکلیف ہوگی گولی لگی ہے اس کے کندھے پر وزن نہیں ڈالو" یازان جو کہ بس ہلکا سا وزن حداد کے کندھے پر ٹکائے تھا مصطفی کی بات سنتے پلٹتا آنکھیں چھوٹی کیے مصطفی کو دیکھنے لگا۔

"کیا کہا آپ نے ؟" یازان نے آنکھیں سکیڑتے پوچھا مصطفی نے ناسمجھی سے یازان کو دیکھا۔

"آپ نے بھائی کو ہادی کہا " یازان نے پر سوچ نگاہوں سے مصطفی کو دیکھتے پوچھا۔

"ہاں تو " مصطفی نے کندھے اچکائے۔

"میرے بھائی کا نام حداد ہے " یازان نے ایک ایک لفظ چباتے کہا اسے بچپن میں بھی پسند نہیں تھا حداد کو کوئی ہادی بلائے وہ کفیر حویلی میں سب سے ناراض ہو جاتا تھا اسی لیے حنان نے بھی حداد کو ہادی کہنا چھوڑ دیا تھا حنان نے ہی نہیں کفیر حویلی میں سب نے چھوٹا لاڈلا شہزادہ تھا کوئی اسے ناراض

کرنے کا گناہ کیسے کر سکتا تھا بھلا جبکہ داؤد حویلی میں بڑوں کے علاوہ سب ہی حداد کو ہادی کہتے تھے سوائے عترت کے اسے حداد نام ہی پیارا لگتا تھا۔

یازان کی گھوری پر مصطفی کو بچپن کا قصہ یاد آیا جب چھوٹے سے یازان نے مصطفی ثوبان یاسر اور فراج سے اس لیے لڑائی کی تھی کہ وہ حداد کو ہادی کہہ رہے تھے مصطفی کے لب مسکرائے۔

"میں نے جوک نہیں سنایا آپ کو تھری پیس والے مولانا صاحب" یازان مصطفی کو مسکراتا دیکھ دانت پیستا بولا۔

"تم تمیز سے بات کرو جاہل انسان " مصطفی نے وہ واقعہ یاد کرتے یازان سے کہا جب یازان نے ثوبان کو جیجا سالے کی طلاق دی تھی۔

"میں یونیورسٹی میں پڑھتا ہوں " یازان کو غصہ آیا۔

"پھر بھی یہ نہیں پتا سالا جیجا کو طلاق نہیں دیتا " مصطفی نے طنزیہ کہا۔

"آپ کیوں جل رہے ہیں میری انویٹیشن پر " یازان نے رخ حداد کی سمت پھیرتے کہا۔

"ایسی جاہلیت سے بھرپور انویٹیشن تمہیں مبارک " مصطفی نے آنکھیں گھمائیں۔

"خیر مبارک " یازان نے بھی ہنسہ کرتے کہا مصطفیٰ یازان کی پیٹھ گھورتا رہ گیا کیا چیز تھا یہ۔

"مصطفی " افق جو مصطفی کو بلانے اور حداد کو دیکھنے آئی تھی مصطفی کو پکارتی چلنے کا کہ گئی جبکہ یازان نے پلٹ کر افق کو دیکھا وہ اس کی عمر کے لگ بھگ تھی رخصتی والے دن تو وہ ثوبان اور فراج سے لڑنے میں مصروف تھا اس لیے مصطفی کو چھوڑ گیا مگر آج کیسے یہ موقع جانے دیتا مصطفی اور افق کے باہر جاتے یازان نے بھی باہر قدم بڑھائے کیونکہ مصطفی نے اسے بھی چلنے کا اشارہ کیا تھا۔

"آپ بہت خوبصورت ہیں " یازان نے باہر نکلتے پاس سے گزرتے ایک شخص جو اپنے کسی عزیز کی عیادت کے لیے پھول کا بک اے لے جا رہا تھا اس میں سے ایک لی لی کا پھول نکالتے افق کے سامنے کیا یہ سب اتنی جلدی کیا یازان نے کے کوئی کچھ سمجھ ہی نہیں پایا ثوبان مقدس یاسر اور عشراق اس وقت روم کے باہر تھے باقی سب کچھ فاصلے پر تھے مصطفی نے آواز پر پلٹ کر دیکھا

یازان اس کی بیوی کو پھول دے رہا تھا افق اچانک یازان کی حرکت پر حیرانگی اور شرماہٹ کے ملے جلے تاثرات لیے یازان کو دیکھنے لگی مصطفی کا دل کیا دونوں کو ہاسپٹل کی دیواروں میں چنوا دے اسی پوز میں۔

"میری بیوی ہے " مصطفی نے دو قدم آگے لیتے افق کے گرد حصار قائم کرتے دانت پیس کر کہا افق نے چونک کر مصطفی کو دیکھا جو خفا خفا سا پوزیسو لک دے رہا تھا۔

"ہاں ں ں۔۔۔" یازان نے منہ پر ہاتھ رکھے اپنی مسکراہٹ چھپائی اور ہووو کا لوک دیا عشراق اور مقدس ہنس پڑی جبکہ یاسر اور ثوبان نے ایک دوسرے کو دیکھتے یازان کو دیکھا جو ان کے سامنے ان کی شادی شدہ بہن کو پھول پیش کر رہا تھا۔

"آپ نے بڈھے سے شادی کر لی ایسی کیا مجبوری تھی " یازان کو افسوس ہوا عشراق اور مقدس پھر کھکھلا دی۔

"میں تمہیں بڈھا کہا سے لگتا ہو " مصطفی نے یازان کو گھورا وہ سفید رنگت کالی آنکھوں دیوہیکل سے وجود کا مالک شخص جس کی پرسنیلٹی ساحرانہ تھی اور تضاد نمازی پرہیزگار ہونے کا نور جو چہرے پر ہمیشہ دمکتا رہتا تھا وہ اس شخص کو بڈھا کہ رہا تھا۔

"جوان کہا سے لگتے ہیں " یازان نے دوبدوک پوچھا۔

"آپ لے نا پلیز " یازان نے افق کو پھول زبردستی لینے پر مجبور کیا جو بیچاری نا سمجھی سے لے گی۔

"ویسے آپ انھیں ڈیزرو نہیں کرتی ان کے لیے دیکھے وہ بہتر رہے گی " یازان نے افق کو مشورہ دیا اور اشارہ کیا سب نے یازان کے اشارے کی سمت دیکھا وہاں ایک پچاس سالہ عورت سانولی سی مگر شوخی جو ہاسپٹل کی میڈ تھی یونیفارم میں فرش پر موپ لگا رہی تھی یازان نے اسے دیکھتے اشارہ کیا وہ میڈ ان کی ہی سمت دیکھ رہا تھی یازان نے پھر مصطفی کی جانب اشارہ کرتے پوچھا پسند آیا؟ اس میڈ نے موپ چھوڑے انگوٹھے اور شہادت کی انگلی کو زیرو شیپ میں لاتے شرماتے ہوئے سر اثبات میں ہلایا ثوبان اور یاسر کا بے ساختہ قہقہہ چھوٹا جسے بامشکل ضبط کیا تو مقدس اور عشراق کا ہنس ہنس کا برا حال ہوا مصطفی نے سرعت سے رخ سیدھا کرتے کانوں کو ہاتھ لگائے "استغفر اللہ" کہا یازان مصطفی کی حالت دیکھتا خود بھی بڑی مشکل سے قہقہہ ضبط کر گیا جبکہ افق نے

مصطفی اور اس میڈ کو باری باری تین سے چار دفعہ دیکھا جو اس کے شوہر کو دیکھتی شرمائے جا رہی تھی۔

"یہ اپنے سالے کو سمجھاو ورنہ یہ نا ہو یہ بھی اسی ہاسپٹل کے بیڈ پر پڑا کرہا رہا ہو " مصطفی نے ثوبان سے کہا۔

"میری تو طلاق ہوگئی ہے اپنے سالے سے " ثوبان نے ازلی بے فکری سے کندھے اچکائے یازان نے منہ بنایا۔

"یاسر " مصطفی نے یاسر کو پکارا۔

"یار میں نہیں کہ سکتا مجھے طلاق نہیں لینی " یاسر نے بھی ہری جھنڈی دیکھائی

۔

"دیکھو ان سانڈو کو ان کی دھمکی دیتی ہو تم مجھے تم پر سوتن لانے کو تیار ہے مگر اس سالے کو کچھ نہیں کہ رہے " مصطفی نے افق کو شرم دلائی جبکہ سانڈ لفظ پر یازان کا قہقہہ چھوٹا تو ثوبان اور یاسر نے مصطفی کو گھورا سالے کے سامنے بے عزتی کروا دی تو مصطفی نے بھی آنکھوں سے جتایا تم لوگوں نے بھی تو جیجا کا ساتھ بیچ راہ میں چھوڑا غداروں۔

"یہ کیا پھول لے کر کھڑی ہو پھولوں کی رانی " مصطفی نے افق کے ہاتھ میں یازان کا دیا پھول دیکھتے کہا اور اسے زمین پر پٹختا پیر سے بری طرح مسل گیا۔

"اور تم خبردار جو میری بیوی کو دوبارہ پھول آفر کیا تو تمہاری قبر پر پھول چڑھا دوں گا۔۔ پھول دے گا ہنہ" مصطفی نے غصے سے یازان کو تنبیہ کرتے اپنے ساتھ افق کو لیے سیٹ پر جا کر بیٹھا مصطفی کی تپی ہوئی شکل دیکھ یازان کو مزہ آیا تو افق بھی بامشکل مسکراہٹ ضبط کرتی مصطفی کو دیکھنے لگی جو مسلسل بڑبڑائے جا رہا تھا میڈ کی نظر مصطفی پر تھی مصطفی نے پھر اس طرف رخ کیا وہ پھر دونوں ہاتھوں سے چہرہ چھپائے شرما گئی "لا حولہ ولا قوتہ" مصطفی نے سرعت سے گردن موڑی افق ہنس پڑی مگر مصطفی کے غصے سے دیکھنے پر منہ پر ہاتھ رکھ گئی۔

عترت اب روم میں گئی تھی حداد کو بے ہوش اس حالت میں دیکھتے ایک بار پھر آنکھیں نم ہوئیں وہ حداد کے پاس بیٹھتی سر حداد کے کندھے پر ٹکا گئی اور پنے دل کا بوجھ آنکھوں سے سسکتے ہوئے کم کرنے لگی حداد کی محسوس ہوتی

ایک ایک ایک سانس عترت کو جیسے نئ زندگی بخش رہی تھی عترت کئ لمحے حداد کے کندھے کو نم کرتی رہی۔

"مجھے آپ سے بے پناہ محبت ہے آپ میری زندگی ہیں میں نے بچپن سے صرف آپ سے محبت کی ہے سب سے زیادہ۔۔پانچ سال میں نے آپ کی تصویر کے سہارے گزار دیۓ کوئی ایسا دن نا گزرا جب میں نے آپ کو یاد نا کیا ہو سوتے وقت تکیے کو خود میں نا بھینچا ہو آپ کو تصور کر کے آپ کی تصویر کا نا چوما ہو آپ کی صحت آپ کی زندگی کسی نماز میں نا مانگی ہو اپنا اور آپ کا ساتھ اللہ سے نا مانگا ہو آپ کو اگر کچھ۔۔۔"عترت حداد کا ہاتھ اپنے مومی ہاتھوں میں تھامے روتے ہوۓ اپنی محبت کا اظہار کر رہی تھی الفاظ گلے میں پھنسے تھے ایک زہر کا گولا نگلا تھا یہ تصور بھی اس کے لیے سوہان روح تھا عترت نفی میں سر ہلاتی اپنے آنسو صاف کر گئ اور ایک سسکی بھرتے جھکتے

حداد کے دل کے مقام پر لب رکھے اگر یہ حرکت عترت حداد کے ہوش میں رہتے کرتی تو یقیناً حداد اس کا دیوانہ ہوتا اسے خود میں قید کر لیتا۔

"میں بھی مر جاتی آپ مجھے چھوڑ کر کبھی نہیں جائیں گا آپ کی عترت آپ کے بنا مر جائے گی " عترت حداد کے سینے پر سر رکھے معصومیت سے بولی حداد جو غنودگی میں تھا سینے پر وزن پڑنے سے ایک درد کی لہر پورے جسم میں اٹھی جس سے عترت انجان تھی دل تو نہیں بھرا تھا مگر پھر بھی عترت حداد سے علیحدہ ہوئی۔

حنان ابھی تک حداد سے ملنے نہیں گیا تھا وہ روم کے باہر بیٹھا تھا عالم صاحب نے حنان کے کندھے پر ہاتھ رکھتے اسے حداد سے ملنے کا کہا اس نے سرخ نگاہیں اٹھائے عالم صاحب کو دیکھتے سر اثبات میں ہلایا وہ حداد کے روم میں داخل ہوتا حداد کے قریب سٹول پر بیٹھا۔

"مجھے معاف کر دے میرے بھائی۔۔میری وجہ سے تو آج اس حالت میں ہے ان گولیوں پر میرا نام تھا جو تو نے اپنے سینے پر کھائی۔۔"حنان نے سر جھکائے حداد کا ہاتھ تھامے سرخ نگاہوں سے کہا دل شرمندہ تھا اس کی محبت نے اج اس سے اپنا ایک پیارا رشتہ چھین لیا ہوتا حنان کرب سے گز رہا تھا اچانک دروازہ کھلا جویریہ اندر داخل ہوئی حنان نے گردن موڑے دیکھا جویریہ کو دیکھتے جیسے اس کا خون بھڑک اٹھا وہ اپنی جگہ سے اٹھتا جویریہ کی سمت بڑھا جو حداد کے بیڈ کے قریب کھڑی تھی۔

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی یہاں آنے کی کیا دیکھنے آئی ہو کس حد تک کامیاب ہوئی ہو مجھے برباد کرنے میں یا میرا سر میرے بھائی کے سامنے جھکانے میں" حنان جویریہ کا بازو دبوچے اس کے چہرے پر غرایا جویریہ نے سپاٹ چہرے سے حنان کو دیکھا۔

"ایسے کیا دیکھ رہی ہو آج تمہاری وجہ سے میرا بھائی اس حالت میں ہے تمہاری نفرت نے آج میرے بھائی کو مجھ سے چھین لیا ہوتا سفاک عورت "

حنان دبی دبی آواز میں دھاڑا تھا اور جویریہ کو بازو دبوچ پیچھے دھکا دیا جویریہ پیچھے ہوتے گرتے گرتے بچی اور حنان کو دیکھے گئی۔

"میں نے۔۔۔" جویریہ کچھ کہتی کہ حنان نے جویریہ کے بالوں کو مٹھی میں ایک ہی جست میں دبوچا۔

"دفع ہو جاؤ میری نظروں کے آگے سے میں نہیں چاہتا تمہارا حشر بگاڑ دوں ورنہ دل تو چاہ رہا ہے میرے بھائی کو اس حال میں پہنچانے والی کو زندہ دفنا

دوں " حنان پھر جویریہ کے چہرے پر پھنکارا عترت جو وشروم سے چہرہ دھوئے نکلی تھی حنان کے الفاظ سنتی ساکت ہوئی۔

"حنان تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے " جویریہ سر میں اٹھتی درد کی ٹھیسوں کے درمیان بامشکل بولی حنان نے بری طرح اس کے بالوں کو جکڑا تھا وہ بامشکل اپنا جملہ ادا کر پائی۔

"دماغ تو خراب تھا دل نے مہر لگا رکھی تھی تم جیسی عورت کی محبت کی۔۔میں یہ بھول گیا تم جیسی ظالم سفاک عورت جب اس سے بے پناہ محبت کرنے والے شخص کو نہیں اپنی نفرت سے بخش سکی تو میرے گھر والوں کو کیسے سکون سے زندہ رہنے دے گی " حنان کی آنکھوں میں خون تھا سرمئی آنکھیں نا نظر آنے کے در پہ تھی رگیں تنی تھیں جسم میں جیسے شعلے بھڑک رہے

تھے حنان کا یہ روپ جویریہ کو لرزا رہا تھا عترت ساکت وجود سے ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔

"میں نے بہت بڑی غلطی کی تم پر دوبارہ رحم کھا کر تم لائق نہیں ہو کسی بھی نرمی کے۔۔ کاش میں تم پر نرمی نا دیکھاتا تمہارا جسم ادھیڑ کر رکھ دیتا تمہارے دماغ کو مفلوج کر دیتا کہ تم یہ سازشیں کرنے کے لائق ہی نہیں بچتی کاش کہ میری ایسی تربیت ہوتی کاش میں کفیر'ز کا خون نا ہوتا کاش میں ایک درندہ بن پاتا " حنان نے جویریہ کو جھٹکا دیتے چھوڑا جویریہ پیچھے دیوار سے بری طرح جا ٹکرائی کمر میں ایک درد کی لہر سرائیت کر گئی۔

"میں نے حداد کے ساتھ کچھ نہیں کیا" جویریہ اس دفعہ غصے سے دبی آواز میں چیخی تھی جویریہ کے منہ سے جھوٹ سنتے حنان جویریہ کی سمت بڑھا تھا ہاتھ ہوا میں بلند ہوا تھا حنان کا اٹھتا ہاتھ دیکھ جویریہ نے اپنا زخمی چہرہ دونوں

ہاتھوں میں چھپائے رخ پھیرا تھا حنان نے غصے سے اسی ہاتھ کا موقع بناتے پوری قوت سے دیوار میں مارا تھا جویریہ کو محسوس ہوا دیورا لرزی تھی اس قدر شدید عمل پر تو جویریہ بھی لرز اٹھی تھی عترت نے وشروم کی چوکھٹ کا سہارا لیا تھا۔

"شٹ اپ جسٹ شٹ یور ماوتھ " حنان دونوں ہاتھ جویریہ کے اعتراف میں ٹکاتا دیوار پر مارتا غرایا جویریہ نے چہرہ ہاتھوں سے نکالے حنان کو دیکھا حنان کے تاثرات سے جویریہ کو پہلی دفعہ حنان سے خوف آیا اس کے کب خشک ہوئے تھے جویریہ اب سمجھی وہ تب سے اس کے پاس کیوں نہیں آیا تھا وہ یہ سب سوچ رہا تھا خود کو ضبط کے پہروں میں بیٹھایا ہوا تھا ایک دفعہ بھی اس نے جویریہ کو نہیں دیکھا تھا۔

" صحیح کہا تم نے سازش تو تم نے میرے لیے رچی تھی مگر غلطی سے حداد اس سازش کا شکار ہوا " حنان نے حداد کو دیکھتے کرب سے طنزیہ مسکراتے کہا جویریہ نے حنان کے سینے پر دونوں ہاتھ رکھتے پوری قوت سے اسے خود سے دور دھکیلا۔

"حنان تم۔۔۔"جویریہ حنان کے قریب ہوتی بولی۔

"تم نے میری کار کا تعاقب کرنے کے لیے کہا تھا کسی کو صبح تمہاری باتیں میں نے خود اپنے کانوں سے سنی تھی لیکن بدقسمتی سے میری کار حنان لے کر گیا تھا گارڈ نے تمہارے سامنے کہا تھا لیکن تم سفاک عورت تم نے میرے بھائی پر بھی رحم نا کھایا اور خود کو پھر مظلوم اور گناہوں سے پاک ثابت کرنے کے لیے یہ چوٹے کھائیں ، حداد کی مدد کا ناٹک کیا۔۔۔ تم چاہے مجھے مار دیتی مار دیتی مجھے تم سے اتنی محبت کرتا ہوں کہ مرتے وقت بھی تم پر اپنا خون معاف

کر دیتا لیکن تم نے سنا حداد میری کار لے کر گیا ہے پھر بھی تم نے اپنے آدمیوں کو نہیں روکا مجھے لگا تم مجھ سے نفرت کرتی ہو جیل میں ہر لمحہ یہی سوچا تم سے کبھی محبت نہیں کرونگا تم نے بے قصور ہونے کے باوجود میرے نام میری ذات کا تماشہ بنایا تمہیں پل پل تڑپاو گا لیکن میری محبت میری نفرت پر غالب آگئی تمہاری قربت نے بہکا دیا تمہارے وجود میں میں خود تک کو بھول گیا پانچ سال کی ہر کوشش پر انی پھیر دیا تمہارے لیے پھر نرم دل بن گیا۔۔ پھر سوچا اپنی محبت سے تمہیں اپنا بنا لونگا لیکن نہیں تمہیں مجھے نہیں کفیر'ز کو ختم کرنا تھا۔۔ہے نا اسی لیے تم نے اپنے آدمیوں کو نہیں روکا حداد پر حملہ کرنے سے اور ایک بات یاد رکھنا میں تمہیں تمہارے منصوبوں میں کبھی کامیاب نہیں ہونے دونگا " حنان پھر جویریہ کا بازو دبوچے اپنے قریب کرتا دھاڑا تھا جویریہ حیرانگی سے اس کی باتوں کو سن رہی تھی جبکہ عترت کو لگا زمین اس کے پیروں سے کھینچ لی گئی ہے یہ تھی وہ بہن جس کے لیے اس نے پانچ سال ہجر کی سزا کاٹی تھی ایک فرشتہ صفت انسان کے مخالف گواہی دی

تھی اس کے ساتھ نا انصافی ہوتے دیکھ آنکھیں بند کی تھی چپی اختیار کی تھی اپنے شوہر سے دور رہی تھی اور آج وہ ہی اسے بیوہ کرنے کے در پہ تھی۔

جویریہ نے کچھ کہنے کے لیے لب کھولے تھے کہ حنان کی دھاڑ پر کفیر'ز اور داؤد'ز کمرے میں داخل ہوئے تھے اور سامنے کا منظر دیکھ سب دنگ رہ گئے تھے عترت نے جویریہ کو تھپڑ مارا تھا حنان اپنے سامنے عترت کو دیکھتا ضبط سے چہرہ موڑ گیا وہ یہ معاملہ اکیلے ہینڈل کرنا چاہتا تھا جویریہ کی خرافات کو اپنے طریقے سے سنبھالنا چاہتا تھا اسی لیے کب سے برداشت کر رہا تھا لیکن حداد کے کمرے میں جویریہ کو دیکھ وہ جیسے آپے سے باہر ہوا تھا اور اپنا غصہ کنٹرول نا کر پایا وہ جانتا تھا اگر یہ بات کفیر حویلی کے مکینوں کے سامنے آئی تو وہ جویریہ کو کبھی معاف نہیں کرے گے اس کی عزت کے لیے وہ پانچ سال پہلے نکاح کے بعد سے خاموش ہوا تھا اپنی صفائی میں بولنا بند کر چکا تھا اپنوں سے ملنا ترک کر چکا تھا کہی غلطی سے ان کی بے بسی پر لب نا کھول لے وہ

اسے سچ بولنے کا کہتے عدالت کا سہارا لینے کا کہتے اسے جیل میں رہنا منظور تھا مگر عدالت میں جویریہ کی عزت اچھالنے دینا نہیں کہا برداشت تھا اپنے سے جڑی عورت کو رسوا ہوتے دیکھنا لیکن آج جیسے پانچ سال پہلے کے ہر راز کے کھلنے کا وقت تھا۔

"میں نے آپ کو اپنی بہن سمجھا ہی نہیں مانا تھا آپی آپی کرتے میرا منہ نہیں تھکتا تھا میں نے آپ سے کتنی محبت کی لیکن آپ تو ایک ناگن نکلی " عترت غم و غصے سے چیخی تھی رونے سے عارض ہی نہیں پورا چہرہ سرخ ہوچکا تھا عترت کے تھپڑ پر جویریہ پتھرائی کیفیت میں خود کو سنبھالے کھڑی عترت کو دیکھ رہی تھی جو بکھری حالت میں لرز رہی تھی۔

"عترت کس طرح بات کر رہی ہو بڑی بہن سے " مصطفی عترت پر گرجا عترت کا ہاتھ اٹھانا مصطفی ثوبان اور یاسر کو برا لگا جبکہ یازان خاموشی سے

انھیں دیکھ رہا تھا افق عشراق مقدس اور باقی بڑے بھی حیران تھے حنان نے وہاں سب کو دیکھتے اپنے چہرے پر دونوں ہاتھ پھیرے تھے وہ یہ سب نہیں چاہتا تھا۔

"بھائی یہ اسی لائق ہے یہ اسی لائق ہے ناگن ہے یہ ناگن۔۔"عترت آپے سے باہر ہوتی چیخی کہ مصطفٰی نے آگے بڑھتے عترت کو شانوں سے جھنجھوڑا جیسے اسے ہوش دلانا چاہتا ہو جبکہ عترت کے لفظوں پر سب پریشان سے کھڑے تھے جویریہ سپاٹ چہرے سے سب دیکھ رہی تھی خاموش تھی وہ حنان کے سامنے کچھ بول بھی رہی تھی مگر اب بلکل خاموش ہوچکی تھی شاید کسی حد تک خود کو کمپوز کر چکی تھی یاسر اور ثوبان نے عترت کو دیکھتے اپنے لب کاٹے

۔

"چھوڑے مجھے بھائی میں ہوش میں ہی ہو بلکہ ہوش میں تو اب آئی ہو ان کے لیے کیا کیا نہیں کیا میں نے شادی والے دن سے پانچ سال کا ہجر ان کی وجہ سے چپ چاپ کاٹا آپ لوگوں سے دور رہی حداد سے دور رہی خوشیوں سے دور رہی اور آج یہ سفاک عورت میری خوشیاں کھانے چلی تھی صحیح کہتے ہیں سب اسے یہ ہے سفاک عورت " عترت جویریہ کو شانوں سے پکڑتی پھر چیخی تھی مصطفی نے اپنا ماتھا مسلا عشراق اور مقدس نے نم آنکھوں سے حنان کو دیکھا جبکہ ثاقب داؤد ثوبیہ بیگم روقیہ بیگم جازم داؤد شازم داؤد عالم صاحب اعظم صاحب فاطمہ بیگم اور شاید کفیر تو سکتے میں تھے انھیں تو نا عترت کی حالت سمجھ آرہی تھی نا یہاں ہو رہا تماشہ۔

"عترت ہوش کرو کیا ہو گیا ہے " ثوبیہ بیگم نے عترت کو جویریہ سے دور کرتے کہا۔

"ہوش کرو میں ہوش کرو پھپھو جان" عترت نفی میں سر ہلاتی پیچھے ہوئی بہن نے آج اس کا مان توڑا تھا آج عترت کی زندگی کا بہت مشکل دن تھا۔

"میرا گھر اجاڑنے والی تھی یہ سفاک۔۔"عترت جویریہ کی طرف پھر بڑھتی کہ یاسر نے عترت کو اپنی سمت کھینچا اور دونوں ہاتھ عترت کے چہرے پر ٹکاتا اپنے دونوں ہاتھوں کے انگوٹھوں سے عترت کے آنسو صاف کیے۔

****

"کیا ہوا ہے گڑیا کیوں اتنا شور کر رہی ہو حداد ٹھیک ہے سب ٹھیک ہے آپی کی وجہ سے کچھ نہیں ہوا آپی تو خود زخمی ہیں " یاسر نے عترت کو خاموش کرواتے پیار سے پچکارتے کہا اور جویریہ کی سمت دیکھا جو یاسر کے دیکھنے پر

نگاہیں پھیر گئی یاسر کو کچھ کھٹکا عترت نے یاسر کی آنکھوں میں دیکھتے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں بھائی۔۔میں بتاتی ہو کیا ہوا ہے " عترت یاسر سے دور ہوتی ڈوپٹہ پھر شانوں پر ٹکاتی اپنے پھر عارض پر گرے آنسو صاف کرتی بولی۔

"کچھ نہیں ہوا عترت کو غلط فہمی ہوئی ہے بس " حنان نے مضبوط اور باروعب لہجے میں کہتے عترت کی طرف سرد مہری سے دیکھا جیسے ایک لفظ بھی اگر عترت نے اپنے منہ سے نکالا تو حنان قیامت برپا کر دے گا عترت نے ہچکی بھرتے حنان کی بات نا ماننے کا ارادہ کیا۔

"غلط فہمی ہوئی ہے مجھے۔۔میں نے اپنے کانوں سے سنا ہے حداد کی کار پر حملہ آپی نے کروایا۔۔"عترت روانگی سے ہچکی بھرتے بولی سب عترت کے الفاظ پر جہاں حیرت میں ڈوبے وہی حنان نے عترت کی بات کاٹی۔

"میں نے کہا نا عترت تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے " حنان ایک ایک لفظ چبا کر پہلے سے زیادہ سرد مہری سے بولا حنان کے لہجے کی خطرناک سرد مہری پر

عترت کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی لیکن آج وہ خاموش نہیں رہ سکتی تھی کاش وہ پانچ سال پہلے سب کو سچ بتا دیتی تو آج یہ سب نا ہوتا وہ اتنی تکلیف سے نہیں گزرتی حداد اتنی تکلیف سے نہیں گزرتا عترت نے آنسو صاف کیے اور حنان کے پاس آئی۔

"نہیں بھائی آج میں خاموش نہیں رہوں گی آج میں سچ بولو گی صرف سچ آج میں سب کو پانچ سال پہلے کی سچائی بتاؤ گی " عترت حنان کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھتی باہمت بولی حنان نے عترت کی بیوقوفی پر چہرے پر بے ساختہ ہاتھ پھیرتے اپنا غصہ کم کیا وہ یہ سچائی بتا کر جویریہ کو ہی نہیں خود کو بھی سب کی نظروں میں گرانے والی تھی وہ اپنے لیے گڑھا کھود رہی تھی حنان کیسے عترت کو خاموش کرے وہ بس سوچ کر ہی رہ گیا۔

"عترت میری بات سنو۔۔"حنان نے ضبط کرتے عترت کو سمجھانا چاہا تو مصطفی نے گہرا سانس لیا یاسر اور ثوبان کی نظریں بھی حنان پر تھیں تو عشراق اور مقدس کی نم آنکھوں سے آنسو گرے آج عترت ان کے بھائی کے حق میں

گواہی دینے والی تھی آج ان پر لگا داغ ختم ہونے والا تھا یازان نے اپنی معصوم سی بھابھی کو دیکھا تھا جن کی چو بھی کسی کے سامنے نا نکلتی تھی اور آج وہ اس کے بھائی کی محبت میں ان کے دور جانے کا سوچتی دیوانی ہو چکی تھی کہ اپنے سینے میں دفن ہر راز کو فاش کرنے والی تھیں۔

"نہیں بھائی کس مٹی کے بنے ہے آپ۔۔ آپ اب بھی اس سفاک عورت کو بچا رہے ہیں میرے بارے میں سوچ رہے ہیں جنھوں نے برسوں پہلے آپ کی زندگی تباہی کر دی " عترت روتی ہوئی بولی ثوبان نے دونوں ہاتھ اپنے بالوں میں پھیرتے عترت کی سمت قدم بڑھائے۔

"عترت تم بولو کیا کہنا چاہتی ہو " ثوبان عترت کو اپنے حصار میں لیتا بولا حنان جو عترت کی سمت بڑھ رہا تھا ثوبان نے ہاتھ ہوا میں بلند کرتے حنان کو آگے بڑھنے سے روکا حنان مٹھیاں بھینچ کر رہ گیا۔

"بھائی پانچ سال پہلے۔۔ جویریہ آپی نے حنان بھائی پر الزام۔۔ لگایا تھا تہمت لگائی۔۔ تھی جیسا انھوں نے کہا ایسا کچھ بھی نہیں ہوا تھا میں نے خود اپنی

آنکھوں سے دیکھا جویریہ آپی خود اپنے کپڑے۔۔"عترت کہ رہی تھی اور داؤد'ز کے سر پر جیسے آسمان گر رہا تھا عترت کو آگے کہتے خود بھی ندامت نے آگھیرا عترت نے لب بھینچے جبکہ یاسر ثوبان اور مصطفی کے چہرے یازان اعلم صاحب اعظم صاحب شاہد کفیر ثاقب داؤد شازم جازم صاحب اور حنان سمیت سرخ پڑے تھے۔

"جویریہ آپی نے اپنا حلیہ خراب کیا حنان بھائی پر الزام لگایا تھا حنان بھائی اس دن سچ کہ رہے تھے ان کا کہا ہر لفظ سچ تھا یہاں تک کہ یہ بھی کہ میں وہاں موجود تھی۔۔مجھے کمرے میں گھٹن محسوس ہوئی میں باہر آئی تو اس کمرے کی کھڑکی سے میں نے سب دیکھا جویریہ آپی نے جان بوجھ کر سب کیا" عترت نے روانگی میں ہچکیاں بھرتے ایک ایک بات بتائی۔

"اور اتنا ہی نہیں انھیں اب بھی چین نہیں انھوں نے ہی حداد پر حملہ کروایا" عترت نے مزید کہا جبکہ سب داؤد'ز شل کھڑے عترت کے لفظوں کا گھونٹ پینے کی کوشش کر رہے تھے۔

"کیا کہہ رہی ہو تم میں خود وہاں پہنچا تھا جویریہ خود زخمی تھی حداد کے لیے مدد کی پکاریں لگا رہی تھی " ثوبان نے قدم پیچھے لیتے کہا اپنی آواز جیسے اسے کھائی سے آتی سنائی دی۔

"کیونکہ حملہ وہ حداد پر نہیں حنان بھائی پر کروانا چاہتی تھی حداد حنان بھائی کی کار میں تھے اور یہ بھی نہیں انھیں پتا نہیں تھا کہ کار حداد کے پاس ہے انہیں پتا تھا کار میں حنان بھائی نہیں حداد ہے انھوں نے حداد کو بچانے کا صرف ناٹک کیا تھا یہ انہیں بھی مارنا چاہتی تھی " عترت نے مزید کہتے جویریہ کو خشمگیں نگاہوں سے دیکھا اور آگے بڑھی یاسر بے یقینی سے جویریہ کو دیکھ رہا تھا فاطمہ بیگم تو تمام داؤد'ز کو دیکھتی تمسخر سے مسکرائیں تھیں آج ان کو بھی پتا چلے کیا ہے ان کی لڑکیاں۔

"آپ نے بہن لفظ کو دو کوڑی کا کر دیا ہے کیوں کیا آپ نے ایسا اگر حداد کو کچھ ہو جاتا تو ؟ آپ کو زرا شرم نہیں آئی میں آپ کو مجھ پر رحم نہیں آیا میں آپ کی جان لے لونگی" عترت جویریہ کی طرف بڑھتی بولی ہاتھ پھر

اٹھانے لگی کہ مصطفیٰ نے عترت کا بازو دبوچ اسکا رخ اپنی سمت کیا اور ہاتھ اٹھا عترت کے گال پر نشان چھوڑ گیا عترت گرتی کہ یازان اور حنان ایک دم آگے بڑھے یازان حنان سے پہلے عترت کو اپنے حصار میں لے گیا جبکہ یاسر اور ثوبان شل کھڑے تھے یازان نے سخت نظروں سے مصطفی کو دیکھا جبکہ حنان نے مٹھیاں بھینچی۔

"تم کیا ہو ؟ ہاں " مصطفی دھاڑا ہاسپٹل سٹاف جو کب سے ان وی آئی پیز کے شور شرابے کو برداشت کر رہا تھا سنئیر ہیڈ ڈاکٹر داخل ہوئے اور عالم صاحب سے مؤدبانہ انداز میں سکوت کے لیے التجا کر گئے مصطفی نے انھیں دیکھتے لب بھینچے عالم صاحب نے معزرت کرتے دروازہ بند کیا جیسے وہ لوگ ابھی ہوش میں آئے تھے۔

"بھائی " عترت اپنے گال پر پڑنے والے زندگی میں پہلے مصطفی کے تھپڑ پر سسک پڑی ثوبان نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا دماغ کی رگیں جیسے پھٹنے کو تھیں۔

"مت لو اپنی گندی زبان سے میرا نام جس زبان کو میں یہ نا سکھا پایا کہ سچ کا ساتھ کیسے دیتے ہیں جس زبان کو میں سچ بولنے کی ہمت نا دے پایا تمہاری وجہ سے پانچ سال پہلے فساد ہوا ان سب میں جتنی جویریہ قصور وار ہے اتنی تم بھی ہو سمجھی تم ! مجھے افسوس ہے تم میری بہن ہو جس نے ایک فرشتہ صفت انسان کو دنیا کے سامنے درندہ بنا دیا اسے دنیا میں رسوا کر دیا اس گناہ کی سزا دی جو گناہ اس نے کبھی کیا ہی نہیں " مصطفی اشتعال سے پھر عترت کی سمت بڑھا جویریہ نے مصطفی کا یہ روپ پہلی دفعہ دیکھا تھا اسے عترت کے لیے افسوس ہوا۔

"خبردار جو ایک قدم بھی آگے بڑھایا ہمارے گھر کی عورتوں پر ہاتھ اٹھانے والے تم ہوتے کون ہو مت بھولو مصطفی شاہ میر یہ عورت عترت شاہ میر نہیں عترت حداد کفیر ہے میرے بھائی کی بیوی اگر وہ ہوش میں ہوتا تمہارا یہ ہاتھ جڑ سے اکھاڑ دیتا جس سے تم نے اس کی عورت پر ہاتھ اٹھایا ہے " حنان مصطفی کو پنچ رسید کرتا غرایا تھا عترت یازان کے سینے میں منہ چھپائے سسک

پڑی جس شخص کا اس نے پانچ سال پہلے ساتھ نہیں دیا تھا وہ آج اس کا ساتھ دے رہا تھا کیونکہ اس کا شوہر اس کے ساتھ اس وقت نہیں تھا وہ اپنے بھائی کی عزت اس کی بیوی کو اس کے خود کے گھر والوں سے بچا رہے تھے ثابت ہوا کفیر'ز کو اللہ نے آزمائش میں سرخروع ہونے کے لیے دی تھی کیونکہ کفیر'ز اللہ کے محبوب بندوں میں سے تھے اللہ جانتا تھا وہ لوگ اس آزمائش میں پورے اترے گے..

" بے شک اللہ جسے چاہے آزمائے" جبکہ داؤد'ز کا بھی تو اللہ نے امتحان لیا تھا ان کی سوچ کا ان کی عقل کا لیکن وہ لوگ اپنی انا میں سچ کا پتا نا کر پائے اور ایک گناہ کے مرتکب بن گئے اللہ نے آج داؤد'ز کا سر نیچا کر کے کفیر'ز کی شان کو اونچا کیا تھا۔

****

"تم اس کو بچا رہے ہو ؟ اس کو جس نے تمہیں پانچ سال پہلے رسوا کروایا " مصطفی اپنی ناک سے نکلتے خون کو صاف کرتا عترت کو خونخوار نگاہوں سے دیکھتا دھاڑا تھا۔

"میں اپنے بھائی کی بیوی کو بچا رہا ہوں" حنان نے آنکھیں مصطفی کی آنکھوں میں گاڑھتے کہا۔

"تم دور رہو عترت سے دوبارہ اس پر ہاتھ اٹھانے کا سوچا بھی تو میں بھول جاؤ گا تم اس کے بھائی ہو " حنان نے ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہا۔

"کیوں بچا رہے ہو تم اسے یہ بھی اتنی ہی گنہگار ہے جتنی یہ سفارک عورت۔۔ ان دونوں نے مل کر میرے گھر کی خوشیوں کو نگل لیا یہ دونوں بہو نہیں

ڈائنیں ہیں " فاطمہ بیگم حنان کے سامنے آتی غصے سے بولی حنان نے لب بھینچے تو ثوبان اور مصطفی نے ضبط سے آنکھیں بند کی صحیح کہ رہی تھیں وہ آج انھیں اپنی بہنوں کے لیے یہ الفاظ سننے تھے جبکہ یاسر اب بھی بے یقینی سے جویریہ کو دیکھ رہا تھا افق نے دکھ سے اپنی بہنوں کو دیکھا جن کے ساتھ وہ پلی بڑھی تھی وہ یہ سب بھی کر سکتی تھیں۔

"لوگ بہوؤں کو اپنے گھروں کو آباد کرنے کے لیے لاتے ہیں اور میں بہوئیں اپنا گھر اجاڑنے کے لیے لائی تھی " فاطمہ بیگم عترت اور جویریہ کو دیکھتی بولی عترت کی ہچکیوں میں اضافہ ہوا تھا۔

"ہم نے تم سے کتنی محبت کی کتنا مان رکھا تمہاری ہر بات کو آنکھ بند کر کے مانا تم نے کیا کیا ہمارے ساتھ۔۔اور اپنے ساتھ اپنی بہن کو بھی ورغلایا " شازم صاحب جویریہ پر دھاڑے تھے ان کا ہاتھ اٹھا تھا جویریہ نے بے یقینی سے

شازم صاحب کو دیکھا تھا وہ تو شہزادیوں کی طرح رکھتے تھے جویریہ کو وہ کبھی اس پر ہاتھ اٹھا سکتے تھے جویریہ نے سوچا بھی نا تھا۔

"جب میں اپنے بھائی کی بیوی پر ہاتھ نہیں اٹھانے دے رہا تو آپ نے کیسے سوچ لیا میری بیوی پر آپ ہاتھ اٹھا لے گے ؟ " حنان کی آنکھوں میں خون اترا تھا وہ شازم صاحب کا ہاتھ جویریہ پر اٹھنے سے پہلے ہی تھام چکا تھا ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے ہر لحاظ ہر احترام بلائے طاق رکھتے غرایا اور آہستگی سے ان کا ہاتھ چھوڑا جویریہ حنان کے پیچھے چھپ گئی تھی شازم صاحب نے حنان کو دیکھتے لب بھینچے اور اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتے وہ ثاقب داؤد کے پاس آئے جو خود شرمندہ سے شاہد کفیر کو دیکھ رہے تھے انھوں نے اپنی پوتی کی وجہ سے برسوں کی دوستی کو دشمنی میں بدل دیا تھا شاہد کفیر نے کتنا کہا تھا حنان بے گناہ ہے لیکن ثاقب داؤد نے ایک دفعہ بھی ان کی بات نہیں مانی۔

"ہمیں تم دونوں سے یہ امید نہیں تھی" ثوبیہ بیگم نے بھی عترت اور جویریہ کو نم نگاہوں سے دیکھتے کہا روقیہ بیگم جبکہ خاموش تھیں۔

"جویریہ۔۔"ثوبان آگے بڑھا تھا جویریہ نے ثوبان کو حنان کی پشت سے دیکھا تھا حنان جویریہ کے سامنے سے نہیں ہٹا تھا ثوبان کا دل کیا آج وہ جویریہ کی جان لے لیں ان سب نے اندھا یقین کیا تھا جس کی وجہ سے آج سب شرمندہ تھے اپنے بچپن کے دوستوں کو کھو چکے تھے صرف جویریہ کے ایک غلط قدم کی وجہ سے جبکہ یاسر وہاں سے خاموشی سے دروازہ کھولے نکل گیا ثوبان ایک غصیلی نگاہ عترت اور جویریہ پر ڈالتا یاسر کے پیچھے ہوا تھا وہ جانتا تھا جویریہ کے دھوکے نے یاسر کو توڑ دیا ہے پانچ سال پہلے جھوٹے بہتان نے کئی زندگیوں کو اپنی لپیٹ میں لیا تھا عشراق کی معزوری یاسر کے ہاتھوں ہوئی تھی یاسر اب عشراق سے محبت کرتا تھا لیکن دل کے کسی کونے میں یہ تسلی تھی کہ وہ گولی غلطی سے لگی تھی وہ حنان کو مارنا چاہتا تھا جس نے اس کی بہن کی

عزت پر وار کیا تھا لیکن اب جب حنان ہی بے قصور نکلا یاسر خود کرچیوں میں ٹوٹ چکا تھا عترت اور جویریہ کے جھوٹ نے مصطفی اور یاسر کو ہی نہیں ثوبان کو بھی توڑا تھا اس نے پانچ سال اپنی بیوی اپنی محبت سے لا تعلقی برتی تھی ثوبان بھی مقدس کا اتنا گنہگار نا سہی جتنا یاسر عشراق کا تھا لیکن ثوبان نے بھی غلط کیا تھا مقدس کے ساتھ۔

"تم نے یہ سب کیوں کیا" اس دفعہ ثاقب داؤد آگے ہوئے تھے اور ان کے احترام میں نا چاہتے ہوئے بھی حنان کو جویریہ کے سامنے سے ہٹنا پڑا لیکن وہ جویریہ کے برابر کھڑا تھا ثاقب داؤد کے پوچھنے پر جویریہ نے دیوار کو دیکھتے نگاہیں بدلی تھی آنکھیں سپاٹ تھی۔

"تم نے یہ سب کیوں کیا ؟۔۔کیوں تم نے حنان پر وہ بہتان لگایا کیا دشمنی نکالی تم نے حنان سے جو ہم سب کے عزیز رشتوں کی بھی پرواہ نہیں کی۔۔

ہمیں بھی بتاؤ ہمیں بھی پتا چلے کیوں تم نے اس فرشتہ صفت انسان پر بہتان لگایا۔۔مجھے میرے دوست سے دور کر دیا میرے بیٹوں کو پوتوں کو ان کے دوستوں سے دور کر دیا ہماری نا صرف دوستیاں رشتے داریاں بھی خراب کر دیں عترت کو حداد سے دور کیا۔۔ عشراق کو معزور کروا دیا۔۔ثوبان اور مقدس کے رشتے میں دراڑ ڈال دی ہم سب کے دلوں میں نفرت ڈال تھی اور حنان اس شخص کی زندگی برباد کر دی " ثاقب داؤد یک دم سخت چہرے سے دھاڑے تھے حنان نے آگے بڑھتے انھیں تھامنا چاہا انھوں نے حنان کو ہاتھ کے اشارے سے دور رہنے کا اشارہ کیا وہ جویریہ کے منہ سے سچ سننا چاہتے تھے حنان نے بے تاثر نگاہوں سے جویریہ کو دیکھا ثاقب داؤد جویریہ سے جواب چاہتے تھے جویریہ نے آنکھیں بند کر کے کھولیں پہلے آنکھوں میں ثاقب داؤد کے سوالوں سے کرب امڑا تھا لیکن اب آنکھیں سپاٹ تھیں۔

"جواب دو " ثاقب داؤد ایک قدم آگے لیتے پھر دھاڑے تھے حنان نے جویریہ کے کندھے پر ہاتھ رکھتے اسے اپنے حصار میں لیا تھا جویریہ نے حنان کو دیکھا۔

"مجھے پتا تھا حنان کے کہنے پر آپ اس دن میری اور حنان کی منگنی کرنے والے تھے میں حنان کو پسند نہیں کرتی اس لیے میں نے وہ سب کیا " جویریہ نے حنان کو دیکھتے ایک ایک لفظ پر زور دیتے کہا ثاقب داؤد نے خشمگیں نگاہوں سے جویریہ کو دیکھا جبکہ حنان نے جویریہ کی آنکھوں میں دیکھا وہ جھوٹ بول رہی تھی وہ اسے ناپسند کرتی تھی مگر یہ سب جویریہ نے اس بنا پر نہیں کیا تھا وہ جانتا تھا بات کچھ اور تھی۔

"تو ہمیں بتا سکتی تھیں یہ سب کرنے کی کیا ضرورت تھی " شازم صاحب اپنی جگہ پر کھڑے دھاڑے۔

"آج تک تمہاری کسی بات کو رد کیا ہم نے " شازم صاحب پھر بولے وہ آگے بڑھتے روقیہ بیگم نے نم نگاہوں سے ان کی سمت بڑھتے انھیں آگے بڑھنے سے روکا وہ ضبط کرتے رہ گئے ورنہ دل کیا جویریہ کا منہ لال کر دے۔

"آپ لوگ نہیں مانتے مجھے ڈر تھا " جویریہ باپ کی دھاڑ پر لڑکھڑائی تھی جو حنان نے محسوس کیا تھا لیکن خود پر قابو پاتی بولی حنان طنزیہ مسکرا دیا اس کی سفاک بیوی اور ڈر جائے اور اتنی سی بات پر ناممکن تھا۔

"حنان جویریہ کو طلاق دو " ثاقب داؤد کچھ کہنے کے لیے لب کھولے تھے کہ فاطمہ بیگم کو حنان کا جویریہ کی سائیڈ لینا اپنے حصار میں اس سفاک عورت کو کھڑا رکھنا ایک آنکھ نہیں بھایا تھا اور جب یہ راز بھی کھل چکا تھا تو وہ جویریہ

کو ہرگز حویلی میں رہنے نہیں دینا چاہتی تھیں۔۔فاطمہ بیگم کی بات پر سب نے انھیں دیکھا عترت لرزی اگر یہ سزا انھوں نے عترت کے لیے بھی چنی تو عترت اس سے آگے کچھ سوچ بھی نا پائی۔

"اماں جان " حنان نے ماں کو بے یقینی سے دیکھا۔

"میں کہ رہی ہو اسے طلاق دو " فاطمہ بیگم نے اپنی بات پر زور دیتے کہا۔

"اماں جان یہ میری بیوی ہی نہیں میری محبت ہے " حنان نے لب بھینچے جویریہ کو چھوڑے فاطمہ بیگم کی سمت قدم بڑھائے وہ انھیں سمجھانا چاہتا تھا۔

"اب بھی تمہیں اس سے محبت ہے اتنا سب کرنے کے باوجود تمہارے بھائی کو اس حال میں پہنچانے کے باوجود۔۔یہ حملہ حداد پر نہیں تم پر اس نے کروایا تھا یہ جاننے کے باوجود" فاطمہ بیگم نے غصے سے کہا۔

"اماں جان۔۔" حنان نے ماں کو سرخ نگاہوں سے دیکھا جو بھیگے چہرے کے ساتھ غصے میں تھیں۔

"بہو " شاہد کفیر نے بھی فاطمہ بیگم کو روکنا چاہا۔

"نہیں ابا جان آج نہیں " فاطمہ بیگم شاہد کفیر کی سمت دیکھتی نفی میں سر ہلا گئی۔

"فاطمہ اس کی بات تو سنو جزبات میں غلط فیصلہ مت لو " اعظم صاحب نے فاطمہ بیگم کو سمجھانا چاہا۔

"نہیں بھائی آپ اتنے سخی ہو سکتے ہیں کہ اپنے بچوں کی زندگیاں تباہ کرنے والوں کو معاف کر دے لیکن میں نہیں آج میرا حداد مجھ سے چھن جاتا میں کیا کرتی؟ حنان اور عشراق کو میں نے پالا ہے مجھے پتا ہے مجھ پر پانچ برسوں میں کیا بیتی ہے۔۔ حنان آج اسے طلاق دے گا یہ میرا آخری فیصلہ ہے " فاطمہ بیگم اعظم صاحب سے کہتی حنان کو دیکھنے لگی اور اٹل لہجے میں بولی۔

"حنان تم جویریہ کو طلاق دو ابھی اور ہوش میں آتے ہی حداد عترت کو طلاق دے گا " فاطمہ بیگم نے کہا حنان نے سرخ نگاہوں سے انھیں دیکھا عترت کی سانسیں ہٹکی دل دھڑکنا بند ہوا مصطفی نے آنکھیں ضبط سے بند کیں داؤد'ز کو

اس قدر سخت فیصلے کی امید نا تھی لیکن وہ لوگ آج کر بھی کیا سکتے تھے جب ان کا خود کا سکہ کھوٹا تھا وہ بس دیکھ رہے تھے کہ اب کیا ہونے والا ہے۔

"نہیں اماں جان " حنان نے سر نفی میں ہلایا۔

"میں جویریہ کو طلاق نہیں دونگا " حنان نے اٹل لہجے میں فاطمہ بیگم سے نگاہیں جھکاتے کہا۔

"اور نا۔۔میں عترت کو " اس آواز پر سب چونکے تھے سب نے حداد کی سمت دیکھا جو سرخ نگاہوں پھیکی رنگت سے یازان کے سینے میں چھپی عترت کو دیکھ رہا تھا عترت نے بھی نگاہیں اٹھائے حداد کو دیکھا کیا وہ سب سن چکا تھا ؟ عترت کے دل میں خوف کی لہر دوڑی براؤن انھیں سیاہ آنکھوں سے ملی تھیں

سیاہ آنکھوں میں خوف تھا درد تھا آنسو تھے جبکہ براؤن آنکھیں سرد تھیں بے حد سرد۔

"میرا بچہ۔۔" فاطمہ بیگم حداد کی سمت بڑھی حداد کو ہوش آچکا تھا شاید بہت دیر پہلے سے فاطمہ بیگم اپنے لختِ جگر کی پیشانی پر عقیدت سے لب رکھتی گویا ہوئی۔

"حداد تم ٹھیک ہو" حنان بھی حداد کی طرف بڑھا حداد کی نظریں اب بھی عترت پر تھیں حنان کی بات پر اس نے سر کو خم کیا۔

"تم نہیں جانتے اس نے کیا کیا ہے حنان سچ کہ رہا تھا عترت وہاں موجود تھی اور اس بات کا اعتراف اس نے خود۔۔۔"فاطمہ بیگم حداد کی نظریں اب بھی عترت پر دیکھتی ضبط سے بولیں۔

"میں سب سن چکا ہو۔۔اماں جان " حداد نے ماں کی بات کاٹی اور پھر حنان کو دیکھا۔

"بھائی۔۔مجھے آرام کرنا ہے " حداد نے کہا حنان نے سر اثبات میں ہلاتے حداد کے بال سہلائے حداد نے اب آنکھیں بند کیں سب لوگ حداد کا مطلب سمجھتے باہر جانے لگے۔

"میں۔۔آپ کے ساتھ۔۔رکو۔۔گی" عترت یازان سے دور ہوتی حداد کی سمت قدم بڑھا گئی ہمت نا تھی مگر پھر بھی ہمت کرتے لڑکھڑاتے لہجے میں بولی۔

"بھائی مجھے آرام کرنا ہے۔۔اور ڈاکٹر سے کہے میں ٹھیک ہو۔۔مجھے حویلی جانا" حداد نے ہنوز آنکھیں بند کرتے ایک ایک لفظ پر زور دیتے کہا چہرہ سرخ ہوا تھا عترت کی آنکھوں سے پھر سیال بہے وہاں کھڑا ہر شخص سمجھ گیا تھا کہ حداد نہیں چاہتا عترت یہاں رکے جبکہ عترت حداد کے پاس رک کر اسے صفائی دینا چاہتی تھی۔

"تمہیں گولی لگی ہے شرافت سے یہی آرام کرو جب ڈاکٹر کہے گے تب ہی تمہیں ڈسچارج ملے گا" حنان نے حکم دیا حداد نے لب بھینچے آنکھیں اب بھی نہیں کھولی حنان فاطمہ بیگم کو حصار میں لیتا باہر نکلا اعظم صاحب نے عترت کو حصار میں لیتے باہر قدم بڑھائے جو یک ٹک حداد کو ہی دیکھ رہی تھی۔

"ہم شرمندہ ہیں ہم تم سب سے اپنے خاندان کی غلطیوں پر معافی مانگتے ہیں شاہد ہمیں معاف کر دوں " ثاقب داؤد نے شاہد کفیر کے سامنے سر جھکائے کہا آج کتنے برسوں بعد انھوں نے شاہد کفیر کے بجائے صرف ان کے نام سے انھیں مخاطب کیا تھا۔

"تمہارے معافی مانگنے سے ہمارے پوتے پر لگا داغ مٹ جائے گا ہمارے حداد کا بہہ جانے والا خون واپس اس کی رگوں میں دوڑے گا ہماری عشراق اپنے قدموں پر چل پائے گی ؟" شاہد کفیر نے الٹا سوال کیا ثاقب داؤد کا جھکا سر مزید جھکا جازم صاحب نے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"یہ سب بھی چھوڑو یہ بتاؤ بچپن کا دوست واپس مل جائے گا ؟ برسوں کی دوستی میں جو دراڑیں تمہاری اور تمہارے خاندان کی بے اعتنائی کی وجہ سے آئیں ہیں وہ بھر جائے گی ؟ " شاہد کفیر طنزیہ مسکراتے ہوئے بولے ثاقب داؤد نے لب بھینچے انھیں جویریہ کے الزام سے زیادہ تکلیف اپنے دوست کی بے اعتنائی بے اعتباری کی تھی۔

"جب یہ سب درست نہیں ہو سکتا تو مت مانگو معافی ثاقب داؤد مجھے ۔۔ نا میرے خاندان کو تمہاری معافی کی ضرورت ہے نا خواہش لیکن اگر تم یہ سب اپنی پوتی اور نواسی کے طلاقیں ہونے کے ڈر سے کر رہے ہو تو میں شاہد کفیر تمہیں زبان دیتا ہوں تمہاری پوتی اور نواسی کو طلاق نہیں ہوگی لیکن جو ان کی سزائیں ہیں وہ ضرور وہ پائے گی" شاہد کفیر نے اٹل لہجے میں کہا ثوبیہ بیگم روقیہ بیگم جازم داؤد شازم داؤد کو ثاقب داؤد سمیت تسلی ہوئی مصطفی کی ہٹکی

سانس بحال ہوئی دل کو کچھ تسلی ہوئی عشراق اور مقدس نے بھی شکر کا سانس لیا اب شاہد کفیر کے فیصلے کو تو فاطمہ بیگم ماننے سے انکار نہیں کرے گی۔

"ابا جان معاف کیجیے گا آج آپکے فیصلے اور آپ کی زبان کے مخالف کھڑی ہونگی میں " فاطمہ بیگم کی آواز کوریڈور میں گونجی شاہد کفیر نے فاطمہ بیگم کو دیکھا جویریہ اب بھی سپاٹ چہرے سے کھڑی سارا تماشہ دیکھ رہی تھی۔

"حنان جویریہ کو طلاق دے گا۔۔ہاں عترت کی سزا کم ہے لیکن پھر بھی اس کا گناہ قابل معافی نہیں نا میں معاف کرونگی اور میں جانتی ہو نا حداد اسے معاف کرے گا لیکن حنان جتنا نرم دل ہے میں اپنے بیٹے کی زندگی خطرے میں نہیں ڈال سکتی دوبارہ تو ہر گز نہیں آپ نے سنا نہیں جویریہ نے حداد پر نہیں حنان پر حملہ کروایا تھا۔۔اسی لیے جویریہ کو طلاق ضرور ہو گی " فاطمہ بیگم نے اٹل لہجے میں کہا۔

"اماں جان آپ فکر نا کرے ایسا کچھ نہیں ہو گا یہ میری غلطی تھی جو لاپرواہی برتی اب ایسا نہیں ہو گا آپ اطمینان رکھے " حنان نے ماں کو سمجھانا چاہا تسلی دینی چاہی۔

"میں نے کہا طلاق دوں جویریہ کو " فاطمہ بیگم پیچھے نا ہٹی حنان نے امید بھری نگاہوں سے شاہد کفیر کو دیکھا۔

"بہو " شاہد کفیر نے فاطمہ بیگم کو روکنا چاہا۔

"فاطمہ بات کو سمجھنے کی کوشش کرو " اعظم صاحب بھی بولے فاطمہ بیگم چڑ گئیں جبکہ عالم صاحب بیوی کے مسلسل غصہ کرنے سے کافی پریشان تھے کچھ دیر پہلے بھی رو رو کر حداد کی وجہ سے انھوں اپنی طبعیت خراب کر لی تھی۔

"آپ سب برداشت کر سکتے ہیں اس کو اپنی آنکھوں کے سامنے لیکن میں نہیں اگر حنان اور آپ سب طلاق پر رضامند نہیں ہے تو ٹھیک ہے پھر جویریہ کفیر حویلی نہیں رہے گی وہ ساری زندگی داؤد حویلی کے در پر پڑی رہے یہ ہی اس کی سزا ہے اور اگر اب آپ لوگوں نے اختلاف کیا مجھ سے تو یا تو کفیر حویلی میں یہ سفاک عورت رہے گی یا پھر میں یہ میرا آخری فیصلہ ہے " فاطمہ بیگم نے اعظم صاحب اور شاہد کفیر کو دیکھتے اٹل لہجے میں کہا وہاں یک دم خاموشی چھاگئی عترت نے ایک دفعہ بھی جویریہ کی سمت نہیں دیکھا تھا اب اسے جویریہ سے نفرت تھی۔

"ٹھیک ہے اماں جان " حنان نے ماں کی پیشانی پر مہر ثبت کرتے عقیدت سے کہا فاطمہ بیگم کے تپتے دل پر جیسے ٹھنڈی پھوار پڑی جبکہ روقیہ بیگم بیٹی کو دیکھتی آنکھیں نم کر گئی اس نے خود اپنے لیے بدنصیبی چنی تھی کتنا بہترین تھا یہ شخص جسے صرف پسند نا کرنے کی بنا پر وہ سب کہ نظروں میں گرا گئی تھیں اور اب خود دلوں سے اتر گئی۔

داؤد'ز پریشان ہوئے تھے جویریہ اب بھی سپاٹ چہرہ لیے کھڑی تھی اس کے لیے یہ اچھا تھا وہ تو خود حنان سے دور رہنا چاہتی تھی اس کی محبت سے اس کی برف سے پانی کر دینے والی قربت سے عترت تو حداد کے لیے اب بھی آنسو بہا رہی تھی افق مصطفی کے ساتھ کھڑی تھی عترت نے مصطفی کو دیکھا مصطفی نے نفرت سے چہرہ موڑ لیا یازان کو مصطفی کا نفرت سے چہرہ موڑنا برا لگا اس نے پھر آگے بڑھتے اپنی بھابھی کو سہارا دیا عشراق اور مقدس بھی پریشان ہوئیں تھیں۔

"میں جویریہ کو لے کر اپنے اپارٹمنٹ میں شفٹ ہو رہا ہوں " حنان نے فیصلہ سنایا جویریہ کی آنکھیں میں حیرت ابھری تو داؤد'ز کو حنان کے اعلی ظرفی اور معاملے کو سنبھالنے پر رشک ہوا کاش وہ سب اس فرشتہ صفت شخص کے ساتھ بے اعتنائی نا برتتے شاہد کفیر بھی حنان کے فیصلے پر پرسکون ہوئے انھیں اپنے پوتے سے اسی قسم کی سمجھداری کی امید تھی فاطمہ بیگم بہو تھیں ان کی وہ عورت جس نے اپنے ہی نہیں اپنے جیٹھ جیٹھانی کے بچوں کو بھی ماں بن کر پالا تھا ان کی بات کو رد وہ ہر گز نہیں کرنا چاہتے تھے جبکہ فاطمہ بیگم پھر سرخ انگارا ہوئیں لیکن اب ان کے پاس جیسے بولنے کو کچھ نا بچا تھا وہ سمجھ گئی تھیں حنان جویریہ کو کبھی نہیں چھوڑنا چاہتا وہ حنان سے دور ہوئیں اور چہرہ موڑ گئی حنان نے ماں کی خفگی کو جلتے دل سے برداشت کیا یازان کو حنان کا فیصلہ برا لگا وہ اب تو انھیں ملا تھا پھر اسی عورت کی وجہ سے دور جا رہا تھا یازان نے بھی ایک خفگی بھری نگاہ حنان کی پشت پر ڈالتے نفرت سے جویریہ کو دیکھا۔

"بابا جان آپ حداد کے پاس رکے میں جویریہ کو اپارٹمنٹ میں چھوڑ کر آتا ہو ہاسپٹل کے کچھ بلز ہیں وہ بھی کلئیر کرنے ہیں" حنان نے ماں سے نگاہیں چرائے اعظم صاحب سے کہا جو اثبات میں سر ہلا گئے حنان جویریہ کا ھاتھ تھامتا آگے بڑھا ثاقب داؤد اور سب بھی داؤد حویلی کے لیے نکلے عالم کفیر شاہد کفیر فاطمہ بیگم عترت اور یازان کے ساتھ کفیر حویلی کے لیے نکلے فاطمہ بیگم وہاں رکنا چاہتی تھی لیکن عالم صاحب انھیں حداد کی صحت کی تسلی دیتے انھیں ایک دفعہ پھر حداد سے ملواتے حویلی زبردستی لے گئے تھے۔

"کیا ہوا فیشن پٹی چڑیل بس اتنا ہی دم خم تھا" فراج جنہ کو دیکھتے گویا ہوا۔

"چھوڑو مجھے۔۔پہلے تم نے مجھ سے فلائیٹ میں بدتمیزی کی پھر مجھے کڈنیپ کیا اور اب پارٹی میں جانے کے لیے میری ساڑھی خراب کر دی میں تمہارا خون پی جاؤ گی " جنہ فراج کی بات سنتی اپنے سارے پرانے زخم یاد کرتی فراج کی گردن میں پر وار کر گئی اس ہتھیار سے جن پر سیاہ نیل پینٹ لگی تھی فراج جو جنہ کے الزامات سنتا منہ کھولے ہوئے تھا بے ساختہ بلبلا اٹھا یہ وار خطرناک تھا فراج کو تکلیف میں دیکھتے جنہ مسکرائی فراج نے جنہ کی مسکراہٹ دیکھتے۔

"ایک دفعہ ہاتھ لگ جاؤ پھر بتاتا ہوں تمہیں " فراج جنہ کی کھکھلاہٹیں سنتا دانت پیستا بولا۔

"فر۔۔فراج۔۔وہ۔۔میں " جنہ نے کہنا چاہا لیکن وہ کہ ہی نہیں پائی پھر اچانک جنہ فراج کی باہوں میں جھول گئی فراج کے طوطے آڑے۔

"جنہ ۔۔جنہ " فراج نے جنہ کا چہرہ تھپتھپایا لیکن بے سود فراج نے جنہ کو باہوں میں اٹھائے کمرے کا رخ کیا۔

فراج جنہ کے سر کو کاوئچ کی سطح پر رکھے اسے کاوئچ پر بیٹھاتا دور ہوا اور باہر پانی لینے جانے لگا کیونکہ ٹیبل پر رکھا جب اس کی بیوی پورا ختم کر چکی تھی پہلے ہی جب جنہ یک دم آنکھیں کھولے فراج کے پیچھے بنا آواز کیے دروازہ بند کرنے کی غرض سے اٹھی فراج جو دروازے تک پہنچ چکا تھا پلٹا تو جنہ کو دیکھنے کے لیے تھا لیکن کاوئچ تک نگاہ پہنچنے سے پہلے ہی اپنے پیچھے صحیح سلامت کھڑی جنہ کو دیکھ اس کی آنکھیں پھیلیں جبکہ جنہ تھوک نگلتی الٹے پاؤں بھاگی

وہ آئی فرج سے بچنے کے لیے دروازہ بند کرنے کے لیے تھی فراج جنہ کی بے ہوشی والے ناٹک کو سمجھتا دانت پیستا جنہ کی سمت بھاگا۔

"تم نے مجھے بے وقوف بنایا" فراج جنہ کے پیچھے آتا غرایا جو کاوئچ کے پیچھے جاتی بامشکل ساڑھی سنبھالے بھاگ رہی تھی۔

"بنے بنائے ہو ماشاءاللہ میں نے تو فائدہ اٹھایا ہے" جنہ نے محفوظ ہوتے کہا۔

"تمہاری عقل ٹھکانے لگاتا ہوں میں روکو تم" فراج دانت پیستا کاوئچ کے اوپر چڑھا جنہ سرپٹ وہاں سے بھاگتی بیڈ پر چڑھی فراج جنہ کے پیچھے ہوا جنہ نے تکیہ پکڑا اور فراج پر سرپٹ وار کرنا شروع کیا فراج بوکھلایا لیکن پھر خود بھی

تکیہ پکڑے صرف ایک گھما کر جنہ کو دے مارا جنہ کی پیٹھ پر لگا اور وہ بیڈ پر اوندھے منہ گری جنہ کی کراہ گونجی۔

"مزہ آیا" فراج محفوظ ہوا قہقہہ لگا اٹھا۔

"میں۔۔تمہارا ۔۔خون۔۔پی۔۔جاؤ۔۔گی۔۔جاہل فائیٹر " جنہ کمر کو تھامے دبی دبی آواز میں کراہتے چیخی۔

"میرا خون بعد میں پینا پہلے اپنی حالت دیکھو فیشن پٹی چڑیل " فراج نے ناک سے مکھی اڑائی۔

"آئی تھی مجھے بے وقوف بنانے دیکھوں اللہ نے سزا دی ہے شوہر کو ڈچ کرنے کی " فراج خاصا محفوظ ہوتا لطف اندوز ہوا۔

"تم۔۔۔نے۔۔ بھی۔۔تو۔۔۔مجھے کیڈنیپ۔۔کیا۔۔اللہ تمہیں۔۔ بھی۔۔ سزا۔۔دے ۔۔ گا " جنہ نے جیسے بددعا دی تھی فراج کے ماتھے پر بل پڑے۔

"تم۔۔۔نے۔۔ بھی۔۔ میرا۔۔ سر۔۔پھاڑا۔۔ تھا۔۔ تمہیں۔۔ڈبل۔۔۔ملے۔۔گی " فراج جنہ کی ایکٹنگ کرتا قہقہہ لگا گیا جنہ کو بے ساختہ رونا آیا وہ یہاں اپنی دوست کی شادی انجوائے کرنے آئی تھی اور وہ یہاں اپنے فائیٹنگ میچ کے لیے لیکن لگ رہا تھا وہ دونوں ایک دوسرے سے لڑنے اور ایک دوسرے کے ضبط کا امتحان لینے آئے تھے خصوصاً آسڑیلیا۔

وہ داؤد خاندان کا ہینڈسم فائیٹر ! وہ کفیر خاندان کی ضدی شہزادی ! ایسے میاں بیوی جو ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے! میاں نے بیوی کو کڈنیپ کیا تھا تو بیوی نے میاں کا سر پھاڑ دیا تھا ! لوگ ہنی مون منانے کے لیے باہر ملک جاتے تھے! وہ فرصت سے لڑنے کے لیے آسٹریلیا آئے تھے !

"اب بھی ناٹک کر رہی ہو لیکن تمہاری باتوں میں نہیں آنے والا میں اب " فراج تکیہ پٹختا بیڈ پر بیٹھتا گویا ہوا جنہ کی پوری کمر پر لپٹا بھیگا پلو جنہ نے ہٹاتے وہاں اپنے ہاتھ رکھا وہ بیچاری ہل بھی نہیں پا رہی تھی۔

"فراج۔۔مجھے۔۔درد۔۔ہو۔۔رہا ہے " جنہ نے کراہتے کہا اس کی نازک کمر میں موچ آئی تھی۔

"زیادہ درد ہو رہا ہے " فراج نے نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے جنہ سے پوچھا نا چاہتے ہوئے بھی جنہ کا یقین کرنا چاہا۔

"بہت " جنہ کی آنکھوں میں آنسو آگئے وہ واقعی تکلیف میں تھی۔

"اگر یہ بھی ناٹک ہوا تو " فراج جنہ کی کمر کو اپنے ہاتھ سے ماپتے جنہ کے سراپے پر نظریں گاڑھے خطرے کے تحت بولا۔

"سچی۔۔ بہت۔۔ درد۔۔ ہو رہا۔۔ہے" جنہ نے بھیگے لہجے میں کہا فراج نے سر اثبات میں ہلایا۔

"یہاں ؟" فراج نے جنہ کی کمر کے خم پر تین انگلیاں پھیرتے پوچھا جنہ نے نفی میں سر ہلایا۔

"یہاں ؟" فراج نے لب دانتوں میں دبائے کچھ اوپر انگلیوں کا رقص کرتے استفسار کیا جنہ نے پھر نفی میں سر ہلایا۔

"یہاں؟ " فراج نے کمر کے درمیان میں لائین پر اوپر کی سمت انگلیاں چلاتے پوچھا ایسا کرتے فراج کے گلے میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی جنہ نے اثبات میں سر ہلایا فراج نے بری طرح لب دانتوں میں دبائے پھر فراج نے جنہ کی کمر کو کچھ دیر سہلایا جنہ کو سکون ہوا درد غائب ہوا جنہ مزے سے سو گئی۔

"یہ فیشن پٹی چڑیل مجھے جاہل فائیٹر سے پاگل فائیٹر بنا دے گی " فراج بڑبڑایا پھر کمرے کی لائیٹس آف کرتا قدم باہر کی سمت بڑھا گیا۔

حنان بیلز کلئیر کرتا جویریہ کو لیے پہلے کفیر حویلی آیا تھا لیکن کار کو حویلی کے اندر داخل نہیں ہونے دیا تھا۔

"میں بھی چلتی ہو " جویریہ بولی حنان جو کار سے اتر رہا تھا جنہ کی بات پر پلٹا اور خونخوار نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"اگر ایک قدم بھی کفیر حویلی کی دھلیز پر رکھا تو قسم خدا کی ٹانگیں توڑنے سے دریغ نہیں کرونگا " حنان دبی دبی آواز میں دھاڑا تھا کیونکہ گارڈز ان کی کار کے آس پاس ڈیوٹی دے رہے تھے جویریہ خاموش ہوگئی حنان کی آنکھوں میں جو کہا اسے کر گزرنے کا عہد تھا۔

"میں نے اپنا سامان۔۔"جویریہ نے کہنے کو لب کھولے۔

"شٹ اپ۔۔ میری ماں نے کہا ہے تم اس حویلی میں قدم نہیں رکھو گی تو نہیں رکھو گی سمجھی میں تمہاری وجہ سے اپنی ماں کی خفگی برداشت کر رہا ہو اتنی ہی میری برداشت ہے آگے مجھے مت آزمانا جویریہ حنان کفیر ورنہ میں کیا کر گزرو میں نہیں جانتا خاموشی سے یہی بیٹھو " حنان نے ایک ایک لفظ چباتے کہا جویریہ حنان کی سرخ سرمئی آنکھوں میں مزید نا دیکھ پائی اور فورا رخ پلٹ گئی حنان جویریہ پر ایک تیز نگاہ ڈالے کار کا دروازہ بند کرتا حویلی میں قدم رکھ

گیا تقریباً آدھے گھنٹے کے بعد وہ جویریہ اور اپنا سامان ملازمین کے ہاتھوں کار میں رکھواتا ڈرائیونگ سیٹ سنبھال گیا۔

****

حنان جویریہ کو لیے ایک سوسائٹی بلڈینگ ایریا میں پہنچا یہ ایک فلیٹس پر مشتمل ایک سوسائٹی تھی جویریہ نے پہلی دفعہ یہاں قدم رکھا تھا حنان بیگس نکالتا وہاں کھڑے سکیورٹی گارڈ کے سپرد کر گیا اور کار کو پارکنگ میں لگاتا باہر نکلا جویریہ جو اس سوسائٹی کو رات کے اندھیرے میں دیکھ رہی تھی حنان کے یک دم پہلو میں گرے ہاتھ کو تھامنے پر رخ حنان کی سمت کر گئی حنان نے جویریہ پر ایک غلط نظر بھی نا ڈالی اور آگے بڑھ گیا جویریہ بھی تیز تیز قدم رکھتی حنان کے قدموں کے ساتھ قدم ملانے کی کوشش میں تھی سانس بری طرح پھولی تھی حنان نے لفٹ میں آتے جویریہ کا ہاتھ چھوڑا تھا حنان لفٹ کا بٹن پریس کرتا جویریہ کو لیے مطلوبہ فلور تک پہنچنے کے لیے لفٹ میں سوار

ہوا جویریہ کی سانسیں پھولی تھیں لفٹ یوز کرتے جویریہ کی سانسیں ہمیشہ پھولتی تھیں لیکن اب تو وہ پہلے سے ہی پھولی ہوئیں تھیں مزید سانس لینے میں دشواری ہوئی وہ اپنے ڈر پر قابو پانے کے لیے خود کو سب کے سامنے نارمل ظاہر کرنے کے لیے لفٹ کا سامنا کرتی تھی لیکن صرف دو فلور تک !

جویریہ کا آفس بھی داؤد امپائر میں دوسری منزل پر تھا بامشکل تین منٹ کا سفر ہوتا تھا اب چھ منٹ گزر گئے تھے حنان اس وقت حداد اور فاطمہ بیگم کے بارے میں سوچ رہا تھا بے حد پریشان تھا رہ رہ کر جویریہ پر غصہ اشتعال میں بدل رہا تھا وہ خود کو بامشکل ضبط کے پہروں میں بیٹھائے تھا دل کر رہا تھا جویریہ کو ختم کر کے خود کو بھی گولی مار دے اس عورت کی محبت اس کے لیے گناہ بن گئی تھی جس کی سزا وہ پانچ سال سے کاٹ رہا تھا اور آج اسی عورت کی وجہ سے اس کا بھائی ہاسپٹل میں تھا اس کو بچانے والی معصوم عترت حویلی میں اپنے کمرے میں کسی کونے میں بیٹھی رو رہی ہو گی فاطمہ بیگم حداد کی وجہ سے پریشان تھی اب حنان سے خفا ہوتے بیمار ہو جائے گی انھیں ہر وقت

حنان کی فکر جویریہ سے خطرے کی صورت ستاتی رہے گی دادا جان بابا جان اور چاچو جان الگ پریشان ہو رہے ہونگے اور یازان کی خفا نظریں وہ پہچان چکا تھا اور جویریہ پر نفرت بھری نگاہ بھی وہ دیکھ چکا تھا ہاسپٹل سے نکلتے وقت اب سب کچھ کیسے سنبھالے گا حنان کی دماغ کی شریانیں پھٹنے کے در پہ تھیں وہ اپنی سوچوں میں گم اپنے چہرے پر سیدھا ہاتھ پھیر رہا تھا لفٹ کے دروازے کے بلکل پاس کھڑا تھا اچانک اسے اپنی پشت پر جویریہ کا لمس محسوس ہوا حنان نے پلٹ کر دیکھا وہ اس کے پیچھے بامشکل راڈ پر گرفت جمائے کھڑی سرخ چہرے سے حنان کو دیکھ رہی تھی جیسے سانس لینے کی کوشش کر رہی تھی لفٹ میں سات منٹ ہو چکے تھے حنان کی آنکھوں میں جویریہ کو دیکھتے خوف آیا اسے سانس نہیں آرہی تھی۔

"ح۔۔ن۔۔ا۔۔ن " جویریہ نے اکھڑتی سانسوں کے درمیان کہا اس سے اپنے سہارے پر کھڑا رہنا مشکل ہو گیا تھا حنان نے فوراً جویریہ کی کمر میں ہاتھ ڈالے اپنا سہارا دیا۔

"سانس لو " حنان سرخ مائل آنکھوں سے جویریہ کو دیکھتے ہوئے بولا۔

"نہ۔۔نہیں۔۔آ۔۔ر۔۔ہی " جویریہ کی آنکھوں سے سیال بہے حنان بنا وقت ضائع کیے جویریہ پر جھکا اور اس دفعہ اس کی سانسیں انہیل کرنے کے بجائے اپنی سانسیں اسے دے گیا رفتا رفتا جویریہ کی کمر سہلاتا رہا کہ وہ نارمل ہو جائے لیکن اس کی حالت نارمل تو نا ہوئی مگر پہلے سے بہتر ہوئی وہ حنان کی سانسوں میں بھی سانس نہیں لے پا رہی تھی حنان کے ماتھے پر رگیں ابھری جویریہ کے چہرے سے دور ہوتے حنان نے لفٹ کا بٹن جلدی پریس کیا کچھ دیر پہلے جویریہ نارمل تھی یقیناً لفٹ میں آتے جویریہ کی طبعیت خراب ہوئی

تھی لفٹ موجودہ فلور پر رکی حنان کا فلیٹ تھرڈ لاسٹ فلور پر تھا ابھی دو فلور باقی تھے جویریہ کو اپنی باہوں میں بھرتے حنان نے لفٹ سے باہر سیڑھیوں پر قدم رکھا ہر فلور کی سیڑھیوں کی وسط میں وال نما راہداری تھی جس سے کشمیر کی ٹھنڈی ہوا انسان کو چھو کر برف کا بنا دیتی تھی جویریہ کو بھی ہوا کے جھونکے نے چھوا جویریہ کی گھبراہٹ میں کمی آئی لیکن جسم پر کپکپاہٹ قائم تھی جویریہ نے خود کو حنان کے سینے میں چھپانا چاہا حنان نے تیز تیز قدم لیتے اپنے فلیٹ کا رخ کیا گارڈ سامان کے ساتھ پہلے ہی باہر کھڑا تھا حنان نے اشارہ کرتے گارڈ کو جانے کا کہا اور کارڈ ڈالتے دروازہ کھولا جویریہ کو درمیانہ سائز خوبصورت سے لاونچ میں بیٹھائے وہ سامان اندر کرتا دروازہ لاک کر گیا اور سیدھا کچن میں جاتا پانی لیے باہر نکلا جویریہ سانس لیتی اپنا چہرہ صاف کر گئی جویریہ نے پانی لیے پانی کا گلاس لبوں سے لگایا ایک ہی سانس میں پانی پیتے جویریہ نے گلاس حنان کی سمت بڑھایا جو اسے گہری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

"اب ٹھیک ہے تمہاری طبعیت " حنان نے پتھریلے لہجے میں پوچھا جویریہ نے صرف سر کو خم کیا۔

" کھانا منگواو؟ " حنان نے کچن کی سمت جاتے بنا پلٹے کہا اس کی تو بھوک مر چکی تھی مگر جویریہ کی طبعیت کا خیال کرتے استفسار کیا۔

"نہ۔۔نہیں " جویریہ نے کہا اور سامنے بیڈ روم کو دیکھتی اس طرف قدم بڑھا گئی چال میں لڑکھڑاہٹ واضح تھی سوچیں جیسے مفلوج ہو چکی تھی وہ استھما کے اٹیک پر اسی طرح غائب دماغی سے کام لیتی تھی کچھ گھنٹوں تک اسے ہوش میں رہتے بھی ہوش نہیں رہتا تھا جویریہ بیڈ پر لیٹی ہی آنکھیں بند کر گئی کھڑکی کھلی ہونے کے باعث سرد ہوائیں کمرے میں داخل ہو رہی تھیں جبکہ جویریہ میں کنفرٹ لینے کی بھی ہمت نا تھی وہ کپکپا رہی تھی حنان لاونج میں جویریہ کو نا پاکر بیڈ روم کی سمت بڑھا اسے واپس ہاسپٹل بھی جانا تھا۔

"تم ٹھیک ہو " حنان جویریہ کو بیڈ پر کروٹ کے بل لیٹا دیکھ استفسار کرنے لگا جویریہ کی آنکھیں بند تھیں لیکن جسم کپکپا رہا تھا۔

"ہاں " جویریہ نے آہ بھرتے کہا دماغ میں شازم داؤد کا ہاتھ اٹھانا بار بار گھوم رہا تھا ثاقب داؤد کی باتیں سر جیسے پھٹنے کے در پہ تھا وہ کبھی کمزور نہیں پڑتی تھی لیکن آج زندگی میں پہلی دفعہ اپنوں کی بے رخی صحیح تھی اور استھما کے اٹیک نے ہر سازش کو دماغ سے جیسے دور کر دیا تھا اپنے گھر والے اور اپنے جسم میں اٹھتی تکلیف یاد تھی وہ اتنی تکلیف میں بھی خود پر ضبط کر رہی تھی آنسو کو روک رہی تھی آنکھیں بند کر کے حنان خاموشی سے جویریہ کے پاس آیا اور اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر اس کا ٹیمپریچر چیک کرنے کی کوشش کرنے لگا حنان نے ہاتھ جیسے برف پر رکھ دیا تھا جویریہ کا پورا جسم ٹھنڈا پڑا تھا حنان کو فکر ہوئی۔

"جویریہ " حنان کا سارا اشتعال ہوا میں گم ہوا نرمی سے جویریہ کے گال پر ہاتھ رکھتے تھپتھپایا۔

"ہاں " جویریہ بند آنکھوں سے بولی۔

"تم ٹھیک ہو؟ " حنان نے پھر پوچھا۔

"ہاں " جویریہ نے پھر وہی جواب دیا۔

"تمہارا جسم ٹھنڈا ہو رہا ہے مجھے ہاسپٹل جانا ہے تم اٹھو کپڑے چینج کرو میں کھڑکیاں بند کر کے ہیٹر آن کرتا ہوں" حنان نے نرمی سے کہتے کمرے کی

کھڑکی اور دروازے بند کیے اور ہیٹر آن کیا پلٹا تھا مگر جویریہ اب بھی بیڈ پر لیٹی تھی حنان اس کے قریب ہوا۔

"جویریہ " حنان نے پکارا مگر جویریہ نے کوئی جواب نا دیا حنان نے لب بری طرح دانتوں میں دبایا اور پھر باہر آتے سوٹ کیس سے جویریہ اور اپنے لیے کپڑے نکالے وہ اندر داخل ہوا ساتھ فرسٹ ایڈ باکس بھی تھا۔

جویریہ کے قریب بیٹھتے جویریہ کے کپڑے چینج کرنے لگا مگر جویریہ کے جسم پر بے شمار چوٹوں کے نشان دیکھتے اس نے لب بھینچے اشتعال پھر دماغ پر سوار ہوا فرسٹ ایڈ باکس سے کاٹن لیتے زخموں کو صاف کرتے دوائی لگاتے اسے پنک سادہ سلوار سوٹ پہنایا جویریہ پر کنفرٹ صحیح کرتے حنان نے شاور لینے کے لیے قدم وشروم کی سمت بڑھائے شاور لے کر وہ فریش سا باہر نکلا حداد کے خون سے لپٹی شرٹ کو اتارتے جویریہ پر غصہ بے حد بڑھا تھا وہ فریش سا باہر

نکلا ہاسپٹل جانے کے لیے تیار ہو رہا تھا جویریہ کو ایک نظر دیکھا جو کروٹ بدل چکی تھی دوائی لگاتے کپڑے چینج کرتے بھی ایک آواز اس کے منہ سے نا نکلی نا اس نے آنکھیں کھولی تھیں حنان کو یوں ہی خیال آیا کہ اسے میڈیسن دے دوں حنان پھر جویریہ کے قریب ہوا اور اسے دیکھنے لگا وہ کنفرٹ منہ تک تانے چہرہ چھپائے تھی وہ رو رہی تھی اس کی بند آنکھوں سے آنسو ناک سے ہوتے تکیے میں جذب ہو رہے تھے حنان نے دوسری دفعہ جویریہ کو روتے دیکھا تھا وہ بنا آواز بنا سسکیوں کے رو رہی تھی ایک آنسو ٹپکتا تکیے میں جذب ہوتا کہ دوسرا پھر ٹپکنے کو تیار رہتا۔

"جویریہ " حنان نے جویریہ کو پکارا وہ پھر بھی روتی رہی حنان نے جویریہ کو سیدھا کرتے اس کا چہرہ اپنے انگلیوں کے پوروں سے صاف کیا وہ جیسے نیم بے ہوشی میں تھی کوئی حرکت نا کر پائی بس آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

"ح۔۔ن۔۔ا۔۔ن " جویریہ نے لبوں سے حنان کا نام ادا کیا جبکہ حنان کو حیرت ہوئی وہ بے ہوشی تھی اس کا نام لے رہی تھی۔

"ہمم " حنان جویریہ کے اوپر سایہ فگن ہوتا اس کی کمر میں ہاتھ ڈالے اپنا چہرہ جویریہ کے بے حد قریب کر گیا حنان کی سرمئی آنکھیں جویریہ کے شفاف چہرے کو دیکھ رہی تھیں رونے کے باعث سرخ ہوتی ناک سرخ گال سرخ ہونٹ گال بھیگے تھے۔

"م۔۔ت۔۔جا۔۔و۔۔میر۔۔ے۔۔پا۔۔س۔۔ر۔۔ہو " جویریہ نے ٹکروں میں کہا حنان پہلے تو سمجھ نا پایا پھر سمجھ آنے پر جویریہ کو دیکھ مسکرایا۔

"میں یہی ہو تمہارے پاس " حنان نے کہا۔

"ہاں " جویریہ نے بس اتنا کہا اور پھر کچھ نا بولی حنان نے محسوس کیا اس کا جسم اب بھی ٹھنڈا تھا یہ عورت صرف محبت نہیں اس کا سکون بھی تھی آدھا گھنٹہ گزرا تھا کہ حنان کے فون پر کال آئی حنان نے سائیڈ ٹیبل سے فون پکڑے سامنے کر گیا کال اعظم صاحب کی تھی حنان نے کال پک کرتے بات کی حداد اسے اپنے پاس بلا رہا تھا حنان نے جلد پہنچنے کا کہتے کال ڈسکنیکٹ کر دی۔

"تم ایسی کیوں ہو۔۔میری روح کو اپنا اسیر بنایا ہوا ہے تم نے۔۔دل مجبور بھی ہو جائے مگر یہ روح تم سے چاہ کر بھی نفرت نہیں کر پاتی۔۔ تمہیں سزا دینا کا سوچتا ہو لیکن تمہارے قریب آتے صرف تم یاد رہتی ہو۔۔میری اور اپنی زندگی کو کیوں تم تماشہ بنانا چاہتی ہو۔۔میں خود پر کیے ہر ستم کو معاف کر سکتا ہوں مگر میری فیملی پر کئے کسی ظلم کو معاف نہیں کرونگا اور اس کے لیے اگر

مجھے تمہیں سخت سزائیں بھی دینی پڑی میں پیچھے نہیں ہٹو گا جویریہ حنان کفیر " حنان پہلے محبت سے کہتا آخر میں لہجہ سخت کر گیا اور جویریہ کو بیڈ پر لٹائے کنفرٹ درست کرتا موبائل اور کیز لیے باہر کا رخ کر گیا۔

رات گہری ہو رہی تھی افق کمرے میں چکر کاٹ رہی تھی جبکہ مصطفی اب تک کمرے میں کیا حویلی میں بھی داخل نہیں ہوا تھا مصطفی نے دروازہ کھولے کمرے میں قدم رکھا افق جو ابھی شاور لیتی سفید کیپری شرٹ میں ملبوس تھی مصطفی کو دیکھ رکی۔

مصطفی کمرے کا دروازہ بند کرتا بنا افق کو دیکھے ڈریسنگ روم کی سمت بڑھ گیا عترت کی حرکت نے اور اس سچائی نے مصطفی کو توڑ دیا تھا سڑکوں پر بے وجہ ہمیشہ کی طرح غصے غم سے ڈرائیو کرتا اب حویلی لوٹا تھا شاور لیتے وہ شرٹ لیس باہر آیا اور سیدھا سٹڈی روم کی سمت قدم بڑھانے لگا لیکن افق نے سامنے آتے رستہ روکا۔

"پہلے کھانا کھائیں پھر سونے جائیں گا " افق نے کہا مصطفی نے افق سے نگاہیں نہیں ملائیں۔

"مجھ پر حکم چلانے کی کوشش دوبارہ مت کرنا " مصطفی نے افق کو بازو سے کھینچ کر سائیڈ کرتے بے تاثر لہجے میں کہتے اندر قدم رکھنا چاہا اور دروازہ افق کے منہ پر بند کرتا کہ افق دروازے کی چوکھٹ پر ہاتھ بے دھیانی میں رکھ گئی مصطفی نے نہیں دیکھا اور دروازہ بند کیا جب افق کی چیخ گونجی آنکھوں سے

آنسو پل پل بہے تھے وہ جلدی سے ہاتھ منہ کے قریب کرتی رو رہی تھی مصطفی نے بوکھلا کر افق کو دیکھا اس کا سرخ ہاتھ دیکھتے مصطفی کو افق پر غصہ آیا لیکن اس کی آنکھوں سے بہتے آنسو مصطفی کو مزید تکلیف میں مبتلا کر گئے۔

"تم پاگل ہو " مصطفی افق کا ہاتھ تھامتا اسے سہلاتا دھاڑا مصطفی کی دھاڑ پر افق لرزی اس کے خود کے ہاتھ میں پٹی بندھی تھی لیکن شاور لیتے وہ اتار چکا تھا زخم بندھ چکے تھے افق کی آنکھوں سے آنسو بے مول ہو رہے تھے مصطفی افق کو لیے بیڈ پر بیٹھاتا افق کے سامنے فرسٹ ایڈ باکس کھولے بیٹھا افق کا ہاتھ تھامنا چاہا افق نے خفگی سے ہاتھ چھڑوایا آنسو اب بھی زاروقطار نکل رہے تھے۔

"کیا مصیبت ہے اب ٹیوب لگانے دو ہاتھ سرخ ہو چکا ہے " مصطفی دھاڑا تھا آنکھیں مزید سرخ ہوئیں تھیں افق کی ننھی جان لرزی تھی یک دم وہ بیڈ سے اٹھ گئی۔

"نا۔۔لگائے۔۔جائے۔۔اپنی خواب گاہ۔۔میں۔۔میں نے۔۔نہیں۔۔بولا۔۔آپ کو " افق ہچکیوں سے روتی ہوئی چیخی تھی مصطفی نے ہاتھ آگے کرتے افق کا بازو دبوچے اسے اپنی گود میں بیٹھایا افق کا رونا تکلیف اور لرزتا وجود دیکھ مصطفی اپنے چہرے پر ہاتھ پھیر گیا اپنے غصے کو کم کرنے کی کوشش کرنے لگا جو افق کے آنسوؤں کے سبب تھا۔

"کیا مسئلہ ہے تمہیں جب کہا تھا سامنے سے ہٹ جاؤ کیوں جھانسی کی رانی بنی تھی اور اب مجھ پر ہی چیخ رہی ہو " مصطفی کو یک دم غصہ آیا وہ زبردستی افق کا ہاتھ تھامتا اس پر ٹیوب لگائے مساج کر گیا زرا سا ہاتھ لگنے پر بھی افق یک

دم چیخ پڑتی مصطفی بری طرح جبڑے بھینچے ہوئے تھا ٹیوب لگا کر مصطفی نے اپنی گود میں بیٹھی اپنی چھوٹی سی بیوی کو دیکھا جو بچوں کی طرح رو رو کر اپنا چہرہ ناک اور آنکھیں سرخ کر چکی تھی۔

"تمہیں پتا ہے نا مجھے تمہارے آنسو نہیں پسند مجھ سے برداشت نہیں ہوتے مت بہاؤ انھیں یہ نا ہو جس ہاتھ سے میں نے وہ دروازہ بند کیا اور تمہارے ہاتھ پر اتنی گہری چوٹ آئی ہے میں اپنا ہاتھ کاٹ دوں " مصطفی نے افق کے بھیگے عارض سے موتی چُونتے سختی سے کہا افق نے خود کے آنسوؤں پر پل باندھنا چاہا کیونکہ وہ مصطفی سے اچھے سے واقف تھی وہ یہ کر بھی گزرتا افق نے کل نمونہ دیکھا تھا لیکن پھر افق نے خفا نگاہوں سے مصطفی کو دیکھتے اس کی گود سے اٹھنا چاہا مصطفی نے افق کی کمر میں بازو ڈالے اس کی کوشش ناکام کر دی۔

"آپ ۔۔ جائے ۔۔مجھے ۔۔ بھوک ۔۔ لگی ۔۔ تھی ۔۔میں ۔۔ آپ ۔۔کا کب۔۔سے انتظار۔۔کر رہی ۔۔ تھی ۔۔مگر۔۔ آپ " افق کہتی پھر رو دی مصطفی کو خود پر غصہ آیا پھر کاوئچ کے سامنے ٹیبل پر رکھے کھانے پر نگاہیں گئیں۔

"تو تم کھا لیتی کم سے کم تمہیں میری وجہ سے چوٹ تو نہیں لگتی " مصطفی نے پھر افق کے بھیگے عارض صاف کرتے کہا اس کے ہاتھ پر نگاہیں جمائی جو مزید سرخ ہوئیں افق نے فورا ہاتھ اپنی اوٹ میں کیا مصطفی کے تاثرات سخت تھے کہی وہ خود کو نقصان نا پہنچا دے اس کی بیوقوفی پر۔

"آپ۔۔کو بھی۔۔ تو لگی ۔۔ تھی ۔۔کل میری ۔۔ وجہ سے " افق نے ہونٹ بلکاتے معصومیت سے مصطفی کے زخمی ہاتھ کو دیکھتے کہا اور مصطفی کا دھیان بھٹکانا چاہا۔

"تو تم نے اس کا آج احسان اتارا ہے اپنے ہاتھ پر چوٹ لگا کر؟" مصطفی کو افق پر ٹوٹ کر پیار آیا افق نے نا سمجھی سے سر اثبات میں ہلا لیا مصطفی کے ماتھے پر بل پڑے وہ دونوں میاں بیوی پاگل تھے میاں شیطان کا باپ تھا ! تو بیگم فیری ٹیل کی نکلی شہزادی ! ایک دوسرے سے محبت کے منفی ایک دوسرے کے ہی لیے باری باری اپنے ہاتھوں کو زخمی کر گئے تھے۔

"دوبارہ کیا تو جان نکال لونگا فورا اپنا چہرہ صاف کرو اور خبردار جو ایک آنسو باہر نکلا تو کل میں نے آل سی ڈی توڑی تھی اب ڈریسنگ مرر توڑ دونگا " مصطفی ایک ایک لفظ چبا کر دھمکی دیتا افق کو گھور کر بولا۔

"میرا ہاتھ زخمی ہے " افق کو پھر رونا آیا مگر ضبط کر گئی مصطفی کو یازان کی بات یاد آئی وہ واقعی اس سے چھوٹی تھی اور اس وقت مصطفی کو کافی کیوٹ بھی لگ رہی تھی مصطفی نے افق کے چہرے پر جھکتے اس دفعہ آنسوؤں کو لبوں سے چنا افق کی آنکھیں پھیلی گال سرخ ہوئے۔

"چلو اب کھانا کھلاتا ہوں " مصطفی افق کے سرخ چہرے کو دیکھتا بولا اور افق کو لیے کاوئچ پر بیٹھا۔

افق مصطفی کو اپنے ہاتھوں سے کھانا کھلاتا خود بھی کھا رہا تھا افق کو نیند نے اپنی آغوش میں لیا مصطفی مسکرایا افق کو دیکھ کر جو نیند میں بچوں کی طرح منہ بناتی کھا رہی تھی کھانا کھا چکے تو مصطفی نے افق کو اپنی باہوں میں اٹھایا اور بیڈ کا رخ کر گیا افق پر کنفرٹر صحیح کرتے وہ کئی لمحے محوت سے افق کو دیکھتا رہا جو نیند و خواب کے مزے لوٹ رہی تھی پھر فون کی بیپ ہوئی مصطفی نے سر

جھٹکتے فون اپنے سامنے کیا واٹس ایپ میسج تھا ڈاکٹر تبسم کا مصطفی کا چہرہ سرد ہوا وہ سٹڈی روم کی سمت قدم بڑھا گیا۔

یاسر خطرناک حد تک اپنی لینڈ کروزر کی سپیڈ بڑھاتا اپنی زندگی کے ساتھ کھیل رہا تھا وہ مرنا نہیں چاہتا تھا نا یہ خودکشی کی کوشش تھی مگر یاسر جب بھی کسی بات سے ہرٹ ہوتا ایسا ہی کرتا تھا اور ثوبان کو اسے زخمی دیکھنے کا کوئی شوق نا تھا بھائیوں پر جان چھڑکتا تھا تو جب بھی یاسر ہرٹ ہوتا ثوبان لازمی اس کے پیچھے جاتا تھا اب بھی وہ ہی اس سر پھرے سیاستدان کو اورٹیک کر کے اپنی کار سامنے کرتا روک گیا تھا ثوبان نے خونخوار نظروں سے یاسر کو گھورتے اسکا پھولا بازوں دبوچے اپنی کار میں پٹخا تھا یاسر سر جھکائے لب کاٹتا اچھے بچوں کی طرح کار میں بیٹھا یاسر بھی ثوبان کے غصے کے سامنے ہمیشہ اچھا اور ڈیسنٹ بچہ

بن جاتا تھا ثوبان نے ملازم کو فون کرتے یاسر کی لینڈ کروزر حویلی لانے کا کہتے اپنے رخ حویلی کی سمت کیا تھا حویلی آئی تو یاسر اور ثوبان چپ چاپ بنا بات کیے اپنے کمروں کے سامنے کھڑے ہوئے انھوں نے سفر میں بھی آپس میں کوئی بات نہیں کی تھی دونوں بھائیوں نے ایک سرد سانس کھینچ کر ہو کے سپرد کی آج دونوں کو اپنی بیویوں کا سامنا کرنا تھا یاسر کا گناہ زیادہ تھا تو ثوبان کا اس سے کم لیکن گناہ تو تھا ایک نے بہن پر یقین کر کے اپنی بیوی کو معزور کر دیا تھا تو دوسرے نے بہن کی عزت کے لیے دشمنی کو پروان چڑھایا تھا اپنی بیوی کو ہر لمحہ تکلیف میں رکھا تھا یاسر اور ثوبان نے ایک ساتھ دروازے کا لاک گھمایا اور قدم کمرے میں رکھے دونوں کے کمرے کچھ فاصلے پر ہی تھے۔۔وہ دو بھائی ایک بزنس ٹائیکون اور دوسرا کامیاب سیاستدان آج اپنے ہی کمروں کے سامنے کھڑے بند دروازے کو دیکھتے اپنی بیویوں کا سامنا کرنے کے لیے ہمت جمع کر رہے تھے !! کیا وقت آگیا تھا سب کچھ بدل گیا تھا جو مجرم لگتے تھے وہ بے گناہ نکلے اور جو ظلم کا بدلہ لے رہے تھے وہ خود ہی بہت بڑے ظالم نکلے۔

عشراق جو بیڈ کے دائیں سائیڈ قالین پر جائے نماز بچھائے تہجد پڑھ رہی یاسر نے ایک نظر اپنی بیوی کی پشت کو دیکھا جو سفید نماز چادر میں اپنی عبادت میں مشغول تھی یاسر کی نظریں جھکیں عشراق بیساکھی کے سہارے نماز ادا کر رہی تھی یاسر کو گھٹن محسوس ہوئی وہ ڈریسنگ روم میں بند ہوا آدھا گھنٹہ ٹھنڈے پانی سے شاور لینے کے بعد جب وہ سفید ٹراؤزر شرٹ میں اپنا دیو ہیکل وجود گیلے بالوں کے ساتھ باہر نکلا تو عشراق اب بھی اسی پوزیشن میں تھی یاسر کی پیشانی پر تحریر ابھری وہ ٹاول سائیڈ رکھتا بکھرے بالوں کے ساتھ عشراق کے قریب آیا چار قدم کا فاصلہ تھا عشراق کا چہرہ نم تھا بھیگا ہوا شفاف نور میں دمکتا جیسے شادی کی پہلی رات یاسر نے دیکھا تھا تب بھی اس کا چہرہ نم تھا اور آج بھی لیکن آج بھیگا ہوا تھا یاسر وہی بیٹھ گیا اور عشراق کو دیکھتا رہا دو منٹ بعد عشراق کی سلام پھیرتے خود کو تکتے یاسر پر نظر گئی سیاہ آنکھیں سنہری

آنکھوں سے ملی یاسر نے ہاتھ بڑھاتے عشراق کے بھیگے عارض اپنے انگلیوں کے پوروں سے صاف کیے عشراق کی پلکیں جھکیں۔

"کب سے پڑھ رہی ہو ملکہ تہجد کے نوافل اور کتنے پڑھنے کا ارادہ ہے ؟" یاسر نے اپنا ہاتھ کھینچتے عشراق کو اب بھی نماز کی پوزیشن میں بیٹھا دیکھ پوچھا۔

"میں نے اللہ سے دعا مانگی تھی جس دن میرے بھائی کی بے گناہی سب کے سامنے آئی میں اس رات سے تہجد میں سو نوافل شکرانے کے ادا کرنا شروع کرونگی " عشراق نے اپنا چہرہ جھکائے کہا وہ اپنی انگلیوں کو دیکھ رہی تھی آواز میں طنز نہیں تھا نا غرور کہ میرے بھائی کی بے گناہی ثابت ہو چکی ہے مگر پھر بھی یاسر کو یہ الفاظ اپنے جسم پر چابک کی طرح لگے تھے مگر وہ سو نوافل پر چونکا تھا حنان کتنا خوش نصیب تھا اسے عشراق جیسی بہن ملی تھی جو معزوری کے باوجود اس کے لیے دعاؤں کی قبولیت کے لیے شکرانے کے نوافل مانگتی

تھی یاسر کا سر جھکا کندھے ڈھیلے پڑے۔۔وہ ایسی بہن تھی جو ایک پیر سے معزرو تھی مگر پھر بھی اپنے بھائی کے لیے بیساکھی کا سہارا لیتے تہجد میں سو نوافل ادا کرنے کا عظم کر چکی تھی کتنا خوش نصیب تھا حنان اعظم کفیر جسے عشراق جیسی بہن ملی تھی۔

"کتنے پڑھ لیے ؟ " یاسر نے نہایت مدھم آواز میں جائے نماز کو دیکھتے استفسار کیا۔

"بیس " عشراق نے یک لفظی جواب دیا یاسر کو احساس ہوا وہ کافی دیر سے پڑھ رہی تھی اس کے آنے سے بھی پہلے سے شاید۔

"تم تھک جاؤ گی اور تہجد کا وقت بھی ختم ہونے والا ہے میں مدد کرو تمہاری آدھے میں پڑھ لیتا ہو " یاسر نے سر جھکائے لب دانتوں میں دبائے کہا لہجہ نم تھا عشراق چونکی پھر یاسر کو دیکھا جس کا سر جھکا ہوا تھا وہ یہ نوافل اپنی شرمندگی کے لیے نہیں پڑھنا چاہتا تھا وہ یہ نوافل صرف اپنی بیوی کی مدد کرنے کے لیے پڑھنا چاہتا تھا خود جمعہ کی نماز ہی پڑھتا تھا لیکن ملکہ کے لیے شاید ایک ٹانگ پر بھی کھڑا رہنا پڑتا تا عمر تو وہ بھی کر گزرتا۔

"نہیں اگر آپ کو پڑھنے ہیں تو اپنے لیے پڑھے۔۔میں خود ادا کر لونگی اور میں نے کہا کہ میں ادا کرنا شروع کرونگی آج بیس ادا کر لیے کل بھی بیس کر لونگی اور ایسے ہی رفتہ رفتہ سو پورے۔۔اللہ آپ کی نیت کو دیکھتا ہے اگر میں صرف اپنے اوپر سے بوجھ اتارنے کے لیے پڑھو گی تو یہ نوافل میرے منہ پر مار دئے جائے گے میرا اللہ چاہتا ہے میں دل سے اس کے حضور حاضر ہو مجھ میں جتنی ساکت تھی ہمت تھی میں نے آج ادا کر لیے" عشراق نے یاسر کے

جھکے سر کو دیکھتے کہا یاسر خاموشی سے اس کی بات سنتا رہا اور پھر سر کو خم کر دیا جیسے سمجھ گیا ہو عشراق کیا کہنا چاہتی ہے عشراق یاسر کو دیکھتی آرام دہ حالت میں بیٹھی وہ دعا کے لیے ہاتھ اٹھانے والی تھی۔

"ملکہ " یاسر کی آواز نے عشراق کو روکا۔

"کیا میں تمہاری گود میں سر رکھ لو" یاسر نے استفسار کیا۔

"لیکن ابھی میں دعا مانگ رہی ہو " عشراق کو معلوم تھا وہ ٹوٹ گیا ہے عشراق نے ہاسپٹل میں یاسر کی سرخ آنکھیں دیکھی تھی اور جب وہ آنکھیں عشراق کی سنہری آنکھوں سے ملی تو یاسر نگاہیں جھکا گیا یہ پہلی دفعہ ہوا تھا عشراق یاسر کے اندر اٹھتے طوفان سے تو باخبر نا تھی مگر بے خبر بھی نا تھی۔

"میں نے وضو کیا ہوا ہے ہر روز کرتا ہو تمہارے قریب آنے سے پہلے میں کچھ نہیں کہو گا۔۔تم اپنی دعا مانگ لو۔۔میں بس کچھ دیر تمہاری گود میں سر رکھنا چاہتا ہو " یاسر کی آواز اس دفعہ لرزی تھی کپکپاہٹ تھی جسے مضبوط لہجے میں چھپانے کی کوشش کی گئی تھی لیکن عشراق پہچان گئی عشراق یاسر کی بات میں مہو تھی اور نا سمجھی سے یاسر کو دیکھ رہی تھی وضو ؟ میرے پاس آنے سے پہلے ؟ پھر عشراق کو شادی کی پہلی صبح فجر کی نماز کا منظر یاد آیا تو کیا اس دن بھی یاسر نے وضو کی تھی عشراق کی آنکھوں میں حیرانگی در حیرانگی تھی نکاح کے بعد پہلی ملاقات پر اس شخص نے اپنا بچپن کا بدلہ لیا تھا دوسری ملاقات میں اپنی بے عزتی کا اور شادی کی پہلی رات اپنا ہر بدلہ بھلائے اپنی ملکہ کا اسیر ہو گیا تھا عشراق اپنی سوچوں میں گم تھی جب اپنے پہلو میں اسے نمی محسوس ہوئی یاسر عشراق کی گود میں سر رکھے اپنے مضبوط ہاتھوں کا گھیرا

اس کی کمر پر باندھے منہ عشراق کے پیٹ کی سمت پہلو میں چھپائے ہوئے تھا
۔

"سنیے ۔۔آپ " عشراق کو محسوس ہوا وہ رو رہا ہے عشراق نے یاسر کو پکارا لیکن وہ جیسے سن ہی نہیں رہا تھا عشراق نے ہونٹ دانتوں میں دبایا کچھ دیر وہ یاسر کو دیکھتی رہی پھر دعا کے لیے ہاتھ اٹھا گئی۔

****

"یااللہ تیرا جتنا شکر ادا کرو کم ہے تو نے میرے بھائی کو سرخرو کیا آج اس بدنامی کو حنان بھائی کے ماتھے سے ہمیشہ کے لیے دھو دیا بے شک تو مہربان ہے ۔۔میں اب اپنے بیوی ہونے کا ہر فرض ادا کرنا چاہتی ہو مجھے اس شخص کے حق میں کوئی حق تلفی نا کرنے دینا ماضی کی یادوں کو اس شخص کی دی گئی

تکلیفوں کو درگزر کرنے کا اسے معاف کرنے کا حوصلہ دے بے شک تو معاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے میں اپنی زندگی کی نئی شروعات کرنا چاہتی ہو اس شخص کے ساتھ جسے تو نے میرے لیے چنا ہے اسے بھی اپنی راہ پر لگا دے اسے بھی ہدایت بخش دے۔۔۔" عشراق کے آنسو بہہ رہے تھے وہ بنا آواز کے اللہ سے اپنے دل کی باتیں کرتی شکرانے ادا کر رہی تھی اور ساتھ یاسر کے اور اپنی آنے والی زندگی کے متعلق دعائیں مانگ رہی تھی جس طرح اللہ نے یاسر کے دل میں عشراق کے لیے نرمی ڈالی تھی محبت ڈالی تھی اللہ نے بھی عشراق کے دل کو یاسر کے لیے نرم کر دیا تھا۔

عشراق دعا کے ہاتھ چہرے پر پھیرتی یاسر کے بالوں میں انگلیاں چلا گئی یاسر اب بھی عشراق کے پہلو میں منہ چھپائے ہوئے تھا۔

"یاسر۔۔" عشراق نے یاسر کے کندھے پر دوسرا ہاتھ رکھتے اسے پکارا عشراق کے نام لینے پر یاسر نے سرخ نگاہیں اٹھائے عشراق کو دیکھا جس کی خود کی سنہری آنکھیں سرخی اختیار کر چکی تھیں۔

"پھر سے لو میرا نام ملکہ " یاسر نے کہا عشراق نے یاسر کو دیکھا نظریں ملیں۔

"آپ رو رہے تھے " عشراق نے یاسر کی بات نظر انداز کرتے استفسار کیا ابھی وہ اپنے لیے اللہ سے یاسر کے حقوق میں حق تلفی نا کرنے کی دعا مانگ رہی تھی اور ابھی شوہر کی بات کو نظر انداز کر گئی۔۔سیاستدان کی نیک بیوی!

"مجھے معاف کر دو ملکہ میں نے حنان بھا۔۔بھائی پر بھروسہ نہیں کیا جویریہ آپی کی بات مان کر ان پر گولی چلا دی۔۔اور وہ تمہیں۔۔مجھے معاف کر دوں " یاسر نے گہرے سانس لیتے کپکپاتے لبوں سے کئی سال بعد حنان کو بھائی کہا تھا ورنہ وہ اسے حنان بھی نہیں کہتا تھا سرخ چہرے سے کہا وہ کسی بچے کی طرح معصومیت کا پیکر بنے عشراق سے معافی مانگ رہا تھا عشراق نے خاموشی سے یاسر کی بات سنی نگاہیں یاسر کے وجیہہ اور رونے سے مزید خوبصورت ہوئے چہرے پر ٹھہری تھیں جو کہتے ہیں کہ رونے کے بعد عورت ہی حسین لگتی ہے غلط کہتے ہیں مرد کی خوبصورتی بھی رونے کے بعد نکھرتی ہے وہ خوبصورتی چاہے سیرت کی ہو یا صورت کی۔

"میری۔۔بہن نے اتنا بڑا جھوٹ بولا۔۔تھا اپنی عزت کو سوالیہ نشان بنا دیا۔۔ میں یقین نہیں کر پا رہا اور اپنی بہن پر اعتباری کی بہت بڑی قیمت چکائی ہے میں نے میں اپنی محرم کا گنہگار بن گیا تمہاری معزوری کا سبب بن گیا مجھے معاف کر دو " یاسر عشراق کی گود سے اٹھتا اس کے دونوں پیروں کو آگے کرتا اس کا معزور پاؤں کی انگلیوں پر ہاتھ رکھتا سر جھکائے بولا ایک آنسو عشراق کے پیر پر گرا تھا۔۔وہ مغرور سیاستدان جس نے آج تک اپنے باپ دادا کے پیروں کو ہاتھ نا لگایا تھا اپنی بہن پر یقین کر کے اپنی بیوی کو معزور کیا تھا آج اسی بیوی کے معزور پیر کو تھامے روتے ہوئے معافی مانگ رہا تھا !

"آپ مجھے ۔۔ آپ پلیز ایسا نا کرے" پتا نہیں کیوں یاسر کے پیر تھامنے پر عشراق بھی سسک پڑی یاسر نے نفی میں سر ہلاتے عشراق کے پیر پر جھکتے لب رکھا۔

"مجھے معاف کر دوں ملکہ " یاسر پھر بولا۔

"یاسر " عشراق نے تڑپ کر یاسر کے دونوں ہاتھ تھامے یاسر کی نگاہیں عشراق سے ملی جو خود رو رہی تھی یاسر کی بیرڈ بھیگی تھی۔

"ملکہ " یاسر نے کرب سے عشراق کے آنسو صاف کرتے اسے خود کے سینے سے لگایا عشراق یاسر کی شرٹ تھامے آنسو بے مول کرتی رہی۔

"مجھے معاف کر دوں ایک بار کہ دوں تم نے مجھے معاف کیا میرے دل میں سکون اتر جائے گا میں دوبارہ کبھی تمہاری تکلیف کا سبب نہیں بنو گا ملکہ تمہاری آنکھوں میں آنسو نہیں آنے دوں گا تمہاری طرح تو نہیں مگر تمہارے لائق بننے کی کوشش کرونگا ملکہ " یاسر نے کیا عشراق سسک پڑی۔

"میں نے آپ کو معاف کیا " عشراق کے الفاظ تھے یا سکون کا سمندر جو یاسر کے اندر برپا ہوا تھا جو شاہد کفیر کہتے تھے ایک موقع دے کر دیکھو اگر عشراق ان کی بات نا مانتی تو اپنی قدر کرنے والے شخص کو کیسے پاتی وہ یاسر کی زندگی میں اپنی رضا کے بنا شامل ہوئی تھی مگر اب وہ راضی تھی جیسے ان کی زندگی میں سب ٹھیک ہو چکا تھا وہ ایک موقع اپنے لیے بھی یاسر کو دے گئی۔

"آئی لو یو ملکہ " یاسر نے مزید عشراق کو خود میں بھینچا اور عشراق کے سر پر چادر نماز پر ہی لب رکھے یاسر کے الفاظ پر عشراق کا چہرہ شرم سے سرخ پڑا وہ یاسر کے سینے پر ہاتھ رکھتی اپنا چہرہ صاف کر گئی اور نگاہیں جھکا گئی۔

"کیا ہوا ؟ " یاسر جو عشراق کو سینے سے لگائے سکون محسوس کر رہا تھا اچانک عشراق کی دوری پر حیران ہوا چہرہ بھیگا تھا مگر اب چہرے پر سکون تھا۔

"کچھ ۔۔کچھ نہیں ۔۔سونے چلے فجر میں اٹھنا ہے مجھے " یاسر کے سوال پر عشراق کے ہاتھوں کی کپکپاہٹ بڑھی تھی وہ بہانہ بنا گئی جبکہ یاسر کے الفاظ اب بھی جیسے کان میں گونج رہے تھے جن پر وہ بری طرح سرخ ہو رہی تھی یاسر پہلے غور سے عشراق کو دیکھتا رہا جس کا چہرہ سرخ گلاب کو رہا تھا پھر جیسے اپنے الفاظ یاد آئے عشراق اس سے نظریں بھی نہیں ملا رہی تھی یاسر دل کھول کے مسکرایا اور پھر نرمی سے عشراق کو باہوں میں بھرے بیڈ پر بیٹھا گیا بیساکھی سائیڈ پر رکھتا جائے نماز فولڈ کیے وہ بیڈ کی سمت آیا عشراق تو کمفرٹر منہ تک تانے جیسے سوتی بنی یاسر کے لب پھر مسکرائے اپنی بیوی کی شرم اسے

مسکرانے پر مجبور کر رہی تھی وہ آئی لو یو سن کر شرما رہی تھی یاسر نے سرد سانس کھینچ کر ہوا کے سپرد کی اور وال کلاک دیکھی بیس منٹ بعد فجر کی اذانیں مسجدوں سے گونجنا شروع ہونے والی تھیں یاسر نے کمرے کی لائیٹس آف کرتے مدھم روشنی جلنے دی۔

" ملکہ ابھی تو میں نے محبت کا اظہار کیا ہے اور تم چھپ رہی ہو جب تمہیں کرنا پڑ گیا تو کیا کرو گی۔۔روکو میں سوچتا ہوں ! مجھے لگتا ہے کفیر حویلی جا کر چھت پر کھڑی ہو کر مجھ سے فون پر کہو گی یاسر آئی لو یو اور میں جو پارٹی آفس میں یا کسی جلسے میں یا کانفرنس میں ہونگا اپنی قسمت پر افسوس کرونگا کہ میری بیوی نے محبت کا اظہار کیا بھی تو دور سے وہ بھی میکے کی چھت پر کھڑی ہو کر " یاسر نے اپنے سوال کا خود ہی جواب دیتا قہقہہ لگا گیا یاسر کے ہنسنے کی آواز اور بات پر عشراق کا دل جیسے بند ہونے کو ہوا وہ جان گیا تھا وہ کیوں کترا رہی ہے اس سے دل اتنی تیزی سے سیاستدان کے اظہار پر دھڑک رہا تھا اب تو کبھی بھی بند ہو سکتا تھا فل سپیڈ کی وجہ سے۔

"مجھے سونا ہے " عشراق یاسر کا ہاتھ اپنے پیٹ پر سے ہٹانے کی کوشش کرتی منمنائی لیکن بے سود سیاستدان کا ہاتھ تھا کیسے ہٹتا۔

"کچھ دیر میں فجر کی اذان ہونے والی ہے سونے کا کیا فائدہ اب ایسا کرتے ہیں اذان ہونے تک محبت کر لیتے ہیں" یاسر نے عشراق کے کان کے قریب سرگوشی کی عشراق کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی عشراق بیڈ سے اٹھی یاسر نے اسے ناسمجھی سے دیکھا۔

****

"اذان ۔۔نماز " عشراق نے جلدی سے کہا یاسر ایک سرد سانس کھینچ کر عشراق سے دور ہوتا بیڈ پر گرنے کے انداز میں لیٹا۔

"چلو ملکہ تمہیں وضو کروا دیتا ہوں " عشراق کو بیڈ سے اٹھ رہی تھی یاسر کی آواز پر چپ رہی یاسر عشراق کو باہوں میں بھرے وشروم کا رخ کر گیا وہ باہر کمرے میں عشراق کا انتظار کر رہا تھا کہ اس کے موبائل کی رنگ ہوئی۔

یاسر نے موبائل دیکھا بنا نام کے نمبر جگمگا رہا تھا کال نا اٹھانے کی وجہ سے کال مسترد ہوئی یاسر اپنی سوچوں میں گم تھا جب ایک دفعہ پھر موبائل رنگ ہوا اس دفعہ یاسر نے کال ریسیو کی۔

"یاسر " شفا کی تڑپتی روتی ہوئی آواز یاسر کے کانوں سے ٹکرائی یاسر نے سوچا اب پتا نہیں کونسا ناٹک شروع کر دیا ہے اس نے آواز تو وہ فوراً پہچان چکا تھا۔

"کیا مصیبت ہے تمہیں سمجھ نہیں آتی اٹس فینش۔۔آئیندہ مجھے کال مت کرنا " یاسر ڈریسنگ روم سے دور ہوتا ونڈو وال کے پاس آتا کال پر دھاڑا تھا وہ عشراق کو شفا سے دور رکھنا چاہتا تھا تاکہ ماضی کی کوئی بھی تلخی اب ان کے رشتے کو خراب نا کرے۔

"یاسر میری۔۔میری بات۔۔تو سنو " شفا نے روتے ہوئے بھرائی آواز میں کہا

۔

"جو تم ایک دفعہ ڈرامہ کر چکی ہو اپنے بھائی کی وجہ سے معاف کر چکا ہوں اب اگر کچھ ایسا کرنے کا سوچا تو معاف نہیں کرونگا دنیا سے صاف کر دونگا تو میرے سامنے یہ رونے دھونے کا ڈرامہ مت کرنا " یاسر غرایا جبکہ شفا کی ہچکیاں بند چکی تھیں عشراق نے وشروم کا دروازہ کھولا وہ دیوار کے سہارے

کھڑی تھی یاسر نے بنا شفا کی سنیں کال ڈسکنیکٹ کی اور عشراق کی سمت قدم بڑھائے۔

"دیوار کا کیوں سہارا لینا میری ملکہ جب میری باہیں تمہارے لیے خدمت میں ہر وقت حاضر ہیں " عشراق کے وضو سے نم چہرے کو دیکھتے یاسر کے لب مسکرائے وہ عشراق کے قریب آتا بولا عشراق کو باہوں میں بھرے وہ بیڈ پر بیٹھاتا جائے نماز بچھانے لگا۔

عشراق نے نماز ادا کی اور یاسر اسے محوت سے نماز پڑھتا دیکھتا رہا اس سیاستدان سے کوئی پوچھتا کہ اس کا بہترین نظارہ کیا ہے وہ یہ ہی جواب دیتا اپنی ملکہ کو عبادت کرتے دیکھنا !

ثوبان نے کمرے میں قدم رکھا دروازہ بند کیا نظریں کمرے میں مقدس کی تلاش میں دوڑائیں بیڈ پر سوٹ کیس رکھا تھا اس میں مقدس کے کپڑے تھے ثوبان کی پیشانی پر بل پڑے ماتھا دو انگلیوں سے مسلا آگے قدم بڑھائے تو مقدس ڈریسنگ روم سے اپنا کچھ سامان لاتی بیڈ پر رکھ گئی ثوبان کی موجودگی محسوس کرتے مقدس نے ایک نظر ثوبان کو دیکھا۔

"یہ۔۔یہ کیا کر رہی ہو تم۔۔کہاں جا رہی ہو " ثوبان نے مقدس پر نظریں گاڑھے پوچھا لہجہ مضبوط تھا آواز خود با خود ڈگمگائی ثوبان کے دل میں پھانس چبھی وہ اسے چھوڑ کر جا رہی تھی لیکن اگلے ہی پل مقدس پر غصہ بھی آیا مانا اس نے غلط برتاؤ کیا تھا مقدس کے ساتھ لیکن بروقت ازالہ بھی تو کیا تھا معافی مانگنے بھی تو آیا تھا تو پھر کیسے وہ اسے چھوڑ کر جا سکتی ہے مقدس اس کی

بات کا جواب دیتی کہ ثوبان نے مقدس کو بازو سے دبوچ اپنے قریب کیا مقدس لڑکھڑاتی ثوبان کے سینے سے جا ٹکرائی مقدس نے ہیزل گرین آنکھوں سے ثوبان کو دیکھا۔

"تم مجھے چھوڑ کر جا رہی ہو ؟" ثوبان مقدس کی آنکھوں میں دیکھتا دھاڑا چہرہ سرخ ہوا نیلی آنکھوں میں سرخ ڈورے بندھے مقدس کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی۔

"بولو؟" ثوبان نے مقدس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھتے پوچھا جو نا سمجھی سے اسے دیکھ رہی تھی لیکن پھر جیسے مقدس کو سمجھ آیا غصہ ایک دم اس کے جسم میں سرائیت کر گیا وہ اپنے بھائی اپنی ماں کے پاس نہیں جا سکتی جنہیں تکلیف میں مبتلا کرنے والے بھی یہ لوگ تھے۔

"ہاں جا رہی ہو " مقدس نے جواب دیتے ثوبان کی گرفت سے اپنا بازو آزاد کروایا ثوبان مقدس کی بات پر ٹھٹکا تھا تبھی گرفت ڈھیلی ہوئی ورنہ مقدس میں اتنی جان نہیں تھی کہ وہ ثوبان کی گرفت سے آزادی حاصل کر پائے۔

"کیا مطلب بیوی ہو تم میری تم مجھے چھوڑ کر کیسے جا سکتی ہو " ثوبان نے غصے میں آپے سے باہر ہوتے مقدس کے بالوں کو جکڑا اس کے چہرے پر غرایا۔

"میری ماں کو میرے بھائی کو میری ضرورت ہے مجھے ان کے پاس جانا ہے " مقدس ثوبان کی سرخ سرد آنکھوں میں دیکھتی بامشکل بولی مسلسل اپنے بالوں کو ثوبان کی گرفت سے چھڑوانے کی کوشش کر رہی تھی ہیزل گرین آنکھیں اب غصے غم تکلیف سے برسنا شروع ہو چکی تھیں۔

"اور مجھے میرے بارے میں ایک دفعہ نہیں سوچا تم نے مجھے نہیں ہے تمہاری ضرورت " ثوبان مقدس کی بات سنتا دھاڑا مقدس لرزی مقدس نے لرزتے ثوبان کی خون آلودہ شرٹ کو کالر سے اپنی مٹھیوں میں بھینچا۔

"آپ کی بہنوں نے مل کر میرے بھائی کا یہ حال کر دیا اس کے خون سے آپ کی شرٹ رنگی ہے اور میں ان کے بھائی کا خیال کرو بیوی میں ہو آپ کی تو بیویاں تو وہ بھی تھی میرے بھائیوں کی انھوں نے خیال کیا میرے بھائیوں کا اگر میرے بھائی کو کچھ ہو جاتا تو " مقدس بھی اب ثوبان کے ہاتھ پوری قوت سے اپنے بالوں سے جھٹکتی حلق کے بل چیخی تھی ثوبان نے بری طرح جبڑے بھینچے لیکن یہاں غلطی مقدس کی نہیں تھی ان لوگوں کی تھی جنہوں نے اپنی بہنوں پر دوستوں سے بڑھ کر اعتبار کیا خون کے رشتے کو احساس کے رشتہ پر فوقیت دی اور آج وہی رشتے انھیں خون کے آنسو رلا رہے تھے وہاں یاسر

عشراق کی گود میں سر رکھے رو رہا تھا تو مصطفی کئی گھنٹے بے مقصد کشمیر کی پہاڑی سڑکوں پر ڈرائیو کرتا اپنے آنسو خشک کر رہا تھا اور ثوبان۔۔ثوبان کا دل تو خون میں نہایا تھا اپنے بھائی کی حالت دیکھ کر بہنوں پر ٹوٹتے مان کو دیکھ کر بیوی کے دور جانے کا سوچ کر۔

"مقدس میں تم سے معافی مانگنے ہی آیا تھا میری جان " ثوبان نے گہرے گہرے سانس بھرتی مقدس کے قریب قدم لینا چاہے مقدس نفی میں سر ہلاتی دور ہوئی سر میں تکلیف کی لہر دوڑی ایک حداد کی فکر تھی پھر جویریہ اور عترت کا سچ پھر حنان کا گھر چھوڑ جانا فاطمہ بیگم کی طبیعت خرابی اور اب ثوبان کا رویا اسے اپنا سر درد سے پھٹتا محسوس ہوا جبکہ ثوبان مقدس کے بہتے آنسوؤں کے سامنے اپنا غصہ کنٹرول کر گیا تڑپ کر اس کے قریب ہونا چاہا۔

"مجھے میرے گھر جانا ہے میرے بھائی کو میری ماں کو میری ضرورت ہے " مقدس نے ہچکی بھرتے کہا ثوبان کے چہرے پر سختی در ائی۔

"تم کہیں نہیں جاؤ گی " ثوبان نے مقدس کی کمر میں بازو ڈالے دوسرے ہاتھ سے اس کے بہتے آنسوؤں کو اپنے انگلی کے پوروں سے صاف کرتے مقدس کے چہرے کے خوبصورت نقوش کو دیکھتے کہا۔

"مجھے جانا ہے " مقدس نے ثوبان کی آنکھوں میں دیکھتے کہا اس وقت وہ اپنے بھائی اور ماں کے ساتھ رہنا چاہتی تھی۔

"میری جان ایسے مت کہو مجھے تم پر سختی کرنے پر مجبور مت کرو میری مجبوری سمجھو میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتا " ثوبان نے بے بسی سے مقدس کی آنکھوں پر باری باری لب رکھتے کہا مقدس نے ہچکی لی۔

"میری جان " ثوبان نے مقدس کی پیٹھ سہلاتے اس کی پیشانی پر محبت کی مہر ثبت کرتے مخمور لہجے میں کہا۔

"ثوبان " مقدس نے ثوبان کے سینے میں منہ چھپاتے ہچکی بھرتے اسے پکارا۔

"جانِ ثوبان" ثوبان نے مقدس کے بالوں پر لب رکھے۔

"مجھے میرے گھر جانا ہے میرا دم گھٹ جائے گا یہاں مجھے اماں جان اور بھائی کی فکر ہو رہی ہے " مقدس نے مدھم لہجے میں کہا۔

"میری فکر نہیں تمہیں میں کیسے رہو گا تمہارے بنا " ثوبان نے مقدس کا چہرہ اپنے روبرو کرتے سرد مہری سے پوچھا۔

"آپ پہلے بھی میرے بنا رہتے تھے اور ابھی کچھ دن پہلے تو مجھے چھوڑنے کا ارادہ بھی کر چکے تھے اور باہر کے ملک بھی چلے گئے تھے " مقدس نے ثوبان کی آنکھوں میں دیکھتے مضبوط لہجے میں شکوہ کیا۔

"تمہاری باتوں نے مجھے توڑ دیا تھا اس لیے تم سے دور گیا وہ دو دن بھی تمہاری یادوں میں سلگتے گزارے تھے تم نہیں تھی تو تمہارے بنا رہنے کی عادت تھی

لیکن جب سے تم میری زندگی میں آئی ہو مجھے تمہارے ہونٹوں کا جام پیے بنا سکون نہیں ملتا لیکن میں تمہیں چھوڑنے والا نہیں تھا تم سے کہا تھا جو تمہارا فیصلہ ہو وہ مجھے قبول ہے اگر تم مجھ سے علیحدگی کا کہتی جیسے اس دن مجھ سے طلاق مانگ رہی تھی میں اپنی جان لے کر تمہاری خواہش پوری کرتا کیونکہ زندہ رہتے تمہیں خود سے الگ کرنے کی مجھ میں ہمت نہیں تھی میں مضبوط مرد ہوں مگر اتنا مضبوط نہیں کہ تمہیں خود سے آزاد کر سکو۔۔میں تم سے معافی مانگتا ہوں میں میرا خاندان سب غلط تھے حنان بھائی۔۔بے قصور تھے ہم سے غلطی نہیں گناہ ہو گیا ہم سب شرمندہ ہے پر تم میرے ساتھ ایسا کچھ نہیں کر سکتی میں تمہیں اجازت نہیں دیتا مجھے چھوڑ کر جانے کی " ثوبان نے مقدس کی آنکھوں میں دیکھتے اس کے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے کہا مقدس پلکیں چھپکائے بنا اسکی ہر بات سنتی رہی ثوبان کی باتوں میں سچائی تھی جو اس کی آنکھیں بیان کر رہی تھی۔

"میں نے آپ کو معاف کیا ثوبان " مقدس نے ثوبان کی آنکھوں میں دیکھتے مدھم لہجے میں کہا وہ بھی اس شخص کے بنا نہیں رہ سکتی تھی معاف تو وہ پہلے ہی کر چکی تھی مگر بھائی کو اس حالت میں دیکھتے اور جویریہ اور عترت کی سچائی سنتے جیسے اس کے ہر زخم تازہ ہوئے تھے شاید اس لیے وہ سب بول گئ وہ اپنی تکلیف کا احساس ثوبان کو کروانا چاہتی تھی لیکن یہ نہیں جانتی تھی وہ شخص تو خود تکلیف میں تھا اس کے دور جانے کی بات پر تڑپ اٹھا تھا جبکہ ثوبان کے جسم میں جیسے سکون کی لہر دوڑی۔

"میں ہمیشہ کے لیے نہیں جا رہی لوٹ آؤ گی" مقدس نے ثوبان کے ہاتھوں پر ہاتھ رکھتے کہا۔

"نہیں " ثوبان ایک پل کے لیے بھی اسے یہاں سے نہیں جانے دینا چاہتا تھا۔

"ثوبان پلیز مجھے اپنے گھر جانا ہے " مقدس آنکھیں بند کیے ثوبان کے سینے پر سر رکھے ہی بولی۔

"یہ ہی تمہارا گھر ہے میری جان " ثوبان نے تحمل سے کام لیتے مقدس کو سمجھایا۔

"میرا وہ مطلب نہیں تھا میں نے یہاں بہو کا ہر فرض نبھایا ہے اب مجھے وہاں بیٹی ہونے کا فرض نبھانا ہے عترت کو اماں جان دیکھنا بھی پسند نہیں کر رہی ہونگی جنہ آسٹریلیا میں ہے عشراق یہاں ہے کسی کو تو وہاں جا کر دادجی بابا جان اماں جان کا خیال رکھنا ہے اور ابھی کچھ دیر پہلے یازان کی کال آئی تھی وہ سخت پریشان تھا اماں جان کی طبعیت ٹھیک نہیں ہے انھوں نے عترت کو

کمرے سے نکلنے سے بھی منع کر دیا ہے وہ عترت کی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتی۔۔ بتائیں میں کیا کرو ؟" مقدس نے ثوبان کی آنکھوں میں دیکھتے ایک سانس میں ساری بات کہی ثوبان بے بس لب کاٹتے اسے دیکھتا رہا اور پھر سر اثبات میں سمجھنے والے انداز میں ہلا گیا مقدس نے سکون بھرا سانس لیا۔

ثوبان شاور لیتا ڈریسنگ روم سے باہر شرٹ لیس نکلا مقدس بیڈ پر بیٹھی بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے سکون سے آنکھیں بند کیے ہوئے تھی بیگ پیک کر کے سائیڈ پر دیوار کے ساتھ رکھے تھے ثوبان ٹاول سے بال خشک کرتا ٹاول رکھے مقدس کے برابر بیڈ پر بیٹھا اور اسے خاموشی سے دیکھتا رہا پھر مقدس کی کمر میں ہاتھ ڈالے اپنے سینے پر گراتا ریموٹ سے کمرے کی لائیٹس آف کر گیا مقدس نے بوکھلاتے ہوئے آنکھیں کھولی لیکن چاروں طرف اندھیرا تھا صرف مدھم سنہری لائیٹ کی روشنی تھی۔

"ثوبان " مقدس نے نیند میں ڈوبی آواز میں ثوبان کو پکارا۔

"سو جاؤ میری جان " ثوبان نے پیر سے کنفرٹر اپنے اور مقدس کے اوپر درست کرتے اس کے سلکی بال نرمی سے سہلاتے مقدس کی کان کی لو کاٹتے گھمبیر آواز میں کہا۔

"آپ سونے نہیں دے رہے "مقدس نے ثوبان کی حرکت پر منہ بناتے کہا ثوبان مسکرا اٹھا۔

"ابھی تو ایسا کچھ کرنے ہی نہیں دیا تم نے کہ تمہیں سونے نا دوں " ثوبان شرارت بھرے لہجے میں بولا۔

"ثوبان۔۔"مقدس نے احتجاج کیا۔

"جانِ ثوبان سو جاؤ اب نہیں کر رہا کچھ " ثوبان نے مسکراتے سر تکیہ پر ڈالے آہ بھرتے کہا بس یہ کہنے کی دیر تھی مقدس کی چھوٹی چھوٹی سانسیں بھرنے کی آواز ثوبان کو سنائی دی ثوبان نے نفی میں سر ہلایا۔

"یا اللہ میری مدد کر میری مدد کر۔۔میں کیا کرو اللہ " یہ شفا تھی جو ایک غریب کے گھر کے صحن میں بیٹھی جائے نماز بچھائے دعا کے لیے ہاتھ بلند کیے سسک رہی تھی وہ کالی چادر میں آپنے وجود کو ڈھانپے ہوئے تھی وجود لرز رہا تھا۔

"یا اللہ اس سے پہلے میرا باپ مجھے ڈھونڈ لے مجھے کسی بھی طرح یاسر سے ملوا دے میں بے آسرا ہوں میری مدد کر میں تنہا ہو مجھے مایوس نا لوٹا میرے گناہوں کو معاف کر دے میری حفاظت کر یاسر کے نام کی حفاظت فرما مجھے کسی بڑی تباہی کا سامان بننے سے پہلے یاسر سے ملوا دے" شفا کی آنکھیں نم تھیں چہرہ جھکا تھا۔

"بیٹا اندر کمرے میں پڑھ لیتی نماز یہاں کافی ٹھنڈ ہے اور تمہیں تو بخار بھی ہے " ایک بوڑھا لاٹھی کے سہارے باہر کے گیٹ سے اندر داخل ہوتا شفا کو دیکھتے بولا وہ بابا بھی شاید فجر کی نماز ہی ادا کر کے آئے تھے وہ اکیلے اس گھر میں رہتے تھے شفا بابا کی بات پر بھیگا چہرہ ہاتھوں سے خشک کرتی مسکرائی۔

"اندر گھٹن ہو رہی تھی اس لیے بس یہاں پڑھ لی اب میری طبعیت ٹھیک ہے " شفا نے جائے نماز اٹھائے کہا۔

"اچھا بیٹا اب تم آرام کر لو میں قرآن پاک کی تلاوت کر لو " بابا شفا کے سر پر ہاتھ رکھتے بولے یہ لمس کبھی اپنے سگے باپ سے شفا کو حاصل نا ہوا جو اس انجان بوڑھے ضعیف سے ملا تھا آنسو ایک دفعہ پھر چہرہ نم کر گئے۔

"بابا میں بھی سن لو۔۔مجھے نماز بھی نہیں پڑھنی آتی۔۔وہ بس کچھ کچھ یاد تھی ۔۔تو پڑھ لی۔۔ مگر قرآن پاک تو۔۔بھول گئی ہوں " شفا نے بابا کو دیکھتے شرمندگی ندامت سے استفسار کیا بابا نے سر اثبات میں ہلایا شفا ان کے پیچھے صحن کی دوسری چارپائی پر جا بیٹھی بابا نے قرآن سے لحاف ہٹاتے اسے اپنے لبوں سے لگایا اور پھر شفا کو دیکھا۔

"کونسی سورہ کی تلاوت سنو گی بیٹا" بابا نے شفا کے جھکے سر کو دیکھ استفسار کیا وہ صحن کے فرش کو دیکھ رہی تھی۔

"جب انسان سے بہت گناہ ہو جائے اس نے ہر گناہ کیا ہو حرام کھایا ہو ،شراب پی ہو ، بے حیائی کی ہو ، بے پردہ کیا ہو خود کو ، جھوٹ بولے ہو ، دنیا کی ہر حرام لزت چکھی ہو یہاں تک کہ زنا۔۔"شفا نے کہتے ایک ہچکی لی زبان لڑکھڑائی۔

"زنا بھی کیا ہو اور وہ اب ان سب گناہوں کو خیر آباد کرنا چاہتا ہو توبہ کرنا چاہتا ہو۔۔تو کونسی سورہ سے آغاز کرے دل کی تسکین کا جس میں اس کے

لیے اللہ سے معافی کی امید ہو " شفا نے بابا کی طرف دیکھا بابا مسکرائے اور قرآن کی ایک سورہ پر انگلی رکھی پھر صحن میں قرآت کی آواز گونجی۔

"بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰہِ وَ رَسُوۡلِہٖۤ اِلَی الَّذِیۡنَ عٰہَدۡتُّمۡ مِّنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ ؕ﴿۱﴾

صبح آفتاب کا وقت تھا اور جنہ میڈیم اب سو کر اٹھی تھی اٹھتے ہی ادھر ادھر نگاہیں دوڑائے سرمئی آنکھوں سے اپنے جاہل فائیٹر کو ڈھونڈا جو کمرے میں تو اسے کہی نظر ہی نہیں آیا تھا کمرے میں کیا اپارٹمنٹ میں ہوتا تو نظر آتا نا جنہ نے پرسکون سانس بھرتے بیڈ سے نیچے قدم رکھے فراج کی سلیپر رکھی تھی

آرام دہ سلیپر پہنے وہ لاؤنج میں آئی اپنے حلیے کی پرواہ کیے بنا بالوں کا رف سا جوڑا بنایا جس سے سلکی آوارہ لٹیں چہرے کے اعتراف میں بکھر رہی تھیں بھوک بے تحاشہ لگی تھی یہ نہیں تھا جنہ کو کھانا بنانا نا آتا ہو تو فکر کس بات کی فورا کچن کی سمت رخ کیا۔۔دیکھا کیا بن سکتا ہے جو وہ پیٹ بھر کر کھا سکے پھر سینڈوچ کے سامان کے علاوہ کچھ نا سوجا کیوں کہ فراج جیسا فائیٹر ہیلتھ کونشیس وہ اب بریانی سالن یہ سب تو کھانے سے رہا آسٹریلیا جیسے ملک میں تو یہ سب کھانا کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا جب پاکستان میں نہیں کھاتا تھا حویلی میں بھی اس کے لیے الگ کھانا تیار کیا جاتا تھا جنہ نے ایک سانس بھری سینڈوچ کا سامان سلیب پر نکال کر رکھا پھر اچانک یاد آیا کہ چارجر لگا لے موبائل کو جنہ نے کچن سے نکلتے لاوئج اور کمرے میں چارجر ڈھونڈا پھر اپنے مقصد میں کامیاب ہوتے وہ آپس کچن میں قدم رکھ گئی اور سینڈوچ بنانے لگی اپنے لیے فریش سا مارکیٹ جوس کا کین کھولتے گلاس میں کیا خود کو داد دیتی ٹرے اٹھائے باہر نکلی تو لاوئج میں فراج صوفے کی سطح پر سر گرائے آنکھیں

موندے نظر آیا چہرے پر تھکاوٹ تھی شاید وہ پریکٹس کر کے آیا تھا میچ جو تھا کچھ دنوں میں اس کا اور اب نیند لینے کے لیے اپارٹمنٹ کا رخ کر گیا تھا جنہ نے پہلے فراج کو دیکھتے منہ کے زاویے بگاڑے یہ کب کیسے اندر داخل ہوا ؟ اور آیا بھی ایسے بھنک تک نا لگی لیکن وہ مالک تھا اپارٹمنٹ کا جب چاہے آ سکتا جب چاہے جا سکتا تھا۔۔پھر کل فراج کی بے باکی یاد کرتے گال دہک اٹھے فراج نے آنکھیں واہ کیے گردن کو ویسے ہی زرا جنبش دے کر جنہ کو دیکھا جو ہاتھ میں ٹرے تھامے ہوئے اپنے لب کٹ رہی تھی فراج نے آنکھیں سکیڑی جنہ کی حرکت ناگزیر گزری اس نے ان لبوں پر ستم کم کیے تھے جو اب جنہ بھی بیچارے زخمی لبوں کو مزید زخمی کر رہی تھی جنہ کی نگاہیں فراج سے ملی وہ گڑبڑائی پھر چپ چاپ فراج کو اگنور کیے ڈائینگ ٹیبل پر ٹرے رکھ گئی اور پیر جلاتی کھانے لگی۔

"یہ بھی نہیں شوہر تھکا ہارا آیا ہے اس سے کچھ کھانے کا پوچھ لے" فراج سیدھا رخ کرتا بڑبڑایا پھر اٹھتا منہ بنا کر فریش ہونے چلا گیا فریش ہو کر شرٹ لیس گرے ٹراوزر میں اپنے سکس پیکس عیاں کرتا باہر آیا بال گیلے تھے کچن میں داخل ہوتے وہ ٹھٹکا اس کا نفیس کچن کا اس کی پھوڑ بیوی نے بیڑا غرق کر دیا تھا گندگی تو نہیں میچائی تھی مگر ہر چیز بے ترتیب تھی فراج نے گردن گھمائے سینڈوچ کھاتی جنہ کو دیکھا اور پھر کچن کو۔۔اتنا تھک چکا تھا وہ کہ کچھ بنانے کی بھی ہمت نا تھی اور باہر کا وہ کچھ کھا نہیں سکتا تھا پھر اللہ کا نام لیتا بیس منٹ بعد بائل ایگ ٹوسٹ اور دودھ کا گلاس لیے باہر نکلا اور جنہ کے سامنے کرسی گھسیٹے بیٹھا جنہ کو کوئی فرق نا پڑا فراج نے غور کیا تھا جنہ کی ٹرے میں سات ڈبل لئیر سینڈوچ تھے مگر اب صرف دو بچے تھے جوس کا گلاس البتہ آدھا تھا فراج کو حیرت ہوئی پھر اس نے جنہ کے پیٹ کو دیکھا یہ اتنا کھاتی ہے جاتا کہا ہے ؟ فراج نے بائل ایگ فوک کی مدد سے منہ میں ڈالتے سوچا لیکن پھر اس کی نظر جنہ پر بڑے اشتیاق سے گئی جو اس کی شرٹ

میں ملبوس تھی جو جنہ کے گھٹنوں سے اوپر تک آرہی تھی فراج کو کھانا کھاتے گلے میں کانٹے چھبے جو اس نے دودھ کا گلاس منہ سے لگاتے پیٹ میں اتارنے کی کوشش کی جنہ نے دو سینڈوچ بھی ختم کیے جوس کا گلاس لبوں سے لگائے ہوئے تھی کہ اس کے موبائل پر رنگ ہوئی وہ جوس چھوڑے موبائل کی طرف لپکی موبائل لیے واپس اپنی چیئر پر بیٹھی۔

"جینی سو سوری۔۔نو یار میں تمہاری ویڈینگ کے لیے تو پاکستان سے آسٹریلیا پہلی دفعہ ائی ہو۔۔نہیں بس میں کہی کسی جاہل کے ساتھ پھنس گئ تھی اسی لیے کل نہیں آسکی تمہاری پارٹی میں۔۔نہیں میں تمہیں ایڈریس سینڈ کرتی ہو تم مجھے پک کر لو اب میں تمہارے ساتھ ہی رہونگی ۔۔اوکے اوکے آئی ایم ویٹنگ بائے " شاید جینی کی کال تھی جینی کرسٹن تھی مگر پاکستان کشمیر میں رہتی تھی اور آدھی فیملی آسٹریلیا اس کی کو میرج ہو رہی تھی اور لڑکا بھی آسٹریلیا کا تھا اس لیے تقریب آسٹریلیا میں منعقد کی گئ تھی جنہ نے اسے

سارا ماجرا منہ بگاڑے بتایا اور جاہل کے لفظ پر فراج کو دیکھا جو بڑے اشتیاق سے اپنی نگاہوں کو جنہ کے وجود پر گاڑھے تھا لیکن کان بھی کھولے تھا جنہ کی تفصیل بیان پر کلس کر رہ گیا لیکن پھر مسکرایا۔

"ایڈریس سینڈ کرنا میری فرینڈ کو " جنہ نے کال ڈسکنیکٹ کرتے فراج کی سمت موبائل کیا۔

"کیوں ؟" فراج نے استفسار کیا۔

"کیوں مطلب ؟ وہ مجھے پک کرنے آرہی ہے سن تو لیا ہو گا تم نے " جنہ نے ایبرو ریز کرتے کہا۔

"ہمم۔۔لیکن ضرورت نہیں تم یہی رہو گی " فراج نے بائٹ لیتے پرسکون انداز میں جنہ کو دیکھتے کہا۔

"کیوں رہونگی میں یہاں تمہارے ساتھ رہنے نہیں اپنی دوست کی شادی اٹینٹ کرنے آئی ہو اور میرے۔۔۔"جنہ اپنی بات مکمل کرتی کہ فراج نے سرعت سے بات کاٹی۔

"شادی اٹینٹ کرنے آئی ہو شادی پر لے چلونگا ساتھ لیکن رہو گی میرے ساتھ ہی " فراج نے اطمینان سے کہا۔

"نہیں رہو گی میں میرے گھر والوں نے جینی کے ساتھ رہنے کے لیے بھیجا ہے یہاں مجھے نا کہ تمہارے ساتھ" جنہ غصے سے بولی۔

"مجھے کوئی بحث نہیں چاہیے میں بہت تھک چکا ہو کب اور کہاں ہے تمہاری دوست کی شادی مجھے بتا دینا اگر جانا ہو تو ورنہ یہی رہو سکون سے " فراج نے آنکھیں گھمائے کہا۔

"تم مجھ پر شوہر ہونے کا حق جتا رہے ہو " جنہ اپنی چیئر پیچھے گھسیٹے اٹھی اور فراج کی طرف جھکتی بولی۔

"پہلی بات مسسز جنہ فراج داؤد میں تمہارا شوہر ہو تو شوہر ہونے کا حق ہی جتاو گا دوسری بات تم یہی رہو گی اور تیسری اور آخری بات بحث نہیں چاہیے مجھے سمجھی " فراج نے کہا۔

"میں نہیں رہو گی یہاں ایک تو مجھے تم نے کڈنیپ کیا اور اب روعب۔۔۔" جنہ غصے سے بولتی فراج کے کندھوں پر کل کی طرح وار کر گئی فراج نے دانت پیسے۔

"فیشن پٹی چڑیل تمہیں میں نے کڈنیپ نہیں کیا تم بے ہوش ہو چکی تھی اس لیے اپنے اپارٹمنٹ لے آیا اور اب میں تمہیں یہاں سے کہی اور نہیں جانے دے سکتا پہلے جانے بھی دیتا کیونکہ تمہیں اپنے پاس رکھنے کا مجھے کوئی شوق نہیں لیکن پھر جو تم کل اس واحیات ساڑھی کو زیب تن کر کے میری عزت کا مزاق بنانے والی تھی اور اپنا تماشہ لگوانے والی تھی۔۔اس کے بعد تو تمہیں میں یہاں اکیلا کبھی نہیں رہنے دونگا" فراج نے جنہ کے چہرے کے قریب اپنا چہرہ کرتے مخمور لہجے میں اسے ایک ایک بات اچھے سے سمجھائی جس پر جنہ کو الگ طریقے سے غصہ آیا۔

"تم سمجھتے کیا ہو خود کو۔۔واحیات ؟ وہ ساڑھی واحیات تھی ؟ تمہاری سوچ ہی خراب ہے تمہارے دماغ میں فطور ہے یہاں تقریباً ہر لڑکی ایسے ہی کپڑے پہنتی ہے تمہاری نظر میں وہ سب اپنا تماشہ لگاتی ہیں؟ " جنہ فراج سے دور ہوتی غصے سے بولی۔

"یہاں لڑکیاں جو مرضی کرے مجھے ان سے کوئی سروکار نہیں مجھے صرف جنہ فراج داؤد سے سروکار ہے تمہارے نام کے ساتھ میرا نام جڑا ہے اور میں کسی بھی صورت تمہیں اپنا تماشہ نہیں بنانے دونگا " فراج نے جنہ کی بات تحمل سے سنتے دودھ کا گلاس لبوں سے لگاتے ایک ہی جست میں ختم کیا جنہ پہلے ہی اسے غلط سمجھ رہی تھی وہ غصے میں کچھ سخت بولنے والا تھا مگر دل نے ایسا کرنے نا دیا اسی لیے وہ تحمل سے جنہ کو ڈیل کر رہا تھا۔

"وہ کپڑے نارمل ہیں" جنہ اب کی دفعہ چیخی تھی اور فراج کے اندر بس اتنا ہی تحمل تھا جنہ کو بازو سے دبوچے ایک ہی جست میں کرسی پیچھے دھکیلے کمرے کی سمت بڑھا تھا کمرے میں لاتے جنہ کو بیڈ پر پٹخا جنہ منہ کے بل بیڈ پر گری شرٹ بے ترتیب ہوئی۔

"یہ تمہارے لیے نارمل لباس ہے" فرج نے جنہ کا بلاؤز اس کے منہ پر مارتے کہا جنہ نے اپنے سامنے بیڈ پر پڑے بلاؤز کو دیکھتے آنکھیں پھیری۔

"جنہ بی بی یہ ایسا لباس ہے جسے پہنا صرف اپنے شوہر کے سامنے حلال ہے باہر پہن کر نکلو گی حرام نظریں تمہیں تمہارے جسم کے آر پار دیکھنا چاہے گی --یہ لباس نارمل ہر گز نہیں اور اگر تمہیں لگتا ہے نارمل ہے تو میرا تم سے سوال ہے اس کا جواب دوں پھر قسم کھاتا ہو فراج شازم داؤد تمہیں زندگی میں کبھی بھی ایسے لباس پہنے سے نہیں روکے گا--تو سوال یہ ہے میرا اگر یہ

لباس نارمل ہے تو تمہارے بھائی اور بہن کی شادی ہوئی تھی تب کیوں نہیں پہنا یہ لباس اگر یہ نارمل ہے تو اپنے بھائیوں باپ دادا کے سامنے کیوں نہیں پہن کر گئی یہ بھی چھوڑو کبھی پاکستان میں میں نے تمہیں ایسے لباس میں نہیں دیکھا اور یہ تو کہنا بھی مت کہ تم پہنتی رہی ہو اور مجھے پتا نا چلا تین سال نکاح کو ہو جائے گے ہمارے ٹھیک چار دن بعد اور ان دنوں میں ایک دن ایسا نہیں جب مجھے تمہارے باہر نکلنے کی خبر نا ہوئی اور کیا زیب تن کیا ہے تم نے مجھے ہر دفعہ کا یاد ہے کہو تو تاریخ کے ساتھ بتاؤ ؟؟" فراج نے جھکتے بیڈ پر ایک گھٹنا ٹکائے جنہ کی آنکھوں میں دیکھتے ہر لفظ چبا چبا کر کہا اور جنہ جانتی تھی اس کا کہا ہر لفظ سچ تھا ہر بات ٹھیک تھی اس نے یہ ساڑھی بھی سب سے چوری سے آڈر کروائی تھی صرف جینی کی ویڈنگ پارٹی میں پہننے کے لیے وہ شرمندگی سے سر جھکا گئی فراج کے چہرے پر تلخ سی مسکراہٹ ابھری یہ لڑکیوں کو پیار کی بات کبھی سمجھ ہی نہیں آتی فراج کو تجربہ ہوا۔

****

" مجھے میرے سوال کا جواب تمہارے چہرے کی شرمندگی کو دیکھ کر مل گیا ہے اب اٹھو یہاں سے اور باہر جا کر جو مرضی کرو بس مجھے سونے دوں ورنہ اگر تمہیں اب بھی بحث کا شوق ہو رہا ہے تو بتا دو مجھے کیونکہ اب میں تمہیں اپنے عمل سے بتاؤ گا کیونکہ دماغ لڑانے کی میرے پاس ہمت نہیں تم سے فی الوقت ہاں البتہ فائیٹر ہو لڑنے کے لیے ہمیشہ تیار ہو اور یقین مانو تم سے نہایت نرمی سے لڑائی کرونگا " فراج نے جنہ کے چہرے کو تکتے پہلے مسکرا کر پھر شوخی سے کہا جنہ بوکھلا کر فراج سے دور ہوتی بیڈ سے اٹھی۔

"سنو " جنہ بیڈ سے دور جاتی کے فراج نے بیڈ پر بیٹھے جنہ کی کلائی تھامی جنہ نے فراج کو دیکھا چہرے پر اب بھی شرمندگی تھی۔

"میں نے حویلی میں بھی کپڑوں کے متعلق تم سے کہا تھا تمہارے کردار پر انگلی نہیں اٹھائے تھی لیکن اس وقت بھی تمہیں میں غلط لگا شاید میں زیادہ غصے میں تھا تم نے یازان کی وجہ سے مجھے جھٹکا تھا اس بات کا بھی غصہ تھا اور

کچھ تمہاری ڈریسنگ پر۔۔ لیکن میں غصے میں بھی اتنا پاگل نہیں ہوتا کہ کسی لڑکی کے کردار کو سوالیہ نشان بناؤ اور اگر وہ لڑکی جنہ فراج داؤد ہو تو فراج شازم داؤد اپنی زبان کاٹ کر پھینک دے گا جس سے کبھی تمہارے کردار کے غلاف ایک لفظ بھی نکالنے کا خطرہ ہو " فراج نے کہتے نرمی سے جنہ کی کلائی چھوڑی جنہ جو فراج کی سیاہ آنکھوں میں گم تھی فراج کے کلائی چھوڑنے پر ہوش میں آئی۔

"ہمم۔۔ مگر میں اس طرح کی ڈریسنگ ہی کرتی آئی ہو اس دن سے پہلے تم نے کبھی نہیں ٹوکا مجھے صرف اس دن ہی کیوں ؟ تم کہتے ہو ان تین سالوں میں تم تاریخ کے ساتھ میرے ڈریس گنوا سکتے ہو تو میرا یہ سوال ہے تم سے تم نے یہ سب تب مجھے نکاح کے بعد کیوں نہیں کہا اور اس دن کیوں کہا ؟ میں یہ نہیں کہ رہی کہ تم پر یقین نہیں کر رہی میں سمجھ گئی مان بھی لیا کہ تمہیں میری ڈریسنگ سے پرابلم تھی اوکے۔۔ لیکن وہ غصہ صرف مجھ پر نہیں تھا حنان بھائی اس دن تمہارے گھر آئے تھے تمہیں میرے بھائی پر غصہ تھا جو تم

نے مجھ پر اتارا اور اس دن تم نے خود میرے بھائی کا حوالہ دیا تھا۔ فراج میں تم سے محبت کرتی ہو اس لیے تمہیں مجبور کر کے بھی تمہیں حاصل کیا لیکن اس کا مطلب یہ نہیں میں یا میرا بھائی غلط ہے میرے بھائی نے جویریہ بھابھی سے محبت کی ہے اور میرا بھائی کبھی بھی جویریہ بھابھی کو حاصل کرنے کے لیے ان کی عزت سے کھلواڑ نہیں کر سکتا تم نے مجھے میرے بھائی کی طرح سمجھا اسی لیے تین سالوں سے دھتکارتے آئے ہو لیکن اگر میں واقعی اپنے بھائی جیسی ہوتی تو کبھی تم سے ایسے شادی نا کرتی میں واقعی اپنے بھائی جیسی نہیں " جنہ نے کہا آنکھیں خود با خود نم ہوئیں فراج نے حنان کے نام پر جنہ کی نم ہوتیں آنکھوں سے بھی نگاہیں چرا لیں فراج نے کھڑے ہوتے وال نما ونڈو پر کرٹن درست کیے اور کمرے کی لائیٹس آف کی چہرہ سرخ تھا یہ جنہ کو اشارہ تھا کہ وہ جا سکتی ہے جنہ چپ چاپ بنا مزید ایک لفظ کہے لب بھینچے کمرے سے باہر نکل گئی۔

حنان اپارٹمنٹ میں داخل ہوا ہاتھ میں کچھ کھانے پینے کا سامان تھا جسے لاونج سے اٹیچ سائیڈ پر کچن کاؤنٹر پر رکھتے قدم کمرے کی سمت بڑھائے۔

حداد ہاسپٹل میں اکتا چکا تھا وہ باضد تھا کہ اسے حویلی شفٹ کر دیا جائے مگر ڈاکٹرز نے جلد از جلد بھی دو دن تو ہاسپٹل رکنے کا کہا تھا کچھ ادویات ، ڈریسنگ اور ٹیسٹ تھے جو ہونا ضروری تھے ابھی کچھ دیر پہلے یازان اور فاطمہ بیگم حداد کے پاس آئے تھے انھوں نے حنان سے ایک لفظ بات نا کی سوائے سلام کا جواب دینے کہ حنان بھی خاموشی سے وہاں سے اٹھتا باہر آیا پھر جیسے یک دم یاد آیا جویریہ کی طبعیت ٹھیک نہیں وہ آفس جانا چاہتا تھا حداد کی غیر موجودگی میں کسی کو تو آفس سنبھالنا تھا مگر جویریہ کا سوچتے ہاسپٹل سے سیدھا اپارٹمنٹ آیا تھا۔

کمرے میں قدم رکھتے لائیٹس آن کی وہ اب بھی کنفرٹر میں منہ چھپائے سو رہی تھی اس وقت وہ معصوم سی بچی معلوم ہو رہی تھی حنان جویریہ کے

قریب ہوتا ٹیمپریچر چیک کرنے لگا جو اب نارمل تھا حنان کا ٹھنڈا ہاتھ اپنی پیشانی پر محسوس کرتی جویریہ کسمساتی آنکھیں کھول گئیں۔

"اٹھو فریش ہو جاؤ پھر ناشتہ لگاؤ " حنان کے نرم تاثرات یک دم سخت ہوئے جویریہ نے محسوس کیا حنان جویریہ کو ہنوز لیٹا دیکھ کنفرٹر ہٹاتا اس کی کمر میں بازو حائل کیے اپنے سامنے بیٹھا گیا اور پھر فریش ہونے کے لیے ڈریسنگ روم کا رخ کر گیا جویریہ پہلے حنان کی پشت کو دیکھتی رہی پھر بیڈ سے اٹھی۔

کچھ دیر بعد حنان فریش سا آفس کے لیے تیار باہر نکلا تو جویریہ دو افراد کے ڈائینگ ٹیبل پر ناشتہ لگا چکی تھی اور کافی بھی تیار تھی حنان نے ایک نظر جویریہ کو دیکھا جو بالوں کو رف سے جوڑے میں لپیٹے کام لگ بھگ کر چکی تھی حنان کو دیکھتی کمرے کا رخ کر گئی حنان نے ناشتہ شروع کیا کچھ دیر بعد جویریہ بھی شاور لیتی باہر نکلی بلیک سلوار سوٹ میں وہ بھیگے بالوں میں کافی پیاری لگ رہی تھی حنان ناشتہ ختم کر چکا تھا اس نے دوسری نظر بھی جویریہ پر نا ڈالی وہ کوٹ اٹھائے جانے لگا۔

"میں نے ہی حداد کا ایکسیڈنٹ کروایا تھا" حنان کے قدم ساکت ہوئے جویریہ البتہ ٹوسٹ پر جیم لگا رہی تھی۔

"تم مجھے دوبارہ آفس جانے سے نہیں روکو گے ورنہ میں اس سے بھی برا کرونگی۔۔پہلے میں اپنے خاندان والوں کی وجہ سے چھپ کر کھیل رہی تھی مگر اب سب کھل کر سامنے آچکا ہے تم مجھے طلاق بھی دے۔۔۔"جویریہ ٹوسٹ کھاتے اپنی بات جاری رکھے ہوئے تھی حنان نے کوٹ صوفے پر پٹختے جویریہ کی سمت قدم بڑھائے چہرہ دھواں تھا دلکش نقوش سفاک بیوی کی بات پر تن چکے تھے گرے وینس سفید رنگت پر ابھر کر نظر آرہی تھی۔

****

"جویریہ حنان کفیر " حنان جویریہ کے سامنے واپس چیئر پر بیٹھتا جویریہ کی سنہری آنکھوں میں آنکھیں ڈالے اسے دیکھتا گویا ہوا آواز میں نرمی تھی مگر جویریہ کا ہاتھ بھی لرزا تھا وہ حنان سے سخت ریکشن کی امید رکھ رہی تھی مگر

ہنوز سرد و سپاٹ لہجے میں بیٹھی رہی جبکہ حنان نے اس کے ہاتھ سے ٹوسٹ لیتے اپنے ہاتھ میں لیا اور مزید جویریہ کے قریب چیئر کھسکاتا جویریہ کو اپنے ہاتھ سے ناشتہ کروانے لگا جویریہ نے منہ نا کھولا تو حنان نے جویریہ کی تھوڑی پر گرفت جماتے اس کی آنکھوں میں دیکھا وہ اس شخص سے نفرت کی امید کر رہی تھی اور یہ اس سے محبت جتا رہا تھا حنان نے وارنگ دیتے ایبرو ریز کی کہ اگر جویریہ نے خود نا کھایا تو وہ اپنے طریقے سے کھلانا شروع کرے گا جو کہ جویریہ کو بلکل پسند نہیں آئے گا جویریہ کو تو لگا تھا یہ الفاظ سننے کے بعد حنان اسے مارے گا یا طلاق ہی دے دے گا مگر وہ بھول گئی تھی یہ وہ شخص تھا جو ڈھال کی طرح جویریہ کے گھر والوں کے سامنے اس کے لیے کھڑا تھا اتنی آسانی سے چھوڑ دیتا کیا جویریہ نے چپ چاپ منہ کھولا حنان کے تاثر نارمل ہوئے اب حنان جویریہ کو ناشتہ کروا رہا تھا بلکل چھوٹے بچوں کی طرح جویریہ بس کرتی لیکن حنان نے ہاتھ نا کھینچا وہ پلیٹ خالی ہونے تک اپنے دل کی تسلی ہونے تک اسے مسلسل کھلاتا رہا پھر جیسے اپنے مقصد میں کامیاب ہوتا جویریہ

کے لبوں سے جوس کا گلاس لگا گیا جویریہ کے لبوں کو ٹیشو سے صاف کرتے یک دم جویریہ کا بازو دبوچے اپنے مقابل کھڑا کیا جویریہ نے حنان کی سرمئی آنکھوں میں دیکھا۔

"میرے صبر کا امتحان مت لو میں انسان ہو انسان ہی رہنے دو درندہ مت بناؤ شادی کی پہلی رات کی درندگی تمہیں یاد ہوگی میں روازنہ تم سے زیادہ سفاکی دیکھا سکتا ہوں تم پر۔۔میرا ضبط کا امتحان مت لینا بہت برا پچھتاؤ گی " حنان جویریہ کے چہرے پر دھاڑا تھا جویریہ کو حنان سے خوف محسوس ہوا لیکن کچھ نا بولی وہ ابھی نارمل طریقے سے اسے کھانا کھلا رہا تھا اوراب یک دم غصہ کر گیا شاید جویریہ کی حالت کی پرواہ کرتا پہلے اس کی جان بنا گیا جس کی وہ خود ہی دشمن تھی جویریہ نے حیرت میں ڈوبتے ہوئے حنان کو دیکھا کیا تھا یہ شخص جتنا سمجھو اتنا مشکل ہو جاتا تھا۔۔وہ شوہر تھا ایسا سائیکو شوہر جو اپنی سفاک بیوی کو اپنے ہاتھوں سے ناشتہ کروانے کے بعد اس پر غصہ و اشتعال نکالتا تھا

اپنی سفاک بیوی کے کہے ایک ایک لفظ کو اس کے منہ پر مارتا تھا شاید اس کا مانتا تھا پہلے بیوی کی جان بناؤ پھر اس کی جان کا عذاب بنو۔

"کیا کہا تم نے تمہیں آفس جانے سے نا روکو اس سے بھی برا کرو گی ؟" حنان کہتا تلخی سے مسکرایا تھا سرخ سرمئی آنکھیں جویریہ کی سنہری بے تاثر آنکھوں میں گڑھی تھیں۔

"اور کیا برا کروگی ؟ اور کس کے ساتھ میرے ساتھ یا اپنے ساتھ؟ " حنان جویریہ کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے ایک ایک لفظ چبا کر بولا جویریہ نے نگاہیں پھیرتے رخ دوسری سمت کرنا چاہا وہ کل داؤد'ز کا ریکشن اسے جتا رہا تھا

۔

"میرا بھائی تمہاری وجہ سے ہاسپٹل میں ہے میں تمہاری وجہ سے اپنے گھر والوں سے دور ہو۔۔ تمہیں احساس ہے کسی چیز کا یا نہیں سفاک عورت " حنان نے جویریہ کی کمر میں ہاتھ ڈالے اس کا چہرہ اپنے دوسرے ہاتھ میں دبوچے اسے اپنے سینے میں بھینچے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"نہیں ہے مجھے کوئی احساس اور نا ہو گا تمہیں اتنی تکلیف ہے تو طلاق دے دو مجھے " جویریہ نے بھی دوبدوک ایک ایک لفظ چبا چبا کر پوری ہمت سے کہا اس شخص کے رویہ سے اسے خوف محسوس ہونے لگتا تھا اور پوری قوت سے حنان کا ہاتھ جھٹکنے کی کوشش کی جو ناکام ثابت ہوا۔

"میں نے کہا میرے ضبط کا امتحان مت لو " حنان پھر دھاڑا تھا طلاق والی بات پر جسم میں جیسے شرارت پھوٹے تھے دل کیا سامنے لڑکی کا منہ لال کر دے

مگر ضبط کر گیا جویریہ کے چہرے پر گرفت مزید سخت کی تھی آنکھوں میں خون اترا تھا۔

"میرے رستے میں مت آؤ حنان کفیر۔۔میں اس سے بھی برا کرونگی" جویریہ نے پھر حنان کی آنکھوں میں دیکھتے ایک ایک لفظ پر زور دیا پوری قوت سے حنان کا ہاتھ جھٹکنے کی دوبارہ کوشش کی مگر بے سود۔

"برا تو تب کروگی نا جب میں تمہیں موقع دوں گا " حنان نے جویریہ کو آزاد کرتے کہا جویریہ صوفے کی سطح کو تھامے لڑکھڑاتے ہوئے بکھرے بھیگے بالوں کے ساتھ حنان کو دیکھنے لگی جو اب اپنے اورل کوٹ کے بٹن کھولتا اتار چکا تھا جویریہ کے وجود میں خوف کی لہر دوڑی۔

"قریب مت آنا میرے " جویریہ نے پیچھے ہوتے چیختے ہوئے کہا۔

"کیوں ڈر گئی میری سفاک بیوی ؟ میری محبت سے یا محبت کی تپتی انچ کو خود میں برداشت کرنے کے لیے " حنان تلخی سے مسکرایا آخر میں پھر بھی لہجہ زومعنی رکھا اور کف فولڈ کرنے لگا جویریہ دو قدم پیچھے ہوئی حنان جویریہ کی حالت دیکھتے ایبرو ریز کر گیا۔

"میں نہیں ڈرتی کسی سے سنا تم نے میں نہیں ڈرتی کسی سے " جویریہ پھر چیخی اور وہاں سے پلٹنے لگی حنان نے ایک ہی جست میں جویریہ کو بازو سے دبوچے کمرے کا رخ کیا تقریباً گھسیٹنے کے انداز میں جویریہ کو بیڈ پر لا کر پٹخا جویریہ اوندھے منہ بیڈ پر گری اور حنان کو دیکھنے لگی جو ٹائے کی نوڈ ڈھیلی کرتا اسے اتار رہا تھا۔

"تمہیں ڈر لگتا ہے جویریہ حنان کفیر تمہیں ڈر لگتا ہے اور تمہیں حنان اعظم کفیر سے سب سے زیادہ ڈر لگتا ہے اس کی محبت سے کہ وہ کہی تمہیں محبت کرنے پر مجبور نا کر دے اور مجھے اسی ڈر کو تو سچ ثابت کرنا ہے ڈارلنگ " حنان نے جویریہ کی سمت دیکھتے کہا اور اپنی شرٹ اتار کر کاوچ پر اچھال گیا۔

"میرے قریب مت آنا حنان میں بہت برا کرونگی " جویریہ چیخی تھی آنکھوں میں درد کی ایک لہر تھی اس کے اندر ہمت نہیں تھی حنان کی قربتیں سہنے کی وہ اس آدمی کو خود سے دور کرنا چاہتی تھی اور یہ آدمی اسے بے بس کر دیتا تھا اور حنان اسے بے بس ہی کرنا چاہتا تھا۔

"تمہارے قریب آنا ضروری ہے میری سفاک بیوی تاکہ تمہارے دماغ میں جو چل رہا ہے وہ فطور ختم ہو تمہارے وجود پر تمہارے دل پر تمہارے دماغ پر صرف حنان اعظم کفیر اس طرح بسا ہو کہ تم کچھ سوچ ہی نا پاؤ برا تو بلکل بھی نہیں۔۔میں تمہارے قریب کل تمہاری حالت دیکھ کر تو بلکل نہیں آنا چاہتا تھا مگر شاید تمہیں میری قربتیں زیادہ پسند آئیں ہے تم مجھے غصہ ہی اس لیے دلاتی کو تاکہ میں تم پر اپنی قربتیں نچھاور کر سکوں ہے نا میری سفاک بیوی ؟" جویریہ نے دوسری سمت سے اتر کر بھاگنا چاہا حنان جویریہ کی کمر میں ہاتھ ڈالے اسے تکیہ پر منتقل کرتا اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے گویا ہوا حنان کی بات پر جویریہ کے پورے جسم میں شرارے دوڑے وہ اٹھ کر جانے لگی۔

"کہا میری سفاک بیوی ؟ " حنان نے جویریہ کا ڈوپٹہ اس سے علیحدہ کرتے زمین پر گرایا جویریہ نے مزاحمت کی حنان دونوں کلائی جکڑے جویریہ کی خوشبو سے لبریز گردن میں منہ چھپایا۔

"حنان " جویریہ چیخی۔

"ابھی تو میں نے ایسا کچھ کیا بھی نہیں سفاک بیوی جو یوں چیخ رہی ہو " حنان بولا۔

"چھوڑو مجھے طلاق دو مجھے۔۔مجھے نہیں رہنا تمہارے ساتھ " جویریہ اپنا سر تکیہ پر پٹختی غرائی تھی آنکھوں میں بے بس ہونے کا ڈر تھا وہ اس عورت پر غصہ کر سکتا تھا مگر سفاکی نہیں دیکھا سکتا تھا الفاظ تھے بولنے کو کچھ بھی بولا جا سکتا تھا مگر اس عورت میں اس کی جان بستی تھی اور حنان ہر کوشش کر رہا تھا کہ جویریہ کو نارمل کر سکے یہ کام اسے مصروف رکھ کر ممکن تھا اور حنان نے جویریہ کو خود میں اور اب بہت سے کاموں میں مصروف رکھنے کا تہیہ کیا تھا

ورنہ کوئی بعید نہیں جیسی اس سفاک عورت کی باتیں تھیں حنان دو منٹ نا لگاتا درندہ بن کر اس کی کھال ادھیڑنے میں اب جو حنان نے سوچا تھا جویریہ کے شاید چودہ طبق روشن ہونے والے تھے۔

"داد جی اور اماں حضور میں کفیر حویلی جانا چاہتی ہوں کچھ دن رہنے کے لیے" مقدس نے ناشتے پر داد جی اور اماں حضور سے مخاطب ہوتے کہا۔

"ہاں بیٹا ضرور جاؤ " داجی نے مقدس کو مسکراتے ہوئے اجازت دی شازم صاحب اور جازم صاحب نے بھی مقدس کو مسکرا کر دیکھا تو ثوبیہ بیگم بھی

مقدس کو دیکھتے اپنی جگہ سے اٹھی ثوبان نے دل ہار جانے والی نظروں سے اپنی بیگم کو دیکھا۔

"عترت کا خیال رکھنا بیٹا وہ معصوم ہے اور حداد کے غصے سے پورا خاندان واقف ہے اپنے سے جوڑے رشتوں کو لے کر بہت حساس ہے " ثوبیہ بیگم نے مقدس کے سر پر ہاتھ رکھتے شکست زدہ لہجے میں کہا آواز میں نرمی تھی ان کی طبعیت خراب تھی۔

"بھابھی حضور آپ کو اپنی بھتیجی کی فکر ہے میری بیٹی کی نہیں آپ نے ایک دفعہ بھی جویریہ کا زکر نہیں کیا وہ بھی معصوم ہے بس غلطی ہو گئی اس سے آپ لوگ۔۔"روقیہ بیگم نے مداخلت کی جویریہ کے نام پر داجی شازم صاحب ،جازم صاحب اور ثوبان نے بری طرح پہلو بدلہ تو ثوبیہ بیگم نے کب بھینچے افق اور قندیل نے افسوس سے چچی حضور کو دیکھا جبکہ یاسر نے کھانے سے

ہاتھ کھینچتے ایک نظر ماں کو دیکھا پھر اپنے قریب بیٹھی عشراق کو پھر ہاتھ صاف کرتے یاسر اٹھا اور عشراق کے سر پر بوسہ دیتا بنا دیکھے سب سے اللہ حافظ کہتا باہر قدم بڑھا گیا عشراق کے نقاب میں قید چہرے میں ہمیشہ کی طرح سرخیاں گھولیں تھیں اور روقیہ بیگم کو ہمیشہ کی طرح یاسر کے عمل سے مرچیاں لگیں تھیں تو مصطفی صبح صبح ہی فجر کے بعد حویلی سے نکل چکا تھا۔

"روقیہ ہوش میں رہ کر بات کر لیا کرو۔۔وہ صرف بھابھی حضور کی بھتیجی نہیں ہماری بھی بھانجی ہے اور رہی جویریہ کی بات تو اچھے سے جانتے ہیں ہم سب کتنا معصومانہ کام سر انجام دیا ہے اس نے۔۔ تمہیں حنان پر لگایا بھتان نظر نہیں آتا اس بچے کے پانچ سال کا ضیائع نظر نہیں آتا اس کی عزت پر داغ نظر نہیں آتا ؟" شازم صاحب نے دانت پیستے روقیہ بیگم سے کہا۔

"اور رہی عترت کے معصوم ہونے کی بات میں اس کی فکر کرتی ہو کیونکہ وہ سازش کا حصہ نہیں تھی اس نے صرف جویریہ کا سچ چھپایا بہن ہونے کا غلط فرض نبھایا اس کی بس اتنی غلطی ہے وہ تو بچپن میں بھی کھیل کھیل میں اپنے بہن بھائیوں کی وجہ سے انھیں ڈانٹ سے بچانے کے لیے روتے ہوئے جھوٹ بول دیتی تھی اس کی معصومیت سے ہر کوئی واقف ہے اور جویریہ کو سب جانتے ہیں وہ میچور ہے اور خاصی تیز بھی جس کا ثبوت ہم کل دیکھ اور سن چکے ہیں۔۔ لیکن حنان اور حداد میں زمین آسمان کا فرق ہے جویریہ نے اتنا کچھ کیا لیکن حنان نے اس پر حرف تک نہیں آنے دیا وہ تو عترت نے سب سچ بولا ورنہ حنان جویریہ کے کیے پر پردہ ڈالنے کی بھرپور کوشش کر رہا تھا ڈھال بن کر اس کے سامنے کھڑا ہو گیا لیکن حداد کو دیکھا تھا تم نے اس کی آنکھوں میں عترت کے لیے سرد مہری تھی حنان برف ہے تو حداد جلتا شعلہ اس کے غصے سے ہر کوئی واقف ہے جو شخص صرف سچ چھپانے کے شک کی بنا پر عترت کو پانچ سال کا ہجر سنا سکتا ہے وہ اب اس کے ساتھ کیا کرے گا ؟۔۔ تم

اللہ کا شکر ادا کرو تمہیں حنان جیسا داماد ملا " ثوبیہ بیگم نے کہتے روقیہ بیگم کو دیکھا جن کا شرمندگی سے چہرہ سرخ ہو چکا تھا وہ ناشتہ چھوڑ اپنی جگہ سے اٹھتی وہاں سے غائب ہوئیں۔

"داجی اماں حضور بابا حضور۔۔میں بھی مقدس کے ساتھ جانا چاہتا ہوں حنان وہاں ہے نہیں تو کسی نا کسی کو تو وہاں۔۔۔"ثوبان نے موقع سے فایدہ اٹھاتے کہا مقدس نے یک گردن گھمائے ثوبان کو دیکھا ثوبان کے لفظوں کو بریک لگی

۔

"یہ عورت ہر وقت چڑیلوں والا لک کیوں دیتی ہے ؟" ثوبان بیوی کے منڈی گھمانے پر جو پہلے ہی یہ بات کرتا عجیب محسوس کر رہا تھا مقدس کے ریکشن پر بڑبڑا گیا جبکہ اس کے پاس بیٹھی قندیل کی ہنسی چھوٹ گئی وہ سن چکی تھی اسے

بے ساختہ چڑیل والا سین یاد آیا جبکہ ثوبان کو بات ادھوری چھوڑتے دیکھ دا.جی نے ہنسی چھپائی۔

"یہ کہو برخوردار بہو کے بنا دل نہیں لگتا تمہارا " جازم صاحب نے بیٹے کو چھیڑا مقدس جو بے یقینی سے ثوبان کو دیکھ رہی تھی اچھا تو اس لیے ثوبان کل اتنا پرسکون ہوئے تھے پہلے تو مان ہی نہیں رہے تھے مقدس سوچ رہی تھی لیکن جازم صاحب کی بات پر سرخ گلاب ہوئی تو قندیل ، افق ، ثوبیہ بیگم اور عشراق مسکرا دی۔

"اب آپ سے کیا چھپانا بابا حضور آپ پر ہی گیا ہو " ثوبان بیوی کے چہرے کی لالی دیکھتا دل فریب انداز میں باپ کو آنکھ ونگ کرتا گویا ہوا شازم صاحب قہقہہ لگا اٹھے کیونکہ ثوبیہ بیگم بھی جو سرخ پڑی تھیں۔

"لگتا ہے بابا کافی رومینٹک تھے " قندیل کی زبان پر کھجلی ہوئی ثوبیہ بیگم نے اسے گھورا جو کھکھلا دی اور قندیل کی بات پر سب ہی قہقہہ لگا اٹھے۔

"جاؤ جاؤ بیٹا سسرال کے مزے لوٹو" شازم صاحب نے بھتیجے کو چھیڑا ثوبان نے اجازت ملنے پر چاچا کو فلائنگ کس دی جس پر شازم صاحب نے ثوبان کو گھورا۔

"اور بیٹا بن کر بھی رہو " داجی نے تلقین کی۔

"ہاں تاکہ تین سالے داماد بھی نا رہنے دیں " ثوبان نے تینوں کو تصور کرتے دکھی انداز میں کہا۔

"تین کیوں دو نا ایک نے تو آپ کو طلاق دے دی تھی بھائی "افق نے شرارت سے کہا سب پھر یازان کو یاد کرتے قہقہہ لگا اٹھے افق نے سب کو ہی سٹوری سنائی تھی جسے سنتے سب بہت ہنسے تھے جبکہ ان سب کو دیکھتے قندیل نے کندھے اچکائے وہ انجان تھی اس سین سے۔

"عشراق تم بھی چلو ہمارے ساتھ" ثوبان نے عشراق کو آفر دی۔

"اس کے سیاستدان کو پتا چلا نا سڑک پر دھرنا چھوڑ کر کفیر حویلی میں دے دیں گا۔۔میری بہو کو رہنے دو تم " شازم صاحب نے بیٹے کے کرتوت بتاتے کہا داجی قہقہہ لگا اٹھے جبکہ عشراق بنا وجہ شرمندہ ہوئی۔

ثوبان نے مقدس کے ساتھ اپنا سامان بھی کار میں رکھوایا اور سب کو اللہ حافظ کہتے وہ دونوں کفیر حویلی کا رخ کر گئے۔

"سر یہ وہ شخص ہیں جن کا آپ پوچھ رہے تھے " ایک ڈاکٹر نے یازان سے کہا حنان کو ڈاکٹرز نے بتایا تھا عشراق کا خون کم لیا گیا تھا اس کی معزوری کے سبب اور کچھ عشراق کی معزوری کے لیے یوز ہو رہی ادویات کے سبب وہ حداد کے لیے نقصان دہ ہو سکتا تھا وائٹ سیلز کو پروان کرنے کے لیے پھر بھی عشراق کا خون حداد کے کام آیا تھا مگر خون کی اشد ضرورت تھی بروقت کسی شخص نے خون دیا تھا ورنہ حداد کا بچنا ناممکنات میں سے ایک تھا وہ شخص اس مہنگے ہاسپٹل میں اپنے ملازم کو علاج کے لیے لایا تھا وہ شخص مہربان تھا ورنہ آج کل کے دور میں کوئی مالک اپنے ملازم کو اتنے مہنگے ہاسپٹل میں ایڈمیٹ

کروائے ناممکن بات ہے اور پھر عیادت کے لیے آئے اگر وہ شخص آگے بڑھ کر خون نا دیتا انھیں کافی مشکل پیش آتی یازان نے اس شخص کی سمت دیکھا وہ پلٹ گیا تھا حنان نے تلقین کی تھی اگر وہ شخص آئے تو اس سے مل کر شکریہ ادا کرنا جس کے لیے یازان ڈاکٹر کے ساتھ آیا تھا کیونکہ وہ شخص اپنے ملازم سے ملنے آیا تھا اور اب شاید جا رہا تھا یازان نے دور سے دیکھا تھا وہ شخص گرے فور پیس سوٹ میں ملبوس سیاہ بالوں کا مالک جاندار پرنسیلٹی رکھتا تھا براؤن گلاسس سے آنکھوں کو ڈھانپے تھا یازان نے اس کی پشت کو اور چہرے کے ایک حصے کو دور سے دیکھا۔

"وہ تو جارہے ہیں " یازان نے کہا وہ شخص فون پر بات کرتے باہر قدم بڑھا رہا تھا۔

"چلیے کوئی بات نہیں میں پھر کبھی مل لونگا میری والدہ اکیلی ہے ان کے پاس جانا ہے مجھے " یازان نے مسکرا کر وقت دیکھتے ہوئے ڈاکٹر سے کہا اور یازان بھی پلٹا۔

"مسٹر منہاج کفیر " یازان کے جاتے ہی وہ ڈاکٹر اس شخص کی سمت بڑھے جو رک چکا تھا فون جیب میں رکھ رہا تھا۔

"یس ڈاکٹر "اس شخص نے گلاسس اتارے آنکھیں کو جنبش دیتے مسکرا کر استفسار کیا۔

دو دن بعد :-

عترت تین دن سے اسی کمرے میں بیڈ کے قریب بیٹھی خود پر ماتم کر رہی تھی حداد سے جھوٹ بولنے کا ماتم ہی تو رہ گیا تھا کرنے کو حداد کی آنکھوں میں اپنے لیے سرد مہری وہ چاہ کر بھی بھولا نہیں پا رہی تھی یازان دو دفعہ عترت کے لیے کھانا لایا تھا جسے دو نوالے کھا کر ہی وہ واپس کر دیتی تھی مقدس نے اپنی بھابھی کا خیال رکھنا چاہا مگر عترت نے منع کر دیا یہ کہ کر وہ ٹھیک ہے لیکن وہ کب ٹھیک تھی وہ تو پل پل حداد کو دیکھنے کے لیے مر رہی تھی اور وہ سنگ دل اس کی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتا تھا کتنی دفعہ یازان سے کہا تھا لے چلے اسے بھی ہاسپٹل دور سے دیکھ کر اجائے گی مگر حداد کا حکم تھا وہ یہاں نہیں آنی چاہیے یازان بے بس تھا۔

یازان فاطمہ بیگم کا خیال رکھ رہا تھا پھر حداد کے لیے ہاسپٹل کے چکر وہ یونیورسٹی بھی نہیں گیا تھا رات کو سونے سے پہلے وہ بلیو اسٹار آنکھوں والی کا چہرہ سامنے آتا وہ غصے سے آنکھیں میچ لیتا جویریہ کے سچ کے بعد تو اسے مزید قندیل پر غصہ آنے لگا تھا لڑکیاں اتنی آسانی سے اپنی عزت کا تماشا کیوں بنا لیتی ہیں ؟ یہ سوال اسے سونے بھی نہیں دیتا تھا لیکن اس کی کیوٹ کیوٹ ادائیں وہ چاہ کر بھی بھولا نہیں پا رہا تھا اور پھر ایک رشتہ بھی تو جڑ گیا تھا اس کے ساتھ وہ اس کے بچے کی ماں جو تھی ہاں ہاں بادشاہ (پپی) کی جب ماں قندیل تھی تو باپ تو یازان ہی ہوا نا آخر ہاسپٹل میں نام درج تھا ان کا (پپی گارجین کے حوالے سے)۔

مقدس اور ثوبان یہاں رہنے کے لیے آئے تھے جن سے تمام کفیر'ز کی ملاقات ایک ساتھ نا کے برابر ہی ہوئی تھی فاطمہ بیگم شاہد کفیر اعظم کفیر اور عالم کفیر نے تو ثوبان کو داماد والی پروٹوکال دی تھی مقدس ان کی بیٹی کم ثوبان

سگا خون زیادہ لگ رہا تھا مقدس کو ثوبان کے تو یہاں آنے کا کوئی فائدہ ہی نا ہوا وہ ہر وقت کام میں بزی رہتا آفس سے لیٹ آتا مقدس اس سے سخت ناراض تھی ہاسپٹل تین دفعہ گیا تھا مگر حداد اور حنان کا سامنا کرنے کی ہمت نا تھی وہ حنان کی عدم موجودگی میں جاتا خاموشی سے حداد کو دیکھتا اور واپس آجاتا اس نے یہ بات مقدس کو بھی نہیں بتائی تھی مقدس نے حداد سے نا ملنے کا شکوہ کیا مگر وہ خاموش رہا مرد کی آنا تھی یا شرمندگی یا احساس ندامت جو اسے حداد اور حنان کا سامنا کرنے سے روک رہی تھی۔

یہی حال یاسر اور مصطفی کا تھا عشراق نے کئی دفعہ یاسر کو ہاسپٹل چلنے کا کہا جس پر یہ ہوا کہ یاسر نے اپنی ملکہ کے سونے کے بعد حویلی آنا اور اٹھنے سے پہلے حویلی سے چلا جاتا شاہد اپنی ملکہ کو دیکھنے ہی آتا تھا البتہ ثاقب داؤد ، ثوبیہ بیگم شازم صاحب جازم صاحب دو دفعہ حداد سے ملنے ہاسپٹل کا چکر لگا چکے تھے لیکن کفیر حویلی انھوں نے بھی قدم نہیں رکھا روقیہ بیگم عشراق پر غصہ

اتارتی رہتی تھیں جو بیچاری معصوم سی ساری ان کی تلخ باتیں اپاہج ہونے کے طعنے چپ چاپ برداشت کرتی رہتی یاسر کال کرتا خیریت کھانے پینا کا پوچھتا اور کال رکھ دیتا عشراق پورا دن بور ہوتی رہتی تو دوسری طرف شفا اپنے باپ سے چھپ رہی تھی وہ یاسر سے ملنے پارٹی آفس دوبارہ گئی تھی لیکن ایک دفعہ وہ جلسے میں تھا تو دوسرے دن شہر سے باہر کال وہ پک نہیں کر رہا تھا شفا بھی سخت پریشان تھی۔

جبکہ قندیل بھی اپنی یونیورسٹی اور بادشاہ سے ملنے میں مصروف تھی جس سے تقریباً ہر روز یونیورسٹی سے چوری چھپے جاتی تھی سنا تھا لڑکیاں چھپ کر لڑکوں سے ملنے جاتی ہیں لیکن قندیل جازم داؤد اپنے بادشاہ (پپی) سے ملنے سب سے چوری چوری جاتی تھی کیونکہ اس کے گھر میں تقریبا سب ہی جانوروں کو گھر میں پالنے کے خلاف تھے سوائے سکیورٹی ڈوگز کے جو سرونٹ کواٹر کے نزدیک اپنی رہائش گاہ میں رہتے تھے۔

مصطفی بھی دو دن کے لیے شہر سے باہر شاہ میر امپائر اور پیلس سے متعلق کچھ ضروری کاموں کے حوالے سے گیا تھا اسے وکلاء سے ملنا تھا جس سلسلہ میں وہ شہر سے باہر تھا افق بھی اداس تھی مگر پھر اس نے اپنا دھیان فیری ٹیل کی سمت لگا دیا مصطفی ثوبان کے ٹچ میں تھا حداد کی طبعیت سے متعلق اپڈیٹ اسے ملتی رہی تھیں وہ پہلے سے بہتر تھا اور آج اسے ڈسچارج ملنے والا تھا۔

دوسری طرف فراج اپنے میچ کی وجہ سے بہت مصروف رہا وہ اپارٹمنٹ صرف سونے کے لیے آتا تھا جنہ اور اس کے درمیان بات چیت لگ بھگ بند تھی جنہ کے پھر سے کہنے پر فراج نے جینی کو ایڈریس سینڈ کر دیا تھا لیکن فراج باضد تھا کہ جنہ یہی رہے گی جنہ خاموش رہی جینی فراج سے ملنے کے بعد اس پر تقریباً فدا ہو چکی تھی دو دن سے وہ جنہ سے ہمیشہ فراج کے متعلق پوچھتی رہتی تھی اور جینی کے منہ سے فراج کا نام سنتے جنہ کو اپنی دوست مشکوک

لگنے لگی تھی وہ سخت جیلس ہوتی تھی لیکن جنہ نے جینی کو بتایا تھا یہ اس کی بھابھی کا بھائی اور بھائی کا سالا ہے اس لیے اس کے ساتھ اپارٹمنٹ شئیر کر رہی ہے تو بیچاری اپنی جیلسی عیاں بھی نہیں کر پاتی تھی تو حداد کے متعلق جنہ سے حنان یازان اور فاطمہ بیگم نے چھپایا تھا ان کا اور حداد کا کہنا تھا وہ یوں ہی پریشان ہو گی اور واپس اجائے گی بنا جینی کی شادی اٹینڈ کیے جس کے لیے اس نے تقریبا چار ماہ سے ان کا سر کھایا ہوا تھا اور بہت مشکلوں سے اسے اکیلے باہر جانے کی اجازت ملی تھی وہ سب جنہ کی خوشی خراب نہیں کرنا چاہتے تھے تو فراج کو جویریہ اور عترت کے متعلق بھی یاسر ، ثوبان اور مصطفی نے نہیں بتایا تھا اور روقیہ بیگم افق اور قندیل کو بھی بتانے سے منع کیا تھا وہ نہیں چاہتے تھے کہ فراج اپنے مقصد کو چھوڑ کر یہاں آئے اور اس کے غصے سے بھی سب ہی واقف تھے۔

البتہ ان سب میں سب سے زیادہ برا تو جویریہ کے ساتھ ہوا تھا جس کے لیے یہ برا نہیں بہت اچھا تھا صرف جویریہ کو برا لگتا تھا لگنا بھی چاہیے کیونکہ حنان اعظم کفیر نے جھاڑو مارنے سے لے کر کپڑے دھونا برتن دھونا گھر کی صفائی یہاں تک کے اپنا ہر چھوٹے سے چھوٹا کام جویریہ سے ہی لینا شروع کر دیا تھا کھانے تک تو ٹھیک تھا مگر باقی کام جویریہ کو نہیں آتے تھے کھانا بھی تب جب سب سبزیاں تراشی ہوئی ملے اور گوشت صاف جس کے لیے حنان نے اپنی سفاک بیوی کے لیے ٹویٹر رکھی تھی پڑھائی کے لیے نہیں ماشاءاللہ جویریہ حنان کفیر تو خود ہی اعلیٰ تعلیم یافتہ تھی کپڑے دھونے برتن دھونے گھر کی صفائی کے لیے جو ہر وقت جویریہ کا خون چوسنے کے در پہ تھی اور سب سے بڑھ کر ظلم جویریہ سے موبائل بھی لے لیا گیا تھا جویریہ کسی کو بھی کال نہیں کر سکتی تھی سوائے حنان کے کیونکہ حنان نے جویریہ کو نیا موبائل لے کر دیا تھا جس میں وہ صرف اپنے پیارے ہزبینڈ کو ہی کال کر سکتی تھی جویریہ کو دو دن سے غصہ حد سے زیادہ آرہا تھا ظاہر سی بات ہے لیپ ٹاپ پر کام کرنے

والی سے آلو اور پیاز چھلوائے گے تو غصہ تو آئے گا ہی نا جبکہ حنان آفس یا کفیر حویلی میں یا پھر ہاسپٹل میں پایا جاتا تھا نیند جیسے نام کی ہی پوری ہوتی تھیں اور فاطمہ بیگم کو منانا تو اپنی بیگم کو منانے سے زیادہ مشکل تھا اور اس پر تضاد جب بھی حنان حویلی جاتا فاطمہ بیگم کے سامنے اگر ثوبان ہوتا تو وہ حنان کو ایک نظر دیکھنے کے بعد دوبارہ دیکھنا بھی پسند نہیں کرتی تھیں جس پر ثوبان اتراتا تو حنان کلس کر ہی رہ جاتا۔

"آرام سے بھائی " عترت جو کچھ دیر پہلے کمرے کی اچھے سے صفائی کرواتے شاور لے کر پیچ کلر کے سوٹ میں شانوں پر جارجٹ کا مہرون ڈوپٹہ لیے بیڈ کے قریب فرش پر بیٹھی تھی اور حداد کو یاد کرتی رو رہی تھی آج اس سنگ دل کو ہاسپٹل سے جو آنا تھا اسی لیے تو عترت نے اتنی تیاری کی تھی کہ یازان کی آواز سنتی اپنی جگہ سے اٹھی سر پر ڈوپٹہ لیے دروازے کی سمت دیکھنے لگی جہاں حداد سینے کو پٹی سے جکڑے یازان کے ساتھ کمرے کے اندر داخل ہوا

حداد نے بلیک پینٹ شرٹ پہنی تھی شرٹ کے اوپر کے تین بٹن کھلے تھے شیو بڑھی تھی بال ماتھے پر بکھرے تھے حداد نے ایک نظر عترت کو دیکھا پھر رکا اور سرعت سے نگاہیں پھیر لی اور آگے بڑھنے لگا عترت کے دل کو دھچکا لگا وہ اتنی تیاری کر لے تو حداد دن بھر اس کی تعریف کرتے نہیں تھکتا تھا اور آج دوسری نظر بھی اس پر ڈالنی گوارہ نا کی جبکہ فاطمہ بیگم جو حداد کے پیچھے آئی تھیں عترت کو خوشبو میں نہائے سج دھج کے دیکھتی نفرت سے منہ پھیر گئی مقدس ثوبان اور حنان بھی ان کے ساتھ آئے تھے باقی مرد حضرات حداد سے نیچے ہی مل چکے تھے بیڈ پر تکیے سیٹ کرتے یازان کے سہارے حداد بیڈ پر بیٹھا تھا اسے چلنے پھیرنے میں زیادہ تکلیف نہیں ہو رہی تھی مگر ان لوگوں کو کون سمجھائے جو حداد کا خیال بچوں کی طرح رکھ رہے تھے۔

"بیٹا میں کہ رہی تھی کچھ دنوں کے لیے تم نیچے روم میں شفٹ ہو جاتے تمہیں آرام رہتا " فاطمہ بیگم فکر مندی سے بولیں حداد نے اپنے سر پر رکھا ان کا ہاتھ عقیدت سے لبوں سے لگایا۔

"مجھے میرے کمرے کی عادت ہے اماں جان آپ کو پتا ہے نا " حداد نے مدھم آواز میں کہا حداد کی آواز عترت کو کسی نوید کی طرح اپنے کانوں میں گھلتی محسوس ہوئی پلکوں کی بار توڑے آنسو رخسار پر بہے نظریں ثوبان کی طرف اٹھی جو اسے ہی دیکھ رہا تھا مگر عترت کے دیکھتے ہی خاموشی سے کمرے سے نکل گیا۔

****

"تم یہاں نہیں رہو گی اپنا سامان اٹھاؤ اور کسی دوسرے روم میں شفٹ ہو جاؤ " فاطمہ بیگم ثوبان کو جاتا دیکھ موقع پر وار کرتی بولیں عترت سے جو ان کا تعلق درست ہو رہا تھا ایک دفعہ پھر اس میں دراڑ پڑ چکی تھی اور ایسی دراڑ جو اب شاید ہی کبھی بھرے۔

"اماں جان " یازان اور مقدس نے ماں کے سخت الفاظ پر فاطمہ بیگم کو ٹوکا مگر فاطمہ بیگم نے ایک نا سنی حنان نے مقدس اور یازان جو خاموش رہنے کا کہا۔

"کیا اماں جان بلکل درست فیصلہ کر رہی ہو میں جب جب حداد اسے دیکھے گا میرا بچہ بے سکون رہے گا اور ڈاکٹر نے اسے سکون لینے کا کہا ہے " فاطمہ بیگم عترت کو خونخوار نظروں سے گھورتے ہوئے غرائی حنان خاموش تھا یہ ہی وہ بے سکونی لڑکی تھی جسے ان کا بیٹا اپنا سکون کہتا کہتا نہیں تھکتا تھا اور آج اس کے سامنے اس کے سکون کے طعنے دئے جا رہے تھے اور وہ خاموش تھا عترت کی آنکھوں سے سیال بہے۔

"حداد۔۔میں۔۔اماں جان۔۔نہی۔۔"عترت نے نفی میں سر ہلاتے کہنا چاہا مگر الفاظ گلے میں زہر کی طرح ہٹکے۔

"تم نے سنا نہیں" فاطمہ بیگم پھر غرائی۔

"اماں جان یہ کہی نہیں جائے گی میری بیوی ہے میرے ساتھ ہی رہے گی" حداد نے باروعب مگر مؤدب انداز میں کہا عترت نے سیاہ خوبصورت بڑی بڑی آنکھوں میں آنسو لیے حداد کو دیکھا اس کی جان میں جیسے جان آئی تھی حداد اپنی ماں کو دیکھ رہا تھا مقدس یازان اور حنان زیر لب مسکرائے تھے۔

"لیکن بیٹا۔۔"فاطمہ بیگم نے کہنے کو لب کھولے۔

"اماں جان پلیز" حداد نے جیسے ہر بات مسترد کر دی فاطمہ بیگم لب بھینچ گئی پھر مقدس کے ساتھ ہلکی پھلکی باتوں حنان اور یازان کے ساتھ گپ شپ کرتے یوں ہی ایک گھنٹہ گزر گیا عترت اپنی جگہ سے ایک انچ بھی نہیں ہلی تھی مقدس نے اسے بیٹھنے کا کہا لیکن وہ سر ہلاتی وہی کھڑی رہی مقدس حنان اور یازان کو بے ساختہ اس پر ترس آیا جو بار بار اپنے آنسو صاف کرتے حداد

کو ہی دیکھ رہی تھی حداد کو سوپ پلا کر دوائی دے کر آرام کرنے کا کہتے وہ لوگ باہر نکلے تھے۔

"دروازہ بند کرو " خاموش کمرے میں حداد کی آواز گونجی وہ اب بھی عترت کو نہیں دیکھ رہا تھا عترت اثبات میں سر ہلاتی کمرہ لاک کر گئی اور واپس حداد کے قریب آئی بنا کسی چیز کی پرواہ کیے وہ حداد کے سینے سے جا لگی حداد نے کرب سے آنکھیں بند کیں۔

"حداد۔۔ حداد۔۔ مجھے۔۔ معاف۔۔ کر۔۔ دے۔۔ میں۔۔ آپی۔۔ کو بچانا۔۔ چاہتی ۔۔ تھی۔۔ مجھے۔۔ نہیں۔۔ پتا۔۔ تھا۔۔ وہ۔۔ آپ۔۔ کے۔۔ ساتھ۔۔ یہ۔۔ سب۔۔ حداد۔۔ مجھے۔۔ معاف۔۔ کر۔۔ دے" عترت حداد کے سینے سے سر ٹکائے پھوٹ پھوٹ کر رو دی حداد کو تکلیف کی لہر اٹھی لیکن وہ برداشت کر گیا عترت کی بات سنتے تلخی سے مسکرایا۔

"کاش میں مر جاتا عترت لیکن یہ نہیں برداشت کرتا کہ تم نے مجھ سے جھوٹ بولا میں مرنا پسند کرتا لیکن تمہارے منہ سے جھوٹ سنا نہیں تم پر اپنا

مان ٹوٹتا نا دیکھتا اپنی محبت کا تماشہ بنتا نا دیکھتا " حداد عترت کے بال مٹھی میں بھینچے اس کے چہرے کو اپنے چہرے کے قریب کرتا عترت کے ہونٹوں پر سانسیں چھوڑے نم لہجے میں بولا یہ کرتے حداد کے سینے میں تکلیف اٹھی تھی آنکھیں آخری حد تک سرخ تھیں عترت کے جسم میں خوف کی لہر دوڑ گئی وہ جو حداد کے مرنے والے الفاظ پر تڑپی تھی اب سر میں اتنے دنوں سے پیٹ بھر کر نا کھانے اور رونے پر تضاد حداد کے بالوں کو مٹھی میں بھینچے پر تکلیف کی لہر دوڑی تھی لیکن وہ حداد کی سانسوں کو ہونٹوں پر محسوس کرتے حداد کو محسوس کرتی رہی حداد کی آواز میں کرب تھا عترت کے آنسو بہہ رہے تھے۔

"تم سے میں نے فارم ہاؤس پر اپنی زندگی کی نئی شروعات کرنے سے پہلے پوچھا تھا کچھ ہے تو بتاؤ " حداد نے براؤن سرخی مائل آنکھیں واہ کرتے عترت کی سیاہ آنکھوں میں دیکھتے پوچھا جن میں دیکھتے عترت کانپ کر رہ گئی۔

"پوچھا تھا ؟" حداد نے استفسار کیا۔

"حداد۔۔میں " عترت کی آنکھوں سے زاروقطار آنسو بہے۔

"پوچھا تھا یا نہیں ؟" حداد غرایا۔

"ہ۔۔ہا۔۔ہاں " عترت اثبات میں سر ہلا گئی عترت کے آنسو رخصار سے پھسلتے حداد کی گردن کی زینت بنے تھے حداد کی پسند کی سرخ چوڑیوں نے چھن چھن کرنا شروع کیا تھا کیونکہ عترت نے مزاحمت کی حداد کے ہاتھ کی گرفت بالوں پر مضبوط تر ہوتی چلی گئی۔

"تو کیوں نہیں بتایا ہاں کیوں نہیں بتایا ؟ " حداد نے عترت کی آنکھوں میں اپنی براؤن آنکھیں گاڑھتے ہوئے استفسار کیا۔

"مجھے۔۔لگا۔۔آپ۔۔مجھے۔۔معاف۔۔نہیں۔۔کرے۔۔گے۔۔میں۔۔ڈر۔۔گئی ۔۔تھی۔۔بہت۔۔مشکلوں۔۔سے ملے۔۔تھے۔۔اپ۔۔میں دوبارہ۔۔نہیں کھونا ۔۔آہہہ " عترت بول ہی رہی تھی جب حداد نے جھٹکے سے عترت کے بال چھوڑتے اچھوت کی طرح اسے خود سے دور کیا عترت گرتے گرتے بامشکل سنبھلی تھی۔

"اب میں تم پر صدقہ واری ہو رہا ہوں ؟ ہاں ؟۔۔۔عترت یقین مانو اگر تم اس رات مجھے سب بتا دیتی میں اپنی ماں کی قسم کھاتا ہوں تمہیں معاف کر دیتا ایک لفظ نا کہتا تمہیں ، تمہاری غلطی کو سدھارتا جو کہ ناممکن تھا مگر میں پھر بھی کوشش کرتا مگر تم پر آنچ نہیں آنے دیتا کیونکہ میں جو کبھی کسی کے سامنے کمزور نہیں پڑا پانچ سالوں بعد اپنی بچپن کی محبت کو اپنے قریب تر دیکھتے کمزرو پڑ گیا تھا لیکن تم نے تم نے سب برباد کر دیا، تم میرا مان رکھ لیتی میں تمہارا مان نہیں ٹوٹنے دیتا تم نے ثابت کیا تمہارے لیے مجھ سے زیادہ ضروری تمہاری گنہگار بہن کو بچانا تھا مجھے سے سچ بولنے سے زیادہ ضروری جھوٹ بولنا تھا۔۔میں تمہیں معصوم کہتے نہیں تھکتا تھا تم نے مجھے جھوٹا ثابت کر دیا " حداد پہلے غصے اور اشتعال سے دھاڑا اور پھر شکستہ دل ہو کر کرب سے بولا ایک دم سے بیڈ کروان سے اٹھا تھا اتنی بے احتیاطی پر سینے پر جلن اور تکلیف ہوئی مگر اپنی آنکھیں بند کرتے وہ خود پر ضبط کر گیا عترت نے ایک ہچکی بھری حداد کی تکلیف میں تڑپتی اس کے قریب ہونے لگی۔

"ہاتھ مت لگانا مجھے۔۔ورنہ میں اپنے آپے سے باہر ہو جاؤ گا جس قہر سے بچانے کے لیے تمہیں پانچ سال پہلے شک کی بنیاد پر خود سے دور کیا تھا کہ کہی غلطی سے بھی میں اپنے قہر میں تمہارا مان نا توڑ دوں تمہیں اتنی تکلیف نا پہنچاؤ کہ تم بے قصور نکلو تو میں کبھی تمہارے سامنے نگاہیں نا اٹھا پاؤ۔۔مگر اب تم اس قہر کی خود حقدار ثابت ہوئی ہو قریب مت آنا ورنہ وہ حشر کرونگا کہ خود سے نگاہیں نہیں ملا پاؤ گی " حداد دھاڑا عترت کے بازوں میں جھولتا ڈوپٹہ فرش پر گرا حداد کی دھاڑ پر عترت کو اپنے کانوں کے پردے پھٹتے محسوس ہوئے وہ منہ پر ہاتھ رکھتی پھٹی پھٹی آنکھوں سے حداد کو دیکھتی نفی میں سر ہلانے لگی۔

"تم میری بیوی ہو بد قسمتی سے اور میں ایک کفیر جو اپنے سے جوڑی عورت کو چھوڑ نہیں سکتا میری غیرت گوارہ نہیں کرتی ورنہ یقین مانو تین بول ہے اور میرے سینے میں لگی آگ پر وہ تین بول پھوار کا کام کرتے " حداد ایک ایک لفظ چبا کر بولا آنکھوں میں کرب تھا جبکہ حداد کے منہ سے یہ الفاظ سنتے

عترت کے جیسے پیروں سے زمین نکلی تھی عترت نے پیچھے بے ساختہ قدم لیے

۔

"تم مجھ سے کوشش کرنا دور رہو اور اپنی یہ جھوٹ اور فریب کے لبادے میں اوڑھی معصوم شکل میرے سامنے مت دیکھانا اور یہ آنسو تو بلکل بھی نہیں بہانا میرے سامنے۔۔" حداد نے کہا عترت میں اور برداشت نا تھی وہ ڈریسنگ روم کی سمت بھاگی حداد نے اسے جاتا دیکھ اپنے لب بھینچے پیچھے یک دم ڈھ گیا دائیں آنکھ سے آنسو ٹوٹ کر تکیے میں جذب ہوا تھا حداد نے آنکھوں پر بازو پھیلایا۔

عشراق کو سخت کوفت ہو رہی تھی وہ کب سے یاسر کو کال کر رہی تھی جو مسلسل اگنور ہو رہی تھی عشراق کو کفیر حویلی جانا تھا یہاں کوئی تھا بھی نہیں جس کے ساتھ جا سکے ثوبان اور مقدس خود کفیر حویلی میں تھے فراج آسٹریلیا

میں دادجی پاس گاؤں گئے تھے شازم اور جازم صاحب آفس میں تھے مصطفی شہر سے باہر تھا روقیہ بیگم اپنے بھائی کے گھر گئیں تھیں قندیل یونیورسٹی میں تھی اور افق شاپنگ پر گئی تھی اور بچی عشراق جو کب سے یاسر کو کال کر رہی تھی اب غصے سے فون پوری قوت سے دیوار میں دے کر مارا عشراق اتنی غصے کی تیز ہر گز نہیں تھی لیکن پتا نہیں کیوں دو دنوں سے عشراق کو یاسر پر بے تحاشہ غصہ آرہا تھا مگر اپنی معصوم طبعیت کے زیر اثر نکال نہیں پا رہی تھی شاید ہی زندگی میں کبھی عشراق کو یاسر سے دوسری ملاقات کے علاوہ اتنا غصہ آیا ہو فون اپنی موت کو رو رہا تھا عشراق لینڈ لائین پر نمبر ڈائل کرتی ملازمہ کو بلا گئی وہ اس وقت اپنے روم میں تھی ملازمہ نے پہلے حیرت سے فرش پر پڑے موبائل کو دیکھا پھر عشراق کو جو ملازمہ کی حیرت پر خفیف ہوئی ملازمہ حیران نا ہوتی تو کیا کرتی عشراق کی میٹھی آواز اور معصوم پر کشش چہرہ کہی سے بھی یہ کارنامہ عشراق نے کیا ہے اس کی گواہی نہیں دے رہا تھا لیکن پھر اپنی حیرت پر قابو پا گئی عشراق نے نقاب کرتے ملازمہ کے سہارے نیچے آئی

عشراق نے ملازمہ کو حکم دیا کہ ڈرائیور کو بولے کار نکالے اسے کفیر حویلی جانا ہے ملازمہ حکم پر لبیک کہتی عشراق کا حکم سنا گئی کچھ دیر بعد عشراق کار میں بیٹھی کشمیر کی خوبصورت پہاڑوں کو دیکھ رہی تھی کار کا رخ کفیر حویلی کی جانب تھا وہ لوگ مین روڈ پر تھے کہ ٹریفک زیادہ ہونے کے سبب ڈرائیور نے جنگل کے رستے پر کار موڑی اور یہ شاید اس کی سب سے بڑی غلطی تھی ڈرائیور کے ساتھ پیسنجر سیٹ پر گارڈ بھی تھا دونوں نے مؤدبانہ انداز میں نگاہیں یاسر کی ملکہ پر بھول سے بھی نہیں ڈالی تھیں وہ وفادار تھے۔

کچھ دیر گزری عشراق کو عجیب سے احساس نے آگھیرا اس نے دائیں بائیں کار کے شیشوں کی جانب دیکھا سب کچھ نارمل تھا وہ ابھی پرسکون ہوتی کہ اسے تین جیپ نظر آئیں اس میں آدمی ہتھیاروں سے لبریز تھے کار کے شیشے اوپر تھے عشراق کی جان لبوں پر آئی وہ لوگ شاید نہیں یقیناً ان لوگوں کا پیچھا کر

رہے تھے ڈرائیور نے بھی دیکھا وہ فورا الرٹ ہوا اور گن تھام کیا گارڈ نے بھی گن لوڈ کی۔

"بہو بیگم آپ نیچے جھکے " گارڈ نے کہا تین جیپ میں سے ایک نے ان کی کار پر حملہ کیا کار بری طرح ڈسبیلنس ہوئی عشراق سیٹ کو تھامے نیچے جھکی تھی دل دھک دھک کر رہا تھا پہلا خیال اس خوف و حراس کے منظر پر لبوں پر آیا وہ اس کے محافظ کا تھا وہ یاسر کا نام لب سے ادا کر رہی تھی سنہری آنکھوں میں موتی جمع ہوئے وہ بری طرح لرز رہی تھی باہر سے گولیوں کی چلنے کی حولناک آوازیں آرہی تھی گارڈ اور ڈرائیور بھی وقتاً فوقتاً ان جیپ میں سوار دشمنوں سے بچتے ان پر حملہ کر رہے تھے وہ لوگ تعداد میں زیادہ تھے ایک جیپ کے ٹائر کو گارڈ نے ہٹ کیا وہ ڈسبیلنس ہوتی دور رکی تھی دو جیپ اب بھی ان کے پیچھے تھیں اور پہلے سے زیادہ تیز رفتار میں تھیں عشراق کو اپنے کانوں کے پردے پھٹتے محسوس ہوئے تھے اچانک کار بے قابو ہوئی اور

یک دم خطرناک دھچکے سے روکی ان جیپ سواروں کا اب نشانہ ٹھیک ٹائر پر لگا تھا عشراق نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے سر اٹھا کر دیکھا سائیڈ مرر سے وہ لوگ جیپ سے اترتے ان کی سمت بڑھ رہے تھے گارڈ اور ڈرائیور گن لوڈ کرتے الرٹ ہوئے تھے ڈرائیور نے کار کچھ اس طرح روکی کے وہ ٹیڑھی اس سڑک پر کھڑی تھی کار کی دائیں سمت گہرہ جنگل تھا گارڈ نے ڈرائیور کو اشارہ کیا ان کے چہرے پر بھی پریشانی تھی۔

"بہو بیگم یہ لوگ زیادہ ہے ہم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا لیکن ہم لڑے گے اپنی آخری سانس تک آپ کی حفاظت کے لیے ہم نے داؤد'ز کا نمک کھایا ہے اب اس کا قرض چکانے کی باری ہے۔۔ آپ یہ موبائل رکھے اس میں ثوبان صاحب یاسر صاحب مصطفی صاحب سب کے نمبر ہیں میں ان پر وار کرتا ہوں آپ اس طرف سے آہستہ سے کار کا دروازہ کھولے اتر جائیں گا اپنی حفاظت کیجیے گا " گارڈ نے عشراق کی سمت دیکھنے سے گریز برتے اس کی سیٹ پر

موبائل رکھا اور گن لوڈ کرتا کار کا دروازہ کھولے نکلا اشارہ جنگل کی سمت تھا عشراق کی آنکھوں سے پانی نقاب میں جذب ہوئے عشراق نے فون پکڑے ابھی دروازہ کھولا ہی تھا کہ ایک دفعہ پھر گولیوں کی بوچھار کی آوازیں شروع ہوئیں وہ اپنی بیساکھی کو بامشکل کار سے باہر لاتی لرزتے کپکپاتے وجود کے سہارے کار کا دروازہ تھامے کھڑی تھی عشراق نے منہ پر ہاتھ رکھے اپنی چیخ کا گلا گھونٹا وہ ایک پہاڑی سنسان علاقہ تھا ہر طرف سر سبز گھاس پودے درخت اور بڑے بڑے پتھر تھے کہی کہی زمین گیلی تھی عشراق نے بیساکھی سیدھی کرتے آگے آگے چند ہی قدم بڑھائے تھے اور پلٹ کر دیکھا کار کے پاس ڈرائیور گرا آنکھیں پھٹی ہوئیں ساکت تھیں ماتھے پر گولی کا نشانہ تھا چہرہ خون سے تر تھا عشراق نے لرزتے ہوئے منہ پر ہاتھ جمایا اور بنا پیچھے دیکھے بیساکھی کے سہارے حد درجہ تیز تیز قدم اٹھاتی پھولی سانسوں کے درمیان مسلسل چل رہی تھی سانسیں بری طرح پھولیں تھیں کافی دیر وہ بنا پیچھے دیکھے آگے بڑھتی رہی آنکھوں میں چھائی دھند کو بے دردی سے رگڑتی ہوئی درختوں کی اوٹ

میں چھپ چھپ کر عشراق کے زندگی کا دوسرا واقع تھا جس میں عشراق خوف میں مبتلا تھی پہلا جب یاسر نے حنان پر پانچ سال پہلے گن تانی تھی اور دوسرا آج لیکن اس وقت سب اس کے ساتھ تھے لیکن آج وہ تنہا تھی معزرو پیر کے ساتھ اپنی جان اور عزت بچا رہی تھی وہ کفیر خاندان کی معصوم نیک شہزادی ، یاسر شازم داؤد کی ملکہ بے یارو مددگار جنگل میں اپنی جان کی حفاظت کے لیے مٹی میں رول رہی تھی عشراق کا دل پھٹنے کے در پہ تھا۔۔کچھ مزید دیر گزری سب آوازیں پیچھے رہ گئیں تھیں آنسو خشک ہو چکے تھے فون کا خیال نا آیا وہ ڈرائیور کی لاش دیکھتے جیسے حواس باختہ کوئی تھی آنکھوں میں خوف اور آنسو حمہ وقت تھے پھر ایک فائر کی آواز عشراق کو اپنے پاس سنائی دی عشراق کے قدم رکے بیساکھی گھاس پر گری عشراق لڑکھڑا کر بیساکھی کے قریب گری موبائل اچھل کر دور ہوا عشراق نے کہنیوں کے بل آگے ہوتے موبائل کو تھاما اسے جیسے اب ہوش آیا تھا وہ لوگ ڈھونڈتے ڈھونڈتے عشراق

تک کا سفر طے کرنے والے تھے ایک دفعہ پھر عشراق کی آنکھیں بہنا شروع ہوئیں۔

"کہاں چلی گئی اس کمینے کی بیوی۔۔ ہر حال میں وہ چاہیے ورنہ بوس ہمیں جان سے مار دے گے " ایک شخص اس سمت آتا دھاڑا تھا عشراق نے اپنے لب بھینچے چیخ کا گلا گھونٹا وہ آگے آگے کہنیوں کے بل بڑھ رہی تھی گیلی زمین سے کپڑے میلے ہو چکے تھے ہاتھ پاؤں پر جگہ جگہ مٹی لگی تھی اس کا وجود کپکپا رہا تھا عشراق نے خود کے بے جان پیر کو گھسٹتے ایک درخت کا سہارہ لیا بیساکھی وہی پڑی تھی سانسیں بری طرح پھولیں تھیں عشراق نے بنا وقت ضائع کیے موبائل اپنے سامنے لہرایا اور یاسر کا نمبر ڈائل کیا رنگ جا رہی تھی عشراق کے آنسو نقاب میں جذب ہو رہے تھے کال بند ہوئی عشراق کی جان لبوں پر آئی۔

"ڈھونڈوں اس __ سالی کو ورنہ آج سب کو یہی دفن کر دوں گا " وہ آدمی فائر کرتا پھر دھاڑا تھا عشراق کی ہچکیاں بندھی تھیں۔

"یا اللہ۔۔میری۔۔مدد۔کر۔۔میرے۔۔مولا۔۔یاسر۔۔یاسر۔۔کال۔۔اٹھائے ۔۔" عشراق نے پھر ہمت کرتے کال ملائی کچھ دیر رنگ جاتی رہی پھر کال ریسیو ہوئی وہ شخص اتنے عشراق کے بے حد قریب قدم رکھ گیا تھا درخت کی ایک آؤٹ میں وہ شخص تھا اور دوسری طرف عشراق منہ پر ہاتھ رکھے اس شخص کے قدموں کی آہٹ محسوس کر رہی تھی یک دم اس شخص نے درخت کے قریب ہوتے قدم رکھے عشراق کا پورا وجود پسینے میں شرابور تھا آنکھوں میں سرخی اور گلابی بن بڑھا تھا سنہری آنکھیں زور سے میچ گئی فون خوف کے مارے دل پر رکھ لیا دوسرے ہاتھ کو منہ پر رکھے اپنی سسکی روکی ایسے کہ سانس بھی نہیں لے پا رہی تھی۔

یاسر جو ابھی کانفرنس سے فارغ ہوا تھا عشراق کی اتنی کالز دیکھ اسے ہی پریشانی سے کال ملا رہا تھا لیکن مسلسل فون بند آرہا تھا اب اپنے ملازم کی کال کو دیکھ اٹھانے لگا تھا کہ پھر عمران نے یاسر کو متوجہ کیا پہلی کال مس کرنے کے بعد یاسر نے دوسری کال خود کرنی چاہی مگر نمبر پھر خود جگمگایا کال ریسیو کرتے ہیلو کہا جس پر کوئی جواب موصول نا ہوا یاسر کی پیشانی پر بل پڑے کہ یک دم کسی کے دل کی دھڑکن سنائی دی وہ انھیں پہچان گیا تھا دوسرے ہاتھ میں موجود فائل کو ٹیبل پر پٹخا۔

"ملکہ ؟ " یاسر بے ساختہ بولا مگر جواب نادارت یاسر ٹھٹکا ملازم کا فون عشراق کے ہاتھ میں یاسر کو بہت کچھ غلط ہونے کا اندیشہ ہوا۔

وہ شخص اس درخت کے قریب تھا مگر پھر آہستہ آہستہ دور قدم لینے لگا عشراق کی سانس میں سانس آئی فون کو دیکھتے فون کان سے لگایا کہ اس شخص کی نظر وہاں کچھ فاصلہ پر پڑی بیساکھی پر گئی۔

"یاسر۔۔آپ۔۔"عشراق کی آواز یاسر کو سنائی دی یک دم عشراق کی چیخ گونجی وہ شخص عشراق کے حجاب میں قید بالوں کو اپنی گرفت میں لیتا اسے کھڑا کر گیا عشراق کی چیخ گونجی جو یاسر کو سنائی دی فون کیچڑ میں گرا تھا۔

"کیا ہوا بیگم صاحبہ زیادہ زور سے پکڑا ہے کیا ؟تکلیف ہو رہی ہے بیگم صاحبہ کو " وہ شخص نخواست سے قہقہہ لگاتا بولا اس کے ساتھی اس کی آواز اور عشراق کی چیخے سنتے اس سمت فورا آئے۔

"ملکہ " یاسر فون سے دھاڑا تھا مگر فون بند ہو چکا تھا یاسر نے دوبارہ کال ملاتے ڈرار سے گن نکالتے اپنی پینٹ میں اڑسائی فون کان سے لگائے بھاگنے کے انداز میں پارٹی آفس سے نکلتا چلا گیا۔

"تو جو بھی ہے کمی۔۔نے میری ملکہ کو اگر کچھ بھی ہوا ایک زرا سی خراش بھی آئی تو وعدہ کرتا ہے یاسر شازم داؤد اتنے ٹکڑے کروں گا کہ دفنانے کے بجائے چیل کوؤں کو کھلانا بہتر لگے گا " یاسر دھاڑتے ہوئے بولا اس کے ورکرز پارٹی میمبرز یاسر کے دھاڑنے پر اپنی جگہوں سے اٹھے تھے یاسر کی آنکھیں سرخ ہوچکی تھیں رگیں تن چکی تھی جسم میں جیسے شرارے پھوٹ رہے تھے عمران فورا یاسر کے پیچھے جاتا سلمان کو کال ملا چکا تھا۔

____

"کیا مسئلہ ہے تمہارے ساتھ " جنہ تقریباً جھنجھلائی تھی۔

"میں نے کیا کیا؟" جینی نے حیرت سے جنہ کو دیکھا۔

وہ دونوں اپارٹمنٹ میں بیٹھی تھیں جینی ابھی جنہ کے ساتھ شاپنگ کر کے آئی تھی جنہ اسے اپارٹمنٹ میں نہیں لانا چاہتی تھی باہر سے ہی چلتا کرنا چاہتی تھی لیکن جینی بن بلائے مہمان کی طرح اندر گھستی چلی گئی اور کب سے فراج کے انتظار میں بیٹھی تھی جنہ نے کتنا اسے یہاں سے بھگانے کی کوشش کی تھی مگر بے سود جنہ جھنجھلاتے ہوئے کاوچ سے اٹھی تھی۔

"کچھ۔۔کچھ نہیں ، میں مووی کو بول رہی تھی " جنہ نے سامنے ال سی ڈی پر چلتی مووی کی طرف اشارہ کرتے بہانا بنایا جینی نے حیرت سے جنہ کو دیکھا مووی تو اچھی تھی ایسا ریکشن نہیں بنتا تھا جنہ کا ؟ پھر کیوں ؟

"میں تمہارے لیے کافی بنا کر لاتی ہوں" جنہ نے کچن کی سمت رخ کرتے اپنے غصے کو دبانے کی کوشش کرتے کہا وہ کچن میں داخل ہوئی تھی کہ مین ڈور کے کھلنے کی آواز آئی جنہ نے اوپن کچن کے کاؤنٹر سے دیکھا کہ جینی فورا صوفے سے کھڑی ہوتی دروازے کو دیکھنے لگی جہاں سے بلیو جینز پر سکائے بلیو ٹی شرٹ پر لیدر جیکٹ کندھے پر ڈالے ہینڈسم سا فراج بڑھی ہوئی شیو میں اندر داخل ہوا تھا میچ کی پریکٹس کی وجہ سے وہ اس قدر بیزی تھا کہ شیو بھی نہیں کر پا رہا تھا تین دن بعد اس کا میچ تھا لیکن وہ اس بڑھی ہوئی شیو میں بھی بہت ہینڈسم لگ رہا تھا جنہ کو بڑھی ہوئی شیو نہیں پسند تھی لیکن فراج کو دیکھتے اب اسے فراج کے اس لک سے عشق ہونے لگا تھا اور سخت غصہ بھی آتا تھا کہ یہ

شخص اس قدر ہینڈسم کیسے ہو سکتا ہے تو یہی حال فراج کا تھا اپنے آگے پیچھے گھومتی جنہ اسے ایک آنکھ نا بھاتی تھی اور اب ہر وقت ایٹیوڈ میں رہنے والی اسے مسلسل اگنور کرنے والی جنہ کے لیے بے چین رہتا تھا اس قدر حسن پر یہ نخرے دیکھاتی وہ فراج اس سے محبت کرنے پر مجبور کرنے لگی تھی۔

جینی کو دیکھتے فراج نے آنکھیں گھمائیں وہ جینی سے سخت کوفت کھاتا تھا اور جینی اس مغرور شخص پر فدا تھی۔

"یہ آفت پھر آگئی " فراج بڑبڑایا لیکن نظر کافی میکر کو پریس کرتے اور خونخوار نظروں سے جینی کو تکتا پاتی جنہ پر گئی وہ زیر لب مسکرایا جنہ دو دن سے اس سے بات نہیں کر رہی تھی جبکہ وہ سمجھ چکا تھا جینی جب اسے دیکھتی ہے جنہ کو غصہ اتاہے آنا بھی چاہیے بھئی اس قدر ہینڈسم شوہر جو تھا اس کا جنہ کی جیلسی اور ان سکیورٹی بنتی تھی۔

"میرے لیے بھی ایک کافی " فراج نے کچن کاؤنٹر سے جھانکتی جنہ کے بلکل قریب آتے کہا جنہ جو جینی کو گھور رہی تھی اور جینی فراج کو دیکھ رہی تھی دونوں ہی گڑبڑائی جنہ پیچھے ہوتی خود کو کمپوز کر گئی تو جینی فراج کے قریب آتی اسے ہائے کر گئی فراج نے بھی خوش اسلوبی سے ہائے کیا اور جینی سے پہلی دفعہ اس کا حال چال پوچھا جہاں جنہ کی آنکھیں پھیلی اور غصہ عنود ہوا وہی جینی کی تو جیسے عید ہوگئی جنہ نے جینی کو دیکھا اس کے شوہر کو نادیدوں کی طرح دیکھ کم رال زیادہ ٹپکا رہی تھی "شادی ہو رہی ہے میڈیم کی اور دوسروں کے شوہروں پر گندی نظریں ہیں اللہ کرے شادی والے دن ہی ہو جائے ۔۔ہنہ " جنہ نے دل ہی دل میں اپنی دل پھینک دوست کو بددعا دی جبکہ جنہ کے منہ کے زاویہ بگڑتا دیکھ فراج محفوظ ہوا اور مزید پھیلا وہ جینی پر نظریں رکھے چوری چوری جنہ کو بھی دیکھ رہا تھا۔

"تم تو کافی نہیں پیتے "وہ آنکھیں چھوٹی کیے بولی فراج نے جنہ کو گردن ایک سائیڈ ڈھلکاتے دیکھا جنہ نے رخ پھیرتے کپ کاؤنٹر سے اٹھایا میڈیم کو یہ بھی پتا تھا کہ میں کافی نہیں پیتا فراج نے ایبرو ریز کرتے داد دی جنہ کی انفارمیشن کی۔

"انسان کو بہت سے کام زندگی میں پہلی دفعہ کر لینے چاہیے " فراج نے واپس رخ جینی کی سمت موڑتے مسکراتے ہوئے کہا جنہ کے ہاتھ رکے۔

" بلکل جیسے کافی میں زہر ڈالنا میں پہلی دفعہ کرونگی " جنہ نے ایک ایک لفظ چباتے کہا فراج نے بامشکل اپنا قہقہہ روکا جبکہ جینی کی آنکھیں پھیلی وہ اسے زیر دینے والی تھی یا اس ہینڈسم بندے کو جو اگر دنیا سے چلا جاتا تو دنیا میں خوبصورت مرد کی کمی ہو جاتی۔

"مزاق کر رہی تھی " جنہ نے جینی کی پھیلی آنکھوں کو اور پھر کپ پر اس کی نظریں دیکھتے بامشکل مسکرانے کی کوشش کرتے کہا جینی کو راحت ملی۔

"تمہاری اس حسین دوست کے سامنے تو میں زہر بھی پی سکتا ہوں" فراج نے جنہ کے ضبط کا امتحان لیا جنہ نے خونخوار نگاہوں سے فراج کو دیکھا پھر کافی کا کپ جینی کی سمت بڑھاتے کاوچ پر بیٹھنے کا اشارہ کیا جینی جو فراج کی بات پر دانت نکالتی ادا سے مسکرائی تھی جنہ کے اشارے پر منہ بنا کر کافی لیتی کاوچ کی سمت بڑھی تھی۔

"اور اگر تم نے یہ بکواس بند نہیں کی تو میں اپنی حسین دوست کے سامنے تمہاری شکل بھی بگاڑ سکتی ہو " جینی کو جاتا دیکھ جنہ دبی دبی آواز میں غرائی تھی دونوں ہاتھ سلیب کاونٹر پر رکھے۔

"شوہر کی خوشی تو ہضم ہی نہیں ہوتی" وہ بدمزہ ہوتا جینی کی سمت بڑھا تھا جنہ کا بس نا چلا گلا دبا دے اس شخص کا۔

"ثوبان بیٹا کھانا کھا لو " فاطمہ بیگم نے ثوبان کو لاونج میں بیٹھے صوفے کے سامنے ٹیبل پر پیر پھیلائے لیپ ٹاپ گود میں رکھے دیکھ محبت سے چور لہجے میں کہا وہ بچپن سے ہی ثوبان کو مقدس کے لیے پسند کرتی تھیں یہ سچ تھا وہ

دشمنی سے پہلے کفیر حویلی کے ہر بچے یہاں تک کے عترت اور جویریہ پر بھی اپنی جان چھڑکتی تھیں جو عورت اپنی جیٹھانی کے بچوں کو ماں بن کر پال سکتی تھی وہ اپنی سہیلیوں کے بچوں سے نفرت کیسے کرتی یہ تو ان کا مزاج حنان کے جیل جانے کے بعد بدلہ تھا ثوبان نے سر اٹھا کر انھیں دیکھا اور مسکرایا سر کو خم کر گیا۔

"بھائی ہم تو سوتیلے ہوگئے ہیں " یازان جو اسی سمت آرہا تھا اپنے ساتھ حنان سے کہ گیا جو ثوبان اور فاطمہ بیگم نے باقاعدہ سنا فاطمہ بیگم نے جہاں یازان کو گھورا وہی حنان کو دیکھتے نگاہیں پھیری حنان یازان کی بات پر سو فیصد متفق تھا۔

"اماں جان کوئی جل رہا ہے شاید " ثوبان نے یازان کی بات اور جلے بھنے انداز پر ہانک لگائی فاطمہ بیگم مسکرا دیں اور سر جھٹک کر کچن کی سمت بڑھ گئیں جبکہ ثوبان کی بات پر یازان نے منہ بناتے ثوبان کو دیکھا تو حنان نے بھی ایرو

ریز کرتے ثوبان کے سامنے صوفے پر نشست سنبھالی یازان بھی اپنے بھائی کے ساتھ بیٹھا۔

"ہمارے اتنے برے دن نہیں آئے کہ آپ سے جلے " یازان نے ناک سے مکھی اڑاتے کہا۔

"تم تو بات ہی مت کرو۔۔تم نے مجھے طلاق دی ہے عدت چل رہی ہے" ثوبان نے مسکراہٹ دبائے کہا حنان البتہ موبائل سکرول کر رہا تھا۔

"تو آپ میری حویلی میں کیا کر رہے ہیں جائے یہاں سے " یازان کو غصہ آیا ثوبان نے ابرو ریز کرتے یازان کو دیکھا۔

"میں اس حویلی کا داماد ہوں یہ میرا سسرال ہے" ثوبان نے جتایا۔

"اونہہ ۔۔ تصحیح کرو تم اس حویلی کے گھر جمائی ہو " حنان نے فون سکرول کرتے بنا ثوبان کو دیکھے اپنے لمبے بالوں میں ہاتھ پھیرتے کہا جبکہ یازان کا قہقہہ گونجا۔

"میں اپنی بیوی کی محبت میں یہاں آیا ہو ورنہ شوق نہیں تمہاری شکلیں دیکھنے کا " ثوبان نے لیپ ٹاپ بند کرتے دونوں بھائیوں کو دیکھتے کہا۔

"یازان گھر جمائی کو لیمن جوس پلاؤ بی پی شوٹ ہو رہا ہے " حنان نے ازلی بے فکری سے ثوبان کو ایک نظر دیکھتے کہا اور دوبارہ نگاہیں موبائل پر جمائیں یازان پھر قہقہہ لگا اٹھا ثوبان کی شکل دیکھنے لائق تھی۔

"میرا بی پی صرف تمہاری بہن کو اپنے قریب دیکھتے شوٹ ہوتا ہے اور پھر تمہاری بہن جو میری خدمت کرتی ہے ثوبان جازم داؤد کا تو دل ہی گارڈن گارڈن ہو جاتا ہے " ثوبان کی نظر کھانا لگاتی مقدس پر گئی کیسے باز رہتا جتا گیا جبکہ حنان اور یازان کا چہرے میں سرخیاں گھلی۔

"جیسا میرا تمہاری بہن کو دیکھ کر ہوتا ہے بلکل ویسے ہی کیا؟ " حنان نے طنزیہ مسکراتے کہا ثوبان کا چہرہ سرخ ہوا یازان کا قہقہہ گونجا۔

"بڑے دانت نظر آرہے ہیں تمہارے" ثوبان یازان کو گھورتا بولا جو بات بات پر قہقہہ لگا رہا تھا۔

"آپ کو کیا ؟ میرے دانت میری مرضی" یازان نے ناک سکوڑتے کہا۔

"پھر میرا ہاتھ میری مرضی " ثوبان بھی دوبدوک بولا۔

"بھائی۔۔"یازان نے منہ کھولے حنان کو پکارا جیسے چھوٹے بچے کسی سے ڈرنے کے بعد بڑے بھائی کو بلاتے ہیں بلکل ویسے ہی ثوبان بڑا تھا اس سے اب دانت توڑنے کی دھمکی تو دینے سے رہا لیکن حنان ضرور دے سکتا تھا حنان نے یازان کی پکار پر ثوبان کو دیکھا جو سن تو سب رہا تھا۔

" اس کرپٹ سیاستدان نے کیا کہا تھا ہاسپٹل میں۔۔ جیل کے پتھر توڑ کر آیا ہوں میں۔۔تو خامخواہ کے سالے تمہارے دو ہاتھ اور میرا ایک یاد رکھنا" حنان نے سرمئی آنکھوں سے جتاتے ثوبان کو دھمکی دی یازان مسکرایا ثوبان کو آگ

لگی بے ساختہ یاسر پر غصہ آیا بات ایسی کرتا تھا کہ ڈائیلاگ بن جاتا تھا اور حنان اسی ڈائیلاگ کو ثوبان پر جتا رہا تھا۔

"مقدس " ثوبان چیخا فاطمہ بیگم شاید اپنے کمرے میں گئی تھیں جبکہ کچن سے آتی مقدس نے اپنے دل پر ہاتھ رکھتے لاونج کی سمت قدم بڑھائے تھے ثوبان کی پکار پر دل ہولہ تھا بے ساختہ یاد آیا کہ ثوبان کے سامنے حنان بھائی بیٹھے تھے مقدس سخت پریشان ہوئی۔

"کیا۔۔کیا ہوا۔۔آپ ٹھیک تو ہیں " مقدس ثوبان کے قریب آتی فکر مندی سے بولی حنان اور یازان کو مکمل فراموش کر چکی تھی ثوبان نے مقدس کی آنکھوں میں اپنے لیے پریشانی دیکھتے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالے اپنے قریب کیا حنان نے جبڑے بھینچے ثوبان کو دیکھا تو یازان کا چہرہ دھواں دھواں ہوا البتہ ثوبان محفوظ ہوا۔

"تمہیں میری اتنی فکر ہے ؟ ابھی میرے پاس نہیں آئی اور پریشان پہلے ہوگئی " ثوبان نے مسکراتے دلفریب انداز میں پوچھا مقدس نے ناسمجھی سے اثبات میں سر ہلایا جبکہ وہ باقاعدہ ثوبان کے چہرے کو غور سے دیکھتی رہی۔

"میری پیاری بیوی " ثوبان نے مقدس کا گال سہلاتے کہا۔

"آپ کے چہرے پر تو کہی نشان نہیں ہیں " مقدس نے حیرت سے کہا حنان اور یازان نے مقدس کی بات پر ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر ثوبان کی باہوں میں مقدس کو۔

"کیا مطلب نشان کیوں ہونے ہیں ؟ ارے تم تو رات کو میرے قریب آئی ہی نہیں تو۔۔"ثوبان پہلے نا سمجھی سے بولا مگر حنان اور یازان کو خود کو تکتا پا کر بے باک ہوتے بولا مگر اپنی بات مکمل ہی نا کر سکا۔

"مجھے فکر زیادہ اس بات کی تھی آپ حنان بھائی کے سامنے بیٹھے تھے اور جیسی آپ کی زبان ہے نا کچھ الٹا سیدھا نا بول دیا ہو تو کہی حنان بھائی نے آپ کا منہ ہی نا توڑ دیا ہوں " مقدس ثوبان کی حرکت اور بات پر ہوش میں آتی اس سے فورا دور ہوتی بولی نظر حنان اور یازان پر گئی جو ثوبان کو ہی سالم نگلنے کے لیے گھور رہے تھے مقدس شرمندہ ہوئی جبکہ اپنی بہن کی بات سنتے حنان نے قہقہہ لگایا۔

"میرا بچہ " حنان نے مقدس کے لیے اپنے ایک ہاتھ کا حصار بنایا مقدس مسکراتی حنان کے پاس گئی حنان نے اسے اپنے حصار میں لیتے پیشانی عقیدت

سے چومی جبکہ ثوبان تو اپنی بیوی کی فکر پر مرنے والا ہوا بیوی اس کی فکر اس لیے کر رہی تھی کہی بیوی کے بھائی نے فولادی ہاتھ سے میاں کے چہرے کا نقشہ نا بگاڑ دیا ہو۔

"مقدس ادھر آؤ میرے پاس " ثوبان آگ بگولہ ہوتا دانت پیس کر بولا کہاں برداشت تھا اپنی بیوی پر کسی کا اتنا حق دیکھنا جبکہ مقدس نے ثوبان کو دیکھتے ناک سکوڑی۔

"کیا ہے آپ کو جب دیکھو ہر وقت دھونس جما کر رکھتے ہیں " مقدس دوبدوک عاجز آتی بولی ثوبان کی آنکھیں پھیلی یہ وہ بیوی تھی جس کی اس کے سامنے زبان نہیں کھلتی تھی خیر کھلتی تو خوب تھی مگر ثوبان کے باہر ملک سے آنے کے بعد بقول ثوبان کے اس کی بیوی کی زبان کو لگام لگ گئی تھی جس پر وہ مطمئن تھا۔

"تمہاری زبان زیادہ نہیں چل رہی " ثوبان نے دانت پیسے۔

"میری زبان میری مرضی " یازان نے مقدس کے منہ سے اپنا تکیہ کلام سنتے کھانستے ہوئے قہقہہ روکا کیونکہ مقدس کی بات سنتے ثوبان کی خونخوار نظریں یازان پر ہی تھیں یازان نے منہ بنایا۔

"تمہیں شرم نہیں آتی شوہر کا ساتھ دینے کے بجائے شوہر سے زبان لڑا رہی ہو " ثوبان کو غصہ آیا۔

"کیسا ساتھ دوں آپ کا ؟" مقدس نے نا سمجھی سے پوچھا۔

"اپنے بھائیوں کو سمجھا لو مجھے تنگ کر رہے ہیں" ثوبان نے تینوں بہن بھائیوں کو گھورتے ہوئے کہا۔

"خدا کا خوف کرے آپ کیا میرے بھائیوں کی محبوبہ ہیں جو تنگ کرے گے آپ کو " مقدس کو برا لگا جو منہ میں آیا بول گئی اور اپنے بھائیوں کی سائیڈ لے گئی جبکہ یازان نے سر تا پاؤں ثوبان کو دیکھتے برا سا منہ بنایا مانا وہ خوبصورت ہے لیکن محبوبہ چہ چہ۔۔یازان نے سوچا جبکہ یازان کی نظریں خود پر محسوس کرتے ثوبان کو بری فیلنگ آئی۔

"محبوبہ میں! استغفر اللہ۔۔اللہ بچائے تمہارے بھائیوں سے " ثوبان کے کان سے دھوئے نکلنے کی کثر رہ گئی تھی حنان اور یازان البتہ محفوظ ہوئے کچھ دنوں سے ثوبان انھیں آگ لگا رہا تھا فاطمہ بیگم کا پیار لوٹتے ہوئے اب جیسے ان دونوں بھائیوں کے دلوں کو راحت ملی تھی۔

"یہاں تو تم ہی میری عزت کی دشمن بنی ہوئی ہو " ثوبان نے دہائی دیتے کہا۔

"شادی شدہ ہوتے بھی منگنی کرنے والے کی بھی عزت ہوتی ہے ؟" مقدس کو پرانے زخم یاد آئے ثوبان کا دل کیا ماتھا پیٹ لے اپنا بیوی کو آواز اپنا ساتھ دینے کے لیے لگائی تھی یہ تو نکلی ہی بھائیوں کی سگی۔

"تم تو ہو ہی میری سوتیلی بیوی۔۔بیوی نہیں ناگن ہے یہ عورت میکے میں آتے بدل گئی " ثوبان نے آنکھیں دیکھاتے کہا اور آخری جملا صرف بڑبڑا کر ہی رہ گیا جبکہ ثوبان کے تخلص پر مقدس کی آنکھیں پھیلی۔

"میں بھی صحیح کہتی ہو آپ کو بدکردار میاں جی۔۔ہنہ " مقدس بھی میکے کا فائدہ اٹھاتی کافی دنوں بعد ثوبان کا تخلص اسے دے گئی جبکہ یازان کو اپنی آپی پر پیار آیا جو منہ کے زاویے بگاڑتی اس کے دشمن کو ٹکر دے گئی تو حنان مسکراتا ثوبان کو جتاتی نظروں سے دیکھتا مقدس سے باتوں میں مصروف اسے لیے ٹائینگ ٹیبل کا رخ کر گیا تو یازان بھی مسکراتے ان کے پیچھے ہوا۔

شاہد کفیر اعظم کفیر فاطمہ بیگم اور عالم کفیر سمیت سب ہی ڈائینگ ٹیبل پر ثوبان مقدس حنان اور یازان کے ساتھ خوش گپوں میں مصروف تھے کھانا لگ بھگ کھا چکے تھے عترت روم سے باہر نہیں آئی تھی تو حداد کو تو کچھ دیر پہلے ہی فاطمہ بیگم نے سوپ کے ساتھ میڈیسن دیتے آرام کرنے کا کہا تھا کہ اچانک ثوبان کا فون رنگ ہوا ثوبان ایکسکیوز کرتا فون کان سے لگا گیا۔

****

"کیا ؟" ثوبان کرسی دھکیلے یک دم اٹھا تو سب ہی کھانے سے ہاتھ کھینچ گئے مقدس پریشانی سے ثوبان کو دیکھنے لگی جو اپنی پیشانی مسل رہا تھا سب لوگ اپنی جگہوں سے اٹھے ثوبان کا چہرہ سرخ تھا شاید وہ غصے میں تھا۔

"میں آرہا ہوں " ثوبان نے کہتے فون بند کیا۔

"کیا ہوا ؟" اعظم صاحب نے استفسار کیا۔

"عشراق یہاں آنے کے لیے نکلی تھی رستے میں اس کی کار پر حملہ ہوا ہے " ثوبان نے کہا فاطمہ بیگم دل پر ہاتھ رکھتی کرسی پر ڈھ گئی مقدس اور یازان جلدی ان کے قریب ہوئے تو شاہد کفیر نے بھی اپنی ٹیبل پر ہاتھ رکھے خود کو سہارا دیا عالم صاحب نے انھیں بیٹھاتے پانی پلایا حنان کے جسم میں جیسے خون خشک ہوا۔

"عشراق ٹھیک ہے " اعظم صاحب لڑکھڑاتے بولے۔

"عشراق ٹھیک ہے بتاؤ " حنان ثوبان کے قریب آتا اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتا امید لیے پوچھنے لگا ثوبان نے نفی میں سر ہلایا۔

"گارڈ اور ڈرائیور کو قتل کر دیا ہے موقع پر ہی عشراق کا پتا نہیں چل رہا یا سر اسے ڈھونڈنے نکلا ہے " ثوبان نے کہا تو فاطمہ بیگم کا دل ہولہ ابھی تو وہ لوگ حداد پر ہوئے حملے سے نہیں سنبھلے تھے اور اب عشراق پر حملہ۔

"یہ بھی اس جویریہ نے کروایا ہو گا" فاطمہ بیگم روتی ہوئی چیخی حنان اور ثوبان نے بری طرح لب بھینچے۔

"جویریہ نہیں کروا سکتی اماں جان۔۔آپ حوصلہ کرے " حنان نے ضبط سے کہا۔

"تم تو لو گے اپنی بیوی کی سائیڈ چاہے وہ ایک ایک کر کے تمہارے سارے بہن بھائیوں کو قبر میں اتار دے " فاطمہ بیگم دھاڑی تھیں ثوبان نے بری طرح لب بھینچے حنان نے بے بسی سے ماں کو دیکھا وہ کیا ایسا سمجھتی تھیں اسے کہ وہ بیوی کی محبت میں بہن بھائیوں کو بھلا دے۔

ثوبان نے نگاہیں پھیری اگر یہ جویریہ نے بھی نہیں کیا تھا تو بھی وہ اتنا اپنا مقام گرا چکی تھی کہ ہر کوئی پہلے اس پر ہی شک کرتا ثوبان نے سوچا وہ جانتا تھا یہ حرکت یاسر کے مخالف پارٹی کی بھی ہو سکتی ہے۔

"کچھ نہیں ہو گا عشراق صحیح سلامت ہوگی آپ حوصلہ کرے اماں جان" مقدس نے بہتے آنسوؤں سے ماں سے زیادہ خود کو تسلی دی بھائی کی حالت سنبھلی نہیں تھی بہن پر مصیبت ٹوٹ پڑی۔

اتنے میں حنان کا فون رنگ ہوا کال ڈرائیور کی تھی جسے اس نے جویریہ کے لیے رکھا تھا آج جویریہ اپارٹمنٹ کے لیے گروسری کرنے کے لیے گئی تھی ٹویٹر کے ساتھ وہ اب جویریہ کو کہی بھی اکیلا نہیں جانے دیتا تھا ٹویٹر کو بھی جب آف کرتا جب وہ خود اپارٹمنٹ میں داخل ہوتا تھا ایک ایک پل کی خبر رکھتا تھا گروسری کرنا جویریہ کی ٹویٹر کا ہی پلان تھا تاکہ وہ صحیح سے اسے گھر داری سکھا سکے۔

"ہیلو " حنان نے فون کان سے لگایا۔

"واٹ دی ہیل " حنان دھاڑا تھا سب لوگ جو پہلے ہی پریشان تھے اب مزید پریشانی سے حنان کو دیکھا۔

"کیا ہوا بھائی ؟" یازان نے پوچھا۔

حنان نے یازان کے بجائے فاطمہ بیگم کو دیکھا۔

"وہ کیا کسی پر حملہ کروائے گی اس کی کار پر خود حملہ ہوا ہے جویریہ بھی عشراق کی طرح غائب ہے " حنان فاطمہ بیگم کو دیکھتا تنی رگوں سے بولا ثوبان کی آنکھوں میں تاثر ابھرا۔

"کہاں جا رہے ہو تم" حنان نے بنا کچھ کہے قدم باہر کی سمت لیے کہ اعظم صاحب نے پوچھا۔

"اپنی بہن اور بیوی کو ڈھونڈنے " حنان بنا پلٹے بولا ثوبان نے اپنا فون لیتے قدم باہر کی سمت بڑھائے تو یازان بھی اس کے پیچھے ہوا کچھ دیر بعد کفیر حویلی سے تین کار دھول اڑاتی نکلی تھیں۔

"بوس تینوں لڑکیوں کو لے آئے ہیں" یہ منظر تھا ایک اندھیری جگہ کا چیئر پر جھولتے ایک شخص سے اس کے ملازم نے کہا وہ ملازم غنڈہ تھا ان غنڈوں میں سے ایک شاید جس نے عشراق کو پکڑا تھا۔

"بہت خوب۔۔اور وہ سیاستدان کو خبر ہوئی یا نہیں" اس شخص نے جھولتے ہوئے سامنے ٹیبل پر گولف کو گھوماتے پوچھا وہ شخص کالی شلوار قمیض میں ملبوس تھا۔

"پتا نہیں سر مگر خبر ملی ہے یاسر شازم داؤد پارٹی جلسے میں شرکت نہیں کر رہا " اس ملازم نے کیا۔

"مطلب پتا چل گیا ہے اچھا ہے " وہ شخص مسکراتا بولا۔

"آپ کہے تو کال کر دیں" اس ملازم غنڈے نے پوچھا۔

"نہیں تڑپنے دو اسے۔۔تڑپنے دو اتنا کہ وہ پاگل ہو جائے وہ انگلیوں پر اپنے دشمنوں کو گنے اور پھر اسے اپنے سب سے بڑے دشمن کا خیال آئے میرا خیال آئے۔۔اور ابھی تو اس کی عزتوں سے کھیلنا ہے ہمیں" وہ شخص خباثت سے مسکراتا بولا۔

"سر لیکن ہمیں تو اس سے ڈیل کرنی ہے" ملازم کنفیوز ہوا یاسر شازم داؤد سیاستدان تھا اس سے سودا کرنا ان کا مقصد تھا اگر اس کی عزتوں کو ملیہ میٹ کر دے گے تو سودا کیسے ہو گا۔

"اسی لیے میں بوس ہوں اور تم ملازم جہاں تمہاری سوچ ختم ہوتی ہے وہاں میری شروع ہوتی ہے۔۔ تمہیں لگتا ہے یاسر شازم داؤد اتنی آسانی سے ڈیل پر رض...

****

"تم " جویریہ ستارہ بائی کو دیکھتے حیرت سے بولی جبکہ ستارہ بائی مسکرائی اور سگریٹ کا کش لگا اٹھی۔

"زہ نصیب تم پہچان گئی مجھے " ستارہ بائی مسکراتی دلفریب انداز میں بولی وہ ادھیڑ عمر عورت تھی مگر اپنی خوبصورتی میں اب بھی اپنی مثال آپ تھی اس کی خوبصورت شکل سے اس کی عمر کا اندازہ لگانا بے حد مشکل تھا۔

"تم-- یہ سب تم نے کیا ہے-- نہیں یہ تم نہیں کر سکتی-- کون کون ہے تمہارے ساتھ شامل " جویریہ سر تا پاؤں ستارہ کو دیکھتی غصے سے بولی ستارہ نے جویریہ کے چہرے کے قریب اپنا چہرہ کرتے جویریہ کے چہرے پر سگریٹ کا دھواں چھوڑا جویریہ سانس بھی نا لے سکی کھانسی کا وہ دورہ اٹھا کہ ستارہ بائی مسکراتی پیچھے ہوئیں جویریہ بری طرح کھانس رہی تھی ستارہ بائی نے پیچھے ہوتے اشارہ کیا ملازمہ نے یخ ٹھنڈا پانی جویریہ کے چہرے پر انڈھیلا جویریہ کا دھیما

چلتا سانس یک دم رکا اور پھر سرخ چہرے سے اس نے سانس لینے کی کوشش کی اور ایک سانس اندر کھینچا اور سرخ نگاہوں بھیگے چہرے کانپتے وجود کے ساتھ ستارہ بائی کو دیکھا۔

"سوال نہیں لیڈی باس۔۔ یہاں حکم چلے گا اور حکم صرف ہم چلائے گے" ستارہ بائی کہتی پھر ہنس پڑی۔

"لے کر آؤ اسے " ستارہ بائی کہتی پلٹی پھر دروازے کے قریب جاتے رکی اور دروازے کی چوکھٹ پر ہاتھ جمائے جویریہ کو دیکھا جو سرد نظروں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"اچھے سے تیار کر کے لانا بلکل نئ نویلی دلہن۔۔۔آ آ چہ چہ نئ نویلی ماڈرن سی طوائف کی طرح اب دیکھو زمانہ ترقی کر رہا ہے اور ہم طوائفیں کیا وہی چوڑی دار پاجامے اور انارکلی میں ملبوس رہے گی نا نا اسے اچھا سا گاون پہنا کر لاؤ۔۔ہاہاہاہا۔۔دلہن تو بن چکی ہے یہ اس فرشتہ صفت کفیر کی اب طوائف بنے گی کشمیر کی ہاہاہاہا" ستارہ بائی کہتی ہنستی ہوئی وہاں سے غائب ہوئیں جبکہ جویریہ نے شعلہ بار نگاہوں سے ان عورتوں کو دیکھا تھا۔

یاسر جنگل میں کار روکے اپنی چیل جیسی نظروں سے ہر ایک قدم اور اس پاس کی تباہی کو دیکھ رہا تھا ہاتھ میں عشراق کی بیساکھی تھی جو اسے جنگل میں ہی پڑی ملی تھی سلمان اس کے پیچھے اپنی کار سے اترا تھا لیکن وہاں صرف سلمان تھا پولیس اہلکار نہیں یاسر نے پولیس کو اس معاملے میں دخل دینے سے باز

رکھا تھا نا یہ خبر میڈیا تک پہنچنے دی تھی وہ سیاستدان تھا اور داؤد خاندان کے بزنس کے حوالے سے بھی کئی دشمن تھے وہ لوگ بہت کامیاب تھے تو ہر وقت خطرے میں بھی گھیرے رہتے تھے اور ابھی اسے اپنے دشمن کا نہیں پتا تھا یقینا یہ کسی ایسے شخص نے کیا تھا جو یاسر پر کافی دنوں سے نظر رکھے تھا وہ آنکھوں میں لہو لیے طوفان کے آنے سے پہلے کی خاموشی اختیار کیے ہوئے تھا جسم کی تمام رگیں تنی تھیں اپنی ملکہ کا معصوم چہرہ بار بار نگاہوں کے سامنے آرہا تھا۔

عمران اور سلمان نے پلٹ کر دیکھا وہاں تین گاڑیاں اور آکر رکی تھیں جن سے حنان ، یازان اور ثوبان نکلے تھے وہ لوگ سلمان کی طرف بڑھے سلمان نے انھیں پولیس انویسٹیگیشن کی طرح وہاں ہوئے ہر ایک عمل کو بتایا کیسے کار روکی گئی ہوگی کیسے گارڈ اور ڈرائیور کو مارا گیا ہوگا سب کچھ اور اچھنبے کی بات تھی ان لوگوں نے کوئی ثبوت بھی نہیں چھوڑا تھا نا کوئی اب تک کال آئی

نا کوئی ڈیمانڈ اگر یہ یاسر سے دشمنی نکالنے کے لیے کیا گیا تھا تو اب تک یاسر کو کال آجانی چاہیے تھی۔

"جویریہ کو بھی کڈنیپ کیا گیا ہے اور یہ صرف اتفاق نہیں" حنان نے غصے کی حدت سے پھولی سانسوں کے درمیان دھاڑتے ہوئے کہا وہ تینوں پہلے ہاسپٹل گئے تھے جہاں جویریہ کے ڈرائیور کی موت ہو چکی تھی اور ٹویٹر گولی لگنے کے باوجود معجزاتی طور پر بچ گئی تھی لیکن وہ ابھی ہوش میں نا آئی تھی آس پاس کے لوگوں نے کچھ نہیں دیکھا اور جن دو لوگوں نے دیکھا انھیں بھی وہ لوگ موت کے گھاٹ اتار چکے تھے حنان کی بات پر جہاں عمران اور سلمان چونکے تھے وہی یاسر کے دماغ پر تاریخ چھائی آنکھوں کے سامنے پہلی دفعہ عشراق کے بجائے جویریہ کا ہاسپٹل میں چہرہ لہرایا جسم میں جیسے یک دم شعلہ دھیکا وہ پلٹا اور بھاری قدم اٹھاتا حنان کے سمت اس کے روبرو کھڑا ہوا جیسی بھی تھی وہ اس کی بہن تھی جس سے وہ بے انتہا محبت کرتا تھا۔

"میری بہن کہا ہے ؟" یاسر دھاڑا تھا حنان نے جبڑے بھینچے یاسر کے ہونٹ پر پوری قوت سے مکہ جڑا یاسر پیچھے کو لڑکھڑایا ثوبان نے قہر بار نگاہوں سے حنان کو دیکھا یاسر نے اپنے قدم جماتے حنان کو دیکھتے ہونٹ سے نکلتے خون کو انگوٹھے سے صاف کیا حنان کی سانسیں پھولی ہوئیں تھیں یہ سوال تو وہ بھی یاسر سے کر سکتا تھا مگر وہ سمجھ چکا تھا یہ سازش تھی لیکن یاسر تو جیسے غصے سے پاگل ہوا تھا ابھی ملکہ کی ٹینشن ختم نہیں ہوئی جویریہ کی بھی سر پر سوار ہوئی تھی۔

"میری بہن کہاں ہے ؟" حنان نے بھی دوبدوک یاسر سے زیادہ اونچی آواز میں دھاڑتے ہوئے پوچھا یاسر نے لب بھینچے حنان کے منہ پر پنچ رسید کیا حنان دو قدم پیچھے ہوا اور اپنے منہ سے نکلا خون انگوٹھے سے صاف کرتے سرخ سرمئی آنکھوں میں شرارے لیے یاسر کی سمت بڑھا جبکہ سلمان ثوبان یازان

اور عمران بوکھلائے تھے ان پھیرے ہوئے شیرو کو دیکھ بہنیں تو ثوبان اور یازان کی بھی تھیں مگر وہ مصلحت سے کام لے رہے تھے۔

"تیری وجہ سے میری بہن معزرو ہوئی اور اب تیری گندی سیاست کی بھیٹ چڑھی ہے" حنان آپے سے باہر ہوتا یاسر کی سمت بڑھا یازان اور سلمان نے آگے ہوتے اس پھرے شیر کو قابو کرنا چاہا۔

"میری وجہ سے نہیں تیری بیوی کی وجہ سے" یاسر دھاڑتے ہوئے آگے بڑھا ثوبان اور عمران نے اسے قابو کیا یاسر کو خود سمجھ نا آیا وہ کیا بول رہا ہے جویریہ پر غصہ بھی تھا اور اس کی فکر بھی۔

"میری بیوی ! اب میری بیوی ہوگئی تب تو بڑا بہن کا بھائی بن کر مجھ پر گولی چلائی تھی "حنان طنزیہ مسکراتا بولا یاسر نے لب بھینچے اسے دیکھا۔

"میری بہن کہاں ہے " یاسر حنان کے سوال کو نظر انداز کرتا دھاڑا تھا آگے بڑھتا مگر ثوبان اسے جکڑے ہوئے تھا۔

" جیب میں رکھی ہے سنبھال کر آجا لے لے" حنان دوبدوک جل کر غصے سے دھاڑا تھا حنان کے جواب پر اتنی سنگین سیچویشن میں بھی یازان سلمان اور عمران نے بامشکل اپنا قہقہہ ضبط کیا تھا کیونکہ یاسر کا چہرہ غصے سے سرخ ہوا تھا تو ثوبان نے حنان کو گھورا تھا۔

"میری بہن کو کچھ ہوا نا جان لے لونگا تیری " یاسر ثوبان اور عمران کے ہاتھوں کو جھٹکا دیتے غرایا۔

"میں اپنی جان کو کچھ نہیں ہونے دوں گا لیکن تو مجھے میری بہن کا حساب دے تو سیاستدان ہے اتنے دشمن تیرے ہیں پھر بھی میری بہن کو لے کر اتنی لاپرواہی اور تب جب پتا ہے وہ معزرو ہے " حنان بھی یازان اور سلمان سے اپنا آپ چھڑاتا پہلے بے باکی سے پھر غصے سے غرایا تھا۔

"تو جج لگا ہے جسے میں اپنی بیوی کا حساب دو اور تیری معلومات کے لیے عرض ہے وہ بنا بتائے نکلی تھی حویلی سے۔۔جیسا ڈھیٹ بھائی ویسی بہن " یاسر کو غصہ آیا جبکہ یاسر کی بات سنتے حنان اس کی سمت پھر بڑھا تھا۔

"اب بس دونوں خاموش ہو جاؤ مسلے کا حل نکالو نا کے خود لڑو یہ نا ہو تم لوگ لڑتے رہو اور دشمن فائدہ اٹھا لیں " ثوبان حنان کے آگے آتا یاسر اور حنان کو دیکھتے بولا تھا۔

"ایک دفعہ مل جائے جس نے بھی میری ملکہ کو ہاتھ لگایا چیر کر رکھ دوں گا سالے کو " یاسر اپنے بالوں میں انگلیاں چلاتا غرایا تھا چہرہ اور آنکھیں خطرناک حد تک سرخ تھیں جبکہ یاسر کے سالا بولنے پر یازان اور حنان کا چہرہ سرخ ہوا تھا۔

"سالے بنانے کا بڑا شوق ہے جو دشمنوں کو بھی سالا بنانے پر تلا ہے" حنان نے دانت پیسے کہا جبکہ حنان کی بات پر ثوبان نے رخ پلٹتے یاسر کو کچھ بھی کہنے سے پہلے گھورا آنکھوں سے خاموش ہونے کا اشارہ دیا۔

"سالے کونسے سگے ہیں " یاسر پھر بھی باز نا آیا بڑبڑایا لیکن اتنی زور سے کہ یازان اور حنان نے باقاعدہ سنا عمران اور سلمان نے انھیں دیکھے لب دانتوں میں دباتے ہنسی چھپائی۔

"آپ لوگوں کو کیا لگتا ہے یہ کام کس کا ہو گا " سلمان نے دوبارہ سالا بہنوئی کی جنگ چھڑنے سے پہلے مدعا رکھا۔

"اتنے دشمن ہے مگر کسی میں اتنی ہمت نہیں کہ میری عزت پر ہاتھ مارے " یاسر نے سوچتے ہوئے روانگی سے بولا۔

"دنیا جانتی ہے میں تو نیک شریف بندہ تھا جس پر داؤد'ز نے الزام لگاتے مجھے جیل بھیجا میرے تو دشمن صرف داؤد'ز ہی ہیں " حنان نے یاسر کو دیکھتے ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہا ثوبان کا دل کیا اپنا ماتھا پیٹ لے کیا ضرورت تھی یاسر کو اس سرمئی شیر کے منہ لگنے کی اب یہ جو باز جائے اٹھتے بیٹھتے ہمارے گناہ جتاتا رہے گا۔

"تمہاری بیوی کو فرشتے تو اٹھا کر نہیں لے کر گئے " ثوبان نے دانت پیستے ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہا حنان نے خونخوار نظروں سے اب ثوبان کو گھورا۔

"یہ اتفاق نہیں ہے یہاں عشراق آپی پر حملہ ہوا وہاں جویریہ بھا۔۔ " یازان نے بھی کچھ سوچتے ہوئے کہنا چاہا مگر جویریہ کو بھابھی بلاتے اس کے گلے میں کانٹے چبھے وہ لب بری طرح ایک دوسرے میں پیوست کر گیا حنان ثوبان اور

یاسر نے یازان کے ادھورے جملے میں چھپی جویریہ کے لیے نفرت محسوس کی تھی۔

"یاسر یہ صرف تم سے بدلہ لینے کے لیے ہی ہے ورنہ صرف بھابھی اور آپی پر کیوں حملہ کرتے انھیں ہی کیوں کیڈنیپ کرتے۔۔جو بھی ہے تمہارا دشمن ہے " سلمان نے کچھ سوچتے ہوئے جیسے بات رکھی۔

"ہاں سر ایک کے بھیا ہے تو دوسری کے سیاں۔۔"عمران کی زبان میں کھجلی ہوئی جبکہ ان پانچوں نے عمران کو جن نظروں سے دیکھا وہ تین قدم پیچھے ہوتا سر جھکاتا شرمندگی سے سوری بول گیا۔

"تمہاری ابھی کسی سے دشمنی چل رہی تھی یا تمہیں کسی خطرے کا الہام ہوا تھا؟ " ثوبان نے یاسر سے پوچھا جس نے سر نفی میں ہلایا۔

"اور تمہاری۔۔" ثوبان نے حنان کی طرف دیکھتے اپنا جملہ ادھورا چھوڑا تھا یہ روانگی میں ہوا تھا جس پر ثوبان بری طرح پچھتایا تھا۔

"میری کوئی دشمنی نہیں میں نیک فرشتہ صفت انسان تھا اور اب بھی ہوں درندہ بننے کی کوشش کی تھی جھوٹے الزام میں جیل جانے کے بعد پانچ سال رہ کر پتھر توڑتے ہوئے مگر پھر تمہاری بہن کی باہوں میں درندہ بن ہی نہیں سکا اور ویسے بھی انسان اپنی فطرت نہیں چھوڑتا میں نیک تھا اور اب بھی ہو تم لوگوں کی طرح دشمنی دشمنی نہیں کھیلتا۔۔کٹ شورٹ دی سٹوری میری تم لوگوں کے علاوہ کسی سے کوئی دشمنی نہیں " حنان نے ایک سانس کھینچ کر بولنا شروع کیا تو چپ ہونا بھول گیا جبکہ یازان کے علاوہ سب نے سوچا اتنی بڑی

تقریر دے کر کٹ شورٹ دی سٹوری ؟! افففف۔۔تو جویریہ کی باہوں والی بات پر ثوبان اور یاسر کا چہرہ مزید سرخ ہوا تھا۔

وہ لوگ کب سے دشمن کا سوچ رہے تھے کہ کون تھا جو یہ کام کر سکتا تھا عمران نے بھی یاسر کی مدد کرنی چاہی مگر یاسر کو کوئی بھی دشمن اس حد تک گرا ہوا محسوس نا ہوا لوگ پرپوزل ریجیکٹ کرتے ہیں یاسر شازم داؤد دشمنوں کو ریجیکٹ کر رہا تھا۔۔افففف یہ بندہ جبکہ یک دم عمران کے دماغ میں کچھ دن پہلے یاسر سے ملنے آنے کے لیے شفا کا چہرہ لہرایا۔

"سر۔۔"عمران آگے ہوا۔

"شٹ اپ عمران " یاسر نے ڈپٹا وہ ماتھا مسلتا خود سوچ رہا تھا۔

"سر۔۔" عمران نے پھر کوشش کی یاسر نے اسے گھورا اور کار کی سمت قدم بڑھانے لگا سب لوگوں نے اپنی اپنی کار کا رخ کیا۔

"سر شفا آئی تھی آپ سے ملنے وہ بول رہی تھی آپ کو آپ کے دشمنوں سے خطرہ ہے آپ سے کہو ایک دفعہ مل لے اس سے " عمران یاسر کے پیچھے آتا ایک سانس میں بولا سب نے گردن گھمائے عمران کو دیکھا یاسر بھی پلٹا عمران نے سر اثبات میں ہلایا۔

"سر وہ روز آتی تھی اور میری منت کرتی تھی آپ سے ملنے کے لیے لیکن آپ بہت مصروف تھے اور آپ نے پہلے بھی اس سے ملنے کے لیے منع کر دیا تھا اور مجھے بھی یہ بات بتانی یاد نہیں رہی مجھے لگا وہ آپ سے ملنے کے لیے

بہانے بنا رہی ہے۔۔اس دن کے بعد وہ نہیں آئی اور ایک چٹ آپ کے لیے چھوڑی تھی اس نے " عمران نے کہا اور اپنی جیبیں ٹٹولیں۔

"یہ شفا کون ہے ؟" یازان نے ثوبان اور سلمان سے پوچھا ثوبان نے یازان اور حنان کو دیکھا ان کفیر'ز کو پتا چل جاتا یہ تو اور جینا حرام کر دیتے ثوبان اور سلمان نے کوئی جواب نا دیا۔

"میری ایکس " یاسر کو البتہ کوئی فرق ہی نا پڑا جبکہ یازان اور حنان کا چہرہ دھواں دھواں ہوا ان کی نیک پردہ دار دین دار بہن کے شوہر کی گرلفرینڈ بھی تھی۔

"تم " حنان یاسر کی سمت بڑھا تھا کہ ثوبان نے اس کا بازو پکڑے روکا۔

"ابھی ان سب باتوں کا وقت نہیں" ثوبان نے تحمل سے سمجھایا حنان نے یاسر کو دیکھتے لب بھینچے۔

"تمہیں خطرہ ہے اور خطرہ سائے کی طرح تم پر منڈلا رہا ہے اس سے پہلے کچھ غلط ہو مجھ سے ملو " چٹ پڑھتے یاسر کا ماتھا ٹھنکا شفا اور اس کی مدد اور کون ہے جسے شفا جانتی ہے اور وہ نہیں چٹ کے نیچے ایڈریس لکھا تھا باقی باتوں کا جواب اب انھیں اس ایڈریس پر پہنچ کر ملنا تھا وہاں سے گاڑیاں دھول اڑاتی غائب ہوئیں۔

عترت کب سے ڈریسنگ روم میں بند تھی حداد نیند کے زیر اثر کچھ دیر پہلے کا سویا اب اٹھا تھا وہ بیڈ پر بائیاں ہاتھ ٹکاتے اٹھا تھا چہرہ یک دم سرخ ہوا تھا شاید سینے پر کھچاؤ آیا تھا وہ اٹھتا سیدھا وشروم جانے کے لیے ڈریسنگ روم کی کی سمت بڑھا تھا کہ بیڈ کے قریب عترت کا ڈوپٹہ دیکھ لب بھینچ گیا جھکتے عترت کا ڈوپٹہ اٹھائے بیڈ پر رکھا ایسا کرتے بھی اس کے سینے میں تکلیف کی لہر دوڑی تھی لیکن وہ ضبط کر گیا دل کیا تھا ڈوپٹہ سے آتی اس ظالم کی خوشبو اپنے اندر اتار لے مگر دل کو ڈپٹ کر سلاتا وہ آگے بڑھا ڈریسنگ روم میں قدم رکھتے اسے گھٹنوں میں منہ چھپائے عترت کا بری طرح ہچکولے کھاتا وجود نظر آیا رونے کی وجہ سے ہچکیاں بندھنے کی آواز کانوں سے ٹکرائی تھی وہ بنا ڈوپٹے کے اپنے گرد باہیں پھیلائے رو رہی تھی حداد نے پہلے گھڑی پر نظریں جمائیں کیا وہ دو گھنٹوں سے رو رہی تھی پھر سر جھٹکتا بے حس بنے وشروم کی سمت بڑھ گیا وشروم کا دھاڑ سے دروازہ بند ہونے کی آواز پر عترت نے یک دم ڈرتے ہوئے نگاہیں اٹھائیں تھیں چہرہ بے حد سرخ اور آنکھیں گلابی پڑ چکی

تھیں وہ حداد کے غصے سے ہمیشہ سے واقف تھی یوں ہی تو نہیں اسے سب ویلن کہتے تھے مگر یہ غصہ ناراضگی اس کی جان لینے کے در پہ تھی پھر حداد کے کہے کچھ دیر پہلے الفاظ یاد آئے وہ آنسو اپنے ہاتھوں کی پشت سے رگڑتی فورا اس جگہ سے اٹھی لیکن مسلسل ایک ہی پوزیشن میں بیٹھے رہنے کی وجہ سے وہ اٹھتے وقت لڑکھڑاتی تھی اور بھوک کی وجہ سے سر یک دم چکرایا تھا وہ گرتے گرتے ڈریسنگ ٹیبل پر ہاتھ رکھے خود کو سہارا دے گئی۔

"تم مجھ سے کوشش کرنا دور رہو اور اپنی یہ جھوٹ اور فریب کے لبادے میں اوڑھی معصوم شکل میرے سامنے مت دیکھانا اور یہ آنسو تو بلکل بھی نہیں بہانا میرے سامنے ۔۔ ورنہ تین لفظ اور میرے سینے میں لگی آگ پر وہ تین بول پھوار کا کام کرے گے " عترت کے پھر سیال بہے جنہیں وہ بے دردی سے رگڑ کر مٹا گئی۔

"میں میں نہیں رؤ گی۔۔میں حداد کے سامنے اپنا چہرہ نہیں لاونگی۔۔وہ مجھے طلاق۔۔"عترت نے خوف کھاتے مرر میں اپنا عکس دیکھتے کہا اور وشروم کا دروازہ کھلنے کی آواز آئی حداد باہر نکلتا کہ عترت ڈریسنگ روم سے نکلتی کمرے سے باہر نکلنے کے لیے بڑھی تھی کہ بیڈ پر رکھا اپنا ڈوپٹہ دیکھ ڈوپٹہ لیتی فورا کمرے سے باہر نکلتی چلی گئ حداد نے کمرے میں قدم رکھتے عترت کو دروازہ بند کرتے دیکھا تھا پھر سر جھٹکتا بالکونی کی سمت بڑھا تھا۔

یہ ایک پیلس تھا جس کے وسیع و عرض لاونج میں جگمگاتے فانوس کے نیچے عدنان حمدانی بیٹھا شراب نوشی کر رہا تھا جب ستارہ بائی آتی اس کے قریب رکی

۔

" اسے نہیں بتانا آپ نے ؟ مجھے پہلے پتا ہوتا آپ نے اسے نہیں بتایا تو میں خود بتا دیتی " ستارہ بائی عدنان حمدانی کے پاس آتی غرائی تھی عدنان حمدانی جو شراب پیتے ہوئے پرسکون آنکھیں بند کیے تھا ستارہ بائی کی غراہٹ پر آنکھیں واہ کرتا اسے دیکھنے لگا جس کی آنکھوں میں اس شخص کا خوف تھا۔

"ستارہ مجھے بدلہ لینا ہے ان تینوں سے اور آج رات تو جشن کی ہے تم میرا موڈ خراب مر کرو " عدنان حمدانی بدمزہ ہوا۔

"عدنان صاحب آپ کو سمجھ کیوں نہیں آرہا اس شخص کے حکم کے غلاف کچھ بھی کرے گے تو وہ ہمیں موت کے گھاٹ اتار دے گا اور بھولے نہیں وہ شخص ماسٹر مائنڈ ہے ورنہ آپ کی اوقات کہا تھی کفیر'ز ، داؤد اور شاہ میر سے

پناہ لینے ۔۔" ستارہ بائی اپنی بات مکمل کرتی کہ عدنان حمدانی پوری قوت سے گلاس سنگ مرمر کے فرش پر توڑتا ستارہ بائی کے باب کٹ بالوں کو مٹھی میں جکڑ گیا ستارہ بائی کراہ اٹھی۔

"میری اوقات یاد دلانے سے پہلے اپنی اوقات مت بھولنا کہ تم کیا ہو سمجھی۔۔ زبان سنبھال کر بات کر رن**۔۔۔" عدنان حمدانی نے پوری قوت سے ستارہ بائی کو پیچھے دھکا دیتے بھاری بھرکم گالی سے نوازہ ستارہ بائی صوفے پر اوندھے منہ گری اور پلٹ کر خونخوار نظروں سے عدنان حمدانی کو دیکھنے لگی۔

"ہاں میں تو ہوں ہی۔۔ لیکن آپ کیا ہیں طوائف کے جسم سے لطف اندوز ہونے والے صاحب آپ کی اوقات میں اچھے سے جانتی ہو مجھے مت سکھائیے " ستارہ بائی کھڑی ہوتی تمسخر سے بولی۔

"تمہیں صرف اس لیے برداشت کرتا ہوں تم میری بیٹی کی ماں ہو سمجھی "

عدنان حمدانی اپنے سے باہر ہوتا دھاڑا۔

"غلط آپ کی نا جائز اولاد کی ماں " ستارہ بائی ہر لفظ چبا کر کہتی پلٹی تھیں۔

یاسر کی کار شفا کے بتائے ایڈریس پر آکر رکی اور اس کے پیچھے حنان ثوبان اور یازان کی کار تھیں البتہ سلمان کو پولیس اسٹیشن سے کال آئی تھی وہ اس سمت چلا گیا یہ وہی گھر تھا جہاں شفا اس بابا کے ساتھ رہ رہی تھی دروازہ بجانے پر اسی بابا نے دروازہ کھولا یاسر نے جانچتی نگاہوں سے بابا اور گھر کو دیکھا یہ ایک ٹریپ بھی ہو سکتا تھا اور اتنی آسانی سے وہ شفا جیسی لڑکی پر تو کبھی یقین کر ہی نہیں سکتا تھا مگر یاسر شازم داؤد کے دشمنوں کی فہرست اتنی

وسیع تھی ایک ایک دشمن کو چھانٹا تو ایک سال سے زائد وقت گزر جاتا یہ سمجھنا زیادہ بہتر رہے گا کہ یاسر شازم داؤد زندگی میں پہلی دفعہ بے بس ہوا تھا وہ بھی اپنی ملکہ کے لیے اسے شفا کی مدد کی ضرورت پڑی تھی کیونکہ ملہ کو جلد از جلد ڈھونڈنا تھا لیکن دل میں تہیہ کر چکا تھا کہ شفا نے اگر یہ سب کیا یا عشراق اور جویریہ کی کڈنیپنگ میں شفا کا ہاتھ ہوا وہ شفا کا قتل خود اپنے ہاتھوں سے کرے گا۔

بابا نے اس خوبرو نوجوان کو دیکھتے سلام کے بعد کام کا پوچھا یاسر نے شفا کا نام لیا بابا مسکرائے اور آگے بڑھ کر یاسر کے سر پر ہاتھ پھیر گئے یاسر پہلے حیران ہوا مگر اپنی حیرانگی پر جلد ہی قابو پا گیا بابا نے یاسر کے پیچھے مرد حضرات کو دیکھا وہ ایک سے بڑھ کر ایک خوبرو نوجوان تھے بابا نے مسکراتے سب کو سلام کیا اور آگے قدم بڑھاتے سب کو گھر کے اندر آنے کی دعوت دی سب نے جانچتی نظروں سے گھر کا معائنہ کرتے اندر قدم رکھا۔

"یاسر بیٹا وہ وہاں نماز پڑھ رہی ہے آپ لوگ بیٹھو میں بھی نماز پڑھ کر آتا ہوں " بابا نے یاسر کا نام لیتے یاسر کو ہی مخاطب کیا یاسر ٹھٹکا۔

"ایسے حیران مت ہو تمہارے نام اور تمہارے زکر نے مجھے بتایا کہ تم ہی یاسر ہو اور وہ نا بھی بتاتی تمہیں تو کشمیر کا ہر فرد جانتا ہے " بابا نے مسکرا کر کہتے باہر قدم بڑھائے وہ شفا کا زکر کر رہے تھے گیٹ بند ہوا یاسر پہلے کچھ سوچتا رہا پھر ثوبان کے متوجہ کرنے پر آگے بڑھا۔

وہ لوگ صحن میں آکر رکے تھے یاسر اب پھر اپنی ملکہ کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ اس کی نظر نماز پڑھتی لڑکی پر گئی یاسر کی آنکھیں ساکت ہوئیں وہ لڑکی۔۔وہ لڑکی شفا تھی اس کی ایکس گرلفرینڈ یاسر کو جیسے یقین نا آیا یاسر کے

منجمد ہونے پر ثوبان اور عمران کی بھی نگاہیں اس طرف اٹھیں انھیں بھی اپنی آنکھوں پر یقین نا آیا یہ وہ ہی لڑکی تھی جو اس دن چیپ سی ڈریسنگ کر کے انہیں اپنی سازش میں پھنسانا چاہتی تھی اور اس وقت پوری سیاہ چادر میں لپٹی نماز ادا کر رہی تھی اس کے چہرے کے علاوہ کلائی ہاتھ اور پیروں کے کوئی حصہ نا تھا جو چھپا نا ہو ثوبان اور عمران نے سرعت سے نگاہیں پھیری تو یازان اور حنان نے تو ایک نظر دیکھنے کے بعد پلٹ کر ہی نہیں دیکھا تھا یاسر البتہ اب تلخی سے مسکرایا جیسے شفا کے نماز پڑھنا اسے ڈھونگ کے علاوہ کچھ نا لگا ہو شفا نے سلام پھیرے یاسر کو خود کو تکتہ پایا شفا کی آنکھیں منجمد ہوئیں یاسر نے شفا کے دیکھتے ہی رخ پھیرا شفا جیسے ہوش میں آئی اور دعا کے لیے ہاتھ بلند کر گئی جائے نماز فولڈ کرتے وہ یاسر کی سمت آئی۔

"میری ملکہ کہاہے " یاسر نے شفا کو دوبارہ دیکھتے ہی پوچھا شفا پہلے نا سمجھی سے اسے دیکھتی رہی پھر جیسے سمجھ آیا۔

"تمہاری بیوی لاپتہ ہے ؟" شفا نے مدھم آواز میں استفسار کیا وہ خود ہی نہیں اس کے الفاظ اور بات کرنے کا طریقہ بھی بدلہ تھا ثوبان اور عمران نے نوٹ کیا کیا تو یاسر نے بھی تھا مگر اس وقت اسے صرف اپنی ملکہ کے بارے میں جاننا تھا۔

"پوچھ تو ایسے رہی ہو جیسے تمہیں معلوم نہیں"یاسر نے چوٹ کی۔

"مجھے واقعی نہیں معلوم تھا یہ معلوم تھا تمہارے خلاف سازش ہو رہی ہے مگر یہ نہیں معلوم تھا وہ تمہیں نہیں تمہاری بیوی کو ٹارگٹ کرے گے " شفا نے کنفیوز ہوتے وضاحت کی۔

"او پلیز شٹ اپ " یاسر دھاڑا شفا دو قدم پیچھے ہوئی۔

"یہ نماز ، پاک باز ، یہ ناٹک مت کرو میرے سامنے مجھے بتاؤ میری ملکہ کہاں ہے ورنہ اگر یہ تمہارا ٹریپ ہے میں تمہیں جان سے مار دوں گا " یاسر شفا کی سمت ایک قدم لیتا دھاڑا تھا ثوبان نے آگے بڑھتے اسے روکا یاسر کی دھاڑ پر شفا کا دل لرزا تھا جبکہ یاسر کی حرکت حنان کو ناگزیر گزری وہ کون ہوتا تھا کسی کی عبادت کو ناٹک کا نام دینے والا۔

"بھائی اس کو بولے جلدی بکے ورنہ اگر میری ملکہ کو کچھ بھی ہوا یا میری بہن کو خرونچ بھی آئی میں اسے بھی سانس نہیں لینے دوں گا"یاسر سامنے پڑی چارپائی کو غصے سے ٹھوکر مارتا دھاڑا تھا شفا منہ پر ہاتھ رکھتی چارپائی اور یاسر کو دیکھے گئی۔

"تمھیں جو پتا ہے جلدی بتاؤ " ثوبان نے شفا سے کہا جو اپنے آنسوؤں کو پیچھے دھکیلتی اثبات میں سر ہلا گئی۔

"وہ میرے ڈیڈ۔۔ میرے ڈیڈ نے یہ سب سازش رچی تھی وہ پانچ سال سے کشمیر میں سیاست کرنا چاہتے تھے وہ یہاں غیر قانونی اسلحہ منتقل کرنا چاہتے تھے اپنی ستہ بنا کر ، غیر ملکی ہتھیاروں کو جائے پناہ دے کر ،مگر یاسر کے ہوتے ناممکن تھا اس لیے وہ چپ چاپ یہاں سے لندن چلے گئے شاید پولیس ان کے پیچھے تھی کوئی کیس بھی چل رہا تھا ان پر۔۔ میرے آپ لوگوں کی حویلی میں آنے کے دو دن بعد لوٹے تھے اور ان کی ہر بات میں یاسر سے بدلہ لینے کا جنون ہوتا تھا انھیں میرے اور یاسر کے بارے میں پتا چلا وہ مجھے یاسر کے غلاف مزید بڑھکانے لگے میں پہلے یہ ساری باتیں سمجھ نا پائی مگر ایک دفعہ انھوں نے خود مجھ سے یہ بات کی تب میں بھی تم سے بدلہ لینا چاہتی تھی تم

مجھے مسلسل اگنور کر رہے تھے مگر پھر میرے ساتھ۔۔"شفا کہتے کہتے خاموش ہوگئی پھر یاسر کو دیکھا جو بہت غور سے اسے ہی دیکھ رہا تھا شفا کی آنکھوں میں پانی جمع ہوا لب خشک ہوئے۔

"میں تم سے بدلہ نہیں لینا چاہتی اب میں نے تمہارا راستہ چھوڑ دیا ہے میں تمہاری بس مدد کرنا چاہتی ہو وہ لوگ میرے ذریعے تمہیں پہلے بدنام کرنا چاہتے تھے میں وہاں سے بھاگ نکلی وہ لوگ مجھے بھی ڈھونڈ رہے ہیں تمہارے خلاف استعمال کرنے کے لیے وہ ان کا پلین اے تھا وہ تم سے کوئی ڈیل کرنا چاہتے تھے شاید میں ان کے ہاتھ نا لگی تو اب تمہاری بیوی اور بہن کو کڈنیپ کر لیا۔۔"شفا نے مزید کہا۔

"میری بیوی کو کیوں کڈنیپ کیا پھر " حنان نے ساری بات سننے کے بعد کہا ۔

"آپ کی بیوی ؟ " شفا نے پوچھا۔

"یاسر سر کی بہن کو بھی کڈنیپ کیا گیا ہے یہ ان کے ہزبینڈ ہیں " عمران نے کہا۔

"مجھے زیادہ نہیں پتا لیکن میرے ڈیڈ کے ساتھ کچھ اور لوگ بھی ملے ہوئے ہیں میں صرف دو کو جانتی ہوں ایک آپ لوگوں کا پرانا کوئی دشمن ہے اس کا نام نہیں پتا مجھے لیکن اکثر ڈیڈ کو اس سے بات کرتے سنا تھا اور دوسری میری ماں ہے ستارہ بائی " شفا نے سر جھکائے مزید کہا یاسر کے دماغ میں جھمکا ہوا حنان اور یاسر نے ایک دوسرے کو اسی پل دیکھا۔

"تمہارے باپ کا نام کیا ہے ؟" حنان نے دھڑکتے دل سے پوچھا۔

"عدنان حمدانی " شفا نے کہا ثوبان نے بے یقینی سے یاسر اور حنان کو دیکھا۔

"عدنان حمدانی وہی جس پر پانچ سال پہلے ملک کی غداری کا الزام ثابت ہوا تھا اور وہ لندن بھاگ گیا تھا " ثوبان نے کہا۔

"ستارہ بائی " حنان کے لب پھڑپھڑائے۔

****

"یہ نام کہی سنا ہوا ہے " یاسر نے دماغ پر زور ڈالتے سوچا۔

"یہ وہی عورت تھی جو عدنان حمدانی کے ساتھ لڑکیوں کی سمگلنگ کرتی تھی کشمیر کی سب سے بڑی طوائف تھی اور پھر جویریہ نے۔۔"حنان بولتا بولتا رکا یاسر کو یاد آیا اس عورت کا کوٹھا اس نے ہی تین سال پہلے مکمل طور پر بند کروایا تھا۔

"جویریہ نے کیا ؟ جویریہ جانتی ہے اسے " ثوبان حنان کی سمت بڑھتا دھاڑا۔

"جویریہ نے برسوں پہلے اپنی ایک کولیگ کی بہن کی مدد کرتے اس عورت کے کوٹھے پر ریٹ پڑوائی تھی اس کی بہن کو اغواہ کر کے زبردستی غلط کام کے لیے فورس کیا جا رہا تھا ، طوائف بنانے کی کوشش کی جا رہی تھی ، جویریہ نے اس کی مدد کی تھی" حنان نے روانگی سے شفا کو دیکھتے کہا۔

"اور یہ بات تم کیسے جانتے ہو ؟" یاسر بھی حنان کی سمت بڑھا جویریہ کے بھائیوں کو یہ بات نہیں پتا تھی مگر حنان کو پتا تھی کیسے ؟۔

"کیونکہ ریٹ پروانے والا اور آرمی کو عدنان حمدانی کے غیر قانونی کاموں کا ڈیٹا ہیک کر کے دینے والا میں ہی تھا" حنان نے کہا جبکہ یازان یاسر ثوبان عمران نے حنان کو عجیب نظروں سے دیکھا۔

"ابھی کچھ دیر پہلے کوئی کہ رہا تھا اس کے دشمن نہیں ہیں " ثوبان نے دانت پیسے حنان نے جب کہ کان لپیٹے جیسے کچھ سنا ہی نا ہو۔

"جویریہ نے تم سے مدد لی تھی ؟" یاسر کو جیسے یقین نا آیا حنان کے گلے میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی وہ کچھ چھپا رہا تھا۔

"تم بتا سکتی ہو کہ وہ لوگ کہاں لے جا سکتے ہیں عشراق اور میری بیوی کو ؟" حنان شفا کی سمت بڑھا تھا۔

"نہیں۔۔ نہیں مجھے نہیں پتا مجھے جتنا پلان میں شامل کرنے کے لیے بتایا بس اتنا ہی پتا ہے اس سے زیادہ نہیں۔۔"شفا کہتی کہتی رکی۔

"ہاں لیکن جب بھی ستارہ بائی میرے باپ کے ساتھ گھر آتی تو وہ ہمیشہ کہتی تھیں۔۔مجھے اس جگہ سے کوفت ہے کھنڈر میں سر جھکا جھکا کر جانا پڑتا ہے اور میرے ڈیڈ کہتے تھے مگر اس پیلس جیسا سکون بھی تو کہی نہیں " شفا نے الفاظ دہراتے کہا۔

"ایسی کونسی جگہ ہے؟ " یاسر حنان ثوبان عمران نے سوچا۔

"کشمیر میں موجود پرانا کھنڈر جو پہلے کبھی مندر ہوا کرتا تھا " یازان نے کہا سب نے گردن موڑے یازان کو دیکھا۔

" ایک اور بات مجھے پکڑنے کی جب کوشش کی گئ تو میرے باپ نے مجھے کہا تھا یا تو میری بات مان ورنہ اپنی ماں کی طرح طوائف۔۔۔انھوں نے یہ بھی کہا تھا کہ نئ طوائف تو انھیں چاہیے اگر میں نے بات مانی تو ٹھیک ہے میں بچ جاؤ گی اس غلیظ کام سے اور نئے کوٹھے کے لیے جن نئ طوائفوں کی ضرورت ہے وہ ضرورت اپنے دشمنوں کی عزت سے پوری کرے گے شاید اسی لیے پھر تمھاری بیوی اور بہن کو اٹھایا ہے کہ تم لوگ ڈیل کے لیے رضامند نا ہوئے

تو انھیں طوائف۔۔" شفا کی آنکھوں سے سیال بہے زبان لڑکھڑائی کوئی باپ اپنی بیٹی کو اتنی غلیظ دھمکی دے سکتا تھا لیکن جن کا ضمیر بک جائے وہ لوگ کچھ بھی کر سکتے ہیں شفا ان لوگوں کی مدد کر رہی تھی روانگی سے بتا رہی تھی جبکہ یہ باتیں سنتے ان چاروں کا خون کھول گیا ان کا چہرہ خون جھلکا دینے کی حد تک سرخ ہوا تھا یاسر کا بھاری بھرکم ہاتھ شفا کی زبان روک گیا شفا بری طرح لڑکھڑائی تھی زمین پر گرتی گرتی بچی تھی۔

"اپنی بکواس بند کرو۔۔زندہ گاڑھ دونگا میں عدنان حمدانی کو " یاسر دھاڑتے ہوئے شفا کو بالوں سے جکڑے گھسٹتے ہوئے باہر کی طرف بڑھا۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے " حنان نے یاسر کو پنچ مارتے شفا سے دور کیا اور اسے ایک ہاتھ کے حصار میں لے گیا وہ بری طرح کپکپا رہی تھی شفا کی باتوں پر غصہ تو حنان کو کیا سب کو ہی آیا تھا لیکن وہ تو ان لوگوں کے ارادے بتا رہی تھی یاسر غصے سے پاگل ہوتا حنان کی سمت بڑھا۔

"کیا کر رہا ہے پاگل ہو گیا ہے " ثوبان نے یاسر کو سنبھالتے ہوئے دھاڑتے کہا
۔

"ہاں پاگل ہو گیا ہو میری ملکہ کے لیے جس نے یہ لفظ نکالے ہیں چیر کر نا رکھ دیا تو میرا نام بھی یاسر شازم داؤد نہیں۔۔اور اسے تو ساتھ لے کر جاؤ گا اس کتے کی بیٹی ہے یہ اس نے مجھ سے یہ بات چھپائی یہ بھی ان سب میں شامل ہے ان کا پیغام ہم تک پہنچا رہی ہے اور اس کے باپ نے وہ لفظ ادا کیے اسے دیکھاو گا کہ یاسر کی ملکہ اور بہن کے بارے میں یہ لفظ بولنے والے کا کیا حال ہوتا ہے" یاسر دھاڑا تھا اور اتنی شدت سے کہ سب کو اپنے کانوں کے پردے پھٹتے محسوس ہوئے جبکہ شفا کی روح تک کانپی تھی یاسر کی دھاڑ سے زیادہ اس کے الفاظ پر۔

"میں۔۔میں نہیں۔۔مجھے وہ لوگ۔۔طوائف۔۔بنا دے۔۔گے میں نہیں۔۔ میں بہت۔۔مشکل سے۔۔وہاں سے بھاگی۔۔۔"شفا نے کانپتے ہوئے حنان کے

حصار میں آنسوؤں سے تر چہرے سے کہا یاسر پھر بڑھا اس کی طرف ثوبان کو قابو کرنا مشکل ہوا۔

"ٹھیک ہے تم ہمارے ساتھ چلو۔۔تمہارا ویسے بھی ساتھ جانا ضروری ہے اگر ڈیل ایسی ہوئی جسے ہم مان نا پائے تو تمہاری سہارا لینا پڑے گا مگر یقین رکھو میں ثوبان جازم داؤد تم سے وعدہ کرتا ہوں اگر تم سچ میں ہمارا ساتھ دے رہی ہو ایک خروچ نہیں آنے دوں گا تم پر " ثوبان نے کچھ سوچتے شفا سے کہا وہ مسلسل نفی میں سر ہلا رہی تھی حنان نے بھی ثوبان کی بات سے متفق ہوتے سر اثبات میں ہلایا شفا نے ایک نظر یاسر کو دیکھا جو باہر نکل گیا۔

یہ منظر تھا اس پیلس کا جہاں جویریہ کو رکھا گیا تھا وہاں بہت سے عیاش لوگ موجود تھے جو شرا۔ب نوشی کرتے مسلسل قہقہہ لگا رہے تھے فانوس کے نیچے بہت سی طوائفیں بے ہودہ لباس زیب تن کیے رقص کر رہی تھیں وہ لوگ انھیں خباثت سے دیکھ رہے تھے ستارہ بائی بھی انھیں دیکھتی مسکرا رہی تھیں

وہ کافی حد تک پرسکون ہو چکی تھی جویریہ کو وہاں لایا گیا لال رنگ کے بے ہودہ سے گاؤن میں ملبوس چہرے پر میک کیے نفاست سی جیولری اسے پہنائے لایا گیا تھا جویریہ کے جسم کے خودوخال اس بے ہودہ سے گاؤن میں صاف عیاں ہو رہے تھے سنگ مرمر سا شفاف بدن کی رعنائیاں جھلک رہی تھیں جویریہ کو کوفت ہو رہی تھی مگر وہ پھر بھی مضبوط بنی سنہری آنکھوں میں تپش لیے کھڑی تھی اور سب کو دیکھ رہی تھی عدنان حمدانی اور ستارہ بائی کی نظر جویریہ پر گئی دونوں تمسخرانہ انداز میں مسکرائے۔

"آج سیاستدان کی عزت جائے گی " عدنان حمدانی اپنے ساتھیوں کے ساتھ خباثت سے قہقہہ لگاتا بولا نظریں جویریہ کے وجود کے آر پار اس کا معائنہ کر رہی تھیں جویریہ نے نفرت سے منہ پھیرا عدنان حمدانی ائیبرو ریز کرتا داد دے گیا اسے کیا پتا جس کی وہ بات کر رہا ہے اس کا محافظ آنکھوں میں خون لیے اسے ہی ڈھونڈ رہا ہے!! ایک طوفان سی خاموشی کے ساتھ۔۔جویریہ کے قریب آتے عدنان حمدانی کے ساتھی نے جویریہ کی خوبصورتی کی تعریف کی

جویریہ نے ضبط سے مٹھیاں بھینچ لیں وہ غور سے اس جگہ کو دیکھ رہی تھی جبکہ وہاں موجود عیاش مرد اسے۔

"اس کی بھابھی اس سے بھی زیادہ خوبصورت ہے مگر معزرو ہے بیچاری خیر ہمیں کیا ہم تو اپنا کام کر ہی سکتے ہیں ہمیں معزروی سے کیا فرق پڑتا ہے ۔۔ہاہاہاہا " عدنان حمدانی خباثت سے بولا جویریہ نے رخ پلٹتے اسے دیکھا عشراق ؟ یا مقدس ؟ جویریہ کا دل دھڑکا چہرے پر پریشانی در ائی جبکہ جویریہ کے چہرے کی پریشانی پر ستارہ بائی کا قہقہہ گونجا۔

"ہاں تمہارے اس سیاستدان کی ملکہ جو پردہ دار اور نیک ہے۔۔یقین مانو اس معصوم کے ساتھ یہ گناہ ہم نا کرتے مگر کیا کرے تمہارے بھائی نے میرا کوٹھا بند کروایا تم نے میرے کوٹھے پر ریٹ پڑوائی تم دونوں بہن بھائیوں نے میرا دھندا بند کروایا اب نیا کوٹھا شروع کرنے سے پہلے طوائفیں تو چاہییے نا تو دشمنوں کی عزتوں سے ہی شروعات کیوں نا کرے" ستارہ بائی پہلے مسکراتی پھر غرائی تھی لہجے میں یاسر کے لیے نفرت تھی جویریہ نے آنکھیں ضبط سے میچی

عشراق۔۔نہیں عشراق کو یہاں ان غلیظ لوگوں کے ہاتھ نہیں لگنا چاہیے جویریہ نے ادھر ادھر نظریں دوڑائیں اگر انھوں نے اس کی طرح عشراق کو بھی بے ہودہ لباس۔۔جویریہ اس سے آگے سوچ بھی نا سکی۔

"لیکن نیک لڑکی ہے باپردہ ہے اور سب سے بڑی بات اس بیچاری کی کوئی دشمنی نہیں ہم سے وہ تو اپنے شوہر اور اس ہیکر بھائی کے کیے کا خمیازہ بھگت رہی ہے لیکن فکر نا کرو رعائیت رکھی ہے اس کے لیے آخر ہمیں بھی منہ دیکھانا ہے خدا کو۔۔ہاہاہا۔۔اگر تمہارے بھائی نے ہماری بات نہیں مانی تو پھر سب سے پہلا حق تو میرا ہی بنتا ہے " عدنان حمدانی نے جویریہ کو آنکھ مارتے خباثت سے کہا جبکہ ہیکر بھائی کے لفظ پر جویریہ ٹھٹھکی حنان ؟ حنان کی کیا دشمنی ان سے۔۔

"ہاتھ مت لگانا اسے " جویریہ کی آواز وہاں گونجی تھی سب کے قہقہہ یک دم رکے۔

"ابھی بھی ہمیں حکم دے رہی ہے۔۔بوس لیڈی اففف۔۔۔ہاہاہاہا "وہ لوگ جویریہ کا مزاق اڑاتے پھر قہقہہ لگا اٹھے تھے جویریہ نے سنہری آنکھوں میں آگ کی سی تپش لیے انھیں دیکھا !

"میں نے کہا ہاتھ مت لگانا اسے " جویریہ نے ایک ایک لفظ چبا کر کہا عدنان حمدانی نے جویریہ کے انداز پر مشتعل ہوتے اس کی سمت قدم بڑھائے جویریہ کے اعتراف میں کھڑی طوائفیں دور ہوئیں اس پر ہاتھ اٹھایا تھا جویریہ کے منہ سے خون نکلا

"کیا کہا اب بول ؟آواز نہیں آئی مجھے" عدنان حمدانی پھر قہقہہ لگاتا بولا ستارہ بائی نے گلاس سے حرام مشروب حلق میں اتارہ۔

"ہاتھ مت لگانا اسے سفاک موت نہیں چاہتے تو ہاتھ مت لگانا اسے۔۔میرا بھائی چیر دے گا تجھے" جویریہ پوری قوت سے عدنان حمدانی کے قریب ہوتی چیخی تھی عدنان حمدانی نے بے ساختہ دو قدم پیچھے لیتے جویریہ کو دیکھا جو بھوکی شیرنی کی طرح پھیرا رہی تھی اور پھر پوری قوت سے اس کے دوسرے

گال پر تھپڑ دے مارا "اور اس کا حساب میرا وہ نیک کفیر لے گا تم سے " جویریہ نے اپنے منہ پر مارے گئے تھپڑوں کی طرف اشارہ کرتے کہا۔

****

"ہاہاہا۔۔۔ حنان اعظم کفیر وہ نیک شریف فرشتہ صفت انسان ۔۔ تو اپنے سیاستدان بھائی کا نام لیتی تو میں تب بھی ڈرنے کی ایکٹنگ کرلیتا تجھے خوش کرنے کے لیے مگر تیرے اس نیک کفیر سے۔۔نا نہیں کبھی نہیں اتنے برے دن نہیں آئے ہمارے ۔۔ وہ بیچارہ کر کیا لے گا تیرے لیے دعا کرنے کے علاوہ۔۔ہاہاہا اور تیرے خاطر جیل جانے کے علاوہ۔۔ویسے اچھا ہوا اس کے ساتھ بڑی نیکی کا شوق تھا میرے غلاف ثبوت دیے تھے آرمی کو اس کمینے نے ، خود پانچ سال جیل میں سزا سن کر ہی مزح آگیا۔۔اور دیکھو جس کی وجہ سے سزا وہ اب اسی کا غرور دیکھا رہی ہے ۔۔ کیا بات ہے لگتا ہے سفاک عورت کے دل میں اتر گیا ہے نیک کفیر۔۔ہاہاہا" عدنان حمدانی جویریہ کی بات پر

قہقہہ لگاتا خباثت سے آخر میں جویریہ کو آنکھ مارتے بولا تھا جبکہ جویریہ ثبوتوں والی بات پر ٹھٹھکی تھی پھر جیسے اس کے دماغ میں جھماکا ہوا جویریہ مسکرائی اور تلخی سے مسکرائی جیسے عدنان حمدانی پر ہنس رہی ہو۔

" جسے تو فرشتہ صفت انسان کہ رہا ہے نا وہ میرے چہرے پر ان نشانوں کو دیکھ کر کیسے درندہ بنے گا تو سوچ نہیں سکتا۔۔میرے دل میں میرا نیک کفیر اترا ہو یا نا ہو تجھے میرا نیک کفیر قبر میں ضرور اتارے گا " جویریہ نے بھٹے ہوئے ہونٹ کے ساتھ ایک ایک لفظ چبا چبا کر عدنان حمدانی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کہا ستارہ بائی نے جویریہ تک پہنچتے اس کے بال گدی سے جکڑے۔

"اتنی اکڑ اب بھی اتنی اکڑ یہ نہیں جانتی شریف عورت ہوتے کیسے لوگوں میں کھڑی ہے ڈرنے کے بجائے اکڑ دیکھا رہی ہے۔۔ تیری عزت کو تار تار کر سکتے ہیں ہم سفاک عورت۔۔ڈر ہم سے ڈر " ستارہ بائی پھنکاری تھی جویریہ کے

سر میں درد کی ٹھیس اٹھی تھیں لیکن پھر بھی ستارہ بائی کی بات پر وہ مسکرائی تھی جویریہ کو مسکراتا دیکھ حنان دیکھ لیتا یقیناً غش کھا کر مر جاتا اپنی بیوی پر۔

"میں اپنے نیک کفیر کی محبت کے علاؤہ کسی چیز سے نہیں ڈرتی " جویریہ مسکراتے بولی ستارہ بائی نے جھٹکے سے اس ڈھیٹ عورت کے بال چھوڑے جویریہ لڑکھڑائی تھی۔

"آج ڈرے گی تو آج ستارہ بائی اور عدنان حمدانی سے ڈرے گی بڑا شوق تھا تجھے نیکی کرنے کا میرے کوٹھے پر ریٹ پڑوائی تیرے بھائی نے کوٹھا مکمل بند کروا دیا۔۔آج نئے کوٹھے کی شروعات تیرے طوائف بننے سے ہوگی" ستارہ بائی غراتے ہوئے مسکرائیں تھیں عدنان حمدانی بھی مسکرا رہا تھا جبکہ جویریہ کا چہرہ سرد و سپاٹ ہوا اسے خود سے زیادہ عشراق کی فکر تھی وہ مسلسل ان سے مخاطب ہوتی نگاہیں نا محسوس انداز میں ادھر ادھر دوڑا رہی تھی عشراق پر کسی

صورت ایک انچ بھی نہیں آنے دے سکتی تھی پہلے ہی وہ معصوم لڑکی جویریہ کی وجہ سے معزور ہوئی تھی جویریہ کو عشراق کے لیے بے حد افسوس تھا مگر اب اپنے بھائی کی محبت پر وہ کوئی ظلم نہیں ہونے دے سکتی تھی۔

"میں کفیر خاندان کی بہو ہوں۔۔میں یہ غلیظ کام کبھی نہیں کرونگی " جویریہ نے سرد و سپاٹ انداز میں کہا۔

"تجھ سے اجازت کس کمبخت نے مانگی ہے ؟ " ستارہ بائی نے سگریٹ سلگائے لبوں سے لگائی تھی عدنان حمدانی نے شراب کا گلاس تھامے لبوں سے لگایا ستارہ بائی مسکرائی تھیں جویریہ نے ان دونوں کو دیکھا۔

"اس کے پیروں میں گھنگرو پہناؤں آج نئ طوائف کا رقص دیکھے گے ہم"
ستارہ بائی نے ان دو طوائفوں سے کہا وہ جویریہ کی سمت بڑھی جویریہ پیچھے ہوئی۔

"خبردار جو میرے قریب آئی میں جان لے لوں گی تمہاری " جویریہ پھنکاری تھی۔

"اگر اسے گھنگروں نا پہنائے تو میں جان لے لونگی تمہاری " ستارہ بائی جویریہ سے تیز آواز میں پھنکاری تھیں ان طوائفوں کو ستارہ بائی کا خوف تھا اور جویریہ جیسی لڑکیوں کو قابو کرنے کی عادی تھیں وہ لوگ یا پھر یوں کہے کہ مجبور بیچاری لڑکیوں کو لیکن جویریہ حنان کفیر نا بیچاری تھی نا مجبور جو ان کے آسانی سے ہاتھ آتی جویریہ مزید دور ہوئی وہ طوائفیں آگے ہوتی جویریہ پیچھے ، عدنان حمدانی نے اپنے ساتھی کو اشارہ کیا اس نے جویریہ کی پشت اپنے سینے سے

لگاتے اس کو تھاما جویریہ نے پلٹ کر اس شخص کو دیکھا جو شراب پیتا اسے غلیظ نگاہوں سے دیکھ رہا تھا وہ طوائفیں آگے بڑھی۔

"چھوڑو مجھے دور رہو مجھ سے ورنہ ایسا حشر کرونگی تا قیامت یاد رکھو گے " جویریہ اس شخص کے غلیظ ہاتھ کو نفرت سے دور کرتی اپنے قریب بڑھتی طوائفوں سے اور اس شخص سے بولی اس آدمی نے جویریہ کی حرکت پر اس کے بالوں کو گدی سے جکڑا اور اپنے ہاتھ میں شراب کے گلاس سے شراب جویریہ کے چہرے پر گرائی وہ طوائفیں جھکی تھیں اور جویریہ کے پیروں کے قریب گھنگروں باندھنے لگی جویریہ نے زور سے آنکھیں میچی تھیں حرام مشروب کو اپنے حلق میں اترنے سے روکا تھا جبکہ وہ شخص جویریہ کی حرکت پر مسکراتا جویریہ کے یاقوتی مہرون لپ اسٹک سے سجے ہونٹوں کو دیکھ رہا تھا جن پر شراب کے قطرے سجے تھے پھر نظر جویریہ کی گردن سے ہوتی وجود کی رعنائیوں میں جاتی شراب پر گئی اس شخص کی غلیظ نگاہیں جویریہ کے وجود کا

طواف کر رہی تھیں یہ لڑکی چلتی پھرتی قیامت تھی اس شخص نے سوچا گھنگروں باندھنے لگے تھے جویریہ نے یک دم آنکھیں واہ کیں اور ہاتھے سائیڈ پر کاؤنٹر پر مارتے شراب کی بوتل پوری قوت سے صلیب پر دے ماری وہ طوائفیں شیشے کے ٹکڑوں کی چھنکار پر ڈر کے مارے گھنگروں چھوڑے جویریہ سے ہڑبڑا کر چھ قدم پیچھے ہوئیں جویریہ نے گھما کر وہ ٹوٹی بوتل اس شخص کی گردن پر پیوست کی وہ شخص بلبلا کر پیچھے ہوا مگر جویریہ نے اس ٹوٹی بوتل پر گرفت نہیں چھوڑی تھی اسے اور مضبوطی سے دباؤ میں لاتے اس کی گردن میں پیوست کیا تھا اس شخص کی آنکھیں پھٹنے کے در پہ تھیں اور یک دم وہ شخص ساکت ہوتا پیچھے ڈھ گیا اس کی شہ رگ کٹ چکی تھی جویریہ نے خونخوار نگاہوں سے اب ستارہ بائی اور عدنان حمدانی کو دیکھا۔

"مجھے طوائف بناؤ گے طوائف بننے سے پہلے تم لوگوں کو قبر میں اتار دوں گی" جویریہ پھنکاری دوسری بوتل کو پکڑنے کے لیے بڑھی عدنان حمدانی نے

اپنے دو ساتھیوں کو اشارہ کیا وہ فورا جویریہ کے قریب ہوتے اسے قابو کرنے والے تھے جویریہ نے دوسری بوتل توڑتے اپنے قریب آئے آدمیوں میں سے ایک کی شہ رگ تیزی سے کاٹی وہ شخص دونوں ہاتھوں سے گردن تھامے جویریہ کو دیکھنے لگا خون سے ہاتھ رنگ چکے تھے یک دم وہ پیچھے ڈھ گیا جویریہ نے دوسرے شخص کو دیکھا عدنان حمدانی اور ستارہ بائی طیش میں آئے تھے۔

"تجھے بھی کٹنے کا شوق ہے تو آجا" جویریہ دھاڑی تھی وہ شخص جبڑے بھینچے اس کی سمت بڑھا تھا عدنان حمدانی نے دوسری سمت سے آتے جویریہ کے بازو کو تھامتے جبڑے کو بھینچا تھا تو دوسرے شخص نے آگے ہوتے جویریہ کی کلائی مڑوڑتے اس کے ہاتھ سے بوتل لینی چاہی جسے جویریہ نے مضبوطی سے جکڑا ہوا تھا یہاں جویریہ کی جگہ کوئی اور لڑکی ہوتی وہ دشمنوں کے ہاتھ یا تو طوائف بن جاتی یا پھر خود کو مار لیتی مگر ان درندوں کو مارنے کی ہمت اپنے اندر پیدا نا کر پاتی لیکن یہ تو تھی ہی جویریہ حنان کفیر اپنے نام کی ایک۔۔عدنان حمدانی

نے جویریہ کے بالوں کو نوچا دوسرے شخص نے بے دردی سے جوریہ کی کلائی کو بری طرح بھینچا جویریہ کی کلائی کی ہڈی میں سے بے ساختہ آواز اور جویریہ کے منہ سے کراہ نکلی اور بوتل جویریہ کی گرفت سے دور ہوئی۔

"لیڈی بوس کا ایٹیوڈ۔۔ہمم دبنگ انداز " عدنان حمدانی نے جیسے جویریہ کی بہادری پر اسے داد دی اور یک دم جویریہ کو سامنے کرتے اس کے منہ پر زور دار تھپڑ ایک دفعہ پھر رسید کیا جویریہ اوندھے منہ فرش پر جا کر گری آنکھوں کے سامنے اندھیرا آیا تھا دماغ یک دم گھوما تھا آنکھیں بند ہوئیں اور حنان کا چہرہ اس کی آنکھوں کے سامنے گھوما تھا۔

اس نے کیسے شازم داؤد کے تھپڑ سے بچایا تھا وہ کیسے اس کے سامنے ڈھال بن کر کھڑا تھا وہ کیسے جویریہ کو اپنوں سے بچا رہا تھا اپنے حصار میں لیے تھا عزت اور مان کے ساتھ اور آج وہی جویریہ غیروں کے ہاتھوں پٹ رہی تھی

اپنی عزت کو بچا رہی تھی وہ شخص جو جویریہ کے لیے کر سکتا تھا کوئی اور نہیں کوئی شخص جویریہ کے کیے حنان اعظم کفیر نہیں ہو سکتا تھا۔

"بول بنے گی یا نہیں طوائف " ستارہ بائی نے جویریہ کے بال نوچتے اس کے گال پر سگریٹ رکھی جویریہ کے نرم وملائم گال پر سگریٹ رکھنے سے سرخ تہہ واضح ہوئی جویریہ نے پھر بھی درد برداشت کرتے چہرے کو ہر تاثر سے پاک رکھا چہرہ سرد و سپاٹ تھا آنکھیں سرخ تھیں گال سے سفید اور لال مادہ بہہ رہا تھا مگر جویریہ حنان کفیر کی آنکھوں میں ایک بھی آنسو نا تھا وہ ایسی ہی تھی سفاک اور سرد و سپاٹ۔

عدنان حمدانی اور اس کے ساتھی مسکرائے انھیں جیسے ستارہ بائی کی یہ حرکت پسند آئی تھی اور افسوس بھی ہوا تھا چاند پر داغ لگ گیا تھا مگر جویریہ نے ان کے دو ساتھیوں کو مارا تھا انھیں یہ داغ بھی قبول تھا اس چاند پر اور شاید ان

کی نظر میں جویریہ کو ڈرانے اور قابو کرنے کے لیے یہ ضروری بھی تھا مسکرا تو ستارہ بائی بھی رہی تھی اسے لگا اتنی سفاکی کہ بعد جویریہ چپ چاپ ان کی بات مانے گی انھوں نے ان طوائفوں کو اشارہ کیا انھوں نے آگے بڑھتے جویریہ کے پیروں پر گھنگروں فورا تیز رفتاری سے باندھے جویریہ جیسے یک دم ہوش میں آئی۔۔وہ داؤد خاندان کی بڑی شہزادی !جو سفاک عورت ہوتے گناہ کرنے کے بعد بھی ایک نیک کفیر کی بیوی بنی تھی !! آج وہ ہی سفاک عورت ایک نیکی کی وجہ سے طوائف بن چکی تھی !

جویریہ یک دم حرکت میں آئی ستارہ بائی کو دیکھا اور پیچھے دھکا دیا اپنے پیروں میں بندھے گھنگروں پر نگاہیں گئی جویریہ نے ایک پیر سے گھنگروں جھٹکے سے نکالا وہ طوائفیں فورا اس پھیری ہوئی شیرنی سے دور ہوئیں جویریہ نے گھنگروں کی ڈوری کو ہاتھ میں لپیٹا ستارہ بائی جو فرش پر گری تھی سر اٹھا کر پلٹ کر جویریہ کو دیکھنے لگی جویریہ نے پوری قوت سے جبڑے بھینچے اس کے منہ پر

گھنگروں دے مارا اور ایک دفعہ نہیں چار سے پانچ دفعہ اس کے بال نوچ کر۔۔ عدنان حمدانی اور ستارہ بائی کو داؤد'ز کی اس شہزادی نے تگنی کا ناچ نچا دیا تھا اور کفیر کی بہو کا قہر وہاں موجود سب آنکھیں پھاڑے دیکھ رہے تھے یہ سب اتنی جلدی ہوا کہ عدنان حمدانی اور اس کے ساتھی اور وہاں موجود طوائفیں جویریہ کو دیکھتی رہ گئی کچھ طوائفیں جویریہ کی بہادری پر جاںثار ہوئیں کاش وہ بھی وقت رہتے اپنے لیے ایسا قدم اٹھاتی تو آج ان غلیظ لوگوں کے درمیان نا پھنسی ہوتیں۔۔

جویریہ نے آخر میں وہ گھنگروں پوری قوت سے ستارہ بائی کے منہ پر دے مارا جیسے کوئی تماچہ ہو ستارہ بائی کے خوبصورت چہرے پر خون لکیروں کی صورت رس رہا تھا جو بے تحاشہ اس ادھیڑ عمر میں خوبصورتی کا پیکر تھی اب اس ستارہ بائی کا چہرہ بد سے بھی بدصورت نظر آرہا تھا جویریہ نے جلدی دوسرا گھنگروں اتارا عدنان حمدانی گلاس پھینکے جویریہ کی سمت بڑھا جویریہ نے عدنان حمدانی کو

اپنے قریب آتے دیکھ نیچے جھکتے پیر گھما کر پیچھے سے عدنان حمدانی کے گھٹنے پر مارا عدنان حمدانی گھٹنوں کے بل فرش پر گرا ادھیڑ عمر کی ہڈیاں کرکرائی تھیں جویریہ نے اٹھتے عدنان حمدانی کے گلے میں وہ گھنگروں پٹے کی طرف باندھا تھا اور ڈوریاں زور سے کھینچی عدنان حمدانی کا سانس گھٹا ستارہ بائی چہرے پر ہاتھ مارتی چیخ رہی تھیں وہاں کھڑے کسی شخص کو سمجھ نا آیا وہ کیا کرے جویریہ بہت تیزی سے اپنی جنگ لڑتی سب کو سُن کر چکی تھی وہ سفاک عورت تھی حنان اعظم کفیر کی سفاک بیوی شریف خاندان کی عزت ، کیسے خود کو ملیا میٹ ہونے دیتی۔

"مجھے طوائف بنائے گا تو کتے مجھے طوائف بنائے گا۔۔میرا شوہر مجھے سفاک عورت کہتا ہے میرا بھائی مجھے شہزادی کہتا ہے تو مجھے طوائف کہلانا چاہتا ہے " جویریہ دھاڑی تھی اور اتنی زور سے کہ وہاں کھڑی طوائفوں کو اپنے کان کے پردے پھٹتے محسوس ہوئے عدنان حمدانی نے اپنی جیب سے چاقو نکالتے کپکپاتے

ہاتھوں سے مضبوط گرفت جمائے جویریہ کے پیر پر کھونپا جویریہ عدنان حمدانی
سے بے ساختہ کرہاتے ہوئے دور ہوئی عدنان حمدانی وہ گھنگروں زمین پر پھینکے
غصے سے جویریہ کی سمت بڑھا چاقو اب بھی جویریہ کے پیر میں پیوست تھا خون
بہہ رہا تھا عدنان حمدانی نے جویریہ کے منہ پر پھر ایک تھپڑ رسید کیا جویریہ
توازن کھوتی منہ کے بل زمین پر گری پیر سے خون رس رہا تھا۔

"اب ہم تجھے طوائف نہیں وحش۔یہ بنائے گے۔۔ایسی وحش۔یہ جس سے آج
چار ہمارے ساتھی لطف اندوز ہونگے وہ بھی ایک ساتھ " عدنان حمدانی پھنکارا
تھا اور اپنے ساتھیوں کو اشارہ کرتے جویریہ کو یہاں سے لے جانے کا کہا ان
چاروں میں سے ایک جویریہ کو لیے اوپر کمرے کی سمت بڑھا جویریہ چیخ رہی
تھی اپنے زخمی پیر کے ساتھ اس آدمی کی گرفت سے خود کو چھڑوانے کی ہمت
کر رہی تھی اس صنف نازک نے آج بہت جان لڑائی تھی مگر اب وہ پوری

طرح زخموں سے چور تھی جویریہ سے صحیح سے چلا بھی نہیں جا رہا تھا وہ لوگ جویریہ کو گھسٹتے ہوئے وہاں سے لے کر ایک کمرے کی سمت بڑھے تھے۔

حنان ، یاسر ، ثوبان ، عمران اور یازان اس گھنڈر نما جگہ پر پہنچے تھے وہ مندر نما کھنڈر جس کے پیچھے شاید وہ پیلس تھا وہ اسی جنگل میں تھا انھیں نہیں پتا تھا وہ لوگ صحیح جگہ پر آئے ہیں یا نہیں مگر اس وقت ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھنے سے اچھا وہ لوگ کوئی ہاتھ پیر مارتے چاہے اسی امید کے سہارے۔۔کار آگے نہیں جا سکتی تھیں پتھریلی زمین تھی اور اوپر کھنڈروں کے پتھروں سے بامشکل انسان ہی گزر سکتے تھے وہ چاروں گن لوڈ کیے کار سے اترے تھے وہ ایک ایک قدم پھونک کر رکھ رہے تھے عمران نے سلمان کی کال پر اسے لوکیشن سینڈ کی تھی مگر یہاں تو سگنل بھی نہیں آرہے تھے سلمان بھی وہاں پہنچا تھا وہ

لوگ سلمان کے لیے روکے وہ بھی گن لوڈ کرتا کار سے اترتا ان کے ساتھ ہو گیا سلمان اس جگہ کو دیکھ کر حیران ہوا تھا وہ لوگ کئی دفعہ جنگل میں آپریشن کر چکے تھے مگر یہ جگہ جہاں پر تھی وہ خوفیہ تھی ایسی جیسے جنگل کے اندر ہو مگر جنگل کا حصہ نا ہو درختوں سے ڈھکی ہوئی۔

"بوس کے چھوٹے سالے صاحب آپ اس جگہ کو کیسے جانتے ہیں اور شور کیسے ہیں یہ ہی وہ جگہ ہے جس کی ہمیں تلاش ہے " عمران نے یازان کے قریب ہوتے مدھم آواز میں سوال کیا۔

"پہلی بات میرا نام یازان اعظم کفیر ہے اپنے بوس کا سالا مت بولو مجھے آئی ڈونٹ لائیک اٹ ۔۔دوسری بات میں کئی دفعہ ایڈونچر کے لیے اس جگہ پر آچکا تھا گردن نیچے جھکائے یہاں پر آنا پڑتا تھا " وہ لوگ اپنی منزل سے کافی دور تھے سب لوگ بہت احتیاط سے جلدی جلدی قدم اٹھا رہے تھے اگر یہ

وہی جگہ تھی تو ان لوگوں نے یہاں حفاظت کے لیے اپنے آدمیوں کو بھی کھڑا کیا ہو سکتا تھا جبکہ یازان عمران کو بتا رہا تھا یازان کی پہلی بات سے عمران نے محسوس کیا وہ یاسر کو پسند نہیں کرتا جبکہ یاسر کو کوئی فرق نا پڑا سب لوگ ہی یازان کی بات کو سن رہے تھے۔

"کیسی ہے یہ جگہ میری گردن میں درد ہو گیا قدرت بھی کیسے کیسے اعجوبے بناتی ہے" عمران گردن کو رب کرتا غصے سے کھنڈر جو دیکھتا بولا۔

"یہ قدرت کی بنائی جگہ نہیں اس جگہ کو ایسا بنایا گیا تھا ورنہ کشمیر کا جنگل کافی اونچائی پر ہے آپ نے نوٹ کیا ہو تو پہاڑوں کے درمیان گھیرا ہوا ہے یہ برسوں پرانا مندر ہے جو اس لیے ایسا بنایا گیا کہ پنڈتوں کا ماننا تھا کہ مندر ان کی عبادت گاہ پر اور یہاں سر جھکا کر ہر کسی کو داخل ہونا چاہیے اور ہندوؤں نے بڑی آرٹ اور شائستہ گری سے اس جنگل کے حصے کو تراشا تھا" یازان نے

عمران کی معلومات میں اضافہ کیا حنان ثوبان نے یازان کو دیکھتے داد دی سب کو یازان نکما اور آوارہ لگتا تھا مگر آج اسی کی اس آوارہ گردی کی بنا پر وہ لوگ اپنے دشمنوں کے قریب تھے یازان حنان کو دیکھتا مسکرایا جبکہ یازان کو دیکھتا آنکھیں گھما گیا ثوبان نے مسکراہٹ دبائے سر جھٹکا یہ چھوٹا سالا بہت کیوٹ تھا جبکہ عمران یازان کی بات پر سر اثبات میں ہلا گیا یازان اور بھی بہت کچھ عمران کو بتا رہا تھا جبکہ عمران حیرت سے سن رہا تھا اس جگہ کی اتنی حیرت انگیز تاریخ جو جنگلوں میں چھپی تھی عمران کچھ پوچھنے لگا جب یازان نے منہ پر انگلی رکھے اسے "ہششش" کرتے چپ کروایا یازان سب سے آگے تھا وہ لوگ پیچھے تھے یازان کی سنہری آنکھیں حیرت سے پھیلی۔

"کیا ہوا ؟" عمران اور سب نے یک زبان یازان سے پوچھا یازان نے انگلی کی سمت اشارہ کیا سب لوگ منہ اٹھائے اوپر کی طرف یا دائیں بائیں دیکھ رہے تھے جبکہ یازان نیچے دیکھتا آرہا تھا یازان کی انگلی کی سمت دیکھتے سب نے اس

سمت دیکھا سب کو حیرت ہوئی یازان مسکرایا وہ صحیح تھا وہ صحیح راستہ پر سب کو لایا تھا وہاں تہہ خانہ تھا جس سے روشنی ابھر رہی اس کے اوپر جھاڑیاں تھیں ایسے جیسے اسے چھپایا گیا ہو۔

وہ لوگ ایک ایک کر کے بنا آواز کے قدم اٹھاتے اس تہہ خانے میں داخل ہوئے تھے ان کا شک صحیح تھا وہاں آدمیوں کی نفریاں قطار کی صورت جگہ جگہ پر تائینات تھیں پہلے تو اتنی احتیاطی تدابیر پر وہ لوگ مسکرائے داؤد'ز اور کفیر'ز کا اتنا خوف ! پھر سر جھٹکا ان لوگوں نے گن پر سائیلنسر لگایا ہوا تھا وہ جس جس آدمی کے پاس جاتے اسے ساکت کرتے آگے بڑی مہارت سے بڑھ رہے تھے۔

" حنان اعظم کفیر سے تو بدلہ لیا جا رہا ہے اس کی عزت تار تار کر کے اس سیاستدان سے ڈیل کب کرنی ہے جلدی فون کرو اور یہ قصہ ختم کرو۔۔"ستارہ بائی عدنان حمدانی کے قریب آتی بولی تھی عدنان حمدانی نے ستارہ بائی کا چہرہ دیکھتے نفرت سے منہ پھیرا ستارہ بائی کلس کر رہ گئی۔

"نمبر ملاؤ سیاستدان کا۔۔"عدنان حمدانی نے اپنے ساتھی سے کہا۔

"نمبر کی کیا ضرورت ہے عدنان حمدانی سیاستدان خود یہاں چل کر آیا ہے " یاسر کی آواز اس پیلس میں گونجی ستارہ بائی اور عدنان حمدانی نے یہ آواز سنتے حیرت سے پلٹ کر دیکھا یاسر آنکھوں میں خون لیے مین ڈور سے آگے بڑھ رہا تھا۔

عدنان حمدانی پہلے حیرت میں مبتلا ہوا لیکن پھر یک دم مسکرایا جبکہ ستارہ بائی کے بدصورت چہرے پر خوف کی رمق چھائی عدنان حمدانی نے آگے بڑھتے سامنے رکھے صوفوں میں سے ایک پر اپنی نشست سنبھالی یاسر نے عدنان حمدانی کے پاس آتے شیشہ کی ٹیبل کو ٹھوکر ماری وہ دور جا کر سنگ مرمر کے فرش پر کئی ٹکڑوں میں ٹوٹی عدنان حمدانی جیسے محفوظ ہوا اور حرام مشروب حلق میں اتارنے لگا ستارہ بائی عدنان حمدانی کے قریب آئی باقی سب یاسر کو وہاں دیکھ خوف اور نفرت کے ملے جلے تاثرات میں مبتلا تھے جبکہ وہاں موجود لڑکیوں نے یاسر کو ایسے دیکھا جیسے کبھی پہلے کسی سیاستدان کو نہیں دیکھا تھا یا اتنے خوبصورت سیاستدان کو نہیں دیکھا تھا یاسر کی وجاہت پر تضاد اس کے غصے میں تنی رگوں سے وہ مزید وجیہہ لگ رہا تھا۔

"میری بہن اور میری ملکہ کہاں ہے عدنان حمدانی " یاسر نے عدنان حمدانی کے گریبان کو جکڑے دھاڑا تھا اور اتنی زور سے دھاڑا تھا کہ پورا پیلس لرزا تھا جویریہ جو ان چار آدمیوں سے اپنی عزت بچاتے اس کمرے میں لڑکھڑاتے چاقو لگے پیر کے ساتھ بھاگ رہی تھی یاسر کی آواز پر رکی تھی وہ لوگ اچکے ہیں یاسر اب عشراق کو بچا لے گا جویریہ نے ایک سکون کی سانس بھری اسے اس وقت بھی اپنے سے زیادہ عشراق کی فکر تھی یاسر کی دھاڑ پر ستارہ بائی نے کانوں کے پردے پھٹنے کے ڈر سے ہاتھ کانوں پر رکھے وہاں موجود ہر شخص یاسر کے چہرے کو خطرناک حد تک سرخ دیکھتے اور اس پر بھی تضاد تنی رگوں کو ابھرا ہوا دیکھ ایک دوسرے کو دیکھنے لگا عدنان حمدانی کا گریبان یاسر کے ہاتھ میں تھا شراب کا گلاس فرش پر چکنا چور ہوا تھا عدنان حمدانی اب نفرت اور غصے سے یاسر کو دیکھ رہا تھا۔

"گریبان چھوڑ میرا تیری ایسی پوزیشن نہیں کہ تو مجھ پر غرائے۔۔ تیری پوزیشن کیا ہے میں بتاؤ تو اپنی بہن اور بیوی کے لیے میرے سامنے گڑگڑائے میرے جوتوں پر ناک۔۔۔"عدنان

حمدانی اپنی بات مکمل کرتا کہ یاسر نے ایک پنچ گھما کر عدنان حمدانی کے ناک اور منہ سے خون نکلنے پر مجبور کر دیا عدنان حمدانی صوفے پر ڈھ گیا۔

"اور میری نظر میں تو اس پوزیشن کا حقدار ہے جس میں تو اب بلبلا رہا ہے" یاسر نے عدنان حمدانی کے منہ پر دوسرا مکہ جڑتے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"تمہاری بہن ہمارے قبضے میں ہے غصہ سوچ سمجھ کر کر سیاستدان " عدنان حمدانی دھاڑا تھا اور اپنے ساتھیوں کو اشارہ کر گیا جو اشارہ ملتے ہی یاسر پر گن

تان گئے تھے عدنان حمدانی صوفے پر ڈھ چکا تھا اور یاسر اس کے اوپر گھٹا کی طرح چھایا اس کا گریبان پکڑے عدنان حمدانی کو گھور رہا تھا اور اس کے ساتھی ایک ساتھ سولہ گن یاسر پر تانے اسے گھیرے ہوئے تھے یاسر نے جھٹکے سے عدنان حمدانی کا گریبان چھوڑا عدنان حمدانی مسکرایا اگر بات بہن کی نا ہوتی یاسر کو ردی برابر بھی اپنی پرواہ نا تھی اگر ایک ساتھ بھی یہ گنز چل جاتی وہ پھر بھی بے فکر رہتا عدنان حمدانی اپنے ساتھیوں کو اپنے قریب مگر زرا فاصلے پر رہنے کا اشارہ کر گیا کیا بھروسہ جو وہ بات اب یاسر سے کرنے والا تھا سیاستدان کا کیسے کیسے خون کھول جاتا اور دوبارہ اس پر حملہ کر دیتا۔

"سیاستدان صاحب۔۔ اگر اپنی بہن کو زندہ چاہتے ہو تو ستہ چھوڑ دو " عدنان حمدانی یاسر کو دیکھتا مسکراتا ہوا بولا جبکہ ستارہ بائی بھی حالات اپنے قابو میں دیکھتی مسکرا رہی تھیں۔

"میری بہن سے تمہاری کوئی دشمنی نہیں عدنان حمدانی اسے چھوڑ دو " یاسر نے جویریہ کے زکر پر مٹھیاں بھینچے ضبط سے کہا وہ کبھی خود پر ضبط نا کرتا مگر وہ جاننا چاہتا تھا کہ یہ لوگ چاہتے کیا ہے آخر اور عدنان حمدانی اور ستارہ بائی کے ساتھ کون کون ملبوس ہے جبکہ یاسر کی بات پر عدنان حمدانی اور ستارہ بائی کو آگ لگی اگر ان کی دشمنی جویریہ سے نہیں بنتی تھی تو کبھی کسی کی دشمنی اس دنیا میں بنتی ہی نہیں۔

"تمہاری بہن بھی ہمارے دشمنوں کی شامل ہے اس نے میرے کوٹھے پر ریٹ پڑوائی جس کی وجہ سے میرا کوٹھا مسلسل آرمی کی نگاہوں میں آیا اور پھر تم نے اسے مکمل بند کروا دیا۔۔ دشمن تو ہے وہ ہماری " ستارہ بائی پھنکاری تھی یاسر نے ایک نظر انھیں دیکھتے ابیرو ریز کی نظریں ان کے حشر بگاڑے چہرے پر تھیں لیکن دشمنوں سے مطلب اور کتنے دشمن تھے ان کے۔۔

"میری بہن سفاک کہلاتی ہے اور یقیناً اس نے تمہارے چہرے کا نقشہ اپنے دشمنوں میں رہتے بگاڑ کر یہ ثابت بھی کر دیا ہے کہ وہ سفاک کہلانے کے لائق ہے۔۔میرے ضبط کو مت آزماؤں یہ نا ہو تمہارا یہ محل جل کر راکھ ہو جائے میرے غصے سے۔۔ میری ملکہ اور بہن کو بلاؤ " یاسر ستارہ بائی کے بدصورت چہرے پر چوٹ کرتا طنز سے بولا تھا اور پھر عدنان حمدانی کو دیکھتا دھاڑا تھا ستارہ بائی کلس کر رہ گئی تو عدنان حمدانی مسکرایا تھا۔

"تمہاری بہن آج کے بعد کسی کو اپنی سفاکی نہیں دیکھا پائے گی وعدہ رہا " عدنان حمدانی بولا تھا یاسر کے ماتھے پر شکنیں پڑی۔

"لیکن بہن کو زندہ چاہتے ہو تو ڈیل کرو " عدنان حمدانی سکوت سے بولا پورے پیلس میں سناٹا چھا گیا ستارہ بائی نے طوائفوں کو وہاں سے لے جانے کا اشارہ اپنے آدمیوں کو دیا جو اشارے پر عمل کرتے حکم کی تکمیل کر گئے ستارہ بائی کو

خطرہ تھا یاسر دوبارہ اس کے کوٹھے کے لیے جمع کی طوائفوں کو آزاد نا کروا دے یاسر نے ستارہ بائی کی خوف اور چلاکی پر داد دی اس کا خوف جلد سچ ثابت کرنے کا ارادہ جو رکھتا تھا سیاستدان۔

"کیسی ڈیل ؟ " یاسر نے غصے کی حدت سے پیشانی مسلتے سنجیدگی سے استفسار کیا وہ ان کا مقصد جاننا چاہتا تھا اگر وہ لوگ عشراق اور جویریہ کو اغواہ کر کے یاسر سے پنگاہ لے سکتے ہیں تو یقیناً کچھ بڑا کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں ورنہ سیاستدان اتنا کمزور نہیں کہ کوئی بھی بنا خوف کھائے اس سے پنگاہ لے سکے۔

"ستہ چھوڑ دوں سیاستدان اور بہن کو لے جاؤ " عدنان حمدانی نے کہا جبکہ یاسر مسکرایا وہ پہلے سے جانتا تھا عدنان حمدانی پہلی ڈیل یہ ہی رکھے گا۔

"اور تمہاری بیوی کے لیے الگ ڈیل ہے کہتے ہو تو بتاؤ ؟" عدنان حمدانی نے مزید کہا ستارہ بائی یاسر کی خاموشی پر مسکرائیں یاسر خاموش رہا۔

"حنان اعظم کفیر سے کہو وہ آرمی چیف سے کہے میرے اوپر لگائے تمام الزامات کو خارج کرے تاکہ میں کشمیر پر اپنی ستہ قائم کرسکو اور۔۔" عدنانی حمدانی نے کہا یاسر اب اس کا مقصد سمجھا وہ صرف یاسر سے ہی نہیں حنان سے بھی بدلہ لے رہا تھا مگر عدنان حمدانی کی ادھوری بات کو سنتے یاسر نے ایبرو ریز کی۔

****

"شفا سے کہو ہمارے خلاف جو لڑکیوں کی سمگلنگ کی ویڈیو اس کے پاس ہے ہمارے حوالے کرے اور تم سے شادی کرے۔۔میں جانتی ہوں تمہارے عشق

میں پاگل ہو چکی ہے وہ یقیناً تم سے رابطے میں ہے ہم سے تو بچ گئی۔۔ مگر تمہاری پوری مدد کی ہے تبھی تو تم یہاں ہو ورنہ یہاں کی خبر ملنا آسان بات تو نہیں لیکن دیر کرتی مہرباں آتے آتے " ستارہ بائی نے کہتے قہقہہ لگایا یاسر نے شفا سے متعلق یہ بات سننے پر کہ اس کے پاس ان کے خلاف ثبوت ہے وہ حیران ہوا تبھی وہ ان سے چھپ رہی تھی لیکن شادی والے جملے پر یاسر نے جبڑے بھینچے اسے افسوس ہوا کاش وہ شفا کی بات سن لیتا اور شاید یاسر کو زندگی میں دوسری دفعہ افسوس ہوا تھا۔

"میں اپنی ملکہ اور بہن کو یہاں سے لے کر جاؤ نگا اور تمہاری آنکھوں کے سامنے لے کر جاونگا اور رہی ستہ چھوڑنے کی بات تو یاد رکھنا۔بادشاہ ستہ نہیں چھوڑا کرتے اور تمہاری بیٹی سے شادی ہر گز نہیں کرونگا میری ملکہ کا مقام اتنا اونچا ہے کہ کسی دوسری عورت کو اور تمہاری بیٹی جیسی عورت کو تو ہر گز اپنی بیوی کے برابر کا مقام تو دور اپنی بیوی پر اس کا سایہ تک نا پڑنے دوں " یاسر نے ایک ایک لفظ چبا کر کہا۔

"میری بیٹی تمہارے لیے ایسی بنی ہے سمجھے تم وہ آزاد خیال تھی مگر تمہارے علاوہ اسے کسی نے نہیں چھوا ہم نے اسے کوٹھے جیسی جگہ سے بھی دور رکھا ہے " ستارہ بائی غرائیں تھیں جبکہ عدنان حمدانی مسکرایا تو یاسر نے ستارہ بائی کو دیکھتے مسکراہٹ پاس کی بہت جلد یاد آگیا بیٹی ہے اور اسی بیٹی کو طوائف بنانے کی دھمکی دے رہی تھیں۔

"تمہیں ڈر نہیں لگتا سولہ بندوقوں کے نشانوں پر کھڑے ہو تم ایک فائر اور سیاستدان کی کہانی کی کتاب ہمیشہ کے لیے بند۔۔کشمیر ہی تو مانگ رہے ہیں دے دو " عدنان حمدانی نے یاسر کو مسکراتا دیکھ بے چینی سے استفسار کیا اس کی مسکراہٹ میں جو سکون تھا عدنان حمدانی بے چین ہوا۔

"سیاستدان کی کہانی ہر کہانی کی طرح سیاہی سے لکھی جاتی ہے اور جو غدار ہو ان کو سیاہ حرفوں سے یاد کیا جاتا ہے مگر جو سیاستدان ملک سے وفا کرے اس کے سر پر سولہ کیا سولہ ہزار بندوں تان دو اس کی کہانی کی کتاب کو تا عمر عوام سینے سے لگائے رکھے گی کیونکہ وہ ان سولہ ہزار بندوقوں کے حصار میں

کھڑا ہونے کے باوجود سر نہیں جھکائے گا اپنے ملک اپنی قوم کا غدار نہیں بنے گا موت قبول ہو گی اسے مگر غداری کی صورت نہیں اور تم تو مجھ سے میرے ملک کی جنت ، کشمیر مانگ رہے ہو۔۔ہم سے ہماری جنت مانگ رہے ہو ہمارے ہی ملک سے غداری کرنے کے لیے۔۔تم نے وہ شعر نہیں سنا عدنان حمدانی" یاسر مسکراہٹ گھیری کیے عدنان حمدانی کے منہ پر لفظوں کا تماچہ مارتے ہوئے بولا عدنان حمدانی اور وہاں موجود سب نے نا سمجھی سے یاسر کو دیکھا ستارہ بائی نے بھی دیکھا۔

"یاراِں جہاں کہتے ہیں کشمیر ہے جنت !!

جنت کسی کافر کو ملی ہے نا ملے گی !!"

یاسر نے ساحرانہ آواز میں بآواز بلند کہا سب نے یاسر کو نفرت سے دیکھا یاسر کی آواز اور یہ الفاظ ان کافروں کے دلوں میں مزید آگ لگا چکے تھے۔۔وہ سیاستدان سولہ بندوقوں کے حصار میں کھڑا تھا اس کی بیوی اور بہن دشمنوں کے قبضے میں تھیں جن کی شاید عزتیں بھی محفوظ نا تھی اور ان کی رہائی کے

لیے ملک سے بے وفائی کی قیمت تھی مگر وہ سیاستدان اپنی عزتیں بچانے کے بجائے اپنے ملک کو بچا رہا تھا اور پھر بھی اس کے گھر والے اسے کرپٹ سیاستدان کہتے تھے !

"تو تم ہم سے کوئی ڈیل نہیں کروگے۔۔تمہاری مرضی کیونکہ بہت جلد پچھتاؤ گے تم۔۔اور جو باتیں ہماری بیٹی کے متعلق بول رہے ہو اس سے بدتر حالت میں اپنی بہن کو دیکھو گے اور رہی تمہاری ملکہ کے مقام کی بات واقعی تمہاری ملکہ کا مقام اونچا ہے وہ ہمارے کھیل کی بھی ملکہ ہے جس کا پتا سب سے آخر میں پھینکے گے ہم فی الوقت تمہاری بہن کافی ہے اس کی عزت تار تار کی جا رہی ہے تم مت دیکھنا اسے ورنہ عزت دار سیاستدان ہو کہی بہن کی عزت لوٹنے پر خودکشی نا کر بیٹھو کیونکہ یہ کام اب اس کے ساتھ روز ہو گا وہ اب وحشیہ بنے۔۔"عدنان حمدانی خباثت سے اپنی جگہ سے اٹھتا بول رہا تھا جب اس کا جملہ ادھورا چھوٹا حنان جو مین ڈور کے وسط میں کھڑا تھا عدنان حمدانی کا نشانہ باندھ چکا تھا یاسر کے بلکل بازو کے قریب سے ہوتی گولی عدنان حمدانی کے

سینے میں پیوست ہوئی تھی وہ سینہ جکڑے جھکا تھا فائر کی آواز نہیں گونجی تھی عدنان حمدانی کی چیخ گونجی جبکہ یاسر نے فورا دو قدم پیچھے ہوتے موقع کا فائدہ اٹھایا عدنان حمدانی کے ساتھی کو پنچ رسید کرتے گن تھامی اور اسے جھٹکے سے آگے کرتے وہاں موجود موقع پر تین آدمیوں کو ایک ساتھ فائر کر گیا باقی بوکھلا کر دور پیلر اور شراب کاؤنٹر کا سہارا لے گئے ستارہ بائی وہاں سے رفوچکر ہونے لگی تو عدنان حمدانی افراتفری دیکھ صوفے کے پیچھے اپنے وجود کو گھسٹتے آیا یاسر پر جوابا فائرنگ کی گئی مگر ان کے ہی ساتھی کو لگی کیونکہ یاسر نے اپنے آگے ان کے ساتھی کو رکھا ہوا تھا یاسر اس کے مردہ وجود کو دیکھتے اپنے سامنے سے نفرت سے دور پھینک گیا۔

حنان آگے بڑھا حنان کے پیچھے ہی ثوبان عمران یازان اور سلمان تھے وہ سب چاروں اعتراف میں گھیرے تھے ہاتھوں میں گن تھی سوائے عمران کے سب ہی جو سامنے آتا اسے ختم کر دیتے عمران کو یازان ڈیفینڈ کر رہا تھا حنان کی نظریں بس عدنان حمدانی کے تعاقب میں تھی اس کی بیوی کے لیے اتنے گھٹیا

لفظ۔۔حنان عدنان حمدانی کی زبان حلق سے ایک جھٹکے میں کھینچنا چاہتا تھا وہ عشراق کو بھول چکا تھا بس یاد تھی تو جویریہ جو اس کی عزت تھی اور اس شخص نے اس کے متعلق بکواس کی تھی لیکن وہاں موجود دشمنوں کی نفری زیادہ تھی وہ لوگ عدنان حمدانی تک پہنچتے کے عدنان حمدانی کے دو ساتھی اسے سہارا دیے کسی کمرے کی سمت بڑھے حنان نے انھیں دیکھتے فائر کیا اور ایک ہی جست میں عدنان حمدانی تک پہنچا۔

"کیا کہا پھر بول " حنان عدنان حمدانی کو غصے سے گدی سے جکڑتا دھاڑا تھا عدنان حمدانی کے سینے سے خون رس رہا تھا حنان نے اسے جھٹکا دیتے فرش پر گرایا۔

"بول کیا کہا تھا میری بیوی کے لیے۔۔کیا بنائے گا اسے " حنان نے عدنان حمدانی کا جبڑا اپنی آہنگی گرفت میں لیتے دھاڑا تھا عدنان حمدانی کا جبڑا ٹوٹنے کی آواز گونجی تھی وہ کرہا رہا تھا حنان کی آنکھوں میں خون تھا جسم میں شرارے پھوٹ رہے تھے۔

"میری بیوی کو وحشیہ بنائے گا میری بیوی کو حنان اعظم کفیر کی سفاک بیوی کو " حنان سرخ آنکھوں تنی رگوں سے عدنان حمدانی کی شہ رگ کو جکڑے دھاڑا پورا پیلس لرزا تھا عدنان حمدانی بے حال ہوا ستارہ بائی خوف سے لرزی۔

جویریہ جو ان چار آدمیوں سے کب سے بچتی ہوئی پھر رہی تھی اپنی زخمی پیر کے سہارے اب اسی پیر میں سے چاقو نکالتے ان چاروں کو دیکھ رہی تھی جو شرٹ اتارے جویریہ کے سامنے کھڑے شراب پی رہے تھی وہ شاید جویریہ کی بے بسی کا فائدہ اٹھا رہے تھے جویریہ کو تھکانا چاہتے تھے ورنہ جویریہ جو اب زخمی حالت میں تھی تکلیف درد سے چور تھی اسے قابو کرنا اور اپنی حوس مٹانا مشکل امر نا تھا جویریہ کبھی صوفے کے پیچھے زخمی پیر پر ہاتھ رکھتے ان سے دور ہوتی یا وہاں بڑے بیڈ کا سہارا لیتے ان سے فاصلہ قائم کرتی گاؤن بے ترتیب تھا جویریہ بے حال تھی لیکن حنان کی دھاڑ سن وہ پر سکون ہوئی تھی اور دروازے کی سمت لڑکھڑاتے ہوئے بھاگی تھی جب ایک آدمی نے اسے پیٹ سے تھامے اپنے قریب کرتے اس کی نازکی محسوس کی جویریہ اس آدمی

کی گرفت میں ہل بھی نا پائی وہ چاروں وحشی تھے لمبے چوڑے کسرتی مضبوط جسم کے مالک ایسے جیسے انھوں نے خود کو حملہ کرنے کے لیے ہی تیار رکھا ہو ایسے ماحول میں رہتے ہو جہاں جنگیں ہوتی ہوں۔

"چھوڑو مجھے۔۔"جویریہ اس آدمی کی گرفت میں پھٹپھڑائی تھی جبکہ دوسرے آدمی نے جویریہ کی کمر پر گاؤن کے ڈیپ گلے پر بے باکی سے ہاتھ پھیرا جویریہ ساکت ہوئی۔

"چھوڑو مجھے " جویریہ پوری قوت سے دھاڑی تھی اس کی آواز اس کمرے کے اعتراف میں گونجی تھی وہ بے بس تھی بے حال تھی اونچی آواز میں بول بھی نہیں پا رہی تھی ایسے جیسے ساری قوت ختم ہوگئی ہو۔

"ایسے کیسے۔۔پہلے تم سے لطف اندوز تو ہو جائے " ایک شخص خباثت سے مسکرایا تھا اور جویریہ کے قریب آتے اس کی گاؤن کی ڈوری کو کندھوں سے نیچے کھسکاتے جویریہ کے ڈیپ گلے کی سمت ہاتھ بڑھانے لگا جویریہ نے اس کا ہاتھ بری طرح جھٹکا۔

"میرا شوہر تم لوگوں کی آنکھیں لوچ لے گا جس سے تم مجھے گندی نگاہوں سے دیکھ رہے ہو۔۔ تمہارے یہ ہاتھ توڑ دے گا جس سے تم مجھے چھو رہے ہو " جویریہ غرائی تھی جبکہ وہ چاروں قہقہہ لگا اٹھے۔

چوتھے آدمی نے آگے بڑھتے جویریہ کو اپنی سمت کھینچا تھا جویریہ کے پیر پر وزن پڑا تھا وہ کراہی تھی جبکہ وہ شخص جویریہ کو بیڈ پر دھکا دے گیا جویریہ اوندھے منہ بیڈ پر گری تھی وہ شخص جھکتا جویریہ کے کندھے سے ڈوری کو کھینچ کر توڑ گیا جویریہ نے آگے سے گاؤن کے ڈیپ گلے کو مضبوطی سے تھامے پلٹنا چاہا مگر وہ آدمی جویریہ کے بالوں کو مٹھی میں جکڑ کر اس کا چہرہ اونچا اٹھا گیا۔

"تیرا شوہر جب آئے گا تب کی تب دیکھے گے ابھی ہمیں تجھے تو نوچنے دے " اس آدمی نے کہتے جویریہ کے بالوں کو چھوڑ جویریہ کے پیٹ پر گرفت تنگ کرتے اس کا رخ پلٹا جویریہ نے ضبط سے آنکھیں بند کیں لب پیوست کیے۔

"تیری اس زبان سے خوفناک چیخ نا نکال دی تو میں بھی جویریہ حنان کفیر کا شوہر کہلانے کے لائق نہیں " حنان نے دھاڑتے عدنان حمدانی کے سینے میں پیوست گولی والی جگہ پر اپنی دو انگلیوں بے دردی سے عدنان حمدانی کے ماس کو چیرتے ہوئے ڈالی اور حنان کے کہے الفاظ سچ ثابت ہوئے عدنان حمدانی کی چیخ اس پیلس میں گونج رہی تھی زبان حلق میں نہیں جا رہی تھی آنکھوں سے پانی بہہ رہا تھا جبکہ دور کھڑی ستارہ نے عدنان حمدانی کی حالت دیکھتے وہاں سے بھاگنا چاہا جب عمران اور یازان نے اسے گھیرا۔

"کہا بدصورت آنٹی جی کہاں ؟" یازان نے ستارہ کا معائنہ کرتے کہا۔

"جانے دو مجھے " ستارہ غصے اور بے بسی سے بولی۔

"ایسے کیسے میرے بوس کی بہن اور ملکہ کو اغواہ کیا ہے خاطر داری بنتی ہے اتنی جرت پر تو " عمران نے مسکراتے کہا اور ایک ستارہ بائی کے گال پر گھما کر رکھا بوس نے بیٹی کا گال سمجھایا تھا تو سکیرٹری نے ماں کا۔۔یازان نے تاصف سے عمران کو دیکھا اسے یاسر کا ایکٹ پسند نہیں آیا تھا مگر ستارہ بائی کے الفاظ

اور اپنی بھابھی کے لیے وہ جملے سن یازان کو اچھا لگا یہ عورت اسی قابل تھی ناجانے کتنی لڑکیوں کی عزتیں خراب کی تھی اس عورت نے یہ عورت کہلانے کے لائق ہی نا تھی ۔

"مجھے چھوڑ دوں مجھے جانے دوں ورنہ تمہاری بہن اور تمہارے بوس کی ملکہ کبھی تمہیں نہیں ملے گی " ستارہ بائی نے غصے سے عمران اور یازان کو دیکھتے زخمی گال پر ہاتھ رکھے کہا جنھوں نے پہلے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر ستارہ بائی کی بات پر قہقہہ لگا اٹھے۔

"آنٹی جی اتنی بدصورت شکل میں ہمیں کوئی دلچسپی نہیں اور رہی میری بہن اور بھابھی کی بات۔۔تمہاری آنکھوں کے سامنے لے کر جائے گے" یازان نے آنکھ ونگ کرتے کہا جبکہ ستارہ بائی مسکرائی اور پھر یازان کو دھکا دیتی وہاں سے بھاگی ستارہ آگے آگے اور یازان اور عمران پیچھے پیچھے وہ لوگ پکڑ سکتے تھے مگر اس عورت کو بھگا بھگا کر مارنا چاہتے تھے ایک تو عورت زاد تھی زیادہ ہاتھ نہیں

اٹھا سکتے تھے اور دوسری بیچاری عمر دراز انھیں افسوس ہوا تھا جبکہ وہاں موجود ان کے دشمن ڈھیر ہو چکے تھے عدنان حمدانی اور کچھ ساتھی ہی بچے تھے۔

"مجھے ۔۔ جانے ۔۔ دو ۔۔ تمہاری ۔۔ بہن ۔۔ میرے ۔۔ آدمیوں ۔۔ کے قبضے ۔۔ میں ۔۔ ہے " عدنان حمدانی درد سے بے حال ہوتا بولا حنان کے ہاتھ پل میں روکے اور پھر پوری قوت سے اس کے منہ پر موقع رسید کرتا حنان عدنان حمدانی سے دور ہوا۔

یاسر ثوبان اور سلمان اب انھیں ہی دیکھ رہے تھے حنان کے پیچھے ہوتے یاسر عدنان حمدانی کی طرف بڑھا ایک شیر کو پیچھے ہٹتے دوسرے شیر کو اپنی طرف آتے دیکھ عدنان حمدانی قوت لگاتا اٹھا اور ستارہ بائی کو آواز دیتا ان سب کو ویڈیو دیکھانے کا کہا سب لوگ اپنی جگہوں پر منجمد ہوئے ستارہ بائی نے عدنان حمدانی کی بات پر عمل کرتے ایک ویڈیو وہاں رکھے پروجیکٹر پر لگائی۔

ویڈیو پلے ہوئی سامنے عشراق تھی چہرے پر اب بھی نقاب تھا جسم ڈھیلہ تھا ایک لڑکی اس کے ہاتھ میں ایک انجیکشن انجیکٹ کر رہی تھی عشراق کی

سنہری آنکھیں کبھی بند ہوتی تو کبھی کھلتی اوپر کی سمت دیکھتی جسم کسی پتے کی مانند ڈھیلا تھا کپڑوں پر جگہ جگہ مٹی تھی گرد آلودہ سوکھی ہوئی اس پروجیکٹر کی قیمتی اسکرین پر عشراق اس قدر واضح نظر آرہی تھی جیسے وہ ان کے قریب ہو سلمان اور عمران نے تو نگاہیں پھیر لی تھیں وہ باپردہ تھی مگر بھی ان پر پردہ واجب تھا تو حنان ثوبان یازان تو جیسے ساکت ہوئے تھے یاسر کا دل دھڑکنا بھولا تھا جسم سے جیسے جان کھینچ کر کسی نے ہتھیلی پر رکھ لی تھی آنکھوں میں یک دم پانی جمع ہوا سیاستدان بے بس ہوا۔۔ عشراق اس سے ناراض تھی وہ اپنے ضمیر پر بڑھتے بوجھ کے باعث وہ ناراضگی بھی جھیل رہا تھا وہ حداد اور کفیر حویلی کے مکینوں سے نہیں مل رہا تھا دل پر ایک بوجھ تھا مگر عشراق کو اس حالت میں دیکھ یاسر کا دل بند ہونے کے درپہ تھا عشراق کی آنکھیں کھولی یاسر نے بے ساختہ پروجیکٹر کی سمت قدم بڑھائے عشراق کی آنکھوں کی سمت سامنے تھی اور یاسر کی اپنی ملکہ کی آنکھوں پر نگاہیں گڑھی تھیں یاسر کو یوں محسوس ہوا جیسے عشراق اسے ہی دیکھ رہی ہے یاسر پروجیکٹر کے قریب ہوتا

عشراق کو چھونے لگا جیسے وہ سامنے ہو یہ ایک طلسم ہو یک دم عشراق نے آنکھیں بند کیں یاسر کے ہاتھ پروجیکٹر پر عشراق کی نم بند آنکھوں کی سمت تھے جو اب بند ہو چکیں تھیں یاسر نے مزید آگے ہوتے پروجیکٹر پر ہاتھ پھیلائے عشراق کی بند پلکوں کو پروجیکٹر پر لب رکھے چھوا ایک آنسو ٹوٹ کر یاسر کی بیرڈ میں جذب ہوا یاسر جیسے دنیا بھلا چکا تھا اس قدر تڑپ رہا تھا اپنی ملکہ کے لیے کہ اس کی ایک جھلک اسے جیسے زندگی کی امید دلا چکی تھی --عدنان حمدانی نے اشارے سے ستارہ بائی کو اپنے پیچھے کھنڈر کی سمت ساتھیوں کو کال کر کے بلانے اور بوٹ تیار کرنے کا کہا کسی کا بھی دھیان اس سمت نا تھا سلمان عمران اور ثوبان پہلی دفعہ یاسر کو ٹوٹا ہوا دیکھ رہے تھے جبکہ یازان اور حنان کی نظریں اپنی بہن پر تھیں ان کی معصوم بہن کیا کچھ برداشت کر رہی تھی یک دم پروجیکٹر بند ہوا یاسر اپنی آنکھیں نا محسوس انداز میں صاف کرتا خون آلودہ آنکھوں سے پلٹا تھا اس کے آنسو کسی نے نا دیکھے تھے

سب نے اب یک دم عدنان حمدانی کو دیکھا جو ستارہ بائی کے اسرے پر کھڑا تھا یاسر اس کی سمت بڑھا تھا۔

"ہمارے قریب۔۔ مت آنا۔۔ تمھاری ملکہ کو۔۔جو انجیکشن۔۔ دیا گیا ہے یہ ۔۔اڑتالیس گھنٹوں کے اندر۔۔اس کے وجود کو برف کی مانند۔۔ ٹھنڈا کر دے گا اور اس کا پورا وجود۔۔ مردہ ہو جائے گا۔۔ تمھارے پاس اب بس۔۔چالیس گھنٹے ۔۔بچے ہیں بچا سکتے ہو ۔۔ تو بچا لوں۔۔ اپنی ملکہ کو "عدنان حمدانی نے لڑکھڑاتے مگر مسکراتے ہوئے کہا یاسر کے قدم ساکت ہوئے جبکہ حنان اور یازان اس کی سمت بڑھے۔

"نا۔۔ نہیں۔۔یہ غلطی مت کرنا ورنہ۔۔ ہمارے آدمی چالیس گھنٹوں سے پہلے تمھاری ملکہ کو موت کی نیند سلا دے گے۔۔ وہ بھی بے پردہ کر کے۔۔ ابھی تک تمھاری بہن پردے میں ہے لیکن ہماری ڈیل نہیں مانی تو انجام کے زمیدار تم لوگ ہو گے۔۔ ہم نے تو اب تک کمینے ہوتے ہوئے بھی اس نیک لڑکی کے لیے شرافت دیکھائی ہے اب تمھاری باری ۔۔اور ہاں انجان اس سے بھی

خطرناک ہو گا جو تمہاری بہن کا ہو رہا ہے تم نے کہا اپنی بہن اور ملکہ کو لے کر جاونگا تو فی الحال بہن کو لے جاؤ بے آبرو بے لباس۔۔۔ہمارے پیچھے مت آنا ورنہ ملکہ مالک حقیقی سے جا ملے گی۔۔اور یاسر شازم داؤد جب ڈیل ماننے کا ارادہ رکھو تو کال کر لینا " عدنان حمدانی نے ایک ایک لفظ چبا چبا کر ہمت سے کہا درد اور تکلیف لفظوں پر بھاری پڑ رہی تھی جسے وہ ضبط کر رہا تھا پہلے حنان اور یازان کو مخاطب کیا اور پھر یاسر کو وہ سب عدنان حمدانی کی باتوں کو سنتے مٹھیاں بھینچ گئے تھے عشراق کی وجہ سے بے بس تھے عدنان حمدانی نے کارڈ پر لکھا ایک نمبر یاسر کی سمت اچھالا تھا جو لہرا کر یاسر کے قدموں میں آگرا تھا ثوبان اس کی سمت بڑھا تھا جبکہ حنان نے ثوبان کے سینے پر ہاتھ رکھے اسے روکا وہ لب بھینچ گیا۔

"گڈ " عدنان حمدانی حنان کو دیکھتے مسکراتا اپنے ساتھیوں کو اشارہ کر گیا وہ اسے اور ستارہ بائی کو لیے ایک رہداری سے گزرتے غائب ہوئے مگر بار بار

پلٹ کر انھیں دیکھ رہے تھے جیسے موت کا خوف ہو ان کے جاتے ہی یاسر نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔

"جویریہ " ثوبان کو یک دم عدنان حمدانی کی بات یاد آئی سب نے ایک دوسرے کی سمت دیکھا حنان نے یاسر کو اور یاسر نے حنان کو دیکھا اور وہ سب مختلف سمتوں میں دوڑے سلمان یازان اور عمران نیچے ہر کمرے کو دیکھ رہے تھے جبکہ حنان یاسر اور ثوبان نے اوپر قدم بڑھائے جویریہ کو دھاڑتے ہوئے آوازے دیتے ثوبان اور یاسر اسی کمرے کی سمت بڑھے تھے جہاں جویریہ کو وہ درندے بے پردہ کر چکے تھے جویریہ کا گاؤن کھینچ کر پھاڑ چکے تھے وہ بیڈ شیٹ کو اپنے اوپر لپیٹے بے تاثر سرد و سپاٹ چہرے سے یاسر اور ثوبان کی آواز سن رہی تھی جویریہ کا دل بند ہونے لگا اس کے بھائی اسے اس حالت میں کیسے دیکھ سکتے تھے اور نظر سامنے بیڈ کے اعتراف ان چار درندوں پر گئی جو اس پر جھپٹنے کو تیار تھے۔۔حنان دوسری سمت تھا حنان نے ایک

کمرے کا دروازہ کھولا وہ کمرہ اسلحہ سے بھرا ہوا تھا اس نے اندر قدم بڑھائے جب جویریہ کی دھاڑنے کی آواز یاسر اور ثوبان کے سمت سے آتی گونجی۔

"یاسر ثوبان اس طرف مت آنا۔۔مت آنا " جویریہ دھاڑتے ہوئے بولی یاسر اور ثوبان کے قدم رکے دل جیسے بند ہوا جویریہ کی دھاڑ میں ازیت تھی وہ انھیں خود کے پاس آنے سے کیوں روک رہی تھی کیا عدنان حمدانی کی بات سچ ہو چکی تھی۔۔

"جویریہ۔۔"یاسر پوری قوت سے دھاڑتے ہوئے اس سمت بڑھا بھاری قدموں کی چاپ جویریہ کو سنائی دی جبکہ ثوبان ساکت تھا۔

"میں نے کہا مت آنا اس طرح یاسر۔۔مجھے اس حالت میں صرف میرا شوہر دیکھے گا میرے کفیر کو بھیجو یہاں مجھے میرے بھائی نہیں میرا شوہر چاہیے یہاں " جویریہ پھر درد اور تکلیف سے دھاڑی تھی یاسر کے قدم ساکت ہوئے دروازہ ایک جست میں ٹوٹا تھا دونوں پٹ کھل کر علیحدہ ہوئے سامنے حنان

کھڑا تھا ہاتھ میں بھاری بھرکم ہتھوڑا لیے جو زمین پر ٹکا تھا سرمئی آنکھیں حد درجہ سرخ تھیں۔

****

ان چاروں نے پلٹ کر سامنے کھڑے اپنے جیسے دیوہیکل کے وجود کے مالک شخص کو دیکھا جس کی رگیں تنی تھیں سینہ چوڑا تھا شرٹ کے بٹن کسی بھی وقت کھل کر ٹوٹ سکتے تھے وہ شخص غصے میں تھا اس کا سینہ غصے کی زیادتی سے مزید پھول چکا تھا سیاہ بال ماتھے پر بکھرے تھے سرمئی آنکھوں میں سرخ لہو کے ڈورے تھے اور دائیں ہاتھ میں ہتھوڑا تھا جو سنگ مرمر کے فرش پر ٹکا ہوا تھا وہ حنان اعظم کفیر تھا جسے دنیا فرشتہ صفت کہتی تھی پانچ سال بعد وہ درندہ بنتے اپنی سفاک بیوی کے لیے لوٹنا چاہتا تھا اور آج وہ ہی حنان اعظم کفیر اپنی بیوی کے لیے درندہ بنے کھڑا تھا ان دونوں باتوں میں فرق اتنا تھا

پہلے وہ خود کے بے عزت ہونے کا بدلہ لینا چاہتا تھا اور اب اپنی بیوی کی بے عزتی کا۔

"اچھا تو یہ ہے تیرا شوہر۔۔ واہ چل اب تیرے شوہر کے سامنے نیک کام شروع کرتے ہیں آج تیرا شوہر آرام کرے گا کام ہم چاروں کرے گے۔۔ اسے بھی آرام کا موقع دینا چاہیے دشمن ہے تو کیا ہوا انسانیت تو انسانیت ہوتی ہے۔۔ہاہاہاہا اور تیری جیسی مال کو دیکھ نیت ہماری خراب ہوئی ہے پہلے ہمارا حق بنتا ہے تو اپنے شوہر کو کل خوش کر لینا اگر تو اج ہم چاروں کو خوش کر کے بچ گئی تو ہاہاہاہا" ان چاروں میں سے دو آنکھ دبا کر خباثت سے قہقہہ لگا کر بولے جبکہ دو اپنے ساتھیوں کی باتوں پر قہقہہ لگائے جا رہے تھے جویریہ تلخی سے مسکرائی تھی اور ان کی باتیں سنتے جہاں حنان جا خون کھولا تھا وہی اپنی بیوی کے چہرے پر ان درندوں کی تلخ مسکراہٹ دیکھ۔سکراہٹ ابھری تھی اس کی بیوی جانتی تھی یہ نیک کفیر انھیں زندہ چھوڑے گا تب خوش ہونگے نا جبکہ باہر

یاسر اور ثوبان نے ان کی باتیں سنتے ضبط سے مٹھیاں بھینچ کی تھیں دل کیا تھا جویریہ کی بات بھولائے اندر موجود یہ غلیظ بات کسنے والوں کو زندہ زمین میں گاڑھ دے اور یہ کر بھی جاتے مگر جویریہ کے الفاظ نے قدم روک دئے تھے
۔

حنان نے ہتھوڑے سمیت دو قدم آگے کی سمت لیے اور پلٹا اپنے ہاتھ اس لکڑ کے خوبصورت دروازے کی سمت پھیلائے سامنے یاسر سیاہ آنکھوں میں لہو لیے جسم میں آگ سے شرارت لیے اسے ہی بے بس ہوتا دیکھ رہا تھا اس کی بہن نے اسے روکا تھا اس پر اپنے شوہر کو فوقیت دی تھی یاسر سے پانچ قدموں کے فاصلے پر پیچھے ثوبان کھڑا تھا اوشن بلیو آنکھوں میں کرب لیے تنی رگوں کے ساتھ غصے کی زیادتی سے پھولی سانسوں سمیت اور پھر ثوبان سے کچھ فاصلے پر پیچھے عمران یازان اور سلمان آکر رکے وہ حنان یاسر اور ثوبان کو دیکھتے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے نیچے انھیں جویریہ نہیں ملی تھی لیکن

ایک کمرے میں جویریہ کے کپڑے تھے جنہیں یازان نے عقیدت سے ہاتھ
میں لیتے اوپر کی سمت آیا تھا یہی بتانے کی جویریہ نیچے نہیں ہے مگر یہاں حنان
کو دیکھ وہ تینوں سمجھ چکے تھے جویریہ مل چکی تھی حنان نے یازان کے ہاتھ
میں جویریہ کے کپڑے دیکھ اسے اپنی سمت آنکھوں سے بلایا یازان کے ثوبان
اور یاسر کے قریب سے گزرنے پر ان کی نظریں جویریہ کے کپڑوں پر پڑی
یاسر اور ثوبان نے ضبط سے آنکھیں میچی حنان نے یازان کے ہاتھ سے اپنی
سفاک بیوی کے کپڑے لیتے یک دم دروازہ دھاڑ سے بند کیا اور پلٹا وہ کپڑے
صوفے پر اچھال گیا وہ چاروں جویریہ کو ایک نظر دیکھتے ان میں سے دو حنان
کی سمت بڑھے تھے جویریہ نے اپنے اوپر لحاف مضبوطی سے جکڑا ہوا تھا جویریہ
کی آنکھوں میں حنان کو دیکھتے غرور عنود ہوا تھا اس کا محافظ آچکا تھا اس
سفاک عورت کا غرور بنتا تھا حنان نے جویریہ کی سمت پہلی دفعہ پورا جائزہ لینے
کے لیے نظریں دوڑائیں حنان کو لگا جیسے وہ ابلتے لاوے کے بیچوں بیچ کھڑا ہے
بیڈ کے قریب جویریہ کا پھٹا ہوا گاؤن پڑا تھا وہ گاؤن مکمل بھی پہنے کے لائق

نا تھا تو کیا اس کی بیوی کو یہ گاؤن بھی ان لوگوں نے زیب تن کروایا تھا حنان کا غصہ عنود ہوا چہرے پر سرد مہری چھائی جسم میں آگ سی دھکی نظریں بے ساختہ جویریہ پر گئی جو بیڈ کے بیچوں بیچ اپنے برہنہ دودھیا بازوں سے سینے پر لحاف کو جکڑے خود کو عیاں ہونے سے روکے ہوئے تھی بائیں گال پر سگریٹ کا زخم سیاہ پڑچکا تھا اندر کا لال مادہ دور سے بھی صاف عیاں ہو رہا تھا چہرے پر لال نیلے نشان تھے بال دودھیا شانوں پر الجھے ہوئے بکھرے تھے جویریہ کا چہرہ سپاٹ تھا مگر آنکھوں میں حنان کے لیے غرور تھا پہلی دفعہ جب حنان نے اندر داخل ہوتے جویریہ کو دیکھا تو نظریں صرف اپنی بیوی کی تلخ مغرور سی مسکراہٹ ہر گئیں تھیں لیکن اب وہ مکمل اسے نوٹ کر رہا تھا چہرے پر ایک اور رمق تھی اذیت کی کرب کی حنان کی نظریں پھسلتی ہوئی جویریہ کے لپٹے سیمٹے وجود پر گئی وہ دونوں پاؤں کو پہلو سے لگائے ہوئے تھی حنان کو محسوس ہوا اور پھر اسی جگہ سے سفید چادر پر خون دیکھا وہ خون جویریہ کے پیر سے ابل ابل کر بہہ رہا تھا۔۔اگر یاسر اور ثوبان اسے دیکھ لیتے پاگل ہو جاتے اسی

لیے اس نے اپنے شوہر کو بلایا تھا اس کا شوہر اسے سنبھال سکتا تھا بھائی نہیں شوہر بھی وہ جس پر اسے اب آنکھیں بند کر کے یقین تھا خود کو اس کے سپرد وہ کر سکتی تھی اپنے شوہر کے علاؤہ اسے کسی کی ضرورت اس حالت میں تو ہر گز نا تھی شاید اسے کسی پر اعتبار بھی نا رہا تھا جو شوہر اسے اپنے اور اس کے خاندان سے بچا سکتا تھا جویریہ کے باپ کا بھی اٹھا ہاتھ جویریہ پر برداشت نہیں کرسکتا تھا جویریہ کو بس اسی شوہر کی ضرورت تھی اور حنان کو اپنی بیوی کے اعتبار پر کھڑا اترنا تھا ان درندوں کے چیتھڑے کرنے تھے۔

حنان کی نظریں جویریہ پر تھیں یک دم اس کے قریب آتے ان دو دیوہیکل جیسے آدمیوں نے حنان پر حملہ کیا حنان نے دونوں کے ہاتھوں کو اپنی ہتھیلیاں پھیلائے روکا اور جھٹکتے اپنے دونوں ہاتھوں کا موقع ایک ہی جست میں ان کے منہ پر رسید کیا ان آدمیوں کے منہ سے ابل ابل کر خون بہنے لگا جسے مسکراتے صاف کرتے وہ آگے بڑھے شاید انھیں ان سب کی عادت تھی ایک

نے آگے سے حنان کے پیٹ پر موقع رسید کرنا چاہا جسے حنان نے فرصت سے روکتے اس شخص کو اپنے بھاری بھرکم موقع کا مزہ چکھایا وہ شخص دور صوفے سے جا کر ٹکرایا پیٹ پر ہاتھ رکھے کراہ کر رہ گیا دوسرے نے ساتھی کو پٹتا دیکھ حنان کو خونخوار نظروں سے دیکھتے پینٹ میں پشت پر اڑسائی گن کو نکالے فائر کرنا چاہے حنان نے جھکتے اس کے پیر میں اپنا پیر پھنسائے اسے زمین بوس کیا وہ چاروں اس کمرے میں جویریہ کے ساتھ یہاں مزہ کرنے آئے تھے کسی بھی ہتھیار کے بنا لیکن قسمت سے ایک کے پاس گن نکل آئی تھی حنان نے گن ایک جھٹکے میں بنا مہلت دیئے ایک ہاتھ سے چھینی اور اس کی ٹانگ پر فائر کیا وہ آدمی بلبلا اٹھا جبکہ باقی دو آدمیوں میں سے ایک جویریہ کو بالوں سے پکڑے ایک جوریہ کے پیرو کو پکڑے دوسرے کی مدد کر رہا تھا جو اس کے چہرے پر جھکتے جویریہ کے پہلو سے لحاف کو اتارنے کی کوشش کرتا جویریہ کی نازکی کو محسوس کر رہا تھا جویریہ چیخ رہی تھی اسے خود سے ایک ہاتھ سے دور جھٹک رہی تھی حنان اس تک پہنچتے اس شخص کو کندھوں سے تھامے جویریہ

سے دور کر گیا حنان کی آنکھوں میں خون باہر چھلکا دینے کو تھا اس غلیظ آدمی نے اس کی بیوی کو لحاف کے اوپر سے بھی چھوا تو چھوا کیسے حنان کا روم روم دھیکا تھا حنان نے ایک ہاتھ سے ایک کے بعد ایک موقع اس شخص کے منہ پر جڑتے اسے لہو لہان کر دیا پھر دوسرے ہاتھ میں موجود گن کا ٹرگر دبائے اس شخص کے دونوں ہاتھ پر سارے فائر کرتے گن خالی کی وہ آدمی چیختا رہا گیا چوتھا اور آخری شخص جویریہ کو چھوڑے پیچھے سے حنان کی سمت پیٹھ پر وار کرنے کے لیے بڑھا جویریہ نے ساکت نظروں سے حنان کو دیکھا اور یک دم چیخی۔

"حنان " حنان نے جویریہ کی سمت رخ پھیرا لیکن دیر ہو گئی تھی چاقو حنان کے بازو میں پیوست ہوا حنان نے لب بری طرح بھینچے حنان نے اپنی تکلیف پر ضبط کرتے اس آدمی کے ہاتھ کو جھٹکا دیتے اس سے چاقو دو منٹ کی مشقت کے بعد چھینا اور سیدھا اس کے کندھے میں ڈال گیا وہ آدمی بھی تکلیف کے

مارے دھاڑا جویریہ حنان کے بازو سے نکلتے خون کو دیکھ آنکھوں میں نمی کو پیچھے دھکیلے نگاہیں پھیر گئی۔

وہ چاروں آدمی اتنی زور سے اپنی درگت بنتے کراہ رہے تھے کہ کمرہ ان کی کراہنے سے گونج رہا تھا باہر سب کو ان کی کراہنے کی آواز سنائی دے رہی تھی مگر پھر بھی یاسر اور ثوبان کے دل کو ٹھنڈ نہیں پڑی تھی وہ ان سے بھی بری ان کی چیخ سننا چاہتے تھے اس سے بڑھ کر کرب میں جس میں جویریہ دھاڑی تھی جو کرب ان کی بہن کی آواز میں تھا تو سلمان اور عمران دوسری سمت بڑھ گئے تھے اس پیلس میں ثبوتوں کو ڈھونڈنے تو یازان بھی ثوبان کے ساتھ کھڑا تھا دیوار سے اڑیس لگائے دونوں ہاتھ جیب میں ڈالے حنان ان چاروں کو فرش پر لیٹا دیکھ ہتھوڑے کی سمت بڑھا ہتھوڑا اٹھائے جویریہ کو دیکھا جو ان چاروں کو نخوست اور نفرت سے دیکھ رہی تھی اگر یہاں کوئی اور نازک لڑکی ہوتی حنان اسے وشروم میں بند کر دیتا کیونکہ جو وہ اب ان چاروں

درندوں کے ساتھ کرنے والا تھا وہ درندگی کی مثال بننے والا تھا سفاکی کا نمونہ کہلانے والا تھا مگر یہ اس کی بیوی تھی سفاک بیوی حنان مسکرایا۔

"میری سفاک بیوی۔۔بتاو کس کس نے تمہیں کہاں کہاں اپنے غلیظ ہاتھوں سے چھوا " حنان نے پہلے شخص کے قریب پنجوں کے بل بیٹھتے غراتے ہوئے پوچھا تھا آواز باہر تک یازان ثوبان اور یاسر تک بھی پہنچی تھی جبکہ جویریہ بیڈ پر اب پرسکون ہوتی بیٹھی لحاف سے خود کو ڈھانپے حنان کی آواز پر اسے ہی دیکھ رہی تھی جویریہ نے انگلی سے اسی شخص کی سمت اشارہ کیا وہ چاروں کراہتے ہوئے کبھی جویریہ تو کبھی اپنی موت (حنان) کو آنکھیں پھاڑے نفی میں سر ہلاتے دیکھ رہے تھے۔

"اس نے میرے بالوں کو چھوا میرے چہرے پر شراب ڈالی میرے ہونٹوں پر گندی نظریں گاڑھی میرے جسم کو آرپار ہوتی نظروں سے دیکھا۔۔" جویریہ

دھاڑی تھی باہر کھڑے یاسر اور ثوبان سے وہاں رکنا مشکل ہوگیا تھا اتنی ازیت وہ برداشت نہیں کر پا رہے تھے موت آجاتی مگر بہن کی عزت پر کوئی غلط نگاہ مت ڈالتا یاسر کو پہلی دفعہ سیاستدان ہونے پر افسوس ہوا آج اگر وہ سیاستدان نا ہوتا تو بہن اتنی تکلیف سے نا گزرتی جویریہ نے بے شک ستارہ بائی سے پنگاہ لیا تھا نیکی کے ایوسط اور عدنان حمدانی نے یاسر سے ہی نہیں حنان سے بھی بدلہ لیا تھا جویریہ کو اس حال میں پہنچا کر مگر یاسر کو لگ رہا تھا سب اس کی وجہ سے ہوا ہے بہن کی تکلیف وہ برداشت نہیں کر پا رہا تھا ثوبان اور یاسر جویریہ سے ناراض تھے مگر اس وقت بہن کی تکلیف سب سے اوپر تھی دونوں کی آنکھوں میں نمی تیری تھی یازان نے نوٹ کیا مگر پھر سر جھکا کر غیر مرئی نقطے کو دیکھنے لگا اسے بھی جویریہ کے لیے افسوس ہوا تھا وہ ان کے گھر کی عزت تھی مگر یازان کا ماننا تھا کہ جویریہ نے جو حنان کے ساتھ پانچ سال پہلے کیا تھا وہ اس کی سزا کاٹ رہی تھی مگر اس سزا پر یازان خوش بھی نا ہوسکا کیونکہ اس کا بھائی تکلیف میں تھا وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا حنان پر کیا

گزر رہی ہوگی اور سب سے بڑھ کر وہ کسی بھی عورت کو ایسی سزا کا مستحق نہیں سمجھتا تھا۔

حنان نے جویریہ کی بات سنی اور بھاری بھرکم ہتھوڑا اٹھایا اور اس آدمی کے ہاتھ پر دے مارا آدمی اتنی زور سے چیخا اس کمرے کی درودیوار لرز اٹھی تھیں تو سنگ مرمر کا فرش اس جگہ سے ٹوٹا تھا ہتھوڑے کی آواز بھی باقاعدہ پوری قوت سے گونجی تھی حنان کے بازو میں بھی درد کی لہر دوڑی تھی مگر حنان ایک پل نا رکا جویریہ دیکھتی رہی اور اس کمرے میں اس شخص کی چیخے گونجتی رہی حنان نے دوسرے ہاتھ پر بھی یک سر حملہ کیا تھا فرش پھر ٹوٹا تھا کرچ کی آواز پھر گونجی تھی اور یہ ہی نہیں ہاتھوں کے بعد پیروں کی ہڈیاں کرچی کرچی کی تھیں اور پھر اس شخص کے پیٹ پر اتنی قوت سے ہتھوڑا مارا کے اس کی آنتے پھٹ کر باہر ابلی فرش اس جگہ سے بھی ٹوٹا جویریہ نے ایک پل کے لیے بھی نگاہیں نہیں ہٹائیں تھی جو کہتے تھے وہ سفاک عورت ہے وہ واقعی تھی

جبکہ وہ آدمی دم توڑ گیا آنکھیں باہر ابل کر ساکت ہوئیں تھی باقی تین اپنی موت کا انتظار کرتے بچنے کے لیے حنان سے اونچی اونچی آواز میں گڑگڑا کر معافیاں مانگ رہے تھے باہر تک ان کی آوازیں گونج رہی تھیں حنان کے بال ماتھے پر بکھرے تھے قدم دوسرے شخص کی سمت بڑھائے وہ آدمی خود سفاک درندے ہوتے ہوئے بھی بری طرح اس جویریہ کے نیک کفیر کی درندگی سے خوف میں مبتلا ہوئے تھے جویریہ نے جو کہا تھا اس کا شوہر ان کی آنکھیں نوچ لے گا ان لوگوں کے ہاتھ توڑ دے گا بلکل درست ثابت ہوا تھا وہ واقعی ایک کے ہاتھ توڑ چکا تھا جبکہ آنکھیں نوچنے کی ضرورت ہی پیش نہیں آئی تھی وہ آنکھیں ساکت جو کر چکا تھا لیکن شاید آگے چل کر جویریہ کی یہ بات بھی پوری کرنے والا تھا۔

"اس کے بارے میں بتاؤ میری سفاک بیوی " حنان نے دوسرے شخص کے پاس پنجوں کے بل بیٹھتے غراتے ہوئے جویریہ سے پوچھا جو آنکھوں میں نفرت

لیے کسی چھوٹے بچے کی طرح دھاڑنا شروع ہوئی جیسے رو رو کر اپنے محافظ کو بچے اپنے اوپر ہوئی زیادتی بتاتے ہیں بلکل ویسے ہی ، بس فرق اتنا تھا جویریہ رو نہیں رہی تھی وہ دھاڑ رہی تھی حنان کی آنکھیں اب بھی سرخ تھیں باہر یاسر ثوبان اور یازان ان آدمیوں کی چیخ و پکار حنان کا غرانا اور جویریہ کا بچوں کی طرح روانگی سے ایک ایک بات بتانا سب سن رہے تھے جہاں اب یاسر اور ثوبان کے دل کو ٹھنڈک پڑتی ان آدمیوں کی کرب و تکلیف میں ڈوبی چیخوں کو سنتے وہی جویریہ کی دھاڑنے پر دل میں درد کی لہر اٹھ جاتی حنان نے ایک کی طرح باقی تینوں کی چیخ و پکار ، ایک موقع کی فریاد ،معافی کی درخواست اور عدنان حمدانی نے ان کی بہن کو کہاں رکھا تھا بتانے کے لالچ کو اگنور کیے اپنا کام سرعت سے سر انجام دیا پورا کمرہ چیخوں سے گونج رہا تھا عشراق کا پتا بتانے والی بات پر ثوبان اور یاسر نے ایک دوسرے کو دیکھا حنان کا بھی پل کو ہاتھ رکا تھا جویریہ نے حنان کو روکنے کے لیے لب کھولے تھے مگر حنان اعظم کفیر اپنی بیوی کو بے پردہ کرنے والوں کو بہن کی جان بچانے کے لیے بخش دیتے تو

کبھی بیوی کے سامنے سرخروع نا ہو پاتا اللہ نے اس کی عزت محفوظ رکھی تھی لیکن اس کی عزت کو بے پردہ کرنے والوں کو زندہ نہیں چھوڑ سکتا تھا ان کا مرنا ہی حنان اعظم کفیر نے طے کیا تھا تاکہ اس کی بیوی سر اٹھا کر جی سکے اور جویریہ کے کچھ کہنے سے پہلے ہی حنان نے وار کرتے اپنا کام مکمل کیا سنگ مرمر کا فرش خون سے تر تھا فرش پر دراڑیں پڑ چکی تھیں جن میں خون بہہ کر جمع ہو رہا تھا جویریہ ان چاروں کے مردہ وجود کو دیکھتی حنان کو دیکھنے لگی جو اسے سرخ آنکھوں سے دیکھے اس کے قریب اپنے بھاری قدم اٹھاتا اس سمت بڑھ رہا تھا جویریہ کے قریب آتے حنان نے جویریہ کے جلے ہوئے گال پر اپنا ہاتھ پھیلائے انگوٹھا اس جگہ پر رکھا جویریہ کو محسوس ہوا جیسے جلتے ایندھن پر کسی نے بارش کی پھوار کر دی ہو جویریہ کی آنکھیں یک دم نم ہوئیں جنہیں حنان نے محسوس کیا پھر جویریہ نے آنکھیں بند کرتے اپنی نمی پیچھے دھکیلی پھر آنکھیں واہ کیں اب صرف سنہری آنکھیں حنان کو دیکھ رہی تھیں جنہیں دیکھ حنان بے ساختہ اب پہلی دفعہ مسکرایا جسم میں جیسے سکون برپا ہوا حنان کو پہلی

دفعہ محسوس ہوا وہ بھی جویریہ کو نارمل لڑکیوں کی طرح نہیں دیکھ سکتا تھا اس کے آنسو اسے تکلیف کے دلدل میں کھینچ لیتے تھے حنان کو اپنی بیوی سفاک ہی پسند تھی اسے اپنی سفاک بیوی سے ہی محبت تھی۔

"حنان عدنان حمدانی اور ستارہ بائی نے مجھے طوائف۔۔اور ان لوگوں نے مجھے وحشیہ بنانے کی کوشش۔۔"جویریہ بولتے بولتے رکی آواز سینے میں گھٹی آنکھیں صاف تھیں مگر مدھم آواز میں کرب تھا دھاڑنے سے آواز بیٹھ چکی تھی حنان اس سے زیادہ نہیں سن سکتا تھا جویریہ کے ہونٹوں پر انگلی رکھ گیا۔

"ڈارلنگ مجھے یقین ہے اپنی سفاک بیوی پر ستارہ بائی کی سوچ کا انجام تم نے انھیں گھنگروں سے اس کا بدصورت چہرہ مزید بدصورت کرتے دے دیا ہے جن کو پہنائے وہ تمہیں طوائف بنانا چاہتی تھی اور عدنان حمدانی کو بھی کوئی انعام تو دیا ہو گا اس کے گلے پر نشان دیکھے تھے گلا گھونٹنے کے تازہ تازہ ،میں

غلط نہیں ہو تو یہ نیک کام میری بہادر سفاک بیوی کا ہی ہے" حنان نے جویریہ کی آنکھوں پر باری باری لب رکھتے استفسار کیا جویریہ گردن پیچھے کیے حنان کی بات پر مسکراتے سر اثبات میں ہلا گئی حنان جان نثار ہوا اور جویریہ کی پیشانی کو مسکراتے لبوں سے لگا گیا۔

"میری بہادر سفاک بیوی اور یہ تمہیں وحشیہ بنانا چاہتے تھے تمہارے وجود کو غلیظ نظروں سے دیکھا تھا انھوں نے تمہیں چھوا تھا دیکھو ان کا کیا انجام کیا ہے میں نے " حنان نے ان چاروں کو نفرت سے دیکھتے جویریہ کو دیکھتے کہا جویریہ اثبات میں سر ہلا گئی۔

"عشراق۔۔"جویریہ نے حنان کو دیکھتے کہا۔

"وہ یہاں نہیں تھی عدنان حمدانی کے آدمیوں کے پاس ہے مگر فکر نہیں کرو جلد ہی ہم اسے بھی ڈھونڈ لے گے " حنان نے کہا جویریہ نے اثبات میں سر ہلایا حنان کی آواز میں کرب تھا عشراق کا سوچتے ہوئے جو جویریہ نے محسوس کیا۔

"تمہارے پیر کو زخمی کس نے کیا " حنان نے سفید چادر کو خون سے لبریز دیکھ پوچھا جویریہ نے سارا واقعہ اور عدنان حمدانی اور ستارہ بائی کی ایک ایک بات حنان کو بتائی حنان نے جبڑے بھینچے۔

"اس دفعہ اسے آرمی کے حوالے نہیں خود گولیوں سے بھونوں گا " حنان نے کہا جویریہ کی پیشانی پر شکنیں پڑی۔

"تم نے آرمی کو عدنان حمدانی کے خلاف۔۔"جویریہ بول رہی تھی جب حنان نے جویریہ کو چپ رہنے کا اشارہ کیا حنان نے جھٹکے سے خود کے کسرتی سینے کو شرٹ سے آزاد کیا جویریہ کی نظریں اپنے نیک کفیر کے سکس پیکس پر گئی جویریہ نے نگاہیں پھیری جبکہ حنان نے شرٹ اتارتے اس کا خون سے پاک حصہ پھاڑا اور شرٹ زمین بوس کرتے جویریہ کے کپڑے تھامے اور جویریہ کو بنا سمجھنے کا موقع دئے ایسے ہی لحاف میں لیے وشروم کی سمت بڑھا

"عشراق کو ڈھونڈنا ہے " جویریہ نے مدھم آواز میں کہا حنان جویریہ کا چہرہ اپنے قریب کر گیا جویریہ کا چہرہ سرخ تھا۔

"تمہیں میری بہن کی بہت فکر ہے جبکہ میرے بھائی پر گولی چلوا چکی ہو " حنان نے جویریہ کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے کہا وہ جویریہ کی آنکھوں میں کچھ تلاش کر رہا تھا جیسے وہ چاہتا تھا جویریہ آج چاہے زرا سی ہی اس کے

سامنے نرم پڑی ہے مگر وہ اپنے دل کے تمام راز حنان کے سامنے کھول دے وہ بتا دے انجشہ شاہ میر کون ہے ، اس نے پانچ سال پہلے حنان پر وہ الزام کیوں لگایا، حداد پر حملے میں جویریہ کا کیا واقعی کوئی تعلق ہے یا نہیں ؟

حداد پر ہوئے حملے کے بعد حنان نے اپنے بھروسے کے بندوں کو ہائیر کر کے پوری تحقیق کروائی تھی وہ پولیس کو ان سب میں انولو نہیں کرنا چاہتا تھا اگر یہ سب جویریہ نے نہیں کیا تو دشمن جو بھی ہے ان کے ہر عمل پر نظر رکھے ہوئے ہے اس لیے سلمان جو اپنے طور پر انویسٹیگیشن کر رہا تھا مصطفی یاسر اور ثوبان کے کہنے پر حنان نے اسے بھی منع کر دیا تھا۔۔حنان کی انوسٹیگیشن ٹیم کے ہاتھ بھی کوئی ثبوت نہیں لگا تھا وہ لوگ جو بھی تھے بہت شاطر تھے لیکن جن تین آدمیوں نے حداد پر حملہ کیا تھا ان میں سے ایک کے فون رکارڈ میں ایک نمبر سے کال تھی وہ باہر ملک کا تھا اور کال صرف ایک دفعہ ہی کی گئی تھی اور بہت دن پہلے ۔۔ نمبر ٹریس نہیں کیا جا سکا وہ غیر شناختی

انسان کے رکارڈ پر غیر قانونی طریقے سے درج تھا وہ جو بھی تھا اسے کیسے پتا کہ اس وقت حنان گھر سے باہر نکلے گا ؟ اور اسی وقت حملہ کرنا ہے ایگزیکٹ ٹائمنگ حنان سن کر شاکٹ ہوا تھا اور جویریہ کے بارے میں بہت سوچنے کے بعد حنان نے بنا کسی ثبوت کے یہی فیصلہ کیا تھا اس کی بیوی سفاک اس کے لیے ہوسکتی ہے لیکن ان کے گھر والوں کے لیے نہیں اگر جویریہ کو ایسا ہی کرنا ہوتا وہ حداد کو بچانے کیوں جاتی اور حداد کے منہ سے سارا واقعہ سنتے کہی بھی جویریہ قصور وار ثابت نہیں ہو رہی تھی حنان نے جویریہ کی کال رکارڈ نکلوائی تھی جویریہ نے اس دن جس شخص سے فون پر کار کا پیچھا کرنے کا کہا تھا وہ ان کی کمپنی کا گارڈ تھا جسے مینجر کا پیچھا کرنے کا کہا گیا تھا کیونکہ وہ مینجر مخالف کمپنی کو داؤد امپائر کے راز دے رہا تھا تو جویریہ پر شک کرنا بے بنیاد تھا اور اسی لیے جویریہ داؤد امپائر جانے کی ضد کر رہی تھی۔۔حنان کی ٹیم نے اسے آگاہ کیا تھا یہ جو بھی ہے بہت بڑی پلیننگ کر رہا ہے شاید اب کسی اور کو ٹارگٹ کرنے والا ہے حنان اس سب کے لیے پہلے سے خود کو تیار کر رہا تھا

مگر اسے نہیں معلوم تھا وہ دشمن سنبھلنے کا موقع ہی نہیں دے گا ابھی دو دن ہی ہوئے تھے حداد کے شاکٹ سے نکلے اور اب جویریہ اور عشراق پر حملہ۔۔ یہ دشمن کون تھا اور کیا دشمنی تھی اس کی کفیر'ز سے اس سب کے جواب اسے عدنان حمدانی کے سامنے آتے مل چکے تھے مگر حنان اب بھی ماننے کو تیار نا تھا یہ سب عدنان حمدانی اور ستارہ بائی کا پلین ہے وہ لوگ اتنے شاطر نہیں ہو سکتے حنان اسی کشمکش میں تھا اور ابھی جویریہ کے ساتھ جو ہوا اور ابھی اس کے پاس عشراق کو ڈھونڈنے کے لیے وقت تھا حنان اور یاسر نے کشمیر آرمی چیف سے خوفیہ طور پر مدد طلب کی تھی اس پیلس میں آنے سے پہلے حنان کی شرٹ کی پوکیٹ میں کیمرہ تھا آرمی چیف سب کچھ دیکھ رہے تھے انھوں نے حنان سے کہا عشراق جہاں بھی ہے ہماری ٹیم ڈھونڈ لے گی لیکن جب تک ہم کوئی آرڈر نا دے آپ لوگ عدنان حمدانی کے پیچھے نا جائے اسی لیے ابھی تک پیلس میں موجود تھے ورنہ حنان اور یاسر یہاں پیلس میں رہ کر وقت ضائع نہیں کرتے وہ آرمی چیف کے آرڈر کا ویٹ کر رہے تھے۔۔ حنان نے اسلحہ

رکھے کمرے کی مکمل ویڈیو بنا کر آرمی چیف کو سینڈ کی تھی اور خود وہ کیمرہ وہی پھینکتا اپنی بیوی کے لیے ان درندوں کا خاتمہ کرنے کے لیے اس کمرے میں آیا تھا حنان کی بات پر جویریہ کا شرم سے لال ہوتا چہرہ یک دم سپاٹ ہوا تھا حنان نے بخوبی نوٹ کیا تھا۔

"عشراق میرے بھائی کی محبت ہے صرف اس لیے " جویریہ نے مضبوط لہجے میں کہا حنان مسکرایا اس کی بیوی اتنی آسانی سے راز نہیں بتانے والی تھی ان پہلیوں کو اتنی جلدی سلجھانے نہیں والی تھی جویریہ کے شانوں پر ڈوپٹہ ڈالے جویریہ کی پیشانی پر عقیدت سے بوسہ دیتے وہ جویریہ کو باہوں میں بھرے باہر کمرے میں داخل ہوا تھا جویریہ کی نظر حنان کے زخمی بازوں پر گئی اس کا زخم جویریہ کے پیر کے زخم سے زیادہ گھیرا تھا یا شاید جویریہ کو پہلی دفعہ حنان کی تکلیف کا احساس ہوا تھا وہ نگاہیں پھیر گئی جبکہ حنان ان آدمیوں کے چیتھڑوں کو نخوست سے دیکھ رہا تھا تکلیف کا کوئی عنصر اس کے چہرے پر نا تھا

وہ دروازے کی سمت بڑھا تھا۔۔وہ فرشتہ صفت حنان اعظم کفیر تھا !جس نے اپنی بیوی کو بے پردہ کرنے والے چار درندوں کے ہتھوڑے سے چیتھڑے کیے تھے !! اپنی سفاک بیوی کا نیک کفیر ..! جویریہ کی آنکھوں میں ایک تاثر ابھرا تھا اپنے نیک کفیر کے وجیہہ دلکش چہرے کو دیکھ کر اور وہ تاثر مان کا تھا اس کے نیک کفیر نے اس کا مان رکھا تھا۔

یاسر ثوبان اور یازان ریلنگ سے اڑیس لگائے کھڑے تھے جب دروازہ کھلا حنان شرٹ لیس اپنے کٹاؤ جسم سکس پیکس کی نمائش کرتا جویریہ کو اپنی باہوں میں بھرے باہر قدم رکھ گیا یاسر اور ثوبان جہاں جویریہ کو دیکھ پر سکون ہوئے تھے وہی حنان کے اور جویریہ کے نم بال انھیں اور بھی بہت کچھ باور کروا چکے تھے دونوں بھائیوں کے چہرے خطرناک حد تک سرخ ہوئے یہ کفیر جتنا شریف تھا اتنا ہی کمینہ تھا دونوں نے حنان کے بڑے ہونے کا لحاظ بھی بلائے طاق رکھتے دل میں سوچتے جبڑے اور مٹھیاں بھینچی اتنے خطرناک حالات میں

بھی وہ شخص ان کی بہن کے ساتھ رومینس جھاڑ کر آیا تھا دونوں بھائیوں کا پہلے والا سکون غارت ہوا جبکہ یازان نے ایک نظر اپنے بھائی کو دیکھا جو کسی ہیرو کی طرح اپنی ہیروئن کو باہوں میں بھرے چہرے پر بے تحاشہ سکون کے ساتھ ان کی ہی طرف قدم بڑھا رہا تھا جویریہ نے باہیں حنان کے گلے میں ڈالی ہوئیں تھیں یازان نے رخ پھیرتے ثوبان اور یاسر کو دیکھا جن کا چہرہ غصے کی زیادتی سے سرخ ہو چکا تھا یازان نے چہرہ جھکائے قہقہہ ضبط کیا تو حنان بھی ثوبان اور یاسر کے سرخ چہرے کو دیکھتے اپنی ہنسی دبا گیا تو جویریہ ثوبان اور یاسر کو سپاٹ چہرے سے دیکھنے لگی ان کے سرخ ہوتے چہرے کو دیکھتے جویریہ نے حنان کو دیکھا جس کے چہرے پر سکون اور شرارت تھی جویریہ نے سر جھٹکا۔

****

حنان جویریہ کو لیے ثوبان اور یاسر کو اگنور کرتا سیڑھیاں اترنے لگا تو یازان مسکراہٹ دبائے اپنے بھائی کے پیچھے ہوا یاسر کو آرمی چیف کی کال آئی وہ حنان سے نظریں ہٹاتے موبائل کان سے لگا گیا آرمی چیف کچھ دیر میں سیول کپڑوں میں پولیس کی ٹیم کو پیلس بھیجنے والے تھے اسی لیے ان لوگوں کو جلد از جلد وہاں سے نکلنے کا کہا کیونکہ اگر پولیس یا میڈیا کو یاسر کی زندگی میں کیا چل رہا ہے پتا چل جاتا یاسر کے لیے عشراق کو ڈھونڈنا اور مشکل ہو جاتا اور عدنان حمدانی کی حرکت اور جرت پر پاکستان پولیس اور آرمی پر بھی سوال اٹھائے جاتے جو کہ آرمی چیف ،یاسر اور حنان ہر گز نہیں چاہتے تھے آرمی چیف نے یہ بھی کہا کہ عدنان حمدانی کو کونٹیکٹ کرے کیونکہ وہ لوگ پورٹ کے سہارے پاکستان میں غائب ہوچکے تھے خوفیہ طور پر ان کی معلومات نکلوانا مشکل ہو رہا تھا ہاں البتہ اگر یہ اوپن مشن ہوتا تو اتنی مشکل پیش نا آتی اور اس پر تضاد ان کو عشراق کے لیے پھونک پھونک کر قدم رکھنا تھا حنان جویریہ کو لیے ، یازان عمران ثوبان اور یاسر سمیت اپنی اپنی کاروں تک پہنا تھا

ثوبان کی کار میں شفا موجود تھی جبکہ سلمان پولیس کا انتظار کرتا پیلس میں ہی رکا تھا آرمی چیف اب بھی یاسر سے محو گفتگو تھے سب لوگ کاروں میں سوار ہوتے وہاں سے نکلے حنان جویریہ کو لیے داؤد حویلی پہنچا تھا جہاں اس وقت سب ہی موجود تھے وہ فی الوقت جویریہ کو اکیلے نہیں چھوڑ سکتا تھا اپارٹمنٹ اور کفیر حویلی جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا یاسر ثوبان شفا اور یازان اپنی اپنی کار سے اترے تھے جبکہ حنان اب بھی کار میں موجود تھا۔

"شرٹ لے کر آؤ میرے لیے " حنان نے کار کا شیشہ نیچے کرتے ثوبان پر حکم جھاڑا جس نے ایڑھیوں کے بل گھوم کر حنان کو اوشن بلیو خوبصورت آنکھیں چھوٹی کیے دیکھا۔

"مجھ سے کچھ کہا ؟" ثوبان نے اپنے سینے پر انگلی رکھتے آئیبرو ریز کیے استفسار کیا جیسے اس نے غلط سنا ہے۔

"شرٹ لے کر آؤ میرے لیے " حنان نے اطمینان سے اپنی بات دوہرائی۔

"کیوں اب شرم آرہی ہے ؟ پہلی بات ایسے ہی جاؤ اندر سب کو بھی تو پتا چلے تم کتنے فرشتہ صفت کفیر ہو۔۔اور دوسری بات میں تمہارا نوکر نہیں" ثوبان نے ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہا جویریہ شفا یازان ان دونوں کو ہی دیکھ رہے تھے جبکہ عمران پارٹی آفس جا چکا تھا تو یاسر اب بھی فون پر پیشانی مسلتا مصروف تھا۔

"پہلی بات اگر میں ایسے اندر گیا تو میرے سسر ، تایا سسر اور دادا سسر سمیت میری تائی ساس اور ساسوں ماں کے ساتھ پتا نہیں کس کس کا چہرہ سرخ ہو جائے گا جو میں نہیں چاہتا۔۔اور دوسری بات نوکر تو نہیں مگر سالے تو ہو دونوں میں کوئی زیادہ فرق نہیں " حنان نے اطمینان سے آگ لگائی ثوبان حنان کے جواب پر مٹھیاں بھینچ کر لب بھینچے اندر داخل ہوا کچھ دیر بعد ملازم حنان کے لیے شرٹ لیے کار کے پاس رکا حنان نے سر جھٹکتے شرٹ لی اور زیب تن کی۔

"تمہارے بھائیوں کو بہنوئی کا خیال رکھنا نہیں آتا چہ چہ " حنان نے جویریہ کو طعنہ مارا۔

"جس طرح تم میرے بھائیوں کا چہرہ سرخ کر رہے ہو اندر قدم سنبھل کر رکھنا یہ نا ہو تمہارا بھی چہرہ سرخ ہو جائے" جویریہ نے دوبدوک کہتے کار کا دروازہ کھولے اترنا چاہا جب حنان اس کا ہاتھ تھامے زرا سا گھور کر شرٹ کے بٹن بند کرتا جو کہ بند ہونے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے ثوبان کے سینے سے زیادہ حنان کا سینہ جو چوڑا تھا اس کی شرٹ اسے فیٹ نہیں آرہی تھی لیکن پھر بھی وہ مجبورا پہنتا اپنی طرف کا دروازہ کھولے جویریہ کی طرف آتا اسے پھر اپنی باہوں میں لیے داؤد حویلی داخل ہونے لگا۔

"تمہاری اطلاع کے لیے عرض ہے میری سفاک بیوی مقدس کفیر حویلی میں ہے اور تمہارا یہ بزنس ٹائیکون بھائی بھی کفیر حویلی گھر جمائی بن چکا ہے لگ بھگ اتنی مال و دولت ہونے کے باوجود یہ تو تمہارا اور عشراق۔۔۔" حنان جویریہ سے کہتا جملہ ادھورا چھوڑے لب بھینچ گیا عشراق کا پروجیکٹر پر نظر آتا

معصوم چہرہ جو سامنے لہرایا تھا جویریہ نے حنان کا خاموش ہونا باخوبی نوٹ کیا تھا وہ بھی کچھ نا بولی عشراق کے نام پر تکلیف اسے بھی ہوئی تھی۔

یاسر کال ڈسکنیکٹ کرتا حنان جویریہ اور یازان کو وہاں سے جاتا دیکھ خود بھی اندر کی سمت قدم رکھ گیا شفا البتہ سیاہ چادر سے خود کو مکمل ڈھانپے کھڑی تھی یاسر نے ایک نظر شفا کو دیکھا اور ضبط کرتے حویلی کی جانب قدم بڑھائے تو ملازم نے ثوبان کے ہاتھوں شفا کو اندر آنے کا کہاں شفا یاسر کی پشت کو دیکھتی اپنے آنسو صاف کیے ملازم کے ساتھ حویلی میں قدم رکھ گئی جویریہ کو صوفے پر بٹھاتے روقیہ بیگم سب سے پہلے جویریہ کو سینے میں بھینچ کر رونے لگی دادجی نے حنان کے سر پر ہاتھ پھیرا تو شازم صاحب نے بیٹی کو صحیح سلامت نم آنکھوں سے دیکھتے نا محسوس انداز میں اپنے آنسو صاف کیے جویریہ اور عشراق کی گمشدگی کی خبر ملتے ہی قندیل کو بھی یونیورسٹی سے گھر لے آیا گیا تھا افق کو بھی کال کی گئی تھی مگر اس نے بے فکر رہنے کا کہتے خود ہی حویلی جلد پہنچنے کا کہا تھا جس پر ثوبیہ بیگم پرسکون ہوئیں تھیں قندیل اس

وقت اپنے کمرے میں نماز پڑھتے عشراق اور جویریہ کے لیے دعا گو تھی ثوبیہ بیگم بھی اپنی ناراضگی بھولائے جویریہ سے ملی شفا کا ابھی تک کسی نے تعارف نہیں کروایا تھا وہ سر جھکائے ایک سائیڈ پر کھڑی تھی پانچ منٹ بعد اعظم، عالم اور شاہد کفیر فاطمہ بیگم کے ساتھ داؤد حویلی داخل ہوئے مقدس حداد کا خیال رکھنے کے لیے کفیر حویلی رکی تھی کیونکہ عترت خود کو گیسٹ روم میں بند کیے ہوئے تھی حداد اور عترت کو جویریہ اور عشراق کی گمشدگی کی خبر نہیں دی گئی تھی فاطمہ بیگم جویریہ کو ایک نظر دیکھتی نفرت سے منہ موڑ گئی اور حنان کے پاس آتی عشراق کے متعلق استفسار کرنے لگی جو لب بھینچ گیا۔

ثوبان نے سرد سانس کھینچ کر سب کی بے چینی ختم کی سب کو ایک ایک واقعہ بتایا تھا جویریہ کی عزت پر حملہ کرنے کے علاوہ یہ الفاظ وہ خود بھی ادا نہیں کر پا رہا تھا بس اتنا ہی بتایا گیا کہ وہ لوگ جویریہ کو طوائف بناتے ان سے بدلہ لینا چاہتے تھے لیکن یہ بات سنتے بھی سب بڑے طیش میں آئے تھے مگر ضبط کرنے کے علاوہ وہ کر بھی کیا سکتے تھے عشراق اب بھی ان لوگوں کے قبضے

میں تھی شفا کے متعلق یہ ہی تعارف دیا گیا کہ وہ عدنان حمدانی اور ستارہ بائی کی بیٹی ہے اور داؤد'ز اور کفیر'ز کی مدد کرنا چاہتی ہے جس پر سب نے شفا کو مشکور نگاہوں سے دیکھا تو شفا نے اپنے آنسو چادر سے صاف کیے اگر انہی لوگوں کو شفا اور یاسر کی سچائی معلوم ہوتی تو شاید شفا کو منہ بھی نا لگاتے اور یاسر کو بھی ثاقب داؤد حویلی سے بے دخل کر دیتے ثوبان نے بات مکمل کی وہاں سکوت چھا گئی فاطمہ بیگم بنا آواز کے آنسو بہا رہی تھیں ثوبیہ بیگم بھی عشراق کے لیے پریشان تھی اور اس پر تضاد اب کافی دیر ہوچکی تھی اور افق کال ریسیو نہیں کر رہی تھی تو روقیہ بیگم کو تو ردی برابر بھی عشراق کی پرواہ نا تھی لیڈی ڈاکٹر کو کال کرتے حویلی بلایا گیا جویریہ کے زخم کا معائینہ کرنے کے لیے۔

"اتنی جلدی تمہارے فون کی توقع نہیں تھی سیاستدان " یاسر نے عدنان حمدانی کے نمبر پر کال کی تھی فون سپیکر پر تھا عدنان حمدانی کی آواز ابھر رہی تھی

خواتین کو جویریہ اور شفا سمیت اندر لاونج میں بھیج دیا گیا تھا اب وہاں صرف مرد حضرات موجود تھے۔

"کام کی بات کرو عدنان حمدانی " یاسر غرایا تھا وہ سامنے صوفے پر بیٹھا تھا فون سینٹرل ٹیبل پر رکھا تھا سب صوفے پر بیٹھے تھے ان سب کی نگاہیں فون کال پر تھیں جہاں سے عدنان حمدانی کی آواز ابھر رہی تھی وہ قہقہہ لگا رہا تھا۔

"اس لیڈی بوس عرف سفاک عورت کو تو بچا لیا ہے اس کے نیک کفیر نے اب تمہاری باری ہے اپنی ملکہ کو بچانے کی لیکن یہ غلطی مت کرنا کہ لیڈی بوس کی طرح ملکہ کو بھی بچا لو گے نا۔۔نا۔۔وہ تو تم لوگوں کا بس ٹرائل تھا اور تمہاری ملکہ کی آزادی کی قیمت ہوگی اور اس قیمت کی ادائیگی کے بنا تمہاری ملکہ کا ملنا ناممکن ہے اور قیمت تمہاری ستہ ہے یاسر شازم داؤد" عدنان حمدانی قہقہہ لگاتا نخوست سے بولا تھا۔

"تم سیاستدان سے ستہ چھوڑنے کی بات کررہے ہو یاد رکھنا بادشاہ کبھی تاج نہیں اتارا کرتے " یاسر نے ایک ایک لفظ چباتے غراتے ہوئے کہا۔

"تو پھر اپنی ملکہ کی قبر پر تاج محل بنانے کی تیاری کرو کیونکہ وقت کم ہے صرف سینتیس گھنٹے بچے ہیں تمہارے پاس " عدنان حمدانی قہقہہ لگاتا بولا۔

"عدنان حمدانی میری ملکہ کو ایک کھرونچ بھی آئی میں تمہیں ایسی سفاک موت دوں گا کہ دیکھنے والوں کے لیے عبرت ہوگی " یاسر عدنان حمدانی کی بات سنتا غصے سے کھڑا ہوتا ٹیبل کو ٹھوکر مارتے دھاڑا تھا اندر بیٹھی خواتین لرزی تھیں جویریہ پریشان ہوئی تھی یاسر کے لیے جبکہ فون اچھل کر کارپٹ پر گرا تھا حنان اور یازان نے بھی عدنان حمدانی کی بات پر ضبط سے مٹھیاں بھینچ لیں تھیں شیشے کا ٹیبل چکنا چور ہوا تھا۔

"تمہاری بہن نے بھی یہی الفاظ ادا کیے تھے سیاستدان اور سچ پوچھوں تو مجھے تم سے ڈر بھی لگ رہا ہے اسی لیے تو تمہاری ملکہ کا نقاب نہیں اتارا گیا ابھی تک مگر جب ہم یہاں تک اپنی جان پر کھیل کر رسک لے رہے ہیں تو کچھ اور صحیح۔۔۔ہاہاہا یقین مانو ہاتھ پاؤں کانپ رہے ہیں ہاہاہا۔۔خیر اچھے سے سوچ لو ہماری سفاکی کا ایک نمونہ تم اپنی بہن کو بنے دیکھ چکے ہو اور ایک نمونہ جلد

تمہارے گوش گزار کیا جائے گا اور پھر بھی اگر تم نہیں مانے تو تمہاری ملکہ موت کی نیند سو جائے گی" عدنان حمدانی نے کہا سب کی پیشانی پر شکنیں پڑی۔

" عدنان حمدانی " حنان دھاڑا تھا جبکہ حنان کی آواز سنتے عدنان حمدانی کی غراہٹ گونجی۔

"حنان اعظم کفیر تیرے اور تیری بیوی کے کیے کا خمیازہ تم لوگ بھگت چکے ہو اگر نہیں چاہتے تمہاری بہن وہ سب جھیلے تو اپنے بہنوئی سے کہو ستہ چھوڑ دے اور شفا کو میرے حوالے کرے " عدنان حمدانی کی آواز گونجی۔

"تمہاری بیٹی تمہیں مل جائے گی مگر میری ملکہ کو۔۔۔" یاسر دھاڑا تھا اپنا جملہ مکمل کرتا کہ عدنان حمدانی نے اس کی بات کاٹی جبکہ حنان نے یاسر کو گھورا وہ شفا کو عدنان حمدانی جیسے باپ کے حوالے کبھی نہیں کرنا چاہتا تھا جبکہ شفا سے یاسر کو کوئی سروکار نہیں تھا۔

"مجھے میری بیٹی تمہارے ساتھ چاہیے یاسر شازم داؤد " عدنان حمدانی نے بات مکمل کی۔

"کیا مطلب ہے تمہارا" ثوبان کے ماتھے پر بل پڑے۔

"سیاستدان پہلے استعفیٰ دے گا اور پھر شفا کو لیے میری بتائی گئی جگہ پر پہنچے گا جہاں تمہارے بھائی کی ملکہ کو رکھا گیا ہے اور میں سیاستدان کو اس کی ملکہ حوالے کرونگا اور میڈیا میں سیاستدان بیان دے گا کہ وہ ستہ ہمیشہ کے لیے چھوڑ رہا ہے اور میرا نام وزیراعظم کے طور پر اپنی پارٹی کے تعاون سے اسمبلی میں دے گا۔۔بس اتنی سی بات ہے " عدنان حمدانی مسکراتا بولا جبکہ عدنان حمدانی کی بات سب کے سروں پر بجلیوں کی طرح گیری تھی وہ یاسر کو چاروں خانے چت کرنا چاہتا تھا۔

"ایسا کبھی نہیں ہو گا " ثوبان دھاڑا تھا۔

"تو ٹھیک ہے پھر پہلے یاسر اپنی بہن کی لاش پاکستان میں تلاش کرے گا اس کے بعد اس کی ملکہ کی بھی لاش اس تک ادب سے پہنچا دی جائے گی آخر سیاستدان کی ملکہ ہے اتنی عزت تو بنتی ہے نا۔۔ہاہاہاہا" عدنان حمدانی خباثت سے بولتا سب کے سروں پر دھمکا کر گیا۔

"میری بہن جویریہ تو یہاں ہے ؟ " یاسر نے پریشانی میں غراتے کہا۔

"کیا تم بھی سیاستدان ... بزنس ٹائیکون ثوبان جازم داؤد کی بہن تمہاری بہن نا ہوئی وہ تو تمہاری بہن کے لیے اپنی جان پر کھیل گیا اور تم۔۔۔چہ چہ بہت غلط بات ہے تمہیں اس کی بہن کی ہی پرواہ نہیں" عدنان حمدانی جیسے افسوس سے بولا۔

"میری بہنیں میرے گھر میں ہیں۔۔تم کس کی بات کر رہے ہو " ثوبان کو اپنی آواز کھائی سے آتی محسوس ہوئی وہ جازم صاحب کی طرف دیکھتا بولا جبکہ جازم صاحب نے پریشانی سے چہرے پر ہاتھ پھیرا اتنے میں سامنے سے مصطفی بلیک فور پیس سوٹ میں ملبوس داؤد حویلی میں داخل ہوا کوٹ کندھے پر تھا آنکھیں سرخ تھیں وجیہہ چہرے پر بڑھی شیو چہرے کی دلکشی میں اضافہ کر رہی تھی

۔

"میری بیوی افق مصطفی شاہ میر کی" مصطفی کی پتھریلی آواز حویلی میں گونجی سب اپنی جگہوں پر ساکت ہوئے ثوبیہ بیگم صوفے کا سہارا لیتی بیٹھی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر گرے۔

"بلکل درست فرمایا مصطفی شاہ میر نے" عدنان حمدانی لطف اندوز آواز میں بولا۔

****

"افق " یاسر اور ثوبان بے یقینی سے بولے حنان اور یازان کا بس نا چلا عدنان حمدانی سامنے ہو اور اسے بولنے لائق نا چھوڑے اور یہی حال وہاں موجود سب مرد حضرات کا تھا جبکہ مصطفی سرخ نگاہوں سے کارپٹ پر پڑے فون کو ہی گھور رہا تھا۔

"مصطفی شاہ میر کی بیوی کی رہائی کی قیمت یاسر شازم داؤد کا استعفیٰ ہے اور استعفیٰ آٹھ گھنٹوں میں مل جانا چاہیے ورنہ افق مصطفی شاہ میر کی لاش بھی تم لوگوں کو آسانی سے نہیں ملے گی پوری دنیا میں ڈھونڈنی پڑے گی۔۔اور ملکہ کی آزادی کی قیمت اس کے بعد بتاؤ گا " عدنان حمدانی ایک ایک لفظ پر زور دیتا کال ڈسکنیکٹ کر گیا مصطفی کے جسم میں شرارے پھوٹے سرخ سیاہ نگاہیں مزید سرخ ہوئیں ثوبان نے نظریں اٹھائے یاسر کو دیکھا جس کا چہرہ عدنان حمدانی کی بات پر غضب و اشتعال سے سرخ ہوا تھا یازان بھی مصطفی کو ہی دیکھ رہا تھا سب لوگ پریشان ہوئے۔

"میں اس خبیث کو زندہ گاڑھ دونگا " ثوبان پوری قوت سے دھاڑا تھا سفید چہرہ سرخ ہوچکا تھا جبکہ مصطفی قدم اٹھاتا یاسر کے قریب آیا جو سرخ چہرے سے مٹھیاں بھینچے ہوئے تھا اور حنان مصطفی کے۔

"تمہاری یا افق کی کیا دشمنی ہے عدنان حمدانی سے " حنان کے سوال پر سب چونکے یہ سوال کرنے کا کیا مقصد تھا ؟ سب تو جانتے تھے یاسر کا استعفیٰ چاہتا ہے عدنان حمدانی جبکہ مصطفی نے گردن موڑے حنان کو دیکھا جو جانچتی نگاہوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا یاسر ثوبان اور باقی مرد حضرات کی کنفیوز نگاہیں حنان کی سمت ہی تھیں البتہ اندر بیٹھی خواتین کے آنسو نہیں تھم رہے تھے جویریہ اور روقیہ بیگم پریشان تھیں تو شفا سر جھکائے آنسو بہا رہی تھی اس کا باپ دوسروں کی بیٹیوں کے ساتھ ایسا کر سکتا ہے یہ سوچے بغیر اس کی بھی بیٹی ہے مگر ایسے باپ سے کیا بعید جو بیٹی کو ہی طوائف بنانا چاہتا تھا دھمکاتا تھا شفا کو اپنے وجود سے گھن آئی کہ وہ ستارہ بائی اور عدنان حمدانی کی اولاد ہے ناجائز ہی سہی مگر اولاد تو ہے ان کی ، ثوبیہ بیگم اور فاطمہ بیگم کا رو رو کر برا حال ہو چکا تھا۔

"یہ سوال کرنے کا مقصد ؟" اعظم صاحب نے بیٹے کو دیکھا۔

"عدنان حمدانی اپنے دشمنوں سے بدلہ لے رہا ہے جویریہ کو اس لیے اغواہ کیا گیا کہ اس نے ستارہ بائی کے کوٹھے پر ریٹ پروائی تھی اور اتفاقاً یاسر نے ستارہ بائی کا کوٹھا مکمل بند کروایا تھا جویریہ ان کی ایک دشمن تھی جسے ٹارگٹ کر کے وہ ثابت کرنا چاہتے تھے کہ آئیندہ اگر کوئی ان کے غیر قانونی کاموں کے بیچ میں آیا تو وہ اس سے بھی برا کر سکتے ہیں " حنان نے سب کو دیکھتے کہا۔

"افق کو بھی یاسر کی وجہ سے اغواہ کیا گیا ہے " مصطفی نے حنان کی آنکھوں میں دیکھتے کہا جیسے وہ اصل بات چھپانا چاہتا ہے حنان نے مصطفی کو گھورتے نفی میں سر ہلایا جبکہ یاسر اور ثوبان نے لب بھینچے۔

"نہیں۔۔ان لوگوں کا اصل مقصد یاسر کو وزیراعظم کے عہدے سے ہٹانا ہے اور اسی مقصد کے لیے انھوں نے عشراق کا سہارا لیا ہے اگر انھیں صرف یاسر سے ہی استعفی لینا ہوتا وہ جویریہ کو یا افق کو اغواہ نا کرتے ان کا مقصد تو عشراق کو اغواہ کر کے بھی پورا ہوسکتا ہے اور افق اور جویریہ کو ہی کیوں عدنان حمدانی مقدس ، قندیل اور عترت کو بھی تو اغواہ کرسکتا تھا " حنان نے ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہا جبکہ یہ بات یاسر ثوبان یازان کے دماغ میں تو آئی ہی نہیں نا وہاں موجود مرد حضرات کے سب ٹھٹکے تھے اور حنان کو دیکھنے لگے جو مصطفی پر نگاہیں جمائے تھا۔

"اب سوال یہ بنتا ہے مصطفی شاہ میر تمہاری اور افق کی کیا دشمنی ہے عدنان حمدانی سے " حنان نے پھر سوال دہرایا مصطفی خاموش رہا یاسر اور ثوبان کو مصطفی کی خاموشی ٹھٹھکی۔

"افق کی دشمنی ہو ہی نہیں سکتی وہ معصوم ان دشمنیوں سے دور رہتی ہے لیکن مصطفی۔۔"ثوبان بھی مصطفی کی طرف بڑھتا بولا مصطفی نے لب بھینچے وہ یہ بات کسی کو نہیں بتانا چاہتا تھا مگر اب اس کے پاس دوسرا کوئی رستہ نہیں تھا حنان کی آنکھیں اسے جانچ رہی تھی یہ بندہ ہر راز اگلوانے کے معاملے میں خطرناک تھا یہ الگ بات تھی بیوی اس کی بڑی ڈھیٹ تھی جو اب تک ہر راز سینے میں دفن کیے تھی اور حنان چاہ کر بھی اس سے راز نہیں معلوم کر پا رہا تھا۔

"عدنان حمدانی کے ملک چھوڑ کر جانے کے بعد شاہ میر امپائر کو لندن سے بہت بڑا کنٹریکٹ ملا تھا وہ کنٹریکٹ دینے والی کمپنی عدنان حمدانی کی تھی جسے وہ دوسرے نام سے چلا رہا تھا جسے اس نے حرام کے پیسوں سے کھڑا کیا تھا مجھے اس بارے میں پہلے معلومات نا تھی اس کمپنی کی ساکھ شاہ میر امپائر کے ٹکر کی تھی میں بہت خوش تھا کنٹریکٹ ملنے پر مگر جب مال امپورٹ ہونے لگا تو عدنان حمدانی کے آدمیوں نے خود ائیر پورٹ پر پیک کرنے کا کہا مجھے شک ہوا

جب میں نے ان پر نظر رکھی تو وہ لوگ شاہ میر امپائر کے پروڈکٹ کے ذریعہ ڈرگز کی سمگلنگ کر رہے تھے میں نے یہ خبر پولیس کو دی اور عدنان حمدانی کا گینگ پکڑا گیا تھا پھر مجھے پولیس نے ہی بتایا تھا اس سب کے پیچھے عدنان حمدانی ہے اور یہ راز راز رکھنے کا کہا گیا مگر مجھے نہیں معلوم تھا عدنان حمدانی بدلی میری بیوی کو اگواہ کر کے لے گا " مصطفی نے سب کو دیکھتے کہا حنان نے سرد سانس کھینچی اور سب کو دیکھا۔

"میں استعفی دے رہا ہو " یاسر نے پہلے مصطفی اور ثوبان کو دیکھا شاید آنکھوں کو بھی جنبیش دی تھی ثوبان اور مصطفی اس کا اشارہ سمجھ چکے تھے جبکہ حنان کی تیز نظروں سے یاسر کی حرکت چھپی نا رہی ایک شیر تھا تو دوسرا سوا شیر جبکہ یاسر کی بات پر سب نے گردن موڑے یاسر کو دیکھا۔

"تم استعفی نہیں دو گے " مصطفی یاسر کے مقابلے میں آتا بولا یاسر نے زخمی نگاہوں سے مصطفی کو دیکھا ثوبان البتہ خاموش تھا۔

"جو داؤد'ز دوست ہونے کے باوجود کفیر'ز کو پوری دنیا کے سامنے ذلیل کر سکتے ہیں ان پر بنا ڈر و خوف کے گن تان سکتے ہیں وہ داؤد'ز دشمنوں سے ڈر رہے ہیں۔۔کیا میں یہ سمجھو دوستی پر ہی طاقت تھی داؤد'ز کی دشمنی نبھانے کی بات آئی تو کمزور پڑ گئے ؟ " حنان طنزیہ مسکراتا یاسر کو دیکھتے طعنہ مار گیا حنان کی بات پر یازان نے مسکراہٹ دبائی حنان کبھی کبھی خود کو منتقم مزاج بندہ بھی ثابت کر دیتا تھا جبکہ ثوبان اور مصطفی نے خود پر بامشکل ضبط کیا۔

"داؤد'ز دشمنوں کی دھجیاں اڑا سکتے ہیں مگر یہاں بات ہماری عورتوں کی ہے " یاسر حنان کے طنز پر دھاڑا تھا یاسر کی دھاڑ سنتے شفا جو خواتین کے ساتھ پریشان سی کھڑی تھی صوفے کی سطح کو تھام گئی۔

"پانچ سال پہلے بھی بات عورت کی ہی تھی جب پانچ سال پہلے تم لوگ ہر رشتہ ختم کرتے اپنی عورت کے لیے بدلہ لے سکتے تھے تو اب کیوں نہیں ؟ " حنان یاسر کی دھاڑ کو مکمل اگنور کرتا ابرو ریز کیے بولا۔

"ان کے پاس میری بہن اور میری ملکہ ہے " یاسر نے جبڑے بھینچے کہا۔

"تمہیں میں اتنا بے وقوف لگتا ہوں یاسر شازم داؤد کے تمہارے استعفی والی بات پر یقین کرلونگا۔۔ اونہہ مجھے پتا ہے تم ہم سب کی آنکھوں میں دھول جھونک کر ان دونوں کے ساتھ مل کر افق اور عشراق کو بچانے کے لیے جانے والے ہو اور ہمارے سامنے تم لوگ استعفیٰ دینے اور استعفیٰ نا دینے سے روکنے کا ناٹک کر رہے ہو۔۔ یہ سب میں نے اس لیے کہا کیونکہ تمہیں طیش

آئے اور پلین بکو لیکن تم تو ہو ہی کرپٹ سیاستدان مر جاؤ گے مگر دشمنوں کے خلاف کیا چال چلنے والے ہو اپنے سائے کو بھی بھنک نہیں لگنے دوں گے " حنان نے گویا یاسر کے سر پر دھمکا کیا یاسر ثوبان اور مصطفی نے لب کاٹے حنان کو دیکھتے دانت پیسے یہ سالا بھاری پڑ رہا تھا ثوبان اور یاسر پر۔

"میری بیوی کے لیے میں ابھی زندہ ہو اور میری عزت کو اغواہ کیا ہے ان لوگوں نے مصطفی شاہ میر شریف بندہ ہے جس کی شرافت کا ناجائز فائدہ اٹھایا ہے ان لوگوں نے۔۔اب میں بتاؤ گا انھیں شریف بندے سے پنگاہ کتنا مہنگا پڑتا ہے میں اپنی بیوی کو خود صحیح سلامت واپس لاؤ گا " مصطفی نے حنان کی بات سنتے یاسر کو دیکھتے غراتے ہوئے کہا یاسر نے پریشانی سے چہرے پر ہاتھ پھیرا وہ نہیں چاہتا تھا کفیر'ز کسی بھی وجہ سے خطرے میں پڑے پہلے بھی کفیر'ز ان کی وجہ سے کافی کچھ جھیل چکے تھے۔

"لیکن عشراق ہماری بہن ہے ہم اس کی حفاظت کے لئے اپنی جان بھی دے سکتے ہیں اور ہم اپنی بہن کے لیے یہ کر کے بھی دیکھائے گا اور رہی افق کی بات وہ بھی ہماری بہن جیسی ہے تم لوگ دوستی ختم کر سکتے ہو مگر ہم لوگ رشتہ داری نہیں " حنان نے یاسر ثوبان اور مصطفی کو دیکھتے کہا سب لوگ حنان کی بات پر خاموش ہوگئے وہ جانتے تھے حنان اب پیچھے نہیں ہٹے گا اور یاسر ثوبان اور مصطفی کو کفیر'ز کو بھی پلان میں شامل کرنا پڑے گا۔

"لیکن کیسے پتا چلے گا افق کہاں ہے ؟" ثوبان نے پریشانی سے ماتھا مسلا ان تینوں نے جیسے حنان کی بات مانتے ہوئے کہا دوسرا آپشن بھی تو نہیں تھا۔

"عدنان حمدانی اور ستارہ بائی نے جویریہ سے دشمنی نکالتے اسے طوائف۔۔خیر تو مصطفی سے دشمنی نکالتے ایسا ہی کوئی بدلہ لے گا جس کی وجہ سے مصطفی سے ان کی دشمنی بڑھی ہے " حنان نے جویریہ کی بات کی مثال دیتے لب بھینچے اور

بات مکمل کی مصطفی یاسر ثوبان اور حنان سوچنے لگے سب مرد حضرات خاموشی سے پریشان بیٹھے تھے۔

"عدنان حمدانی نے یہ بھی کہاں تھا کہ افق کی لاش پوری دنیا میں ڈھونڈنی پڑے گی " یازان نے کچھ سوچتے ہوئے کہا جبکہ یازان کی بات پر مصطفی کے جسم میں انگارے دھیکے وہ اس کی بیوی تھی جس کی لاش کی باتیں کی جا رہی تھی مصطفی کا بس چلتا تو پوری دنیا کو آگ لگا دیتا ثوبان اور یاسر نے بھی لب بھینچے تھے یک دم یازان اور مصطفی کے دماغ میں کچھ کلک ہوا یازان مصطفی کے سامنے آیا۔

"ائیروپلین " یازان اور مصطفی نے ہم آواز کہا یاسر ثوبان اور حنان نے انھیں دیکھا اب وقت تھا مصطفی شاہ میر کا اپنی بیوی کو بچانے کا اور عدنان حمدانی کو

شریف بندے سے پنگاہ لینے کا سبق دینے کا مصطفی کو پتا تھا اس کی بیوی اسے کہاں ملے گی۔

"کیا ہوا ایسے کیوں گھور رہی ہو " فراج جینی کو اپارٹمنٹ کے ڈور تک الوداع کرتا لوٹا تھا جب اپنے پیچھے خونخوار نظروں سے گھورتی جنہ کو دیکھتا گویا ہوا اور کندھے اچکاتا اپنی مسکراہٹ دبائے آگے کی سمت بڑھا۔

"تم کچھ زیادہ فری نہیں ہو رہے میری دوست کے ساتھ " جنہ فراج کے پیچھے ہوتی غرائی تھی۔

"کیا مطلب ہے تمہارا ؟ تمہیں تو خوش ہونا چاہیے تمہاری دوست کے ساتھ اچھا سلوک رکھ رہا ہوں " فراج نے صوفے پر ڈھتے ہوئے صوفے کی سطح پر سر رکھے کہا اور آنکھیں موندھ لی۔

"اچھا سلوک رکھ رہے ہو یا فری ہو رہے ہو "جنہ نے فراج کے سر پر سوار ہوتے کمر پر دونوں ہاتھ ٹکائے سرخ ناک سے کہا فراج نے آنکھیں کھولے جنہ کو دیکھا فراج نے آنکھیں گھمائیں اور روم کی سمت بڑھ گیا جنہ منہ کھولے اسے دیکھے گئی۔

"میں تم سے بات کر رہی ہو جاہل فائیٹر " جنہ فراج کے پیچھے پیچھے روم میں آتی چیخی تھی فراج نے ایک ہی جست میں شرٹ اتارتے جنہ کی سمت اچھالی جو جنہ کے چہرے پر آکر گری آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا کیونکہ شرٹ جو سامنے آچکی تھی جنہ نے ہڑبڑاتے شرٹ کو اپنی چہرے سے ہٹایا فراج

ڈریسنگ روم کا دروازہ بند کیے شاور لینے جا چکا تھا جنہ نے غصے سے فراج کی شرٹ کو ڈریسنگ روم کے دروازے پر فولڈ کر کے مارنا چاہا مگر شرٹ سے آتی فراج کے پرفیوم کی خوشبو جو پریکٹس کرتے ہوئے نکلے بے شمار پسینوں پر بھاری تھی جنہ کے حواس معتل کرنے لگی جنہ نے فراج کی شرٹ کو ناک کے پاس لے جاتے بے ساختہ لمبی سانس کھینچی جیسے اس خوشبو کو اپنے روم روم میں بسانا چاہتی ہو جنہ کے لب مسکرائے ناجانے کتنا وقت وہ ایسے ہی کھڑی رہی اور فراج کی خوشبو بھری سانسیں اپنے اندر انڈھیلتی رہی پھر نگاہیں ڈریسنگ روم کے دروازے کی سمت اٹھی اور پیر پٹختی دروازے کی سمت آئی شرٹ کو سائیڈ سٹول پر رکھتے وہ فراج کے نکلنے کا انتظار کر رہی تھی جب فراج نے یک دم دروازہ کھولا اور جنہ سے ٹکرایا جنہ زمین بوس ہوتی کہ فراج نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالے اسے گرنے سے بچایا فراج گلے میں ٹاول ڈالے شرٹ لیس تھا جنہ کی سرمئی آنکھیں فراج کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں بڑھی ہوئی شیو مغروانہ نین نقوش سفید رنگت وجیہہ شخصیت پر مزید چار چاند

لگا رہی تھی جبکہ فراج جنہ کے بے تحاشہ خوبصورت چہرے پر نگاہیں جمائے تھا

۔

"ہڈیاں تڑوانے کا زیادہ شوق ہے تمہیں فیشن پٹی چڑیل " فراج نے جنہ کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے استفسار کیا۔

"تم اندھے ہو تمہیں نظر نہیں آتا میں کھڑی تھی " جنہ نے فراج کو گھورتے اس کے برہنہ نم پھولے مسلس پر ہاتھ جمائے کہا۔

"تو تم کیوں یہاں کھڑی تھی کیا مجھے شاور لیتا دیکھنے کی کوشش کر رہی تھیں ؟" فراج نے ایبرو ریز کرتے کہا جنہ فراج کی بات پر سٹپٹائی۔

"اپنے سوال کا جواب لینے کے لیے کھڑی تھی۔۔بے شرم نا ہو تو میں کیوں دیکھنا چاہو گی تمہیں چھوڑو مجھے" جنہ غصے سے ناک سرخ کرتی فراج کی باہوں میں جھٹپٹاتی ہوئی بولی۔

"کیا پتا جیسے تمہاری دوست مجھے شاور لیتے دیکھنے کی خواہش کرتی ہے ویسے ہی تم مجھ پر گندی نیت رکھتی ہو۔۔دوست بھی تو آپ کی شخصیت کا حصہ ہوتے ہیں جیسے تمہاری دوست کی گندی نظریں ہے مجھ پر کیا پتا تمہاری بھی ہو " فراج نے جنہ کو جھٹکے سے کھڑا کرتے گلے میں لٹکے ٹاول سے بالوں کو خشک کرتے کہا پھر ٹاول اسٹینڈ پر لٹکاتے بالوں میں انگلیاں چلائے بیڈ کی سمت بڑھا جبکہ جنہ کا منہ فراج کی بات پر بے ساختہ کھلا۔

"جینی تمہیں شاور لیتے دیکھنا چاہتی۔۔" جنہ نے حیرت سے بولتے بولتے بات ادھوری چھوڑی اس کا سوچ کر ہی چہرہ شرم کے مارے خشک ہوا تھا جبکہ

فراج جو بیڈ پر جیت لیٹا موبائل لیے سکرولنگ کر رہا تھا جنہ کا سرخ چہرہ اور ادھوری بات سنتے سر زور و شور سے اثبات میں ہلا گیا۔

"تم جھوٹ بول رہے ہو ایسا کچھ نہیں کہا اس نے میں بھی تو بیٹھی تھی تمہارے ساتھ اور ویسے بھی اس کی شادی ہونے والی ہے۔۔جینی ایسا تو نہیں کہ سکتی " جنہ نے روانگی سے کہا فراج نے قہقہہ ضبط کیا وہ جنہ کو تنگ کر رہا تھا اور وہ باآسانی ہو رہی تھی مگر جینی نے سچ میں فراج کو دیکھتے یہ خواہش ظاہر کی تھی وہ بری طرح فراج پر فدا تھی مگر اب تو شادی کرنے والی تھی وہ فراج سے شادی کرتے یہ خواہش پورا کرنے کی حسرت لیے تھی جینی کی بات سنتے فراج کو حیرت ہوئی وہ کسی بھی لڑکی سے اتنی بے باکی کی امید نہیں رکھتا تھا اسے اپنی عزت کی فکر بے ساختہ لاحق ہوئی تھی پھر سوچ کر تسلی ہوئی اچھا ہے یہ بلا شادی کر رہی ہے۔

"تم جب کچن میں مگ رکھنے کے لیے گئی تھی تب کہا تھا اور اگر یقین نہیں تو تمہاری مرضی میں کیا کر سکتا ہوں اس میں " فراج نے کندھے اچکاتے کروٹ لی اور موبائل سائیڈ ٹیبل پر رکھ گیا۔

"تم اس سے فری کیوں ہوتے ہو " جنہ کو یک دم غصہ آیا فراج کے سر پر تن فن کرتی پہنچی فراج نے نگاہیں اٹھائے جنہ کو دیکھا۔

"تمہاری دوست ہے ہی بہت پیاری اور میری مرضی " فراج نے جنہ کو گھورتے کہا۔

"پیاری۔۔تم بھولو نہیں وہ شادی کرنے والی ہے " جنہ چیخی فراج نے دونوں کانوں میں انگلیاں ڈالیں۔

"چیخ کیوں رہی ہو۔۔وہ خود فلرٹ کرتی ہے جب اسے اعتراض نہیں تو تمہیں کیا ہے " فراج نے حیرت کا مظاہرہ کرتے استفسار کیا۔

"اچھا تو تم تو شادی شدہ ہو دور رہو اس سے " جنہ نے فراج کی حیرت پر دانت پیستے کہا۔

"کونسی شادی ؟ جو تم نے گن پوائنٹ پر کروائی تھی فیشن پٹی چڑیل" فراج نے جنہ کو مزید غصہ دلانا چاہا۔

"شادی شدہ ہو تم جاہل فائیٹر " جنہ نے بات دہرائی۔

"لیکن جینی بہت خوبصورت ہے " فراج نے آہ بھرتے کہتے اپنے چہرے پر تکیہ رکھا جنہ کلس کر رہ گئی صاف اشارہ تھا جنہ کو کمرے سے باہر جانے کے لیے جنہ نے دوسرا تکیہ اٹھا کر فراج کی کمر پر مارا اور وہاں سے پیر پٹختی باہر نکلی فراج نے تکیہ چہرے سے ہٹاتے زور دار قہقہہ لگایا جنہ کی جیلسی نے اس کی تین دنوں کی تھکاوٹ جیسے پل میں غائب کی تھی۔

یہ منظر تھا فلائیٹ کا جہاں ہر مسافر اپنی اڑان اس پرواز کے ساتھ بھرنے والا تھا مائیک سے کیپٹن کی آواز فلائیٹ میں گونج رہی تھی سنہری آنکھوں والا شخص بلیک جینز اور شرٹ میں ملبوس بلیک کیپ سر پر سجائے سامنے تھری پیس بلیک سوٹ میں ملبوس ہاتھوں میں سفید گلاب لیے سیاہ آنکھوں والے شخص کو دیکھ رہا تھا۔

یہ سفید پھول کیوں؟ سنہری آنکھوں والا یازان تھا جس نے مصطفی کو دیکھتے نا سمجھی سے استفسار کیا۔

"مصطفی شاہ میر کی بیوی کو اغواہ کیا ہے میری فیری ٹیل کی نکلی شہزادی کو ۔۔پہلے اپنے دشمنوں سے ملا تو ان کی قبر پر چڑھانے کے کام آئے گے اور اگر اپنی شہزادی سے ملا تو اس کا ڈر بھگانے کے لیے " مصطفی نے مسکراتے ان پھولوں میں سے ایک پھول پر اپنی انگلیاں ٹریس کرتے لب رکھے تھے یازان مسکرایا تھا اسے کبھی نہیں لگا تھا کہ یہ تھری پیس والے مولا جی مسکراتے ہوئے اتنا وجیہہ لگتا ہو گا اور وہ دونوں مختلف سمت روانا ہوگے یازان کے کان میں بلیو ٹوتھ تھا وہ کسی سے مسلسل گفتگو میں تھا جبکہ مصطفی کے وجیہہ چہرے پر مسکراہٹ تھی شریف بندے کی مسکراہٹ اس کے چہرے پر پریشانی کی کوئی رمق نا تھی اگر وہ شہزادی اس شیطان کے باپ کے منہ سے یہ الفاظ

اپنے لیے سن لیتی تو یہ پھول افق کی قبر پر چڑھانے کے لیے ضرور کام آتے بیچاری غش کھا کر جو مر جاتی۔

کیپٹن مصروف تھا مصطفی نے فلائیٹ میں قدم رکھا اس ائیرپورٹ سے بروقت پانچ فلائیٹس ٹیک آف ہونے والی تھیں مصطفی لندن کی بزنس فلائیٹ میں تھا جبکہ باقی چار بزنس فلائیٹس میں سلمان حنان ثوبان اور یاسر تھے شازم اور جازم صاحب عالم اور اعظم کے ساتھ ائیرپورٹ کے عملے کے ساتھ موجود تھے وہ لوگ ہر آنے جانے والے پر نظر رکھے ہوئے تھے یازان ائیر پورٹ کے ایکسٹ کی سمت تھا وہ ہر شخص پر نظر رکھے تھا اور مسلسل سب کے بیچ میں تھا اس دفعہ وہ عدنان حمدانی اور اس کے کسی بھی ساتھی کو بچنے کا موقع نہیں دینا چاہتے تھے۔

دوسری سمت یازان کی نظر ایئرپورٹ سے نکلتے شخص پر گئی وہ مشکوک تھا اس کے ہاتھ میں whistle تھی کیپٹن ابھی بول رہا تھا جب اسے پیچھے کسی کی آہٹ محسوس ہوئی۔

" سلام کیپٹن۔۔"وہ مصطفی تھا مصطفی شاہ میر !افق اس فلائیٹ میں تھی یہ بات مصطفی کو معلوم نا تھی مگر اس کا دل گواہی دے رہا تھا وہ اپنی بیوی کے مسلسل قریب ہوتا جا رہا تھا یاسر استعفیٰ کے لیے نہیں مانتا وہ لوگ افق کو فلائیٹ سے نیچے پھینک دیتے عدنان حمدانی کی باتوں سے سب نے یہی اخذ کیا تھا لیکن سوال یہ تھا وہ کہاں تھیں یہ کسی کو بھی نہیں پتا تھا۔

"کون ہو تم۔۔یہاں کیسے آئے "

کیپٹن کو غصہ آیا مصطفی نے گن لوڈ کرتے کیپٹن کی کنپٹی پر رکھی دوسرے ہاتھ میں موجود پھول خالی سیٹ پر رکھے۔

"خاموش میں شریف بندہ ہو ڈرو نہیں۔۔"مصطفی کیپٹن کے سر پر گن رکھے وہ یہ بات بول رہا تھا کیپٹن کی سٹی پٹی گل ہوئی۔

" میری بیوی کو یہاں اغواہ کر کے رکھا گیا ہے اور تمہارے غصے کی وجہ سے میرے دشمن آگاہ ہوئے اور میری بیوی کو ایک خراش بھی آئی تو یاد رکھنا۔۔میں نے اپنے بہنوئی کے لیے تین خون کیے ہیں بیوی کے لیے تین ہزار بھی کر سکتا ہوں۔۔ہمم ؟ سمجھے؟ " مصطفی نے ایبرو ریز کرتے استفسار کیا کیپٹن نے اثبات میں سر ہلایا دوسری سمت یازان نے اس شخص کو دیکھا وہ اس کے پیچھے ہوا۔

شازم داؤد ،جازم داؤد ، عالم کفیر اور اعظم کفیر نے کیمرے یازان کی سمت گھمانے کو کہا ائیرپورٹ کمپوٹر ٹیک اسٹاف نے ان کی بات مانتے اثبات میں سر ہلایا یازان مسلسل اس شخص کے پیچھے قدم بڑھا رہا تھا وہ شخص لیفٹ میں اینٹر ہوا عالم کفیر اعظم کفیر شازم داؤد جازم داؤد اس شخص کا چہرہ دیکھنا چاہتے تھے مگر اتنے کیمروں کی موجودگی میں بھی دیکھ نہیں پا رہے تھے

یازان نے فورا اس لیفٹ کا پاوز بٹن پریس کیا اور لیفٹ کی سمت بڑھا لیفٹ کے دروازے کھلے تھے وہ شخص سر جھکائے ہاتھ میں whistle کو دیکھ رہا تھا جس کی چین کو اس نے چار انگلیوں پر لپیٹا ہوا تھا اس شخص نے سر اٹھایا یازان سنہری آنکھوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا شازم داؤد نے لیفٹ کے کیمرے سکرین پر دیکھانے کا کہا اور سکرین کی سمت دیکھتے ان چاروں کے پیروں سے زمین کھسکی وہ شخص "زمان شاہ میر " تھا وہ یازان کو دیکھتا مسکرایا

اور گن لوڈ کر گیا جبکہ اسے دیکھتے جازم داؤد شازم داؤد عالم کفیر اعظم کفیر اپنی جگہوں سے کھڑے ہوئے اس چہرے کو وہ کیسے پہچاننے سے انکار کر سکتے تھے وہ جانتے تھے وہ سیاہ آنکھوں والا شخص مان تھا مان۔۔۔زمان شاہ میر وہ برسوں بعد لوٹا تھا ادھوری کہانی کو پورا کرنے !داؤد'ز اور کفیر'ز سے اپنا انتقام لینے اپنی وراثت چھیننے۔

" جسے چاہوں اسے حاصل کر لو !راستہ جائز ہو یا نا جائز۔۔۔"اعظم صاحب کے کانوں میں برسوں پرانا اس شخص کا جملہ گونجا اعظم صاحب کے چہرے پر پسینے کی بوندیں نمایاں ہوئیں یہ کہنے والا کوئی اور نہیں شاہ میر خاندان کا چشم و چراغ تھا۔

" محبت ناسور کے سوا کچھ نہیں " شازم داؤد کے کانوں میں زمان شاہ میر کا بیس سال پرانا جملہ گونجا یہ کہنے والا ناسور بنے لوٹا تھا۔

"یہ تو whistle poison ہے" ائیرپورٹ عملے میں سے کسی ایک نے زمان شاہ میر کو دیکھتے بے ساختہ ستائش بھرے لہجے میں کہا عالم کفیر اور جازم کفیر نے اسے دیکھا برسوں پہلے اسے زمان شاہ میر کے نام سے جانا جاتا تھا مگر اب وہ whistle poison کے نام سے مشہور تھا۔

انھوں نے پھر سامنے کھڑے زمان شاہ میر کو دیکھا وہ اب پہلے سے بھی زیادہ وجیہہ تھا اس کا پہناوًا کفیر'ز اور داؤد'ز کے ٹکر کا تھا وہ ہمیشہ سے عیاش تھا وہ اس وقت بھی یازان کو دیکھتے مسکرا رہا تھا ان چاروں کو یاد تھا وہ غصہ بھی مسکرا کر کرتا تھا وہ اس وقت بھی مسکرا رہا تھا اور یہی بات لوگوں کے دلوں میں اس کا خوف پیدا کیے تھی برسوں پہلے بھی اور اب بھی اس کی مسکراہٹ دیکھتے ان چاروں کو خوف محسوس ہو رہا تھا اور اس پر تضاد اس کے ہاتھ میں لوڈ کی کوئی گن تھی اور یازان کو دیکھ رہا تھا۔

"بھائی آپ کے انجیکشن اور دوائی کا وقت ہو گیا ہے آپ کچھ کھا لیں" مقدس حداد کے روم کا دروازہ کھولتی ٹرالی پر کھانا لیے ملازمہ کے ساتھ داخل ہوئی ملازمہ کو وہاں سے جانے کا کہتی خود ٹرالی لیے حداد کے بیڈ کے قریب آئی حداد جو آنکھوں پر بازوں رکھے ہوئے تھا مقدس کی آواز پر بازو ہٹائے سامنے سے آتی مقدس کو دیکھتا اپنی جگہ سے اٹھنے لگا مقدس نے آگے بڑھتے بیڈ کروان پر تکیے سیٹ کرتے حداد کی مدد کرتے بیٹھایا حداد مقدس کی حرکت پر مسکرائے بنا نا رہ سکا خود وہ نازک سی تھی اور حداد کے دیوہیکل وجود کو آسرا دے رہی تھی جیسے اپنے بڑے بھائی کو سنبھال لے گی حداد نے مسکراتے بہن کا مان رکھا زرا سا بوجھ مقدس پر ڈالتے خود اپنے سہارے پر بیٹھا مقدس نے بھائی کو دیکھتے کھانا سیٹ کیا اور اپنے ہاتھوں سے حداد کو کھلانے لگی حداد مسکراتا چپ چاپ مقدس کے ہاتھ سے کھانا کھانے لگا۔

"بھائی " کھانا کھلاتے مقدس نے حداد کے چہرے پر نظریں دوڑاتے اسے پکارا حداد جو کھڑکی سے آتی ٹھنڈی ہواؤں سے پردوں کو ہلتا دیکھ رہا تھا مقدس کے پکارنے پر اسے دیکھنے لگا۔

"بھائی عترت بھابھی کا قصور ہے انھوں نے اس وقت سچ نہیں بولا مگر ان کا قصور اتنا بڑا بھی نہیں ہے کہ انھیں معاف نا کیا جائے انھوں نے بہن ہونے کا فرض نبھایا انھوں نے جویریہ بھابھی کے متعلق سوچا اگر ان کی جگہ میں ہوتی تو میں بھی شاید۔۔" مقدس نے کہنا شروع کیا جبکہ عترت کا نام سنتے حداد کا سپاٹ چہرے جس پر مقدس کے لیے ہلکی سی مسکراہٹ تھی وہاں اب پتھریلے تاثرات سج گئے ، حداد نے مقدس کی بات کاٹی۔

****

"تم اگر اس کی جگہ ہوتی اور یہ تم بھی کرتی میں تمہارے لیے سخت رویہ ہی رکھتا لیکن عترت کے لیے جیسا رویہ رکھا ہے ویسا کبھی نہیں رکھتا کیونکہ تم میری بہن ہو اور وہ میری بیوی میری ہمسفر تم سے میری اس قدر ناراضگی نا رہتی اس لیے نہیں کہ تم میری بہن ہو اور میں تم سے عترت سے زیادہ محبت کرتا ہو نہیں میں نے عترت سے جس قدر محبت کی ہے شاید ہی کسی سے کرسکتا تھا۔۔ تمہارے لیے میری سزا اس لیے کم ہوتی کہ تمہارا میرا ساتھ زندگی بھر کا نہیں ہے تم اپنے گھر کی ہو تم پر مجھ سے زیادہ ثوبان کا حق ہے ۔۔میرا ساتھ میری بیوی کے ساتھ تھا تا عمر کا ہم قدم رہنے کا اور تا عمر ساتھ رہنے کے لیے ضروری ہے کہ ایک دوسرے سے ہمیشہ سچ بولا جائے ایک دوسرے پر یقین کیا جائے محبت نا بھی ہو رشتہ تاعمر نبھایا جا سکتا ہے مگر جہاں یقین نہیں ، جس رشتے میں سچ نہیں وہ رشتہ کبھی آگے نہیں چل سکتا اور میرا اور عترت کا رشتہ میرے لیے بے حد انمول تھا اسی لیے صرف شک کی بھی بنا پر میں اسے خراب نہیں کرنا چاہتا تھا اور اس سے بے پناہ محبت ہونے کے

باوجود اسے خود سے دور کر دیا لیکن اس نے ہمارا رشتہ جس دن بنا اسی دن خراب کر دیا۔۔تم جانتی ہو میں جھوٹ برداشت نہیں کرتا اور وہ تو میری محبت تھی میں اپنی ماں بہن سب سے بے اعتباری جھوٹ نہیں سن سکتا تو وہ تو اس کے جھوٹ کو کیسے برداشت کرو۔۔میرے لیے سچ ہر رشتے سے زیادہ ضروری ہے اور یہ بات سب ہی جانتے ہیں میں اپنے اصولوں کا پکا ہوں۔۔عترت کا یہ قصور نہیں میرے لیے یہ گناہ ہے اس کا عترت کے جھوٹ سے حنان بھائی کی پانچ سالہ زندگی جیل میں گزری عشراق اپاہج ہوگئی ہم نے اپنے دوست کھو دئے عزیز رشتے کھو دئے اور میں نے تو اپنی محبت کھو دی " حداد نے مقدس کی آنکھوں میں دیکھتے ایک ایک لفظ پر زور دیتے کہا الفاظ میں اذیت تھی جو مقدس باخوبی محسوس کر پا رہی تھی جبکہ مقدس نے ہونٹ دانتوں میں دبایا حداد نے نگاہیں پھر کھڑکی کی طرف مرکوز کیں۔

"بھائی کیا آپ کبھی معاف نہیں کرے گے عترت بھابھی کو ؟" مقدس نے لب کاٹے استفسار کیا ہیزل گرین آنکھیں جھلکنے کو بے تاب تھیں اس کا بھائی عترت کے لیے جس قدر پتھر دل ہو چکا تھا۔

" کبھی نہیں" حداد نے کہا اور انجیکشن کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا مقدس نے آنسو پیچھے دھکیلے کھانا ٹرالی پر رکھتے حداد کو انجیکشن لگایا اور دوائی دی حداد چپ کر کے واپس چت لیٹ گیا مقدس جانے لگی۔

"اماں جان اور بھائی نہیں آئے مجھ سے ملنے دوبارہ نا دادجی یا بابا چاچو آئے یازان بھی نہیں آیا اور نا وہ تمہارا بزنس ٹائیکون شوہر " حداد نے مقدس کی پشت کو دیکھتے اچانک کہا مقدس کے ہاتھ لرزے تھے پھر ایک سرد سانس کھینچ گئی۔

"بابا جان اور چاچو جان آفس گئے ہیں بھائی بھی اور یازان دوستوں کے ساتھ باہر ابھی نکلا ہے اماں جان آرام کر رہی ہیں اور میرے شوہر داؤد امپائر گئے ہیں " مقدس نے بنا پلٹے اپنی لرزتی آواز پر قابو کرتے کہا اور باہر کی طرف

بڑھ گئی جبکہ حداد چونکہ تھا مقدس کی آواز پر پھر سر جھٹک کر تکیے پر سر رکھ گیا مقدس حداد کے روم کا دروازہ بند کرتی منہ پر دونوں ہاتھ رکھے سسک پڑی عشراق کا سوچتے دل پھٹ رہا تھا تو اب افق کے لیے بھی بے حد پریشان تھی وہ اس کی اچھی اور چلبلی سی نند کم دوست زیادہ بن گئی تھی تو جویریہ کے لیے شکر گزار تھی رب پاک کا کہ اسے صحیح سلامت حنان یاسر ثوبان اور یازان واپس لے آئے تھے۔

عترت گیسٹ روم کا دروازہ بند کیے کب سے روتی ہوئی سو چکی تھی آنکھ عصر کی نماز کے وقت کھلی سر میں درد کی شدید لہر اٹھی وہ نماز پڑھتی دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے آنسو بہائے جا رہی تھی کہ دروازے پر دستک ہوئی عترت نے چہرہ صاف کرتے جائے نماز اٹھائی اور دروازہ کھولا سامنے مقدس ٹرے ہاتھ میں تھامے کھڑی تھی عترت نے مقدس کو دیکھتے نگاہیں جھکائیں مقدس سائیڈ سے ہوتی بیڈ پر بیٹھی۔

"تم ہو تو مجھ سے چھوٹی لیکن عہدے میں مجھ سے بڑی ہو عترت بھابھی اور اس کا صحیح استعمال بھی کر رہی ہو میں تو بڑا معصوم سمجھتی تھی تمہیں لیکن تم تو بڑی چالاک نکلی نند میکے آئی ہے بجائے اس کی خدمت کرنے کے اپنی کروا رہی ہو " مقدس بیڈ پر ٹرے رکھتی ایک ہی سانس میں بولتی گئی عترت کو لگا سب اس سے ناراض ہونگے کوئی اس کی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہے گا مگر مقدس کے منہ سے الفاظ سنتے وہ صحیح معنوں میں پریشان ہوئی تھی۔

"میں۔۔ نہیں۔۔ تو۔۔ آپ۔۔ بتائے۔۔ مقدس بھابھی۔۔ کوئی کام ہے " عترت نے نفی میں سر ہلاتے آنسو خشک کیے استفسار کیا مقدس نے عترت کو بغور دیکھا رونے سے سرخ ہوا چہرہ گواہی دے رہا تھا وہ ناجانے کتنے گھنٹوں سے روئے جا رہی تھی۔

"ادھر آؤ میرے سامنے بیٹھو " مقدس نے عترت کو دیکھتے سامنے بیٹھنے کا اشارہ کیا عترت چپ چاپ مقدس کے سامنے بیٹھی۔

"کیا کام۔۔تھا آپ کو۔۔مقدس بھابھی " عترت نے مقدس کو دیکھتے معصومیت سے استفسار کیا۔

"کھانا کھاؤ " مقدس نے ایک نوالہ توڑ کر عترت کے لبوں کے قریب کیا عترت کی آنکھوں میں پھر آنسو لبا لب بھرتے رخصار پر پھسلے وہ مقدس کے ہاتھ سے کھانا کھانے لگی۔

"میں یہاں بھائی کی طبعیت کی وجہ سے آئی تھی کہ ان کی خدمت کر سکو مگر مجھے نہیں پتا تھا بھائی اور بھابھی دونوں کی خدمتیں کرنی پڑے گی۔۔ابھی بھائی کو کھانا کھلا کر آئی ہوں اور اب بھابھی کو کھلا رہی ہو " مقدس مصنوعی غصے سے سرخ جھٹک کر بولی عترت کی آنکھوں سے مزید آنسو نکلے مقدس نے خود کو کوساں۔

"ارے بھئی مزاق کر رہی تھی " مقدس عترت کے آنسو صاف کرتی مسکراتے ہوئے بولی۔

"مجھے لگا۔۔مجھے کوئی۔۔معاف۔۔نہیں کرے۔۔گا۔۔حداد بھی۔۔مجھے معاف ۔۔نہیں کرے گے " عترت پھر سوں سوں کرتی بولی۔

"وقت کے ساتھ سب ٹھیک ہو جائے گا انشاء اللہ۔۔حداد بھائی سخت مزاج کے بندے ہیں وقت دو انھیں" مقدس نے عترت کو سمجھایا عترت نے سر اثبات میں ہلایا۔

"انھوں نے۔۔میرے بارے۔۔میں نہیں پوچھا۔۔میں کہاں۔۔ہوں " عترت نے اپنی گود میں رکھی انگلیوں کو دیکھتے نظریں جھکائے استفسار کیا۔

"جب اتنی بے چین ہو بھائی کے پاس جانے کے لیے تو کمرہ چھوڑ کر کیوں آئی " مقدس نے عترت کے جھکے سر کو گھورتے ہوئے اسے کھانا کھلاتے کہا۔

"وہ۔۔مجھ۔۔سے۔۔بات۔۔نہیں۔۔کر۔۔رہے۔۔تھے۔۔مجھ۔۔سے برداشت ۔۔نہیں۔۔ہوا۔۔وہ مجھے۔۔طلاق۔۔"عترت نے ہچکی بھرتے روتے ہوئے کہا مقدس نے کب دانتوں میں دبایا۔

"بھائی تمہیں کبھی نہیں چھوڑے گے بس خفا ہے اس لیے بول دیا ہوں گا الٹا سیدھا تمہیں کچھ۔۔تم فکر مت کرو " مقدس نے عترت کے مومی ہاتھ کو اپنے مومی ہاتھ میں دباتے اسے تسلی دی عترت نے آنسو ہتھیلی کی پشت سے صاف کرتے سر اثبات میں ہلایا۔

"ثوبان بھائی نے بھی معاف نہیں کیا۔۔مجھ سے ملے بھی نہیں " عترت کو ثوبان یاد آیا مقدس نے بری طرح اپنے نچلے لب کو زخمی کیا۔

"وہ داؤد امپائر گئے ہوئے ہیں۔۔ابھی سب کے لیے تمہیں معاف کرنا مشکل ہے وقت دو وقت سب ٹھیک کر دے گا " مقدس نے عترت کو سمجھایا عترت کچھ نا بولی بس سر جھکائے کھانے لگی مقدس اپنے بھائی کے الفاظ اور عترت کا معصوم چہرہ دیکھتے سوچ میں پڑ گئی اس معصوم لڑکی نے اپنے لیے کیسے طوفان کو دعوت دی تھی حداد بھائی عترت کو معاف کرے گے بھی یا نہیں۔

"یازان " اعظم صاحب دھاڑے تھے زمان شاہ میر ان کے بیٹے کو نقصان پہنچا سکتا تھا یازان سنہری آنکھیں سیاہ آنکھوں کے تاثر کو جانچنے کے لیے گاڑھے ہوئے تھا یازان نے پیچھے دونوں ہاتھ لے جاتے پینٹ میں اڑسائی گن کو نکالا اور پشت پر ہی لوڈ کی اتنے میں زمان شاہ میر نے یازان کا نشانہ لیا فائر کی آواز گونجی گولی یازان کے پیچھے حملہ آوار کے سینے کو چیرتی گئی یازان نے پلٹ کر اپنے پیچھے ڈھیر ہوئے شخص کو دیکھا اور پھر سامنے مسکراتے ہوئے شخص کو اور اتنے میں دائیں اور بائیں جانب سے کئی آدمی دوڑتے نظر آئے وہ لوگ فارمل کپڑوں میں ملبوس عدنان حمدانی کے غنڈے تھے زمان شاہ میر نے لفٹ کا بٹن پریس کیا لفٹ بند ہوئی یازان نے غصے سے جبڑے بھینچے اور ان آدمیوں پر فائر کرنے لگا وہ تقریبا بیس آدمی تھے اور یازان فائر کرتا بڑی مہارت سے ان سے بچ رہا تھا اعظم ، عالم ، شازم اور جازم صاحب نے فوراً پولیس کو ایکٹو ہونے کا کہتے یازان کی سمت بھیجا اور وہ خود بھی یازان کی سمت بھاگے تھے گن لوڈ کیے۔

دوسری طرف یاسر ثوبان حنان اور سلمان کو ان فلائیٹس میں کوئی مشکوک بات نظر نا آئی وہ چاروں اچھے سے چیکنگ کرتے فلائیٹس سے اترے سلمان چند پولیس اہلکاروں کو پھر بھی ان فلائیٹس میں جانے کا حکم دے چکا تھا یاسر ثوبان اور حنان کو عالم صاحب نے یازان پر ہوئے حملے کے متعلق بتایا تھا حنان اور ثوبان اس سمت گئے تھے تو سلمان سکیورٹی چیکنگ کر رہا تھا جبکہ یاسر نے مصطفی کی فلائیٹ میں جانا چاہا مگر وہ فلائیٹ اڑان بھر چکی تھی یاسر نے مصطفی کو کال کی۔

"ہمم" مصطفی نے بلیو ٹوتھ کان سے لگائے شہادت کی انگلی کان پر رکھتے پائلٹ کو دیکھا جو ڈرتا گھبراتا اپنے کام میں مصروف بار بار چور نظروں سے مصطفی کو دیکھ رہا تھا۔

"تم اترے کیوں نہیں ؟ کیا افق ہے اس فلائیٹ میں؟ " یاسر نے پیشانی مسلتے استفسار کیا۔

"اسی فلائیٹ میں ہے۔۔میرا دل کہتا ہے" مصطفی نے مختصراً کہا اور آخری جملہ دل میں خود سے مخاطب ہوتے کہا اس کا دل گواہی دے رہا تھا افق اسی فلائیٹ میں ہے تو اسی فلائیٹ میں ہی افق کو ہونا چاہیے تھا۔

"تو تم نے بتایا کیوں نہیں ہم بھی ساتھ آتے " یاسر کا بس نا چلا مصطفی کو ہی شوٹ کر دے وہ غرایا تھا ہر لحاظ بلائے طاق رکھ کر۔

"مجھے اپنی بیوی کو بچانے کے لیے نا فوج کی ضرورت ہے نا تم جیسے سانڈ پہلوان سالوں کی سمجھے سالے۔۔ چھوٹے ہو مجھ سے چھوٹے بن کر رہو دوبارا غرانا نہیں ورنہ سیاستدان ہونے کا بھی لحاظ نہیں کرونگا چار مارونگا اور ایک گنو گا" مصطفی نے ناک سے مکھی اڑاتے کہا یاسر کلستا رہ گیا جبکہ پائلٹ جس کے کان مصطفی کی سمت ہی تھے سیاستدان کے لفظ پر چونکا سیاستدان کے نام سے پورے کشمیر میں ایک بندہ ہی پہچانا جاتا ہے جسے عہدے سے نہیں سیاستدان کے لفظ سے عشق ہے وہ خود کو وزیراعظم نہیں سیاستدان مخاطب کرواتا ہے وہ

یاسر شازم داؤد ہے ، یہ شخص (مصطفی شاہ میر) کیا یاسر شازم داؤد کا بہنوئی ہے؟ پائلٹ نے سوچا جبکہ یاسر نے دانت پیسے کال ڈسکنیکٹ کی۔

" بہنوئی (حداد) کے لیے گبر موڈ آن ہوا تھا اس منے کا جو سوئچ آف ہی نہیں ہو کر دے رہا۔۔ہنہ۔۔شریف بندہ " یاسر کلستا بڑبڑایا اور اپنے خاص بندے کو کال کر گیا۔

دوسرا پائلٹ مین روم کیبن کا دروازہ کھولے اندر داخل ہوا مصطفی نے گن کو پیشانی پر لے جاتے اسے سلام کیا اور پہلے پائلٹ کی طرح اچھے سے ایک ایک لفظ سمجھاتے ہوئے اس کی سیٹ دوسرے پائلٹ کے سپرد کی مصطفی گن پینٹ میں اڑساتا پھول لیے باہر بڑھا۔

"یہ کون تھا " دوسرا پائلٹ پہلے سے استفسار کرنے لگا ماتھے پر ننھے ننھے پسینے جگمگا رہے تھے۔

"شریف بندہ " پہلے پائلٹ نے تاصف سے کہا دوسرا پائلٹ یہ سوچ کر رہ گیا یہ شریف ہے تو غنڈے کیسے ہوتے ہیں۔

مصطفی نے باہر آتے اپنی نشست سنبھالی کچھ دیر میگزین اپنے چہرے کے سامنے کیے وہ ادھر ادھر نظریں دوڑاتا رہا ایک شخص پر اس کی نگاہ ٹھہری جو مصطفی کے پیچھے بیٹھے آدمی کو آنکھوں سے اشارہ کر رہا تھا دفعتا وہ شخص اٹھتا وشروم کی سمت بڑھا کچھ دیر بعد وہ شخص باہر آیا مصطفی نے ایک ایک چیز نوٹ کی اس شخص کے ہاتھ خشک تھے لیکن ہاتھوں کے کناروں پر ٹیشو پیپر چسپاں تھے اس شخص نے ٹیشو پیپر ویسٹ کی طرف اچھالے وہ ٹیشو پیپر گیلے نا تھے مگر ان ٹیشو پیپر پر زنک لگا تھا مصطفی ٹھٹھکا وہ شخص پرسکون ہوتا بیٹھا اور دوسرے شخص کو اشارہ کر گیا مصطفی وشروم کی سمت بڑھا اور ایک ایک چیز کو اپنی شاطر نگاہوں سے دیکھنے لگا مگر کچھ خاص نظروں کے سامنے سے نا گزرا مصطفی نے پیشانی مسلتے جبڑے بھینچے وہ افق کے لیے بے حد پریشان تھا وہ زرا زرا سی بات پر بہت زیادہ پریشان ہو جاتی تھی فیری ٹیل دیکھتے ہوئے رونے لگتی تھی معصوم دل تھا اس کا دشمنوں کے بیچ کیسے رہ رہی ہو گئی کیا کیا سہا ہو گا مصطفی کا بس نا چلا عدنان حمدانی اس کے سامنے ہوتا اور وہ اسے گولیوں سے

بھون دیتا مصطفی باہر نکلتا اپنی سیٹ چینج کرتا پیچھے کی سمت بیٹھا وہاں سے ہر شخص پر وہ نظر رکھے ہوئے تھا کچھ دیر تک سب پر نظر رکھتا رہا اگر افق اس فلائیٹ میں تھی تو عدنان حمدانی کے آدمی بھی ہونگے وہ کیوں نظر نہیں آرہے شاید پیسنجر بنے عام انسانوں میں گم ہو لیکن اب تک کوئی بھی حرکت کیوں نا کی چار گھنٹے گزر چکے تھے مصطفی ایک فلائیٹ کے دروازوں سے لے کر ہر شخص کا معائنہ کر چکا تھا کھانا سرو کیا گیا مصطفی نے کافی لیتے نگاہیں سب پر دوڑائیں۔

"یاسر کو عدنان حمدانی کی کال آئی تھی" ثوبان کی آواز بلیو ٹوتھ سے گونجی۔

"ہمم" مصطفی نے مختصراً کہتے آگے بولنے کا اشارہ دیا۔

"وہ جانتا ہے تم فلائیٹ میں ہو افق اسی فلائیٹ میں ہے عدنان حمدانی پھنکارا ہوا ہے جلد از جلد یاسر کو استعفی دینے کا آرڈر دے چکا ہے اس کے آدمی جانتے ہیں تم وہاں موجود ہو خیال رکھنا۔۔ تمہیں افق ملی ؟" ثوبان نے پریشانی سے کہا عدنان حمدانی بے شک بہت چال بازی دیکھا رہا تھا۔

"نہیں " مصطفی یک دم مسکرایا اس کی نظر اس شخص پر تھی جس پر اسے شک ہوا تھا وہ دوبارہ وشروم کی سمت بڑھ رہا تھا مصطفی بھی اپنی سیٹ سے اٹھا اور وشروم کی سمت بڑھا البتہ ثوبان کی آواز کانوں سے ٹکرا رہی تھی۔

"افق کو ڈھونڈوں جلدی وقت کم ہے یاسر پارٹی آفس میں بیٹھا ہے عدنان حمدانی کی نظر اس پر ہے " ثوبان نے مزید کہا مصطفی نے ہینڈل گھمایا وہ شخص چونکا وہ فلائیٹ کے واٹر سسٹم کے قریب کھڑا تھا اس شخص نے مصطفی کو دیکھتے یک دم گن نکالتے فائر کرنا چاہا اس سے پہلے وہ فائر کرتا مصطفی نے اس کا ہاتھ گھوماتے موقع اس کے منہ پر جڑا وہ شخص منہ اور ناک سے نکلتے خون سمیت بلبلاتا پیچھے ہوا گن چھوٹ کر دوسری سمت گری مصطفی نے اپنی گن سے فائر ایک اس شخص کے پیر پر کیا تو دوسرا اس شخص کے ہاتھ پر گن پر سائیلنسر لگا تھا فائر کی آواز نا گونجی مگر اس شخص کی چیخ و پکار مسلسل گونج رہی تھی مصطفی واٹر سسٹم کے قریب ہوتا اس کا معائنہ کرنے لگا لیکن پھر کچھ سمجھ نا آیا۔

"مصطفی یہ چیخ کس کی ہے تم پر حملہ ہوا ہے ؟ " ثوبان کی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔

"کچھ سالے مل گئے ہیں ان کے ساتھ سہاگ رات منا رہا ہوں لیکن ان سے میری شدتیں برداشت نہیں ہو رہی اس لیے چیخ رہے ہیں " مصطفی دانت پیستا ثوبان کے بے تکے سوال پر جل بھن کر بولتا ثوبان کا چہرہ سرخ کر گیا ثوبان نے کال ڈسکنیکٹ کی مزید کچھ بھی بولتا مصطفی الٹے سیدھے ہی جواب دیتا پہل تو مصطفی شاہ میر کا دماغ خراب نہیں ہوتا تھا اور جب ہو جائے تو جلد درست نہیں ہوتا تھا۔

"شریف بندہ۔۔ہنہ" ثوبان دانت پیسے بڑبڑایا۔

"میری بیوی کہاں ہے بول " مصطفی اس شخص کے چہرے پر پھر پنجوں کے بل بیٹھتا غصے سے دھاڑتا پنچ رسید کر گیا۔

" کبھی نہیں بتاؤ گا " وہ شخص بلبلاتا ہوا بولا مصطفی کی پیشانی کی رگیں ابھری اور ایک فائر غصے سے پاگل ہوتے مصطفی نے اس کے منہ کھولے کیا وہ شخص

سمجھ رہا تھا مصطفی شاہ میر گڑ گڑائے گا مصطفی شاہ میر کو وہ تڑپتا سسکتا دیکھے گا مگر یہ اس کی خام خیالی تھی۔

عدنان ہمدانی کا ایک اور آدمی اپنے ساتھی کے اتنے دیر وشروم میں رہنے کے باعث خطرہ محسوس کرتے وہاں داخل ہوا وہاں مصطفی کو دیکھتے وہ شخص ٹھٹھکا اور پہلے آدمی کی طرح مصطفی پر فائر کرنے لگا مصطفی نے اس شخص کے ہاتھ پر فائر کیا گن دور اچھلی تو وہ شخص کراہ اٹھا مصطفی نے ایک فائر اور اس شخص کے ٹانگ پر کرتے اس کے پیچھے آئے ان کے ایک اور ساتھی پر بھی فائر کیے ایک مردہ تھا تو دو زندہ دو دو گولیاں کھا کر کراہ رہے تھے مصطفی پھر وشروم کا جائزہ لینے لگا وہ ان دونوں سے بھی پوچھ سکتا تھا مگر اب مصطفی کا موڈ پہلے والے کے منہ سے انکار سنتے خراب ہو چکا تھا اتنے میں لائن پر یازان کی آواز گونجی۔

"میں نے آپ کو ڈسٹرب تو نہیں کیا تھری پیس والے مولا جی " یازان ثوبان حنان ائیرپورٹ پر موجود عدنان ہمدانی کے آدمیوں کی نفری سے نمٹ چکے

تھے زیادہ تر کو سلمان نے گرفتار کر لیا تھا تو کچھ مارے گئے تھے جبکہ عالم ، اعظم ، شازم اور جازم صاحب بھی اپنے بیٹوں کی مدد کر رہے تھے اور اب زمان شاہ میر کے متعلق معلومات نکلوا رہے تھے ان چاروں کے منہ سے بے ساختہ زمان شاہ میر کا نام ادا ہو رہا تھا جسے سن کر حنان ثوبان اور سلمان کے ساتھ یازان بھی ٹھٹھکا تھا اگر وہ چاروں صرف زمان کا نام لیتے تو بھی ٹھیک تھا مگر زمان کے نام کے ساتھ شاہ میر کا سر نیم سنتے وہ لوگ چونکے تھے مگر وقت ابھی زمان شاہ میر کے بارے میں جاننے کا نا تھا۔

"غسلِ جنابت ادا کر رہا تھا تم نے غلط وقت پر کال کی " مصطفی نے پیشانی مسلتے یازان کے بے تکے شوخ سوال پر دانت پیستے کہا جبکہ مصطفی کی بات یازان کے سر کے اوپر گزری البتہ غسل ہی سمجھ آیا اسے۔

"آپ کو افق کو ڈھونڈنے کے لیے بھیجا تھا یا نہانے کے لیے اور یہ دو کلو کا بھاری نام شاور کے لیے ؟ " یازان نے آنکھیں گھماتے جوس کا سپ لیتے منہ بنا کر کہا وہ یاسر کے پارٹی آفس میں ثوبان حنان اور سلمان کے ساتھ بیٹھا تھا

کال اسپیکر پر تھی وہ لوگ پارٹی آفس میں میٹنگ روم میں بیٹھے تھے یازان کا فون سامنے ٹیبل پر رکھا تھا جبکہ یازان کے سوال پر اور مصطفی کے جواب پر اور پھر یازان کی عقل پر حنان کے علاؤہ تینوں نے دانت پیسے تھے۔

"پہلی بات میری بیوی کے نام کے ساتھ بھابھی لگاؤ یا اسے مسز مصطفی شاہ میر کہو۔۔ایک دفعہ تمہارے منہ سے اپنی بیوی کا نام سن چکا ہو دوبارہ لیا نا تو جہنم تک ڈراپ خود کرونگا۔۔اور مجھے اب یقین ہو گیا ہے تم واقعی ہی جاہل انسان ہو تم نے اسلامیات بھی نہیں پڑھی غسلِ جنابت کا نہیں پتا تمہیں" مصطفی نے پہلے دانت پیس کر پھر یازان کی عقل پر غش کھاتے کہا جبکہ یازان نے منہ بنایا

۔

"ہنہ۔۔افق کے ساتھ بھابھی لگانے سے اچھا میں منہ میں تیزاب ڈال لو۔۔اور کیا ہوتا ہے یہ غسلِ جنابت تھری پیس والے مولاء جی " یازان نے کہا جبکہ یازان کے جواب پر یاسر اور ثوبان نے اسے گھورا وہ ان کی شادی شدہ بہن پر لائن مار رہا تھا۔

"تم۔۔"مصطفی یازان کے منہ سے اپنی بیوی کا نام دوبارہ سنتا غصے سے سرخ چہرے سے کچھ کہتا کہ ثوبان نے مصطفی کی بات کاٹی۔

"مصطفی کیا بکواس کر رہے ہو اور تم چپ رہو۔۔افق ملی " ثوبان نے دونوں کو ڈپٹا یازان نے گندا منہ بنایا۔

"نہیں اسے ہی ڈھونڈ رہا ہوں لیکن یہ سالے کچھ بک ہی نہیں رہے " مصطفی نے سرد سانس کھینچ کر بات کی جبکہ وہاں کرہاتے دونوں آدمیوں نے مصطفی کو یوں دیکھا کہ اس نے ہم سے پوچھا کب ؟ جیسے وہ پوچھتا اور یہ لوگ بتا دیتے عدنان حمدانی کے غنڈے اتنے شریف۔

"تو بکنے لائق چھوڑا کیوں ہے سلا دے" ثوبان نے غصے سے کہا اور مصطفی نے ان دونوں آدمیوں کو دیکھتے افسوس سے کندھے اچکاتے اور دونوں کے دل کی جگہ پر فائر کرتے اپنے سالے کا حکم مانا۔

"اور کوئی حکم " مصطفی نے فرما برداری سے استفسار کیا اور جتایا کہ ثوبان کے منہ سے نکلے الفاظ وہ پورے کر چکا ہے سب خاموش ہوئے مصطفی کی نظر پہلے آدمی کے ہاتھ پر گئی جس پر زنک اور کچھ مٹی جیسا لگا تھا۔

"یہ زنک اس کے ہاتھ پر کیا کر رہا ہے اور یہ گیلی ہری مٹی ؟ " مصطفی خود سے بڑبڑایا مگر یاسر ثوبان سلمان اور حنان مصطفی کی بڑبڑاہٹ پر چونکے۔

"کیا کیا کہا تم نے ؟" سلمان آگے ہوتا مصطفی سے بولا مصطفی نے فلائیٹ کا پورا قصہ سنایا جس میں وشروم سے باہر نکلتے شخص کے ٹیشو پر زنک تھا جسے اس نے دور ویسٹ پر اچھالا تھا اور پھر اب بھی اس کے مردہ ہاتھ پر زنک لگا تھا اور ساتھ گیلی ہری مٹی جبکہ یازان مسکرایا سب سوچ میں پڑ گئے مصطفی وشروم کا چاروں سمت جائزہ لینے لگا۔

"فلائیٹس میں واٹر سسٹم وشروم کے قریب ہوتا ہے " یازان نے بولنا شروع کیا مصطفی یازان کی بات غور سے سننے لگا تو وہاں کھڑے سب کی نظریں بھی

یازان پر تھی جو چئیر گھوماتے ایک جملہ بولنے کے بعد جوا کا سیپ مزے سے لے رہا تھا یازان کی بے فکری پر چاروں کو غصہ آیا۔

"آگے بکو " مصطفی نے دانت پیسے یہ لڑکا تھا تو جاہل مگر تھا کام کا جبکہ مصطفی کی بات پر یازان نے ناک سکوڑتے ٹیبل پر جوس پٹخا چہرہ اپنی بے عزتی پر سرخ تھا۔

"تمیز سے بات کرے مجھ سے تھری پیس والے مولا جی آپ کی مدد کرنے کا بلکل دل نہیں مگر یہاں بات میری افق کی ہے تو بتا دیتا ہوں۔۔واٹر سسٹم کے لاک ٹینک پر زنک یوز ہوتا ہے تاکہ بار بار آسانی سے چیک کیا جا سکے پانی کے حوالے سے اور وہ ہری گیلی مٹی نہیں وہ کیپ کے اعتراف میں زنک کو پھیلنے سے روکنے کے لیے ایک گم یوز کی جاتی ہے۔۔ مختصر یہ کہ اگر یہ دونوں چیزیں دشمن کے ہاتھ پر پائی گئیں ہیں تو یقیناً ان لوگوں نے میری افق کو واٹر سسٹم میں رکھا ہے " یازان نے 'میری افق ' پر زور دیتے کہا اور غصے سے کال ڈسکنیکٹ کی جبکہ یاسر ثوبان سلمان اور حنان یازان کی غصے میں ڈوبی

شکل دیکھتے رہ گئے اور مصطفی بنا کوئی جواب دئے واٹر سسٹم کے کیب کی سمت بڑھا جسے کھولتے موبائل کی ٹارچ نکالے اس گھپ اندھیرے میں دیکھا جہاں صرف پانی کا شور تھا اور یک دم اس کی آنکھیں ٹھہری افق کے ہاتھ پیر پلاسٹک کی رسی سے بندھے تھے اور منہ پر بلیک کپڑا تھا اور وہ پانی میں جھول رہی تھی بال پانی میں بکھرے تھے۔

****

مصطفی نے موبائل وہی پوکٹ کی ڈالتے افق کے لیے اپنا بازو بڑھایا واٹر سسٹم چھوٹا تھا ایک ہی جست میں افق کا وجود مصطفی کے ہاتھ سے مس ہوا مصطفی نے اپنا مضبوط ہاتھ افق کے بازو میں پھنسائے اسے اپنی سمت کھینچا افق کا سر مصطفی کے شانے سے الگا مصطفی نے افق کا سر کیپ کے باہر نکالتے اسے ٹینک سے باہر نکالنا چاہا جب عدنان حمدانی کا ایک اور ساتھی مصطفی کی سمت بڑھا وہ اپنے تین ساتھیوں کو مردہ دیکھ غصے سے پاگل ہوا تھا اپنی گن لوڈ کر گیا مصطفی

کا پورا دھیان افق کی سمت تھا اس نے ان آدمی کو نہیں دیکھا لیکن کلچ کی آواز سے وہ ٹھٹھکا اور مڑا مگر جب تک وہ آدمی مصطفی کے چہرے پر مکہ جڑ چکا تھا مصطفی اس کیپ سے دور ہوا افق واپس ٹینک کے اندر گم ہوئی مصطفی نے اپنے پھٹے ہوئے ہونٹ پر انگوٹھے سے خون صاف کرتے اس شخص کے فائر کرنے سے پہلے پاس پڑی گن اٹھائے ایک ساتھ ساری گولیاں اس کے وجود میں اتار کر وہاں پڑے مردوں کی تعداد میں مزید ایک اضافہ کیا۔

مصطفی واپس کیپ کی سمت بڑھتا کہ عدنان حمدانی کے دو آدمی وہاں داخل ہوئے مصطفی نے نفی میں سر ہلاتے سرخ آنکھوں سے ان دونوں کو دیکھا اور جبڑے بھینچے اسے افق کو باہر نکالنا تھا اور یہ آدمی اس کی راہ میں رکاوٹ پیدا کر رہے تھے مصطفی نے ان دونوں آدمیوں کو بنا سمجھنے کا موقع دیے ایک ایک مکہ جڑتے پھر انھیں کی گن سے انھیں ڈھیر کرتے وہاں موجود چار مردوں کو چھ میں منتقل کیا مصطفی سر جھٹک کر کیپ کی سمت بڑھا اور اب افق کو کیپ

سے نکالنے میں کامیاب ہوا افق بے ہوش تھی اور پوری پانی میں بھیگی تھی جسم سفید پڑ چکا تھا اور حد درجہ ٹھنڈا مصطفی نے افق کو سلیب پر لوہے کی دیواروں کے سہارے بیٹھائے اس کے رسی میں قید پیر اور ہاتھوں کو آزاد کرتے منہ سے کپڑا ہٹایا افق کے چہرے پر دونوں گالوں پر انگلیوں کے نشان تھے ہاتھوں اور پیروں پر رسی سے نیلے نشان پڑ چکے تھے مصطفی نے لب بھینچے اگر عدنان حمدان اس کے سامنے ہوتا وہ اس کا چہرہ اور جسم کا ہر حصہ نیلا کر دیتا اپنی فیری ٹیل کی نکلی شہزادی کے چہرے اور ہاتھوں پیروں کو دیکھتے مصطفی کی رگوں میں شرارے پھوٹے تھے۔

"افق " مصطفی نے افق کا سرد اور یک ٹھنڈا چہرہ تھپتھپاتے تڑپ کر اسے پکارا تھا مگر افق دنیا جہاں سے جیسے بے گانی تھی مصطفی کی سانسیں رکنے کے در پہ تھیں مصطفی نے کانپتے ہاتھوں سے افق کی سانسیں چیک کی بہت مدھم سانسیں

چل رہی تھیں افق کے منہ سے پانی بہہ رہا تھا جیسے پورے جسم میں پانی بھر چکا ہو مصطفی نے افق کو شدت سے اپنے سینے میں بھینچا۔

"میں وعدہ کرتا ہوں میری شہزادی تمہارا شیطان کا باپ تمہاری ایسی حالت کرنے والوں کو تڑپا تڑپا کر جہنم رسید کرے گا " مصطفی نے افق کے گیلے بالوں میں لب رکھتے کہا افق کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالوں میں بھرتا وہ شدت سے افق کی پیشانی پر لب رکھ گیا مصطفی کی نظر اب افق کے نازک وجود پر گئی تھی وہ نیوی بلیو سوٹ میں پرینٹ شرٹ اور کیپری میں ملبوس تھی پانی میں رہنے کے باعث افق کے کپڑے اس کے جسم سے چسپاں ہوکر اس کے دلکش وجود کو نمایاں کر رہے تھے مصطفی نے لب بھینچے نگاہیں اپنی بیوی کے وجود سے ہٹائی تھیں ، اپنا کوٹ اتار کر افق کو پہنا گیا اور افق کو باہوں میں اٹھائے ان چھ مُردوں کو نخوست سے دیکھتا باہر کی طرف بڑھا باہر نکلتے ہی ائیر ہوسٹس پریشان سی مصطفی کی سمت بڑھی وہاں موجود تمام پیسنجرز مصطفی کی باہوں میں

بھیگی لڑکی کو دیکھ کر ہکا بکا رہ گئے تھے اور ان کے سمیت ہوئی جہاز کا عملہ بھی مگر عدنان حمدانی کے ساتھی طیش و غضب میں آئے تھے عدنان حمدانی کے اب بھی گیارہ ساتھی پیسنجرز کا روپ لیے ہوائی جہاز میں زندہ موجود تھے جو مصطفی اور اس کی باہوں میں افق کو دیکھتے جبڑے بھینچ گئے تھے۔

"میڈیکل کیبن میں لیڈی ڈاکٹر کو بھیجے" مصطفی دھاڑا تھا ائیر ہوسٹس بے ساختہ مصطفی کی دھاڑ پر پیچھے قدم لیتی خوف کے مارے سر اثبات میں ہلا گئی سارے پیسنجرز پریشان ہوئے تھے افق کے جسم سے کپڑوں سے بہتا پانی مصطفی کی شرٹ کو بھی بھیگا چکا تھا وہاں بیٹھی کئی لڑکیاں جو مصطفی کی شخصیت سے متاثر ہوئیں تھیں مصطفی کے جسم سے چسپاں ہوتی شرٹ میں اس کے سکس پیکس کو واضح دیکھ مصطفی شاہ میر پر فدا ہوئی تھیں تو وہی اس کی باہوں میں موجود لڑکی سے رشک میں مبتلا مصطفی افق کو لیے میڈیکل کیبین کی سمت بڑھا عدنان حمدانی کے ساتھی مصطفی کے پیچھے ائیر ہوسٹس اور لیڈی ڈاکٹر سے پہلے آئے

مصطفی نے افق کو وہاں موجود سٹیچر بیڈ پر لٹایا وہ پلٹا تھا کہ عدنان حمدانی کے ساتھی نے مصطفی پر حملہ کرنا چاہا جسے مصطفی نے ایک ہی جست میں روکتے جوابا اس پر وار کیا پیچھے آئی لیڈی ڈاکٹر اور ائیر ہوسٹس گھبرا کر پیچھے ہوئیں مصطفی اس آدمی کو مارتا مارتا کیبن سے باہر نکلا۔

"میری بیوی کا صحیح سے علاج کرنا ورنہ اس جہاز سے نیچے پھینکنے میں دو منٹ نہیں لگاؤ گا " مصطفی لیڈی ڈاکٹر کو دیکھتا غرایا ایک اور پنچ اس آدمی کو مارتا کیبن کا دروازہ بند کر گیا جبکہ لیڈی ڈاکٹر مصطفیٰ کی غراہٹ پر تھوک نگلتی افق کی سمت بڑھی تھی۔

"میری بیوی کو اغواہ کرنے کی ہمت کیسے کی سالوں " مصطفی اس شخص کی درگت بناتا دھاڑا تھا پیسنجرز اپنی جگہ سے اچھلے تھے ہوئی جہاز کا عملہ بری طرح مصطفی کے خوف سے کانپ رہا تھا عدنان حمدانی کے ساتھی ایک کے بعد جتنے

بھی اس ہوائی جہاز میں موجود تھے مصطفی کو قابو کرنے لگے وہ لوگ سمجھنے سے قاصر تھے کہ ظالم کون ہے اور مظلوم کون مگر مصطفی کو اکیلے ان دس لوگوں سے لڑتا دیکھ اور مصطفی کی باہوں میں افق کو دیکھ وہ کڑیاں سلجھاتے سمجھ ہی گئے تھے کہ مصطفیٰ حق پر ہے مگر مصطفی سے پھر بھی سب خوف کھا رہے تھے کیونکہ وہ ایک کے بعد ایک عدنان حمدانی کے ساتھیوں کی درگت بنا رہا تھا۔

"تیری بیوی کو اغواہ ہی کیا ہے کمینے ورنہ ایسی حسین لڑکی کو کبھی اپنی ضرورت پورے کیے بنا جانے نہیں دیا ہم نے " ایک آدمی مصطفی پر گن تانتا خباثت سے بول جبکہ مصطفی کے جسم میں آگ دھکی اور ایک ہی جست میں اس آدمی کا گن والا ہاتھ مڑوڑتے اس کے منہ ہی منہ پر کئی پنچ رسید کرتے فائر اس کے منہ کے اندر گن ڈالتے کیا وہ آدمی پیسنجر کے اوپر پیچھے ڈھ گیا پیسنجر نے اچھوت کی طرح دور جھٹکا۔

"اب اپنی ضرورت جہنم میں سانپوں سے پوری کرنا " مصطفی نے نخوست سے اس آدمی کے مردہ وجود کو دیکھتے کہا۔

"تیری تو۔۔"ایک آدمی اور مصطفی کی سمت بڑھا مصطفی نے سیدھا فائر اس کے سینے میں کیا وہ تقریباً دس بندے تھے جنھیں منٹوں میں مصطفی نے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا اور انھیں کی گن لے کر وقت ضائع کیے بنا۔

"افق ملی ؟" ثوبان کی بے چین آواز گونجی مصطفی کے ہاتھ میں اب بھی گن تھی اور ثوبان کی آواز سنتے وہ پریشانی سے اپنی پیشانی مسلتا پیسنجرز کو دیکھ رہا تھا جو خوف کے مارے مصطفی کو ہی دیکھ رہے تھے اور ہوئی جہاز میں موجود ائیر ہوسٹس بھی۔

"مل گئی " مصطفی نے سانس کھینچتے کہا ثوبان نے یہ سنتے ایک تشکر کی سانس لیتے بے ساختہ اللہ کا شکر ادا کیا۔

"اور عدنان حمدانی کے بندوں کا کیا کیا؟ " ثوبان نے استفسار کیا۔

"تو نے کہا تھا سُلا دے تو سُلا دیا " مصطفی نے ایسے کہاں جیسے لوری سنا کر سُلایا ہو۔

"گڈ " ثوبان نے شاباشی دی۔

"افق ٹھیک ہے ؟" ثوبان نے استفسار کیا۔

"بے ہوش ہے واٹر ٹینک میں رکھا تھا اسے ڈاکٹر علاج کر رہی ہے دعا کرو ۔۔البتہ سانسیں بہت مدھم چل رہی ہیں " مصطفی نے لب کاٹتے کہا۔

"ہمم۔۔ تم نے پیسنجرز کے سامنے عدنان حمدانی کے آدمیوں کو مارا ؟ " ثوبان نے استفسار کیا۔

"تو کیا تم نے الگ روم بنوایا تھا جہاز میں جہاں انھیں لوری سناتا" مصطفی نے دانت پیسے کہا۔

"پیسنجرز ڈر رہے ہونگے تم سے " ثوبان نے کہا۔

"ہمم نہیں محبت بھری نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں " مصطفی نے پیسنجرز کی سہمی ہیرنی جیسی نگاہوں کو دیکھتے کہا جبکہ مصطفی کے جلے کٹے انداز پر ثوبان بے ساختہ مسکرایا۔

"مصطفی شاہ میر " مصطفی اپنے نام کی پکار پر پلٹا تھا ایک شخص افق کو لیڈی ڈاکٹر اور ائیر ہوسٹس کے سہارے انھیں گن پوائنٹ پر لیے کھڑا تھا مصطفی نے جبڑے بھینچے افق بے حال تھی بے ہوش تھی لیڈی ڈاکٹر اور ائیر ہوسٹس کانپ رہی تھیں انھوں نے بامشکل افق کو سہارا دیا ہوا تھا۔

"بڑا ماسٹر مائنڈ بن رہا ہے خود کو بہت ہوشیار سمجھتا ہے تو " وہ شخص تمسخر سے مسکراتا مصطفی سے گویا ہوا مصطفی سپاٹ چہرے سے بس اسے دیکھ رہا تھا۔

"گن پھینک ، سائیڈ ہو اور خبردار کوئی ہوشیاری کی تو " وہ آدمی گن سے اشارہ کرتا بولا مصطفی نے گن پھینکتے ہاتھ سلینڈر کرنے کے انداز میں ہاتھ اٹھائے اور شرافت سے اس آدمی کی بات مانتا سائیڈ ہو گیا مصطفی کی نظریں افق پر تھیں وہ آدمی افق ائیر ہوسٹس اور ڈاکٹر کو لیے ہوائی جہاز کے ایک دروازے کی سمت بڑھا تھا۔

"میری بیوی کو چھوڑ دو۔۔"مصطفی نے کہنا چاہا۔

"خاموش۔۔ آواز نہیں " وہ شخص ہونٹوں پر گن رکھتا مصطفی کو دیکھتا مسکراکر بولا مصطفی نے لب بھینچے۔

"تو نے ہمارے ڈرگز پکڑوائے تھے ہماری کمپنی بند ہو گئی پورے لندن میں ہماری کمپنی کی ساکھ گر گئی ہم پر کلب مافیا کا قرضہ چڑھ گیا جان بچاتے بھاگے تھے ہم وہاں سے۔۔ کیا ہو جاتا اگر تو خاموش رہتا تو تو شریف بندہ تھا اور ہمارے لیے تو شیطان بن گیا کمینہ۔۔ بس لندن کے نوجوان ڈرگز میں مبتلا ہو جاتے ان کی ہی جان جاتی اور تو تو پاکستانی ہے تجھے کیا فرق پڑتا تیرے ملک کے ساتھ تو کچھ بھی نہیں کر رہے تھے ہم " وہ آدمی دھاڑا تھا اس کی باتیں سنتے جہاں مصطفی کو غصہ آیا تھا وہی اس فلائیٹ میں موجود آدھے سے زیادہ لندن کے باشندوں کو اس شخص پر طیش آیا تھا تو پاکستانیوں نے نخوست سے اسے دیکھا تھا انسان تو انسان ہوتے ہیں چاہے وہ پاکستانی ہو یا لندن کا باشندہ۔

"انسان انسان ہوتا ہے چاہے وہ روح زمین کے کسی بھی کونے پر ہو ، کسی بھی ملک کا باشندہ ہو اور تم جیسے درندے جو دوسرے ملکوں کو برباد کرے وہ اپنے

ملکوں کے وفادار کبھی نہیں ہو سکتے " مصطفی غصے و اشتعال سے دوبدوک بولا وہ شخص خباثت سے قہقہہ لگا اٹھا۔

"افففف ہاہاہا۔۔ بے وقف پاکستانی تمہاری یہ انسانیت کے لیے ہمدردی آج تمہاری بیوی کی جان لے لے گی۔۔ فون کرو اپنے سالے کو استعفیٰ پر سائن کرے ورنہ اپنی بیوی کی لاش دنیا بھر میں ڈھونڈتے رہنا " وہ آدمی قہقہہ لگاتا غصے سے پھنکارا مصطفی نے مٹھیاں بھینچی ثوبان کال پر تھا وہ مصطفی کی باتوں سے اندازہ لگا چکا تھا وہاں چل کیا رہا ہے۔

"ثوبان یاسر سے کہو۔۔"مصطفی نے بلیو ٹوتھ پر انگلی جمائے کہنا شروع کیا نگاہیں اس شخص پر ہی تھیں جس نے نفی میں سر ہلاتے موبائل کو سپیکر پر ڈالنے کا اشارہ کیا اور خود عدنان ہمدانی کو کال کر گیا۔

"یاسر " مصطفی نے یاسر کو پکارا۔

"ہمم " یاسر نے لب بھینچے چہرے پر ہاتھ پھیرتے آگے بولنے کا اشارہ دیا ثوبان نے یاسر کو اپنے پاس فورا بلایا تھا۔

"افق عدنان حمدانی کے آدمی کے قبضے میں ہے وہ فلائیٹ کے دروازے پر افق کو لیے کھڑا ہے استعفیٰ دے دو " مصطفی نے کہا اس شخص کے ہاتھ میں موجود موبائل سے عدنان حمدانی کا قہقہہ گونجا۔

" صحیح کہ رہا ہے شریف بندہ بات مانو چالاکی ہوشیاری دیکھا کر کچھ نہیں ہو گا تمہاری بہن تو اب بھی موت کی دہلیز پر کھڑی ہے اس کی زندگی چاہتے ہو تو مصطفی شاہ میر کی بات مانو " عدنان حمدانی خباثت سے گویا ہوا۔

"میں کانفرنس میں جا رہا ہو استعفیٰ دینے تم پہلے اپنے آدمی سے کہ کر میری بہن کو مصطفی شاہ میر کے حوالے کرواؤ " یاسر کی آواز گونجی۔

"نانانا کشمیر کے شیر ہم بے وقف نہیں استعفی دو تب تک تمہاری بہن میرے آدمی کے قبضے میں ہی رہے گی" عدنان حمدانی کی آواز گونجی یاسر اور مصطفی خاموش رہے پورے پیسنجرز خوف میں مبتلا ہوتے آگے کیا ہو گا اس کشمکش میں تھے۔

"شیرو ایسا کرو فلائیٹ کا دروازہ کھول دوں فیصلہ کرنے میں سیاستدان کو مدد ملے گی " عدنان حمدانی اپنے ساتھی سے بولا اور وہ اپنے باس کی بات پر عمل کر گیا ائیر ہوسٹس چیخی تھی کہ ہوائی جہاز کا بیلنس خراب ہو سکتا ہے مگر وہ شخص خونخوار نظروں سے ائیر ہوسٹس کو گھور گیا وہ بیچاری خاموش ہو گئی ائیر ہوسٹس اور ڈاکٹر نے افق پر گرفت مضبوط کی تھی دروازہ کھلنے کے باعث باہر تیز ہوا ان کے وجود کے آر پار ہو رہی تھی افق کو ڈاکٹر نے دوا کا انجیکشن لگاتے اسٹیم دی تھی ڈاکٹر پانی افق کے پیٹ سے نکال چکی تھی لیکن افق کے جسم میں حرارت پیدا کرنا ضروری تھا جس میں وہ ڈاکٹر ناکام رہی تھی کیونکہ تب ہی عدنان حمدانی کا غنڈہ ان کے سر پر سوار ہو چکا تھا افق بھی یک دم ٹھنڈی ہواؤں کے جھونکوں کو محسوس کرتی افق کے جسم میں حرکت ہوئی تھی وہ سردی لگنے سے کپکپا رہی تھی۔

"ہاں تو سیاستدان کیا فیصلہ کیا ؟ " عدنان حمدانی اپنے آدمی کی طرف سے ڈن کی آواز سنتا گویا ہوا۔

"میں استعفی دے رہا ہوں لیکن میری بہن کو کچھ نہیں ہونا چاہیے " یاسر یک دم ٹیبل کو ٹھوکر مارتا دھاڑا تھا عدنان حمدانی کا دل خوش ہوا وہ قہقہہ لگا اٹھا وہ لوگ مکمل طور پر بے بس ہو چکے تھے دشمنوں نے انھیں بہت نازک موڑ پر کھڑا کر دیا تھا مصطفی لب بھینچے افق پر نظریں جمائے تھا کے اچانک اس کی نظر لیڈی ڈاکٹر پر گئی اس کی پیشانی پر شکنیں تھیں مصطفی نے لیڈی ڈاکٹر کی نگاہوں کے تعاقب میں دیکھا سامنے سیٹ پر بیٹھا ایک گورا آدمی اسے اشارہ کر رہا تھا نیچے جھکنے کا مگر وہ ڈاکٹر گھبرا رہی تھی عدنان حمدانی کے آدمی کی نظر پیسنجرز پر تھی لیڈی ڈاکٹر کی نظر مصطفی پر پڑی مصطفی نے اسے آنکھوں سے اس آدمی کی بات ماننے کو کہا۔

"تم لوگ بہت غلط کر رہے ہو " مصطفی نے اس آدمی کو اپنی سمت دھیان بھٹکاتے مخاطب کیا۔

"بکواس بند کرو اپنی " وہ شخص غصے سے بولا مصطفی اپنے پلان میں کامیاب ہوا ۔

"تم لوگ بچ نہیں سکو گے تمہارا کیا گھوم پھر کر تمہارے سامنے ایک دن لازمی آئے گا تو بہتر ہے توبہ کر لو " مصطفی نے کہا۔

"تم اسلامی لیکچر مت دو مجھے " وہ شخص غرایا۔

"دیکھو دنیا اور آخرت دونوں گوا دو گے تم دنیا کی عیاشی حاصل کر بھی لو آخرت میں تو جہنم میں سڑو گے " مصطفی نے آخرت سے ڈرایا۔

"میں تو ڈر گیا " وہ شخص ڈرنے کی ایکٹنگ کرتا بولا مصطفی مسکرایا اور لیڈی ڈاکٹر اور ائیر ہوسٹس کو اشارہ کر گیا تھا سامنے فرنٹ سیٹ پر بیٹھے گورے نے اپنے ہاتھ میں پکڑا موبائل عدنان حمدانی کے آدمی کے ہاتھ پر مارا اور مصطفی ایک ہی جست میں آگے ہوا ائیر ہوسٹس اور لیڈی ڈاکٹر افق کو لیے نیچے جھکی تھی عدنان حمدانی کا آدمی موبائل لگنے پر زرا سا گڑبڑایا تھا مگر گن پر گرفت جماتے غصے میں پہلا فائر افق کو ہی مارنا چاہا تھا لیکن وہ فائر دروازے سے باہر ہی فائر ہوا پھر غصے و اشتعال میں عدنان حمدانی کے آدمی نے فائر اس گورے پر کیا گورا تڑپ کر ساکت آنکھوں سے موت کی نیند سو گیا دوسرا فائر وہ پھر افق پر کرتا کے مصطفی نے اس کی گن والا ہاتھ اس تک پہنچتے مڑوڑا وہ آدمی کرہا اٹھا مگر گن پر گرفت کمزور نہیں پڑنے دی اس آدمی نے مصطفی کے منہ

پر پنچ رسید کرنا چاہا جب مصطفی نے اس کا ہاتھ روکتے الٹا اس کے چہرے کا نقشہ بگاڑ دیا ائیر ہوسٹس اور لیڈی ڈاکٹر جلدی سے اٹھتی افق کو سہارا دیتی آگے بڑھنے لگی کہ اس آدمی نے گن چھوڑتے ائیر ہوسٹس کو دھکا دیا اورافق کے گلے پر چاقو رکھتا اسے اپنے حصار میں لے گیا ائیر ہوسٹس دروازے سے گرتی کہ مصطفیٰ نے اسے بچایا گن دروازے سے باہر گری تھی مصطفی نے ائیر ہوسٹس کو بچاتے اس عدنان حمدانی کے آدمی کو دیکھا جو اس کی بیوی کی گردن پر چاقو رکھے کھڑا تھا۔

"منا کیا تھا نا بہت شوق ہے چلاکی کرنے کا " وہ آدمی دھاڑا تھا مصطفی نے اس کی سمت قدم بڑھائے۔

"خبردار جو ایک قدم آگے بڑھایا تیری بیوی کا گلا کاٹ دوں گا " وہ آدمی مصطفی کی سمت چاقو دیکھاتا ہاتھ کے اشارے سے مصطفی کو سائیڈ ہونے کا کہتا

دوبارہ افق کی گردن پر چاقو رکھ گیا مصطفی دونوں ہاتھ ہوا میں لہراتے سائیڈ ہوا وہ آدمی افق کو لیے دروازے کی سمت بڑھا تو پیسنجرز سارا واقعہ دیکھتے گھبرا گئے۔

"ہیلو باس " وہ آدمی فون رنگ ہونے پر کان سے لگاتا بولا مصطفی نے دروازے کے قریب رکھے پیراشوٹ بیگ کو دیکھا اور ائیر ہوسٹس کو اسے کھولنے کا اشارہ کر گیا ائیر ہوسٹس گھبراتی سر اثبات میں ہلا گئی اور اپنا کام کرنے لگی مصطفی آہستہ آہستہ دروازے کی سمت آیا جبکہ وہ آدمی فون پر اور افق کے بے ہوش کو سنبھالے بامشکل لڑکھڑاتا کھڑا تھا اس کا دھیان مصطفی اور افق پر تھا ائیر ہوسٹس پر نہیں کیونکہ ائیر ہوسٹس قدرے فاصلے پر جھکی ہوئی پیرا شوٹ بیگ کھولنے کی کوشش کر رہی تھی گھبراہٹ کے مارے اس ائیر ہوسٹس کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔

"افق مصطفی شاہ میر کو مار دوں یاسر شازم داؤد استعفیٰ نہیں دے رہا سیاستدان صرف ادھر ادھر کی باتیں کر رہا ہے کانفرنس میں " عدنان حمدانی غصے سے غرایا تھا اور اس آدمی کے چہرے پر بھی غصہ عنود ہوا عدنان حمدانی کا آدمی "اوکے باس " کہتا موبائل رکھتا افق کا گلا کاٹنے ہی والا تھا کہ مصطفیٰ نے اپنے قریب رکھا کسی پیسنجر کا کافی مگ اٹھا کر پیچھے کی سمت پھیکا وہ آدمی آواز پر چونکا پیچھے کی سمت دیکھنے لگا مصطفی نے ایک نظر ائیر ہوسٹس اور سارے پیسنجرز کو دیکھتے عدنان حمدانی کے آدمی تک ایک ہی جست میں پہنچتے افق کے گلے سے چاقو سمیت اس آدمی کا ہاتھ پیچھے کرتے اسے موقع رسید کیا تھا وہ آدمی لڑکھڑا کر افق سے دور ہوا پہلا پائلٹ بھی کیبن سے باہر نکلا اور وہاں موجود صورت حال دیکھ کر چونکا یاسر کو یقین تھا مصطفی کچھ نا کچھ کر کے افق کو بچا ہی لے گا اسی لیے اس نے اب تک کانفرنس میں استعفی کی بات نہیں کی تھی عدنان حمدانی کا آدمی سیدھا ہوتا مصطفی کی پشت پر چاقو سے وار کر گیا مصطفی کا کٹاؤ بیک شولڈر بری طرح زخمی ہوا تھا خون ابل کر باہر نکلا تھا اس

وقت مصطفی افق کو سنبھالے اپنی باہوں میں بھینچے تھا اس لیے عدنان حمدانی کا آدمی اپنے وار میں کامیاب ہوچکا تھا پائلٹ عدنان حمدانی کے آدمی کی سمت بڑھا تھا کہ اتنے میں اس آدمی نے بنا مصطفی کو سمجھنے کا موقع دیے مصطفی کے بیک شولڈر سے چاقو نکالتا مصطفی کو کرہانے پر مجبور کر چکا تھا اور مصطفی کو دروازے کی سمت پوری قوت سے دھکا دے گیا مصطفی نے ایک ہاتھ افق کی کمر کے گرد لپٹائے اسے خود میں بھینچے ہوئے تھا تو دوسرے ہاتھ سے دروازے کی چوکھٹ کو بامشکل تھاما ہوا تھا مصطفی کا چہرہ تکلیف و غصے سے سرخ پڑ چکا تھا وہ لب بھینچے تھا عدنان حمدانی کے آدمی نے مصطفی اور افق کو باہر گرتا نا دیکھ مصطفی پر چاقو سے دوبارہ وار کرنا چاہا کہ پائلٹ نے اس آدمی کا ہاتھ مڑوڑا مصطفی نے پلٹ کر دیکھا پھر اپنا ہاتھ دروازہ کی چوکھٹ سے ہٹائے سیدھا ہوا تھا ائیر ہوسٹس جو پیرا شوٹ سیٹ کر رہی تھی مصطفی کے چہرے پر تکلیف کے اثرات دیکھتی پیراشوٹ تھامے ہی مصطفی سے افق کو سہارا دینے کے لیے آگے بڑھی تھی کہ عدنان حمدانی کا آدمی پائلٹ کو دھکا دیتا مصطفی کی پشت کو پوری

قوت سے دھکیل گیا مصطفی نے افق کے گرد اپنا حصار مضبوط بنایا مگر مصطفی اور افق دونوں ہی نیچے گرے تھے۔

ائیر ہوسٹس کی چیخ بے ساختہ گونجی تھی وہ منہ پر دونوں ہاتھ رکھ گئی تو تمام پیسنجرز اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے تھے جبکہ عدنان حمدانی کا آدمی مسکرایا تھا اور پائلٹ پر حملہ کرنے لگا جس سے پائلٹ سنبھل نا سکا تو کچھ پیسنجرز جن میں کچھ گورے اور پاکستانی شامل تھے غصے و اشتعال سے اس آدمی کو دیکھتے وہی چاقو اٹھائے اس کے چہرے کا نقشہ بگاڑ گئے پائلٹ نے سیدھا ہوتے اس آدمی کی درگت بنتی دیکھی اور نخوست سے سر جھٹکا اور پھر دروازے کی سمت نیچے دیکھنے لگا مصطفی اور افق بادلوں کے بیچ کھو سے گئے تھے ائیر ہوسٹس اور لیڈی ڈاکٹر سمیت تمام خواتین کی آنکھیں نم ہوئیں تھیں ائیر ہوسٹس نے بھی آنسوؤں سے تر چہرے سے جھانکا پائلٹ نے بھی لب کاٹے تھے شاید ان دونوں پیار کرنے والے میاں بیوی کا یہی انجام ہونا تھا لڑکی تو پہلے ہی موت

کی دہلیز پر تھی لیکن نہیں پھر بادلوں کے بیچ میں پیرا شوٹ نظر آیا جو نیچے کی سمت اڑان بھر رہا تھا پائلٹ نے ائیر ہوسٹس کو دیکھا اور ائیر ہوسٹس حیران ہوتی پیراشوٹ کو اپنے اعتراف میں دیکھنے لگی جو وہاں سے غائب تھا تو مطلب مصطفی شاہ میر نے اپنی بیوی کو بچا لیا تھا وہ دونوں زندہ تھے مگر دونوں ہی زخمی تھے۔

کانفرنس ختم کر دی گئی تھی کچھ سیاست سے متعلق ضروری بات منظر عام پر لا کر۔۔یاسر ثوبان حنان سلمان بے چین میٹنگ روم میں بیٹھے تھے یازان یہاں سے غائب تھا دفعتاً عمران یاسر کے قریب آتا اس کے کان میں کچھ کہ گیا یاسر کے ماتھے پر شکنیں پڑیں۔

"کیا ؟ " یاسر عمران کی بات سنتا جبڑے بھینچے عمران کو گردن موڑ کر دیکھتا غرایا تھا عمران نے سر جھکا لیا۔

"کیا ہوا یاسر " ثوبان نے یاسر کو غصے میں دیکھ کر استفسار کیا حنان اور سلمان بھی یاسر کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔

"تمہارا دماغ خراب تھا جو اسے جانے دیا اکیلے " یاسر عمران کی سمت دیکھتا اپنی جگہ سے اٹھا اور بالوں میں ہاتھ پھیرتا دھاڑا تھا۔

"سر آپ کو لگتا ہے آپ کا سالا جو آپ کی اجازت نہیں لیتا وہ ہماری سن کر رک جائے گا " عمران منہ بنا کر بولا تو حنان سیدھا ہو کر بیٹھا بات شاید نہیں یقیناً یازان کی ہی چل رہی تھی تو عمران کی بات پر یاسر نے عمران کو گھورا جو فورا روہانسا ہوا تھا کہی یاسر کا سارا غصہ اس پر نا نکل جائے۔

"کیا ہوا عمران ؟ " حنان نے یاسر کے بجائے عمران سے استفسار کیا۔

"سر ، یاسر سر نے اپنا پرائیوٹ چوپر تیار کروایا تھا مصطفی سر اور افق میم تک پہنچنے کے لیے ، اس ہوائی جہاز تک پہنچنے کے لیے لیکن یازان سر اس میں سوار ہو کر اکیلے ہی چلے گئے " عمران نے تفصیلاً بتایا۔

"اچھا یہ بات تھی میں خامخواہ پریشان ہو گیا " حنان نے پر سکون ہوتے سر جھٹکا تو ثوبان ،یاسر عمران اور سلمان نے حنان کو دیکھا یہاں وہ لوگ اس کے بھائی (یازان) کے لیے پریشان تھے اور اس کا سگا بڑا بھائی (حنان) پر سکون بیٹھا تھا

۔

"وہ چوپر ہے اور تمہارا بھائی اکیلا گیا ہے اس میں سوار ہو کر اور تم۔۔دماغ کام کر رہا ہے یا نہیں تمہارا " ثوبان کی پیشانی پر شکنیں پڑیں۔

"بہت نایاب چیز ہے نہیں؟ " حنان نے چوپر کے لفظ پر ابرو ریز کرتے کہا۔

" کبھی پہلے بھی بیٹھا ہے وہ چوپر میں" یاسر نے دانت پیسے۔

"میرے بھائی نے چوپر کا سفر تم سب بھائیوں کو ملا کر۔۔اور تم سب کو ہی کیا حداد اور مجھے بھی ملا کر ہمارے مقابلے میں زیادہ کیا ہے۔۔تم نے جتنا ہوائی جہاز کا سفر نہیں کیا ہو گا اتنا یازان اعظم کفیر چوپر کا اکیلے سفر کر چکا ہے پندرہ سال کی عمر سے " حنان نے یاسر کی بات پر مسکراتے آگے کو جھکتے کہا یاسر اور

ثوبان حیران ہوئے مگر اپنی حیرانی پر جلد قابو پاتے حنان کی سمت سے رخ پھیر گئے جبکہ حنان کے طنز پر سلمان اور عمران نے اپنی ہنسی دبائی تھی۔

"مصطفی کال بھی نہیں اٹھا رہا ؟ " سلمان نے پریشانی سے کہا۔

"اس ہوائی جہاز کے پائلٹ سے بات ہوسکتی ہے یا کسی اسٹاف سے شاید پتا چل جائے وہاں کیا چل رہا ہے " ثوبان نے پیشانی مسلتے کہا سلمان نے اثبات میں سر ہلایا اور سورسز سے اس پائلٹ کا نمبر دریافت کیا اور بات کی پائلٹ کی بات سنتے جہاں سب پریشان ہوئے تھے وہی مصطفی اور افق کی خیریت کی خبر سنتے سب مطمئن ہوئے عدنان حمدانی کے آخری بچے آدمی کو پائلٹ اور پیسنجرز نے مل کر ختم کر دیا تھا مصطفی شاہ میر جیسا شریف بندہ بھی عدنان حمدانی پر بھاری پڑا تھا اور مصطفی شاہ میر کی شرافت تو غنڈہ گردی سے بھی خطرناک تھی یہ بھی دشمنوں کے علاوہ سب ہی جانتے تھے اگر دشمن بھی جانتے ہوتے تو

مصطفی شاہ میر سے پنگاہ لینے سے پہلے سو دفعہ تو سوچتے سلمان نے کال ڈسکنیکٹ کی۔

"تم کہاں جا رہے ہو " حنان صوفے سے اٹھا تھا جب یاسر نے سوال داغا۔

مصطفی افق کو اپنے سینے میں بھینچے پیراشوٹ کو تھامے ایک پہاڑی جنگل کی سمت پرواز کر گیا تھا یہ پرواز ہواؤں کے دوش سے تھی ورنہ مصطفی کو اس وقت کچھ سمجھ ہی نہیں آرہا تھا نا وہ کچھ کر سکتا تھا موبائل بلیوٹوتھ گر چکے تھے پیٹھ پر زخم تھا جس کی وجہ سے شرٹ بھی پھٹ چکی تھی بیوی ٹھنڈی ہواؤں کے باعث کپکپا رہی تھی مصطفی نے محسوس کیا تھا پیراشوٹ کے سفر کے

دوران ٹھنڈی ہواؤں کی گردش میں افق کا جسم مسلسل کپکپاہٹ کا شکار رہا تھا لیکن مصطفی بے بس تھا وہ افق کو اس اذیت میں دیکھنے کے علاوہ کچھ کر بھی نہیں سکتا تھا اس نے بھر پور کوشش کی تھی اپنے چٹانی سینے میں افق کو چھپا لینے کی مگر اعتراف سے لگتی ٹھنڈی ہوائیں مصطفی کی کوشش کو ناکام کر گئی۔

پیراشوٹ ایک پہاڑ پر درختوں کے درمیان بامشکل رک گیا تھا اور اس مرحلے میں مصطفی کی شرٹ جگہ جگہ سے پھٹ چکی تھی زخم پر خراشیں لگنے سے زخم سے خون پھر رسنے لگا تھا جو ٹھنڈ کے باعث خود با خود بند ہو چکا تھا۔

مصطفی نے پتھریلی زمین پر قدم رکھتے افق کو اپنی باہوں میں اٹھائے کسی خشک اور ٹھہرنے کے لائق جگہ تلاش کی مگر یہ جنگل تھا بیابان اور سرد کافی مشقت کے بعد مصطفی کو ایک بڑے سے پھیلے ہوئے درختوں کے سائے کے قریب خشک سی جگہ ملی مصطفی نے درخت کے سہارے افق کو بیٹھایا اور خود کچھ سوکھی ہوئی گھاس اور پتے لکڑیاں تلاش کرنے لگا اندھیرا ہونے والا تھا یہ جنگل تھا تو جنگلی جانور بھی یقیناً ہونگے ان سے بچنے کے لیے آگ جلانی ضروری تھی

اور افق کو بھی حرارت کی سخت ضرورت تھی کافی دیر مشقت کے بعد مصطفی نے گھاس اور پتے درخت کے پاس بیچھائے اور لکڑیاں جمع کرتے کچھ فاصلے پر پتھروں کی مدد سے آگ جلائی جو کافی محنت کے بعد کامیاب ہوئی تھی آگ کی تپش سے وہاں کچھ روشنی اور گرمائش پیدا ہوئی تھی مصطفی نے شکر کا کلمہ پڑھا اور افق کا لب بھینچے دیکھنے لگا جس کا بے ہوش وجود بھی سردی کے باعث کپکپا رہا تھا۔

مصطفی نے اپنی شرٹ اتارتے پاس زرا سے فاصلے پر جھرنے کی سمت قدم لیے جھرنے کا پانی ٹھنڈا تھا مصطفی نے اپنی شرٹ پانی میں گیلی کرتے اپنے ہاتھ کو پیچھے کی سمت لے جاتے بامشکل درد و تکلیف کی اٹھتی ٹھسوں کو نظر انداز کرتے اپنا زخم صاف کیا اور قدم افق کی سمت بڑھا گیا افق کے قریب پنجوں کے بل بیٹھتے وہ ہوائی جہاز کے واشروم کے بعد اب افق کا چہرہ دیکھ رہا تھا جو سفید پڑتا جا رہا تھا ہونٹ پہلے کی طرح نیلے تھے مگر اب مزید نیلے پڑ چکے تھے افق کو اب تک ہوش نہیں آیا تھا کپڑے جو ہواؤں کے دوش سے خشک ہو

جانے چاہیے تھے ٹھنڈی ہواؤں کے باعث اب بھی نم تھے ہاتھ پیر کپکپا رہے تھے مصطفی نے لب بھینچے افق کو اپنی باہوں میں بھرا اور اس سکھی گھاس اور پتوں پر افق کے مومی وجود کو لٹایا افق کے بال اس کے شانوں اور اعتراف میں بکھرے تھے لب کپکپا رہے تھے مصطفی افق کے قریب بیٹھتا افق کے پیروں کو اپنی ہتھیلی سے مسلتا افق کو حرارت مہیا کرنے لگا کبھی ہاتھوں کو تو کبھی پیروں کو لیکن وہ اسی وقت گرم رہتے جب تک مصطفی یہ عمل کرتا لگ بھگ آدھا گھنٹہ گزگیا مصطفی اب صحیح معنوں میں پریشان ہوا تھا افق نا جانے کب سے واٹر ٹینک میں تھی پورے جسم میں پانی بھر چکا تھا جو لیڈی ڈاکٹر نے نکال تو دیا تھا مگر افق کا جسم نا کوئی حرکت کر پا رہا تھا نا اس کا درجہ حرارت نارمل ہو رہا تھا آگ کی تپش بھی افق کے جسم کی کپکپاہٹ ختم نہیں کر پا رہی تھی مصطفی نے لب کاٹے چاروں طرف اندھیرا پھیل چکا تھا آگ کی روشنی میں افق کا سفید پڑتا چہرہ کپکپاتا وجود اور خشک نیلے پڑتے ہونٹ مصطفی کو اپنا آپ بے بس محسوس ہوا۔

"افق۔۔"مصطفی نے افق کے چہرے کو دیکھتے اسے پکارا جو بے سود پڑی تھی مصطفی نے افق کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں دبایا سیاہ آنکھیں افق پر مرکوز تھیں آج ان سیاہ آنکھوں کو براؤن کرسٹل آنکھوں میں دیکھنے کی شدت سے طلب ہو رہی تھی جو آنکھیں آج کھل ہی نہیں رہی تھیں۔

"میں نے کبھی نہیں سوچا تھا میں تم سے یہ سب باتیں کرو گا جو اب کرنے لگا ہوں " مصطفی نے سر جھکائے کہا افق کا ہاتھ وہ مسلسل اپنے ہاتھ میں دبا رہا تھا آواز میں ٹوٹے لہجے کا تاثر تھا۔

"میں نے تم سے بچپن سے محبت کی ہے بے انتہا محبت کی ہے " مصطفی نے مدھم لہجے میں سر اٹھائے افق کو دیکھتے کہا وہ سچ کہ رہا تھا شاید یہ بات وہ کبھی نا کرتا اگر حالات ایسے نا ہوتے افق یوں اس کے سامنے بے حس و حرکت نا پڑی ہوتی مگر یہ تو اظہارِ محبت تھا جو مصطفی شاہ میر افق سے کر رہا تھا وہ اظہارِمحبت جو افق ہمیشہ سے سننا چاہتی تھی مصطفی افق کو دیکھتا مسکرایا جیسے خود پر ہنس رہا ہوں۔

"اور آج بھی کرتا ہوں اور شاید مرتے دم تک کرتا رہوں۔۔میں نے آج تک اس بات کا اظہار تم سے نہیں کیا۔۔میں کرنا چاہتا تھا پوری دنیا کے سامنے تمہارے اور اپنے خاندان ، تمہارے بھائیوں کے سامنے۔۔میں نے بچپن سے تم سے سخت رویہ رکھا محبت ہونے کے باوجود کیونکہ میں تم پر ایک بار ہی اپنی ساری محبتیں نچھاور کرنا چاہتا تھا تمہیں ہمیشہ کے لیے اپنا بنا کر اور یہ بھی نہیں تم سے غافل رہتا تھا نہیں بلکل نہیں۔۔مجھے تمہاری پسند سے لے کر ناپسند تک ، تمہاری خوشی سے لے کر تمہارے غم تک ، تمہاری خواہش سے لے کر حسرت تک مجھے ہر چیز کا علم تھا تمہیں چوٹ لگتی تو کئی لمحے میں خود اذیت میں گزارتا تم خوش ہوتی تو میرے چہرے پر مسکراہٹ کئی گھنٹوں تک برقرار رہتی میں نے تم سے دیوانوں کی طرح ہمیشہ محبت کی ہے۔۔آج سے تین سال پہلے جب نانا جان نے تمہاری اور میری منگنی کی تقریب رکھی تھی مگر منگنی سے کچھ دن پہلے مجھے پتا چلا کہ مجھے۔۔"مصطفی نے مزید کہا اور پھر اپنے الفاظ ادھورے چھوڑ گیا اور اذیت سے مسکرایا۔

"مجھے کینسر ہے " یہ سچائی بہت کڑوی تھی لیکن ایسی سچائی تھی جسے اگر افق سن لیتی تو ساکت ہو جاتی شاید اسی لیے مصطفی شاہ میر اس وقت اپنی محبت اور بیماری کا اعتراف کر رہا تھا افق سے کہ وہ ہوش میں نا تھی کیا وقت تھا وہ اپنی موت کا پیغام اپنی زندگی اور موت کے درمیان جھول رہی بیوی کو دے رہا تھا

۔

"اور پھر میں تم سے دور رہنے لگا اور منگنی والے دن اسلامی جماعت کا بہانا بنا کر چلا گیا اور جب جب نانا جان اور پھوپھو جان منگنی کی بات کرتے میں اسلامی جماعت میں چلا جاتا " مصطفی کہتا کھلے دل سے اپنے کارنامے پر مسکرایا تھا اور افق کے گال کو اپنے دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی پھیلائے چھو گیا۔

"میں تمہاری زندگی نہیں برباد کرنا چاہتا تھا اور کوئی شخص اپنی زندگی کیوں تباہ کرنا چاہے گا تم تو میری زندگی ہو افق مصطفی شاہ میر مگر میں اپنی زندگی کے ہاتھوں ہی مجبور تھا۔۔میں نے سوچا تھا منگنی سے منع کر دونگا شادی تک نوبت نہیں آئے گی تم کسی اور سے شادی۔۔"مصطفی نے کہتے کہتے نچلا لب کاٹا افق

کو کسی اور کے ساتھ زندگی گزارنے کے الفاظ پر بھی اس کی آنکھوں میں خون اترا تھا حالانکہ یہ اسکے کہے الفاظ ہی تھے۔

"لیکن میں یہ سوچ بھی نا سکا اور بس منگنی سے منع کرتا رہا مگر تمہیں کسی دوسرے کے ساتھ سوچنے کا مجھ میں نا حوصلہ تھا نا دیکھنے کی طاقت شاید میں کینسر سے بعد میں مرتا تمہیں کسی اور کے ساتھ دیکھ کر پہلے مر جاتا میں نے تم سے بہت محبت کی ہے خدا کی قسم بہت " مصطفی کی آنکھوں سے سیال بہتے اس کی بڑھی ہوئی شیو میں جذب ہو رہے تھے وہ انتیس (29) سال کا مرد اپنی بے ہوش بیوی سے اظہارِ محبت کرتا رو رہا تھا وہ اپنی بیوی کے بے ہوش وجود کو خدا کی قسم کھا کر اپنی محبت کا یقین دلا رہا تھا۔

"نکاح کی رات میں اللہ سے سجدوں میں رو کر اپنی زندگی کے بجائے موت مانگی کہ اس رات مجھے موت اجائے کیونکہ تمہیں بیوی کے روپ میں دیکھ کر میرا دل تمہارے لیے بے چین ہو رہا تھا تم پر اپنی برسوں کی محبتیں نچھاور کرنا چاہتا تھا جو صرف تمہارے لیے سنبھال کر رکھی تھیں تمہاری قربت تمہاری

محبت کے لیے میں تڑپ رہا تھا۔۔ لیکن اللہ کو میری آزمائش میرے آخری سانس تک لینی ہے شاید میں زندہ رہا تم سے دور رہ کر تمہیں آنے والے دنوں میں اذیت سے بچانے کے لیے خود کو اذیت دیتا رہا تمہیں دیکھ کر ان دیکھا کرتا رہا زندہ رہا پل پل مرنے کے لیے ، میں نہیں چاہتا تھا تمہارے قریب آکر میں تمہاری آنے والی زندگی مزید مشکل بناؤ کیونکہ جانتا تھا تم مجھ سے محبت کرتی ہو میرے بعد میری محبت کی یادوں کے سہارے ہی زندگی گزار دیتی لیکن میں ایسا نہیں چاہتا تھا شاید مرنے کے بعد تمہارا کسی اور کا بننا گوارا رہتا مجھے" مصطفی نے اپنی آنکھیں صاف کرتے جھکے ہوئے کندھوں سے کہا ایک ایک لفظ میں برسوں کی تڑپ تھی اذیت تھی محبت تھی کرب تھا۔

"لیکن آج دیکھو تمہاری زندگی بچانے کے لیے تمہارے قریب آنا ہے مجھے جس اذیت سے تمہیں بچا کر میں تمہاری زندگی برباد نہیں کرنا چاہتا تھا اب مجھے تمہارے قریب آکر وہی تمہاری زندگی بچانی ہے۔۔ مصطفی شاہ میر آج تک بے بس نا ہوا مگر افق مصطفی شاہ میر کے لیے وہ ہمیشہ بے بس رہا ہے اللہ نے

آزمائش مجھ سے میری پسندیدگی کی لی ہے صحیح کہتے ہیں مومن اللہ کی آزمائشیں بڑی سخت دل گرفتا ہوتی ہیں" مصطفی نے کہا وہ بچہ نہیں تھا جو نا سمجھتا افق کے ٹھنڈے وجود کو مصطفی کی آگ جیسی قربت کی ضرورت تھی ورنہ جس ٹھنڈ میں وہ لوگ تھے اور کافی دیر پانی میں رہنے کے باعث افق کا صبح تک بچنا مشکل ثابت ہوتا افق کا مسلسل ساکت وجود مصطفی کو ساکت کرنے کے درپہ تھا وہ مزید رسک نہیں لے سکتا تھا۔

"میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں افق مصطفی شاہ میر۔۔تم میری زندگی کی سب سے بڑی آزمائش ہو جس میں سرخروع ہونے کے لیے مصطفی شاہ میر نے اپنی زندگی لگا دی ہے " مصطفی نے کہتے افق کی پیشانی پر شدت سے لب رکھے مصطفی کے لبوں میں بھی آگ سی تپش تھی۔

یازان چوپر سے اس جنگل کا قریب سے معائنہ کر رہا تھا وہ آس پاس کی تمام جگہیں دیکھ چکا تھا یہ دنیا بلاشبہ بہت بڑی تھی اور ایک ایک کونے کو چھانٹنا بہت مشکل یازان نے مخصوص مخصوص جگہوں پر چوپر سے ہی نظریں دوڑائیں

تھیں لیکن اس کا دل کہ رہا تھا کہ مصطفیٰ اور افق اس جنگل میں ہی ہونگے چوپر رکواتے اس آدمی کو وہی انتظار کرنے کا کہ کر یازان اپنے موبائل کی ٹارچ آن کرتا مصطفی اور افق کی تلاش میں نکلا تھا انھیں جنگل میں ایک جگہ آگ جلتی نظر آئی تھی اوپر سے یازان نے اسی جگہ سے کچھ فاصلہ پر چوپر رکوایا تھا اور خود اکیلا اس سمت موبائل کی ٹارچ آن کرتا بڑھ گیا یازان مصطفی اور افق کی سمت بڑھ رہا تھا وہ اس جگہ کے قریب تھا کہ یک دم اس کی سنہری آنکھیں پھیلی دور سے وہ جگہ درختوں میں چھپی تھی اور سامنے سے صرف ایک گیٹ کی طرح کی جگہ یازان کی سمت سے نظر آرہی تھی وہاں آگ کی لپٹیں بھی تھیں صاف معلوم پڑ رہا تھا وہاں جنگل میں کونسا منگل ہو رہا تھا یازان نے استغفر اللہ پڑھتے فورا رخ پھیرا یازان کا چہرہ شدید سرخ ہو چکا تھا ایک ہاتھ میں موبائل تھا تو دوسرے سے یازان کانوں کو باقاعدہ ہاتھ لگا رہا تھا۔

"یہ تھری پیس والے مولوی تو بڑے بے شرم نکلے بھرے جنگل میں کھلے عام میری افق کے ساتھ شروع ہوگئے اللہ معاف کرے یہاں دشمن ہماری جانوں کو پہنچے ہوئے ہیں اور اس پر تضاد میں اپنی جان پر کھیل کر ان کی مدد کرنے یہاں آیا ہوں اور یہ۔۔ اسلامیات پڑھنے کا طعنہ ایسے مارتے ہیں جیسے خود بڑے شریف ہیں۔۔شریفوں کے نام پر دھبہ " یازان بڑبڑایا۔

****

یازان منہ بناتا واپسی کے لیے قدم بڑھا رہا تھا اس کا دل جیسے ہر چیز سے اچاٹ ہوچکا تھا اپنا شدید سنگل ہونا اسے بری طرح کھٹک رہا تھا اس جنگل میں ایسا منگل تو صرف موویز میں ہی دیکھا تھا اور ہمیشہ اس نے سوچا تھا اپنی بیوی کے ساتھ وہ ہر طرح ہر طریقے سے ہر ممکن رومنٹک جگہ پر رومینس کرے گا اور اسے لگتا تھا صرف وہ ہی ہے جو یہ کام کر سکتا ہے یازان اعظم کفیر ہمیشہ سے شوخ جو تھا لیکن تھری پیس والے مولوی صاحب اس کے ارمانوں پر پانی پھیر

چکے تھے مصطفی یازان کا رشتہ دار تھا اب اگر یازان جنگل والا رومینس کرتا تو کاپی کیٹ کہلاتا (یازان ایسے سوچ رہا تھا جیسے رومینس کرتے وقت پورا خاندان اور مصطفی لائیو شو دیکھے گے استغفرُللہ) خیر کوئی دیکھتا تو بولتا لیکن ضمیر نام کی بھی کوئی چیز ہوتی ہے اور یازان اعظم کفیر ایسے معاملے میں اپنے ضمیر کی ملامت برداشت نہیں کر سکتا تھا نا بھئی نا ہاں بات اگر رزلٹ کی یا فیل نے کی ہوتی تو الگ بات تھی بلکہ معمولی بات تھی مگر یہ تو زندگی کا بہت اہم کام تھا ۔۔وہ اپنی ٹون میں چوپر کی سمت بڑھ رہا تھا جب بے دھیانی میں وہ چٹانی وجود سے ٹکرایا وہ زمین بوس ہوتا کہ کسی نے اس کی چٹانی کمر میں اپنا کسرتی بازو تھامتے اسے زمین بوس ہونے سے بچایا جبکہ یازان ایک لمحے کے لیے گھبرا گیا موبائل چھوٹ کر زمین پر گرا بھوت تو نہیں لیکن بھوت تو آر پار ہو جاتے ہیں یہ چٹانی پہاڑ جیسا وجود بھوتوں کا تھوڑی نا ہوتا ہے اور یازان کو بھوتوں کیا چڑیلوں سے بھی ڈر نہیں لگتا تھا وہ تو اکثر ایڈونچر کے لیے رات کو جنگل میں چلا جاتا تھا یازان اپنی سوچوں میں گم تھا جبکہ کسی نے ٹارچ کی روشنی یازان کے

منہ پر ماری یازان کی سنہری آنکھیں سکڑی اور پھر سیاہ آنکھوں سے جا ملی یازان کو بیگ گراؤنڈ میں گانا بجتا محسوس ہوا۔

"آنکھوں کی خستاخیاں معاف ہوں ٹن ٹن ٹن۔۔"

"آپ ؟"یازان جلد ہوش میں آتا چیخا۔

"اتنا چیخ کیوں رہے ہو " یاسر نے یازان کو گھورا جو صنف نازک کی بھر پور ایکٹنگ کر رہا تھا یازان یاسر کی باہوں میں گرا تھا اور ٹارچ مارنے والا ثوبان تھا جبکہ حنان بڑے غور سے اپنے بھائی اور سالے کے خاص مومینٹ انجوائے کر رہا تھا۔

"چیخو نہیں تو کیا کرو۔۔ آپ کیا کرنے والے تھے میرے ساتھ۔۔شرم نہیں آتی سیاستدان ہے تو اس کا کیا مطلب عوام آپ کی جاگیر ہے ہماری کوئی عزت نہیں" یازان نے اپنی شرٹ سے اپنا سینہ چھپاتے ہڑبڑاتے ہوئے کہا حنان نے قہقہہ ضبط کیا تو ثوبان نے یاسر سمیت یازان کو گھورا یاسر کے تو تن بدن میں آگ لگی یازان نے جھکتے اپنا موبائل اٹھایا ٹارچ بند کیے جیب میں ڈالا۔

"میں کیا تمہاری عزت لوٹ رہا تھا ؟۔۔ ایک تو بچایا اور لاڈ صاحب کو اور نخرے دیکھو " یاسر دانت پیسے بولا آخری جملہ بڑبڑایا۔

"سیاستدانوں کا کوئی بھروسہ نہیں ہوتا" یازان نے یاسر کو گھورتے کہا وہ تینوں یقیناً اس کے پیچھے ہی یہاں آئے تھے اسے یہی توقع تھی اپنے بہنوئیوں اور بھائی سے۔

"سیاستدان کا دماغ خراب نہیں جو اپنی خوبصورت ملکہ کو چھوڑ بدصورت سالے کے ساتھ منہ مارے " یاسر نے چبا چبا کر لفظ ادا کیے جبکہ یاسر کی بات پر یازان اور حنان کی رنگت سرخ ہوئی تھی۔

"میں آپ کی عزت صرف میرے بہنوئی ہونے کی وجہ سے کرتا ہوں " یازان کو اپنے خوبصورت چہرے کو بدصورت سنتے غصہ آیا وہ جتانے والے انداز میں بولا۔

"میں بھی تمہاری بے عزتی صرف میرے سالے ہونے کی وجہ سے کرتا ہوں " یاسر دوبدوک جل کر بولا یہ اس کی عزت کرتا تھا بات بات پر جواب تو ٹکا کر ایسا دیتا تھا جیسے یاسر چھوٹا ہے اور یازان بڑا۔

"کرپٹ سیاستدان " یازان دانت پیستا بولا یاسر نے جبڑے بھینچے۔

"حد میں رہو ورنہ مار مار کا منہ لال کر دونگا " یاسر غرایا تھا عشراق کی ٹینشن میں وہ بہت چڑچڑا ہو چکا تھا جبکہ یاسر کی بات پر حنان نے یاسر کو گھورا تو یازان نے ناک سکوڑی۔

"حویلی چلو تمہارا منہ میں بنا ہاتھ لگائے لال کر دونگا " حنان نے بھائی کا دفع کرتے طنزیہ مسکراتے کہا ثوبان اور یاسر سمجھ گئے وہ کس طرح منہ لال کرنے کی بات کر رہا ہے۔

"تم تو ہو ہی بے شرم۔۔ ہمارے تین بہنوئی ہے مگر تمہیں جیتا فرشتہ صفت سمجھتے تھے اتنے ہی بے شرم نکلے ہو اور وہ دونوں تم سے شریف نکلے" ثوبان حنان کی سمت دیکھتا غرایا تھا جبکہ یازان کا دل کیا قہقہہ لگا اٹھے داؤد'ز کے ایک بہنوئی کی شرافت اپنی سنہری خوبصورت آنکھوں سے خود وہ ملاحظہ فرما کر آرہا تھا جبکہ ثوبان اور یاسر اب تک پیلس والا واقع نہیں بھولے تھے۔

"اصل بے شرمی دیکھی کہاں ہے آپ نے جیجا جی کفیر'ز تو اب تک بہت شریف ہیں قسم سے" یازان نے پراسرار مسکراہٹ سجائے معصومیت سے کہا۔

"اگر تمہارا اشارہ مصطفی کی طرف ہے تو بتا دوں تمہیں وہ ہمارے ساتھ ہماری حویلی میں رہتا ہے آج تک کوئی غیر اخلاقی حرکت نہیں کی اس نے وہ واقعی اس معاملے میں بہت شریف ہے اور تمہارے بھائیوں سے زیادہ ہمیں اس پر فخر ہے" یاسر نے دوبدوک کہا جبکہ یازان گہرا مسکرایا تو حنان نے صرف ائیبرو

ریز کی اسے ثوبان اور یاسر کا جلا کٹا انداز بھا رہا تھا وہ محفوظ ہوا تھا ان سالوں نے پانچ سال تک اس کا خون جلایا تھا اور اب حنان کی باری تھی نیک کفیر سے بے شرم کفیر بنتے ہی صحیح۔

"بس کرو تم دونوں ہمیں افق اور مصطفی کو ڈھونڈنا ہے چلو یاسر " یاسر کو غصے میں دیکھ ثوبان نے کہا اور یاسر کے بازو پر ہاتھ رکھتا آگے بڑھ گیا البتہ یازان وہی کھڑا تھا حنان دونوں ہاتھ جیب میں ڈالے یازان کے برابر کھڑا ہوا اور یازان کو دیکھنے کم جانچنے زیادہ لگا لیکن پھر سر جھٹک گیا۔

"چلو " حنان نے کہا۔

"بھائی آپ نہیں جائے وہاں۔۔یہ دونوں بہنوئی خود الٹے پاؤں سرخ چہرہ لیے واپس آئے گے اپنے فخر کو اس جنگل کی مٹی میں دفنا کر ، بس تماشہ دیکھے " یازان نے کہا اور چہرے پر شیطانی چمک امڑی صحیح کہتے تھے اعظم صاحب یازان کے دماغ سے شیطان بھی پناہ مانگے۔

"کیوں " حنان یازان کے چہرے پر پھیلی شیطانی چمک دیکھتا ائیبرو ریز کر گیا یازان مسکرایا۔

"Just wait and watch .."

یازان آنکھ ونگ کرتا ایک بڑے سے چٹانی پتھر پر ٹانگیں پھیلا کر بیٹھا اور اپنی جیکٹ کی اندرونی جیب سے رستے میں توڑا میٹھا امرود کھانے لگا اور ایک حنان

کی سمت اُچھالا حنان نے کیچ کرتے ثوبان اور یاسر جس رستے گئے تھے مڑ کر دیکھا اور کندھے اچکا گیا یازان نے بھائی کے لیے اپنا رومال نکالتے پاس والا پتھر صاف کیا یہ احترام تھا جو یازان اپنے باپ کا نہیں اپنے چاچا کا نہیں صرف اپنے دادا اور اپنے بھائیوں کا کرتا تھا حنان مسکراتا یازان کے بال بکھیر گیا جو کھکھلاتا امرود میں اپنے موتیوں جیسے دانت گاڑھ گیا۔

یاسر اور ثوبان خاموش سنجیدہ چہرہ لیے آگے بڑھ رہے تھے مگر ٹھیک جہاں یازان کھڑا تھا وہاں تک پہنچ کر ان کے پیر رکے آنکھیں سکڑی مصطفی اور افق انھیں بلکل بھی نظر نہیں آرہے تھے نا یازان کو آئے تھے ان کے صرف پیر وہ بھی گھٹنوں سے نیچے نظر آرہے تھے ایک سیکنڈ دو سیکنڈ اور تیسرے سیکنڈ میں وہ دونوں ایڑھیوں کے بل رخ پھیر گئے یاسر اور ثوبان نے چہرے پر ہاتھ

پھیرتے اپنے سرخ ہوتے چہرے اور مشتعل ہوتے وجود پر بامشکل قابو پانا چاہا دونوں نے بری طرح لب بھینچے اور کچھ بھی کہے بغیر آگے بڑھتے چلے گئے بچے نا تھے جو سمجھ نا پاتے وہاں چل کیا رہا ہے۔

"یہ مصطفی۔۔" ثوبان کی زبان بس اتنا کہتی تالوں سے چپکی تھی اسے بے حد غصہ آرہا تھا مصطفیٰ پر جبکہ یاسر تو بار بار اپنے چہرے پر ہاتھ پھیر رہا تھا۔

"یہ کفیر'ز سے بھی بڑا بے شرم نکلا جنگل میں۔۔موقع محل تو۔۔میرا دل کر رہا اسے شوٹ کر دوں " ثوبان نے غراتے اپنے جملے ادھورے چھوڑتے کہا۔

"یہ سب اس چھوٹے طوفان نے دیکھا ہو گا تب ہی تو اس کمینے کے چہرے پر مسکراہٹ تھی " یاسر یازان کو یاد کرتا دانت پیس کر بولا۔

"مصطفی نے تو ہماری عزت کا کچرا کر دیا ہمیں کتنا فخر تھا اس کمینے مولوی پر ۔۔خبیث انسان نا ہو تو ۔بیغیرت" ثوبان مصطفی کو گالیاں بکتا مسلسل غرا رہا تھا۔

"اب وہ دونوں سالے مزاق اڑائے گے ہمارا یہی دن دیکھنا رہ گیا تھا " یاسر کا بس نا چلا بال نوچ لے اپنے جو یازان نے کہا تھا وہ دونوں سرخ چہرے کے ساتھ لوٹے گے تو غلط نہیں کہا تھا۔

"ہمیں روک نہیں سکتا تھا ہمارے تو چہرے سرخ کرنے تھے اس نے " یاسر کو یازان پر زیادہ غصہ آرہا تھا۔

"اگر تم اس پر غصہ نا کرتے تو روک بھی لیتا لیکن تم تو ہر وقت جلے بھنے رہا کرو " ثوبان کو یاسر پر بھی غصہ آیا اور واقعی ثوبان کی بات سچ تھی اگر یاسر کی یازان سے منہ ماری نا ہوتی تو وہ روک دیتا کوئی بہانا بنا کر انھیں۔

"وہ مجھے کرپٹ سیاستدان کہ رہا تھا " یاسر رکا اور ثوبان کی پشت کو دیکھتا خفگی سے بولا ثوبان بھی رکا اور پلٹا وہ یاسر سے تین قدم آگے کھڑا تھا۔

"تو سچ تمہیں ہضم نہیں ہوا " ثوبان نے نیلی آنکھیں سکڑتے کہا یاسر کو صدمہ ہوا۔

"بھائی " یاسر چیخا۔

"کان مت پھاڑو مجھے پتا ہے تم نے اپنی سکیورٹی کے بندے عدنان حمدانی کے پیچھے لگائے ہوئے ہیں وہ لوگ عدنان حمدانی کی لوکیشن ٹریس کر چکے ہیں اور یہ بات تم نے کفیر'ز کو تو کیا ہمیں بھی نہیں بتائی " ثوبان نے یاسر کو کن انکھیوں سے دیکھتے کہا یاسر ٹھٹھکا مگر خود کو کمپوز کر گیا۔

"میری بیوی ہے اس کے لیے اتنا کر سکتا ہوں اس میں غلط کیا کیا ہے میں نے " یاسر نے اپنا دفع کرتے کہا۔

"غلط یہ ہے کہ تم سیاستدان ہو اور تم نے سکیورٹی کے بندے بیرونی ملک سے بلوائے ہیں اور یہ مجھے بتانے کی ضرورت نہیں کہ وہ بندے تمہارے ہی بھیجے گئے اصلی پاکستانی اور جعلی فرنگی ہیں جنہیں تم نے بیرون ملک میں بھیجا تھا وہاں کے مسلمان بے گناہ قیدیوں کی خوفیہ معلومات حاصل کرنے کے لیے جنہیں تم جلد آزاد کروانے کا ارادہ رکھتے ہو ان ملکوں سے چھپا کر۔۔ یہ ایک کرمنل

ایکٹ ہے سیاستدان یاسر شازم داؤد " ثوبان نے ایک ایک لفظ چبا چبا کر سینے پر ہاتھ فولڈ کرتے کہا۔

"اور بتاؤ ؟ تم تین دفعہ خود بھی حلیہ بدل کر الگ الگ ممالک جا کر ایسے تین مشن اپنے خونخوار آدمیوں کے ساتھ سر انجام دے چکے ہو تمہیں دو دفعہ گولی بھی لگی ہے جن کو چھپانے کے لیے تم نے خود پر جعلی اٹیک کروایا اور اپنی مخالف پارٹی پر نا صرف الزام لگایا بلکہ غیر قانونی طور پر سچ ثابت کر کے ان کی پارٹی ہی ختم کروا دی اور آج وہ لوگ ناکردہ گناہ کی سزا جیل میں رہ کر کاٹ رہے ہیں " ثوبان نے جتاتی نظروں سے یاسر کو دیکھتے ہوئے کہا یاسر کے گلے میں کانٹے چبھے یہ خوفیہ انفارمیشن تھی یہ بات اگر یاسر کے مخالفین کو پتا چل جاتی یاسر کو ان دی سپاٹ پوری میڈیا کے سامنے وہ لوگ پاکستانی قانون کا سہارا لیتے شوٹ کروا سکتے تھے کیونکہ یہ کام یاسر نے غیر قانونی طریقے سے کیا تھا جس کی خبر اس کے دشمنوں کو نا تھی وہ خوفیہ انفارمیشن اس کے بھائی کے

پاس تھی کیسے ؟ یاسر کو اپنا سر گھومتا ہوا محسوس ہوا اسے اپنی نہیں اس میشن میں شامل آدمیوں کے بیوی بچوں کی زیادہ فکر تھی بے شک ثوبان جازم داؤد بزنس ٹائیکون ہو کر سیاستدان کے لیے چلتا پھرتا خطرہ تھا اسے خطرہ ثوبان کی انفارمیشن لیک کرنے کا نہیں تھا وہ اس کا بھائی تھا اس سے غداری کیسے کر سکتا تھا مگر یہ انفارمیشن اگر ثوبان کے ہاتھ میں ہے تو وہ سارے یاسر کے کرتوتوں سے واقف ہو گا اور جب جب ثوبان کا دماغ خراب ہو گا وہ تب تب یاسر کو گھر والوں کے سامنے بھی زلیل کرے گا۔

"بھائی " یاسر گھٹی آواز میں ثوبان کو پکار گیا جو پلٹتا آگے قدم بڑھانے لگا۔

"فکر نہیں کرو یہ انفارمیشن آوٹ نہیں ہوئی ہے مجھ تک ہی محفوظ ہے کیونکہ میں تمہاری سیاست کے حوالے سے ہر قدم پر نظر رکھتا ہو۔۔تم ہوگے بہت بڑے سیاستدان مگر رہوگے ہمیشہ میرے چھوٹے بھائی تو دوبارہ کوئی چالاکی نہیں

کرنا سمجھے ورنہ اچھا نہیں ہو گا " ثوبان نے کہتے سر جھٹکا یاسر مطمئن ہوا البتہ خاموش ہو چکا تھا وہ اپنے بھائی کو مزید غصہ دلوا کر اپنے لیے بھری جوانی میں قبر نہیں کھودنا چاہتا تھا۔

یاسر اور ثوبان کچھ دیر بعد حنان اور یازان تک پہنچ چکے تھے دونوں کے چہرے سرخ تھے حنان نے ان دونوں کو دیکھتے یازان کو دیکھا جس کے چہرے پر دبی دبی سی مسکراہٹ تھی جیسے وہ اپنا قہقہہ ضبط کر رہا ہو۔

"یازان تمہاری بات تو سچ نکلی ان دونوں سالوں کے چہرے تو سرخ ہو گئے ہیں " حنان محفوظ ہوتا بولا ثوبان اور یاسر نے جبڑے بھینچے۔

"بس بھائی دیکھ لے یازان اعظم کفیر جھوٹ تو بولتا ہی نہیں ہے " یازان مزے سے بولا یاسر اور ثوبان کا بس نا چلا یازان کا گلا دبا دے۔

"بکواس بند کرو " ثوبان نے یازان کو ڈپٹا جس نے آنکھیں سکیڑی۔

"میں کتنی بکواس کرتا ہو دیکھ چکے ہیں آپ اپنی آنکھوں سے " یازان محفوظ ہوتا بولا۔

"مجھے بھی بتاؤ کیا بات ہے " حنان نے بے چینی سے پوچھا یازان مسکرایا۔

"کچھ نہیں بھائی شریف بہنوئی کی شرافت ملاحظہ فرما کر آرہے ہیں۔۔جنگل میں منگل۔۔ہمم " یازان نے قہقہہ لگاتے ثوبان اور یازان کے ضبط کو آزمایا جبکہ حنان سمجھ گیا وہ کس بارے میں بات کر رہا ہے۔

"تیری قبر میں خود بناؤ گا اس جنگل میں اپنے ہاتھوں سے۔۔پھر ہر روز جنگل میں منگل کرنا " یاسر کف فولڈ کرتا یازان کی سمت آیا یازان ہاتھ جھلا کر فورا وہاں سے اٹھتا بھاگا جبکہ حنان قہقہہ لگا اٹھا تو ثوبان یازان کو گھورتا تھکے تھکے انداز میں ایک پتھر پر بیٹھ گیا یازان کو اپنی پہنچ سے دور جاتا دیکھ یاسر بھی ضبط کرتا حنان اور ثوبان کے ساتھ ایک پتھر پر بیٹھا۔

"بھائی کاش میری بھی شادی ہوئی ہوتی میں بھی جنگل میں منگل کرتا " یازان باز نا آیا ان تینوں کے قریب بیٹھتا بولا ثوبان اور یاسر نے یازان کو گھورا تھا

اب وہ بات بات پر انھیں پتا نہیں کب تک تنگ کرتا رہے گا جبکہ حنان مسکرا دیا۔

"آہ کاش تمہاری بھابھی یہاں ہوتیں " حنان نے بھی آہ بھرتے ثوبان اور یاسر کو تنگ کرتے کہا جن کا چہرہ مزید سرخ ہوا تھا۔

"یاسر کاش تمہاری بھابھی بھی یہاں ہوتیں " ثوبان بھی سرخ چہرے سے مسکراتا اپنا کوٹ اتار کر لیپ پر رکھتا موبائل آن کیے مقدس کی تصویر دیکھتا یازان اور حنان کا چہرہ سرخ کر گیا۔

"ہاں بھائی کاش یہاں میری ملکہ میرے ساتھ ہوتی " یاسر نے بھی مسکراتے ہوئے آسمان کو دیکھتے کہا جہاں چاند نظر آرہا تھا یاسر کی نظروں کے تعاقب

میں یازان نے بھی دیکھا وہ لوگ تو ایسے اپنی بیویوں کے جنگل میں ہونے کی خواہش کر رہے تھے جیسے بیویاں ان سے روٹھی ہے اور وہ لوگ پکنک منانے جنگل میں آئے ہیں۔

یازان کو قندیل کا خوبصورت چہرہ یک دم یاد آیا یازان نے سر جھٹکا اور حنان ثوبان اور یاسر کو دیکھنے لگا جو تینوں اب چاند پر نظریں جمائے ہوئے تھے وہ تینوں اپنی اپنی بیویوں کو یاد کر رہے تھے یازان ان تینوں کی شکلیں دیکھتا مسکرایا۔

"پتا نہیں آپ لوگ کیسے ایک لڑکی سے محبت کر لیتے ہیں مجھے تو دو دن میں دو لڑکیوں کی شکل نظر نا آئے مجھے اپنا آپ اندھا محسوس ہوتا ہے" یازان نے جان بوجھ کر تینوں کو چھیڑا حنان یاسر ثوبان تینوں یازان کو دیکھتے مسکرائے وہ

شوخ تھا حنان جانتا تھا جبکہ ثوبان اور یاسر کو یازان کا بچپن میں بھی لڑکیوں کے درمیان گھیرا رہنا یاد آیا۔

"جب تمہیں محبت ہوگی تو وہ لڑکی تمہیں اپنی کُل کائنات لگے گی ساری دنیا صرف ایک لڑکی کے گرد گھومے گی " یاسر حنان اور ثوبان یک زبان ایک ایک لفظ یکساں بولے تھے یازان نے حیرت سے تینوں کو دیکھا تینوں نے بروقت یکساں جملے بولے تھے تو وہ تینوں بھی حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھتے سر جھٹک کر مسکرا دئے۔

"ہاں شاید " یازان نے سر کھجاتے پھر چاند کو دیکھا چاند کے گرد گہرے نیلے آسمان کو دیکھ کر بے ساختہ اسے قندیل کی خوبصورت آنکھیں یاد آئیں یہ لڑکی پتا نہیں کیوں یازان کو بھلائے نہیں بھول رہی تھی یازان نے سر جھٹکا۔

" آپ لوگ تو محبت کر بیٹھے ہیں اور میں اس وقت بہت بور ہو رہا ہوں چلے پھر اپنی اپنی بیویوں کے لیے گانا گائے شاید یہ وقت جلدی گزر جائے" یازان نے کہتے یاسر کے سامنے پتھر پر بیٹھتے آنکھیں ڈپٹپاتے کہا۔

نظر چاہتی ہے دیدار کرنا۔۔

یہ دل چاہتا ہے تمہیں پیار کرنا۔۔

(یاسر نے مسکراتے گانا شروع کیا آنکھوں کے احوالے پر عشراق کا چہرہ نمایاں ہوا تھا پرنور چہرہ سنہری آنکھیں یاقوتی گلاب جیسے ہونٹ یاسر کے چہرے پر

کرب بھری مسکراہٹ بکھری وہ عشراق سے جدائی کا ایک ایک لمحہ اذیت سے گزار رہا تھا)

تمہاری وفا میں ڈوبے رہے ہم۔۔

ہے کیا حال دل کا یہ کیسے کہے ہم۔۔

(حنان نے مسکراتے جویریہ کو یاد کیا اور گانے کے بول گائے جویریہ اور اپنی کچھ گھنٹوں پہلے کا باتھ روم رومینس یاد آیا تھا جبکہ یازان یاسر اور حنان کو محوت سے سن رہا تھا جنگل کی خاموشی ان کی ساحرانہ آواز کا ساتھ دیتی فضاؤ میں دھن رقصاں کر رہی تھی)

مہکنے لگے گا ہو ہو ہو !

مہکنے لگے گا بدن یہ تمہارا

ہم آنکھوں ایسی شرارت کرے گے۔۔

(ثوبان نے مسکراتے مقدس کو یاد کرتے گانے کے بول پڑھے اسے بے ساختہ مقدس کا اپنی بے باک حرکت پر شرم سے سرخ ہوتا خوبصورت چہرہ اور جھکی ہیزل گرین نگاہیں یاد آئیں تھیں)

تمہارے سوا کچھ نا چاہت کرے گے۔۔

کہ جب تک جیئے گے محبت کرے گے۔۔

(ان تینوں نے اب یہ بول یکساں گائے تھے اور جنگل کے ویران منظر کو خوبصورتی بخشی تھی یازان مسکراتا ان تینوں کو دیکھے گیا جو واقعی اپنی بیویوں کے دیوانے ہوچکے تھے)

\-

مصطفی افق کے وجود کو گرمائش اور حرارت مہیا کرتا افق پر ٹوٹ کر برسا تھا نیم بے ہوشی میں بھی افق کو اپنا پورا وجود ٹوٹتا محسوس ہو رہا تھا جبکہ مصطفی تو افق سے دور ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا وہ مسلسل خود کو افق کے بے حد قریب لپٹائے ہوئے تھا۔

"مجھے نہیں لگتا میں اب سکون کی موت بھی مر سکوں گا تم سے ایک پل کی دوری تو اب ہر لمحہ اذیت میں مبتلا کرے گی مجھے " مصطفی افق کی پیشانی سے اپنی پیشانی مس کرتا مخمور لہجے میں گہرے سانس لیتا بولا تھا اور شدت سے افق کی ناک پر لب رکھتے پھر اس کے سرخ ہونٹوں پر جھکا تھا افق سے دور ہوتا مصطفی بے باکی سے افق کے وجود کا معائینہ کرنے گا جو مصطفی کی آگ سی تپش جھیل کر مزید چار گناہ زیادہ نکھرا تھا جگہ جگہ مصطفی کی شدتوں کے نشان تھے افق کی گردن کمر دھڑکنوں یہاں تک کے پیٹ پر بھی جنھیں مصطفی دیکھتا مسکرایا اور ایک دفعہ پھر افق کے پورے وجود کو اپنے لبوں سے مہکانے لگا افق کو اپنے سینے پر منتقل کرتا وہ محبت بھری سرگوشیاں افق کے کان میں کرنے لگا شاید محبت کا اعتراف تھا یا افق کی اہمیت وہ اپنی زندگی میں اسے بتا رہا تھا جس کا اقرار شاید کبھی وہ افق کے ہوش میں رہتے نا کر پاتا رفتہ رفتہ رات گہری ہو رہی تھی اور مصطفی کی محبت میں اب افق کو ہوش آنے لگا تھا۔

"تم لوگوں سے ایک کام نہیں ہوا دو لڑکیاں نہیں سنبھالی گئی تم لوگوں سے اور میں نے صاف صاف کہا تھا کہ مجھے یاسر شازم داؤد کا استعفیٰ چاہیے تم لوگوں نے اس میں اپنی دشمنی نبھاتے میرا سارا کام بنتا بنتا بگاڑ دیا " وہ شخص غرا رہا تھا عدنان حمدانی اور ستارہ بائی نے گھبراتے ہوئے اس شخص کو دیکھا جو اندھیرے میں چھپا تھا لیپ ٹاپ سے بس اس کی آواز گونج رہی تھی۔

"آپ نے کہا تھا جتنے لوگ ہوسکے کفیر'ز اور داؤد'ز کے خاندان کے اتنے مار دوں کفیر اور داؤد حویلی میں سکیورٹی سخت ہے ہم وہاں اٹیک نہیں کر پائے لیکن ہم نے جویریہ اور افق کو مارنے کا پورا منصوبہ بنایا تھا لیکن حنان اعظم

کفیر اور مصطفی شاہ میر نے اپنی بیویوں کو بچا لیا لیکن آپ فکر نا کرے سیاستدان کی ملکہ اب بھی ہمارے پاس ہے اس دفعہ سیاستدان استعفی بھی دے گا اور ذلیل بھی ہو گا " عدنان حمدانی شیطانی چمک لیے مسکرایا تھا۔

"ایسا ہی ہونا چاہیے ورنہ اگر تم داؤد'ز اور کفیر'ز کے ہاتھوں سے بچ بھی گئے تو میں تمہیں درد ناک موت دوں گا مجھے ہر حال میں کفیر'ز اور داؤد'ز کی بربادی چاہیے جس کی شروعات سیاستدان سے ہو گی " وہ شخص وارنگ دیتا بولا تھا عدنان حمدانی نے سپاٹ چہرے سے سر اثبات میں ہلایا۔

"وہ لڑکی زندہ ہے ؟" اس شخص نے کہا۔

"جی صاحب زندہ ہے " ستارہ بائی فوراً بولی۔

"ہمم زندہ رکھو اسے ابھی اس سے بہت سے کام نکلوانے ہیں" وہ شخص بولا اور لیپ ٹاپ سے ابھرتی آواز بند ہوئی۔

صبح کی روشنی ہلکی ہلکی پھیلنے لگی تھی آسمان نیلے رنگ میں درختوں کے پتوں کے درمیان بے حد خوبصورت نظر آرہا تھا جسے دیکھ مصطفی کی سیاہ سرخ آنکھیں مسکرائی آنکھوں میں رت جگے کے ڈورے تھے سینے پر اس کی بیوی ننھی ننھی سانسیں بھر رہی تھی مصطفی کو جیسے نئی زندگی کا احساس ہو رہا تھا مصطفی نے جھکتے افق کے بالوں پر لب رکھے آگ بھی بجھنے لگی تھی اور سردی ایک دم پھر چاروں سو پھیلنے لگی تھی مصطفی نے افق کو اپنے سینے سے سوکھی

گھاس اور پتوں پر لٹایا افق کے جسم کا درجہ حرارت اب نارمل تھا وہ اب نیند کے مزے لوٹ رہی تھی افق ہوش میں آرہی تھی اس کی آنکھیں کھل اور بند ہو رہی تھی وہ یہ منظر پہچانے کی کوشش کر رہی تھی مصطفی کو بھی افق کی بیداری کا احساس ہو رہا تھا اسی لیے وہ افق کو دیکھتا رہا یہ جگہ پہچاننے کی کوشش کر رہی تھی یک دم اٹھ کر بیٹھی بال شانوں پر بکھرے تھے جن میں کچھ سوکھی گھاس اور پتے بھی الجھے ہوئے تھے افق کی براؤن آنکھیں حیرت سے پھیلی تھی سامنے مصطفی کی برہنہ چوڑی پشت تھی افق کو اپنے آس پاس خطرے کی گھنٹیاں بجتی بنا آواز کے سنائی دی وہ تو ڈرائیور کے ساتھ کار میں تھی پھر کچھ لوگوں نے گارڈ اور ڈرائیور سے لڑائی کرتے اسے کڈنیپ کیا تھا اسے بے ہوش کیا گیا تھا اور وہ تب سے ہی شاید بے ہوش تھی افق نے آس پاس کا جائزہ لیا بجھتی آگ بیابان جنگل صبح صبح کا وقت اور سامنے مصطفی کی یہ حالت ؟ وہ کب سے بے ہوش تھی مصطفی نے کب اسے بچایا افق کو یہ بھی یاد نہیں تھا کہ اسے بے ہوش کرنے کے کچھ منٹ بعد ہی اس کے ڈرائیور اور

گارڈ کو اسی جگہ مار دیا گیا تھا نا ہی یہ یاد تھا کہ اسے واٹر ٹینک میں بھی ڈالا گیا تھا فلائیٹ میں کیا ہوا تھا؟ اور اسے فلائیٹ میں کس نے پہنچایا ؟ مصطفی نے اسے کیسے بچایا ؟ یا کس نے اسے بچایا ؟ افق کو بہت ہیوی ڈوز دے کر بے ہوش کیا گیا تھا اسی لیے سر چکرا رہا تھا اور یاد بھی کچھ نا تھا ہوتا بھی کیسے ہوش میں ہوتی تو یاد ہوتا کچھ افق اپنی ہی سوچوں میں گم تھی جب مصطفی بالوں میں ہاتھ پھیرتا پلٹا تھا افق کی نظر مصطفی کے زخم پر بھی گئی تھی لیکن جب نظر گئی مصطفی تب تک پلٹ چکا تھا مصطفی نے افق کو دیکھا اور افق کی براؤن آنکھوں میں مصطفی کا عکس چمکا یک دم افق چیخی اور اتنی زور سے چیخی تھی کہ یاسر حنان ثوبان اور یازان جو پتھروں پر سر رکھے کچھ دیر پہلے ہی بامشکل کچھ وقت کے لیے سوئے تھے ہڑبڑا کر اٹھے افق کی چیخ سے تو درختوں پر بیٹھی کوئل ، فاختہ ، مینہ ،بلبل ، کوّئے ، چڑیا الّو تک اڑ چکے تھے بندروں کے قے قے کی آواز آرہی تھی البتہ یاسر لوگوں تک آواز کم آئی لیکن آئی ضرور

تھی جبکہ مصطفی ہڑبڑا کر پیچھے قدم لیتا کانوں پر ہاتھ رکھ کر حیرت سے افق کو دیکھنے لگا جس کا چیخ کر چہرہ سرخ ہو چکا تھا۔

"کیا ہو گیا ہے چیخ کیوں رہی ہو " مصطفی افق کی چیخ بند ہونے پر افق کو پریشان نظروں سے دیکھتا بولا۔

"آپ نے کیا کیا ہے میرے ساتھ " افق اپنے بالوں کو درست کرتی غصے سے استفسار کرنے لگی۔

"میں نے ؟ " مصطفی نا سمجھی سے افق کو دیکھنے لگا لیکن جلد ہی بات سمجھ آئی وہ کیا پوچھنا چاہ رہی تھی۔

"میں نے کچھ نہیں کیا تم نے میری عزت لوٹی ہے " مصطفی افق کی حیرت اور غصے میں ڈوبے چہرے کو دیکھتا آنکھیں سکیڑ کر بولا وہ افق کو تنگ کر رہا تھا جبکہ یاسر ثوبان حنان اور یازان ان کی سمت بڑھے تھے۔

"مصطفی میں نے نہیں مگر آپ۔۔آپ نے میرا ریپ کیا ہے " افق غصے سے روہانسی ہوتی بولی مصطفی کے تو سر پر آسمان گرا۔

"ایک رکھ کر لگاؤ گا کان کے نیچے شوہر ہو تمہارا " مصطفی طیش سے ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولا افق کو گھورے گیا جو اول فول بول رہی تھی۔

"کیوں لگائے گے شادی کی پہلی رات تو میرے قریب نہیں آئے اور اب مجھے یاد نہیں میں یہاں کیسے پہنچی شاید کڈنیپ کرتے ہوئے بے ہوش ہوگئی تھی تو

آپ نے مجھے ان غنڈوں سے بچایا بھی ہے یا نہیں مگر میرا ریپ کر دیا کیسے نمازی پرہیزگاری آدمی ہے آپ " افق نے دہائی دی رو رو کر اس کا برا حال ہو گیا تھا۔

****

"ایک منٹ تمہیں افسوس کس بات کا ہے میں نے شادی والی رات تمہارا ریپ نہیں کیا یا تمہارے ہوش میں نا رہتے ریپ کیا " مصطفی افق کو زچ کرتا بولا وہ سمجھ گیا تھا افق ایسا ریکٹ کیوں کر رہی تھی۔

"میں۔۔میں ایسا کیوں چاہو گی " افق کنفیوز ہوئی پورا جسم درد سے ٹوٹ رہا تھا ۔

"تو تم چیخ کیوں رہی ہو بیوی ہو اور ویسے بھی یہ حق حلال کا ریپ تھا " مصطفی نے کہتے کندھے اچکائے جبکہ افق نے ہونٹ بلکاتے پھر رونے کی تیاری پکڑی ۔۔وہ ایسا نمازی پرہیزگاری شخص تھا ! جس نے اپنی بیوی کا ریپ کیا تھا اور پھر ڈھیٹ بنا کہ رہا تھا یہ تو حق حلال کا ریپ ہے۔۔!

"میں اماں حضور کو بتاؤ گی بابا حضور کو بھی بتاؤ گی دادجی کو بھی بتاؤ گی اپنے بھائیوں کو بھی بتاؤ گی۔۔"افق سوں سوں کرتی ہوئی بولے جا رہی تھی مصطفی کو اس وقت وہ کوئی پاگل لڑکی لگی لیکن یہ افق ہی جانتی تھی اس نے اس رات کے حوالے سے کیا کیا سوچ کر رکھا تھا شادی کی پہلی رات مصطفی کے ایٹیوڈ کو دیکھ افق تہیہ کر چکی تھی کہ مصطفیٰ جب اس کے قریب آنا چاہے گا تو اس سے پوری زندگی کے تمام بدلے لے گی لیکن یہاں تو بیچاری کے تمام ارمانوں پر پانی پھر گیا۔

"ایسا کرو کشمیر کی امام مسجد میں اعلان کروا دینا سب کو ایک بار میں ہی اطلاع مل جائے گی تمہارے حق حلال کے ریپ کی" مصطفی جل کر بولا افق نے خونخوار نظروں سے اسے دیکھا ناک سرخ ہوچکی تھی جبکہ ثوبان یاسر حنان اور یازان اب ان تک پہنچے تھے ثوبان لب کاٹ رہا تھا تو یاسر نے ہی ہمت کی آگے بڑھنے کی۔

"میں چھوڑو گی نہیں آپ کو " افق کے تو ارمانوں پر پانی پھر گیا تھا کیڈنیپنگ کے ساتھ حق حلال کا ریپ بھی ہوگیا تھا بے چاری کا مصطفی نے کچھ بولنے کے لیے لب کھولے۔

"افق تم ٹھیک ہو ؟" یاسر کی آواز افق کو سنائی دی افق نے حیران ہوتے ادھر ادھر نگاہیں دوڑائیں جبکہ مصطفی چونکہ تھا۔

"بھائی " افق کے لب پھڑپھڑائے۔

"افق " ثوبان نے بھی بہن کو پکارا۔

"بھائی " افق یک دم کھڑی ہوتی بولی لیکن ایک زور دار چکر آیا وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھام گئی جبکہ افق کی حالت دیکھ مصطفی کو افق کی جلد بازی پر غصہ آیا وہ افق کو گھور گیا اور جلد اس کے پاس آیا۔

"کیا بچپن میں بچھڑی اب بھائیوں کی آواز سنائی دے رہی ہے۔۔بیٹھو سکون سے طبعیت ٹھیک نہیں تمہاری" مصطفی افق کو ڈپٹ کر بولا۔

"طبعیت تو اب آپ کی خراب ہو گی میں اپنے بھائیوں کو بتاؤں گی " افق ناک سکوڑ کر بولتی آگے بڑھتی کہ مصطفیٰ نے اس کی کلائی تھامی اور اسے گھورا افق غصے سے منہ بناتی مصطفی کے گھورنے پر نظریں جھکائے ادھر ادھر دیکھنے لگی جسم پہلے ہی ٹوٹ رہا تھا ہر حصے میں درد ہو رہا تھا جسے سمجھنے سے وہ قاصر تھی اور اس پر تضاد مصطفی نے سختی سے افق کی کلائی تھامی تھی افق کراہ کر رہ گئی مصطفی نے اپنا خشک کوٹ اٹھا کر افق کو پہنایا اس کے گلے پر جامنی نشان بن چکے تھے اور افق کو ہمیشہ شانوں پر ہی صحیح مگر ڈوپٹے میں دیکھا تھا ایسے کیسے اس کے بھائیوں کے سامنے جانے دیتا مگر افق کی کراہ سنتے کلائی نرمی سے چھوڑ گیا افق کو اچانک یاد آیا اس کا ڈوپٹہ کہاں ہے ؟شاید کیڈنیپنگ میں چھوٹ گیا ہو مصطفی افق کو کوٹ پہناتا اس کے بالوں سے سوکھی گھاس اور پتے ہٹا ہی رہا تھا کہ یاسر اس سمت آیا افق یاسر کو دیکھتی اس کی سمت بھاگی اور اس کے سینے سے جا ٹکرائی بیچ میں دو دفعہ تو گرتی گرتی بچی تھی اس لیے یاسر ہی فورا

آگے ہوا مصطفی البتہ شرٹ لیس اپنے پہاڑی چٹانی وجود کے ساتھ اپنی بیوی اور سالے کے بہن بھائی ملاپ کو دیکھ رہا تھا۔

"بھائی " افق یاسر کی شرٹ تھامے سسک پڑی۔

"میرا بچہ کچھ نہیں ہوا تم ٹھیک ہو ڈرو نہیں " یاسر نے افق کے بالوں پر لب رکھتے کہا۔

"بھائی مجھے یہاں سے لے چلے مجھے ان کے ساتھ ۔۔میرا مطلب مجھے مزید ایک پل بھی یہاں نہیں رکنا " افق یاسر کے سینے سے سر اٹھائے بولی وہ مصطفی کی شکایت لگانا چاہتی تھی مگر بھائی سے ایسی بات کرتے اسے ڈھیروں شرم نے آگھیرا مصطفی کو اکیلے میں دھمکی دینا الگ بات تھی اور دھمکی کو سچ کرنا الگ ۔۔یاسر نے افق کی پیشانی پر لب رکھے۔

"جیسا میرا بچہ بولے گا ویسا ہی کرے گا تمہارا بھائی" یاسر نے کہتے ہی افق کو حصار میں لیا اور ایک سخت نظر مصطفی پر ڈال کر افق کو لیے آگے بڑھا مصطفی حیران ہوا یاسر کی سرد نظروں پر مگر کندھے اچکا گیا۔

"گود میں اٹھا لو اپنی بہن کو "مصطفی کی آواز گونجی یاسر نے مصطفی کو دیکھا وہ کیا طنز مار رہا تھا ؟ جبکہ افق نے ہنہ کرتے منہ پھیر لیا مصطفی تو افق کے تیور دیکھ کر ہی شل رہ گیا۔

"اٹھا بھی لے گے آپ کو کیا ہے " افق منہ بگاڑ کر بولی اسے بھی یہ طنز لگا اور چلنے کی ہمت تو اس میں بھی نہیں تھی۔

"او بھائی کی بہن طنز نہیں کر رہا الٹا دماغ " مصطفی افق کی بات پر دانت پیس کر بولا سنا تھا سہاگ رات کے بعد بیوی کی زبان ہی نہیں کھلتی شوہر کے سامنے اور مصطفی شاہ میر کے ساتھ الٹا ہوا تھا اس کی بیوی کی زبان نے سپیڈ پکڑی تھی جبکہ مصطفی کی بات پر افق گڑبڑائی تھی جبکہ یاسر نے ضبط کیا۔

"تمہاری بہن جتنا گرتی پڑتی رہتی ہے اور اس پر تضاد آج اس کے پیر خالی ہے (سلیپر جو نہیں تھی افق کے پاس اس وقت) جنگل سے نکلنے تک اس کے دونوں پیر جائے گے " مصطفی اب یاسر سے مخاطب ہوا جس نے کچھ کہنے کے بجائے افق کو اپنی باہوں میں بھرا تھا افق اور یاسر کو اپنی سمت آتا دیکھ ثوبان

مسکراتا افق کے سر پر ہاتھ رکھ گیا تو حنان نے بھی آگے بڑھتے بھائی ہونے کا فرض ادا کی البتہ یازان منہ کے زاویہ بگاڑ رہا تھا افق سب کو دیکھتی حیران ہوئی تھی۔

"بھائی میں اور آپ لوگ جنگل میں کیسے اور مجھے ان غنڈوں سے کس نے بچایا مجھے کچھ یاد نہیں آرہا " افق کچھ پریشانی سے بولی اتنے میں مصطفی ان لوگوں کی سمت آتا نظر آیا اس کے شرٹ لیس وجود کو دیکھ جہاں حنان نے اپنی ہنسی چھپائی اور ثوبان نے دانت پیسے تھے وہی یازان نے آنکھیں گھمائیں تھیں۔

"میں نے بچایا اور کون بچائے گا " مصطفی کی آواز سنائی دی جبکہ افق نے مصطفی کو دیکھا جو اسے ہی کب سے دیکھ رہا تھا پھر سب لوگ آگے بڑھتے گئے ثوبان نے اور یاسر نے مصطفی سے بات نہیں کی تھی زیادہ نا ہی یازان نے جبکہ حنان مصطفی سے باتیں کرتا رہا مصطفی اپنے آگے چلتے تینوں کے تیور دیکھ بیوی کو ہٹا کر داد دینے لگا کہ ان کو کیا ہوا ہے جو منہ پھلائے ہوئے ہے افق کے پوچھنے پر ثوبان نے افق کو ہوائی جہاز والی ساری کہانی سنائی افق ڈر نہیں رہی

تھی کیونکہ یہ سب اس نے بے ہوشی میں برداشت کیا تھا اگر وہ ہوش میں ہوتی تو سہم جاتی وہ نارمل انداز میں سب سن رہی تھی جیسے اس کے ساتھ ہوا سب فیری ٹیل کی کہانی ہو اور اسے لگ بھی رہا تھا کیونکہ فیری ٹیل میں ہی ہمیشہ پرنسس کو بچانے پرنس آتا تھا تو افق کو مصطفی نے بچایا تھا افق کا دل زورو سے دھڑکا تھا۔

"میں نے بچایا تھا آپ کو میری افق " یازان کب سے دودھ میں مکھی کی طرح نکالنا برداشت کرتا ثوبان کو گھور کر بولا تھا جس نے یازان کا نام ہی نہیں لیا تھا ۔

"آپ نے کیسے ؟" افق حیران ہوئی جبکہ یازان کے "میری افق " بولنے پر مصطفی نے دانت پیسے۔

"میری بیوی کو میری افق نہیں کہو ورنہ بے دین لڑکے مجھ سے تمہیں کوئی نہیں بچا پائے گا " مصطفی نے یازان کی پشت کو گھورتے کہا یازان ایڑھیوں کے بل پلٹا۔

"بے دین اور میں۔۔like seriously ؟" مصطفی شیطانی مسکراہٹ چہرے پر سجائے بولا۔

"کیا مطلب " مصطفی چونکہ جبکہ یاسر اور ثوبان کا چہرہ سرخ ہو چکا تھا۔

"یازان " حنان نے یازان کو تنبیہ کرتے پکار جو منہ بنا گیا مصطفی نے حنان کو دیکھا جو مصطفی کو اگنور کرتا آگے بڑھ گیا۔

"افق تم یہاں بیٹھو اور یہ کھاؤ ہم کچھ دیر تک آتے ہیں اوکے بچہ ڈر تو نہیں جاؤ گی نا؟" یاسر افق کو ایک چٹانی پتھر پر احتیاط سے بیٹھاتے وہاں موجود درخت سے یازان نے امرود توڑے تھے وہ افق کی سمت کرتے استفسار کرنے لگا افق یاسر کو دیکھتی امرود لیتی سر نفی میں ہلا گئی اسے بہت بھوک لگی تھی اور اب ڈر کیسا مصطفی اور اس کے بھائی اس کے ساتھ تھے کوئی اسے نقصان نہیں پہنچا سکتا تھا یاسر حنان ثوبان مصطفی ایک سائیڈ پر افق سے دور ہوئے مصطفی کو لگا شاید ضروری بات کرنی ہے ان لوگوں کو جبکہ یازان دانت دیکھاتا ان کے پیچھے پیچھے ہوا۔

"کیا ہوا ایسے کیوں گھور رہے ہو " مصطفی یاسر اور ثوبان کو خود کو گھورتا پا کر بولا ثوبان نے آگے بڑھتے مصطفی کے منہ پر پنچ مارا مصطفی لڑکھڑا کر پیچھے ہوا منہ پر ہاتھ رکھے ثوبان کو دیکھنے لگا جو پھولی سانسوں سے مصطفی پر پھر حملہ کرنے والا تھا کہ مصطفیٰ نے اپنا بچاؤ کرتے ثوبان کا وار ناکام کیا یاسر بھی سرخ چہرے سے مصطفی کو ہی دیکھ رہا تھا جبکہ یازان ہاتھ میں جامنی شہتوت لیے حنان کے سامنے کرتا لائیو شو دیکھ رہا تھا مزے سے تو حنان بھی میٹھی شہتوت کھاتا انجوئے کر رہا تھا وہ دونوں کفیر'ز برادر مزے سے داؤد کی لڑائی دیکھ رہے تھے جنگل میں پاپ کارن کی جگہ شہتوت کھاتے ہوئے۔

"سالے کمینے " ثوبان دھاڑا تھا پھر مصطفی پر وار کرنے لگا جبکہ اب مصطفی آپے سے باہر ہوتا ثوبان پر وار کرتا ایک ہاتھ گھما کر پنچ اسے رسید کر گیا ثوبان مصطفی سے دور ہوا۔

"جو بات ہے صاف صاف بول میرا تیرے ساتھ فلحال رومینس کرنے کا موڈ نہیں ہے۔۔ آگے ہی رات بھر بڑی محنت کی ہے " مصطفی اپنے بالوں میں

انگلیاں چلاتا بے باکی سے بولتا ثوبان اور یاسر کا چہرہ سرخ کر گیا ثوبان پھر لپکا تین چار گالیاں دے کر مصطفی کی سمت کے یاسر نے بامشکل اسے جکڑتے روکا یاسر مصطفی پر ہاتھ نہیں اٹھا سکتا تھا وہ اپنے سے بڑوں پر ہاتھ نہیں اٹھاتا تھا اس لیے صرف ضبط کر رہا تھا۔

"تیرا منہ توڑ دوں گا میں بے شرم کمینہ انسان " ثوبان دھاڑا تھا۔

"اور مارو۔۔ بھرے جنگل میں منگل کر رہے تھے تھری پیس والے اوپسس سوری آدھے ننگے مولاء جی میری افق کے ساتھ " یازان نے تین شہتوت ایک ساتھ منہ میں بھرتے کہا جبکہ جہاں مصطفی کی آنکھیں پھیلی تھیں وہی ثوبان اور یاسر کی توپوں کا رخ یازان کی سمت ہوا تھا۔

"تم اگر میری ملکہ کے بھائی نا ہوتے نا تو تمہاری یہ آنکھیں نوچ لیتا میں " یاسر نے چبا چبا کر یازان کو گھورتے ہوئے کہا۔

"اچھا اوکے " یازان نے کندھے اچکاتے ایک اور شہتوت منہ میں ڈالی یاسر کی بات مزاق میں اڑائی تھی جبکہ حنان بھائی کے انداز پر قہقہہ لگا اٹھا۔

"اور تم شرم نہیں آئی ہماری بہن کے ساتھ جنگل میں۔۔" ثوبان دھاڑتا پھر مصطفی کی سمت جھپٹنے کو تیار ہوا تھا یاسر نے بامشکل سنبھالا۔

"تم لوگوں کو شرم نہیں آتی میاں بیوی کے پرسنل مومنٹس کو بے شرموں کی طرح دیکھتے ہوئے "مصطفی زور سے دھاڑا تھا افق اپنی جگہ سے اچھلی وہی یازان کے ہاتھ سے بھی شہتوت اچھلی تھیں مصطفی کی رگیں تنی تھی ان لوگوں نے ان دونوں کو اس حالت میں۔۔ مصطفی اس سے آگے کچھ سوچ بھی نہیں پا رہا تھا۔

"آپ کی طرح بے شرم نہیں ہم۔۔ ہم نے کچھ نہیں دیکھا صرف پیر نظر آرہے تھے وہ بھی گھٹنوں تک لیکن ہمیں پتا چل گیا وہاں کیا چل رہا ہے" یازان نے منہ بناتے کہا مصطفی کی دھاڑ سے اس کا ننھا دل لرزا تھا جبکہ یاسر اور ثوبان نے بے ساختہ اپنے لب کاٹے تھے مصطفی نے آنکھیں بند کرتے واہ کی کچھ تسلی ہوئی۔

"ہمم " مصطفی نے بس اتنا کہا اور آگے بڑھنے لگا تھا۔

"کیا ہمم ۔۔تجھے افق کو بچانے بھیجا تھا یا یہاں یہ سب کرنے " ثوبان غرایا ثوبان اور یاسر کا غیرت کے مارے خون خول رہا تھا۔

" شٹ اپ اول وہ میری بیوی ہے میں اس کے ساتھ جب چاہے جہاں چاہے ازدواجی تعلقات قائم کر سکتا ہوں اور دوئم یہ کہ مجھے بھی شوق نہیں جنگل میں منگل کرنے کا لیکن تمہاری بہن کی حالت خراب تھی اسے واٹر ٹینک میں رکھا گیا تھا وہ ٹھنڈ کی وجہ سے کپکپا رہی تھی مجھے اس کے قریب آنا پڑا میری بیوی کی جان کا سوال تھا جو مجھے تم لوگوں کی غیرت سے بہت زیادہ ضروری ہے سمجھے " مصطفی نے ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہتے ثوبان اور یاسر کو گھورا تھا جبکہ حنان نے کوئی ریکشن نہیں دیا وہ چل تھا جبکہ یازان نے آنکھیں گھمائیں ثوبان اور یاسر نے سر جھٹکا غصہ کچھ کم ہوا تھا۔

"میرا ایک سوال ہے " یازان نے مصطفی کو دیکھتے کہا۔

"ہمم" مصطفی نے یازان کو ایک نظر دیکھتے ہنکارا بھرتے سوال کرنے کا اشارہ دیا۔

"غسلِ جنابت کیا ہوتا ہے ؟" یازان نے کئی گھنٹوں سے امڑتا سوال کا جواب طلب کرنا چاہا جبکہ ثوبان اور یاسر نے جبڑے بھینچے تھے اس سوال پر یقیناً مصطفی اب غصے سے پاگل ہوتا اس سوال کا جواب بھی بے باکی دینے کا اردہ کرتے ان دونوں کا خون جلانے والا تھا ان کا شک کچھ منٹوں میں صحیح ثابت ہونے والا بھی تھا۔

"جو جنگل میں منگل کل دیکھا تھا نا تم نے اس کے بعد شاور فرض ہوتا ہے اسے غسلِ جنابت کہتے ہیں " مصطفی نے ثوبان یاسر اور یازان کو باری باری گھورتے کہا۔

"جو اب میں حویلی جا کر اپنی بیوی کے ساتھ لونگا " مصطفی نے مزید کہتے یاسر اور ثوبان کو سلگایا تھا اور قدم آگے بڑھائے تھے۔

"یاسر گن دو میں اپنی بہن کو اپنے ہاتھوں سے بیوہ کرونگا " ثوبان مصطفی کی پشت کو دیکھتا غرایا تھا دل چاہ رہا تھا اپنے بال نوچ لے یاسر نے بھی مصطفی کو

گھورتے بھائی کو سنبھالا جبکہ حنان قہقہہ لگاتا مصطفی کے پیچھے ہوا البتہ مصطفی محفوظ ہوا تھا۔

"شریف بہنوئی۔۔ہنہ " حنان مسکراتا جاتا جاتا طنز کرنا نہیں بھولا تھا۔

"مجھے بھی لگتا ہے اپنی بہن کو بیوہ کر دینا چاہیے " یاسر نے بھی حنان کی پشت کو گھورتے کہا حنان بھی محفوظ ہوا تھا۔

"مجھے بھی کچھ ایسا ہی لگتا ہے " یازان نے ثوبان اور یاسر کو دیکھتے کہا جنھوں نے پہلے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر دونوں اس کی طرف لپکے تھے البتہ یازان شہتوت ان کی سمت اچھالتا الٹے پاؤں بھاگا تھا مصطفی کی نظر وہاں کچھ پھولوں پر گئی اسے بے ساختہ وہ سفید پھول یاد آئے۔

مصطفی نے افق کے قریب پہنچتے اسے دیکھا جو معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے اسے دیکھ رہی تھی پھر جلدی نروٹھے پن سے رخ پھیر گئی مصطفی کو بے ساختہ اس پر پیار آیا مصطفی نے کچھ خوبصورت پھول افق کے سامنے کیے جنہیں افق نے ٹرانس کی کیفیت میں تھاما مصطفی افق کو باہوں میں اٹھا گیا۔

افق یاسر ثوبان ایک چوپر میں تھے تو حنان یازان اور مصطفی دوسرے چوپر میں تھے کیونکہ یاسر اور ثوبان مصطفی کو مزید بے باکی دیکھانے کا موقع نہیں دینا چاہتے تھے وہ لوگ چوپر سے داؤد حویلی پہنچے تھے جہاں ایک اور دھماکا ان کا منتظر تھا۔

****

یازان حنان یاسر ثوبان مصطفی اور افق ابھی داؤد حویلی پہنچے تھے افق سے سب ملے تھے ثوبیہ بیگم کی آنکھیں اپنی بیٹی کو صحیح سلامت دیکھ کر پھر خوشی سے بھیگی جازم صاحب بھی بیٹی کو دیکھ کر سکون کا سانس بھر گئے ثاقب داؤد نے افق کے سر پر ہاتھ رکھا تو شاہد کفیر نے افق کو مسکراہٹ لیے دیکھا اپنی دعاؤں سے نوازہ تھا وہ انھیں عشراق جنہ اور مقدس کی طرح ہی عزیز تھی جویریہ بھی اپنی بہن کو دیکھ کر پر سکون ہوئی تھی لیکن وہ افق سے نہیں ملی

تھی وہ اپنے کمرے میں ہی تھی زخم گہرا تھا مگر وہ اپنی تکلیف چھپائے ہوئے
تھی روقیہ بیگم بیٹی کے ساتھ تھی افق کو دیکھ کر انھوں نے بھی اسے پیار کیا
فاطمہ بیگم بھی افق کے لیے خوش تھیں تو وہی عشراق کے لیے پریشان سب
نے ہی شکر کا کلمہ پڑھا تھا اعظم صاحب نے اور جازم صاحب نے اپنی حویلی
اور امپائرز کی سکیورٹی سخت کر دی تھی جو پہلے بھی بہت سخت تھی اسی لیے
دشمن ان کی حویلیوں پر حملہ نہیں کر پائے تھے مقدس کو بھی افق کے ملنے کی
اطلاع حنان نے دے دی تھی فراج جنہ حداد اور عترت اب بھی ان سب
باتوں سے لاعلم تھے داؤد'ز اور کفیر'ز نے دو مرحلے طے کر لیے تھے اب
صرف عشراق کو ڈھونڈنا باقی تھا جس کا سوراخ یاسر کی ٹیم لگا چکی تھی شفا بھی
وہاں موجود تھی سب نے مصطفی کی بھی خیریت دریافت کی ثوبان نے مصطفی
اور افق کے لیے ڈاکٹرز بلائے تھے وہ مصطفی کا زخم دیکھ چکا تھا سب پریشان
ہوئے تھے مگر مصطفی نے سب کو بے فکر رہنے کا کہہ دیا تھا سب نے سکون کا
سانس بھرا حویلی میں داخل ہونے سے پہلے مصطفی نے ملازم سے شرٹ اپنے

کمرے سے منگوا کر پہنی تھی جسے دیکھ ثوبان بڑبڑایا تھا اور اس کی بڑبڑاہٹ سنتے یازان کا قہقہہ گونجا تھا۔

"سارے کے سارے ننگے بہنوئی ملے ہیں" ثوبان نے کہا اشارہ حنان کی سمت بھی تھا وہ بھی توکل بنا شرٹ کے داؤد حویلی کی دہلیز پر کھڑا تھا اور اس نے بھی ثوبان کی شرٹ منگوا کر پہنی تھی جو اب بھی حنان نے پہنی ہوئی تھی مصطفی اور افق کے چیک اپ کے بعد مصطفی افق کو گود میں اٹھائے اپنے روم کی سمت بڑھا تھا یاسر بھی اپنے کمرے میں آیا تھا تو ثوبان بھی مقدس سے بات کرتا اپنے کمرے کی سمت بڑھا تھا حنان جویریہ کے کمرے میں داخل ہوا تھا تو یازان فاطمہ بیگم دادجی اور اعظم کفیر ، عالم کفیر کے ساتھ کفیر حویلی کے لیے نکلا تھا قندیل سی ڈاکٹر کے ساتھ افق کے پاس بیٹھی تھی قندیل اور یازان کی پھر ملاقات نا ہوسکی وہ دونوں ایک دوسرے کی پہچان سے اب بھی لاعلم تھے۔

"اب کیسا زخم ہے تمہارا ؟"حنان دروازہ بند کرتے بیڈ پر بیٹھی کھڑکی کی سمت دیکھتی جویریہ سے مخاطب ہوا جس نے حنان کو ایک نظر بھی نہیں دیکھا حنان چلتا جویریہ کی سمت بڑھا جو پنک فراک میں نکھری نکھری اس کے سامنے بیٹھی تھی سلکی بال پشت پر کھلے تھے ڈوپٹہ گلے میں تھا وہ سادہ سے حلیے میں بھی مصطفی کی ہر تھکن اتار چکی تھی صرف ایک نظر میں۔

"عشراق کا پتا چلا ؟" حنان کے پاس بیٹھنے پر جویریہ نے الٹا سوال کیا حنان نے جویریہ کو سپاٹ چہرے سے دیکھا جس کا خود کا چہرہ بھی سپاٹ تھا۔

"تمہارے بھائی کو پتا چل گیا ہے عشراق کو کہا رکھا گیا ہے لیکن اس نے اب تک ہمیں نہیں بتایا " حنان نے ایک ایک لفظ پر زور دیتے کہا جویریہ حنان کی بات سنتی مسکرائی حنان محوت ہوا۔

"اگر یاسر ایسا کر رہا ہے تو وہ عشراق کو ڈھونڈ لے گا جلد " جویریہ نے ایک امید سے کہا دل پر جیسے ٹھنڈی پھوار ہوئی۔

"تمہیں کیسے پتا یاسر کو پتا ہے عشراق کہاں ہے جب اس نے تم لوگوں کو بتایا ہی نہیں " جویریہ نے حنان کو دیکھتے نا سمجھی سے کہا اب کی دفعہ حنان مسکرایا۔

"تمہارا بھائی اتنے گھنٹوں سے پر سکون پھر رہا ہے یقیناً اسے عشراق کا پتا ہو گا اور میں نے اسے رات کو کسی سے فون پر بات کرتے سنا تھا وہ اس شخص کو

شاباشی دے رہا تھا عشراق کی لوکیشن بتانے کی خوشی میں اس لیے یقین سے کہ سکتا ہوں " حنان نے کہا جویریہ نے اکتفا کیا۔

"تمہارے پیر کا زخم کیسا ہے ؟ " حنان نے اپنا سوال پھر داغا جویریہ کچھ لمحے اسے دیکھتی رہی۔

"ٹھیک ہے " جویریہ نے اتنا کہا کہ دروازہ ناک ہوا جویریہ اٹھنے لگی کہ حنان نے اسے روکتا دروازہ کھول گیا سامنے ملازم حنان کے لیے کپڑے لیے کھڑا تھا روقیہ بیگم نے حنان کے لیے کپڑے بھجوائے تھے حنان ملازم کا شکریہ ادا کرتا دروازہ بند کر گیا اسے فریش ہونے کی اشد ضرورت تھی حنان شاور لیتا باہر آیا تھا بلیک ڈریس پینٹ پر وائٹ شرٹ زیب تن کیے گیلے بالوں کو ڈرائیر سے سکھائے وہ پونی کی صورت میں باندھ کر جویریہ کے سامنے کھڑا تھا جو اب بھی بیڈ پر اسی پوزیشن میں بیٹھی تھی۔

"میں بھی تم لوگوں کے ساتھ جاؤ گی" حنان نے جویریہ کو کہتے سنا۔

"نہیں " حنان نے یک حرفی جواب دیا۔

"میں پوچھ نہیں رہی بتا رہی ہو۔۔میں بھی تمہارے ساتھ جاؤ گی " جویریہ نے غصے سے مٹھیاں بھینچے کہا۔

"بہت مشکلوں سے تمہاری جان تمہاری عزت بچائی ہے میں نے اب ایک انچ بھی تم پر برداشت نہیں کر سکتا یہی رہو اور کوئی ضد نہیں " حنان بیڈ پر اپنا ایک گھٹنا ٹکاتا جویریہ کی تھوڑی دبوچے اس کی سنہری آنکھوں میں سرمی آنکھیں گاڑھتا سخت لہجے میں بولتا جویریہ کے سرخ ہونٹوں کو قید کر گیا جویریہ

نے حنان کی شدت پر اس کی شرٹ دبوچی تھی جویریہ کی بکھرتی سانسیں محسوس کرتا حنان جویریہ سے دور ہوتا اس کا نچلا نم ہونٹ اپنے انگوٹھے سے مس کرنے لگا۔

"میں جاؤ گی " جویریہ پھولی سانسوں کے درمیان غرائی تھی۔

"جویریہ حنان کفیر مجھے پھر سے بے شرم کفیر بننے پر مت اکساؤ یہ نا ہو تمہاری ضد توڑتے کے لیے تمہاری روح میں اتنی سختی سے اترو کے یہ تمہارا لاکھوں کا بیڈ ٹوٹ جائے اور تم کم سے کم ایک پورے دن تک صحیح سے چل پھر نا سکو " حنان نے جویریہ کے نچلے لب پر جھکتے وہاں دانت گاڑھتے کہا جویریہ سسک پڑی حنان کی بے باک بات پر جویریہ گردن تک سرخ پڑی تھی۔

"اور فکر مت کرو تمہارا بدلہ میں لونگا ستارہ بائی اور عدنان حمدانی سے " حنان نے مزید کہا اور جویریہ کی پیشانی پر لب رکھتے باہر کے لیے قدم اٹھانے لگا وہ سمجھ گیا تھا جویریہ اس کے ساتھ اپنا بدلہ لینے کے لیے جانا چاہتی ہے لیکن اس کے پیر میں زخم تھا وہ کوئی رسک نہیں لے سکتا تھا۔

"تم نے مجھے سبزی کاٹنا سکھانے کے لیے ٹویٹر رکھی تھی " حنان دروازے کا ہینڈل گھما ہی رہا تھا کہ جویریہ کی غصیلی آواز گونجی حنان پلٹا اور جویریہ کو دیکھنے لگا جس کا چہرہ اب بھی سرخ تھا سنہری آنکھوں میں غصے کا تاثر تھا۔

"میں نے زندگی میں جو بھی سیکھا ہے وہ ضرور اپنے کام میں لایا ہے اور پھر میرے شوہر نے مجھے پہلی دفعہ مجھے کچھ سکھایا ہے کام میں لانا بنتا ہے " جویریہ نے بیڈ سے اٹھتے اپنے زخمی پیر پر زور دیتے بنا لڑکھڑائے حنان تک پہنچتے اس کی آنکھوں میں دیکھتے کہا حنان نے اپنی سفاک بیوی کی بات سنتے ائیرو ریز

کرتے اسے داد دی وہ واقعی سفاک تھی جو اپنی تکلیف چھپانے کا ہنر رکھتی تھی اسی لیے باہمت حنان کے سامنے مضبوطی سے کھڑی تھی جتانے کے لیے کہ جویریہ حنان کفیر کمزور نہیں ہے۔

" محبت کرنا بھی سکھانا چاہتا ہو وہ تو سیکھ نہیں پائی اب تک تم خاصی نالائق نکلی ہو محبت میں تم۔۔اور سبزی کاٹنا سکھایا تھا سبزی کاٹنے کے لیے گلے کاٹنے کے لیے نہیں " حنان نے جویریہ کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنے سینے سے لگائے سنہری آنکھوں میں دیکھتے کہا جویریہ حنان کی پہلے جملے پر لب بھینچ گئی جبکہ دوسرے جملے پر حنان کی آنکھوں میں دیکھا۔

"گلے نہیں گلا۔۔میں صرف ستارہ بائی کا گلا کاٹنا چاہتی ہو اور اسے کاٹے بغیر مجھے سکون نہیں ملے گا " جویریہ نے دوبدوک کہا حنان مسکرایا بھلا حنان اعظم کفیر اپنی بیوی کو بے سکونی میں کیسے دیکھ سکتا تھا۔

"مصطفی کیا کر رہے ہیں آپ" افق جو مصطفی کے حصار میں اس کی باہوں میں تھی مصطفی کو کمرے میں داخل ہوتے ہی ڈریسنگ روم سے گزرتے واش روم کی سمت جاتے دیکھ فورا بولی۔

"تمہارا حلال ریپ کیا ہے غسلِ جنابت کرنا تو ضروری ہے " مصطفی نے افق کو بنا دیکھے اسے واش بیسن کے اعتراف خوبصورت ماربل سے بنی سلیب پر بیٹھاتے بے باکی سے کہا افق کا چہرہ سرخ ہوا مصطفی لب دانتوں میں دبائے افق کے سرخ چہرے سے محفوظ ہوا تھا۔

"مصطفی۔۔میں۔۔خود۔۔کر۔۔لونگی" افق گھبرائی تھی۔

"پلیز۔۔میں " افق نے کہنے کی کوشش کی لیکن مصطفی اپنا کام کرتا اف کو کمرے میں بیڈ پر بیٹھتا خود فریش ہوتا باہر نکلا پھر افق کو کھانا کھلاتے میڈیسن دے گیا۔

"تم آرام کرو کچھ دیر میں تمہاری کپکپاہٹ بھی ختم ہو جائے گی میں قندیل کو تمہارا خیال رکھنے کے لیے بھیجتا ہوں مجھے یاسر کے ساتھ جانا ہے۔۔اپنا خیال رکھنا " مصطفی نے افق کا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں نرمی سے دباتے افق کی پیشانی پر لب رکھے کہا افق نے اثبات میں سر ہلاتے آنکھیں بند کی دوائی کے زیر اثر اسے نیند جلد آگئی مصطفی کچھ پل افق کو دیکھتا رہا پھر آرام سے دروازہ کھولے باہر کی سمت قدم بڑھا گیا۔

یاسر فریش ہوتا کمرے سے باہر نکلا تھا سیاہ آنکھیں سرخ تھیں وہ اس وقت بلیک جینز اور ٹی شرٹ میں ملبوس اوپر بلیک ہی نرم اپر لیے ہوئے تھا حنان بھی جویریہ کے ساتھ کمرے سے باہر نکلا تھا تو مصطفی بھی تیار تھا ثوبان بھی اس وقت بلیو تھری پیس سوٹ میں ملبوس اپنے کمرے سے باہر نکلا تھا ثوبان مصطفی اور یاسر جویریہ کو حنان کے ساتھ دیکھتے ٹھٹھکے تھے شفا کو گیسٹ روم میں آرام کرنے کا کہا گیا تھا۔

"میری بیوی بھی میرے ساتھ جائے گی " حنان نے یاسر ثوبان اور مصطفی کو دیکھتے ان کی نظروں کا مطلب سمجھتے کہا تھا۔

"تمہاری بیوی ہے جہاں مرضی لے کر جاؤ" یاسر نے حنان کو دیکھتے سپاٹ لہجے میں کہا وہاں سب خاموش ہوئے حنان نے یاسر کو سپاٹ نظروں سے گھورا تھا جویریہ نے رخ پھیرتے خود کو کمپوز کیا روقیہ بیگم کے علاوہ کوئی بھی اس سے صحیح طریقے سے بات نہیں کر رہا تھا اتنے میں یاسر کا فون رنگ ہوا۔

"سیاستدان اپنی بہنوں کو بچا چکے ہو تم اور اس خوشی میں تمہارے لیے تحفہ بھیج رہا ہوں اپنی حویلی کے گارڈن میں دیکھوں اب تک پہنچ چکا ہو گا امید کرتا ہوں پسند آئے گا" عدنان حمدانی کی آواز گونجی تھی فون سپیکر پر تھا باقی سب بھی کمروں سے نکلے تھے یاسر نے حویلی کے مین گیٹ کی سمت قدم بڑھائے تھے یاسر کے پیچھے ہی تیزی سے حنان مصطفی اور ثوبان نکلے تھے۔

سامنے گارڈن سفید چادروں سے بھرا ہوا تھا وہ لاش نہیں لاشیں تھیں عمران چلتا یاسر کی سمت بڑھا تھا وہ تقریباً بارہ لاشیں تھیں سب لوگ ساکت ان سفید چادروں میں لپٹے وجودوں کو دیکھ رہے تھے۔

"سر عدنان حمدانی نے آپ کے بھیجے گئے غیر ملکی آدمیوں کو پکڑ لیا اور موقع پر قتل کر دیا یہ وہ سب شہید ہیں " عمران نے سر جھکائے کہا یاسر کی آنکھوں میں خون اترا عدنان حمدانی کو ان کے بارے میں کیسے پتا چلا کہ لوگ پر فیشنل تھے عام لوگ نہیں یاسر کو اپنے ساتھیوں کے شہید ہونے کا رنج ہوا لیکن سب سے بڑھ کر غیر ملکی قیدی پاکستانیوں کے راز ضروری تھے یاسر نے عمران کو دیکھا۔

"سر عدنان حمدانی کو صرف اتنا پتا ہے کہیہ لوگ اپنے بھیجے تھے یہ لوگ کس ٹیم کے ہے اور باہر ممالک میں ان کی کیا شناخت ہے یہ نہیں پتا۔۔ ان

شہیدوں نے شناخت بدل لی تھی ہمارے غیر ملکی پاکستانی قیدیوں کی شناخت اب بھی محفوظ ہے " عمران نے یاسر کی آنکھوں کا تاثر سمجھتے یاسر کے کان میں تفصیل سے کہا یاسر نے اثبات میں سر ہلایا ثوبان نے عمران کو دیکھا جس نے ساری باتیں ثوبان کے بھی گوش گزار کی یہ عمران ہی تھا جس سے ثوبان یاسر کے ہر عمل پر نظر رکھتا تھا۔

"یاسر شازم داؤد کیسا لگا تحفہ ؟" عدنان حمدانی کی پھر کال آئی تھی یاسر نے فون کان سے لگایا تھا۔

"یقیناً پسند نہیں آیا ہو گا مگر کیا کرو تم نے مجھے مجبور کر دیا پہلے سوچا تھا چھ آدمی مار دیتا ہو لیکن پھر تمہارے دوسرے بہنوئی نے تمہاری بہن اور ا

ہنی بیوی کو بھی بچا لیا اس لیے بارہ آدمی مار دیئے اب تم نے بہنوئی بہت ہمت والے ڈھونڈے ہے تو یہ ان کی ہمت کی داد دینے کے لیے اور تمہاری پسند اور چلاکی کا معاوضہ ہے " عدنان حمدانی مسکرا کر بولا تھا۔

"اس سب کا حساب تم دو گے عدنان حمدانی سب کا حساب دو گے " یاسر نے سپاٹ لہجے میں سرخ سیاہ آنکھوں سے کہا۔

"اب بھی ہمت ہے مجھے دھمکانے کی ہاہاہاہا۔۔مجھے اسی لیے تم پسند ہو ہار نہیں مانتے خیر نیوز دیکھو اور جو مجھے چاہیے وہ مجھے دو ورنہ تمہاری ملکہ اور باقی بچے چھ آدمی۔۔۔ہاہاہا " عدنان حمدانی نے کہتے پھر کال کاٹ دی یاسر نے قدم حویلی کی سمت لیے سب یاسر کے پیچھے آئے یاسر نے لاونج میں لگی بڑی سکرین کی آل سی ڈی آن کی۔

"ناظرین آپ کو بتاتے چلے پاکستان کے مشہور نوجوان سیاستدان اور کشمیر کے وزیراعظم یاسر شازم داؤد نے استعفیٰ دینے کا اعلان کر دیا ہے وہ آج شام اسلام آباد میں میڈیا سے مخاطب ہوتے استعفی دے گے اس خبر نے پورے کشمیر کو ہلا کر رکھ دیا ہے یاسر شازم داؤد سیاست کی دنیا کا چمکتا ستارہ لاکھوں دلوں پر راج کرنے والا سیاستدان ستہ چھوڑ رہا ہے۔۔اور یہ ہی نہیں وہ خود کشمیر کے نئے وزیراعظم کا نام منتخب کرے گے کون ہو گا کشمیر کا نیا وزیراعظم ؟ جاننے کے لیے جڑے رہے۔۔" ہر نیوز چینل پر یہی خبریں گردش کر رہی تھیں حنان نے ریموٹ لیتے آل سی ڈی آف کی یاسر نے سرخ چہرے سے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا ستہ یاسر کا پہلا عشق تھا وہ کیسے سیاستدان کا عہدہ چھوڑ سکتا تھا۔

"افواہ اڑ چکی ہے جسے سچ تم ثابت کرو گے گرینڈ سیون سٹار ہوٹل میں۔۔ تمہاری ملکہ تمہاری منتظر ہے لیکن تمہارے آخری چھ آدمیوں کو میں چھوڑ سکتا ہو تم شفا کو ساتھ لے کر آؤ اور ہاں اپنے ساتھ جیتنے بہنوئی اور سالوں کو بھائیوں کو لانا چاہتے ہو میری طرف سے اجازت ہے " عدنان حمدانی نے کہتے کال ڈسکنیکٹ کی شفا جو لاونچ میں ایک کونے پر کھڑی تھی لرز اٹھی تھی اس نے بے چارگی سے یاسر کی طرف دیکھا جو سرخ چہرے سے اسے ہی گھور رہا تھا۔

"میری ملکہ کے لیے میں ستہ چھوڑ سکتا ہوں لیکن اگر تمہارے باپ نے میری ملکہ کو زرا بھی نقصان پہنچایا تمہاری قبر میں تمہارے باپ کے سامنے کھود کر اس میں تمہیں اپنے ہاتھوں سے دفناؤ گا " یاسر شفا کے قریب آتا انگلی اٹھائے ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولا تھا۔

"بوس یاسر شازم داؤد آگیا ہے" عدنان حمدانی جو اس وقت سیون سٹار ہوٹل کے ایک شاندار کمرے میں بڑے سے لاؤنج میں براجمان تھا اس کا آدمی کمرے میں داخل ہوتا بولا عدنان حمدانی سگار سلگاتا مسکرایا۔

"اور شفا ؟" ستارہ بائی جو اپنے رخمی چہرے کے ساتھ سگریٹ پی رہی تھیں بے چینی سے استفسار کرنے لگی۔

"ایک لڑکی بھی ہے یاسر شازم داؤد کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر لیکن اس کا چہرہ کالی چادر سے ڈھکا ہوا ہے معلوم نہیں شفا میم ہیں یا نہیں" وہ آدمی سنجیدگی سے بولا۔

"یاسر شازم داؤد اکیلے آیا ہے ؟ یا اسکے سالے اور بھائی بھی آئے ہیں؟" عدنان حمدانی نے سوال کیا۔

"سر اکیلا ہی نظر آرہا ہے " آدمی نے کہا۔

"ہمم۔۔ویسے بھی بہن پر سوتن کون بھائی برداشت کرے گا یاسر شازم داؤد کو اس کے سالوں نے اکیلا چھوڑ دیا ہو گا۔۔ہاہاہاہا۔۔اور داؤد حویلی میں دوسری شادی کا رواج ہی نہیں بھائیوں نے بھی ساتھ چھوڑ دیا ہو گا " عدنان حمدانی قہقہہ لگاتا بولا۔

"ظاہر سی بات ہے اب تک شفا اور یاسر کے ناجائز تعلقات سب کے سامنے آگئے ہونگے کون شرفاء اور اسلامی روایات کا پابند خاندان۔۔زانی کا ساتھ دے گا " ستارہ بھائی بھی مسکرا کر بولی تھیں۔

"اپنی بیٹی کو سمجھا دینا ستارہ اچھے سے مجھے کوئی بھی گڑبڑ نہیں چاہیے۔۔یاسر کی اور اس کی شادی ہو گی یاسر استعفی دے گا اور عشراق ہم ضرور یاسر کو دے گے لیکن زندہ نہیں مردہ۔۔یاسر ستہ تو چھوڑ دے گا مگر شفا کی پوری زندگی پھر بھی عیاشی میں گزرے گی آخر کار داؤد'ز کی اربوں کی مال و دولت سے کون واقف نہیں اور شفا کے پاس تو وہ اربوں مال و دولت اپنے نام کروانے کا ہتھیار بھی ہے " عدنان حمدانی سرد لہجے میں بولے تھے ستارہ بائی نے گردن اثبات میں ہلائی ان کو لگ رہا تھا وہ سیاستدان کو چاروں خانے چت کر چکے ہیں یہ تو وقت بتانے والا تھا کیا وہ صحیح تھے اپنی سوچ میں یا غلط۔

یہ سیون سٹار ہوٹل عدنان حمدانی کا تھا جو حرام کے مال سے خریدہ گیا تھا کانفرنس میں ابھی دیر تھی وہ ہوٹل عدنان حمدانی اور ستارہ بائی کے آدمیوں سے بھرا ہوا تھا لیکن اس سیون سٹار ہوٹل کے بیک پر ایک کنسرٹ بھی منعقد کیا گیا تھا جہاں اسلام آباد کے نوجوان جو یاسر شازم داؤد سے محبت رکھتے تھے داخل ہو رہے تھے وہ کنسرٹ فری آف کاسٹ تھا بنا کسی مہنگی ٹکٹ کے دو گھنٹوں میں وہاں تقریباً دو ہزار لوگ جمع ہو چکے تھے ان کو اس کنسرٹ کی خبر کیسے ملی ؟ میڈیا پر عدنان حمدانی نے سیاستدان کے ستہ چھوڑنے کی خبر کیسے پھیلائی ؟ اور یہاں میڈیا کو کیسے دعوت دی گئی ؟ داؤد'ز اور کفیر'ز کو ان سوالوں کے جواب ابھی تک نہیں ملے تھے یاسر نے ایک نظر اپنے برابر لینڈ کروزر میں پیسنجر سیٹ پر بیٹھی شفا کو دیکھا جس نے اپنا پورا وجود کالی چادر سے چھپایا ہوا تھا یاسر شازم داؤد کو دیکھتے ہی گارڈز نے گیٹ کھول دیا تھا دفعتاً یاسر

کا موبائل ڈیش بورڈ پر رکھا رنگ ہوا یاسر نے گہرا سانس لیتے موبائل کو دیکھا عدنان حمدانی کی کال تھی۔

"بہت اچھا لگا تمہاری شرافت کو دیکھ کر شریف مگر غنڈے سیاستدان ! مجھے تم سے شرافت کی امید نہیں تھی اور جن سے تھی مطلب تمہارے وہ دو بہنوئی جو ایک نیک ہے تو دوسرا شریف ہاہاہاہا۔۔انھوں نے مجھے غلط ثابت کر دیا اور تم نے بھی ! لگتا ہے اپنی ملکہ سے بہت محبت کرتے ہو اسی لیے اتنی شرافت کا مظاہرہ کر رہے ہو فکر نہیں کرو تمہاری ملکہ بلکل ٹھیک ہے اور زندہ بھی ہے ابھی تک بس ہماری شرطیں مانتے رہو اسی شرافت کے ساتھ جلد تمہارے پاس ہو گی تمہاری ملکہ " عدنان ہمدانی قہقہہ لگا کر بولا تھا وہ اس وقت اس ہوٹل کے سفید روم میں تھا جس کا ٹیمپریچر نہایت سرد تھا سامنے ایک کرسی پر عشراق بیٹھی تھی ڈھلکے سر کے ساتھ وہ اب بھی حجاب میں تھی پورا ایک دن اور کچھ گھنٹے گزر چکے تھے اس کے حلق سے ایک گھونٹ پانی کا نہیں اترا تھا نا

ان درندوں نے اسے دینا مناسب سمجھا تھا اسے جو انجیکشن لگایا گیا تھا وہ اس انجیکشن کے زیر اثر نیم بے ہوشی میں تھی وہ سلو پوائزن تھا اس کمرے میں پیدا ہوئی ہر آواز عشراق کی سماعتوں سے ٹکرا رہی تھی وہ عدنان حمدانی کی بھی بات سن رہی تھی "یاسر" عشراق کے حجاب میں قید لب پھڑپھڑائے تھے وہ آگیا تھا اسے بچانے اس کا محافظ اس کا شوہر اس کا دل اس پورے دن میں شدت سے زور سے دھڑکا تھا۔

" صحیح سلامت باعزت ہاہاہا۔۔تمہارے بہنوئیوں کی چالاکیوں کی وجہ سے ان کی بیویاں انھیں زخمی ملی ہیں میں وعدہ کرتا ہو تمہاری شرافت کے انعام میں تمہاری ملکہ کو ایک زخم بھی نہیں دوں گا۔۔قسم سے " عدنان حمدانی عشراق پر نگاہیں گاڑھے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتا خباثت سے بولا تھا اس کی نگاہوں میں گندگی تھی۔

"میری ملکہ کو ایک کھرونچ بھی آئی نا میں قسم کھاتا ہو تمہیں ایسی موت دونگا کہ تڑپتے ہوئے آسان موت کی فریاد کروگے " یاسر لہو آنکھوں سے دھاڑا تھا عدنان حمدانی نے فون اپنے کان سے دور کیا یاسر کے تو تن بدن میں شعلے دھکے تھے شفا سہم کر دروازہ کی سمت کھسکی تھی بے ساختہ وہ تھوک نگل گئ آنکھیں بھیگی تھیں۔

"اتنا مت دھاڑو سیاستدان تم شرافت کا مظاہرہ کرتے رہو تمہاری ملکہ کو ایک کھرونچ نہیں آئے گی۔۔لیکن تم نے اپنے بہنوئیوں کی طرف کوئی چلاکی کرنے کی کوشش کی تو وعدہ کرتا ہوں اب تک تمہاری ملکہ کو بے حجاب نہیں کیا میں نے مگر میرا دل مچل رہا ہے اس حسن کے پیکر کو دیکھنے کے لیے جس نے کچھ دنوں میں سیاستدان کو زانی سے حیا والا مرد بنا دیا یقینا تمہاری ملکہ بے حد حسین۔۔"عدنان حمدانی خباثت سے بولا تھا۔

"عدنان حمدانی میری ملکہ کا حجاب ہٹا تو میں تمہاری بیٹی کی قبر اپنے ہاتھوں سے تمہارے سامنے کھودوں گا اور تمہیں اور اس کی طوائف ماں کو بھی اس قبر کا حصہ بناؤ گا " یاسر سٹیرنگ پر ہاتھ مارتا پھر سرخ چہرے سے دھاڑا تھا شفا نے دہل کر دل پر ہاتھ رکھتے آنکھیں زور سے بند کی کئی آنسو چادر میں جذب ہوئے تھے۔

"آہستہ آہستہ سیاستدان تمہارے برابر میں بیٹھی میری بیٹی کا دل بہت نازک ہے تمہاری دھاڑ پر وہ سہم جائے گی بہت نازوں سے پالا ہے میں نے اسے بہت محبت کرتا ہوں صرف ایک ہی اولاد جو ہے ناجائز ہی صحیح مگر میری اکلوتی اولاد ہے ہاں اگر وہ میری نافرمانی نا کرتی تو بے وقوف کبھی در بدر کی خاک نا چھان رہی ہوتی بلکہ میرے ساتھ بیٹھ کر تمہاری بارات کا انتظار کر رہی ہوتی چہ چہ ۔۔ میں اور ستارہ تو شیطان ہے اولاد بھی انسان کے روپ میں شیطان ہی پیدا کی تھی ہاہاہاہا مگر پتا نہیں کیسے وہ اصل انسان بننے کی کوشش

کرنے لگی اور ہمارے لیے بے کار ہو گئی خیر اولاد تو ہے کچھ فرض تو نبھانا ہی پڑے گا۔۔میں تمہاری ملکہ کا حجاب نہیں اترنے دوں گا تم میری بیٹی کو لیے میرے گارڈ کی نگرانی میں مجھ تک پہنچوں اور تمہارے بہنوئی اور بھائی نہیں آئے ؟ میں نے تو کہا تھا سب کو لے آؤ اب تمہاری دوسری شادی میں ان کا شامل ہونا ضروری ہے نا " عدنان حمدانی خباثت سے مسکراتا بولا یاسر نے جبڑے بھینچے۔

"میں تمہاری بیٹی سے شادی کبھی نہیں کرونگا یہ میری ملکہ کے مقام پر کبھی نہیں آسکتی میں اس کی اور ساتھ تمہارے جان لے لونگا " یاسر اس وقت پھیرا ہوا شیر معلوم ہو رہا تھا شفا نے لب بھینچے اپنی ہچکیاں روکی تھیں عدنان حمدانی بدمزہ ہوا۔

"ٹھیک ہے پھر میرے ساتھ اس وقت پچاس آدمی ہیں میں اپنے سمیت ان سب کے سامنے تمہاری بیوی کا حجاب کھول۔۔"عدنان حمدانی اپنے سامنے اپنے ہٹے کٹے آدمیوں کو دیکھتا مسکرایا تھا یاسر نے سرعت سے اس کی بات کاٹی۔

"عدنان حمدانی" یاسر غرایا تھا۔

"سیاستدان وقت ضائع مت کرو ویسے بھی تم نے اپنی بہنوں کے چکر میں بہت گھنٹے برباد کر دیئے ہیں اور کچھ اپنے آدمیوں کو بھیج کر خیر اگر تم چاہتے ہو تمہاری ملکہ بے حجاب نا ہو تو تمہیں میری بیٹی کے ساتھ دوسری شادی کرنی ہی پڑے گی اس کے علاوہ اور کوئی آپشن نہیں تمہارے پاس جلدی فیصلہ کرو تمہاری ملکہ اور میرے قدموں کے درمیان صرف دو منٹ کا فاصلہ ہے جسے میں طے کر رہا ہوں اور دھمکی دینے میں وقت ضائع مت کرنا مجھے ردی برابر بھی ڈر نہیں لگ رہا تم سے سمجھے " عدنان حمدانی نے کہتے فون سپیکر پر ڈالا اپنا

موبائل والا ہاتھ پہلو میں گرایا تھا اور پلٹتے سمت قدم بڑھانے لگا عشراق ساکت نظروں سے عدنان حمدانی کو دیکھ رہی تھی اور یاسر کا دل عدنان حمدانی کے اٹھتے ایک ایک قدم کے ساتھ ڈوبتا جا رہا تھا ان لوگوں نے سوچا تھا عدنان حمدانی تک پہنچ کر ڈیل کرنے کے دوران ہی ان لوگوں کو ختم کر دے گے یاسر عشراق اور اپنے چھ آدمیوں کو بھی بچا لے گا مگر یہاں تو یاسر کے داخل ہوتے ہی عدنان حمدانی نے کوئی بھی چالاکی کا موقع دیئے بنا ہی اپنی چال چل دی تھی یاسر کو اپنی سانسیں گھٹتی محسوس ہوئی چہرے پر پسینے چمکے بے ساختہ گھبراہٹ پر قابو پانے کے لیے یاسر نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا تھا وہ پہلی دفعہ اپنی ملکہ کی ناراضگی پر گھبرایا تھا اور دوسری دفعہ اب اپنی ملکہ کا حجاب غیر آدمیوں کے سامنے اترنے پر گھبرا رہا تھا عدنان حمدانی کے قدموں کی آواز یاسر کو سنائی دے رہی تھی اور پھر وہ قدم رکے عدنان حمدانی عشراق کے قریب دو قدموں کے فاصلے پر رکا تھا۔

"میں تمہاری بیٹی سے شادی کرونگا" یاسر کی آواز سپیکر سے ابھری تھی عشراق کی نیم بے ہوش سنہری آنکھیں یاسر کی آواز پر نم ہوئیں تھی اس کے الفاظ عشراق کو اپنے دل پر قہر ڈالتے محسوس ہوئے تھے جیسے وہ اس قید میں پل پل سانس مشکل سے لے رہی تھی خود کو زندہ رکھنے کے لیے یاسر کے الفاظوں نے اس کی سانسیں ایک دم کھینچی تھی مگر لب مسکرائے تھے اس کے زانی شوہر نے اپنی بیوی کو بے پردہ نا کرنے کے لیے بہت بڑا فیصلہ لیا تھا۔

"یہ ہوئی نا بات" عدنان حمدانی مسکرایا۔

"میری ملکہ سے دور ہو فورا" یاسر دھاڑا۔

"جو حکم" عدنان حمدانی ایک نظر عشراق کے وجود پر ڈالتا مسکراتا ہوا پلٹا تھا۔

"باہر میرا آدمی کھڑا ہے شفا کو لے کر اسکے ساتھ قدم بڑھاؤ " عدنان حمدانی نے کہتے کال کاٹی ستارہ بائی بھی اپنی کچھ لڑکیوں کے ساتھ وہاں حاضر ہوئی۔

****

"اس لڑکی کو تابوت میں ڈالو " عدنان حمدانی نے ستارہ بائی سے کہتے قدم باہر کی سمت لیے ستارہ بائی نے عدنان حمدانی کی غائب ہوتی پشت کو دیکھتے ان آدمیوں کو اشارہ کیا جو سر خم کر گئے ایک لکڑی کا سیاہ تابوت عشراق کی کرسی کے قریب رکھا گیا۔

"ملکہ کو جلدی زندہ درگوہ کرو کیونکہ اب بادشاہ کی نئی ملکہ اس کی زندگی میں آنے والی ہے۔۔ہاہاہاہا۔۔ میری بیٹی کو دھتکارا تھا یاسر شازم داؤد نے اب میری وہی بے حیا بیٹی اس کی عزت بنے گی اور اس کی باپردہ عزت غیر محرموں کے

ہاتھوں سے زندہ درگوہ ہو گی " ستارہ بائی قہقہہ لگاتی نخوست سے بولی تھیں شفا بیٹی تھی ان کی اس کی تڑپ یاسر کا اسے دھتکارنا ستارہ بائی کو عشراق سے حسد میں مبتلا کر گیا تھا عشراق کی سنہری آنکھوں میں پانی جمع تھا۔

اسے تابوت میں زندہ درگو کیا جا رہا تھا قصور بس اتنا تھا کہ وہ کشمیر کے بادشاہ کی ملکہ تھی !وہ ایک زہر کے زیر اثر بے ہوشی میں تھی مگر ہجاب میں تھی اپنے قریب آدمیوں کو آتے دیکھ عشراق بامشکل بولی۔

"مجھے ہاتھ نہیں لگاؤ میں کمزور ہو مجھ پر ظلم مت کرو !!کسی عورت کو بلا دوں جو مجھے تابوت میں لٹا دے مگر کوئی غیر محرم میرے قریب مت آئے "وہ بامشکل بول پائی تھی آواز بے حد مدھم تھی آدمیوں کے قدم ایک پل کے لیے روکے تھے لیکن پھر آگے بڑھے ستارہ بائی نے اس کی آواز نہیں سنی تھی مگر وہ آدمی عشراق کی آواز مدھم سی سن چکے تھے۔

"مجھے میرا شوہر وضو کر کے ہاتھ لگاتا ہے مجھے مت چھونا۔۔یہ میری آخری خواہش سمجھ کے پوری کر دوں" عشراق نے ہمت کرتے اونچا کہا تھا دل خون

کے آنسو رو رہا تھا یاسر کی ملکہ کو کیا کچھ سہنا پڑ رہا تھا وہ بے بس تھی کمزور تھی وہ التجا کے سوا کچھ کر بھی نہیں سکتی تھی وہ آدمی پھر رکے پلٹ کر ستارہ بائی کو دیکھا جو ٹھٹھکی تھی لیکن پھر نخوست سے سر جھٹک کر ان آدمی کو اپنا کام کرنے کا اشارہ کرتی پلٹنے لگی کے اس کے چہرے پر عدنان حمدانی کا بھاری ہاتھ اٹھا تھا عشراق کی سمت بڑھتے آدمی روکے تھے۔

"باہر جاؤ تم لوگ اور تم لڑکیاں اس کو تابوت میں لیٹاو فورا " عدنان حمدانی کی بھاری آواز اس کمرے میں گونجی تھی آدمیوں نے اپنے بوس کا حکم مانا تو لڑکیاں بھی اپنے بوس کے حکم کی تکمیل کرنے لگی ستارہ بائی نے عدنان حمدانی کو جبڑے بھینچے دیکھا۔

"بہت رحم آگیا ہے تمہارے دل میں" ستارہ بائی پھنکاری تھی۔

"خاموش ! ایک لفظ نہیں۔۔مجھے کوئی شوق نہیں رحم دیکھانے کا یا وعدہ نبھانے کا میں اُس کا کہا مان رہا ہو اور اس دفع اگر ہم سے کوئی بھی بھول ہوئی تو وہ داؤد'ز اور کفیر'ز سے پہلے ہمیں ختم کر دے گا اس نے کہا ہے سیاستدان سے

کیا ہر وعدہ نبھانا اتنا مجبور کرنا کہ وہ تمہاری اور میری دونوں کی بات مان لے اور میں صرف وہی کر رہا ہوں بھول گئی اس کی دھمکی ؟" عدنان حمدانی نے انگلی اٹھا کر تنبیہ کی تھی ستارہ بائی نے نگاہیں پھیرے خود پر ضبط کیا۔

"چلو " عدنان حمدانی ستارہ بائی کا بازو دبوچ وہاں سے نکلے تھے عشراق کو ان لڑکیوں نے تابوت میں لیٹا دیا تھا اور پھر وہ تابوت سنہری آنکھوں کے ساتھ بند ہوا تھا کفیر خاندان کی معصوم شہزادی داؤد خاندان کے سیاستدان بادشاہ کی اپاہج ملکہ۔۔ملکہ بننے کی قیمت اپنی جان دے کر چکانے والی تھی۔

عدنان حمدانی اور ستارہ بائی صوفوں پر براجمان تھے سامنے اسلام آباد کے ایک نامور نیک نکاح خواہ ڈر کا شکار ہوتے بیٹھے ہوئے تھے وہ لاؤنج بے حد شاندار تھا دفعتاً دروازے کے قریب سے کسی کے قدموں کی چاپ سنائی تھی ستارہ بائی اور عدنان حمدانی نے دروازے کی سمت نگاہیں مرکوز کیں جہاں اب شفا داخل ہوئی سیاہ چادر میں لپٹی ستارہ بائی کافی دنوں بعد اپنی بیٹی کو دیکھ رہی تھی ان کی

آنکھوں میں ماں کی محبت کے ایک لمحہ کے بعد اشتعال برپا ہوا شفا بے حد خوبصورت تھی اور اپنی خوبصورتی وہ سیاہ چادر میں چھپائے تھی ستارہ بائی مشتعل ہوئیں تھیں البتہ عدنان حمدانی کو کوئی فرق نا پڑا شفا نے چہرے سے چادر ہٹائی اس کا خوبصورت چہرہ واضح ہوا آنکھیں گلابی تھیں چہرہ مترنم تھا مگر شفا بھیگے چہرے کے ساتھ بھی بے حد خوبصورت نظر آرہی تھی اس سادگی میں بھی عدنان حمدانی نے شفا کو اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا وہ مرے مرے قدم اٹھاتی ان تک بامشکل پہنچی عدنان حمدانی صوفے کی سطح چھوڑے کھڑے ہوئے اور اپنی بیٹی کو بازوں کے حلقے میں لیتے پیشانی پر بوسہ دیا۔

"میرا بچہ کیسا ہے ؟" عدنان حمدانی نے محبت سموئے لہجے میں استفسار کیا انھوں نے ہمیشہ شفا کو ماں باپ دونوں کا پیار دیا تھا ستارہ بائی سے اسے دور رکھتے تھے اس کی ہر جائز ناجائز ضد مانی تھی وہ عدنان حمدانی کی پہلی اور آخری اولاد تھی وہ شفا سے بے حد محبت کرتے تھے جبکہ شفا کی آنکھوں سے پھر سیال بہے۔

"زندہ ہوں اور صحیح سلامت ہوں ، طوائف بنے بنا بھی آپ کے سائے کے بنا بہت اچھی عزت دار زندگی گزار رہی ہوں " شفا نے رخ پھیرتے نفرت سے کہا عدنان حمدانی نے لب بھینچے۔

"میں مجبور تھا تم میری بات نہیں سن رہی تھی اور وہ صرف دھمکی تھی میں اپنی بیٹی کے ساتھ ایسا کبھی نہیں۔۔"عدنان حمدانی نے بولنا شروع کیا باپ تھے بیٹی کی آنکھوں میں نفرت برداشت نہیں ہو رہی تھی۔

"مت کہے مجھے بیٹی ،یا ناجائز بیٹی کہے یا طوائف کی اولاد یا پھر گندگی کی پوٹلی" شفا نے عدنان حمدانی کی بات کاٹتے کہا عدنان حمدانی نے شعلہ بار نگاہوں سے شفا کو دیکھا جبکہ ستارہ بائی اپنی جگہ سے اٹھتی شفا کے چہرے پر زور دار تماچہ رسید کر گئی شفا اوندھے منہ صوفے پر گری۔

"ستارہ " عدنان حمدانی دھاڑے تھے اور ستارہ بائی کو پیچھے دھکا دیتے شفا کی سمت صوفے پر بیٹھے جو چہرے پر ہاتھ رکھے رو رہی تھی۔

"آج تک میں نے اپنی بیٹی پر ہاتھ نہیں اٹھایا تیری ہمت کیسے ہوئی طوائف کی کی اوقات میں رہ" عدنان حمدانی دھاڑا شفا نے عدنان حمدانی کے ہاتھ اپنے شانوں سے جھٹکنے چاہے مگر وہ ان پر گرفت مضبوط کرتا ستارہ بھائی کو خونخوار نظروں سے گھور رہا تھا۔

"یہ بھی مجھ جیسی طوائف کی کوکھ سے پیدا ہوئی ہے بھولو مت عدنان حمدانی اور اپنی بیٹی کو سمجھا دوں اسکے بھلے کے لیے کر رہے ہم سب کچھ اور اگر اب اسنے کوئی بے وقوفی کی میں اسے سچ میں طوائف بناؤ گی۔۔بے وقوف لڑکی طوائف کی بیٹی ہوتے اس کا گھر بسانا چاہتے ہیں وہ بھی یاسر شازم داؤد کے ساتھ اور یہ ہے کے اچھی بننے کے چکر میں سب کچھ تباہ کر رہی ہے اگر یاسر کی بیوی نہیں بنے گی تو یہ ہر رات ہزاروں مردوں کی بیوی بنے گی یاد رکھنا" ستارہ بائی پھنکارتی ہوئی صوفے پر بیٹھی تھی جبکہ نکاح خواہ تھوک نگلتے یہ سارا معاملہ دیکھ اور سن رہا تھا شفا نے زخمی نظروں سے ستارہ بائی کو دیکھا تھا عدنان

حمدانی خاموش رہے شفا نے ان کے ہاتھ جھٹکے وہ لب بھیجے شفا سے فاصلے پر بیٹھے تھے۔

"ستارہ صحیح کہ رہی ہے تم پہلے مجھے بہت پریشان کر چکی ہو اگر اب میرے رستے میں آنے کی کوشش کی تو یاسر کی ملکہ بھی مرے گی اور میں تمہیں بھی ستارہ کے حوالے کر دونگا تمہیں جتنا اچھا بننا ہے یاسر شازم داؤد سے شادی کر کے بنو۔۔پہلے بس میں دھمکی دے رہا تھا اس دفعہ سچ میں کر گزروں گا چپ چاپ نکاح کروالو یاسر شازم داؤد سے اس میں ہمارے ساتھ تمہارا بھی بھلا ہے " عدنان حمدانی نے بس اتنا کہا تھا کہ دروازے سے پھر قدموں کی آوازیں سنائیں دی شفا نے بھیگی نگاہیں اٹھا کر دیکھا عدنان حمدانی اور ستارہ بائی کو پتا تھا اب کون آنے والا ہے وہ دونوں ایک نظر شفا کو وارنگ دیتی نظروں سے دیکھتے پرسکون ہو کر بیٹھے تھے جبکہ نکاح خواہ خاموشی سے سب ملاحظہ فرما رہے تھے انھیں کڈنیپ کر کے نکاح پڑھوانے کے لیے لایا گیا تھا۔

دروازے سے بلیک جینز شرٹ اور بلیک لیدر جیکٹ میں یاسر داخل ہوا تھا ستارہ بائی عدنان حمدانی مسکرائے تھے یاسر نے ان سب پر سرد نظر ڈالے آگے قدم بڑھائے تھے کہ عدنان حمدانی اور ستارہ بائی کو شوک لگا یاسر کے پیچھے حنان اعظم کفیر داخل ہوا پھر ثوبان جازم داؤد پھر یازان اعظم کفیر اور پھر مصطفی شاہ میر۔۔عدنان حمدانی اور ستارہ بائی نے ایک دوسرے کو دیکھا۔

"کیا ہوا عدنان حمدانی عرف ہونے والے دوسرے سسر جی ؟تم نے ہی تو کہا تھا اپنے سالے اور بھائیوں کو بھی لے آنا پھر حیرت کیسی " یاسر عدنان حمدانی شفا اور ستارہ بائی کے سامنے صوفے کے وسط میں براجمان ہوا تھا چہرہ سنجیدہ تھا نقوش تنے تھے مگر چہرے پر مسکراہٹ تھے اور پھر ایک ایک کر کے حنان ثوبان یازان اور مصطفی نے بھی اپنی نشست سنبھالی عدنان حمدانی کو کچھ کھٹکا۔

"آپ۔۔" یاسر کو دیکھ مولوی صاحب اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے تھے لیکن یاسر انھیں بیٹھنے کا اشارہ دے گیا وہ چپ چاپ واپس اپنی جگہ پر بیٹھ گئے

عدنان حمدانی نے بھی مولوی کو گھورا تھا لیکن وہ صرف یاسر شازم داؤد کو دیکھ رہا تھا آس بھری امید بھری نگاہوں سے۔

"اگر تم نے کوئی چلاکی کرنے کی کوشش کی۔۔" عدنان حمدانی غرانے لگا تھا اسے ڈر تھا داؤد'ز اور کفیر'ز کے شاطر دماغ سے۔

"میری ملکہ کی عزت حیا اور جان اتنی بے مول نہیں کہ یاسر شازم داؤد اپنا سر نا جھکا پائے اپنی ملکہ کے لیے یاسر سر کٹوا سکتا ہے تو لاکھوں سروں کو اڑا بھی سکتا ہے تم نے میری فیملی اور رشتہ داروں کو ٹارگٹ بنا کر اچھا نہیں کیا اس سب کا حساب دوں گے تم عدنان حمدانی لیکن فکر نہیں کرو اپنی باحیا با پردہ بیوی کے لیے یاسر شازم داؤد تمہاری ناجائز بیٹی جیسی ہزاروں بے حیا لڑکیوں کو اپنا نام دینے کی ہمت رکھتا ہے میری ملکہ پر اس جیسی ہزاروں لڑکیاں قربان " یاسر نے ایک ایک لفظی چبا چبا کر کہا عدنان حمدانی مشتعل ہوا۔

"میری بیٹی بے حیا ہے تو تم خود کیا ہو ؟ میری بیٹی کے ساتھ تمہارے نا جائز تعلقات تھے بھولو مت" عدنان حمدانی تمسخرانہ انداز میں بولتا یازان اور حنان

پر بم پھوڑا تھا انھوں نے بے ساختہ یاسر کو دیکھا تھا جو عدنان حمدانی کی بات پر سپاٹ چہرے سے اسے دیکھ رہا تھا پھر ان دونوں نے اپنے قریب بیٹھے مصطفیٰ اور ثوبان کو دیکھا جو دونوں نظریں چرا گئے ان کے دل میں پھانس سی چبھی تھی یاسر اور شفا کے رشتے کی اصل سچائی جان کر ثوبان اور مصطفیٰ کا نگاہیں پھیرنا انھیں سچائی سے روشناس کروا چکا تھا۔

"میں نے اپنے کسی عمل سے انکار نہیں کیا ہاں میرے ناجائز تعلقات تھے تمہاری بیٹی کے ساتھ جن میں پہل تمہاری بیٹی نے کی۔۔اور یہ ہی ایک افئیر نہیں میرے ناجانے کتنے افئیر رہ چکے ہیں لیکن میری ملکہ کے میری زندگی میں آنے کے بعد میں کسی بھی لڑکی کو ایک نظر دیکھنا بھی گناہ سمجھتا ہو میری ملکہ اتنی پاک ہے کہ اللہ نے اس کے لیے میرے دل کو پاک کر دیا ہے کیونکہ ناپاک دل میں پاکیزگی بسیرہ نہیں کر سکتی۔۔اور یہ میری ملکہ کے لیے میری محبت ہے کہ میں تمہاری بیٹی سے دوسری شادی کے لیے رضا مند ہوا ہوں"

یاسر نے ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہا تھا جبکہ یاسر کی بات سنتے یازان اور حنان

کے جسم شرارت پھوٹے تھے ان کی پاک بہن کے لیے یاسر جیسا لڑکا چنا گیا تھا انھیں نئے سرے سے یاسر سے نفرت ہوئی تھی لیکن اس وقت انھوں نے اپنی بہن کے لیے ضبط کیا تھا۔

"نکاح شروع کرو " عدنان حمدانی تمسخر سے مسکرایا تھا جبکہ ستارہ بائی نے نخوست سے سر جھٹکا شفا کا دل ریزہ ریزہ ہوا تھا یاسر اور اپنے باپ کی باتیں سن کر دل شرمندگی کے دلدل میں دھنسا تھا نکاح خواہ نے یاسر کو دیکھا جو مسکرایا تھا اور نکاح شروع کرنے کا کہ گیا کچھ ہی دیر میں شفا حمدانی شفا یاسر داؤد بن چکی تھی یاسر کی نئ اہلیہ داؤد خاندان کی تاریخ میں کسی مرد نے دوسری شادی کی تھی اور وہ مرد یاسر شازم داؤد تھا وہ پہلا شخص تھا جس نے اپنی با پردہ بیوی کو بے پردہ ہونے سے بچانے کے لیے دوسری شادی کی تھی ایک بے حیا لڑکی سے یہ یاسر کا ماننا تھا۔

****

"اب بتاؤ میری ملکہ کہاں ہے ؟" یاسر اپنی جگہ سے اٹھتا سرخ آنکھوں سے گویا ہوا عدنان حمدانی نے یاسر کو دیکھا نکاح خواہ نے نکاح کے دستاویزات کو سنبھالا باقی سب خاموش تھے ۔۔یازان اور حنان بھی مشتعل خود پر قابو کرتے بیٹھے ہوئے تھے انھیں اس وقت عدنان حمدانی اور یاسر پر یکساں غصہ آرہا تھا مگر وہ حالات کے آگے مجبور تھے۔۔وہ ایسے دو سالے تھے!!جنہوں نے اپنے بہنوئی کی دوسری شادی میں اپنی رضامندی سے شرکت کی تھی۔۔!اور اب اسی بہنوئی پر بے حساب غصہ آرہا تھا اتنا کہ ان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ یاسر شازم داؤد کی جان لے لیں۔

"تمہاری ملکہ کو بے پردہ نا کرنے کی قیمت شفا سے نکاح تھا تم نے اپنا وعدہ نبھایا میں نے اپنا ، تمہاری ملکہ کو بے پردہ نہیں کیا گیا۔۔لیکن تمہاری ملکہ کو تمہارے حوالے کرنے کی قیمت الگ ہوگی سابقہ سیاستدان یاسر شازم داؤد "

عدنان حمدانی محفوظ ہوتا مسکرایا تھا یاسر نے مشتعل ہوتے سینٹر ٹیبل کو ٹھوکر ماری تھی نکاح خواہ اپنی جگہ سے اچھلا تھا۔

"عدنان حمدانی میرے صبر کا امتحان مت لو میرا ضبط ٹوٹا تو قیامت برپا کر دوں گا میری ملکہ کہاں ہے بھونک" یاسر ایک ہی جست میں عدنان حمدانی کا گریبان پکڑے دھاڑا تھا جسے دیکھ ستارہ بائی نے بے ساختہ تھوک نگلا تھا اور فوراً گارڈز کو کال کی گارڈز کمرے میں داخل ہوئے تھے شفا یہ سارا منظر سہمی نگاہوں سے دیکھ رہی تھی گارڈز کمرے میں داخل ہوئے تھے کہ ثوبان مصطفی حنان اور یازان اپنی جگہوں سے کھڑے ہوئے تھے عدنان حمدانی نے گارڈز کو رکنے کا اشارہ ہاتھ ہوا میں بلند کر کے دیا اور یاسر کے ہاتھوں پر گرفت مضبوط کرتا جھٹکے سے یاسر کی گرفت سے اپنا گریبان چھڑا گیا یاسر نے بری طرح جبڑے بھینچے تھے۔

"غصہ نہیں داماد جی ، غصہ نہیں یاد رکھو تمہاری ملکہ اب بھی ہمارے پاس ہے اور تمہارا غصہ ہمیں غصے میں مبتلا کر سکتا ہے بہتر یہ ہی ہو گا کہ خود پر ضبط کرو کیونکہ اگر ہمیں غصہ آیا تو تمہاری ملکہ۔۔"عدنان حمدانی مسکراتا ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہتا بات ادھوری چھوڑ گیا جس میں مکمل دھمکی تھی یاسر نے رخ پھیرے اپنے چہرے اور بالوں میں ہاتھ پھیرتے خود کو کنٹرول کرنا چاہا تھا وہ عدنان حمدانی کو کھڑے کھڑے ہی موت کے گھاٹ اتار دینا چاہتا تھا مگر اپنی ملکہ کے لیے مجبور تھا۔

"کیا چاہتے ہو تم اب " ثوبان غرایا تھا۔

"کتنی دفعہ کہو کہ تمہارے بھائی کا استعفیٰ اور اگلے حکمران کے لیے اپنا نام " عدنان حمدانی بے زار سا ہوتا بولا تھا۔

"ہم کیسے مان لے تم ہمارے ساتھ مزید کوئی دھوکے بازی نہیں کروگے کوئی اور شرط نہیں رکھو گے اور میری بہن کو ہمارے حوالے کر دوگے ؟ " حنان نے عدنان حمدانی کو لہو دیتی آنکھوں سے گھورتے استفسار کیا۔

"پہلی بات نیک کفیر تمہارے پاس دوسرا آپشن نہیں ہے اور دوسری بات تمہاری بہن کو باپردہ رکھا گیا ہے یہ میرا وعدہ ہی تھا جو میں نے پورا کیا ہے اور آخری بات میری بس دو شرطیں ہیں اب " عدنان حمدانی نے جیبوں میں ہاتھ ڈالے ان پانچوں کو باری باری دیکھتے کہا یاسر نے عدنان حمدانی کی سمت رخ موڑا۔

"بولو " یاسر کی سرد آواز گونجی عدنان حمدانی نے ستارہ بائی کو دیکھا جو اپنے خوف پر قابو پاتی مسکراتی عدنان حمدانی کو دیکھ رہی تھیں پھر عدنان حمدانی نے گارڈز کو جانے کا اشارہ کیا وہ اپنے باس کا حکم مانتے چلے گئے۔

"پہلی شرط تم میڈیا کے سامنے وزیراعظم کے عہدے سے استعفی دو گے اور یہ بھی کہو گے کہ تم کبھی اب ستہ میں نہیں آؤ گے اور اگلے وزیراعظم اور اپنی پارٹی کے سربراہ کے لیے میرا نام لو گے اور دوسری شرط۔۔" عدنان حمدانی نے کہنا شروع کیا جسے سنتے ثوبان مصطفی حنان اور یازان نے جبڑے بھینچے تھے یاسر جیسا بھی تھا وہ اپنے ملک کے ساتھ بے حد وفادار تھا پاکستانیوں کے لیے اپنی جان بھی دینے سے پیچھے نہیں ہٹتا تھا عدنان حمدانی نا صرف پاکستان کے صوبے کشمیر پر تسلط جمانا چاہتا ہے بلکہ یاسر سے اس کے سالوں کی محنت سے بنائی گئی پارٹی کو بھی چھیننا چاہتا ہے یہ کہنا غلط نہیں ہو گا یاسر کی زندگی بھر کی محنت اس کی ریاضت کو وہ چھین کر یاسر کا حال اور مستقبل

دونوں برباد کرنا چاہتا ہے وہ بلاشبہ بہترین سیاستدان تھا جس نے ہزاروں گھروں کو تباہی سے بچایا تھا اپنے ملک کو بچایا تھا اور آج اسی سیاستدان کے پاس دو راستے تھے یا تو بیوی کو بچا لے دشمنوں سے یا اپنے مستقبل اپنی سالوں کی محنت کو اور سب کو پتا تھا یاسر کا کو چنے گا وہ اپنی ملکہ کو اپنے حال اور مستقبل پر فوقیت دے گا کیونکہ اس کا وجود ہی اب اس کی ملکہ کے ہونے سے ہے ملکہ نہیں تو یاسر نہیں۔۔حنان اور یازان کو بھی اس وقت یاسر کے لیے عدنان حمدانی کی شرط پر غصہ آیا تھا سب کی نظریں یاسر پر تھیں۔

"اور دوسری شرط یہ ہے کہ تم نکاح کے دستاویزات اور اس نکاح خواہ کے ساتھ میڈیا کے ہی سامنے شفا کو اپنی بیوی کا عہدہ دوگے اور میری بیٹی کو اپنی زندگی میں خوشی سے شامل کروگے ہم تو طوائف ہیں ہمارے ہاں تو خوشی ناچ کر منائی جاتی ہے تو تم بھی میری بیٹی اور اپنی نئی بیوی کے ساتھ پوری دنیا کے سامنے ناچ۔۔نانانا وہ کیا کہتے ہیں انگریزی میں ہاں ڈانس کروگے آخر کو

داماد ہو نچوا تھوڑی نا سکتے ہیں داماد جی آپ کو" ستارہ بائی قہقہہ لگاتے ہوئے بولیں تھیں جبکہ ستارہ بائی کی بات پر شفا کو اپنا وجود زلزلوں کی زد میں جاتا محسوس ہوا اس نے اپنی ماں کو نم آنکھوں سے دیکھا تو یاسر نے مٹھیاں بھینچی تھیں ہاتھوں کی ہڈیوں کی کرکراہٹ اس لاونج میں گونجی تھیں ستارہ بائی نے دو قدم پیچھے لیتے عدنان حمدانی کو دیکھا تھا وہ یاسر سے ڈر گئیں تھیں ہڈیوں کی کرکراہٹ صاف واضح کر رہی تھی اگر ستارہ بائی عورت نا ہوتی اور یاسر اپنی ملکہ کے لیے مجبور نا ہوتا تو ان لوگوں کو ان دو شرطوں پر ان کی ہڈیاں توڑ دیتا یاسر دو قدم آگے لیتا نکاح خواہ کے پاس آیا۔

" چلیں " یاسر نے بس اتنا کہا اور قدم دروازے کی سمت لیں عدنان حمدانی اور ستارہ بائی فتح مندی سے مسکرائے تھے جبکہ حنان ثوبان یازان اور مصطفی بھی یاسر اور نکاح خواہ کے پیچھے قدم لے گئے اب یہ تو طے تھا کہ یاسر نے جیسے

پہلی شرط شرافت سے مانی تھی باقی دو شرط بھی ماننے والا تھا جبکہ شفا صوفے سے اٹھی تھی اور ستارہ بائی کو دیکھنے لگی۔

"میں نہیں ڈانس کرونگی تم ایسا کیسے کر سکتی ہو میرے ساتھ میں ناجائز ہی صحیح بیٹی ہو تمہاری "شفا چیخی تھیں ستارہ بائی نے نخوست سے اسے دیکھا تھا جبکہ عدنان حمدانی نے آنکھوں سے ستارہ بائی کو تحمل سے کام لینے کا اشارہ کیا تھا وہ خود پر ضبط کر گئی ورنہ ابھی شفا کے چہرے پر ایک اور طماچہ پڑ جاتا۔

"تم نے بڑی کوئی بیٹی ہونے کی لاج رکھ لی ہے اور میرے سامنے دوبارہ شرافت کا ڈھونگ مت رچنا نفرت ہے مجھے شریفوں اور ان کی شریفانہ عادات سے سمجھی اور رہی بات ڈانس کرنے کی وہ تو تم کرو گی شادی ہوئی ہے تمہاری اپنی خوبصورتی دنیا کے سامنے دیکھاؤ تاکہ دنیا کہے یہ ہے نا جوڑی یاسر شازم داؤد جیسے ہینڈسم مرد کے ساتھ شفا یاسر داؤد جچتی ہے نا کہ وہ کپڑوں کے

تھانوں میں لپٹی یاسر کی ملکہ " ستارہ بائی پہلے تحمل مگر غصے سے پھر مغرورانہ انداز میں بولی شفا نے اپنی ماں کو افسوس سے دیکھا عدنان حمدانی خاموش تھے۔

"اسے دنیا سے غرض بھی نہیں ہے وہ تو اپنے محرم کے دل پر راج کرتی ہے اور تمہاری بیٹی اس کے دل کے کیا زندگی میں بھی کہی نہیں ہے نا رہے گی " شفا نے رشک بھری آواز میں کہا جبکہ ستارہ بائی مشتعل ہوتیں شفا کا بازو دبوچے لاونچ سے نکلی تھیں۔

"اب وہ اس کی زندگی میں کہی نہیں رہے گی " عدنان حمدانی مسکرایا تھا دفعتاً اس کا فون رنگ ہوا۔

"کام سمجھو ہو گیا سیاستدان استعفی دینے والا ہے " عدنان حمدانی نے کہا اور پھر کچھ ہی دیر میں کال کاٹ دی گئ۔

"تیار کرو اسے "ستارہ بائی شفا کو ایک کمرے میں لے جاتی اپنی لڑکیوں سے کہتی پلٹنے لگی لیکن پھر دروازے تک آکر رکی تھیں اور پلٹی شفا کے وجود سے چادر اتار کر زمین پر پھینکی اور مسکرائیں۔

"میری خوبصورت بیٹی " ستارہ بائی شفا کے وجود کو دیکھتی مسکرائیں اور اپنے گلے کا ڈائمنڈ نیکلس نکال کر شفا کے سر سے وار کر ایک لڑکی کی طرف اچھالا جس نے چمکتی آنکھوں سے وہ نیکلس کیچ کیا۔

"ستارہ بائی آپ بے فکر رہیں ایسے تیار کرے گے کہ لوگ دنگ رہ جائے گے آج کی محفل میں شفا بی بی کے حسن کے ہی چرچے ہونگے " وہ لڑکی آنکھیں باہر نکال کر فر فر چہرے پر چمک لیے بولی ستارہ بائی قہقہہ لگاتی دروازہ بند کر گئیں شفا کا وجود گلیشئر کی طرح جم گیا اس نے زندگی میں پہلی بار خود کو چادر میں چھپایا تھا اپنی عزت بچانے کے لیے اور شاید اللہ کو اس کا یہ ہی قدم پسند آیا تھا اپنے لیے کی اس نیکی کے صلے میں وہ آج ایک محرم جائز رشتے میں بندھی تھی جو زبردستی جوڑا گیا تھا مگر شفا کچھ وقت کے لیے ہی سہی اس رشتے کا احترام کرنے کا سوچ چکی تھی شاید اسے کبھی یاسر کی بیوی کے لحاظ سے کچھ مدت کے لیے عزت مل جاتی ایسا کرنے سے اور آج اس کے ماں اور باپ نے اس سے وہی چادر چھین لی تھی۔

یاسر حنان ثوبان مصطفی اور یازان کانفرنس میں ساتھ بیٹھے تھے عمران اور سلمان بھی اعتراف میں کھڑے تھے سامنے ریپوٹرز کے سوالات جاری تھے کیمرے میں ان سب کو قید کیا جا رہا تھا یاسر نے ابھی تک کسی بھی سوال کا جواب نہیں دیا تھا نکاح خواہ بھی اسٹیج کے سائیڈ پر براجمان تھے یاسر دفعتاً اپنی سیٹ سے اٹھا اور مائیک کے قریب آیا سب نے فوکس یاسر شازم داؤد پر لیا سامنے ہی عدنان حمدانی کھڑا مسکرا رہا تھا کچھ منٹ گزرے یاسر نے اپنے استعفیٰ اور پارٹی کی رہنمائی سے دستبرداری کا اعلان کر دیا تھا میڈیا اس بات کو ریکارڈ کر رہی تھی اور پھر یاسر نے ایک اور دھماکہ کیا شفا سے اپنی شادی کا اعتراف کر کے سب میڈیا رپورٹرز یک دم شاک میں آگئے تھے اور پھر یاسر خاموشی سے اپنی سیٹ پر جا کر بیٹھ گیا یاسر کے بعد نکاح خواہ نے مائیک کی سمت قدم بڑھائے اور یاسر اور شفا کے نکاح کے کاغذات بھی میڈیا کے سامنے پیش کیے گئے تھے شفا کا حق مہر پچاس کروڑ رکھا گیا تھا تاکہ اگر یاسر شفا کو چھوڑے تو شفا بہت سارا پیسا لے کر عدنان حمدانی اور ستارہ بائی کے پاس آئے

یہ ایک قسم کا سودا کی گیا تھا جس پر یاسر نے کوئی اعتراض نہیں کیا تھا نکاح خواہ کے بیان کے بعد یاسر اپنی جگہ سے اٹھا اور کانفرس برخاست کر گیا عدنان حمدانی سکتے میں آگیا یاسر عدنان حمدانی کے قریب رکا جو میڈیا سے سائیڈ پر کھڑا تھا یاسر کے پیچھے ہی ثوبان حنان یازان اور مصطفی سمیت عمران اور سلمان بھی رکے تھے۔

"میری بھی ایک شرط ہے سسر جی تب تک میں تمہارا نام نہیں دوں گا وزیراعظم اور اپنی پارٹی کے سربراہ کے لیے جب تک میری ملکہ صحیح سلامت میرے پاس نہیں پہنچ جاتی ملتے ہیں دوسری شرط مکمل ہونے کے بعد " یاسر نے ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہتے پیشانی تک دو انگلیاں لے جاتے باہر قدم بڑھائے تھے عدنان حمدانی شل سا رہ گیا پھر ٹھہرا خود کو کمپوز کیا مسکرایا اور یاسر کی پشت کو دیکھتا رہا پھر میڈیا کی سمت بڑھا۔

"یاسر شازم داؤد اپنی نئ اہلیہ اور میری بیٹی شفا یاسر داؤد کے ساتھ ڈانس پرفارمینس کرنے والے ہیں امید ہے آپ سب لوگ اتنی بڑی شخصیت کی خوشی میں شامل ہوتے یہ مناظر اپنے چینلز پر دیکھائے گے " عدنان حمدانی نے مسکراتے کہا میڈیا کو تو نیا مصالحہ مل گیا تھا بہتی گنگا میں کیسے ہاتھ نا دھوتے سب نے فورا اپنا سامان سمیٹا اور عدنان حمدانی کے گارڈز کے تعاقب میں کنسرٹ کی سمت قدم بڑھا گئے۔

کشمیر سمیت داؤد اور کفیر حویلی میں سکوت چھائی ہوئی تھی ساری عوام داؤد اور کفیر حویلی کے مکین شل بیٹھے تھے جو کھڑا تھا وہ بھی شل ہی کھڑا تھا سامنے ہر نیوز چینل پر اس وقت ایک کنسرٹ کی لائیو ویڈیو دیکھائی جا رہی تھی اور ٹائیٹل تھا " سابقہ سیاستدان یاسر شازم داؤد آج لائیو کنسرٹ کر رہا ہے" اور سیاستدان کی عوام اور خاندان اس کے نام کے ساتھ "سابقہ" کا لفظ دیکھ دنگ رہ گئے تھے۔۔ کیا ہو رہا تھا کسی کو کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا اب یاسر کا وجیہہ چہرہ

سکرین پر نظر آرہا تھا وہ ہینڈسم سیاستدان تنی رگوں اور نقوش کے ساتھ لاکھوں دلوں پر قہر برپا کر چکا تھا وہاں موجود اور چینلز پر دیکھنے والے یاسر کی عوام دل تھامے ہر ہیڈ لائین کو پڑھ رہے تھے بلکہ یاسر شازم داؤد پر ہی نظریں جمائے ہوئے تھے وہ اتنا بڑا کرواڈ بن چکا تھا کہ ثوبان حنان یازان مصطفی سب یک دم پریشان ہوئے تھے اگر یہاں انھوں نے عدنان حمدانی کے آدمیوں کو مارنے کی کوشش کی تو عوام کو بھی نقصان پہنچ سکتا تھا اور کفیر'ز اور داؤد'ز کی امیج بھی خراب ہو سکتی تھی مصطفی اور عمران کے ساتھ سب کی نگاہیں ادھر ادھر ہر جگہ کا معائنہ کر رہی تھیں وہ سب ہی الرٹ ہو چکے تھے ہزاروں نوجوان لوگ یاسر کو دیکھ باہیں پھیلائے ہاتھ ہوا میں بلند کر رہے تھے یہ کنسرٹ کسی ایکٹر یا سنگر کے کنسرٹ سے بھی زیادہ پرجوش کراؤڈ لیے ہوئے تھا۔

اور پاکستان کی عوام اسی ہیڈلائن پر نگاہیں جمائے ہوئے تھی !! دفعتاً ہیڈلائن بدلی " اس کنسرٹ میں سابقہ سیاستدان کے ساتھ ان کی نئ اہلیہ بھی شرکت کر رہی ہیں" ہیڈ لائین تھی کہ دھماکہ جو سب سے زیادہ شدت سے داؤد اور کفیر حویلی کے مکینوں کو اپنی لپیٹ میں لے گیا تھا دفعتا پھر یاسر سے کچھ فاصلے پر ایک اور لائیٹ نے کسی کو فوکس میں لیا لاکھوں لڑکیوں کے حصار سے اسٹیج کے بیک سے سامنے ایک ماڈرن میکسی میں بے حد خوبصورت لڑکی قدم اٹھاتی یاسر کے برابر آکر کھڑی ہوئی وہ ٹرانسپیرنٹ واٹر آئیس اسٹیج کے اوپر کھڑے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے یاسر کی سیاہ آنکھیں بھوری آنکھوں میں گڑھی تھیں دفعتاً گانے کے لرکس پلے ہوئے اور یاسر نے ہاتھ بڑھایا اور اس لڑکی نے ہاتھ تھاما یاسر نے اسے گھوما کر اس کی پشت کو اپنے سینے سے لگایا اور یک دم چھوڑ گیا وہ لڑکی دور ہوتی یاسر کے ساتھ گانے کے سٹیپس کرنے لگی یہ دیکھ یازان نے منہ بنایا " ملکہ کی جان کو خطرہ ہے اور بادشاہ یہاں مجرہ کر رہا

ہے " یازان کے منہ سے بے ساختہ ناگواری سے نکلا ثوبان اور مصطفی نے اسے گھورا یازان کو کوئی فرق ہی نا پڑا۔

پورے ملک میں سنسنی خیز یہ خبر آگ کی طرح پھیلی تھی ایک دفعہ پھر ہیڈ لائین بدلی تھی "سابقہ سیاستدان کی نئی اہلیہ کا نام۔۔۔" داؤد اور کفیر حویلی کے مکینوں نے اس لڑکی کو دیکھا تھا وہ لوگ دم سادھے نیوز اینکر کی آواز سن رہے تھے جیسے انھیں یقین نہیں آرہا تھا اس بات پر۔

"شفا یاسر داؤد ہے "وہ لڑکی کوئی اور نہیں شفا حمدانی تھی ان کا نکاح ہوچکا تھا ؟ کفیر اور داود حویلی کے مکینوں کو حویلی کی چھتیں اپنے سروں پر گرتی محسوس ہوئیں یہ لڑکی سازش کے تحت اس حویلی میں آئی تھی کیا ؟ شفا کی نظریں یاسر سمیت ہر چیز پر گھوم رہی تھیں وہاں بہت بڑا کراؤڈ تھا دفعتاً اس کی نظر سامنے دور اوپر کوریڈور میں لوگوں کے درمیان سیڑھیوں پر کھڑی جویریہ پر

گئی جویریہ ماسکو میں ملبوس تھی لیکن شفا اس کے حلیے سے جویریہ کو پہچان چکی تھی جب وہ لوگ اس ہوٹل کی اینٹر ہوئے تھے جویریہ بیک سائیڈ سے ہوٹل کا معائینہ کرنے لیے داخل ہوئی تھی اور بڑی مہارت سے اپنا کام سر انجام دے چکی تھی ! شفا کی نظروں کے تعاقب میں گارڈز نے جویریہ کو دیکھا انھیں اس لڑکی پر شک ہوا اور غصے سے اس سمت فائرنگ کرنے لگے جویریہ فورا جھکی یہ منظر ستارہ بائی اور عدنان حمدانی ریکارڈنگ روم میں دیکھ رہے تھے یہ لڑکی ؟ کون ہے ؟ یہ جویریہ ؟ جویریہ بھی آئی تھی ان لوگوں کے ساتھ جویریہ پر فائرنگ ہو رہی تھی وہ اپنا بچاؤ کرتی جواباً فائرنگ کرنے لگی وہ مسلسل یاسر کو اور شفا کو نیچے کی سمت اشارہ کر رہی تھی ۔۔ دفعتاً وہاں پر افرا تفری ہوئی گانا بند ہوا لوگ باہر کی طرف بھاگ رہے تھے میڈیا کو بھی باہر نکال دیا گیا عدنان حمدانی نے ٹیبل پر مکہ مارتے دھاڑتے کرسی پیچھے دھکیلی ! منٹوں میں کنسرٹ کی جگہ خالی ہوئی وہاں اب عدنان حمدانی کے گارڈز اور وہ لوگ موجود تھے حنان جویریہ کی سمت گارڈز پر فائرنگ کرتا بڑھا تھا۔

"تم لوگ مت روکو ناچو ورنہ تمہاری ملکہ اور سوتن .."عدنان حمدانی کی آواز ان دونوں کے کانوں میں لگے پلس سے قہقہہ کے ساتھ گونجی عدنان حمدانی کے پاس اب بھی آخری ہتھیار باقی تھا !یاسر اور شفا نے دوبارہ ڈانس شروع کیا۔۔!

حنان جو جویریہ کی طرف بڑھ رہا تھا جویریہ حنان کو چیختے ہوئے کچھ کہ رہی تھی اور پھر حنان کی آنکھیں ساکت ہوئیں اس نے یاسر اور شفا کو دیکھا اور اس اسٹیج کو۔

" یاسر نیچے دیکھو " حنان دھاڑا تھا ثوبان ،عمران ،یازان سب ہی عدنان حمدانی کے گارڈز سے مقابلہ کر رہے تھے انھوں نے بھی شفا اور یاسر کے سمیت

اسٹیج کی سمت دیکھا شفا اور یاسر کی نظر اپنے پیروں کے نیچے گئی اور وہ لوگ ساکت ہوگئے کچھ پل وہ ہل بھی نا سکے۔۔وہاں بلیک کلر کا تابوت تھا جو اس ٹرانسپیرنٹ اسٹیج کے نیچے نظر آرہا تھا !!"اس تابوت میں عشراق کو زندہ درگو کیا گیا تھا" یاسر کی سانسیں رکی تھیں دفعتا ایک فائر ہوا تھا جو حنان کی سمت کیا گیا تھا مگر گولی حنان کو نہیں لگی تھی حنان کے سامنے ایک شخص آیا تھا جس کی آنکھیں سیاہ تھیں لمبا چوڑا دیوہیکل وجود کا مالک اس کے بازو کو گولی چھو کر گزری تھی حنان نے اس شخص کو دیکھا اور اس نے حنان کو آنکھوں میں اجنبیت نا تھی مگر حنان اسے پہچان نہیں پا رہا تھا لیکن اس شخص کی آنکھوں میں کرب تھا محبت تھی بے پناہ شفقت تھی اور سب سے بڑھ کر حنان کو ان آنکھوں میں اپنے لیے فکر نظر آئی اور وہ شخص حنان کے سامنے اسے کور کیے کھڑا تھا دفعتاً ایک ساتھ ان کے اعتراف میں گارڈز کا نشانہ چوکنے پر چار فائر ہوئے اس شخص کی آنکھوں میں خون اترا اس نے پیچھے ہوتے حنان کو دھکا دیا حنان سائیڈ پر گرا وہ شخص پلٹا اور اپنے ہاتھ میں موجود گن سے نکالتے اپنے

گولی لگے بازو کو جھٹکا دیا ثوبان حنان یازان سلمان مصطفی اور عمران گارڈز سے مقابلہ کر رہے تھے یاسر ساکت نظروں سے تابوت کو دیکھ رہا تھا شفا اس کی سمت بڑھی۔

"یاسر تمہاری ملکہ " شفا نے پھولی سانسوں کے درمیان یاسر کے پھولے بازو پر کپکپاتے ہاتھ رکھتے کہا یہ تابوت تھا دشمن تابوت میں اپنے دشمن کو ہی ڈال سکتے تھے سب کو اندازہ ہوا عشراق اس تابوت میں قید ہے یاسر نے سرخ آنکھیں اٹھا کر شفا کو دیکھا۔

"میں منہاج کفیر ہوں اور تم لوگوں نے میرے خاندان پر وار کیا ہے میرے خون پر۔۔میں تم لوگوں کو جان سے مار دونگا " وہ شخص دھاڑا تھا سب نے چونک کر اسے دیکھا جبکہ جویریہ نے اس سمت دیکھا اس کی آنکھوں کی پتلیاں سکڑی تھیں!

منہاج کفیر نے آگے بڑھتے ایک ساتھ کئی فائر کیے تھے یہ ہی نہیں وہ اپنے سامنے آتے ہر گارڈ کے سینے پر پیر رکھ کر اسے دور اچھال رہا تھا جبکہ حنان اس کے الفاظ پر ساکت تھا "منہاج کفیر ؟" یہ شخص کفیر خاندان سے تعلق رکھتا تھا جبکہ باقی کسی تک یہ اس آدمی کی دھاڑ نہیں پہنچی تھی کیونکہ جگہ کافی بڑی تھی اور وہاں مسلسل فائرنگ ہو رہی تھی جویریہ حنان کی سمت بڑھی تھی جو اب بھی شاک میں تھا جویریہ نے ماسک اتار کر دور اچھالا تھا۔

"تم ٹھیک ہو ؟" جویریہ حنان تک پہنچتی اپنے پیچھے آتے گارڈ کو فائر کرتی گھٹنوں کے بل حنان کے قریب بیٹھی تھی حنان نے جویریہ کو دیکھا وہ جیسے اب ہوش میں آیا تھا جویریہ کی آنکھوں میں حنان نے اپنے لیے فکر دیکھی تھی حنان پھر شل ہوا تھا جبکہ جویریہ اس کے جواب کا انتظار کر رہی تھی کہ اتنے میں کچھ گارڈز ان کی طرف آتے فائرنگ کرنے لگے حنان نے جویریہ کی

کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے خود پر گراتے کروٹ لی جویریہ فرش پر تھی اور حنان اس کے اوپر سایہ فگن تھا حنان کا ہاتھ ہوا میں بلند ہوا اور پھر ان کی سمت آتے گارڈز ڈھیر ہوگئے حنان نے جویریہ کی آنکھوں میں دیکھے ایک نظر گارڈز کو دیکھتے ان کے سینے پر فائر کیا تھا جبکہ جویریہ یک ٹک حنان کو ہی دیکھ رہی تھی۔

"میں ٹھیک ہو میری سفاک بیوی۔۔لیکن یہ تمہاری فکر کرنے سے کہی مر نا جاؤ " حنان نے کہا جویریہ کے چہرے کا رنگ اڑا۔

"میں۔۔میں تو نہیں کر رہی تمہاری فکر " جویریہ سنبھل کر بولی حنان بدمزہ ہوا حنان نے جھکتے جویریہ کے لبوں کو چھوا یازان جس نے جویریہ کو اس سمت آتے دیکھا تھا وہ فکر مندی سے جویریہ کی سمت آیا لیکن اس سین کو دیکھ سٹپٹایا اور فورا پلٹا۔

"بہن کی جان خطرے میں ہے ، بہنوئی نے دوسری شادی کر لی ہے بھائی کا بس نہیں چل رہا سالوں کو ماموں بنا دیں" یازان بڑبڑاتا اور سارا غصہ گارڈز پر نکالنے لگا۔

"عشراق " جویریہ نے سرخ چہرے سے حنان کے سینے پر ہاتھ رکھتے اس کی آنکھوں میں دیکھتے یاد دلایا حنان جویریہ کی کمر میں ہاتھ ڈالے ایک گھٹنہ زمین پر ٹکائے جویریہ کو اپنے روبرو کھڑا کر گیا۔

یاسر کی آنکھوں میں خون اترا تھا پورا وجود سرخ ہوا تھا رگیں تنی تھیں خون میں ابال اٹھے تھے یاسر نے شفا کو دور دھکیلا تھا اور وہ خود بنا سوچے سمجھے اس واٹر آئیس اسٹیج پر اپنے بھاری ہاتھ کا پنچ رسید کر گیا اسٹیج کو پہلے وار سے کچھ

نہیں ہوا تھا مگر یاسر کے ہاتھ سے خون فوارے کی طرح پھوٹا تھا اور پھر یاسر روکا نہیں یاسر نے تیسری دفعہ چیختے ہوئے پنچ مارا اسٹیج پر دارڑ پڑی تھی ثوبان مصطفی سلمان حنان جویریہ یازان عمران اور منہاج کفیر جتنے گارڈز کو مارتے اتنے ہی اور آجاتے ان لوگوں کے پاس گولیاں بھی ختم ہوچکی تھیں وہ انھیں گارڈز کی گنز لیتے اب ان پر فائر کر رہے تھے اور بڑی مہارت سے ان لوگوں کو مار رہے تھے سلمان نے اسٹیج پر موجود کیمروں پر عوام کے نکلتے ہی فائر کر دے تھے کہ کہی غلطی سے بھی یہ ایکٹ میڈیا کے سامنے نا آئے وہ آٹھ لوگ تھے جو تقریباً دو سو گارڈز کو تو مار ہی چکے تھے شفا منہ پر ہاتھ رکھے یاسر کو دیکھ رہی تھی جو سرخ چہرے سے بکھرے بالوں میں دیوانوں کی طرح اسٹیج پر پنچ رسید کر رہا تھا وہ اپنی جیکٹ بھی اتار کر دور اچھال چکا تھا ہاتھ پورے خون میں نہائے ہوئے تھے گارڈز ان آٹھوں کو یاسر کی سمت بڑھنے سے ہی روک رہے تھے اور یہ ہو بھی رہا تھا البتہ منہاج یاسر کو دیکھ ہی نہیں رہا تھا وہ بس گارڈز کو ختم کر رہا تھا یاسر اکیلا اس اسٹیج کو توڑنے میں لگا ہوا تھا

کوئی اور ہوتا یاسر کی جگہ تو اتنی تکلیف کے باعث ہار مان جاتا مگر یاسر ہر پنچ میں لے سے زیادہ اپنی طاقت اتار کر اسٹیج پر وار کر رہا تھا۔

"ان سے کیسے نپٹے ؟ جتنا مار رہے ہیں اتنے ہی اور آرہے ہیں۔۔یاسر اکیلا ہے اسے ضرورت ہے ہماری کہی ہمیں دیر نا ہو جائے اس تک پہنچنے میں" مصطفی نے دھاڑتے ہوئے کہا تھا سب نے پریشانی سے یاسر کو دیکھا تھا ایک گارڈ یاسر کی سمت بڑھا تھا شفا جو شل کھڑی تھی اس نے گارڈ کے بازو کو پکڑ کر روکا تھا گارڈ نے اسے پیچھے دھکا دیا تھا شفا اوندھے منہ گرتی کہ جویریہ نے اسے تھامتے اس گارڈ پر فائر کیا تھا شفا گھبرا چکی تھیں اس کی سانسیں پھول رہیں تھیں۔

"یا۔۔سر " شفا نے کہا جویریہ کی نظر یاسر پر گئی جو اسٹیج توڑنے کی کامیاب ہوچکا تھا اسٹیج سینٹر میں گول شیپ میں ٹوٹا تھا یاسر نے پھولی سانسوں کے

درمیاں مزید اسٹیج کو اکھاڑا زخمی لہو ہاتھوں سے اکھاڑا تھا لب ایک دوسرے میں پیوست تھے ماتھے سے پسینے ٹپک رہے تھے گردن کی وینس تنی ہوئیں واضح ہو رہیں تھیں جویریہ اس طرف بڑھتی کہ یازان کے پیچھے ایک گارڈ نے اس پر فائر کرنا چاہا جویریہ نے یازان کے پیچھے فائر کیا یازان چونکہ اور جویریہ کو دیکھنے لگا جو اب دوسرے گارڈز پر فائر کر رہی تھی۔

"میرے بھائی کی کس ڈوز کا اثر ہے ورنہ یہ سفاک بھابھی میری جان بچائے ہنہ " یازان بڑبڑایا تھا ثوبان نے سن لیا اور یازان کو کھا جانے والی نظروں سے گھورتا گارڈز پر فائرنگ کرنے لگا۔

یاسر نے اسٹیج کو سینٹر سے اکھاڑ دیا تھا وہ نیچے اسٹیج کے اندر قدم رکھنے لگا کہ اس کے سینے پر قدم رکھتے کسی چٹانی شخص نے اسے پیچھے دھکا دیا تھا۔

****

"دور ہٹو جان سے مار دوں گا " یاسر پھولی سانسوں میں سیدھا ہوتا دھاڑا تھا سامنے کھڑے شخص پر مگر سامنے والا یاسر کی بات سنے بغیر ہی اسٹیج کے اندر کودا تھا وہ پورا بلیک وائر لیس سوٹ میی ملبوس تھا حتیٰ کے اس کا چہرہ ہاتھ پاؤں سب چھپے ہوئے تھے یاسر نے لہو دیتی آنکھوں سے اس شخص کو گھورا مگر اس شخص نے اندر جاتے ہی تابوت کو سرے سے اٹھایا تھا اسٹیج ٹوٹنے سے اندر کی سرد برفیلی بھاپ اوپر کو اٹھ رہی تھی پورا اسٹیج دھواں ہو گیا تھا اندر برفیلی برف تھی اور پانی بھی یک ٹھنڈا تھا یہ بھاپ سے ہی محسوس ہو رہا تھا شفا اور یاسر جو اس وقت اسٹیج پر موجود تھے انھیں وہاں دیکھنا بہت مشکل ہو گیا تھا یاسر سیدھا کھڑا ہوتا پھر اندر کودنے کے لیے تیار ہوا تھا تھا کہ اندر موجود آدمی کی سرد آواز وہاں گونجی تھی۔

"اپنی ہیرو گیری بعد میں جھاڑنا اگر اس پانی میں کودے تو کرنٹ کھا کر مر جاؤ گے اس تابوت کو پکڑو " اس آدمی کی آواز بے حد سرد تھی یاسر ساکت کھڑا رہا پھر بھاپ کو اپنی آنکھوں کے سامنے سے ہٹاتے اس نے دیکھا وہ آدمی تابوت کے ایک سرے کو اوپر کی سمت اٹھائے ہوئے ہے یاسر نے فورا تابوت کو مضبوطی سے جکڑتے اوپر کھینچا اس شخص نے دوسرا سرا پکڑتے تابوت کو باہر کی سمت دھکیلا۔

دیکھتے ہی دیکھتے تابوت باہر نکال لیا گیا وہ شخص بھی ٹوٹے ہوئے سینٹر اسٹیج پر دونوں ہاتھ جمائے جھٹکے سے اوپر ہوتے باہر نکلا تھا یاسر تابوت کو کھولنے لگا کہ اس شخص نے روکا۔

"یہاں نہیں یہاں برفیلی بھاپ ہے تمہاری بیوی کی طبعیت مزید بگڑ سکتی ہے " اس آدمی نے کہا یاسر نے لب بھینچے یاسر کے پاس تو جیسے سوچنے سمجھنے کی ہر طاقت ختم ہوچکی تھی وہ بس جلد از جلد عشراق کو اپنے سامنے دیکھنا چاہتا تھا

اس آدمی اور یاسر نے تابوت کو اسٹیج سے نیچے اتارا شفا پہلے ہی گھٹتے سانس کی وجہ سے اسٹیج سے اتر چکی تھی۔

"خبر دار جو اپنی جگہوں سے ہلے تو"یاسر تابوت کھولنے ہی لگا تھا کہ عدنان حمدانی اور ستارہ بائی اپنی پوری فوج کے ساتھ گارڈز کی نفری لیے پہنچے تھے تقریر پانچ سو کے قریب گارڈز کو ثوبان اور حنان لوگ مار چکے تھے لیکن اب بھی وہاں کوئی پانچ سو اور گارڈز موجود تھے عدنان حمدانی کے گارڈز کے ٹریگر پر یاسر کے وفادار چھ آدمی تھے بارہ کی لاشیں وہ لوگ پہلے ہی داؤد حویلی پہنچا چکے تھے وہ ان چھ آدمیوں کو موت کے منہ میں نہیں بھیج سکتے تھے وہ آدمی غیر ملک میں موجود بے گناہ قیدی پاکستانیوں کے لیے بہت ضروری تھے اور وہ پاکستان کے محافظ تھے ان کی جان پاکستان کے لیے ضروری تھی یاسر کے ہاتھ بھی تھمے تھے سب کو نا چاہتے ہوئے بھی رکنا پڑا تھا سب لوگ شل کھڑے تھے گارڈز نے ان کے ہاتھ سے گنز چھین لیں تھیں۔

"خود کو بہت چالاک سمجھتے ہو تم سیاستدان " عدنان حمدانی یاسر کے قریب آتا غرایا تھا۔

"لیکن آج یہ چالاکی تمہیں بہت مہنگی پڑے گی تمہیں یاد ہے نا ہم نے تمہارے سامنے تمہاری ملکہ کو انجیکشن لگایا تھا وہ زہر کا انجیکشن تھا جو چوبیس گھنٹوں بعد انسان کو فورا ختم کر دیتا ہے اور مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ تمہارے پاس اب تیس منٹ بچے ہیں اور تمہاری ملکہ ختم ہاہاہا" عدنان حمدانی قہقہہ لگاتا بولا تھا یاسر نے مٹھیاں بھینچے تابوت کو دیکھتے قہر بار نظروں سے عدنان حمدانی کو دیکھا تھا دل کیا اس کا جبڑا توڑ دے لیکن وہ خود پر ضبط کر رہا تھا۔

"کیا ہوا غصہ آرہا ہے پلان خراب کر دیا تمہارا مجھے بھی آرہا ہے میرے بھی پلان جو خراب کر دیا تم نے " عدنان حمدانی یاسر کے غصے میں ڈوبی آنکھوں کو دیکھتے دھاڑا تھا۔

"تم نے کہا میں نے تمہاری بیٹی سے شادی کر لی استعفی دے دیا پارٹی چھوڑ دی تمہاری بیٹی کو دنیا کے سامنے تمہارے کہے کے مطابق قبول کر بھی لیا اب میری ملکہ اور آدمیوں کو جانے دوں " یاسر نے ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہا تھا عدنان حمدانی نے نفی میں سر ہلایا تھا۔

"میں نے یہ بھی کہا تھا چلاکی مت کرنا میں نے یہ بھی کہا تھا حکمرانی کے لیے میرا نام دینا تم نے نہیں سنا تم نے میری بات نہیں مانی اور اس کی سزا تم سب کو ملے گی سب کو مار دیا جائے گا " عدنان حمدانی نے کہا۔

"ڈیڈ آپ ایسا نہیں کر سکتے " شفا چیخی تھی عدنان حمدانی کا ہاتھ پہلی دفعہ شفا پر اٹھا تھا اس کے چہرے پر نشان چھوڑ گیا وہ لڑکھڑاتی گرتی کہ یازان نے اسے سنبھالا حنان ثوبان مصطفی نے قہر بار نظروں سے عدنان حمدانی کو دیکھا تھا۔

"خاموش بلکل خاموش تمہارے لیے ہم نے یاسر سے تمہاری شادی کروائی تمہیں پیار راس نہیں آیا ان کے ساتھ مل کر ہماری آنکھوں میں دھول جھونک رہی تھی اب چپ رہو بھاڑ میں گئی تمہاری شادی تمہاری عزت اور

یاسر شازم داؤد کی اربوں کی جائیداد اب تم بیوہ ہوگی اور اگر تمہیں منظور نہیں تو تمہیں بھی جان سے مار دوں گا میں" عدنان حمدانی شفا کا بازو دبوچے اس کے چہرے پر غرایا تھا اور جھٹکے سے چھوڑ گیا۔

"اور تم دونوں کون ہو جو ان لوگوں کے ساتھ کودے ہو ان کی موت کے کھیل میں اپنی موت کو دعوت دیتے " عدنان حمدانی نے منہاج کفیر اور اس بلیک ڈریس والے آدمی کو دیکھتے استفسار کیا تھا سب نے ہی ان دونوں کو حیرت سے دیکھا تھا لیکن ابھی ان باتوں پر غور کرنے کا وقت ہر گز نا تھا۔

"تمہاری موت پر انٹرو ضرور دوں گا" بلیک ڈریس والے آدمی نے فرصت سے عدنان حمدانی کو ٹکا سا جواب دیا تھا عدنان حمدانی نے جبڑے بھینچے تھے۔

"اور میں تمہاری زندگی میں دے دیتا ہوں۔۔میں منہاج کفیر ہوں برسوں بعد لوٹا تھا اپنوں کے پاس لیکن تم نے ان اپنوں کو نقصان پہچانے کی کوشش کی پہلے تمہاری لاش دیکھوں گا اور پھر اپنوں سے گلے ملو گا " منہاج کفیر نے غراتے ہوئے کہا تھا عدنان حمدانی کنفیوز ہوا تھا منہاج کفیر یہ نام تو کفیر خاندان

میں کبھی سنا ہی نہیں تھا اس نے تو حنان نے جویریہ اور ثوبان کو اشارہ کیا تھا جویریہ اور ثوبان کے سامنے گارڈز کھڑے تھے جویریہ پہلے وار کرتی پھر ثوبان نے وار کرتے اس گارڈ کے ہاتھ سے گن لینی تھی اور اتنے میں حنان مصطفی سلمان اور عمران بھی سنبھل جاتے مگر جویریہ حنان کی آنکھوں کا منصوبہ سمجھتی وار کرتی کہ عدنان حمدانی ان کی سمت پلٹا۔

"کوشش بھی مت کرنا یہاں پانچ سو آدمی ہیں میرے جن کے ہاتھ میں گنز ہیں یعنی پانچ سو گنز اور تم صرف نو دس لوگ اور یہ لیڈی باس چلو اسے چھوڑ دیتے ہیں اگر یہ مقابلہ کرنا چاہے تو پانچ سو گنز کا ہاہاہا۔۔عورت ! عورت کو عورت بن کر رہنا چاہیے اور تم لوگ کیا ہوں خود سامنے وار کرنے کے لیے آئے اور اس عورت کو پیچھے وار کرنے کے لیے بھیج دیا اچھا کھیلی ہو لیڈی باس ملکہ کا پتا لگا لیا یاسر کے آدمیوں کا پتا لگا لیا لیکن ایک غلطی ہوگی یاسر کو انفارم ہمارے سامنے کر دیا اسی لیے تم لوگ جیتی جنگ کو ہار گئے اور اسی لیے کہتے ہیں کہ عورت کو جنگ میں کھانا بنانے اور دینے کے لیے لانا چاہیے ہتھیار

اٹھانے اور جنگ لڑنے کے لیے نہیں۔۔ہاہاہاہا" عدنان حمدانی جویریہ کی سمت قدم بڑھاتا بولا تھا اور گارڈز سے کہ کر جویریہ پر سے گن ہٹانے کا آرڈر دے گیا۔

"چلو پھر عدنان حمدانی تمہاری ان پانچ سو گنز کا مقابلہ کرنے کے لیے ایک عورت کو ہی بلاتے ہیں " یازان مسکرایا تھا عدنان حمدانی نے چونک کر یازان کو دیکھا جس کے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ تھی اور وہاں یک دم فائرنگ شروع ہوئی تھی مقدس دونوں ہاتھوں میں گن لیے وہاں داخل ہوئی تھی ثوبان کی آنکھیں پھیلیں تھیں جبکہ مقدس نے ثوبان حنان مصطفی کے قریب کھڑے گارڈز کے ہاتھ پر فائر کیا تھا جنہوں نے موقع ملتے فورا گن تھامی تھی گارڈز مقدس پر فائرنگ کرتے کہ مقدس کے پیچھے حداد نے مقدس کو کور کیا تھا حداد کو دیکھ مقدس کی آنکھیں پھیلی تھیں جو مقدس کو باقاعدہ گھور رہا تھا اس نے حداد کو کچھ بتایا ہی نہیں تھا تو وہ یہاں کیسے ؟

"جب پورا خاندان یہاں بارات لے کر آیا ہوا ہے تو مجھے تو آنا ہی تھا" حداد دانت پیس کر بولا تھا مقدس نے تھوک نگلا تھا۔

"تمہیں تو بعد میں دیکھتا ہوں میں پہلے جو کام کرنے کے لیے یہاں آئی ہو وہ کرو" حداد نے کہتے مقدس سے دور قدم بڑھائے تھے اور ایک ہاتھ پر پلاسٹر تھا وہ دوسرے سے فائرنگ کر رہا تھا۔

عدنان حمدانی کے گارڈز مقابلہ کر رہے تھے لیکن مقدس کے ہاتھوں میں موجود گنز سے نشانہ ان کو جہنم رسید کر رہا تھا وہ بہت تیزی سے ان گارڈز کو ڈھیر کیے جا رہی تھی وجہ اس کے پاس دونوں ہاتھوں سے گن چلانے کا ہنر تھا اور باقی سب ایک ایک ہاتھ سے گن تھامے چلا رہے تھے بلیک ڈریس والا آدمی بھی اپنی گن نکالے موقع ملتے ہی گارڈز پر فائر کر رہا تھا جبکہ یاسر نے فورا تابوت کھولا تھا اس کی آنکھیں سامنے تابوت میں لیٹی عشراق کی بند آنکھوں پر گئیں وہ اب بھی حجاب میں لپٹی تھی یاسر نے تڑپ کر اسے اپنی باہوں میں بھرتے وہاں فائرنگ سے دور ہوتے ایک محفوظ جگہ کی سمت قدم بڑھائے

تھے فرش پر بیٹھتے یاسر نے عشراق کو اپنے سینے میں بھینچا تھا اس کا وجود سرد ہوتا جا رہا تھا یاسر نے فورا عشراق کے چہرے سے نقاب ہٹایا اس کا چہرہ سفید اور ہونٹ ناخن نیلے پڑ رہے تھے یاسر نے کانپتے ہاتھوں سے عشراق کی سانسیں چیک کیں وہ شل رہ گیا پہلی بار اس کو عشراق کی سانسیں محسوس نا ہوئیں یاسر کی آنکھوں سے ایک آنسو عشراق کے چہرے پر گرا پھر کانپتے ہوئے اس نے دوبارہ ہمت ہی اپنی بہتی آنکھوں کو شرٹ کی آستین سے صاف کرتے یاسر نے چیک کیا پھر اسے عشراق کی سانسیں محسوس نہیں ہوئیں اتنے میں شفا اس سمت آئی وہ یاسر کے چہرے کو بھیگا ہوا دیکھ کر ٹھٹھکی تھی اور عشراق کے چہرے کو دیکھتے چونکی تھی اس کا چہرہ خطرناک حد تک سفید تھا ہونٹ جامنی پڑتے جا رہے تھے لیکن عشراق کے چہرے پر ایک کشش تھی شفا نے عشراق کو پہلی دفعہ دیکھا تھا اور وہ دنیا کی پہلی سوتن تھی جو اپنے شوہر کی پہلی بیوی کے حسین چہرے کو دیکھ ساکت رہ گئی تھی وہ خود بلاشبہ بہت

خوبصورت تھی مگر عشراق یاسر داؤد جیسی خوبصورتی اس نے اپنی زندگی میں نہیں دیکھی تھی شفا نے اعتراف کیا تھا۔

شفا جلدی عشراق کی سمت بڑھی یاسر کے قریب بیٹھتے اس نے عشراق کو چھونا چاہا وہ بھی شاید اس کی سانسیں چیک کرنا چاہ رہی تھی یاسر نے شفا کے ہاتھ جھٹک دیئے اسے دھکا دیا شفا پیچھے کو گرتی گرتی سنبھلی تھی۔

"میری ملکہ کو مت چھونا " یاسر پھولی گھبرائی ہوئی سانسوں کے درمیان دھاڑا تھا شفا کانپ گئی یازان یاسر کی دھاڑ سنتا اس طرف آیا تھا۔

"آپی۔۔آپی ٹھیک ہیں " یازان کو اپنی آواز کھائی سے آتی محسوس ہوئی تھی حنان ثوبان مصطفی عمران سلمان جویریہ مقدس حداد سمیت منہاج کفیر اور اس شخص نے عدنان حمدانی کے آدمیوں کو ڈھیر کر دیا تھا جن میں ان کا ساتھ یاسر کے وفادار چھ آدمیوں نے بھی دیا تھا اب صرف وہاں ستارہ بائی اور عدنان حمدانی بچے تھے۔

"ملکہ۔۔سانس۔۔نہیں۔۔لے۔۔رہی" یاسر کو اپنی سانسیں بند ہوتیں محسوس ہوئیں تھیں چہرہ داڑھی آنسوؤں سے بھیگے ہوئے تھے یاسر نے اکھڑتی سانسوں کے درمیان کہا تھا یازان کو اپنے پیروں پر کھڑا رہنا مشکل لگا یازان نے وقت دیکھا ابھی پانچ منٹ تھے یازان بھاگتا ہوا حنان کی سمت بڑھا جس سے بات کرتے وہ حنان کے ساتھ واپس یاسر شفا اور عشراق کی سمت آیا تھا حنان نے ہمت جمع کرتے عشراق کو اپنی باہوں میں لیا تھا اور اس کی نبض چیک کرنے لگا حنان کو سانسیں محسوس ہی نہیں ہوئی وہ عشراق کو اپنے سینے میں بھینچ گیا وہی بیٹھ کر شل سا یاسر کو دیکھنے لگا جو امید سے حنان کو ہی دیکھ رہا تھا حنان کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر داڑھی میں جذب ہوئے تھے یازان کو پیروں پر کھڑے رہنا مشکل ہو گیا تھا یاسر ساکت ہو چکا تھا شفا نے منہ پر ہاتھ رکھے اپنی چیخ روکی تھی یازان گھٹنوں کے بل فرش پر گرا تھا۔

"میرے شوہر نے مجھ سے شکوہ کیا ہے کہ میں محبت کے علاوہ ہر چیز سیکھ لیتی ہوں اسے مت بتانا ! یہ راز ہے ! اس کی محبت میں ہی تو میں تمہارا گلا کاٹنے

کشمیر سے اسلام آباد آئی ہوں۔۔میں بے ہوش نہیں تھی اس دن ! تم لوگ ہی تھے جس نے میرے شوہر پر حملہ کروایا تھا ! میرے شوہر کو تڑپانے اس سے نفرت کرنے کا حق بھی صرف اس کی سفاک بیوی کو ہے سمجھی تم " ستارہ بائی جو وہاں سے فرار ہونے کے رستے تلاش کر رہیں تھیں جویریہ نے اسے بالوں سے پکڑ کر ایک کے بعد ایک چار تھپڑ مارتے اسے بالوں سے دبوچے پھنکارتے ہوئے مگر مدھم آواز میں کہا تھا ستارہ بائی کو یاد آیا جب جویریہ کو بے ہوش کر کے پیلس لایا گیا تھا تب وہ اور عدنان حمدانی یہی بات کر رہے تھے حنان پر حملے کی لیکن وہ غلطی سے حداد پر ہوا تھا جویریہ نیم بے ہوشی میں یہ باتیں سن چکی تھیں اور اسے آگ سب سے زیادہ اسی چیز لگی ہوئی تھی جویریہ نے دفعتاً اپنی پوکٹ سے چاقو نکالا اور بنا وقت ضائع کیے ستارہ بائی کی گردن پر پھیر دیا اور ستارہ بائی کو اسٹیج پر لے جاتے اس کرنٹ والے پانی میں دھکا دے دیا وہ سفاک عورت تھی سفاک موت ہی دیتی تھی ستارہ بائی کا مردہ

وجود اس پانی کرنٹ کی شدت سے ہچکولے کھا رہا تھا جویریہ نے نخوست سے سر جھٹکا اور پلٹی ثوبان پیچھے ہی کھڑا تھا جویریہ ثوبان کو دیکھتی کندھے اچکا گئی۔

"میرے شوہر نے مجھے سبزی کاٹنا سیکھانے کے لیے ٹویٹر رکھی تھی مجھے پریکٹس کا موقع نہیں ملا اس نے مجھے کڈنیپ کر لیا تھا تو جتنا سیکھا اسی پر اپلائی کر دیا اب تمہیں تو پتا ہے نا مجھے میرے کام میں رکاوٹ نہیں پسند" جویریہ نے کہتے کندھے اچکائے تھے جبکہ ثوبان اس کی پیٹھ گھورتا ہی رہ گیا "یہ بھی کفیر خاندان میں جا کر پاگل ہو گئی ہے " ثوبان بڑبڑایا تھا۔

"حنان بھائی انگلی پر دباؤ دے کر چیک کرے شاید مدھم سانسیں چل رہی ہوں " شفا نے ہمت کرتے کہا تھا یاسر یازان اور حنان نے شفا کو دیکھا پھر حنان نے عشراق کو خود سے الگ کرتے دباؤ دے کر اس کی سانسیں چیک کیں دو سیکنڈ بعد حنان کو سانسیں چلتی محسوس ہوئیں اس نے بے ساختہ مسکراتے سر اثبات میں ہلایا یاسر وہی سجدے میں روتا ہوا گر گیا جبکہ یازان عدنان حمدانی کی سمت بھاگا تھا جسے منہاج کفیر اور مصطفی گھیرے ہوئے تھے۔

"میری بہن کو جو زہر دیا ہے اس کا توڑ دے " یازان دھاڑا تھا عدنان حمدانی کو بچنے کا موقع ملا تھا۔

"پہلے مجھے جانے دو یہاں سے " عدنان حمدانی نے گھبراتے ہوئے کہا سارے آدمی اور ستارہ بائی کو تو یہ لوگ مار چکے تھے وہ اپنی جان بچانا چاہتا تھا۔

"تجھے سمجھ نہیں آرہی اینٹی ڈوڈ دے" منہاج کفیر نے عدنان حمدانی کو مکہ رسید کیا تھا وہ اوندھے منہ اسٹیج پر گرا تھا اس کی پوکٹ سے ایک شیشی گر کر دور اچھلی تھی وہ اس ٹوٹے اسٹیج کے اندر کی سمت جا رہی تھی مصطفی اور یازان اس کی سمت بھاگے تھے اسی شیشی میں اینٹی ڈوڈ تھا عدنان حمدانی پلٹا تھا اس کے ہاتھ میں اب گن تھی اس نے سامنے کھڑے منہاج کفیر کا نشانہ باندھا تھا جو اس کی سمت بڑھ رہا تھا منہاج کفیر کے پاس اس وقت گن نہیں تھی جب عدنان حمدانی کے سینے پر ایک گولی پیوست ہوئی تھی وہ گولی شفا نے چلائی تھی عدنان حمدانی نے ساکت نظروں سے شفا کو دیکھا تھا جس کے ہاتھوں سے کانپتے ہوئے گن گری تھی وہ دنیا کی پہلی دلہن تھی جس نے شادی والے دن

اپنے باپ کے سینے میں گولی اتاری تھی ! یازان اور مصطفی دائیں بائیں ہوتے اسٹیج پر کودے تھے لیکن وہ شیشی اسٹیج کے اندر گر گئی تھی لیکن بروقت اس بلیک ڈریس والے آدمی نے اس اسٹیج کے بیچوں بیچ اپنے دونوں پیر جمائے اس شیشی کو تھاما تھا یازان اور مصطفی کھڑے ہوئے تھے اس آدمی نے وہ شیشی یازان کی سمت اچھالی تھی تیس سیکنڈ بچے تھے یازان حنان کی سمت بھاگا تھا یازان نے شیشی کھولتے عشراق کے منہ سے لگائی تھی یاسر اب بھی ساکت بیٹھا تھا جیسے پل پل اس کے جسم سے روح کھینچی جا رہی ہو۔

****

"عشراق " حنان نے عشراق کو پکارا تھا آواز گھٹی ہوئی تھی عشراق کی پلکیں لرزی یازان اور حنان کے چہرے پر مسکراہٹ دوڑی تھی یاسر نے اپنے آنسو چہرے سے صاف کیے تھے اور حنان کی باہوں سے عشراق کو اپنی باہوں میں لیا تھا۔

"میری ملکہ " یاسر نے جھکتے عشراق کی پیشانی ر لب رکھے تھے عشراق نے بامشکل پوری آنکھیں کھولے خود پر جھکے یاسر کو دیکھا تھا اس کی نم آنکھیں مسکرائیں تھیں لب بھی مسکرہٹ کی ڈھلے تھے۔

"یا۔۔سر " عشراق کے لبوں نے نہایت مدھم آواز میں جنبش کی تھی یاسر کو لگا اس نے زندگی میں پہلی دفعہ اپنا نام سنا ہے یا اسے زندگی میں پہلی دفعہ اپنی موجودگی اپنے نام کے ادا ہونے پر خوشی ہوئی ہے۔

"میری ملکہ میری جان " یاسر نے دیوانہ وار عشراق کی آنکھوں پر بوسہ دیا تھا یازان اور حنان سنبھلے تھے۔

"بھائی ہماری بہن ٹھیک ہے " یازان حنان کے خوشی سے گلے ملا تھا حنان مسکرا دیا۔

"اللہ کا شکر ہے " حنان کے لبوں سے پروردگار کا نام ادا ہوا جبکہ یاسر عشراق کو اپنی باہوں میں بھینچے اس کی دھڑکنوں سے اپنے دل کو دھڑکا رہا تھا۔

"عشراق ٹھیک ہے ؟" ثوبان یاسر تک پہنچ کر استفسار کرنے لگا اس کے پیچھے حداد ، مصطفی ، جویریہ اور مقدس بھی تھے حنان نے سر اثبات میں ہلایا سب نے اللہ کا بہت شکر ادا کیا عشراق اب بھی یاسر کی باہوں میں اس کے سینے میں منہ چھپائے ہوئے تھی۔

"سانس " عشراق کی سانس یک دم گھٹ رہی تھی یاسر کے شدت سے اسے سینے میں بھینچے رہنے سے یاسر عشراق کی آواز سن کر اس پر اپنی گرفت ڈھیلی کر گیا لیکن اب بھی وہ عشراق کو اپنے سینے سے لگائے ہوئے تھا یاسر نے ثوبان مصطفی اور حداد کو باری باری دیکھا جو اس کی آنکھوں کا مطلب سمجھتے پلٹے تھے یاسر نے عشراق کو خود سے علیحدہ کرتے نرمی سے اس کا ڈھیلا سا حجاب کیا تھا تاکہ وہ نقاب میں بھی رہے اور اسے سانس لینے میں بھی مشکل نا ہو عشراق کا نقاب ہٹاتے محسوس ہوا تھا اس نے مضبوطی سے نقاب خود پر لپیٹے ہوئے تھا شاید جنگل میں اپنی بے پردگی کے ڈر سے۔

"عشراق " مقدس یاسر کے قریب بیٹھتی عشراق کے گلے لگی تھی اور زاروقطار آنسو بہا گئی وہ ٹھیک تھی یہی اطمینان تھا مقدس کے دل میں وہ تو یازان نے وقت پر مقدس کو تیار رہنے کے لیے کہا تھا اس نے ہوٹل کا وزٹ کرتے ہی مقدس کو کال کر دی تھی اسے لگ رہا تھا کہ مقدس کی یہاں ضرورت ہے

تبھی اس نے کسی سے بھی رائے لیے بنا مقدس کو یہاں آنے کا کہا تھا ثوبان کو پتا ہوتا وہ یازان کا منہ لال کر دیتا لیکن اپنی بیوی کی جان کبھی خطرے میں ڈالنے نہیں دیتا اور حداد جس نے مقدس کو حویلی سے چھپتے ہوئے نکلتے دیکھ لیا تھا وہ بھی مقدس کا پیچھا کر گیا اور پھر مقدس کو چوپر میں سوار ہوتے دیکھا تھا یہ چوپر یازان کا تھا پھر کیا تھا حداد نے بھی چوپر منگوایا تھا وہ مسلسل نیوز بھی دیکھ رہا تھا اسے سب پتا چل گیا تھا۔

"آپی۔۔میں۔۔ٹھیک۔۔ہو" عشراق نے ٹوٹے لفظوں میں کہا تھا مقدس نے عشراق کو خود سے علیحدہ کیا تھا جویریہ بھی عشراق کو صحیح سلامت دیکھتی سکون کا سانس بھر گئی تھی۔

"چلو یہاں سے۔۔پہلے ہی میڈیا کی نظر اس ہوٹل پر ہو گی ہمیں کسی دوسرے رستے سے نکلنا ہو گا" حنان عشراق کو اپنی باہوں میں لیے بولتا کھڑا ہوا تھا

سب ہی لوگ اپنی جگہوں سے اٹھے تھے اور باہر قدم بڑھا گئے کہ شفا کو وہاں بیٹھے دیکھ سب نے لب بھینچے اس سے زرا سے فاصلے پر عمران سلمان منہاج کفیر کھڑے تھے اور بائیں جانب وہ بلیک ڈریس والا آدمی حنان نے جویریہ کو اشارہ کیا جویریہ سر اثبات میں ہلاتی شفا کی سمت بڑھی تھی جو اپنے باپ کے مردہ وجود کو دیکھتی زاروقطار آنسو بہا رہی تھی جیسا بھی تھا وہ اس کا باپ تھا جس کی جان شفا نے خود کی تھی یہ دوسرا خون تھا شفا کے ہاتھوں سے ہوا تھا

۔

"شفا چلو " جویریہ نے شفا کے قریب ہوتے اسے اپنے حصار میں لیا تھا شفا ساکت سی جویریہ کو دیکھے گئی پھر کندھوں پر وزن پڑنے کی وجہ سے ہوش میں آتی جویریہ کے ساتھ کھڑی ہوئی۔

"سر ہم نے اس ہوٹل کے ہر کونے کو دیکھ کیا ہے لیکن یہاں کوئی ثبوت نہیں ملا یہاں تک کے ریکارڈنگ روم بھی کسی نے جلا دیا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابھی ابھی آگ لگائی ہو " یاسر کے وہ چھ بندے ابھی پورے ہوٹل کا معائنہ کرتے وہاں داخل ہوئے تھے نظریں جھکائے یاسر سے کہا۔

"لیکن ابھی ؟ سب لوگوں کو تو ہم مار چکے ہیں " سلمان چونک کر بولا۔

"ہاں وہاں آگ تقریبا پانچ منٹ پہلے لگائی گئی ہے شاید ان کا کوئی آدمی بچ نکلا ہے " ان چھ میں سے ایک آدمی نے کہا تو سب نے سر اثبات میں ہلائے یاسر نے سب کو باہر نکلنے کا کہا البتہ منہاج کفیر اور وہ بلیک ڈریس والا شخص اب بھی ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے سب لوگوں کے دلوں میں بہت سے سوالات تھے۔

"سر بندوبست ہو گیا ہے باہر گاڑیاں کھڑی ہیں ہم اس ہوٹل کے پچھلے رستے سے بنا میڈیا کی نظروں میں آئے باہر نکل سکتے ہیں" عمران نے کال بند کرتے کہا یاسر نے ثوبان کو اشارہ کیا کہ اس کی نظر عشراق پر گئی جو شل سی شفا کی پشت کو دیکھ رہی تھی یاسر نے پہلے لب بھینچے پھر محسوس ہوا عشراق کا نقاب کھلنے والا ہے عشراق کے سامنے یاسر کے چھ آدمی مصطفی حداد ثوبان سب کھڑے تھے اتنے میں وہاں سے ایک گارڈ کھڑا ہوا جو عدنان حمدانی کا گارڈ تھا زندہ بچ گیا تھا اس کے ہاتھ میں گن تھی کسی کی بھی نظر اس گارڈ پر نا تھی کیونکہ وہ گارڈ اسٹیج کے کنارے کا سہارا لیے ہوئے تھا وہ لڑکھڑاتے ہاتھوں سے فائر کر رہا تھا اس کا نشانہ شاید حنان تھا لیکن حنان کی باہوں میں عشراق تھی یاسر کا بھی دھیان اس سمت نا تھا وہ عشراق کی سمت بڑھا تھا کہ یک دم فائر کی آواز گونجی تھی اس کے آدمیوں نے یاسر کو پروٹیکٹ کرنے کے لیے یاسر کو گھیرے میں لیا حنان نے قدم پیچھے لیے عدنان حمدانی کے آدمی کا وہ نشانہ

چونکا تھا ان لوگوں میں افراد تفریح مچی تھی یاسر کو آوازیں سنائی دے رہی تھی اس کے آدمی اسے روک رہے تھے لیکن یاسر سب آوازوں کو ان سنی کرتا عشراق کی سمت بڑھ رہا تھا عشراق کا نقاب پھسلا تھا وہ حنان کی باہوں میں جس جگہ کھڑی تھی سب اسے دیکھ سکتے تھے یاسر کو یہ بات گورا نا تھی دوسرا فائر ہوا لیکن یاسر عشراق کے سامنے کھڑا ہوا عشراق کا نقاب اترنے سے بچانے کے لیے کہ یاسر کے قریب سے گولی گزری عشراق کی آنکھیں آخری حد تک پھیلی تھیں لیکن وہ عشراق کا نقاب درست کرنے میں مصروف تھا حنان کو بے تحاشہ غصہ آیا اس نے یاسر کو پوری قوت سے کک مارتے پیچھے کیا تھا یاسر عشراق کا نقاب سیٹ کر چکا تھا لیکن حنان کی کک پر اس کے پیٹ میں بے تحاشہ درد اٹھا تھا اس کے آدمیوں نے یاسر کو سنبھالا تھا جبکہ منہاج کفیر اس گارڈ کی سمت بڑھ رہا تھا کہ اس بلیک ڈریس والے شخص نے اس گارڈ کا نشانہ لیتے اس کے سر پر فائر کیا وہ وہی ڈھیر ہو گیا منہاج کفیر نے اس شخص کو دیکھا تھا جو اس گارڈ کو دیکھتا اب عدنان حمدانی کو دیکھ رہا تھا سب سنبھل

چکے تھے سب کہ نظریں اس بلیک ڈریس والے آدمی پر تھیں اس شخص کو جیسے یک دم کچھ یاد آیا اور پھر وہ اپنے گلے سے ڈریس کی زیپ کھولتا ڈریس اتار گیا وہ وائر لیس ڈریس تھی سب دیکھ سکتے تھے وہ شخص اب بلیک ڈریس پینٹ اور بلیک ہی شرٹ میں ملبوس تھا چہرہ اب بھی ڈھکا ہوا تھا اس شخص نے دستانے اتارے یازان کی آنکھیں پھیلی تھیں یہ شخص اسے وہ جانتا تھا اس کے ہاتھ میں اب بھی whistle تھی سب لوگوں کی نظریں اس شخص پر تھیں منہاج کفیر بھی وہ whistle دیکھ چکا تھا دو پل کی حیرت کے بعد وہ خود کو کمپوز کر گیا اور پھر اس شخص اپنے چہرے سے وہ ماسک اتارا سیاہ آنکھیں ، مغرورانہ نین نقوش کسرتی جسم بکھرے سیاہ بال وہ شخص بے حد ہینڈسم تھا مصطفی اس کی شکل دیکھتا ٹھٹھکا تھا جیسے یاد کرنے کی کوشش کر رہا ہو اس شخص کو اس نے پہلے کہاں دیکھا تھا لیکن اسے یاد نہیں آ رہا تھا۔

"دیکھوں میں اپنے کہے کا سچا ہوں میں نے کہا تھا تمھاری موت پر تعارف دوں گا چلو اب تو تم موت کی وادی میں سو چکے ہو تعارف دے ہی دیتا ہوں۔۔ میں مان ہوں ،میں زمان شاہ میر ہوں ،میں whistle poison ہوں " وہ آدمی کوئی اور نہیں انجشہ شاہ میر کی کہانی کا منفی کردار تھا زمان شاہ میر ، شاہ میر خاندان کا پہلا وارث ! اس کے تعارف دینے کی دیر تھی سب لوگ سکتے میں آگئے پہلے منہاج کفیر اور اب یہ زمان شاہ میر یہ دونوں لوگ کفیر خاندان اور شاہ میر خاندان کے کونسے افراد ہیں جن سے وہ سب لاعلم تھے۔

لیکن ابھی ان سوالوں کے جواب کا وقت نا تھا عمران اور سلمان نے سب کو نکلنے کا کہا تھا یاسر نے ایک نظر حنان کو گھورتے ہوئے عشراق کو اس کی باہوں میں سے زبردستی لیا تھا اور سامنے قدم بڑھانے لگا۔

"یاسر " عشراق نے یاسر کو پکارا۔

"ہمم میری ملکہ " یاسر عشراق کی سنہری آنکھوں میں دیکھتا بولا۔

" آپ ۔۔ میرے ۔۔ سامنے ۔۔ کیوں آئے ۔۔ آپ ۔۔ کو ۔۔ گولی ۔۔ لگ جاتی " عشراق کے دل میں ابھی تک یہی کشمکش چل رہی تھی یاسر عشراق کی بات پر رکا جس کے رکتے ہی پیچھے سب رکے تھے لیکن پھر یاسر خود کو کمپوز کرتا آگے قدم بڑھا گیا سب نے بھی قدم اٹھائے۔

"تمہارا نقاب اترنے والا تھا ملکہ اگر یہ اتر جاتا تو میں بنا گولی کے مر جاتا " یاسر نے بے حد سادگی سے کہا اور عشراق کو لگا وہ سانس نہیں لے پائے گی عشراق کو برسوں پرانا یاسر کا وہ جملا یاد آیا جب یاسر اس کا نقاب اتارنے کی کوشش

کر رہا تھا اور عشراق نے اسے دھکا دیا تھا جس پر یاسر کو سر پر گھیری چوٹ لگی تھی۔

"تم نے مجھے دھکا کیوں دیا ؟ مجھے سر پر چوٹ لگی ہے تمہاری وجہ سے " یاسر نے غصے سے کہا تھا۔

"آپ میرا نقاب اتار رہے تھے اس لیے میں نے دھکا دیا " اور عشراق نے بے حد سادگی سے یاسر کو سنہری آنکھوں میں نمی اور گھبراہٹ لیے جواب دیا تھا اور یاسر بے حد حیران اور غصے سے پاگل ہوا تھا اس جواب پر۔

"نقاب ؟ نقاب ہی تو تھا تمہاری وجہ سے مجھے چوٹ لگی " پہلے کے یاسر میں اور اب کے یاسر میں بہت فرق آچکا تھا شاید وہ دونوں ایک دوسرے کی تکمیل

کے لیے بنائے گئے تھے عشراق کی وجہ سے یاسر زنا جیسے گناہ سے دور ہوا تھا اسے جس حجاب اور نقاب سے نفرت تھی آج اسی حجاب اور نقاب کے سامنے اسے اپنا آپ بھی نظر نہیں آرہا تھا وہ خود کو بھی بے مول کر گیا تھا اللہ نے عشراق کو بدترین سے گزار کر بہترین عطا کیا تھا لیکن بدترین اور بہترین ایک ہی شخص تھا اس کی زندگی میں اور وہ تھا یاسر شازم داؤد جبکہ اب جب وہ ایک دوسرے کے لیے بہترین بن چکے تھے ایک دوسرے کے دلوں میں دھڑکن بن کر دھڑکنے لگے تھے تو تب ہی ان کی زندگی میں تیسرا شخص بھی داخل ہو چکا تھا اور وہ تھی یاسر شازم داؤد اور عشراق یاسر داؤد کے درمیان شفا یاسر داؤد جو اس وقت جویریہ کے سہارے ساکت وجود لیے بیٹھی تھی یاسر اور عشراق کی کہانی دو لوگوں کی نہیں رہی تھی یہ کہانی اور اس کے تین کردار سب سے مختلف تھے اور تینوں کی محبتیں کمال ثابت ہونے والی تھیں ان کی کہانی کے سفر کا آغاز اب سے ہونے والا تھا۔

شام کا وقت تھا کشمیر کی سڑکوں پر مدھم روشنی کے ساتھ رونقیں بھی بکھری تھیں اور ان سے کئی زیادہ رونقیں کفیر حویلی میں بکھریں تھیں تو وہی داؤد حویلی جہاں یاسر کے ستہ چھوڑنے والی بات پر غم میں تھی وہی یاسر کی دوسری شادی اس حویلی کی درودیوار کو ہلا چکی تھی وہاں ناخوشی کا سماں تھا نا رونقیں تھیں وہاں صرف ویرانی تھی عشراق کے صحیح سلامت بچ جانے پر روقیہ بیگم کے علاؤہ سب ہی خوش تھے سب نے پرسکون سا سانس کھینچا تھا مگر یاسر کی دوسری شادی نے انھیں ہلا دیا تھا وزیراعظم کا عہدے کا بھی انھیں دکھ تھا کیونکہ وہ سب جانتے تھے یاسر نے ان تھک محنت کے بعد وہ مقام حاصل کیا تھا لیکن دوسری شادی ان کے خاندان میں آج تک نہیں ہوئی تھی کفیر'ز کے دلوں میں بھی یہ چیز پھانس کی طرح چبھی تھی اسی لیے سب داؤد حویلی میں عشراق کو ہمیشہ کے لیے اپنے ساتھ لے جانے کے لیے موجود تھے۔

شاید کفیر ، اعظم کفیر ، عالم کفیر ثاقب داؤد ،شازم داؤد ، جازم داؤد ، فاطمہ بیگم ، روقیہ بیگم اور ثوبیہ بیگم لاونج میں ہی موجود تھیں جب یاسر عشراق کو باہوں میں اٹھائے اندر داخل ہوا تھا اس کا رخ سیدھا اپنے کمرے کی سمت تھا لیکن وہاں سب کو دیکھتے اور فاطمہ بیگم کو اپنی جگہ سے اٹھتا دیکھ وہ وہی خاموشی سے کھڑا ہو گیا شاہد کفیر فاطمہ بیگم ثوبیہ بیگم نے عشراق کے سر سے وار کر پانچ پانچ ہزار کے کئی نوٹوں کا صدقہ دیا تھا یاسر نے عشراق کو صوفے پر بیٹھایا تھا اعظم صاحب اور عالم صاحب بھی عشراق سے ملے ثاقب داؤد نے بھی عشراق کے سر پر ہاتھ رکھا جبکہ باقی سب یوں ہی کھڑے تھے عشراق کے سر پر ہاتھ رکھنے کے بعد ثاقب داؤد کا ہاتھ اٹھا تھا اور یاسر کے چہرے کو سرخ کر گیا سب لوگوں نے دم سادھے ثاقب داؤد کو دیکھا تھا جبکہ عشراق سہمی تھی تو شفا جیسے ہوش میں آئی تھی یاسر نے لب بھینچے تھے۔

"تمہیں کیا ضرورت تھی اصلی نکاح کرنے کی۔۔ ہمارے خاندان میں آج تک کسی نے دوسری شادی نہیں کی اور تم نے ! ہمیں اتنا دکھ تمہارے وزیراعظم کے عہدے سے استعفی دینے کا نہیں ہے جتنا تمہاری دوسری شادی کا ہے اور یہ بھی ہم تمہاری مجبوری سمجھ کر برداشت کر لے لیکن جب تم نے نکاح کر ہی لیا تھا تو پوری دنیا میں اس لڑکی کو نازیبا لباس پہننے کیسے دیا اس کو میڈیا خبروں کی زینت کیسے بننے دیا اب وہ بھی تمہاری عزت تھی چاہے کچھ دنوں بعد ہی کیوں نا چھوڑ دیتے تم لیکن اس کی حفاظت تمہارا فرض تھا اور اب تمہاری وہی عزت خبروں کی زینت بنی ہوئی ہے" ثاقب داؤد برسے تھے شفا کی آنکھیں برسی تھیں اگر ثاقب داؤد کو اس کی اصلیت پتا چل جائے کبھی اسے اپنے پوتے کی عزت نہیں کہے گے شفا نے دکھی دل سے سوچا۔

"دادجی میں اپنی ملکہ کے پردے اور جان پر رسک نہیں لے سکتا تھا میں نے اس لیے ساری شرائط مان لیں " یاسر نے سیدھے ہوتے وضاحت کی آنکھیں ثاقب داؤد کی آنکھوں میں گاڑھتے ہوئے ثاقب داؤد نے لب بھینچے تھے۔

"اچھا کیا لیکن اب اس لڑکی کو طلاق دے دو " شازم صاحب نے کہا وہاں موت سی سکوت چھاگئی شفا نے سر نیچے جھکایا وہ مسکرا دی کرب سے دکھ سے اس کے ساتھ ایسا ہی ہونا تھا وہ جانتی تھی۔

"نہیں ! یہ شفا کے ساتھ رہ سکتا ہے لیکن میری بہن کے ساتھ نہیں۔۔ داجی آپ سے درخواست کرونگا اس سے کہے میری بہن کو طلاق دے میں اس جیسے زانی شخص کے ساتھ اپنی نیک پاک باز بہن کو ایک لمحہ بھی برداشت نہیں کر سکتا " حنان نے ثاقب داؤد سے کہتے سب کے سروں پر بم پھوڑا تھا شفا کا سر شرم سے مزید جھکا تھا اس کا بس نا چلا زمین پھٹ جائے اور وہ اس میں سما

جائے ثوبان اور مصطفی نے چہرے پر ہاتھ پھیرتے حنان کو دیکھا تھا یاسر زانی تھا وہ جانتے تھے یہ جرم ناقابل معافی تھا مگر وہ یاسر کے بھائی کتنی دفعہ ان لوگوں نے یاسر کو باز رہنے کا کہاں تھا تو یاسر ان سے ہی خفا ہو جاتا تھا وہ لوگ بھائی کو خود سے دور نہیں کرسکتے تھے اسی لیے سمجھاتے تھے لیکن جب وہ نہیں سمجھا تو انھوں نے بھی اپنے لب سل لیے اور یہی ان لوگوں کی سب سے بڑی غلطی تھی۔

"آج میں نے سن لیا اور تم نے بول لیا آئندہ میرے سامنے ایسی بات کی تو یہ بھی بھول جاؤ گا میری بہن کے شوہر اور ملکہ کے دل عزیز بھائی ہو " یاسر حنان کی سمت رخ کرتا دھاڑا تھا عشراق نے آنکھیں میچی تھیں تو اب کی دفعہ شازم صاحب کا تھپڑ یاسر کے دوسرے گال کو لال کر گیا یاسر نے سرخ نگاہوں سے باپ کو دیکھا تھا۔

"یہ تربیت کی ہے تم نے اپنی اولاد کی ہاں " شازم صاحب روقیہ بیگم کی سمت یاسر کا رخ کرتے دھاڑے تھے روقیہ بیگم نے کب بھینچے سرخ نگاہوں سے یاسر کو دیکھا تھا۔

"بیٹی نے فرشتہ صفت انسان پر تہمت لگا کر اس کی زندگی برباد کر دی ہماری عزت کو خاک میں ملا دیا اور بیٹا یہ بیٹا ہے جو زانی نکلا۔۔ تین اولادیں ہیں ہماری جن کو تمہارے سپرد کیا تھا کہ تم ماں ہوں اچھی تلقین کرو گی اور تم نے کیا کیا۔۔ مجھے تو ڈر ہے فراج کونسا گل کھلا کر میرے سر مزید شرمندگی سے جھکائے گا " شازم داؤد دھاڑے تھے یاسر نے باپ کو دیکھتے ماں کو دیکھا تھا جبکہ حنان نے بری طرح لب بھینچے تھے جویریہ نے رخ پھیرا تھا روقیہ بیگم شل کھڑی تھیں۔

"آپ یہ بات نا کرے بابا حضور ! ہماری پرورش کی زمہ داری اماں حضور پر ہی نہیں آپ پر بھی لازم تھی اور آپ نے کیا کیا بزنس سنبھالا اور اولاد کو بھول گئے ہمیشہ ملک سے باہر رہے سارا قصور اماں حضور کا نہیں لیکن قصور تو اماں حضور کا بھی تھا چھوٹا تھا میں جب مجھے صحیح غلط کی تمیز سیکھانے کی بجائے مجھ سے میری شرارتوں سے تنگ آکر آپ نے مجھے باہر ملک بھیج دیا اکیلے وہ لبرل ملک تھا وہاں یہ سب عام تھا آپ بتائے میں وہاں اپنی آنکھوں کے سامنے یہ سب ہوتے دیکھ اپنے نفس کی حفاظت سیکھتا نہیں بابا حضور انسان جس صحبت میں رہتا ہے وہی سیکھتا ہے یہاں ثوبان بھائی مصطفی اور فراج کے ساتھ آپ سب لوگ تھے میں وہاں اکیلا تھا بلکل اکیلا تنہا لیکن میں آپ کی نظر میں بڑا تھا اور مجھ سے دو سال چھوٹا فراج بہت چھوٹا اس لیے مجھے سمجھدار سمجھا گیا اور دیکھے میں سمجھدار بن گیا مجھے سب پتا تھا اسلام اور اس کے احکامات لیکن کبھی خود کو روک نہیں پایا پتا ہے کیوں کیونکہ ہمارا ماحول ہماری تعلیم سے زیادہ ہم پر اثر رکھتا ہے اور اس تعلیم سے بھی بڑھ کر جو

صرف دور سات سمندر پار ایک گھنٹے کے لیے دی جاتی تھی لیکن جب میری ملکہ میری زندگی میں آئی تب میں نے خود کو پاک رکھنے کے لیے اپنی نفس کی حفاظت کے لیے سب چھوڑ دیا کہی میری ملکہ میرے غلیظ ہاتھوں سے میلی نا ہو جائے اور آپ لوگ مجھے لیکچر دے رہے ہیں ؟ مجھے۔۔یہ لیکچر اپنے ساتھ رکھ کر دیتے آپ لوگوں کی وجہ سے میں نے کبھی ثوبان بھائی مصطفی اور فراج کی بات نہیں مانی جو مجھے اس کام سے روکتے رہتے تھے میں صرف ان کو دیکھتا تھا مصطفی بھائی کے پاس ماں باپ نہیں تھے لیکن ان کے پاس اپنے تھے اور میرے پاس ماں باپ داجی سب بہن بھائیوں کے ہوتے ہوئے بھی میں تنہا تھا اکیلا تھا گمراہ تھا " یاسر سرخ چہرے سے کرب سے چلایا تھا داؤد حویلی کی در و دیواریں یاسر کے کرب کو سنتی لرز اٹھی تھیں شازم صاحب اور روقیہ بیگم نے رخ پھیرا تھا ثاقب داؤد اور شاید کفیر نے یاسر کو دیکھتے نظریں پھیری تھی۔

"مل گیا جواب اور آخری بات میں زانی تھا لیکن میں زانی نہیں ہو میں اس لڑکی طلاق دے سکتا ہوں لیکن اپنی ملکہ کو نہیں " یاسر نے شفا کی سمت اشارہ کرتے کہا تھا شفا نے اپنے ہاتھوں کو ایک دوسرے میں پیوست کیا تھا جیسے خود کو ہمت دینا چاہتی ہو تو عشراق تو خاموش ہوگئ تھی یاسر نے دوسری شادی کر لی تھی یہ سچ تھا عشراق کے جسم سے جان ختم ہونے لگی دوسری زندگی ملتے بھی یہ زندگی موت سے روشناس کروانے لگی تھی۔

"آپ۔۔نے۔۔دوسری۔۔شاد۔۔ی۔۔کر۔۔لی " عشراق کے الفاظ لہجے کے ساتھ ٹوٹے تھے یاسر عشراق کی مدھم آواز سنتا لب بھینچ گیا۔

"میری ملکہ عدنان حمدانی نے مجھے دھمکی دی تھی وہ تمہیں بے حجاب کر دے گا میں کبھی نا ڈرنے والا نا چاہتے ہوئے بھی اتنا ڈر گیا کہ میرے اندر کوئی چلاکی کرنے کی ہمت نہیں بچی تھی میں نے عدنان حمدانی کی بات مان لی۔۔میں

میں ابھی اسے طلاق دے دیتا ہوں " یاسر تڑپ کر عشراق کے قدموں میں بیٹھے اپنی صفائی دینے لگا اور شفا کی سمت اشارہ کر گیا عشراق کو وہ منظر یاد آیا جب عدنان حمدانی فون پر یاسر سے بات کر رہا تھا عشراق کی آنکھوں سے آنسو پھسلے یاسر نے تڑپ کا انھیں عشراق کی پلکوں سے چنا۔

"تم نہیں رو ملکہ مجھے تم سے بہت محبت ہے میں۔۔میں یہ آنسو نہیں دیکھ سکتا تم جو بولو گی وہ کرونگا " یاسر نے بے بسی سے کہا وہاں موجود بڑے نوجوانوں نے یاسر کی تڑپ اور محبت کے اقرار پر رخ بے چینی سے بدلہ تھا سب کی رنگت سرخ ہوئی اور جس کی وجہ سے ہوئی تھی اسے کوئی فرق ہی نہیں پڑ رہا تھا۔

"تم ہماری بہن کو طلاق دوں " حنان سرخ رنگت سے دھاڑا تھا وہ ہر گز اپنی بہن کو زانی مرد کے ساتھ تصور نہیں کر سکتا تھا جویریہ حنان کو غصے میں دیکھتی پریشان ہوئی تھی۔

"میں نے کہا تھا نا مجھ سے دوبارہ یہ بات مت کرنا " یاسر ایک دم اپنی جگہ سے اٹھتا حنان کے منہ پر ایک کے بعد ایک مکہ جڑ گیا حنان لڑکھڑا گیا یہ حملہ یاسر نے بنا حنان کو سمجھنے کا موقع دیئے کیا تھا ثوبان مصطفی نے یاسر کو پکڑا تھا وہ پسینہ پسینہ ہوچکا تھا اس کے ہر رویہ میں گھبراہٹ بے چینی تھی کہی ملکہ اس سے دور نا چلی جائے چہرہ سرخ تھا حنان جبڑے بھینچے غصے و اشتعال سے آگے بڑھا تھا جب جویریہ نے اس کے آگے آتے اسے روکا تھا حنان جویریہ کو غصے سے دیکھتا لب بھینچ گیا۔

"میں اپنی ملکہ کو طلاق نہیں دوں گا" یاسر شدت سے دھاڑا تھا شفا اور عشراق لرزی تھیں وہاں موجود تمام افراد یاسر کو دیکھ پریشان ہوئے تھے وہ اس وقت کوئی جنونی شخص لگ رہا تھا۔

"یاسر تم پہلے ہی اپنی بہن کی وجہ سے عشراق کے ساتھ غلط کر چکے ہو اور اب تمہارا زانی ہونا۔۔چاہے یہ تمہارا ماضی ہی تھا لیکن تھا تو اور پھر اس لڑکی سے دوسری شادی۔۔ اب ہمیں اپنی بیٹی کے حق میں فیصلہ لینے دو" اعظم صاحب نے مداخلت کی ان کا بھی چہرہ سرخ تھا۔

"اگر فیصلہ ملکہ کی جدائی ہے تو میں کسی فیصلے کو نہیں مانتا " یاسر پھر ہر لحاظ بھولائے دھاڑا تھا اور خود کو ثوبان اور مصطفی سے چھڑوا گیا۔

"میں اپنی بہن کو یہاں سے لیے بغیر نہیں جاؤ گا سمجھے آپ سب ہر دفعہ داؤدز کی نہیں چلے گی ہر دفعہ کفیر نہیں جھکے گے " حنان بھی غرایا تھا۔

"تم لے جا کر دیکھاؤ " یاسر پھولی سانسوں کے درمیان پھر چیخا تھا۔

"یاسر " ثاقب داؤد نے اشتعال سے یاسر کو پکارا تھا۔

"تم نے پہلے ہمارا سر شرم سے نیچے جھکا دیا ہے اور اب بھی اپنی من مانی کر رہے ہو عشراق بہو کو جانے دو کفیر'ز کے ساتھ اس بچی کے ساتھ پہلے ہی بہت نا انصافی ہو چکی ہے اب مزید نہیں اور تم نہیں روکو گے تمہیں میرے سر کی قسم ہے " ثاقب داؤد نے ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہا تھا وہ یاسر کے جزباتی پن سے خوف میں مبتلا ہو چکے تھے اسی لیے اپنی قسم دے گئے وہ

جانتے تھے کچھ بھی کتنی بھی ناراضگی ہو یاسر کبھی ان کی قسم نہیں توڑے گا یاسر نے شکوہ کناں لہو دیتی آنکھوں سے ثاقب داؤد کو دیکھا جو رخ پھیر گئے۔

"یہ فیصلہ عشراق پر چھوڑتے ہیں وہ یاسر کے ساتھ رہنا چاہتی ہے یا اسے چھوڑنا چاہتی ہے" شاہد کفیر نے آگے بڑھتے عشراق کے سر پر ہاتھ رکھتے کہا عشراق نے نم آنکھیں اٹھائے شاہد کفیر کو دیکھا حنان عشراق کی سمت بڑھا تھا

۔

"ٹھیک میں نہیں روکو گا اپنی ملکہ کو آپ بھی مجھے بے حد عزیز ہیں لیکن میری ملکہ میں میری زندگی ہے اگر میری ملکہ مجھے چھوڑ کر جائے گی میرے جینے کا کوئی جواز نہیں" یاسر نے کہتے لاونج کے ڈار کی سمت قدم بڑھائے تھے اور گن نکالتے اپنی کنپٹی پر رکھی تھی روقیہ بیگم کی چیخ گونجی تھی عشراق اور شفا کا دل زورو سے دھڑکا تھا حنان ثوبان مصطفی سب شل رہ گئے تھے ثوبان آگے

بڑھا تھا تو شازم صاحب کا کلیجہ منہ کو آیا تھا جوان بیٹا ماتھے پر گن تھامے کھڑا تھا ثاقب داؤد کے پیر لڑکھڑائے تھے جازم داؤد نے انھیں سہارا دیا حنان اپنی جگہ پر رکا تھا۔

"یاسر گن نیچے کرو " ثوبان دھاڑا تھا جبکہ یاسر نے گن کے ٹریگر پر انگلی رکھی تھی۔

"یہ ڈرامے دھمکیاں پرانی ہو گئیں ہیں تم چاہے جو مرضی کر لو میں اپنی بہن کو یہاں ہر گز نہیں چھوڑو گا " حنان نے کہتے دوبارہ قدم عشراق کی سمت بڑھائے تھے اور حویلی میں فائر کی آواز گونجی تھی سب کے دل تھمے تھے خواتین کی چیخ گونجی تھی سب نے آنکھیں زور سے بند کیں تھیں عشراق کو اپنا دل بند ہوتا محسوس ہوا شفا کا اپنے پیروں پر کھڑا رہنا مشکل ہوا جویریہ لڑکھڑائی تھی پھر سب نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے یاسر کو دیکھا ثوبان نے

بروقت گن اوپر کر دی تھی ورنہ آج یاسر واقعی خود کو ختم کر چکا ہوتا ثوبان نے یاسر سے گن لینی چاہی مگر یاسر نے ثوبان سے دور ہوتے اس دفعہ اپنے دل پر گن رکھی۔

"تم میرے دل میں رہتی ہو ملکہ تم جب مجھ سے دور چلی جاؤ گی تو یہ دل خالی ہو جائے گا میں اس خالی دل کا کیا کرونگا اسے ختم ہی کر دیتے ہیں" یاسر نے کرب سے مسکراتے کہا تھا اور گن کی نوک سینے پر داغی تھی عشراق نے کرب زدہ آنکھوں سے یاسر کو دیکھا تھا وہ اس شخص کے ساتھ نئ زندگی کی شروعات کرنا چاہتی تھی وہ اس شخص کے لیے اپنے دل میں محبت محسوس کر چکی تھی وہ اس شخص کو آنکھوں کے سامنے حرام موت مرتے نہیں دیکھ سکتی تھی۔

****

"یاسر۔۔ نہیں۔۔ میں۔۔ آپ۔۔ کو۔۔ چھوڑ۔۔ کر۔۔ نہیں۔۔ جاؤ گی " عشراق پہلی دفعہ چیخی تھی سانس بری طرح پھولا تھا یاسر کے جسم میں جیسے خدا نے روح پھونک دی تھی ملکہ کے الفاظ اس کے لیے زندگی کی نوید تھے گن کو تھاما ہاتھ پہلو میں گرا تھا جسے فورا ثوبان نے پکڑتے گن چھینی تھی اور یاسر کے گال پر ایک مکہ جڑا تھا یاسر ہوش میں آیا ثوبان کے سرخ چہرے کو دیکھنے لگا پھر سر جھٹک کر عشراق کی سمت قدم بڑھا گیا۔

"عشراق تم ایک زانی شخص کے ساتھ کیسے رہ سکتی ہو " حنان یاسر سے پہلے عشراق تک پہنچ کر اس کا حجاب میں قید چہرہ پنجوں کے بل بیٹھ کر تھامتے ہوئے بولا۔

"بھائی مجھے رخصتی سے پہلے یاسر کے زانی ہونے کے بارے میں پتا تھا " عشراق نے نگاہیں جھکائے مجرم بنتے کہا حنان کے ہاتھ عشراق کے حجاب سے دور ہوئے اس نے ہی نہیں سب نے بے یقینی سے عشراق کو دیکھا تھا یاسر جو عشراق سے کچھ فاصلے پر رکا تھا لب بھینچ گیا فارم ہاؤس کا وہ منظر یاد آیا تھا

جب اس نے شفا کی نائیٹی عشراق کو دیکھاتے اپنا اشتعال اتارا تھا اور عشراق سے بے حد بدتمیزی کی تھی شفا نے بھی حیرت سے عشراق کو دیکھا اسے بھی یہی لگ رہا تھا عشراق کو یاسر کے ناجائز تعلقات کے بارے میں کچھ نہیں پتا۔

"یاسر نے مجھے بتایا تھا میں اسی وجہ سے رخصتی سے انکار کر رہی تھی لیکن پھر دادجی نے مقدس آپی حداد بھائی آپ کے بارے میں احساس دلایا کہ میرا ایک فیصلہ میرے ساتھ سب کی زندگیوں کو تباہ کر دے گا اور مجھے اللہ پر یقین رکھنے کی تلقین کی میں نے اللہ پر ہمیشہ یقین رکھا لیکن اس بات پر میں بھی بدگمان ہونے لگی تھی تب مجھے دادجی نے سمجھایا کہ یاسر کو اللہ نے تمہارے لیے چنا ہے تو یقین رکھو تمہارے ساتھ کچھ برا نہیں ہو گا اور میں نے ہمیشہ کی طرح دادجی کی بات مان لی اور پھر مجھے سمجھ آیا دادجی نے صحیح کہا تھا بھائی یاسر بدل گئے ہیں انھوں نے مجھے بہت عزت بہت مان دیا ہے یہ یاسر پہلے والے یاسر نہیں رہے وہ زانی تھا اور یہ تو اپنی بیوی کو وضو کر کے چھوتے ہیں اللہ بھی انسان کو معاف کرنے بدلنے کا موقع دیتا ہے اور اپنے بندوں سے

بھی در گزر کرنے کا کہتا ہے میں نے یاسر کو ہر چیز کے لیے معاف کر دیا تھا اور یہ دوسری شادی بھی انھوں نے میری وجہ سے ضرور کی ہے لیکن یہ اللہ نے کروائی ہے اس لڑکی کو یاسر کی زندگی میں آنا تھا اور وسیلہ میں تھی وہ آگئی میں یاسر کو اسے چھوڑنے کا بھی نہیں کہو گی وہ اپنے نصیب سے یاسر کی زندگی میں آئی ہے اور میں اپنے نصیب سے " عشراق نے سارا واقعہ بیان کیا تھا اور اپنے شفاف خوبصورت دل کی پاک بازی بھی بیان کی تھی بے شک وہ اللہ کے محبوب بندوں میں سے ایک تھی جس کے دل کو جس کے وجود کو اللہ نے لوگوں کے لیے راہ راست بنایا تھا جیسے وہ جب یاسر کی زندگی میں آئی تو اسے بنا کچھ کہے اور کرے بنا آزمائش کے ہدایت مل گئی اور شفا کو بھی یاسر کی زندگی میں آنا تھا اور یاسر کی زندگی میں بہت پاک وجود تھا اللہ نے شفا کو بھی یاسر کی زندگی میں داخل ہونے سے پہلے راہ راست پر چلا دیا تھا عشراق یاسر داؤد سراپہ رہنمائی تھی اس پوزیسو محبت کے دور میں وہ محبت کے احترام کا جیتا جاگتا ثبوت تھی اسے محبت اللہ سے تھی اور وہ اللہ کے کہے کو کیسے انکار کر

سکتی تھی جبکہ سب خاموشی سے سنتے رہے تھے شاہد کفیر کو بھی نہیں پتا تھا عشراق کے رخصتی سے انکار کی وجہ یہ تھی حنان خاموشی سے کھڑا ہو گیا عشراق بہت کم بولتی تھی لیکن جب کوئی بات بول دے تو اس کے ہر لفظ میں لوگوں کے دل موہنے کا انتشار ہوتا تھا تو قندیل جو یاسر کے دھاڑنے کی آواز سنتی نیچے آئی تھی عشراق کو دیکھتی رہ گئی اور یہی عالم مقدس اور جویریہ کا تھا قندیل اور مقدس وہ دونوں عورتیں تھیں لیکن اپنے ہمسفر کو دوسری عورت کے ساتھ باٹنے کا وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی جبکہ جویریہ تو سفاک عورت تھی لیکن یہ عمل ہر عورت کے لیے مشکل ہوتا ہے جویریہ سمجھ سکتی تھی اسے عشراق کے اس عمل سے حیرت ہوئی تھی۔

"چلیے دادجی عشراق ہمارے ساتھ نہیں جائے گی " حنان نے کہتے باہر قدم لیے تھے جبکہ شفا کے پاس سے گزرتے وہ رکا تھا۔

"میں جانتا ہوں جس ماحول میں تم رہی وہاں تمہیں صحیح غلط کی تلقین نہیں کی گئی لیکن اب تمہاری آنکھوں میں سچائی اور صحیح رستے کی پہچان کرنے کی

صلاحیت نظر آتی ہے میں یہی کہو گا خود کو دوبارہ گمراہ مت ہونے دینا ہدایت اللہ ان لوگوں کو دیتا ہے جنہیں وہ اپنے قریب تر رکھنا چاہتا ہے تمہیں نوازہ گیا ہے ہدایت سے اس کی قدر کرنا " حنان نے شفا کے سر پر ہاتھ رکھتے کہا شفا نے سر اثبات میں ہلایا۔

"جب ہماری پوتی کا یہی فیصلہ ہے تو ہمیں بھی کوئی اعتراض نہیں۔۔ اپنا خیال رکھنا " شاہد کفیر نے کہتے عشراق کے سر پر ہاتھ رکھا تھا فاطمہ بیگم بھی عشراق سے ملتی باہر قدم بڑھا گئیں تھیں جبکہ مقدس بھی جانے لگی تو ثوبان نے اسے روکا۔

"دادجی میں چاہتا ہوں مقدس میرے ساتھ یہی رہے " ثوبان نے کہا شاہد کفیر نے سر اثبات میں ہلایا۔

"بیٹیاں اپنے گھروں میں اچھی لگتی ہیں" مقدس نے کچھ بولنے کے لیے لب واہ کیے تھے کہ دادجی اس نے کہا مقدس لب بھینچ کر رہ گئی۔

"شاہد میں چاہتا ہوں تم حداد کو بھی سمجھاؤ وہ عترت کو معاف کر دے " ثاقب داؤد نے شاہد کفیر کے برابر کھڑے ہوتے التجایہ انداز میں کہا۔

"اس معاملے میں ہم بھی بے بس ہیں لیکن تم اطمینان رکھو عترت کا ہم خیال رکھے گے یہ میاں بیوی کا معاملہ ہے جیسے عشراق نے اپنا فیصلہ لیا اور ہم نے اس کی قدر کی ویسے ہی عترت کو معاف کرنا حداد کا فیصلہ ہے " شاہد کفیر نے سنجیدگی سے کہتے حنان کو دیکھا۔

"تم بھی ہمارے ساتھ حویلی چلو " شاہد کفیر ان حملوں سے ڈر چکے تھے انھوں نے حنان سے کہا۔

" جب تک اماں جان نہیں چاہتی میں اور جویریہ حویلی رہنے کے لیے نہیں آئے گے آپ نے عشراق اور حداد کے فیصلے پر کچھ نہیں کہا مجھے بھی میرے فیصلے پر قائم رہنے دے دادجی" حنان نے نظریں جھکائے نرمی سے کہا اور جویریہ کا ہاتھ تھامے باہر قدم بڑھا گیا تو فاطمہ بیگم نے ایک غصیلی نگاہ جویریہ کی پشت پر ڈالی تھی حداد اور یازان تو داؤد حویلی آنے کے بجائے سیدھا اپنی

حویلی کے لیے نکل گئے تھے تو اعظم صاحب عالم صاحب فاطمہ بیگم اور شاہد کفیر نے بھی باہر قدم بڑھائے۔

"بہو اس لڑکی کے لیے بھی کمرا تیار کرواو اور خیال رہے یہ بھی اب داؤد خاندان کی بہو ہے " ثاقب داؤد نے عشراق کے سر پر اس کی سمجھداری کے لیے ہاتھ رکھتے روقیہ بیگم سے کہا جو سر جھکائے ہاں کہ گئ البتہ شفا کو دیکھ انھیں وہ اچھی لگی تھی خوبصورت بھی تھی ان کے بیٹے کے ساتھ اچھی بھی لگی تھی پیاری تو عشراق بھی لگتی لیکن وہ معزور تھی اور یہی بات روقیہ بیگم کو عشراق کو پسند نہیں کرنے دیتی تھی یاسر کی نظریں صرف اپنی ملکہ پر تھیں اسے جیسے کسی سے غرض ہی نہیں تھا یاسر نے لیڈی ڈاکٹر کو کال کرتے عشراق کو اپنی باہوں میں اٹھائے اپنے روم کا رخ کیا تھا جبکہ ثوبان بھی مقدس کو لیے اپنے کمرے کی سمت بڑھا تھا تو مصطفی کو بھی افق کا خیال آیا تھا روقیہ بیگم شفا کو لیے حویلی میں موجود گیسٹ روم کی سمت بڑھی تھیں تو باقی سب بھی اپنے اپنے کمروں کی طرف بڑھ گئے تھے۔

"یہ سب کس کا سامان ہے " یازان اور حداد جو ابھی کفیر حویلی میں داخل ہوئے تھے لاونچ میں بیٹھے تھے کہ اوپر سے ملازمہ کو سوٹ کیس لاتے دیکھ یازان نے استفسار کیا جبکہ حداد صوفے کی سطح پر اپنا سر گرائے آنکھیں بند کیے بیٹھا تھا۔

"وہ چھوٹے صاحب عترت بہو بیگم کا ہے " ملازمہ نے سر جھکائے جواب دیا یازان کی آنکھوں میں حیرت ابھری جبکہ حداد چونکہ تھا لیکن اس کی پوزیشن میں کوئی کمی نہیں آئی تھی ایک اس کے سینے میں مسلسل فائرنگ کی وجہ سے تکلیف اٹھ رہی تھی تو دوسرا وہ بے حد تھک چکا تھا اسے لگا عترت اس کا روم چھوڑ کر دوسرے روم میں شفٹ ہو رہی ہے لیکن یہ بات بھی اسے ناگوار گزری تھی وہ اسے سزا بھی دینا چاہتا تھا تو بھی اپنے سامنے لیکن یہ عترت جانتی تھی اس کے الفاظ حداد کے نا پاس رہنے دے رہے تھے اور اس سے

محبت نا اسے دور جانے دے رہی تھی حداد نے جبڑے بھینچے تھے کہ اتنے میں یازان کی آواز اسے سنائی دی۔

"بھابھی ماں یہ سامان " یازان نے حیرت سے استفسار کیا جبکہ پرپل کلر کے نفیس سے سوٹ میں ملبوس شفاف چہرے کے ساتھ عترت کو دیکھ وہ چونکا تھا آج اسے اپنی بھابھی ماں بدلی بدلی نظر آئیں تھیں جیسے بہت بڑا چینج ہو گیا ہو لیکن یازان اسے سمجھنے سے قاصر تھا عترت نے شانوں سے اپنی مہرون شال درست کی تھی البتہ کلائیاں خالی تھیں۔

"میں اپنے گھر جا رہی ہو یازان تم مجھے داؤد حویلی چھوڑ دو گے ؟" عترت نے بے حد سنجیدگی سے پہلی دفعہ یازان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کہا تھا یازان کی آنکھیں پھیلی منہ کھلا تھا لیکن عترت کے الفاظ پر اسے شاک لگا تو حداد بھی ڈارک براؤن آنکھیں واہ کیے حیرت سے عترت کو دیکھنے لگا جس کے چہرے پر بلا کی سنجیدگی تھی لیکن جلد ہی وہ خود کو کمپوز کر گیا اور عترت کے اس نئے روپ کو دیکھنے لگا۔

"بھابھی ماں کیوں ؟" یازان نے حیرت سے استفسار کیا۔

"تمہارے بھائی مجھے طلاق کی دھمکی دے رہے ہیں اگر میں ان کے سامنے آئی تو۔۔اس لیے میں اپنے گھر جا رہی ہوں تا کہ نا میری شکل دیکھے نا مجھے طلاق دے سکے " عترت نے بے حد روانگی سے کہا جیسے کوئی طوطا بولتا ہے ورنہ عترت تو ہر بات کو سنتی پھر سوچتی پھر جواب دیتی تھی یازان کا منہ حیرت سے کھل گیا اس دفعہ عترت کے انداز اور طرز تخاطب پر" تمہارے بھائی " یہ ایسا تھا جیسے طعنہ ہو جبکہ حداد نے سر تا پاؤں عترت کو دیکھا پھر وہ اپنی جگہ سے کھڑا ہوا اور قدم اٹھاتا عترت کے قریب آنے لگا عترت کے چہرے پر یک دم گھبراہٹ در ائی مگر وہ پھر خود کو کمپوز کر گئی۔

"تمہیں مجھ سے دور جانا ہے یا نہیں یہ میں طے کرونگا تم نہیں تمہاری شکل کب دیکھنی ہے کب نہیں یہ بھی میں طے کرونگا اور تمہیں یہاں رہنا ہے یا ان سالوں کی حویلی میں یہ بھی میں طے کرونگا " حداد نے عترت کی سیاہ آنکھوں میں اپنی کانچ سی براؤن آنکھوں گاڑھے ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہا

عترت نے بے ساختہ تھوک نگلا وہ ان آنکھوں میں دیکھنا نہیں چاہتی تھی حداد کی سخت رویہ سے اسے ڈر لگ رہا تھا لیکن پھر بھی وہ ڈھیٹ بنے کھڑی رہی ہاتھ گھبراہٹ سے کپکپا رہے تھے جن پر حداد نے ایک نظر ڈالتے تمسخرانہ انداز میں آئیبرو ریز کی تھی کہ جس ہمت سے عترت اس کے سامنے کھڑی تھی وہ ہمت بس اتنی سی تھی حداد نے سیڑھیوں کی سمت قدم بڑھائے تھے لیکن جاتے جاتے ملازمہ کو سامان دوبارہ کمرے میں رکھنے کا اشارہ دے گیا تھا جس پر ملازمہ نے سر اثبات میں ہلایا تھا۔

"یازان تم رہنے دو میں ڈرائیور کے ساتھ چلی جاؤں گی" عترت نے کہتے ہی باہر کی سمت قدم بڑھائے تھے حداد کے انداز پر عترت جھنجھلاہٹ سے بولی تھی حداد کے بڑھتے قدم روکے تھے اور کچھ سیکنڈ بعد عترت کے قدم ہوا میں معلق ہوئے تھے کیونکہ حداد پلٹتا عترت کی کمر میں اپنا کسرتی بازو ڈالے اسے اپنے سینے پر گرا چکا تھا اور ہوا میں معلق کرتا اوپر کی سمت قدم بڑھا گیا عترت کا حیرت سے منہ کھلا تھا اس نے گھبراتے ہوئے حداد کے سینے پر ہاتھ رکھے

تھے منہ کھولے حداد کو دیکھ رہی تھی جس کا چہرہ غصے یا پھر اپنے سینے پر اٹھتی تکلیف سے سرخ ہو رہا تھا عترت سمجھنے سے قاصر تھی جبکہ وہاں کچھ فاصلے پر کھڑی ملازمائیں سٹپٹائی تھیں تو یازان نے شریر سا مسکراتے رخ پھیرا تھا۔

"حداد چھوڑے مجھے " عترت حداد کی باہوں میں جھٹپٹا نہیں رہی تھی لیکن وہ سنبھلتے ہوئے بولی اگر وہ جھٹپٹاتی ممکن تھا حداد کے سینے میں درد کی وجہ بنتی اور وہ حداد کو تکلیف نہیں دینا چاہتی تھی مگر حداد اس کی پکار کو نظر انداز کرتا اپنے کمرے میں آکر پیر کی ٹھوکر سے دروازہ لاک کرتا عترت کو بیڈ کے قریب لاتا بیڈ پر کھڑا کر گیا عترت نے حیرت سے حداد کو دیکھا جو سپاٹ چہرے سے عترت کو ہی دیکھ رہا تھا عترت اپنے پیروں میں موجود سینڈلز دیکھ وہ بھی بیڈ شیٹ کے اوپر حداد کو دیکھے گئی جو اب بھی اس کی کمر میں ہاتھ ڈالے کھڑا تھا عترت کی شال پر پھسل کر بیڈ پر گری تھی۔

"چھوڑے مجھے " عترت حداد کے کندھوں پر ہاتھ رکھتی بولی تھی حداد نے مزید عترت کی کمر پر گرفت سخت کی تھی عترت حداد سے زرا سی اونچائی پر تھی وجہ ان کا بیڈ ماڈرن اونچے فرنیچر پر سیٹ تھا جس کی وجہ سے عترت کا سر حداد سے اونچا تھا عترت کی کمر میں تکلیف ہوئی۔

"میں چھوڑ دوں ؟ میرے چھوڑنے کے ڈر سے تو تم حویلی چھوڑ کر جا رہی تھی " حداد نے ابرو ریز کرتے استفسار کیا عترت حداد کی بات سنتی نچلا لب دانتوں میں دبا گئی حداد اس کا مزاق اڑا دیا تھا۔

"میرا مطلب مجھ سے دور ہو " عترت سنبھل کر بولی۔

"مجھے حکم دے رہی ہو؟ " حداد کے تیور مزید سخت ہوئے عترت گھبرا گئی۔

"میں تو بس کہ رہی ہوں " عترت منمنائی جبکہ دروازے پر دستک ہوئی۔

"جب ہمت نہیں ہے میرا مقابلہ کرنے کی تو کوشش بھی نہیں کرنا سمجھی " حداد نے کہتے عترت کی کمر سے اپنا ہاتھ کھینچا تھا عترت لڑکھڑا کر بیڈ پر گری تھی اور حداد کی چوڑی پشت کو گھورنے لگی جو دروازے کی سمت بڑھ رہا تھا دروازہ کلک سے کھولے حداد نے عترت کے سوٹ کیس ملازمہ سے اندر لیتے پھر دروازہ بند کیا تھا عترت جیسے ہوش میں آئی تھی۔

"آپ چاہتے کیا ہے آپ ہی نے تو کہا تھا میرے سامنے مت آنا یہ نا ہو میں تمہیں ہمیشہ کے لیے۔۔"عترت حداد کے مقابل کھڑی ہوتی نم آواز میں بولتی

اپنا جملہ ادھورا چھوڑ گئی حداد نے ایک نظر اسے دیکھے اپنا رخ ڈریسنگ ٹیبل کی سمت کیا وہ اپنی گھڑی اپنا ولٹ ڈریسنگ ٹیبل پر رکھتا اپنا پلاسٹر بیگ اتار رہا تھا جسے اتارتے حداد کا چہرہ سرخ ہوا تھا عترت نم آنکھوں سے اسے دیکھتی رہی۔

"ادھر آؤ " حداد نے حکم دیا عترت نگاہیں جھکائیں حداد کے قریب آئی حداد نے پھر عترت کی کمر میں اپنا۔

"ڈریسنگ چینج کرو میری " حداد نے ٹرار کھولتے فرسٹ ایڈ باکس عترت کے پاس رکھا تھا عترت نے لب دانتوں میں دبائے بہت ہی احتیاط سے حداد کی ڈریسنگ چینج کرنے لگی حداد کے زخم کو دیکھتے عترت کی سسکیاں بندھی تھیں چہرہ آنسوؤں سے تر ہوا تھا اس کے آنسو ٹپک ٹپک کر اس کی قمیض کے پہلو میں گر رہے تھے ہاتھ کپکپا رہے تھے وہ اگر جویریہ سے ہمدردی نا کرتی تو کبھی حداد کی یہ حالت نا ہوتی ایک دفعہ پھر عترت کو ندامت نے آگھیرا ڈریسنگ

چینج ہو چکی تھی مگر اب عترت کا وجود ہچکولے بھر رہا تھا وہ سر جھکائے نادام سی بیٹھی تھی حداد ایک نظر اسے دیکھتا بیڈ کی سمت بیڈ کراؤن سے تکیے سیٹ کرتا آرام دہ حالت میں بیٹھا تھا عترت نے گلابی آنکھوں سے حداد کو دیکھا یہ وہی تھا جو عترت کے رونے پر اسے چپ کروانے کے لیے ڈانٹتا تھا اور آج اسے عترت کے آنسوؤں سے کوئی فرق ہی نہیں پڑا تھا۔

"وہاں بیٹھے کیا اڑنے کا انتظار کر رہی ہو ادھر آؤ " حداد عترت کو وہی بیٹھا دیکھا سرد آواز میں بولا تھا عترت اپنے آنسو صاف کرتے ڈریسنگ ٹیبل سے اترتی حداد کے پاس کھڑی ہوئی تھی۔

"جی " عترت سر جھکائے بولی تھی۔

"اپنا سامان سیٹ کرو اور یہ لوکل چائینہ کی ہمت تمہیں جس نے دی ہے نا اپنے چھوٹے سے دماغ سے نکال کر اسے دور پھینک دوں " حداد نے حکم صادر کرتے کہا عترت گھبرائی۔

"مجھے کسی نے ہمت نہیں دی آپ جب مجھے اپنے پاس برداشت نہیں کر سکتے تو میرا آپ کے ساتھ رہنے کا کوئی جواز نہیں بنتا۔۔میں اپنی حویلی جانا چاہتی ہوں " عترت نے خود کو کمپوز کرتے کہا۔

"جب کہ دیا کہیں نہیں جاؤ گی تو کہیں نہیں جاؤ گی یہی رہو اور اپنی سزا کاٹو" حداد بے تاثر چہرے سے بولا اگر اسے وہ عترت کو برداشت نا کرتا تو سینے پر اٹھا کر نیچے سے کمرے تک کیوں آتا اس کی بیوی کی عقل میں یہ بات آ کر نہیں دے رہی تھی۔

"مجھے نہیں رہنا یہاں سزا کے لیے اتنا کافی ہے کہ میں آپ سے دور رہو " عترت نے کہا۔

"اتنا کافی نہیں۔۔سزا دینے کا حق مجھے ہے اور سزا تمہیں میرے قریب رہ کر ملے گی اور اب اگر جانے کی بات کی تو بہت برا پیش آؤ گا " حداد نے سخت لہجے میں کہا تھا۔

"مجھے میرے گھر جانا۔۔" عترت نے پھر وہی جملہ کہا تھا کہ حداد نے اسکے ڈوپٹے کو کھینچے اسے اپنے سینے پر گرایا تھا اور فورا کروٹ بدلتا عترت کو قید کر گیا۔

"اپنی زبان کو سمجھا دو میری حکم عدولی نا کرے ورنہ اپنے لبوں سے اس زبان کو مفلوج کر دو گا دوبارہ میرے سامنے کیا کسی کے بھی سامنے نہیں کھلے گی" حداد عترت کی تھوڑی پکڑے غرایا تھا۔

"تو آپ مجھے معاف کر دے میں کبھی آپ کی حکم عدولی نہیں کرونگی کہی نہیں جاؤ گی " عترت نے نم آنکھوں سے حداد کے سینے پر ہاتھ رکھے معصومیت سے کہا۔

"کس نے سکھایا ہے یہ تمہیں ؟ " حداد نے ایبرو ریز کرتے استفسار کیا۔

"کی۔۔کیا ؟" عترت گھبرائی۔

"ضد کرنا ، بار بار اپنے مطلب کی بات کرنا۔۔ ایک بات یاد رکھو میں اپنے ساتھ غلط کرنے والوں کو کبھی معاف نہیں کرتا سمجھی اور تم نے تو میرا یقین توڑا ہے تمہاری سزا تا عمر کی ہے " حداد نے برفیلے لہجے میں کہا۔

"آپ مجھے معاف نہیں کر سکتے کیا اتنا مشکل ہے مجھے معاف کرنا " عترت سسک پڑی تھی حداد کے چہرے کو اپنے دونوں ہاتھوں کے پیالے میں لینے کی کوشش کرتے معصومیت سے بولی تھی حداد کے دل کو کچھ ہوا مگر وہ نگاہیں پھیر گیا۔

"نہیں " حداد نے یک حرفی جواب دے کر جیسے بات ختم کر دی۔

"تو مجھے جانے دیں" عترت سپاٹ چہرے سے بولی حداد کو اپنی شریانیں پھٹتی محسوس ہوئیں۔

"کیا تماشہ لگا رکھا ہے تم نے ہاں" حداد حلق کے بل دھاڑا تھا عترت نے سپاٹ چہرے سے اسے دیکھا اس دفعہ حداد کی دھاڑ کا بھی اس پر کوئی اثر نا ہوا تھا حداد کا چہرہ سرخ ہو چکا تھا۔

"جب میں آپ کے قریب رہ کر آپ کے لیے ترسوں گی آپ کو سامنے دیکھ کر پیار کے لیے ترسوں گی آپ کی آنکھوں میں دیکھ کر آپ کی قربت کے لیے ترسوں گی آپ کے ہونٹوں کے قریب رہ کر اپنے لیے دو بول سننے کے لیے ترسوں گی اور پھر بھی مجھے معافی نا ملے تو مجھے نہیں رہنا نہیں مرنا پل پل " عترت بھی جواباً چیخی تھی حداد نے جبڑے بھینچے عترت کا منہ دبوچا تھا جو آج پہلی بار اتنی ضد کر رہی تھی حداد کو تپا چکی تھی۔

"تمہاری بہت زبان چل رہی ہے اور کافی گرمی بھی چڑھ گئی ہے تمہیں۔۔شوہر تکلیف میں ہے اور تمہیں اس کی قربت چاہیے ؟ " حداد عترت کے چیخنے پر اس کے الفاظ کا مطلب اپنی مرضی کا نکالتے عترت کو آنکھیں پھیلانے پر مجبور کر گیا حداد کو اب سمجھ آیا تھا عترت کے اندر یہ جراثیم کس نے بھرے ہیں جبکہ عترت حداد کی باتیں سنتی سٹپٹاتی حداد کو دور دھکیلنے لگی لیکن حداد ایک انچ بھی اس سے دور نا ہوا۔

"میرا۔۔وہ مطلب۔۔نہیں تھا " عترت گھبرا گئی۔

"ہمم۔۔تمہارے سارے مطلب سمجھ رہا ہوں میں تم جیسی بیویاں ہی ہوتی ہیں جن کی وجہ سے شوہر شادی کے بعد کسی کام کے نہیں رہتے کیونکہ بیویاں ان

سے اپنے کام کرواتی رہتی ہیں کوئی اور کام کرنے کا ٹائم ہی نہیں رہتا بیچاروں کے پاس تم بھی اسی قسم کی بیویوں میں سے ایک ہوں " حداد نے بے باکی سے کہتے عترت کے طوطے اڑائے تھے وہ منہ کھولے حداد کو دیکھے گئ گولی لگنے سے پہلے حداد اسے سکون کا سانس نہیں لینے دیتا تھا اپنی قربت میں پاگل کر کے رکھ دیتا تھا اور اب عترت کی باتوں کو اپنے مطلب میں ڈھال کر وہ عترت پر سارا الزام ڈال گیا تھا۔

"میں۔۔میں۔۔تو۔۔نہیں " عترت سے بولنا مشکل ہوا جبکہ حداد محفوظ ہوا تھا۔

"میری قربت چاہیے تمہیں بیگم تمہیں اس چیز کا بھی خیال نہیں شوہر کو گولی لگے چار دن نہیں ہوئے۔۔خیر اگر تم میری قربت کی وجہ سے یہاں رہ سکتی ہو تو وائے ناٹ میری جھوٹی بیگم میں تیار ہو تمہاری گرمی ختم کرنے کے لیے ویسے بھی میں چار دن سے بیڈ پر لیٹا تھک چکا ہو کمر میں بھی درد ہے چلو

ایکسرسائز ہی ہو جائے گی " حداد نے کہتے عترت کو تھوک نگلنے پر مجبور کر دیا حداد کے بنا سر پیر کی بات سنتی عترت روہانسی ہوئی تھی۔

"نہیں۔۔وہ۔۔میں۔۔ نہیں " عترت سے بولا ہی نا گیا اور حداد نے مزید اسے بولنے کا موقع نہیں دیا۔

جب فون رنگ ہوا حداد نے نگاہیں اٹھائے سائیڈ ٹیبل پر بجتے فون کو دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھاتا فون بند کر گیا یازان کی کال تھی ملازمہ ان کے کمرے میں حداد اور عترت کے لیے کھانا لے کر گئی تھی کھانا کھانے کے بعد حداد کو میڈیسن بھی لینی تھی لیکن دروازہ نا کھلنے پر ملازمہ نے یازان کو کہا جس پر یازان اسے کال کر رہا تھا اور فون سوئچ آف ہونے پر یازان کا شیطانی دماغ میں کچھ کلک ہوا تھا۔

"چھوٹے صاحب اب کیا کرے حداد صاحب کا کھانا کھانا ضروری تھا " ملازمہ یازان کو دیکھتے پریشانی سے بولی اگر فاطمہ بیگم کو یہ بات پتا چل جاتی تو وہ بہت ڈانٹتی ملازمہ پریشان تھی۔

"بھائی کو جیسے کھانا ضروری تھا وہ اسے اچھے سے کھا رہے ہیں تم فکر نا کرو جاؤ میرے لیے کھانا لگاؤ پتا ہے آج میں نے کتنے لوگوں کو مارا ہے بہت بھوک لگی ہے " یازان نے ملازمہ سے کہا جو اس کی بات کو سمجھنے کی ناکام کوشش کرنے لگی لیکن پھر آخری بات پر منہ بنا کر رہ گئی۔

"چھوٹے صاحب آپ آیت الکرسی پڑھ کر سویا کرے میں تو کہتی اٹھتے بیٹھتے پڑھا کرے آپ جاگتی آنکھوں سے بھی خواب دیکھتے ہیں " ملازمہ کہتی سر جھٹک کر کچن کی سمت بڑھ گئی جبکہ یازان اس کی پشت کو گھورتا رہ گیا۔

"یہاں تو اپنی حویلی میں عزت نہیں۔۔ہننننہ میری قدر نہیں " یازان بڑبڑا کر ہی رہ گیا جبکہ ملازمہ اس کی بڑبڑاہٹ سنتی کچن میں باقی ملازماؤں کے ساتھ ہنس پڑی یازان شرارتی تھا اور سب کے ساتھ ہی شرارے کرتا رہتا تھا اس لیے سب ہی اس کے ساتھ فری تھے۔

مقدس اس وقت واش روم لاک کیے تقریبا ایک گھنٹے سے مرر میں خود کو دیکھتی ناخن چبا رہی تھی وہ باتھ لے چکی تھی چینج کر چکی تھی نم بال آبشار بنے کمر پر جھول رہے تھے چہرہ مترنم تھا وہ ثوبان سے ڈر رہی تھی جو اسلام آباد سے یہاں مسلسل اسے اپنی گھوریوں سے نواز رہا تھا۔

"نکل رہی ہو باہر یا اندر آو واشروم کی چابی ہے میرے پاس سمجھی " ثوبان دروازہ پیٹتے دھاڑا تھا مقدس کی جان لبوں پر آئی وہ اپنی جگہ سے اچھلی تھی ہیزل گرین آنکھیں دائیں بائیں گھوم رہی تھیں پھر جیسے ثوبان کے واپس کمرے میں جاتے قدم رکے تھے مقدس کو کچھ راحت ہوئی۔

"مقدس سوچ کچھ ورنہ آج یہ بدکردار میاں جی تیرا قیمہ بنا دے گے " مقدس اونچا اونچا بولتی خود سے مخاطب تھی کہ ایک دم کلک کی آواز سے دروازہ کھلا مقدس بے ساختہ پلٹی تھی گیلے بال اس کی گردن پر گھوم کر چپکے تھے۔

"کیا۔۔کر۔۔رہے ۔۔ ہیں۔۔ ثوبان " مقدس کی آواز سنتے ثوبان نے سرخ نگاہیں اٹھائے مقدس کو غصے کے ملے جلے تاثرات سے دیکھا۔

"سزا دے رہا ہوں تمہیں پہلی سزا میری اجازت کے بنا اسلام آباد آنے کی دوسری اس موت کے کھیل میں کودنے کی تیسری مجھ سے زیادہ اپنے اس دو فٹ کے بھائی پر یقین کرنے کی چوتھی مجھے سے چھپ کر یہاں بیٹھتے ہوئے ایک گھنٹہ مسلسل میرا غصہ بڑھانے کی پانچویں اپنا یہ شعلہ بار حسن اس گاؤں میں روازنہ چھپائے میری راتوں کو خراب کرنے کی " ثوبان ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولتا مقدس جو ثوبان کی باتوں کو سنتے منہ کھولے اسے دیکھ رہی تھی ثوبان کے جارحانہ ایکٹ پر سسک پڑی۔

"ثوبان۔۔ نہیں۔۔ وہ۔۔اچانک۔۔یازان کی۔۔کال آئی تھی۔۔پھر آپ۔۔ بھی تھے وہاں۔۔ میں اس لیے۔۔اگئی۔۔ مجھے یقین۔۔تھا آپ مجھے۔۔کچھ نہیں ہونے دے گے اور میں تو شاور۔۔ لے۔۔ رہی تھی" مقدس نے منمناتے ہوئے ثوبان کے ظلم سہتے وضاحت دی۔

"مجھ سے بچنے کے لیے تم جو یہ میٹھی میٹھی باتیں کر رہی ہو نا یقین مانو زہر لگ رہی ہو مجھے " ثوبان مقدس کا منہ دبوچے غرایا تھا مقدس روہانسی ہوئی۔

"آپ ہمیشہ۔۔ مجھ پر۔۔ ایسے ہی۔۔ غصہ۔۔ کرتے ہیں۔۔ میں نے۔۔ کہا تھا۔۔ جب تک اظہار نہیں کرتے۔۔ میرے قریب۔۔ نہیں آیئے۔۔ گا لیکن۔۔ آپ کو۔۔تو غصہ۔۔ کرنے۔۔پر میرے۔۔ قریب آنے۔۔کا موقع۔۔مل جاتا ہے۔۔ آپ مجھ۔۔سے پیار ہی۔۔ نہیں۔۔کرتے " مقدس نے آنکھوں میں نمی لیے کہا ثوبان کے آہنی گرفت میں اسے اپنا جبڑا ٹوٹتا ہوا محسوس ہو رہا تھا ثوبان نے

مقدس کی ہر بات سنتے جبڑے بھینچے مقدس کی آنکھوں میں نمی دیکھتے اسے جھٹکے سے اپنی باہوں میں اٹھائے باہر بیڈ پر لا کر بیٹھایا تھا پھر واپس واش روم جاتے مقدس کا ہینگ کیا گاؤن تھامے وہ باہر آیا مقدس بیڈ پر اسی پوزیشن میں بیٹھی تھی جس میں ثوبان اسے چھوڑ کر گیا تھا مقدس کے قریب آتے ثوبان نے اسے گاؤن پہناتے کبرڈ کا رخ کیا کبرڈ سے اپنی سیاہ اجرک نکالے مقدس کے گرد اچھے سے پھیلاتے ثوبان نے مقدس کو پھر اپنی باہوں میں بھرتے کمرے سے باہر قدم رکھے تھے مقدس پریشان سی ثوبان کے غصیلی تاثرات کو دیکھے تھوک نگل رہی تھی ثوبان کے چہرے پر چٹانوں سی سختی تھی۔

"ثوبان۔۔ آپ۔۔ کہاں۔۔ لے۔۔ کر۔۔ جا۔۔ رہے۔۔ ہیں " مقدس نے ہمت کرتے ثوبان سے استفسار کیا۔

"تمہیں دیکھانے کہ ثوبان جازم داؤد نے مقدس ثوبان داؤد سے کتنی محبت کی ہے " ثوبان نے مقدس کو دیکھے بنا برفیلے لہجے میں کہا مقدس خاموش ہو گئی۔

ثوبان سیڑھیاں اترتا حویلی میں موجود بیسمنٹ کی سمت بڑھ رہا تھا جہاں اس وقت اندھیرے کا راج تھا ثوبان نے دروازہ کھولتے اور بند کرتے قدم سیڑھیوں کی سمت لیے تھے سیڑھیاں اترنے کے ساتھ ساتھ وہاں سفید روشنیاں پھیل رہی تھیں یہ بیسمنٹ بچپن سے ثوبان کے انڈر تھا وہ بچپن سے یہاں اپنی قیمتی چیزوں کو چھپا کر رکھتا تھا مقدس کو جیسے یاد آیا وہ بچپن میں اکثر ثوبان سے یہاں آنے کا کہتی تھی اور ثوبان سختی سے اسے منع کر دیتا تھا کئی دفعہ چھپ کر مقدس نے یہاں داخل ہونے کی کوشش کی جب جب وہ داؤد حویلی آتی تھی لیکن ہر دفعہ کبھی ثوبان تو کبھی کوئی ملازم اسے پکڑ لیتا تھا اور ثوبان جو اس سے پہلے ہی سیدھے منہ بات نہیں کرتا تھا مزید ناراض ہوتے مقدس پر غصہ اتارتا تھا اور مقدس سب بڑوں کی منتیں کرتی ثوبان کا غصہ ختم

کرتی دوبارہ اس کے سر پر سوار ہو جاتی تھی ثوبان بچپن سے ہی مقدس کے ساتھ سخت رویہ رکھتا تھا وجہ کسی کو بھی سمجھ میں نہیں آتی تھی اور پھر ان کے نکاح کے بعد جو دشمنی چلی اس نے رہی سہی کسر نکال دی مقدس دن رات اس سنگ دل کو یاد کرتے روتی تو ثوبان جازم داؤد نے خود کو بزنس کی دنیا میں گم کر دیا۔

مقدس ماضی سے اب تک کے سفر میں گم تھی جب ثوبان نے ایک بڑے سے ہال نما کمرے میں قدم رکھا وہ اندھیرے میں ڈوبا کمرا اچانک روشنیوں میں نہا گیا ہر طرف سفید روشنی تھی مقدس اس کمرے کی خوبصورتی دیکھ دنگ رہ گئی بلاشبہ داؤد حویلی کا ہر کمرہ خوبصورت تھا مگر ثوبان یاسر مصطفی اور فراج کے کمروں کی بات ہی الگ تھی لیکن یہ بیسمنٹ نما کمرا ان سے بھی زیادہ خوبصورت تھا سنگ مرمر کا فرش کمرے کے سینٹر میں بیچھا قالین اور اس پر گول سائیز نیچا بیڈ جو بہت بڑا تھا مگر وہ اونچا نہیں تھا بیڈ کے اوپر فانوس بیڈ

کے سامنے ایک اور گول وال نما دروازہ جس میں ایک بہتا سوئمنگ پول تھا اور اس کے اعتراف کی دیواروں پر قیمتی پتھر نایاب پھول اگے ہوئے تھے وہ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسا کشمیر کے خوبصورت مشہور جھرنے کی عکاسی کرتے بنایا گیا ہے اس سوئمنگ پول میں ان دیواروں سے بہتا پانی اور پھر کمرے کی گول دیواروں پر موتیوں اور شیشے کے پردے جن پر مصنوعی جھرنے کا منظر دیکھائی دے رہا تھا مقدس ابھی اس خوبصورتی میں ہی گم تھی جب اس کی نظر تصاویر پر گئی جو ان دیواروں پر لگی تھیں کوئی دیوار ایسی نہیں تھی جو خالی ہو مقدس دیکھ کر حیران رہ گئی وہ اس ایک خوبصورت لڑکی کی تصویریں تھیں جن میں اس کی آنکھوں کے ہیزل گرین رنگ میں اس جگہ کی خوبصورتی کی چمک ابھر رہی تھی وہی چمک جو اس وقت مقدس کی آنکھیں میں ابھر رہی تھی وہ خوبصورت لڑکی مقدس ثوبان داؤد تھی بے حد خوبصورت بے حد پیاری ثوبان نے آگے قدم رکھتے مقدس کو بیڈ پر بیٹھایا مقدس ٹرانس کی سی کیفیت میں کھڑی ہوتی چاروں طرف ان تصاویر کو دیکھنے لگی چادر پھسل کر زمین بوس

ہوئی تھی مقدس کی حیرت دیکھتے ثوبان ایک تصویر کے قریب آیا جو مقدس کے بچپن کی تصویر تھی ثوبان اس تصویر پر ہاتھ پھیرنے لگا اور اس کے لبوں پر مسکراہٹ بکھری۔

"تم کہتی ہو مجھے تمہارے پاس آنے کا موقع چاہیے اور وہ موقع مجھے غصے میں ملتا ہے ؟ " ثوبان کہتا ہنس پڑا۔

"میرے پاس بچپن سے تمہارے قریب آنے کا موقع ہمیشہ رہا اور یہ موقع دینے والی تم تھیں مقدس عالم کفیر " ثوبان نے مزید کہتے اپنی اوشن بلیو آنکھیں مقدس کی ہیزل گرین آنکھوں میں ڈالی مقدس جیسے ہوش میں آئی تھی ثوبان اس سے دور کھڑا تھا۔

"تم کہتی ہو میں تم سے پیار نہیں کرتا کیا ان دیواروں پر موجود تمہاری تصویریں میری تم سے محبت کی علامت نہیں ؟ کیا اس کمرے میں موجود تمہارا خوبصورت چہرہ یہ خوبصورت ہیزل گرین آنکھیں تمہیں میری محبت کا ثبوت نہیں دیتی ؟" ثوبان نے ایک اور تصویر کے قریب جاتے مقدس کی آنکھوں پر ہاتھ رکھتے سامنے کھڑی سانس لیتی مقدس کو دیکھتے کہا مقدس دم سادھے ثوبان کو سنتی رہی۔

"تم سے پتا ہے میں نے بچپن سے سخت رویہ کیوں رکھا؟ تمہیں تو یہی لگتا تھا میں تمہیں پسند نہیں کرتا۔۔کیا تمہیں اس لڑکی کی تصویر نظر آرہی ہے جسے میں صرف پسند ہی نہیں بلکہ اس سے بچپن سے دل و جان سے محبت کرتا ہوں ؟" ثوبان نے کہتے مقدس کی سمت قدم بڑھائے تھے مقدس سانسیں تک روک گئی یہ انکشاف اسے منجمند کر رہا تھا۔

"آپ۔۔ مجھ۔۔سے۔۔ بچپن سے۔۔ محبت۔۔" مقدس بے یقین سی مدھم آواز میں بولی جیسے الفاظ حلق میں گھٹے تھے ثوبان ہنس دیا۔

"ہاں میں تم سے تمہارے بچپن سے محبت کرتا ہوں پتا نہیں کب سے مگر مجھ پر انکشاف تب ہوا جب میں پندرہ سال کا تھا اور تم نے اسکول میں ایک لڑکے سے دوستی کی تھی اور میں نے زندگی میں پہلی دفعہ کسی کی ہڈیاں توڑی تھیں جانتی ہو وہ کون تھا ؟ تمہارا پہلا لڑکا دوست جنید ہمایوں " ثوبان نے سوال کرتے جواب دیا مقدس کا منہ حیرت سے کھلا وہ لڑکا بہت شریف تھا بے حد سہما ہوا بیچارہ سا مقدس نے اس لیے اس سے دوستی کی تھی کیونکہ کلاس میں سب بچے اس کا مزاق اڑاتے تھے اور پھر دوسرے دن اسے پتا چلا جنید کا ایکسیڈینٹ ہوا ہے اور اس کی کچھ ہڈیاں ٹوٹی تھیں پھر اس لڑکے نے سکول ہی چھوڑ دیا اور کسی دوسرے شہر چلا گیا ہمیشہ کے لیے۔

"وہ۔۔آپ۔۔۔نے۔۔مگر۔۔کیوں۔۔"مقدس حیرت میں ڈوبی آواز سے بولی۔

"تم نے اس لڑکے کو دیکھ کر اپنی دس سال کی زندگی میں پہلی دفعہ مجھے اگنور کیا تھا اور وہ پہلا لڑکا تھا جو تمہارا دوست بنا تھا۔۔بس اس لیے لیکن صرف چند ہڈیاں توڑی تھیں اسکول چھوڑنے کا کہا تھا اور وہ واقعی شریف تھا اس نے ایسا ہی کیا " ثوبان نے مقدس کے چہرے پر آتی آوارہ لڑ کو کان کے پیچھے اڑساتے کہا مقدس بے یقینی سے ثوبان کو دیکھ رہی تھی وہ کسی معصوم کی ہڈیاں توڑ کر کہ رہا تھا صرف ہڈیاں ہی توڑی تھیں!! مقدس اس کی آنکھوں میں کئی سوال اٹھے تھے جنہیں دیکھ ثوبان پھر مسکرایا۔

"آج میں تمہارے سارے سوالات کا جواب دوں گا " مقدس نے لبوں کو واہ کرنا چاہا جب ثوبان نے مقدس کے لبوں پر اپنی شہادت کی انگلی رکھے انھیں فوکس میں لیتے کہا تھا۔

"مجھے پندرہ سال کی عمر میں پتا چلا میں تم سے محبت کرتا ہوں اور یہ انکشاف میری نیندیں اڑا گیا تھا مجھے اس بات کا احساس دلانے والا میرا دوست مصطفیٰ شاہ میر تھا جس نے میری آنکھوں میں اس لڑکے (جنید) اور تمہارے لیے بے حد غصہ دیکھا تھا کئی دن میں خود میں محدود رہا اپنے جزبات کو سمجھنے کی کوشش کرتا رہا یاد ہے میں ایک ہفتہ فارم ہاؤس میں رہا تھا اکیلا مصطفیٰ کے ساتھ اور تم روز روز داؤد حویلی آتی تھی اور روتی تھی اور واپس چلی جاتی تھی میں تمہارے رونے سے بے چین ہمیشہ سے ہو جاتا تھا میں حویلی میں لگے کیمروں کی مدد سے تمہیں گارڈن میں تو کبھی اپنے کمرے میں جاتا دیکھتا تھا گارڈن میں تم روتی صاف دیکھائی دیتی تھیں اور میرے کمرے سے نکلنے کے بعد تمہاری آنکھیں گلابی ہوتیں تھیں لیکن میں بھی انگاروں پر لیٹا تھا میں اس ایک ہفتہ میں سکون کی نیند نہیں سو سکا تھا اور جب میں نے اپنے اندر

تمہارے لیے جزبات کو جان لیا تو کشمیر کی خوبصورت پہاڑوں میں تمہارا نام لے کر اپنی محبت کو قبول کیا تھا۔۔"ثوبان کہتا مسکرا دیا۔

"اور پھر میں حویلی واپس آیا اپنے کمرے میں گیا تو تم وہاں بیٹھی میرا انتظار کر رہی تھی دو پونیاں کیے سکائے بلیو فراک پہنے اپنی ہیزل گرین آنکھوں کو نم کیے سوں سوں کرتی مجھے دیکھ کر تم میرے سینے سے پہلی دفعہ آ لگی تھی اور میں شل رہ گیا" ثوبان نے کہتے مقدس کے ہونٹوں کو اپنے انگوٹھے سے سہلایا تھا۔

"تم دس سال کی بچی لیکن میں اس اتج میں تھا جہاں لڑکوں کے جوان جذبات سر اٹھانے لگتے ہیں مجھے اپنے اندر ایک شیطان سا پنپتا محسوس ہوا تھا میرے ہاتھ کانپ رہے تھے اور تم میرے سینے سے لگی رو رہی تھیں میں اس وقت کیا کر گزرتا مجھے نہیں پتا تھا تمہاری نظر میں یہ غلط ہو گا میں برا ہو گا یا ہر لڑکی

کی نظر میں یہ انکشاف کرنے والا ہر لڑکا برا ہو گا لیکن میرے یہ جزبات کوئی لڑکا اچھے سے سمجھ سکتا ہے وہ ایج ہمارے ڈیولپمنٹ کی ہوتی ہے اور اس ایج میں خود پر قابو پا لینا آپ کی زندگی سوار بھی سکتا ہے اور قابو نا پانا آپ کی دنیا اور آخرت برباد بھی کر سکتا ہے مثال تمہارے سامنے ہے یاسر۔۔"ثوبان نے کہتے اپنا رخ ایک ٹیبل ٹرار کی سمت کیا۔

"مجھے نہیں پتا یاسر نے کتنے ناجائز تعلقات رکھے اور کب سے رکھے ہیں میں نے اس پر نظر پاکستان آنے کے بعد رکھنا شروع کی تھی جب وہ تنہا رہنا پسند کرتا تھا وہ میرا بھائی تھا میں اس کے لیے فکر مند ہو جاتا تھا اور یہ بات نہیں میں نے اسے روکنے کی کوشش نہیں کی میں نے مصطفی نے یہاں تک کہ فراج نے بھی اسے بہت سمجھایا لیکن وہ ہم سے ہی دور ہو جاتا تھا وہ پاکستان رہنے کے لیے مشکلوں سے مانا تھا اور وجہ عشراق سے نکاح کرنا تھا مجھے نہیں پتا عشراق اسے کب پسند آگئی اور وہ نکاح کے دوران ان چیزوں کو ختم کر چکا

تھا لیکن پھر جو جویریہ نے کیا وہ اس دلدل میں دوبارہ پھستا چلا گیا اور ہم اسے چاہ کر بھی نہیں روک پائے " ثوبان نے سگریٹ جلاتے جھرنے کو دیکھتے کرب سے کہا تھا۔

"خیر۔۔میرے جزبات بے قابو ہو رہے تھے خدا کی قسم اس سے پہلے تمہیں لے کر میرے دماغ میں کبھی کوئی غلط خیال نہیں آیا تھا لیکن اپنے اندر تمہاری محبت قبول کرنے کے بعد میں نے تمہارے لیے وہ جزبات سوچے تھے اور مجھے خود سے نفرت ہوئی تھی اتنی کہ میں ڈر گیا تھا خود سے میں نے تمہیں اپنے سینے سے ہٹاتے پیچھے دھکیلا تھا اور تمہارا سر غلطی سے بیڈ کے سرے سے جا لگا تم بے ہوش ہو گئی تھیں تمہارے سر سے خون نکل رہا تھا میں فورا تمہارے قریب آتا وہ خون روکنے کی کوشش کرنے لگا اور مسلسل چیخ رہا تھا سب کو آوازیں دے رہا تمہیں سب ہاسپٹل لے کر گئے تھے لیکن میں وہی بیٹھا رہا وہاں گرے تمہارے خون کو دیکھتا رہا اور تمہاری اس موتیوں کی مالا کو جس پر

آج بھی تمہارا خون لگا ہے " ثوبان نے کہتے ٹرار سے وہ مالا نکالی تھی وہ سفید موتیوں کی مالا تھی جس کے کچھ موتیوں پر سیاہ خول جم چکا تھا وہ مقدس کا خون تھا جو سوکھ چکا تھا رنگ تبدیل ہو گیا تھا مقدس نے اس موتیوں کی مالا کو دیکھا۔

"تم ہوش میں آئی سب نے پوچھا تمہیں چوٹ کیسے لگی تھی اور تم نے کہا میرا پاؤں کارپٹ سے ٹکرا گیا تھا سب صحیح کہتے ہیں تم بچپن سے میری دیوانی تھی میرے زخم کو بھی اپنی غلطی بتا کر چھپا لیا اور بابا حضور سے مار کھانے سے مجھے بچا لیا لیکن مجھے باخدا مار کا ڈر نہیں تھا مجھے خود سے ڈر لگتا تھا بابا حضور میری چمڑی ادھیڑ دیتے میں اُف تک نا کرتا لیکن تم ثوبان جازم داؤد کی دیوانی تھی تم اس کی چمڑی ادھڑتے کیسے دیکھ سکتی تھی " ثوبان کہتا وہ مالا ٹرار پر رکھ کر اس کے موتیوں کو ہلاتا سگریٹ کے گہرے کش لیتا مسکرا کر بولا تھا مقدس کی آنکھیں سے سیال بہے تھے ہاں وہ بچپن سے اس کی دیوانی تھی۔

****

"اور اس دن کے بعد میں نے تم سے نفرت کا خول چڑھا لیا تمہیں چھپ چھپ کر دیکھتا تمہاری تصویر کھینچتا اور اپنے اس قیمتی کمرے میں اپنی بچپن سے لے کر پندرہ سال کی عمر تک کی جمع کی گئی اپنے ماں باپ سے ملی اپنے بہن بھائیوں کی خوبصورت قیمتی یادیں یہاں سے نکال کروہ انمول شے سجا دی جو میرے دل میں بستی ہے اور میں راتوں کو کئی لمحے تمہیں آنکھوں میں سجائے رکھتا " ثوبان نے گہرا سانس لیتے تصویروں کو دیکھا پھر اس کی نظر اس کمرے میں اس پہلی تصویر پر گئی جو بہت بڑی تھی اور اس میں مقدس اور ثوبان ساتھ تھے وہ ان کے نکاح کی تصویر تھی ثوبان نے اس کی سمت قدم بڑھائے مقدس بہتی آنکھوں کے ساتھ ثوبان کو دیکھ رہی تھی وہ پہلا لمحہ تھا مقدس کے لیے جب ثوبان نے اس کی آنکھوں میں دیکھا تھا وہ لمحہ مقدس اور ثوبان کے نکاح کا تھا۔

"میں نے کبھی تم سے محبت کا اقرار نہیں کیا محرم بن کر کرنا چاہتا تھا اور جس دن تم میرے نام ہوئی اسی رات کرنا چاہتا تھا میں نے دادجی سے بے شرم بنتے فورا رخصتی کی بات کی تھی لیکن انھوں نے مجھے ڈپٹ دیا کہ جب تک مقدس کی پڑھائی پوری نہیں ہوتی رخصتی نہیں ہوگی اور انھوں نے مجھے تم سے رخصتی تک دور رہنے کی تائید بھی کی تھی وہ میری آنکھوں میں تمہارے لیے جزبات شاید دیکھ چکے تھے اور تمہارے لیے ڈر بھی گئے تھے (ثوبان یہ کہتا ہنس پڑا ثاقب داؤد کی شکل اسے یاد آئی تھی جو سرخ چہرے سے اسے گھور رہے تھے اس وقت) جس پر میں نے احتجاج کرنا چاہا میں اور داجی بات کر ہی رہے تھے جویریہ کی چیخوں کی آوازیں گونجی اور پھر وہ سب۔۔۔مجھ سے ایک لمحہ تم سے دوری برداشت نہیں ہو رہی تھی میں پچیس سال کا تھا اس وقت میرے دس سالوں کے جوان جذبات میری محبت تمہاری منتظر تھی میں تڑپ رہا تھا تمہارے قریب آکر تم سے اظہار محبت کرتے تمہاری روح میں اترنے کے لیے لیکن پھر میری قسمت میں انتظار لکھ دیا گیا جویریہ نے جو بھی کیا

میرے دماغ میں پہلا خیال یہ آیا کہ جس طرح حنان نے میری بہن کو مسلا ہے تمہیں بھی مسل کر اس کے سامنے پھینک دوں اسے پتا چلے کہ بہن کی تکلیف کتنی بڑی ہوتی ہے بہن کی عزت لوٹنے کا دکھ بھائی کے لیے سوہان روح ہوتا ہے اور پھر ایک دفعہ میں نے تم سے نفرت کا خول چڑھا لیا اس لیے کہ میں تمہیں نقصان پہنچا کر بھلے تم میرے نکاح میں تھی میں تمہارا مان نہیں توڑ سکتا تھا میں خود مر جاتا تمہیں رسوا کر کے تمہاری نسوانیت ختم کر کے تمہارا مزاق بنا کے۔۔ لیکن تم سے نفرت کا دعویٰ کرنے کے باوجود بھی تم سے کبھی غافل نہیں رہا ان پانچ سالوں میں تمہارے ہر دن سے واقف تھا تمہاری یہ تصویریں گواہ ہے اس بات کی " ثوبان نے کہتے اس دیوار ایک حصے میں کئی چھوٹے سائیز کی سو کی تعداد میں تصاویر کی سمت اشارہ کیا مقدس نے ثوبان کے تعاقب میں دیکھا وہ سچ کہ رہا تھا پانچ سالوں میں مقدس کے یونیورسٹی جانے کی عید تہواروں کی فنکشن کی اوٹنگ کی کفیر حویلی کے ٹیرس پر کھڑے ہونے کی بھی کچھ تصاویر تھی مقدس دم سادھے دیکھے گئی۔

"لیکن میں بھائی بھی تو تھا اور تم اس وقت ہمارے دشمنوں کی بیٹی ، تمہارے ساتھ میں کچھ بھی کر سکتا تھا لیکن تم میری عزت تھی تمہیں اموشنلی ایکسپلوئیڈ بھی کر سکتا تھا تم تو پاگل تھی میرے لیے میرے پاس آجاتی ، تم سے سکون حاصل کر سکتا تھا اپنی دس سالوں کی تڑپ بھی مٹا سکتا تھا جائز تھا میرے لیے شوہر تھا تمہارا۔۔ لیکن اس سے بڑھ کر تم سے محبت تھی اور اپنی محبت کی عزت تھی ، میں تمہارا مان توڑ کر اس وقت اپنا سکون حاصل کر کے تمہیں بے سکون نہیں کر سکتا تھا اپنی تڑپ مٹا کر تمہیں تڑپنے کے لیے نہیں چھوڑ سکتا تھا اس لیے خود کو ہمیشہ تم سے دور رکھا اور یہی وجہ تھی تمہاری رخصتی ہونے پر تمہیں اپنے کمرے میں دیکھ میں خود کو تم سے دور نہیں کر پایا تم پر اپنی شدتیں قربتیں نچھاور کرنے کے لیے بے قابو ہو رہا تھا اس دن کی میری تڑپ میری آنکھیں یاد ہے نا تمہیں؟ " ثوبان نے پھر مقدس کو دیکھتے کہا مقدس کے سامنے وہ منظر لہرایا جب ثوبان اس کے لیے بے چین تھا اس کی بے قراریاں اس کی آنکھوں سے اس کے ہر انداز سے ظاہر ہو رہیں تھیں اور

مقدس اس کی قربت سے ڈر رہی تھی اور منع کرنے کے باوجود بھی ثوبان مقدس کو پوری رات بنا اس کی روح میں اترے بھی بے باکی سے محسوس کرتا اپنے لبوں کی پیاس بجھاتا رہا تھا مقدس کو نیند میں بھی ثوبان کے لبوں کی تپش اپنے وجود پر محسوس ہو رہی تھی۔

"لیکن پھر بھی آپ نے اس شمائلہ سے منگی۔۔"مقدس کو اس رات کے ساتھ یہ بھی یاد آیا کہ وہ اس کی جگہ کسی اور کو دے رہا تھا مقدس پاگل تھی اس کے لیے ثوبان ایک اشارہ کرتا وہ اپنے خاندان کے خلاف جا کر جس طرح رخصتی کروائی تھی اسی طرح ثوبان کے پاس آجاتی ثوبان کا کہا ہر لفظ سچ تھا اور اس کی آنکھوں میں مقدس کے لیے محبت بھی سچی تھی جب وہ اس سے اتنی محبت کرتا تھا تو شمائلہ سے منگی کیوں کر رہا تھا ثوبان نے شمائلہ کے زکر پر لب بھینچے تھے وہ مقدس کو صرف دیکھے گیا۔

****

"میں نے وہ منگنی بھی مصلحت سے کرنی تھی اور مجھے یقین تھا یہ منگنی نہیں ہو گی کفیر'ز کبھی نہیں ہونے دے گے اور ایسا ہی ہوا اگر منگنی ہو بھی جاتی تو میں نکاح کبھی نا کرتا منگنی صرف میں نے کفیر'ز کو جوش دلانے کے لیے کی تھی کیونکہ میں کیا دادجی بابا حضور چچا حضور سب بے بس تھے اماں حضور اور چچی حضور کے آگے۔۔نا میں شمائلہ کو پسند کرتا تھا نا وہ مجھے میں نے ہمیشہ تم سے محبت کی ہے بے انتہا محبت اتنی کہ کبھی شمائلہ کو کیا کسی بھی لڑکی کو آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھا جس طرح تمہیں دیکھتا ہوں کسی کے قریب نہیں آیا جس طرح تمہارے آتا ہوں یہ تو دور کی بات ہے کبھی کسی لڑکی کا نام نہیں لیا اس شدت سے جس شدت سے تمہارا لیتا ہوں ثوبان جازم داؤد نے تم سے بہت محبت کی ہے مقدس ثوبان داؤد۔۔ I love u I love u so much my love " ثوبان نے مقدس کی آنکھوں میں دیکھے اسے شانوں سے تھامے اس کے رخصار سے نمی کو اپنی انگلیوں کے پوروں سے صاف کرتے اپنی آنکھوں میں مقدس کا عکس بسائے کہا مقدس ہل بھی نا سکی خاموش رہی ثوبان کو دیکھتی

رہی پھر نگاہیں جھکا گئی ثوبان کا چہرہ پل میں سپاٹ ہوا وہ اب بھی اس سے جھجھک رہی تھی کیا اسے شائلہ والی بات پر یقین نہیں تھا کیا اب بھی اس کی انسکیورٹی نہیں ختم ہوئی تھی ؟

"تمہیں اگر میری محبت پر یقین نہیں تو مجھے لگتا ہے میں تمہیں کبھی ثابت نہیں کر پاؤں گا کہ مجھے تم سے کتنی محبت ہے اور اس سب کے علاوہ میرے دل کے علاوہ میرے پاس کوئی ثبوت بھی نہیں اپنی محبت ثابت کرنے کا تم چاہو تو یقین کرو نا چاہو تو تمہاری مرضی۔۔تم کمرے میں چلی جاؤ آرام کرو " ثوبان نے اپنے اعتراف میں دیواروں پر اشارہ کرتے پھر اپنے دل پر انگلی رکھے کہا اور مقدس سے قدم پیچھے لے گیا مقدس نے سر اٹھا کر ثوبان کو دیکھا وہ پلٹ گیا مقدس ٹھہر گئی ثوبان نے جھرنے کے پاس قدم لیے تھے پھر وہ اپنی شرٹ کے بٹن کھولتا زمین بوس کر گیا اور سومینگ پول میں قدم رکھتا اپنے سر پر گرتے جھرنے کے پانی کو بالوں میں ہاتھ پھیرتے چھونے لگا اس کی

اوشن بلیو آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں چہرے پر کرب تھا اسے اور کتنا اپنے جزبات پر پل باندھنا پڑے گا کتنا اور بیوی کی قربت کے لیے تڑپنا پڑے گا ثوبان اپنی سوچوں میں گم تیراکی کرتا سومینگ پول کے کنارے پر کھڑا ہوا تھا وہ اپنی سوچ اور جزبات پر قابو پانے کی ناکام سعی کر رہا تھا اس نے ایک دفعہ بھی پلٹ کر مقدس کو نہیں دیکھا تھا شاید وہ اسے یہاں سے جاتا ہوا نہیں دیکھنا چاہتا تھا اس نے سوچا تھا وہ اظہار محبت یہاں کرے گا جہاں اس کے پاس مقدس کو اپنی محبت کا یقین دلانے کے لیے ثبوت ہونگے وہ اپنے جزبات بیان کر سکے گا اور پھر اپنی تڑپ مٹائے گا اپنا سکون حاصل کرتے اپنی شدتوں اور قربت سے مقدس سے ایک دفعہ پھر اظہار محبت کرے گا لیکن یہاں تو سب کچھ بے کار ہو گیا تھا وہ اپنی سوچوں میں گم تھا جب اسے ایک نرم و نازک ملائم ہاتھ اپنی پشت پر محسوس ہوا وہ پلٹا تھا اور پھر حیران رہ گیا سوچوں کا تسلسل ٹوٹا تھا وہ مقدس تھی اور اس کے علاوہ کون ہو سکتی تھی جو ثوبان

جازم داؤد کے اتنے قریب اسکے وہ کے پیچھے کھڑی تھی ثوبان کے پلٹنے پر وہ اپنی باہیں ثوبان کے گلے میں ڈال گئی۔

"آپ نے سارے سوالات کے جواب بنا مانگے دے دیئے لیکن محبت کے اظہار کے بعد میرا جواب تو سن لیتے۔۔مجھے آپ کی ہر بات پر آپ کی محبت پر یقین میں آپ کی محبت جو قبول کرتی ہو۔۔"مقدس نے ٹھنڈے پانی کو اپنے اوپر گرتا محسوس کرتے کپکپاتے ہونٹوں سے کہا ثوبان نے اس کی کمر پر گرفت مضبوط کرتے اپنے سینے میں بھینچا ثوبان مسکرا دیا اسے جواب مل گیا تھا۔

\-----------------------------

عشراق کو کمرے میں لاتے یاسر نے اسے شاور لینے کے لیے واش روم تک لے کر گیا تھا اس کے کپڑے نکالتے ڈریسنگ روم میں رکھے صوفے پر رکھ گیا تھا عشراق اس وقت یاسر کے نکالے گئے وائٹ خوبصورت ہلکے مگر بے حد نفیس کام دار ڈریس میں ملبوس تھی خوبصورت آبشار جیسے بال پشت پر بکھرے تھے شفاف پر نور چہرہ سوچوں میں گم تھا شانوں پر ڈوپٹہ پھیلایا ہوا تھا شاور لینے کے بعد یاسر نے عشراق کے بال ڈرائے کرتے اسے بیڈ پر احتیاط سے لٹایا تھا لیڈی ڈاکٹر آچکی تھیں عشراق کا چیک اپ کرتے یاسر نے انھیں عشراق کو دے گئے انجیکشن سے متعلق ہر معلومات فراہم کی تھی وہ ڈاکٹر کشمیر کی بہترین ڈاکٹرز میں سے ایک تھیں انھوں نے فی الوقت تو عشراق کی نارمل حالت اور ضروری معائینے کے بعد یاسر کو پر سکون رہنے کا کہ دیا تھا کہ خطرے کی کوئی بات نہیں مگر عشراق کے کچھ ضروری ٹیسٹ کروانے کا بھی کہا تھا ڈاکٹر کے جانے بعد یاسر نے عشراق کے لیے سوپ منگوایا اور اپنے ہاتھوں سے اسے پلاتے میڈیسن دیتے خود شاور لینے کے لیے چلا گیا تھا۔

یاسر شاور لے کر اپنے گیلے بالوں کو ٹاول سے رگڑتا واٹ ٹراؤزر میں شرٹ لیس ڈریسنگ سے باہر نکلا تھا سامنے بیڈ پر کراؤن کے ساتھ ٹیک لگائے اپنی زندگی کو دیکھتا مسکرا اٹھا۔

"میری ملکہ " یاسر نے عشراق کے قریب بیٹھتے اس کے مومی ہاتھ کو اپنے لبوں سے لگایا تھا عشراق جیسے سوچوں کے تسلسل سے باہر نکلی تھی۔

"کن سوچوں میں گم ہو ؟" یاسر نے عشراق کی ہتھیلی کی پشت کو سہلاتے استفسار کیا۔

"آپ کی گرلفرینڈ یہ ہی لڑکی تھی ؟ اس کے والد نے مجھے کیڈنیپ کیوں کیا ؟ آپ اس سے شادی نہیں کر رہے تھے اس لیے ؟ پھر جب شادی ہوگئی تو وہ مجھے کیوں مارنا چاہتا تھا اور اگر اسے آپ کی شادی اس لڑکی سے کروانی تھی تو اس نے آپ کو سیاست چھوڑنے کے لیے کیوں کہا ؟ اور پھر جویریہ بھابھی اور افق کو کیوں کڈنیپ کیا ؟ " عشراق کے دل میں بہت سے سوالات تھے جو اسے بے چین کیے ہوئے تھے یاسر نے تحمل سے عشراق کو سوال کرنے دیئے

۔

"ہاں ملکہ وہ ہی میری آخری گرلفرینڈ تھی یہ ہی تھی وہ لڑکی جس کی نائیٹی میں فارم ہاؤس میں تمہیں۔۔خیر اس کے باپ نے ہی تمہیں جویریہ اور افق کو کڈنیپ کیا تھا تمہارے بھائی اور جویریہ کی اس سے دشمنی تھی ان سے اپنی دشمنی کا بدلہ لیا ، مصطفی سے دشمنی تھی تو افق کو مہرہ بنانا چاہا ،افق مصطفی جویریہ اور تمہارا بھائی مجھ سے جڑے تھے ایک وجہ یہ بھی تھی اس نے

ہمارے خاندان میں جتنے بھی ان کے دشمن تھے سب سے بدلہ لینے کی کوشش کی لیکن اصل وجہ مجھے سیاست سے دستبردار کرنا اور اپنی بیٹی کی شادی مجھ سے کروانا تھی اس لیے اس شخص(خبیث)نے تمہیں ٹارگٹ کیا میری کمزوری تم تھی تمہارے لیے ہی میں نے اس کی بیٹی سے شادی کی تھی خیر یہ سیاست وہ اس لیے چھوڑوانا چاہتا تھا تاکہ ہمارے کشمیر کو غیر ملکی دہشت گردوں کی جاہ پناہ بنا سکے اور باقی سب تم جانتی ہے " یاسر نے کندھے اچکاتے سادگی سے کہا وہ مسلسل عشراق کی ہتھیلی کی پشت کو رب کر رہا تھا۔

"اس لڑکی کا نام کیا ہے ؟" عشراق نے پوچھا یاسر کا عشراق کی ہتھیلی رب کرتا انگوٹھا رکا اس نے نگاہیں اٹھائے سنہری آنکھوں میں دیکھا۔

"شفا " یاسر نے جواب دیا۔

"تم فکر مت کرو ملکہ تمہاری جگہ کوئی نہیں لے سکتا نا میں کسی کو دے سکتا ہوں میں صبح ہوتے ہی اسے طلاق دے دوں گا " یاسر نے عشراق کے گال کو چھوتے کہا۔

"مجھے آپ کی شفا سے شادی پر کوئی اعتراض نہیں ہے یہ آپ پر منحصر ہے آپ اسے طلاق دینا چاہتے ہیں یا نہیں۔۔ لیکن میں آپ سے یہی کہو گی آپ اسے نا چھوڑے وہ ٹوٹی ہوئی لگتی ہے جیسے کوئی بہت بڑا دکھ اپنے سینے میں دفن کیے ہوئے۔۔ " عشراق نے یاسر کی سیاہ آنکھوں میں دیکھتے کہنا چاہا مگر یاسر کو شفا کا زکر پسند نا آیا۔

"تم بس مجھے سوچوں ملکہ مجھے دیکھوں میری تکلیف کی فکر کرو مجھے تمہارے لبوں سے کسی کا زکر یا فکر نہیں پسند اور اس لڑکی کی تو بلکل نہیں " یاسر عشراق کے ایک ہاتھ کو اپنے دل پر سہلاتے مخمور لہجے میں بولا آنکھوں میں اپنی ملکہ کے لیے بے پناہ محبت واضح نظر آرہی تھی۔

"یا۔۔سر " عشراق شرم وخفت سے نظریں اٹھائے یاسر کی خمار زدہ آنکھوں سے گھبراتی اپنا ہاتھ کھینچنے لگی جو یاسر پہلے سے زیادہ مضبوطی سے تھام گیا۔

"آپ۔۔مجھے۔۔پریشان۔۔نا۔۔کرے۔۔نا "عشراق ٹوٹے لہجے میں گھبرائی سی بولی یاسر ایک دیو ہیکل وجود کا مالک باڈی بلڈر شخص تھا خوبصورت مرد اور عشراق نازک معصوم اور بے تحاشہ خوبصورت چھوئی موئی سی لڑکی وہ یاسر کی آنکھوں میں اٹھتے جذباتوں کو دیکھ اپنی سانسیں روک لیتی تھی یاسر نے عشراق

کی گھبراہٹ محسوس کرتے اس کا ہاتھ نرمی سے چھوڑا اور اس کی پیشانی پر محبت ثبت کیے اپنی جگہ سے کھڑا ہوا۔

"تم مجھے جتنا بے چین کر رہی ہو نا ملکہ با خدا جس دن تم نے اقرار محبت کیا نا میں خود نہیں جانتا میں کیا کر گزروں گا اور شاید تب تمہاری یہ گھبراہٹ بھی مجھے نا روک پائے " یاسر نے عشراق پر گہری نظر مرکوز کرتے کہا عشراق یاسر کی بے باک بات کا مطلب سمجھتی سٹپٹاتی رخ پھیر گئی جبکہ یاسر نے عشراق کی رنگت کو پھر سرخ ہوتے دیکھ اپنی مسکراہٹ دبائی تھی۔

"پانی لائے ختم ہو گیا ہے " عشراق نے جگ کو دیکھتے اپنی شرم مٹانے کی سعی کرتے یاسر کو حکم دیا یاسر کا منہ حیرت سے کھل گیا لیکن پھر خود کو کمپوز کر گیا۔

"ابھی وزیر اعظم کی کرسی سے اترے ایک دن بھی نہیں ہوا مجھ سے ملازموں والے کام کروائے جا رہے ہیں" یاسر باآواز بلند بڑبڑایا عشراق پہلے حیران ہوئی پھر اس نے یاسر کو دیکھا جس کے چہرے پر دبا دبا غصہ تھا وہ اپنے رومینس میں پانی لانے کا حکم سنتا جھنجھلایا تھا عشراق کی ہنسی چھوٹ گئی یاسر محوت سے اسے دیکھنے لگا۔

"فارغ مرد گھر کا کام تو کر ہی سکتے ہیں نا " عشراق مسکراہٹ دبائے شرارت سے بولی یاسر ہوش میں آتا منہ بنا گیا عشراق کو وہ اس وقت چھوٹا معصوم سا بچہ لگا تھا۔

"کل سے ہی کوئی نوکری ڈھونڈو گا ایسے ہی حویلی بیٹھا رہا تو ابھی بیوی کام کروا رہی ہے پھر سارا خاندان کام کروائے گے " یاسر جگ تھامے بڑبڑاتا کمرے سے باہر نکلا جبکہ یاسر کی بڑبڑاہٹ سنتے یاسر کے جانے کے بعد عشراق کھکھلا کر ہنس دی۔

یاسر کچن سے جگ ٹھنڈے پانی سے فل کرتا اوپر کی سمت بڑھ رہا تھا جب اسے شفا حویلی کے باہر جاتی نظر آئی وہ سیاہ چادر سر پر اوڑھے اسی چادر میں اپنے دونوں ہاتھ چھپائے عجلت میں لگ رہی تھی یاسر کے تاثرات سخت ہوئے تھے وہ جگ کو سینٹر ٹیبل پر رکھتا شفا کے پیچھے بڑھا تھا شفا جو گارڈن میں کھڑی ادھر ادھر دیکھ رہی تھی چادر چہرے سے وہ ہٹا چکی تھی حویلی کی اس سمت سکیورٹی گارڈ کی ڈیوٹی نہیں ہوتی تھی شفا اپنے ہاتھ میں موجود جائے نماز بچھانے لگی تھی کہ یاسر نے جھٹکے سے شفا کا بازو دبوچا تھا اور اس کا رخ پلٹا تھا جائے نماز گارڈن کی گھاس پر گرا تھا جسے یاسر نے نہیں دیکھا شفا یاسر کے

چٹانی سینے سے جا ٹکرائی تھی وہ ہڑبڑا کر بازو میں اٹھتے درد سے کرہاتے مقابل کو دیکھنے لگی جو کسی دیو کی طرح شفا کو قابض کیے ہوئے تھا کہ رات کی چاندنی اور گارڈن میں موجود مدھم لائیٹس کی روشنی میں یاسر کا سرخ چہرہ دیکھتے شفا فورا اپنا ہاتھ یاسر کے سینے سے ہٹا چکی تھی جسے یاسر جھٹکنے ہی والا تھا۔

"آ۔۔پ " شفا تھوک نگلتی بولی اس کے چہرے پر گھبراہٹ تھی وہ یاسر سے ڈر رہی تھی جبکہ یاسر اس کی گھبراہٹ کا کوئی اور مطلب نکلتا شفا کے بازو پر گرفت مضبوط تر کرتا دوسرے ہاتھ سے شفا کا چہرہ دبوچ گیا شفا کو اپنا بازو اور جبڑہ ٹوٹتا ہوا محسوس ہوا چادر سر سے اتر کر کندھے سے پھسلتی پیروں پر گری تھی۔

"یہاں کیا کر رہی تھی ذلیل عورت ؟ میرا شک صحیح تھا تم اپنی فطرت سے کبھی پیچھے نہیں ہٹ سکتی آخر ہو تو گندے خون کی پیداوار خون میں بسی

فطرت کیسے بدلو گی " یاسر طنزیہ مسکراتا خونخوار نظروں سے شفا کو دیکھتا اس کے چہرے پر غرایا تھا یاسر کے غصے سے حدت گرم سانسیں اس کے الفاظ کے ساتھ شفا کو فنا کرنے لگی تھیں شفا کی آنکھوں میں نمکین پانی ٹھیرا تھا لیکن وہ ضبط کرتی رہی۔

"ن۔۔ن۔۔ہیں(نہیں)" شفا نے بولنے کی کوشش کی مگر یاسر کی گرفت مزید سخت ہوئی شفا کے ضبط کیے آنسو باڑ توڑے گالوں پر بہے تھے۔

"بتاؤ کونسے عاشق سے ملنے آئی ہو یہاں ؟ کیا منصوبہ بنا رہی ہو ؟ کیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہو تم ؟ میری ملکہ کو یا گھر والوں کو دوبارہ نقصان پہنچانا چاہتی ہو تم ؟" یاسر پھنکارا شفا کو لگا جیسے یاسر اگر دو سیکنڈ میں اس سے دور نا ہوا تو وہ مر جائے گی اپنی ٹانگوں پر کھڑے رہنا اسے مشکل لگا یاسر کے سینے پر ہاتھ رکھتے شفا نے اس کا سہارا لینا چاہا جو مزید غصے سے پاگل ہوتا شفا کا ہاتھ جھٹک گیا اور

اچھوت کی طرح یک دم اسے پیچھے دھکیل گیا شفا لڑکھڑا کر اپنے پیٹ پر گھبراتے ہوئے ہاتھ رکھتی سنبھلی تھی بھورے بال آبشار کی طرح بکھرے تھے وہ گہرے گہرے سانس لے رہی تھی جھکی ہوئی چہرہ شدید سرخ ہوا تھا آنسو سیال کی مانند بہہ رہے تھے یاسر کو یہ سب ناٹک ہی لگا وہ دوبارہ پھیرے شیر کی طرح شفا کی سمت ایک قدم بڑھا گیا شفا دو قدم پیچھے ہوتی نفی میں سر ہلا گئی۔

"میں۔۔ کچھ۔۔ نہیں۔۔ کر۔۔ رہی۔۔ میں۔۔ تہجد۔۔ پڑھنے۔۔ آئی۔۔ تھی" شفا نے بری طرح سسکتے ہوئے جائے نماز کی سمت اشارہ کیا تھا یاسر نے بے ساختہ جائے نماز کو دیکھا پھر شفا کی چادر کو جس پر وہ اپنے سلیپر رکھ گیا تھا یاسر نے وہ قدم پیچھے لیا شفا کو دیکھا جو روتی ہوئی ہچکیاں بھرتے اسے ہی دیکھ رہی تھی

۔

"یہ کونسی جگہ ہے تہجد پڑھنے کی ؟" یاسر نے بامشکل شفا کی بات کا نا چاہتے ہوئے بھی یقین کیا وہ شفا کی اس قدر پارسائی دیکھ جھنجھلاہٹ کا شکار ہو جاتا تھا ۔

"مجھے۔۔اندھیرے۔۔میں۔۔گھٹن۔۔ہوتی۔۔ہے اور۔۔کمرے۔۔سکون۔۔نہیں ۔۔مل۔۔رہا۔۔تھا" شفا نے ہچکی لیتے صفائی دی۔

"یہ اندھیرا تو تمہیں کبھی پسند تھا۔۔اسی اندھیرے میں تو تم گھر سے نکلنا پسند کرتی تھیں " یاسر نے ماضی کا ایک زور دار طماچہ شفا کے منہ پر دے کر مارا وہ بنا آواز کا طماچہ شفا کی روح فنا کر گیا آنسو ٹھہر گئے وہ ساکت ہو گئی نظریں جھک گئیں یاسر تمسخر سے مسکرا دیا۔

"تم ایک بات یاد رکھنا اگر کبھی بھی میرے خاندان میری ملکہ کو تکلیف پہچانے کی کوشش کی تو وہ حشر کرو گا کہ زندگی بھر یاد رکھو گی سمجھی " یاسر چبا چبا کر کہتا حویلی کی سمت بڑھ گیا شفا یاسر کو جاتا دیکھ وہی بیٹھی تھی پھر آنسو بہنے شروع ہوئے۔

"یا اللہ میری مدد کر میں اس شخص کی مزید نفرت نہیں جھیل سکتی " شفا سسک پڑی۔

مصطفی کمرے میں داخل ہوا تھا کمرہ نارمل درجہ حرارت پر گرم تھا افق کنفرٹر میں منہ چھپائے سو رہی تھی قندیل نے اسکا بھرپور خیال رکھا تھا سوپ اور

دوائی بھی دے چکی تھی مصطفی افق کو بیڈ سے قدرے فاصلے پر کھڑا دیکھ مسکرایا اور پھر ڈریسنگ روم میں چلا گیا کچھ دیر بال بالوں کو خشک کرتا بلیک ٹراؤزر میں ملبوس بنا شرٹ کے مصطفی ڈریسنگ سے نکلا افق کی آنکھ کھل چکی تھی افق سیدھی ہو کر بیٹھی ہوئی تھی جبکہ مصطفی افق کو یوں دیکھ سر جھٹک گیا اور بیڈ کی دوسری سائیڈ آتا سکون سے لیٹ گیا افق جو موندی موندی آنکھوں سے مصطفی کو دیکھ رہی تھی منہ بنا کر رہ گئی مصطفی نے افق کے منہ کے بگڑتے زاویوں کو دیکھ سر نفی میں ہلایا اور اس کی کمر میں ہاتھ ڈالے افق کو اپنے قریب کر گیا افق کٹی ڈال کی طرح مصطفی کے سینے سے لگی اور بھوری آنکھوں سے مصطفی کو دیکھے گئی جو سیاہ آنکھوں میں چمک لیے افق کو ہی دیکھتا اس اپنے سینے میں بھینچ گیا افق نے مصطفی کے چٹانی سینے پر دونوں ہاتھ جمائے مصطفی کے سینے کا حصہ بننے سے خود کو روکا مصطفی افق کی احتیاط پر آئی تو ریز کرتا مزید سختی سے افق کی کمر کو پریس کرتا جھٹکے میں افق کو اپنے سینے سے لگا

گیا افق کی ناز کی مصطفی باخوبی محسوس کر رہا تھا جسے محسوس کرتے مصطفی کی آنکھوں میں خمار اترا۔

"مصطفی۔۔کیا۔۔کر۔۔رہے۔۔ہیں" افق مصطفی کی خمار آلودہ نگاہیں دیکھ گھبرائی تھی۔

"اپنی فیری ٹیل کی نکلی شہزادی سے اصلی والا پیار " مصطفی نے گھمبیر آواز میں افق کے کانوں میں جزبات سے لبریز گرم سانسیں بکھیرتے کہا افق شرمائی لکھائی سی اس میں سمٹ گئی۔

طلوع آفتاب تھا جنہ کمرے سے باہر نکلتی ناشتہ بنانے کے لیے کچن کی سمت بڑھنے لگی تھی جب فراج کو لاوئج میں صوفے پر سویا دیکھ وہ اس کے قریب آئی بڑھی ہوئی شیو میں وہ شہزادہ سوتے ہوئے بھی دل دھڑکا دینے کی حد تک خوبصورت لگ رہا تھا ان دونوں کے درمیان بات چیت بہت کم ہو چکی تھی وجہ جنہ کی جینی کے ساتھ مصروفیت اور فراج کی کلب میں مصروفیت تھی جنہ نے بے خودی میں جھکتے فراج کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے انھیں پیشانی سے پیچھے کیا وہ شرٹ لیس تکیے کو سینے میں بھینچے سو رہا تھا سانسوں سے معلوم ہو رہا تھا وہ گہری نیند میں ہے لاوئج میں بھی سورج نا تھا پردے جو گرے ہوئے تھے جنہ گھٹنوں کے بل بیٹھی جینی کی حسرت (فراج) کو دیکھنے لگی وہ بلاشبہ بہت ہیڈسم تھا اور اس کا تھا جنہ نے اترا کر سوچا یوں ہی تو نہیں جنہ فراج پر فدا ہوئی تھی جنہ نے جھکتے فراج کی مغرور ناک پر لب رکھے تھے فراج کی پوزیشن میں کوئی فرق نا پڑا تھا فراج کے بیرڈ کے تلے گلابی لبوں پر نظر گئی تو جنہ کے دل میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی دل کیا بے ساختہ انھیں چھو لے مگر

وہ کنفیوز ہوئی انکل وہ بے حد جیلسی کا شکار رہتی تھی وجہ جینی اور فراج کی بے تکلفی تھی فراج کا ہنس ہنس کر جینی سے بات کرنا جنہ کو کلستا رہتا تھا جنہ کو جیسے یاد آیا اور اسی لمحے فراج جنہ کو کروٹ کے بل نیچے کر گیا۔

"اٹھو میرے اوپر سے جاہل فائٹر موٹے فائیٹر جان نکال دی ہے میری" جنہ غصے سے بولی فراج جنہ کا سرخ ہوتا چہرہ دیکھ فورا اپنی جنہ کے اوپر سے اٹھا تھا جنہ نے سانس لیتے اپنی شرٹ کو درست کیا فراج اسے دیکھتا رہا جنہ نے نظریں اٹھائے فراج کو دیکھا جو اسے عجیب نظروں سے گھور رہا تھا جنہ نے منہ بسورا اور اٹھنے لگی کہ فراج اپنی جگہ سے اٹھتا ایک ہاتھ جنہ کے قریب صوفے کی سطح پر رکھتا اس کی سمت جھکا جنہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے فراج کو دیکھ رہی تھی۔

"جان نکالنا باقی ہے فیشن پٹی چڑیل اور آج جینی کی شادی ہے نا کچھ ایسا نہیں پہنا کہ تمہاری جان میں واقعی نکال دوں سمجھی کفیر'ز کی شہزادی " فراج نے بے حد قریب جنہ کے کان میں سرگوشی نما انداز میں کہا جنہ سانس تک روک گئی فراج تکیہ اٹھاتا وہاں سے کمرے کی سمت بڑھا تو جنہ ہوش میں آتی فراج کی بات سمجھنے کی کوشش کرتی غصے سے صوفے سے کھڑی ہوئی۔

****

"کیا ہوا تم مجھے سونے کیوں نہیں دے رہی " حنان کی جھنجھلاتی آواز کمرے میں گونجی جویریہ جو ابھی باتھ لیتے سی گرین سلوار سوٹ پر ہم رنگ ڈوپٹہ شانوں پر گرائے خشک بالوں کو کمر پر کھلا چھوڑے سٹڈی روم میں آئی تھی حنان کو کاوئچ پر سوتا دیکھ پہلے وہ حیران ہوئی پھر نفی میں سر ہلاتی اسے بیدار کرنے لگی کے حنان نے اس کی کلائی تھامے اپنے اوپر گرایا تھا نیند سے سرخ

پڑتی سرمئی آنکھیں واہ کیے اپنی سفاک بیوی کو دیکھا جو غصے سے حنان کو ہی دیکھ رہی تھی۔

"مجھے بھوک لگ رہی ہے " جویریہ چیخی تھی حنان نے ناگواری سے اسے دیکھا جویریہ فجر کے وقت کی اٹھی ہوئی تھی اور حنان جب سے فلیٹ میں آیا تھا فریش ہو کر سٹڈی روم میں بند ہوا تھا پہلے وہ منہاج کفیر اور زمان شاہ میر کے بارے میں معلومات نکلوانے لگا منہاج کفیر بلینر تھا اس کا بزنس بڑے بڑے ملکوں میں وسعت اختیار کر رہا تھا وہ اتنا امیر تھا کہ داؤد'ز امپائر ، شاہ میر امپائر اور کفیر امپائر کے ساتھ پارٹنر شپ کر سکتا تھا مطلب یہ کہنا بہتر ہو گا کہ وہ ان تینوں خاندان کی جائیداد کے آدھے حصے پر تھا اور آدھے پر وہ تین خاندانوں کی ورتھ تھی اور زمان شاہ میر کے نام سے کوئی انفارمیشن اسے نہیں ملی تھی ریسورسز آرمی سب کو معلومات اکھٹا کرنے کا کہا گیا لیکن سب ہی ناکام رہے اس نام کا کوئی بندہ انھیں نہیں ملا وہ کافی دیر تک کوشش کرتا رہا وہ

ایک سوفٹ ویئر انجینئر تھا جو زندگی میں پہلی بار کسی کی معلومات نکلوانے میں ناکام رہا تھا اور وہ تھا زمان شاہ میر ! وہ سخت جھنجھلا چکا تھا اس لیے جویریہ کا بھی خیال اسے نہیں آیا فجر پڑھتے وہ خود کو ریلکس کرنے لگا پھر انجشہ شاہ میر کی ڈائری اٹھا کر پڑھنے لگا جس میں انجشہ شاہ میر لندن سے پاکستان اپنے والد کے ساتھ شاہ میر پیلس آئی تھی اور اپنی بہن کا زکر کر رہی تھی کہ اس کا ٹکراؤ ایک نہایت ہی بدتمیز شخص سے ہوا جیسے وہ " زہر " کے لقب سے نواز گئی تھی اور حنان پر اب نیند طاری ہونے لگی تھی صبح کے آٹھ بج رہے تھے وہ ڈائری رکھتا کاوچ پر ہی نیم دراز ہو گیا جبکہ جویریہ جو بنا ڈنر کیے سوئی تھی اب صبح فجر کی اٹھی ہوئی کشمکش میں تھی کہ حنان کو کیسے اٹھائے وہ جب جب حنان کے پاس جاتی وہ اسے خود میں قید کر لیتا اور کچن میں بھی گروسری کا سارا سامان ختم تھا جس دن جویریہ کڈنیپ ہوئی اس دن تو گروسری کرنی تھی اور حنان اس کے بعد فلیٹ میں آیا ہی نہیں ڈنر تو حنان نے بھی نہیں کیا تھا۔

"میں تم سے کچھ کہہ رہی ہوں " جویریہ نے پیشانی پر بل ڈالے حنان کو دیکھا تھا جو اسے محوت سے دیکھ رہا تھا۔

"پہلے میں اپنا ناشتہ کر لو ؟" حنان جویریہ کے لپ اسٹک سے پاک ہونٹوں کو فوکس میں لیتا گھمبیر آواز میں بولا صرف ایک گھنٹے کی نیند لی تھی اس نے لیکن سفاک بیوی کو اپنے آغوش میں دیکھ اس کی آنکھیں اب خمار سے سرخ ہوئیں تھیں۔

"خبردار حنان " جویریہ اس کی بات کا مطلب سمجھتی چیخی تھی حنان نے اٹھتے جویریہ کو باہوں میں بھرا حنان نے جویریہ کو کچن کی صلیب پر بیٹھایا حنان کو گھورنے لگی جو مسکراتا جویریہ کو بے باکی سے دیکھتا آنکھ ونگ کر گیا۔

"کیا کھائے گی میری سفاک بیوی " حنان نے محبت پاش لہجے میں استفسار کرتے جویریہ کے گال کو چھوا تھا اور ایپرن کی سمت بڑھا جبکہ جویریہ نے اپنے پاس پڑی سپون ٹرے میں سے سپون اٹھاتے حنان پر وار کیا تھا سپون حنان کے شولڈر سے ٹکرایا تھا حنان پلٹا جویریہ ایک کے بعد ایک کر کے سارے سپون حنان پر اٹھا اٹھا کر مارنے لگی حنان پہلے حیرت سے جویریہ کا بچپنا دیکھتا رہا پھر ہوش میں آتے اپنا بچاؤ کرنے لگا۔

"تمہارا سر کھاؤ گی " جویریہ چیخی تھی سانسیں پھولی تھیں۔

"کیا ہوا ہے خونخوار کیوں بنی ہوئی ہوں ؟" حنان بچتا ہوا بولا جبکہ جویریہ کو مزید غصہ آیا۔

"کل رات سے بھوکی ہوں میں۔۔رات کو اکیلی سوئی اور تمہیں کوئی پرواہ نہیں سٹڈی روم میں گھس گئے تم" جویریہ پھر چیختے ہوئے ہلکان ہوئی تھی حنان حیرت سے جویریہ کا سلی برتاو برداشت کرتا رہا یہ پہلی بار تھا جب جویریہ بلکل بچوں کی طرح حرکت کر رہی تھی حنان کو جویریہ کا یہ انداز بہایا تھا اس نے کبھی جویریہ کو بچپن میں بھی ایسا کرتے نہیں دیکھا تھا۔

"میری جان میری سفاک بیوی بات تو سنو " حنان جویریہ کو بچوں کی طرح بچکارنے لگا تھا۔

"مجھے ناشتہ بنا کر دوں حنان ورنہ آج میں تمہیں اپنی سفاکی دیکھا دوں گی " جویریہ اب کی دفعہ چھری پکڑے حنان کو دھمکی دیتے چھری لہراتی ہوئی بولی حنان نے منہ بنایا۔

"تم خود نہیں بنا سکتی اچھی بیویاں شوہروں کے اٹھنے سے پہلے ناشتہ بنا دیتی ہے اور ایک تم ہو جو چھری پکڑے مجھے دھمکی دے رہی ہو " حنان نے منہ بناتے ریفریجریٹر کھولا لیکن وہاں کچھ بھی نا دیکھ حنان آنکھیں بند کر گیا۔

"کیا بناؤ تمہارا سر ؟ پورا کچن خالی ہے۔۔کل بھی ڈنر نہیں کیا میں نے اور اب فجر سے اٹھی ہو " جویریہ غصے سے پھر چیخی تھی جبکہ حنان ایک ہی جست میں اس تک پہنچا۔

"حنان۔۔مجھے بھوک لگ رہی ہے" جویریہ بھیگی آواز میں بولی حنان شاکٹ رہ گیا۔

"تم رو کیوں رہی ہو ؟" حنان نے جویریہ کے خوبصورت چہرے کو ہاتھوں کے پیالوں میں بھرتے استفسار کیا جویریہ کی آواز میں بے بسی تھی آنکھوں میں نمی تھی اس سے بھوک برداشت نہیں ہو رہی تھی۔

"مجھے بھوک لگی ہے کتنی دفعہ کہو " جویریہ کو پھر غصہ آیا وہ چیخی تھی حنان نے دونوں کانوں پر ہاتھ رکھے جب جویریہ کے لب ہلنا بند ہوئے تو وہ جویریہ کو باہوں میں بھرتا صوفے پر بیٹھا گیا۔

"میری پیاری سفاک بیوی ! ابھی آرڈر کرتا ہوں تمہارے لیے میری جان " حنان جویریہ کو پرسکون کرتا بولا جویریہ نے اثبات میں سر ہلایا اور خاموشی سے دونوں پیر اوپر کیے بیٹھ گئی حنان نے فون پکڑتے ناشتہ آرڈر کیا اور جویریہ کا گال چھوتا اپنے کمرے کی سمت فریش ہونے کے لیے بڑھا فریش ہو کر باہر نکلا وہ اس وقت گرے ڈریس پینٹ اور وائٹ شرٹ پر گرے کوٹ میں ملبوس

اپنے لمبے بالوں کو آدھا پونی میں قید کیے آدھا کھلے کندھوں پر چھوڑے برانڈڈ جوتے اور گھڑی میں ملبوس کھڑا تھا جویریہ جو آل سی ڈی آن کیے ہوئے تھی حنان پر نظر پڑی تو جیسے ٹھہر گئی حنان مصروف سا اپنی گھڑی کو کلائی پر سیٹ کرتا مسکراتا اپنا موبائل ٹیبل پر سامنے رکھتے جویریہ کے قریب صوفے پر بیٹھا تھا حنان جویریہ کی نظریں خود پر جمی ہوئی محسوس کرتے مسکرایا تھا کہ اتنے میں بیل بجی حنان مسکرا کر اٹھا اور کچھ دیر میں ناشتے کے ساتھ حاضر ہوا جویریہ اب بھی حنان کو دیکھ رہی تھی پھر اٹھتی حنان کے قریب آئی جس نے مسکراتے جویریہ کے لیے چیئر کھینچی جویریہ بیٹھی کہ حنان اسے ناشتہ سرو کرنے لگا جویریہ نے حنان کے بیٹھے کا بھی انتظار نہیں کیا وہ کھانا شروع کر چکی تھی اتنی بھوک لگ رہی تھی کہ اس کی جان جا رہی تھی حنان نے سر نفی میں ہلایا اور خود بھی ناشتہ کرنے لگا حنان ناشتہ بھی کر چکا تھا لیکن جویریہ اب بھی کر رہی تھی حنان کی پیشانی پر بل پڑے وہ کچھ کہتا کہ داجی کی کال دیکھ وہاں سے

اٹھتا لاونج کی سمت بڑھا تھا داجی کی کال سنتے حنان کے تاثرات سخت ہوئے تھے جویریہ ناشتہ کر چکی۔

"سامان پیک کرو اماں جان نے تمہیں اور مجھے حویلی بلایا ہے " حنان نے کہا جویریہ حیران ہوئی لیکن حنان کے سنجیدہ چہرے کو دیکھتی سر اثبات میں ہلا گئی ۔

"کون کمبخت ہے " ثوبان نیند سے بے دار ہوتی نیلی آنکھوں کو واہ کیے بیڈ پر الٹا لیٹا بڑبڑایا تھا مقدس سو رہی تھی۔

"تیرا بہنوئی " کال حداد کی تھی جو بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے عترت پر نظریں جمائے ہوئے تھا وہ بھی سو رہی تھی۔

"غلط ۔۔ میرا سالا خیر کیا مسئلہ ہے صبح صبح مجھے اپنی خوبصورت بیوی کی آواز سنی تھی نا کے تمہارا ڈھول " ثوبان آنکھیں گھما کر بولا تھا حداد نے جبڑے بھینچے۔

"اگر چاہتے ہو نا تمہاری خوبصورت بیوی کا خوبصورت چہرہ میں خراب نا کرو تو اس فتنی کو سمجھا دوں اپنے خرافاتی دماغ کو میری بیوی کے اندر فٹ نا کرے " حداد نے چبا چبا کر کہا جبکہ ثوبان کی بھوئیں سکڑی ایک نظر مقدس کو دیکھا جو اس کے سینے پر سر رکھے چھوٹی چھوٹی سانسیں بھر رہی تھی اور پھر موبائل کو گھورا۔

"میری بیوی کو ہاتھ تو لگا کر دیکھا تیرا ہاتھ نا جڑ سے اکھاڑ دیا نا تو پھر کہنا" ثوبان بھی دوبدوک بولا اور مقدس کو مزید خود میں بھینچا۔

"تو مجھے ہاتھ تو لگا تجھے قبر میں نا اتار دیا تو کہنا " حداد بھی دوبدوک بولا تھا۔

"اپنی فتنی بیوی کو سنبھال کر رکھ اور دوبارہ یہ مجھے میری بیوی کے آس پاس نظر آئی نا تو پھر دیکھنا کیا کرتا ہوں رنڈوا ہونے کے لیے تیار رہنا " حداد غصے سے بھرا پڑا تھا ثوبان کو کھری کھری سنا کر فون کاٹ دیا جبکہ ثوبان کو حداد کا نا غصہ کرنا سمجھ آیا نا ہی مقدس کو اس طرح مخاطب کرنا۔

"جان من یہ تم نے کیا کیا ہے جو تمہارا ویلن بھائی تمہارے خون پینے کو بے تاب بیٹھا ہے " حداد کے فون کاٹنے پر ثوبان فون سینٹر ٹیبل پر اچھالتا مقدس کو اونچا کرتے اس کے کان میں سرگوشی سے بولا تھا مقدس پھر کسمسائی تھی وہ گہری نیند میں تھی ثوبان ایک سرد سانس کھینچ کر رہ گیا۔

____

حداد ، یازان ، شاید کفیر ، اعظم کفیر ، عالم کفیر اور فاطمہ بیگم ڈائینگ ٹیبل کے اعتراف میں بیٹھے ناشتے سے لطف اندوز ہو رہے تھے جبکہ عترت سرمئی سوٹ میں سرخ چوڑیاں پہنے ہونٹوں پر مہرون لپ اسٹک لگائے بے حد پیاری لگ رہی تھی عترت سب کو ناشتہ سرو کر رہی تھی آنکھیں گلابی تھیں جیسے صبح صبح اٹھ کر رو کر آئی ہو حداد شاور لیتا تیار ہو کر لیپ اٹھائے کاوچ پر بیٹھا لیپ ٹاپ پر کام کرنے میں مصروف تھا جب عترت اٹھی ایک شرمیلی سی مسکراہٹ

اس کے چہرے پر رقصاں ہوئی عترت کو یوں بکھرے حلیے میں شرماتا دیکھ حداد نے آئیبرو ریز کرتے سر جھٹکا تھا یہ وہی جانتا تھا عترت کے ہوش ربا سراپے سے کیسے نگاہیں ہٹائیں تھیں اس نے عترت حداد کے اس قدر سپاٹ سے ریکشن پر آنکھوں میں نمی لیے فورا بیڈ سے اٹھتی ڈریسنگ میں بند ہوئی تھی یہ وہی حداد تھا جو اسے باہوں میں لیے سونا بھول جاتا تھا جب تک عترت بیڈ سے اترتی حداد بھی بیڈ سے نیچے قدم نہیں رکھتا تھا عترت کو عام حلیے میں دیکھ وہ پاگل ہو جاتا تھا اس کی بے تابیاں عروج پر ہوتی تھیں اور آج عترت کے بکھرے حلیے پر رات کا خوبصورت منظر بھی اس کی آنکھوں میں عترت کے لیے زرا سا بھی پیار نا لا پایا عترت کا دل ٹوٹا وہ واش روم جاتی آنسو بہاتی ہوئی کافی دیر تک شاور لیتی باہر نکلی تھی حداد نے ایک نظر اٹھا کر اسے نہیں دیکھا جب بھی نہیں جب عترت اپنے بالوں کو ڈرائیر سے خشک کر رہی تھی تب بھی نہیں جب عترت حداد کی من پسند سرخ چوڑیاں پہن رہی تھی تب بھی نہیں جب عترت نے اپنے ہونٹوں کو رنگا تھا وہ اس سے بے نیازی برتا

اپنے کام میں مشغول رہا پھر فون رنگ ہونے پر لیپ ٹاپ بند کرتا فون کان سے لگائے کمرے سے باہر نکلا تھا عترت چہرہ ہاتھوں میں بھرے رو دی تھی جب کافی دیر بعد وہ کمرے میں نہیں آیا تو عترت بھی سر پر ڈوپٹہ ٹکاتی نیچے کچن کی سمت بڑھ گئی اب بھی ناشتے کے دوران حداد نے عترت کو ایک نظر بھی نا دیکھا تھا نا اپنے ساتھ ناشتہ کرنے کا کہا تھا عترت کا دل کٹ کر رہ گیا یازان نے عترت کو ناشتہ کرنے کا کہا جس پر داجی نے بھی عترت پر دباؤ دیتے ناشتہ کرنے کو بیٹھایا عترت کے حلق سے دو نوالے بہت مشکل سے اترے تھے۔

سب لوگ ناشتہ کر کے اٹھے تھے جب سامنے سے حنان اور جویریہ آتے نظر آئے حنان نے جویریہ کا ہاتھ نرمی سے تھاما ہوا تھا جب فاطمہ بیگم اس کے قریب آئیں تو حنان نے جویریہ کا ہاتھ چھوڑے فاطمہ بیگم کو سینے سے لگاتے

انھیں سلام کیا اور ان کے ڈوپٹے پر عقیدت سے لب رکھے تھے فاطمہ بیگم نے جتاتی نظروں سے جویریہ کو دیکھا جو سپاٹ چہرے سے کھڑی تھی۔

"ہم تمہاری بیوی کو صرف تمہاری وجہ سے معاف کرنے کو تیار ہیں میرا بچہ" فاطمہ بیگم نے حنان کو دیکھتے نم آنکھوں سے کہا حنان مسکرا دیا جبکہ جویریہ کو فاطمہ بیگم کی بات کھٹکی تھی لیکن کوئی بھی تاثر نا دیا جویریہ کی نظر عترت پر پڑی جس نے بے رخی سے جویریہ کے دیکھتے ہی منہ پھیر لیا۔

"ہم نے حداد کے ساتھ تمہارا بھی ولیمہ رکھا ہے بہت مشکل سے ہم لوگ اس مشکل گھڑیوں سے باہر نکلے ہیں تو میں نے اور ثاقب داؤد نے فیصلہ کیا ہے کہ سارے بچوں کا ولیمہ کر دیا جائے اور جنہ کے لیے رشتہ آیا ہے بہت بڑے گھرانے سے تو ہم سوچ رہے تھے کہ تمہارے ولیمہ پر ہی جنہ بھی ان سے مل لے گی ویسے بھی اس کی دوست کی شادی کل تک ختم ہو جائے گی پرسوں تم

لوگوں کا ولیمہ ہے " داجی نے صوفے پر بیٹھتے حنان کو اب سمجھ آیا فاطمہ بیگم نے جنہ کی وجہ سے جویریہ کو معاف کیا تھا وہ رکھ رکھاؤ کی حامل عورت تھیں انھیں کسی صورت اپنے رشتے داروں اور دنیا و احباب میں شرمندگی سے سر جھکانا ہر گز پسند نا تھا جنہ کو دیکھنے آتے وہ لوگ تو حویلی کی بڑی بہو کے بارے میں استفسار کرتے سب کیا کیا جواب دیتے انھیں حنان نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا تو جویریہ نے فاطمہ بیگم کو سنجیدگی سے دیکھا۔

"اماں جان آپ کو اب جویریہ سے کوئی شکایت نہیں ہو گی " حنان نے فاطمہ بیگم کے ہاتھ کو نرمی سے لبوں سے لگاتے کہا جو جویریہ کو دیکھتی استہزایہ مسکرا دیں حنان آگے بڑھا تو حداد مسکراتا حنان کے قریب آتا اس کے گلے لگا کل کسی کو ایک دوسرے سے ملنے کا وقت ہی نہیں ملا تھا وہ دونوں ابھی گلے مل ہی رہے تھے کہ یازان نے دونوں کے مسلسز کو اپنے ہاتھوں میں پکڑتے

جھنجھلاتے ہوئے اپنی جگہ بنائی حنان اور حداد نے مسکراتے اسے جگہ دی سب لوگ ان تینوں کو دیکھ سر شار ہوئے۔

"داجی میری دلہن کہا ہے آپ نے کہا سب کا ولیمہ کر دیتے ہیں۔۔میری تو دلہن لا کر دے نا پہلے " یازان منہ بنا کر بولا تو داجی نے جہاں اسے گھورا وہی حداد اور حنان قہقہہ لگا اٹھے یازان کی بے تابی دیکھتے۔

فراج کا شام کو فائیٹنگ میچ تھا اور دوپہر میں جینی کی شادی جس کے لیے جنہ تیار ہو رہی تھی جینی کا ڈرائیور اسے پک کرنے آنے والا تھا وائٹ کلر کی تھیم تھی جنہ نے بھی وائٹ ہی ڈریس زیب تن کرنے کا فیصلہ کیا تھا جنہ وائٹ

گاون میں ملبوس تھی جو اس کے سراپے پر کافی جچ رہا تھا سلیولیس گاؤن جس میں جنہ کی ایک ٹانگ برہنہ نظر آرہی تھی بالوں کو کچھ کرل بنا کر پشت پر ڈالا گیا تھا کانوں میں ڈائمنڈ کے پلس تھے ایک ہاتھ کی کلائی میں ڈائمنڈ بریسلٹ تھا وائٹ چمچماتی ہیلز پیرو میں مقید تھیں لائیٹ میک اپ پر براؤن نیوڈ شیٹ لپ اسٹک لگائی ہوئی تھی وہ سادگی میں بھی حسن کا پیکر تھی اور ویسٹرن پہنوائے میں غضب ڈھا رہی تھی۔

جنہ نے آخری دفعہ خود کا معائنہ کیا اور ایک مغرورانہ مسکراہٹ اس کے لبوں کو چھو گئی آج وہ انگریز لڑکیوں کو بھی مات دینے والی تھی جنہ نے فتح مندی سے سوچا وہ بلاشبہ بے حد خوبصورت لگ رہی تھی جنہ نے گردن سے بال ہٹا کر پیچھے پشت پر پھینکے تھے اور کلچ پکڑے باہر قدم بڑھا گئی اس کے گاؤن میں ایک ٹانگ نظر آرہی تھی گھٹنوں تک ، یہ لباس اس نے خصوصی طور پر جینی کی شادی کے لیے لیا تھا آسٹریلیا میں ہی۔۔دفعتاً دروازہ ناک ہوا جنہ لائیٹس

آف کرتے دروازے کا لاک گھمائے اپارٹمنٹ سے باہر نکلی اپارٹمنٹ لاک کرتے موبائل نکالا اور فراج کو میسج کیا "میں جینی کی ویڈنگ میں جا رہی ہو اپارٹمنٹ لاک ہے " یہ میسج کرتے ہی جنہ نے موبائل آف کیا اور ڈرائیور کے ساتھ اپنی منزل کی جانب رواں دواں ہوگئی جبکہ اپارٹمنٹ کی بلڈنگ سے نکلتے کئی نوجوان انگریز لڑکیوں نے جنہ کو طلب بھری نگاہوں سے دیکھا تھا اس گاؤن میں اس کا دلکش سراپا واضح ہو رہا تھا وہ کئی لڑکوں کے ہوش اڑا چکی تھی البتہ ادھیڑ عمر کے انگریز ڈرائیور کی نگاہیں نیچی تھیں جنہ ان سب کی نظروں سے بے نیاز اپنی سوچوں میں گم تھی۔

جینی کی شادی کی تقریب مکمل ہوئی تھی بڑے سے ویڈینگ گارڈن ایریا میں وہ تقریب خوبصورت سمندر کے پاس منعقد کی گئی تھی جینی اپنے شوہر جان کے ساتھ بے حد خوش تھی لیکن بار بار اس نے جنہ سے فراج کے متعلق استفسار کیا جس پر جنہ کو آگ لگی تھی فراج کا نام کسی اور لڑکی کے منہ سے سنتے جنہ

کا دل کرتا اس لڑکی کا گلا دبا دے جنہ نے ضبط کرتے جینی کو فراج کے فائیٹنگ کے میچ کے متعلق بتاتے رخ اپنی دوسری دوستوں کی سمت کیا جن میں کچھ پاکستانی تھیں تو کچھ جینی کی دوستیں تھیں جو اب جنہ کی بھی دوست بن چکی تھیں۔

ویڈنگ کی تقریب ختم ہوتے ہی ایک مخصوص کلب بک کروایا گیا تھا انجوائمنٹ کے لیے جس میں تمام نوجوان نسل گروم اور برائیڈ کے ساتھ موجود تھی جنہ بھی خوب انجوائے کرتے پاکستان سے آسٹریلیا آنے کا حق وصول کر رہی تھی وہاں ڈرنک بھی کی جا رہی تھی جنہ بھی اپنی دوستوں کے ساتھ خوب انجوائے کرتے بار بار انگریز لڑکوں کو منع کر رہی تھی جو اس کے ساتھ ڈانس کرنے کے خواہش مند تھے جنہ ہمیشہ لڑکوں سے دور ہی رہتی تھی لیکن بات چیت کرنا الگ بات تھی اور لڑکوں کے ساتھ فری ہونا الگ۔۔اس

بات سے بے خبر کے اس کا ہوش ربا سراپا کئی لڑکوں کی غلیظ نگاہیں اس پر مرکوز کیے ہوئے ہے اور یہ سب یہاں کے شہریوں کے لیے عام بات تھی۔

فراج جس کا آج فائینل میچ تھا اس میں فتح یاب ہو کر اپارٹمنٹ لوٹا تو شام کے سات بج رہے تھے اپارٹمنٹ کا دروازہ کھولتے اندر اندھیرا پاتے فراج نے پورے اپارٹمنٹ میں جنہ کو ڈھونڈا جو کہی نہیں ملی فراج نے پیشانی مسلی اور جنہ کو کال ملانی چاہی تو موبائل آف دیکھ ایک لمبا سانس کھینچا اور آن کرتے جنہ کو کال کرنے ہی والا تھا کہ جنہ کا میسج ٹون ہوا میسج پڑھتے فراج نے نچلا لب دانتوں سے کاٹا وہ کیسے بھول گیا خیر اب اسے بھی تیار ہو کر جنہ کو لینے جانا تھا اور دیکھنا تھا جنہ نے پہنا کیا ہے فراج کو جنہ کی ڈریسنگ کی زیادہ فکر تھی یہ کہنا غلط نہیں ہو گا۔۔فراج اپنی سوچوں میں گم تھا جب نظر ثوبان کی کال پر گئی ثوبان ، یاسر اور مصطفی کی کالز دیکھ اس کے چہرے پر مبہم سی مسکراہٹ رقصاں ہوئی یقین فائیٹنگ میچ جیتنے کی خبر داؤد حویلی میں پہنچ چکی

تھی یہ بڑے پیمانے کا میچ تھا کئی کالز تو فراج کے کلب سے بھی آئیں تھیں دوستوں کی ، شاگردوں کی اور اپنے استادوں کی اور اپنے بیسٹ فرینڈ یازان کی ، فراج نے مسکراتے ثوبان کی کال اٹینٹ کی۔

"اسلام وعلیکم بھائی " فراج نے کہا۔

"وعلیکم اسلام کیسا ہے میرا شیر ؟" ثوبان نے مسکراتے ہوئے استفسار کیا۔

"آپ نے میچ تو دیکھا ہو گا اندازہ لگا لیں " فراج نے صوفے پر ڈھتے جواب دیا ثوبان کا قہقہہ گونجا ثوبان یاسر مصطفیٰ داجی شازم صاحب اور جازم صاحب اس وقت مردان خانے میں موجود تھے فون سپیکر پر تھا۔

"ہاں دیکھا ہم نے تم اپنے مخالف سے پیٹ رہے تھے " یاسر نے فراج کو چھیڑا۔

"سیاستدان کا بھائی ہو ایک کھاؤ گا تو چار لگاؤ گا " فراج نے ناک سے مکھی اڑائی جبکہ سب کے مسکراتے چہرے ایک دم بجھ گئے سب نے یاسر کو دیکھا جو سپاٹ چہرے سے صوفے کی سطح پر سر گرا گیا جیسے اسے فرق ہی نا پڑا ہو۔

"ہمم۔۔ داجی آپ نے دیکھا تھا یہ ہارتا ہو میچ بامشکل جیتا ہے سارا دھیان تو اس کا ان فرنگی لڑکیوں پر تھا" مصطفی نے ماحول کو خوشگوار بناتے فراج کو چھیڑا سب مسکرا دیئے۔

"ماں نے سونا جمیا تے میرے کی قصور اے سامبھ رکھو کڑیاں یا بوہے بند کر لو (گانا)" فراج مصطفی کی بات پر گنگنایا۔

" آجاؤ برخوردار تمہارا بھی بوا بند کرواتا ہوں " داجی نے مسکراتے کہا سب نے ناسمجھی سے داجی کو دیکھا جبکہ شازم صاحب اور جازم صاحب

مسکرا دیئے۔

"کیا مطلب ؟" فراج نے پانی کی بوتل منہ سے لگاتے کہا۔

"مطلب یہ کہ جس طرح ثوبان اور یاسر کمروں سے باہر نہیں نکلتے تم بھی نہیں نکلو گے تمہارے بھی شادی کروا دیتے ہیں" شازم صاحب نے سب کو چھیڑتے

ہوئے کہا فراج کو پھندا پڑا تو یاسر اور ثوبان نے رخ پھیرتے خود کو کمپوز کرنا چاہا جبکہ مصطفی ان دونوں کی شکلیں دیکھتا قہقہہ لگا اٹھا کمرے سے تو مصطفی بھی باہر نہیں نکلا تھا آج لیکن مصطفی افق کا شوہر تھا تو اپنی بیٹی کے شوہر کے لیے تو بڑے ایسی بات نہیں کر سکتے تھے مصطفی محفوظ ہوا۔

"آپ لوگوں کو میں کنوارہ اچھا نہیں لگتا " فراج نے خود کو کمپوز کرتے استفسار کیا۔

"نہیں " سب نے ہم آواز جواب دیا فراج منہ بناتا کال ہی کاٹ گیا سب قہقہہ لگا کر ہنس دیئے۔

فراج تقریباً آدھے گھنٹے بعد مرر کے سامنے کھڑا تھا بلیو جینز اور وائٹ شرٹ میں ملبوس کف فولڈ کرتا بڑھی ہوئے داڑھی اور بالوں کو سیٹ کیے وہ خود کو مرر میں دیکھ رہا تھا سیاہ آنکھیں چمک رہی تھیں وہ فریش سا خود کو نہار رہا تھا پھر کار کی کیز اٹھائے انگلی پر گھماتے ہوئے اپارٹمنٹ سے باہر نکلا میچ ختم ہونا اس کے سر سے جیسے ساری فکریں ختم کر چکا تھا وہ اب کچھ دنوں کے لیے سکون کر سکتا تھا۔۔کار کی جانب بڑھتے ہوئے کچھ لڑکوں کو خود کو تکتا پایا وہ اسے ہی دیکھ رہے تھے فراج کو کچھ غلط محسوس ہوا لیکن وہ سر جھٹک کر آگے بڑھ گیا جنہ کا فون ٹریسنگ پر تھا اسے لگا جنہ ویڈینگ ایونٹ پر موجود ہو گی لیکن جب موبائل نے اس شہر کے مشہور کلب پر ایرو شو کیا تو فراج نے جبڑے بھینچ لیے اور گاڑی کی سپیڈ خطرناک حد تک بڑھاتا منٹوں کا سفر سیکنڈز میں طے کرنے لگا۔

کلب میں انگلش گانا پلے ہو رہا تھا لڑکے لڑکیاں ایک دوسرے کی باہوں میں باہیں ڈالے جھوم رہے تھے فراج کے چہرے پر ناگواری چھائی وہ مرد ہو کر بھی کبھی اس جیسی جگہ پر قدم رکھنا پسند نہیں کرتا تھا اور اس کی بیوی لڑکی ہو کر بھی اس جگہ پر موجود تھی وہ واقف تھا کلب میں کیا کیا ہوتا تھا اور کیا کیا ہو سکتا تھا فراج نے مٹھیاں بھینچ لیں جن کی ہڈیوں کی کڑکڑاہٹ تیز ولیوم میں چلتے سونگ میں بھی فراج کے آس پاس لوگوں کو سنائی دی سب نے حیرت سے فراج کو دیکھا وہ آگے بڑھا اور اپنی چیل جیسی نگاہوں سے اپنی بیوی کو ڈھونڈنے لگا جو اسے وہاں کہی نہیں ملی جبکہ جنہ جو اوپر فلور پر دوستوں کے ساتھ فل ولیم میں بھی گپ شپ میں مصروف تھی اپنی ایک پاکستانی دوست کو ریلنگ پر جھکے دیکھ وہ اس سمت آئی۔

"کیا ہوا ؟ کس ماں کے لال کو نادیدوں کی طرح نہار رہی ہو " جنہ نے اپنی دوست ائرہ کے کندھے سے کندھا مس کرتے استفسار کیا جو مسکراتے ہوئے

جنہ کو اشارہ کر گئی جنہ نے اس کی انگلی کے تعاقب میں دیکھا اتنے میں ہی جینی نے بھی فراج کو دیکھ لیا وہ فراج کو آواز دیتی کہ جنہ کے ہاتھ سے سوفٹ ڈرنک کا گلاس چھوٹا اور نیچے فلور پر کھڑی جینی اور اس کے ہزبینڈ کے کپڑے خراب کرتا کرچی کرچی ہوا جینی اور اس کا شوہر مشتعل ہوتے اوپر دیکھ غصہ اتارنے لگے گانا یک دم رکا فراج نے بھی سب کی نظروں کے تعاقب میں اوپر دیکھا تو وہاں کوئی نہیں تھا جنہ اور ائرہ پیچھے ہو چکی تھیں جنہ نے خود کو کمپوز کرنے کی ناکام کوشش کی تھی لیکن نا کامیاب رہی جبکہ ائرہ دوبارہ میوزک پلے ہوتے دیکھ پھر ریلنگ پر جھکی اور فراج کو دیکھنے لگی جو اعتراف میں نگاہیں گھما رہا تھا مینجر جینی اور اس کے شوہر سے معافیاں مانگ رہا تھا اور انھیں واش روم کی سمت لے کر جا رہا تھا فراج جینی کو دیکھ چکا تھا وہ یہاں صرف جینی کو جانتا تھا لیکن اسے جینی سے جنہ کے متعلق استفسار کرنا فی الوقت مناسب نا لگا۔

"یار جنہ دیکھ کتنا handsome ہے یہ شخص تیرے ہاتھ سے بھی اس کو دیکھتے ہی گلاس چھوٹ گیا " ائرہ کی آواز جنہ کی سماعت سے ٹکرائی جنہ نے ائرہ کی پشت کو دیکھا وہ کیا سمجھاتی ائرہ کو کہ سامنے اپنی موت کو دیکھ اس کے ہاتھ سے گلاس چھوٹا ہے یقینا فراج اسے اس حلیے میں دیکھ لیتا اس کی جان لے لیتا ۔

"جنہ he is so hot and handsome مجھے اس کی گرلفرینڈ بنا دے میں دعا کرو گی تجھے بھی ایسا بوائے فرینڈ ملے " ائرہ کی بات سنتے جنہ کے تن بدن میں آگ لگی "ایک تو ہر کسی نیت میرے بندے پر ہی پھسلتی ہے " جنہ نے ضبط سے سوچا۔

"یہ hot and handsome میرا شوہر محترم ہے " وہ دانت پیس کر بولی تھی جبکہ آئرہ حیرت سے جنہ کو دیکھے گئی وہ کفیر فیملی کو اچھے سے جانتی تھی اور

جنہ کی شادی کب ہوئی کیسے ہوئی اور اس بندے کے ساتھ وہ کہاں مری ہوئی تھی ائرہ کے دماغ میں لاتعداد سوچیں آئیں وہ لب واہ کرنے لگی کہ جنہ نے ریلنگ سے جھکتے نیچے دیکھا فراج اب وہاں نہیں تھا پھر جنہ کی نظر دو دو سیڑھیاں ایک ساتھ چڑھتے فراج پر گئی وہ تھوک نگلتی الٹے پیر وہاں سے بھاگی فراج اگر اس ڈریس میں جنہ کو دیکھ لیتا تو کیا بنتا اس کا جبکہ ائرہ جو حیرت سے جنہ کو حیرت سے وہاں سے غائب ہوتا دیکھنے لگی۔

****

"ایکسکیوزمی " فراج نے آئرہ کو مخاطب کیا ائرہ جنہ کو غائب ہوتا دیکھ فراج کی سمت پلٹی اور شرٹ کے دو کھلے بٹنوں سے نظر آتے فراج کے چوڑے کشادہ سینے کو دیکھ اس کی آنکھوں میں چمک ابھری تھی گلے میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔

"ی۔۔یس۔۔کہیے "ائرہ جیسی کانفیڈنٹ لڑکی بھی فراج کے سامنے لڑکھڑا گئی۔

"She is my wife۔! کیا آپ نے انھیں دیکھا ہے ؟ " فراج نے موبائل میں جنہ کی تصویر دیکھاتے استفسار کیا ائرہ کے اردو بولنے پر وہ سمجھ گیا تھا سامنے کھڑی لڑکی یا پاکستانی یا تو انڈین ہو گی اس کی ڈریسنگ اور وہ خود انگریزوں کی طرح نظر آرہی تھی فراج کے لیے یہ نارمل بات تھی وہ اپنے کام کی بات پر متوجہ ہوا جبکہ جنہ کی تصویر دیکھتے ائرہ کو سمجھ نہیں آیا وہ کیا کرے اس نے جنہ جس سمت گئی تھی اس سمت اشارہ کر دیا فراج thank You بولتا عجلت میں اس سمت بڑھا جبکہ ائرہ دل پر ہاتھ رکھتے فراج کی غائب ہوتی پشت کو دیکھنے لگی۔

"یہ بندہ میرے نصیب میں کیوں نہیں" ائرہ نے آنکھیں بند کیے سوچا۔

فراج جو تیز تیز قدم اٹھاتا اس سمت بڑھ رہا تھا لیکن وہاں کوئی نظر نا آیا یہاں تک کے فراج کلب سے بھی نکل چکا تھا کہ وہاں جینی کے کتے کو دیکھتے رکا وہ کلب کے سائیڈ ایک مخصوص جگہ تھی جہاں اس وقت لائیٹس کی صورت میں روشنی پھیلی ہوئی تھی اور ایک لڑکی وائٹ گاون میں ملبوس جینی کے کتے کے

پٹے کو ہاتھ میں تھامے آگے بڑھ رہی تھی اور وہ پالتو کتا اس لڑکی کے ساتھ چلتا بار بار اس کی سیدھی ٹانگ کی سمت اپنی زبان پھیر رہا تھا فراج کو کتا تو پہچان میں آگیا لیکن لڑکی کی پشت اس کی سمت ہونے کی وجہ سے وہ جان نا سکا وہ جینی ہے یا کوئی اور البتہ کتے سے وہ اس لیے واقف تھا کہ جینی کا کتا جنہ سے مانوس ہو چکا تھا اور فراج کو اپنی مالکن اور جینی کے قریب دیکھتے بھونکنا شروع کر دیتا تھا وہ دراز قد کا بل ڈوگ تھا لیکن فراج اسے ہمیشہ کتا ہی کہتا تھا جبکہ جینی نے اس کا نام ہر ملاقات میں فراج کو بتایا تھا جو کہ ٹومی تھا فراج پلٹنے گا تھا یہ سوچ کر کے جینی تو واش روم گئی تھی جب اس لڑکی نے اپنے پیچھے پلٹ کر دیکھا اور فراج کرنٹ کھا کر سیدھا ہوا وہ جنہ تھی جنہ بھی رکی اپنے سامنے جیسے کھڑی موت کو دعوت دینے کے لیے جبکہ فراج جنہ کی ڈریسنگ دیکھتا جو کہ فٹنگ گاؤن پر سلیولیس اور اس پر تضاد ایک ٹانگ کی نمائش کر رہی تھی فراج کے تن بدن میں شعلے دھکے جبڑے بھینچے آنکھوں میں خون اترا جبکہ جنہ فراج کو اپنی سمت بڑھتا دیکھ روہانسی ہوئی۔

"ٹومی میں کہتی ہو بھاگ ورنہ آج یہ جاہل فائیٹر نا تجھے چھوڑے گا نا مجھے "

جنہ نیچے جھکتی اپنی ہیل اتارنے لگی اور ٹومی کو بولی جو نا سمجھی سے بھو بھو کرنے لگا جیسے پوچھنا چاہتا ہو کیوں اس نے ایسا کیا کیا؟ جنہ سمجھ گئی تھی ٹومی کیا کہنا چاہتا ہے! ٹومی اسے اسی طرف بندھا ہوا ملا تھا کیونکہ کلب میں پیٹس لانے کی اجازت نہیں تھی تو جینی نے مینجر سے معزرت کر کے ٹومی کو کلب کی بیک سائیڈ پر باندھ دیا تھا۔

"جس ٹانگ پر تم کس کر رہے تھے بڑے مزے سے زبان پھیر رہے تھے اس وجہ سے " جنہ نے ٹومی سے کہا اور فراج کو دیکھا جو اس سے اٹھ قدموں کی دوری پر تھا جنہ اٹھی اور پلٹی اور ٹومی کو لیے بھاگنا شروع ہوئی جبکہ ٹومی جنہ کو پریشان اور گھبراتا دیکھ پلٹ کر فراج پر غرانے لگا تھا۔

"رک فیشن پٹی چڑیل تمہارے آج سارے فیشن کے کس بل نکالتا ہوں" فراج دھاڑتا ہوا جنہ کے پیچھے دوڑا جو اونچی اونچی آواز میں کچھ کہتی فراج سے دور ہوئی۔

"فیشن کا لفظ لڑکیوں کے لیے ہی بنا ہے تو میں نہیں کرو گی تو تم کرو گے" جنہ بھاگتے ہوئے چیخی تھی۔

"ہاں تو کہ تو رہا ہو ادھر آؤ میں کرواتا ہو تمہیں فیشن بھاگ کیوں رہی ہو جیسا فیش نیبل تم نے یہ گاؤن پہنا ہے اس سے اچھا تمہارا کفن بنا کر پہناؤ گا اپنے ہاتھوں سے غسل کروا کر " فراج دانت پیستے غرایا تھا جنہ کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی۔

"مجھے نہیں کرنا میں اس میں ہی خوش ہو " جنہ دوبدوک چیخی تھی جبکہ فراج نے اس سے زیادہ سپیڈ لیتے قدم بڑھائے تھے اج کوئی جنہ کی سپیڈ دیکھ لیتا تو اسے اولمپکس میں دوڑنے کا ضرور مشورہ دیتا لیکن اس سڑک پر نا کے برابر لوگ تھے۔

"تمہاری خوشی اور بیہودگی کا جنازہ نکالتا ہوں آج جیسے تم نے میری عزت کا نکالا ہے فیشن پٹی چڑیل " فراج دھاڑا تھا جبکہ ٹومی فراج کی دھاڑ پر بے زار ہوتا اس کی سمت پلٹتا غرایا تھا فراج کو مزید آگ لگی۔

"رک کتے کے بچے تو نے میری بیوی کی ٹانگ چاٹی میں میں تیرے ٹکڑے کر کے کتوں کو کھیلا دوں گا " فراج غرایا۔

"اس کو کچھ مت بولو یہ تو بیچارہ بے قصور ہے " جنہ فراج کے آگے آگے بھاگتے ہوئے چیخی تھی جبکہ فراج نے اثبات میں سر ہلاتے جنہ کی پشت کو گھورا تھا۔

" بلکل اس کا کیا قصور ! قصور تو تمہارا ہے جس نے تھالی میں پیش کر کے اسے اپنی ٹانگ چاٹنے کے لیے دی تھی اور اب اسی لیے تمہاری یہ برہنہ ٹانگ کاٹ کر اسی تمہارے لاڈلے ٹومی کو کھیلا دیتا ہوں " فراج دھاڑا تھا اور یک دم ٹھوکر لگنے سے جنہ سڑک پر گری تھی فراج رکا خشمگیں آنکھیں لیے جنہ کو گھورتا اس کی سمت بڑھا جبکہ جنہ پوری پسینے میں نہائی ہوئی تھی فراج کو بے یقینی سے دیکھے گئی آج اس کی آنکھیں گواہی دے رہی تھیں وہ جنہ کی ٹانگ کو لازمی کاٹ دے گا جبکہ ٹومی مسلسل بھونک رہا تھا جنہ کے دماغ میں جھماکا ہوا۔

"میرے پیارے ٹومی چھو " جنہ محبت پاش لہجے میں ٹومی سے بولی اور ٹومی جیسے جنہ کے اشارے کے انتظار میں تھا جنہ کے ہاتھ سے ٹومی کا پٹا تو ویسے ہی گرتے وقت چھوٹ چکا تھا ٹومی فراج کی سمت بھاگا فراج رکا ٹومی کو دیکھا اور پھر پیچھے رہ جانے والے کلب کے گیٹ کو فراج الٹے پاؤں لیتا کلب کی سمت بھاگا جبکہ جنہ نے تشکر کا سانس لیا اور اپنا گاؤن جھاڑتی اٹھی وہ دنیا کی پہلی بیوی تھی !جس نے اپنی برہنہ ٹانگ اپنے شوہر کے ہاتھوں کٹنے سے بچانے کے لیے اپنے شوہر پر کتا چھوڑ دیا تھا۔۔جنہ ابھی سکون کا سانس بھر ہی رہی تھی کہ پیچھے کار کے ہارن کی آواز سنتے وہ پلٹی فرج جو ٹومی کو کلب کے پیچھلے گیٹ میں قید کرتا کلب کے فرنٹ سے اپنی کار میں بیٹھے جنہ کی سمت بڑھ رہا تھا جنہ ہونٹ بلکاتی اپنا گاؤن تھامے پھر سر پٹ بھاگنے لگی وہ تو شکر تھا یہ پاکستان کی سڑکیں نہیں تھی ورنہ اب تک جنہ کے مومی پیروں سے خون نکلنا شروع ہو جاتا لیکن تھی تو سڑک ہی اور جنہ کے مومی پیر خون جھلکا دینے کی حد تک سرخ ہو چکے تھے فراج نے اپنی کار کو ریس دیتے جنہ کے پیچھے کار بھگائی جنہ

آگے آگے اور فراج کار سمیت پیچھے پیچھے ! فراج ہی جانتا تھا جنہ کو اس فیشن کے نام پر بیہودہ لباس میں دیکھ وہ کتنا سلگ رہا تھا وہ ناجانے کتنے آدمیوں کی غلیظ آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچا چکی تھی کتنے آدمیوں کی نگاہیں خود پر مرکوز کروا چکی تھی فراج کا بس نہیں چل رہا تھا وہ اس کی برہنہ ٹانگوں اور ہاتھوں کو کاٹ کر پھینک دے جن کی نمائش کرتے جنہ خود کو اپسرا سمجھ رہی تھی کیا ضرورت تھی اسے ایسا لباس پہننے کی یہ یقینا اس نے فراج کی صبح کی وارنگ دینے کے بدلے میں پہنا تھا وہ فراج کی بات کو بھی اگنور کر چکی تھی یہ سوچتے فراج مزید سلگا اور کار کی سپیڈ کو مزید تیز کرتا جنہ کی ٹانگیں توڑنے کا پورا ارادہ کر گیا یہ ٹانگ جس کو وہ کتا محبت سے چاٹ رہا تھا فراج نے ریس دیتے مزید سپیڈ بڑھائی جنہ کی جان حلق میں ہٹکی اس کی ٹوٹتی ٹانگوں نے مزید سپیڈ پکڑی وہ ایسا شخص تھا جس نے آسڑیلیا کی سڑکوں پر اپنی بیوی کو اس لیے بنا سانس لیے بھگایا تھا کیونکہ اس کی بیوی نے بیہودہ گاؤن پہنے اپنی ایک ٹانگ کی نمائش کی تھی اور وہ فائٹر اپنی فیشن پٹی چڑیل کی وہی ٹانگ توڑنے کے لیے

اس کے پیچھے کار کو ریس دے کر فل سپیڈ سے بھگا رہا تھا۔۔بیوی آگے آگے میاں پیچھے پیچھے ! کہ سامنے سے آتی کار کو دیکھ فراج کے تنے اعصاب ڈھیلے پڑے تھے فراج نے فورا بریک لگائی تھی جبکہ جنہ سامنے کار کو دیکھ رکی تھی اور بر وقت کار کے مالک نے بھی بریک لگا دی جس وجہ سے جنہ کا ایکسیڈنٹ ہوتے ہوتے بچا تھا لیکن جنہ تھکاوٹ اور گھبراہٹ میں بے ہوش ہوتی زمین بوس ہوئی تھی فراج فورا کار سے باہر نکلا سامنے کار میں موجود شخص بھی گھبرا کر باہر نکلا تھا اور فراج کے قریب آتا جنہ کو دیکھ معزرت کرنے لگا وہ پچیس سالا نوجوان تھا جس کی آنکھیں جنہ کو دیکھ ٹھہر گئیں تھیں جنہ بے حال سڑک پر پڑی تھی فراج نے جنہ کو خشمگیں نگاہوں سے دیکھتے اس شخص کو دیکھا جو اس کی بیوی کو گھور رہا تھا طلب بھری نگاہوں سے فراج نے بنا سوچے سمجھے اس شخص کے منہ پر مکہ جڑا وہ شخص اپنی کار کے بونٹ سے بری طرح ٹکرایا منہ سے خون نکلا فراج جنہ کو باہوں میں بھرے پیسنجر سیٹ کا دروازہ کھولتا جنہ کو سیٹ پر منتقل کیے دھاڑ سے دروازہ بند کرتا اس شخص کی سمت بڑھا۔

"بیوی ہے میری آنکھیں نکال لو گا" فراج اس شخص کو گریبان سے پکڑتے دھاڑا وہ شخص فراج کی سرخ سیاہ آنکھوں سے خوف زدہ ہوتا سوری بولنے کی کوشش کرنے ہی لگا تھا کہ فراج نے غصے سے پاگل ہوتے اس شخص کے منہ پر ایک اور مکہ جڑا اور اپنی کار کی سمت بڑھتا ڈرائیونگ سیٹ سنبھال گیا کار ریورس لیتا گولی کی سپیڈ سے اس آدمی کی بند ہوتی آنکھوں سے پہلے ہی وہاں سے غائب ہوا۔

****

مصطفی ابھی آفس سے لوٹا تھا اور مردان خانے میں داجی شازم صاحب جازم صاحب یاسر اور ثوبان کے ساتھ بیٹھا تھا اور اب اس کا رخ اپنے کمرے کی سمت تھا جس کا ہینڈل گھماتے وہ کمرے میں داخل ہوا تو کمرا پورا اندھیرے میں نہایا ہوا تھا افق کو ڈاکٹر نے ریسٹ کرنے اور کچھ میڈیسن کو پراپر لینے کا کہا تھا تو مصطفی نے افق کے کمرے سے باہر نکلنے پر بھی پابندی لگا دی تھی افق

نے ناشتہ مصطفی کے ساتھ کیا تھا جس کے چکر میں مصطفی اچھا خاصا آفس سے پہلی دفعہ لیٹ ہوا تھا کیونکہ فجر کے بعد وہ اپنی امامت میں افق کے ساتھ فجر اور نوافل ادا کرتا سویا تھا افق کو خود میں بھینچے اور آج صبح اٹھنے میں وہ لیٹ ہو چکے تھے۔

افق بیڈ پر بیٹھی کمفرٹر اوپر تک تانے سامنے ال سی ڈی پر فیری ٹیل کی نئی مووی دیکھنے میں مصروف تھی وہ اتنی ڈوبی ہوئی تھی کہ اسے مصطفی کے آنے تک کی خبر نا ہوئی مصطفی نے دروازہ آرام سے بند کرتے ڈریسنگ کی سمت رخ کیا وہ بار بار وقفے وقفے سے افق کو بھی مرر سے دیکھتا مسکرا رہا تھا جو منہ کے زاویے بگاڑتی آنکھیں سکرین پر مرکوز کیے ہوئے تھی مصطفی نے کف لنکس اتار کر ٹیبل پر رکھے پھر ٹائی کی نوٹ ڈھیلی کرتے اتاری کوٹ وہ پہلے ہی ہینگ کر چکا تھا شرٹ کے اوپری دو بٹن کھولے قدم اب بیڈ کی سمت بڑھائے تھے سائیڈ ٹیبل پر موبائل کار کی کیز اور والٹ رکھتے وہ بیڈ پر بیٹھا افق بیڈ کے

درمیان میں دونوں پیروں کو پیٹ کے اندر کی طرف موڑے بیٹھی تھی کمرے میں ہیٹر آن تھا باہر کشمیر کی سرد ہوائیں چل رہی تھیں مصطفی آگے کو ہوتا افق کے پیچھے خود کو ایڈجسٹ کرتے اس کے پیٹ پر دونوں ہاتھ کی گرفت جمائے افق کے شانے پر لب رکھ گیا افق ایک دم ڈر کے چیخی۔

"میں ہوں " مصطفی نے گھمبیر آواز میں سرگوشی کی افق نے بند آنکھیں کھولے حیرت سے مصطفی کو دیکھا سکرین کی پڑتی روشنی میں مصطفی کے چہرے کا ہر نقوش واضح ہو رہا تھا مصطفی کے چہرے پر مبہم سی مسکراہٹ تھی اور آنکھوں میں جزبات لٹاتا سمندر افق کی پلکیں لرز گئیں۔

"میں۔۔ڈر گئی تھی مصطفی " افق نے گھبراہٹ پر قابو پاتے کہا۔

"ہمم۔۔صرف مجھ سے ہی ڈرنا چاہیے تمہیں شہزادی " مصطفی نے محبت سے کہتے افق کے گال پر بیرڈ رب کی افق کی دھڑکنیں تیزی سے دھڑکنا شروع ہوئیں۔

"کیوں ؟" افق نے کپکپاتے ہاتھوں سے کمفرٹر تھامے استفسار کیا مصطفی افق کو تنگ کر رہا تھا۔

"کیا مصیبت ہے کس کو موت آئی ہے" مصطفی غراتا ہوا دوسرا ہاتھ ٹیبل پر رکھے موبائل کی سمت بڑھایا افق گھبرائی موبائل تبسم لکھا آرہا تھا مصطفیٰ کرنٹ کھا کر افق سے دور ہوتا موبائل سینٹر ٹیبل پر رکھتا باہر بڑھ گیا افق حیران و پریشاں مصطفی کو دیکھتی رہی۔

"ثوبان کیا کر رہے ہیں کوئی اجائے گا" مقدس جو ڈنر کی تیاری کر رہی تھی ثوبان کو اپنے پیٹ پر حصار باندھتے اپنے چٹانی سینے سے لگاتے دیکھ ہڑبڑا کر بولی ثوبان نے کچن میں داخل ہوتے ساری ملازماؤں کو وہاں سے جانے کا اشارہ کر دیا تھا جو ایک ایک کر کے معنی خیزی سے مسکراتے سر جھکائے کچن سے باہر نکلی تھی۔

"پیار کر رہا ہوں اور آنے دو جس کو آنا ہے دیکھ لو گا " ثوبان نے مسکراتے کہا۔

"ثوبان " مقدس ثوبان کے حصار میں سرخ گلاب ہوتی کسمسائی تھی۔

"مقدس " ثوبان بھی شرارت سے مقدس کی ایکٹنگ کرتا مقدس کو چھیڑ گیا۔

"آپ بہت بے شرم ہیں کچن میں رومینس کون کرتا ہے " مقدس سرخ پڑتے بولی۔

"میں " ثوبان نے یک حرفی جواب دیتا مقدس کا رخ اپنی سمت پلٹا۔

"استغفر اللہ " روقیہ بیگم جو کچن میں داخل ہوئی ثوبان کو مقدس پر جھکا دیکھ گڑبڑاتی ہوئی دل پر ہاتھ رکھ گئی روقیہ بیگم کی اونچی آواز پر ثوبان بھی کرنٹ کھا کر مقدس سے دور ہوا تھا لیکن مقدس کو اپنے حصار میں لے گیا ممکن تھا

مقدس پھر لڑکھڑا جاتی مگر مقدس سنبھلتے ہوئے فورا ثوبان سے فاصلہ قائم کر گئی ۔

"تم لوگ یہ تو خیال کر لو یہ کچن ہے تمہارا بیڈ روم نہیں منہ اٹھا کر کہی بھی رومینس کرنا شروع ہو جاتے ہو " روقیہ بیگم کچھ دیر بعد پلٹ کر ثوبان اور مقدس کو دیکھتی غصے سے بولی تھیں ثوبان بدمزہ ہوا تھا روقیہ بیگم کی اینٹری پر وہ سر جھکائے بے شرمی سے مسکراہٹ دبا گیا کے اتنے میں فاطمہ بیگم بھی داخل ہوئی اور روقیہ بیگم کا غصے سے سرخ چہرہ دیکھ استفسار کرنے لگی جنہوں نے طوطے کی طرح فاطمہ بیگم کو ثوبان اور مقدس کے رومینس کی شکایت لگائی ۔

"شرم کرو موقع محل اور جگہ دیکھ لیا کرو " فاطمہ بیگم نے بھی دونوں کو ڈانٹا جبکہ مقدس بیچاری سر پر ڈوپٹہ ٹکاتی روہانسی ہوئی۔

"مقدس تمہیں تو خیال رکھنا چاہیے تھا مجھے تم سے یہ امید نہیں تھی اگر تمہارے بابا حضور یا چچا حضور ہوتے پھر کیسے ان کے سامنے جاتی " فاطمہ بیگم نے مقدس کو ڈانٹا جبکہ مقدس کا دل چاہا انھیں بتائے ان کا بیٹا ہی پٹری سے اترا تھا وہ بیچاری تو اسے منع کر رہی تھی۔

"نہیں بھابھی حضور وہ کیوں خیال کرے گی وہ تو چاہتی ہے ثوبان اس کے آگے پیچھے گھومتا رہے " روقیہ بیگم غصے سے بولی۔

"تو چچی حضور بیوی ہے میری اس کے پیچھے نہیں گھوموں گا تو کیا رشید کے پیچھے گھوموں گا " ثوبان کو چچی کی بات ناگوار گزری تب ہی نرمی سے ہلکے

پھلکے انداز میں چچی کو جواب دے گیا حوالہ حویلی کے ہیڈ سیکیورٹی گارڈ کا دیا تھا۔

"ثوبان " فاطمہ بیگم نے اسے تنبیہ کی ثوبان کی بات پر فاطمہ بیگم اور روقیہ بیگم دونوں کا چہرہ سرخ ہوا تھا ثوبان خاموش ہو گیا۔

" آئیندہ ایسی حرکت میں تمہیں کچن میں نا کرتے دیکھو نا شکایت سنو تمہاری " فاطمہ بیگم مقدس کا جھکا چہرہ دیکھتی اب سمجھی تھیں یہ بے باک حرکت ان کا سپوت ہی کر سکتا ہے مقدس تو اب بھی شرم سے خطرناک حد تک سرخ ہو رہی تھی۔

"اب ان بزرگوں کو کون بتائے رومینس کے لیے جگہ کا مناسب ہونا ضروری نہیں بندے کا موڈ ہونا ضروری ہے " ثوبان مسکراتا بڑبڑایا تھا لیکن اس کی بڑبڑاہٹ مقدس نے باخوبی سن لی تھی مقدس کا دل کیا ثوبان کو شوٹ کر دے اب ایک شوٹر کا دل غصے میں شوٹ کرنے کو ہی کرے گا نا۔

"اب کیا تم بھی اپنی بیوی کے ساتھ ہی نکلو گے باہر " روقیہ بیگم ناگواری سے ثوبان کو وہی جمے دیکھ بولی تھیں جو سرد سانس کھینچ کر مقدس پر بے باک نگاہ ڈالتا دونوں ہاتھ پینٹ کی جیبوں میں اڑسائے باہر نکلا تھا روقیہ بیگم اور فاطمہ بیگم بھی ثوبان کے جاتے ہی ملازماؤں کو کچن میں بلاتی وہاں سے غائب ہوئیں تھیں تو مقدس بھی ملازماؤں کی معنی خیز کھکھلاہٹیں سنتی سر جھکائے اپنے کام میں مصروف ہوئی۔

"مجھے آپ سے ایک بات کرنی ہے" عشراق جو کب سے چپ چاپ یاسر کے ہاتھوں سے ڈنر کر رہی تھی ڈنر مکمل ہوتے ہی یاسر سے بولی جو ٹرے ملازمہ کو تھماتے کمرہ لاک کیے ڈریسنگ مرر کے سامنے کھڑا ہوتا اپنے بال سیٹ کرنے کے ساتھ عشراق کو ہی دیکھ رہا تھا۔

"بولو ملکہ سن رہا ہوں " یاسر نے ڈریسنگ مرر پر رکھی عشراق کی رپورٹس کو سائیڈ پر کرتے عشراق کے قریب بیڈ پر بیٹھتے کہا اور عشراق کا ہاتھ تھامتا لبوں سے لگا گیا عشراق کے گالوں پر گلابیاں بکھریں۔

"ویسے تمھیں پتا ہے ملکہ میں جتنا شکر ادا کرو اتنا کم ہے تمہاری ساری رپورٹس نارمل آئیں ہیں اور ڈاکٹر تہمینہ کے مطابق تم دوبارہ اپنے پیروں پر کھڑی ہو

سکتی ہو یہ ولیمہ ہوتے ہی ہم لوگ امریکہ جائے گے تمہارے علاج کے لیے "

یاسر نے محبت پاش لہجے میں کہا وہ صبح ہی ناشتہ کرتے عشراق کو لیے ہاسپٹل پہنچا تھا جہاں میڈیا نے اس کا پیچھا کرتے ان گنت سوالوں کی بوچھار شروع کر دی تھی یاسر میڈیا کو اگنور کرتا عشراق کو لیے ہاسپٹل میں داخل ہوا یاسر کے گارڈز میڈیا کو دور کرنے میں ہلکان ہو رہے تھے مگر کامیاب بھی ہو گئے۔

عشراق کے مکمل چیک اپ اور ضروری ٹیسٹ کے بعد ڈاکٹر تہمینہ نے یاسر کو اوکے کی رپورٹ دی تھی وہ پاکستان کی جانی مانی بہترین ڈاکٹر تھیں جنہیں یاسر نے کل ہی اپوائنٹ کر کے آج کشمیر آنے کا حکم دیا تھا یاسر نے جہاں تشکر کا سانس بھرا تھا وہی اس کا اگلا سوال تھا اس کی ملکہ دوبارہ چل سکتی ہے یاسر کو یہ گلٹ کھائے جا رہا تھا اس کی وجہ سے اس کی ملکہ معزور ہوئی ہے وہ چاہتا تھا عشراق اپنے پیروں پر کھڑی ہو اس کے ماتھے سے معزوری کا دھبہ جلد از جلد ختم ہو ڈاکٹر تہمینہ نے عشراق کے پرانے ریکارڈ کو دیکھتے یاسر کو یقین دہانی

کروائی تھی کہ اب عشراق اس کنڈیشن میں ہے کہ اس کا آپریشن کیا جا سکے کیونکہ اس کے مسلسز جڑ چکے ہیں جو گولی لگنے کی وجہ سے ڈیمج ہو چکے تھے اور یہ ہی صحیح وقت ہے عشراق کے آپریشن کا جسے سن کر یاسر بھر پور انداز میں دل کھول کر مسکرایا تھا یاسر نے پورے ہاسپٹل میں میٹھائیاں بھی تقسیم کرنے کا حکم دیا تھا جس کی تکمیل فورا کی گئی عشراق بھی خوش تھی۔۔ عشراق کو یاد تھا پانچ سال پہلے ڈاکٹرز نے کہا تھا جب تک عشراق کے ٹیشو جائنٹ نہیں ہو جاتے کوئی رسک نہیں لیا جا سکتا وہ جتنا شکر ادا کرتی اپنے رب کا کم تھا جبکہ یاسر نے حویلی آتے ہی سب کو یہ خوش خبری سناتے حویلی کے تمام ملازمین میں مٹھائی تقسیم کروائی تھی یہ خبر کفیر حویلی تک بھی پہنچا دی گئی تھی جسے سنتے حنان کے آنے کی خوشی کے ساتھ عشراق کی خوشی بھی منائی گئی تھی سب ہی بے حد خوش تھے۔

"بولو ملکہ کیا بات ہے" یاسر نے عشراق کے گلابی پڑتے گال پر اپنا ہاتھ رب کرتے محبت پاش لہجے میں استفسار کیا عشراق نے سنہری پلکوں کی جھالر سے یاسر کی سیاہ مقناطیسی آنکھوں میں دیکھا۔

"آپ سیاست میں نہیں آئے گے ؟ داجی کہ رہے تھے کہ اب تک کشمیر کے وزیراعظم کی سیٹ خالی ہے اس سے پہلے آپ کے مخالفین قبضہ کرے آپ ہی دوبارہ عہدہ سنبھال لے میں بھائی کے ساتھ لندن چلی جاؤ گی" عشراق نے کہا وہ نہیں چاہتی تھی یاسر جس نے سیاست کو چھ سال دیئے تھے ملک کے ساتھ وفا کی تھی اس کی وجہ سے اپنے مقصد سے دور ہو۔

"میری ملکہ میں تمہیں اکیلا نہیں چھوڑ سکتا میں آئندہ انتخابات میں حصہ لے لو گا وزیراعظم بننا اگر میرے مقدر میں ہوا میں دوبارہ بن جاؤ گا تم پریشان نا ہو اس وقت سب سے زیادہ تم ضروری ہو میرے لیے اور میں کسی بھی سالے۔۔

میرا مطلب ہے تمہارے بھائی کے بھروسے اتنی دور تمہیں نہیں جانے دے سکتا " یاسر عشراق کی آنکھوں میں اپنے لیے فکر دیکھ مبہم سا مسکراتا حنان کو یاد کرتا لیکن عشراق کی سنجیدہ نظروں کو دیکھتے عزت سے مخاطب کر گیا۔

"لیکن اگر کوئی غلط لیڈر وزیراعظم بن گیا تو ؟" عشراق یاسر کے فیصلے سے خوش نا تھی۔

"اس کا انتظام بھی میں نے کر لیا ہے میں اپنے ولیمہ پر ہی نئے وزیراعظم کا انتخاب کرو گا جو حق مجھے صدر پاکستان نے دیا ہے اسے استعمال کرتے اور فکر نہیں کرو وہ بہترین لیڈر ثابت ہو گا ہمارے کشمیر کے لیے " یاسر نے مسکراتے کہا عشراق کچھ نا بولی یاسر کی ہر بات پر یقین کر گئی یہ وقت بتانے والا تھا یاسر نے جسے چنا ہے وہ کشمیر میں ہی نہیں بلکہ ان کی زندگیوں میں بھی تبدیلیاں لانے والا تھا۔

"اب تم آرام کرو میری ملکہ میں بھی داجی کے پاس جاتا ہوں کچھ پراپرٹی کی بات کرنی تھی داجی کو مجھ سے اور پھر آکر اپنی ملکہ سے بے انتہا پیار کرو گا" یاسر نے عشراق کی پیشانی پر عقیدت سے لب رکھتے شرارت سے کہا عشراق کا چہرہ سپاٹ ہوا یاسر نے با غور دیکھا۔

"کیا ہوا ملکہ ؟ کوئی پریشانی ہے " عشراق تو یاسر کی زرا سی معنیٰ خیزی بات پر سرخ گلاب ہو جاتی تھی اور اب بلکل سپاٹ یاسر کی پیشانی پر دو لکیریں ابھری ۔

"میں چاہتی ہو آپ آج رات شفا کے ساتھ گزارے تا کہ آپ ہم دونوں میں برابری کر سکے " عشراق نے یاسر کا ہاتھ تھامتے کہا یاسر نے پہلی دفعہ عشراق

کا ہاتھ رخصتی کے بعد جھٹکا تھا عشراق حیرت میں گم ہوئی جبکہ یاسر کے تاثرات سخت ہوئے تھے چہرہ سرخ ہوا نقوش تن چکے تھے۔

"سو جاؤ ملکہ میں داجی کی بات سن کر آتا ہوں تمہارے پاس " یاسر ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولا تھا عشراق یاسر کا سخت رویہ دیکھتے اس کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی تھی کئی دنوں بعد آج عشراق کو یاسر سے خوف محسوس ہوا تھا لیکن وہ خود پر قابو کر گئی وہ شفا کی حق تلفی کر کے گناہ نہیں کما سکتی تھی یاسر پر جتنا حق اس کا تھا اتنا ہی شفا کا تھا۔

"میں کہہ رہی ہو آپ آج شفا۔۔" عشراق بھی مضبوط لہجے میں بولتی کہ یاسر جس نے قدم دروازے کی سمت بڑھائے تھے پلٹا اور عشراق کو گردن موڑے دیکھا عشراق لرز گئی یاسر کی آنکھوں میں خون اتر چکا تھا رگیں تنی تھیں جیسے وہ خود پر بامشکل ضبط کیے ہوئے ہے یاسر عشراق کی آنکھوں میں خوف دیکھتا

آگے بڑھا ابھی دروازہ کھول کر باہر جاتا کہ عشراق کی آواز نے اس کے قدم روک دیئے۔

"میں آپ کو اپنے کمرے میں آنے کی اجازت نہیں دیتی آج رات " عشراق بولی تھی اور یاسر پلٹا تھا عشراق کے ذہن پر یاسر کی سرخ ہوتی آنکھوں کا اتنا خوف تھا کہ عشراق نے اپنا ڈوپٹہ مٹھیوں میں بھینچ لیا جسم لرز رہا تھا یاسر ایک جست میں عشراق تک پہنچا اور عشراق کے لبوں پر ہاتھ رکھ گیا یاسر کے خوف سے عشراق کی آنکھوں سے آنسو پھسل کر یاسر کی ہتھیلی کی پشت پر گرے تھے یاسر فورا عشراق سے دور ہوا یاسر اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا اپنا ہاتھ پوری قوت سے ڈریسنگ مرر کے شیشہ پر دے مارا شیشہ چھناکے سے کئی ٹکڑوں میں ٹوٹا تھا پورا ہاتھ لہو لہان ہوا عشراق دونوں ہاتھ منہ پر رکھے چیخی تھی۔

"تم مجھے خود سے دور کر رہی ہو ملکہ اس معمولی سی بے حیا لڑکی کے لیے" یاسر دھاڑا تھا۔

"یاسر۔۔آپ۔۔کا ہاتھ۔۔خون" عشراق گھبرا گئی تھی۔

"تمہیں فرق پڑتا ہے میری تکلیف سے ؟" یاسر استہزایہ ہنسا تھا۔

"فرق پڑتا ہے تب ہی آپ کے ساتھ ہوں لیکن شفا کے حقوق آپ میری وجہ سے پورے نہیں کرے گے تو مجھے گناہ۔۔" عشراق یاسر کے انداز پر اندر تک سلگ اٹھی تھی شفا بھی تو اس کی بیوی تھی یاسر اس سے کیسے غفلت برت سکتا تھا اور گناہ کی مرتکب عشراق ٹھہرتی وہ نا کچھ کرتے ہوئے بھی شفا کی مجرم بنتی۔

"اچھا اس کے حقوق کا خیال ہے تمہیں ملکہ میرے حقوق کہا گئے تم میری بیوی ہو تم نے میرے حقوق اب تک ادا نہیں کیے اس کا گناہ نہیں مل رہا تمہیں ؟" یاسر کرب سے ہنستا آج محبت کے لحاظ بھی بلائے طاق رکھ گیا عشراق یاسر کی بات پر پتھر کی ہوئی تھی وہ شفا کے حقوق یاد رکھتے اپنے فرائض کیسے بھول گئی جبکہ یاسر عشراق کی بت بنے وجود کو دیکھتا جبڑے بھینچے دروازہ کھولے باہر قدم بڑھا گیا اور دھاڑ کی آواز سے دروازہ بند کر گیا اور عشراق پر جما سکتہ ٹوٹا تھا۔

"تمہاری طبعیت ٹھیک ہے ؟"حنان جویریہ کے قریب بیٹھتا سنجیدگی سے استفسار کرنے لگا جویریہ جو کاوئچ پر بیٹھی وال نما ونڈو سے کشمیر کے خوبصورت درختوں کو ہلتا ہوا دیکھ رہی تھی حنان کی آواز پر چونکی تھی سنہری آنکھوں نے حنان کی سرمئی آنکھوں میں دیکھا حنان آفس سے حداد کے ساتھ لوٹا تھا آفس میں کام پینڈنگ تھا جسے ختم کرتے آج بہت دیر ہوچکی تھی حنان کے چہرے پر تھکاوٹ کے اثرات نمایاں تھے۔

"میں ٹھیک ہو تم کیوں پوچھ رہے ہو" جویریہ حیران ہوتی بولی۔

"مجھے صبح سے تمہاری طبعیت ٹھیک نہیں لگ رہی "حنان نے کوٹ سائیڈ صوفے پر رکھتے گردن کو رب کرتے صوفے کی سطح پر گردن گرائے کہا ٹائی بھی کوٹ کے ساتھ ہی صوفے پر رکھی تھی شرٹ کے اوپری دو بٹن کھلے تھے جنہیں دیکھ جویریہ کے گلے میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔

"کیوں ؟ میں تو ٹھیک ہو " جویریہ نے خود کو کمپوز کرتے کہا۔

"تم نے صبح سے سپاٹ ریکشن صرف دو دفعہ دیا ہے نا اس لیے پوچھ رہا ہو اور بنا وجہ غصہ کیا ہے مجھ پر اور پھر ناشتے کی فرمائش " حنان نے صوفے کی سطح پر کہنی اڑسائے اس پر اپنا سر رکھتے سنجیدگی سے کہا جویریہ نے آنکھیں سکیڑی اور غصے سے حنان کو دیکھا۔

"دیکھا میں نے کہا نا تمہاری طبعیت کو کچھ ہوا ہے تم ٹھیک نہیں ہو " حنان نے جویریہ کے غصے والے ریکشن پر سنجیدگی سے کہا جبکہ جویریہ کو لگا وہ اسے چھیڑ رہا ہے۔

"مجھے تم سے بات ہی نہیں کرنی " جویریہ دانت پیستے بولی اور صوفے سے اٹھنے لگی کے کہ حنان نے جویریہ کی کلائی تھامے جھٹکے سے خود پر گرایا جویریہ حنان کے اوپر بے ترتیب سی گری حنان نے جویریہ کے پیر سیدھے کرتے اسے اپنے اوپر صحیح سے بیٹھایا جبکہ جویریہ اب بھی غصے سے حنان کو ہی دیکھ رہی تھی اٹھنے لگی لیکن حنان کے حصار سے نکلنا جویریہ کے بس کی بات نا تھی وہ حنان کے سینے پر دونوں ہاتھ ٹکاتی اسے دیکھے گئی۔

"اب بتاؤں کیا ہوا ہے میری سفاک بیوی کو چھوٹی چھوٹی باتوں پر اتنا غصہ کیوں کر رہی ہے ؟" حنان جویریہ کے بال سنوارتا بولا۔

"میں تو غصہ نہیں کر رہی تم حرکتیں ہی ایسی کر رہے ہو کل تم نے مجھے ڈنر نہیں کروایا اپارٹمنٹ کے کچن کی گروسری ختم تھی کل رات سے میں بھوکی تھی اور تمہیں اچھے سے پتا ہے مجھ سے بھوک برداشت نہیں ہوتی غصہ نہیں

کرتی تو کیا کرتی اور اب تم مجھے چھیڑ رہے ہو غصہ نہیں کرو تو کیا کرو ؟"
جویریہ نے کہتے الٹا حنان سے سوال کیا۔

"دیکھا میں کہ رہا ہوں نا تمہیں کچھ ہوا ہے تم نے آج تک مجھ سے اتنی باتیں نہیں کی جتنی دو منٹ میں کر لی اور پھر مجھ سے شکایت لگا رہی ہو ! مجھ سے ؟ اور پھر غصہ بھی کر رہی ہو " حنان جویریہ کے گال پر آگے جھکتے لب رکھتا بولا
جویریہ نے حنان کو گھورا حنان کو جویریہ کا روٹھا روٹھا اور خالص بیویوں والا یہ انداز بہت پسند آیا وہ ہمیشہ سے جویریہ کو نارمل دیکھنا چاہتا تھا حنان کے دل میں ایک خواہش پیدا ہوئی کہ جویریہ سے پوچھے کہی محبت تو نہیں ہو گئی حنان سے لیکن وہ جویریہ کا سپاٹ ریکشن نہیں چاہتا تھا چاہے وہ پوری زندگی اس پر غصہ کرتی رہے لیکن بس بات کرے یہی کافی تھا اسی لیے وہ خاموش رہ گیا یہ بات سوچتے۔

"میری طبعیت بلکل ٹھیک ہے مجھے لگتا ہے تمہاری خراب ہو گئی ہے " جویریہ نے حنان کی سمت سے رخ موڑے کہا حنان نے جویریہ کے دوسرے گال پر بھی لب رکھے جویریہ نے غصے سے حنان کے لبوں پر اپنا ہاتھ مضبوطی سے جما دیا جویریہ کی حرکت پر حنان گہرا مسکرا دیا اور جویریہ کی ہتھیلی پر بھی لب رکھ گیا جویریہ نے فورا ہاتھ ہٹایا تو حنان کا دلکش قہقہہ کمرے کی زینت بنا۔

"چھوڑو مجھے " جویریہ غصے سے غرائی حنان نے مزید جویریہ کی کمر پر سختی سے حصار جمائے اسے خود میں بھینچا۔

"حنان " جویریہ چیخی تھی حنان جبکہ لطف اندوز ہوتا جویریہ کا نیا روپ انجوائے کر رہا تھا۔

"جانِ حنان " حنان مسکرایا جویریہ لب بھینچ گئی حنان سنجیدہ ہوا۔

"اچھا سوری اب نہیں کر رہا کچھ " حنان نے ہار مانی اور جویریہ کے گال کو نرمی سے چھوا۔

"سوری میری جان چلو اٹھو میں بھی فریش ہوتا ہو پھر نیچے چل کر ڈنر کرے گے " حنان نے پھر معافی مانگتے جویریہ کو اپنے اوپر سے اٹھنے کا کہا لیکن جویریہ بس حنان کو دیکھتی رہی اور حنان کی گردن کی ہڈی کو زخمی کر گئی۔

"جویریہ " حنان چیخا تھا اور جویریہ کی کمر کو تھامے اسے خود سے دور کرنے لگا جبکہ جویریہ حنان کی ابھری ہوئی ہڈی کو تشدد کا نشان بنا گئی حنان کی آنکھوں میں آنسو چمکے تھے لب بری طرح ایک دوسرے میں پیوست کیے وہ اپنی چیخ کا

گلا گھونٹ رہا تھا جویریہ دور کرنے سے بھی دور نہیں ہو رہی تھی جبکہ جویریہ اپنے کام میں بے حد مصروف تھی کہ یازان دروازہ کھولے منہ اٹھائے موبائل میں مصروف سا کمرے میں داخل ہوا لیکن سامنے کا منظر دیکھ اس کے ہاتھ سے موبائل چھوٹ کر زمین بوس ہوا منہ کھلا اور آنکھیں پھیلی تھیں جبکہ دروازہ کھلنے کی آواز پر حنان کی آنکھیں کھلی تھی اور جویریہ نے بھی پلٹ کر دیکھا لیکن یازان کو سٹیچو بنے دیکھ جویریہ فورا حنان کی گود سے اٹھتی دور کھڑی ہوئی اور اپنے ڈوپٹہ سیٹ کر گئی تو حنان بھی اپنی گردن پر ہاتھ پھیرتا نم آنکھوں کو بار بار جھپکتے کھڑا ہوا گردن میں اچھی خاصی تکلیف شروع ہو چکی تھی۔

"تو یہاں کیا کر رہا ہے ؟" حنان یازان کے بنا ناک کیے منہ اٹھا کر اندر گھسنے پر چوٹ کرتا دانت پیس کر بولا جبکہ جویریہ حنان کو اور یازان کو دیکھ رہی تھی جیسے اس نے کچھ کیا ہی نہیں حنان کی آواز پر یازان کو ہوش آیا۔

"کیا مطلب کیا کر رہا ہوں " یازان خود کو کمپوز کرتا غائب دماغی سے بولا جھکتے اپنا قیمتی موبائل پکڑا۔

"تجھے شرم نہیں آتی بھائی بھابھی کے کمرے میں منہ اٹھا کر آگیا " حنان یازان کے سوال پر دانت پیس کر بولا تھا ایک ہاتھ مسلسل اپنی گردن پر تھا۔

"تو کیا منہ باہر چھوڑ کر آتا ؟ تا کہ آپ کی رنگ رلیاں اپنی گنہگار آنکھوں سے نا دیکھ پاتا " یازان نے دوبدوک کہا حنان نے اسے گھورا۔

"کونسی رنگ رلیاں بیوی ہے میری ؟ اور تجھے دروازہ ناک کر کے آنا چاہیے تھا تمیز بھی میں سکھاؤ اب تجھے " حنان نے ڈپٹا۔

"واہ بھائی واہ ! میرے کمرے میں تو منہ اٹھا کر آجاتے ہیں آپ اور میں آپ کے کمرے میں نہیں آسکتا " یازان نے ایسے کہا جیسے بہت دکھی ہو اسے یاد آیا جب حنان اور حداد اس کے کمرے میں ایسے گھستے تھے جیسے ان کا کمرہ ہو اور دونوں اس کو تنگ کرنے کے لیے بیڈ پر سوتے تھے اور اسے بیڈ کے قریب کارپٹ پر پٹخ دیتے تھے اور یازان کہتا تھا ان دونوں کی شادیاں ہونگی تب سارے بدلے گن گن کر لو گا بنا ناک کیے میں نے بھی ان کو بیویوں سے دور نہیں کیا تو میرا نام بھی یازان اعظم کفیر نہیں یازان کو پرانی بات یاد تھی اسی لیے تو بدلہ لینے جان بوجھ کر کمرے میں داخل ہوا تھا لیکن جو دیکھا وہ شاکنگ تھا جویریہ اس کے بھائی کے اوپر جھکی تھی شاید ان کا رشتہ ٹھیک ہونے لگا تھا یازان کے دل میں اطمینان اترا چلو جویریہ جیسی سفاک عورت اس کے بھائی سے محبت تو کرنے لگی تھی لیکن وہ جویریہ سے نفرت تو کرتا تھا جو کسی صورت ختم نہیں ہو رہی تھی۔۔ لیکن وہ آج حنان کے حویلی میں آنے کی وجہ سے اور

عشراق کے علاج کی خوشی کی خبر سنتے کافی خوش تھا اسی لیے حنان کو جان بوجھ کر تنگ کر رہا تھا۔

"ناک کیسے بنا نہیں آسکتا " حنان نے اطمینان سے کہا یازان نے منہ بنایا۔

"ہمم۔۔بیوی آگئی ہے نا آپ کی میں کہاں کسی کو اچھا لگو گا اب حداد بھائی بھی کمرے میں گھسنے نہیں دیتے آپ بھی مجھے باتیں سنا رہے ہیں۔۔بس بہت ہو گیا مجھے بھی میری بیوی چاہیے" یازان یک دم جزباتی ہوتا حنان کے قریب آتے اسکا گریبان جکڑتا ہوا بولا حنان کبھی یازان کو دیکھے تو کبھی اپنے گریبان کو جبکہ جویریہ کافی لطف اندوز ہو رہی تھی وہ بیڈ پر بیٹھ گئی اور مووی کی طرح سامنے حنان اور یازان کے فلمی سین کو دیکھنے لگی۔

"شکل دیکھی ہے بیوی چاہیے " حنان اپنا گریبان ایک ہاتھ سے یازان سے چھڑواتے ہوئے بولا۔

"اپنی دیکھی ہے ؟" یازان دوبدوک بولا جویریہ ہنس دی حنان کو آگ لگی اور حنان کا ہاتھ اٹھا اور یازان کے گال پر گیا یازان نے ہونٹ بلکاتے حنان کو غصے سے ضدی بچے کی طرح دیکھا جب حنان نے یازان کے دوسرے گال پر بھی شرارتاً تھپڑ جڑا آج یازان موڈ میں تھا یازان دونوں گالوں پر ہاتھ رکھے حنان کو دیکھے گیا۔

"اتنی اچھی ہے کہ آپ جلتے ہیں مجھ سے اسی لیے میرے چہرے کو لال کر رہے ہیں میرے حسن پر دھبہ لگا رہے ہیں " یازان منہ بنا کر بولا تھا ہاتھ اب بھی ہنوز گال پر تھے۔

"ہاں میں برداشت نہیں کر سکتا کل کو میرے بھائی کی بیوی آئے اور اس کے گال لال کرے اسی لیے میں خود کر رہا ہوں۔۔اور تمہیں بیوی کی کریونگ ہو رہی تھی تو بس تمہارے جزبات کی قدر کر رہا ہوں۔۔ شادی نہیں ہو گی تمہاری میں تمہارے ساتھ کسی کو برداشت نہیں کر سکتا " حنان نے کہتے یازان کو آنکھ ونگ کی۔

"کیوں نہیں ہو گی میری شادی میری نہیں ہوئی نا میں نے حویلی چھوڑ کر چلے جانا ہے "یازان نے تیور چڑھائے دھمکی دی۔

"کب جا رہا ہے پھر میرا شہزادہ۔۔ آجاؤ اس خوشی میں مزید تمہیں لال کرو " حنان نے بے فکری سے کہا۔

"شرم کرے میں چھوٹا بھائی ہو آپ کا" یازان دو قدم پیچھے ہوتا ڈرامائی انداز میں بولا۔

"آجا میرے لال جھولا جھولاو " حنان نے دو قدم آگے لیے۔

"ہنہ میرے لال کرنے کی بجائے اپنی بیوی کے لال کرے جس نے آپ کی گردن لال کر دی کے " یازان الٹے پیر بھاگتا ہوا کمرے سے نکلا جبکہ دروازے پر جوتا پڑنے کی آواز صاف سنائی دی تھی یازان باہر جاتا قہقہہ لگا اٹھا تو جویریہ بھی حنان کو دیکھتی ہنس پڑی اس کی گردن میں تکلیف ہو رہی تھی اور یازان کی بات اس کا چہرہ سرخ کر چکی تھی جبکہ جس کا ہونا چاہیے تھا وہ ہنس رہی تھی۔

****

"تم رکو تمہیں بتاتا ہوں میں " حنان دوسرا جوتا اتارے جویریہ کی سمت بڑھا جو ہڑبڑا کر اپنی جگہ سے اٹھتی بیڈ پر چڑھتی فورا سٹڈی روم کی طرف بھاگی تھی حنان جویریہ کی پھرتی دیکھ نفی میں سر ہلاتا ڈریسنگ مرر میں خود کو دیکھے گیا واقعی ابھری ہوئی ہڈی پر سرخ نشان بن چکا تھا آج اس کی سفاک بیوی نے رومینس بھی کیا تو سفاکی والا حنان نے سوچتے سر جھٹکا۔

کفیر حویلی میں سب نے ڈنر کیا نہیں کیا تو عترت نے جو ڈنر تیار کر کے سو چکی تھی حداد بھی جب آفس سے حویلی لوٹتے اپنے کمرے میں داخل ہوا تھا عترت کو سوتا دیکھ سر جھٹک گیا اور فریش ہونے چلا گیا فریش ہوتا جب ڈریسنگ سے باہر نکلا اسے لگا عترت اٹھ جائے گی وہ تو اس کی ایک آہٹ پر یہاں تک کے اس کی خوشبو پر بھی بیدار ہو جاتی تھی لیکن آج ایسا نہیں ہوا عترت نیند کے مزے لے رہی تھی اور یہی بات حداد کو سلگا چکی تھی وہ کبھی

ڈرار بند کرتا کبھی ڈریسنگ کا دروازہ دھاڑ سے بند کرتا کبھی موبائل ٹیبل پر پٹختا عترت کی نیند بیدار کرنے کی کوشش میں تھا لیکن نا بھئی نا بھئی آج تو عترت مردوں سے بھی شرط لگا کر سو رہی تھی وہ نہیں اٹھی اور حداد اپنی انا میں عترت کو مخاطب کرنا نہیں چاہتا تھا اسی لیے دانت پیستا ڈنر کے لیے نیچے گیا ڈنر کرتے داجی اعظم صاحب عالم صاحب حنان بھائی اور یازان کے ساتھ گپ شپ لگا کر جنہ کو مسلسل کال ملانے لگے لیکن جنہ نے کال ریسیو نہیں کی تو سوچا شاید سو گئی ہو جنہ جب سے آسٹریلیا گئی تھی کسی کی بھی حال چال پوچھنے کے علاوہ زیادہ بات ہی نہیں ہوتی تھی پہلے حداد کے گولی لگنے کی وجہ سے سب پریشان رہے تو پھر عشراق جویریہ افق کی کیڈنیپ کی وجہ سے تو سب نے سوچا آج جنہ سے ڈھیروں باتیں کی جائیں اور خاص کر داجی اپنی فیشن پٹی چڑیل کو بہت مس کر رہے تھے جنہ نے تو کال ریسیو کی نہیں تو جنہ کے لیے آنے والے پروپوزل کے متعلق بات چیت کرتے سب ہی ولیمے کی تیاریوں کی باتوں میں مگن ہو چکے تھے کافی دنوں بعد سب خوش حالی سے مل جل کر

ساتھ بیٹھے تھے جس پر فاطمہ بیگم نے اپنے گھر کی خوب بلائیں لی تھیں جویریہ البتہ کمرے میں ڈنر کرتے ہی جا چکی تھی فاطمہ بیگم کو اس کا رکنا پسند بھی نہیں آتا شاید اس لیے بھی۔۔حداد جب کمرے میں آیا تب بھی محترمہ نیند کی وادی میں غوطے کھا رہی تھی حداد دھاڑ سے دروازہ بند کرتا تن فن کرتا عترت کے سر پر سوار ہوا اور کمفرٹر جس میں عترت چھپ کر سوئی ہوئی تھی صرف چہرہ ہی نظر آرہا تھا وہ کھینچا۔

"کیا چرس پی کر سو رہی تھی " حداد نے طنز کرتے پوچھا۔

"نہیں نیند کی گولی کھا کر " کیا معصومیت تھی عترت کی جبکہ اس جواب پر حداد کا دل کیا لگائے اس کے کان کے نیچے۔

"کیوں نیند کی گولی کھائی ویسے کم سوتی ہو تم " حداد نے کڑے تیوروں سے پوچھا عترت کا منہ کھل گیا۔

"منہ بند کرو اور اٹھو مجھے میڈیسن دو اور میری ڈریسنگ چینج کرو۔۔شوہر کا خیال نہیں خود میڈم گھوڑے گدھے بیچ کر سو رہی ہیں" وہ سلگ ہی تو گیا تھا

عترت کی بے فکری پر جبکہ عترت جس کے سر میں درد تھا جوس پی کر گولی کھا کر کپڑے چینج کرتی سوئی تھی ارادہ حداد کو بھاؤ دینے کا نا تھا جس کی وجہ سے رو رو کر اس کے سر میں صبح سے درد ہونے لگا تھا مگر حداد کو غصے میں دیکھ وہ بڑبڑا گئی۔

"آپ نے کا کر دئے تھے نا گھوڑے گدھے جنہیں بیچ کر سوتی ! ہنہ رونمائی کے علاوہ کچھ دیا بھی ہے مجھے اب تک " عترت بڑبڑا رہی تھی لیکن آواز بہت مدھم تھی حداد کو اس کے منمنانے کی آواز آرہی تھی لیکن سمجھ کچھ نا آیا۔

"کونسی گالیاں دے رہی ہو اونچی آواز میں دو تاکہ جواب دے سکو " حداد نے خونخوار نظروں سے عترت کو دیکھتے کہا عترت اچھلی اور نفی میں فورا سر ہلا گئی وہ چپ چاپ اٹھی تھی حداد بھی آنکھیں گھما گیا کچھ دیر بعد حداد کو میڈیسن دے کر حداد کی ڈریسنگ چینج کر کے وہ واپس سونے کے لیے لیٹی تھی کہ حداد سے دیکھا نہیں گیا۔

"یہاں نہیں سو مجھے نیند نہیں آئے گی اٹھو اور صوفے پر جا کر سو" حداد نے حکم صادر کرتے بازو آنکھوں پر رکھا عترت نے حداد کو دیکھا آنکھیں نم ہوئیں لیکن پھر مقدس کی بات یاد آئی۔

"میں کیوں سوٴ میں یہی سو گی آپ کو تکلیف۔۔"ابھی عترت مقدس کی زبان بولتی کہ حداد نے بازو ہٹائے اسے گھورا عترت کے الفاظ گلے میں ہٹکے فورا تکیہ تھامے اٹھی اور صوفے کی سمت قدم بڑھا گئی۔

"اللہ کرے آپ کو نیند ہی نا آئے میرے بغیر " عترت اتنا اونچا بڑبڑائی کے حداد کے چہرے پر مسکراہٹ بکھری جسے قابو کرتے وہ لائیٹس آف کر گیا جبکہ عترت منہ بناتی صوفے پر تکیہ جمائے بنا کمفرٹر کے لیٹ گئی۔

شفا اپنے کمرے میں موجود موبائل سے قرآن پاک پڑھنے کی کوشش کر رہی تھی ساتھ ساتھ تلاوت بھی سن رہی تھی یاسر جو داجی کے کمرے سے واپس آرہا تھا شفا کے کمرے سے گزرتے اس کے سنجیدہ چہرے پر پھر غصہ عنود ہوا

عشراق کی باتیں یاد آئیں اور اس پر تضاد داجی کا صاف صاف کہنا کہ شفا کو یاسر طلاق نہیں دے گا یہ ان کا فیصلہ ہے وہ بچی یتیم ہو چکی ہے اور صراط مستقیم پر چلنا چاہتی ہے جس کی وجہ سے اس نے اپنے ماں باپ کو بھی کھو دیا اور بہت مشکلات اٹھائیں ہے تو وہ لوگ کیوں اس بچی کی راہ میں مشکلات پیدا کرے اور جب عشراق یاسر کے کیے گناہ کو معاف کر سکتی ہے تو اس لڑکی کو کیوں دوسرا موقع نہیں دیا جا سکتا داجی کے ساتھ ثوبان اور مصطفی بھی بیٹھے تھے یہ بات یقیناً ان دونوں نے ہی داجی کو بتائی تھی وہ بھی یاسر کے شفا کو طلاق دینے کے حق میں نا تھے گناہ تو ان کے بھائی نے بھی کیا تھا اور سب سے بڑی بات جب عشراق نہیں چاہتی تو شفا کو طلاق دینے کا جواز نہیں بنتا جس پر یاسر نے احتجاج کرنا چاہا مگر پھر داجی نے اسے سخت الفاظ میں منع کرتے یاسر کا احتجاج مسترد کر دیا یاسر کا دل کیا اس شفا نامی بلا کا گلا گھونٹ دے اور ہمیشہ کے لیے اس کا چیپٹر کلوز کر دے داجی نے ایک اور بات کہی اگر شفا خود تم سے طلاق لینا چاہے تو وہ لے سکتی ہے لیکن تم نہیں دے سکتے

اگر تم نے ایسا کیا تو ہم تم سے تمام تعلقات توڑ دے گے داجی نے یہ دھمکی یاسر کو پانچ سال پہلے عشراق کو طلاق دینے والی بات پر دی تھی اور دوسری دفعہ آج شفا کو طلاق دینے والی بات پر یاسر لب بھینچ گیا داجی نے شفا کے طلاق کے پیپرز کو آگ میں یاسر کے سامنے جلا دیا۔۔یاسر شازم داؤد کو آج دوسری دفعہ اس کے دادا نے خاندان سے تعلق ختم کرنے کی دھمکی دی تھی وجہ پہلی والی ہی تھی بس فرق اتنا تھا پہلے وہ اپنی پہلی بیوی کو طلاق دینا چاہتا تھا تو اب دوسری بیوی کو ، یاسر نے وکیل سے وہ پیپر آج ہی بنوانے کا کہا تھا مگر یاسر تک پہنچنے سے پہلے وہ پیپر داجی کے ہاتھ لگ گئے تھے اور یاسر کے شفا کو طلاق دینے کے تمام راستے داجی کی وجہ سے مسترد ہو گئے یاسر کو اپنی شریانیں پھٹتی محسوس ہو رہی تھیں یاسر دھاڑ کی آواز سے کمرے میں داخل ہوا اور دروازہ بند کر گیا شفا جو بیڈ پر بیٹھی موبائل ہاتھ میں تھامے ہوئے تھی دھاڑ کی آواز پر اپنی جگہ سے اچھلی اور یاسر کو اپنے سامنے دیکھ شفا کی بچی کچی جان بھی ہوا ہوچکی تھی جبکہ یاسر کی سرخ آنکھیں خون آشنا تھیں یاسر نے

بھاری قدم شفا کی طرف لیے شفا نے الٹے قدم لینا شروع کیے یہاں تک کہ اس کی کمر دیوار سے جا ٹکرائی اور یاسر کا بھاری ہاتھ اٹھا شفا کی سانسیں رکی آنکھیں ڈر سے بند کیں لیکن پھر اپنے گال پر جلن محسوس نا کر کے فورا آنکھیں کھولی تو چہرے کے بلکل قریب یاسر کی سیاہ آنکھیں تھیں شفا کی چیخ گونجی تھی یاسر کا ایک ہاتھ دیوار پر اس کے سر کے قریب ٹکا تھا جبکہ دوسرا ہاتھ اس کی جیب میں تھا اور یاسر سرخ سیاہ آنکھوں سے شفا کی روح فنا کرنے کے در پہ تھا شفا کی بھوری آنکھوں میں خوف تھا جسے دیکھ یاسر مسکرایا البتہ چہرے کے نقوش تنے تھے شفا اپنی چیخ کا گلا گھونٹتی پھٹی پھٹی آنکھوں سے یاسر کو دیکھ رہی تھی۔

"ڈر۔۔ہاں ڈر یہ ڈر اچھا ہے " یاسر شفا کی آنکھوں میں اپنے لیے ڈر دیکھ محفوظ ہوا تھا یاسر کی سانسوں کی تپش شفا کو اپنے چہرے پر محسوس ہو رہی تھی وہ اس قدر اس کے نزدیک تھا۔

"اس ڈر کو اپنے دل اور دماغ پر حاوی کرو اور داجی سے جا کر کہو تم خود مجھ سے طلاق لینا چاہتی ہو " یاسر نے شفا کو حکم دیا آواز سرد تھی مگر الفاظ سن کر شفا نے تھوک نگلا۔

"میں۔۔میں کیسے۔۔آپ۔۔خود۔۔کہ۔۔دے " شفا نے ابھی اتنا ہی بولا تھا کہ یاسر نے اس کا چہرہ دبوچا شفا کے چہرے پر اس کی انگلیاں دھسی تھیں۔

"میرے سامنے یہ شرافت ، اچھی بننے کا ڈھونگ مت رچنا سمجھی ! اور طلاق تمہیں آج ہی دینا چاہتا تھا ، تمہیں کیا کسی کو بھی اپنی ملکہ کے برابر کا مقام نہیں دے سکتا میں سمجھی ! مگر داجی نے مجھ باندھ دیا ہے وہ تم جیسی لڑکی کے لیے مجھ سے مجھ سے رشتہ تک توڑنا چاہتے ہیں مجھے وہ دھمکی دے رہے ہیں جو کبھی میری ملکہ کے لیے مجھے دی تھی ! یقیناً کوئی مظلومیت کا رونا رویا ہو گا " یاسر دھاڑا تھا شفا کے آنکھوں سے آنسو بہے تھے وہ تو داجی کے پاس نہیں گئی تھی اور وہ کب عشراق کی جگہ لینا چاہتی ہے اس نے کب ایسا سوچا ؟ جبکہ یاسر کو تو ابھی تک یہ ہی بات ہضم نہیں ہو رہی تھی کہ داجی نے شفا کو اس

کی ملکہ کے برابر کا مقام دیتے وہی دھمکی دی تھی جو عشراق کے لیے کبھی دی گئی تھی۔۔وہ محبت میں پاگل سیاستدان ! اپنی ملکہ کے لیے دی جانے والی دھمکی کے لیے بھی جنونی حد تک پوزیسو تھا ! شفا یاسر کو ڈوبتی آنکھوں سے دیکھتی رہی مقابل اپنی ملکہ سے کتنی محبت کرتا تھا۔

"تمہیں تمہارا حق مہر مل جائے گا جا کر صبح ہوتے ہی داجی سے طلاق کی بات کرنا اور اگر ایسا تم نے نا کیا تو رات ہوتے ہی میں تمہاری چمڑی ادھیڑ دوں گا میرے نام میں رہی تو جان سے جاؤ گی زندگی اتنی مشکل کر دوں گا کہ منہ چھپانے کو جگہ تک نہیں ملے گی سمجھی ! اسی لیے بہتر ہے یہ منحوس شکل کے ساتھ پچاس لاکھ لو اور میری جان چھوڑو " یاسر ایک ایک لفظ پر زور دیتا پھنکارتا ہوا شفا کا چہرہ جھٹکے سے چھوڑتا لمبے لمبے ڈگ بھرتا کمرے سے باہر نکل گیا جبکہ شفا ڈوبتی آنکھوں سے اسے جاتا دیکھتی دیوار کے ساتھ بیٹھتی چلی گئی کل رات کی طرح آج بھی اسے رو رو کر یہ رات گزارنی تھی۔

یاسر کمرے میں داخل ہوا تو عشراق عشاء کی نماز ادا کر رہی تھی آج اسے نماز پڑھنے میں دیر ہوگئی تھی یاسر نے ایک نظر عشراق کو دیکھے اپنا رخ ڈریسنگ روم کی سمت کیا اشتعال تھا جو ختم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا اور اس پر بھی تضاد شفا کو اپنے ہاتھوں سے چھوا تھا ایسے عشراق کو تو نہیں چھو سکتا تھا واشروم میں گھستے ہاتھ میں بندھی ڈریسنگ اتارتے دور پھینکی خون ایک دفعہ پھر ہاتھ کو بھگو گیا ڈریسنگ ثوبان نے کی تھی جب وہ داجی کے پاس گیا تھا ثوبان سخت بھرم ہوا تھا یاسر کی اس حرکت پر مصطفی نے بھی سنائی تھی لیکن اس کے کان پر جو بھی نا رینگی اور داجی کی بات سنتے تو اس کا دل کیا یا خود کو ختم کر لے یا اس شفا کو۔۔ یاسر کے چٹانی سینے میں انگارے دھک رہے تھے پورے جسم کی رگیں اب بھی تنی تھیں ہری وینز دودھیا رنگت پر ابھر کر صاف عیاں ہو رہی تھیں ٹھنڈے پانی کا شاور آن کرتے رخمی ہاتھ اپنے بالوں میں لے جاتے پھیرا یاسر کے اندر جلتا لاوا نا یہ کشمیر کا ٹھنڈا موسم بجھا پا رہا تھا نا ہی اس کے وجود پر گرتا شاور کا ٹھنڈا پانی یاسر تقریباً ایک گھنٹے تک شاور

کے نیچے کھڑا رہا لیکن پھر بھی جب سکون نا ملا دھکتی آگ نا بجھی تو دونوں ہاتھ مرر وال پر ٹکاتے جبڑے بھینچے تھے۔۔کچھ دیر بعد یاسر ڈریسنگ سے باہر بلیک ٹراؤزر میں شرٹ لیس باہر نکلا عشراق نماز ادا کر چکی تھی اور اب بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی ڈوپٹہ سائیڈ پر رکھا تھا سلکی بال کھلے تھے وہ یاسر کا ہی انتظار کر رہی تھی یاسر کو دیکھتے عشراق کی پلکیں جھکی یاسر نے بامشکل اپنی ملکہ سے نظریں پھیرتے ڈرائیر سے اپنے بال خشک کیے عشراق انتظار میں تھی کہ یاسر اس سے بات کرے گا۔

"میڈیسن لی ملکہ ؟" یاسر نے ڈرائیر رکھتے استفسار کیا عشراق نے سر اثبات میں ہلایا پھر بھی یاسر نے میڈیسن چیک کیں جب تسلی ہو گئی تو بنا کوئی اور سوال یا بات کیے وہ عشراق کے مخالف سمت آکر اپنا سائیڈ لیمپ آف کرتے زخمی ہاتھ آنکھوں پر رکھے بیڈ پر چت لیٹ گیا بنا کمفرٹر کے عشراق جو یاسر سے بات کرنے کی توقع لگا کر بیٹھی تھی آنکھیں نم کر گئی لیکن غلطی اس کی تھی اس کی

وجہ سے یاسر نے خود کو زخمی کیا رخصتی کے بعد پہلی دفعہ غصہ کیا وہ کئی لمحے ایسے ہی بیٹھی رہی وہ یاسر کے غصے سے ڈر چکی تھی ہاتھ کپکپا رہے تھے یاسر کو چاہ کر بھی مخاطب نہیں کر پا رہی تھی اب تو آنسو بھی رخصار پر بہنے لگے تھے وہ بنا آواز آنسو بہا رہی تھی۔

"سو جاؤ ملکہ خود کو پریشان مت کرو" یاسر کافی دیر سے عشراق کی خاموشی اور آرام دہ حالت میں نا لیٹنا محسوس کر چکا تھا آہستگی سے بولا جبکہ یاسر کا پھر محبت سے مخاطب کرنا غصے میں ہونے کے باوجود اس کی پرواہ کرنا عشراق کا ضبط توڑ گیا عشراق نے اپنے گالوں سے آنسو صاف کرتے زرا آگے کو جھکی اور یاسر کے برہنہ سینے پر دونوں ہاتھ ٹکائے یاسر کے زخمی ہاتھ پر اپنے لب رکھ گئی یاسر نے نرمی سے عشراق کی کمر میں بازو ڈالے اسے سہارا دیا وہ حیران ہوا تھا چونکا تھا لیکن وہ ہڑبڑا کر اٹھتا تو عشراق کو دھکا لگ جاتا اسی لیے ہنوز لیٹا رہا سینے پر عشراق کے ہاتھ رکھنے سے یاسر کے سینے میں جلتی آگ یک دم بجھ گئی

اور زخم پر لب رکھنے سے وہ زخم جیسے مانند پڑا تھا ایسا یاسر کو محسوس ہوا یاسر نے آنکھوں سے بازو ہٹایا تو سیاہ آنکھیں بے حد قریب سے سنہری آنکھوں سے جا ملی جو اس وقت گلابی پڑ چکی تھیں یاسر کی پیشانی پر شکنیں پڑی وہ بے چین ہوا تھا اور عشراق کو اپنے حصار میں لیے سیدھا کرتا خود بھی بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا گیا تھا۔

"میری ملکہ تم روئی کیوں ؟" یاسر نے عشراق کے ہاتھ تھام کر لب رکھتے اس کی پلکوں کو سہلایا تھا عشراق نے نچلا لب دانتوں میں دبائے آنسو ضبط کیے تھے یاسر کے غصے کے بعد اپنے لیے اتنا نرم انداز دیکھتے عشراق کی پلکیں بار بار بھیگ رہی تھیں عشراق نے پلکیں اٹھائے یاسر کو دیکھا آنکھوں میں نمی تیری یاسر بوکھلا گیا عشراق نے آگے جھکتے یاسر کی گردن میں باہیں ڈالے اس کے سینے پر سر رکھا اور ہچکیاں بھرتے رو دی یاسر کچھ لمحے سٹل رہا پھر حیران تاثرات لیے عشراق کے گرد سختی سے حصار بنا گیا یہ اس کے نزدیک اس کی

ملکہ کی پہلی پیش قدمی تھی یاسر کو خود پر بھی غصہ آیا عشراق کے لبوں کو زخمی کرتے وہ اسے کچھ دیر پہلے بھی تو رولا چکا تھا۔

"میری ملکہ میری جان۔۔رو نہیں تمہارا رونا مجھے نہیں پسند " یاسر نے عشراق کی کمر کو سہلاتے ہوئے کہا عشراق کی ہچکیاں تھمی تھیں۔

"آپ۔۔آپ۔۔مجھ سے ناراض ہیں" عشراق ہچکی لیتے بولی۔

"نہیں ملکہ بس غصہ آگیا کہ تم نے اپنے برابر کسی اور کو رکھا۔۔میرے لیے جو تم ہو وہ کوئی اور نہیں ہو سکتا۔۔تم اس بات کو نہیں سمجھ رہی تھی بس اس لیے زرا سا غصہ کر گیا" یاسر نے عشراق کے کپکپاتے لبوں کو دیکھتے نرمی سے چھوتے کہا عشراق کے چہرے پر سرخی بکھری وہ روتی ہوئی یاسر کو دیکھے گئی۔

"آپ۔۔نے اپنا۔۔ہاتھ زخمی۔۔کر لیا ہے۔۔یہ زرا۔۔سا۔۔غصہ تھا ؟" عشراق یاسر کے دونوں ہاتھوں پر اپنے ہاتھ رکھتی بولی۔

"تم نے اپنے لبوں سے چھو لیا ہے یہ زخم مجھے اچھا لگنے لگا ہے ملکہ " یاسر مسکرا دیا عشراق سٹل ہوئی وہ سمجھ نہیں پائی یاسر کی مسکراہٹ میں اس کے لیے زیادہ محبت تھی یا لبوں سے ادا ہوئے الفاظ میں۔

"اب نہیں رونا " یاسر عشراق کی پلکیں صاف کرتا گویا ہوا۔

"آپ بھی خود کو زخمی نہیں کرنا" عشراق نے بھی دوبدوک کہا جیسے شرط رکھی ہو اپنے نا رونے کی یاسر کھل کر مسکرایا۔

"تمہاری ہر بات سر آنکھوں پر ملکہ لیکن جن باتوں پر مجھے غصہ آئے وہ بات نہیں کیا کرو یہ میری درخواست ہے تم سے۔۔وہ لڑکی شفا تمہارے برابر کبھی نہیں ہو سکتی اور میں اس کے پاس ہر گز نہیں جاؤ گا " یاسر محبت پاش لہجے میں کہتا آخر میں ضدی انداز میں گویا ہوا عشراق نے سنجیدگی سے یاسر کو دیکھا

۔

"میں۔۔ آپ۔۔کے۔۔تمام۔۔ حقوق۔۔ادا کرو گی " عشراق نے نگاہیں جھکائے یاسر سے کہا یاسر طنزیہ مسکرا دیا۔

"تاکہ میں اس لڑکی کے حقوق ادا کرسکو۔۔ ملکہ اگر تمہاری یہی شرط ہے تو میں چاہوں گا تم کبھی میرے حقوق ادا نا کرو " یاسر نے عشراق کا ہاتھ سہلاتے سنجیدگی سے کہا عشراق اس کا چہرہ دیکھتی رہی۔

"نہیں یہ شرط نہیں ہے۔۔میں بھول ہی گئی تھی اپنے فرائض سچ پوچھے تو جب رخصتی ہوئی مجھے لگا آپ میرے ساتھ زبردستی کرے گے اچھا سلوک نہیں رکھے گے میں نے رخصتی سے پہلے اور نکاح کے بعد ہوئی ہماری دو ملاقاتوں میں یہی اخذ کیا تھا میں ڈر رہی تھی لیکن اگر تب بھی آپ میرے نزدیک آتے میں روک نہیں سکتی تھی آپ کا حق تھا اور میرا فرض لیکن میں وہ حق دل پر پتھر رکھ کر نبھاتی لیکن رخصتی کی رات آپ بدل گئے یا پھر میرے اللہ نے آپ کے دل میں میرے لیے محبت پیدا کر دی رخصتی سے اب تک اس کم عرصے میں آپ نے مجھے مان دیا عزت دی میرے پردے کا احترام کیا میری وجہ سے اپنی ماں کے سامنے کھڑے ہوئے میرے لیے زنا چھوڑ دیا

میرے لیے سیاست چھوڑ دی میرے لیے شفا سے شادی کر لی میرے لیے اپنی جان کو خطرے میں ڈالا میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی آپ یا کوئی بھی شخص مجھ سے اتنی محبت کرے گا جتنی آپ نے کی تو یہ کیسے ممکن ہے میں اتنے محبت کرنے والے شوہر کے حقوق ادا نا کرو میں شرط کے طور پر نہیں دل سے ادا کرنا چاہتی ہو اور میں شرمندہ ہو کہ میں نے یہ بات آپ کے یاد دلانے پر سوچی " عشراق نے اپنی آنکھوں میں چمک لیے سچ کہا یاسر مسکراتا عشراق کی پیشانی پر عقیدت سے لب رکھ گیا۔

"شکریہ میری ملکہ لیکن اب تو تمہارا علاج بھی شروع ہونے والا ہے میں نہیں چاہتا تم پینک ہو ہم تمہارے علاج کے بعد اپنا رشتہ مکمل کرے گے " یاسر نے عشراق کا گال سہلاتے کہا عشراق مسکرا دی اسے واقعی بدترین سے گزار کر بہترین مرد عطا کیا گیا تھا۔

"میں آپ سے ایک ریکوسٹ کرو آپ غصہ تو نہیں کرے گے " عشراق معصومیت سے بولی۔

"تم حکم کرو لیکن اس لڑکی کے لیے مجھ سے کسی قسم کی کوئی ریکوسٹ مت کرنا میں پورا نہیں کر پاؤ گا " یاسر کو نجانے کیوں لگا عشراق شفا کے متعلق ہی کوئی درخواست کرے گی اسی لیے پہلے ہی بول گیا جبکہ عشراق لب بھینچ گئی۔

"آپ اسے طلاق مت دیجیے گا جس طرح میں نے آپ کو موقع دیا آپ بھی اسے ایک موقع تو۔۔"عشراق یاسر کے منع کرنے کے باوجود بھی بولی۔

"ملکہ شفا نامہ بند کر دو اور سو جاؤ ورنہ اب میں ضبط کرنے کے باوجود تمہارے ہونٹوں کا حشر بگاڑ دوں گا۔۔اچھی بیوی بنو یار مجھے گنہگار نا بناؤ" یاسر

کی آواز گونجی تھی جبکہ عشراق جو اپنی سانسیں بحال کرنے میں ہلکان ہو رہی تھی نروٹھے انداز میں یاسر کے سینے سے سر اٹھاتی کروٹ بدلنے لگی وہ تو یاسر کو گناہ کرنے سے روک رہی تھی الٹا یاسر اس پر گنہگار بنانے کا الزام لگا رہا تھا ۔

"میری ملکہ تمہاری وجہ سے میرا خون ضائع ہو گیا ہے یار رحم کرو دل پر سر رکھو تاکہ دل اپنا کام کرے جگر کو حکم دے خون بنائے " یاسر کی معصومانہ آواز گونجی تھی عشراق اس کا چہرہ نہیں دیکھ پا رہی تھی وہ دونوں ہی ایک دوسرے کا چہرہ نہیں دیکھ پا رہے تھے وہ اٹھنا چاہتی تھی لیکن یاسر کی گرفت میں ناممکن تھا کیونکہ یاسر نے اس کے کمر کو جکڑا ہوا تھا اس لیے عشراق منہ بناتی واپس یاسر کے سینے پر دھم سے سر رکھ گئی لیکن خود کو کمرے کے گھپ اندھیرے میں تارے نظر آگئے کیونکہ یاسر کے چٹانی سینے سے جو ٹکرائی تھی اس کی پیاری ملکہ۔

"میری ملکہ کیا کرتی ہو کیوں خود کو تکلیف دیتی ہو " یاسر نے بوکھلاتے عشراق کو اپنے حصار میں لیتے اس کی پیشانی کو سہلاتے لب رکھا۔

"آپ برے ہیں " عشراق کی ناراضگی سے بھر پور آواز اندھیرے میں گونجی۔

"سر خود مار رہی ہو چٹان پر اور برا میں ہو ہاں بھئی ہاں میں ہی برا ہوں" یاسر بھی منہ بنا کر بولا جبکہ یاسر کی بات پر عشراق نا چاہتے ہوئے بھی مسکرا دی یاسر اسے نہیں بتا پایا کہ جس چیز کی عشراق اس سے درخواست کر رہی تھی وہی ثاقب داؤد پہلے ہی اس سے منوا چکے تھے اب یہ تو طے تھا کہ یاسر شازم داؤد شفا کو طلاق نہیں دے گا۔

جنہ کو اپنا سر گھومتا ہوا محسوس ہوا وہ چکراتے سر کے ساتھ اٹھنے لگی تھی اور آس پاس جگہ کو پہچاننے کی کوشش کر رہی تھی جب دو منٹ میں ساری یاداشت واپس آگئی جنہ نے تھوک نگلا یہ تو فراج کے اپارٹمنٹ کا بیڈ روم تھا جنہ نے نظریں ادھر ادھر گھمائیں لیکن کاوچ پر بیٹھے اور خود کو خونخوار لہو دیتی نظروں سے گھورتے فراج کو دیکھ جنہ اپنی جگہ سے اچھلی تھی جنہ نے تھوک نگلا جبکہ فراج جنہ کو دیکھ استہزایہ مسکرا دیا اور بیڈ کی سمت قدم اٹھانے لگا جنہ کا دل دھک سے رہ گیا سانسیں سینے میں ہٹکی تھیں آنکھیں معصومیت سے ٹپٹپائی تھیں کے مقابل کو رحم آجائے جنہ کو اب بھی یہ سب مزاق لگ رہا تھا

-

"فراج ۔۔ میں ۔۔ نے ۔۔ ایسا ۔۔ کچھ ۔۔ نہیں ۔۔ کیا ۔۔ وہ ۔۔ بس ۔۔ مجھے ۔۔ یہ ۔۔ ڈریس ۔۔ پسند ۔۔ تھی ۔۔ بس ۔۔ اس ۔۔ لیے ۔۔ پہن ۔۔ لی ۔۔ تم ۔۔ سے ۔۔ بدلہ ۔۔ نہیں ۔۔ لینا تھا ۔۔ یقین کرو " جنہ نے ہٹک ہٹک کر سچ چھپاتے اپنی بات بامشکل پوری کی اس نے یہ ڈریس فراج سے بدلہ لینے کے لیے ہی پہنی تھی غصے میں اور کچھ جینی کی شادی میں موجود اپنی دوستوں کو جلانے کے لیے اور اپنا فیشن سینس دیکھانے کے لیے فراج جنہ کے قریب آکر رکا اور جنہ کے قریب اس کے پیروں میں بیٹھا جنہ لب دانتوں میں دبائے فراج کو ڈرتے دیکھے گئی جو خاموشی سے صرف جنہ کی سرمئی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔

"فراج ۔۔" جنہ فراج کو کافی دیر تک خود کو خاموشی سے تکتا پا کر بلاآخر پھر ہمت جمع کرتی بولنے ہی لگی تھی کہ فراج نے جنہ کی ٹانگ کھینچ کر اپنے قریب کرتے جنہ کو ہلا کر رکھ دیا جنہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے فراج کو دیکھنے لگی جس نے ایک ہی جست میں جنہ کے گاؤن سے نظر آتی ٹانگ پر سے گاؤن کو

دونوں ہاتھوں میں تھامتے چیرا تھا گاؤن پھٹتا چلا گیا یہاں تک کے جنہ کا پیٹ تک واضح ہوا وہ گاؤن اب بھی پھٹ رہا تھا جب جنہ نے نم آنکھوں سے فراج کو دیکھتے فورا گاؤن کو سینے سے جکڑا فراج ایک پل کو رکا لیکن پھر بنا کوئی پرواہ کیے وہ گاؤن آخری حد تک پھاڑتا جنہ کے تن سے جدا کرتا کمرے کے فرش پر پھینک گیا جنہ نیم برہنہ بہتی آنکھوں سے فراج کو دیکھے گئ جو اب اپنی شرٹ اتار کر گاؤن پر پھینکتا اپنے سکس پیکس اور کسرتی دیوہیکل جیسی جسامت لیے جنہ کے سامنے کھڑا تھا جنہ کی آنکھوں میں وحشت زدہ خوف پیدا ہوا۔

"فر۔۔ا۔۔ج " جنہ سسکتے ہوئے نفی میں سر ہلا گئ وہ سمجھ رہی تھی فراج کیا کرنا چاہتا ہے جبکہ فراج کے چہرے پر نا کوئی تاثر تھا نا سیاہ مقناطیسی آنکھوں میں کوئی چمک فراج کی آنکھیں سرد تھیں جنہ جلدی سے کنفرٹر خود پر لپیٹے بیڈ سے ہڑبڑا کر اٹھتی فراج کے سامنے بامشکل روتی ہوئی کھڑی ہوئی کنفرٹر سینے سے جکڑا ہوا تھا۔

"تم میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے ہو کیسے۔۔" جنہ یک دم چیخی تھی آنکھوں میں فراج کے لیے بے عتنائی تھی جب جب فراج اس کے قریب آیا اس کے لمس میں یا تو جلن ہوتی تھی یا بے حد پوزیسوینس یا پھر جنہ کو تنگ کرنے اور بدلہ لینے کا مقصد یہاں تک کہ جب بقول جنہ کے فراج نے جنہ کے کردار پر انگلی اٹھائی تھی تب بھی فراج کے لمس میں اس کی آنکھوں میں بے حد پوزیسوینس تھی لیکن آج فراج کے چہرے سے وحشت ٹپک رہی تھی وہ اپنی بیوی اپنی عزت کے ساتھ اتنا غلط برتاؤ کیسے کر سکتا ہے جنہ ماؤف ہوتے دماغ کے ساتھ سوچ رہی تھی بری طرح رو رہی تھی اس کا وجود لرز رہا تھا۔

"میں نے صرف ایک گاؤن پہنا تھا تم نے مجھے ننگا۔۔تم بہت بے رحم ہو بہت بے رحم " جنہ ہزیانی انداز میں چیخی تھی وہ اپنی تزلیل برداشت نہیں کر پا رہی

تھی جبکہ فراج اپنے دونوں ہاتھوں کو پوکٹ میں ڈالے خاموش کھڑا تھا شرٹ لیس جنہ کے کپکپاتے وجود کو دیکھ رہا تھا۔

"میں نے اپنی خواہش پوری کی تو تم بدلہ لیتے مجھ سے اپنی حوس پوری کرنا چاہتے ہو " جنہ ہچکیوں سے روتے ہوئے پیچھے قدم لیتی پھر چیخی تھی فراج کا اتنا بے رحم ایکٹ وہ برداشت نہیں کر پارہی تھی وہ اب بھی جیسے بے یقین تھی۔

"تم میرے شوہر ہو کر میرا مان توڑنا چاہ رہے ہو تم کیسے انسان کیسے مرد ہو تمہیں زرا شرم نہیں آئی۔۔ میں تمہاری بیوی ہو تمہاری عزت ہو ، عزت کو محفوظ رکھا جاتا ہے نا کہ نوچا جاتا ہے " جنہ پھر بری طرح چیخی تھی۔

"تمہاری ماں نے تمہاری یہ تربیت۔۔"جنہ اب بھی جزبات میں کچھ مزید فراج کے لیے غلط بولتی کہ فراج ایک جست میں جنہ تک پہنچتا جنہ پر ہاتھ اٹھا گیا جنہ نے خوف سے آنکھیں بند کر لیں لیکن اپنے سات دیوار کو لرزتا دیکھ جنہ نے بامشکل ہمت کرتے بھیگی سرمئی آنکھیں کھولیں تھیں فراج نے ہاتھ جنہ پر نہیں بلکہ مکہ بناتے دیوار پر جڑا تھا جس سے کمرے کی درودیوار لرز اٹھی تھیں لرز تو جنہ بھی اٹھی تھی فراج کی آنکھوں میں خطرناک حد تک سرخی پھیل چکی تھی جنہ کو فراج سے بے ساختہ خوف محسوس ہوا وہ دونوں ہاتھ جنہ کے دائیں بائیں ٹکائے جنہ پر جھکا ہوا تھا اتنا قریب کے فراج کے غصے سے حدت پکڑتی سانسیں جنہ کے چہرے کو جھلسا رہی تھیں وہ بنا ہاتھ لگائے بھی فراج کے حصار میں تھی۔

"ت۔۔م" جنہ غصے سے بھری پڑی ہمت کرتی فراج کے سینے پر ہاتھ ٹکائے اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کرتی کچھ بولتی کہ فراج نے جنہ کا ہاتھ

بری طرح جھٹکا جنہ فراج کے حصار میں بھی لڑکھڑا گئی جنہ کی جان تو پہلے ہی فراج کے سپاٹ ریکشن اور اس پر تضاد اس کی گھٹیا حرکت سے جا رہی تھی پہلی دفعہ فراج کا خوف اس کے اندر اس قدر تھا کہ وہ اب تک کپکپا رہی تھی

۔

"ت۔۔ت۔۔م " جنہ نے پھر ہمت کرتے بھتی آنکھوں سے کچھ کہنا چاہا کہ فراج نے اپنے لبوں پر انگلی رکھی تھی جنہ کا حلق تک خشک ہوا۔

"چپ بلکل چپ اب میں بولو گا اور تم سنو گی " فراج دھاڑا تھا جنہ سہم گئی۔

"تم میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتی ہو ؟" فراج نے جنہ کے پہلے جملے کو اس پر الٹا کرتے سوال کیا وہ چیخا تھا جنہ نے ایک ہاتھ دیوار پر رکھے اس کا سہارا لیا

ورنہ وہ فراج کی دھاڑ اور چیخنے پر خوف کے مارے زمین بوس ہو جاتی ٹانگیں تو خود لرز رہی تھیں وہ بری طرح پینک ہوئی تھی۔

"میں نے تمہیں ایسے بیہودہ لباس پہنے سے منع کیا تھا اور تم نے مجھے بے لباس کر دیا۔۔تم کیا ہو ؟ مہربان ؟" فراج کرب سے استفسار کرنے لگا جنہ کی پلکیں لرز اٹھیں تھیں آنسو یک دم خشک ہوئے تھے فراج نے اس کے دوسرے جملے کو اس پر الٹایا تھا۔

"میں نے تمہارے سامنے اپنی خواہش رکھی کہ تم کوئی بیہودہ لباس نا پہنو تو تم نے وہی کام کر کے مجھے دلال بنا دیا " فراج دیوار پر یک دم دونوں ہاتھ مارتے پھر دھاڑا تھا جنہ نے سانس تک روک لی وہ خود کو گالی دے رہا تھا اس کی آواز زخمی تھی جنہ کو یہ لفظ کوڑے کی طرح لگے جو فراج کو پڑ رہے تھے اپنے ہی منہ سے۔

"تم نے میری بیوی ہو کر میرا مان توڑ دیا تم کیسی انسان ہو کیسی عورت ہو ؟ تمہیں زرا شرم نہیں آئی ؟۔۔تم میری بیوی ہو تمہارا وجود میری امانت ہے تم نے اسے محفوظ رکھنے کے بجائے اس میں خود خیانت کر دی ، عورت کی عزت تو خود اس سے محفوظ نہیں یہ تم نے ثابت کر دیا ! تم مجھ سے جڑی ہو میری بیوی میری عزت میری عورت ہو کر تم نے مجھے خود سے نظریں ملانے کے قابل نہیں چھوڑا میں نے تمہارے وجود سے وہ بیہودہ گاؤن پھاڑ کر پھینک دیا تمہیں میں حوس کا بچاری لگنے لگا اور خود تم اس گاؤن کو پہنے کتنے مردوں کی آنکھوں کی حوس کو پورا کر چکی ہو اسکے بارے میں کیا خیال ہے تمہارا ؟ میری بیوی ہو کر میری عزت کی تو چھوڑو ایک مسلمان عورت ہو کر اپنی عزت اور عظمت کی پرواہ نہیں کی تم نے اور بات کرتی ہو میری تربیت کی ؟ جنہ بی بی جب خود کو شہد بنا کر پیالے میں پیش کرو گی تو مکھیاں تو چپٹے گی تم پر۔۔یہ ماڈرنیزم یا فیشن نہیں یہ بیہودگی ہے لعنت ہے جس کا تماچہ عورت کے منہ پر

بنا آواز کے پڑتا ہے اور زخمی اس کا مرد ہوتا ہے فیشن خود کو ڈھانپ کر بھی کیا جا سکتا ہے جو شاید تمہیں کبھی سمجھ نا آئے میری نظر میں عشراق بھابھی ، مقدس بھابھی تم سے زیادہ ماڈرن ہیں۔۔اور بدلہ ؟ صبح والی سختی سے کہی بات کا ؟ وہ میری فکر تھی تمہارے لیے کاش سمجھ پاتی یہ گھٹیا بدلہ لینے سے اچھا کاش تم مجھے تھپڑ مار کر بدلہ لے لیتی ۔۔ یہ میری تربیت ہی تھی کہ تمہاری چمڑی ادھیڑنے کے بجائے تمہیں صرف تمہاری غلطی کا احساس دلا رہا ہوں جو میری نظر میں گناہ کے مترادف ہے اور دوبارہ میری ماں کا نام مت لینا " فراج دھاڑتا آخر میں طنزیہ مسکراتا جنہ کو سختی سے تنبیہ کرتا کبرڈ کھولے اپنی شرٹ لیے بنا ایک نظر جنہ کو دیکھے کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا اور جنہ جیسے پہلی دفعہ آندھیوں کے زد میں آئی تھی وہ ساکت رہ گئی فراج نے اسے حقیقت کا آئینہ دیکھایا تھا جس میں جنہ کو اپنا عکس بے حد بدصورت لگا فراج شازم داؤد نے جنہ اعظم کفیر کے ہر جملے کا جواب اسے بنا آواز کا تماچہ مار کر دیا تھا۔

قندیل اپنی باہوں میں بادشاہ (کتے کے بچے) کو لیے سڑک کراس کرنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی یہ ہاسپٹل کے سامنے کی سڑک تھی ٹریفک معمول کے مطابق تھا لیکن قندیل ایسی صورت حال سے بہت کم گزری تھی کہ اسے سڑک کراس کرنی پڑے زیادہ تر تو اپنے چار چار بھائیوں کے ساتھ ہوتی تھی (مصطفی بھی تو اس کا بھائی ہی تھا نا) یا باپ اور چاچو کے ساتھ یا پھر ڈرائیور اور باڈی گارڈز کے ساتھ۔۔ خیر یہ صورت حال بھی قندیل کی خود پیدا کی ہوئی تھی بادشاہ کی ماں بننے سے پہلے سوچنا چاہیے تھا اب داؤد حویلی اسے لے کر جا نہیں سکتی تھی اور زندگی بھر بادشاہ کو ہاسپٹل میں بھی نہیں چھوڑ سکتی تھی ایک تو بادشاہ کو کہاں رکھے اس بات کی ٹینشن دوسرا یہ سڑک کراس افففف اور پھر آج بھی بادشاہ کی وجہ سے اس نے اپنی ضروری کلاس کا بنک مارا تھا

اور اکیلی روز کی طرح بادشاہ سے ملنے آئی تھی لیکن آج بادشاہ کو ڈسچارج مل چکا تھا اب اسے کہاں رکھے دماغ اسی بات کو سوچتے مفلوج ہو رہا تھا۔۔قندیل اپنی جدو جہد میں مگن تھی جب یازان کی نظر اس پر پڑی وہ اپنی محبوب کار میں یونیورسٹی سے اپنی حویلی کی سمت بڑھ رہا تھا جب دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر وہ بادشاہ سے ملنے ہاسپٹل کا ارادہ کر گیا اسے قندیل پر اب بھی غصہ تھا لیکن وہ کافی حد تک مانند پڑ چکا تھا اور اتنے دنوں سے فیملی میں مصروف رہنے کی وجہ سے وہ چاہ کر بھی بادشاہ کے پاس نا جا سکا بادشاہ کا تو بس بہانہ تھا ملنا تو اس بلیو سٹار آنکھوں والی مس ہوتی سوتی ڈاکٹر سے تھا جس کی آخری ملاقات میں نم آنکھیں وہ ہر رات سونے سے پہلے یاد کرتا تھا۔

"کہو تو ہم سڑک کراس کروا دے " قندیل کے بلکل قریب بائیک پر سوار دو نوجوان کم عمر لڑکے رکے تھے جو قندیل کو بے شرمی سے گھورتے بلکل چھچھورے لگ رہے تھے اور تھے بھی یازان جس نے کار کی سپیڈ کم کر دی

تھی یک دم بریک لگائی اور سٹیرنگ پر ہاتھوں کی گرفت مضبوط کر گیا ایک مکہ سٹیرنگ پر مارتے کار کا دروازہ کھولے باہر تنے نقوش کے ساتھ اترا جبکہ اس اچانک آفت پر قندیل کی جان حلق میں پھنسی تھی بادشاہ گرتا گرتا اس کی باہوں سے بچا تھا بادشاہ پہلے سے بہتر تھا اور قندیل سے کافی حد تک مانوس ہو چکا تھا اس نے بھی ان دو بدمعاش لڑکوں پر بھوکنا شروع کرتے قندیل کو معصومیت سے دیکھا جس کے چہرے پر اب غصہ عنود تھا۔

"کیا بدتمیزی ہے تمہارے گھر میں ماں بہن نہیں ہیں " قندیل بھڑکی تھی اور برسوں سے چلتا ڈائیلاگ بولنا فرض سمجھا یازان کے قدم یک دم رکے وہ قندیل سے کچھ قدموں کے فاصلے پر تھا۔

"ہیں لیکن بیوی نہیں ہے " ان میں سے ایک لڑکے نے محفوظ ہوتے قہقہہ لگاتے قندیل کا مزاق بنایا۔

"ابھی پولیس کو فون کرتی ہوں سسرال والے بہت اچھی خاطر داری کرے گے اور بیوی سے بھی جلد از جلد ملا دے گے " قندیل بھی مضبوط لہجے میں غراتے ہوئے بولی یازان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی وہ دونوں ہاتھ جیب میں اڑسائے دلچسپی سے قندیل کو دیکھنے لگا۔

"کرو فون ہم بھی ملنا چاہتے ہیں اپنے سسرالیوں سے " پیچھے بیٹھے لڑکے نے بھی قہقہہ لگاتے کہا قندیل نے فورا فون نکالا وہ پولیس کو نہیں یاسر کو کال کرنے لگی تھی کہ ان لڑکوں میں سے ایک نے قندیل کا فون جھپٹا قندیل منہ کھول کر رہ گئی۔

"میرا فون واپس دو " قندیل چیخی تھی دوسرے لڑکے نے فون کو لیتے الٹ پلٹ کر دیکھا۔

"یہ فون اتنا مہنگا ہے کے اسے بیچ کر ہی پانچ چھ لاکھ مل جائے گے " وہ لڑکا آئی فون کو دیکھتا بولا آنکھوں میں لالچ ابھرا تھا۔

"اگر فون اتنا مہنگا ہے تو یہ لڑکی۔۔اسے کڈنیپ کر لیتے ہیں گھر والے بیس تیس لاکھ تو دے ہی دے گے " دوسرے لڑکے نے بے ساختہ منہ کھولے کہا شاید پہلی پہلی دفعہ غنڈہ گردی کر رہے تھے اسی لیے نالائق غنڈے لڑکی کے سامنے اسے کڈنیپ کرنے کی بات کر رہے تھے اور کڈنیپ کیسے کرتے بائیک پر ؟ یازان نے افسوس کیا ان کی عقل پر۔

"یہ تو نکلی ہے " قندیل جو ان کی بات سن چکی تھی گھبرا کر بولی جبکہ دوسرے لڑکے نے موبائل آن کیا جو پاسورڈ مانگ رہا تھا اور قندیل کو گھورا جبکہ یازان نے اب قندیل کی عقل پر ماتم کیا۔

"بچاؤ بچاؤ کوئی ہے " قندیل نے اونچی آواز میں بولنا شروع کیا کہ لڑکے ہڑبڑا کر بائیک کی کیک مار کر قندیل کا موبائل لیے بائیک سٹارٹ کر گئے اس پاس لوگ کم تعداد میں تھے اور قندیل کی چیخ بھی زیادہ بلند نا تھی بامشکل یازان کو ہی سنائی دی تھی جبکہ ان لڑکوں کو اپنا موبائل لیے جاتا دیکھ قندیل کی آنکھوں میں آنسو جمع ہوئے وہ دونوں لڑکے یازان کے پاس سے گزر رہے تھے بائیک کی سپیڈ کم تھی یازان نے پیچھے بیٹھے لڑکے کے ہاتھ سے جھپٹ کر موبائل چھینا اور آگے بیٹھے لڑکے کے منہ پر زناٹے دار تھپڑ رسید کر گیا بائیک کا بیلنس بگڑا اور وہ دونوں آگے جاتے بیچوں بیچ سڑک پر گر پڑے اور کراہنے لگے یازان نے نفی میں سر ہلایا کم عمر لڑکے تھے الٹی سیدھی حرکتیں کر کے کسی دن جان

سے جاتے ان کے لیے اتنی ہی سزا کافی تھی ورنہ جس طرح ڈر رہے تھے یازان کے دو ہاتھ اور لگ جاتے تو جہنم رسید ہو جاتے یازان پلٹا تھا کہ قندیل جو منہ کھولے یازان کو ہی دیکھ رہی تھی اس کے ہاتھ میں اپنا فون دیکھتی فورا رخ سیدھا کر گئی اور خود کو کمپوز کرنے لگی ان دونوں لڑکوں کے اعتراف میں بھیڑ اکھٹی ہو گئی تھی جبکہ یازان قندیل کی سمت بڑھا سفید سوٹ میں ملبوس سفید ہی حجاب لیے لائیٹ براؤن کلر کی چادر اوڑھے وہ گڑیا لگ رہی تھی۔

"یہ لو " یازان نے قندیل کی سمت موبائل کیا جسے قندیل نے فورا تھاما اور آگے بڑھنے لگی۔

"میں تمہیں چھوڑ دیتا ہوں " یازان کے منہ سے بے ساختہ آفر نکلی۔

"نہیں میں چلی جاؤ گی " قندیل بنا پلٹے بولی۔

****

"سڑک کراس ہو نہیں رہی تم سے خود کیسے چلی جاؤ گی " یازان قندیل کے پیچھے آتا بولا قندیل کچھ نا بولی۔

"تم میرا پیچھا کیوں کر رہے ہو ؟" قندیل یازان کو اپنے پیچھے مسلسل آتے دیکھ رک کر جھنجھلاتے ہوئے بولی نظریں یازان کے وجیہہ چہرے پر ٹھہر گئی تھیں جو ہٹنے سے انکاری ہوئیں وہ اس وقت بلیک جینز پر نیوی بلیو شرٹ زیب تن کیے اپنے مخصوص ترتیب حلیے میں تھا ہمیشہ کی طرح ہینڈسم لگ رہا تھا۔

"آئی ایم سوری میں اس دن کافی روڈ ہو گیا تھا " یازان نے بادشاہ کو دیکھتے سنجیدگی سے کہا قندیل کو بے ساختہ شرمندگی ہوئی غلطی تو اس کی تھی۔

"آئی ایم سوری مجھے وہ حرکت نہیں کرنی چاہیے " قندیل نے پلکیں جھکائے کہا یازان قندیل کی جھکی پلکوں کو دیکھتا سرد سانس کھینچ گیا وہ کبھی کسی لڑکی سے معافی مانگے گا وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا لیکن دل کے ہاتھوں مجبور ہو چکا تھا جبکہ قندیل اس دن سے ہی یازان سے شرمندہ تھی۔

"اٹس اوکے ۔۔ میں اسے لے لو ؟" یازان نے کہتے بادشاہ کو دیکھا جو اسے محبت سے دیکھ رہا تھا یازان کو بادشاہ آج اچھا لگا اور پہلے سے بہتر حالت میں بھی قندیل نے خاموشی سے بادشاہ کو یازان کی طرف کیا یازان نے گود میں لیتے پیار کیا۔

" چلیں ؟" یازان نے واپس اپنی گاڑی کی سمت قدم لیتے استفسار کیا قندیل نے اثبات میں سر جھکا لیا اور یازان کے پیچھے چل پڑی قندیل کے ساتھ جتنی بھی ملاقات ہوئی تھی یازان کو آج والی ملاقات نارمل لگی اور قندیل اب یازان کی اتنی مدد کرنے کے بعد اس پر بھروسہ تو کر ہی سکتی تھی۔

"اور کتنا وقت لگے گا ؟" یاسر نے ثوبان سے استفسار کیا یاسر اور ثوبان مصطفی کے ساتھ فراج کو لینے ایئرپورٹ آئے تھے رات کو ہی ثوبان نے فراج سے کہا تھا کہ پرسوں ولیمہ ہے داجی کہ رہے ہیں صبح کی فلائیٹ سے فورا پاکستان پہنچو اور فراج نے ویسا ہی کیا باہر میڈیا کھڑا تھا فراج شازم داؤد رات و رات سلیبرٹی بن گیا تھا اتنا خطرناک فائیٹنگ میچ جیت کر نا صرف پاکستان کا نام روشن کیا تھا بلکہ کشمیر کے ساتھ ساتھ داؤد'ز کا نام بھی روشن کر چکا تھا اب اتنی تو عزت کرنی بنتی تھی وہ پہلے بھی مشہور تھا مگر اب مقبول ہو چکا تھا جہاں یاسر شازم داؤد کی ستہ چھوڑنے اور دوسری شادی کی خبریں سنسنی پھیلائے ہوئے تھیں مخالفین طرح طرح کی باتیں کر رہے تھے وہی فراج شازم داؤد کی کامیابی نے ان کو جلنے کا ایک اور موقع دے دیا تھا اور داؤد خاندان کے مخالفین کے منہ پر تماچہ مارتے منہ بند کیا تھا شازم صاحب جازم صاحب اور داجی اپنے کچھ خاص عزیزوں کو ولیمے کی دعوت دینے کے لیے گئے تھے ایئرپورٹ کے باہر میڈیا کی گاڑیوں کی لائن لگی ہوئیں تھیں۔

اتنے میں ویٹنگ ائیریا میں حنان ، حداد داخل ہوئے وہ جنہ کو لینے آئے تھے باہر فراج کی کامیابی کے چرچے سنتے ہوئے ہی ائیرپورٹ میں قدم رکھا تھا جنہ کو بھی حنان نے پاکستان آنے کا میسج چھوڑ دیا تھا بات نہیں ہو سکی تھی لیکن جنہ نے صبح ہی بتایا وہ ٹکٹ بک کروا چکی ہے اور دوپہر تک پاکستان پہنچ جائے گی پہلے وہ حیران ہوئے لیکن پھر خوشی سے اپنی بہن کو ریسیو کرنے پہنچے ثوبان ، مصطفی اور یاسر نے حداد کو نارمل اور صحیح سلامت دیکھ سکون دل میں اتارتے رخ فورا پھیرا ان کے سامنے سب کچھ آئینے کی طرح صاف تھا لیکن پھر بھی وہ جھک نہیں پا رہے تھے اور نا ہی پہلے جیسی دوستی ایک دوسرے سے قائم کرنے کے لیے پہل کر رہے تھے شاید گزرے سالوں نے کوئی گنجائش ہی نہیں چھوڑی تھی۔۔یا پھر اب رشتے بدل چکے تھے۔

حداد اور حنان ان کے سامنے بیٹھے تھے کہ اتنے میں یازان بادشاہ کے ساتھ وہاں داخل ہوا یازان کے ہاتھ میں بادشاہ کا پٹہ تھا وہ یازان کے ساتھ چل کر آرہا تھا اور بہت خوبصورت لگ رہا تھا بھالوں جیسے نرم ملائم بالوں سے ڈھکا ہوا

خوبصورت ڈارک بلیو آنکھوں والا چھوٹا سا بے بی ڈوگ ! یازان آیا تو جنہ کے لیے تھا لیکن زیادہ خوشی فراج سے ملنے کی تھی آخر کو اس کا دوست دنیا میں اپنے نام کا سکہ جما کر آیا تھا جبکہ یازان کے ساتھ کتے کے بچے کو دیکھ حداد اور حنان نے ایک دوسرے کو دیکھتے اپنے لاڈلے کو دیکھا جس کو نئے نئے شوق لاحق ہوتے تھے۔

"اسلام وعلیکم " یازان نے مشترکہ سلام کیا اور بادشاہ کے گلے میں ڈالا پٹہ چھوڑا اور سیٹ سنبھالی بادشاہ ثوبان کی سمت دوڑا اور ثوبان کے پیر کے قریب ہوتا اپنا چہرہ اس کے چمچماتے جوتے پر سہلانے لگا جیسے اسے ثوبان زیادہ پسند آیا ہو یاسر اور مصطفی نے بھی اس خوبصورت سے پپی کو دیکھا ثوبان جو کال سن رہا تھا بے ساختہ مسکرایا نا چاہتے ہوئے بھی اسے یہ خوبصورت پپی پسند آیا

۔

"بادشاہ come here " یازان کو جلن ہوئی بادشاہ کو پاس بلانے لگا لیکن بادشاہ یازان کو دیکھتا زور سے سر ہلا گیا اور اس کے ملائم بال لہرائے تھے جیسے وہ

بول رہا ہو مجھے نہیں آنا یازان کا منہ کھل گیا ایسا ہی بادشاہ نے قندیل کے ساتھ کیا تھا قندیل نے بادشاہ کو رکھنے کے حوالے سے یازان سے استفسار کیا جو فورا مان گیا قندیل نے یازان سے نمبر بھی لیا تھا تاکہ وہ بادشاہ کی خیر و عافیت پوچھ سکے یازان کے تو وارے نیارے ہوئے تھے لیکن جب قندیل یونیورسٹی کے گیٹ پر اتری تو بادشاہ قندیل سے لپٹ گیا اور بہت مشکلوں سے اس سے دور ہوا تھا قندیل کا خود کا دل نرم پڑ گیا تھا ایسے ہی بادشاہ ہاسپٹل میں اس کے ساتھ کیا کرتا تھا پھر پورے راستے بادشاہ اداس رہا تھا یازان نے اس سے باتیں کی لیکن اس نے کوئی دلچسپی نہیں لی لیکن حویلی جا کر عترت اور جویریہ سے مل کر اسے خوشی ہوئی یازان نے بادشاہ کو ٹھرکی بادشاہ کا لقب دیا تھا لڑکیوں تک تو ٹھیک تھا مگر لڑکے اور وہ بھی اس کا جیجا یازان کو بادشاہ کی حرکت پسند نا آئی وہ اس کا بیٹا (آخر یازان نے اسے ہاسپٹل میں اپنا نام دیا تھا ہاہاہا) ہو کر اس کے دشمن بہنوئی سے کیسے لپٹ سکتا تھا۔

"بھائی اس بے بی ڈوگ کو شاید آپ پسند آگئے ہیں" یاسر مسکرا کر بولا سب کی نظریں بادشاہ پر تھیں۔

"اس کا نام بادشاہ ہے اور وہ سب سے زیادہ مجھے پسند کرتا ہے " یازان نے غصے سے کہا وہ کافی ٹچی ہو چکا تھا بادشاہ کو لے کر جبکہ اس کتے کے بچے کے اتنے منفرد نام پر سب حیران ہوئے تھے۔

"وہ تو نظر آ ہی رہا ہے " یاسر نے دل جلا دینے والی مسکراہٹ یازان کو پاس کرتے کھڑے ہوتے ثوبان سے بادشاہ کو لیا جو یاسر کی باہوں میں جاتے ہی اس سے بھی مانوس ہونے لگا۔

"پتا ہے یہ آپ دونوں کو کیوں پسند کر رہا ہے ؟" یازان جیسے محفوظ ہوا تھا شیطانی دماغ میں جھمکا ہوا تھا یاسر اور ثوبان نے بیک وقت یازان کو ایبرو ریز کرتے دیکھا جیسے وجہ جاننا چاہتے ہو یازان کے چہرے پر کمینی مسکراہٹ نمودار ہوئی حداد حنان اور مصطفی نے بھی یازان کو دیکھا۔

"آپ دونوں کو اپنے خاندان کا سمجھ رہا ہے ایک کی آنکھیں اس سے ملتی ہیں تو دوسرے کا نام بادشاہ " یازان نے کہا اور یہ جواب اتنا غیر متوقع تھا کہ یاسر اور ثوبان دو منٹ سوچتے رہے یہ ہوا کیا ان کے ساتھ ان کا سالا مانا انھیں پسند نہیں کرتا سو اختلافات تھے لیکن وہ انھیں indirect کتا بول رہا تھا اور سالا بھی کون سا چھوٹا جسے کبھی انھوں نے اپنی گود میں کھلایا تھا حداد اور حنان نے کھانستے ہوئے قہقہہ لگایا جبکہ مصطفی نے رخ موڑتے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیر کر قہقہہ بہت مشکل سے ضبط کیا مصطفی کا چہرہ سرخ ہو چکا تھا قہقہہ ضبط کرتے کرتے جبکہ یازان یاسر اور ثوبان کے چہرے کو غصے سے سرخ کرتا محفوظ ہوا تھا۔

"اپنے بارے میں کیا خیال ہے پسند تو تمہیں بھی کرتا ہے نا یہ تمہارے بقول تو تم بھی کیا اس کے خاندان کے ہو اسی لیے آج ڈھونڈ کر لائے ہو اسے ، ویسے کہاں سے ملا تمہارا بچھڑا ہوا بھائی" ثوبان تپ ہی تو گیا تھا کلس کر بولا مصطفی کو قہقہہ ضبط کرنا مشکل ہوا۔

"بھائی آپ لوگوں کو کچھ بول رہے ہیں آپ کے سالے صاحب " یازان محفوظ ہوتا بولا حداد اور حنان کے قہقہے کو بریک لگی انھوں نے اسے گھورا یازان ثوبان کو جواب دے سکتا تھا لیکن اپنے بھائیوں کو اپنے حق میں نا بولتا دیکھ ان کی آنکھیں کھول گیا جو باخوبی سمجھے تھے اپنے چھوٹے فتنے کی حرکت یہ ان کو بھی نہیں چھوڑتا تھا۔

"ہمارا سالا ہے اور تیرا کیا ہے ؟" حداد نے دانت پیسے۔

"میں تو طلاق دے چکا ہو " یازان نے کندھے اچکائے مصطفی کی ہنسی کو اس بات پر ہمیشہ کی طرح بریک لگی۔

"اب کیوں آگ لگی ہے تم دونوں کو۔۔پہلے تو قہقہہ لگائے جا رہے تھے" یاسر نے حنان اور حداد سے غصے میں کہا بادشاہ اب بھی یاسر کی باہوں میں تھا۔

"ہمارے پاس اتنا وقت نہیں تمہارے منہ لگے " حنان یازان کو کچھ کہ نہیں سکتا تھا ورنہ غصہ تو آیا ہوا تھا یازان پر لیکن رات کو وہ جویریہ اور اس کے سین کو بھی یہاں لاتے اسے بھی آڑے ہاتھوں اپنی شرارت میں لے سکتا تھا

اور حنان فی الوقت ایسے کسی موڈ میں نا تھا اس لیے حنان نے ٹانگ پر ٹانگ جمائے ازلی بے فکری سے یاسر کو ٹارگٹ کیا۔

"کس صوبے کی منسٹری ہاتھ لگی ہے " یاسر دوبدوک بولا حنان کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کتنا ہی مصروف آدمی ہے اور وہ سب فارغ۔

"سوچ رہا ہوں کشمیر کی ہی لے لو وہ سنا ہے کشمیر کا وزیراعظم عہدے سے استعفی دے چکا ہے سیٹ خالی ہے " حنان اطمینان سے بولا تھا یازان محفوظ ہوا یاسر کا خون جلا ثوبان نے دانت پر دانت جمائے مصطفی چپ چاپ ہاتھ جھاڑے تماشائی بنا ہوا تھا۔

"ہاں ہاں بھائی آج کل بے روزگار بھی ہے " یازان نے حصہ ڈالا۔

"ہاں اور سنا ہے دوسری شادی بھی کر لی ہے نا گھر کا نا گھاٹ کا " حداد بھی محفوظ ہوتا بولا۔

"تمہیں بھی گولی لگی تھی ابھی سے آفس جا رہے ہو کیا گھر والے بنا کمائے کھانا نہیں دیتے ایسی بھی کیا مجبوری گھر اور گھاٹ تمہارا تو اپنا ہی ہے نا۔۔اور میرا بھائی چاہے پوری زندگی بیٹھا رہے میں کما کر دے سکتا ہوں " ثوبان نے حداد پر طنز کیا اور بھائی کی سائیڈ لی۔

"بھائی یہ وہی شخص ہے نا جس کو بچانے ہماری بہن دونون ہاتھوں میں گن تھامے اسلام آباد گئی تھی " حداد نے سر تا پاؤں ثوبان کو دیکھتے پھر حنان کو دیکھتے کہا ثوبان ضبط سے جبڑے بھینچ گیا کل صبح اسی بہن کو یہ شخص فتنی بول رہا تھا اور گن کی بات تو ایسے کر رہا تھا جیسے ثوبان نے مقدس کو بلایا ہو یا وہ صرف اسے بچانے وہاں آئی ہو۔

"ہاں بھائی وہی ہے بدکردار سالے صاحب منگنی کرنے چلے تھے ہماری بہن نے گن دیکھا کر دن میں تارے دیکھا دیئے " یازان نے قہقہہ ضبط کرتے سنجیدگی سے کہا یاسر کا دل کیا یازان کا گلا دبا دے۔

"مجھے بھی یاد آیا یہ ہی سالا ہے نا جس نے گھر جمائی بن کر مفت کی روٹیاں توڑی تھیں ہماری حویلی میں اور بات بھائی کو زندگی بھر کھلانے کی کر رہا ہے "

حنان نے پیشانی مسلتے کہا مصطفیٰ کو بے ساختہ یاسر اور ثوبان پر ترس آیا آج تو ان کے تین سالے بھاری پڑ گئے تھے ان پر مصطفی نے شکر ادا کیا ہمدردی میں نہیں بولا ورنہ وہ بھی رگڑا جاتا جبکہ ثوبان نے حداد کو گھورا ہمدردی مہنگی پڑی تھی یہ سالے ہمدردی کے لائق ہی نہیں ثوبان نے سوچا یاسر کی نظر فراج کر پڑی جو ٹرالی تھامے ان کی سنت بڑھ رہا تھا بلیو جینز پر وائٹ شرٹ پہنے بے حد وجیہہ لگ رہا تھا بیرڈ بڑھی ہوئی تھی جو فراج پر کافی جچ رہی تھی یازان کی نظر بھی فراج پر پڑی وہ بے اختیاری میں فورا کھڑا ہوا لیکن پھر یاسر کو فراج کی طرف بڑھتا دیکھ ہوش میں آیا اور دائیں بائیں دیکھنے لگا حداد اور حنان اسے ہی دیکھ رہے تھے۔

"وہ وہ۔۔جنہ آگئی " یازان ادھر ادھر آنکھیں گھمائے بہانہ بناتا کہ نظر جنہ پر پڑی وہ اس وقت کھلی بلیو جینز پر گرے ڈھیلی سی شرٹ پہنے ہوئے تھے اور

گلے میں گرے رنگ کا رومال تھا بال میسی سے جوڑے کی قید تھے جنہ کی سرمئی آنکھیں اور ناک گلابی تھیں جیسے وہ کل رات سے مسلسل رو رہی ہو حنان اور حداد بھی اپنی جگہ سے اٹھے تھے ثوبان اور مصطفی تو پہلے ہی یاسر کے پیچھے فراج کی سمت بڑھ چکے تھے۔

"میرا شیر فائیٹر۔۔ میرا بہادر بچہ" یاسر فراج کے گلے ملتا خوشی سے بولا فراج کے چہرے پر بھی خوشی کی رمک دوڑ گئی۔

"میرے چیتے۔۔ بہت بہت مبارک ہو" ثوبان بھی فراج کے گلے ملا۔

"بہت شکریہ بھائی" فراج نے کہتے مصطفی کے گلے لگا۔

"کیسے ہو چھوٹے" مصطفی بھی گلے ملتے بولا ان چاروں بھائیوں میں خوشی کے ان گنت تاثرات کے ساتھ باتیں شروع ہوئیں ائیر پورٹ کا عملہ ان دو خاندانوں کو ہی دیکھ رہا تھا جو بہت محبت سے اپنے بہن بھائیوں سے مل رہے تھے۔۔ حنان نے جنہ کو گلے لگایا ہوا تھا حنان کو محسوس ہوا اسے بہت تیز بخار ہے جنہ حنان کے گلے لگے تو بنا آواز رو دی حنان پریشان ہوا پریشان تو حداد

اور یازان بھی ہوئے جنھوں نے وہی جنہ کے سر پر سوار ہوتے سوالوں کی بوچھار کر دی اور جنہ ان کی بے لوث محبت اور فکر دیکھ پھر ایک دفعہ ہچکیوں سے بری طرح رو دی وہ تینوں بوکھلا گئے فراج سے کچھ فاصلے پر جنہ اپنے بھائیوں کے ساتھ کھڑی تھی اس کی ہچکیوں کی آواز اب فراج کو سنائی دے رہی تھی فراج نے ضبط کرتے بھی جبڑے بھینچے۔۔یاسر ثوبان اور مصطفی بھی پریشان ہوئے جنہ انھیں بھی اپنی بہنوں کی طرح عزیز تھی البتہ بھائی سخت زہر لگتے تھے فراج نے ٹرالی آگے بڑھائی۔

"بھائی مجھے میرے فائیٹنگ کلب کے ہیڈ کی کال آئی تھی مجھے باہر کھڑی میڈیا سے بھی انٹریکشن کرنا ہے میرے دوست ، سٹوڈینٹ اور سر بھی ہیں میں مل کر باہر آپ کا انتظار کر رہا ہوں " فراج نے ہلکے پھلکے انداز میں کہتے باہر قدم بڑھائے تھے ڈرائیور نے فراج کے باہر نکلتے ہی ٹرالی تھامی اور فراج اپنے دوست عزیزوں سے ملتا میڈیا سے روبرو ہوا۔

"کیا ہوا گڑیا رو کیوں رہی ہو؟" مصطفی حنان کے سینے سے لگی جنہ کو دیکھ اس کے سر پر ہاتھ رکھتا گویا ہوا حنان حداد اور یازان پریشان کھڑے تھے اور جنہ بچوں کی طرح رو رہی تھی۔

"کچھ ۔۔ کچھ ۔۔ نہیں ۔۔ بس ۔۔ سب ۔۔ کی ۔۔ یاد ۔۔ آرہی تھی ۔۔ ملی ۔۔ تو ۔۔ دل بھر ۔۔ آیا" جنہ سنبھل کر بولی اور حنان سے علیحدہ ہوئی جس نے اپنے ہاتھوں سے جنہ کے آنسو صاف کیے تھے۔

"بچے جب رہ نہیں سکتی تو اتنی دور گئی کیوں تھی ! خیال رکھو اپنا" ثوبان نے بھی جنہ کے سر پر ہاتھ رکھتے کہا جنہ سر اثبات میں ہلا گئی وہ نہیں کہ پائی کہ اگر وہ نا جاتی تو سب سے ضروری سبق کیسے ملتا اس کو۔

"میری ملکہ سے جب ملو تو مسکراتے ہوئے ملنا وہ تمہیں ایسے دیکھے گی تو پریشان ہو جائے گی "یاسر نے جنہ سے مسکرا کر کہا جبکہ سب نے یاسر کو دیکھا اسے صرف ہر بات پر اپنی ملکہ کی فکر ہوتی ہے باقی دنیا جائے بھاڑ میں۔

"بادشاہ " یازان نے شرارت سے کہا یاسر نے خونخوار نظروں سے یازان کو دیکھا جو دیکھ بادشاہ کو رہا تھا مگر شرارت یاسر کے لیے تھی مصطفی نے ہنسی چھپائی تو بادشاہ جنہ کو دیکھ یاسر کی باہوں میں مچلا یاسر نے اسے آزاد کیا تو وہ جنہ کے قریب ہوتا معصومیت سے اسے دیکھنے لگا جنہ مسکرا دی کل رات سے اب تک وہ پہلی دفعہ مسکرائی تھی اس نے بادشاہ کو اپنی باہوں میں بھرا تو یازان اسے بادشاہ کا تعارف دینے لگا سب نے باہر قدم بڑھائے۔

فراج میڈیا سے مخاطب ہوتا اپنے دوستوں اور فائیٹنگ سرکل کے لوگوں سے ملتا بینٹلی میں سوار ہوا تھا جب نظر جنہ پر پڑی جس کی باہوں میں بادشاہ تھا فراج نے فوراً نگاہیں گھمائیں جب نظر یازان پر گئی اس نے آنکھ ونگ کی تھی فراج مسکرا دیا اور سر جھٹک گیا ثوبان فراج یاسر اور مصطفی داؤد حویلی کے لیے روانہ ہوئے تھے تو حنان حداد یازان اور جنہ کفیر حویلی کے لیے۔

"میرا بچہ میری جان "روقیہ بیگم فراج کے گلے لگے نم آنکھوں سے بولیں تھیں جن کے ڈوپٹہ پر فراج نے عقیدت سے لب رکھے تھے شازم صاحب جازم صاحب اور داجی سے وہ مل چکا تھا جو وہی لاوئج میں بیٹھے تھے ان کے ساتھ ہی مصطفی ثوبان اور یاسر بیٹھے تھے۔

"بس کر دے اماں حضور! آپ تو ایسے مل رہی ہیں جیسے برسوں بعد لوٹا ہے " یاسر نے ماں کو چھیڑا تھا یاسر نے ماں باپ سے شکوے شکایت کے بعد یہ پہلی بات کی تھی روقیہ بیگم اور شازم صاحب دونوں نے ہی یاسر سے اس دن کے بعد نا بات کی تھی نا اسے مخاطب کیا تھا یاسر کی بات کا روقیہ بیگم نے کوئی جواب نہیں دیا اور یاسر کو جیسے اپنی بات ہی کہنی تھی اس نے محسوس بھی نہیں کیا لیکن فراج نے ماں کو خود سے علیحدہ کرتے دیکھا جو یاسر کی طرف دیکھ بھی نہیں رہی تھیں۔

"اللہ تمہیں مزید ترقی دے میری جان" ثوبیہ بیگم بھی فراج کے گلے لگے بولیں فراج مسکرا دیا سب نے بے ساختہ آمین کہا فراج نے ثوبیہ بیگم کے ہاتھ تھامے عقیدت سے لب رکھے۔

"مجھے کیوں لگ رہا ہے اس حویلی کی خوبصورت خواتین نے مجھے بے حد مس کیا ہے " فراج اپنے شرارتی انداز میں اترا کر بولا تھا اور مقدس کو دیکھ اس کے سامنے سلام کرتے سر خم کر گیا۔

"وعلیکم اسلام بہت مبارک ہو دیور جی" مقدس خوشی سے شریر لہجے میں بولی حویلی کی رونق (فراج) جو واپس لوٹا تھا۔

"شکریہ بھابھی ماں " فراج مسکرا دیا۔

"الحمدللہ سب خوبصورت خواتین میرڈ ہیں یہاں صرف میں سنگل لڑکی ہو بھائی اور یقین مانے میں نے تو بلکل یاد نہیں کیا آپ کو اور باقیوں کو ضرورت نہیں ان کے پاس ہینڈسم ہزبینڈز ہیں" قندیل سیڑھیاں اتر رہی تھی بولی اور بھاگ کر فراج کے سینے سے لگ گئی۔

"ہمم ۔۔مجھے معلوم ہے تم نے مجھے بلکل مس نہیں کیا " فراج ہنسی دبا کر بولا اور قندیل کے بالوں پر لب رکھ گیا جو منہ بنا گئی۔

"آپ کو پتا یہاں کیا کیا ہوا آپ کے پیچھے ؟" قندیل بولی فراج نے نا سمجھی سے اسے دیکھا سب لوگوں کے چہرے یک دم سپاٹ ہوئے یاسر سیدھا ہو کر بیٹھا عشراق بھی وہاں ویل چیئر پر آئی۔

"اسلام وعلیکم بھابھی ماں " فراج نے عشراق کے قریب اپنے قد سے نیچے جھکتے سر کیا عشراق نے جھجھکتے ہوئے سر پر ہاتھ۔

"وعلیکم السلام آپ کو بہت مبارک ہو فراج بھائی " عشراق نے کہا یاسر عشراق کو دیکھ اس کی سمت بڑھا تھا۔

"تم۔۔تم یہاں کیسے " فراج ابھی واپس قندیل کی طرف متوجہ ہوتا کہ شفا کو وہاں دیکھ حیرت سے گویا ہوا شفا جو روقیہ بیگم کے بلانے پر یہاں آئی تھی

یہاں سب کو موجود دیکھ وہ گھبرا گئی تھی جبکہ شفا کو دیکھ یاسر کے نقوش تنے تھے شفا کے کمرے میں روقیہ بیگم نے بہت سے نئے جوڑے رکھوائے تھے اور جیولری بھی اس کی ضرورت کی ہر چیز اس کے روم میں پہنچا دی گئی تھی شفا اس وقت ویلوٹ کے مہرون سوٹ میں ملبوس تھی جو اس پر کافی جچ رہا تھا سر پر نیٹ کا ہم رنگ خوبصورت ڈوپٹہ لیا ہوا تھا ہاتھوں میں روقیہ بیگم کے کہنے پر سونے کے کنگن کے ساتھ چوڑیاں پہنی ہوئی تھیں کانوں میں آوازے وہ بے حد خوبصورت لگ رہی تھی عشراق نے بھی شفا کو دیکھا۔

"تم نہیں آپ۔۔ یہ تمہاری بھابھی ہے عزت سے مخاطب ہونا آئیندہ " روقیہ بیگم نے شفا کو اپنے حصار میں لیتے محبت پاش لہجے میں کہا جبکہ روقیہ بیگم کی یہ بات فراج پر بم کی طرح گری تھی فراج نے بے ساختہ یاسر کو دیکھا جو عشراق کی ویل چیئر تھامے شفا کو خونخوار نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"مطلب؟" فراج نے استفسار کیا۔

"تم نے نیوز نہیں دیکھی؟ یاسر نے شفا سے دوسری شادی کی ہے اور تم شفا کو کیسے جانتے ہو ؟" روقیہ بیگم نے کہتے آخر میں نا سمجھی سے استفسار کیا۔

"یہ کب ہوا اور کیوں ؟" فراج نے روقیہ بیگم کا سوال اگنور کیے یاسر سے استفسار کیا جو جبڑے بھینچے صرف شفا کو گھور رہا تھا وہ ایسے تیار ہو کر کھڑی تھی جیسے نئی نویلی دلہن جب کہ یاسر نے کل صاف الفاظ میں اس سے کہا تھا کہ داجی سے جا کر طلاق کی بات کرے۔

"بھائی ؟" سب کو خاموش دیکھتے فراج ثوبان کو دیکھنے لگا جس نے سرد سانس کھینچ کر ہوا کے سپرد کی اور فراج کے یہاں سے جانے کے بعد حداد پر حملہ ،

جویریہ کی سچائی ، جویریہ افق اور عشراق کی کیڈنیپنگ اور یاسر کی شفا سے دوسری شادی پھر یاسر کا استعفیٰ دینا ہر بات بتائی تھی فراج کا وجود زلزلوں کی زد میں آیا تھا سب سے بڑا جھٹکا تو جویریہ کی سچائی سن کر لگا تھا اس کی بہن نے اتنا بڑا جھوٹ بولا سازش رچی فراج کو اپنے کانوں پر یقین نہیں آرہا تھا وہ کئی لمحے ساکت ہکا بکا کھڑا رہا اور پھر حداد پر حملہ ، یاسر کی دوسری شادی ،استعفیٰ اسے سمجھ نہیں آرہا تھا وہ کچھ دنوں کے لیے کیا گیا اور یہاں کیا سے کیا ہو گیا ان لوگوں نے کتنا مشکل وقت دیکھا تھا۔

"جویریہ آپی۔۔ایسا کیسے۔۔" فراج کے الفاظ حلق میں پھنسے تھے آنکھوں میں نمی آئی تھی جویریہ نے بھائیوں کا مان توڑا تھا یازان کا سامنا وہ کس منہ سے کرے گا قندیل افق مصطفیٰ اور یاسر نے فراج کو دیکھتے کب بھینچے تھے ان کا بھی ریکشن تو حیران کن ہی تھا ثوبان نے آگے بڑھتے فراج کو گلے لگایا اور بچوں کی طرح اس کی پیٹھ رب کی تھی فراج نے آنکھوں میں موجود نمی کو

پیچھے بامشکل دھکیلا تھا اسے جیسے سانس نہیں آرہی تھی فراج نے شدت سے ثوبان کے گرد باہیں پھیلائے اپنا چہرہ ثوبان کی گردن میں چھپایا تھا وہ ضبط نہیں کر سکا اس کی بہن نے اتنا گندا الزام لگایا تھا حنان بھائی پر جسے مجرم سمجھتے رہے وہ بے گناہ نکلا اور ان کی بہن قصور وار اس کی بہن نے دو خاندانوں کے بیچ نفرت کی دیوار کھڑی کر دی تھی ان کا مان توڑا تھا آنکھوں سے آنسو پھسل کر ثوبان کی گردن میں ٹھہرے تھے جنہیں محسوس کرتے ثوبان نے کرب سے آنکھیں میچی تھیں باقی سب ان دونوں کو دیکھ رہے تھے۔

"میرا چیتا میرا بچہ ۔۔ سنبھالو خود کو " ثوبان نے فراج کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے سرگوشی کی فراج نے سانس کھینچتے ثوبان کے کورٹ سے اپنی آنکھیں صاف کرتے جھکے چہرے سے خود کو ثوبان کے روبرو کیا ثوبان نے فراج کے بال سہلائے شازم صاحب فراج کے قریب آئے تو فراج نے باپ کو شکوہ کناں آنکھوں سے دیکھا جنہوں نے نگاہیں پھیرے فراج کا کندھا سہلایا تھا۔

"جو ہونا تھا وہ ہو چکا جویریہ جو کر چکی ہے اسے بدلہ نہیں جا سکتا لیکن ہم بہتری کی طرف قدم بڑھا سکتے ہیں" شازم صاحب نے فراج سے کہا جس کا چہرہ ہر جزبات سے عاری تھا فراج نے بنا کسی کو کوئی جواب دیئے قدم اپنے روم کی سمت لیے تھے سب خاموشی سے فراج کو جاتا دیکھے گئے یاسر نے بھی لب بھینچے تھے وہ عشراق کو لیے اپنے کمرے میں جانے لگا۔

"یاسر کل تمہارے اور عشراق کے ساتھ تمہارا اور شفا کا بھی ولیمہ ہوگا۔۔ایک اور بات شفا بھی تمہاری بیوی ہے اب اس کے ساتھ انصاف کرنا بھی تمہارا فرض ہے اسی لیے دونوں کو برابر وقت دو ایک دن عشراق کے ساتھ گزارو تو ایک دن شفا کے ساتھ گزارو یہ دونوں کا حق ہے " داجی نے سنجیدگی سے کہا۔

"آپ نے کل اس کو طلاق دینے کی بات پر جو دھمکی دی وہ کافی ہے داجی میں صرف آپ سے دور ہونے کے لیے خود پر ضبط کر رہا ہوں آپ کی بات مان رہا ہوں ورنہ کل ہی اس لڑکی کو فارغ کر دیتا۔۔ مجھ سے کوئی اور توقع نہیں رکھیے گا ورنہ اس لڑکی کے ساتھ اپنے ہاتھوں سے انصاف (جان سے مار کر) میں دو سیکنڈ میں کر دوں گا " یاسر غرایا تھا اور بنا ایک لفظ کسی کا سنے عشراق کو لیے اپنے کمرے میں جانے لگا عشراق نے لب بھینچے تھے شفا کی آنکھیں نم ہوئیں تھیں قندیل افق اور مقدس نے شفا کو افسوس سے دیکھا وہ تینوں چاہ کر بھی شفا سے ہمدردی نہیں کر پا رہی تھیں شاید وہ بھی عشراق کے برابر شفا کو برداشت نہیں کر پا رہی تھی۔

"تم میری حکم عدولی کر رہے ہو۔۔ ہم کسی کے ساتھ انصافی اپنی حویلی میں برداشت نہیں کرے گے تم پہلے بہت کچھ اپنی مرضی کا کر چکے ہوں اب اور نہیں " داجی دھاڑے تھے چہرہ سرخ تھا۔

"آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔۔لیکن مجھ سے اس لڑکی کے متعلق کوئی بھی بات نہیں کیجیے گا داجی میں کوئی حکم نہیں مانو گا ایک مان لیا وہی کافی ہے" یاسر رکا شفا کو سالم نگلنے والی نگاہ سے دیکھا اور پھر داجی کو دیکھ دوبدوک بولا تھا شازم صاحب اور جازم صاحب نے غصے سے یاسر کو دیکھا تھا جو داجی سے غصے میں بات کر رہا تھا لیکن داجی نے انھیں بیچ میں بولنے سے منع کر دیا تھا وہ خاموش رہے یاسر نے جھکتے عشراق کو باہوں میں بھرا داجی غصے سے پھولی سانسوں کے درمیان یاسر کی پشت کو دیکھتے رہے جو عشراق کو باہوں میں لیے سیڑھیاں چڑھ رہا تھا۔

"جب ہمارا کوئی حکم نہیں مان سکتا اس حویلی میں تو میرے یہاں رہنے کا کوئی جواز نہیں بنتا ہے میں شاہ میر پیلس جا رہا ہوں ہمیشہ کے لیے اور میرے ساتھ مصطفی اور افق بھی جائے گے " ثاقب داؤد دھاڑے تھے جازم صاحب

شازم صاحب ثوبیہ بیگم اور روقیہ بیگم سمیت سب نے بے یقینی سے انھیں دیکھا یاسر کے قدم رکے ثاقب داؤد نے آخری پینترا آزمایا تھا وہ اگر یاسر کو حویلی چھوڑنے کا حکم دیتے وہ چلا جاتا عشراق کو لیے پھر بھی شفا کے ساتھ ناانصافی ہوتی اسی لیے انھوں نے خود حویلی چھوڑنے کی بات کی یاسر کے تن بدن میں آگ لگی شفا کی وجہ سے اسے اب اموشنل بلیک میل کیا جا رہا تھا وہ لب بھینچ گیا۔

"داجی آپ۔۔" ثوبان اور مصطفی نے لب واہ کیے داجی نے ہاتھ ہوا میں بلند کر کے انھیں خاموش ہونے کا اشارہ دیا دونوں نے بے بسی سے ایک دوسرے کو دیکھا۔

"یاسر داجی۔۔اگر شاہ میر پیلس گئے تو میں بھی داؤد حویلی چلی جاؤ گی " عشراق نے بھی نم آنکھوں سے کہا یاسر کا دل کیا شفا کو کاٹ دے اس کی آنکھوں میں یک دم خون اترا تھا۔

"بہو بیگم ہمارا سامان پیک کرواؤ اور جازم کو ہم سربراہ مقرر کرتے ہیں ہمارے بعد حویلی کے تمام۔۔۔"داجی ابھی بول ہی رہے تھے کہ یاسر نے بات کاٹی۔

"آج رات تیار رہنا آؤ گا تمہارا وقت دینے " یاسر شفا کی سمت دیکھتا چبا چبا کر بولا یاسر کی آواز میں اتنی سرد مہری تھی کہ شفا نے نگاہیں بھی نا اٹھائی جبکہ یاسر لمبے لمبے ڈنگ بھرتا اپنے کمرے کی سمت بڑھ گیا داجی نے قدم شفا کی سمت لیتے اس کے سر پر ہاتھ رکھا شفا زاروقطار بنا آواز کے رو دی۔

"اطمینان رکھو بیٹا میرے ہوتے ہوئے میری کسی بھی بہو کے ساتھ کچھ غلط نہیں ہو گا " داجی نے کہتے مردان خانے کی سنت قدم بڑھائے۔

جبکہ ثوبان اور مصطفی آفس کے لیے نکل گئے حویلی کا ماحول یک دم سرد ہوا تھا شازم صاحب اور جازم صاحب کو شاہ میر پیلس جانا تھا ولیمے کی تقریب شاہ میر پیلس میں رکھی گئی تھی عالم صاحب اور اعظم صاحب کے ساتھ مل کر پیلس کا جائزہ لینے کے ساتھ تیاریاں بھی کروانی تھی کفیر'ز اور داؤد'ز کے ولیمے کے ساتھ مصطفی شاہ میر کا بھی ولیمہ تھا اسی لیے مصطفی نے ہی یہ رائے رکھتے ضد کی تھی کہ وہ اپنا ولیمہ شاہ میر پیلس میں ہی کرے گا مصطفی کے فیصلے کے سب بڑے خلاف تھے داؤد'ز ہی نہیں شاہد کفیر عالم کفیر اور اعظم کفیر بھی لیکن مصطفی ہتھے سے ہی اکھڑ گیا وہ کیا کوئی بھی سمجھ نہیں پاتا تھا کہ بڑے شاہ میر پیلس جانا کیوں نہیں چاہتے وہ پیلس مصطفی کے لیے وراثت تھی جس سے ثاقب داؤد اسے دور رکھنے کی کوشش کر رہے تھے اور آج سے ہی نہیں پانچ

سال پہلے بھی یہی حال تھا جب داؤد'ز اور کفیر'ز ساتھ تھے مصطفی ثوبان فراج اور یاسر ہمیشہ یہ بات لازمی سوچتے تھے جبکہ حنان حداد اور یازان نے کبھی غور نہیں کیا۔۔شاہ میر پیلس ! The palace of white beauty وہ پیلس پورے کشمیر میں اس دوسرے نام سے مشہور تھا جہاں کل خوشیاں منائی جاتی وہی ماضی کے پنے پلٹنے کا آغاز ہوتا۔۔داستانِ انجشہ شاہ میر جس کا آغاز ہی سو ایکٹر کے شاہ میر پیلس سے ہوا تھا وہ پیلس جو بیس سالوں سے بند تھا یا یوں کہے انجشہ شاہ میر کے بعد وہ پیلس ایک راز کو دفنانے کے بعد بند کر دیا گیا تھا وہ پیلس جس میں زمان شاہ میر کے وجود کو مٹایا گیا تھا یا وہ پیلس جس میں منہاج کفیر کی محبت کو دفنایا گیا تھا ! شاید کسی کو خوف تھا وہاں کی درو دیوار اس راز کی عکاسی نا کر دے ، شاہ میر پیلس اور داستانِ انجشہ شاہ میر (ماضی کی خوفناک داستان) کے دروازے بیس سال بعد کھلنے والے تھے۔۔!

موت سے پہلے اور بعد کی داستان !!

عترت اپنے کمرے میں موجود تھی فاطمہ بیگم نے ولیمہ کے لیے ڈریس ڈیزائنر کو حویلی بلایا تھا وہ پاکستان کے مشہور برینڈ کے ڈریس ڈیزائنر تھیں ایک عترت کے کمرے میں اس کی فیٹنگ لینے آئی تھی تو دو جویریہ اور جنہ کے کمرے میں موجود تھیں جنہ سے مل کر سب نے زیادہ باتیں کرنے کے بجائے جنہ کے ساتھ کھانا کھا کر اسے آرام کرنے کے لیے کمرے میں بھیجا تھا جنہ کو بخار تھا ابھی اسے رشتہ کی بات بھی نہیں بتائی گئی تھی لیکن فاطمہ بیگم نے جنہ کو میڈیسن دینے کے ساتھ اسے ڈریس پسند کرنے اور فٹنگ دینے کے لیے کہا تھا حداد جسے پھر ایک ضروری میٹنگ کے لیے آفس جانا تھا اپنے کمرے میں آتے وہ کچھ دیر آرام کرنا چاہتا تھا عترت نے اسے میڈیسن کھانے کے فورا بعد دے

دی تھی وہ ابھی اپنا کوٹ اور ٹائی اتارے آرام دہ حالت میں بیڈ پر بیٹھا ہی تھا کہ عترت کی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔

" آپ شروع کرے " حداد نے بند آنکھیں واہ کیں آواز ڈریسنگ روم سے آرہی تھی حداد کی پیشانی پر بل پڑے۔

ڈریسنگ روم کا دروازہ کھلا تھا اور اس کی بیوی کے ساتھ ایک لڑکی بلیک جینز اور شرٹ میں ملبوس اس کی فٹنگ لے رہی تھی یقیناً وہ ڈیزائنر تھی حداد کی بیوی کو کوئی اور چھوئے کہا گوارہ تھا فورا اندر داخل ہوا ڈیزائنر حداد کو دیکھتی نا سمجھی سے عترت کو دیکھنے لگی جو بے فکر آئینے کے سامنے ڈوپٹے سے بے نیاز اپنا جائزہ لے رہی تھی ایک نظر حداد پر پڑی عترت نے آنکھیں گھمائے ڈیزائنر کو دیکھا۔

"مجھے سی گرین کلر کی یہ میکسی چاہیے اور بلکل فٹ کہی سے بھی لوز نا ہو سمجھی آپ " عترت نے بک لڑکی کے سامنے کرتے مسکراتے کہا لڑکی نے الجھن بھرے انداز اثبات میں سر ہلایا ابھی تو عترت کو لوز میکسی چاہیے تھی اور دو منٹ میں فٹنگ یقیناً عترت نے یہ حرکت حداد کو دیکھ اسے جوش دلانے کے لیے کی تھی۔

"آپ میری پیمائش لے کھڑی کیوں ہیں " عترت نے لڑکی کو فیتہ پیمائش ہاتھ میں تھامے چپ چاپ کھڑے دیکھ کہا پھر نظر حداد پر گئی۔

"آپ باہر چلے جائیں یہاں ضروری کام ہو رہا ہے " عترت نے حداد کو دیکھتے حکم دیا حداد تو اپنی بیوی کے رویہ پر عش عش کر اٹھا اور لڑکی کی سمت ہاتھ بڑھایا جو ناسمجھی سے اسے دیکھنے لگی۔

"آپ کاپی پین لے باہر کھڑی ہو جائیں اور مجھے بتائیں کس کس جگہ کی پیمائش لینی ہے اصل میں کیا ہے مجھے میری بیوی کی ہر خواہش پوری کرنی ہے اس نے کہا ہے اسے فٹنگ چاہیے تو بلکل فٹنگ کپڑے ہونے چاہیے اور اس کے لیے جو آپ پیمائش لے گی مجھے گوارہ نہیں ہو گا میری بیوی کو میرے علاوہ کوئی ہاتھ لگائے ۔۔میں ہاتھ کاٹ دیتا ہو جو میری ملکیت کو چھوئے آپ لڑکی ذات ہے اس لیے لحاظ کر لیا خیر آپ باہر جائے دروازہ بند کر دینا میں خود آپ کو پیمائش بتانا پسند کرو گا " حداد نے ایک ایک لفظ پر زور دیتے بے حد بے باکی سے بنا اس لڑکی کو ایک نظر دیکھے عترت پر نظریں جمائے کہا وہ لڑکی تھوک نگلتی فورا حکم کی تکمیل کر گئی بھری جوانی میں ہاتھوں سے ہاتھ جو نہیں

دھونا تھا اور جاتے جاتے دروازہ بند کرنا نہیں بھولی تھی جبکہ عترت کے وجود میں سنسناہٹ ہوئی اس نے بھی باہر کی سمت قدم بڑھائے شیر کو دعوت تو دے دی تھی اب اس کا سامنا کرنے کی ہمت نہیں تھی عترت میڈم میں ! حداد نے اس کی کلائی تھامے واپس آئینے کے سامنے کھڑا کیا۔

"مجھے نہیں کروانی آپ سے پیمائش جائیے یہاں سے " عترت ڈر کو بھاڑ میں جھونکتی غرائی تھی حداد نے ایبرو ریز کیے عترت کو داد دی۔

"کتنی فٹنگ چاہیے میری بیوی کو ؟" حداد نے عترت کے بال کندھے سے ہٹاتے اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے استفسار کیا۔

"میں۔۔میں " ابھی عترت کچھ کہتی کہ حداد نے وہی ہاتھ عترت کی کمر پر لے جاتے فیتہ پیمائش کو اس کے پیٹ پر باندھا اور ایک نظر پیمائش چیک کی لیکن پھر نفی میں سر ہلایا عترت آنکھیں پھیلائے حداد کو دیکھ رہی تھی۔

" آپ۔۔پیمائش۔۔نا۔۔لیں " عترت روہانسی ہوئی۔

"کیوں فٹنگ میکسی نہیں پہنی؟" حداد بولا عترت نے تھوک نگلے نفی میں سر ہلایا حداد کا جاندار قہقہہ ڈریسنگ روم کی زینت بنا عترت سٹل ہوئی حداد کو دیکھنے لگی۔

"دوبارہ فٹنگ کپڑے پہنے کا سوچا بھی نا ٹانگیں توڑ دوں گا" حداد نے کہتے دھونس جمائی عترت جہاں شرم سے سرخ پڑی وہی منہ بنا گئی۔

"اپنا کوئی سوٹ دو اس لڑکی کو اور خبردار جو کسی بھی لڑکی کو خود کو اس طرح ٹچ بھی کرنے دیا تو جان لے لو گا اور یہ سی گرین نہیں یہ پیچ کلر کی میکسی کا بولو اسے " حداد نے بک تھامے ورق پلٹتے حکم دیتے عترت پر ڈوپٹہ سیٹ کیا اور اپنی شرٹ درست کرتے ڈریسنگ روم کا دروازہ کھولا لڑکی باہر کاپی پین لیے کھڑی تھی جس پر صرف ایک نمبر ہی لکھا تھا جبکہ لڑکی کا چہرہ بتا رہا تھا وہ ڈریسنگ میں ہوئی میاں بیوی کی باتیں سن چکی ہے حداد اگنور کرتا اپنا کوٹ اٹھائے کمرے سے باہر نکل گیا۔

"ہیلو " یازان نے نمبر دیکھ کر فون کان سے لگاتے کہا اور تکیہ سر کے نیچے سیٹ کیا۔

"ہیلو میں بول رہی ہو " قندیل کی آواز ابھری یازان کے لب مسکرائے۔

"جی بولے مس ہوتی سوتی ڈاکٹر " یازان نے آواز پہچان لی۔

"میرا نام قندیل ہے " قندیل نے ناک سکیڑتے فون کو گھورتے ہوئے کہا وہ اس وقت اپنے کمرے کی کھڑکی میں کھڑی چاند دیکھ رہی تھی۔

فراج نے خود کو کمرے میں لاک کر لیا تھا یاسر ثوبان مصطفی افق قندیل یہاں تک کے داجی خود آئے تھے فراج کے کمرے تک لیکن اس نے کسی کے لیے

بھی دروازہ نہیں کھولا قندیل بھی ابھی فراج کے روم سے ہی آئی تھی رات کا کھانا اس نے اور افق نے نہیں کھایا تھا کھایا تو یاسر مصطفی اور ثوبان نے بھی نہیں تھا کیونکہ فراج کے حلق سے کچھ نہیں اترا تو وہ سب کیسے کھا سکتے تھے قندیل چینج کر کے اداس دل کے ساتھ کھڑکی میں کھڑی تھی جب اچانک اسے بادشاہ کی یاد آئی تو یازان کو کال ملا گئی۔

"سن لیا میں نے مس ہوتی سوتی ڈاکٹر" یازان نے سنجیدگی سے کہا قندیل نے منہ بنایا۔

"تم میرا نام نہیں لے سکتے کیا مسٹر آوارہ " قندیل کو بھی غصہ آیا یازان جو اپنے بیڈ پر چت شرٹ لیس لیٹا ہوا تھا وہ کب سے فراج کو کال کر رہا تھا مگر نمبر مسلسل بند آرہا تھا وہ بادشاہ کو جویریہ کے روم سے لینے جانے ہی والا تھا

کہ اتنے میں قندیل کا نمبر جگمگایا تھا جس پر وہ سارے کام ملتوی کرتا چت لیٹا تھا۔

"نہیں " یازان نے صاف گوئی کا مظاہرہ کیا۔

"کیوں؟"قندیل نے استفسار کیا۔

"کیونکہ تمہارا نام لینے سے مجھے تمہاری آنکھیں یاد آتی ہیں " یازان بڑبڑایا تھا۔

"کیا کہا تم نے ؟ " قندیل کو سمجھ نا آیا۔

"کچھ نہیں۔۔مجھے تمہارا نام پسند نہیں بہت مشکل ہے " یازان نے بات گھمائی۔

"مجھے بھی تمہارا نام نہیں پسند " قندیل بھی غصے سے بولی اس کا نام تو بہت منفرد تھا یازان قہقہہ لگا اٹھا۔

"ہنس کیوں رہے ہو جوک تو نہیں سنایا" قندیل کو غصہ آیا۔

"تمہیں میرا نام پتا ہے کیا ؟" یازان قہقہہ ضبط کرتے بولا قندیل نے سر پر ہاتھ مارا اور زبان دانتوں میں دبائی۔

"کیا نام ہے تمہارا " قندیل نے شرمندگی ختم کرتے استفسار کیا۔

"مسٹر آوارہ" یازان نے لب دبائے شرارت سے کہا قندیل نے آنکھیں گھمائی

۔

"مجھے بادشاہ سے بات کرنی ہے" قندیل مدعیٰ پر آئی یازان کا قہقہہ پھر بے ساختہ تھا۔

"جی جی بادشاہ سلامت سے وہ جو بھئو بھئو کے علاؤہ کچھ نہیں بھونکے میرا مطلب ہے بولے گا ہے نا ؟" یازان نے ہنسی پر بامشکل ضبط پاتے کہا قندیل دانت پیس کر رہ گئی۔

"جو بھی ہو تم میری بات کرواؤ" قندیل غرائی۔

"بادشاہ میری بھابھی کے روم میں ہے۔۔ویسے ایک نمبر کا ٹھرکی بادشاہ ہے تمہارا آدمیوں کے پاس کم لڑکیوں کے پاس زیادہ رہتا ہے اور شاید بے تحاشہ خوش بھی " یازان نے بادشاہ کی پورے دن کی کارستانی زہن میں دہراتے کہا قندیل کے ماتھے پر بل پڑے۔

"لڑکیاں معصوم ہوتی ہیں اور جانور بھی۔۔اس لیے جانور زیادہ لڑکیوں سے اٹیچ ہوتے ہیں" قندیل نے بھی اتراتے ہوئے کہا۔

"غلط۔۔جانور جنگلی ہوتے ہیں اور لڑکیاں بھی تو جنگلی جنگلی دوست ساتھی" یازان نے تکیہ سینے میں بھینچے قندیل کو چھیڑتے کہا۔

"کیا مطلب ہے میں تمہیں جنگلی نظر آتی ہو " قندیل کا پارہ ساتویں آسمان پر چڑھا۔

"میں نے تو نہیں کہا تم خود کہ رہی ہو میں نے تو تمہارا نام بھی نہیں لیا مس ہوتی سوتی ڈاکٹر ویسے مس جنگلی ڈاکٹر بھی کہ سکتا ہوں اب تو ، لیکن مسئلہ یہ ہے کہ تم ابھی ڈاکٹر بنی نہیں خیر جب بن جاؤ گی تب کہو گا " یازان نے ہنسی دبائے کہا مقابل کو غصہ دلانا کتنا آسان تھا۔

"ہمم بچ کر رہنا کسی دن اس جنگلی ڈاکٹر کے ہتھے چڑھے نا ایسا انجیکشن لگاؤ گی کہ جنگلی بن جاؤ گے مسٹر آوارہ" قندیل نے غراتے کال کاٹی یازان کا قہقہہ کمرے کی زینت بنا۔

"تمہارے ہاتھوں سے تو مرنے کو بھی تیار ہوں " یازان نے سانس کھینچ کر کہا اور آنکھیں بند کیں آنکھوں کے سامنے قندیل کی خوبصورت بلیو سٹار آنکھیں لہرائیں یازان کے لب مسکرائے۔

"ہائے یہ بلیو سٹار آنکھوں والی محترمہ میرا سکھ چین چھین کر لے گی مجھے نہیں پتا تھا پہلی ملاقات میں جتنی نفرت ہو گی مجھے اس لڑکی سے کچھ ملاقاتوں میں یہ لڑکی میرے دل کے تار چھیڑ جائے گی یا اللہ مجھے بھی کیا محبت ہو گئی ہے ؟ " یازان آنکھیں بند کیے خود سے مخاطب تھا۔

"یہ کیا تم نے بادشاہ کو میری سائیڈ پر کیوں بیٹھایا ہوا ہے ؟" یہ حنان تھا جو ابھی کمرے میں داخل ہوا تھا ان سب نے رات کا کھانا ساتھ کھایا تھا حداد اور حنان آفس سے جلد آ چکے تھے تو فریش ہوتے ڈنر کیا اعظم اور عالم صاحب ، داجی حویلی میں موجود نا تھے ان لوگوں کا آج ارادہ شاہ میر پیلس رکنے کا تھا صبح ہوتے ہی ان سب کو بھی شاہ میر پیلس جانا تھا ولیمہ کا فنکشن شام کو شروع ہونا تھا حنان فاطمہ بیگم کے کمرے سے ابھی کوئی ضروری کال اٹینڈ کرتا اپنے روم میں آیا تھا کہ بادشاہ کو چھوٹی سی دم ہلاتے اپنے بیڈ کی سائیڈ پر بیٹھا دیکھا دروازہ لاک کرتا جویریہ کو گھورتے ہوئے بولا جو ہاتھوں پر لوشن لگا رہی تھی اور بادشاہ سے ضروری باتیں کرنے میں مصروف تھی حنان کی آواز پر بادشاہ نے معصومیت سے بھو کیا تو وہی جویریہ نے حنان کو ایک نظر دیکھتے اگنور کیا حنان نے محسوس کیا تھا جویریہ اسے صبح سے ہی منہ نہیں لگا رہی تھی۔

"بادشاہ مائے سویٹ ہارٹ " جویریہ نے محبت پاش لہجے میں بادشاہ کو پکارا وہ بھی مسکراتے ہوئے۔

"یہ سفاک عورت کتے کو سویٹ ہارٹ بول رہی ہے اور نیک معصوم شوہر کو کتا سمجھ رکھا ہے " حنان جل کر بڑبڑایا تھا صبح سے کتنی دفعہ جویریہ سے بات کرنے کی کوشش کر چکا تھا آفس میں بیٹھے کال بھی کی تھی مگر مجال ہے جویریہ نے ایک کال بھی ریسیو کی ہو وہ حنان کو گھاس ہی نہیں ڈال رہی تھی۔

"میری جان میری سفاک بیوی ہوا کیا ہے ؟ آپ کے تو مزاج ہی نہیں مل رہے کوئی غلطی ہو گئی ہے آپ کے غلام سے ؟" حنان جویریہ کے سامنے بیٹھتا لوش سائیڈ ٹیبل پر رکھتا جویریہ کے مومی ہاتھوں کو اپنے آہنی ہاتھوں میں تھامے محبت پاش لہجے میں بولا۔

"بادشاہ آج تم میرے ساتھ میرے بیڈ پر سونا ویسے بھی اتنا بڑا بیڈ ہے میں اکیلی سوتی ہو رات بھر مجھے کمپنی مل جائے گی " جویریہ نے حنان کے ہاتھوں سے اپنے ہاتھ نکالنے کی کوشش کی مگر بے سود پھر جویریہ بادشاہ سے بولی جو خوشی سے بھو کر گیا جبکہ حنان کو اب سمجھ آیا جویریہ کی ناراضگی کی وجہ وہ کل رات ڈنر کے بعد کچھ دیر آفس کا کام کرتا رہا اور پھر سٹڈی میں چلا گیا انجشہ شاہ میر کی ڈائری کو پڑھنے اسے وقت کا پتا ہی نہیں چلا اور اب اس ڈائری کے وہ جس پنے پر تھا حنان سے تجسس برداشت ہی نہیں ہو رہا تھا اس لیے وہ اپنے کام کرتا سکون کے اوقات میں وہ ڈائری پڑھتا تھا شاید جویریہ کو اسی بات سے چڑ ہو رہی تھی وہ سٹڈی چلا گیا نا کہ اسے اپنی باہوں میں بھر کر سویا۔

****

"خبردار جو بادشاہ کو اپنے ساتھ سلایا میں ہو نا اپنی سفاک بیوی کے ساتھ سونے کے لیے " حنان نے بادشاہ کو گھورتے ہوئے کہا بادشاہ معصوم سی صورت بناتا اداسی سے جویریہ کو دیکھنے لگا۔

"تم جاؤ اپنی دوسری بیوی کے پاس میں بادشاہ کے ساتھ ہی سوؤں گی " جویریہ نے غصے سے کہا حنان کو معاملہ سنگین لگا بیوی سخت ناراض تھی حنان کے ہاتھوں کی گرفت ڈھیلی پڑی جویریہ نے فورا ہاتھ کھینچے اور جگہ بناتی بادشاہ کو باہوں میں بھرتی کنفرٹر دونوں پر پھیلا گئی حنان دنگ وہی بیٹھا رہا۔

"لائیٹس آف کر دو اور جاؤ دوسری بیوی کے پاس ہمیں سونا ہے" جویریہ نے حنان کو وہی جمے دیکھ کہا حنان اٹھا اور ایک ہی جست میں بادشاہ کو اپنی باہوں میں بھرتا جویریہ کی غصے میں ڈوبی آواز کو اگنور کرتا دروازے کی سمت بڑھا رخ یازان کے کمرے کی سمت تھا لیکن دروازہ کھولتے ہی راہداری سے یازان اس کے ہی کمرے کی طرف آرہا تھا ٹراؤزر شرٹ میں ملبوس۔

"رات کو تو سنبھال لیا کرو اسے اور اپنے پاس سلایا کرو تم سنگل ہو اور ہم تو شادی شدہ ہیں خیال ہی کر لو کچھ " حنان نے یازان کو دیکھتے کہا اور بادشاہ کو فرش پر اتارا جو دوڑتا ہوا یازان کی باہوں میں سمایا۔

"معلوم ہے مجھے ہر بات پر مجھے جتانے کی ضرورت نہیں میں سنگل ہو " یازان کو آگ ہی لگ گئی تھی حنان کی بات پر جبکہ حنان مسکراہٹ ضبط کرتا دروازہ بند کر گیا۔

"ایک دن میری بھی شادی ہو گی اور پھر میں بھی ایک مہینے تک تو دروازہ ہی نہیں کھولو گا انشاء اللہ" یازان عظم کرتا منہ بنا کر اپنے کمرے کی سمت بڑھ گیا حنان دروازہ لاک کیے بیڈ کی سمت بڑھا تھا۔

"میری سفاک بیوی " حنان کروٹ لی جویریہ کے تکیے کے دائیں بائیں ہاتھ ٹکاتا جویریہ پر جھکا ہوا گویا ہوا جویریہ کچھ نا بولی وہ سخت ناراض تھی حنان بغور اس کے خوبصورت ناراضگی میں ڈوبے چہرے کو دیکھتا رہا وہ جو چاہتا تھا وہی ہونے لگا تھا جویریہ نارمل زندگی کی طرف لوٹ رہی تھی۔

"چلو تم ناراض ہو میں بھی اپنی دوسری بیوی (سٹڈی روم) کی طرف چلا جاتا ہو " حنان جویریہ سے بولا حنان نے جھکتے جویریہ کے گال پر لب رکھے اور اٹھنے ہی لگا تھا کہ جوریہ نے اس کے بازو پر ہاتھ رکھا۔

"حنان " جویریہ نے پکارا حنان نے جویریہ کو دیکھا۔

"جانِ حنان۔۔کیا ہوا گھبراہٹ ہو رہی ہے " حنان نے فکرمندی سے جویریہ کا گال سہلاتے استفسار کیا جویریہ کی سانسیں گہری تھی وہ پریشان ہوا تھا جویریہ نے نفی میں سر ہلایا۔

"پھر ؟" حنان نے ناسمجھی سے استفسار کیا۔

"تم۔۔تم مجھے چھوڑو۔۔گے۔۔تو نہیں کبھی ؟ " جویریہ کی آنکھوں میں نمی تھی جو بغور حنان نے دیکھی وہ جیسے پتھر کا ہوا تھا جویریہ کے منہ سے یہ الفاظ سنتے اس کی آنکھوں میں نمی دیکھ کر۔

"نہیں میری جان کبھی نہیں نیک کفیر اپنی سفاک بیوی کو کبھی نہیں چھوڑ سکتا ۔۔تم کیوں پریشان ہو رہی ہو" حنان تڑپ کر جویریہ کے بال سہلاتے اسے باہوں میں قید کر گیا۔

"کہاں جا رہی ہو ؟" حداد نے عترت کو تکیہ پکڑے کاوئچ کی سمت جاتے دیکھ استفسار کیا کل رات عترت کاوئچ پر سوئی تھی بنا کمفرٹر کے عترت کو ہلکا ہلکا ٹیمپریچر ہونے لگا تھا حداد پوری رات نہیں سو سکا اس لیے کبرڈ سے کمفرٹر نکال کر عترت پر پھیلا گیا اور ہیٹر کی سپیڈ بڑھا گیا عترت کو بیڈ پر بھی لا سکتا تھا مگر ہائے رے حداد کی انا۔۔اس نے ایسا نہیں کرنے دیا۔

"کاوئچ پر سونے " عترت نے دانت پیس کر بولا حداد نے گھورا۔

"یہ غصہ ، زبان چلانا اور پھر غرانا دانت پیسنا۔۔کسی دن اپنے دانتوں اور زبان سے جاؤ گی پھر بیٹھی رہنا گونگی اور بوڑی (بنا دانتوں کی) بن کر " حداد نے غراتے کہا۔

"اور آپ جو بات بات پر دھاڑتے ہیں نا غصہ کرتے ہیں کسی دن دل کے مریض بن جائے گے اللہ نا کرے۔۔کم غصہ کیا کرے " عترت بھی دوبدوک بولتی حداد کے شرٹ لیس سینے سے نظریں چراتی کاوئچ کی سمت بڑھی۔

"زبان کاٹ کر پھینک دوں گا دوبارہ میرے سامنے چلائی تو " حداد لیپ ٹاپ بند کرتا غصے سے چیخا تھا۔

"چار بھائی ہیں میرے الحمدللہ اور ایک یازان بھائی پھر حنان بھائی میرے داجی آپ کے داجی میرے دو ماموں ، پھر ابا جان (حداد کے والد) پھر تایا جان (حداد کے تایا) " عترت تکیہ سیٹ کرتی اپنا ڈوپٹہ اتار کر صوفے پر رکھتی مصروف سے انداز میں بولی حداد نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

"تو؟" حداد نے استفسار کیا لیپ ٹاپ سائیڈ ٹیبل پر رکھا۔

"بتا رہی ہو مانا میں آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتی لیکن وہ تو کر ہی سکتے ہیں نا " عترت نے ایسے کہا جیسے حداد کو دھمکی دے رہی ہو جہاں حداد کی آنکھیں پھیلی تھی وہی عترت حداد کو دیکھتی طنزیہ مسکرائی تھی اور پلٹی۔

"ہمم۔۔جو تم سے تمہاری ہی وجہ سے بدظن ہو چکے ہیں اب بھی ان کا غرور ہے تمہیں ؟" حداد نے چوٹ کی وہ عترت کا انداز ہضم نہیں کر پا رہا تھا عترت سٹل ہوئی آنکھوں میں آنسو جمع ہوئے حداد نے اسے کوڑا مارا تھا وہ خاموشی سے بنا حداد کو دیکھے کاوئچ پر لیٹ گئی کمفرٹر اوپر تک تانا تھا حداد نے ایک نظر عترت کو شعلہ بار نگاہوں سے گھورتے کمرے کی لائیٹس آف کی تھیں۔

حداد کافی دیر تک کروٹ بدلتا رہا لیکن نیند آنکھوں سے جیسے دور ہوچکی تھی وہ سکون محسوس نہیں کر رہا تھا اور آج تو دوائی کے زیر اثر بھی نیند نہیں آرہی تھی ورنہ دوائی اس پر جلد غنودگی طاری کر دیتی تھی حداد اپنی جگہ سے اٹھا اور سگریٹ اور لائیٹر تھامے بالکونی کی سمت بڑھا تھا کاوئچ کے قریب سے گزرتے اسے عترت کی مدھم سسکیاں سنائیں دی وہ رو رہی تھی حداد چونکا پھر جیسے کچھ دیر پہلے کہے اپنے الفاظ یاد آئے لیکن سر جھٹک کر بالکونی کی سمت بڑھ گیا سگریٹ جلاتے خود کو سکون مہیا کرنے کی کوشش کرنے لگا لیکن اپنے سکون کو

دکھ پہنچا کر وہ کیسے سکون میں رہ سکتا تھا ایک لمبا سانس کھینچا بالوں میں ہاتھ پھیرتے وہ واپس کمرے میں داخل ہوا اب بھی عترت کی سسکیوں کی آوازیں آرہی تھی جو حداد کو سلگا رہی تھی۔

"بہت شوق ہے تمہیں سسکنے کا" حداد عترت کے ساتھ ہی کاوئچ پر جگہ بناتا اپنے اوپر بھی کنفرٹر ڈالے گویا ہوا عترت جو رونے میں مشغول خود کو کوس رہی تھی کہ کیوں جویریہ کو بچا کر سب کو خود سے بدظن کر دیا وہ تو حنان بھائی کے ساتھ خوش تھی حنان بھائی جویریہ آپی کا بہت خیال رکھتے تھے اور اس کا شوہر اس سے خفا ہو چکا تھا وہ اپنی سوچوں میں گم سسک رہی تھی کہ اپنی جگہ سے ڈر کے مارے اچھلی اور حداد جگہ بناتا عترت کو اپنے سینے پر گرا گیا اندھیرا اتنا تھا کہ وہ لوگ بہت مدھم روشنی میں ایک دوسرے کے چہرے کو بامشکل دیکھ پا رہے تھے۔

"مجھے آپ سے بات نہیں کرنی۔۔ سونے دے مجھے " عترت غصے سے سوں سوں کرتی بولی حداد نے ہاتھ اس کے چہرے پر پھیر کر نرمی سے آنسو صاف کیے حداد کو یہ آنسو تکلیف پہنچانے لگے تھے۔

"بات کرنا بھی کون چاہتا ہے تم سے" حداد مسکراتا عترت کے بالوں میں انگلیاں پھنسائے اس کے چہرے کو خود پر جھکاتا عترت کو قید کر گیا عترت نے حداد کے کندھوں کو تھاما حداد عترت کی سانسیں چراتا اسے پاگل کر گیا۔

یاسر ابھی عشراق کے ساتھ کھانا کھا کر اسے دوائی دے کر کمرے سے باہر نکلا تھا عشراق سونے کے لیے لیٹ گئی تھی یاسر کا رخ شفا کے کمرے کی طرف تھا روقیہ بیگم یاسر کو شفا کے کمرے میں جاتا دیکھ مسکرا اٹھی یاسر نے شفا کے روم میں داخل ہوتے کمرہ لاک کیا شفا جو ابھی بیڈ پر سونے کے لیے بیٹھی تھی دروازے کی آواز پر پلٹی لیکن سامنے یاسر کو دیکھ وہ فورا بیڈ سے اٹھی تھی

ڈوپٹہ صوفے پر تھا بال بکھرے تھے یاسر دروازہ بند کرتا شفا کی سمت بڑھا یاسر آگے قدم لے رہا تھا جبکہ شفا پیچھے کی سمت یاسر کے بڑھتے قدموں نے شفا کو دیوار کے ساتھ پن کر دیا۔

"میں نے کیا کہا تھا تم سے طلاق کی بات کرنا داجی سے صبح ہوتے ہی۔۔"یاسر نے نارمل لہجے میں شفا کی بھوری آنکھوں میں دیکھتے ایک ہاتھ دیوار پر ٹکائے ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہا یاسر کا انداز نارمل تھا مگر سیاہ مقناطیسی آنکھیں خون آشنا تھیں یاسر کے لفظوں کی گرم تپش شفا کا چہرہ جھلسا رہی تھی شفا کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی بے ساختہ تھوک نگلا۔

"ورنہ رات کو میں تمہاری چمڑی ادھیڑ دوں گا " یاسر اب کی دفعہ دھاڑا تھا شفا پر لرزاہٹ طاری ہوئی۔

"وہ۔۔یاسر۔۔وہ۔۔میں " شفا کی آنکھوں سے آنسو عارض پر بہنے شروع ہوئے سانسیں رکی تھی جبکہ یاسر شفا کا جبڑا دبوچ گیا شفا کی آنکھوں سے آنسوؤں کی رفتار میں اضافہ ہوا تھا۔

"میرا نام مت لینا۔۔ تمہیں ایسے میری بات سمجھ میں نہیں آئے گی مجھے اپنے اصولوں کے خلاف جاتے آج وہ کرنا پڑے گا جو میں نے کبھی کرنے کا سوچا بھی نہیں تھا" یاسر نے جھٹکے سے شفا کا منہ چھوڑا اور دور ہوا۔

یاسر نے اپنی بیلٹ اتاری شفا کی آنکھیں پھیلی سر نفی میں ہلایا یاسر شفا کو ڈرانا چاہتا تھا تاکہ وہ داجی سے جا کر صبح ہوتے ہی طلاق کی بات کرے شفا پر ہاتھ

اٹھانے کا اس کا کوئی ارادہ نا تھا لیکن شفا سٹل اپنی جگہ پر کھڑی رہی اس کی آنکھوں میں خوف در آیا۔

"کرو گی طلاق کی بات داجی سے یا نہیں " یاسر بلیٹ ہاتھ پر لپیٹتے شفا کو کہنی سے تھامے بیڈ پر دھکا دیتا بولا شفا نے دونوں ہاتھ بیڈ پر بروقت ٹکاتے اپنے پیٹ پر وزن پڑنے سے خود کو بچایا اور پلٹ کر یاسر کو سہمتے ہوئے دیکھنے لگی جس کی آنکھوں میں خون اترا ہوا تھا شفا نے نفی میں سر ہلایا وہ یاسر سے طلاق نہیں لے سکتی تھی وجہ بہت بڑی تھی وہ یاسر کے نام کے ساتھ جڑنا نہیں چاہتی تھی لیکن اب جب جڑ چکی تھی مرتے دم تک وہ جدا نہیں ہو سکتی تھی اپنے لیے نہیں اپنے پیٹ میں پل رہے یاسر اور اپنے بچے کے لیے۔

"میں ۔۔ آپ ۔۔ سے ۔۔ طلاق ۔۔ نہیں ۔۔ لے ۔۔ سکتی " شفا نے کپکپاتے لبوں سے ہچکی بھرتے کہا شفا کے منہ سے "آپ" کا لفظ سنتے یاسر کو اپنے اعصاب

جکڑتے محسوس ہوئے اسے آپ تو اس کی ملکہ کہتی ہے اور اس پر تضاد شفا کے طلاق کے انکار نے اسے مشتعل کر دیا۔

"آج رات کے بعد تم خود مجھ سے طلاق مانگو گی " یاسر نے شفا کے قریب بیڈ پر اپنا جوتا رکھتے اس کے بال بے دردی سے اپنی مٹھی میں دبوچے تھے شفا کراہ اٹھی یاسر غصے سے دھاڑا تھا شفا کو اپنے سر میں درد کی ٹھیسیں اٹھتی محسوس ہوئیں تھی یاسر نے شفا کو چھوڑا اور اس کے سامنے کھڑا ہوا یاسر کے ہاتھ پر لپٹا بیلٹ ڈھیلا پڑا اور اس سے پہلے وہ شفا کے وجود پر پڑتا شفا نے پیٹ پر ہاتھ رکھے بری طرح روتے یاسر کو دیکھا۔

"مجھے۔۔ نہیں۔۔مارئے گا۔۔مجھے۔۔ نہیں۔۔مارئے۔۔ گا۔۔ آپ۔۔کا۔۔بچہ۔۔ میری۔۔کوکھ۔۔میں۔۔ہے " شفا بری طرح کانپتے ہوئے چیخی تھی اس کا وجود لرز رہا تھا آنسو مسلسل بہہ رہے تھے اور یاسر کا وجود زلزلوں کی زد میں آیا

تھا یاسر کے ہاتھ سے بیلٹ چھوٹا ، ہاتھ پہلو میں گرا تھا وہ بے یقینی سے شفا کو دیکھ رہا تھا۔

"کیا۔۔کیا کہا۔۔تم جھوٹ بول رہی ہو" یاسر آہستہ آواز میں بولتا آخری جملے پر دھاڑا تھا شفا نے بیڈ پر دونوں پیر سمیٹے پیچھے ہوتے نفی میں سر ہلاتے یاسر کو دیکھا یاسر نے شفا کا پیر پکڑ کر اپنے قریب کھینچا اور بنا لحاظ کیے شفا کے منہ پر غصے سے پاگل ہوتے تھپڑ رسید کیا شفا کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا وہ بیڈ پر اوندھے منہ گرتی کے یاسر نے اسے شانوں سے تھامے سیدھا کیا شفا یاسر کی باہوں میں جھول گئی لیکن ایک ہاتھ اب بھی اپنے پیٹ پر تھا یاسر کی نظر شفا کے پیٹ پر گئی یاسر کو اپنی سانسیں رکتی محسوس ہوئی اگر شفا کے پیٹ میں اس کا بچہ تھا تو اس کی زندگی میں ایک نیا مشکل دور شروع ہونے والا تھا یاسر نے شفا کے چہرے کو دیکھا وہ بے ہوش تھی چہرہ آنسوؤں سے تر تھا یاسر نے بے ساختہ شفا کا چہرہ تھپتھپایا لیکن شفا بے سود تھی یاسر کے چہرے پر

ایک سایہ لہرایا یاسر کے دل میں ایک خوف پیدا ہوا پہلا خوف اسے اپنی ملکہ کو کھونے کا تھا اور دوسرا پتا نہیں کیوں اسے بچے کا سنتے اب اپنے بچے کو کھونے کا ہوا وہ نا چاہتے ہوئے بھی شفا کو بیڈ پر لٹائے صوفے کی سمت بڑھا شفا کا ڈوپٹہ لیے اس کے وجود پر پھیلاتے فون کان سے لگایا وہ ڈرائیور کو اپنی کار نکالنے کا کہ رہا تھا فون بند کرتے یاسر نے شفا کو اپنی باہوں میں بھرتے باہر کا رخ کیا وہ تیز تیز قدم لیتا راہداری عبور کر رہا تھا اس وقت حویلی کے لاؤنج میں گھر والوں میں سے کوئی بھی موجود نا تھا۔

شفا ہاسپٹل کے کمرے میں بیڈ پر لیٹی تھی ہاتھ میں ڈرپ تھی آنکھیں بند تھیں پلکیں لرز رہی تھی یاسر لیڈی ڈاکٹر کے کیبن میں بیٹھا تھا تین گھنٹے گزر چکے تھے شفا کو ہوش آچکا تھا لیکن یاسر شفا کے کچھ ٹیسٹ کروا رہا تھا یا یوں کہے

وہ ٹیسٹ اس بچے کے باپ کا پتا کروانے کے لیے کروا رہا تھا یاسر کا دل دھک دھک کر رہا تھا لیڈی ڈاکٹر سامنے بیٹھی رپورٹ کو پڑھ رہی تھی ان کے چہرے کے تاثرات سپاٹ تھے پھر انھوں نے فائل بند کی یاسر کی پیشانی پر ننھی بوندیں چمکی ڈاکٹر نے سامنے بیٹھے یاسر شازم داؤد کو دیکھا کون تھا جو اس شخص کو نہیں جانتا تھا اور کون تھا جو ہاسپٹل کے روم میں لیٹی اس لڑکی کو اب نہیں جانتا تھا وہ یاسر شازم داؤد کی دوسری بیوی تھی شفا یاسر داؤد اس کا چہرہ سب دیکھ چکے تھے شفا کو سب جانتے تھے۔

"مسٹر داؤد آپ کے کہنے پر ہم نے paternity test کیا ہے جو کہ pregnancy کے سات ہفتے تک کروایا جا سکتا ہے خیر آپ کی وائف کی pregnancy آٹھ ہفتے کی ہے ان کی کوکھ میں جو بچہ ہے اس کا DNA آپ سے میچ ہوتا ہے " ڈاکٹر نے کہنا شروع کیا وہ گائینا کی بہترین ڈاکٹر تھی یاسر بہت غور سے ان کی بات سن رہا تھا۔

" ہم نے تین ماہ پہلے نکاح کیا تھا لیکن شادی کا اعلان کچھ دن پہلے کیا ہے " یاسر نے ناجانے کیوں جھوٹ بولا شاید وہ بچے کو ناجائز کا لقب نہیں دینا چاہتا تھا آٹھ ہفتے حمل مطلب دو ماہ کی پریگننسی یاسر نے احتیاط سے جواب دیا۔

"آل رائٹ۔۔کیا آپ کو پتا ہے آپ کا بیبی ویک ہے " ڈاکٹر نے کہتے یاسر کو دیکھا۔

"میں آپ کو یہ ہی مشورہ دو گی کہ اپنی وائف کا بہت خیال رکھے۔۔یہ کیئر آپ کی وائف کے لیے بہت ضروری ہے لیکن میں نے آپ کی وائف کے ٹیسٹ کی ریپوٹ میں ایک چیز اور دیکھی ہے جو حیران کن ہے ان کی پریگنینسی کے پہلے ماہ تک کوئی مشکل نہیں تھی لیکن دوسرے ماہ سے۔۔مجھے

لگتا ہے آپ کی وائف کے ساتھ کوئی حادثہ پیش آیا ہے ان کی ٹیوب کافی حد تک ڈیمج ہے۔۔ بلکہ میں تو حیران ہو یہ بچہ ابھی تک آپ کی وائف کی کوکھ میں پل کیسے رہا ہے" ڈاکٹر نے اپنے ہاتھوں کی انگلیاں پھنسائے جتنا ہو سکے ڈھکے چھپے الفاظ میں بے حد سنجیدگی سے کہا یاسر کی پیشانی پر شکنیں پڑی۔

"کیسا حادثہ ؟ آپ کیا کہنا چاہتی ہیں ؟ مجھے سمجھ نہیں آرہا " یاسر نے کہا۔

"ٹیوب کافی حد تک ممکن ہے کہ تب ڈیمج ہونا شروع ہوتی ہے اگر لڑکی حمل کے دوران کہی گر جائے ایکسٹینٹ ہو جائے اور اسے اندرونی طور پر چوٹ لگے لیکن ان صورت حال میں بچے کا بھی ضیائع ہوتا ہے۔۔ لیکن جب لڑکی کو internally damage کیا جائے مطلب اس کے ساتھ درندگی کی جائے چاہے اس کا شوہر ہی کیوں نا کرے اس کی نازک حالت کو نظر انداز کرتے ہوئے خاص کر شروع کے تین چار ماہ میں تو کافی حد تک چانسس ہوتے ہے

بچہ بچ جائے ، یہاں بات ان شوہروں کی نہیں ہو رہی جو اپنی بیوی کی نازک حالت کا خیال کرتے ہوئے محبت سے اپنا حق وصول کرتے ہیں اور آپ کی وائف کا فل چیک اپ کرنے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچی ہو شاید ان کے ساتھ گینگ ریپ ہوا ہے اور آپ کو دیکھ کر لگتا ہے شاید اس بات کا علم ہے کچھ حد تک آپ کو یوں ہی تو نہیں آپ بچے کا DNA کروا رہے ہیں لیکن گینگ ریپ ہونا چھوٹی بات نہیں میں examine کرنے کے بعد ہی کہ رہی ہو آپ یہ معجزہ ہی سمجھے کہ آپ کی وائف اور بچہ ابھی تک زندہ ہیں اور میں امید کرتی ہو جیسے آپ بہترین سیاستدان رہ چکے ہیں ویسے ہی آپ اپنی بیوی کے لیے بہترین شوہر بنے گے " ڈاکٹر نے جیسے پل میں یاسر کے پیروں سے زمین کھینچ لی تھی یاسر ہکا بکا ڈاکٹر کو دیکھتا رہا یاسر کا رنگ فق ہوا تھا ڈاکٹر نے ایک نظر یاسر پر ڈالی اور افسوس سے سر جھٹکا سیاستدان دوسری شادیاں تو کر لیتے ہیں مگر شاید دوسری بیوی کی حفاظت نہیں کر پاتے لیکن جتنی انھوں نے یاسر شازم داؤد کی تعریف سنی تھی اور شفا کو examine کرنے کے بعد انھیں

یہی لگا یاسر ایک اچھا انسان ہے ورنہ ان حالات میں شوہر بیوی کو چھوڑ دیا کرتے ہیں اور رہی بچے کی بات تو اس گینگ ریپ جیسے حالات میں یہ جاننے کا حق تو شوہر کو ہوتا ہے وہ اس بچے کا باپ ہے بھی یا نہیں اور یہ بہت تکلیف دہ عمل ہے ڈاکٹر نے سوچا۔

"آپ مل سکتے ہیں اپنی وائف سے انھیں ہوش آگیا ہے " ڈاکٹر نے پروفیشنل انداز میں کہا۔

شفا پرائیوٹ روم میں لیٹی تھی ایک ہاتھ پیٹ پر تھا تو ایک ہاتھ پر ڈرپ تھی پلکیں لرز رہی تھی بند آنکھوں سے آنسو بہتے بالوں میں جذب ہو رہے تھے

یاسر دروازہ دھکیلے اندر داخل ہوا شفا نے آنکھیں نہیں کھولی ہاسپٹل میں پھیلی دوائیوں کی ہلکی سمیل میں بھی وہ اپنے قریب آتے اس شخص کی مردانہ خوشبو سے اسے پہچان سکتی تھی ایک وقت تھا جب حرام کرتے ہوئے وہ اس شخص کی خوشبو میں نہائی ہوتی تھی اس شخص کے سینے پر سر رکھے اس کی مردانہ خوشبو کو رات بھر محسوس کرتی تھی۔

"کون تھے وہ لوگ ؟" یاسر کی آواز شفا کے کانوں سے ٹکرائی شفا کا دل دھک سے رہ گیا اسے پتا چل چکا تھا وہ اب اسے ایک لمحے کے لیے بھی اپنے نکاح میں نہیں رہنے دے گا اور بچے کا بھی اگر یہ بول دیا اس کا نہیں ہے تو وہ کیا کرے گی۔۔شفا کو چھونے والا پہلا شخص یاسر تھا اور یاسر کے چھونے کے شفا نے یاسر کے ڈر سے کبھی کسی کو خود کو چھونے نہیں دیا البتہ میل دوست اس کے بھی بہت تھے یا یوں کہے عاشق۔۔شفا نے بھوری ڈوبتی آنکھیں کھولے یاسر کو دیکھا وہ اسے ہی بہت غور سے دیکھ رہا تھا چہرہ سرخ تھا رگیں تنی تھی۔

"پتا نہیں " شفا نے مدھم بھیگی آواز میں کہا۔

"کب ہوا یہ سب ؟" ایک اور سوال۔

"جس دن میں تم سے ملنے حویلی آئی تھی تم پر الزام لگانے اس کے دو دن بعد " شفا نے کرب سے کہا یاسر نے لب بھینچے وہ اس اذیت کو محسوس تو نہیں مگر احساس کر سکتا تھا جب کسی لڑکی کی عزت لوٹتی ہے تو اسے کیسا لگتا ہے۔

"تمہیں ریپ سے پہلے پتا تھا تمہاری کوکھ میں میرا بچہ ہے ؟" یاسر کی آواز ابھری شفا نے بے یقینی سے یاسر کو دیکھا وہ مان رہا تھا یہ بچہ اس کا ہے۔

"نہیں مجھے ریپ ہونے کے بعد پتا چلا " شفا نے کپکپاتی آواز میں کہا۔

"تمہارے باپ کو پتا تھا اس بارے میں ؟" یاسر نے ایک اور سوال کیا۔

"بچے کے بارے میں پتا تھا۔۔ریپ کے بارے میں نہیں " شفا رو دی۔

"اب مجھے یہ بتاؤ یہ سب ہوا کیسے ؟" یاسر شفا کو دیکھتا اس کے بیڈ کے پاس رکھی کرسی کو کھینچ کر اس پر بیٹھتا سنجیدگی سے استفسار کرنے لگا۔

"میں عینی کے گھر سے لوٹ رہی تھی جب میں نے کسی بچی کی آوازیں سنی وہ بچی چیخ رہی تھی درد سے بلبلا رہی تھی جبکہ کچھ آدمیوں کی قہقہہ لگانے کی بھی آواز آرہی تھی میں نے کار روکی رات کا وقت تھا میں اکیلی تھی میں ان

آوازوں کی سمت قدم لے گئی وہ آوازیں جنگل سے آرہی تھی جب میں ان آوازوں تک پہنچی تو میرے پیر ساکت ہو گئے وہاں چار آدمی درندے بنے کوئی دس بارہ سال کی لڑکی کو نوچنے کی کوشش کر رہے تھے پہلے میں شاک کی کیفیت میں کھڑی رہی مگر پھر میں نے کوشش کی ایک پتھر اٹھا کر ایک آدمی کے سر پر مارا ان لوگوں نے مجھے دیکھا میں ڈر گئی لیکن پتا نہیں اللہ کو میرے ہاتھ سے ایک نیکی کروانی تھی اس بچی کی عزت بچانی تھی اور میں کچھ کوشش کے بعد کامیاب بھی ہوگئی لیکن اپنی عزت کھو چکی ان درندوں نے اس بچی کو تو چھوڑ دیا لیکن مجھے نوچ ڈالا " شفا کی ہچکیاں بندھی تھی۔

"تمہیں اپنی عزت گواہ کر اللہ کا خیال آیا ؟" یاسر نے ظالمانہ سوال کیا۔

"کسی کو اندھیرے میں اپنے گھر میں کھڑے اپنے ملازموں کے سامنے اپنی عزت اپنے حجاب کی حفاظت کرتا دیکھ کر مجھے شاید اللہ یاد آیا " شفا نے چھت کو دیکھتے کہا۔

"کسے ؟" یاسر نے پوچھا۔

"تمہاری ملکہ کو " شفا مسکرا دی آنکھوں سے آنسووں کا جھرنا بہنا شروع ہوا یاسر نے حیرانگی سے شفا کو دیکھا۔

"جب تمہارے گارڈز مجھے تمہاری حویلی سے نکال رہے تھے میں تمہاری ملکہ سے ٹکرائی تھی " شفا نے یاسر کو دیکھ کر کہا یاسر سٹل ہوا۔

"تمہاری ملکہ حویلی کے پچھلے رستے میں گارڈن کی سمت بیٹھی تھی شاید اس نے نقاب نہیں کیا تھا لیکن اسکے ہاتھ میں تسبیح تھی جو اندھیرے میں چمک رہی تھی اس کے ساتھ مقدس بھابھی تھی وہ حویلی کے اندر چلی گئی جب گارڈز نے مجھے ثوبان بھائی کے حکم پر دبے پاؤں وہاں سے نکالنا چاہا لیکن گارڈز کی باتوں سے میں جان گئی ویل چئیر پر بیٹھی لڑکی تمہاری بیوی ہے میں چاہتی تھی میں تمہاری بیوی سے ٹکراؤ تمہاری زندگی میں طوفان آئے اور اپنی اسی خرافات کو انجام دینے کے لیے میں جان بوجھ کر تمہاری ملکہ کی سمت قدم بڑھا گئی میں نے گارڈز کو ایسے ظاہر کیا کہ میں غلطی سے ٹکرائی ہو میں نے اپنے بچاو کے لیے تمہاری ملکہ کا ہاتھ پکڑا لیکن دوسرے پل مجھے اتنا شدید جھٹکا لگا میں تمہاری ملکہ سے چار قدم دور ہوتی ایک گارڈ کے سینے سے ٹکرائی تھی تمہاری ملکہ نے حیرت سے مجھے دیکھا لیکن میں اسے دیکھ پاتی اس سے پہلے اس نے نقاب سے منہ ڈھانپ لیا شاید وہ گارڈز کی موجودگی محسوس کر چکی تھی تمہاری ملکہ نے فورا رخ پھیرا اور کوئی بھی سوال جواب کیے بنا وہاں سے ویل چئیر کا

بٹن پریس کرتی چلی گئی اور میں سکتے کی کیفیت میں اسے دیکھتی رہی۔۔ مجھے اس کا حجاب کا سیاہ رنگ اس اندھیری رات میں چمکتا محسوس ہوا اس کا چھونا مجھے ساکت کر گیا تھا میں حویلی سے اپنے گھر آنے تک سوچتی رہی اندھیرے میں تمہاری بیوی نے اپنی ہی حویلی میں رہتے ہوئے ملازموں کے سامنے حجاب کیوں کیا گارڈز تو تب بھی اس کا پورا چہرہ نہیں دیکھ پاتے اور اسی چھوٹی سی بات نے میری نیند حرام کر دی تم میرے زہن سے یک دم نکل گئے بس مجھے یہ بات ستانے لگی دو دن میں نے بہت اضطرابی کیفیت میں گزارے پھر عینی نے مجھے اپنی طرف مدعو کیا میں بھی بے زار ہوتی اس کی طرف چلی گئی وہاں میری ملاقات ایک ملازمہ سے ہوئی اس نے بھی خود کو ڈھانپا ہوا تھا مجھے کوفت ہوئی میں نے اس ملازمہ کا بہت مزاق اڑایا لیکن جب اس ملازمہ نے آنکھوں میں آنسو لیے مجھ سے پوچھا کیا میم صاحب آپ آگ میں جل سکتی ہے ؟ تو میں نے کہا نہیں آگ میں جلنا کون پسند کرے گا ؟ تب وہ مسکرائی اور کہاں اسی لیے میں پردہ کرتی ہوں تاکہ میں جہنم کی آگ سے بچ سکو۔۔

اس کی بات نے مجھے بلکل اسی طرح ساکت کیا جیسے تمہاری ملکہ کے نقاب نے کیا تھا اور پھر میں تذبذب کا شکار ہوتی عینی کے گھر سے نکلی تو۔۔"شفا نے مٹھی بھینچے کرب سے کہا یاسر کئی لمحے اس کے آنسوؤں سے تر چہرے کو دیکھتا رہا اس کے دل میں شفا کے لیے ہمدردی پیدا ہوئی تھی لیکن اپنی ملکہ کے لیے محبت کئی گناہ بڑھی تھی اور محبت سے بھی زیادہ عزت اور احترام عشراق قابل احترام تھی وہ اللہ کی فرمانبرداری بندی تھی اس کے محبوب آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والی جب وہ پاک ہستیوں سے محبت کرتی تھی تو کیسے ممکن تھا کوئی اس سے محبت نا کرتا اللہ نے عشراق کے نصیب میں خاموش ہدایت لکھی تھی جو اسکی زندگی میں داخل ہوتا اسے ہدایت ملنی تھی یاسر نے خود کو معتبر سمجھا عشراق کے نام کے ساتھ اس کا نام جڑا تھا عشراق نے اس کے نام کو اپنے نام کے ساتھ لگا کر یاسر شازم داؤد پر احسان کیا تھا۔

"تم انھیں پہچان سکتی ہو ؟" یاسر نے سوال کیا۔

"نہیں بہت اندھیرا تھا میں نے ان کی شکل نہیں دیکھی آواز پہچان سکتی ہو" شفا نے کہا۔

"میں تم سے وعدہ کرتا ہوں تمہارے گنہگاروں کو سزا ضرور دلاؤ گا تمہاری جگہ اگر کوئی اور بھی لڑکی ہوتی میں اس کے لیے بھی یہ کر گزرتا۔۔ اور ابارشن کروانا تمہارا حق ہے لیکن میں چاہتا ہوں میرا بچہ دنیا میں آئے میں تمہیں اپنے نام کے ساتھ اپنی زندگی میں نہیں رکھ سکتا وجہ میری ملکہ سے میری محبت ہے میں اس کی محبت تو کیا حقوق میں بھی شراکت نہیں کرنا چاہتا بچہ پیدا ہوتے ہی میں تمہیں طلاق دے دو گا تم مجھ سے اس کے علاؤہ کوئی امید مت رکھنا لیکن میں تمہیں مالی طور پر ہر مدد فراہم کرو گا تمہیں مالی طور پر کسی بھی

پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا " یاسر نے شفا کے پیٹ کو دیکھتے پھر رخ پھیرے کرب سے کہا۔

"مجھے تم سے کچھ بھی نہیں چاہیے یاسر۔۔میں تمہاری زندگی میں کبھی نہیں آنا چاہتی تھی مگر میرے باپ اور میری ماں نے میرے ساتھ اور پھر تمہارے خلاف جو سازش رچی مجھے اس کے لیے تم سے رابطہ کرنا پڑا لیکن پھر ہمارا نکاح ہونا ، شاید اللہ چاہتا تھا کہ جس طرح میں ناجائز اولاد کی طرح پلی میری اولاد اس طرح نا پلے اسی لیے تم سے میرا نکاح ہوا اور میں اسی وجہ سے طلاق نہیں چاہتی اپنے بچہ کو تمہارا نام دینا چاہتی ہو جائز نام ، مجھے اور کچھ نہیں چاہیے میں تمہیں آئیندہ کے بعد آپ بھی نہیں کہو گی اور داجی سے بھی خود جا کر کہ دو گی کہ تم جب تمہارا دل چاہے میرے کمرے میں آسکتے ہو کوئی پابندی عائد نا کرے وہ اپنے لیے نہیں شاید تمہارا ہمارے بچے سے ملنے کا دل کرے اب صرف اس لیے۔۔ تم مجھے بچہ پیدا ہوتے ہی طلاق دے دینا اور

میں تمہیں اپنا حق مہر بھی معاف کرتی ہو لیکن مجھے اپنی ملکہ کے پاس جانے سے مت روکنا میں چاہتی ہو میرا بچہ ہو وہ نا میری طرح ہو نا تمہاری طرح ہم دونوں ہی زانی تھے کبھی ، وہ تمہاری ملکہ کی طرح ہو اس کی طرح پاک گناہوں سے دور شفاف دل اس کے چہرے پر بھی تمہاری ملکہ جیسا نور ہو۔۔ میں چاہتی ہو اگر ہماری بیٹی ہو تو وہ زنا سے دور ہو اتنی دور کے اس گناہ کا سایہ بھی اس پر نا لہرائے وہ عشراق یاسر داؤد کی پرچھائی بنے وہ یاسر شازم داؤد نا ہو جس نے کبھی زنا کیا تھا وہ شفا عدنان حمدانی نا ہو جس نے اپنی عزت بے مول کر دی تھی " شفا نے ہچکیوں سے بری طرح روتے بیڈ سے اٹھتے یاسر کا ہاتھ کپکپاتے ہاتھوں سے تھامتے ہوئے کہا یاسر صرف شفا کو دیکھتا رہا اسے آج شفا کے اندر کوئی مکاری کوئی چلاکی کوئی دغا بازی محسوس نا ہوئی وہ جیسے زخموں سے چور لڑکی تھی شفا کے منہ سے اپنے بچے کے لیے یہ الفاظ سنتے یاسر کا دل جیسے بند ہونے کو تھا اللہ نے اگر اس کے گناہوں کی سزا اولاد کی صورت دی تو وہ کیا کرے گا اگر اس کی اولاد اس کی طرح زانی۔۔ یاسر اس

سے آگے کچھ سوچ بھی نا پایا یاسر نے آگے بڑھتے شفا کو اپنے ساتھ لگایا شفا یاسر کی شرٹ مٹھیوں میں بھینچے دل ہلکا ہونے تک روتی رہی یاسر کو آج سمجھ آیا سیاہی میں کیے گناہ کا خوف کس قدر انسان کو اندھیرے میں لے جا سکتا ہے جسے سوچ کر یاسر کا دل کانپ رہا تھا۔

"یا اللہ میں تیرا گنہگار بندہ ہو ! میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا میں نے زنا کا طوق اپنے گلے میں ڈالا میں نے والدین کی نافرمانی کی اپنے بھائیوں کی بات نا مانی اور سب سے بڑھ کر مسلمان ہو کر کافروں کی صحبت اختیار کی تیری نافرمانی کی یااللہ مجھے معاف کر دے۔۔مجھ پر رحم فرما میں اس لائق نہیں کہ تو مجھے ملکہ سے نوازتا مگر تو نے مجھے اس نیک عورت سے نوازہ جس کا میں نے کبھی تصور بھی نہیں کیا تھا مجھے اس نیک عورت کے زریعے راہ راست پر لایا تو

نے مجھ جیسے زانی کو ایک نیک عورت سے نوازہ جو میری زندگی میرے دل کی ملکہ بن چکی ہے میرے دل کا سکون ہے میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے مجھے نہیں پتا تو نے ملکہ کو میری کس نیکی کے صلے میں مجھے عطا کیا ہے لیکن مجھے اتنا عطا کر دیا ہے کہ میں تا عمر تیرے حضور شکر کے سجدے میں گرا رہ سکتا ہوں یااللہ میں تجھ سے اپنی عافیت کی دعا کرتا ہو اپنی اور اپنی ملکہ کی بے پناہ محبت مانگتا ہو ہمارے پاک رشتے کا سکون مانگتا ہوں جنت میں میں اپنی ملکہ کا ساتھ مانگتا ہو پتا نہیں میں جنت کے لائق ہو یا نہیں لیکن اگر تو مجھے جنت کی ایک جھلک سے بھی نوازے تو میری ملکہ کے ساتھ مجھے وہ جھلک دیکھنے کی توفیق سے نوازنا !! یا اللہ مجھے اور شفا کو معاف کر دے ہماری اولاد کو ہمارا جیسا نا بنانا یااللہ میں برداشت نہیں کر پاؤ گا مجھے اس آزمائش میں کبھی مبتلا مت کرنا میرے اللہ میں آسانی مانگتا ہوں مجھے اولاد کی مشکل سے بچا لے یااللہ مجھے اپنی رحمت سے نوازنا اور ایسی رحمت سے جو میری ملکہ جیسی ہو میری جیسی نہیں جس کے دل میں اول سے آخر تک تیری راہ ہدایت ہو غفلت نہیں ہمیں

معاف کر دے میرے اللہ ہمیں معاف کر دے ہماری جانوں پر اولاد کے گناہوں کا بوجھ مت ڈالنا ہمیں ہماری اولاد کے سامنے کبھی سر جھکانے مت دینا ۔۔ میں کبھی شفا کے ساتھ انصاف نہیں کر پاؤ گا لیکن جب تک وہ میرے ساتھ ہے مجھے توفیق دے کہ میں اس کے ساتھ اچھے سے پیش آسکو میں تیری طرف سے بھیجی گئی انسانوں کی خیر میں سے اپنے لیے ہدایت مانگتا ہو نیک اولاد مانگتا ہو اپنی بیویوں کے لیے خیریت مانگتا ہو" یہ یاسر شازم داؤد تھا جو کشمیر کی امام مسجد میں سجدہ ریز تھا جماعت نماز ادا کر کے جا چکی تھی وہ ناجانے کب سے سجدے میں تھا بے آواز رو رہا تھا جائے نماز کے وسط کا کچھ حصہ گیلا تھا یاسر سجدے سے اٹھا سلام پھیرا اور دعا کے لیے ہاتھ بلند کیے لیکن پھر کچھ سمجھ نا آیا کیا مانگے وہ فجر کے ہر سجدے میں سب کچھ تو مانگ چکا تھا چہرے پر ہاتھ پھیرا اور کھڑا ہوا چہرہ صاف تھا مگر آنکھیں ، تیکھی ستون ناک سرخ تھی داڑھی نم تھی ثوبان مصطفی داجی نے حیرت سے یاسر کو دیکھا وہ پہلی دفعہ فجر پڑھنے آیا تھا اور ان سے پہلے انھوں نے یاسر کو مسجد میں

آتے نہیں دیکھا وہ ان سے پہلے مسجد میں داخل ہوا تھا یاسر نے انھیں دیکھتے نظریں جھکائی داجی نے آگے بڑھتے یاسر کا شانا تھپتھپایا وہ تینوں خاموشی سے یاسر کے ساتھ مسجد سے باہر نکل آئے اور حویلی کا رخ کیا وہ لوگ فجر کے وقت ہمیشہ خود چل کر مسجد جایا کرتے تھے یاسر بھی آج بنا کار کے مسجد آیا تھا داجی پورے رستے یاسر سے باتیں کرتے آئے یاسر بھی ہلکا پھلکا جواب دیتا مسجد سے حویلی کا سفر طے کر گیا ثوبان مصطفی اور حویلی کے کچھ مرد ملازم بھی ان کے پیچھے تھے جو ان کے ساتھ ہی فجر پڑھ کر آئے تھے۔

"ملکہ تم نے نماز نہیں پڑھی اور قرآن پاک کی تلاوت بھی نہیں کر رہی " یاسر جو سفید شلوار قمیض میں ملبوس تھا کمرے میں داخل ہوتا عشراق کو ہنوز بیڈ پر بیٹھا دیکھ استفسار کرنے لگا عشراق بیج کلر کے سوٹ میں ملبوس تھی شانوں پر ڈوپٹہ پھیلا تھا بال پشت پر بکھرے تھے یاسر دروازہ بند کرتے عشراق کے قریب آکر بیٹھا عشراق کی آنکھیں سرخ تھی جیسے ابھی روئی ہو۔

"کیا ہوا ہے ملکہ تمہاری طبعیت ٹھیک ہے ؟ " یاسر نے فکر مندی سے اپنی ہاتھ کی انگلیاں عشراق کی پیشانی پر ٹکاتے ٹمپریچر چیک کرتے استفسار کیا جبکہ عشراق صبح صبح یاسر کو سفید شلوار قمیض میں دیکھ مسکرائی تھی یاسر کی وجاہت میں چار چاند لگے تھے۔

"میری طبعیت ٹھیک ہے میں نے نماز پڑھ لی ہے لیکن تلاوت کرنے کا دل نہیں " عشراق نے یاسر کا ہاتھ تھامتے کہا۔

"کیوں تم تو روز تلاوت کرتی ہو " یاسر پریشان ہوا۔

"میں پانی لاتا ہو تمہارے لیے " یاسر پانی کا جگ خالی دیکھتے اٹھنے لگا۔

"یاسر۔۔" عشراق نے یاسر کا ہاتھ تھامتے اس کو پکارا۔

"میری ملکہ " یاسر نے پلٹتے عشراق کے چہرے پر ہاتھ ٹکاتے اس کی پیشانی کو عقیدت سے چوما۔

" آج آپ تلاوت کرے " عشراق نے مسکراتے ہوئے فرمائش کی یاسر چونکا۔

"ملکہ میں۔۔میں نے تو پتا نہیں کب قرآن پاک کھولا تھا مجھے یاد نہیں " یاسر نے عشراق کو بغور دیکھتے کہا عشراق کے چہرے سے مسکراہٹ نہیں غائب ہوئی۔

"آپ تلاوت کرے میں ہو آپ کے ساتھ جہاں آپ اٹکے گے میں تصحیح کر دو گی آپ کی " عشراق نے کہتے یاسر کے تھامے ہوئے ہاتھ کی پشت پر بے اختیاری میں لب رکھے۔

"اب تو تم نے مجھے خرید لیا ہے ملکہ جیسا تم کہو " یاسر سرشاری سے مسکراتا قرآن پاک لینے کے لیے بڑھا۔

"کونسی سورت کی تلاوت کرو ملکہ؟ " یاسر نے قرآن پاک کو عقیدت و احترام سے لبوں سے لگاتے استفسار کیا۔

"سورت ال_دہر /ال_انسان " عشراق نے مسکراتے ہوئے بیڈ پر بیٹھے ہی کہا یاسر چونکا۔

"کیوں ؟ کل تو تم نے سورت رحمن کی تھی کچھ رہتی ہے اسے مکمل نا کرو ؟ " یاسر نے استفسار کیا۔

"میرا دل ہے آپ کرے نا تلاوت " عشراق نے کہا یاسر خاموش ہو گیا پھر مطلوبہ سورت کی تلاوت شروع کر گیا عشراق بیڈ کروان سے ٹیک لگائے آنکھیں بند کیے یاسر کی محسور کن آواز میں تلاوت سنتی رہی جہاں وہ اٹکتا عشراق اس کی تصیح کرتی وہ حافظ قرآن تھی مگر پھر بھی اپنے شوہر سے تلاوت سن رہی تھی یاسر کی آواز کپکپا رہی تھی۔

سورج ہر سو روشنی پھیلائے پورے آب و تاب سے جگمگا رہا تھا اور اس کی کرنیں داؤد حویلی اور کفیر حویلی پر بھی پڑی تھی جن کی لاتعداد لینڈ کروزر، کاریں تیار شاہ میر پیلس کا رخ کر رہی تھی سب لوگ خوشی خوشی اپنی کاروں میں سوار ہوئے تھے حنان اپنی سفاک بیوی کا ہاتھ تھامے اپنی لینڈ کروزر میں بیٹھا تھا حداد عترت کو گھورتا اسے لیے اپنی کار میں تھا جبکہ یازان اور جنہ یازان کی محبوب کار میں بادشاہ کے ساتھ سوار تھے تو اعظم صاحب اور داجی ایک کار میں سوار تھے تو فاطمہ بیگم اور عالم صاحب اپنی کار میں تھے اور ایسا ہی کچھ حال داؤد حویلی کے مکینوں کا تھا ثوبان مقدس کے ساتھ اپنی لینڈ کروزر میں تھا مصطفی اور افق اپنی کار میں، روقیہ بیگم اور شازم صاحب ایک کار میں تو ثوبیہ بیگم اور جازم صاحب اپنی کار میں، یاسر اپنی ملکہ کے ساتھ اپنی لینڈ کروزر میں جبکہ شفا کے لیے یاسر نے اپنی کار نکلوائی تھی تاکہ وہ آرام دہ حالت میں بیٹھ سکے، داجی بھی اپنے وفادار کے ساتھ اپنی کار میں تھے جبکہ فراج اپنی بینٹلی میں سوار تھا اس کے ساتھ قندیل بیٹھی تھی ثوبان، یاسر اور

مصطفی نے فراج کو اکیلے رہنے دیا صبح ناشتے سے پہلے وہ تینوں اس کے کمرے میں داخل ہوئے تھے جہاں فراج شرٹ لیس اوندھے منہ لیٹا تھا نیند اس کی آنکھوں سے دور تھی آنکھیں سرخ تھی وہ رات بھر جاگتا رہا تھا ان تینوں نے اس کے پاس بیٹھتے اپنا دل ہلکا کیا وہ تینوں بھی تو اس غم کے مریض تھے فراج کو سنبھلا اسے نارمل ہونے تک سینے سے لگائے رکھا۔

کفیر'ز اور داؤد'ز کی گاڑیاں آگے پیچھے شاہ میر پیلس کے احاطے میں داخل ہوئی تھی بادشاہ نے جنہ کی باہوں میں قید کار کی ونڈو سے قندیل کو دیکھا تھا وہ بھو بھو کرتا کبھی یازان کو دیکھتا تو کبھی قندیل کو لیکن یازان اور قندیل دونوں کی نگاہیں اس خوبصورت پیلس پر تھی جسے دیکھ ان کی آنکھیں چندھیا گئی تھی بادشاہ محنت کرتا اب تھک ہار کر معصوم شکل بناتا جنہ کی باہوں میں سر رکھ گیا جنہ بھی اس خوبصورت پیلس کو ہی دیکھ رہی تھی بادشاہ کی معصوم سی حرکت پر ہوش میں آتی مسکرا گئی۔

"حداد بے روزگار لوگ بھی آئے ہے ولیمہ کرنے " حنان نے لینڈ کروزر سے اترتے یاسر کو دیکھ کر حداد سے کہا جو اپنی کار سے اترا تھا ملازم اور سب بڑے اندر پیلس میں داخل ہو چکے تھے قندیل بھی ثوبیہ بیگم کے ساتھ اندر داخل ہو چکی تھی نا یازان نے قندیل کو دیکھا تھا نا قندیل نے یازان کو تو جنہ بھی فاطمہ بیگم کے ساتھ پیلس کے اندر چلی گئی ثاقب داؤد اور شاید کفیر نے سب کو پیلس کے اندر جا کر ایک دوسرے سے ملنے کا کہا تھا ناکہ یہاں پیلس کے وسیع و عرض چوڑے سرخ سولنگ کی سڑک پر کھڑے ہو کر لیکن تمام شادی شدہ نوجوان ابھی اتر ہی رہے تھے کہ حنان کی بات پر سب نے ایک دوسرے کو دیکھا عشراق جس کی ویل چئیر آتے ہی یاسر نے اسے اپنی باہوں میں بھر کر بیٹھایا تھا وہ بھی اپنے بھائی کو دیکھنے لگی شفا بھی کار سے اتر کر کھڑی تھی سب

نے اس وقت کیجول ڈریسنگ کی تھی ولیمے کے لیے تیار تو ان سب کو دوپہر کے کھانے کے بعد ہونا تھا جبکہ یاسر نے حنان کی بات کا کوئی نوٹس نہیں لیا۔

"بھائی رہنے دے کیوں بچارے سابقہ سیاستدان کے جلے پر نمک چھڑکتے ہیں" حداد نے افسوس سے کہا البتہ چہرے پر شیطانی چمک تھی جبکہ یاسر اپنی کریمی شرٹ کے کف فولڈ کرتا مصروف سا نظر آیا۔

"ویسے بھائی بادشاہ نام میرے بچے پر سوٹ زیادہ کرتا ہے۔۔ بنا کام کیے ہی بادشاہ ہے " یازان بھی اپنی محبوب کار کے بونٹ پر بیٹھتا بادشاہ کو باہوں میں لیے بولا جو ثوبان کو دیکھتا یازان کی باہوں سے نکلنے کی کوشش کر رہا تھا مگر یازان نے اسے قابو کیا ہوا تھا۔

"دیکھ رہی ہو اپنے بھائیوں کی زبانوں کو پھر بولتی ہو تمہارے بھائی معصوم ہے " ثوبان نے مقدس کو گھورتے ہوئے کہا جو آنکھیں گھما گئی ثوبان کو اپنے بھائی کے لیے برا لگا۔

"دیکھو کون بول رہا ہے جو خود شادی شدہ ہوتا منگنی کر رہا تھا " حداد نے ثوبان پر گہرا طنز کیا ثوبان مٹھیاں بھینچ گیا ان لوگوں کو اب یہ بات مل گئی تھی ثوبان کو ٹارچر کرنے کے لیے۔

"زبان بند کرو تمہارے منہ نہیں لگنا چاہتا میں " ثوبان نے ناگواری سے کہا۔

"اتنے برے دن نہیں آئے جو تمہارے منہ لگو گا میں " حداد دوبدوک بولا۔

"اسلام وعلیکم بھائی " شفا حنان کے پاس آتی بولی حنان نے مسکراتے شفا کے سر پر ہاتھ رکھا اور جواب دیا۔

"کیسی ہو بچہ ؟" حنان نے محبت سے پوچھا۔

"الحمدللہ ٹھیک ہو آپ کیسے ہیں " شفا نے جواباً پوچھا حنان نے سر اثبات میں ہلا دیا شفا جویریہ سے ملی یاسر نے شفا کو دیکھا تھا۔

"شفا تمہیں شرم نہیں آتی یہ تمہارے شوہر کے متعلق کیا کیا بول رہے ہے تم ہمارے دشمنوں سے مل رہی ہو " ثوبان نے شفا کو ڈپٹا شفا کنفیوز ہوئی۔

"تمہیں کیا تکلیف ہے دشمنی تم سالوں سے ہے بہنوں سے نہیں " حنان نے کہا حنان آگے بڑھتا عشراق سے ملا جبکہ شفا مسکرا دی۔

"آپی میری طرف سے فلائنگ کس لے۔۔میں آپ کے پاس نہیں آسکتا آپ کا شوہر بے روزگار ہے میں نہیں چاہتا مجھ پر ان کا سایہ پڑے یہ نا ہو کریئر بنانے سے پہلے ہی تباہ ہو جائے" یازان نے عشراق سے کہا عشراق نے یازان کو گھورا تو حنان اور حداد کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

"پہلے اپنی ڈگری مکمل کرو کیریئر کا بعد میں سوچنا " عشراق نے بھی یازان کو ڈپٹا اور یاسر کی جیسے سائیڈ لی یاسر گہرا مسکرایا شفا بھی مسکرا دی جبکہ یازان کا منہ بن گیا۔

"کم ہنسے سینے میں تکلیف ہوئی تو ڈاکٹر بھی نہیں ملے گا یہاں " عترت حداد کے قہقہے پر طنز برساتی نم آنکھوں سے اپنے بھائیوں کو دیکھتی جنہوں نے ایک بھی دفعہ اسے اور جویریہ کو نہیں دیکھا تھا پیلس کے اندر قدم لے گئی جبکہ حداد نے اس کی پشت کو گھورا۔

"یہ جو اس کی اتنی زبان چل رہی ہے نا تمہاری وجہ سے ہے فتنی فسادن ادھر آؤ تم سے تو حساب چکتا کرنا ہے میں نے " حداد مقدس کی سمت دانت پیستا بڑھا تھا جو فورا ثوبان سے چپکی تھی مقدس نے آنکھیں ٹپٹپا کر معصومیت سے ثوبان کو دیکھا جو مسکرایا اور پھر مقدس کو حداد کی سمت آہستگی سے دھکیل گیا اور اپنا کوٹ جھاڑنے لگا۔

"ثوبان بچا لے مجھے میں نے تو نیکی کی تھی " مقدس روہانسی ہوئی۔

"جسے تم نے دریا میں نہیں مگرمچھ کے پیٹ میں ڈالا تھا لیکن اٹک وہ اس کے گلے میں گئی" ثوبان محفوظ ہوا تھا اور حداد کو مگرمچھ کہ گیا۔

"میرا بھائی مگرمچھ نہیں" مقدس غرائی تھی۔

"یہ تو جب تمہارا قیمہ بنائے گا تب پتا چلے گا" ثوبان نے کار سے ٹیک لگائی۔

"بھائی" حداد کو خود کو گھورتا پا کر مقدس حنان کی سمت بھاگی کہ پیچھے مڑتے کار سے ٹکرائی۔

"ہائے اللہ میرے گھٹنے میں لگ گئی " مقدس نے بیچارگی صورت بنائے دہائی دی حالانکہ لگی زرا نہیں تھی اسے۔

"ہائے اللہ تمہاری عقل زخمی ہو گئی " ثوبان نے ہانک لگائی اگر وہ اپنے بھائیوں کے سامنے ثوبان کو منگنی کا طعنہ نہیں دیتی تو ان سالوں کو بھی طنز کا موقع نہیں ملتا جبکہ حنان نے فورا اپنی بہن کے گرد باہیں پھیلائی۔

"میرا بچہ " حنان نے مقدس کی پیشانی پر لب رکھتے حداد کو گھورا جو کلستا مقدس کو گھورتا رہ گیا۔

"بھائی اس فتنی کو بول دے یہ اگر مجھے دوبارہ میری بیوی کے قریب بھی نظر آئی نا میں اس کے آدمی کو رنڈوا کر دو گا " حداد نے غراتے ہوئے کہا جبکہ

مقدس نے اپنی ہنسی حنان کے سینے سے لگے چھپائی تھی حنان نے حداد کی بات سنتے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

"اس کے ساتھ برا کوئی تیسرے گاؤں میں کرے گا لیکن نقصان اس نے میرا کرنا ہے " ثوبان نے دانت پیسے۔

"کیا کیا ہے تم نے اس کی بیوی کے ساتھ جو ایسے پھیرا رہا ہے " حنان نے مقدس سے پوچھا۔

"عترت کو معاف ہی نہیں کر رہے تھے آپ نے بھی تو جویریہ بھابھی کو معاف کر دیا نا تو عترت کی تو اتنی بڑی غلطی بھی نہیں تھی اس لیے میں نے

اسے بس تھوڑی سا دبنگ بنا دیا" مقدس نے معصومیت سے آنکھیں ٹپٹپا کر حنان کے سینے پر تھوڑی ٹکائے کہا حنان کھل کر مسکرا دیا۔

"اب بچ کر رہنا اس سے اکیلی نظر آئی نا تو تمہیں قتل کرنے سے پیچھے نہیں ہٹے گا پتا ہے نا اسے عترت کی معصومیت سے ہی محبت ہے نہیں پنگے لیا کرو اس سے " حنان نے مقدس کو سمجھایا جو اثبات میں سر ہلا گئی۔

"میری افق کیسی ہے آپ ؟ " یازان کار کے بونٹ سے اترتا افق کے قریب ہوا چہرے پر بلا کی مسکراہٹ تھی جبکہ افق بھی مسکرا دی۔

"میں بلکل ٹھیک ہو " افق نے مسکرا کر کہا۔

"ہائے وہ تو آپ کو دیکھ کر ہی لگ رہا ہے کاش آپ مجھے پہلے ملی ہوتی تو آج ہمارا ولیمہ ہو رہا ہوتا " یازان نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا جبکہ بادشاہ پر گرفت ڈھیلی ہوئی تھی جو فورا ثوبان کی سمت بھاگا ثوبان نے اسے اپنی باہوں میں بھرا تھا یازان کی بات پر جہاں افق کا چہرہ سرخ ہوا وہی یاسر ثوبان اور فراج نے اسے گھورا تھا تو حنان اور حداد نے نفی میں سر ہلایا۔

"بلی کے خواب میں چھیچھڑے " فراج نے کہا جہاں یازان نے منہ بنایا وہی افق کھلکھلا دی۔

فراج کہتا خاموشی سے پیلس کے اندر جانے لگا کہ جویریہ جو کب سے فراج کو ہی دیکھ رہی تھی اس کی سمت بڑھی کہ فراج اسے اگنور کرتا پیلس کا دروازہ عبور کر گیا حنان نے جویریہ کو دیکھا جس کے چہرے پر کچھ دیر پہلے سکون تھا وہی اب اس کا چہرا سپاٹ تھا۔

"چلیں سب اندر " مصطفی جو ایک کال سننے کے لیے کچھ فاصلے پر تھا کال ڈسکنیکٹ ہوتے ہی افق کو اپنی باہوں کے حلقے میں لیے بولا اور یازان کو گھورا جو اس کی بیوی کے قریب کھڑا تھا یازان نے آنکھیں گھمائی اور سب کے ساتھ خاموشی پیلس کے اندر قدم رکھا۔

____

"ویسے شفا آپی آپس کی بات ہے وہ آپ کا ناکارہ شوہر اس میں ہے ہی کیا آپ کو کوئی اور اچھا بھی مل سکتا تھا " یازان نے سیب کھاتے ہوئے شفا کو چھیڑا جو اپنے کمرے میں اپنا برائیڈل ڈریس سیٹ کر رہی تھی یازان کا کمرہ شفا کے کمرے کے قریب تھا وہ شفا کو دیکھتا وہاں ٹپکا تھا حنان نے شفا کے ساتھ

بھی سب کو اچھا برتاؤ کرنے کا کہا تھا جیسے اس کے لیے اس کی بہنیں تھی ویسے ہی شفا تھی اور یازان کو تو موقع چاہیے ہوتا ہے خوبصورت لڑکی سے فرانک ہونے کا تو بس ٹپک پڑا موقع دیکھ کر۔

"کتنی بری بات ہے آپ سے بڑے ہے وہ " شفا نے آنکھیں چھوٹی کیے یازان کو گھورا یازان منہ بنا گیا۔

"کوئی اچھا نہیں ہے نظر رکھے اپنے شوہر پر جو دو شادی کر سکتا ہے تیسری بھی کر سکتا ہے عشراق آپی تو اللہ میاں کی گائے ہے آپ ہی ہوش کے ناخن لے " یازان نے پتے کی بات بتائی شفا نے افسوس سے نفی میں سر ہلایا۔

"ویسے کیا قسمت پائی ہے آپ کے میاں نے ایسی شکل پر بھی دو دو اور ایک میں ہو ایک بھی نہیں ملی ابھی تک" یازان نے آہ بھرتے کاوچ پر دونوں پیر اوپر لیے کہا آنکھیں بند کی جیسے کتنا دکھی ہو اتنے میں یاسر شفا کے روم میں اس کی میڈیسن لیے داخل ہوا جو شفا کار میں بھول گئی تھی۔

"ویسے افق بہت پیاری ہے کاش میں ان تھری پیس والے مولاء جی سے پہلے اس سے ملا ہوتا تو آج وہ میری بیوی ہوتی " یازان کی آواز گونجی آنکھیں اب بھی بند تھی جبکہ یاسر جو لب واہ کرنے والا تھا کچھ بولنے کے لیے کہ یازان کی آواز اور بات پر گھوم کر آواز کی سمت دیکھا اور اس کی بات سنتے تو یاسر کے تن بدن میں آگ لگی تھی جبکہ شفا یاسر کا سرخ چہرہ دیکھتے پریشان ہوئی۔

"ویسے شفا آپی آپ بھی مجھے پہلے ملی ہوتی میں آپ سے بھی شادی کر لیتا "
یازان کو لگا شفا برا نا مان جائے اس لیے بولا جبکہ یاسر نے گردن گھما کر شفا کو دیکھا جس کی آنکھیں پھیلی تھی اور نفی میں سر ہلا گئی۔

"اسے شرم نہیں آتی آپی بول کر لائن مار رہا ہے یہ میری ملکہ کا بھائی کہی سے نہیں لگتا " یاسر بڑبڑایا تھا شفا نے سن کر معصومیت سے کندھے اچکائے۔

"ویسے شفا آپی ان داؤد'ز کی کوئی اور کنواری بہن نہیں اگر ہوتی نا تو میں اسے بھگا کر شادی کر لیتا " یازان شیطانی مسکراہٹ چہرے پر سجائے مزے سے بول رہا تھا کہ یاسر کی بس ہوئی اور شفا نے یاسر کی تنی رگوں کو دیکھتے افسوس سے یازان کو دیکھا پتا نہیں اب یاسر اس کے ساتھ کرنے کیا والا تھا۔

"تیری ساری حسرتیں نکالتا ہو میں سالے میری بہن کو بھگائے گا " یاسر نے یازان کے گریبان کو پکڑے کاوچ سے اوپر اٹھایا یازان نے آنکھیں ہڑبڑا کر کھولیں۔

"آپی بچاؤ آپی بچاؤ " یازان نے دہائی دی شفا میڈیسن بیڈ پر رکھتی یازان کی سمت آئی اتنے میں یاسر نے یازان کے منہ کا نقشہ بگاڑ دیا تھا ایک مکہ اس کے گال پر رسید کر کے یازان کراہ اٹھا۔

"یاسر چھوڑ دے پلیز " شفا یاسر کے پھولے ہوئے مسلز پر ہاتھ ٹکاتی معصومیت سے بولی جبکہ یاسر نے شفا کو گھورتے یازان کے دوسرے گال پر بھی مکہ رسید کیا یازان کا جبڑا ہل گئے۔

"تم اس کمینے کی سائیڈ مت لو میرے سامنے میری بہن کو بھگانے کی بات کر رہا تھا " یاسر غرایا۔

"غلط بیانی نا کرے آپ نے چھپ کر میری بات سنی ہے شرم نہیں آتی آپ کی ماما نے نہیں سیکھایا آپ کو کسی کے کمرے میں ناک کر کے آتے ہے " یازان نے الٹا یاسر کو شرم دلانے والی بات کی لیکن یہ الگ بات تھی یاسر کو شرم نہیں غصہ آیا۔

"کمینے میرے کمرے میں کھڑا ہو کر تو مجھے شرم دلا رہا ہے " یاسر اس سے پہلے ایک اور مکہ مارتا یازان کو شفا روہانسی ہو گئ اور دروازے کی سمت بھاگی کہ راہداری سے گزرتے ثوبان اور مصطفی کو دیکھ وہ فورا ان کی طرف آئ اور ہانپتے ہوئے بولی۔

"بھائی یاسر یازان کو مار رہے ہیں " شفا بولی تو مصطفی اور ثوبان اس کے کمرے کی سمت آئے جہاں یاسر یازان کو کاوچ پر پٹخ کر دھونے میں مصروف تھا۔

"کیا کر رہے ہو یاسر چھوڑو " ثوبان اور مصطفی یاسر کو یازان سے دور کرنے کی کوشش میں بولے۔

"بھائی آپ کو نہیں پتا یہ سالا بول کیا رہا تھا آپ بیچ میں نا آئے " یاسر غرایا۔

"ارے بتاؤ تو ہوا کیا ہے " مصطفی بھی بولا اور بامشکل یاسر کو وہ دونوں یازان سے دور کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔

" یہ ہماری بہن کو بھگانے کی بات کر رہا تھا " یاسر نے ثوبان سے کہا۔

"اس کا مطلب آپ لوگوں کی کوئی کنواری بہن بھی ہے تب ہی آپ مجھے اتنی سی بات پر مار رہے تھے " یازان نے اپنے شیطانی دماغ کا استعمال کرتے اخذ کیا اور اپنا چہرہ سہلاتے یاسر کو دیکھا جو پھر اس بات پر اس کی سمت بڑھتا کہ یازان کاوچ سے اٹھتا ایک دم دروازے کی سمت بھاگا تھا۔

"بھائی بھائی بچاؤ بچاؤ " یازان نے کمرے سے غائب ہوتے دہائی دی جبکہ اب یاسر کے ساتھ ثوبان بھی یازان کی سمت لپکا تھا اس کا حشر نشر بگاڑنے کے لیے تو مصطفی نے اپنا۔اتھا پیٹا تھا شفا بھی چھوٹے چھوٹے قدم لیتی باہر نکلی جبکہ یازان کی دہائی سنتے اس پیلس کے تیسرے فلور پر موجود حنان اور حداد جو ابھی اپنے اپنے کمروں میں جانے والے تھے یازان کو دیکھنے لگے جو ان کی سمت آرہا تھا۔

"کیا ہوا ؟ " یازان حداد کے پیچھے ہوتے ہانپنے لگا جب یاسر اور ثوبان سرخ چہرے کے ساتھ بھاگتے ہوئے وہاں رکے تھے حداد نے استفسار کیا۔

"بھائی یہ آپ لوگوں کے دونوں سالے مجھے اپنی بہن کا رشتہ دے رہے ہے میں نے منع کر دیا تو مجھ پر تشدد کر رہے ہیں " یازان نے کہا یاسر اور ثوبان نے جبڑے بھینچے تھے یہ سالا بہت بڑی فلم تھا۔

"اپنے اس گدھے ، الو کے پٹھے ، کمینے اور نالائق بھائی کو سمجھا دو اگر میں نے پھر اس کے منہ سے اپنی بہن کے بارے میں اول فول سنی تو اس کا قتل مجھ پر واجب ہو جائے گا میں اپنی ملکہ کی بھی پرواہ نہیں کرو گا " یاسر نے انگلی اٹھا کر حداد اور حنان کو تنبیہ کی یازان نے بگڑا ہوا منہ بنایا جبکہ حداد اور

حنان نے جہاں یاسر کو گھورا وہی گردن موڑ کر یازان کو اتنا تو انھیں پتا تھا ان کا بھائی کوئی شریف نہیں اور یازان نے ضرور قندیل کے لیے ہی کچھ کہا ہو گا ورنہ یاسر اور ثوبان اس طرح تو اسے نا پیٹتے یاسر یازان کو گھورتا اپنے کمرے کی سمت بڑھا تھا جبکہ ثوبان بھی یازان کو دانت پیس کر دیکھتا اپنے کمرے کی سمت بڑھ گیا تو حداد اور حنان نے یازان کو گدی سے پکڑ کر سامنے کیا۔

"اور کتنی بے عزتی کرواؤ گے ہماری ؟ کر دیا نا سالوں کے سامنے شرمندہ " حنان نے یازان کے سر پر چپت رسید کی تو حداد نے بھی نفی میں سر جھٹکا۔

"یار میں نے کیا کیا ہے۔۔انسان کو اتنا ہینڈسم ہونا ہی نہیں چاہیے کوئی آپ کی شرافت پر بھی یقین نا کرے" یازان نے اپنی گدی سہلاتے حنان اور حداد کی پشت دیکھتے ہانک لگائی وہ دونوں اپنے اپنے کمروں کی سمت بڑھ گئے تو شفا بھی

کندھے اچکاتے اپنے کمرے میں چلی گئی جبکہ مصطفی کو دوبارہ ڈاکٹر تبسم کی کال آئی وہ ٹیرس کی سمت بڑھ گیا۔

دوپہر کا کھانا سب اپنے اپنے کمروں میں کھا چکے تھے جبکہ ثاقب داؤد ، شاید کفیر ،اعظم کفیر ، شازم داؤد ، عالم کفیر اور جازم داؤد نے ساتھ مل کر کھایا تھا اور انتظامات بھی دیکھ رہے تھے اب آہستہ آہستہ مہمان آنا شروع ہوچکے تھے اور سب ہی اپنے اپنے کمروں میں تیار ہو رہے تھے پیلس میں عورتوں کو الگ بیٹھانے کا انتظام کیا گیا تھا تو مرد حضرات کو الگ اور اسی طرح میڈیا کو الگ پیلس بہت بڑا تھا میڈیا کا انتظام پیلس کے خوبصورت گارڈن میں کیا گیا تھا تو مرد حضرات کا پیلس کے بیٹھک خانوں اور اسی طرف کے وسیع وعریض لاونچ میں ، تو عورتوں کو پیلس کے اندرونی لاونچ میں بیٹھانے کا انتظام کیا گیا تھا

پیلس کو دلہن کی طرح ہر سو سجایا گیا تھا بڑوں کے ساتھ نوجوان مرد حضرات بھی بے حد مصروف تھے تھیم کے حساب سے تمام ولیمہ کے دلہوں نے بلیک ڈنر سوٹ پہنا تھا اور بہت ہی وجیہہ لگ رہے تھے ثوبان ، مصطفی ، حنان ، حداد اور یاسر اپنے اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کا استقبال کر رہے تھے جبکہ فراج اور یازان نے بلیک تھری پیس پہنا تھا جس میں ان کی پرسنیلٹی بھی ابھر کر عیاں ہو رہی تھی سب لوگ آپس میں خوش اخلاقی سے ملنے میں مصروف تھے دلہنوں کو تیار ہونے میں وقت درکار تھا فل برائیڈل لک میں دلہنیں بے تحاشہ خوبصورت لگ رہی تھی اور اس سے بڑھ کر ان کے چہرے پر اپنے شوہروں کی محبتوں کے رنگ تھے جس سے مزید ان کی خوبصورتی پر چار چاند لگے تھے دلہوں میں سے کسی نے بھی ابھی تک اپنی اپنی دلہن کو نہیں دیکھا تھا وجہ ان سب کی ایک روم میں تیار ہونا تھا مقدس لائیٹ پرپل میکسی میں ڈائمنڈ کی جیولری کے ساتھ سر پر سلیقے سے برائیڈل نیٹ کا ڈوپٹہ اوڑھے غضب ڈھا رہی تھی تو افق ہلکے نیلے رنگ کی میکسی میں ملبوس کوئی اپسرا لگ رہی تھی تو

عترت اپنے شوہر کی پسند کی گئی میکسی میں مسکراتی ہوئی بہت پیاری لگ رہی تھی ،جویریہ لائیٹ براؤن کلر کی میکسی میں ملبوس حسن کی شہزادی لگ رہی تھی تو شفا پنک کلر کی میکسی میں ملبوس گھبرائی گھبرائی سی حسن کا پیکر لگ رہی تھی عشراق پستہ رنگ کی میکسی میں ملبوس یاسر کی دھڑکنوں کو منتشر کرنے کی پوری تیاری کر چکی تھی عشراق نے پردے کے لیے اپنے ساتھ چادر رکھی تھی لیکن وہاں مرد حضرات کا آنا ناممکن تھا کیونکہ عورتوں کی سائیڈ پر یاسر کے حکم کی وجہ سے دلہوں کو بھی آنے کی اجازت نہیں تھی لیکن پھر بھی عشراق نے احتیاط کے طور پر سفید چادر ساتھ رکھی تھی ان سب دلہنوں نے ڈائمنڈ جیولری پہنی تھی یاسر بھی ثوبان حنان حداد اور مصطفی کے ساتھ اپنی دلہن کو دیکھنے کے لیے بے چین تھا لیکن وہ عشراق کے پردے پر بھی کوئی رسک نہیں لے سکتا تھا اس لیے خود پر ضبط کیے ہوئے تھا جنہ نے بلیک کلر کی فراک پہنی تھی تو قندیل نے نیوی بلیو کلر کی اپنی آنکھوں کے ہم رنگ فراک پہنی تھی وہ دونوں ہی بے تحاشہ خوبصورت لگ رہی تھی فاطمہ بیگم جنہ کو اپنی

سہیلی سے ملوا رہی تھی جبکہ قندیل اور یازان کا تو چھوڑو ابھی تک قندیل اور بادشاہ کا بھی آمنا سامنا نہیں ہوا تھا دنیا واقعی بہت گول مگر ایک دوسرے کی پہنچ سے دور ہے ایک پیلس میں ہوتے ہوئے بھی ان کا سامنا ابھی تک نا ہوا تھا ہو بھی جاتا اگر بادشاہ صاحب دوپہر سے اپنی نیند پوری نا کر رہے ہوتے یازان کے روم میں۔

تمام مہمان اچکے تھے مشروبات کے ساتھ لطف اندوز ہوتے باتوں میں مشغول تھے جب عمران نے یاسر کو مطلع کیا کہ میڈیا آچکی ہے تو یاسر سب کو گارڈن ایریا میں آنے کی دعوت دیتا خود میڈیا سے مخاطب ہونے کے لیے اس سمت بڑھا تھا ڈھلتی شام کی چمکتی کرنوں میں یاسر اسٹیج کی سمت بڑھ رہا تھا میڈیا ادب میں کھڑی ہوتی یاسر کے سلام کرنے اور اشارے پر اپنی اپنی نشست سنبھال چکی تھی۔

" بسمہ اللہ الرحمن الرحیم! اسلام وعلیکم!" یاسر نے مائک میں تسمیہ پڑھی اور ایک دفعہ پھر سلام کیا شاہد کفیر ، ثاقب داؤد ، شازم داؤد ، فراج ، یازان ،

ثوبان ،جازم داؤد ، اعظم کفیر ، عالم کفیر ، مصطفی ، حداد ، حنان بھی اپنی اپنی نشست سنبھالے یاسر کو دیکھ رہے تھے جو پوری سنجیدگی سے میڈیا سے مخاطب تھا۔

"پہلے آپ سب کا بہت شکریہ جو میرے بلانے پر یہاں حاضر ہوئے آج میرے ولیمے کے ساتھ ساتھ کشمیر کے نئے وزیراعظم کے انتخاب کا دن ہے آپ سب لوگ جانتے ہیں۔۔مجھے پارلیمنٹ کے ارکان کی طرف سے بھی یہ پیغام پہنچایا گیا کہ آپ دوبارہ وزیراعظم کے عہدے کو سنبھال لے لیکن میں کچھ دنوں میں اپنی ذاتی وجوہات کی وجہ سے لندن چلا جاؤ گا اس لیے یہ فریضہ انجام دینا میرے لیے ممکن نہیں میں کشمیر کی عوام اور پارلیمنٹ کا شکر گزار ہو اتنی محبت اور عزت سے نوازنے کے لیے میں آپ سب سے دعا کی درخواست کرتا ہوں دعا کیجیے گا جس کام کے لیے میں لندن جا رہا ہو اللہ اس کام میں آسانیاں پیدا کر دے آپ سب کی دعاؤں کا طلب گار ہو مجھے اور میرے خاندان کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیے۔۔بات کرتے ہے اس مدعی کی جس کے

لیے آپ سب کو یہاں بلایا گیا ہے مجھے صدر حکومت پاکستان نے یہ اختیار دیا ہے کہ میں کشمیر کے نئے وزیراعظم کا انتخاب کر سکو تو میں اس شخص کا انتخاب کرنا چاہتا ہو جو سچ کا نہیں حق کا ساتھ دیتا ہے جو میرے دل کے بہت قریب ہے جو مجھے لگتا ہے میرے کشمیر کو مجھ سے زیادہ ترقی کی راہوں پر گامزن کرے گا انشاء اللہ" یاسر نے کہا جہاں کفیر'ز اور داؤد'ز سمیت سب ہی یاسر کو مسکراتی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے وہی شاہ میر پیلس کو دیکھتے کسی کی آنکھوں میں خون اترا تھا یاسر کے مائک کی آواز پیلس میں بھی گونج رہی تھی جب سے یاسر میڈیا سے مخاطب ہوا تھا خواتین بھی یاسر کو خاموشی سے سن رہی تھی عشراق مسکرا رہی تھی اسے یاسر پر فخر تھا شفا بھی عشراق کو محوت سے دیکھ رہی تھی۔

"وہ نام جو میں کشمیر کے وزیراعظم کے عہدے کے لیے منتخب کرتا ہو وہ ہے ۔۔" یاسر بول رہا تھا اس کی آواز پورے پیلس میں گونج رہی تھی نیوی بلیو

ڈریس پینٹ اور وائٹ شرٹ پر نیوی بلیو کوٹ پہنے وہ شخص گارڈن ایریا میں یاسر کی سمت بڑھ رہا تھا سیاہ آنکھیں چمک رہی تھی۔

"زمان شاہ میر۔۔جسے آپ سب whistle poison کے نام سے جانتے ہیں لندن کا مشہور و معروف میوزیشن اور کشمیر کے اس خوبصورت شاہ میر پیلس کا مالک " یاسر کے الفاظ ثاقب داؤد اور شاہد کفیر کو چونکنے پر مجبور کر گئے اعظم ، عالم کفیر ، شازم اور جازم صاحب بھی بری طرح چونکے تھے جبکہ آخری بات پر مصطفی کے چہرے پر نا سمجھی ابھری وہ تھا شاہ میر پیلس کا اصل وارث تو یہ زمان شاہ میر کون تھا جسے یاسر نے شاہ میر پیلس کا اونر مخاطب کیا وہ لوگ ہکا بکا یاسر کو دیکھ رہے تھے جب اسٹیج پر زمان شاہ میر نے قدم رکھا پینتالیس سالہ زمان شاہ میر وجاہت کا اعلیٰ شہکار تھا وہ اس عمر میں بھی پنتیس سے زیادہ کا نہیں لگتا تھا کئی فی میل میڈیا اینکر جن کی نظر مصطفی ، کفیر'ز اور داؤد'ز کے نوجوان مردوں سے نہیں ہٹ رہی تھی وہی اب زمان شاہ میر پر ٹھہر چکی تھی وہ تھا ہی اتنا خوبصورت ، قاتلانہ شخصیت کا مالک۔

یاسر زمان شاہ میر کے بغلگیر ہوا پھر زمان شاہ میر نے یاسر کی جگہ مائک سنبھالا اور اپنی خوبصورت آواز میں سلام کیا یہاں زمان شاہ میر کی آواز کفیر'ز اور داؤد'ز کے بڑوں کے کانوں میں سور کی طرح پھونکی گئی تھی وہی سب خواتین کے بیچ میں بیٹھی آواز سنتی عشراق کا چہرہ یک دم زرد ہوا۔

میڈیا زمان شاہ میر کے حلف اٹھانے کے بعد کھانے کے لیے دوسری سمت چلی گئی تو تمام بڑے بھی بنا کچھ کہے پیلس کی سمت بڑھ گئے تو نوجوان بھی دوستوں احبابوں میں مصروف ہوگئے یاسر بھی زمان شاہ میر کے ساتھ مصروف تھا ایسے جیسے وہ برسوں سے اسے جانتا ہو خواتین کو بھی کھانا کھلانے کا انتظام کیا گیا تھا تو مرد حضرات بھی بڑی دعوت سے لطف اندوز ہو رہے تھے لیکن فراج اور یازان نے محسوس کیا ان کے بڑوں میں تناؤ پیدا ہو گیا تھا جب سے زمان شاہ میر نے یہاں قدم رکھا تھا خیر جیسے تیسے کر کے یہ تقریب خوش اسلوبی سے ختم ہوئی جنہ کو دیکھتے ہی فاطمہ بیگم کی سہیلی اپنے بیٹے کے لیے پسند کر گئی تھی

جس کے بارے میں جنہ کو علم نہیں تھا مگر فراج کو ہو چکا تھا وہ ضبط کیے پہلے بڑوں کے مسئلے سے نپٹنا چاہتا تھا اور پھر جنہ کے پرزے ٹائٹ کرنے کا ارادہ رکھتا تھا تمام مہمانوں کو الوداع کر دیا گیا تھا ثاقب داؤد ، شاید کفیر ،اعظم کفیر ، شازم داؤد ، عالم کفیر اور جازم داؤد لاوئج میں تنے نقوش کے ساتھ بیٹھے تھے ثوبان مصطفی حنان حداد فراج اور یازان بھی وہی تھے خواتین لاوئج کی دوسری سمت موجود تھی یاسر نے لاوئج میں قدم رکھتے صوفے پر براجمان ہوا۔

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی یاسر " ثاقب داؤد دھاڑے تھے خواتین بھی اس سمت متوجہ ہوئیں ثاقب داؤد نے کسی کی بھی پرواہ نا کی انھیں معلوم تھا یہ چار گھنٹے انھوں نے کیسے ضبط سے گزارے تھے۔

"کیا ہوا داجی میں نے کیا کیا ؟" یاسر نے سنجیدگی سے کہا۔

"تم زمان شاہ میر کو جانتے تھے اور کس سے پوچھ کر تم نے اسے وزیراعظم بنایا " ثاقب داؤد کی بھاری آواز شاہ میر پیلس کے وسیع و عرض لاوئج میں گونجی تھی۔

"مجھے میرے ملک کے لیے اپنے صوبے کے لیے بہترین فیصلہ کرنا تھا میں نے زمان شاہ میر کو چنا اور یہ فیصلہ میں اپنے گھر والوں سے پوچھ کر کیوں لو گا بھلا یہ میرا اختیار تھا" یاسر کے چہرے پر بلا کی سنجیدگی تھی۔

"تم اسے کب سے جانتے ہو ؟" اس دفعہ سوال شازم داؤد نے کیا تھا۔

"پندرہ سالوں سے جب میں لندن گیا تھا تب مجھے زمان شاہ میر ملا تھا جب میرے پاس کوئی نہیں تھا تب صرف زمان تھا " یاسر نے جواب دیا تمام بڑوں کے پیروں سے جیسے یک دم زمین نکلی تھی۔

"تمہیں پتا ہے یہ ہے کون کیا تم زمان شاہ میر کو جانتے ہو ؟ کیا تمہیں پتا ہے اس کا شاہ میر پیلس سے۔۔"ابھی جازم داؤد اپنی بات مکمل کرتے کہ یاسر نے بات کاٹی۔

"یہی کہ وہ شاہ میر پیلس کا اصل وارث ہے فرقان شاہ میر کا پہلا پوتا حارث شاہ میر کا بیٹا اور مصطفیٰ شاہ میر کا تایا زاد بھائی " یاسر نے گویا دھماکا کیا تھا۔

"وہ سب تو ٹھیک ہے مجھے یہ بتائے منہاج کفیر کون ہے ؟ " یاسر نے اب شاہد کفیر کو دیکھتے سوال کیا تھا۔

"غلط سوال یاسر شازم داؤد انجشہ شاہ میر کون ہے " حنان نے شاہد کفیر کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے استفسار کیا جویریہ کا وجود زلزلوں کی زد میں آیا تھا سب بڑوں کے چہرے پر پسینہ در آیا برسوں پرانے راز کھل رہے تھے جب دفن شدہ کرداروں کے نام اجاگر ہو جائے تو راز کھلنے لگتے ہے۔

****

"بڑی دیر کر دی ہم نے آتے آتے تم تو اپنی موت کی منتظر تھی ملکہ میرا انتظار کر رہی تھی " پیلس کی چھت پر ایک ساحرانہ آواز گونجی تھی کرسی پر بیٹھی لڑکی کی آنکھوں میں حیرت ابھری تھی اس نے سفید چادر سے اپنا وجود ڈھانپا ہوا تھا وہ پلٹنا چاہتی تھی مگر مقابل کی آواز میں اتنی سختی اور خوف تھا کہ وہ پلٹ کر دیکھ ہی نا پائی تھی مقابل عشراق کی تلاش میں وہاں آیا تھا۔

"میں تمہیں بلکل مارنا نہیں چاہتا لیکن کیا کرو تم میری آواز سن چکی تھی مجھے تمہیں مارنا ہی تھا ملکہ اور تمہیں پتا ہے تمہیں مار کر میں اپنے پہلے قتل کی یاد تازہ کرو گا " وہ شخص سخت آواز میں بولا تھا اس لڑکی کے وجود میں سنسناہٹ ہوئی تھی ہاتھوں کی گرفت چادر پر مضبوط ہوئی تھی پیلس کی چھت اندھیرے میں ڈوبی تھی صرف ڈیکوریشن کے لیے لگی مدھم لائیٹس کی روشنی جگمگا رہی تھی ایک لڑکی کرسی پر ریکنگ سے ہلتے درختوں کو دیکھ رہی تھی اور ایک لمبا چوڑا شخص اس کے پیچھے تھا اس کی آنکھیں سیاہ تھی۔

"کون۔۔ہو۔۔تم ؟" لڑکی کی کپکپاتی آواز گونجی۔

"تمہاری موت ملکہ " وہ شخص قہقہہ لگا کر بولا تھا اس لڑکی کی آنکھوں میں ایک دم تاثر ابھرا وہ بھی اس شخص کی آواز کو پہچانتی تھی۔

"میں۔۔ تمہیں۔۔ نہیں۔۔ جانتی " لڑکی نے کہا۔

"ہاں تم مجھے نہیں جانتی لیکن تم میری آواز پہچانتی ہو تم نے میری آواز سنی ہے اور یہ میرے لیے خطرہ ہے کیا تھا اگر تم عدنان حمدانی کے دئے اس

انجیکشن کے زیر اثر غنودگی میں چلی جاتی جب میں اس سے ملا تھا۔۔چہ چہ مگر تمہیں تو مرنا تھا میرے ہاتھوں سے میں قتل نہیں کرنا چاہتا مگر تم تمہاری قوت سماعت نے مجھے مجبور کر دیا ہے پہلے مجھے یہ امید تھی تم مر جاؤ گی لیکن پھر تمہیں تمہارے بادشاہ نے بچا لیا لیکن اب تمہیں مرنا ہے کیونکہ مجھے اس کہانی کو اپنے طے کیے انجام تک پہنچانا ہے اور اگر تم نے میری شناخت کر لی تو میرا راز کھل جائے گا اور میں ایسا بلکل نہیں چاہتا بیس سال کا انتظار رائے گاہ نہیں جائے گا " وہ شخص جیسے افسوس سے بولا تھا اور کرسی کے سروں کو تھام گیا اس کی گرم سانسیں اس لڑکی کو اپنی چادر پر برستی محسوس ہو رہی تھی۔

****

"یہ کون ہے ؟" یاسر سمیت سب حیران ہوئے تھے سوائے بڑوں کے۔

"کیوں تمہیں زمان شاہ میر نے یہ نہیں بتایا کہ وہ لندن جس کا قتل کر کے بھاگا تھا وہ اس کی منگیتر تھی انجشہ شاہ میر " لاونج میں ایک آواز گونجی سب نے لاونج کے دروازے کی سمت دیکھا جہاں وائٹ ڈریس تھری پیس سوٹ میں

منہاج کفیر اپنے دونوں ہاتھوں کو جیبوں میں اڑسائے کھڑا تھا سیاہ آنکھوں میں سرد مہری لیے ،ثاقب داؤد ، شاید کفیر ،اعظم کفیر ، شازم داؤد ، عالم کفیر اور جازم داؤد اسے دیکھتے کھڑے ہوئے تھے ثوبیہ بیگم روقیہ بیگم ، فاطمہ بیگم تو پہلے ہی پریشان سی کھڑی تھی زمان شاہ میر کی وجہ سے اور اب منہاج کفیر کو دیکھ انھیں غش آنے کو تھا۔

"کوئی ہمیں بھی بتائے گا یہاں چل کیا رہا ہے ؟" ثوبان نے یاسر اور حنان کو دیکھتے اس انجام شخص کو دیکھتے استفسار کیا۔

"شاہد کفیر کے ایک اور بھائی تھے جن کا ایک بیٹا تھا وقاص کفیر میں ان کی اولاد ہو منہاج کفیر ، میں حنان کفیر ، حداد کفیر اور یازان کفیر کا فرسٹ کزن ہو " منہاج کفیر نے مسکراتے اپنا تعارف دیا شاید کفیر نے آگے بڑھتے اسے اپنے سینے سے لگایا۔

"اسلام وعلیکم داجی " منہاج کفیر نے سلام کیا داجی نے جواب دیا ایک ایک کر کے اعظم صاحب عالم صاحب سمیت شازم صاحب اور جازم صاحب بھی منہاج سے ملے تھے۔

"زمان شاہ میر کا نام میں نے پہلے نہیں سنا نا کبھی اسے دیکھا تو وہ اچانک سے پیلس کا مالک کیسے اور پھر انجشہ شاہ میر کون ہے " مصطفی نے سوال کیا۔

"وہ تمہارے دادا جان فرقان شاہ میر کے پہلے بیٹے حارث شاہ میر کی اکلوتی اولاد ہے جس کا نام زمان شاہ میر ہے اور انجشہ شاہ میر تمہارے دادا کے دوسرے بیٹے فرحان کی اولاد میں سے تھی" شاہد کفیر نے مصطفی کو دیکھتے کہا۔

" تھی ؟" مصطفی نے استفسار کیا۔

"ہاں کیوں کہ انجشہ شاہ میر بیس سال پہلے مر چکی ہے " حنان نے منہاج کفیر کو دیکھتے کہا جویریہ کی آنکھوں سے آنسو بے مول ہوئے تھے۔

"قتل کر دی گئی تھی " منہاج کفیر نے تصیح کی حنان خاموش رہا۔

"آپ سب لوگوں نے پھر یہ بات ہم سے کیوں چھپائی اور ہمیں کیوں یاد نہیں بیس سال پہلے مجھے یاد ہونا چاہیے سب میں نو سال کا تھا میرا حافظہ اتنا کمزور نہیں" مصطفی نے سر ہاتھوں میں گرایا تھا اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔

"ہم نے تم بچوں کی بیشتر یادیں مٹا دی تھی اس لیے کہ یہ ماضی کا بہت دردناک پہلو تھا جسے ہم میں سے کوئی یاد نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن تم لوگ اکثر اوقات یہ باتیں یاد کیا کرتے تھے" ثاقب داؤد نے کہتے لب بھینچے۔

"فرقان شاہ میر کی تین اولادیں تھی حارث فرحان اور تمہارے والد۔۔ یہ پیلس حارث نے بنوایا تھا اپنی محنت سے اس نے اپنے باپ کے چھوٹے سے بزنس کو شاہ میر امپائر میں تبدیل کر دیا تھا وہ دنیا کا بہت بڑا بزنس ٹائیکون تھا مگر اولاد اتنی ہی عیاش زمان شاہ میر کوئی ایسا حربہ نہیں تھا جو زمان شاہ میر نے آزما کر حارث کو تنگ نا کیا ہو اس کی والدہ اور حارث کی بیوی کا انتقال زمان کے بچپن میں ہو گیا تھا اور فرحان نے ایک انگریز لڑکی سے شادی کر لی تھی لندن میں اس کی اولاد انجشہ شاہ میر تھی اور پھر تمہارے والد جن کی

شادی میری بیٹی سے ہوئی ان کی دو اولادیں مصطفی شاہ میر اور عترت شاہ میر تمہارے والد چھوٹے تھے ان کی شادی لیٹ ہوئی تو تم دونوں میں اور زمان اور انجشہ میں کزنز ہوتے ہوئے بھی کئی سالوں کا فرق تھا تم آٹھ سال کے تھے اور عترت بہت چھوٹی جب انجشہ اپنے والد کے ساتھ پاکستان آئی تھی فرحان ہمیشہ کے لیے لندن چھوڑ کر پاکستان آیا تھا ایک سال رہنے کے بعد فرحان اور حارث نے انجشہ کی شادی زمان سے طے کی تھی منگی بھی کر دی گئی لیکن شادی سے دو دن پہلے زمان نے انجشہ کو پیلس کی چھت سے دھکہ دے دیا تھا بیٹی کی موت کی خبر سن کر فرحان کی بھی ڈیتھ ہو گئی حارث نے زمان کو بے دخل کر دیا تھا کیونکہ تمہارے والد باضد تھے کہ زمان نے انجشہ کا قتل نہیں کیا اس لیے تمہارے والد نے زمان کو یہاں سے دور بھیج دیا اور حارث کو بھی پولیس کے پاس نا جانے دیا دو ماہ بعد حارث بھی ہارٹ اٹیک سے مر گیا اور کچھ دنوں بعد تمہارے والدین کی بھی ایکسٹینڈ میں موت ہو گئی تھی

تو ہم نے اس پیلس کو بند کر دیا اور تم دونوں کو اپنے ساتھ داؤد حویلی لے گئے " ثاقب داؤد نے سرد سانس کھینچتے کہا۔

"فرحان شاہ میر لندن سے پاکستان کیوں آئے تھے " حنان نے سوال کیا یا کوڑا مارا منہاج نے اسے بہت غور سے دیکھا تھا۔

"کیا مطلب کیوں آئے اسے آنا تھا آگیا اتنے سالوں میں اس کا دل نہیں کیا جب دل کیا تو آگیا " شاہد کفیر نے ناگواری سے کہا حنان مسکرا دیا۔

"جو شخص اتنے سالوں سے پاکستان نا آیا وہ اچانک کیسے آگیا " حداد نے بھی استفسار کیا۔

"تم لوگ کہنا کیا چاہتے ہو ؟" اعظم صاحب نے سختی سے پوچھا۔

"فرحان شاہ میر کی ایک نہیں دو اولادیں تھی ایک انجشہ شاہ میر اور دوسری ۔۔" حنان نے کہا سب کے چہروں پر سایہ لہرایا تھا جبکہ حنان نے جویریہ کی سمت قدم بڑھائے تھے۔

"جویریہ فرحان شاہ میر " حنان اس سچائی سے واقف تھا جویریہ ، شازم داؤد کی نہیں فرحان شاہ میر کی بیٹی تھی۔

"کیا ؟" یاسر اور فراج اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے شازم صاحب نے حنان کی پشت کو دیکھا جبکہ جویریہ نے آگ سی تپش لیے سب کو دیکھا ہاں وہ جویریہ شازم داؤد نہیں تھی وہ انجشہ شاہ میر کی سوتیلی بہن تھی وہ بہن جس کے لیے انجشہ شاہ میر لندن چھوڑ کر پاکستان آئی تھی جس کے لیے اس نے انجشہ شاہ میر نے ڈائری میں لکھا تھا کہ "وہ بلکل میری طرح ہے ایسا میرے بابا کہتے ہیں لیکن ہم میں ایک بات مختلف ہے یہ بھی میرے بابا کہتے ہیں میری آنکھیں شہد رنگ کی ہیں اور اس کی سورج جیسی کہنے کو تو یہ دو رنگ ہم رنگ ہیں میں نے بھی بابا سے کہا مگر انھوں نے کہا ان میں ایک بہت بڑا فرق ہے میری آنکھوں میں میٹھاس ہے لیکن اس کی آنکھوں میں دل جلا دینے والی طاقت ہے" ہاں وہ آنکھیں جویریہ کی تھی وہ آنکھیں جن میں سورج کی تپش تھی سب بڑوں نے حنان کو دیکھتے لب بھینچے تھے منہاج کفیر مسکرا دیا۔

"جویریہ فرحان چاچو اور ذکیہ چاچی کی اولاد ہے ذکیہ چاچی روقیہ انٹی کی بڑی بہن تھی ذکیہ چاچی کی وفات کے بعد جویریہ کو میں نے اور دادا دادی نے پالا تھا لیکن ان کی وفات کے بعد اسے ایک بیماری لاحق ہوئی تھی جس کے علاج کے لیے فرحان چاچو پاکستان لوٹے تھے انجشہ کے ساتھ لیکن پھر وہ سب کچھ ہوا تو روقیہ آنٹی اور شازم انکل نے جویریہ فرحان شاہ میر کا وجود مٹا کر جویریہ شازم داؤد کو وجود میں لایا تھا کیونکہ یاسر اور جویریہ کی تاریخ پیدائش سیم تھی اور یاسر جویریہ کا رضائی بھائی بھی تھا " زمان شاہ میر کی آواز گونجی سب نے زمان کو دیکھا یاسر بے یقین تھا زمان سے پندرہ سال کی دوستی میں بھی زمان نے یہ بات یاسر کو نہیں بتائی تھی جبکہ روقیہ بیگم اپنی بڑی بہن کو یاد کرتی رو پڑی تھی وہ ایک محبت میں بٹے شخص کی بیوی بنی تھی اور یہ غم ان کی بہن کو نگل گیا تھا۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو ؟" ثاقب داؤد بھڑکے تھے۔

"صاحب جی کوئی لڑکی سفید چادر میں چھت سے گری ہے بہت خون بہہ رہا ہے " سب لوگ جو زمان کو یہاں دیکھ بھڑکے تھے وہی ہانپتے ہوئے ملازم کی بات سنتے سب کی پیشانی پر شکنیں پڑی تھی۔

"سفید چادر وہ تو عشراق کے پاس تھی" جنہ کی گھٹی گھٹی چیخ گونجی یاسر کو اپنا سر پھٹتا محسوس ہوا حنان اور زمان شاہ میر سمیت سب باہر کی سمت بھاگے تھے خواتین میں عشراق کہی موجود نہیں تھی وہ کچھ دیر پہلے ہی گھٹن کی وجہ سے ملازمہ کے ساتھ اوپر گئی تھی۔

****

سب لوگ ابھی باہر آئے تھے جب پیلس کے باہر سرخ سولنگ زدہ سڑک پر ایک جگہ سفید چادر میں لپٹا وجود پڑا تھا اوندھے منہ ، سر سے اور پیٹ سے خون رس رہا تھا سب شاک کی کیفیت میں اسے دیکھ رہے تھے حنان اور یازان میں اتنی ہمت نا تھی کہ وہ عشراق کا چہرہ مردہ حالت میں دیکھ سکے جنہ نے

دل خیز چیخ ماری تھی افق نے دونوں ہاتھ منہ پر رکھے تھے جویریہ پتھرائی کیفیت میں کھڑی تھی عترت نے حداد کا سہارا لیا تھا قندیل وہاں موجود نہیں تھی اسے فنکشن ختم ہوتے ہی واپس داؤد حویلی بھیج دیا گیا تھا وجہ اس کا کل یونیورسٹی میں ٹیسٹ تھا یاسر ان سب کو دور ہٹاتا اس وجود کے پاس گیا ہاتھ کپکپا رہے تھے منہاج کفیر اور زمان شاہ میر بھی وہی موجود تھے۔

"یہ سب ہوا کیسے ؟" ثاقب داؤد نے ادھیڑ عمر پیلس کے ملازم سے پوچھا تھا۔

"داجی پتا نہیں ہم تو اپنا کام کر رہے تھے اتنے میں دیکھا کہ اوپر سے کوئی گرا ہے "ملازم نے حیرانگی سے جواب دیا باقی تمام ملازم دور دور اپنی جگہوں پر سر جھکائے کھڑے تھے یاسر نے کپکپاتے ہاتھوں سے وجود کو پلٹنے کی کوشش کر رہا تھا ہاتھ جیسے فالج زدہ ہوئے تھے اس وجود کا چہرہ خون سے نہایا ہوا تھا سب کی

آنکھیں سفید چمچماتی روشنیوں میں نہائے پیلس میں کھڑے اس منظر کو دیکھ رہی تھی کہ مقدس عشراق کی ویل چیئر لیے وہاں داخل ہوئی۔

"بھائی کیا ہوا " مقدس کی آواز گونجی تو سب نے پلٹ کر مقدس کو دیکھا جو عشراق کی ویل چیئر تھامے کھڑی تھی زمان شاہ میر کی آنکھوں میں حیرت ابھری یاسر اب بھی اس وجود کو دیکھ رہا تھا۔

"عشراق تم ٹھیک ہو " حنان عشراق کا چہرہ تھامے گویا ہوا یاسر نے بھی کرنٹ کھا کر حنان کی سمت دیکھا عشراق کی نظریں یاسر سے ملی یاسر اپنی جگہ سے کھڑا ہوتا عشراق کی سمت بڑھا حنان نے پلٹ کر اس وجود کو دیکھا۔

"ملکہ تم ٹھیک ہو ؟ " یاسر عشراق کی پیشانی پر بوسہ دیتا بولا عشراق نے حیرانگی سے سر اثبات میں ہلایا اسے سمجھ نہیں آرہا تھا سب یہاں کیوں کھڑے تھے۔

"تم یہاں ہو تو پھر یہ کون ہے ؟" ثوبان نے حیرت سے کہا۔

"کون ؟" عشراق نے یاسر سے پوچھا یاسر عشراق کے سامنے سے ہٹا اور عشراق کی نظر اپنی چادر پر گئی عشراق کا دل دھک سے رہ گیا۔

"شفا۔۔شفا۔۔میری۔۔چادر۔۔لے۔۔کر۔۔چھت۔۔پر۔۔گئی۔۔تھی " عشراق کی آواز یاسر کے کانوں سے ٹکرائی یاسر کے پیروں سے جیسے زمین کھسکی تھی شفا ؟ اس کا بچہ ؟ یاسر فورا آگے ہوا اور وجود کو پلٹا اس امید سے کہ جیسے وہ

وجود عشراق کا نہیں تھا ویسے ہی شفا کا نا ہو شفا ٹھیک ہو اس کا بچہ ٹھیک ہو۔۔ لیکن قسمت اس بار یاسر پر مہربان نا تھی وہ شفا ہی تھی یاسر نے جھکتے اس کا چہرہ تھپتھپایا وہ بے حس وحرکت پڑی تھی لیکن یاسر کو محسوس ہوا اس کا وجود کانپ رہا ہے اس میں سانسیں بچی ہیں شفا کے جہاں سر سے خون بہہ رہا تھا وہی یاسر اور شفا کی امیدیں ان کی پہلی اولاد بھی شفا کے وجود سے ضائع ہو رہی تھی شفا کا پورا وجود خون میں لت پت تھا یاسر نے جھکتے شفا کو باہوں میں بھرا حنان اپنی لینڈ کروزر کی سمت بھاگا سب لوگ اپنی اپنی جگہ حیران و پریشان کھڑے تھے زمان شاہ میر نے اوپر کی سمت دیکھا منہاج کفیر شفا کے خون کو دیکھ رہا تھا یہ وہی جگہ تھی جہاں بیس سال پہلے انجشہ شاہ میر کو گرایا گیا تھا اور یہ وہی جگہ تھی جہاں انجشہ شاہ میر کا خون پڑا تھا تاریخ خود کو دہرا رہی تھی یا پرانی دفن شدہ تاریخ کو اجاگر کرنا چاہتی تھی انجشہ شاہ میر کی موت نے ایک راز دفن کیا تھا شفا کی موت پر بھی کوئی راز دفن ہونا تھا یا شفا کی بچی ہوئی سانسیں کسی راز کو اجاگر کرنے والی تھی ؟

یاسر حنان ثوبان مصطفی یازان ، اعظم صاحب شازم داؤد اور ثاقب داؤد ہاسپٹل کی رہداری میں کھڑے تھے یاسر نے کوٹ اتارا دیا تھا شرٹ اور ہاتھ اب بھی خون سے رنگے تھے بال ماتھے پر بکھرے تھے تین گھنٹے ہو چکے تھے ڈاکٹرز کچھ نہیں بتا رہے تھے یاسر تین گھنٹوں سے ایمرجنسی وارڈ کے باہر کھڑا تھا وہ ایک پل کے لیے بھی نہیں بیٹھا تھا اتنے میں ڈاکٹر باہر آئی یاسر ڈاکٹر کی سمت لپکا ان کے ساتھ ایک میل ڈاکٹر بھی تھے۔

"پیشنٹ کی حالت کافی ناساز ہے ہم آپ لوگوں کو کسی بھی جھوٹی امید میں نہیں رکھے گے ان کی جو حالت ہے وہ کسی وقت بھی دم توڑ سکتی ہے ان کا

خون بہت ضائع ہو چکا ہے اتنی اونچائی سے گرنے کے بعد شاید وہ بچ بھی جاتی لیکن ایک سر کے بل گرنے اور پھر حمل کے ضائع ہونے کی وجہ سے خون کافی بہہ چکا ہے آپ لوگ خود کو ہر خبر کے لیے تیار رکھے " ڈاکٹر نے پرفیشنل انداز میں کہتے آگے قدم بڑھائے تھے جبکہ سب وہاں یاسر کو دیکھنے لگے شفا پریگنینٹ تھی سب کو آج خبر ہوئی اور سب ہی سمجھ گئے یہ بچہ نکاح سے پہلے کا ہو گا کیونکہ یاسر اور شفا کے نکاح کو کچھ دن ہی تو ہوئے تھے سب خاموش رہے جو وجود رہا ہی نہیں اس کے بابت بات کیا کرنی ، یاسر کو بھی تو کل رات کو ہی خبر ملی تھی آج صبح اس نے اس بچے کے لیے اللہ سے گڑگڑا کر دعائیں مانگی تھی اور اب اس بچے کا نام و نشان بھی نا تھا یاسر پیچھے ہوتا دیوار سے ٹکرایا تھا کندھے جھکے تھے اس نے تو اللہ سے اولاد کی آزمائش میں نا ڈالے کی دعا کی تھی اللہ نے اس سے اولاد ہی چھین لی وہ رحمت چاہتا تھا اللہ نے اپنی رحمت کا سایہ اس سے پل میں چھین لیا اور شفا اس کا کیا قصور تھا۔

"کون ہے جو شفا کو مارنا چاہتا ہے؟" حنان نے کہا آنکھیں اس کی بھی سرخ تھی شفا کو بہن مانا تھا جبکہ حنان کی بات پر سب چونکے تھے۔

"کیا پتا اس کا پیر پھسلا ہو " ثوبان نے کہا۔

"وہاں ریلنگ تھی پیر پھسل ہی نہیں سکتا برسوں پہلے ایسے ہی انجشہ کو دھکا دیا گیا تھا " منہاج کفیر نے وہاں قدم رکھا تھا منہاج کفیر کی بات پر ثاقب داؤد نے لب بھینچے تھے۔

"شفا کے ہاتھ میں یہ whistle تھی" حنان نے ہاتھ میں پکڑی چھوٹی سے whistle سب کے سامنے کی یاسر نے نگاہیں اٹھائے اس سمت دیکھا اس کی

نگاہیں ٹھہر گئی شفا کے ہاتھ سے یہ whistle حنان کی لینڈ کروزر میں گری تھی جب یاسر یازان اور حنان اسے ہاسپٹل لائے تھے۔

"یہ۔۔یہ زمان شاہ میر کی ہے میں نے ائیرپورٹ پر زمان شاہ میر کے ہاتھ میں ایسی ہی whistle دیکھی تھی" یازان بولا تھا ثاقب داؤد حیران ہوئے۔

"ائیر پورٹ پر ؟" ثاقب داؤد نے پوچھا یازان نے اثبات میں سر ہلایا اور افق کو ڈھونڈنے کے لیے ائیرپورٹ پر ہوئی زمان شاہ میر سے پہلی ملاقات سب کو سنائی۔

"اس کا مطلب زمان شاہ میر ہی عشراق افق اور جویریہ کی کیڈنیپنگ میں ملوس تھا ، عدنان حمدانی کو یہ طاقت زمان شاہ میر نے ہی دی تھی اور یقیناً شفا اسے

جانتی ہو گی اسی لیے اسے مارنے کی کوشش کی " منہاج کفیر نے کہتے لب بھینچے تھے کہ اتنے میں نرس ایمر جنسی وارڈ سے باہر نکلی اور ڈاکٹر کے کیبن کی سمت بھاگی تھی کچھ دیر میں ڈاکٹرز ایمر جنسی وارڈ میں داخل ہوتے دیکھائی دئے تقریبا دس منٹ بعد ڈاکٹر باہر آئی۔

"مسٹر داؤد آپ کی وائف آپ کو بلا رہی ہے پلیز جلدی چلے ان کے پاس شاید وقت کم ہے آپ سے کچھ کہنا چاہتی ہے " میل ڈاکٹر یاسر کے قریب آکر بولے تھے یاسر فورا ایمر جنسی وارڈ میں قدم بڑھا گیا شفا کا وجود مشینوں میں جکڑا تھا چہرہ ڈیمج تھا پٹیوں سے بندھا تھا آکسیجن ماسک اس کے منہ پر لگا تھا ہاتھوں میں ڈرپ اور مخصوص ایمر جنسی نالیاں تھی یاسر کو دیکھتے شفا کی آنکھوں میں آنسو چمکے تھے وہ پھولی سانسوں سے یاسر کا نام لے رہی تھی آکسیجن ماسک اس کی سانسوں سے سفید ہو رہا تھا یاسر شفا کے قریب ہوا پہلی نظر شفا کے پیٹ پر گئی جس میں کچھ دیر پہلے اس کے بچے کا وجود تھا شفا نے

آکسیجن ماسک بائیں ہاتھ سے بامشکل ہٹایا نرس نے روکنا چاہا ڈاکٹرز نے منع کر دیا اس کے پاس سانسیں کم تھی وہ جو چاہتی تھی اسے بولنا شاید اس کی سانسوں سے زیادہ ضروری تھا یاسر نے ڈاکٹرز کو دیکھا جو افسوس سے شفا کو دیکھ رہے تھے یاسر نے لب بھینچے شفا کے لب پھڑپھڑا رہے تھے یاسر سن نا سکا شفا کے پاس مزید اپنا چہرہ کر گیا شفا اکھڑتی سانسوں کے درمیان کچھ بول رہی تھی اور یاسر ان الفاظ کو سنتے اپنی آنکھوں میں لہو آنے سے روک نہیں پا رہا تھا کچھ منٹوں کی مشقت کے بعد شفا کی آنکھیں ساکت اور وجود بے جان ہوا یاسر نے چونک کر شفا کو دیکھا پھر ڈاکٹرز کو جو مشینوں کو دیکھتے یاسر کو نفی کا اشارہ کر رہے تھے یاسر نے شفا کی بھوری آنکھوں کو آج پہلی دفعہ اتنے غور سے دیکھا تھا لیکن دیر ہو چکی تھی وہ آنکھیں ساکت تھی۔

کچھ دیر بعد یاسر ایمر جنسی وارڈ کے باہر آیا چہرہ ستا تھا آنکھیں سرخی مائل تھی بال ماتھے پر بکھرے تھے۔

"کیا ہوا یاسر ؟ شفا ٹھیک ہے ؟" مصطفی نے آگے بڑھتے پوچھا یاسر نے کوئی جواب نا دیا بس نگاہیں اٹھا کر مصطفی کو خالی نگاہوں سے دیکھا کہ اتنے میں ڈاکٹرز باہر آئے۔

"ڈاکٹرز ؟ " حداد نے ڈاکٹرز کو سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"I'm sorry she is no more"

میل ڈاکٹر نے حداد کا کندھا تھپتھپایا اور آگے بڑھ گئے سب لوگ سکتے کی کیفیت میں کھڑے رہے۔

تین دن بعد :-

شفا کی تدفین کر دی گئی تھی جنازہ داؤد حویلی سے اٹھا تھا وہ کچھ دنوں کے لیے داؤد حویلی میں بہو بن کر آئی تھی یا مہمان تھی جو اب حقیقی دنیا میں جا چکی تھی داؤد حویلی کے مکین غم زدہ تھے وہی کفیر حویلی میں بھی موت سا سناٹا تھا یاسر بلکل خاموش ہو کر رہ گیا تھا عشراق بھی شفا کو بھول ہی نہیں پا رہی تھی آخری دفعہ اس نے اس کی چادر مانگی تھی لیکن عشراق کو یہ نہیں پتا تھا کہ وہ اسے چادر دے گی اور شفا بدلے میں اسے ایک نئی زندگی دینے کا سبب بنے گی عشراق کو یاد تھا شفا کا چہرہ ایک عجیب سی روشنی سے چمک رہا تھا وہ روشنی بہت خاص تھی خاک سے خاص کر دینے والی شفا بھی خاص ہو چکی تھی بے حد خاص۔

"ملکہ فلائٹ کا وقت ہو گیا ہے" یاسر نے کمرے میں داخل ہوتے عشراق سے کہا جو وال نما ونڈو کے پاس ویل چئیر پر بیٹھی شفا کو یاد کر رہی تھی یاسر کی آواز پر پلٹی اور سر اثبات میں ہلا گئی ان کی آج لندن کی فلائٹ تھی عشراق کے آپریشن کے لیے وہ لوگ جا رہے تھے۔

یاسر عشراق کو باہوں میں لیے نیچے آیا کفیر حویلی کے مکین بھی اس وقت وہاں موجود تھے عشراق اور یاسر کو الوداع کرنے کے لیے سب نے یاسر کو دیکھا مصطفی غصے سے یاسر کی سمت بڑھا یاسر نے عشراق کو نرمی سے ویل چئیر پر بیٹھایا کوئی کچھ سمجھ پاتا کہ مصطفٰی نے یاسر کے منہ پر تھپڑ مارا یاسر ٹس سے مس نا ہوا سب نے مصطفی کو دیکھا۔

"مصطفی " ثوبان دھاڑا تھا۔

"نہیں آج کوئی اس کے اور میرے بیچ میں نہیں آئے گا اس نے کیا سوچ کر میری ساری پراپرٹی زمان شاہ میر کو دے دی اس پر میرا جویریہ اور عترت کا حق تھا " مصطفی دھاڑا تھا سب کے پیروں سے زمین کھسک گئی۔

"لیکن وہ پراپرٹی تو کسی کے نام ہی نہیں تھی " منہاج کفیر بولا تھا وہ اب کفیر حویلی میں ہی رہ رہا تھا کفیر'ز کے ساتھ جویریہ اور عترت خاموش تھے۔

"وہ پراپرٹی تمہاری نہیں تھی مصطفی وہ پراپرٹی زمان شاہ میر کی ہی تھی۔۔جس کا حق تھا میں نے اسے لوٹا دیا" یاسر نے مصطفی کی آنکھوں میں دیکھتے کہا مصطفی بے یقین ہوا۔

"وہ پراپرٹی کسی کے نام ہو ہی نہیں سکتی اتنے سالوں سے مصطفی کے نہیں ہوئی " ثاقب داؤد نے حیرت سے کہا۔

"مصطفی بھائی آپ کو ہو کیا گیا ہے صرف پراپرٹی کی وجہ سے آپ نے یاسر بھائی پر ہاتھ اٹھایا " فراج کو جیسے ان باتوں سے کوئی فرق ہی نہیں پڑ رہا تھا وہ بس مصطفی کے یاسر پر ہاتھ اٹھانے والی بات پر حیران تھا۔

"صرف پراپرٹی ؟" مصطفی فراج کی بات پر دھاڑا تھا۔

"شاہ میر پیلس شاہ میر گروپ آف امپائر یہاں تک کے داؤد امپائر اور کفیر امپائر میں بھی شاہ میر گروپ آف انڈسٹریز کے تین حصے ہے اور تم کہتے ہو

صرف پراپرٹی ! وہ صرف پراپرٹی نہیں وہ اتنی پراپرٹی ہے کہ تمہارے بزنس میں صرف تمہارا ایک حصہ ہے اپنا ، اور تین حصے میرے امپائر کے ہے اور تمہارے ہی نہیں کفیر امپائر میں بھی " مصطفی مٹھیاں بھیجے دھاڑا تھا وہ اس وقت پاگل ہونے کے در پہ تھا جبکہ سب سکتے کی کیفیت میں اس کی باتیں سن رہے تھے۔

"کیا ؟" حداد اور ثوبان شل ہوتے چیخے تھے انھیں آج تک اس بات سے لاعلم رکھا گیا تھا جبکہ مصطفی استہزایہ ہنسا تھا اور اشارہ ثاقب داؤد ، شاہد کفیر ، شازم داؤد ، عالم کفیر ، اعظم کفیر اور جازم داؤد کی سمت کیا تھا جیسے کہنا چاہتا ہو اگر مجھ پر یقین نہیں تو ان سے پوچھ لو حنان سکوت سے کھڑا تھا جبکہ حداد اور ثوبان بے یقین تھے۔

"مصطفی صحیح کہ رہا ہے " شاہد کفیر بولے تھے۔

"اس سے کہے کہ میری پراپرٹی واپس کرے ورنہ میرے آپ لوگوں سے تمام رشتے ختم ہے اور آپ کی پوتی کو بھی ابھی اس وقت فارغ کر دو گا" مصطفی دھاڑا تھا جبکہ مصطفی کی بات پر ثوبان اور فراج کی رگیں تن گئی تھی افق کے قدم لڑکھڑائے تھے مقدس نے اسے تھاما تھا آنسو ٹوٹ کر رخصار پر پھسلے تھے کسی کو بھی مصطفی سے اتنے سخت رویے کی امید نا تھی ثوبیہ بیگم کو روقیہ بیگم نے بامشکل سہارا دیا مصطفی نے آج ان کی بیٹی کو طلاق کی دھمکی دے کر ان کا مصطفی پر مان توڑ دیا تھا۔

"مصطفی پیسوں کے لیے اپنی اوقات دیکھا دی تو نے ، پیسوں کے لیے رشتے بھولا دئے تو نے میری بہن اتنی بے مول ہے ہماری دوستی اتنی بے مول ہے " ثوبان نے دھاڑتے مصطفی کے منہ پر پنچ رسید کیا تھا مصطفی پیچھے ہوتا اپنی

ناک سے نکلا خون صاف کرنے لگا فراج اور حنان نے بامشکل ثوبان کو قابو کیا ۔

"میں اپنی اوقات دیکھا رہا ہو میں ؟ مجھے رشتوں کی قدر نہیں ؟ میری اوقات پر بات کرنے کی تمہاری اوقات ہے ثوبان جازم داؤد ؟ تمہیں کیا لگتا ہے پانچ سال پہلے جویریہ کے ناٹک سے جو دونوں خاندانوں میں دراڑ آئی تھی اور پھر بھی آپس میں رشتے ختم نہیں کیے بڑوں نے ایسا کیوں کیا تھا ؟ سننے کی ہمت ہے تو سنو " مصطفی ثوبان کو استہزایہ دیکھتا مسکرایا تھا آنکھوں میں بلا کی سرد مہری تھی جبکہ تمام بڑے یک دم پریشان ہوئے تھے۔

"میری وجہ سے تمہارے رشتے ختم نہیں ہوئے میری وجہ سے۔۔ یہ تمہارے بڑے طلاق کی بات کر رہے تھے تمہاری اور مقدس بھابھی کی ، یاسر اور عشراق کی ، حداد اور عترت کی۔۔ میں تھا وہ جس نے انھیں دھمکی دی اپنے

امپائر کے شئیر دونوں کمپنیوں سے واپس لینے کی تب جا کر ٹھنڈے پڑے تھے اور میں ہی تھا وہ جس نے حنان اور جویریہ کے نکاح کا حل پیش کیا اور تم کہتے ہو مجھے رشتوں کی قدر نہیں قدر تھی تب ہی اپنے دوستوں کے لیے ان کی محبتوں کے لیے پہلی دفعہ اپنے بڑوں کو دھمکی دی تھی میں اکیلا تھا جو ان چھ کے سامنے کھڑا تھا تمہارے لیے لڑنے کے لیے تمہارے رشتوں کے لیے لڑنے کے لیے۔۔ آئے بڑے مجھے میری اوقات یاد دلانے والے میری اوقات تھی تب ہی تم لوگ آج بیویوں کے ساتھ کھڑے ہو اتنی اوقات ہے مصطفی شاہ میر کی سمجھے تم " مصطفی ثاقب ، شازم جازم داؤد اور شاہد عالم ، اعظم کفیر کی سمت اشارہ کرتا بولا تھا جنہوں نے پہلو بری طرح بدلا تھا یاسر حنان حداد یازان ثوبان اور فراج نے بے ساختہ اپنے بڑوں کو دیکھا تھا وہ کیا سمجھ رہے تھے اور سب کچھ کیسے ان کے سامنے آیا۔

"یاسر میرے ضبط کو مت آزماؤ مجھے میری پراپرٹی کے پیپر واپس چاہیے ابھی اسی وقت " مصطفی یاسر کی طرف تنبیہ کرتا بولا تھا۔

"لیکن وہ پراپرٹی تو کسی کو نہیں دی جا سکتی اس کی اونر شپ صرف شاہ میر کے پاس رہ سکتی ہے لیکن اس کا مالک کوئی بھی نہیں حارث شاہ میر نے وہ پراپرٹی مرنے سے پہلے مصطفی کے والد کے نام کی تھی اور علی شاہ میر (مصطفی اور عترت کے والد) نے ایک ول تیار کی تھی اس ول کے مطابق چار شاہ میر جب تک اس پراپرٹی کو تحویل میں نہیں لیتے وہ پراپرٹی حکومت کشمیر کی جاگیر ہے " اعظم صاحب نے نا سمجھی سے کہا جبکہ مصطفی نے عترت اور جویریہ کو خونخوار نظروں سے دیکھا تھا جو خاموش تھی کہی انھوں نے تو یاسر کے ساتھ مل کر زمان شاہ میر کے نام پراپرٹی کی ؟ مصطفی نے سوچا لیکن پھر بھی مصطفی کے سائن کے بغیر یہ ممکن نہیں تھا اور جویریہ کی تو شناخت ہی مٹا دی گئی تھی تین دن میں یہ سب کیسے ممکن تھا۔

" ایک اور صورت حال تھی جب کوئی شاہ میر کشمیر کے وزیراعظم کے عہدے پر فائز ہو گا تو ساری پراپرٹی سابقہ وزیراعظم کے ایک دستخط پر موجودہ شاہ میر پیلس سے تعلق رکھنے والے وزیراعظم کے نام کر دی جائے گی۔۔تو میں نے زمان شاہ میر کے نام کر دی " یاسر نے فرش پر جوتے کی نوک رگڑتے سادہ الفاظ میں بنا کسی ریکشن کے کہا مصطفی کا خون کھول گیا جبکہ منہاج کفیر سمیت تمام بڑوں کے پیروں سے زمین نکلی تھی یاسر نے بہت بڑی بے وقوفی کی تھی ۔

"تمہیں پتا ہے نا شفا کو مارنے والا زمان شاہ میر ہے " منہاج نے یاسر کو دیکھتے کہا یاسر نے اثبات میں سر ہلایا۔

"میں نے شفا سے وعدہ کیا تھا اس کے گنہگاروں کو سزا ضرور دلاؤ گا اور سب سے بڑا گنہگار تو اس کا قاتل ہے میں نے یہ سب شفا کے قاتل کو سلاخوں کے پیچھے پہچانے کے لیے کیا ہے" یاسر نے مصطفی کو دیکھتے کہا۔

"کیا مطلب ؟" جویریہ پہلی دفعہ بولی۔

"زمان شاہ میر کو میں پولیس تحویل میں نہیں دے سکتا جب تک وہ وزیراعظم ہے اور اس کے خلاف کوئی پختہ ثبوت بھی نہیں۔۔میں نے کہا وہ استعفیٰ دے دے وہ ہنسنے لگا اور اس نے کہا دے دیتا ہو برسوں کی دوستی ہے اتنا تو کر ہی سکتا ہو تمہارے لیے لیکن تمہیں شاہ میر پیلس سمیت شاہ میر گروپ آف امپائر کا ہر شئیر میرے نام کرنا ہو گا۔۔میرے پاس کوئی راستہ نہیں تھا" یاسر نے سادہ لہجے میں کہا جبکہ یاسر کا انداز دیکھ کر جہاں سب حیران و پریشان تھے وہی مصطفی خود پر مشکل سے ضبط کیے تھا۔

"اور تم نے اس کی بات کا یقین کر لیا ؟ تم وزیراعظم کیا اتنے ہی بیوقوف ہوتے ہو ؟" منہاج نے یاسر کو مزاق اڑاتی نظروں سے دیکھتے کہا یاسر نے جواباً ایک لفافہ اپنی جیب سے نکال کر منہاج کو دیا منہاج نے تھام لیا۔

"یہ میری بیوقوفی کا ثبوت ہے اور مصطفی تم فکر مت کرو داؤد حویلی میں میں اپنا حصہ تمہارے نام کر دو گا میں تمہاری اوقات میں کوئی فرق نہیں آنے دو گا دوبارہ میری بہن کے بارے میں بات مت کرنا اس طرح" یاسر نے مسکراتے مصطفی کو آگ لگائی تھی اتنی سیریس سیچویشن میں بھی حنان یازان اور حداد نے امڑتی ہنسی پر بامشکل ضبط کیا جبکہ ثوبان اور فراج کو مصطفی اس وقت زہر لگ رہا تھا۔

"مجھے میری پراپرٹی چاہیے " مصطفی مٹھیاں بھینچ کر بولا۔

"وہ نہیں ملے گی کیونکہ زمان شاہ میر بہت جلد شاہ میر پراپرٹی کو بیچ کر اپنے پراجیکٹ میں لگانے والا ہے جس پر وہ پندرہ سالوں سے کام کر رہا ہے تاکہ پھانسی کے بعد اس کے لیے کوئی دعا کرنے کے لیے اس کے جیسے بہت سے شیطانوں کا ہاتھ بلند ہو اب دو خون کیے ہے نا آگے نا پیچھے کوئی اپنا سوچنا پڑتا ہے اب تم تو اپنی اوقات بھولا کر ایک قاتل کے لیے دعا تھوڑی مانگو گے بھلے وہ قاتل تمہارا تایا زاد بھائی ہی کیوں نا ہو ہے نا شریف بندے ، شاہ میر گروپ آف انڈسٹریز کے ایکس اونر " یاسر نے سنجیدگی سے کہا انداز مصطفی کا مزاق اڑانے والا تھا مصطفی نے اس دفعہ غصے سے پاگل ہو کر یاسر کے منہ پر مکہ جڑ دیا جویریہ مقدس عترت افق اور عشراق نے پریشانی سے یاسر کو دیکھا جو منہ سے نکلا خون صاف کرتا نفی میں سر ہلاتا کندھے اچکا گیا اور عشراق کی ویل چیئر تھامے باہر کی سمت بڑھا گیا۔

جبکہ سب نے اب منہاج کفیر کو دیکھا تھا جو لیٹر پڑھ رہا تھا سب کی نظریں خود پر محسوس کرتے منہاج کفیر نے سرد سانس کھینچی۔

"یاسر نے زمان شاہ میر سے انجشہ شاہ میر اور شفا یاسر داؤد کے قتل کا اعتراف کروایا ہے دو ہفتے بعد یاسر جب لندن سے واپس آئے گا تب تک شاہ میر پیلس اور پراپرٹی زمان کے نام ہو جائے گی اور اس سے پہلے لیٹر پر زمان کے سائن لیے جائے گے۔۔زمان نے صاف صاف کہا ہے وہ دو ہفتوں تک استعفی نہیں دے گا جب تک شاہ میر پیلس اور پراپرٹی پوری طرح اس کے نام نا ہو جائے اور نا ہی اعتراف نامے پر سائن کرے گا" منہاج نے سوچتے ہوئے کہا۔

"اور زمان شاہ میر اتنا اچھا انسان اور قاتل ہے کہ وہ اپنی بات پر پورا اترے گا ؟ " یازان نے منہ بنا کر کہا یازان کی بات سے سب نے اتفاق کیا یاسر بے وقوفی کر رہا تھا زمان شاہ میر پلٹ بھی سکتا تھا اور وہ اتنا بے وقوف تھوڑی تھا جو پراپرٹی لے کر جیل جاتا۔

"بے وقوف ، پاگل ہو گیا ہے بیوی کے غم میں اور وزیراعظم کی سیٹ سے اترنے کے صدمے میں " مصطفی غرایا تھا۔

"بہت ہی بے وقوفانہ حرکت ہے اتنا یقین تو کوئی بیوی شوہر پر نہیں کرتی جتنا اسے اپنی بیوی کے قاتل پر ہے" حنان نے افسوس سے کہا۔

"مجھے امید نہیں تھی یاسر صرف قول و اقرار سے کسی قاتل کو سزا دے گا "
ثوبان کو بھی بات کھٹکی۔

"بھائی واقعی پاگل ہو گئے ہے " فراج نے بھی پیشانی مسلتے کہا۔

"وہ پہلے سے ہی تھے تمہیں آج پتا چلا " یازان نے فراج کو جتایا فراج نے غصے
سے یازان کو دیکھا جو مسکرا رہا تھا۔

"اتنا بے وقوف سالا ہے میرا ؟" حداد کو صدمہ تھا۔

"جوانی میں سٹھیا گیا ہے " ثاقب اور شاہد داجی کے منہ سے یک زبان نکلا۔

تماشہ ختم ہوا تھا خواتین اندر لاونج کی سمت بڑھ گئی یاسر اور عشراق کی کار ائیرپورٹ کا سفر کر رہی تھی جبکہ بڑے اور مرد حضرات اب سکون سے صوفوں پر بیٹھے تھے صرف منہاج کفیر کھڑا تھا اور وہ لیٹر پھر پڑھ رہا تھا۔

"یاسر شازم داؤد نے کوئی راستہ نہیں چھوڑا زمان شاہ میر کے پاس " منہاج کفیر نے کافی دیر بعد پلٹتے سب کو دیکھتے ہوئے کہا سب نے نا سمجھی سے اسے دیکھا منہاج نے اس لیٹر کے نیچے ایک لیٹر اور ہوا میں لہرایا۔

"اب یہ کیا ہے ؟" حداد نے پیشانی مسلتے پوچھا۔

"زمان شاہ میر جس پروجیکٹ پر پندرہ سالوں سے کام کر رہا ہے وہ غیر ملکی ہے اس کا پاٹنر پتا ہے کون ہے ؟ " منہاج کفیر نے استفسار کیا سب خاموش رہے کسی کو علم ہی نہیں تھا۔

" CS"

منہاج کفیر مسکرا کر بولا تھا جبکہ ثوبان جس نے ابھی مصطفی کو دیکھتے اپنے لبوں سے گلاس لگایا تھا غصہ ٹھنڈا کرنے کے لیے پانی فوراے کی صورت باہر نکلا۔

"کیا ہوا " فراج نے بھائی کی کمر سہلاتے پوچھا جبکہ ثوبان کی نظریں منہاج پر تھی جو کھل کر مسکرا رہا تھا۔

" کرپٹ سیاستدان " ثوبان کے منہ سے بے ساختہ نکلا مصطفی کا سر چکرا گیا سب بڑوں کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی حنان حداد اور یازان کا منہ کھل گیا منہاج کفیر کا قہقہہ گونجا جبکہ یاسر جو اپنی کار میں ملکہ کے ساتھ بیٹھا تھا کشمیر کی خوبصورت وادیوں کو دیکھتے آنکھوں پر گلاسس چڑھائے مسکرایا تھا ہاں وہ ہی کرپٹ سیاستدان تھا یہ شرف اسے ہی حاصل تھا۔

زمان شاہ میر کے برسوں کے پروجیکٹ کو پانچ سال پہلے یاسر خوفیہ طور پر لیٹ کر رہا تھا اس میں ایک بہت بڑے سرمائے کی ضرورت تھی جو شاہ میر پیلس اور پراپرٹی کو فروخت کر کے ہی دیا جا سکتا تھا اگر زمان شاہ میر اپنی بات سے مکرتا تو یاسر اس پر گھپن کا الزام لگا کر ستہ سے اتار دیتا یہ ایک بہت بڑا الزام ثابت ہوتا کیونکہ وہ پروجیکٹ غیر ملکی تھا جب ایک ملک پاکستان کے کسی صوبے کے وزیراعظم پر ڈائریکٹ کیس کرتا خود زمان شاہ میر کی ستہ پلٹ جانی تھی اور زمان شاہ میر اس بات سے ناواقف تھا کہ اس کا پارٹنر یاسر شازم

داؤد ہے یاسر کو اس بات کا بھی علم تھا کہ زمان شاہ میر پراپرٹی نام ہوتے ہی ستہ چھوڑ کر ملک سے فرار ہو جائے گا اسی لیے یاسر نے اسے چاروں کھانے چت کیا تھا فرار ہوتا تب بھی پھنستا نا ہوتا تب بھی۔

"تمھیں شرم نہیں آتی بہنوئی کو لوٹ لیا کرپٹ سیاستدان ہی رہو گے " یاسر کے موبائل پر مصطفی کا میسج ابھرا۔

"اگر شرم ہوتی تو کرپٹ سیاستدان نا کہلاتا تم اپنی بیماری کا علاج کرواو دوبارہ میری بہن کو یہ بہانے بنا کر تکلیف دی تو بھول جاؤ گا ایک سال بڑے ہو شریف بندے" یاسر نے مصطفی کو میسج سینڈ کیا وہ جانتا تھا مصطفی نے افق کو خود سے دور کرنے کے لیے یہ بات کی تھی اور وجہ مصطفی کا کینسر تھا۔

"آپ انجشہ شاہ میر سے کیسے ملے ------------------------

منہاج بھائی " یازان نے منہاج کو صوفے پر بیٹھتے ہی سوال داغا تمام بڑے اٹھ کر مردان خانے جا چکے تھے ثوبان مصطفی فراج حنان حداد یازان اور منہاج لاونج میں ہی بیٹھے تھے یازان کے سوال پر منہاج تلخی سے مسکرایا سب لوگ بھی اب منہاج کی سمت متوجہ تھے۔

"میں محبت کرتا تھا انجشہ سے لیکن وہ زمان سے محبت کرتی تھی " منہاج نے مدھم آواز میں کہا آواز میں کرب تھا۔

"آپ مجھے انجشہ شاہ میر اور زمان کی کہانی بتا سکتے ہے اور اپنی بھی مجھے جاننی ہے " یازان دلچسپی سے بولا تھا منہاج مسکرا دیا اور آگے کو جھکا۔

****

بیس سال پہلے :-

"ڈیڈ یہ ہمارا پیلس ہے ؟" انجشہ شاہ میر نے فرحان شاہ میر کا ہاتھ تھامتے خوشی سے چہکتے ہوئے استفسار کیا۔

"ہاں میری شہزادی یہ تمہارا پیلس ہے" حارث شاہ میر نے اپنی بھتیجی پر جاں نثار ہوتے کہا انجشہ شاہ میر کی سنہری آنکھیں مسکرائی تھی وہ اپنے والد کے ساتھ کار میں پیچھے بیٹھی تھی اور حارث شاہ میر آگے پیسنجر سیٹ پر وہ ابھی بھائی اور بھتیجی کو ائیرپورٹ سے لے کر آئے تھے۔

انجشہ پیلس کے اندر خوشی سے داخل ہوئی اور بے دھیانی میں منہاج سے ٹکرائی منہاج کفیر اس پیلس کے وارث زمان شاہ میر کا بچپن کا بہترین دوست تھا سفید کلف لگے سوٹ میں ملبوس منہاج کی سیاہ آنکھیں انجشہ پر ٹھہر گئی جو اس کی باہوں میں گرنے کے ڈر سے آنکھیں بند کیے تھی منہاج محوت سے اس حسن کی پیکر کو دیکھ رہا تھا فرحان اور حارث باہر کھڑے پیلس پر تبصرہ کر رہے تھے۔

"اللہ جی میں بچ گئی " انجشہ خود کو محفوظ پاتی پٹ سے آنکھیں کھول گئی اور منہاج کو وہ سنہری آنکھیں لے ڈوبی ان آنکھوں میں شہد سی مٹھاس تھی انجشہ نے منہاج کو دیکھا خوبصورت نوجوان سیاہ آنکھوں والا اس کے سیاہ بال پیشانی پر دلکشی سے بکھرے ہوئے تھے سیاہ بیرڈ اور مونچھے اس پر بچ رہی تھی انجشہ نے پہلی دفعہ مشرقی اتنا خوبصورت مرد دیکھا تھا۔

"ایکسکیوزمی " انجشہ ٹرانس سے باہر آتی منہاج کے کسرتی بازو کو اپنی نرم ہاتھوں سے تھپتھپاتی گویا ہوئی منہاج ہڑبڑا کر ہوش میں آیا اور انجشہ کو سیدھا کرتے خود سیدھا ہوا۔

"آئی ایم سوری وہ میں پتا نہیں کیسے ٹکرا گیا آپ سے " منہاج نے معزرت کی انجشہ نے اپنے سنہری پہلو پر آئے بال پشت پر جھٹکے وہ دیکھنے میں سترہ اٹھارہ سال کی لگتی تھی آسمانی رنگ کی فراک میں ڈوپٹہ کے ساتھ ملبوس تھی وہ انگریز کہی سے بھی نہیں لگ رہی تھی اگر اس کے سنہری بالوں کو نظر انداز کر دیا جائے تو۔۔ظالم کی ہر ادا جان لیوا تھی منہاج نے سر جھٹکتے سوچا پچیس

سال کا خوبرو ، پروقار ساحرانہ شخصیت کا مالک نوجوان پہلی نظر میں زندگی میں پہلی دفعہ کسی لڑکی پر دل ہار گیا تھا اور وہ لڑکی جو عمر میں اس سے تقریبا سات سال چھوٹی تھی۔

"کوئی بات نہیں " انجشہ مسکرا کر نرمی سے بولی تھی۔

"منہاج تو گیا نہیں اچھا ہوا چل میں بھی چلتا ہو تیرے ساتھ " پچیس سالہ زمان شاہ میر وائٹ پینٹ اور نیلی اونی شرٹ میں ملبوس پیلس کے لاونچ سے نکلتا اپنی کلائی پر قیمتی گھڑی باندھتا گویا ہوا مگر منہاج کے ساتھ کسی لڑکی کو کھڑا دیکھ چونکا لیکن پھر جیسے سیاہ آنکھیں چمکی تھی وہ مغرور شخص تھا اس کی عادت تھی فضول پیسہ خرچ کرنے کی ، من مرضی کا مالک ، باپ کی نافرمان اولاد ، منہ پھٹ علی اور تاشہ شاہ میر کے علاوہ کسی کی بھی عزت نا کرنے والا اپنے باپ کی بھی نہیں کیونکہ اس کا باپ اسے لیکچر زیادہ اور پیار کم دیتا تھا ان کے ویران گھر کو تاشہ شاہ میر نے سنبھالا تھا جو داؤد خاندان کی بیٹی تھی زمان شاہ میر کے منہاج کی ہی طرح سیاہ بال اور سیاہ ہی خوبصورت سے چہرے پر

سجی بیرڈ اور مونچھ تھی گلے میں چاندی کی چمکتی چین تھی جس کا لاکٹ whistle تھا ، زمان شاہ میر یہ چین ہمیشہ پہن کر رکھتا تھا اسے میوزک سے عشق تھا وہ میوزک کو ہی اپنی پہچان سمجھتا تھا۔

"او ہو مس لندن آئی ہے " زمان نے انجشہ کو دیکھ کہا انجشہ مسکرائی وہ اس کا فرسٹ کزن تھا اور صبح سب سے زمان کو انجشہ اور فرحان چاچو کے آنے کی اطلاع ملی تھی تو زمان کے بارے میں بھی انجشہ کو فرحان نے ہی بتایا تھا ایک تصویر بھی دیکھائی تھی زمان کی اس لیے وہ پہچان گئی تھی زمان کو

"اسلام وعلیکم زمان بھائی کیسے ہے آپ؟" انجشہ نے محبت بھرے لہجے میں پوچھا جبکہ زمان کے چہرے سے ہنسی غائب ہوئی تو منہاج نے کھانستے ہوئے قہقہہ ضبط کیا شکر ہے انجشہ نے منہاج سے نام نہیں پوچھا ورنہ وہ بھی بھائی بن جاتا۔۔لیکن معصوم انجشہ کو یہ نہیں پتا تھا وہ آج جسے بھائی کہ رہی ہے کل اسے ہی دل دے بیٹھے گی۔

"یہ صرف میرے بھائی ہے جویریہ شاہ میر کے بھائی مان بھائی " زمان کے پیچھے سے جویریہ کی غصیلی آواز گونجی انجشہ نے مسکراتے گردن ٹیڑھی کی جویریہ چہرے پر غصہ سجائے زمان کے پیچھے سے نکل کر جویریہ کے سامنے آئی وائٹ فراک میں ملبوس جویریہ انجشہ کو ہو بہو بچپن کی اپنی کاپی لگی لیکن وہ بیماری کے باعث زیادہ ہی کمزور تھی فرحان صاحب صحیح کہتے تھے جویریہ انجشہ کی کاپی تھی۔

"یس مائے ڈول میں صرف جویریہ شاہ میر کا مان بھائی ہو " زمان نے جویریہ کو باہوں میں بھرتے گال پر پیار کیا جویریہ مسکرائی۔

"اور مجھے انگریزوں سے بھائی چارہ کرنے کی ضرورت بھی نہیں۔۔فسادی چٹی چمڑی کے کالے دل والے لوگ " زمان شاہ میر کو انگریزوں سے نفرت تھی یا انجشہ کا بھائی پکارنا اسے آگ لگا گیا تھا اسے تو ہر لڑکی سئیاں بنانے کی کوشش کرتی تھی اور انجشہ شاہ میر نے اسے بھیا بنا دیا آگ تو لگنی تھی۔

"چل میں چلتا ہو " منہاج جاتے ہوئے بولا پھر فرحان شاہ میر سے ٹکرایا اور سلام کرتے کفیر حویلی کے لیے نکل گیا۔

"یہ کون ہے ؟" فرحان نے حارث سے استفسار کیا۔

"پہنچان لو " حارث مسکرایا۔

"لگتا تو وقاص کا بیٹا ہے وہی آنکھیں وہی ناک وہی رنگ روپ " فرحان سپاٹ چہرے سے بولے تھے حارث مسکرایا فرحان شاہ میر اتنے سالوں سے پاکستان آتے رہے تھے لیکن منہاج سے پہلی دفعہ ملے تھے شاہد کفیر ثاقب داؤد اور حارث شاہ میر کے والد آپس میں بہت اچھے دوست تھے اور ان کی وجہ سے شاہ میر 'ز کفیر'ز اور داؤد'ز ایک دوسرے کو جانتے تھے اور ان کے بچوں کے درمیان بھی اچھی دوستی تھی جو اگلی نسل تک جانی تھی۔

"ہاں یہ وقاص کا ہی بیٹا ہے منہاج کفیر" حارث نے کہا پھر حارث اور فرحان پیلس کے اندر قدم رکھ گئے جہاں انجشہ کو گھورا جا رہا تھا لیکن فرحان کی نظر جیسے ہی جویریہ پر گئی وہ مسکرا دئے زمان نے آگے بڑھ کر سلام نا کیا وہ تھا ہی

صدا کا بے مروت تو فرحان خود چل کر زمان کے گلے لگے اپنے قریب فرحان چاچو کو آتا دیکھ زمان نے جویریہ کو گود سے اتارا جو زمان کی انگلی پکڑ کر کھڑی ہو گئی۔

"میری بیٹی کیسی ہے" فرحان گھٹنوں کے بل جویریہ کے قریب بیٹھ کر لاڈ سے بولے لیکن جویریہ نے منہ پھیر لیا وہ ہمیشہ ایسا ہی کرتی تھی انجشہ نے اپنے باپ کا مرجھایا ہوا چہرہ دیکھا وہ اداس ہو گئے تھے۔

شاہ میر پیلس میں اب حارث ، زمان ، علی شاہ میر ان کی بیوی تاشہ شاہ میر اور نو سال کا مصطفی شاہ میر اور تین سال کی عترت رہتی تھی زکیہ بیگم(فرحان شاہ میر کی دوسری بیوی) کی وفات کے کچھ سال بعد زمان شاہ میر کے دادا دادی کا بھی انتقال ہو گیا تھا اور زمان کی والدہ کا تو اس کی پیدائش کے وقت ہی انتقال ہو گیا تھا جیسے زکیہ بیگم کا جویریہ کی پیدائش کے وقت ہوا تھا اب شاہ میر پیلس میں دو افراد کا اضافہ ہوا تھا فرحان اور انجشہ شاہ میر کا۔

علی اور تاشہ سے ملنے کے ساتھ سب نے خوشی خوشی اچھے ماحول میں کھانا کھایا تھا اگر ان دو افراد کے اضافے سے کوئی ناخوش تھا تو وہ زمان اور جویریہ تھے کچھ دن یوں ہی گزرے زمان انجشہ کو منہ نہیں لگاتا تھا اور یہی حال جویریہ کا تھا لیکن مصطفی جویریہ کے ساتھ خوب کھیلتا تھا اس کے ساتھ کشمیر کی وادیوں میں گھومنے جاتا تھا اسی لیے زمان اور جویریہ نے اسے اپنے گروہ سے نکال دیا تھا کیونکہ ان کے حساب سے وہ غدار تھا جویریہ کا علاج شروع کیا گیا تھا جو اچھے سے چل رہا تھا زمان جویریہ کو پھر صحت یاب ہوتا دیکھ خوش ہوا تھا اور فرحان کی کچھ کچھ عزت کرنے لگا۔

"بچاؤ بچاؤ مان بھائی بچاؤ " جویریہ چیخ رہی تھی جبکہ پیلس کے ٹیرس پر کھڑے منہاج اور زمان چونکے تھے وہ پیلس کے پیچھے کے حصے میں تھی وہاں ملازم نا تھے منہاج اور زمان نے بھی اسے اوپر سے ہی بامشکل دیکھا اور اس کی چیخ کی آواز پہچانی تھی جویریہ کو کتوں سے ڈر لگتا تھا اور ایک کتے کا پٹا کھل چکا تھا وہ جویریہ کی طرف بھاگ رہا تھا زمان اور منہاج جلدی سے نیچے کی سمت

بھاگے لیکن ایسے بہت دیر ہو جاتی اگر وقت پر انجشہ جو فرنٹ گارڈن کی سائیڈ پر ٹہل رہی تھی جویریہ کی آواز سنتے ہانپتے ہوئے اسے گود میں لیے نا بھاگتی جب انجشہ کی بھاگتے ہوئے سانسیں مدھم ہوئی اتنے میں زمان ہاتھ میں پسٹل لیے بھاگتے ہوئے کتے کا نشانہ لے گیا وہ کتا وہی مر گیا جویریہ نے خوف کے مارے انجشہ کے پہلو میں منہ چھپا لیا منہاج انجشہ اور جویریہ کی سمت آیا۔

"آپ لوگ ٹھیک ہے " منہاج نے استفسار کیا انجشہ نے سر اثبات میں ہلایا منہاج نے جویریہ کو اس کی گود سے لیا زمان کتے کو خون اشار نگاہوں سے دیکھتا جویریہ کے پاس آیا زمان کی جان بستی تھی جویریہ میں۔

"میری ڈول ٹھیک ہے نا " زمان نے لاڈ سے گھبرائی ہوئی جویریہ سے استفسار کیا جو معصومیت سے سر اثبات میں ہلا گئی۔

"آپی نے بچا لیا مان بھائی " جویریہ نے کہا انجشہ نے کرنٹ کھا کر جویریہ کو دیکھا اتنے دنوں میں پہلی دفعہ جویریہ نے انجشہ کو آپی کہا تھا زمان نے کچھ نہیں کہا۔

کچھ دن مزید گزرے تو جویریہ اور انجشہ کی بھی دوستی ہو گئی اتنی گہری دوستی کے مصطفی جیلس ہونے لگا اور پھر وہ ضد کر کے اپنے ننھال اپنے کزنز اور دوستوں کے پاس رہنے داؤد حویلی چلا گیا جویریہ کی وجہ سے زمان کی بھی انجشہ سے کچھ کچھ دوستی ہو گئی لیکن وہ انجشہ سے اب بھی کھینچا کھینچا سا رہتا تھا جویریہ زمان کے ساتھ انجشہ کو کشمیر کی خوبصورت وادیاں دیکھانے لے کر جاتی اور پھر زمان سے ضد کر کے گانا سنتی زمان کو دھن بجانے اور گنگنانے کا ہنر تھا اس کی آواز ساحرانہ تھی وہ میوزیشن بننا چاہتا تھا مگر حارث شاہ میر کو گوارہ نہیں تھا کچھ اس وجہ سے بھی زمان حارث صاحب سے اکھڑا اکھڑا رہتا تھا منہاج بھی اکثر ان کے ساتھ ہوتا اور پھر منہاج کی اُردو ادب میں پروفیسر کے طور پر نوکری لگ گئی جب انجشہ کو یہ بات پتا چلی اس نے منہاج سے بھی دوستی کر لی وہ اردو ادب کی دیوانی تھی اور منہاج اس کا لیکن کبھی محبت کا اقرار نا کر پایا۔۔شاہد کفیر نے منہاج کو پروفیسر کا اعزاز ملنے پر کفیر حویلی میں دعوت رکھی تھی جس میں سب شامل ہوئے تھے منہاج کے والد کا انتقال خود

کشی کرنے سے ہوا تھا وہ ہمیشہ تنہائی کا شکار رہتے پھر نشے کی لت میں پڑ گئے آٹھ سال پہلے منہاج کے والد نے خود کشی کر لی تھی اور کچھ دنوں بعد اس کی والدہ کا بھی انتقال ہو گیا منہاج تب سے شاہد کفیر اور ان کے بیٹوں یعنی اپنے چاچا کے ساتھ رہتا تھا جو اپنے بچوں کی طرح منہاج کا خیال رکھتے تھے ان کی حویلی کا ماحول پیلس کی طرح ہی خوشگوار تھا انجشہ کو وہاں آکر اچھا لگا۔

"محبت کیا ہے ؟ اور اگر آپ دونوں کو محبت ہو گئی تو کیا کرے گے آپ لوگ ؟" انجشہ ایک دن کشمیر کے خوبصورت جنگل میں دریا کے کنارے بیٹھی پوچھنے لگی اس کے ساتھ منہاج جویریہ اور زمان تھے جویریہ کھیل کھیل کر تھکن کا شکار ہوتی گھاس پر بچھی چادر پر سو گئی جبکہ زمان دریا میں پتھر مار رہا تھا اور منہاج خوبصورت پہاڑوں کو دیکھ رہا تھا انجشہ کی سنہری آنکھیں ڈوبتے سورج کو دیکھ رہی تھی۔

"جسے چاہے اپنا بنا لو راستہ جائز ہو یا نا جائز ، جو تکلیف دے اسے موت کی دہلیز پر کھڑا کر دو اور رہی محبت کی بات محبت ناسور کے علاوہ کچھ نہیں میں

کبھی محبت کے شکنجے میں نہیں پھنسو گا اور اگر مجھے کوئی اچھی لگی تو اس کی نا کی بھی پرواہ کیے بنا اسے گن پوائنٹ پر اپنا بنا لو گا " وہ خاموش نا پسند اور منفی کردار تھا انجشہ کو اس کی بات اور منتق کچھ خاص پسند نا آئی وہ منہ بنا گئی جس پر زمان نے بامشکل اپنی نگاہیں انجشہ کے بگڑتے منہ کے زاویے کو دیکھ کر ہٹائی وہ بہت خوبصورت تھی اور پھر یہ معصوم ادائیں کوئی بھی اسے اپنا دل دے بیٹھتا لیکن مقابل زمان شاہ میر تھا کشمیر کا مغرور شہزادہ۔

"جب جواب نہیں پسند تو پوچھا کیوں "زمان بڑبڑایا تھا۔

"اور آپ کے خیال سے ؟ " انجشہ نے منہاج سے استفسار کیا۔

"پہلے آپ بتائے " منہاج نے کہا جب کہ انجشہ کی اتنی عزت پر زمان نے آنکھیں گھمائی تھی۔

"میں محبت میں اپنے باپ کی طرح ہو جس پر بسمل کہ دو۔۔وہی میرا خاتم ہے لیکن میرے بابا کہتے ہے میں بہت معصوم ہو اور مجھ سے کسی کو بھی محبت ہو سکتی ہے لیکن میں کہتی ہو پھر تو میں خوبصورت ہوئی اور میں واقعی بہت

خوبصورت ہو ہے نا مان" کیا غرور تھا خود پر کیا مان تھا منہاج اور زمان دونوں اسے دیکھتے رہ گئے لیکن وہ جو کہ رہی تھی وہ سچ بھی تھا اور سو فیصد سچ تھا انجشہ نے محبت بھرے لہجے میں کہتے زمان کو مان کہا جیسے جویریہ کہتی تھی جبکہ انجشہ کی بات پر اور اس طرح مخاطب کرنے پر زمان کا دل زوروں سے دھڑکا تھا لیکن وہ مغرور شہزادہ کندھے اچکا گیا۔

"مجھے تو نہیں لگتی " زمان نے کہا انجشہ کی آنکھیں بجھ گئی چہرے پر اداسی آئی

۔

"محبت اعتاب ہے اور میں ادب و آداب کا ملک ، مجھے محبت سے ڈر لگتا ہے مجھے پہل سے ڈر لگتا ہے۔۔مجھے محبت ہو سکتی ہے مگر شاید مل نا سکے کیونکہ محبتیں اکثر ادھوری رہ جاتی ہے" وہ دلچسپ پر وقار شفاف کردار تھا جسے نا کے باوجود بھی انجشہ شاہ میر سے محبت ہو گئی تھی لیکن وہ جانتا تھا انجشہ اس کی قسمت میں نہیں وہ ایک شہزادی ہے جو زمان شاہ میر جیسے شہزادے کے لیے آئی ہے وہ زمان کے پیلس کے مقابلے اس کی چھوٹی سی حویلی میں کیسے رہ سکتی

تھی وہ شہزادی تھی اور شہزادی کو تو محلوں میں ہی رکھا جاتا ہے منہاج حیثیت کے معاملے میں زمان کے مقابلے بہت کم تھا اور کفیر حویلی بھی اس کی نہیں تھی اس کے باپ نے اپنی ساری جائیداد عیاشی میں لٹا دی تھی یہ شاہد کفیر اور اس کے چاچا کی محبت تھی جس کی وجہ سے منہاج کفیر حویلی کو اپنی حویلی کہنے کی ہمت رکھتا تھا۔۔اس نے انجشہ کی آنکھوں میں زمان کے لیے محبت دیکھی تھی اپنے لیے صرف عزت و احترام دیکھا تھا۔

"آپ محبت کو بہت اچھے سے سمجھتے ہے لیکن آپ کا دوست محبت کو کچھ سمجھتا ہی نہیں ہے " انجشہ منہاج کی باتیں سن کر بولی تھی زمان نے آنکھیں گھمائی اور جویریہ کو گود میں اٹھایا تھا۔

"چلو دیر ہو رہی ہے " زمان نے کہا تو وہ دونوں بھی اٹھ کر چل دئے زمان ایک لکڑی کے بنے گھر کی طرف بڑھا تھا جویریہ کو اس گھر کے گول نرم بستر پر لٹاتے وہ باہر آیا تھا انجشہ وہ لکڑی کا گھر بہت اشتیاق سے دیکھا تھا وہ بہت

خوبصورت تھا جنگل کے بیچوں بیچ وہ ان دنوں کئی دفعہ کشمیر کے جنگل میں آچکی تھی لیکن زمان پہلی دفعہ اسے یہاں لے کر آیا تھا۔

"آپ نے پہلے یہ خوبصورت گھر نہیں دیکھایا " انجشہ زمان کے پاس آتی بولی تھی جو اپنے کیمرے سے اس خوبصورت کشمیر کے منظر کو قید کر رہا تھا جو ابھی وہ لکڑی کے بنے گھر کے اندر سے لے کر آیا تھا جبکہ منہاج ایک درخت کے نیچے ڈھلتی شام کو دیکھ رہا تھا اور پھر زمان اور انجشہ کو۔

"یہ میری خاص جگہ ہے جہاں میں صرف اپنے سے جڑے خاص لوگوں کو لے کر آتا ہو اور میری زندگی میں دو ہی خاص لوگ ہے منہاج اور جویریہ" زمان نے انجشہ کو دیکھے بنا کہا جبکہ منہاج سنتا مسکرایا تھا۔

"اب میں بھی ہو کیونکہ اب میں بھی اس جگہ پر موجود ہو " انجشہ چمکتی آنکھوں سے بولی تھی۔

"نہیں۔۔تم صرف اس لیے یہاں موجود ہو کیونکہ میرے دو خاص لوگوں کے ساتھ ہو اور تمہیں یہاں لانا مجبوری تھی میری " زمان شاہ میر اب انجشہ کو

دیکھ کر بولا تھا آج کے دن میں دوسری دفعہ انجشہ کا دل زمان شاہ میر نے توڑا تھا انجشہ کی آنکھوں میں آنسو چمکے تھے جو زمان نے دیکھے تھے لیکن وہ نگاہیں پھیر گیا۔

پھر انجشہ ہر دفعہ خود پہلے زمان کے پاس جاتی اور زمان سے انکار سنتی اپنی محبت کی دھتکار سنتی دن گزرتے گئے اور انجشہ زمان کی دیوانی ہوتی گئ لیکن زمان اس سے نپے تلے انداز میں ملتا کبھی جو زیادہ خوش ہوتا تو انجشہ کو بھی وقت دے کر خوش کر دیتا انجشہ خوشی سے جھوم اٹھتی لیکن جب غصہ ہوتا تو سارا غصہ انجشہ پر نکال دیتا انجشہ بھی نم آنکھوں سے اس کا غصہ برداشت کر لیتی منہاج کفیر ٹوٹے دل سے اپنے دوست کی سنگ دلی اور محبت کی بربادی دیکھتا رہتا اور پھر ایک دن حارث شاہ میر نے فرحان شاہ میر کے ساتھ مل کر زمان اور انجشہ کا رشتہ طے کر دیا زمان اس بات پر بہت بگڑا اور انجشہ پر بھی ناراض ہوا لیکن جویریہ یہ سن کر بہت خوش تھی پھر زمان نے بھی باپ کی سختی اور جویریہ کی خوشی کے لیے انجشہ سے منگنی کر لی لیکن حالات بد سے

بدتر ہوتے چلے گئے چہکتی زندگی سے بھرپور انجشہ مرجھا گئی اور زمان ہر وقت غصے میں رہتا منہاج اپنے کالج اور نوکری میں مصروف ہو گیا ان سب میں جویریہ ہر وقت خوش رہتی تھی لیکن زمان نے انجشہ کی زندگی حرام کر دی وہ سب کے سامنے خاموش رہتا لیکن اکیلے میں انجشہ کو کوڑی کا کر دیتا پھر یوں ہوا وہ جو مسکراتی تھی وہ راتوں کو چیختی تھی ہاتھوں کی کپکپاہٹ پر قابو پانے کی ناکام سعی کرتی تھی ہاں وہ واقعی بہت خوبصورت تھی اور اسے نہیں پتا تھا یہ خوبصورتی ایک دن اس کی جان لے لے گی زمان پوری دنیا کے سامنے انجشہ کو اپناتا تھا لیکن اکیلے میں وہ اسے ایسے کر دیتا جیسے وہ بدصورت ہے انجشہ تنہائی کا شکار ہونے لگی اس نے جنونی محبت کی تھی وہ محبت جو موت سے روشناس کروا دے اور وہ محبت میں موت کا شکار ہو گئی شادی سے دو دن پہلے زمان آپے سے باہر ہوا تھا اور انجشہ کو ملنے کے لیے رات کے اندھیرے میں پیلس کی چھت پر بلایا تھا اور انجشہ کو دھمکی دی کہ شادی سے انکار کر دے کیونکہ زمان انجشہ سے ملنے سے پہلے حارث صاحب کو شادی سے منع کرنے گیا تھا

جس پر حارث شاہ میر نے زمان کو دھمکی دی تھی اگر اس نے انجشہ سے شادی نا کی تو وہ اسے شاہ میر پراپرٹی سے بے دخل کر دے گے اور سب کچھ انجشہ کے نام کر دے گے لیکن انجشہ نے زمان کی بات نا مانی تو زمان نے انجشہ کو پیلس کی چھت سے دھکہ دے دیا انجشہ کی موت کی خبر سنتے فرحان صاحب ہارٹ اٹیک سے مر گئے پھر دو ماہ بعد حارث صاحب بھی اپنی ساری پراپرٹی علی شاہ میر کے نام کر کے انتقال کر گئے انجشہ کی کہانی محبت کے ستم کی مار مر کر ختم ہو گئ۔

"میں نے محبت میں رقص کیا تھا اپنی محبت کو دل میں دفن کر کے زمان کے ساتھ دیکھ کر روز انگاروں پر چلتا لیکن اپنی محبت کا گلا گھونٹ دیا تھا دوستی کے لیے اور محبت کے لیے کیونکہ وہ محبت مجھ سے محبت نہیں کرتی تھی لیکن محبت پھر بھی بے رحم نکلی اس نے ہمیشہ کی طرح مجھے تنہا چھوڑ دیا پہلے میرے باپ نے پھر ماں نے پھر انجشہ نے وہ زندہ رہتی زمان کے ساتھ خوش رہتی میں

تب بھی جی لیتا وہ تنہائی اس تنہائی سے بہتر ہوتی۔۔خیر اس کے بعد کا سب کو معلوم ہے علی اور تاشہ شاہ میر کی موت ،مصطفی اور جویریہ کی برین واشنگ وغیرہ " منہاج کفیر بول رہا تھا اور سب سن رہے تھے۔

"زمان کو انجشہ شاہ میر کو دھکا دیتے کس نے دیکھا تھا اور کوئی ثبوت ؟" حداد نے سوال کیا۔

"حویلی کے ایک ملازم نے دیکھا تھا اور زمان کے گلے میں ہمیشہ رہنے والی whistle چین مرتے وقت انجشہ کے ہاتھ میں تھی " منہاج کفیر نے کہا۔

"زمان شاہ میر کو پھوپھا جان (علی شاہ میر) کے منع کرنے کے بعد چلو گرفتار نہیں کیا گیا اسے دوسرے ملک فرار کر دیا گیا لیکن آپ کیوں غائب ہوئے تھے ؟" ثوبان نے سوال کیا۔

"میں یہ سب سن کر برداشت نہیں کر سکا میں ڈپریشن کا شکار ہو گیا ایک میرا دوست تھا تو دوسری میری محبت۔۔اس لیے داجی نے مجھے بھی کچھ دنوں بعد دوسرے ملک بھیج دیا" منہاج کفیر نے مدھم آواز میں کہا۔

"تو اتنے سالوں بعد ہی کیوں واپس لوٹے آپ" حنان نے استفسار کیا۔

"میں واپس نا آتا لیکن خون کی لچک مجھے یہاں کھینچ لائی تم پر جان لیوا حملہ ہونے والا تھا اور یہ حملہ کروانے والا بھی زمان شاہ میر تھا اللہ کا کرم تھا جس غیر ملکی نمبر کے ذریعے تمہیں مارنے کی سپاری دینے کا کہا گیا تھا وہ نمبر میرے دوست کی ایمبسی کا پرائیوٹ نمبر نکلا اس نے باتوں میں زکر کیا کہ کشمیر کسی کو کال کرنے کے لیے نمبر دیا گیا ہے میں نے جانچ کی تو پتا چلا سپاری دینے کے لیے نمبر دیا گیا تھا میں نے پاکستان کی ٹکٹ بک کی اور یہاں آیا کیونکہ وہاں کوئی انفارمیشن مجھے نہیں ملی لیکن پھر پتا چلا حملہ حداد کفیر پر ہوا ہے میں پھر بھی سامنے نا آیا کیونکہ مجھے حملہ آوار کا پتا کرنا تھا لیکن میں نے حداد کی خبر رکھی تو پتا چلا خون کی ضرورت ہے میرا بلڈ گروپ اتفاقاً حداد سے میچ ہوا میں نے اسے خون دیا پھر تلاش کرتا رہا حملہ آوار کی نا ملا لیکن شک مجھے زمان شاہ میر پر ہی تھا وہ ہی دشمن ہے کفیر'ز اور داؤد'ز کا اور اس کے بعد عشراق

جویریہ اور افق کڈنیپ ہو گئی تو پھر موقع نا ملا سامنے آنے کا" منہاج نے حنان کو دیکھتے سنجیدگی سے وضاحت دی۔

"لیکن عشراق کی جان بچانے میں تو زمان شاہ میر نے بھی مدد کی تھی اور یہاں ایک سوال اٹھتا ہے کہ زمان شاہ میر کی کفیر'ز اور داؤد'ز سے کیا دشمنی جو وہ حنان پر یا کبھی کسی پر حملہ کرے گا" ثوبان نے بہت ضروری سوال کیا۔

"کیونکہ زمان شاہ میر علی شاہ میر اور تاشہ شاہ میر کی موت کی خبر سنتا لوٹا تھا اپنی جائیداد لینے کیونکہ جب تک علی شاہ میر تھا زمان کو پیسوں کی تنگی نہیں تھی لیکن جیسے ہی علی شاہ میر نہیں رہے زمان ایک ایک روپے کا محتاج ہو گیا لیکن ثاقب داؤد اور شاہد کفیر نے باہم فیصلہ کر کے اسے ناکام کر دیا اور ول کے مطابق چار شاہ میر کا ہونا ضروری تھا اسی لیے جویریہ کی پہچان مٹا دی گئی کیونکہ جویریہ انجشہ اور فرحان شاہ میر کی موت کے بعد بہت بیمار ہو گئی تھی وہ پیلس سے خوفزدہ رہنے لگی تھی پھر اسے روقیہ آنٹی داؤد حویلی لے آئی۔۔یہ سب صرف اس لیے کیا گیا کہ زمان جائیداد حاصل نا کر سکے اور اس بات پر

زمان نے دھمکی دی تھی کفیر'ز اور داؤد'ز کی ہستی مٹا دے گا وہ دنیا سے۔۔اور رہی عشراق کو بچانے والی بات شاید وہ یاسر کے سامنے اچھا بننا چاہتا ہو وزیر اعظم کا عہدہ لینے کے لیے کیونکہ وزیراعظم بن کر فائدہ زمان کو ہونا تھا لیکن زمان یاسر کا دوست رہ چکا ہے اس کے متعلق تو یاسر ہی تم لوگوں کو بہتر بتا سکتا ہے " منہاج نے کہا اب سب کو پوری بات سمجھ آئی تھی جبکہ یازان کا تو سر ہی گھوم گیا جو کہانی سننے بیٹھا تھا وہ خراٹے بھر رہا تھا انجشہ کی کہانی سنتے سب اداس تھے اٹھارہ سال کی لڑکی نے محبت کی نا صرف بے رحم مار کھائی تھی بلکہ وہ موت بھی بے رحم محبت کے ہاتھوں مری تھی منہاج نے یازان کو دیکھتے نفی میں سر ہلایا۔۔اب زمان شاہ میر کا جو بھی ہونا تھا وہ دو ہفتے بعد ہی ہونا تھا جب یاسر لندن سے واپس آتا سب کو یاسر کا ہی انتظار کرنا تھا۔

دو ہفتے بعد :-

"آپ لوگ یہ کیوں کر رہے ہے برسوں پہلے بھی آپ دونوں نے میرے ساتھ زیادتی کی تھی اور آج بھی آپ لوگ میرے ساتھ ظلم کر رہے ہے میں نے آپ لوگوں کی ہمیشہ عزت کی ہے اور آپ لوگوں نے مجھے بے عزت کیا ہے اپنوں سے دور کر دیا" ایک شخص کی گھٹی گھٹی آواز گونجی تھی سامنے بیٹھے دو نفوس خاموش تھے۔

"جو ہم کہ رہے ہے وہ کرو ہمارے پاس زیادہ وقت نہیں ہے " سامنے بیٹھے دو میں سے ایک کی رعب دار آواز گونجی۔

"اور اگر میں یہ نا کرو تو ؟" سامنے بیٹھے شخص نے جیسے جاننا چاہا ان کی بات نا ماننے کا انجام کیا ہو گا۔

"نا بیس سال پہلے تمہارے پاس آپشن تھا نا آج ہے۔۔ تم بھی ہمارے ساتھ ساتھ اپنے دل عزیزوں کو کھو دو گے" اب جواب دوسرے آدمی نے دیا تھا سامنے بیٹھا شخص بے بسی سے ان دونوں کو دیکھتا رہا بیس سال پہلے بھی وہ بے بس تھا اپنوں کی وجہ سے اور آج بھی وہ اپنوں کی وجہ سے بے بس ہو گیا تھا۔

"کہتے ہے مرد بے بس نہیں ہوتا اور جو ہو جائے وہ نامرد ہوتا ہے مرد نہیں ۔۔ لیکن کوئی منہاج کفیر سے پوچھے بے بسی کی انتہا کیا ہے یا نامرد ہونے کی اذیت کیا ہے " وہ شخص بولا تو آواز تمسخرانہ تھی جبکہ اس کی اس بات پر سامنے دونوں آدمیوں نے پہلو بری طرح بدلا تھا پھر پین تھاما اور ٹیبل پر رکھے کاغذات پر دستخط کر گیا۔

"میں امید کرتا ہوں یہ سب آپ جس کے کہنے پر کر رہے ہے وہ آپ لوگوں سے کیا وعدہ نبھائے کیونکہ اگر ایسا نا ہوا تو نا آپ جی پائے گے نا میں" وہ بولا تو آواز میں کرب تھا لیکن پھر تلخی سے مسکرا دیا۔

یاسر نے پاکستان میں قدم رکھا تھا اور آج اس کی ملکہ بھی اپنے پیروں پر چلنے کے قابل تھی وہ سر زمین پاکستان پر اپنے پیر رکھ کر اپنے اللہ کی طرف سے پھر عطا کر دی اس نعمت کو محسوس کرنا چاہتی تھی یاسر بلیک ڈریس پینٹ اور وائٹ شرٹ میں ملبوس آنکھوں پر سیاہ گلاسس لگائے شرٹ کے کف کہنیوں تک فولڈ کیے ہوئے تھا سیاہ بال پیشانی پر بکھرے تھے سیاہ بیرڈ اور مونچھیں اس کے وجیہہ چہرے پر جچ رہی تھی ساحرانہ شخصیت کا مالک اس پر نگاہیں اٹھنے والی کتنی ہی لڑکیوں کے دل دھڑکا چکا تھا لیکن اس کی سیاہ چمکدار

مقناطیسی آنکھیں اپنی ملکہ پر تھی جو وائٹ عبایہ میں وائٹ ہی حجاب کیے اس کا ہاتھ تھامے کچھ اس کے سہارے کھڑی تھی اور اس کی سنہری آنکھوں میں خوشی کی لہر تھی جو یاسر دیکھ سکتا تھا دو سے تین منٹ بعد یاسر نے اپنی ملکہ کو باہوں میں بھرا اور لینڈ کروزر کی سمت بڑھا آگے پیچھے گارڈز یاسر سے کافی فاصلے پر تھے عشراق کا آپریشن کامیاب رہا تھا ان کے لندن جانے کے دو دن بعد ہی کچھ ٹیسٹ کرنے کے بعد آپریشن کر دیا گیا تھا لیکن آپریشن کرنے کی وجہ سے احتیاط کے مطابق عشراق کو فزیکل کمزوری تھی بیڈ ریسٹ اور پھر ایکسرسائز کی وجہ سے باقی دن ان کے لندن میں گزرے تھے عشراق کے آپریشن سے لے کر اس کی فیزیکل ایکسرسائز تک فی میل ڈاکٹرز اور فیزیشن نے کی تھی عشراق زیادہ دیر اپنے پیر پر کھڑی نہیں رہ سکتی تھی کیونکہ ابھی کچھ احتیاط سے کام لینا تھا لیکن وہ یاسر کے سہارے آرام سے اب چل پھر سکتی تھی۔

"یاسر آپ مجھے خود چلنے دے نا" عشراق یاسر کو دیکھ بولی۔

"ملکہ ابھی نہیں آہستہ آہستہ ایک دم سے وزن نہیں ڈالنا پیر پر اور زیادہ نہیں چلنا پھرنا ڈاکٹر نے منع کیا ہے " یاسر نے نرمی سے منع کیا جبکہ عشراق نے نروٹھے پن سے یاسر سے نگاہیں ہٹائی اس کی ملکہ ناراض ہو چکی تھی یاسر نے بے بسی سے ملکہ کو دیکھا۔

یاسر عشراق کو لینڈ کروزر میں بیٹھائے دروازہ بند کر کے پلٹا تھا کہ فراج جو اس کے پیچھے ہی کھڑا تھا یاسر کے گلے لگا فراج کے ساتھ ہی ثوبان مقدس حداد عترت جنہ افق مصطفی اور یازان تھے فراج کے بعد ثوبان یاسر کے گلے لگا اور خوب اسے سنائی جو دو ہفتے پہلے چلاکی کر کے گیا تھا یاسر سر جھکائے مسکراتا رہا جبکہ یازان اونچی آواز میں سلام کرتا عشراق سے ملا مقدس جنہ افق عترت سب عشراق سے ملی تو مصطفی اب یاسر سے دور کھڑا تھا۔

"کیا ہوا شریف بندے اب بھی ناراض ہو کیا میں نے تمہیں تمہاری اوقات صحیح سے نہیں بتائی تھی دو ہفتے پہلے ؟ یار یقین کرو میں تمہیں اپنا حصہ دے دو گا نا تو تمہاری اوقات پہلے سے زیادہ بڑھ جائے گی۔۔۔"یاسر ابھی کہ ہی رہا تھا کہ مصطفیٰ نے اوقات لفظ پر غصے سے پھیرتے یاسر کو مکہ جڑا ثوبان حداد فراج نے نفی میں سر ہلایا۔

"پاکستان سے جانے سے پہلے بھی مکہ کھایا اور آنے کے بعد بھی تم میری عزت نہیں کرتے اوقات والے بہنوئی" یاسر اپنا جبڑا سیدھا کرتا مصطفی کو مزید آگ لگا گیا مصطفی پھر حملہ کرتا کہ یازان کی آواز پر رکا۔

"واہ تھری پیس والے مولاء جی اور زور سے مارو ہمیں سسپینس میں چھوڑ کر چلے گے پتا ہے میں نے زمان شاہ میر کے انجام کے لیے یہ دو ہفتے کس طرح کاٹے ہے اپنے بادشاہ کے ساتھ" یازان ناک چڑھا کر بولا تھا مصطفی اور یاسر نے گردن گھما کر بیک وقت یازان کو دیکھا جو یاسر کے پیٹنے پر دانت دیکھا رہا تھا مصطفی نے بالوں میں ہاتھ پھیرا یازان کے ارمانوں پر پانی بھی پھیرا وہ منہ بنا گیا جبکہ یاسر نے یازان کو دیکھ سر جھٹکا۔

"ویسے میری افق کو کب طلاق دے رہے ہو تھری پیس والے مولاء جی" یازان نے مصطفی کے پاس آکر آنکھیں ٹپٹپا کر استفسار کیا مصطفی نے جبڑے بھینچے ایبرو ریز کی اور حداد کو دیکھا اشارہ صاف تھا اپنے چھوٹے کا منہ بند کر لو ورنہ اگلا مکہ اس کے منہ کی زینت بنے گا جس پر حداد کندھے اچکا گیا اس کا منہ تو کسی کا باپ بھی نہیں بند کر سکتا تھا ! حداد کیسے کرتا اور اگر کوشش

بھی کرتا تو وہ حداد کو دن میں تارے دیکھا دیتا آج کل یازان حنان اور حداد سے تو کیا کسی سے بھی نہیں ڈر رہا تھا۔

"وہ کیا ہے نا میں ان سے شادی کرنا چاہتا۔۔" ابھی یازان معصومیت سے شرماتا اپنی بات مکمل کرتا کہ مصطفیٰ کا مکہ یازان کا جبڑا ہلا گیا اتنے زور سے نہیں مارا تھا کہ خون نکلے لیکن اتنی شدت ضرور تھی کہ یازان کو درد ہوا یازان کی ناک سرخ ہوئی مٹھیاں بھینچی۔

"چھوٹو کو غصہ آگیا" مصطفیٰ نے یازان کے تاثرات دیکھ ہونٹ گول کر کے سیٹی بجاتے کہا۔

ثوبان اور فراج مصطفی سے بات نہیں کر رہے تھے جب سے اس نے افق کو طلاق کی بات کی تھی انھیں مصطفی کے کینسر کے مطلق نہیں معلوم تھا جبکہ یاسر نے دلچسپی سے یازان کو دیکھا وہ کیا کرے گا اب جبکہ خواتین عشراق سے کھڑے کھڑے ہی مرد حضرات کو آپس میں مصروف دیکھ خود بھی باتوں میں مصروف ہو گئی تھی فراج اور جنہ کی بھی صلح نہیں ہوئی تھی وجہ یاسر کے لندن جانے کے بعد فراج اپنے انٹرویوز میں مصروف ہو گیا تھا اور جنہ کے بھی رشتے کا پلان ملتوی کر دیا گیا تھا تو حداد اور عترت بھی ایک دوسرے سے زیادہ مخاطب نہیں ہوتے تھے حداد عترت کو ایٹیٹو دیتا تھا تو عترت بھی فل اپنے ایٹیوڈ میں ہوتی جبکہ ثوبان مقدس اور جویریہ حنان کا کپل پیار محبت سے رہ رہا تھا افق اب اپنے کمرے میں رہنے لگی تھی مصطفی بھی افق کو مخاطب نہیں کرتا تھا تو یازان بھی ہر روز رات کو قندیل سے بات کرتا بات بادشاہ سے شروع ہو کر قندیل پر ختم ہو جاتی قندیل کو بھی یازان پسند آنے لگا تھا جبکہ

یازان کو تو محبت ہو چکی تھی قندیل سے لیکن دو ہفتے سے یازان بھی داؤد حویلی نہیں گیا تھا وجہ اس کے فائنل چل رہے تھے اور فراج سے بھی خفا خفا تھا۔

"ثوبان بھائی " یازان سیدھا ثوبان کے پاس گیا سب کو حیرت ہوئی پانچ سال بعد یازان نے ثوبان بھائی کہا تھا جبکہ ثوبان صاحب فل ایٹیوڈ موڈ میں تھے ائیبرو ریز کر گئے۔

"آپ ایسے شخص کے ساتھ اپنی بہن کو کیسے رہنے دے سکتے ہے جو اس کے ساتھ نہیں رہنا چاہتا " یازان نے ثوبان سے کہا۔

"ہمم کرتے ہے کچھ " ثوبان نے بس اتنا کہا جبکہ مصطفی نے ثوبان کو ایسے دیکھا جیسے کہنا چاہتا جو دیکھ لے سامنے کھڑا ہو کچھ اکھاڑ سکتا ہے میرا تو اکھاڑ لے جبکہ یاسر فراج اور حداد خاموش تماشائی تھے۔

"کیا ؟ کیا مطلب کرتے ہے کچھ ہاں ؟ آپ کے سالے کو اس تھری پیس والے مولا جی نے مکہ مارا آپ کچھ نہیں کرے گے " یازان کی آنکھیں پھیلی تھی فراج کو بے ساختہ بری والی ہنسی آئی لیکن دوست پہلے ناراض تھا اسے مزید نہیں کر سکتا تھا جبکہ یاسر تو بنا لحاظ کیے ہنس دیا تو مصطفی بھی یازان کے انداز پر مسکرا دیا۔

"لیکن تم تو مجھے طلاق دے چکے ہو نا۔۔ اور اگر اس کمینے کو کچھ کہنا ہوا تو صرف اس لیے کہو گا کیونکہ اس نے میری بہن کو دکھ دیا " ثوبان نے بھی ہنسی چھپائے سنجیدگی سے کہا مصطفی کی ہنسی کو بریک لگا۔

"آپ لائق ہی نہیں میری آپی کے میں بھی اپنی اپی کو طلاق دلاؤ گا " یازان برا ہی مان گیا اور غصے سے بولا جبکہ حداد نے یازان کے ڈرامے پر تاصف سے سر جھٹکا جبکہ اس بات پر ثوبان کی رگیں تن گئی مزاق میں بھی اسے یہ بات پسند نا آئی۔

"ویسے آئیڈیا اچھا ہے " حداد کچھ سوچتے ہوئے متفق ہوا۔

"مجھے بھی اس فتنی سے حساب برابر کرنا ہے جو اس سانڈ کے ساتھ رہتے نہیں ہو سکتا یازان میں تیرے ساتھ۔۔"ابھی حداد بول ہی رہا تھا اور یازان خوش ہو ہی رہا تھا جب ثوبان نے ایک مکہ یازان کو رسید کیا یازان تو پورا ہی ہل گیا تو

حداد کی زبان کو بریک فورا لگی وہ ائیر پورٹ پر کھڑا ہو کر کم سے کم اپنی عزت کا جنازہ یازان کی طرح نہیں نکال سکتا تھا۔

"تجھے بھی کھانا ہے تو آجا " ثوبان حداد کو دیکھتا بولا وہ رخ ہی پھیر گیا یازان نے بھائی کو دیکھا جو سوتیلے ہونے کی وائب دے رہا تھا۔

"ثوبان میرے بھائی کو کیوں مارا آپ نے " ثوبان کو مکہ مارتے مقدس دیکھ چکی تھی غرا کر جلدی یازان کے قریب آئی جو بہن کو سائیڈ لیتا دیکھ نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے معصومیت سے مقدس کی گردن میں دونوں باہیں بچو کی طرح ڈال گیا مقدس کا ثوبان کی طرح یازان کے بھی سینے تک آتی تھی یازان کو جھکنا پڑا مقدس کو ثوبان پر مزید غصہ آیا وہ یازان کی پیٹھ سہلانے لگی۔

"آپی آپ کے شوہر گندے ہے مجھے مار رہے ہے میں نے بس اتنا ہی تو کہا تھا میری آپی سے زیادہ خوبصورت نہیں وہ لڑکی جسے آپ یوں نادیدوں کی طرح دیکھ رہے ہے " یازان نے آنکھوں میں شیطانی چمک لیے کہا مقدس کے غصے میں مزید اضافہ ہوا جبکہ ثوبان مصطفی یاسر فراج کا تو منہ ہی کھل گیا حداد جبکہ دلچسپی سے سین انجوائے کر رہا تھا اسے پتا تھا آگے اور دھماکے ہونے ہے اور ان سالوں کی بری حالت ہونے والی ہے لیکن حداد کو یہ نہیں پتا تھا یازان اسے بھی نہیں بخشنے والا۔

"مقدس میری جان یہ جھوٹ بول رہا ہے " ثوبان بوکھلا گیا لیکن وہ بھابھی ماں سے اتنا ڈرتا ہے فراج اور یاسر کو صدمہ سا ہوا جبکہ مصطفی کو بھی مزہ آیا ثوبان کی حالت پر۔

"مجھے اپنے بھائی پر پورا یقین ہے یہ سچ بول رہا ہے ویسے بھی آپ بدکردار میاں ہے آپ سے اور امید ہی کیا کر سکتی ہو میں " مقدس سرخ ناک سے بولی۔

"تم کب تک مجھے ایک منگنی پر یہ بدکرداری کا طعنہ دیتی رہو گی اور کیسی بیوی ہو شوہر پر اعتبار نہیں " ثوبان نے مقدس کو گھورتے شرم دلانے والے انداز میں کہا باقی سب ان کی لڑائی دیکھ رہے تھے۔

"جب جب آپ بدکرداری پر مہر لگاتے رہے گے اور نہیں ہے مجھے اعتبار آپ پر لڑکیوں کے معاملے میں تو بلکل نہیں " مقدس یازان کی پیٹھ سہلاتے بولی یازان کے لب مسکرائے۔

"میں مرد ہو نا کے چھچھورا آوارہ لڑکا اور مجھے صرف تم پسند ہو جاناں " ثوبان نے معصومیت سے اپنی شیرنی کو دیکھتے کہا جس کا غصہ اور اس کی بے عزتی بڑھتی جا رہی تھی ثوبان نے صلح جو انداز میں کہا۔

"آپی جھوٹ بول رہے ہے دیکھے وہ لڑکی شادی شدہ ہے ایک بچہ ہے اس کا کسی کی بیوی پر گندی نظر رکھ رہے تھے منع کیا تو مجھے مارا جبکہ بچہ دیکھے کتنا کیوٹ ہے اسے دیکھ کر گندی گندی شکلیں بنا رہے تھے " یازان مقدس کی گردن سے چہرہ نکال کر ایک طرف اشارہ کرتا بولا جہاں ایک ماڈرن سی لڑکی اپنے تقریباً تین سال کے بیٹے کے ساتھ کھڑی تھی اور واپس مقدس کی گردن میں منہ چھپا گیا مقدس نے دیکھا اور مزید سرخ ہوئی وہ صدا کی ہی جزباتی اور غصیلی تھی۔

"مرد کو ہمیشہ بچے اپنے اور بیوی دوسروں کی ہی اچھی لگتی ہے " مقدس بولی جبکہ مقدس کی بات پر مصطفی حداد یاسر اور فراج کی آنکھیں پھیلی تو عترت اور افق بھی جو ابھی ابھی اس طرف آئی تھی مقدس کی بات سنتی نا سمجھی سے سب کو دیکھنے لگی عشراق اور جنہ لینڈ کروزر میں بیٹھی باتوں میں مصروف تھیں

۔

"کیا ہوا ہے بھابھی؟" عترت مقدس کے قریب آتی بولی جبکہ یازان نے عترت کو دیکھا اور مقدس سے الگ ہوتا ہونٹ کاٹتا معصومیت سے عترت کے گلے لگا حداد تو یہ دیکھ ہل بھی نا پایا عترت خود شل رہ گئی مقدس کوئی جواب دے پاتی کہ یازان عترت سے بول پڑا۔

"بھابھی آپ کے ویلن میاں جی بھی لڑکیاں تاڑ رہے تھے میں نے منع کیا تو مجھے گھورنے لگے " یازان بولا تو حداد ہوش میں آیا۔

"کمینے میری بیوی سے دور ہو " حداد ہوش میں آتا یازان تک پہنچتا گدی سے پکڑ کر عترت سے دور کرتا اس کے منہ پر مکہ جڑ گیا یہ تیسرا مکہ تھا جو بیچارے خیر یازان بیچارہ تو کہی سے بھی نہیں ہے اس کو پڑا تھا اور حداد کا مکہ اتنا شدید تھا کہ یازان بلبلا اٹھا بہنوئی نے کم بھائی نے زیادہ زور سے مارا تھا یازان کو یقین ہو گیا یہ سوتیلا بھائی ہے اس کا۔

"کیا کر رہے ہے آپ کیوں تماشہ لگا رہے ہے کیوں بیچارے کو مار رہے ہے ؟ " عترت حداد سے بولی حداد عترت کی سمت خونخوار نظروں سے پلٹا عترت نے بے ساختہ تھوک نگلا۔

"یہ کمینہ تمہارے گلے کیسے لگا " حداد عترت کو اپنے سخت حصار میں لیتا غرایا تھا یازان نے لڑاکا عورتوں کی طرح دونوں ہاتھ کمر پر ٹکائے۔

"وہ تو میری بھابھی ماں ہے میں پھر بھی گلے نہیں لگ سکتا واہ اور خود جو آنکھیں دوسری لڑکیوں پر سیکھ رہے تھے وہ کیا تھا "یازان ناک سکوڑ کر بولتا کمینگی کے ریکارڈ توڑ گیا عترت نے اب حداد کا ڈر بھولائے غصے سے حداد کو دیکھا۔

"فراج یہ تو اپنے بھائی کو بھی نہیں بخشتا " یاسر نے پاس کھڑے فراج کے کان میں سرگوشی کی۔

"بہت کمینی چیز ہے آپ کا چھوٹا سالا بچ کر رہنا پڑے گا اس سے " فراج نے بولا تو یاسر نے بھی اثبات میں سر ہلایا۔

"کچھ کہا میرے بارے میں ؟" یاسر اور فراج کو خود کو تکتا پا کر سرگوشی کرتا دیکھ یازان نے ویسے ہی ہاتھ ٹکائے ائیبرو ریز کرتے استفسار کیا یاسر اور فراج نے بے ساختہ نفی میں سر ہلایا یازان شیطانیت سے مسکرایا۔

"حداد مجھے آپ سے یہ امید نہیں تھی" عترت حداد کے حصار سے جھٹکے سے نکلتی پھنکاری تھی مصطفی ، یاسر اور فراج نے اپنی بہن کو پہلی دفعہ اتنے غصے میں دیکھا تھا ورنہ عترت تو کبھی غصہ کرتی بھی نہیں تھی انھیں ویسے والے دن بھی عترت کو حداد پر طنز کرتے دیکھ شاک لگا تھا لیکن خود کو کمپوز کر گئے تھے مقدس نے واقعی عترت کی ٹون بدل دی تھی ورنہ عترت تو ہمیشہ منمناتی رہتی تھی۔

"تمہاری امیدیں حویلی میں پوری کرو گا فی الحال دماغ خراب نہیں کرو پہلے تمہارے دیور کو قتل کرنے کا ارادہ ہے میرا یہ نا ہو اس کی بھابھی ماں کی بھی ٹکٹ کٹا دو " حداد دبی دبی آواز میں غرایا تھا مقدس سمیت سب ان کا تماشہ دیکھ رہے تھے حداد کو عترت پر غصہ کرتا دیکھ یاسر ثوبان مصطفی فراج اور یاسر کسی کو بھی اچھا نہیں لگا تھا صرف ایک پھپھا کٹنا یازان تھا جو پیڑول ڈالے آگ پر ہاتھ سیکھ رہا تھا۔

"بھائی آپ عترت سے ایسے بات۔۔"مقدس بولنے لگی۔

"چپ کرو تم تو فتنی اس کی زبان تمہاری وجہ سے کھلی ہے دل کرتا ہے گلا دبا دو دونوں بہن بھائیوں کا " حداد مقدس اور یازان کو دیکھتا غرایا ان دونوں نے

آنکھیں گھمائی جبکہ افق حداد کو غصہ کرتے دیکھ ثوبان کی طرف کھسکی تھی اسے حداد سے ڈر لگ رہا تھا۔

"میری افق آپ ڈرے نہیں یہ ہے ہی میرا جلالی ویلن بھائی آپ میرے پاس اجائے" یازان افق کو ثوبان کے قریب ہوتا دیکھ مسکرا کر بولا تھا جبکہ حداد اور ثوبان بھر بھر جلے تھے اب ان کی بیویوں کو اپنا بھائی اور دیور نہیں نظر آرہا تھا جو کھلے عام شادی شدہ لڑکی سے فلرٹ کر رہا تھا جبکہ افق کے ساتھ یازان کو فری ہوتا دیکھ مصطفی نے جبڑے بھینچے لیکن ظاہر نہیں کیا وہ چاہتا تھا افق اس سے جتنا ہو سکے دور ہی رہے۔

"یہ مجھے کہی سے بھی اپنی ملکہ کا بھائی نہیں لگتا اس کی حرکتیں دیکھو " یاسر فراج سے بولا جو خود یہ ہی سوچ رہا تھا یازان اور جنہ کہی سے بھی حنان اور عشراق کے بھائی بہن نہیں لگتے تھے۔

"سر آپ لوگ پلیز اپنی کار آگے کرے گے مسافر پریشان ہو رہے ہے اور آپ کے گارڈز ۔۔" ائیر پورٹ عملے کے سکیورٹی گارڈ نے نظریں جھکائے مؤدب انداز میں ڈرتے ہوئے کہا تو سب نے سکیورٹی گارڈ کو دیکھا پھر آس پاس اکھٹے ہوئے ہجوم کو جو ان لوگوں کو تماشائی بنے دیکھ رہے تھے سب شرمندہ ہوئے اور اپنی اپنی گاڑیوں کی سمت بڑھ گئے تھے ائیر پورٹ عملے نے بھی سکھ کا سانس لیا ورنہ آج میاں بیوی اور سالا بہنوئی اور پھر سب پر بھاری یازان نے یہاں جنگ عظیم سب سے شروع کروا دینی تھی۔

\-

کفیر اور داؤد حویلی کے مکین اپنے بچوں کا انتظار کر رہے تھے حنان اور جویریہ بھی کفیر حویلی میں تھے حنان کی ضروری میٹنگ تھی جس کی وجہ سے وہ عشراق اور یاسر سے ملنے نہیں جا پایا حنان نیوز چینل سفرنگ کر رہا تھا تو وہی دوسری طرف ثوبیہ بیگم بھی قندیل کا اور باقی بچوں کا انتظار کر رہی تھی قندیل کو یونیورسٹی سے اب تک آجانا چاہیے تھا ثوبیہ بیگم پریشان تھی جب انھیں کسی ان سیو نمبر سے کال آئی اور فون کان سے لگاتے وہ کچھ دیر بعد بے ہوش ہو گئی روقیہ بیگم نے ملازمہ کے ساتھ انھیں سنبھالا ثاقب داؤد ، جازم اور شازم صاحب بھی پریشان ہوئے جازم صاحب نے ثوبیہ بیگم کا فون کان سے لگایا تو وہ بھی ساکت رہ گئے۔

"کیا ہوا ؟" ثاقب داؤد نے پریشانی سے استفسار کیا۔

"قندیل۔۔قندیل۔۔کی گاڑی۔۔بلاسٹ ہو گئی" جازم صاحب کے الفاظ سب کو ڈگمگا گئے روقیہ بیگم نے منہ پر ہاتھ رکھے اپنی چیخ کا گلا گھونٹا۔

تو وہی دوسری طرف حنان جویریہ کو محبت سے دیکھ رہا تھا اور بے باک اشارے کر رہا تھا سب بڑوں سے آنکھ بچا کر جویریہ ڈائینگ ٹیبل سیٹ کرتی حنان کو گھور رہی تھی وہی حنان کے اشاروں پر سرخ پڑ رہی تھی اور ملازمائیں انھیں دیکھ معنی خیزی سے ہنس رہی تھی کہ نیوز چینل سے ابھرتی خبر سنتے حنان نے سامنے ال سی ڈی کو دیکھا۔

"ناظرین آپ کو بتاتے چلے آج سابقہ سیاستدان یاسر شازم داؤد اپنی اہلیہ عشراق یاسر داؤد کے ساتھ لندن سے واپس اپنے صوبے کشمیر میں پہنچے تھے کہ ان کی گاڑی سنسان سڑک پر بلاسٹ ہو گئی اور اطلاع کے مطابق ان کے رشتہ دار ان کا استقبال کرنے کے لیے ائیر پورٹ تشریف لائے تھے ان کی

گاڑیاں بھی آگ کی لپیٹ میں آئی ہے سابقہ سیاستدان کے رشتہ داروں میں ان کے بھائی مشہور بزنس ٹائیکون ثوبان جازم داؤد اور ان کی اہلیہ ، ان کے بہنوئی اور کزن شاہ میر گروپ آف انڈسٹری کے مالک مصطفی شاہ میر اور ان کی اہلیہ افق مصطفی شاہ میر ، ان کے بھائی اور مشہور فائیٹر فراج شازم داؤد ، سابقہ سیاستدان کے سالے محترم مشہور بزنس ٹائیکون حداد عالم کفیر اور ان کی اہلیہ عترت حداد کفیر ، جنہ اعظم کفیر ، یازان اعظم کفیر شامل ہے۔۔بتایا جا رہا ہے ان کی لاشوں کا ملنا بھی مشکل ہے اور..." نیوز اینکر بول رہی تھی اور کفیر حویلی میں سکوت چھا گئی۔

کفیر اور داؤد حویلی میں سکتے کا عالم تھا روقیہ ، ثوبیہ اور فاطمہ بیگم نے رو رو کر اپنا برا حال کر لیا تھا اعظم عالم شازم اور جازم صاحب کو سمجھ نہیں آرہا تھا خود

کو سنبھالے یا باپ اور بیویوں کو سنبھالے یا میڈیا کو جو مسلسل ان سے رابطہ کرنے کی کوشش کر رہی تھی عمران اور یاسر حادثے کی جگہ پر تھے اور بامشکل کھڑے تھے جہاں یاسر اور سب سلمان کے دوست تھے وہی عمران کے لیے بھی وہ سب اس کے بوس کی طرح تھے ان کی آنکھیں بھی نم تھی آگ شدت سے سب کو اپنی لپیٹ میں لے چکی تھی کسی کا بھی بچنا نا ممکن تھا وہی قندیل کی کار میں بھی بلاسٹ ہوا تھا آگ تو بجھا دی گئی تھی لیکن وہاں وحشت کا عالم تھا جھلسی ہوئی لاشوں کو نکالنے کی کوشش کی جا رہی تھی کفیر'ز اور داؤد'ز پر قیامت ٹوٹی تھی۔

اور دوسری طرف زمان شاہ میر اپنی پوری وجاہت کے ساتھ شاہ میر پیلس میں داخل ہوا تھا چہرہ سنجیدہ تھا وہ اشتیاق سے اس پیلس کو دیکھ رہا تھا شاہ میر پیلس جو اندھیرے میں نہایا ہوا تھا زمان شاہ میر کے قدموں کی آہٹ سے روشنی ہر سو پھیل چکی تھی زمان شاہ میر اچانک روشنیوں کو دیکھ حیران ہوتا

لاؤنج کے صوفوں کی سمت پلٹا تھا کہ وہاں حنان کو دیکھ اس کی آنکھیں مزید حیران ہوئی حنان اعظم کفیر ٹانگ پر ٹانگ جمائے گہرے سیاہ بالوں کو پونی میں قید کیے ایک لٹ اس کی پیشانی پر جھول رہی تھی سرمئی آنکھوں میں سرخ ڈورے تھے شرٹ کے کف کہنیوں تک فولڈ تھے۔

"تم یہاں ؟" زمان شاہ میر جو بلیک ڈریس پینٹ اور شرٹ میں ملبوس تھا سیاہ آنکھوں میں حیرت لیے حنان کو دیکھنے لگا جس کی نگاہیں اس پر ہی گڑھی ہوئی تھی۔

"ہاں میں یہاں ، تیری موت بن کر آیا ہو تیری موت کا پروانہ لیے " حنان کھڑا ہوتا دھاڑا تھا اور زمان شاہ میر کی سمت لپکا اس کا گریبان پکڑے ایک ہی جست میں کئی مکے حنان نے زمان کے منہ پر جڑے تھے بنا سمجھنے کا موقع دئے جبکہ زمان جلد سنبھلا تھا اور اب غصے میں آتے حنان سے اپنا بچاؤ کرتے

اس پر وار کرنے لگا دونوں میں ایک سنگین سی لڑائی چھڑ گئی جہاں زمان کے منہ سے خون نکل رہے تھے وہی حنان بھی اب زمان کے وار کو ناکام نہیں کر پا رہا تھا۔

"مجھ پر ہاتھ کیسے اٹھایا تو نے " زمان دھاڑا تھا اور ایک اور مکا حنان کو دے مارا۔

"تیرا تو میں خون کرو گا تیری وجہ سے میرے بھائی میری بہنیں میرے دوست خطرے میں آئے تیری ہمت کیسے ہوئی ان پر حملہ کروانے کی " حنان نے دھاڑتے زمان کے پیٹ پر کک ماری زمان اس کے الفاظ اور وار پر سکتے میں رہ گیا۔

"میری وجہ سے ؟" زمان کے بس ہونٹ ہلے۔

"تیری وجہ سے میرا خاندان اپنوں سے بچھڑنے کا غم سہہ رہا ہے " حنان نے کہتے ایک اور پنچ زمان کو رسید کیا زمان نا اب اپنا بچاؤ کر رہا تھا نا حنان پر وار وہ بس حنان کو دیکھ رہا تھا۔

"تیری وجہ سے داؤد خاندان بھی غم اور تکلیف سے گزر رہا ہے " حنان پھر دھاڑتا حملہ کر گیا۔

"تیری وجہ سے ، تیرے لالچ ، تیری خود گرزی ، تیرے اس پیلس کے لیے لالچ نے ہمیں برباد کرنے کی کوشش کی" حنان غصے سے پھیرایا تھا۔

"تیری وجہ سے برسوں پہلے انجشہ آپی مری ، تیری محبت نے انھیں موت دے دی ،تیری وجہ سے برسوں پہلے شاہ میر خاندان میں ماتم بچھا اور آج میں تجھے ہی ختم کر دوں گا مار ڈالوں گا تجھے " حنان اب زمان کے منہ پر کک رسید کرتا ہانپتے ہوئے دھاڑا تھا ساری رگیں تنی تھی چہرہ غصے سے سرخ تھا ناک اور منہ سے خون کی لکیر نکل رہی تھی۔

"میری وجہ سے نہیں میری وجہ سے نہیں یہ سب ثاقب داؤد اور شاہد کفیر کی خود غرضی کی وجہ سے ہوا ہے " زمان اب ہوش میں آتا چیخا تھا انجشہ پر بات اس کا خون کھولا گئی تھی جبکہ حنان نے بے یقین نظروں سے زمان کو دیکھا وہ دو پل کے لیے رکا لیکن پھر زمان کی سازش سمجھتے اس پر وار کرنے لگا لیکن اس دفعہ زمان نے پوری قوت سے حنان کا جبڑا ہلا دیا حنان زمان سے چار قدم دور ہوا حنان اس کی سمت بڑھتا کہ جویریہ نے حنان کو سینے پر ہاتھ رکھے روکا حنان نے جویریہ کو دیکھا جو سرخ سنہری آنکھوں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی

جویریہ کے پیچھے شاہد کفیر منہاج کفیر ثاقب داؤد اور سب بڑے پیلس میں داخل ہوئے تھے۔

"حنان جزبات میں کوئی غلط قدم مت اٹھاؤ " جویریہ نے حنان سے کہا حنان نے جویریہ کے ہاتھ اپنے سینے سے ہٹاتے زمان کو دیکھا جو اب اس کے مقابل کھڑا تھا حنان نے گن نکالی جویریہ نے اس کے ہاتھ سے گن لینی چاہی حنان نے جویریہ کے ہاتھ جھٹک دئے۔

"کوئی نہیں روکے گا مجھے آج میں اس کو جان سے مار دونگا " حنان دھاڑا تھا حنان کی دھاڑ پر جویریہ نے زمان کو دیکھا تھا اور بری طرح لب بھینچے تھے۔

"حنان یہ پولیس کا کام ہے تم قانون کو اپنے ہاتھ میں نہیں لو ہم اسے پولیس کے حوالے کر دے گے " منہاج کفیر بولا۔

"پولیس کے حوالے برسوں پہلے کر دینا چاہیے تھا جب اس نے انجشہ آپی کا قتل کیا لیکن اب بہت دیر ہو گئی ہے اس نے میرے اپنوں کو نقصان پہنچایا میں اسے آج اپنے ہاتھوں سے سزا دو گا" حنان چیخا تھا اور گن لوڈ کرتا زمان پر تان گیا حنان کی اس حرکت پر سب ششدہ رہ گئے۔

****

"مجھے مارنے سے پہلے ایک دفعہ اپنے داجی اور ثاقب داؤد سے پوچھو اصل مجرم کون ہے آج میں بھی برسوں سے چلتے اس کھیل کو ختم کرنا چاہتا ہو جس نے میری زندگی خراب کر دی میری محبت میری دوست کو اور میری ہاتھوں

میں پلی بہن کو مجھ سے چھین لیا " زمان بھی غصے سے شاہد اور ثاقب داؤد کو دیکھتا دھاڑا تھا جنھوں نے پہلو بدلا تھا منہاج خاموش ہو گیا۔

"ہمارے بزرگوں کا نام مت لو " حنان غرایا تھا لیکن زمان پر کوئی اثر نا ہوا۔

"کیوں نا لو یہ ہی تو جانتے ہے وہ مجرم کون ہے انھوں نے ہی مجھے علی چاچو اور تاشہ چچی کی موت پر ہاتھ جوڑ کر منت سماجت کر کے واپس لندن بھیجا تھا انھوں نے ہی مجھ سے سائن لیے تھے شاہ میر پیلس اور پراپرٹی کو منہاج کفیر کے ہینڈ اور کرنے کے لیے صبح ہی یہ دونوں میرے پاس آئے تھے۔۔پوچھو ان سے منہاج کفیر کو کیوں سب کی نظروں بچا رہے ہے یہ پوچھو کیوں میری پراپرٹی منہاج کے نام کروائی ؟" زمان ثاقب داؤد اور شاہد کفیر کو دیکھتے بولا کہ حنان نے اس کے سینے پر تانی گن کی نوک کو اس کے سینے پر مزید پیوست کیا لیکن زمان ہر تکلیف برداشت کرتا اب بھی ثاقب داؤد اور شاہد کفیر کو ہی دیکھ رہا تھا۔

صبح نو بجے :-

"آپ لوگ یہ کیوں کر رہے ہے برسوں پہلے بھی آپ دونوں نے میرے ساتھ زیادتی کی تھی اور آج بھی آپ لوگ میرے ساتھ ظلم کر رہے ہے میں نے آپ لوگوں کی ہمیشہ عزت کی ہے اور آپ لوگوں نے مجھے بے عزت کیا ہے اپنوں سے دور کر دیا" زمان شاہ میر کی گھٹی گھٹی آواز گونجی تھی سامنے بیٹھے دو نفوس خاموش تھے ایک شاہد کفیر تھا تو دوسرا ان کا جگری دوست ثاقب داؤد۔

"جو ہم کہ رہے ہے وہ کرو ہمارے پاس زیادہ وقت نہیں ہے" ثاقب داؤد کی رعب دار آواز گونجی۔

"اور اگر میں یہ نا کرو تو؟" زمان شاہ میر نے جیسے جاننا چاہا ان کی بات نا ماننے کا انجام کیا ہو گا۔

"نا بیس سال پہلے تمہارے پاس آپشن تھا نا آج ہے۔۔ تم بھی ہمارے ساتھ ساتھ اپنے دل عزیزوں کو کھو دو گے" اب جواب شاہد کفیر نے دیا تھا زمان شاہ

میر بے بسی سے ان دونوں کو دیکھتا رہا بیس سال پہلے بھی وہ بے بس تھا اپنوں کی وجہ سے اور آج بھی وہ اپنوں کی وجہ سے بے بس ہو گیا تھا۔

"کہتے ہے مرد بے بس نہیں ہوتا اور جو ہو جائے وہ نامرد ہوتا ہے مرد نہیں ۔۔لیکن کوئی منہاج کفیر سے پوچھے بے بسی کی انتہا کیا ہے یا نامرد ہونے کی اذیت کیا ہے " زمان شاہ میر بولا تو آواز تمسخرانہ تھی جبکہ اس کی اس بات پر شاہد کفیر اور ثاقب داؤد نے پہلو بری طرح بدلا تھا پھر پین تھاما اور ٹیبل پر رکھے کاغذات پر دستخط کر گیا۔

"میں امید کرتا ہوں یہ سب آپ جس کے کہنے پر کر رہے ہے وہ آپ لوگوں سے کیا وعدہ نبھائے کیونکہ اگر ایسا نا ہوا تو نا آپ جی پائے گے نا میں"زمان بولا تو آواز میں کرب تھا لیکن پھر تلخی سے مسکرا دیا۔

"بکواس بند کرو اپنی تمہیں کیا لگتا ہے میں تمہاری باتوں میں آجاؤ گا ؟ تم نے میرے بہن بھائیوں پر حملہ کروایا کفیر ، شاہ میر اور داؤد خاندان کے وارثوں

کو مارنے کی کوشش کی میں تمہیں بخش دو گا میرے بزرگوں پر الزام لگاؤ گے اور میں تمہاری بات مان لو گا ؟ نہیں زمان شاہ میر تمہاری جان میں اپنے ہاتھوں سے لو گا " زمان غرایا تھا ٹرگر دبانے لگا لیکن پھر حنان مسکرایا۔

"ہاں تمہاری سزا موت ہے لیکن اس موت سے پہلے میں تمہیں کچھ دیکھانا چاہتا ہوں " حنان نے گن ہٹائی اور پیلس کی دو اعتراف میں بنی سیڑھیوں کی طرف اشارہ کیا جہاں سے پہلے حداد دائیں والی سیڑھیوں سے اترا تھا تو بائیں والی سیڑھیوں سے ثوبان اترتا نظر آیا سب لوگ ششدہ رہ گیا اور یہ ہی نہیں حداد کے پیچھے عترت تھی تو ثوبان کے پیچھے مقدس اور ایسے ہی افق مصطفی یاسر عشراق یازان جنہ فراج سیڑھیاں اترتے نظر آئے وہ لوگ ٹھیک تھے صحیح سلامت تھے سلمان اور عمران بھی ان کے پیچھے تھے حنان کے علاوہ سب لوگ بے یقینی سے انھیں دیکھ رہے تھے تو وہی منہاج کفیر کے چہرہ فق ہوا جسے بہت غور سے حنان نے ایک نظر منہاج کفیر پر ڈالتے دیکھا تھا۔

"کیا ہوا حیرت ہوئی ؟ ہونی بھی چاہیے کیونکہ تمہاری سازش جو ناکام ہو گئی۔۔ تم نے سوچ بھی کیسے لیا کہ میرے ہوتے ہوئے تم میرے اپنوں کو نقصان پہنچا سکتے ہو "حنان مسکرایا تھا جبکہ اب باقی سب اعتراف میں کھڑے تھے۔

"میں نے تمہیں دوست سمجھا اور تم نے میری پیٹھ پر وار کیا" یاسر نے کہا۔

"تم ٹھیک ہو ؟" زمان یاسر کی سمت بڑھا گلے لگنے کے لیے لیکن منہاج بیچ میں آیا۔

"ہاں یہ سب ٹھیک ہے لیکن اب تم ٹھیک نہیں رہو گے۔۔حنان تم صحیح کہ رہے تھے اس کی سزا موت ہے اسے مر ہی جانا چاہیے " منہاج نے کہتے زمان کو دھکا دیا تھا لیکن زمان سنبھلتا منہاج کے منہ پر پنچ رسید کر گیا۔

"کس کی سزا موت ہے یہ میں جان چکا ہو اور آج میں ان سب کو بھی بتاؤ ۔۔۔"زمان نے غراتے منہاج کے منہ پر پھر مکا مارا کہ حنان منہاج پر حملہ ہوتا دیکھ اب فورا زمان کے سر پر بندوق تان گیا زمان نے لہو آنکھیں سے منہاج اور حنان کو دیکھا تھا باقی سب تماشائی بنے ہوئے تھے صرف ان سب

کو دیکھ رہے تھے یاسر بھی پینٹ میں ہاتھ اڑسائے زمان پر نظریں گاڑھے تھا زمان نے یاسر کو دیکھا جس نے نگاہیں پھیر لی زمان لب بھینچ کر رہ گیا۔

"حنان بنا وقت ضائع کیے اس کا سازشوں سے بھرا یہ دماغ اڑا دو " منہاج کفیر اپنے منہ سے نکلا خون صاف کرتا بولا تھا۔

"پہلے اسے اپنے جرم کا اعتراف تو کرنے دو " حداد بولا تھا۔

"میں نے کوئی جرم نہیں کیا " زمان دھاڑا تھا۔

" گناہ کیا ہے " ثوبان نے ناگواری سے زمان کو دیکھتے کہا۔

"بتاؤ یہ سب کیوں کیا تم نے " فراج بھی بولا تھا۔

"میں نے کچھ نہیں کیا یہ سب منہاج کفیر نے کیا ہے اس نے کیا۔۔" زمان منہاج کفیر کی سمت اشارہ کرتا بول رہا تھا کہ منہاج نے اس کی بات کاٹی۔

" کبھی ثاقب داؤد تو کبھی شاہد داجی پر الزام لگا رہے ہو اور اب میں نے کیا ہے واہ " منہاج کفیر غرایا تھا۔

"تم نے ہی کیا ہے یہ سب پیلس اور پراپرٹی تمہارے نام ہے تم نے شاہد کفیر اور ثاقب داؤد کو بلیک میل کیا تھا کہ اگر میں نے یہ پراپرٹی تمہارے نام نہیں لگوائی تو تم ان کے پوتے پوتیوں کو مصطفی کو سب کو مار دو گے " زمان دھاڑا تھا۔

"میں نے ایسا کچھ نہیں کیا تم خود کو بچانے کے لیے مجھ پر الزام کیسے لگا سکتے ہو اور مجھے نہیں معلوم پراپرٹی میرے نام لگوائی گئی بھی ہے یا نہیں" منہاج نے غصے سے شاہد کفیر اور ثاقب داؤد کو دیکھتے کہا۔

"اور یہ سب کرنے سے میرا کیا فائدہ ہو گا یہ بتاؤ مجھے کیا حاصل ہو گا یہ سب کر کے میری کیا دشمنی ہے ان سب سے یا تم سے " منہاج نے مزید کہا۔

"تمہیں تو یہ پیلس ملے گا پراپرٹی ملے گی تمہارا فائدہ ہے میرا نہیں " سب منہاج کفیر کو سن رہے تھے۔

"میں بتاتا ہو تمہیں۔۔ تمہیں وہ سب کچھ چاہیے تھا جو میرا پاس تھا تم حاسد تھے تم حسد کرتے تھے مجھ سے ، منافق تھے " زمان بولا تو آواز تمسخرانہ تھی۔

"بکواس بند کرو اپنی یہ پیلس یہ پراپرٹی تمہاری تھی انجشہ شاہ میر تمہاری تھی وہ تم سے محبت کرتی تھی تم سے وفادار تھی اور تم نے کیا کیا اس کے ساتھ تم نے اسے اسی پیلس کی چھت سے دھکا دے دیا بلکل اسی طرح جس طرح شفا کو دیا تھا انجشہ نے تم سے محبت کی تمہیں اپنا سب کچھ دیا اور تم نے صرف پراپرٹی کے خاطر طیش میں آکر اسے بلکل شفا کی طرح مار دیا تم نے یہ بھی خیال نہیں کیا انجشہ اور شفا کس حالت میں تھی تم نے دو نہیں چار قتل کیے ہے " منہاج کفیر دھاڑا تھا جہاں سب لوگ شل دماغ سے ان کی الزام تراشی سن رہے تھے منہاج کی بات پر شاہد کفیر ، ثاقب داؤد اور سب کے چہروں پر حیرانگی ابھری تھی سب نے منہاج کفیر کو دیکھا اس نے یہ کیوں کہا کہ چار قتل کیے ہے ؟ ایک شفا کا دوسرا اس کے بچے کا تیسرا انجشہ کا تو کیا چوتھا انجشہ کے بچے کا انجشہ بھی پریگنٹ تھی ؟

"تم شکل کیا دیکھ رہے ہو " منہاج نے پھولی سانسوں سے حنان کو دیکھا جو صرف منہاج کو دیکھ رہا تھا منہاج نے غصے سے حنان کے ہاتھ سے گن لی اور زمان پر تان دی۔

"کاش وہاں کوئی گواہ موجود ہوتا جو تمہاری اصلیت اور چہرے پر پہنا یہ نقاب اتار سکتا لیکن اب انصاف تمہیں ختم کر کے ہی ہو گا " منہاج نے ٹرگر دبانے کے لیے انگلی رکھی کہ اس کی کنپٹی پر گن تان دی گئی منہاج کفیر کی آنکھوں میں حیرت ابھری آنکھیں میں نا سمجھی بڑھی اس نے گردن موڑ کر دیکھا تو گن تاننے والی وہی تھی جس کی آنکھوں میں آگ سی تپش تھی۔

"تم سے کس نے کہا کہ وہاں کوئی نہیں تھا منہاج کفیر جس نے اس قاتل کو نہیں دیکھا تھا۔۔ سنہری آنکھوں نے وہاں ہوئے ہر ظلم کو دیکھا تھا " ہاں وہاں کوئی تھا جس نے اس گناہ کو دیکھا تھا اور بیس سال پرانی اس داستانِ گناہ کا جیتا جاگتا گواہ جویریہ فرحان شاہ میر تھی جویریہ کی بات پر منہاج کفیر کا ہاتھ شاک کی کیفیت میں پہلو میں گرا تھا سب لوگوں نے جویریہ کو دیکھا آج وہ

کئی دنوں بعد اپنے سفاک روپ میں آئی تھی اسکے چہرے سے سفاکی جھلک رہی تھی سب لوگ اس انقشاف پر ششدہ رہ گئے جویریہ بیس سال سے جانتی تھی انجشہ کا قاتل کون ہے۔

"انجشہ شاہ میر کا قاتل زمان شاہ میر نہیں تھا انجشہ شاہ میر کا قاتل اس کا شوہر منہاج کفیر تھا۔۔تم تھے وہ جس نے میری آپی کو مارا تھا " جویریہ دھاڑی تھی اور اس دفعہ شاہ میر پیلس کی درو دیوار لرزی تھی۔

"تم نے نا صرف میری آپی کو مارا تھا بلکہ اپنے بچہ کو بھی مارا تھا "جویریہ چیخی تھی اس دفعہ بھی حنان کے ساتھ سب ہی ساکت ہوئے تھے یہاں تک کہ زمان شاہ میر بھی انجشہ شاہ میر کی شادی کب ہوئی تھی ؟

"تمہارے دماغ پر اثر ہوا ہے انجشہ شاہ میر اپنی شادی سے دو دن پہلے مر چکی تھی تو جب شادی نہیں ہوئی بچہ کہاں سے آیا تم سائیکو ہو گئی ہو اپنی طرف سے کہانی بنا رہی ہو صرف اسلیے کہ تم بچپن سے زمان سے زیادہ اٹیچ رہی ہو اسے بچانا چاہتی ہو اور انجشہ تو تھی بھی تمہاری سوتیلی بہن تمہیں کیا فرق پڑتا

ہے اس کی موت اس کے قاتل سے" منہاج سنبھل کر بولا تھا اور جویریہ کو افسوس سے دیکھنے لگا۔

"تو پھر تم نے یہ کیوں کہا ابھی کہ انجشہ شاہ میر اور شفا کی حالت کو بنا دیکھے انھیں قتل کر دیا گیا چار قتل ہوئے ؟ انجشہ کو بلکل شفا کی طرح قتل کیا گیا جبکہ شفا پریگنٹ تھی تو مطلب انجشہ آپی بھی پریگنٹ تھی " یاسر کے چہرے پر مسکراہٹ تھی جبکہ منہاج کے چہرے سے سکون غائب ہوا تھا۔

"پراپرٹی تمہارے نام ہے داجی کو بلیک میل کرنے والے تم ہو جس کا جیتا جاگتا ثبوت ہی شاہد کفیر اور ثاقب داؤد ہے اور سب سے ضروری۔۔ تمہیں پتا ہے شفا نے مجھ سے کیا کہا تھا جب وہ ہاسپٹل میں تھی ؟" یاسر بولتا ہوا آگے بڑھا اور منہاج کے ہاتھ سے گن لیتے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا جویریہ نے بھی منہاج کو دیکھتے گن نیچے کی۔

"اس نے کہا تھا جو ہم دیکھتے ہے وہ سچ نہیں جو ہم سنتے ہے وہ اصل نہیں قاتل وہ نہیں جو نظر آرہا ہے قاتل وہ ہے جو چھپا ہے ملکہ کو پتا ہے قاتل

کون ہے قاتل مجھے نہیں ملکہ کو مارنا چاہتا ہے " شفا کے الفاظ اب بھی یاسر کے کانوں سے ٹکرا رہے تھے جبکہ منہاج کے ماتھے پر پسینے چمکے۔

"اور پتا ہے میری ملکہ نے تمہیں کیسے پہچانا ؟ " یاسر کہتا مسکرایا اور عشراق کو دیکھا جو سفید نقاب میں یاسر کو ہی دیکھ رہی تھی۔

" آواز سے!! وہی آواز جو تم نے بدلی تھی زمان شاہ میر کی آواز کو اپنایا تھا لیکن جب میں غنودگی میں چلی گئی میری سماعت کام کر رہی تھی آواز ایک دم خاموش ہوئی اور پھر تمہاری آواز گونجی۔۔ اللہ نے سماعت کو بھی انعام رکھا ہے ہم سوتے ہوئے دیکھ نہیں سکتے لیکن سن سکتے ہے جب یاسر نے مجھ سے یہ بات پوچھی تو میں نے انھیں سب بتا دیا کیونکہ شفا کی حالت اور تمہاری آواز سننے کے بعد میں پہلے ہی پریشان تھی یاسر کو سب بتانا چاہتی تھی۔۔ اور تمہاری آواز تو میں سن چکی تھی جب شفا چھت سے نیچے گری تھی اور تم سب کے ساتھ وہاں کھڑے حیران ہونے کا ناٹک کر رہے تھے " عشراق نے مضبوط لہجے میں کہا تھا۔

"اور اب بتاتا ہوں میں تمہیں ساری کہانی شروع سے شروع کرتے ہے "

ثوبان آگے ہوا تھا پیلس میں سکتا چھایا ہوا تھا۔

"زمان شاہ میر یاسر کا دوست تھا لیکن یاسر کو صرف یہ بتایا تھا زمان نے کہ وہ شاہ میر خاندان سے تعلق رکھتا ہے لیکن تمہارے خاندان کو نہیں جانتا یاسر نے بھی اس بات پر غور نہیں کیا حنان جیل سے لوٹا ہمارے خاندانوں کے درمیاں سب ٹھیک ہونے لگا ہمیں نا انجشہ شاہ میر کا پتا تھا نا منہاج کفیر کا نا زمان شاہ میر کا نا ہی اس داستان کا ہم اپنی زندگیوں میں مصروف تھے لیکن پھر سب سے پہلے ہوا حنان پر حملہ جس کا الزام جویریہ نے اپنے سر لیا لیکن وہ حملہ حنان پر نہیں حداد پر کروایا گیا تھا جب ہم نے اس کی معلومات نکلوائی کچھ سامنے نا آیا لیکن ان غنڈوں میں سے ایک کے پاس حداد کی تصویر ملی تھی تب ہمیں پتا چلا حملہ حنان پر نہیں حداد پر ہی ہونا تھا وہ تو اتفاقا حنان کی کار حداد لے گیا اس لیے یہ غلط فہمی ہوئی لیکن پھر عترت اور جویریہ کی لڑائی ہوئی ہم نے سب کچھ ویسے ہی چلنے دیا جیسا چل رہا تھا کیونکہ ہم بھی اس بات

سے شاک ہوئے تھے کہ پانچ سال پہلے جویریہ نے حنان پر حملہ کروایا یہ بات ہم سب کے لیے تکلیف دہ تھی ہم ہر چیز میں الجھ کر رہ گئے تھے خیر ابھی ہم مزید کوشش کر کے تم تک پہنچتے کہ جویریہ افق اور عشراق کو کڈنیپ کر لیا گیا ان کی کیڈنیپنگ اور دشمنوں سے بچنے کے دوران ہمیں اندازہ ہو گیا کہ عدنان حمدانی کو کوئی لیڈ کر رہا ہے عدنان حمدانی کے اس دشمن کے ساتھ مل کر دو فائدے ہونے تھے یاسر سے رشتہ داری اور کشمیر کی ستہ جس کے ذریعے وہ بیرون ملک کے غیر قانونی ہتھیاروں کو پاکستان میں جاہ پناہ دیتے یہاں سے حرام کا پیسہ کماتا اور تمہارا یہ فائدہ تھا کہ تم عدنان حمدانی کو دشمن ظاہر کرتے کفیر حویلی میں اپنوں کے درمیاں داخل ہوتے پھر آہستہ آہستہ کر کے عدنان حمدانی اور ستارہ بائی کو بھی مار دیتے کیونکہ تمہارے پلان کے مطابق یاسر عشراق مصطفی افق اور جویریہ کو یعنی تین شاہ میر کو تو تم قتل کر دیتے جویریہ فرحان شاہ میر ، مصطفی شاہ میر اور افق مصطفی شاہ میر۔۔ جس کی وجہ سے پیلس اور پراپرٹی کا کوئی وارث نہیں بچتا اور عدنان حمدانی کو جلد ختم کر کے

ستہ تم سنبھالتے پھر کیا ہوتا تم نے حداد عترت یازان جنہ فراج مقدس اور مجھے اور میری چھوٹی بہن کو بھی جلد قتل کر دینا تھا لیکن ہوا کیا یاسر مصطفی حنان یازان حداد جویریہ مقدس اور میں نے یہ ہونے نہیں دیا عدنان حمدانی اور ستارہ بائی بھی مر گئے اور جو ریکارڈنگ کا ثبوت ریکارڈنگ روم میں موجود تھا وہ بھی تم نے جلا کر ختم کر دیا سلمان نے تمہیں ریکارڈنگ روم کی سمت جاتے دیکھا تھا۔۔تمہارے سارے پلان فلاپ ہو گئے پھر تمہیں ایک خیال آیا زمان کو یاسر وزیراعظم بنائے اور تم ہم پر حملہ کرواکر ہمیں مار دو اور شاہ میر پیلس بھی تمہارے نام ہو جائے پھر تم ایک ایک کر کے ہمارے بزرگوں کو بھی ختم کر دو اور پھر شاہ میر پیلس اور پراپرٹی ، داؤد'ز اور کفیر'ز کی بھی ساری جائیداد تمہارے نام ہو جائے گی تم راج کرو گے لیکن افسوس تم یہ بھی نہیں کر سکے کیونکہ حنان کو انجشہ شاہ میر کی ڈائری مل گئی تھی تمہارا کھیل یاسر کے لندن جانے تک اچھا چلا اور تم کامیاب بھی ہو جاتے کیونکہ یہاں تک ہم یہ تو جانتے تھے ہمارا کوئی دشمن ہے لیکن یہ نہیں کہ وہ تم ہو لیکن تم نے

کہانی بہت غلط سنا دی ہمیں اور تم پھنس گئے حنان نے مجھے حداد یازان یاسر مصطفی اور فراج کو اس ڈائری کے متعلق بتایا تو ہمیں پتا چلا کہانی تو وہ ہے جو مرنے والی اپنے لفظوں میں لکھ کر گئی ہے لیکن ڈائری میں بھی تمہارا نام نہیں تھا کیونکہ انجشہ تمہیں مان بلاتی تھی اور انجشہ کی ڈائری میں زمان شاہ میر کا زکر تھا جسے وہ مان نہیں زہر بلاتی تھی اور زمان نے یاسر کو بتایا تھا اس نے میوزک کی دنیا میں اپنا نام "whistle poison " صرف اپنی محبت اور ایک دوست کی وجہ سے رکھا ہے کیونکہ وہ اسے ہمیشہ زہر بلاتی تھی اور۔۔۔خیر پھر ہم نے سب کچھ تمہاری مرضی کے مطابق ہونے دیا تاکہ تم تک پہنچ سکے لیکن حنان کو یقین تھا جویریہ کو پتا ہے قاتل کون ہے لیکن وہ بتا نہیں رہی پھر ہوا یوں کہ تم نے شاہد داجی اور ثاقب داؤد کو آخری دفعہ ہمارے نام پر استعمال کیا اور زمان شاہ میر تمہارا نام دیکھتے سب کچھ جان گیا اور ہم سب کو تمہارے مکرو چہرے کے بارے میں پتا چل گیا" ثوبان نے کہتے منہاج کی ساری پلاننگ سب کے گوش گزار کی۔

"اور شفا کو غلطی سے تم نے دھکا دیا اس نے بھی تمہارا چہرہ نہیں دیکھا تھا لیکن وہ یہ جان گئی تھی زمان شاہ میر کی آواز تو ہر کوئی پہچانتا ہے اس لیے کوئی سازش کر رہا ہے اور پھر تم نے ملکہ کا نام لیا۔۔ تم چاہتے تھے ملکہ کو مار دو تاکہ ہم پھر غم میں ڈوب جائے تمہارے مزید کام آسان ہو جائے لیکن شکار شفا ہو گئی اور تمہیں یہ نہیں پتا تھا وہ نکلی آواز ملکہ نے ہی نہیں بلکہ شفا نے بھی سنی ہے" یاسر نے کہا۔

"لیکن یہاں ایک بات ہے جو ہم سب کی سمجھ میں نہیں آئی۔۔ تم نے ہم سب کو مارنے کی کوشش کی لیکن حنان بھائی اور جویریہ آپی کو نہیں حالانکہ تم جویریہ آپی کو پہلے مارنا چاہتے تھے جب کیڈنیپ کیا گیا تھا لیکن اب جویریہ آپی پر کوئی حملہ نہیں ہوا جب تم ہماری چھوٹی بہن پر حملہ کروا سکتے ہو تو یقیناً جویریہ آپی پر بھی کرواسکتے تھے اور حنان بھائی پر جو گولی چلی تھی کیڈنیپ کے دوران وہ بھی تم نے خود پر لی اور شاید تم چھپ کر تماشہ دیکھ رہے تھے حنان بھائی کی وجہ سے منظر پر آئے اور مجبوراً ناٹک کرتے سب کو بچانے میں مدد

کرنی پڑی۔۔تو سوال یہ ہے جویریہ آپی اور حنان بھائی کو کیوں نہیں مارنا چاہا تم نے ؟" فراج نے استفسار کیا سب نے جواب طلب نظروں سے منہاج کو دیکھا جس کا چہرہ شدت سے سرخ تھا اس کا کھیل ختم ہو چکا تھا شیطان کے چہرے پر لگا فرشتے کا نقاب اتر چکا تھا پھر منہاج کفیر کا قہقہہ گونجا تھا اور پیلس میں پھر یک دم سکوت چھائی تھی۔

****

"اگر تمہیں یہ پتا ہے قاتل میں ہو تو تمہیں یقیناً یہ بھی معلوم ہو گا میں نے قتل کیوں کیا ؟" منہاج کفیر جویریہ کی آنکھوں میں دیکھتا بولا تھا۔

"معلوم ہے لیکن اچھا ہے کہ تم اپنے گناہ کرنے کا اسباب خود بتاؤ۔۔تاکہ سب کو یہ بھی پتا چلے پانچ سال پہلے میں نے حنان سے کیوں نفرت کی تھی اور پانچ

سال پہلے ہی نہیں بلکہ میں بیس سالوں سے حنان سے کیوں نفرت کرتی تھی "
جویریہ نے گردن اکڑا کر منہاج کفیر کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے کہا
منہاج کفیر مسکرا دیا سب خاموش تھے صرف منہاج اور جویریہ بول رہے تھے
۔

"مجھے جب پتا چلا حنان کو پانچ سال پہلے جیل ہوئی تھی میرا بس نا چلا تمہاری چمڑی ادھیڑ دیتا۔۔تم نے حنان پر الزام لگایا اور اگر یہ سچ بھی تھا تو بھی مجھے حنان پر ایک انچ بھی برداشت نہیں لیکن میں مجبور تھا میں سب کے سامنے سب کچھ حاصل کر کے آنا چاہتا تھا سب کچھ جیت کر اور داؤد'ز ، کفیر'ز اور شاہ میر کو ہرا کر " منہاج بولا تو آنکھوں سے نفرت جھلک رہی تھی حنان اور باقی سب کی آنکھیں میں الجھن ابھری تھی۔

"لیکن آج خود ہی ہار چکے ہو اور ایک چیز میں تمہیں بتاتی ہو تم آج اپنی سب سے قیمتی چیز کھو دو گے جس کے لیے تم نے پہلا قتل کیا" جویریہ تمسخر سے مسکرائی تھی۔

"ایسا تمہیں لگتا ہے سفاک عورت لیکن آج تم اپنوں کو قبر میں اترتا دیکھو گی " منہاج نے وارنگ دیتی مسکراتی آنکھوں سے کہا۔

"تیری اتنی اوقات نہیں تو ہمیں قبر میں اتارے منہاج کفیر زندگی موت اللہ کے ہاتھ میں ہوتی ہے اور تو شیطان ہے وہ شیطان جس نے ہمیں برباد کر دیا ہم نے تجھے پالا ہم نے نیکی کی اور تو دشمنی نبھاتا چلا گیا کاش بیس سال پہلے ہم ہمت سے کام لیتے اپنے بچوں کے لیے بزدل نا بنتے جب تیری سچائی پتا چلی تجھے گاڑھ دیتے تو تو ہمارے سروں پر نا سوار ہوتا " شاہد کفیر کی رعب دار غصے سے بھری آواز گونجی تھی سب نے شاہد کفیر کو دیکھا۔

"داجی اگر یہ سب آپ پہلے کر دیتے تو میرے بہن بھائی داؤد'ز کفیر'ز شاہ میر کبھی بھی اتنی مصیبتیں نا جھیلتے " حنان نے جبڑے بھینچے کہا۔

"یہ مصیبتیں تمہاری وجہ سے ہی جھیلی ہے داجی نے " جویریہ حنان کی سمت پلٹی تھی اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کھڑی تھی۔

"کیا مطلب ؟ جو بات ہے صاف صاف بتاؤ سب کچھ تم نے پانچ سال پہلے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا ؟ بیس سال سے مجھ سے نفرت کیوں کرتی ہو؟ اور اس کی ہم سے کیا دشمنی ہے؟ اور میرے ساتھ اس کا نام کیوں لیا جا رہا ہے ؟" حنان نے پتھریلے لہجے میں استفسار کیا۔

"صرف میں نہیں جس کی شناخت مٹائی گئی تھی ایک اور بھی شخص تھا جس کی پہچان مٹائی گئی اور تم جانتے ہو وہ کون ہے ؟" جویریہ نے حنان کو دیکھتے سب کو باری باری دیکھا جو الجھن بھری نگاہوں سے جویریہ کو دیکھ رہے تھے جبکہ داجی اعظم عالم کفیر اور سب بڑوں نے بھی جویریہ کو بولنے دیا وہ جانتے تھے آج اس انکشاف کا دن تھا۔

"کون ؟" حنان نے پوچھا۔

"تم " جویریہ نے کہا منہاج حنان کی آنکھوں میں ہی دیکھ رہا تھا۔

"میری پہچان بیس سال پہلے مٹا دی گئی تھی اور تمہاری تینتیس سال پہلے جب تم اس دنیا میں آئے تھے" جویریہ نے سب کے سروں پر بم پھوڑا تھا حنان بے یقینی سے جویریہ کو دیکھتا رہا۔

"مجھے تمہارے اصل سے نفرت تھی حنان مجھے تمہاری اصل پہچان سے نفرت تھی مجھے تمہارے خون سے نفرت تھی" جویریہ چیخی تھی۔

"اتنی نفرت تھی کہ تم سے کبھی شادی نہیں کرنا چاہتی تھی تمہارے وجود سے مجھے قتل کی بو آتی تھی تمہاری موجودگی مجھے میری بہن کا قاتل یاد دلاتی تھی لیکن پھر بھی مجبورا شادی کی تم سے حالات ایسے بن گئے لیکن میں جانتی تھی تم مجھ سے محبت کرتے ہو اور میری بہن محبت میں ہی تو مری تھی میں تمہیں بھی تمہاری محبت میں تل تل مارنا چاہتی تھی۔۔ تم سے اتنی نفرت تھی کہ تمہیں اپنے لیے تڑپنا چاہتی تھی اتنی نفرت تھی کہ تمہاری اولاد کو اس دنیا میں

نہیں لانا چاہتی تھی اتنی نفرت تھی کہ صرف اپنی بہن کا بدلا لینا چاہتی تھی "
جویریہ اب کی دفعہ کرب سے بولی تھی حنان نے جویریہ کو دیکھا جس کی آنکھوں میں کرب اور نفرت کے سوا کچھ نا تھا وہ سفاک عورت تھی اور ہمیشہ سفاکی دیکھاتے وہ حنان کو توڑ دیتی تھی۔

"اور آج اس کی ہی اولاد تمہاری کوکھ میں ہے " منہاج مسکرایا تھا۔

"میں تمہیں بھی مارنا چاہتا تھا لیکن جب مجھے پتا چلا تم میرے حنان کے بچے کو دنیا میں لانے والی ہو میں نے تمہیں زندہ رہنے دیا۔۔مل گیا جواب میں نے جویریہ حنان کفیر پر حملہ اس دفعہ کیوں نہیں کروایا " منہاج جویریہ کی پشت کو دیکھتے گویا ہوا اور پھر فراج کو دیکھا سب کی نظریں جویریہ اور حنان پر تھی جویریہ کی آنکھوں سے دو آنسو ٹوٹے تھے حنان کی نظر جویریہ کے پیٹ پر گئی تھی وہ بے یقین سی کیفیت میں تھا مقابل جس سے وہ محبت نہیں عشق کرتا

تھا وہ اس سے نفرت کرتی تھی یہ تو وہ پانچ سالوں سے جانتا تھا لیکن اتنی نفرت کے اس کے بچے کو پیدا نہیں کرنا چاہتی تھی جبکہ باقی سب کو سمجھ نا آیا وہ خوش ہو اتنی بڑی خبر پر یا ان حالات پر افسوس کرے جن میں یہ خبر انھیں ملی تھی۔

"کیا ہے میری پہچان جس سے تمہیں اتنی نفرت ہے میں نے تم سے بچپن سے محبت کی جب سے جب میں پانچ سال کا تھا اور تم اس دنیا میں آئی تھی مجھے تم اچھی لگتی تھی محبت کا تو پتا بھی نہیں تھا مجھے میں دعاؤں میں صرف تمہیں مانگتا تھا۔۔اور پھر تم نے مجھ پر تہمت لگائی پانچ سال تم سے نفرت کرنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہا پھر تم سے عشق کیا تمہیں اپنا بنایا تمہارے ساتھ کھڑا رہا تمہیں ٹوٹ کر چاہا اور تم! تم مجھ سے اتنی نفرت کرتی تھی کہ تم ہماری محبت کی نشانی کو نہیں چاہتی تھی آخر کیا ہے میری پہچان جس کی وجہ سے تم میری اولاد کو پہچان نہیں دینا چاہتی تھی " حنان جویریہ کو شانوں سے

تھامے جھنجھوڑتے ہوئے دھاڑا تھا جویریہ بس حنان کے چہرے پر بکھرے کرب کو دیکھتی رہی سب بڑے نوجوان خاموش تھے آج ان کے درمیان سے ہر راز کو ختم ہوتا دیکھ رہے تھے۔

"تم اس شخص کے بھائی ہو سگے بھائی تم حنان وقاص کفیر ہو۔۔اور یقین نہیں آتا تو نکاح نامہ دیکھو ہمارا ، جس میں ولدیت پر میرے باپ اور تمہارے باپ کا اصل نام لکھا ہے " جویریہ ہزیانی انداز میں چیخی تھی ہاں یہ سچ تھا پانچ سال پہلے افراتفری تھی حنان پر جویریہ نے الزام لگایا تھا نکاح ہوا لیکن وہ نکاح نامہ نا کبھی حنان نے دیکھا نا کسی اور نے حنان شل دماغ سے بیٹھا تھا مولوی صاحب کے آہستگی سے ادا کیے نام کو سن نا پایا تھا نا نکاح نامہ غور سے دیکھا تھا نا کسی اور نے سنا بڑوں کے علاوہ نا کسی نے دیکھا وہ حنان کے پاس کھڑے تھے اور نوجوان دور۔۔جویریہ نے بھی سب کو یہی تاثر دیا کہ وہ شل دماغ سے بیٹھی ہے یہ اتفاق تھا نوجوانوں میں سے کسی نے بھی اس چیز پر غور نہیں

کیا وہی اتفاق جو اب تک قندیل اور یازان کو ایک دوسرے کے سامنے نہیں آنے دے رہا تھا۔

حنان نے جھٹکے سے جویریہ کو چھوڑا آنکھیں شل ہوئی وہ بے یقین تھا حنان کی کیفیت ایسی تھی کہ کسی نے اس کے پیروں سے زمین کھینچ لی ہو حنان نے قدم پیچھے لیے وہ لڑکھڑایا کہ حداد اور یازان نے تڑپ کر اسے سہارا دیا حنان نے ان دونوں کو دیکھا جن کی آنکھوں میں اب بھی اس کے لیے بڑے بھائی کا مان تھا اعظم کفیر اور شاید کفیر بھی تڑپے تھے اپنا بیٹا اور پوتا سمجھا نہیں مانا بھی تھا اسے ، خون وہ اس شرابی حاسد منافق وقاص کفیر کا تھا لیکن تربیت تو ان کی تھی۔

"دور ہٹو " منہاج نے حداد اور یازان کے ہاتھ حنان کے شانوں سے جھٹکے تھے اور خود حنان کے شانوں کو تھام گیا حنان نے غور کیا وہ شخص دیکھنے میں اس

جیسا ہی تھا مگر اس کی آنکھیں سیاہ تھی اور حنان کی سرمئی منہاج کی آنکھوں میں شیطانیت تھی اور حنان کی آنکھیں میں نرمی کیا میں بھی اس قاتل کی طرح ہو ؟ کیا میں بھی ایک شیطان ہو ؟ حنان نے ڈوبتے دل کے ساتھ سوچا (حنان کی ماں کی آنکھیں سرمئی تھی اس لیے حنان کی آنکھیں بھی سرمئی تھی جبکہ باپ کی سیاہ تھی تو منہاج کی آنکھیں اپنے باپ پر گئی تھی)۔

"تم میرے بھائی ہو میرے بھائی حنان وقاص کفیر " منہاج نے کہتے اسے گلے لگایا اعظم عالم اور شاہد کفیر کے دل کو کچھ ہوا یازان کو غصہ آیا وہ آگے بڑھا کہ حداد نے اسے منع کر دیا۔

"بھائی حنان بھائی ہمارے بھائی ہے " یازان نے کسی چھوٹے بچے کی طرح حداد سے کہا۔

"یہ صرف میرا بھائی ہے میرا بھائی تمہارا یہ کیسے ہو سکتا ہے تم نے اس کے لیے وہ سب نہیں کیا ہے جو میں نے کیا ہے، نہیں میں نے اس کے لیے اپنی پوری زندگی وقف کی ہے اور ہم ایک ماں باپ کی اولاد ہے " منہاج یازان کی بات سنتا حنان کو سامنے کرتے مسکرا کر بولا تھا۔

"وقف میرے لیے " حنان کے لب پھڑپھڑائے آواز اتنی مدھم تھی کہ صرف منہاج ہی سن پایا داؤد'ز کفیر'ز اور شاہ میر بس انھیں دیکھ رہے تھے عشراق جنہ مقدس کے دل پر ہاتھ پڑا تھا وہ ان کا بھائی تھا دل عزیز بھائی جو آج ان کا نہیں تھا یاسر نے عشراق کو دیکھا جس کی سنہری آنکھوں میں نمی تھی تو مقدس کے قدم ڈگمگائے تھے جنہ نے اسے سنبھالا تھا جنہ بے آواز آنسو بہا رہی تھی اسے تو فخر تھا اس کی آنکھیں اور حنان کی آنکھیں ملتی ہے وہ عشراق یازان مقدس حداد سب کو جتاتی تھی کہ وہ ہے حنان کی سگی بہن اور تم سب

سوتیلے ہو جس پر سب چڑ جاتے تھے اب تو جنہ کو یہ کہنے کا بھی مان نہیں رہا تھا (جنہ کی آنکھیں قدرتی سرمئی تھی جبکہ عشراق اور یازان کی آنکھیں اعظم کفیر اور ردا بیگم پر گئی تھی)۔

"ہمارے والد وقاص کفیر کی اپنی جائیداد اور حویلی تھی وہ بھی شاہد کفیر جتنے امیر کبیر تھے لیکن جب حارث شاہ میر اور فرحان شاہ میر کو یہ پیلس اور امپائر بنانے کے لیے پیسوں کی ضرورت پڑی تو دوستی کا واسطہ دے کر ان سے ان کا سب کچھ بکوا دیا ہمارے والد نے اپنا سب کچھ ان کو دے دیا لیکن جب تم ماں کے پیٹ میں تھے اور میں بارہ سال کا تھا بابا کو پیسوں کی ضرورت ہوئی ہمارے حالات خراب ہونے لگے تھے تو اپنے دوستوں سے اپنے پیسے واپس مانگے لیکن ان لالچی لوگوں نے منع کر دیا بلکے مکر گئے بابا کے پاس کوئی چارہ نہیں بچا تھا وہ بے بس مجبور ہو گئے تھے حویلی جس کے پاس گروی تھی وہ بار بار ہر روز حویلی آتا زلیل کرتا بابا نے شاہد کفیر سے مدد مانگی ثاقب داؤد

سے مدد مانگی یہاں تک کے فرقان شاہ میر (مصطفی کے دادا) سے بھی مدد مانگی لیکن کسی نے بھی مدد نا کی سب تو شاہ میر پیلس اور امپائر بنانے کا جشن منا رہے تھے تو بابا نے تنگ آکر خودکشی کر لی لیکن مجھے مرنے سے پہلے کہا میں اپنا حق نہیں لے سکا تم لینا شاہ میر پیلس اور امپائر بھی تمہارا ہے اور تمہارا جو بہن بھائی اس دنیا میں آنے والا ہے اس کا خیال رکھنا جیسے میں نے تمہارا رکھا ویسے ہی تمہارا فرض ہے تم اپنے بہن یا بھائی کا رکھو باپ بن کر اسے پلنا۔۔بابا کے مرنے کے بعد شاہد کفیر نے امی اور مجھے پناہ دی یہ سوچ کر کے دنیا انھیں جینے نہیں دے گی لیکن تم جب دنیا میں آئے تو ردا آنٹی (عشراق جنہ اور یازان کی والدہ) کے ہاں بھی بچہ ہونے والا تھا لیکن ہماری امی مر گئی اور ردا آنٹی کے ہاں مردہ بچہ پیدا ہوا تو اعظم کفیر اور شاید کفیر نے تمہیں ردا آنٹی کی گود میں ڈال دیا میں تمہارے ساتھ رہتا تھا تمہارے ساتھ کھیلتا تھا تم پر جان چھڑکتا تھا تمہیں بلکل اسی طرح پیار دیتا جس طرح بابا نے تلقین کی تھی لیکن مجھے اپنا حق بھی واپس لینا تھا میں ان سب کے قریب اپنا حق لینے کے لیے تھا

پھر زمان سے میں نے دوستی کی بچپن سے ایک دوسرے کے قریب رہے لیکن مجھے زمان سے نفرت تھی کیونکہ جو کچھ اس کے پاس تھا وہ میرا تھا اس لیے میں اس سے سب چھینا چاہتا تھا اور اسی دوران وہ سنہری آنکھوں والی بے تحاشہ خوبصورت لڑکی ہماری زندگی میں آئی بہت معصوم بہت شفاف انجشہ شاہ میر ! مجھے اس سے پہلی نظر میں محبت ہو گئی تھی لیکن جب جب وہ زمان سے بات کرتی مجھے تکلیف ہوتی اور زمان بھی ویسے تو اسے منہ نہیں لگاتا لیکن وہ بھی انجشہ سے محبت کرنے لگا تھا زمان کی آنکھوں میں انجشہ کے لیے میں نے محبت دیکھی تھی پھر انجشہ میری ضد بن گئی پھر آہستہ آہستہ دن گزرتے گئے جویریہ زمان کو مان بلاتی تھی اور انجشہ زمان کو زہر زمان بولتا تھا اس دنیا میں ایک ہی مان ہے وہ ہے جویریہ کا زمان اور انجشہ چڑ جاتی تھی وہ زمان سے خوف کھاتی تھی پھر آہستہ آہستہ جویریہ کی وجہ سے زمان اور انجشہ کی بھی دوستی ہو گئی میرا فوکس تم سے ہٹنے لگا مجھے بس انجشہ چاہیے تھی اور انجشہ وہ پہلی لڑکی تھی جس نے زمان کی جگہ مجھے چنا تھا ورنہ ہمارے کالج اور بچپن سے

جوانی تک سب زمان کو چنتے تھے حالانکہ ہماری پرسنیلٹی میں کوئی فرق نا تھا شاید سٹیٹس کی وجہ سے زمان امیر تھا اور میں نہیں۔۔مجھے اسی لمحے انجشہ سے محبت کے ساتھ عشق ہونے لگا میں نے اور انجشہ نے چھپ کر نکاح کر لیا وہ اتنی خوبصورت تھی کہ اس سے نگاہیں ہٹانا اس سے دور رہنا مجھے تڑپانے لگا تھا جب وہ میرے پاس ہوتی میرے قریب تو میں دنیا ، تمہیں ، بدلہ ، اپنا حق سب بھولا دیتا تھا زمان کے اس لکڑی سے بنے گھر میں ہم ملا کرتے تھے خوبصورت پل ساتھ گزارتے تھے اور جب گھروں کو لوٹتے بہت مشکل سے خود کو سنبھالتا تھا تو انجشہ وہ تو تھی ہی محبت میں دیوانی میری دیوانی میں نے اسے کسی کو بھی بتانے سے منع کیا تھا ہمارے رشتے کے بارے میں وہ ہمیشہ کہتی تھی میں ڈائری میں اپنی محبت کی داستان لکھتی ہو داستانِ انجشہ شاہ میر لکھتی ہو تو میں ہنس دیتا تھا میں کہتا تھا میرا نام کیسے لکھتی ہو تو وہ کہتی تھی مان لکھ کر مجھے یہ نام بہت پسند ہے منہاج کو بھی تو مان کہا جا سکتا ہے اور آپ تو ہے ہی میرے مان ، میں خاموش ہو جاتا مجھے اس کی یہ بات نہیں پسند تھی

لیکن یہ واحد بات تھی جو میں نے اس کی مانی وہ مجھے مان کہتی تھی کیونکہ زمان اسے مان نہیں بولنے دیتا تھا خود کو ، پھر وقت یوں ہی گزرتا رہا اور ایک وقت آیا جب زمان اور انجشہ کی منگنی کر دی گئی وہ بہت روئی اور میں بس اسے سمجھتا رہا کیونکہ انجشہ کو اپنانا میں کبھی نہیں چاہتا تھا میں فرحان شاہ میر سے بدلہ لینا چاہتا تھا جس طرح اس نے میرے باپ کو دھوکا دیا میں بھی اس کی بیٹی کو دھوکا دے کر تڑپنے کے لیے چھوڑ دیتا اور میں اسے بہلاتا رہا پھر اس سے ملنا چھوڑ دیا وہ تڑپتی سسکتی رہتی میں اس پر ایک نگاہ نا ڈالتا وہ ذہنی مریضہ بنتی جا رہی تھی باتونی سے خاموش ہو گئی تھی لیکن اس نے کبھی اپنے میرے بارے میں کسی کو نہیں بتایا زمان انجشہ سے منگی اور شادی کے خلاف تھا شاید اسے انجشہ شریک حیات کے طور پر قبول نا تھی لیکن حارث شاہ میر نے اپنی قسم دی تھی وہ مجبور ہو کر خاموش ہو گیا اپنے باپ کا نافرمان صیح مگر محبت باپ سے خوب کرتا تھا پھر زمان نے مجھ سے کہا تم انجشہ سے شادی کر لو میں نے منع کر دیا خیر شادی تک بات پہنچ گئی شادی میں دو دن تھے انجشہ نے

مجھے پیلس کی چھت پر بلایا تھا ہم ملے تو وہ میرے سینے سے لگی روتی رہی اور پھر اس نے وہ بات کہی جو میں برداشت نہیں کر پایا انجشہ ماں بننے والی تھی میری اولاد آنے والی تھی میں ساکت رہ گیا انجشہ کو لگا تھا میں بچے کے خاطر اسے اپنا لو گا اور مجھے اپنے بچے کے خاطر ہی اسے مارنا پڑا " منہاج کفیر بول رہا تھا سب دم سادھے سن رہے تھے شاہد کفیر اور تمام بڑوں کو بھی انجشہ اور منہاج کے نکاح کی باتیں آج معلوم ہوئی تھی جبکہ زمان تلخی سے مسکرا دیا منہاج کے چہرے پر کرب تھا۔

"اگر میرا بچہ دنیا میں آ جاتا تو میں تمہیں پیار نا دے پاتا اپنا بدلہ شاہ میر سے نہیں لے پاتا جیسے میں انجشہ کے عشق میں پڑ کر سب سے غافل ہو گیا تھا اور مجھے بابا سے کیا وعدہ نبھانا تھا مجھے اولاد نہیں چاہیے تھی میں نے سوچا تھا کہ انجشہ کو تکلیف دو گا وہ خود فرحان شاہ میر سے میرا ساتھ مانگے گی اور بدلے میں میں شاہ میر پیلس اور پراپرٹی حاصل کرو گا لیکن سب غلط ہو گیا انجشہ نے

نا فرحان کو بتا رہی تھی الٹا مرنے کی دھمکی دے رہی تھی اور بچے کی خبر سن کر تو مجھے لگا اسے مر ہی جانا چاہیے میں نے اسے دھکا دے دیا میں نے تمہارے لیے اپنے بیوی بچے کو مار دیا لیکن میں اس سے فائدہ اٹھا سکتا تھا زمان پر الزام لگا کر تو میری جیب میں ہمیشہ زمان کی جیسی ایک whistle ہوا کرتی تھی میں زمان کی آواز کو بھی اپنا بنانا چاہتا تھا تو اسی whistle سے دھن بجانے کی کوشش کرتا تھا میں اسے کبھی نہیں پہنتا تھا مگر ساتھ رکھتا تھا اور وہ میں نے انجشہ کے ہاتھ میں پکڑا کر اسے دھکا دے دیا اور پیلس کے ایک ملازم کو پیسے دے کر زمان کے خلاف گواہی دلوائی اور پھر فرحان شاہ میر کی موقع پر موت ہوگئی انجشہ کی موت کی خبر سنتے اور حارث زمان کو پولیس کے حوالے کرنے لگا لیکن علی شاہ میر اور تاشہ شاہ میر نے ایسا نہیں ہونے دیا اسے لندن بھیج دیا انھیں یقین تھا زمان ایسا نہیں کر سکتا حارث شاہ میر دو ماہ بعد ہارٹ اٹیک سے مر گیا زمان جنازے میں آیا لیکن علی شاہ میر نے لوگوں کے ڈر سے اسے واپس لندن بھیج دیا مجھے نہیں پتا تھا مجھے انجشہ کو مارتے وقت

جویریہ نے دیکھ لیا تھا (اور ماضی میں یہ بات جویریہ نے تاشہ شاہ میر کو بتائی تھی لیکن حارث شاہ میر کے مرنے کے کافی دنوں بعد کیونکہ جویریہ کی حالت خود کافی دنوں بعد سنبھلی تھی تاشہ شاہ میر نے جویریہ کا نام نہیں لیا لیکن انھوں نے علی شاہ میر کے ساتھ مل کر منہاج کو دھمکی دی تھی) اور شاید اس نے ہی یہ بات علی اور تاشہ شاہ میر کو بتائی تھی انھوں نے مجھے دھمکی دی میں ڈر گیا پھر میں نے ایک روز دونوں کا ایکسٹینڈ کروا دیا وہ دونوں بھی مر گئے لیکن شاہ میر پیلس اور پراپرٹی کو مرنے سے پہلے علی شاہ میر نے کسی کے نام نہیں لگایا بلکہ ایسی بھول بھلیا میں پھنسا دیا کہ میں چاہ کر بھی اپنے مقصد کو حاصل نہیں کر پایا چار شاہ میر جب تک پیلس کو اون نہیں کرتے تب تک وہ پیلس اور پراپرٹی کسی کی بھی نہیں یا پھر کوئی شاہ میر وزیراعظم بنے تب یہ ممکن تھا میں پاگل ہونے لگا تھا مجھے یہ بھی جاننا تھا تاشہ شاہ میر اور علی شاہ میر کو میرا بتایا کس نے مجھے اس ملازم پر شک ہوا اس کے گاؤں جا کر میں نے اسے بھی مار دیا غصے میں اور پھر علی شاہ میر اور تاشہ شاہ میر کے جنازے میں

زمان شاہ میر آیا سب کچھ واپس لینے مصطفی عترت اور جویریہ کو سنبھالنے کھیل
پھر زمان کے حق میں جا رہا تھا تب میں نے ثاقب داؤد اور شاہد کفیر کو انجشہ
شاہ میر سے لے کر اب تک کیے جانے والے چار قتل کا بتا کر انھیں ڈرایا
دھمکایا انجشہ اور اپنے تعلق کے بارے میں میں نے انھیں کبھی کچھ نہیں بتایا
تھا پھر ان لوگوں نے مصطفی عترت جویریہ اور حنان کی وجہ سے ڈر کر زمان
کو واپس لندن بھیجتے قطع تعلق رہنے کا کہا شاہد کفیر سے میں نے کہا تھا اگر
انھوں نے ثاقب داؤد کا ساتھ نا دیا تو میں حنان کو اپنے ساتھ لے جاؤں گا اور
پھر یہ لوگ ڈر گئے جیسا میں بولتا گیا کرتے گئے پھر کیا تھا میں بھی غائب ہو
گیا اور مصطفی عترت اور جویریہ کے بڑے ہونے کا انتظار کرنے لگا لیکن داؤد'ز
نے میرے ساتھ گیم کھیلی جویریہ کی شناخت ہی مٹا دی اور جویریہ اور مصطفی
کی یادیں مٹانے کی کوشش کی " منہاج کفیر نے ہر راز کھول دیا سب اس
انسان کو دیکھتے رہے جس نے نفرت حسد اور بدلے میں کتنے خون کر دئے
تھے سب شل ہو گئے۔

"اور یہ سب میں نے تمہارے لیے کیا میں میں پہلے ہی پاکستان آچکا تھا میں نے تم پر اور نظر رکھی اور سب سے پہلے میں نے حداد کو مارنے کی کوشش کی (منہاج کی آنکھوں میں وہ H والا منظر گھوما تھا جب وہ حداد کو مارنے کی غرض سے داؤد حویلی آیا تھا مگر ساتھ حنان تھا جس کی وجہ سے وہ حداد کو مارنے میں ناکام رہا) میرے بھائی میں تو اس جویریہ سمیت سب کو مارنا چاہتا تھا تاکہ داؤد اور کفیر'ز کی بھی ساری پراپرٹی جائیداد تمہیں مل جائے لیکن دو دن پہلے مجھے پتا چلا یہ سفاک عورت تمہارے بچے کی ماں بننے والی ہے میں نے اسے صرف تمہارے بچے کے لیے بخش دیا لیکن قسمت خراب تھی میری تم نے انجشہ کی وہ ڈائری پڑھ لی۔۔ خیر لیکن تم فکر نہیں کرو ہم ان سب کو مار دے گے جنھوں نے ہمارا باپ اور ہمارا سب کچھ ہم سے چھین لیا اور اس عورت کو بچہ پیدا ہوتے ہی جان سے مار۔۔۔"منہاج کفیر حنان کی آنکھوں میں دیکھتے بول رہا تھا کے جویریہ نے اس کی بات کاٹی۔

"تمھیں میری آپی نے مرتے وقت کچھ اور بھی کہا تھا کیا تمھیں وہ یاد نہیں مجھے آج بھی بیس سالوں بعد بھی وہ الفاظ یاد ہے" جویریہ غرائی تھی منہاج نے پلٹ کر جویریہ کو دیکھا پھر مسکرا دیا۔

"ایسا کبھی نہیں ہو گا میرا خون مجھے کبھی نقصان نہیں پہنچائے گا " منہاج حنان کی سرمئی آنکھوں میں دیکھتا مان سے بولا تھا جبکہ سب خاموش تھے۔

"تمھیں پتا ہے وقاص کفیر کو وہ جائیداد ہم نے کیوں واپس نہیں کی تھی ؟" ثاقب داؤد کی آواز گونجی تھی منہاج نے انھیں دیکھا۔

"وہ شرابی تھا نشا کرتا تھا طوائفوں کے پاس جاتا تھا ان پر لٹاتا تھا اور تمہاری ماں نے شاہد کی فرقان اور میری منت کی تھی کہ تمہارے لیے ایسے کچھ بھی نہیں بچے گا تو آپ لوگ کسی بہانے سے ساری پراپرٹی وقاص سے لے لیے وہ تمہاری ماں کو جانوروں کی طرح مارتا تھا نا جائز تعلقات میں تھا ہم نے سوچ سمجھ کر اس سے شاہ میر پیلس کا کہ کر وہ پراپرٹی لی اور تمہارے پیسے محفوظ رکھے تاکہ تمہاری ماں کے مطابق جب تم بڑے ہو تمہیں دے دئے جائے اور بات تمہاری نہیں ایک اور ننھے وجود کی تھی جو تمہاری ماں کی کوکھ میں پل رہا تھا تمہاری ماں کو اپنی اولادوں کی فکر تھی لیکن تمہارا باپ بے قابو ہو گیا اور اس نے خودکشی ہماری وجہ سے نہیں کی تھی اس نے خودکشی اپنے گناہ کی وجہ سے عبرت کا نشانہ نا بننے کی وجہ سے کی تھی اس وجہ سے کی تھی کہ اس نے گاؤں کی ایک لڑکی کے ساتھ زبردستی کی تھی اور اس لڑکی کے بھائی تمہارے باپ کو قتل کرنا چاہتے تھے لیکن عبرت ناک موت دے کر تمہارا باپ نشے میں دھت تھا وہ پیسا دے کر جان چھڑانا چاہتا تھا ہمارے پاس آیا

لیکن تمہاری ماں کو جب اس لڑکی کے ساتھ ہوئے ظلم کا پتا چلا تو اس نے منع کر دیا ہمیں مدد کرنے سے اور ہم لوگ بھی نہیں مدد کرنا چاہتے تھے تمہارا باپ وحشی درندہ تھا تمہارے باپ نے بے رحمی سے قتل ہونے کے بجائے خودکشی کو چنا تمہاری آنکھیں تمہارے باپ جیسی شیطانی ہے جبکہ حنان کی آنکھیں تمہاری ماں جیسی ہے جو بہت نیک خاتون تھی ہمیں افسوس ہے وقاص نے مرتے مرتے بھی تمہارے اندر فساد ڈال گیا تمہیں شیطان بنا گیا" ثاقب داؤد نے کہا جبکہ یہ بات سنتے حنان کی رگیں تن گئی منہاج کے چہرے پر غصہ عنود ہوا۔

"ہم نے یہ بات تمہیں بتانے کی بیس سال پہلے بھی کوشش کی تھی جب تم نے ہمیں بلیک میل کیا لیکن تم نے ہماری بات نا مانی تم اپنی نفرت میں بہت آگے نکل چکے تھے تمہیں صرف اپنے باپ کی بتائی ہوئی کہانی یاد تھی اور اس پر ہی تم نے کان اور آنکھیں بند کر کے یقین کیا اور یہی انسان کی سب سے

خطرناک حالت ہوتی ہے جب وہ سننا اور دیکھنا چھوڑ دے تو اس کا ضمیر مفلوج ہو جاتا ہے وہ سوچتا تو ہے لیکن صرف جو وہ چاہتا ہے وہ شیطان بننا شروع کر دیتا ہے اور تم ایک شیطان بن چکے ہو جسے انسان بنانا بے حد مشکل ہو چکا ہے تم نے پہلے دو قتل اپنی بیوی اور بچے کے کیے تیسرا فرحان شاہ میر کا جو اپنی بیٹی کی وجہ سے مر گیا چوتھا حارث شاہ میر کا جو اپنے بیٹے کو بے قصور ہوتے ہوئے بھی اپنی بھتیجی اور بھائی کا قاتل سمجھتا رہا اور پھر دم توڑ گیا پانچواں علی شاہ میر کا چھٹا تاشہ شاہ میر کا اور ساتواں اس ملازم کا اور پھر آٹھواں شفا اور اس کے بچے کا تم نے نو قتل کیے ہے اور ہمارے بچوں کو مارنے کی کوشش میں تو تمہیں چاہ کر بھی کفیر خاندان کا حصہ تسلیم نہیں کر سکتا اور وہ بھی چھوڑو تمہیں تو ہم ایک انسان نہیں سمجھ سکتے تم تو درندے ہو شیطان ہو" شاہد کفیر پھولی سانسوں سے دھاڑے تھے۔

" آٹھ قتل کیے ہے تم نے اور اب ہمارے پاس تمہارے ان سب گناہوں کا ثبوت ہے اور دو گواہ " یاسر نے شاہد کفیر کی تصحیح کی سب نے نا سمجھی سے یاسر کو دیکھا منہاج کے چہرے پر بھی الجھن ابھری۔

"پہلی گواہ جس نے قتل ہوتے دیکھا جویریہ اور دوسری جسے قتل کرنے کی کوشش کی گئی۔۔"یاسر نے کہتے ہاتھ کا اشارہ کیا اور ڈاکٹر تبسم ویل چیئر پر شفا کو لیے وہاں داخل ہوئی سب شفا کو دیکھ بے یقین ہوئے تھے یاسر تھا جو منہاج کفیر کی سیاہ آنکھوں میں مسکراتا دیکھ رہا تھا۔

****

"شفا۔۔شفا مری نہیں تھی اس کی سانسیں چل رہی تھی وہ بے ہوش ہو چکی تھی ڈاکٹرز نے کہا اگر اسے ہوش آجاتا ہے تو ٹھیک اور اگر نہیں آیا کوما میں

چلی جائے گی اور شاید اللہ مہربان تھا شفا نے بے ہوش ہونے سے پہلے مجھے اتنا تو بتا ہی دیا تھا کہ میں زمان کو بچا سکوں اور اپنے دشمن کو ڈھونڈنے کی کوشش کر سکو !! زمان شاہ میر یاسر شازم داؤد کا دوست ہے اور یاسر کا دوست قاتل ہو سکتا ہے مگر منافق نہیں مجھے زمان شاہ میر پر ہمیشہ یقین تھا نا میں نے اس سے صفائی مانگی نا اس نے مجھے دی پندرہ سالوں کا ساتھ تھا جبکہ انسان کو جاننے کے لیے تو ایک لمحہ کافی ہوتا ہے۔۔ میرے علاوہ کسی کو نہیں پتا تھا شفا زندہ ہے یہ سب بھی میں نے کچھ وقت حاصل کرنے کے لیے کیا کیونکہ میری ملکہ کا آپریشن ہونا تھا جسے میں چاہ کر بھی ملتوی نہیں کر سکتا تھا میں نے مکمل پلیننگ کی ڈاکٹر اور ہاسپٹل سب میرے بھروسے کے لوگ اس پلان میں شامل تھے خیر لندن جانے سے ایک دن پہلے شفا کو ہوش آگیا تھا اس کا علاج چل رہا ہے لیکن آج شفا اس پوزیشن میں ہے کہ وہ تمہارے خلاف گواہی دے سکے " یاسر بولا تو سب دم سادھے سن رہے تھے لیکن منہاج کفیر نے بنا متاثر ہوئے کندھے اچکا دے سب لوگوں نے شفا کو نم آنکھوں سے دیکھا وہ ٹھیک

تھی سب کو دیکھ رہی تھی چہرے پر کہی کہی زخم تھے دونوں ہاتھ پر پٹیاں تھی پیر پر بھی تھی جبکہ ڈاکٹر تبسم مصطفی کو دیکھ رہی تھی جو انھیں دیکھتا نگاہیں پھیر گیا تو زمان منہاج کے روبرو کھڑا ہوا۔

"میں نے برا بنتے بھی سب سے محبت کی منہ پھٹ بگڑا ہوا تھا مگر دل میں کوئی میل نہیں تھا میرے ، اور سب سے زیادہ تو میں نے جویریہ اور تجھ سے محبت کی اتنی محبت کے تیرے لیے میں نے اپنی محبت کو چھوڑ دیا زمان شاہ میر نے اپنی پہلی اور آخری محبت کو چھوڑ دیا انجشہ شاہ میر کو چھوڑ دیا مجھے سب سے پہلے تیری انجشہ سے محبت کا پتا چلا میں خاموش ہو گیا تو جو پوچھتا تھا کہ میرا رویہ انجشہ سے بدل کیوں گیا ہے صرف اس لیے بدلا تھا کہ کبھی تو مجھے لے کر انجشہ کے بارے میں غلط نا سوچے کیونکہ تو جان سکتا تھا میری آنکھیں کس کے نام پر چمکتی ہے ، میں نے تجھے انجشہ کے ساتھ نکاح کرتے دیکھا تھا لیکن میں پھر بھی خاموش رہا میں نے اس لکڑی کے بنے گھر میں بھی تم دونوں کو کئی دفعہ ساتھ جاتے اور نکلتے دیکھا تھا لیکن میں خاموش رہا میں نے انجشہ کو

روتے سسکتے راتوں کو اپنے کمرے میں چیختے دیکھا تھا اس کے کمرے کے برابر میرا کمرہ تھا تب مجھ سے برداشت نا ہوا میں تیرے پاس منت کرنے آیا تھا کہ انجشہ سے نکاح کر لے یہ جانتے ہوئے بھی تو نکاح کر چکا ہے صرف اپنی دوستی کی لاج رکھنے کے لیے ورنہ اس طرح میرے خاندان کی لڑکی سے چوری چھپے نکاح اور راتیں گزرنا میرا خون کھولا رہا تھا میرا دل چاہ رہا تھا کہ تجھ پر تیزاب پھینک دو تجھے اتنا مارو کہ تو اپنی شکل نا پہچان سکے لیکن خود کو تسلی دیتا رہا کہ تو اس سے محبت کرتا ہے سچی محبت۔۔میری دوستی کی مثال دیکھ اپنی محبت چھوڑ دی اپنے دوست کے لیے اور تو نے کیا کیا اسے مار دیا ؟ میں نے تجھے انجشہ کی موت کے بعد بھی کتنی دفعہ اپنی بے گناہی کی دہائی دی لیکن تو نے کچھ نا سنا کیونکہ تو سنا ہی نہیں چاہتا تھا صحیح کہتے ہے شاہد داجی تو شیطان ہے تو نے میرا سب کچھ چھین لیا تیری حسد تیری نفرت تیرے بدلے نے مجھ سے میرا باپ میری بہن میری محبت میرا خاندان سب چھین لیا۔۔جب صبح میں نے ان پراپرٹی پیپر پر تیرا نام دیکھا تھا تو سوچ سکتا ہے کیا گزری تھی مجھ

پر ؟ کبھی تصور نہیں کیا تھا کہ تو میرے ساتھ ایسا کرے گا " زمان شاہ میر کرب سے بولا تھا جبکہ منہاج اسے دیکھتا رہا پھر زمان نے منہاج کا گریبان پکڑا

۔

"تو نے مجھے برباد کر دیا تجھے پھانسی کے تختے تک نا پہنچایا تو میرا نام بھی whistle poison زمان شاہ میر نہیں " زمان دھاڑا تھا جبکہ منہاج نے قہقہہ لگاتے اس کے ہاتھوں سے اپنا گریبان چھڑوایا۔

"کیا تم لوگ قتل گناہ سزا اور پولیس کو لے کر بیٹھ گئے ہو یہ تو تب ممکن ہے جب تم لوگ زندہ یہاں سے بچ پاؤ گے اور میں تم لوگوں کو یہاں سے زندہ جانے ہی نہیں دو گا " منہاج قہقہہ لگا کر بولتا حنان کو دیکھ مسکرایا جو شل تنی رگوں سے کھڑا تھا منہاج نے فون کان سے لگایا۔

"ہیلو جلدی پہنچو بہت کچرا جمع ہو چکا ہے میرے پیلس میں صفائی کرو پھر ساتھ مل کر جشن منائے گے " منہاج اپنے غنڈے ساتھیوں کو کال کرتا بولا تھا وہ

جانتا تھا وہ اور حنان اکیلے ان سب کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے اور پھر منہاج کے پاس جو حنان کی گن تھی وہ بھی حداد نے چھین لی تھی۔

جبکہ سب مرد حضرات کی رگیں تن گئی جویریہ نے خونخوار نظروں سے منہاج کو دیکھا تھا مصطفی آگے بڑھا اور اور منہاج کو شانوں سے تھامتے ایک کے بعد ایک مکے مارتا غرایا تھا۔

"تو نے مجھے یتیم کیا میرے ماں باپ کو تو نے مارا ہمارے بڑے بھائی کو ہم سے دور کیا " مصطفی منہاج کفیر کا نقشہ بگاڑتا ہوا دھاڑا تھا منہاج ثوبان سے جا ٹکرایا۔

"میرے داجی کو بلیک میل کیا میری بہنوں پر حملہ کروایا میرے بہن بھائیوں دوستوں کو مارنے کی کوشش کی " ثوبان بھی دھاڑتا ہوا منہاج کو بنا سمجھنے کا موقع دئے بنا مارنے لگا مصطفی نے چار ہی وار میں منہاج کی حالت خراب کر دی تھی وہ خود دیوہیکل جیسی پرسنیلٹی کا مالک تھا مگر وہ مصطفی کا کوئی وار نا روک پایا اور اب یہی حالت ثوبان اس کی کر رہا تھا۔

"چھوڑو مجھے " سلمان نے مصطفی کو پکڑا تھا اس نے منہاج کی تمام باتوں کو ریکارڈ کر لیا تھا یہ سب ان کے پلان کا حصہ تھا منہاج کو قانون سزا دیتا اس لیے بامشکل سلمان نے مصطفی کو قابو کیا لیکن ثوبان تو پھیرے شیر کی طرح منہاج پر جھپٹا تھا ثوبان نے منہاج کو مارتے مارتے سیڑھیوں پر پٹخا تھا وہ کراہ کر رہ گیا جبکہ حنان اب تک ساکت کھڑا تھا ثوبان کو عمران نے بامشکل قابو کیا تو حداد نے منہاج پر حملہ شروع کر دیا شفا خاموش سب دیکھ رہی تھی۔

"میرے خاندان کو برباد کرنے کی کوشش کی میرے داجی کو بلیک میل کیا میری جان لینے کی کوشش کی مجھے مارے گا تو تو ایک کفیر کے نام پر دھبہ ہے " حداد نے بھی دو مکے جڑتے اوپر دو سیڑھیوں پر منہاج کو پھینکا تھا حداد اس پر جھپٹتا کہ عالم صاحب نے اسے روکا تو فراج دوسری سیڑھیوں سے چڑھتا منہاج کفیر تک پہنچا تھا۔

"میری بہن کو مارے گا ہم نے چاہے ایک کوکھ سے جنم نا لیا ہو وہ میری بہن ہے جسے تو مارنے کی بات کر رہا ہے میرے بھائیوں ، میرے بہنوئیوں کو

مارے گا " فراج دھاڑا تھا جبکہ فراج کے الفاظ سن کر جویریہ کے ہاتھ سے پسٹل چھوٹی تھی آنکھوں سے سیال بہے تھے خواتین سب تماشہ دیکھ رہی تھی۔

"شازم انکل روکے اسے اس نے دو مکے اور مارے تو یہ مر جائے گا فراج کا کریئر تباہ ہو جائے گا " سلمان مصطفی کو قابو کرتے دھاڑا تھا شازم صاحب آگے کو جاتے فراج کو روک گئے فراج نے لب بھینچے خونخوار نظروں سے منہاج کو دیکھا جو ریلنگ سے ٹیک لگائے حنان کو دیکھ رہا تھا پکار رہا تھا یازان کا میٹر شارٹ ہوا۔

"ویسے تو بڑوں پر ہاتھ نہیں اٹھاتا میں لیکن تیرے کرتوت خراب ہے بڑھو! میرے بھائی کو اپنے ساتھ ملائے گا وہ سگا تیرا صحیح لیکن ہمارا بھائی ہے میرا بھائی ہے " یازان پوزیسونیس کے سارے ریکارڈ توڑتا غرایا تھا اور منہاج پر ہاتھ صاف کر گیا اعظم کفیر نے سیڑھیاں چڑھتے بامشکل اسے روکا تھا منہاج کے منہ سے خون نکل رہا تھا وہ بے یقینی سے حنان کو دیکھ رہا تھا جو سگا بھائی ہوتے اس کی مدد نہیں کر رہا تھا۔

"میرے خاندان کو مار دیا، میری بہن میری محبت کو مجھ سے دور کر دیا، میرا باپ میرے غم میں مجھے گناہگار سمجھتے مر گیا تیری وجہ سے " زمان نے منہاج پر زندگی میں پہلی دفعہ ہاتھ اٹھایا تھا منہاج کا سر گھوم گیا وہ الٹا منہ سیڑھیوں پر گرا تھا۔

"میرے پاس ایک رشتہ بچا تھا میرے دوست کا وہ بھی تو چھیننا چاہتا تھا، میری جویریہ کو مارنا چاہتا تھا، میرے بہن بھائیوں کو مارنا چاہتا تھا، تو ہمارے حق پر ڈانکا ڈالے گا تو " زمان پھر مکا مارتے دھاڑا تھا جازم صاحب نے زمان کو روکا۔

"اب میری باری " یاسر نے کہا اور اوپر سیڑھیاں چڑھتا اپنے دونوں ہاتھ ایک دوسرے میں پھنساتا چٹخا گیا عشراق یاسر کی حرکت پر پزل ہوتی محوت سے اسے دیکھنے لگی جبکہ جازم صاحب نے اسے گھورا تھا۔

"سب سے پہلے یہ میری اولاد کا قتل کرنے کے لیے " یاسر نے ایک مکا مارتے منہاج کو اوپر کے زینے پر پٹخا تھا۔

"یہ میری ملکہ کو کڈنیپ کروانے کے لیے " یاسر نے دوسرا مکہ جڑا۔

"یہ میری دوسری شادی کے لیے جو تیری وجہ سے مجھے کرنی پڑی نا تو میری ملکہ کو کڈنیپ کرتا نا میں دوسری شادی کرتا " یاسر نے تیسرا بھی جڑ دیا منہاج کفیر اس حالت میں کو پہنچ چکا تھا کہ مزاحمت کرنے کی بھی ہمت نا رہی تھی۔

"یہ میری ملکہ کو چھت سے دھکہ دینے کی کوشش کرنے کے لیے اور میری بیوی کو چھت سے دھکا دینے کے لیے " یاسر نے ایک اور مکہ جڑا تھا۔

"اور یہ میرے بہن بھائیوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرنے کے لیے " یاسر نے منہاج کو شانوں سے تھامتے پھر اس کا گال سوجھایا۔

"اور یہ میرے دوست کو تکلیف دینے کے لیے ، اس کی محبت کو مارنے کے لیے " یاسر نے مسکراتے ریلنگ پر دونوں ہاتھ جمائے پوری قوت سے منہاج کے پیٹ میں کک ماری وہ بلبلا اٹھا خون فوارے کی طرح پھر چھوٹا تھا۔

"اور آخری مجھے میری ستہ چھوڑنے کے لیے مجبور کرنے کے لیے ایک بادشاہ کے ہاتھوں سے اس کا تاج چھیننے کے لیے " یاسر آخری مکہ منہاج کے چہرے

کی زینت بنایا کہ جازم صاحب نے اسے گھورتے ہوئے زمان کو چھوڑتے روکا یاسر سر جھکا گیا جازم صاحب کب سے یاسر کو روکنے کی کوشش کر رہے تھے۔

"یہ میری آپی کو قتل کرنے کے لیے" جویریہ نے منہاج کفیر کے منہ پر ایک پنچ رسید کیا تھا سب ششدہ رہ گئے وہ روتے ہوئے دھاڑ رہی تھی۔

"یہ میری آپی کو محبت کے جال میں پھنسانے کے لیے ان کا دل توڑنے ان کی ہنسی چھیننے کے لیے " جویریہ اب منہاج کفیر کے گھٹنے پر ٹانگ مارتی چیخی تھی منہاج گھٹنوں کے بل گرا تھا۔

"میرے بابا کو مارنے کے لیے میرے مان بھائی کو مجھ سے جدا کرنے کے لیے ہمارے خاندان کو تباہ کرنے کے لیے مجھ سے میرا حنان چھیننے کے لیے " جویریہ نے دھاڑتے گن منہاج کفیر کے ماتھے پر ٹکائی تھی وہ لوگ اس وقت شاہ میر پیلس کی چھت پر تھے سب لوگ ہی اب چھت کی سمت بھاگے تھے جویریہ کے اعتراف میں کھڑے تھے۔

"جویریہ نہیں " ثوبان نے اسے روکا۔

"نہیں کوئی میرے قریب نہیں آئے گا ثوبان آج اسکا انصاف میں کرونگی "

جویریہ نے خون زدہ آنکھیں لیے ثوبان کو دیکھتے کہا وہ وہی رک گیا۔

"آپی " فراج چیخا تھا جویریہ نے نفی میں سر ہلایا۔

"بھابھی خود کے ہاتھ مت گندے خون سے رنگے " جنہ چیخی جویریہ نہیں مانی جویریہ نے ٹرگر پر انگلی رکھی ہی تھی کہ جویریہ کا رخ اپنی سمت کرتے حنان نے جویریہ کے منہ پر تھپڑ رسید کیا جویریہ گرتی کہ یاسر نے اسے اپنی باہوں کا سہارا دیا سب بے یقین ہوئے تھے جویریہ کے ہاتھ سے گن چھوٹی تھی منہاج کفیر خون اشار آنکھوں اور تکلیف میں ڈوبے چہرے سے مسکرایا تھا۔

ثاقب داؤد شاید کفیر اعظم کفیر باقی سب بڑے اور نوجوان شاکٹ ہوئے تھے حنان کی آنکھوں میں خون تھا رگیں تنی تھی حنان نے جویریہ کو دیکھتے منہاج کو سہارا دیتے اٹھایا تھا منہاج مسکرا دیا سب کی فق ہوئی رنگت دیکھ کر۔

"میں ۔۔۔نے ۔۔ کہا۔۔ تھا۔۔ یہ ۔۔ میرا ۔۔ بھائی ۔۔ ہے ۔۔ یہ ۔۔ میرا ۔۔ ساتھ ۔۔ دے ۔۔ گا۔۔ تربیت ۔۔ تم ۔۔ جیسوں ۔۔ کی ۔۔ صحیح ۔۔ خون ۔۔ ہمارا ۔۔ ایک ۔۔ ہے

۔۔ تم ۔۔ سب ۔۔ نے ۔۔ جو ۔۔ مجھ ۔۔ پر ۔۔ وار ۔۔ کیا ۔۔ ہے ۔۔ اس ۔۔ سب ۔۔ کا ۔۔ بھی ۔۔ بدلہ ۔۔ لے گا " منہاج کفیر تمسخر سے ٹوٹے لہجے میں بولتا غرایا تھا منہاج اسے ریکنگ کے پاس لے گیا جبکہ حداد اور یازان مسکرائے تھے۔

"حنان تم ایسا کیسے کر سکتے ہو یہ تمہارا بھائی نہیں قاتل ہے " ثوبان یاسر فراج اور جویریہ دھاڑے تھے جویریہ سسک رہی تھی یاسر نے مضبوطی سے اسے خود میں بھینچا ہوا تھا ورنہ وہ زمین بوس ہو جاتی۔

"خون خون ہی ہوتا ہے فرشتوں کی صفت وقتی صحیح مگر وہ ہے تو ایک شیطان کا بھائی اور بیٹا " زمان تلخی سے مسکرایا تھا سب نے لب بھینچے تھے زمان نے حنان کی تعریفیں بہت سنی تھی لیکن اسے اب دیکھ کر اسے افسوس ہوا۔

"وہ میرا بیٹا ہے میں نے پالا ہے اسے وہ شیطان نہیں ہے " اعظم صاحب دھاڑے تھے۔

"حنان شیطان نہیں ہے وہ نیک کفیر ہے میرا نیک دل فرشتہ صفت پوتا ہے" شاہد کفیر دھاڑے تھے آنکھیں نم تھی۔

"یہ۔۔میرا۔۔بھائی۔۔ہے۔۔میرا بھائی " منہاج نے کہا حنان مسکرا دیا منہاج حنان کے گلے لگا تھا۔

"جویریہ حنان کفیر۔۔انجشہ شاہ میر نے مرنے سے پہلے کیا کہا تھا ؟" حنان منہاج کے گلے لگتا اس کے گرد اپنا حصار مضبوط کر گیا جبکہ جویریہ نے نم سرخ آنکھوں سے روتے ہوئے یاسر کے سینے سے چہرہ نکالے حنان کو دیکھا سب حیران ہوئے تھے جبکہ حداد شاہد کفیر ، اعظم کفیر عشراق اور یازان مسکرائے تھے دل کھول کر مسکرائے تھے۔

"کیا کہا تھا " حنان جویریہ کو خاموش دیکھ دھاڑا تھا جویریہ سمیت تمام خواتین لرزی تھی شفا اور ڈاکٹر تبسم نیچے ہی تھی عشراق جنہ اور مقدس کو یقین نا آیا ان کا بھائی اس قدر غصے میں بھی آسکتا ہے۔

"منہاج کفیر نے کہا تھا اسے یہ اولاد نہیں چاہیے کیونکہ وہ اپنے بھائی کی محبت کسی سے نہیں بانٹ سکتا وہ اس دنیا میں سب سے زیادہ حنان سے محبت کرتا ہے حنان کے لیے کچھ بھی کر سکتا ہے خود کو تباہ اور کسی کو برباد بھی کر سکتا

ہے اور اپنی بیوی اور اولاد کو مار بھی سکتا ہے " جویریہ سسکتے ہوئے کرب سے چیخی تھی منہاج کفیر کے چہرے پر خوف ابھرا تھا حنان نے اسے مزید خود میں بھینچا تھا منہاج کو تکلیف شروع ہوئی سب کے چہرے سپاٹ تھے حنان سے کچھ پوچھنے کی کسی کے پاس ہمت نا تھی یہ پہلی دفعہ تھا جب وہ دو سگے بھائی گلے ملے تھے۔

"اور آپی نے کہا تھا جس بھائی کے لیے آپ یہ سب کر رہے ہے وہی بھائی آپ کا مان توڑ دے گا جس طرح آپ نے میرا مان توڑا ہے۔۔جس بھائی کے لیے آپ سب کچھ کر سکتے ہے وہ بھائی آپ کو خود سے محبت کرنے کی سزا دے گا جس بھائی کے لیے آپ اپنی اولاد کو مارنا چاہتے ہے وہی بھائی منہاج کفیر کو مار دے گا جس کے لیے منہاج کفیر گناہ کر رہا ہے وہی بھائی منہاج کفیر کو اس کے گناہوں کی سزا دے گا۔۔وقت خود کو دہرائے گا جہاں سے منہاج کفیر کے گناہ کی شروعات ہو گی وہی منہاج کفیر کا خاتمہ ہو گا " جویریہ کو انجشہ یاد آئی جو چیختی چلاتی ریلنگ سے جا لگی تھی اس کی آنکھوں میں خوف تھا

منہاج کو دیکھ کر کیونکہ پہلی دفعہ انجشہ نے منہاج کی آنکھوں میں شیطانیت دیکھی تھی اور منہاج نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کے ہاتھ میں whistle تھمائی اور اس کی آنکھوں میں دیکھتے بازوں پر دھکا دیا انجشہ منہاج کی آنکھوں میں دیکھتی چھت سے گر گئی۔

"میں مسلمان ہو میں شیطان نہیں ہو میں منہاج کفیر کا بھائی ہو کر بھی اس جیسا نہیں ہو میں حنان کفیر ہو ایک فرشتہ صفت نیک کفیر ، میں اللہ پر اور اس کے احکامات پر ایمان رکھتا ہو ، میں حسد اور نفرت کرنے کے لیے اس دنیا میں نہیں آیا مجھے ان لوگوں سے محبت ہے جنہوں نے میری تربیت کی مجھے حق اور سچ میں تلقین کی مجھے اللہ کے قریب کیا جنہوں نے خود محبت بانٹی اور مجھے بھی محبت پھیلانے کی تلقین کی اور منہاج کفیر اپنے سگے بھائی پر افسوس جس نے زندگی حسد بدلہ اور نفرت میں گزار دی ، اللہ تمہیں ہدایت دے تم کبھی میرے سامنے مت آنا میں نہیں چاہتا میں اپنے واحد سگے رشتے سے نفرت کرو " حنان نے منہاج کو شانوں سے تھامے سرمئی آنکھوں میں نور

لیے کہا منہاج ساکت رہ گیا منہاج نے غور کیا ان آنکھوں میں اس کی ماں جیسی چمک تھی شاہد کفیر جیسی چمک تھی ، شاہد کفیر کی روح تک پرسکون ہوئی کون کہتا ہے خون اپنا رنگ دیکھاتا ہے انسان کی فطرت نہیں بدلتی جو اس کے باپ نے کیا وہی اولاد کرتی ہے، تربیت اچھی ہو تو خون کی فطرت کو بھی مٹایا جا سکتا ہے پیدا کرنے سے بڑا پرورش کرنے والا ہوتا ہے شاہد کفیر نے حنان کفیر کی تربیت محبت سے کی تھی اسے محبت میں ہی پروان چڑھنا تھا صحیح کہتی تھی دنیا وہ فرشتہ صفت نیک کفیر تھا وہ شاہد کفیر کا نیک کفیر پوتا تھا اعظم کفیر کا فرمانبردار بیٹا ، عالم کفیر کا سچ بولنے والا بھتیجا اور حداد کفیر اور یازان کفیر کا حق کا ساتھ دینے والا بھائی ، عشراق مقدس اور جنہ کفیر کا نرم دل بھائی ، فاطمہ کفیر کا رشتوں کو نبھانے والا بیٹا۔۔وہ حنان کفیر تھا !

حنان نے منہاج کو چھوڑ دیا منہاج خود کے سہارے پر کھڑا تھا حنان پلٹتا شاہد کفیر تک آیا شاہد کفیر نے مسکراتے اسے گلے لگایا تو حداد اور یازان شاہد کفیر کے پیچھے ہوتے ہی حنان کے گلے لگے حنان نے دونوں کو اپنے سینے سے لگایا

اور منہاج کفیر حنان کی پشت دیکھتا رہ گیا سب کی نظریں حنان پر تھی پھر سب کو ایک آواز سنائی دی پلٹ کر دیکھا تو منہاج کفیر کہی نہیں تھا ریلنگ کے پار منہاج کفیر پیلس کے اسی فرش پر پڑا تھا خون اس کے سر سے نکل رہا تھا جس پر کبھی انجشہ شاہ میر تھی۔۔انجشہ شاہ میر کی بات پوری ہوئی تھی گناہ جہاں سے شروع ہوا وہی ختم ہو چکا تھا حنان کفیر نے بنا کچھ کیے بھی اپنے الفاظ اور صفت سے منہاج کفیر کو شرمندگی کا احساس دلاتے پل میں اس سے سب کچھ چھین لیا تھا منہاج کفیر پر اس کی حسد نفرت اور بدلے کی آگ میں لپٹی محبت اس کے منہ پر دے ماری تھی جس کا تماچہ اتنا شدید تھا کہ منہاج کفیر اپنی گنہگار سانسیں خود ہی روک گیا وہ وقاص کفیر کا بیٹا تھا جس نے اپنے گناہ کی سزا سے بچنے کے لیے خودکشی کی تھی تو منہاج کفیر نے جس کے لیے گناہ کیے اس کی آنکھوں میں اپنے لیے افسوس دیکھ کر خودکشی کر لی منہاج نے کیا کچھ نہیں کیا حنان کے لیے بیوی بچے کو چھوڑ دیا قتل کیے اور حنان نے اسے ہی

چھوڑ دیا وجہ صرف یہ تھی منہاج کفیر نے حنان کی محبت سے زیادہ یہ سب حسد نفرت اور بدلے میں کیا تھا۔

گناہ کا ایک اصول ہوتا ہے جس شخص نے اسے چن لیا وہ اسے کبھی نہیں چھوڑتا توبہ اس شخص کو راہ راست پر لا سکتی ہے زندگی اسے ایک موقع دے سکتی ہے لیکن جو توبہ نا کرے گناہ اسے خود کو چننے کی بار بار سزا دیتا ہے ہر بار جب تک وہ شخص مردہ نا ہو جائے اور پھر ایک دنیا اس دنیا کے پار کبھی ختم نا ہونے والی حقیقی دنیا اس شخص کی جزا اور سزا کی منتظر ہوتی ہے !

****

رات عشاء کے بعد منہاج کفیر کی تدفین کر دی گئی تھی حنان یاسر ثوبان فراج یازان حداد سلمان زمان اور عمران سمیت تمام بڑے جنازے میں شریک ہوئے تھے منہاج کو ہاسپٹل میں آخری غسل دلوا کر سیدھا کشمیر کے قبرستان میں نماز جنازے کے بعد دفن کر دیا گیا تھا وہ چاہے کتنا ہی گناہ گار کیوں نا ہو تھا

تو مسلمان اور ایک مردہ شخص سے کیا نفرت کرنی سب نے مل کر اس کی مغفرت کی دعا کی تھی سب حویلیاں کو لوٹ چکے تھے کتنی عجیب بات تھی منہاج کفیر نے اپنی پوری زندگی حنان کے لیے وقف کر دی تھی کتنے قتل کیے اپنی اولاد اور بیوی تک کو مار دیا پھر بھی حنان کے پاس منہاج کی قبر پر کھڑے رہنے کے لیے کچھ لمحے بھی مزید نا تھے جبکہ زمان اپنے پیاروں سے مل رہا تھا وہ سب سے پہلے اپنے باپ حارث شاہ میر کی قبر پر گیا پھر فرحان شاہ میر اور اس کے بعد علی اور تاشہ شاہ میر کی قبر پر اور آخر میں انجشہ شاہ میر کی قبر پر جہاں بیٹھ کر وہ نا جانے کب تک اپنی سوئی محبت اور دوست کو اپنے دل کا حال سناتا رہا جو قبر کے نیچے دفن اسے سن بھی پا رہی تھی یا نہیں ! کچھ دیر بعد فجر کی اذانیں شروع ہوئیں اور پھر مزید کچھ دیر گزری کہ سورج آب و تاب سے چمک رہا تھا کفیر خاندان میں خوشیوں کی لہر دوڑ گئی کیونکہ یہ صبح کی روشنی اب صرف خوشیوں کا نور تھا غموں کا اندھیرا چھٹ چکا تھا جویریہ کی حاملہ ہونے کی خبر کفیر حویلی میں تہوار کی طرح منائی جا رہی تھی فاطمہ

بیگم پورے دل سے جویریہ کو ہر چیز کے لیے معاف کر چکی تھی اس کا بچپن اپنی بہن کے ساتھ ہوئے حادثے کے نظر ہو چکا تھا انھیں اب جویریہ سے نفرت نہیں اس سے ہمدردی ہونے لگی تھی فاطمہ بیگم شروع سے جانتی تھی حنان وقاص کفیر کا بیٹا ہے لیکن فاطمہ بیگم نے اسکی پرورش اپنے بیٹوں سے بڑھ کر کی تھی ردا بیگم کے بعد اور حنان کا بچہ مطلب ان کا پوتا یا پوتی اتنی مشکلوں اور تکلیف سہنے کے بعد اس خوش خبری نے سب کے چہروں پر مسکراہٹ بکھیر دی تھی فاطمہ بیگم عترت کو بھی معاف کر چکی تھی جس نے جانے انجانے میں ان کا دل توڑا تھا یازان بہت خوش تھا کے وہ چاچو بننے والا ہے اور یہی حال جنہ کا تھا وہ پھپھو جو بننے والی تھی حداد اور عترت بھی بے تحاشہ خوش تھے صرف حنان ہی تھا جو جویریہ سے اب تک مخاطب نہیں ہوا تھا شاہد کفیر نے اپنے پوتے پوتیوں اور آنے والے پر پوتے یا پوتی کے صدقے کے کئی بکرے زبح کیے تھے سب بے تحاشہ خوش تھے اعظم کفیر اور عالم کفیر بھی دادا بننے کی خوشی میں صدقہ خیرات کر رہے تھے تو دوسری طرف داؤد

حویلی میں بھی ثاقب داؤد نے بچوں کے صدقے کے بکرے زبح کیے تھے زمان شاہ میر اپنے اپارٹمنٹ چلا گیا تھا قندیل کو بھی سلمان کے گھر سے حویلی لے آیا گیا تھا منہاج کی نظروں سے بچنے کے لیے قندیل کو پہلے ہی سلمان کے گھر بھیج دیا گیا تھا خیر داؤد اور کفیر حویلی کی خوشیاں لوٹ آئی تھی منہاج کفیر کے آنے سے جو وحشت پھیلی تھی اس کے جانے سے اس وحشت کا خاتمہ ہو چکا تھا اب وہاں صرف خوشیوں کا بسیرا تھا۔

جویریہ کی پریگننسی کی خوشی میں اور عشراق کا آپریشن کامیاب ہونے کی خوشی میں فاطمہ بیگم نے کفیر حویلی میں آج رات دعوت رکھی تھی داؤد'ز اور شاہ میر'ز خصوصی مہمان تھے زمان شاہ میر کو بھی مدعو کیا گیا تھا جس نے ٹالنے کی بہت کوشش کی لیکن عالم صاحب نے اس کی ایک نا سنی وہی دوپہر کے کھانے کے لیے سب داؤد حویلی میں جمع تھے یاسر بھی عشراق کے ساتھ نرمی سے اپنے سہارے اسے سیڑھیاں اتارتا نیچے آیا عشراق اب نارمل مگر آہستہ

آہستہ چل پھر سکتی تھی وہ دونوں کھانا کھا چکے تھے شفا کو بھی اس کی کنڈیشن کے حساب سے ملازمہ نے کھانا کھلا دیا تھا اور دوائی دیتے اسے ویل چیئر پر لاونج میں لایا گیا تھا سب ہی کھانا کھا چکے تھے بڑے صوفے پر بیٹھے تھے عشراق اور یاسر بھی سب کے ساتھ بیٹھے تھے سب لوگ کفیر حویلی جانے کے متعلق بات چیت کر رہے تھے خوش گپیوں میں مصروف تھے۔

"داجی مجھے آپ سے بات کرنی ہے " شفا نے ٹھہر ٹھہر کر کہا سب شفا کی طرف متوجہ ہوئے۔

"ہاں بولو بیٹا " داجی نے مسکرا کر کہا شفا ان کی آنکھوں میں شفقت دیکھتی مسکرا بھی نا سکی وہ اسے اتنی عزت دے رہے تھے جس کی حقدار شفا خود کو نہیں سمجھتی تھی۔

"میں یاسر سے شادی نہیں کرنا چاہتی تھی پھر عشراق کے پردے کی وجہ سے کرنی پڑی مجبورا ہی صحیح اور یہ میرے لیے اعزاز کی بات تھی میں ایک نیک کام کے نیک لڑکی کے پردے کی حفاظت کے کام آئی اور یاسر شازم داؤد کی بیوی کا عہدہ ملا۔۔" شفا نم آنکھوں سے بول رہی تھی سب اسے خاموشی سے سن رہے تھے یاسر نے اسے دیکھا عشراق بھی شفا کے طرز تخاطب پر مسکرا دی۔

"میں چاہتی اپنے بچے کو اپنی ڈھال بنا کر یاسر سے پہلے ہی شادی کر سکتی تھی مگر جب میں اللہ کے قریب ہوئی تو مجھ سے تمام لالچ اور برائی دور ہونے لگی میرے اندر عزت نفس پیدا ہوئی اور صرف اپنی اولاد کے لیے محبت اتنی محبت کے میں یاسر کو بھی بھولنے لگی تھی ہاں میں نے یاسر کے ساتھ تعلقات صرف لالچ اور اس کی وجاہت کی بنا پر رکھے اور سیاستدان یاسر شازم داؤد سے

کوئی لڑکی کیسے متاثر نا ہوتی وہ لاکھوں میں نہیں کروڑوں میں ایک ہے اور اس وقت وہ صرف میرا تھا لیکن جب مجھے ہدایت ملنی شروع ہوئی مجھے معلوم ہوا مجھے یاسر شازم داؤد سے لالچ کے علاوہ بھی کچھ تو انسیت ہے اور وہ محبت ہے" شفا نے کہتے یاسر کو دیکھا جس نے شفا کے دیکھتے ہی اپنی نگاہیں پھیری تھی شفا کرب سے مسکرا دی جبکہ شفا کی بات کا مطلب سمجھتے سب کے چہرے سرخ ہوئے تھے سب جانتے تھے وہ کن تعلقات کی بات کر رہی ہے۔

"مجھے صرف میری ملکہ سے محبت ہے محبت بھی نہیں عشق ہے میں اپنی ملکہ کے برابر کے مقام پر بھی کسی کو تصور نہیں کر سکتا۔۔تمہارے ساتھ تعلقات رکھے تمہاری مرضی سے، میں ان لمحات میں بہک گیا اور زانی بن گیا میں تم سے معافی مانگتا ہو تمہارے ساتھ تعلقات رکھنے کے لیے بھی اور پھر بار بار غلط رویہ اختیار کرنے کے لیے بھی تمہیں اذیت پہنچانے کے لیے بھی اور اپنی ملکہ اور پورے خاندان سے بھی شرمندہ ہو " یاسر نے شفا کی بات کے درمیان کہا

وہ دیکھ عشراق کو رہا تھا جس نے یاسر کی بات پر اسے مسکراتی آنکھوں سے دیکھا تھا وہ کتنی دفعہ اپنے عمل کی معافی مانگ چکا تھا عشراق کو خوشی آج اس بات کی تھی کہ اس نے اپنے خاندان اور شفا سے بھی معافی مانگی سب نے یاسر کو دیکھتے سکون کا سانس بھرا۔

"مجھے تم سے محبت ہے اور مجھے اس پر اختیار نہیں۔۔ میں یقین مانو تمہاری خوشیوں کے درمیان نہیں آنا چاہتی تھی لیکن وقت لے آیا اور پھر اپنی اولاد کے خاطر تم سے طلاق نہیں لینا چاہتی تھی میں چاہتی تھی ہماری اولاد کو تمہارا نام ملے عشراق یاسر داؤد جیسی شخصیت ملے اپنے باپ کا مضبوط حصار ملے۔۔" شفا کہتی سسک پڑی سب خواتین کی آنکھیں نم تھی اس کے پاس اولاد کا سہارا بچا تھا جو منہاج کفیر نے چھین لیا یاسر کی آنکھوں میں سرخی چھائی تھی کچھ گھنٹوں میں وہ اپنی اولاد سے بے حد اٹیچ ہو چکا تھا اللہ کے حضور گڑگڑا کر معافی مانگ چکا تھا توبہ کر چکا تھا اور وہی اولاد نہیں رہی تھی یاسر نے سرخ

آنکھوں سے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا آنکھوں کی سرخی بتا رہی تھی یاسر کو وہ اولاد کتنی عزیز تھی۔

"شفا بیٹا سنبھالوں خود کو " ثوبیہ بیگم نے صوفے سے اٹھتے ہوتے شفا کو اپنے حصار میں لیتے تسلی دی وہ اپنے آنسو صاف کرتی نفی میں سر ہلاتی مسکرا دی۔

"لیکن وہ اولاد بھی اللہ کی رضا سے نہیں رہی میں اللہ سے شکوہ نہیں کرتی وہ بہترین کار ساز ہے لیکن میرے پاس اب صرف اپنی عزت نفس بچی ہے جسے میں مجروح نہیں ہونے دینا چاہتی۔۔ میں یاسر سے طلاق چاہتی ہو" شفا نے سب کو دیکھتے یاسر کو دیکھا اور کہا یاسر سپاٹ چہرے سے شفا کو دیکھے گیا جبکہ سب ہی شفا کی بات پر حیران ہوتے بس اسے ہی دیکھے گئے داجی نے بولنے کے لیے لب واہ کیے کہ عشراق بول پڑی۔

"شفا میں تمہیں قبول کر چکی ہو تم خود کو پریشان نا کرو " عشراق نے شفا کا ہاتھ نرمی سے تھامتے سہلاتے ہوئے نم آنکھوں سے کہا شفا کی آنکھیں پھر بھیگی۔

"تم ہمارے ساتھ رہ سکتی ہو شفا مجھے تم سے ہمدردی ہے تم میرے بچے کی ماں تھی لیکن میں تم سے کبھی محبت نہیں کر پاؤ گا میں تمہاری ہر ضرورت کا خیال رکھو گا تمہارا نام میرے ساتھ جڑا ہے سب لوگ تمہیں عزت اور مان دے گے تمہیں کبھی کوئی تکلیف یہاں نہیں ہو گی اور۔۔" یاسر نے سنبھل کر کہنا شروع کیا شفا نے نفی میں سر ہلاتے یاسر کی بات کاٹی یاسر خاموش ہو گیا۔

"تم مجھے محبت نا دے سکو ٹھیک ہے یاسر کیا تم مجھے عشراق کے برابر عزت احترام دے سکتے ہو ؟" شفا نے بھوری نم آنکھوں سے یاسر سے سوال کیا عشراق اور باقی سب نے یاسر کو دیکھا جس نے لب بھینچے تھے۔

"میں۔۔"یاسر نے دو منٹ بعد کچھ کہنے کی کوشش کی۔

"ہاں یا نا ؟" شفا نے بات کاٹی یاسر اسے دیکھتا رہ گیا جس کو وہ ایسی عورت ویسی عورت کہتے مخاطب کرتا تھا جس عورت کو جو عزت کے لائق نہیں سمجھتا تھا جو اس سے ڈرتی تھی آج وہی عورت اس کے سامنے آنکھوں میں آنکھیں ڈالے عزت کا سوال کر رہی تھی۔

"نہیں " یاسر نے سچ کہا سب نے عشراق سمیت شکوہ کناں آنکھوں سے یاسر کو دیکھا اگر وہ شفا سے محبت نہیں کرتا تو ٹھیک ہے عزت تو کر ہی سکتا تھا لیکن کسی نے شفا کا سوال صحیح سے نہیں سنا وہ پوچھ رہی تھی اپنی ملکہ کے برابر عزت دینے کے بارے میں جو یاسر کے بس میں نا تھا وہ اس قدر دیوانہ تھا عشراق کا کہ اس کے قدم تک چوم سکتا تھا وہ مغرور بادشاہ اپنی ملکہ کے احترام کے لیے اس کے قدموں میں بیٹھنے کو بھی تیار تھا اب بادشاہ ہر کسی کے قدموں میں تو نہیں بیٹھا کرتے عشراق بھی یہ چیز کبھی نہیں سمجھ سکتی تھی وہ اس وقت صرف ایک عورت ہو کر سوچ رہی تھی جسے ایک عورت (شفا) بے حد تکلیف میں محسوس ہو رہی تھی اس کے ماں باپ نہیں رہے تھے بچہ وہ کھو چکی تھی کوئی آسرا نہیں تھا شفا کے پاس وہ یاسر سے طلاق لے کر کیا کرتی جبکہ شفا مسکرا دی۔

"میں اب محبت کے بغیر رہ سکتی ہو مگر عزت کے بغیر نہیں مجھے تمہاری ہمدردی نہیں چاہیے یاسر نا ہی اپنی نا ہونے والی اولاد کی ماں کے لیے ، نا کوئی سمجھوتا چاہیے مجھے بس تم سے طلاق چاہیے اللہ نے میری جان بچائی ہے کچھ دنوں میں میں اپنے پاؤں پر خود چلنے لگو گی میں اپنا سہارا خود بنو گی اگر اس پاک پروردگار کو مجھے بے آسرا کرنا ہوتا تو میں معزور بھی تو ہوسکتی تھی " شفا نے نم مگر مضبوط لہجے میں کہا جہاں سب کو کچھ دیر پہلے یاسر سے شکوہ تھا وہی شفا کی بات سنتے سب کو شفا پر فخر ہوا عشراق کی آنکھوں میں بھی شفا کے لیے چمک اور اپنے لیے افسوس ابھرا وہ کیسے بھول گئی شفا نے برائی چھوڑ کر اللہ کے رستے کو اپنایا ہے اور اللہ اپنے رستے پر چلنے والوں کو اپنے ساتھ سے نوازتا ہے شفا تو بے سہارا نہیں ہے اس کے پاس تو خالق حقیقی کا ساتھ ہے۔

"بیٹا تم نے سوچ لیا ہے ؟" شازم صاحب نے استفسار کیا شفا نے سر اثبات میں ہلایا۔

"کبھی یہ مت سمجھنا تم اکیلی ہو تمہارا باپ نہیں تم میری بیٹی ہو میں اپنی جائیداد کا کچھ حصہ تمہارے نام۔۔"شازم صاحب محبت سے بول رہے تھے کہ شفا نے ان کی بات کاٹی۔

"مجھے خوشی ہے آپ نے مجھے بیٹی سمجھا لیکن مجھے کچھ نہیں چاہیے پلیز میں اپنا بوجھ خود اٹھانا چاہتی ہو " شفا نے کہا شازم صاحب خاموش ہو گئے دا.جی جو ابھی سوچ رہے تھے شفا کو کچھ جائیداد کا حصہ دے وہ بھی شفا کی بات سنتے خاموش ہو گئے۔

"ہاں اگر آپ بیٹی سمجھ کر میرے لیے کچھ کرنا چاہتے ہے تو میری خواہش کا احترام کر لے مجھے یاسر سے صرف طلاق چاہیے اور میں چاہتی ہو طلاق کی عدت میں یہی پوری کرو " شفا نے کہا سب نے یاسر کو دیکھا۔

"مجھے کوئی اعتراض نہیں تم جب تک چاہو یہاں رہ سکتی ہو " یاسر نے کہا پھر ایک دفعہ لاونج میں سکوت چھا گئی پانچ منٹ کی خاموشی کے بعد یاسر کی آواز وہاں گونجی۔

"میں یاسر شازم داؤد شفا عدنان حمدانی کو اپنے پورے ہوش و حواس میں طلاق دیتا ہو " یاسر نے کہا شفا مسکرا دی سب نے شکستہ دل سے یہ الفاظ سنے تھے عشراق کی نگاہیں بھی جھک گئی یاسر وہاں سے اٹھ کر چلا گیا یاسر نے شفا کو ایک طلاق دی کیونکہ اسلام کے عقیدے کے مطابق ایک طلاق دینے کے بعد عدت پوری ہونے پر خود ہی طلاق ہو جاتی ہے بشرطیہ شوہر اور بیوی کے

درمیان ازدواجی تعلقات قائم نا ہو عدت کے دوران اور عدت عورت کو شوہر کے گھر پوری کرنا ہوتی ہے یاسر شفا کی بات سے اتنا سمجھ چکا تھا وہ ایک طلاق ہی مانگ رہی ہے۔

حنان سفید شلوار قمیض میں ملبوس کہنیوں تک کف فولڈ کیے اپنے بالوں کو آدھے پونی میں قید کیے اور آدھے کھلے چھوڑے جو اس کے کندھوں کو چھو رہے تھے سنجیدہ چہرہ لیے کمرے میں داخل ہوا جویریہ کمرے میں موجود تھی جسے ابھی کچھ دیر پہلے فاطمہ بیگم نے جوس اور فروٹ زبردستی کھلائے تھے کیونکہ صبح سے فاطمہ بیگم اس کے ہاتھوں سے صدقہ خیرات کروا رہی تھی اب بھی بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے سفید شلوار قمیض پر سیاہ شفون کی چادر لیے وہ آنکھیں بند کیے بیٹھی تھی دروازہ کھلنے اور حنان کے پرفیوم کی خوشبو محسوس

کرتے آنکھیں واہ کی تھی حنان وجاہت کا شہکار بنے جویریہ کا دل پل میں سو دفعہ دھڑکا چکا تھا اب جویریہ کا چہرہ سپاٹ نہیں رہتا تھا حنان نے ایک نظر جویریہ کو دیکھا جس کے چہرے پر نور سا بکھرا تھا اسے دیکھتے دوسرے ہی پل وہ اپنی سرمئی نگاہیں پھیر گیا جویریہ کے دل کو کچھ ہوا وہ بیڈ سے اٹھی حنان ڈریسنگ ٹیبل پر اپنی برینڈڈ گھڑی اتار کر رکھ رہا تھا جویریہ نے اس کے قریب آتے حنان کے سینے پر اپنا سر رکھا حنان شل کھڑا تھا اس نے جویریہ کے گرد اپنے بازوؤں کا حصار قائم نہیں کیا تھا۔

"حنان مجھے معاف کر دوں میں نے اپنی آپی کا بدلا تم سے لینا چاہا کیونکہ تم ہی منہاج کفیر کی کمزوری تھے میں اپنی بہن کی دردناک موت اور چیخے نہیں بھولا پا رہی تھی میں نے تمہارے ساتھ جو جو زیادتی کی ہے اس سب کے لیے مجھے معاف کر دو مجھے تم سے بے پناہ محبت ہے آج سے نہیں پتا نہیں کب سے شاید جب سے جب تم میرے سخت نفرت آمیز لہجے کا محبت سے جواب دیتے

تھے میری ہر غلطی ہر اچھے برے کام میں مجھے محفوظ رکھتے تھے مجھے بھنک لگنے دیے بنا ہی مجھے پتا تھا میں نے جس کولیگ کی بہن کی مدد کی تھی تم نے ہی ہمیں محفوظ کیا تھا اور ہمارے جانے کے بعد ستارہ بائی کے آدمیوں کو مار پیٹ کر ڈرایا تھا اور پھر ستارہ بائی کے کوٹھے کی معلومات حکومت تک پہنچا کر عدنان حمدانی کے بھی سارے کالے کارناموں کو آرمی تک تم نے پہنچایا تھا لیکن میں خاموش رہی مجھے تم سے نفرت کرنی تھی اور میں تم سے محبت نہیں کر سکتی تھی تم سے محبت کا مطلب تھا اپنی آپی کے ساتھ ہوئے ظلم کو معاف کر دینا اور اسی آشنا میں میں سب کچھ کرتی گئی لیکن محبت اجازت مانگ کر تو نہیں ہوتی اور مجھے تم سے محبت ہو گئی لیکن میں ماں نہیں بننا چاہتی تھی اسی لیے میں وہ پلز لیتی تھی تاکہ ماں نا بن سکوں جس شخص نے تمہارے لیے میری بہن اور اس کے بچے کو مار دیا تھا تم بتاؤ میں تمہارا بچہ کیسے پیدا کرتی لیکن پھر میں تمہارے محبت کے نشے میں بہکنے لگی اور وہ پلز بھول گئی مجھے ایک ہفتے پہلے اپنی پریگننسی کا پتا چلا تب مجھے محسوس ہوا یہ بچہ جب سے

میرے اندر اپنی جگہ بنا رہا ہے تب سے میں اس کے باپ سے نفرت بھولائے محبت کا اقرار اپنی حرکتوں سے کرنے لگی ہو یہ بچہ مجھے تم سے پیار کرنے پر اکسا رہا ہے میں شل ہوگئی مجھے تم سے محبت ہو چکی تھی اور تم سے دور میں کسی قیمت پر نہیں رہ سکتی تھی لیکن میں تمہارا بچہ بھی پیدا نہیں کرنا چاہتی تھی مجھے سمجھ نہیں آیا میں کیا کرو میں تین دن پہلے کلینک گئی تھی یہ بچہ ختم۔۔ لیکن میں نہیں کروا پائی تمہیں پتا ہے میں بے ہوشی میں بھی رو دی ڈاکٹرز نے ابارشن نہیں کیا وہ میری حالت دیکھ کر پریشان ہو گئے تھے میں مسلسل تمہیں پکار رہی تھی اور جب ہوش آیا تو چہرہ ہاتھوں میں چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رو دی مجھ جیسی سفاک عورت کبھی نا رونے والی تمہارے سامنے تک نا رونے والی تمہاری سفاک بیوی ہماری محبت کی نشانی ختم ہونے کے ڈر سے نرسسز اور ڈاکٹرز کے سامنے رو دی جو میں خود ختم کرنا چاہتی تھی ! بے بسی سے غم سے دل پر بڑھتے بوجھ سے میں مرنے والی ہو گئی۔۔تب مجھے ڈاکٹرز نے بتایا کہ ہمارا بچہ ٹھیک ہے انھوں نے ابارشن نہیں کیا تھا اور کلینک سے نکلتے وقت

منہاج کفیر نے شاید مجھے دیکھ لیا تھا اس نے انفارمیشن نکالی مگر اب منہاج کفیر میری آپی اور ان کے بچے ، میرے خاندان کا قاتل مر چکا ہے سب ٹھیک ہو چکا ہے تم بھی مجھے معاف کر دو چاہے ایک دو تھپڑ اور مار لو " جویریہ نے اپنی پوری بات کہتے حنان کے سینے پر تھوڑی ٹکائے حنان کو محبت سے دیکھا لیکن جویریہ کا سکون پل میں غارت ہوا تھا حنان کی سرمئی آنکھیں آخری حد تک سرخ ہو چکی تھی چہرے کے تاثرات بے حد پتھریلے تھے جویریہ کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی حنان نے جویریہ کا بازو تھامے اسے اپنے سینے سے علیحدہ کیا اور اپنے روبرو کھڑا کیا۔

"تمہیں کیا لگتا ہے جویریہ حنان کفیر میں نے تم پر کل ہاتھ کیوں اٹھایا " حنان نے جویریہ کی سنہری آنکھوں میں اپنی سرخ سرمئی آنکھیں گاڑھے سوال کیا جویریہ پزل ہوئی۔

"تاکہ میں منہاج کفیر کے خون سے اپنے ہاتھ نا رنگو " جویریہ نے جواب دیا حنان نے نفی میں سر کو جنبش دیتے کرب سے بھر پور مسکراہٹ چہرے پر عیاں کی جویریہ نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی سیاہ شال ایک کندھے پر جھول رہی تھی اب۔

"منہاج کفیر تمہارا دشمن تھا اور میرا بھائی ہونے کے باوجود تمہیں اپنی آپی اور خاندان کے قاتل کا بدلہ لینے کے لیے منہاج کفیر کو مارنا ہوتا واللہ میں تمہارے راستے میں کبھی نا آتا کیونکہ اسلام کے نظریے کے مطابق یہ جائز ہے وجہ منہاج کفیر نے تمہارے اپنوں کا خون بہایا تھا " جویریہ حنان کو دیکھے گئی۔

"پھر تم نے مجھے کیوں روکا ؟" جویریہ نے استفسار کیا حنان نے جویریہ کو بغور دیکھتے اس کے پیٹ کو چھوا۔

"اپنی اولاد کی وجہ سے تمہاری کوکھ میں حنان کفیر کا خون پل رہا ہے جس کی نیک صفتی پر سب کو ناز ہے اور تم میرے بچے کو اپنی کوکھ میں لے کر خون کرنے چلی تھی۔۔تم اپنی بہن کی وجہ سے اپنوں کا بدلہ لینے کے لیے سفاک عورت بنی میرے لیے میری سفاک بیوی ہو لیکن میں اپنے بچے کے لیے کسی سفاک ماں کو نہیں دیکھ سکتا۔۔مجھے میرا بچہ ایسا چاہیے جیسے داجی، جیسے عشراق ، جیسے دادی جان تھی جیسے میری حقیقی والدہ تھی اس لیے میں نے تمہارے ہاتھوں سے جائز ہوتے ہوئے بھی قتل نہیں ہونے دیا صرف اپنے بچے کے لیے " حنان نے جویریہ کو جھنجھوڑتے ہوئے کہا جویریہ بنا پلکیں جھپکائے اسے دیکھتی رہی۔

"تم مجھ سے محبت کرتی ہو تم نے میرے ساتھ جو کچھ بھی کیا میں سب معاف کرتا ہو معاف بھی کیا ؟ کب کا کر چکا ہو تم سے محبت عشق کرتا ہو تو کیسے

تمہارے دئے زخموں پر شکوہ کرو ! مجھے تمہاری میرے ساتھ کی ناانصافی پر کوئی شکوہ کوئی شکایت نہیں کوئی رنج کوئی غم نہیں۔۔ تمہارا یہ محبت کا اظہار مجھے سرشار کر دیتا یہی تو سننا چاہتا تھا تم سے تمہارے چہرے پر بکھرے رنگوں کو دیکھنا چاہتا تھا تم میرے لیے سفاک عورت رہتی مجھے قبول تھا لیکن تم نے میری اولاد کو دنیا میں آنے سے روکا چلو یہ بھی معاف کر دیتا ہو لیکن تم نے میری اولاد کو میرے خون کو جو تمہاری کوکھ میں پنپ رہا ہے اسے مارنے کی کوشش کی میری اولاد کو قتل کرنے کی کوشش کی کیسے معاف کر دوں تمہیں کیسے بن گئی نا تم سفاک ماں ؟" حنان آرام سے کہتا آخر میں حلق کے بل دھاڑا تھا جویریہ لرز گئی اس کا وجود بے جان سا ہوا تھا جو حنان کو محسوس ہوا اس لیے جویریہ کو مزید مضبوطی سے تھام گیا یقیناً اگر حنان جویریہ کو تھامے نا ہوتا وہ زمین بوس ہو جاتی اور جویریہ کو تو چوٹ لگتی سو لگتی اس کے بچے کو بھی نقصان پہنچتا حنان نے سوچتے ہی اپنے غصے اشتعال کو قابو کیا اور لرزتی

جویریہ کو اپنے سینے میں بھینچا جویریہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے صرف حنان کو محسوس کر رہی تھی۔

"ریلیکس۔۔میں کیا کرو میں اتنا بے بس ہو تم پر چاہ کر بھی غصہ نہیں کر پا رہا اور جو تم نے میرا دل توڑا ہے وہ زخمی دل بھی نہیں جوڑ پا رہا " حنان نے جویریہ کے بالوں پر شدت سے لب رکھتے کہا آواز میں کرب تھا جویریہ نے گہرا سانس بھرا آنکھیں بند کر کے واہ کی اس نے واقعی حنان کو توڑ دیا اسکے دل کو توڑ دیا تھا اگر اپنا حنان چاہیے تھا جسے کھونے کا ڈر کل عروج پر تھا جب منہاج کفیر حنان کے سامنے تھا اسے سچ بتایا گیا تھا کہی وہ اپنے حنان کو ہمیشہ کے لیے کھو نا دے حنان منہاج کا ساتھ نا دے دے لیکن وہ ڈر تو ختم ہو گیا حنان نے ان سب کو چنا تھا مگر اب اسے اپنے لیے اپنا حنان چاہیے تھا تو اسے خود اپنی محبت سے حنان کا ٹوٹا دل اور وجود جوڑنا تھا۔

"تم ٹھیک ہو ؟" حنان نے جویریہ کو الگ کر کے پریشانی سے استفسار کیا جویریہ نے اثبات میں سر ہلایا حنان نے سکون کی سانس لی۔

" آرام کرو " حنان جویریہ کا چہرہ تھپتھپاتا بولا جویریہ وہی کھڑی رہی جبکہ حنان کو کپڑے چینج کر کے نیچے جانا تھا۔

" کچھ چاہیے" جویریہ کو وہی کھڑا دیکھ کبرڈ سے اپنے کپڑے نکالتے پوچھا۔

"ہاں " جویریہ نے کہا اور اپنی شال کو ڈریسنگ سٹول پر رکھا حنان کی پیشانی پر لکیریں ابھری۔

"کیا " حنان نے استفسار کیا۔

"تم ، اپنے بچے کا باپ " جویریہ حنان کے قریب آتی اس کے ہاتھ سے کپڑے لیے سائیڈ صوفے پر اچھالتی حنان کی باہوں میں باہیں ڈالے بولی حنان نے لب بھینچے۔

"آرام کرو جویریہ مجھے کام ہے " حنان جویریہ کی باہیں اپنے گلے سے نکالتے سنجیدگی سے بولا جویریہ نے لب دانتوں سے کاٹے حنان صوفے سے اپنے کپڑے اٹھاتا کہ جویریہ نے غصے سے حنان کا بازو دبوچا اور اپنی سمت کھینچا کچھ منٹوں میں جویریہ حنان کے اعصاب قابو کر چکی تھی وہ اسے کرب سے نکال کر اپنے پیار میں بہکا چکی تھی عورت کو اللہ نے کس قدر طاقت سے نوازہ ہے وہ چاہے تو غم میں مرد کو ہنسا دے ، وہ چاہے تو خوشی میں مرد کو رولا دے ، وہ چاہے تو مرد کو فرش سے عرش تک پہنچا دے ، وہ چاہے تو عرش سے مرد

کو فرش پر گرا دے ، وہ چاہے تو مرد کی مرجھائی زندگی میں تازہ پھول بکھیر دے ، وہ چاہے تو مرد کے زرخیز دل کو پتھر کا کر دے۔۔!!

حنان محوت سے جویریہ کو دیکھ رہا تھا جو مسکرا رہی تھی نور سا چمکتا چہرہ سنہری آنکھیں سرخ گلاب جیسے نم یاقوتی ہونٹ وہ سادگی میں بھی ، غم میں بھی ،کرب میں بھی ،تکلیف میں بھی حنان اعظم کا ایمان ڈگمگا گئی تھی اتنے میں حنان کے موبائل کی رنگ گونجی حنان ہوش میں آیا بیڈ پر سیدھا ہو کر بیٹھا اور جیب سے موبائل نکالتے اٹھنے لگا جب جویریہ فورا حنان کا ارادہ سمجھتی اس کے لیپ پر بیٹھی حنان کا دل دھڑکا تو جویریہ نے حنان کے گلے میں باہیں ڈال لی موبائل کی رنگ پھر ہوئی تو حنان نے جویریہ کو گھورتے کال ریسیو کی جویریہ مسکراہٹ چھپاتی حنان کے بالوں میں منہ چھپا گئی جویریہ کی ننھی ننھی سانسیں حنان کو اپنی گردن پر محسوس ہوتے الگ سا سرور اس کے رگوں میں برپا کر رہی تھی۔

" بھائی آپ کو مردان خانے میں داجی بلا رہے ہے " یازان کی آواز حنان کو سنائی دی ساتھ جویریہ کو بھی ہلکی ہلکی لیکن وہ اپنے کان بند کر گئی۔

"ہمم آرہا ہوں " حنان نے سنجیدگی سے کہا جویریہ کے کان کھولے حنان فون بند کرتا کہ جویریہ نے حنان کے ہاتھ سے فون لیتے کان سے لگایا حنان نے جویریہ کو گھورے کچھ بولنا چاہا جب جویریہ نے اپنی انگلی حنان کے لبوں کے درمیان رکھتے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

"تمہارے بھیا تمہاری بھابھی کے پاس ہے نہیں آئے گے نیچے کچھ دیر لگے گی " جویریہ گردن اکڑا کر بولی یازان کی آنکھیں شرارت سے چمکی ہونٹ اوو کی شیپ میں کھلے۔

"بھابھی آپ ہی رحم کر دے مجھ پر آپ کو نہیں لگتا میری بھی شادی ہو جانی چاہیے کم سے کم کوئی مجھے آپ دونوں کو ڈسٹرب کرنے کا تو نہیں کہے گا کیونکہ میں خود دستیاب نہیں ہو گا " یازان نے مزے سے کہا جویریہ اس کی بات سنتی مسکراہٹ دبا گئی جبکہ حنان یازان کی گوہر افشائی سن نفی میں سر ہلا گیا بیچارہ شدید سنگل۔

"وہ تو ٹھیک ہے دیور جی مگر مدعی کی بات ہے آپ کو لڑکی دے گا کون ؟" جویریہ نے چھیڑا یازان کا منہ بنا۔

"کیا مطلب جب آپ کو میرا بھائی مل سکتا ہے تو مجھے لڑکی نہیں مل سکتی " یازان نے بھی بے عزتی کا بدلہ لیا جویریہ کی ہنسی کو بریک لگی جبکہ حنان یازان کی حاضر جوابی پر مسکرائے بنا نا رہ سکا۔

****

"اچھا تو اب کر کے دیکھاؤ شادی میں بھی دیکھتی ہو کیسے کرتے ہو۔۔اور بھائی نہیں آرہے تمہارے " جویریہ نے کہتے کال کاٹی اور فون سائیڈ ٹیبل پر پٹخا حنان نے جویریہ کو گھورا جو اب اپنی انگلی ہٹائے حنان کو دیکھ کم گھور زیادہ رہی تھی۔

"بہت ہنسی آرہی ہے آپ کو " جویریہ نے حنان کو گھورتے کہا جبکہ حنان نے کوئی جواب نا دیا جویریہ کی باہیں اپنے گردن سے نکالتے جویریہ کی کمر کو تھامے نرمی سے بیڈ پر بیٹھایا اور ڈریسنگ روم کی سمت بڑھ گیا جویریہ نے بھی سکون سے آنکھیں بند کی۔

\-

"مجھے نہیں پتا میری بھی شادی کرواؤ" یہ یازان صاحب تھے جو دھرنا دے کر بیٹھے تھے مطلب کھڑے تھے لاونچ میں سب کے سامنے شاہد کفیر ، عالم کفیر ، فاطمہ بیگم ، اعظم کفیر ، جنہ ، حداد اور عترت صوفوں پر براجمان تھے اور کب سے یازان کا نارا سن سن کر پک چکے تھے۔

"نہیں کروانی پہلے پڑھائی مکمل کرو " اعظم صاحب سنگ دل بنے۔

"خود تو کر لی چار چار بچے ہیں دادا بننے والے ہے میں کیا چاچو بننے کے لیے دنیا میں آیا ہو " یازان نے دہائی دی عترت اور جنہ کو ہنسی آئی۔

"میں کماتا تھا تو میری شادی ہوئی تو کیا کماتا ہے " اعظم صاحب یازان کو گھورتے ہوئے بولے۔

"عزت " یازان نے کہا سب نے سر تا پاؤں اسے ایسے ائیبرو ریز کر کے دیکھا جیسے عزت دیکھ رہے ہو کہاں ہے یازان کو غصہ آیا ناک سکوڑی۔

"اس کی بات نا کر جو تیرے پاس ہے نہیں " حداد نے جلایا۔

"کیا نہیں میرے پاس سب کچھ ہے الحمدللہ آپ لوگوں کو کیا کمی نظر آتی ہے مجھ میں جو ایسے گھور رہے ہے ؟" یازان غرایا۔

"دماغ کی " اعظم صاحب بولے۔

"شکل کی " جنہ نے باپ کو ہائے فائے کرتے لقمہ دیا سب قہقہہ لگا اٹھے۔

"شرم کی " داجی بولے۔

"تمیز کی " عالم صاحب نے بھی آنکھیں گھمائے کہا۔

"تعلیم کی " حداد نے کہا۔

"بیوی کی " عترت نے یازان کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھا یازان بلبلا اٹھا فاطمہ بیگم اپنے گھر کو خوشی میں روشن دیکھ دل ہی دل میں نظریں اتار رہی تھی۔

"میں حویلی چھوڑ کر چلا جاؤ گا میری شادی کرواؤ مجھے نہیں پتا وہ بھی لو میرج " یازان نے کہتے سب کے سروں پر بم پھوڑا سب کی آنکھیں حیرت سے پھیلی اب سمجھ آیا پچھلے دو گھنٹوں سے وہ کیوں ان سب کا دماغ کھا رہا تھا حداد جو

یازان کا پہلا جملہ سن کر کہنے والا تھا راستہ وہاں ہے آخری جملے پر منہ کھولے اسے دیکھنے لگا تو حنان جو اب سیاہ شلوار قمیض میں حداد اور یازان کی میچنگ کرتا سیڑھیاں اتر رہا تھا یازان کی بات پر کف فولڈ کرتے اس کے ہاتھ رکے تھے ابھی کچھ دیر پہلے جویریہ کے ساتھ شرافت سے نیک کفیر بنتے باتھ لیتے اسے کپڑے پہنائے بیڈ پر آرام دہ حالت میں سلاتے خود تیار ہوتا نیچے آیا تھا جویریہ تھک چکی تھی آرام کرنا ضروری تھا اس کے لیے۔

"لو میرج " سب نے حیرت سے یک دم سوال کیا حنان بھی سیڑھیاں اترتا داجی سے کچھ فاصلے پر صوفے کی سطح پر ہاتھ پھیلائے بیٹھا اور سب کے ساتھ یازان کو دیکھنے لگا جو بے زاریت سے آنکھیں گھما رہا تھا حنان نے داجی سے دیری کی معافی مانگی داجی نے مسکرا کر بات ڈال دی حنان کے کچھ دوست آئے تھے لیکن حنان کے نیچے نا آنے پر حداد یازان اور باقی سب سے مردان خانے میں ملتے واپس لوٹ گئے تھے سب دوبارہ یازان کی سمت متوجہ ہوئے۔

"کون ہے صاحب زادی جو تجھ جیسے نالائق کو پسند کرتی ہے سوری محبت کرتی ہے " اعظم صاحب یازان کو تنگ کرتے بولے ورنہ سب ہی جانتے تھے یازان اعظم کفیر کی شخصیت ساحرانہ ہے ہر لڑکی کی تمنا۔

"اندھی تو نہیں ؟ میں پہلے بتا رہی ہو میں کوئی اندھی بھابھی نہیں آنے دو گی اپنی حویلی میں "جنہ بھی باپ کا ساتھ دیتی مصنوعی غصے سے بولی یازان کا منہ ہی کھل گیا۔

"اندھی ؟ اندھی نہیں ہے بلکہ اتنی خوبصورت ہے اس کی آنکھیں کہ پورے خاندان میں کسی کی بھی نہیں ہونگی خاندان کیا پورے پاکستان میں نہیں ہونگی ، میں نے آج تک اپنی پوری زندگی میں اس قدر خوبصورت آنکھیں نہیں دیکھی " یازان نے قندیل کی خوبصورت بلیو سٹار آنکھوں کو یاد کرتے کھوئے کھوئے انداز میں کہا حنان نے کشن اٹھا کر مسکراہٹ دبائے یازان کو مارا جو ہڑبڑا کر ہوش میں آتا کشن کیچ کر گیا۔

"تجھے یقین ہے تجھ سے پیار کرتی ہے لڑکیاں غلطی بہت کرتی ہے ویسے " حنان نے بھی چھیڑا جبکہ یازان تو تپ کر اب سرخ ہو گیا۔

"وہ مجھ پر جان چھڑکتی ہے بولتی نہیں ہے مگر مجھے پتا ہے پیار کرتی ہے اور میں نے بھی ابھی تک اظہار نہیں کیا کیونکہ میں چاہتا ہو ہم نکاح کے بعد اقرار کرے " یازان نے مسکراتے قندیل کو یاد کرتے جھوٹ بولتے اپنی عزت بنانی چاہی لیکن آخر میں سچ بول گیا بچہ۔

"لڑکی مسلمان ہے ؟" داجی نے سوال کیا یازان نے مسکراتے اثبات میں سر ہلایا چلو ماننے کے لیے سوال تو کرنے لگے یازان نے شکر ادا کیا دل میں، وہ قندیل کو لیے واقعی سیریس تھا۔

"پاکستانی ہے ؟" اعظم کفیر نے بھی سنجیدگی سے یازان کو سلگایا جو دانت پر دانت جمائے انھیں دیکھتا رہا (نہیں باڈر پار رہتی ہے ہم میں محبت بارود اور بم کے تبادلے سے ہوئی ہے) یازان بس کہ نا سکا ورنہ اس کے گھر والے الٹے

جواب ملنے پر مزید اسے نخرے دیکھاتے تنگ کرتے تو بیچارہ خود پر ضبط کرتے سر اثبات میں ہلا گیا۔

"پڑھی لکھی ہے ؟" عالم صاحب نے استفسار کیا (نہیں انگوٹھا چھاپ ہے) یازان نے دل میں سوچتے سر اثبات میں ہلایا۔

" کھانا بنانا جانتی ہے ؟" فاطمہ بیگم نے استفسار کیا (میں تو دعا کر تا تھا رومینٹک ہو لیکن اس کو دیکھ کر لگتا تو نہیں خیر مگر میرے دل کی خواہش تھی موڈ بنانے والی ہو کھانا تو مل کر بنا لے گے) یازان نے روتے دل سے شیطانی دماغ سے سوچا اور اس سوال کا جواب نا معلوم ہوتے ہوئے بھی سر اثبات میں ہلا گیا (جو انسان کی آنتوں کو ہلانا سیکھ رہی ہو نوڈلز بنانے تو آتے ہی ہونگے اسے) یازان نے قندیل کے ڈاکٹر بننے پر سوچا۔

"ہمارے بادشاہ کو پال لے گی ؟" جنہ نے استفسار کیا (بادشاہ کی تو ماں ہے وہ) یازان نے سر اثبات میں ہلایا۔

"تجھے انسان بنا دے گی ؟" حنان نے سوال کیا اشارہ یازان کی گرلفرینڈ پر تھا جسے سمجھتے یازان نے اثبات میں سر ہلایا قندیل سے جب ملا تھا بہت کم لڑکیوں میں گھوم پھر رہا تھا اور جب سے اپنی محبت کا احساس ہوا اس نے سب کے نمبرز بلاک کر دئے اب اس سے زیادہ کیا انسان بنے گا بیچارہ بن بیہایا باپ بن گیا تھا وہ بھی کتے کے بچے کا اور کتنی انسانیت کی توقع کرنی ہے ان لوگوں کو اس سے۔

"بہادر ہے تم سے بات بات پر ڈرے گی تو نہیں ؟" عترت نے حداد کو گھورتے یازان سے استفسار کیا حداد نے دانت پیسے تو باقی سب نے حداد پر ہوئے گہرے طنز پر اپنی ہنسی چھپائی تو یازان نے بھی مزہ لیتے سر اثبات میں ہلایا (بہادر تو قندیل صاحبہ اول لیول کی ہے مگر ییچے سے لیکن اس کے سامنے تو بہادر ہی بن کر دیکھاتی ہے) یازان نے سوچا۔

"ایسے تم ڈر رہی ہوتی تو سو گز لمبی زبان نا چلا رہی ہوتی میرے سامنے مجھے گھورتے ہوئے طنز مار کر " حداد خود سے بڑبڑایا تھا۔

"تجھے مار سکتی ہے ؟" حداد نے یازان کے چہرے پر خود پر پڑنے والے طنز پر خوشی دیکھ دل جلانے والے انداز میں استفسار کیا یازان نے بے دھیانی میں سر اثبات میں ہلایا سب قہقہہ لگا اٹھے یازان منہ بناتا سر کھجا گیا۔

"ہم رشتہ لے کر ضرور جائے گے بس جنہ کی شادی ہونے دو " فاطمہ بیگم نے اپنے بیٹے کے لٹکے منہ کو دیکھ تسلی دی یازان نے فاطمہ بیگم کو صوفے سے اٹھاتے لاونج کے بیچوں بیچ گھمایا تو وہی جنہ کا رنگ فق ہوا اور سامنے گیٹ سے انٹر ہوتے قندیل اور فراج نے یازان کی اور سب کی باتیں سنی تھی وہ کب سے کھڑے سن رہے تھے کسی کا دھیان ہی نہیں گیا اس طرف جنہ کی شادی والی بات پر فراج کو ولیمے میں جنہ کا رشتہ یاد آیا جسم میں انگارے پھوٹے تھے چہرہ سرخ ہوا تھا جبکہ فاطمہ بیگم کو گھماتے یازان کو دیکھ قندیل کی خوبصورت آنکھیں یک دم نم ہوئی وہ بھی تو یازان کو پسند کرنے لگی تھی اور یازان کسی اور سے شادی کرنا چاہتا ہے قندیل کا دل ٹوٹا تھا وہ یہ سب سوچتے یہ سوچنا ہی بھول گئی یازان کفیر حویلی میں کیا کر رہا ہے جبکہ بادشاہ کو باہر

گارڈن کا دورا کرنے گیا تھا قندیل کو دیکھ دوڑتا ہوا اس کے قدموں میں آکر بیٹھا اور بھو بھو کرنے لگا قندیل یک دم ہوش میں آئی یازان نے بھی بادشاہ کی آواز پر دروازے کی سمت دیکھا تو ٹھہر گیا۔

"ہٹ بدمعاش سر ہی گھما دیا میرا " فاطمہ بیگم یازان کے مضبوط بازوں سے اپنے ہاتھ نکالتی سر تھام کر بولی جبکہ یازان کی نظریں قندیل پر تھی فاطمہ بیگم نے یازان کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا تو مسکرا دی۔

"ارے فراج اور قندیل بیٹا اندر آو باہر کیوں کھڑے ہو ؟" فاطمہ بیگم مسکراتی ان کی سنت بڑھی یازان نے ناسمجھی سے فاطمہ بیگم کو دیکھا قندیل کو اماں جان کیسے جانتی ہے ؟ تو قندیل جو بادشاہ کو یہاں دیکھ اور فاطمہ بیگم کے برابر میں بے تکلف سے کھڑے یازان کو دیکھ اب سوچ میں پڑ گئی یہ مسٹر آوارہ کفیر حویلی میں کیا کر رہا ہے ؟ تو جنہ فراج کو دیکھ فق رنگت سے صوفے سے اٹھی جس کی سرخ ہوتی کان کی لو بتا رہی تھی وہ اماں جان کی بات سن چکا ہے۔

****

"اسلام وعلیکم " قندیل اور فراج نے فاطمہ بیگم کو سلام کیا جنہوں نے مسکراتے جواب دیا اور حال احوال دریافت کیا فراج اور قندیل اندر داخل ہوئے یازان بت بنے کھڑا تھا ہوش میں آیا قندیل کی پریشان کن نظریں بھی اسی پر تھی فراج سمیت سب لوگ انھیں ایک دوسرے کو تکتا پا کر حیران ہوئے تھے اتنے میں ہی یاسر عشراق ، ثوبان مقدس ، مصطفی داجی ، زمان شاہ میر ، روقیہ بیگم شازم داؤد ، افق ، ثوبیہ بیگم جازم داؤد بھی کفیر حویلی میں داخل ہوئے شفا داؤد حویلی میں ہی تھی عدت میں جو تھی تو اپنے کمرے میں آرام کر رہی تھی فاطمہ بیگم اور بڑوں نے مل کر سب کا استقبال کیا اور برسوں بعد خوش اسلوبی اور محبت سے ایک دوسرے سے ملتے بچوں کو دعائیں دی تھی جبکہ یازان اور قندیل ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھ رہے تھے وہ دونوں لاونچ

کے سینٹر میں آمنے سامنے کھڑے تھے یازان کی سنہری آنکھیں قندیل کی بلیو سٹار آنکھوں پر ٹکی تھی۔

"قندیل بچہ تم دونوں ایک دوسرے کو جانتے ہو کیا ؟" ثوبان نے قندیل کو اپنے حصار میں لیتے استفسار کیا دونوں ہڑبڑا کر ہوش میں آئے سب بڑے صوفوں پر براجمان ہوئے لاونچ اتنا بڑا تھا کہ وہاں موجود تمام افراد سے دو گنا لوگ وہاں آرام سے بیٹھ سکتے تھے۔

"تم یہاں ؟ " قندیل اب کے صحیح سے ہوش میں آتی یازان کو دیکھ کر بولی حنان اور حداد بھی دلچسپی سے یازان کے برابر کھڑے ہوئے ماجرا کیا ہے جبکہ ثوبان کے ساتھ ہی یاسر فراج مصطفی افق مقدس کھڑی تھی عترت اور عشراق حنان کے برابر میں کھڑی تھی۔

"ہاں لیکن تم یہاں ؟ " یازان بھی حیران سا بولا سب نوجوان ان کی شکل دیکھ رہے تھے۔

"یہ میری چھوٹی بہن ہے " ثوبان نے یازان سے کہا یازان کی تو دنیا گھوم گئی اس نے جن بہنوئیوں کی ناک میں دم کیا ہوا تھا اس کی محبوبہ ان کی بہن نکلی اللہ اللہ اب یہ ناگ تو کبھی اس کی شادی نہیں ہونے دے گے اللہ میں تو اتنا خطرناک مذاق نہیں کرتا تو نے تو میری زندگی کے ساتھ مذاق کر ڈالا یازان کا دل چاہ رہا تھا وہ دھاڑے مار کر رو دے اور ابھی کچھ دیر پہلے گھر والوں کو کیا کیا بول چکا تھا یا اللہ میں تو مذاق کر رہا تھا آپ تو سیریس ہی ہو گئے ایسا کرتا ہے کوئی اپنے معصوم سے بندے کے ساتھ یازان دل ہی دل میں سوچتا آنکھیں پھاڑ کر داؤد'ز کو دیکھنے لگا تھا نظر یاسر پر گئی بے ساختہ تھوک نگلا بہن کو بھگانے والی بات یاد آئی اور پھر یاسر کی پٹائی بھی یازان نے جھرجھری لی تو

سب نے حیرت سے یازان کو دیکھا یازان نے فراج کو دیکھا جو فائیٹر تھا اس کا دوست تھا یہ فائیٹر تو میری یاسر بھائی سے بچنے کے بعد رہی سہی ہڈیاں ہی توڑ دے گا یازان نے دل پر ہاتھ رکھتے گہرا سانس لیا پھر نظر مصطفی پر گئی اس کی بیوی کو وہ چھیڑتا تھا شادی اس کی سالی سے کرنا چاہتا ہے یہ مولاء تو فتویٰ نکال دے گا مگر اپنی سالی کی شادی یازان تجھ سے نہیں ہونے دے گا یازان نے ہونٹ دانتوں میں دبائے سوچا۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو " قندیل اب بھی اپنے سوال پر قائم تھی۔

"یہ ہمارا بھائی ہے " حنان نے کہا یازان نے اپنے دونوں فرشتوں کو دیکھا سیدھے ہاتھ پر حنان کو تو الٹے ہاتھ کے پاس کھڑے حداد کو آنکھیں چمکی یہ سالے کیا اکھاڑ لے گے میرے بھائی زندہ باد یازان نے نارہ لگانے کو ہاتھ اوپر

بلند کیا سب نے یازان کو دیکھا تو وہ اوپر لے جاتا ہاتھ سیدھا کرتا مسکرا دیا اور جمائی لینے لگا سب نے سر جھٹکا قندیل البتہ اب بھی اسے گھور رہی تھی۔

"غلطی سے " حداد بڑبڑایا وہ کچھ دیر پہلے والا طنز نہیں بھولا تھا یازان نے ضبط کیا وقت آنے پر گدھے کو بھی باپ بنانا پڑتا ہے یازان بچہ یہ تو پھر بھی تیرا ویلن بھائی ہے گدھے سے تو اچھا ہے۔۔ یازان نے خود کو سمجھایا اور اگر یہ بات حداد جان جاتا تو وہ یازان کی زندگی کا آخری دن ہوتا۔

"تم حنان اور حداد بھائی کے بھائی ہو ؟" قندیل کی آنکھیں باہر آنے کو تھی۔

"دیکھا یقین نہیں آرہا اسے ، میں آپ دونوں سے زیادہ ہینڈسم ہو " یازان دانت دیکھا کر سوچوں کو لعنت بھیجتا بولا اب کچھ بھی ہو جائے راضی تو کرنا تھا سب کو پیار کیا تو ڈرنا کیا یازان نے سوچتے انارکلی کو بھی پیچھے چھوڑ دیا۔

"نہیں جی ! شکل دیکھو اپنی مسٹر آوارہ تم سوٹ نہیں کرتے ان کے ساتھ " قندیل ثوبان کے حصار سے ایک قدم آگے نکلتی ہوئی سرخ ناک سکوڑتے بولی بادشاہ جب سے اپنے ماں باپ یعنی یازان اور قندیل کو ہی دیکھ رہا تھا جبکہ قندیل کی اس طرح کی بات پر نا چاہتے ہوئے بھی یاسر مصطفی اور ثوبان کا قہقہہ گونجا کیونکہ بات ان کے سالوں اور بہنوئی کی تھی جن کی تعریف انھیں ہضم نہیں ہوتی تھی تو حنان اور حداد بھی مسکرائے بنا نا رہ پائے قندیل کیوٹ تھی فراج بھی مسکرا دیا جبکہ سب کے سامنے مسٹر آوارہ بلانے پر یازان دانت پر دانت جما گیا۔

"تمہاری بہن چھیڑی ہے میں نے ؟ہننننہ مسٹر آوارہ" یازان نے غصے سے کہا سب کی مسکراہٹ کو بریک لگی یازان کو گھورا گیا حنان نے یازان کے سر پر چت رسید کی۔

"کوشش تو بہت کی ہے " ثوبان ، یاسر ، فراج اور مصطفی غصے سے بڑبڑائے تھے یازان بھی خفیف سا ہو گیا لیکن بات جلد سنبھال گیا۔

"او مس ہوتی سوتی ڈاکٹر تم بھی مجھے میری افق کی بہن نہیں لگتی " یازان بھی دوبدوک بولا پتا نہیں ان دونوں کی شادی ہونی کیسے تھی سمجھ سے باہر ہے۔

"خبر دار جو میری بیوی کا نام لیا " مصطفی سخت تیور لیے کودا۔

"آپ نے طلاق نہیں دی ابھی تک ؟" یازان نے دانت دیکھاتے استفسار کیا افق نے ناگوار نظر مصطفی پر ڈالی اور وہاں سے چلی گئ افق کو جاتا دیکھ مصطفی کے دل کو کچھ ہوا یازان پر غصہ آیا۔

"نہیں مجھے میری پراپرٹی واپس مل جائے گی اب " مصطفی نے یازان کو گھورتے ہوئے کہا اور کندھے اچکائے۔

"کس نے کہا ؟" زمان نے حصہ لیا مصطفی نے منہ بنایا یاسر کو دیکھا۔

"سیاستدان کے پاس پیسے آجائے تو اس پیسے کے نکلنے کے سارے راستے بند ہو جاتے ہے " یاسر نے کہتے کندھے اچکائے یازان کا قہقہہ گونجا۔

"مس ہوتی سوتی ڈاکٹر مجھے نہیں پتا تھا یہ تین (سانڈ) تمہارے بھائی ہے اور یہ تھری پیس والے مولاء جی آپ کے بہنوئی " یازان نے قندیل سے کہا۔

"مجھے بھی نہیں پتا تھا تم کفیر خاندان سے ہو پتا بھی کیسے چلتا حرکتیں غنڈوں والی ہے تمہاری " قندیل کو اب یازان زہر نظر آرہا تھا کیونکہ وہ اسے پسند کرتی تھی اور یازان کسی اور کو۔

"میں نے ہی تمہیں کتنی دفعہ بچایا ہے اور تمہارے بادشاہ کو بھی اب بھی میں ہی غنڈہ ہو " یازان ہتھے سے اکھڑا قندیل نے تیوری چڑھائی جبکہ سب ہکا بکا ان کی باتیں سن رہے تھے۔

"اس نے تمہیں کیسے بچایا ؟" یاسر نے قندیل سے استفسار کیا۔

"بھائی آپ اس کی باتوں پر دھیان نا دے یہ سٹھیا گیا ہے " قندیل نے اپنی زبان کے جوہر دیکھائے یازان کا تو پورا منہ ہی کھل گیا سب نے آنکھیں پھاڑے قندیل کو دیکھا جسے پتا نہیں کیوں اتنا غصہ آرہا تھا۔

"زبان دیکھی ہے اس کی ؟ اور میں غنڈہ نہیں ہو تم غنڈی ہو جس نے پہلی ملاقات میں میری گاڑی کا شیشہ راڈ سے توڑا تھا یونیورسٹی پڑھنے جاتی ہو یا غنڈہ گردی سیکھنے اور پھر یونیورسٹی سے بچہ اغواہ کر لیتی ہو غنڈی کہی کی " یازان نے بھی آگے قدم لیتے قندیل کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے شرم دلانے والے انداز میں چیخ چیخ کر کہا۔

"بچہ کونسا بچہ کس کا بچہ اغواہ کیا تم نے" ثوبان کی حیرت کی انتہا نا تھی۔

"یہ بادشاہ اسے آپ کی بہن نے بھری دوپہر میں سب کے سامنے اغواہ کیا" یازان نے بادشاہ کی سمت دیکھتے کہا پوری نوجوان ٹیم نے قندیل اور یازان کے پیروں میں بیٹھے معصومیت سے نیلی آنکھوں سے قندیل اور یازان کو تکتے بادشاہ کو دیکھا جو یک دم شرمندہ سا ہوتا بھو کرتا دم ہلا گیا سب نے انھیں دیکھ دانت پیسے وہ کیا سمجھ رہے تھے بات کیا تھی کتے کے بچے کو اغواہ کیا تھا۔

"تم دونوں پاگل ہو کیا" سب یک زبان بولے تھے یازان اور قندیل نے سب کو اچھلتے ہوئے دیکھا سب بڑے بھی اتنی اونچی اور ایک ساتھ بولنے پر ان کی طرف متوجہ ہوئے یازان اور قندیل دونوں نے ہی تیوری چڑھائی اور مخالف سمت نکل لیے جبکہ سب کو اب بھی حیرت ہوئی ان دونوں کی شادی کیسے ہونی تھی انھوں نے تو تیسری جنگ شروع کر دینی تھی ایک ساتھ رہ کر اف۔

جنہ فراج کو دیکھتی بجھے دل کے ساتھ اپنے کمرے میں قدم رکھتی دروازہ بند کرتی کہ ایک مضبوط ہاتھ نے دروازہ روکا جنہ پریشان سی ہوئی لیکن جب دروازے سے فراج کو اندر آتا اور دروازہ لاک کرتے دیکھا تو جنہ کی سانسیں روکی وہ اس وقت سیلور بلیو پرینٹڈ لوز سے برینڈڈ سوٹ میں ملبوس تھی شفون کا ہم رنگ ڈوپٹہ شانوں پر بکھرا تھا وہ ڈیسنٹ سے حلیے میں تھی آسٹریلیا سے واپسی پر وہ ہمیشہ ڈیسنٹ سے سوٹ ہی پہنتی تھی فراج کا سکھایا سبق اچھے سے سمجھ آگیا تھا اور یہ سب وہ اپنی مرضی سے کرنے لگی تھی لیکن فراج سے اسے اب ڈر سا لگنے لگتا تھا سلکی بال پشت پر کھلے تھے ڈائمنڈ کے پلس کانوں میں ڈالے ہونٹوں پر پنک لیپ گلوز لگائے وہ سادگی میں بھی قیامت ڈھا رہی تھی فراج نے وائٹ ڈریس پینٹ پر اتفاقاً بلیو ہی شرٹ زیب تن کی تھی دونوں کی میچنگ ہو رہی تھی جس کے اوپر کے دو بٹن کھلے تھے جس سے

فراج کا چٹانی سینہ نظر آرہا تھا وہ اپنی وجاہت کے ساتھ ہمیشہ کی طرح بے حد حسین لگ رہا تھا۔

"فراج " جنہ نے بے ساختہ کہا فراج نے پلٹ کر جنہ کو دیکھا دو پل کے لیے نگاہیں ٹھہر گئی وہ بے حد حسین لگ رہی تھی فراج نے اب اس پر غور کیا لیکن فراج کا چہرہ سرخ ہوا۔

"تمہیں پتا تھا تمہارے لیے رشتہ آیا ہے " فراج جنہ کی سمت ایک ایک قدم اٹھاتا بولا آواز میں سرد مہری تھی سیاہ آنکھیں سرخی مائل تھی جنہ کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی جنہ نے بے ساختہ قدم پیچھے لیے۔

"میرے لیے بہت سے رشتے آتے رہتے ہے " جنہ نے مدھم آواز میں کہا یہ واقعی سچ تھا لیکن غلط وقت پر کہا گیا سچ فراج کو لگا وہ اسے جتا رہی ہے فراج کے اشتعال میں اضافہ ہوا۔

"اور تمہیں بہت فخر ہوتا ہے رشتے بھیجنے والے تو نہیں جانتے تم تو جانتی ہو بیوی ہو میری " فراج ایک ہی جست میں جنہ کا منہ دبوچے دھاڑا تھا جنہ کو اپنے چہرے میں فراج کی انگلیوں دھنستی محسوس ہوئی تھی سرمئی آنکھیں پل میں نم ہوئیں تھی۔

"میں ۔۔ نے ۔۔ کسی ۔۔ رشتے ۔۔ کو ۔۔ ہاں ۔۔ نہیں ۔۔ کی " جنہ بامشکل اپنے دونوں ہاتھوں سے فراج کے آہنی گرفت سے اپنا چہرہ چھڑوانے کی کوشش کرتے بولی تھی۔

"تو ولیمہ میں تمہیں دیکھنے کیوں آئے وہ رشتے والے " فراج جبڑے بھینچے غرایا تھا وہ تو شکر تھا ولیمے میں لڑکے کا باپ اور ماں آئے تھے اگر لڑکا بھی موجود ہوتا تو فراج اس کی ہڈیاں توڑ دیتا اور اس کے باپ کی شازم داؤد سے گفتگو کے دوران ہی فراج کو پتا چلا تھا۔

"مجھے۔۔نہیں۔۔پتا۔۔تھا۔۔مجھے۔۔خود۔۔کل۔۔پتا۔۔چلا۔۔اماں جان۔۔کے۔۔ بتانے۔۔پر۔۔مجھے۔۔ سمجھ۔۔نہیں۔۔آرہا۔۔میں۔۔کیا۔۔کرو۔۔فراج۔۔قسم۔۔ لے۔۔لو۔۔مجھے۔۔نہیں پتا۔۔تھا " جنہ کی آنکھوں سے آنسو لڑیوں کی صورت ٹوٹ کر فراج کے ہاتھ پر گرے اور جنہ کی بات سنتا فراج خود پر قابو پاتا جنہ کو جھٹکے سے چھوڑ گیا جنہ لڑکھڑاتی بیڈ پر گری تھی جبکہ فراج نے پوری طاقت سے مکا بنا کر دیوار کی زینت بنایا اور اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا جنہ گھرے گھرے سانس لیتی کانپ گئی فراج کے مکے سے جنہ کو کمرے کی دیواریں ہلتی

محسوس ہوئی تھی شکر تھا کہ اس وقت اس فلور پر کوئی موجود نا تھا ورنہ دھاڑنے کی آواز پر کوئی نا کوئی جنہ کے کمرے میں ضرور داخل ہو جاتا جنہ اپنی طبعیت کی خرابی کا بتاکر فاطمہ بیگم سے اجازت لے کر کمرے میں آئی تھی جنہوں نے جنہ کی سفید رنگت دیکھ پریشانی سے نا چاہتے ہوئے بھی اسے اجازت دے دی تو فراج بھی ضروری کال کا کہتے منظر سے غائب ہوا تھا سب لوگ آپس میں ملنے جلنے میں اتنے مگن تھے کہ ان دونوں کو یکسر بھول ہی گئے تھے۔

"ٹھیک ہے تمہیں نہیں پتا تھا ٹھیک ہے میں مان لیتا ہو لیکن جب پتا چلا تو منع کیوں نہیں کیا " فراج پھر جنہ تک پہنچتا مٹھیاں بھینچے دھاڑا تھا جنہ نے سہم کر سرخ نم ہوتے چہرے سے فراج کو دیکھا۔

"میں ۔۔ نے ۔۔ کوشش ۔۔ کی ۔۔ تھی ۔۔ اماں جان ۔۔ نہیں ۔۔ مان ۔۔ رہی ۔۔ اور ۔۔ میرے ۔۔ پاس ۔۔ کوئی ۔۔ جواز ۔۔ نہیں ۔۔ تھا ۔۔ منع ۔۔ کرنے ۔۔ کا " جنہ بولی کہ فراج نے اس کے بال مٹھی میں دبوچے وہ خود پاگل ہونے کے درپہ تھا اور پھر جنہ کی باتیں اسے مزید مشتعل کر رہی تھی جنہ سسک گئی سر میں درد کی ٹھیس اٹھی تھی۔

"جواز ؟ میں ہو سب سے بڑا جواز ؟ شوہر ہو تمہارا " فراج جنہ کی بہتی آنکھوں میں دیکھ دھاڑا تھا۔

"تم ۔۔ بھی ۔۔ تو ۔۔ مجھے ۔۔ پسند ۔۔ نہیں ۔۔ کرتے ۔۔ مجھ ۔۔ سے ۔۔ محبت ۔۔ نہیں ۔۔ کرتے ۔۔ میں ۔۔ تمہارے ۔۔ لائق ۔۔ نہیں ۔۔ میں ۔۔ بری ڈریسنگ ۔۔ کرتی ۔۔ ہو ۔۔ مجھے ۔۔ طلاق ۔۔ دے ۔۔ دو ۔۔ کسی ۔۔ کو ۔۔ کچھ ۔۔ نہیں ۔۔ پتا ۔۔ چلے ۔۔ گا " جنہ بری طرح سسکتی ہوئی بولی تھی فراج کی آنکھوں کی سرخی مزید بڑھی

تھی جنہ برداشت نہیں کر پا رہی تھی اپنی ان دنوں اگنورینس منہاج کفیر کو پکڑنے کے لیے بھی فراج نے مکمل طور پر جنہ کو اگنور کیا تھا جنہ پل پل مر رہی تھی فراج کی آنکھوں میں اجنبیت دیکھ کر وہ کرب سے بولی تھی آنکھوں میں فراج کی تڑپ واضح تھی فراج کو جنہ کی یہ بات آگ لگا گئی جھٹکے سے جنہ کو بیڈ پر دھکیلا اور اس کے سامنے کھڑا ہوا۔

"کسی کو کیا پتا نہیں چلے گا یہی کہ تم مجھ سے محبت کرتی ہو گن پوائنٹ پر شادی کی مجھ سے پھر جب میں نے تم سے محبت کرنی چاہی تمہیں اپنے رنگ میں رنگنا چاہا تو تم مجھ سے طلاق کی بات کر رہی ہو اور میں تمہیں پسند نہیں کرتا میں۔۔اگر تمہیں پسند نہیں کرتا محبت نہیں کرتا تمہاری بے ہودہ ڈریسنگ پر کیوں غصہ کرتا تمہیں تکلیف دے کر خود تکلیف میں مبتلا رہتا ؟ تمہارے فلائٹ میں کسی لڑکے سے بات کرنے پر مشتعل ہوتا تمہیں جاہلیت اور فیشن کا سبق پڑھاتا۔۔اور سب چھوڑو نہیں ہے مجھے محبت نہیں ہو تم مجھے پسند مگر

بیوی ہو میری ایک پل کے لیے بھی تمہیں کسی اور کے ساتھ دیکھنے سے پہلے میں تمہیں قبر میں اتارنا پسند کرونگا اور رہی بات رشتے کے لیے منع نا کرنے کا جواز نہیں ہے تمہارے پاس آج ابھی جواز دیتا ہو تمہیں کچھ گھنٹوں بعد جب میری قربت کے رنگ تمہارے چہرے پر ہونگے تو خود ہر رشتے سے منع کروگی گن پوائنٹ پر نکاح کر سکتی ہو ایک بلڈی رشتے کو منع نہیں ہوا تم سے " فراج غرایا تھا اور ایک گھٹنا بیڈ پر رکھتے جنہ کی کمر میں ہاتھ ڈالے جنہ کو بیڈ پر اپنے ساتھ گراتے غرایا جنہ نے لب بھینچے فراج کو دیکھا فراج اس کے اوپر تھا۔

"آئی۔۔ایم۔۔سوری " جنہ نے سسکتے فراج کے سینے میں منہ چھپایا اور پھوٹ پھوٹ کر رو دی فراج کو جنہ کی سانسیں اپنے سینے پر محسوس ہوتی ایک الگ سا سرور دے گئی اور اس پر تضاد جنہ کے نم ٹوٹے ہوئے لہجے میں سوری۔

"ہمم۔۔کس لیے" فراج نرم پڑا۔

"میں۔۔نے۔۔تمہاری۔۔بات۔۔نہیں۔۔مانی۔۔اور۔۔بے ہودہ ڈریسنگ۔۔کی ۔۔آئیندہ۔۔نہیں۔۔کرو۔۔گی" جنہ نے سسکتے ہوئے کہا۔

"میرے ڈر کی وجہ سے بول رہی ہو ؟" فراج نے جنہ کے سلکی بالوں میں ہاتھ پھیرتے کہا۔

"نہیں! مجھے احساس ہو گیا۔۔میری غلطی کا۔۔ورنہ آج سے پہلے کبھی معافی مانگی ہے میں نے۔۔تم سے ڈر کر ؟" جنہ نے فراج کی شرٹ کو مٹھیوں میں بھینچے کہا فراج کے لب مسکرا دئے یہی تو وہ چاہتا تھا جنہ سمجھ جائے بس اور یہ ڈریسنگ خود ہی چھوڑ دے۔

"اٹس اوکے مجھے خوشی ہے تم نے سمجھا اور مانا میری بات کو ۔۔لیکن تم نے ایک اور غلطی کر دی رشتے کو انکار نہیں کیا اب سزا تو ملے گی تمہاری " فراج نے جنہ کی ڈریسنگ کو سراہتے کہا جنہ کو بیڈ پر گراتے خود اس کے چہرے کو دیکھنے لگا جنہ کی گلابی سرمئی آنکھیں سرخ ناک رویا رویا سا چہرہ جنہ کی خوبصورتی میں چار چاند لگا گیا جنہ نے پلکیں اٹھائے فراج کو دیکھا جو محوت سے اسے دیکھ رہا تھا پلکیں لرزی۔

"کیسی۔۔سزا " جنہ نے ڈوبتے دل سے استفسار کیا۔

"طلاق مانگ رہی تھی مجھ سے " فراج نے جنہ کی آنکھوں میں دیکھتے کہا جنہ کا ننھا دل کانپا۔

"وہ۔۔میں " جنہ یک دم گھبرائی آنکھوں میں پانی پھر جمع ہوا۔

"میں فراج شازم داؤد اپنے پورے ہوش و حواس میں جنہ اعظم کفیر کو۔۔" فراج مزید بولتا کہ جنہ کو یک دم آکسیجن کی کمی محسوس ہوئی اس کا دل فراج کے الفاظ پر پھٹنے کو ہوا۔

"فراج۔۔ نہیں۔۔ میں۔۔ مر جاؤ۔۔گی " جنہ نے فراج سے کہا سانسیں بری طرح پھول چکی تھی ہاتھوں میں درد ہونے لگا تھا۔

"ریلیکس میں تو یہ کہنے والا تھا کہ میں فراج شازم داؤد اپنے پورے ہوش و حواس میں جنہ اعظم کفیر کو " فراج نے پھر کہنا چاہا جنہ نفی میں سر ہلاتی باقاعدہ اب آواز سے بری طرح رو دی۔

" کبھی طلاق نہیں دو گا کبھی نہیں کیونکہ مجھے میری چن مانٹی فیش پٹی چڑیل بیوی بہت عزیز ہوچکی ہے " فراج نے بات مکمل کی تو جنہ نے حیرت سے فراج کو دیکھا جو جنہ کی شکل دیکھتا قہقہہ لگا اٹھا وہ جنہ کو تنگ کر رہا تھا جنہ نے حیرت سے نکلتے فراج کو ناک چڑھائے دیکھا اور پھر فراج کے سینے پر دونوں ہاتھوں سے مکے برسا گئی فراج قہقہہ لگاتا رہا۔

"تم جاہل فائٹر میں تمہارا خون کر دو گی " جنہ اپنے ازلی انداز میں آتی چیخی تھی۔

"ابھی تو میرے لیے تڑپ رہی تھی اٹک اٹک کر بول رہی تھی اب مجھ پر غصہ کرنے لگی مجھے مارنے لگی میری فیشن پٹی چڑیل زرا سی نرمی دیکھانے پر انسان سے چڑیل بن گئی " فراج جنہ کی آنکھوں میں دیکھتا ناک سے ناک مس کیے شرارت سے بولا۔

"تم مزاق بناتے ہو میرا اور محبت کا اظہار بھی کیا تو کس طرح غصے میں " جنہ ناک سکوڑ کر بولی فراج مسکرا دیا۔

"چلو پھر تھوڑا رومینس کر لیتا ہو رومینس سے محبت کا اظہار کر دیتا ہوں شاید تمہیں پسند آئے " فراج کہتا جنہ کو آنکھ ونگ کر گیا۔

"باہر۔۔چلیے۔۔سب۔۔انتظار۔۔کر۔۔رہے۔۔ہونگے " جنہ نے پلکیں اٹھائے فراج کی جزبہ لٹاتی آنکھوں میں دیکھتے گھبراتے ہوئے کہا اس فائیٹر کو دھکا دے کر خود اٹھنا وہ بھی فراج کی مضبوط گرفت میں جنہ جیسی نازک لڑکی کے بس کی بات نہیں تھی اگر ہوتی جنہ اب تک کمرے سے غائب ہوچکی ہوتی فراج نے نفی میں سر ہلایا۔

"فراج " جنہ گھبرائی۔

"ہماری۔۔رخصتی۔۔نہیں۔۔ہوئی" جنہ نے اٹکتے ہوئے یاد دلایا فراج نے جنہ کی گردن میں ہی گہرا سانس لیا علیحدہ ہوا۔

"پہلے تمہارے لیے آئے رشتے کا بندوبست کرنا ہے پھر ہماری شادی کے لیے سب کو راضی کرنا ہے اور یہ کام جلد کرنا پڑے گا ورنہ تمہارا جاہل فائٹر تمہارے لیے پاگل ہو جائے گا " فراج بیڈ پر چت سیدھا ہوتا آہ بھرنے والے انداز میں بولا جنہ فراج کی بیچارگی سی شکل دیکھ کر ہنس دی فراج نے اسے گھورا جنہ فورا بیڈ سے اپنا ڈوپٹہ اٹھاتی کھڑی ہوئی اور دروازے کی سمت بھاگی فراج جنہ کی چلاکی پر اٹھتا اس کے پیچھے ہوا جنہ کا تو ٹوٹا دل جڑ گیا تھا جبکہ فراج جنہ کو مسکراتا اور اپنے رنگ میں رنگا دیکھ سر شار ہو گیا۔

"ملکہ " یاسر عشراق کے پیچھے اس کے روم میں آیا عشراق کافی دیر سے سب سے ملتی لاوئج میں بیٹھی تھک گئی تھی کچھ دیر آرام کرنے کے لیے کمرے میں

آئی تھی جویریہ بھی ابھی تک آرام کر رہی تھی عشراق یاسر کی آواز پر پلٹی تھی یاسر دروازہ لاک کرتے اس تک آیا عشراق اب تک حجاب میں تھی۔

"یار اب تو یہ نقاب ہٹا دو ملکہ ! کافی دیر سے تمہارا پرنور چہرہ نہیں دیکھا " یاسر نے کہتے سانس بھری اور احتیاط سے عشراق کے نقاب کی پنز کو اتارتا ڈریسنگ ٹیبل پر رکھ گیا عشراق کے آبشار جیسے بال اس کی گردن اور پشت پر بکھرے عشراق یاسر کی بے چینی پر مسکرا دی وہ ایسا ہی کرتا تھا جب زیادہ وقت گزر جاتا اس کا چہرہ دیکھے یاسر بے چین ہو جاتا۔

"تمہیں چلنے پھرنے میں تکلیف تو نہیں ہو رہی ؟" یاسر نے عشراق کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالوں میں تھامے اس کی سنہری آنکھوں میں دیکھتے استفسار کیا عشراق نے نفی میں سر ہلایا یاسر نے مسکراتے عشراق کی پیشانی پر لب رکھے عشراق کی رنگت سرخ ہوئی چہرے کو شرمیلی سی مسکراہٹ نے آگھیرا یاسر

نے عشراق کے گالوں کو باری باری چھوتے عقیدت سے عشراق کی تھوڑی کو چوما عشراق مزید گل نار ہوئی۔

"ملکہ ٹھیک ہو ؟" یاسر نے کچھ دیر بعد استفسار کیا۔

"ج۔۔جی " عشراق نارمل سانسوں کے درمیان بولی۔

"میں چاہتا ہو آج کی رات ہم ایک ہو جائے ملکہ " یاسر نے مخمور لہجے میں اجازت لینی چاہی عشراق کی جان لبوں پر آئی۔

"اگر تمہیں اب بھی وقت چاہیے تو کوئی بات نہیں " عشراق کو کافی دیر خاموش دیکھ یاسر نے آہستہ سے اسے خود سے علیحدہ کرتے عشراق کے گالوں کو چھوتے بالوں کو کان کے پیچھے اڑساتے کہا عشراق کی پلکیں جھکی ہوئی تھی۔

"نہیں۔۔میں۔۔تیار۔۔ہو " عشراق نے نظریں جھکائے اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں الجھائے گھبراتے ہوئے کہا یاسر مسکرایا عشراق کے چہرے پر حیا کی چمک تھی۔

"پکا ؟" یاسر نے عشراق کا چہرہ تھوڑی کو تھامے اوپر کیا پلکیں لرزی عشراق نے سنہری آنکھوں سے یاسر کو دیکھا جس کی آنکھوں میں چمک تھی جزبات کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر تھا عشراق نے فورا نگاہیں جھکائے یاسر کے سینے میں چہرہ چھپایا یاسر عشراق کی ادا پر مسکرا دیا۔

"مطلب میری ملکہ میری شدتیں سہنے کو تیار ہے۔۔ آج رات ہم دونوں میرے سب سے خوبصورت فارم ہاؤس پر جائے گے جہاں میں اکیلا جاتا تھا اکثر ہم اپنے رشتے کی تکمیل وہاں کرے گے کشمیر کی بے حد حسین جگہ پر" یاسر نے عشراق کے کان میں سرگوشی کرتے کہا عشراق مزید خود کو یاسر کے سینے میں گم کرنے لگی۔

"میری ملکہ " یاسر عشراق کے گرد اپنا حصار تنگ کرتا اسے خود کے سینے میں بھینچتے عشراق کے بالوں پر لب رکھ گیا۔

جویریہ مہرون کلر کی ڈیسنٹ سی شلوار قمیض میں ہم رنگ ڈوپٹہ شانوں پر ڈالے مہرون ہی لپ اسٹک لگائے بے حد نفاست سے تیار ہوتی نئی نویلی دلہن لگ رہی تھی وہ سیڑھیاں اترتی نیچے آئی تو حنان کا دل دھڑکا گئی روپ تو جیسے کچھ بھی پہن لو جویریہ پر ٹوٹ کر آرہا تھا سب سے سلام کرتے وہ زمان سے برسوں بعد ملی تھی اس کے سینے سے لگے اپنا دل ہلکا کرتی رہی زمان نے عقیدت سے جویریہ کے بالوں پر لب رکھتے اپنی آنکھوں کی نمی پیچھے دھکیلی تھی جویریہ ثوبیہ بیگم رقیہ بیگم اور باقی سب سے ملتی یاسر اور ثوبان کے درمیان بیٹھی تھی سب بہن بھائیوں کے گلے شکوے ختم ہو چکے تھے عترت بھی مصطفی یاسر ثوبان فراج باقی سب سے مل چکی تھی سب نے ہی عترت سے محبت اور شفقت کا اظہار کرتے ماحول کو خوشگوار کیا تھا بس حداد ہی تھا جس کا موڈ سیٹ ہونے میں نہیں آرہا تھا جنہ بھی مہکتی ہوئی نیچے آئی تو فراج بھی کچھ دیر بعد آکر سب کے ساتھ بیٹھا جبکہ قندیل بادشاہ کو باہوں میں لیے ہوئے تھی تو ثوبیہ اور روقیہ بیگم کو قندیل کی حرکت ناگوار گزری تھی انھیں پیٹس

اچھے نہیں لگتے تھے جبکہ یازان بھی مسلسل دشمنی نبھاتے قندیل کو گھور رہا تھا وہ دونوں آنکھوں میں ایک جنگ لڑ رہے تھے قندیل نے سب کو اپنی ملاقاتیں نا چاہتے ہوئے بھی بتائی اور پھر بادشاہ کے خاطر اکیلے یونیورسٹی سے نکلنے کلاسس بنک کرنے اور غنڈوں میں پڑنے والی باتیں سنتے داؤد'ز نے قندیل کو سخت نظروں سے گھورا تھا جبکہ یازان کا بڑوں نے شکریہ ادا کیا تھا جس پر یازان نے اچھا بنتے میرا فرض تھا کہ کر اپنی امیج اچھی بناتے قندیل کو مزید سلگایا تھا ثوبان یاسر مصطفی کو بھی اب یازان کچھ کچھ اچھا لگا تھا مگر ظاہر نہیں کیا۔

سب نے خوشگوار ماحول میں کھانا کھایا بڑے سب پھر لاونج میں بیٹھے تھے کئی سالوں بعد شاہد کفیر اور ثاقب داؤد ، شازم داؤد ، عالم کفیر ، جازم داؤد ، اعظم کفیر ، ثوبیہ بیگم ، روقیہ بیگم فاطمہ بیگم یعنی سب بڑوں کو اپنے دوست واپس ملے تھے ڈھیروں باتیں کرنے کا ابھی رات گئے تک ارادہ تھا شفا کی طلاق کا بھی

سب کو بتا دیا گیا تھا روقیہ بیگم بھی مقدس اور عشراق سے اچھا سلوک کرنے لگی تھی تو نوجوان باہر بیٹھے تھے جویریہ کو گارڈن میں بیٹھ کر آئس کریم کھانی تھی تو حنان نے اچھا شوہر بنتے باہر سیٹ اپ کروایا تھا۔

"صرف یہ ہی سکوپ ملے گا اور نہیں" حنان نے جویریہ کو اپنے ہاتھوں سے آئس کریم کھلاتے پہلے ہی بتایا جویریہ منہ پھولا گئی حنان نے اسے گھورا جبکہ نظر اس کے مہرون لپ اسٹک سے سجے ہونٹوں پر چوکلیٹ چیپ کے دانے پر گئی حنان کے گلے میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔

****

"اپنے ہونٹوں کو صاف کرو میرا ایمان ڈگمگا رہا ہے " حنان نے گھمبیر آواز میں جویریہ کے کان کے قریب جھکتے سرگوشی کی جویریہ نے نا سمجھی سے اسے دیکھا حنان نے ایک اچٹتی نظر سب پر ڈالی اور انگوٹھے سے وہ دانا چنتے اپنے لبوں پر

رکھا جویریہ کا چہرہ سرخ ہوا وہ مسکراہٹ دبائے بال کان کے پیچھے اڑساتی سب کو دیکھنے لگی حنان مسکرا دیا۔

"یہ میں نے لی ہے پہلے " قندیل آئیس کریم کا کپ لیے بولی یازان اور قندیل نے ایک ہی آئسکریم پر ہاتھ رکھا اور بدقسمتی سے اس کا ایک ہی کپ بچا تھا اب دونوں کی تکرار ہونی تھی۔

"یازان " حنان نے پھر جنگ چھڑنے کے خدشے سے یازان کو ہی ٹوکا جو منہ بناتا بادشاہ کو گود میں لیے بیٹھ گیا یاسر ثوبان مصطفی کو روٹھا روٹھا یازان اچھا لگا تھا جبکہ قندیل یازان کے سامنے بیٹھتی آئس کریم مزے سے کھاتی اسے چڑا رہی تھی یازان نے رخ پھیرا زمان اور یاسر محو گفتگو تھے تو عشراق سب کو دیکھ رہی تھی یازان کو سب کپل اور چار سنگل مگر خوش لوگوں کو دیکھ (زمان ، جنہ ، فراج ، قندیل) تپ چڑھی تھی ان کی خوشی یازان سے ہضم ہی نہیں ہو رہی تھی۔

"زمان بھائی آپ تو عاشقی میں بوڑھے ہو گئے ہے ! آپ کو شادی کر لینی چاہیے ورنہ ایک سال مزید گزرا لڑکی نہیں ملنی پھر " یازان نے شوشا چھوڑا زمان نے یازان کو دیکھا یاسر اپنی ملکہ کے پاس آیا۔

"کوئی نہیں میرے مان بھائی اب بھی بہت ہینڈسم ہے " جویریہ نے آئیس کریم کھاتے یازان کو ٹوکا۔

"بلکل جیسے آپ خوبصورت ہے اتنی عمر کی ہو کر بھی " یازان نے گردن موڑ کر کہا جویریہ نے خونخوار نظروں سے یازان کو دیکھا حنان نے بامشکل اپنی ہنسی ضبط کی وہ بیوی کو ناراض نہیں کر سکتا تھا۔

"حنان سنا تمہارا بھائی کیا کہ رہا ہے مجھے " جویریہ نے حنان کو پکارتے دانت پیسے۔

"میری جان جلتا ہے تم سے اگنور کرو تم " حنان نے جورو کا غلام بنتے جویریہ کو تسلی دی جویریہ نے جتانے والی مسکراہٹ یازان کو پاس کی یازان طنزیہ مسکرایا۔

"جل کر کوئلہ ہی نا ہو جاؤ ہونہہ " یازان نے کہتے اپنے اگلے شکار کو دیکھا جسے ذلیل کر سکے۔

"آپ کیوں دانت دیکھا رہے ہے بدکردار جیجا جی " یازان نے ثوبان کو مسکراتا دیکھ کڑ کر کہا۔

"خبردار میرے بھائی کو کچھ کہا تو تمہارے دانت توڑ دو گی میں " قندیل غرائی تھی یاسر ثوبان فراج مصطفی افق عترت سب نے ہی قندیل کا غنڈہ روپ دیکھا

۔

"تمہارے بھائی کی فیکٹری میں بنے ہے جو توڑ دو گی ؟ " یازان نے مسکرا کر سلگایا۔

"نہیں میرا بھائی جانوروں کے دانت نہیں بنواتا " قندیل دوبدوک بولی تھی ایک دفعہ پھر جنگ چھڑ چکی تھی حنان حداد سمیت سب کا قہقہہ جاندار تھا یازان کلس کر رہ گیا۔

"لیکن شادی شدہ ہوتے ہوئے بھی منگنی ضرور کرتا ہے " یازان نے کہا۔

"میں تو ایسے بھائی ہی نہیں رکھتا جو کریکٹر لیس ہو " یازان نے اترا کر مزید کہا

حداد اور حنان نے اسے گھورا۔

"مطلب کیا ہے تمہارا " قندیل نے استفسار کیا۔

"ایک بھائی نے شادی شدہ ہوتے منگنی کی دوسرے نے دوسری شادی ہی کر کی بیچاری شفا سے اور تیسرے کی بھی تحقیق کرواؤ یہ بھی کوئی چاند نا چڑھا کر بیٹھا ہو " یازان نے کہتے فراج کو کھانسنے پر مجبور کر دیا جنہ نے فراج کو دیکھتے نچلا لب دانتوں میں دبایا ثوبان اور یاسر کا دل کیا یازان کا گلا دبا دے۔

"زبان سنبھال کر بات کرو یو آوارہ آدمی خود گرلفرینڈ کے ساتھ گھومتے ہو میرے بھائیوں کے بارے میں بات کرتے ہوئے شرم نہیں آتی خوبصورت ہے تب ہی تو لڑکیاں مرتی ہے ان پر تم جیسی شکل والوں پر تو چڑیلیں ہی مرتی ہے " قندیل چیخ کر بولی سب نے قندیل کا سرخ ہوتا چہرہ دیکھا۔

"تم ہوتی سوتی ڈاکٹر میری تزلیل کرو گی میری " یازان اپنی جگہ چھوڑے کھڑا ہوتا مٹھیاں بھیجے غرایا۔

"عزت ہے تمہاری " قندیل نے ابرو آچکا کر استفسار کیا یازان کو بس ہارٹ اٹیک آنا باقی تھا سب کا قہقہہ گونجا۔

"اتنی ہے کہ گھر والے شادی کی بات کر رہے ہے " یازان نے بالوں میں ہاتھ پھیرتے کہا قندیل کے دل کو کچھ ہوا۔

"میرے ہوتے ہوئے کر کے دیکھاؤ " جویریہ ویلن بنی۔

"بھائی بیوی کو سنبھال لے اپنی میں نہیں چاہتا بھری جوانی میں آپ رنڈوے ہو جائے اور میرا بھتیجا/ بھتیجی بنا ماں کے پلے۔۔میں بس اپنے جونئر کے آنے تک ہی انتظار کر سکتا ہو " یازان نے حنان سے کہا۔

"اوے خبردار میری بہن کو دھمکی دی تو کشمیر سے آوٹ کر دو گا" زمان نے بہن کے غصے سے سرخ ہوتے چہرے کو دیکھ حنان کے بولنے سے پہلے یازان کو دھمکی دی۔

"جمعہ جمعہ آٹھ دن نہیں ہوئے وزیراعظم بنے لوگ دھمکی ایسے دیتے ہے جیسے کشمیر گھٹی میں لے کر پیدا ہوئے ہے" یازان اونچی آواز میں بڑبڑایا جبکہ قندیل بادشاہ کو پیار کرنے لگی تھی۔

"ویسے اتنی عزت ہے میری میں بھی وزیراعظم بن سکتا ہو "یازان نے قندیل کو دیکھتے جتانے والے انداز میں نیا جوک ایجاد کیا یاسر نے سر تا پاؤں یازان کو دیکھا نظریں کہ رہی تھی یہ وزیراعظم بن گیا نا تو پٹواری بھی شاید ملک چھوڑ کر بھاگ جائے ہمیشہ کے لیے وہ بھی شاید اتنا پاگل وزیراعظم برداشت نا کر سکے۔

"اللہ کرے تمہاری بیوی تمہیں روز سب کے سامنے اتنا مارے کے تمہاری تمہارے نوکر بھی عزت نا کرے" قندیل نے اونچی آواز میں بددعا دی یازان

کا منہ کھل گیا فراج کی ہنسی چھوٹ گئی (یہ تو اپنے بارے میں بتا رہی ہے ویسے بھی اس غنڈی سے اور امید بھی کیا کی جاسکتی ہے) یازان نے دل پر ہاتھ رکھے سوچا۔

"آپی اپنی نند کو سنبھالو پاگل ہو گئی ہے " یازان نے عشراق سے کہا۔

"اوئے میری بہن پاگل نہیں " یاسر کو برا لگا۔

"ہاں پاگل بھائیوں کی بہن ہے ان کے ساتھ رہ رہ کر بس دورے پڑتے ہے " یازان کلس کر بولا۔

"ملکہ تمہارا بھائی بہت بدتمیز ہے " یاسر نے عشراق سے کہا۔

"میرا آپ کی بہن کے بارے میں بھی یہی خیال ہے " یازان نے سنتے دوبدوک کہا۔

"یازان " حداد نے یازان کو ٹوکا وہ ہتھے سے اکھڑ گیا۔

"آپ تو چپ ہی کرے بیوی گھاس ڈالتی نہیں مجھے چپ کرواتے رہتے ہے" یازان نے حداد سے کہا حداد نے وہی سے کشن اٹھا کر یازان کو مارا۔

"تم نے کسی کے سامنے بولنے کے قابل نہیں چھوڑا مجھے " حداد عترت پر غرایا ۔

"میں نے آپ کے ہونٹوں پر UHU لگائی ہے " عترت دوبدوک ائیبرو ریز کرتی بولی چلو جی ایک اور جنگ شروع ہوئی۔

"یہ جو چلتی زبان ہے نا تمہاری اس وجہ سے زبان دراز عورت " حداد کلس کر بولا جنہ سمیت ساری لڑکیوں کے منہ کھل گئے حداد کی بات پر اب یہ ظلم تھا لڑکی کو عورت بولنا لیکن حداد جیسے خونخوار تیوروں سالے بندے کے منہ کون لگے۔

"خبردار جو میری بہن سے کچھ کہا " زمان ثوبان یاسر فراج اور مصطفی بولے حداد نے پانچوں کو دیکھا۔

"تمہاری بہن چاہے جیجا پر مزائل چھوڑ دے۔۔ ان کی بہن سے کچھ نا کہو "

حداد غراتا آخر میں بڑبڑایا۔

"علاج تو آپ کا کچھ ایسا ہی ہے " عترت نے کڑے تیور لیے کہا۔

"جانے دو ان کو کرتا ہو تمہارا علاج " حداد نے دانت پیسے جوابا عترت نے ایسے آنکھیں گھمائی جیسے جو کرنا ہے کر لینا ہونہہ۔

"اور تو تیرے بھی سکرو ٹائٹ کرتا ہوں صبر کر " حداد یازان سے بولا جو فراج کو گھور رہا تھا اسے اپنے دوست کے مسکرانے پر بھی غصہ آیا۔

"پہلے بیوی کے کرے " یازان نے حداد سے کہا۔

"یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے کیا دماغ میں فیٹ کیا ہے میری بیوی کے فتنی " حداد نے مقدس سے کہا۔

"خبردار میری بیوی کو کچھ کہا تو " ثوبان بیوی کے حق میں بولا۔

"تو چپ کر سالے " حداد نے دانت پیسے۔

"سالے تو چپ کر " ثوبان نے جتاتے کہا۔

"دونوں ہی چپ کرو آپ لوگوں کی تو لڑائی میں بھی مزاح نہیں آتا " یازان نے دونوں کو ہی ڈپٹا۔

"اور تمہیں لڑائی کی وجہ بنتے ہوئے شرم نہیں آتی " یاسر نے کہا۔

"سوری میں بے روزگار لوگوں سے بات نہیں کرتا " یازان نے ایٹیوڈ سے کہا یاسر کا سکون غارت ہوا۔

"مجھے میری سیٹ واپس چاہیے تاکہ کشمیر سے سب سے پہلے اس سالے کو نکالو " یاسر نے زمان سے کہا۔

"میرا موڈ نہیں واپس کرنے کا سوچ رہا ہو ایک پیلس اور اپنے لیے بنا لو " زمان نے یاسر کو چھیڑا۔

"اچھا خیال ہے میرا والا مجھے دے دے " مصطفی نے مزے سے کہا۔

"دونوں قبر میں منہ دئے کھڑے ہے لالچ پھر بھی ختم نہیں ہو رہی چہ چہ لالچی شاہ میرز " یاسر نے افسوس سے کہا زمان اور مصطفی نے ایک دوسرے کو دیکھا دونوں بڑبڑائے " کرپٹ سیاستدان " جبکہ کسی نے زیادہ یاسر کی بات پر غور نہیں کیا افق تو مصطفی کو بھاؤ ہی نہیں دے رہی تھی۔

"بادشاہ میرا بچہ آج ماما کے ساتھ گھر چلے گا " قندیل بادشاہ کو پیار کرتی بولی۔

"نہیں وہ اپنے باپ کے ساتھ رہے گا" یازان نے قندیل سے کہا۔

"میں کہہ رہی ہو ماما کے ساتھ رہے گا" قندیل نے ناک چڑھائی۔

"باپ کے ساتھ رہے گا " یازان نے تیوری چڑھائی۔

"تم لوگ پاگل ہو گیا " سب یک زبان بولے تھے قندیل اور یازان پھر منہ بنا کر مخالف رستوں پر چل دئے سب کا دماغ ہی گھوم گیا ان دونوں نے اپنی لڑائی میں ان سب کو گھسیٹ لیا تھا اور اب کس بات پر لڑ رہے تھے یہ بچے

کے ماں باپ کتے کے بچے پر ان دونوں کو آئندہ ایک دوسرے سے دور رکھنا بے حد ضروری ہو گیا تھا۔

"ہم جلد جنہ کی منگنی کا فنکشن کرے گے آپ سب تیاریاں کر لے " فاطمہ بیگم نے ثوبیہ بیگم سے کہا۔

"اللہ بچی کے نصیب اچھے کرے " ثوبیہ بیگم نے دعا دی۔

" آمین " سب بڑوں نے یک زبان کہا سب نوجوان ابھی گارڈن سے لاونج میں آئے تھے فاطمہ بیگم کی بات سنتی جنہ نے فراج کو دیکھا جس کا چہرہ پھر سنجیدہ ہوا تھا یازان سب سے زیادہ خوش تھا کیونکہ جنہ کے بعد اس کا نمبر جو تھا۔

"مجھے بھی اپنے بیٹے کے لیے لڑکی کی تلاش ہے آپ کی نظر میں کوئی ہو پیاری سی بچی تو بتایئے گا " روقیہ بیگم نے فراج کو دیکھتے کہا وہ بھی اب چاہتی تھی کہ

فراج کی جلد از جلد شادی کر دی جائے سب مسکرائے جبکہ اب جنہ کی رنگت فق ہوئی تھی۔

"اگر آپ لوگ جنہ کے رشتے میں جلدی نا کرتے تو ہم فراج کے لیے جنہ کا ہاتھ مانگتے " شازم صاحب نے دل کی بات کی سب کچھ پل کے لیے خاموش ہو گئے جنہ اور فراج نے بھی شازم داؤد کو دیکھا فراج کو اپنے باپ پر ٹوٹ کر پیار آیا۔

"لیکن فاطمہ تو رشتے کو ہاں کر چکی ہے انھیں بھی جنہ کافی پسند ہے اب منع کرنا معیوب ہو گا " عالم کفیر نے کہا۔

"ہاں یار سمجھتا ہو اسی لیے تو کہ رہا ہو ہم نے دیر کر دی خیر جہاں بچوں کا نصیب " شازم داؤد نے عالم کفیر کو ہلکے پھلکے انداز میں کہا ماحول میں چھائی سنجیدگی ختم ہوئی تھی سب پھر ہلکی پھلکی باتوں میں مصروف ہوئے تھے ثوبان کی نظریں فراج پر تھی جو مسلسل جنہ کو دیکھ رہا تھا چہرہ سپاٹ ہوا تھا ثوبان نے کچھ عجیب سا محسوس کیا۔

"داجی میں بھی چاہتا ہو مصطفی اور افق اب اپنے اصل گھر یعنی شاہ میر پیلس میں شفٹ ہو میرے ساتھ جلد از جلد ،کل تک میرا وہاں شفٹ ہونے کا ارادہ ہے اور ان دونوں کے درمیان جو بھی تلخیاں چل رہی ہے جلد ختم ہو اور میں جویریہ اور عترت کو بھی کچھ دنوں کے لیے شاہ میر پیلس لے جانا چاہتا ہو " زمان شاہ میر نے بھی ثاقب داؤد اور شاہد کفیر کو دیکھتے سنجیدگی سے کہا۔

" تلخیاں مصطفی کی خود پیدا کی ہے یہ ہمارا نواسا ہے اس لیے برداشت کر رہے ہے اب تک ورنہ ہماری پوتی کے لیے جو دھمکی آمیز الفاظ اس نے نکالے تھے کب کا حویلی سے باہر کر دیتے۔۔ مصطفی تمہارے ساتھ جانا چاہے جا سکتا ہے لیکن افق تب تک نہیں جائے گی جب تک مصطفی اس سے معافی نہیں مانگتا " ثاقب داؤد نے دو ٹوک بات کی افق کی آنکھیں نم ہوئی مصطفی کا چہرہ سنجیدہ تھا۔

"زمان بھائی آپ بڑے ہے لیکن معاف کیجئے گا میں اپنی بیوی کو خود ملوانے لے آؤ گا آپ کے پاس شاہ میر پیلس " حنان نے نرمی سے کہا جویریہ کا منہ

بن گیا وہ زمان کے ساتھ رہنا چاہتی تھی حنان نے جویریہ کو دیکھا جس کا بات بات پر منہ بن رہا تھا حنان سرد سانس کھینچ کر رہ گیا زمان مسکرا دیا اسے حنان پسند آنے لگا تھا۔

"اور جب مجھے ٹائم لگے گا میں بھی لے آؤ گا اپنی بیوی کو " حداد نے تو بنا کسی ادب لحاظ کے کہا زمان اسے ایک نظر دیکھ کر رخ پھیر گیا عترت نے حداد کو گھورا جس نے ڈبل عترت کو گھورا عترت نے ہونہہ کرتے سر جھٹکا۔

"میں شرمندہ ہو داجی آپ سب سے بھی اور افق سے بھی میں معافی چاہتا ہو ۔۔میں کچھ دنوں کے لیے امریکہ جا رہا ہو پھر شفٹ ہو جاؤ گا زمان بھائی آپ کے ساتھ پیلس میں (اگر آپریشن کے بعد زندہ بچ گیا تو)" مصطفی نے کہا افق نے مصطفی کا جھکا ہوا سر دیکھا اور کرب سے مسکرائی جبکہ یاسر اور زمان نے بھی افق کو دیکھا افق نے یاسر کو دیکھا جس نے آنکھوں میں اسے تسلی دی افق صوفے سے اٹھتی مصطفی کے سامنے آئی مصطفی نے افق کے پیروں کو دیکھ نگاہیں اٹھائے افق کو دیکھا جس کی کرسٹل براؤن آنکھیں چھلکنے کو بے تاب

تھی مصطفی اپنی جگہ سے اٹھا اور افق نے بنا کچھ کہے ایک زناٹے دار تھپڑ مصطفی کے گال پر رسید کیا سب شل رہ گئے اپنی جگہوں سے اٹھے جبکہ افق بنا کچھ کہے حویلی سے نکلتی چلی گئی۔

"ملکہ چلو" یاسر عشراق کا ہاتھ تھامے مصطفی کے پاس آیا جو شل سا سرخ چہرے اور خون چھلکا دینے والی آنکھیں لیے کھڑا تھا یاسر نے ہونٹ گول کر کے سیٹی بجائی اور پیشانی پر دو انگلی لے جاتا سلام کرتا ایک آنکھ ونگ کر گیا مصطفی کو تھپڑ کی وجہ اب سمجھ میں آئی مصطفی نے مٹھیاں بھینچ لی دل کیا یاسر کو شوٹ کر دے یاسر قہقہہ لگاتا عشراق کو لیے حویلی سے نکلا سب پریشان سے کھڑے تھے سب کو افق اور یاسر کا ایکٹ سمجھ نا آیا عترت مصطفی کے پاس آئی زمان نے اسے اپنے حصار میں لیا۔

"کچھ نہیں ہوا گڑیا تمہارے بھائی کو کینسر جیسی خطرناک بیماری لاحق ہے جس کا وہ کئی سالوں سے علاج کروا رہا ہے سب سے چھپ کر کسی کو بنا بتائے اور یہ بات کرپٹ سیاستدان کو پتا چل گئی اس نے اپنی بہن یعنی مصطفی کی بیوی اور

تمہاری بھابھی کو بتا دی اور وہ انتظار کرتی رہی یہ نیک شریف بندہ کب منہ سے سچ بولے گا لیکن یہ بہت بڑا کمینہ نکلا سچ نہیں بول رہا اور جو کچھ دنوں میں یہ امریکہ جانے کی بات کر رہا ہے اس کے کینسر ٹریٹمنٹ کا آخری آپریشن ہے جس میں دس فیصد چانس ہے اس کے بچنے کے اور اسے یہ مزاق لگ رہا ہے اسی لیے ہم سب کو اندھیرے میں رکھ کر خود اتنی بڑی بیماری سے لڑ رہا ہے " زمان نے ایک سخت نظر مصطفی پر ڈالتے عترت اور وہاں کھڑے تمام لوگوں کے پیروں کے نیچے سے زمین کھینچ لی ثوبان آگے بڑھا اور ایک مکہ مصطفی کو رسید کرتا سرخ چہرے سے حویلی سے نکلتا چلا گیا مصطفی لڑکھڑا کر دو قدم پیچھے ہوا ثوبان نے مکہ آہستہ مارا تھا مقدس ثوبان کے پیچھے گئی فراج مصطفی کے سامنے آیا۔

"دل تو میرا بھی کچھ ایسا کر رہا ہے لیکن چھوٹا ہو ورنہ جو دھوکا ہمارے ساتھ کیا ہے آپ نے اس کی سزا بہت کم ہے یہ " فراج نے کہتے قدم حویلی کے باہر لیے۔

"آپ نے اچھا نہیں کیا مصطفی بھائی " قندیل بھی سرخ چہرے نم آنکھوں سے شکوہ کرتی مصطفی سے رخ موڑتی فراج کے پیچھے گئی یازان کے دل کو کچھ ہوا قندیل کو روتا دیکھ اپنے تھری پیس والے مولاء جی کے لیے بھی اسے بہت برا لگا جبکہ عترت نے بھی مصطفی سے رخ موڑ لیا زمان عترت کو لیے حویلی سے باہر قدم بڑھاتا رکا حداد نے بھوئیں سکوڑے زمان کو دیکھا۔

"آئیندہ بات کرتے احتیاط کرنا تمہارے سامنے تمہاری بیوی کا بڑا بھائی اور اس صوبے کا وزیراعظم ہے پھر ہو سکتا ہے تمہاری بات مان لی جائے جیسے حنان کی مانی ہے اپنی بہنوں کو ویسے تو پرسوں لے کر جانا تھا اپنے ساتھ لیکن اب میرا دل بدل گیا اللہ حافظ داجی " زمان نے رخ موڑتے حداد کو جتایا حداد مٹھیاں بھینچ کر رہ گیا جبکہ شاہد کفیر نے زمان کو اجازت دی عترت کو یہاں سنبھالنا مشکل ہو جاتا زمان اسے سنبھال سکتا تھا ایک بھائی کا دکھ دوسرا بھائی ہی کم کر سکتا تھا جبکہ جویریہ کی آنکھیں بھی نم تھی مصطفی کو دیکھ کر سب نے مصطفی کو افسوس سے دیکھا ثاقب داؤد نے بھی مصطفی کے قریب آتے اسے دیکھا۔

"جب ہمیں اپنا سمجھتے نہیں تو خبردار آئیندہ ہماری حویلی میں قدم رکھا تو" ثاقب داؤد نے کہتے سب کو چلنے کا اشارہ کیا سب بڑے بھی کفیر حویلی سے نکلتے نظر آئے ثوبیہ بیگم کے آنسو نہیں تھم رہے تھے جنہیں روقیہ بیگم نے سنبھالا ہوا تھا مگر مصطفی کو ماں کی طرح پالا تھا کیسے صبر کرتی اور پھر داجی کے حکم پر بے بس تھی ان کے جانے کے بعد مصطفی بھی بنا کسی کو دیکھے وہاں سے نکلتا نظر آیا۔

یاسر عشراق کو لیے کشمیر کے برفیلے حصے کی سمت بڑھ رہا تھا لینڈ کروزر کی ونڈوز لاک تھی تب بھی عشراق کو سردی کا احساس ہو رہا تھا نقاب یاسر نے نہیں کرنے دیا تھا وہاں ان دونوں کے علاؤہ کوئی موجود نا تھا اور یاسر عشراق کا خوبصورت چہرہ دیکھتے سفر ختم کرنا چاہتا تھا وہاں بے تحاشہ سردی تھی مگر رات کی تاریخی میں چاندنی اور سٹریٹس کی لائیٹس میں ڈوبا یہ علاقہ بے حد حسین نظر آرہا تھا عشراق کی نگاہیں نہیں ہٹ رہی تھی وہاں دور دور تک چند

ایک ہی لکڑی کے بنے خوبصورت گھر نظر آرہے تھے عشراق اشتیاق سے
کشمیر کے اس حصے کو پہلی دفعہ دیکھ رہی تھی کہ یاسر نے یوٹرن لیتے لینڈ
کروزر کو نارمل درمیانہ سڑک پر گامزن کیا جو کچھ کچھ برف سے ڈھکی تھی
دیکھتے ہی دیکھتے سفر ختم ہوا سامنے لکڑی سے بنا ایک منزلہ خوبصورت درمیانے
سائز کا گھر نظر آیا یاسر نے گاڑی وہاں روکتے باہر آیا اور گھر کا دروازہ کھولے
گاڑی کی سمت آتے عشراق کو اپنی باہوں میں بھر کر پیر سے گاڑی کا دروازہ
بند کرتے گھر میں داخل ہوا عشراق ان تین منٹوں میں سردی سے کانپ گئی
جبکہ یاسر ایسے تھا جیسے اسے سردی سے فرق ہی نا پڑ رہا ہو اور پیر کی ٹھوکر
سے لکڑی کا بے حد مضبوط دروازہ بند کرتے درمیانہ سائز لاونج کے صوفے پر
عشراق کو بٹھایا کچھ ہی دیر میں عشراق سردی سے کپکپانے لگی تھی یاسر نے
فورا آگ دان میں آگ جلائی ہیڈر آن کرتا اور عشراق کے قریب آکر بیٹھا
لکڑی کا لاونج بے حد نفاست سے سجایا گیا تھا وہ لاونج چھوٹا تھا مگر بے حد
خوبصورت تھا جہاں عشراق اور یاسر تین سیٹوں والے سفید بے حد نرم صوفے

پر بیٹھے تھے اس کے سامنے قالین تھا اور قالین کے سامنے آگ دان تھا آگ دان سے کچھ فاصلے پر دائیں جانب کچن کا دروازہ تھا اور صوفے کے پیچھے دیوار پر بھی دائیں جانب ایک کمرے کا دروازہ تھا آگ دان کے اوپر کچھ خوبصورت گلدان اور یاسر کی تصاویر تھی قالین کے دائیں جانب وال نما بڑی سی کھڑکی تھی جس کے اعتراف میں خوبصورت سفید رنگ کے پردے تھے کھڑکی کے سامنے دو لوگوں کے لیے خوبصورت سی ڈائینگ ٹیبل تھی اس گھر میں جتنی بھی کھڑکیاں تھی سب کے شیشے لاکٹ تھے اندر سے باہر دیکھا جا سکتا تھا مگر باہر سے اندر نہیں ، کھڑکی کے سامنے مین دروازہ تھا جس کے اعتراف میں بھی سفید پردے لگائے گئے تھے جہاں سے ابھی عشراق اور یاسر اندر داخل ہوئے تھے آگ دان کے اوپر ، ٹائینگ ٹیبل پر موم بتیاں اور کچھ گلاب کے پھولوں کی پتیاں بکھری تھی وہ گھر گلاب سے مہک رہا تھا عشراق کو بہت پسند آیا اس نے خواب میں بھی ایسی جگہ پر آنے کا نہیں سوچا تھا وہ جگہ بہت سادہ بہت خوبصورت اور پر کشش تھی۔

"یہ آپ کا گھر ہے یاسر اور آپ نے یہ سب کب کیا ؟" عشراق نے حیرت سے اس گھر کی صاف ستھرائی چمک اور ہر ضرورت کی چیز کی موجودگی دیکھ استفسار کیا وہ جگہ بلکل ایسی نہیں لگ رہی تھی کہ کافی عرصے سے بند ہو۔

"یہ ہمارا گھر ہے میں یہاں بہت کم آتا ہو یہاں کی دیکھ بھال ایک ملازم جوڑا کرتا ہے اور تمہارے ہاں بولنے کے بعد میں نے یہ سب تیاریاں کروائی ہے امید کرتا ہو میری ملکہ کو پسند آئے گی میں اپنی زندگی کے نئے سفر کی شروعات اس خوبصورت جگہ سے کرنا چاہتا ہوں میری ملکہ " یاسر نے مسکرا کر کہا عشراق کی پلکیں جھکیں عارض گلابی ہوئے۔

"ملکہ میں نے تمہارے لیے کمرے میں کچھ رکھا ہے لندن میں خریدا تھا سوچا تھا زندگی کے خوبصورت لمحوں میں تمہیں دو گا اندر کمرے میں ہے کیا تم میرے لیے وہ سب پہنو گی؟" یاسر نے عشراق کے مومی ہاتھ تھامتے ہوئے کہا عشراق نے یاسر کو دیکھا۔

"یاسر۔۔میں۔۔وہ " عشراق گھبرائی تھی پتا نہیں کیا خریدا تھا یاسر نے۔

"پلیز ملکہ " یاسر نے عشراق کے ہاتھوں پر لب رکھے عشراق کی پلکیں بھاری ہوئی وہ سر جھکائے سرخ پڑتے سر اثبات میں ہلا گئی۔

"میں چھوڑ آؤ کمرے تک تمہیں " یاسر عشراق کی شرم و حیا دیکھ استفسار کرنے لگا۔

"نہیں ۔۔ میں ۔۔ چلی ۔۔ جاؤ گی " عشراق نے نرمی سے یاسر کے ہاتھوں سے ہاتھ کھینچتے کہا یاسر مسکرا دیا عشراق اٹھ کر اس کمرے کی سمت بڑھ گئی اور یاسر عشراق کو دیکھتا صوفے کی سطح پر سر گرا کر آنکھیں موندھ گیا کمرے میں وہ ہیڈر لاؤنچ کے ساتھ ہی آن کر چکا تھا۔

عشراق نے کمرے میں آتے دروازہ بند کیا اس کمرے کو دیکھ عشراق منجمد ہو گئی اس کمرے میں دو دیواروں پر بڑی بڑی کھڑکیاں تھی ایک دیوار پر صرف کنگ سائز نرم و ملائم بیڈ تھا بیڈ نارمل سے اونچا تھا اور دیکھنے میں ہی بہت نرم تھا سفید بیڈ شیٹ پر گلاب کی پنکھڑیاں بکھری تھی بہت سے تکیے بیٹ کراؤن سے لگے سیٹ تھے بیڈ کی دائیں سائیڈ ٹیبل تھا جو اتنا بڑا تھا کہ بڑی چھوٹی چار

سے پانچ گولڈن نائیٹ کینڈلز وہاں موجود تھی ایک ٹائم پیس رکھا تھا بیڈ کے سامنے ایک قالین بچھا تھا جس پر ایک ٹیبل تھا اس پر بھی کینڈلز اور گلاب کی پتیاں بکھری تھی وہ وائٹ اور براؤن کے انٹیریئر سے سجا سادہ سا مگر بے حد خوبصورت نئے طرز کا کمرہ تھا جہاں عشراق کھڑی تھی اس دیوار پر باہر کا دروازہ ایک سائڈ تین خانوں والی الماری تھی اور دائیں جانب ڈریسنگ ٹیبل تھی بیڈ والی دیوار پر سائیڈ میں دروازہ تھا جو شاید واشروم کا دروازہ تھا بیڈ کے سامنے والی کھڑکی پر غور کرنے سے عشراق کو پتا چلا وہ کھڑکی تتلیوں کا جار تھی کھڑکی جتنا جار اور اس کے اندر وہی تتلیاں تھی جو یاسر کشمیر کے جنگل سے پکڑ کر لایا تھا اس تتلیوں کے جار کے نیچے تین چھوٹے چھوٹے گولڈن فانوس رکھے تھے جن کے آگے گلاب کی پتیوں سے لکھا تھا۔

" Thanks to come in my life my sweet wife my malka"

اور کچھ بیگز تھے عشراق جیسے ٹرانس میں تھی اتنا رومینٹک روم دیکھ کر ہی عشراق گردن تک سرخ پڑی تھی اور پھر اپنی خواہش تتلیوں کو اس روم میں

اتنی خوبصورتی سے ان کی رہائش گاہ میں مقید دیکھ وہ محوت ہی تو ہو گئی تھی تتلیاں اپنے خوبصورت پروں سے اڑتی خوبصورت منظر پیش کر رہی تھی عشراق کئی لمحے محوت سے انھیں دیکھتی رہی پھر ہمت کرتے بیگز کی سمت بڑھی بیگ کھولے ایک بیگ میں برینڈڈ باکس میں خوبصورت سی ساڑھی تھی عشراق کے چہرے کی سرخی میں اضافہ ہوا تھا دوسرا بیگ کھولا تو سیاہ کیس میں ڈائمنڈ کے پلس ایک پینڈڈ تھا جس میں خوبصورتی سے ڈائمنڈ کے بے شمار ہیرو سے "سیاستدان کی ملکہ " لکھا تھا وہ ہیرے چمک رہے تھے ایک ڈائمنڈ کی بڑی سی رنگ تھی جیسی شہزادیوں یا ملکہ کے لیے بنوائی جاتی تھی ایک بریسلٹ تھا ایک اور بیگ تھا جس میں ریڈ کلر کی سٹریپس ہیلز تھی اور میک اپ کے نام پر صرف ایک ڈیپ ریڈ لپ اسٹک اور ایک ریڈ نوٹ تھا جس کے ساتھ ایک گلاب کا پھول تھا۔

"یہ گلاب میری ملکہ کے لیے بلکل اس گلاب کی طرح سرخ رنگ میں ملبوس آنا تمہارا بادشاہ دل و جان سے تمہارا منتظر ہے ملکہ " چٹ پڑھتے عشراق

مسکرائی تھی سیاستدان ملکہ کے عشق میں پاگل تھا دو گھنٹے گزر چکے تھے یاسر اپنا کورٹ اتارے سفید شرٹ کے اوپری دو بٹن کھولے جوتوں کو بھی اتارتا بے چینی سے بار بار گھڑی میں وقت دیکھ رہا تھا۔

"اتنا انتظار ؟ میری ملکہ بہت تڑپا رہی ہو مجھے لگتا ہے سیاستدان کی جان لینے کا ارادہ ہے" یاسر سر جھٹکتا ایک بار پھر کمرے کا بند دروازہ دیکھ صوفے کی سطح پر سر رکھے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں پیوست کیے آنکھوں پر ٹکا گیا کہ ٹھیک پانچ منٹ بعد دروازہ کھلنے کی آہٹ ہوئی یاسر دونوں ہاتھ آنکھوں سے ہٹائے دروازے کو دیکھنے لگا۔

عشراق دروازے کے درمیان میں کھڑی تھی ریڈ سٹریپس ہیلز میں مقید خوبصورت دودھیا پیر ساڑھی میں ملبوس ہاتھ میں بریسلیٹ اور بائیں ہاتھ کی مخروطی انگلی میں ڈائمنڈ رنگ تھی صراحی دار گردن میں پینڈنڈ تھا آبشار سلکی بال کھلے پشت پر تھے کانوں میں چھوٹے چھوٹے ڈائمنڈ کے پلس تھے یاقوتی ہونٹوں کو ڈیپ ریڈ لپ اسٹک سے سجایا گیا تھا ناک میں چمکتی نوز رنگ تھی

جس کا یاسر ہمیشہ دیوانہ تھا سیاہ پلکیں جھکی ہوئی تھی عارض گلاب جیسے سرخ پڑ رہے تھے عشراق پر گھبراہٹ طاری تھی دل جیسے کانوں میں دھڑک رہا تھا اور یاسر تو پتھر کا ہو گیا عشراق کئی لمحے وہی کھڑی رہی اور یاسر کئی لمحے ہل تک نا سکا اس کی نظریں عشراق کے چہرے کا دیدار کر رہی تھی دفعتاً عشراق کی پلکیں اٹھی سنہری آنکھیں خمار سے لبریز سیاہ آنکھوں سے ٹکرائی یاسر ہوش میں آیا ملکہ آج قیامت بنے یاسر شازم داؤد کو تباہ کرنے کے لیے تیار کھڑی تھی یاسر کے دل نے فتوہ دیا یاسر نے ہاتھ بڑھایا عشراق کا دل لرزا وہ اسے اپنے پاس بلا رہا تھا خود اس کے پاس چل کر نہیں آرہا تھا عشراق گھبرائی پلکیں پھر جھکی یاسر محوت سے اسے پھر دیکھتا رہا عشراق کو یہ بھاری قدموں کا سفر طے کرنا تھا آج اسے اپنے پیروں پر کھڑے ہونے کا پہلی دفعہ افسوس ہوا تھا عشراق چھوٹے چھوٹے قدم لیتی یاسر کے قریب آئی چہرہ حیا سے سرخ تھا یاسر کو تشویش ہوئی عشراق کے گلال زیادہ سرخ ہے یا اس کے ڈیپ ریڈ لپ

اسٹک سے سجے ہونٹ یا پھر یہ ڈیپ ریڈ ساڑھی عشراق نے کپکپاتا ہاتھ یاسر کے ہاتھ میں دیا یاسر نے عقیدت سے اس مومی ہاتھ پر لب رکھا۔

"شکریہ میری ملکہ میری زندگی میں آنے کے لیے ، مجھے مکمل کرنے کے لیے ، مجھے راہ راست پر لانے کے لیے ، میری محبت پر یقین رکھنے کے لیے ، مجھے سدھرنے کا موقع دینے کے لیے ، میری خطاؤں کو گناہوں کو معاف کرنے کے لیے ، مجھے اپنی زندگی کا حصہ بنانے کے لیے " یاسر نے گھمبیر آواز میں کہا عشراق نے یاسر کو دیکھا وہ اس کے نظروں کی تاب نا لاتے ہوئے اس کے سینے میں منہ چھپا گئی۔

"یاسر۔۔مجھے۔۔شرم۔۔آرہی۔۔ہے۔۔میں۔۔چینج۔۔کر۔۔لو " عشراق نے معصومیت سے پریشانی میں کہا اس نے آج تک ساڑھی نہیں پہنی تھی۔

"مجھ سے محبت کرتی ہو ملکہ ؟" یاسر نے عشراق کا ہاتھ نرمی سے چھوڑتے عشراق کا چہرہ اپنے سینے سے نکالتے اس کی لرزتی پلکوں اور پیشانی پر چمکتی پسینے کی ننھی ننھی بوندوں کو دیکھتے استفسار کیا عشراق نے اثبات میں ہلکا سا سر ہلایا۔

"ایسے نہیں ملکہ زبان سے اقرار کرو تاکہ میں ان سرخ گلاب جیسے ہونٹوں کو چوم سکوں " یاسر نے کہا عشراق کی پلکیں مزید لرزی تھی یاسر اس حیا و شرم پر جاںثار ہوا۔

"بولو ملکہ میرا مزید امتحان مت لو ورنہ تمہارا بادشاہ مر جائے گا " یاسر نے گھمبیر لہجے میں کہا عشراق نے نم آنکھوں سے یاسر کو دیکھا۔

"مجھے۔۔ آپ۔۔سے۔۔ بہت۔۔ محبت۔۔ہے۔۔یاسر " عشراق نے بامشکل کہا دل کو کچھ ہوا تھا یاسر نے جھکتے عشراق کی پلکوں کو لبوں سے چھوا ہاں ملکہ کو سیاستدان سے محبت ہو چکی تھی کشمیر میں محبت کی ایک اور داستان رقم ہوچکی تھی اور یاسر اپنی محبت کی سرشاری میں کامیاب ہو چکے تھے۔

فجر کی متناسب سی روشنی چاروں سو پھیل چکی تھی اور کشمیر میں بھی اس روشنی کا بسیرا ہو چکا تھا جبکہ یاسر عشراق کے ساتھ تہجد ادا کرنے کے بعد فجر اپنی امامت میں ادا کرواتا عشراق کو سورت یاسین کی تلاوت سناتا اب بیڈ پر بیٹھا

اس کا انتظار کر رہا تھا عشراق کے لیے کچھ نئے کپڑے اور اپنے لیے کرتے بچامے وہ کبرڈ میں یہاں آنے سے پہلے رکھوا چکا تھا یاسر اور عشراق کی ضرورت کی ہر چیز یہاں مہیا تھی یاسر سیاہ کرتے بچامے میں ملبوس تھا عشراق واشروم میں تھی گزری رات کے رنگ عشراق کے چہرے پر جھلک رہے تھے وہ باہر کشمیر پر گرتی برف کو دیکھتا رہا مصطفی کی کالز دیکھ مسکراتا رہا یقیناً وہ اسے بہت اچھے القابات سے نواز رہا ہو گا یاسر نے مصطفی کی نا ثوبان کی کسی کی بھی کال ریسیو نہیں کی وہ افق کو داؤد حویلی ڈراپ کرتا اپنی ملکہ کے ساتھ بے فکر یہاں آیا تھا مصطفی کی جان عذاب کر کے ، یہاں تک کہ جب فجر کی اذانیں سنائی دی وہ اطمینان سے اذان سنتا گھر میں داخل ہوا کمرے میں آتے عشراق اسے واشروم سے وضو کرتی باہر آتی نظر آئی اور اب فجر ادا کرتے تلاوت سنتے یاسر عشراق کا ہاتھ تھامے اپنے ساتھ لیے کمرے سے نکلتا کچن کی سمت بڑھا کچن میں موجود ڈائینگ ٹیبل کی کرسی کھینچتے عشراق کو بیٹھنے کا اشارہ کیا عشراق خاموشی سے بیٹھ گئی یاسر نے جھکتے عشراق کے بالوں میں بوسہ دیا

اور ایپرن کی سمت بڑھا ایپرن اپنی کمر پر باندھے اپنے سیاہ کرتے کے کف کہنیوں تک فولڈ کیے عشراق کا دل دھک سے رہ گیا یہ شخص کتنا وجیہہ تھا ساری مردوں کی خوبصورتی کا یاسر شازم داؤد پر ختم ہوتی تھی عشراق کے دل نے سوچا اس کے بھائی اور داود بھی تو بے تحاشہ خوبصورت مرد تھے مگر یہ شاید عشراق کی محبت تھی جسے ان سب سے افضل اپنا شوہر محسوس ہوتا تھا۔

یاسر عشراق کو حیران کیے کوکنگ کرتا رہا یاسر اتنی مہارت سے یہ کام سر انجام دے رہا تھا کہ عشراق دنگ سی رہ گئی تقریبا آدھے گھنٹے بعد یاسر ہاتھ بیسن میں دھوتا ایپرن اتارے باہر کی سمت بڑھا اور ڈائینگ ٹیبل سیٹ کرنے لگا عشراق بھی یاسر کے پیچھے اٹھ کر باہر آئی یاسر نے عشراق کو دیکھتے مسکراہٹ کے ساتھ پھر کرسی کھینچی عشراق نفی میں سر ہلاتی مسکرا دی یاسر نے پہلے عشراق کے لیے ناشتہ نکالا پھر اپنی پلیٹ میں ڈالتا بسمہ اللہ کر گیا۔

"آپ کو کھانا بنانا آتا ہے وہ بھی اتنا لزیز میں حیران ہو " عشراق نوالے چباتے ستائشی انداز میں بولی یاسر مسکرا دیا۔

"آپ اپنے سیاستدان کو جانتی نہیں ابھی میری ملکہ " یاسر عشراق کو دیکھ قہقہہ لگاتا بولا۔

"جان جاؤ گی زندگی بھر کا ساتھ ہے" عشراق نے بے فکری سے کہا۔

"ویسے آپ مجھے روز ناشتہ بنا کر دے سکتے ہے مجھے برا نہیں لگے گا " عشراق اپنے بالوں کو کان کے پیچھے کرتی مصروف سے انداز میں ناشتہ کرتی بولی تھی آج سے پہلے اس نے اتنا لزیز ناشتہ نہیں کیا تھا جبکہ عشراق کی بات پر یاسر کرسی سے ٹیک لگا کر عشراق کو کچھ پل دیکھتا رہا۔

"کیا ہوا ؟" عشراق نے کھاتے ہوئے یاسر کو دیکھا استفسار کیا۔

"کچھ نہیں میری ملکہ تمہارا شوہر سیاستدان ہے آج نہیں تو کل مجھے واپس اپنی سیٹ سنبھالنی ہے آپ کی یہ فرمائش روز روز تو پوری نہیں کر سکتا آپ کا غلام " یاسر نے آگے جھکتے معصومیت سے آنکھیں ٹپٹپا کر کہا عشراق ہنستی چلی گئی۔

"ٹھیک ہے ہر سنڈے کو تو بنا کر کھلا ہی سکتے ہے" عشراق نے احسان کرنے والے انداز میں کہا یاسر قہقہہ لگا اٹھا وہ سب پر احسان کرنے والا اپنی بیوی کے اس احسان کرنے والی ادا پر کچھ بول نا سکا صرف اثبات میں سر ہلا گیا دونوں نے ناشتہ مکمل کیا تو یاسر برتن اٹھائے کچن میں بنے سنک پر رکھتا پھر ایپرن پہنے برتن دھونے لگا عشراق تو اپنے سیاستدان کو سگھڑ عورتوں کی طرح کام کرتا دیکھ دنگ رہ گئی عشراق دونوں ہاتھ پہلو میں فولڈ کیے کچن کی چوکھٹ پر ٹیک لگائے کھڑی ہوئی یاسر برتنوں میں جھاگ بناتا عشراق کو دیکھنے لگا عشراق کے مسکراتے لبوں سے نظر اس کے گلے میں پہنے پینڈڈ پر گئی جس پر ہیروں کی مدد سے خوبصورت سا "سیاستدان کی ملکہ" لکھا تھا ہاں وہ اس کی ملکہ تھی اس کی بیوی اس کی ہمسفر اس کی شریک حیات وہ یاسر شازم داؤد کی جان تھی اس کی بیوی عشراق یاسر داؤد۔

"یاسر ہم حویلی کب جائے گے اور مصطفی بھائی کو بھی تو امریکہ جانا ہے کیا آپ ان سے نہیں ملے گے" عشراق یاسر کو خود کو تکتا پا کر بولی یاسر نے

پر سکون سانس کھینچی وہ اس کے پاس تھی اسے کسی کا خیال تک نا آیا عورت کو اللہ نے مرد کا سکون یوں ہی تو نہیں لکھا وہ اس کا سکون تھی اس کی راحت۔

"چلے گے ملکہ مگر آج نہیں آج ہم کشمیر کے اس خوبصورت حصے کو دیکھے گے " یاسر نے مسکرا کر کہا عشراق کھڑکی سے گرتی برف کو دیکھتی خوش ہو گئی اپنے زہن سے وہ دونوں ہر سوچ کو جھٹک گئے۔

"آپ نہیں سوئے گے " عشراق نے یاسر سے استفسار کیا وہ کمرے کی سمت بڑھ رہی تھی یاسر لاونچ کے صوفے پر بیٹھ چکا تھا۔

"اگر میں نے اب بیڈ شئر کیا تو تم نہیں سو پاؤ گی میری ملکہ " یاسر زو معنی انداز میں کہتا عشراق کو پل میں سرخ کر گیا عشراق شرم چھپائے جلدی سے کمرے کے اندر قدم رکھ گئی یاسر سر جھٹکتا مسکرا دیا۔

داؤد حویلی میں معمول سے زیادہ خاموشی تھی افق نے خود کو کمرے میں بند کر رکھا تھا تو ثوبان اور مقدس باقی سب گھر والوں کے ساتھ افق اور مصطفی کے لیے پریشان تھے قندیل یونیورسٹی میں تھی زمان شاہ میر عترت کو لیے صبح ہی پیلس شفٹ ہوا تھا صاف صفائی تو عرصے سے ملازم کر ہی رہے تھے بس سامان ہی شفٹ کرنا تھا رات ان لوگوں نے زمان شاہ میر کے اپارٹمنٹ میں گزاری تھی حداد ایک پل کے لیے بھی نا سو سکا وہ رات سے زمان شاہ میر کے اپارٹمنٹ کا پتا معلوم کروا رہا تھا مگر زمان شاہ میر نے اپنی رہائش گاہ بہت پرائیوٹ رکھی تھی کسی کو بھی علم نا تھا سوائے یاسر کے اور حداد اپنے سالے سے تو مدد ہر گز نہیں لینا چاہتا تھا وہ رات سے مشتعل ہو رہا تھا عترت کو کئی دفعہ کال کر چکا تھا میڈیم کا نمبر ہی مسلسل بند آرہا تھا یازان بھی اچھے بچوں کی طرح یونیورسٹی چلا گیا تھا حنان اور حداد آفس کے لیے نکل گئے جبکہ فاطمہ بیگم جویریہ کا بھر پور خیال رکھتے اسے ہلنے بھی نہیں دے رہی تھی جنہ صبح ہوتے ہی فراج کے بلانے پر اس کے فائیٹنگ کلب کی بلڈنگ سے فاصلے پر

سوسائٹی میں موجود فراج کے اپارٹمنٹ چلی گئی تھی کیونکہ ان دونوں کو جلد از جلد کوئی حل نکالنا تھا جنہ کی منگنی ہونے سے پہلے۔

"فراج کیا ہو گا اب " جنہ اور فراج کب سے صوفے پر بیٹھے تھے جنہ حد درجہ پریشان تھی فراج پرسکون سا جنہ کو دیکھ رہا تھا جیسے جنہ کو نہارنے کے لیے ہی یہاں بلایا ہو۔

"کچھ نہیں سوئٹ ہارٹ ریلیکس کرو تمہارے اس نا ہونے والے منگیتر کی ہڈیاں توڑ دوں گا خود منگنی سے منع کر دے گا پھر بابا اور سب تو ویسے ہی راضی ہے تمہاری میری شادی کے لیے ہمارا کام آسان ہو جائے گا " فراج نے مطمئن انداز میں کہتے جنہ کا منہ کھول دیا جنہ کا کھلا منہ دیکھ فراج نے مسکراہٹ ضبط کی۔

"فراج کیسے ممکن ہے تم غنڈہ گردی کرو گے اور اس نے اگر اماں جان یا دادا جان کو بتا دیا تو " جنہ کی پریشانی کسی صورت کم نہیں ہو رہی تھی فراج بے زار ہوا جب وہ کہہ رہا تھا وہ سب سنبھال لے گا تو سب سنبھال لے گا۔

"جو چیز ہے نہیں تمہارے پاس اسے کیوں استعمال کرتی ہو جان من۔۔اور تمہارے لیے تو کی خوشی خوشی فائیٹر سے غنڈہ بننے کو بھی تیار ہو " فراج جنہ کے پاس کھسکتا جنہ کی کمر میں ہاتھ ڈالے بولا جنہ آف وائٹ لانگ شرٹ اور کیپری میں ملبوس شانوں پر سوٹ کے ساتھ کا پرینٹڈ ڈوپٹہ پھیلائے ہوئے فراج کا دل دھڑکا رہی تھی۔

"کیا ؟" جنہ کنفیوز ہوئی فراج کی حرکت پر غور کیے بنا اسے دیکھتے استفسار کرنے لگی۔

"دماغ " فراج نے کہتے جنہ کے چہرے پر عنود ہوا غصہ دیکھتے قہقہہ لگایا جنہ جھٹکے سے کھڑی ہوئی اور غصے سے فراج کو گھورنے لگی۔

"اچھا میری چن مانٹی فیشن پٹی چڑیل سوری۔۔ویسے میری ایک خواہش تو پوری کر دو ؟ " فراج ہار مانتا بنا شرمندہ ہوئے سوری بولتا جنہ کا ہاتھ تھاما۔

"میری بیوی شرماتی بھی ہے واہ " فراج نے جنہ کو دیکھتے کہا۔

"فراج " جنہ نے فراج کو گھورا۔

"یار میں مزاق کر رہا تھا تم تو خونخوار بنی فوراً گھورنے لگ جاتی ہو اور میں سنبھال لو گا سب کہ تو رہا ہوں تم بے فکر رہو تمہارا شوہر زندہ ہے تمہیں ہر فکر سے آزاد رکھنے کے لیے مائے بیوٹیفل وائف " فراج نے کہتے جنہ کے گال پر لب رکھے جنہ کسمسائی۔

"تم آج مجھے اتنے اچھے ناموں سے کیوں پکار رہے ہو اور جب تمہارے پاس ہمارے مسلے کا حل تھا تو مجھے یہاں کیوں بلایا ؟ " جنہ شرم کو ایک طرف رکھتی ہوئی تفتیشی انداز میں استفسار کرنے لگی۔

"ہمم۔۔کیونکہ مجھے میری وائف کو جی بھر کر پیار کرنا ہے کچھ دیر سکون کے لمحات گزارنے ہے اس کے ساتھ" فراج نے گول مول بات گھمانے کے بجائے سچ کہا جنہ کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی۔

"تم بہت پیاری ہو میری جان " فراج نے جنہ کو آنکھ ونگ کرتے معصوم بنتے کہا۔

"اور تم ٹھرکی ہو میرے سرتاج " جنہ نے بھی دوبدوک کہا فراج کا قہقہہ گونجا جنہ بھی ناک سکوڑ گئی۔

مصطفی پوری رات بے وجہ کشمیر کی سڑکوں پر ڈرائیو کرتا یاسر کو فون ملاتا اس کی توقع کے مطابق اچھے القابات سے اسے نواز رہا تھا تہجد اور فجر پڑھنے کے بعد بھی مصطفی کو سکون میسر نہیں ہوا تھا اپنے محبوب لوگوں کا دل دکھایا تھا سب سے بڑھ کر اپنی شریک حیات کا کیسے اللہ اس کے دل کو سکون پہنچاتا ؟ مصطفی کی برداشت سے باہر ہوا تھا اسے افق سے ملنا تھا اس کی کرسٹل براؤن آنسوؤں سے بھری آنکھیں مصطفی کی بار بار نظروں کے سامنے آتی مصطفی کا دل بند کر رہی تھی وہ اس کی آنکھوں میں آنسو برداشت نہیں کر سکتا تھا پھر بھی اس کے آنسوؤں کی وجہ بن گیا سٹیرنگ پر مکے مارتا اپنا غصہ بے بسی قابو کرنے کی ناکام کوشش کر رہا تھا پھر ایک سانس کھینچی نم آنکھیں بازو سے

صاف کی اور کار کا رخ داؤد حویلی کی سمت کر گیا اسے پتا تھا اپنی بیوی تک پہنچنے کے لیے آج اسے غلط کام ہی کرنا تھا اس کی بے سکونی کو اس کی بیوی ہی ختم کرسکتی تھی اللہ نے مصطفی شاہ میر کا سکون افق مصطفی شاہ میر کی باہوں میں رکھا تھا آج وہ شریف بندہ صرف اپنی بیوی کے آنسوؤں کے لیے اپنے ننھال میں چوری سے قدم رکھنے والا تھا۔

افق کل والے حلیے میں بنا ڈوپٹے لیے بیڈ پر بیٹھی تھی آنکھیں اور ناک سرخ تھی صبح مقدس نے زبردستی اسے ناشتہ کروایا تھا دو تین نوالے کھا کر وہ بس کر چکی تھی افق کے آنسو داؤد حویلی کے کسی مکین کے سامنے نہیں بہے تھے یہ آنسو مصطفی شاہ میر کے لیے تھے جنہیں وہ رات بھر اور اب اس طرح بہا رہی تھی مگر داؤد حویلی کے مکین اس کے دکھ سے نا آشنا نہیں تھے لیکن وہ

لب بھینچے خاموش تھے مصطفی نے انھیں بھی تو دھوکے میں رکھا تھا افق کو اپنا دل پھٹتا محسوس ہوا وہ یک دم اپنے بال دونوں ہاتھوں سے نوچتی چیخی تھی جب مصطفی کے ہاتھ اسے اپنے پیٹ پر محسوس ہوئے وہ یک دم اپنی چیخ کا گلا گھونٹ گئ وہ مر رہا تھا اور وہ اس کے ساتھ جینا چاہتی تھی وہ اس سے دور جا رہا تھا اور وہ اس کے قریب آنا چاہتی تھی دونوں ایک دوسرے سے بے انتہا محبت کرتے تھے مگر قسمت بے رحم تھی ایک کو بے رحم موت دینے والی تھی تو دوسرے کو بے رحم زندگی !

افق پلٹی تھی سسکی لیتے سانس لی نم پلکوں ، سرخ مترنم آنکھوں سے سامنے وجود کو دیکھا اورل کوٹ اور ڈریس پینٹ شرٹ میں ملبوس کل کے حلیے میں تھا مقابل بے حد خوبصورت اور وجیہہ تھا مگر اپنی خوبصورتی کی پیکر بیوی کے لیے بے حس ثابت ہوا تھا افق نے مصطفی کے حصار میں سوچتے سسکی بھری مصطفی نے افق کے پلٹنے پر اس کی کمر پر حصار باندھا ہوا تھا سامنے کھڑی

دوشیزہ اس کی بیوی تھی اس کی محرم اس کا سکون اس کے لیے تو موت سے لڑ رہا تھا اس کے قریب آنا نہیں چاہتا تھا مگر جب اس کی روح کا حصہ بن چکا تھا تو دور رہنا ناممکن تھا اس کی کرسٹل براؤن آنکھوں میں نمی دیکھ مصطفی مرتے مرتے بھی مر رہا تھا دونوں کے درمیان طلسم تھا وہ دونوں طلسم میں گھیرے تھے مصطفی نے افق کے گال پر ہاتھ رکھنا چاہا افق نے مصطفی کا ہاتھ جھٹک دیا مصطفی کو آج نا غصہ کرنے کا حق تھا نا دھاڑنے کا وہ بے بسی سے اپنے ہاتھ اور افق کو دیکھنے لگا آنکھیں مصطفی کی سرخ تھی افق نے دونوں ہاتھ مصطفی کے سینے پر رکھے اسے خود سے دور دھکیلنا چاہا مصطفی نے افق کا ارادہ سمجھتے افق کی کمر سے لپٹے اپنے بازو کا حصار تنگ کیا افق کے چہرے پر آج شرم و حیا کی کوئی رمق نا تھی ورنہ وہ تو مصطفی کے چھونے سے بھی گلنار ہو جایا کرتی تھی افق کے چہرے پر صرف کرب تھا تکلیف تھی مصطفی کی نظریں افق کے چہرے کا ہی دیدار کر رہی تھی۔

"چھوڑے مجھے " افق مصطفی کے سینے پر ہاتھ رکھے مچلتے ہوئے بدحواس چیخی تھی۔

"چلا جاؤ گا چھوڑ کر بس کچھ دن۔۔"مصطفی نے افق کے گال پر وہی جھٹکا ہوا ہاتھ رکھا وہ ظالم بنا تھا اور افق کے آنسوؤں میں تیزی آئی تھی پورا وجود یک دم لرزا تھا مگر جب مقابل ظالم بنے ہر حد پار کر رہا تھا افق کی تکلیف کا مزاق اڑا رہا تھا افق پر بھی فرض نا تھا وہ مقابل کو سنے۔

"دور ہٹے مجھ سے۔۔کیوں آئے ہے یہاں یہ دیکھنے میں آپ کی بیماری کا سن کر مر تو نہیں۔۔"افق چیخی تھی مصطفی کی آنکھوں میں یک دم غصے کی سرخی چھائی افق نے سسکی بھرتے سانسیں نارمل کیے مصطفی کو شکوہ کناں نظروں سے دیکھا وہ مر رہا تھا اور افق کی مرنے والی بات تک اس سے برداشت نا

ہوئی مصطفی نے افق کی آنکھوں کا شکوہ پڑھتے افق کی پلکوں کو چوما افق دل میں اٹھتے کرب سے سسک پڑی مصطفی نے اسے اپنے سینے میں بھینچا۔

"میں کیا کرو افق میں کیا کرو ؟ میں جان بوجھ کر تو اس بیماری سے نہیں لڑ رہا یہ بیماری میرے خود کی خواہش تو نہیں تم مجھے کیوں سزا دے رہی ہو یہ آنسو بہا کر ، مجھے شکوہ کناں نگاہوں سے دیکھ کر خود کو تکلیف پہنچا کر۔۔میں اس بیماری سے لڑ تو رہا ہو جان بوجھ کر تو نہیں مر رہا " مصطفی کرب سے بولا تھا افق مصطفی کے آخری جملے پر تڑپ اٹھی۔

"چھوڑے۔۔مجھے۔۔ آپ۔۔کی۔۔کوئی۔۔ غلطی۔۔نہیں۔۔ غلطی۔۔میری۔۔ہے ۔۔میں۔۔نے۔۔ آپ۔۔سے۔۔ محبت۔۔کی۔۔ آپ۔۔سنگ دل۔۔ہے۔۔ آپ ۔۔ کی۔۔ بیماری۔۔سے۔۔ نہیں۔۔ مجھے۔۔تکلیف۔۔ آپ۔۔کے۔۔اس۔۔ بیماری ۔۔کو۔۔ چھپانے۔۔سے۔۔ہوئی۔۔ہے۔۔ آپ۔۔بے حس۔۔ہے۔۔میں۔۔ کبھی

--معاف--نہیں--کرو--گی-- آپ--کو--اپنے-- قریب--نہیں-- آنے --دو گی -- مجھ -- سے --دور --جا--رہے --تھے -- میں-- بھی -- آپ کو-- کبھی-- اپنے--پاس-- نہیں-- آنے--دو--گی " افق مصطفی کے سینے پر سر رکھے سسکتے ہوئے بولی تھی مصطفی نے کرب سے آنکھیں بند کی۔

"تھپڑ مار تو چکی ہو سب کے سامنے اب بھی معاف نہیں کرو گی " مصطفی نے کہا افق کچھ نا بولی مصطفی کی باہوں سے نکلنے کے لیے مزاحمت کرنے لگی۔

"کیوں -- آئے -- ہے -- یہاں --داجی -- نے -- منع -- کیا-- تھا-- جائے -- یہاں--سے--اس--حویلی--اس--کمرے اور--میری زندگی--میں آپ --کی--کوئی--جگہ--نہیں--چلے--جائے--یہاں--سے " افق پھر بدحواس ہوتی سسکتے ہوئے چیخی تھی مسلسل مصطفی کا حصار توڑنے کی کوشش کر رہی تھی مصطفی اتنی ہی شدت سے افق کو سینے میں بھینچے ہوئے تھا۔

"مجھے سکون چاہیے میری جان مجھے سکون چاہیے جو صرف تم دے سکتی ہو مجھے ، میں تڑپ رہا ہو تمہارے پاس چلا آیا میرا سکون تو تم ہو۔۔مجھے خود سے دور مت جھٹکو مجھے خود میں گم کر لو میری تڑپ کو سکون بخش دو ورنہ تمہارا مصطفی موت سے پہلے مر جائے گا " مصطفی شدت سے بولا تھا افق کے چہرے پر کرب پھیلا اب بھی مقابل کو اپنا سکون چاہیے تھا وہ جو اس کے لیے سسک رہی تھی اس کی پرواہ نا تھی افق مشتعل ہوگئی اور پوری ہمت کرتی مصطفی کو خود سے دور کر گئی۔

"میری تڑپ نظر نہیں آتی آپ کو مجھے دھوکا دیا آپ نے اپنی بیماری چھپائی مجھ سے ، میرا سکھ چین برباد کر دیا اور مجھ سے سکون کی فریاد کر رہے ہے چلے جائے یہاں سے چلے جائے " افق ہزیانی انداز میں چیخی تھی مصطفی بے

بسی سے اسے دیکھتا رہا افق کا چیختے ہوئے گلا بیٹھ گیا افق دونوں ہاتھ گلے پر رکھتی سسک پڑی۔

" میں بھی تو جدائی کے ڈر سے تڑپ رہی ہو موت مجھے کیوں نہیں آتی دعا کرے آپ سے پہلے میں مر جاؤ" افق اب آنکھیں بند کیے مدھم آواز میں کمزور پڑتی بولی تھی مصطفی شل سا رہ گیا پھر افق کے قریب ہوتا افق کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھام گیا اور دیوانہ وار افق کے چہرے کو اپنے لبوں سے چومتے گیا افق کی آنکھیں بند تھی وہ مصطفی کے اورل کوٹ کو پیٹ سے تھام چکی تھی مصطفی کے آنسو افق کی پلکوں پر گر رہے تھے وہ اس لمس میں کمزور پڑتی بے آواز آنسو بہانے لگی تھی۔

"جب ہم دونوں تڑپ رہے ہے تو دونوں کو ایک ہو جانے دو ہم دونوں کو اس تڑپ سے آزاد کچھ پل سکون کے گزارنے دو " مصطفی افق کی آنکھوں میں دیکھتے۔

"نہیں اب مجھے آپ کی باہوں میں بھی سکون نہیں ملے گا سکون ملے گا تو بس مر کر۔۔ آپ تڑپے اور مجھے بھی مرنے دے " افق نفی میں سر ہلاتی کرب سے بولی۔

"میں اپنی قربت سے تمہیں سکون پہنچاؤ گا میری جان ایسی باتیں مت کرو میری جان جاتی ہے میں تو یہ بھی نہیں کہ سکتا میری عمر تمہیں لگ جائے " مصطفی بے بسی کی انتہا پر تھا۔

"اب مجھے کبھی سکون نہیں آئے گا کبھی نہیں۔۔" افق مصطفی کے ہاتھ جھٹکتی بولی تھی۔

"تمہارا سکون میری قربت میں ہے جیسے میرا تمہاری قربت میں ہے آج تمہیں اس بات کا اندازہ ہو جائے گا" مصطفی افق کی مزید کرب زدہ باتوں کو نہیں برداشت کر سکتا تھا وہ بار بار مرنے کی بات کر کے مصطفی کو تکلیف دے رہی تھی جبکہ افق تلخی سے مسکرا دی جسے اپنی زندگی کھونے کا خوف ہو وہ سکون کا ایک لمحہ بھی کیسے گزار سکتی تھی مصطفی نے افق کو قید کیے ہر تکلیف آمیز لفظوں پر قفل لگا دیا۔

"مقدس کیا ہوا ہے تمہاری طبعیت ٹھیک ہے ؟" ثوبان جو آفس سے ابھی حویلی آیا تھا دوپہر کا کھانا سب گھر والوں کے ساتھ کھانے کے لیے مقدس کو سر پکڑتا دیکھ پریشانی سے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالے سینے سے لگاتا گویا ہوا مقدس کھانا لگا رہی تھی ثوبان مقدس کو دیکھ وہی ڈائینگ ٹیبل کی چئیر گھسیٹ کر بیٹھا تھا کہ اچانک مقدس سر تھام کر بند آنکھوں سے گرنے ہی والی تھی۔

"پتا نہیں ثوبان سر چکرا رہا ہے " مقدس نم آنکھوں سے بولی آنکھوں میں پانی خود با خود جمع ہو چکا تھا ثوبان پریشان ہوا۔

"کیا ہوا ؟ " روقیہ بیگم جو مقدس کی مدد کرنے کے لیے آئی تھی ثوبان اور مقدس کو دیکھ ٹھٹھکی۔

" چچی حضور مقدس کی طبعیت ٹھیک نہیں لگ رہی کی اسے کمرے میں لے کر جا رہا ہوں " ثوبان نے پریشانی سے کہا۔

"لیکن ہوا کیا ہے ؟" روقیہ بیگم پریشان ہوئی جبکہ ملازمائیں سر جھکائے مسکرا رہی تھی۔

"کہ رہی ہے چکر آرہے ہے چچی حضور آپ پلیز ڈاکٹر کو کال کر دے" ثوبان بولا تو روقیہ بیگم بے ساختہ مسکرائی جبکہ ثوبان اب وقت ضائع کیے بنا ہی مقدس کو باہوں میں اٹھائے سیڑھیاں چڑھتا کمرے کی سمت بڑھ گیا جبکہ روقیہ بیگم مسکراتی ثوبیہ بیگم کے کمرے کی سمت بڑھ گئی۔

"یاسر یہ جگہ کتنی خوبصورت ہے " عشراق ظہر کے وقت نیند پوری کرتی اٹھی تھی جبکہ یاسر بھی باہر صوفے پر سو چکا تھا پھر عشراق اور یاسر ظہر کی نماز ادا کیے تیار ہوئے اور پہلے پاس ایک خوبصورت سے چھوٹے سے ریسٹورینٹ میں لنچ کرتے گھومنے نکلے تھے اس ریسٹورینٹ میں کھانا کھاتے وقت کپل کی پرائیویسی کا بھی انتظام تھا حجاب کرنے والی خواتین کے پردے کا بھی اہتمام تھا عشراق کو یہ سب بہت اچھا لگا وہ اس وقت لائیٹ براؤن سوٹ اور حجاب میں سردی سے بچنے کے لیے گرم جیکٹ پہنے ہاتھوں میں دستانے اور گرم شوز پہنے یاسر کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے ہمقدم تھی یاسر نے بلیو جینز پر لائیٹ براؤن اونی شرٹ پہنے عشراق کی طرح ہی لمبا سا جیکٹ پہنے ہوئے تھا سر پر اونی ٹوپی تھی گرم شوز اور دستانے اس نے بھی پہنے تھے سردی سے بچنے کا پورا انتظام کیا گیا تھا مگر پھر بھی سرد ہوائیں انھیں چھوتی ان کے اس خوبصورت سفر کو مزید دلکش بنا رہی تھی۔

"تم سے کم میری ملکہ " یاسر نے محبت سے عشراق کے حجاب میں قید چہرے کو دیکھتے سنہری آنکھوں میں ڈوبے کہا عشراق کی آنکھیں مسکرا دی۔

"ہم ہر ہفتے یہاں آیا کرے گے " عشراق کو جگہ کچھ زیادہ پسند آگئ تھی یاسر اسے دیکھ نفی میں سر ہلاتا مسکرا دیا عشراق نے خفگی سے یاسر کا ہاتھ چھوڑا اور وہی کھڑی ہو گئ یاسر جو آگے قدم لے رہا تھا مڑ کر سٹل کھڑی عشراق کو دیکھا یاسر نے سرد سانس کھینچی اور یاسر کی برف کی سفید چادر میں لپٹی سانس خارج ہوئی تھی یاسر کے ناک ہونٹ سردی کی شدت سے سخت گلابی پڑ چکے تھے۔

"یار ہر ہفتے نہیں آسکتے میری ملکہ سمجھا کرو " یاسر واپس عشراق کی سمت آیا جو اس سے دو قدموں کے فاصلے پر کھڑی تھی یاسر نے عشراق کے شانوں پر ہاتھ پھیلایا۔

"کیوں نہیں آسکتے " عشراق خفا ہو چکی تھی یاسر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے بولی۔

"سیاستدان ہو یار ہر ہفتے چھٹی نہیں منا سکتا ہاں ایک مہینے میں ایک دن کے لیے لازمی آیا کرے گے جب میں فری ہو گا " یاسر نے نرمی سے عشراق کو سمجھایا۔

"ٹھیک ہے " عشراق کچھ سوچنے کے بعد جیسے مان گئی یاسر اسے لیے آگے بڑھا برف میں قدم رکھنا مشکل ہو رہا تھا۔

"مجھے اب ڈر لگ رہا ہے تمہیں لے کر کہی بھی گھومنے پھیرنے سے۔۔ میں تو ہنی مون منانے کا سوچ رہا تھا جب تک واپس سیٹ نہیں ملتی تمہیں ہر ملک گھما کر لاؤ دنیا دیکھاؤ مگر اب لگتا ہے کینسل کر دینا چاہیے میری ملکہ ہر جگہ سے شاید اسی طرح اٹیچ ہو جائے پھر میں بیچارہ سیاستدان کیسے ستہ سے اتنی چھٹیاں کر سکو گا کہ بیوی کو ہر ہفتے گھما سکو ! صدر حکومت بولے گے سیاستدان یاسر شازم داؤد پہلے اپنی ملکہ کو گھمائے ستہ ہم خود چلا لے گے" یاسر نے کسی دکھی سیاستدان شوہر کی طرح مظلومانہ انداز میں کہا عشراق ہنس دی اور ہنستی ہی چلی گئی یاسر نے سر جھٹکا اور مسکرا دیا ان پر گرتی یہ برف ان دونوں کو اپنی خوشیوں کی برسات معلوم ہو رہی تھی۔

\-

"جویریہ کھانا کھاؤ " حنان کب سے جویریہ کے نخرے اٹھا رہا تھا اب غصے سے بولا آفس سے وہ جیسے ہی میٹنگ سے فری ہوا عالم کفیر ، اعظم کفیر اور حداد سے ایکسکیوز کرتا ہویلی آیا تھا جویریہ کی ضد تھی اسے لنچ حنان کے ساتھ کرنا تھا حنان کھانے کی ٹرے بنواتا سیدھا کمرے میں آیا تو جویریہ بیگم کے مزاج ہی نہیں مل رہے تھے وہ منہ پھلا کر پتا نہیں کس بات کے لیے ناراض تھی حنان کب سے اسے کھانے کے لیے بول رہا تھا مگر وہ ٹس سے مس نا ہوئی۔

"نہیں کھانا مجھے " جویریہ غصے سے دوبدوک بولی۔

"کیا ہوا ہے صبح تو بلکل ٹھیک تھی تم میری جان اور اب تمہارے کہنے پر آفس سے بھی آگیا ہو تو تم کھانا نہیں کھا رہی " حنان نے بے بس ہوتے گھورتے ہوئے کہا۔

"مجھے شاہ میر پیلس جانا ہے عترت اور مان بھائی وہاں شفٹ ہو چکے ہے " جویریہ نے وجہ بتائی۔

"رات کو چلے گے " حنان کو واپس آفس جانا تھا پھر ایک نوالہ بنا کر جویریہ کے لبوں کے قریب کیا جویریہ نے حنان کا ہاتھ پھر جھٹک دیا۔

"ابھی مطلب ابھی۔۔میں خود چلی جاؤ گی ڈرائیونگ آتی ہے مجھے " جویریہ نے غصے سے اونچی آواز کرتے جتاتے ہوئے کہا حنان نے جبڑے بھینچے جویریہ کا

ایکٹ برداشت کیا وہ ڈوپٹہ شانوں پر ڈالے ڈریسنگ ٹیبل کی سمت بڑھی اور اپنی کار کی چابیاں ڈرار سے نکالنے لگی کہ حنان کھانے کی ٹرے لیے ڈریسنگ ٹیبل پر رکھتا جویریہ کے پلٹنے سے پہلے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالے اسے نرمی سے ڈریسنگ ٹیبل پر بیٹھا گیا جویریہ کے ہاتھ سے چابی زمین بوس ہوئی جویریہ نے مزاحمت کی مگر حنان کے ہاتھ کی گرفت اب بھی جویریہ کی کمر پر تھی۔

"تم چڑیل لگ رہی ہو " حنان نے جویریہ کی آنکھوں میں دیکھتے کہا سیدھے ہاتھ سے وہ کھانے کی ٹرے میں بڑی مہارت سے نوالہ بنا رہا تھا جویریہ کا حیرت کے مارے منہ کھل گیا اور اسی وقت حنان نے جویریہ کے منہ میں نوالہ ڈالتے ہوئے جویریہ کے لبوں کو نرمی سے اپنے لبوں سے چھوا جویریہ نے ہڑبڑا کر منہ بند کیا اور نا چاہتے ہوئے بھی نوالہ چبانے لگی۔

"تم۔۔۔"جویریہ نے نوالہ کھاتے ہی پھر بولنا چاہا جب حنان نے جویریہ کے غصے سے سرخ ہوتے چہرے کو دیکھ بامشکل اپنی ہنسی ضبط کی ایک اور نوالہ جویریہ کے منہ میں ڈالا جویریہ نے ناک سکوڑتے نوالہ چبایا اس دفعہ جویریہ نے منہ ہی نہیں کھولا پتا تھا منہ کھولتے ہی وہ نوالہ ڈال دیا جائے گا حنان نے ایبرو ریز کرتے جویریہ کی چالاکی پر اسے داد تھی۔

"تم ڈائن ہو ایک نمبر کی سفاک بیوی ہو اور عترت کو دیکھو کتنی معصوم ہے تمہاری بہن تو کہی سے نہیں لگتی وہ" حنان نے جویریہ کو سلگایا اور سیدھا توقع کے مطابق جویریہ نے بولنے کے لیے منہ کھولا حنان جویریہ کے منہ میں تیسرا نوالہ ڈال گیا جویریہ نے حنان کی شرٹ کو کالر سے دبوچا اور تیوری چڑھائی۔

"ایسی حرکتیں مت کرو بیگم خود اکساتی ہو مجھے، پھر قربت کے لمحات میں مجھ سے نہیں ہو رہا! مجھ سے نہیں ہو رہا! کی رٹ لگا دیتی ہو" حنان معنی خیزی

سے بولتا جویریہ کا پھر منہ کھولنے پر مجبور کر گیا وہ چوتھا لقمہ بھی جویریہ کے منہ میں ڈال گیا اب جویریہ نے ٹھان لیا اب منہ نہیں کھولے گی اور جھٹ سے حنان کے کالر چھوڑے حنان کے سینے پر مکے برساتے پھر مزاحمت شروع کی۔

"یار سفاک بیگم تمہارے اس شریف نمازی پرہیزگاری بھائی کو صحیح تھپڑ پڑا تھا افق سے مزہ آگیا" حنان نے مزے سے کہا۔

"شرم نہیں آتی تمہیں حنان ! اور مصطفی۔۔۔"ابھی پھر جویریہ جملہ مکمل کرتی حنان اپنا کام کرتا جویریہ کا منہ پھر بند کر گیا نوالہ ڈال کر اس دفعہ جویریہ کی خوبصورت چہرے پر غصے کی حد درجہ لالی دیکھ حنان کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

"ویسے زمان بھائی اور مصطفی اچھے ہے کم سے کم اس کرپٹ سیاستدان اور بزنس ٹائیکون (ثوبان) سے تو حد درجہ ہی بہتر ہے مجھے نہیں پسند تمہارے وہ دونوں کزن دل کرتا ہے گردن مڑوڑ دو دونوں کی " حنان نے کہا جبکہ جویریہ کے غصے کی انتہا نا تھی۔

"خبر دار۔۔"جویریہ کا منہ کھلا ایک اور نوالہ گیا حنان ہنسی ضبط کر گیا۔

"اوکے مائے سویٹ ہارٹ " حنان ایک آنکھ ونگ کرتا جویریہ کو سلگا گیا وہ دنیا کا واحد شوہر تھا جو بیوی کا منہ اپنے سالوں کی برائی کر کے کھلنے پر مجبور کر رہا تھا کیونکہ اس کی سفاک بیوی کھانا نہیں کھا رہی تھی اور جب جب اس کا منہ کھلتا وہ اپنی بیوی کے منہ میں نوالہ ڈال کر اسے کھانا کھلا رہا تھا۔

"تم اتنی ضد کیوں کرتی ہو میری جان کھانا تمہارے اور ہمارے بے بی کے لیے ضروری ہے پھر ویٹامن بھی لینی ہے تم نے ایسی لاپرواہی اچھی نہیں " حنان سر جھٹک کر بولا جویریہ نے کچھ نا بولا حنان نے جویریہ کی پیشانی پر لب رکھے جویریہ کی نظر حنان کی ابھری ہوئی گلے کی ہڈی پر گئی جویریہ کی آنکھوں میں ستارے چمکے حنان جویریہ سے دور ہوتا کہ جویریہ حنان کا کالر دبوچے اپنے اوپر جھکائے حنان کی گلے کی ہڈی پر دانت گاڑھ گئی حنان بلبلا اٹھا

-

"جویریہ " حنان دانت پر دانت جمائے غرایا جبکہ جویریہ حنان کی گردن پر دونوں اعتراف میں ہاتھ جمائے اپنا بدلہ اتار رہی تھی جب تک وہاں لو بائٹ یا بدلے کا خونخوار سرخ نشان نا بنا جویریہ نا دور ہوئی پھر اپنی پھولی سانسوں کو محسوس کرتی نا چاہتے ہوئے بھی حنان سے دور ہوئی جبکہ حنان کی آنکھیں حد

درجہ نم ہوئی بامشکل اس نمی کو پیچھے دھکیلا حنان کا ایک ہاتھ جویریہ کی کمر تو دوسرا ہاتھ ڈریسنگ پر رکھا تھا۔

" کھانا پورا ختم کرو اور وٹامن لینا کھانے کے بعد رات کا کھانا بھی وقت پر کھانا میں اماں جان سے کال کر کے پوچھو گا اور اگر اپنی من مانی کی پھر دیکھنا " حنان جویریہ کو بیڈ پر باہوں میں بھر کر بٹھائے پھر ڈریسنگ کی سمت آتا جویریہ کے سامنے کھانے کی ٹرے رکھتا تنبیہ کرتا بولا تھا جویریہ نے آج خود اپنی جان کو مشکل میں ڈالا تھا جویریہ نے بولنے کے لیے لب کھولے تھے کہ حنان ڈریسنگ روم کا دروازہ بند کر گیا۔

"بھائی " مصطفی شاہ میر پیلس میں داخل ہوا تھا عترت اور زمان شاہ میر لاونج میں بیٹھے باتوں میں مصروف تھے زمان شاہ میر ابھی پارٹی آفس سے آیا تھا عترت نے شاہ میر پیلس کو آج پورا دن لگا کر ویزٹ کیا تھا اس کا دل بلکل نہیں لگ رہا تھا وہ بے حد پریشان تھی مصطفی کو لے کر پھر رات سے حداد کے ڈر سے موبائل بھی سوئچ آف کر رکھا تھا مصطفی کو پیلس میں داخل ہوتے دیکھ عترت اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی تھی پیلس اتنا بڑا تھا کہ آس پاس کئی ملازم پیلس کی صاف صفائی کے کام میں لگے ہوئے تھے۔

"اسلام وعلیکم " مصطفی نے اونچی آواز میں سلام کیا عترت مصطفی کے سینے سے لگی ضبط توڑتی سسک پڑی۔

"بھائی آپ نے کیوں کیا ایسا ہمیں بتاتے ہم آپ کے ساتھ رہتے بھائی میں مر جاؤ گی آپ کے بغیر " عترت سسک پڑی مصطفی نے کرب سے آنکھیں بند کی

جبکہ زمان شاہ میر اب بھی صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھا بے فکری سے سامنے ال سی ڈی پر نیوز دیکھ رہا تھا۔

"تم لوگوں کو بتا دیتا تاکہ تم لوگ اس بیماری کے لمبے عرصے میں روز میرے لیے پل پل مرتے۔۔میں نے تم لوگوں سے اپنی تکلیف چھپائی تاکہ تم لوگوں کے لیے جی سکوں ، میں نے خود کے ساتھ کچھ غلط نہیں کیا روز خود کو ہمت دلائی اس جان لیوا بیماری سے لڑا اپنا علاج جاری رکھا میں تم لوگوں کو پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا بس اتنی سی غلطی ہے میری جس کی سب سزا دے رہے ہے مجھے اپنے بھی اور وہ اپنے بھی جو غیر بنے بیٹھے ہے اتنے سالوں بعد ملے ہے لیکن انھیں صرف اپنی تکلیف نظر آتی ہے میری نہیں باپ کی جگہ ہے اتنے سالوں بعد اپنے خاندان کا کوئی بڑا سرپرست ملا۔۔ثوبان یاسر فراج کو ہمیشہ دیکھتا ایک کسک دل میں رہتی داؤد'ز نے ہمیں کبھی کسی چیز کی بے شک کمی نہیں ہونے دی مگر ہم بھی اپنے خاندان کے ساتھ اپنے گھر اپنے پیلس میں

رہتے میرے خاندان کا میرا بھی کوئی سرپرست ہوتا لیکن جب کوئی اپنا ہی گلے لگنے کی بجائے منہ پھیر لے تو اچھا تھا کبھی سامنا نا ہوتا " مصطفی عترت کو سینے میں بھینچے کرب سے زمان کو دیکھتا بولا تھا مصطفی کی بات ختم ہوئی زمان نے آل سی ڈی سے نظریں ہٹائی ریموٹ ٹیبل پر رکھا کھڑا ہوا کوٹ جھٹکا۔

"عترت گڑیا صوفے پر جا کر بیٹھنا " زمان نے مصطفی کی آنکھوں میں اپنی سیاہ آنکھیں ڈالے عترت سے کہا عترت روتے ہوئے مصطفی سے علیحدہ ہوئی زمان کا کہا ایک جملہ ہی کافی تھا عترت مصطفی سے دور ہوئی تھی کہ زمان نے مصطفی کے لیے اپنی باہیں پھیلائی عترت کی آنکھوں میں نمی چمکی اپنے بڑے بھائیوں کو دیکھ کر جبکہ مصطفی کا دل پھٹنے کو تھا آنکھوں میں پانی جمع ہوا بڑے بھائی کا کندھا چاہیے تھا کب سے وہ زمان کے گلے لگنا چاہتا تھا مگر زمان اسے اگنور کرتا ثوبان یاسر حنان فراج یازان یہاں تک کے حداد سے بھی مل رہا تھا مگر اس سے نہیں مصطفی زمان کی سمت بڑھا سب ملازم بھی ان کو نم آنکھوں سے دیکھ

رہے تھے دو بھائی برسوں کے بچھڑے ایک دوسرے کے گلے لگنے والے تھے لیکن مصطفی جیسے زمان کے قریب ہوا صوفے پر جاگرا زمان نے مصطفی کے منہ پر پنچ مارا تھا مصطفی اور عترت کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی مصطفی ابھی تک اڑا ترچھا صوفے پر پڑا تھا مصطفی کی کراہ بے ساختہ تھی۔

" سپیچ اچھی تھی but not impressive " زمان نے کوٹ جھٹکتے کہا۔

"علی شاہ میر چچا ہے میرے تم سے زیادہ مجھے چاہا ہے بیٹوں کی طرح انھوں نے اور تاشہ شاہ میر ماں کی جگہ تھی تمہاری بھوک سے زیادہ میرے کھانے کی فکر رہتی تھی انھیں اور تم دونوں اور جویریہ کو تو میں نے اولاد کی طرح سمجھا ہے ہمیشہ لیکن تم نے کیا کیا داؤد حویلی کے مکینوں کو دھوکے میں رکھا اپنی تکلیف نظر آئی تمہیں اگر تمہیں کچھ ہو جاتا اللہ نا کرے پھر کیا منہ رہ جاتا ہم لوگوں کا جب ڈاکٹر بتاتے مصطفی کو کینسر تھا اور اس کے گھر والوں کو

پتا ہی نہیں تھا چلو ٹھیک ہے وہ بھی معاف کیا لیکن جب میں تمہارے سامنے آیا تمہیں پتا چلا شاہ میر خاندان کا بڑا بیٹا تمہارا بڑا بھائی میں ہو آئے میرے پاس ؟ مجھ سے اپنی پریشانی تکلیف بانٹی؟ نہیں تمہیں ضرورت ہی نہیں تھی میری لیکن جب مجھے یاسر نے یہ بات بتائی اس سے پوچھنا کیا حالت ہوئی میری اس وقت تم تینوں (جویریہ ، مصطفی ، عترت) زمان شاہ میر کے جینے کی وجہ ہو جس زندگی کو میں ختم کرنا چاہتا تھا پل پل تم لوگوں کے لیے اس ناسور جیسی زندگی کو جیا کہ نہیں زمان تیری بہنوں اور بھائی کو ضرورت ہے تیری تو نہیں مر سکتا لیکن میں غلط تھا تمہیں کسی کی بھی ضرورت نہیں اور امید کرتے ہو تمہیں گلے سے لگاؤ جب تمہیں ضرورت نہیں میری مجھے بھی نہیں ہے۔۔ مرنے تک رہ سکتے ہو میرے پیلس میں " زمان شاہ میر غراتا مصطفی کو سن کر گیا مصطفی نے زمان کے چہرے پر غصہ دیکھ بے ساختہ خود کو سنبھالا زمان سیڑھیاں چڑھتا اپنے کمرے کی سمت بڑھ رہا تھا۔

"آپ کے مرنے تک یہی رہو گا کینسر کی بیماری ہے مجھے مجال ہے کوئی ہمدردی کر جائے ایسے پیش آرہے ہے سب جیسے دشمن ہو سب کا " مصطفی زمان کو غائب ہونے تک دیکھتا رہا پھر غراتے ہوئے بولا تھا زمان کی باتوں سے دل جی اٹھا تھا جبکہ عترت ایک سانس بھرتی اپنے کمرے کی سمت بڑھ گئی مصطفی نے عترت کی بھی پشت کو گھورا تھا۔

"کام کرو اپنا تماشہ لگا ہے یہاں " مصطفی ملازمین پر برسا تھا۔

"داجی مجھے مت یاد کیجیے گا میں جا رہا ہو حویلی چھوڑ کر " یازان داجی سے مخاطب ہوا یازان حویلی چھوڑنے کی دھمکی دے رہا تھا شاہد کفیر کو۔

"میں گدھوں کو یاد نہیں کرتا " شاید کفیر نے کہتے صوفے سے ٹیک لگائی تھی یازان نے ڈبڈباتی آنکھوں سے اپنے سنگ دل دادا کو دیکھا۔

"داجی آپ کے تین پوتے ہے میں سب سے زیادہ ہینڈسم ، خوبصورت ، وجیہہ ، فرمابردار ، ذہین ، خوش مزاج اور با اخلاق پوتا ہو آپ کا " یازان نے اپنی تعریف میں خود قصیدے پڑھے جبکہ یازان کی بات پر داجی نے آگے جھکتے دونوں ہاتھ کی انگلیاں آپس میں پیوست کرتے صوفے پر سامنے بیٹھے یازان کو سر تا پاؤں دیکھا جو بلیک جینز اور نیوی بلیو ٹی شرٹ میں بے حد پیارا لگ رہا تھا ۔

"جھوٹے بھی " داجی نے ٹکرا دیا یازان کے منہ کے زاویے بگڑے۔

"آپ پر ہی گیا ہو " یازان نے دوبدوک کہا۔

"دفعہ ہو جاؤ اس سے پہلے میرے ہاتھ میرے جوتے تک جائے " دا جی نے غصے سے کہا۔

"یار دا جی پلیز نا کیا آپ نہیں چاہتے آپ کی دوستی رشتے داری میں بدل جائے " یازان بے بس ہوتا دا جی کو پچکارنے لگا۔

"دو پوتوں کی وجہ سے میری دوستی ویسے بھی رشتے داری میں تبدیل ہو چکی ہے الحمدللہ " دا جی نے شانے اچکائے۔

"تو میری وجہ سے ایک دفعہ پھر کر لے کیا بگڑ جائے گا آپ کا میں کیا سوتیلا ہوں " یازان غصے سے بولا۔

"قندیل بچی ڈاکٹر بن رہی ہے تم پاگل ہو مانتا ہوں میں مجھے تم سے انسانیت کے ناطے نہیں میرے پوتے ہونے کی وجہ سے زبردستی کی ہمدردی ہے لیکن میں قندیل بیٹی کے ساتھ اتنی بڑی ناانصافی نہیں کر سکتا کہ تمہیں اس کے پلے باندھ دو " داجی نے یازان کو سوتیلے دادا ہونے کا پورا ثبوت دیا۔

"داجی۔۔ دیکھے جویریہ بھابھی اور عترت بھائی شاہ میر خاندان کی بیٹیاں ہے تو basically آپ کی دوستی رشتہ داری میں تبدیل نہیں ہوئی اور میں آپ کی دوستی رشتہ داری میں تبدیل کر سکتا ہوں کیونکہ قندیل biological داؤد خاندان کی بیٹی ہے " یازان نے قندیل سے بے پناہ محبت کا ثبوت دیا وہ اپنی

بے عزتی کو فراموش کرتا دادا کو اپنی اور قندیل کی شادی کے لیے منا رہا تھا داجی نے ایبرو ریز کی جیسے مطمئن نا ہوئے ہو۔

"ٹھیک ہے یار ہر بات مانو گا آپ کی آفس بھی جایا کرو گا ٹریننگ لینے پر پلیز یار میری محبت کو میری محرم بنا دے " یازان نے گھٹنے ٹیکے دوستانہ انداز میں بت بسی سے کہا یازان کا چہرہ دیکھ شاہد کفیر کو بے ساختہ ہنسی آئی لیکن ضبط کر گئے شاہد کفیر کھلے دل سے مسکرا دئے انھیں خود یازان کے لیے قندیل پسند تھی وہ خود ثاقب داؤد سے اس بارے میں بات کرنا چاہتے تھے وہ نہیں چاہتے تھے کہ جس طرح جنہ کے لیے کفیر'ز نے رشتہ مانگنے میں دیر کر دی وہ کوئی دیری کر کے افسوس میں رہے وہ ثاقب داؤد سے بات کرتے کہ اس سے پہلے ہی یازان نے داجی سے اپنی پسند کا اظہار کر دیا شاہد کفیر یہ دیکھنا چاہتے تھے یازان واقعی قندیل کے لیے سیریس ہے کے نہیں ؟ اور یازان نے جیسے اپنے دادا کی سوچ پڑھ لی تھی اگر حداد اور حنان اپنی بیویوں میں مصروف نا ہوتے

تو اس کا ارادہ پہلے اپنے بھائیوں کو ساتھ ملا کر گھر والوں سے بات کرنے کا تھا لیکن ایک بھائی بیوی اور بچے کی وجہ سے گھن چکر بنا ہوا تھا آفس سے حویلی اور حویلی میں اپنی بیوی کے ساتھ کمرے میں زیادہ پایا جاتا تو دوسرا بیوی کی جدائی میں جلاد بنا ہوا تھا اور جب تک ان دونوں کے مسئلے حل ہونے تھے یازان کو ڈر تھا اس کی عمر ہی نا نکل جائے بیچارہ یازان چہ چہ۔

"سوچتا ہوں کچھ " شاہد کفیر نے واپس صوفے سے ٹیک لگائے کہا یازان صوفے سے اٹھتا شاہد کفیر پر جھکتا ان کا گال چوم گیا شاہد کفیر بوکھلا گئے۔

"آپ کی وائف کی طبعیت اب ٹھیک ہے پریشانی والی کوئی بات نہیں " ڈاکٹر سارہ نے ثوبان کو دیکھتے کہا جو کچھ دیر میں مقدس کے لیے اچھا خاصا پریشان ہو چکا تھا جب کہ مقدس سر جھکائے کنفرٹر پیروں تک لیے بیڈ کروان سے ٹیک لگائے چہرے پر گلابیاں بکھیرے بیٹھی تھی۔

"تو چکر کیوں آرہے تھے ؟ " ثوبان نے استفسار کیا جبکہ ثوبیہ بیگم اور روقیہ بیگم مقدس کے گلابی چہرے کو دیکھتی بہت کچھ سمجھ چکی تھی وہ مسکراتے ہوئے دل ہی دل میں مقدس کی بلائیں لے رہی تھی۔

"ایسی حالت میں ایسا ہوتا ہے اور اب آپ کو اپنی وائف کا زیادہ خیال رکھنا پڑے گا مسٹر داؤد " ڈاکٹر سارہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب کیسی حالت میں ؟ اور کیا ہوا ہے مقدس کو ؟" ثوبان سخت پریشان تھا ڈاکٹر سارہ نے نفی میں سر ہلاتے مسکراتے ہوئے تاصف سے ثوبان کو دیکھا اور پھر مسکراتی ہوئی ثوبیہ بیگم اور روقیہ بیگم کو جو شاید معاملہ سمجھ چکی تھی۔

"مسٹر داؤد آپ کی وائف امید سے ہے آپ باپ بننے والے ہے " ڈاکٹر سارہ نے کہا اور ثوبیہ بیگم اور روقیہ بیگم کو مبارک بات دیتی ان کو کچھ ہدایت اور میڈیسن بتاتی کمرے سے نکلتی چلی گئی جبکہ مقدس کو وہ پہلے ہی بتا چکی تھی دروازہ کھولنے سے پہلے مقدس خفیف سی بیٹھی تھی۔

"کیا ہوا ؟" ثوبان کو کافی دیر خاموش دیکھنے کے بعد ثوبیہ بیگم اور روقیہ بیگم نے استفسار کیا۔

"اماں حضور۔۔ڈاکٹر۔۔نے۔۔کیا۔۔کہا " ثوبان جب بولا تو آواز میں لڑکھڑاہٹ تھی ثوبان پہلی دفعہ ماں اور چچی کے سامنے بولتے ہوئے لڑکھڑایا تھا۔

"یہی میری جان کہ تم باپ بننے والے ہو " ثوبیہ بیگم ثوبان کا بازو سہلاتی ہوئی محبت سے بولی۔

"بہت مبارک ہو " ثوبیہ بیگم نے کہا۔

" آپ کو بھی۔۔آپ بھی تو دادی بننے والی ہے " ثوبان ہوش میں آتا ثوبیہ بیگم کو سینے سے لگائے مسکراتا ہوا بولا تو روقیہ بیگم نے بھی ثوبان کو اور ثوبیہ بیگم کو مبارک بات دی مقدس اب بھی سر جھکائے خفیف سی بیٹھی تھی ثوبان کی نظروں کے حصار میں تھی۔

"اللہ نظر بد سے بچائے میری جان " ثوبیہ بیگم نے مقدس کے سر سے صدقے کے پیسے وارتے ہوئے مقدس کی پیشانی چومی ثوبان اب بھی وہی کھڑا تھا روقیہ بیگم نے بھی مقدس کی نظر اتاری دیکھتے ہی دیکھتے کچھ ہی دیر میں ثاقب داؤد ، شازم داؤد اور جازم داؤد تک بھی یہ خبر پہنچ چکی تھی حویلی میں اس وقت وہ لوگ ہی موجود تھے افق ابھی تک سو رہی تھی اور شفا نے اسلامی اکیڈمی کی ایڈمیشن لیا تھا وہ وہاں تھی اور قندیل یونیورسٹی سے دوست کے گھر چلی گئی تھی نوٹس بنانے کے لیے پوری حویلی میں خوشیوں کی لہر دوڑ گئی سب بڑوں نے مبارک بات دیتے میاں بیوی کو تنہا چھوڑا انھیں اب صدقہ خیرات بھی تو کرنا تھی ثوبان دروازہ بند کرتا مقدس کے پاس آکر بیڈ پر بیٹھا مقدس کی کمر میں ہاتھ ڈالے اسے اپنے سینے سے لگاتا خود بیڈ کروان سے ٹیک لگائے مقدس کو اپنے سینے سے لگا گیا۔

" شکریہ میری جان " ثوبان مقدس کا مشکور ہوا مقدس ثوبان کی شرٹ کے بٹنوں سے سر جھکائے کھیلتی رہی ثوبان آنکھیں بند کیے مقدس کو محسوس کرتا بولا۔

"میں بتا نہیں سکتا میں کتنا خوش ہوں" ثوبان آنکھیں واہ کیے مقدس کے بالوں پر لب رکھتا بولا۔

"کیا ہوا تم کیوں خاموش ہو اتنی " ثوبان نے مقدس کو اوپر کرتے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے استفسار کیا۔

"مجھے شرم آرہی ہے " مقدس نے سرخ چہرے کے ساتھ وجہ بتائی ثوبان قہقہہ لگا اٹھا۔

"اب کیوں شرما رہی ہو میں نے تو ایسا کچھ بھی نہیں کیا ابھی تک " ثوبان ذومعنی لہجے میں بولتا مقدس کے ہونٹ چھوتا مقدس کے بالائی لب کو شدت سے چوم گیا مقدس نے نظریں جھکائے ثوبان کی گردن میں چہرہ چھپایا ثوبان نے مقدس کو اپنے سینے میں بھینچا۔

"آپ نے ہی تو کیا ہے " مقدس بڑبڑائی ثوبان پھر قہقہہ لگا اٹھا ان کی زندگی مکمل تھی اور آنے والی خوشی کا سوچ کر وہ دونوں اللہ کے بے حد شکر گزار تھے۔

"بابا داجی تایا حضور پلیز !" یہ فراج صاحب تھے جو مردان خانے میں جازم داؤد ، شازم داؤد اور ثاقب داؤد کے سامنے بیٹھے تھے حویلی میں ملازمین کو مٹھائیاں تقسیم کی جا رہی تھی سب بڑے مصروف تھے فراج نے یہ جاننے کی زحمت ہی نہیں کی کہ یہ میٹھایاں کس خوشی میں تقسیم کی جا رہی ہے اسے لگا شاید عشراق بھابھی کے لیے ، افق بھی اب مقدس کے کمرے میں تھی قندیل اور شفا بھی ثوبان پانچ بجے آفس گیا ابھی تک نہیں لوٹا تھا فراج نے ضروری بات کی رٹ لگاتے مصروف داجی اپنے بابا اور تایا کو مردان خانے میں بیٹھایا تھا۔

"تیرا دماغ خراب ہے مجھے پتا ہوتا تو یہ بات اتنی سیریس لے گا تو میں یہ بات کفیر حویلی میں تیرے سامنے کبھی نہیں کرتا " شازم داؤد نے فراج کو گھورا رات کے آٹھ بج رہے تھے وہ جنہ کو ڈراپ کرتا اپنے کچھ کام نپٹاتا داؤد حویلی میں آکر ان تینوں سے جنہ کے متعلق بات کر رہا تھا کیونکہ اس کے بھی بھائی

یازان کی طرح سب اس سے غافل اپنی میرڈ لائف انجوائے کر رہے تھے ایک اپنی ملکہ کو گھما رہا تھا اور ثوبان صاحب کو اتنی کالز کی وہ کال ریسیو ہی نہیں کر رہا تھا اور مصطفی سے سب ناراض تھے۔

"بابا جان میں اسے پہلے سے پسند کرتا ہو پہلے حالات نے ساتھ نہیں دیا اور اب جب دونوں خاندانوں کے درمیاں سب ٹھیک ہو چکا ہے تو آپ لوگ ساتھ نہیں دے رہے " فراج نے سنجیدگی سے کہا جبکہ ان تینوں نے فراج کو ایسی نظروں سے دیکھا جیسے کہنا چاہتے ہو شرم نہیں آتی اپنی محبت کے قصیدے باپ دادا اور تایا کے سامنے پڑھنے سے جبکہ فراج نے ہونٹ دانتوں میں دبائے رخ ہی پھیر لیا کیا بتاتا محبت تو آپ ہی بہو کو تھی مجھے تو اب ہوئی ہے مگر بدنام پھر بھی میں ہو رہا ہوں۔

"بیٹا بات یہ نہیں مگر جنہ کا رشتہ ہو چکا ہے اور اب ہم یہ بات کر دے گے تو بھی وقت مناسب نہیں مصطفی کا بھی تمہیں پتا ہے اس کی بیماری کی وجہ سے سب پریشان ہے اور جنہ کی تو منگنی ہونے والی ہے" جازم داؤد نے تحمل سے کام لیتے کہا یاسر مصطفی اور ثوبان نے آج تک ان سے ایسی کوئی بات نہیں کی تھی اور فراج سے بھی انھیں توقع نا تھی مگر وہ اپنی اولادوں کا دل بھی کسی صورت نہیں مار سکتے تھے لیکن یہاں مجبوری تھی فراج کا چہرہ سرخ ہوا۔

"یاسر بھائی نے صبح سب کو میسج کیا ہے مصطفی بھائی کی بیماری کو لے کر ڈرنے والی کوئی بات نہیں ہے یہ زمان بھائی اور یاسر بھائی کا پلان تھا مصطفی بھائی کو تنگ کرنے کا وہ انھیں سزا دے رہے ہے کہ انھوں نے کینسر والی بات ہم سب سے چھپائی ان کی ریکوری تیزی سے ہو رہی بس صرف یہ آپریشن رہتا ہے اور ڈاکٹر تبسم نے یقین دہانی کروائی ہے مصطفی بھائی کا آپریشن کامیاب رہے گا انشاء اللہ کیونکہ ان کا ٹیومر بڑھنا سٹاپ ہو چکا ہے صرف انھیں

آپریشن کر کے وہ ٹیومر نکالنا ہے اور اس میں مصطفی بھائی کی جان کو خطرہ نہیں بلکہ ان کی میموری لاس ہونے کا زیادہ خطرہ ہے باقی اللہ مدد فرمائے گا آپ لوگ کیوں پریشان ہوتے ہے اللہ پر چھوڑ دے وہ بہترین کار ساز ہے " فراج نے ایک سانس میں کہا یہ بات وہ تینوں جانتے تھے یاسر نے انھیں صبح کال کر کے ساری بات بتا دی تھی سب نے بے ساختہ "بے شک " کہا۔

"برخوردار تم بھی اللہ پر چھوڑ دو جنہ اگر تمہارے نصیب میں لکھی ہے تو اسے تم سے کوئی نہیں چھین سکتا " شازم داؤد نے کہا وہ نہیں چاہتے تھے کوئی بدمزگی ہو دونوں خاندانوں میں۔

"میرے ہی نصیب کی ہے وہ " فراج بڑبڑایا تھا کیسے بتاتا نکاح ہو چکا ہے دونوں کا سامنے بیٹھے ہوئے اس کے باپ دادا اس کی شکل بگاڑ دیتے ان کے خاندان میں آج تک کسی نے چھپ کر نکاح نہیں کیا تھا۔

"کیا کہا ؟" داجی نے استفسار کیا شازم اور جازم صاحب بھی پیشانی پر بل لیے فراج کو دیکھ رہے تھے۔

"میں کہ رہا ہو کچھ کرے مجھے جنہ سے ہی شادی کرنی ہے ورنہ زندگی بھر شادی نہیں کرو گا (کیونکہ دوسری شادی وہ فیشن پٹ چن مانٹی چڑیل نہیں ہونے دے گی میری) اور آپ لوگوں کی اطلاع کے لیے عرض ہے جس سے جنہ کی منگنی ہونی تھی اسے میں حویلی آنے سے پہلے اچھے سے سمجھا کر آیا ہو (ہڈیاں توڑ کر) وہ رات کو ہی کفیر حویلی کے مکینوں کو منع کر دے گا اور صبح ہوتے ہی آپ لوگ رشتہ مانگ لی جئے گا " فراج نے صوفے سے اٹھتے ہوئے بتانے کے ساتھ ساتھ درخواست کی اور داجی شازم اور جازم صاحب بیٹھے بیٹھے ہی اپنی جگہ پر ہل گئے تھے وہ جانتے تھے صرف زبان سے تو نہیں سمجھایا ہو گا فراج نے۔

"وہ بھی خود مانگ لو ہماری کیا ضرورت ہے " شازم صاحب نے اپنی پشاوری چپل ہاتھ میں لیتے فراج کی کمر کا نشانہ باندھتے ہوئے کہا فراج چپل شازم داؤد کے ہاتھ میں دیکھتا جواب دینے ہی والا تھا کہ فورا وہاں سے غائب ہوا فراج کے قہقہے کی آواز ان تینوں کو سنائی دی وہ ضبط کرتے رہ گئے۔

"اماں حضور یہ میٹھایاں کس خوشی میں تقسیم کی جا رہی ہے ؟ " فراج لاؤنج میں بیٹھی اپنی ماں کو دیکھتا گویا ہوا کچھ مرد ملازمین رہ گئے تھے جن کے لیے باہر میٹھایاں بھجوائی جا رہی تھی ثوبیہ بیگم مقدس کے روم میں تھی۔

"بات ہی خوشی کی ہے" روقیہ بیگم مسکرائی ۔

"کیا مطلب ؟ " فراج ماں کے برابر میں بیٹھا۔

"تم چاچو بننے والے ہو " روقیہ بیگم مسکراتی ہوئی ڈوپٹہ سیٹ کرتی ملازمہ کو مٹھائیاں باہر بھجوانے کا اشارہ کرتی بولی اور فراج یک دم صوفے پر اچھلا۔

"کیا " فراج چیخا تھا روقیہ بیگم نے ہنستے ہوئے صوفے پر کھڑے اپنے نوجوان بیٹے کو دیکھا جو بچہ بن چکا تھا وہ پاکستان کا مشہور فائٹر اس وقت کہی سے بھی نہیں لگ رہا تھا ملازمائیں بھی فراج کو دیکھتی مسکرا رہی تھی۔

"ہاں بھئی ثوبان اور مقدس والدین کے عہدے پر فائز ہونے والے ہے" روقیہ بیگم صوفے سے اٹھتی سیڑھیوں کی سمت بڑھتی ہوئی بولی کہ فراج ایک جست میں ان تک پہنچتا انھیں باہوں میں اٹھائے گھمانے لگا روقیہ بیگم ڈرتے ہوئے چیخ مار رہی تھی تو ملازمائیں ہنس رہی تھی ثاقب داؤد ، شازم اور جازم صاحب بھی لاؤنج میں داخل ہوئے فراج کو دیکھتے مسکرائے اور سر جھٹکا چلو جی فراج صاحب کو بھی معلوم ہو چکا تھا وہ چاچو بننے والا ہے۔

"بس کرو میری بیوی کا سر گھما دیا " شازم صاحب کو اپنی بیگم کی فکر ہوئی روعب سے بولے فراج رکا پھر شازم صاحب کو ٹانگوں سے حصار میں لیتا انھیں گھمانے لگا بیٹا جوان تھا فائٹر تھا وہ باپ سے زیادہ مضبوط اور توانا تھا شازم صاحب کو آج محسوس ہوا وہ بوڑھے ہو رہے ہے۔

"میں گر گیا نا تیری ہڈیاں توڑ دوں گا" شازم داؤد جانتے تھے بیٹا نہیں گرائے گا لیکن روعب جھاڑنا فرض سمجھا فراج قہقہہ لگاتا انھیں نیچے اتار گیا اور گلے لگا گیا۔

"بابا میں چاچو بننے والا ہوں " فراج کی خوشی کی انتہا نا تھی۔

"پتا ہے مجھے اور جیسی تیری حرکتیں ہے (شادی کرنے کے لیے بے چین ہے) جلد باپ بھی بن جائے گا " شازم داؤد نے فراج کے قریب ہوتے سرگوشی میں غراتے ہوئے کہا کسی کو سنائی نہیں دیا فراج پھر بے شرمی سے قہقہہ لگا اٹھا (ہائے آپ کی بہو اوپر اوپر سے ہی کچھ کچھ کرنے دیتی ہے سب کچھ نہیں) فراج نے دکھی دل سے سوچا مگر مسکرا رہا تھا فراج خوشی سے ثاقب داؤد کے گلے لگتا پھر جازم داؤد سے خوشی کا اظہار کرتا آفس سے ابھی حویلی میں قدم رکھتے ثوبان کے گلے پڑا تھا ثوبان نے مسکرا کر اسے سینے میں بھینچا تھا۔

"اب مجھ سے بھی کوئی چھوٹا آئے گا میں بھی اس پر رعب دیکھایا کرو گا " فراج نے اپنے ارادوں سے ثوبان اور پوری فیملی کو آگاہ کیا ثوبان قہقہہ لگا اٹھا۔

"خبردار جو ہمارے پر پوتے یا پوتی پر رعب جھاڑا تو " ثاقب داؤد نے خبردار کیا۔

"اور آپ سے چھوٹا کیسے وہ تو مجھ سے چھوٹا ہو گا نا " قندیل جو ریلنگ کے ساتھ سیڑھیوں پر کھڑی فراج کی خوشی دیکھ رہی تھی منہ بنا کر بولی۔

"کیونکہ میں چاچو ہو میں یہی رہو گا اور تم شادی کر کے چلی جاؤ گی چھوٹا تو میں ہوا نا پھر میں اپنے بھتیجے یا بھتیجی کا اکیلا فیورٹ چاچو ہوا " فراج نے اپنی منتق بیاں کرتے ابھی سے بچے پر دھونس جمانی چاہی۔

"یاسر بھی ہے " شازم داؤد نے گھورا۔

"ارے بابا حضور وہ سیاستدان بن گئے نا پھر ان کے پاس وقت نہیں ہونا " فراج نے ہاتھ جھلاتے کہا۔

"لیکن میں ہوں یہاں اور کہی نہیں جاؤ گی اور اس بے بی پر میرا حق زیادہ بنتا ہے میں چھوٹی ہوں " قندیل کو غصہ آیا تیوری چڑھا کر بولی جبکہ ثوبان

قہقہہ لگاتا اپنے بچے کے لیے اپنی فیملی بہن بھائیوں کا پیار ابھی سے ہی انجوائے کر رہا تھا۔

"جلدی پتہ کاٹو اس کا میرے بچے پر حق جمانے لگی " فراج نے گھور کر کہا۔

"خبردار جو ہماری پوتی سے ایسے بات کی تو تمہارا پتہ کاٹ دو گا" ثاقب داؤد نے اپنی پیاری پوتی کی سائڈ لی قندیل سیڑھیاں اترتی ثاقب داؤد کے سینے پر سر رکھ گئی۔

"وہ بے بی میرا ہو گا ہے نا میرے ہینڈسم داجی " قندیل نے آنکھیں ٹپٹپا کر کہا وہ جانتی تھی ایک دفعہ اگر داجی نے بول دیا تو فراج کبھی اسے نہیں چڑائے گا سب قندیل کی چلاکی پر قہقہہ اٹھے۔

"بھائی آپ کا بے بی میرا ہو گا " فراج ثوبان کے گلے لگتا آنکھیں ٹپٹپا کر قندیل کی ایکٹنگ کرتا بولا سب کا قہقہہ پھر گونجا قندیل نے منہ بنایا۔

"وہ بے بی ثوبان اور مقدس کا ہے لیکن تم دونوں ابھی اکتفا کر کے شیئرنگ کر لینا اپنی محبت کی اور دعا کرو یاسر بھی خوشخبری سنائے تاکہ دونوں کو ایک ایک بے بی مل جائے" ثاقب داؤد بولے تو سب نے بے ساختہ آمین کہا فراج اور قندیل کو نا چاہتے ہوئے بھی اکتفا ہی کرنا پڑا۔

ایک ہفتے بعد :-

دن معمول کے ساتھ گزرتے چلے گئے یاسر اور عشراق حویلی ایک ہفتے پہلے ہی آچکے تھے حداد بھی ایک ہفتے پہلے ہی صبح ہوتے ہی عترت کے ساتھ کمرے سے باہر نکلا تھا وہ رات کو اپنی بیوی کو پیلس میں چوری چھپے آتے منا چکا تھا زمان نے غصے سے مٹھیاں بھینچی تھی لیکن عترت کی وجہ سے مجبور تھا ورنہ حداد کو اسی وقت پیلس سے باہر پھینک دیتا جبکہ حداد محفوظ ہوتا اپنی خاطر داری کرواتا ناشتہ کیے عترت کو لیے کفیر حویلی لوٹا تھا سب کو مقدس اور ثوبان کے بے بی کی آمد کا بھی پتا چلا سب بے حد خوش تھے صدقہ خیرات کی جا رہی تھی شاہ میرز نے بھی ثوبان اور مقدس کو مبارک بات دی تھی تو کفیر'ز تو حویلی میں جویریہ کی خوشی کے ساتھ ساتھ مقدس کی طرف سے بھی خوش خبری سنتے اللہ کا شکر ادا کرتے نہیں تھک رہے تھے وہی فراج اور جنہ کی ملاقات نہیں ہوئی یازان قندیل کی بھی نہیں ہوئی تھی نا ان کے گھر والوں نے آپس میں رشتے کی بات کی تھی البتہ جنہ کے رشتے کے لیے انکار ہو چکا تھا

فاطمہ بیگم اس وجہ سے پریشان تھی لیکن رشتہ والوں نے بتایا کہ ان کا بیٹا کسی اور کو پسند کرتا ہے جبکہ بات یہ تھی جنہ کو فراج پسند کرتا ہے خیر فاطمہ بیگم خوش بھی تھی کہ ان کی بیٹی ان چاہے رشتے میں بندھنے سے بچ گئ تھی شفا کی عدت چل رہی تھی افق خود کو سنبھال چکی تھی اور مصطفی اب بھی شاہ میر پیلس میں رہ رہا تھا دو دن پہلے وہ امریکہ جا چکا تھا آج اس کا آپریشن تھا وہ داؤد حویلی آیا تھا سب سے ملنے کے لیے لیکن کوئی نا ملا عترت اور جویریہ سے ملنے آیا تو کفیر حویلی میں بھی کوئی اس سے نا ملا یہاں تک کہ زمان شاہ میر کے پاس بھی مصطفی کے لیے وقت نا تھا وہ بجھے دل سے پاکستان سے جا چکا تھا باقی سب اپنی زندگیوں میں مصروف تھے الیکشن ہو رہے تھے زمان شاہ میر اور یاسر پارٹی آفس میں زیادہ تر مصروف رہتے تھے فراج فائیٹنگ کلب میں مصروف تھا یازان کو داجی نے اپنے لاسٹ سمیسٹر پر فوکس کرنے کو کہا تھا یازان کے پیپر چل رہے تھے قندیل اپنی یونیورسٹی اور بادشاہ کے ساتھ مصروف تھی حداد عترت اور آفس میں مصروف تھا تو وہی حنان اور ثوبان کا بھی یہی حال تھا بس

فرق اتنا تھا کہ وہ دونوں اپنے ہونے والے بچوں کی وجہ سے بھی کچھ زیادہ بیویوں کے نخرے اٹھاتے مصروف تھے۔

امریکہ :-

مصطفی کل سے ہوسپٹل میں ایڈمٹ تھا ڈاکٹر تبسم اس کے ساتھ تھی آج اس کا آپریشن ہونا تھا اسے آپریشن روم میں کچھ ہی دیر میں شفٹ کرنا تھا مصطفی نیم غنودگی میں تھا جب مومی ہاتھوں کا لمس اسے اپنے ہاتھوں پر محسوس ہوا وہ اس لمس کو پہچانتا تھا یہ اس کی افق کا لمس تھا مصطفی نے آنکھیں واہ کی وہ سامنے سیاہ چادر میں لپٹی کھڑی تھی آنکھیں اور ناک سرخ ہو رہی تھی چہرہ بھیگا ہوا تھا آج افق میں کچھ مختلف تھا وہ کبھی سر پر ڈوپٹہ نہیں لیتی تھی اپنی مرضی سے مگر آج مصطفی کی خواہش کا احترام کرتے سر پر چادر لیے کھڑی تھی مصطفی محوت سے اسے دیکھتا رہا۔

"افق " مصطفی نے آکسیجن ماسک منہ سے ہٹاتے اسے پکارا۔

"ہمم " افق بس اتنا ہی بولی۔

"تم واقعی میرے پاس ہو ؟" مصطفی کو یقین نا آیا۔

"ہمم " افق نے ہنکارا بھرتے اپنے آنسو صاف کیے ایک آنسو مصطفی کے ہاتھ پر گرا مصطفی کو یقین آیا۔

"آئی لو یو۔۔اگر میں بچ نا سکا تو تم مجھے معاف کر کے اپنی زندگی میں آگے بڑھ جانا۔۔"مصطفی افق کو دیکھتے ہوئے بولا افق سسک پڑی مصطفی کے لبوں پر ہاتھ رکھ گئی مصطفی مسکراتا اس ہاتھ کو عقیدت سے چوم گیا۔

"آپ کو کچھ نہیں ہو گا آپ انشاء اللہ صحیح سلامت واپس لوٹے گے اس آپریشن میں صرف آپ کی میموری لاس ہونے کا خطرہ رہا آپ کا ٹیومر جان لیوا نہیں ہے یہ زمان بھائی اور یاسر بھائی نے آپ کو سزا دینے کے لیے کہا تھا اور میں یہاں کبھی نہیں آتی صرف اس لیے آئی ہو اگر آپ آپریشن کے بعد مجھے بھول گئے تو آخری مرتبہ آپ کی آنکھوں میں اپنے لیے محبت دیکھ سکوں" افق نے مصطفی کے سینے پر سر رکھتے بری طرح روتے ہوئے کیا مصطفی کو شاک لگا اتنا بڑا جھوٹ! مصطفی نے جبڑے بھینچے۔

"ادھر دیکھو میری شہزادی " مصطفی نے افق کے چہرے پر ہاتھ رکھے اسے پکارا وہ جھک نہیں سکتا تھا سر میں درد کی ٹھیس اٹھتی افق نے سر اٹھائے مصطفی کو دیکھا مصطفی نے افق کے چہرے پر پھیلے آنسو صاف کیے۔

"میں تمہیں کبھی نہیں بھول سکتا تم میری بچپن کی محبت ہو میری ہمسفر ہو جنت کی ساتھی ہو میری شریک حیات ہو یہ سچ ہے میں نے تم سے بچپن سے محبت کی اظہار نکاح کے بعد کرنا چاہتا تھا مگر پھر پتا چلا مجھے کینسر ہے اس لیے خاموش ہو گیا تم سے نکاح نا کرنے کا بہنانے بناتا رہا لیکن پھر تمہیں کسی اور کا ہونے کے ڈر سے میں بے بس ہو گیا میں کینسر سے بعد میں تمہیں کسی اور کے ساتھ دیکھ کر پہلے مر جاتا میں تمہارے قریب بھی اسی لیے نہیں آیا لیکن جنگل میں آنا پڑا تمہیں ضرورت تھی میری اور پھر تم سے دور جانا مشکل ہو گیا تم میری میں شامل ہو مجھے مکمل کرتی ہو تمہیں بھول گیا تو ادھورا رہ جاؤ گا مجھے میرے اللہ اور اس کے بعد خود پر یقین ہے میں تمہیں کبھی نہیں بھول

سکتا لیکن اگر پھر بھی تمہیں اندیشہ ہو کہ میں تمہیں بھول جاؤ گا تو ایک کام کرنا میرے ہوش میں آنے سے پہلے میرے سینے پر اسی طرح سر رکھ دینا۔۔ دعا کرو ہم جلد ایک دوسرے کے ساتھ عمرہ کرتے اس پاک زات کا شکر ادا کر سکے " مصطفیٰ نے افق کی آنکھوں میں دیکھتے بار بار بہنے والے آنسو اپنی انگلیوں کے پوروں سے صاف کرتے کہا افق کچھ نا بولی صرف مصطفیٰ کو دیکھتی رہی۔

"مجھے معاف نہیں کرو گی بہت دل دکھایا ہے تمہارا ؟" مصطفیٰ نے استفسار کیا۔

"کردوگی جب آپ مجھے آپریشن کے بعد پہچان جائے گے یہ سمجھیے گا میں نے آپ کو معاف کیا " افق نے سسکتے ہوئے کہا۔

"ہمم آئی لو یو" مصطفی نے افق کا گال سہلاتے سیاہ آنکھوں میں محبت ہی محبت لیے کہا۔

"آئی لو یو ٹو" افق ہچکیاں بھرتی بری طرح روتی پھر مصطفی کے سینے سے لپٹ گئی مصطفی نے آنکھیں بند کیے افق کو محسوس کیا اتنے میں دروازہ ناک ہوا افق اپنے آنسو رگڑتی مصطفی سے علیحدہ ہوتی بیڈ سے اٹھتی کے مصطفی نے اس کا ہاتھ تھاما۔

"یہ آنسو اللہ کے سامنے بہاؤ میری شہزادی مجھے یہ آنسو دیکھ تکلیف ہوتی ہے تم اللہ کے سامنے یہ آنسو بہاؤ گی تو تمہاری تکلیف ختم ہو جائے گی بے شک وہ ہر شے پر قادر تمہارے آنسوؤں کو خوشیوں میں تبدیل کرنے والا ہے" مصطفی نے افق سے کہا افق اثبات میں سر ہلا گئی دروازہ پھر ناک ہوا افق نے اندر آنے کی اجازت دی ڈاکٹر تبسم اندر داخل ہوئی۔

"مصطفی تم نے آکسیجن ماسک کیوں ہٹایا ؟ " ڈاکٹر تبسم مصطفی پر بگڑی مصطفی نے افق کو دیکھا جو لب دانتوں میں دبائے مصطفی کے منہ پر پھر ماسک نرمی سے چڑھا گئی۔

"آپ کی ملاقات ہو چکی ہے افق تو آپ یاسر اور زمان سر کے ساتھ باہر انتظار کرے مصطفی کو آپریشن کے لیے لے کر جانا ہے " ڈاکٹر تبسم نے نرمی سے کہا مصطفی نے اب بھی افق کا ہاتھ تھاما ہوا تھا مصطفی اور ڈاکٹر تبسم میں دوستانہ تعلقات عزت و احترام کے لبادے میں برقرار تھے۔

"تم کس کے ساتھ آئی ہو " مصطفی نے پھر ماسک ہٹایا اب استفسار کیا۔

"یاسر بھائی زمان بھائی فراج بھائی اور یازان کے ساتھ عترت اماں حضور اور حداد بھائی دوسری فلائیٹ سے آرہے تھے ان کی فلائیٹ لیٹ ہو گئی وہ آج رات تک پہنچ جائے گے " افق نے مصطفی کو تفصیل بتائی مصطفی کچھ کہتا کہ ڈاکٹر تبسم نے نفی میں سر ہلاتے پھر ماسک لگایا اور زیادہ بات کرنے سے مصطفی کو منع کیا اور افق کو دیکھا وہ ڈاکٹر تبسم کا اشارہ سمجھتی دھڑکتے دل کے ساتھ آگے قدم بڑھا گئی مصطفی نے افق کا ہاتھ مضبوطی سے تھاما ہوا تھا افق کے آنسو پھر رخسار پر پھسلے جنہیں وہ اپنی چادر سے رگڑتی آگے بڑھتی چلی گئی اور مصطفی اور افق کا ہاتھ چھوٹ گیا۔

"افق بیٹھ جاؤ میری گڑیا " یاسر افق کو اپنے حصار میں لیتا بولا افق نے نم آنکھیں اٹھائے یاسر کو دیکھا وہ اس کے سینے سے لگتی سسک پڑی۔

"افق کیا ہو گیا ہے تمہیں چپ ہو جاؤ میری جان کچھ نہیں ہو گا مصطفی کو تم تو حوصلہ کرو ایسے روؤ گی تو کیسے چلے گا " یاسر افق کے سر پر لب رکھے گویا ہوا افق کو لیے کاوئچ کی سمت بڑھا تھا۔

چار گھنٹوں سے مسلسل آپریشن چل رہا تھا وہ لوگ دعا کے علاوہ کچھ کر بھی نہیں سکتے تھے وہ دعا کرتے رہے افق بھی پرئیر روم میں مصطفی کے لیے خیر وعافیت کی دعا مانگ رہی تھی زمان یاسر فراج یازان لوگ بھی خاموش پریشان تھے چہرے سنجیدہ تھے کسی نے پانی تک نہیں پیا تھا البتہ افق کو یاسر نے دو گھونٹ پانی پلا ہی دیا تھا مزید کچھ گھنٹے پریشانی سے گزرے عترت حداد اور ثوبیہ بیگم بھی وہاں پہنچی وہ لوگ ائیرپورٹ سے سیدھا ہاسپٹل آئے تھے پہلے ہی دیر ہو چکی تھی پہنچنے میں سامان ہوٹل بھجوا چکے تھے ثوبیہ بیگم نے افق کو سینے سے لگایا وہ پھر تو پڑی عترت نے یاسر کے سینے سے لگے غم ہلکا کرنا چاہا حداد نے عترت کو سنبھالا جو پورا رستہ روتی ہوئی آئی تھی شام ہو چکی تھی کہ

آپریشن روم سے ڈاکٹرز باہر نکلے سب اپنی جگہوں سے کھڑے ہوئے ڈاکٹر تبسم آگے بڑھی۔

"مبارک ہو آپریشن کامیاب ہوا ہے مصطفی بلکل ٹھیک ہے خطرے سے باہر ہے کینسر سے جنگ جیت چکا ہے " ڈاکٹر تبسم کے الفاظ سب کے چہروں پر خوشی بن کر دوڑی تھی ثوبیہ بیگم نے اللہ کا بے حساب شکر ادا کیا تو فراج یاسر کے گلے لگا تب ہی یازان حداد کے گلے لگا عترت زمان کے گلے لگی افق نے ماں کو تھاما ڈاکٹر تبسم نے افق کے شانے کو سہلایا۔

"لیکن مصطفی کی میموری کے بارے میں کچھ نہیں کہ سکتے یہ مصطفی کے ہوش میں آنے کے بعد پتا چلے گا اس کی میموری لاس ہوئی ہے یا نہیں " ڈاکٹر تبسم نے نرمی سے کہتے یاسر اور زمان کو دیکھا۔

"ہم کب تک مل سکتے ہے مصطفی سے ؟" زمان نے اتنے گھنٹوں میں پہلی دفعہ لب واہ کیے۔

"تقریباً ایک سے ڈیڑھ گھنٹے تک ہوش آجائے گا انشاء اللہ لیکن آپ سب ایک ایک کر کے واش آپ ہونے کے بعد مصطفی کے روم میں جا کر اسے دیکھ سکتے ہے " ڈاکٹر تبسم نے کہتے قدم آگے بڑھائے۔

کچھ دیر گزری پہلے ثوبیہ بیگم مصطفی کو دیکھنے گئی پھر زمان شاہ میر پھر عترت ، پھر حداد پھر یاسر پھر فراج پھر یازان افق وہی جمی بیٹھی باہر انتظار کر رہی تھی وہ سب کے بعد مصطفی سے ملنا چاہتی تھی شاید مصطفی کو ہوش اجائے اور وہ کسی کو پہچان لے لیکن ایسا نہیں ہوا سب مصطفی کو دیکھ کر آگئے اب افق کو

خود جانا تھا لیکن وہ نہیں گئی ایک سے ڈیڑھ گھنٹہ گزر گیا افق ہمت کرتی واش اپ کرواتی مصطفی کے روم کی سمت بڑھی مصطفی کے سر پر سفید پٹیاں بندھی تھی ہاتھوں پر مختلف ڈریپس لگی تھی ناک اور منہ پر آکسیجن ماسک تھا افق سب کی طرح دور سے مصطفی کو دیکھتی رہی کتنے لمحے گزر گئے وہ ضبط کھوتی جانے کے لیے پلٹی تھی کی پلکوں نے جنبش کی وہ ہوش میں آنے لگا تھا افق مصطفی کی سمت بڑھی بے چینی سے بے قراری سے مصطفی کی پلکیں واہ ہونے کا انتظار کرتی رہی کچھ لمحوں بعد وہ مسلسل کوشش کرتا پلکیں واہ کر گیا بھوری آنکھوں نے سیاہ آنکھوں میں اپنے لیے چمک دیکھنی چاہی پہلے وہ آنکھیں سپاٹ اور تحریر زدہ تھی افق کا دل ڈوب گیا افق کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر مصطفی کی پلکوں پر گرے وہ یک ٹک افق کو دیکھ رہا تھا افق کو مصطفی کی آخری کی گئی بات یاد آئی لیکن وہ سینے پر سر نہیں رکھ سکتی تھی کوئی ڈرپس ہل سکتی تھی لیکن ہمت کرتے افق نے مصطفی کے سینے پر کانپتا ہوا اپنا ہاتھ رکھا اور پھر مصطفی کو دیکھنے لگی مصطفی کی آنکھوں میں شناسائی ابھری ایک الونی چمک نمودار

ہوئی اور افق اس چمک کو پہچانتی تھی وہ چمک افق کی محبت کی تھی افق اپنے آنسو صاف کرتی مسکرا دی اور مصطفی کی پلکیں اپنی چادر سے نرمی سے صاف کی مصطفی کچھ دیر افق کو دیکھتا رہا پھر غنودگی میں چلا گیا افق کچھ دیر مصطفی پر کچھ سورت پڑھ کر پھونکتی رہی پھر خود بھی باہر آئی افق نے سب کو مصطفی کے ہوش میں آنے کا بتایا تھا سب نے تشکر کا سانس بھرا۔

دو دن بعد :-

یہ تیسرے دن کی صبح تھی زمان اور یاسر ہی ہاسپٹل میں رکے تھے یا پھر حداد اور فراج رکتے تھے رات بھر افق کو سب کے ساتھ زبردستی ہوٹل بھیج دیا گیا

تھا مصطفی کو مکمل طور پر ہوش نہیں آیا تھا وہ آنکھیں کھول کر سب کو دیکھتا دن بھر افق اس کے پاس رہتی اس سے باتیں کرتی رہتی یا قرآن پاک کی تلاوت سناتی رہتی ثوبیہ بیگم بھی مصطفی پر دم کر کر کے پھونکتی رہتی افق اب بھی پریشان تھی جب تک مصطفی مکمل ٹھیک نہیں ہو جاتا اسے پریشان ہی رہنا تھا شاید وہ کتنی راتوں سے نہیں سوئی تھی لیکن مصطفی کو آج پرائیوٹ روم کی شفٹ کیا جا چکا تھا اور افق کو جیسے اب سکون ملا تھا اس نے اتنے دنوں میں آج گہری نیند لی تھی یاسر اور زمان کا کہنا تھا افق مصطفی کو سنبھال نہیں پائے گی اسے بہت سی چیزوں کی ضرورت ہو گی افق بھی پھر خاموش ہو گئی اسی لیے زیادہ تر دن میں بھی افق کے ساتھ ان پانچوں میں سے کوئی مرد ضرور مصطفی کے ساتھ رہتا اور رات کو سب نے دو دو کی ڈیوٹی لگائی ہوئی تھی فجر سے ایک گھنٹہ بعد ڈاکٹرز نے مصطفی کو پرائیوٹ روم میں شفٹ کر دیا تھا مصطفی مکمل ہوش میں آیا تھا زمان اور یاسر اس سے ملنے کے لیے روم میں گئے تھے اب انھیں اسی روم میں کاوئچ پر بیٹھ کر سب کے آنے تک کا انتظار

کرنا تھا یاسر اور زمان نو بجے ناشتہ کر رہے تھے وہ دو دنوں سے نہیں سوئے تھے کیونکہ رات کی ڈیوٹی وہ دیتے اور پھر صبح اپنی پارٹی ملک سے دور ہو کر بھی سنبھال رہے تھے چہرے پر تھکاوٹ تھی یاسر نے ابھی اپنی ملکہ سے فجر کے وقت بات کی تھی مصطفی پھر دوائیوں کی وجہ سے غنودگی میں جا چکا تھا جو اب ہوش میں آیا تھا وہ اب نارمل سانس لے سکتا تھا زمان اور یاسر کافی پی رہے تھے۔

"مجھے۔۔ واشروم۔۔ جانا۔۔ہے " بولنے سے مصطفی کو تکلیف ہو رہی تھی وہ زمان اور یاسر کو صرف نظر گھمانے پر دیکھ کر بولا کیونکہ پورا سر اس کا اب بھی مو نہیں ہوسکتا تھا سر میں درد کی ٹھیس اٹھنے کا خدشہ تھا یاسر نے ایک سانس کھینچی زمان کے ساتھ مل کر مصطفی کو واشروم لے کر گیا مصطفی دیوہیکل وجود کا مالک تھا کینسر جیسی بیماری میں بھی پراپر علاج اور اپنی کیئر کرنے کی وجہ سے اس کی جسامت میں کمی نہیں آئی تھی اور پھر اللہ سے ایک رابطہ بھی

تو جوڑ رکھا تھا اس نے مصطفی کو فریش کرواتے اس کے کپڑے بھی چینج کیے دونوں ہینڈ واش کرتے صوفے پر بیٹھے ہی تھے۔

"مجھے ۔۔ بھوک ۔۔ لگی ۔۔ہے " مصطفی نے پھر بامشکل کہا یاسر اور زمان نے جبڑے بھینچے پہلے دو دن سے نہیں سوئے تھے پھر لاڈ صاحب کی خاطر داری وہ لوگ جھنجھلا چکے تھے مصطفی کے لیے آپریشن تک ہی پریشان تھے اب تو مصطفی کے ہر ایکٹ پر غصہ آرہا تھا۔

دفعتاً فراج یازان اور حداد بھی روم میں اینٹر ہوئے ثوبیہ بیگم عترت اور افق ہوٹل کی ہی رکی تھی افق فجر پڑھ کر ابھی تک سو رہی تھی کسی نے اسے ڈسٹرب کرنا ضروری نہیں سمجھا۔

"ہاتھ ٹوٹے ہے خود کھا لے " زمان غرایا تھا یازان فراج اور حداد ٹھٹھکے تھے یاسر بھی آرام دہ حالت میں بیٹھا تھا۔

"اسلام وعلیکم " ان تینوں نے دروازہ لاک کرتے سلام کیا مصطفی سمیت سب نے جواب دیا۔

"بھائی ! مصطفی بھائی کو کیوں نہیں کھلا رہے آپ کچھ " فراج نے ناسمجھی سے استفسار کیا۔

"تم کھلا دو مصطفی بھائی کے چمچے " یاسر فراج پر سیدھا ہوا یازان اور حداد نے فراج کی بے عزتی پر قہقہہ ضبط کیا۔

"سابقہ۔۔سیاستدان۔۔زیادہ۔۔زبان نہیں۔۔چل۔۔رہی۔تمہاری " مصطفیٰ کا دل کیا دانت توڑ دے یاسر کے لیکن بیچارے سے بولا بھی نہیں جا رہا تھا۔

"آپ کی نہیں چل رہی مصطفیٰ شاہ میر صاحب تو کوشش کیوں کر رہے ہے " یاسر تپ کر بولا تھا حداد کو اپنے سالے کی بے عزتی پر اچھا خاصا مزہ آیا۔

"بس بہت ہو گیا میں کرواؤ گا آپ کو اپنے ان پیارے پیارے ہاتھوں سے ناشتہ ، تھری پیس والے ٹکلے مولا جی" یازان نے آگے بڑھتے کہا مصطفیٰ کی آنکھیں باہر ابلنے کو تھی جبکہ یاسر اور فراج نے گھور کر یازان کو دیکھا جبکہ زمان کافی انجوائے کر رہا تھا حداد کا قہقہہ بے ساختہ تھا وہ مزید خود پر کنٹرول نہیں کر پایا۔

"بڑے دانت نظر آرہے ہے تمہارے" زمان کو کو حداد برا لگا اس کی ناجانے کیوں حداد سے اب تک نہیں بن پائی تھی الگ سا بیر تھا حداد سے زمان کو۔

"نظر نا لگائے روز برش کرتا ہو" حداد نے بے نیازی سے کہا جبکہ یازان آگے ہوتا بیڈ کو زرا سا اوپر کرتا ثوبیہ بیگم کا بنایا ہوا ڈاکٹر کی احتیاط پر نرم کھانے کا ڈبہ کھولتا بہت سگھڑ طریقے سے مصطفی کے سینے پر نیپکن رکھے کھلانے لگا مصطفی یاسر اور فراج بس بے ہوش ہی ہونے والے تھے جبکہ زمان کو یازان کی اتنی اچھائی ہضم نہیں ہو رہی تھی تو حداد نے مشکوک نظروں سے یازان کی پشت کو گھورا تھا مصطفی بھی حیران تھا لیکن کم سے کم وہ اسے کھانا کھلا رہا تھا فی الوقت تو اتنا ہی کافی تھا فراج تو منہ کھولے بس یازان کی پشت دیکھ رہا تھا جبکہ زمان حداد اور یاسر دور بیٹھے تھے یاسر کے بیڈ سے کافی فاصلے پر تھے موبائل استعمال کر رہے تھے یازان نے بے حد احتیاط اور محبت سے مصطفی کو کھانا کھلایا اور نا صرف کھانا کھلایا مصطفی کا منہ بھی صاف کیا۔

"فراج پانی پلانا " یاسر نے سٹول پر بیٹھے فراج سے کہا جو اٹھنے لگا کہ یازان نے فورا یاسر کو پانی کا گلاس پیش کیا یاسر نے موبائل سے نگاہیں ہٹائے سر تا پاؤں یازان کو دیکھا اور گلاس تھاما فراج کو ایک اور جھٹکا لگا۔

"چھوٹے سالے صاحب میرے لیے کافی منگوا دو گے " حداد نے فراج سے استفسار کیا۔

"بھائی ابھی لاتا ہوں " یازان نے حداد سے کہتے دروازہ کھولا اور باہر قدم رکھا حداد کا شاک پر شاک لگا یہ نواب صاحب پانی کا گلاس اٹھ کر نہیں پیتا تھا اور اپنے بہن بھائیوں کی بات تو کبھی ماں ہی نا جائے اور آج وہی تحمل سے کسی

اور سے کہے کام خود سر انجام دے رہا تھا کچھ ہی دیر میں حداد کی کافی یازان لیے حاضر ہوا سب صرف یازان کی حرکتیں نوٹ کر رہے تھے۔

"آج خیریت ہے دن کہا سے نکلا ہے جو یہ میرا چھوٹا سالا اتنی فرمابرداری دیکھا رہا ہے " یاسر نے یازان کو دیکھتے کہا جو مصطفی کی میڈیسن چیک کر رہا تھا حداد اور یازان کو سالا لفظ بلکل اچھا نہیں لگا۔

"ہاں میں بھی یہی سوچ رہا تھا بھائی میرا چھوٹا سالا میرا مطلب ہے آپ کا چھوٹا سالا (میرا بھی) اتنا فرمابردار ؟" فراج کی زبان پھسلی تھی لیکن وہ جلد ہی سنبھال گیا۔

"کیوں آپ کو فرمابرداری ہضم نہیں ہو رہی بہنوئی جی " یازان نے آنکھیں ٹپٹپا کر ضبط کرتے دانت پیستے فراج کو اگنور کیے یاسر سے استفسار کیا۔

"مجھے پتا نہیں کیوں خطرے کی بو آرہی ہے " یاسر نے کہا۔

"سیاستدان ہے نا تو اسی لیے ، سیاستدان کی ناک بہت لمبی ہوتی ہے یونہی تو نہیں زمین کے اندر دفن پیسے کو سونگ لیتا ہے" حداد نے طنزیہ انداز میں کہا یاسر نے حداد کو بے نیازی سے ضبط کرتے بس دیکھنے پر اکتفا کیا۔

"بھائی غلط بات ہے ایسے نہیں کہتے آپ کے سالے صاحب ہے (عنقریب میرے بھی ہونے والے سالے ہے پہلے میری شادی ہونے دو باقی بدلے میں گن گن کر شادی کے بعد لو گا)" یازان نے جواب دیا زمان نے اتنی دیر میں

پہلی دفعہ ایبرو ریز کیے یازان کو دیکھا تو حداد نے اسے گھورا جبکہ مصطفی ان سب کی تو تو میں میں سن رہا تھا بس۔

"لوگ اتنے اچھے ہو گئے ہے یا میرا اچھائی سے یقین اٹھتا جا رہا ہے " فراج نے بے ساختہ کہا۔

"آپ کو یقین کر لینا چاہیے فراج بھائی انسان کی کبھی نا کبھی اچھائی تو ابھر کر سامنے آتی ہی ہے " یازان نے بے حد نرمی سے کہا فراج کو لگا اس نے غلط سنا ہے فراج کو اپنے کانوں پر یقین نہیں ہوا یازان اسے عزت دے رہا تھا اسے ؟

"کیا کہا تم نے " فراج سٹول چھوڑے کھڑا ہوا۔

"کیا میں نے کچھ غلط کہا فراج بھائی" یازان نے دانت پیستے آنکھیں ٹپٹپا کر کہا سب ان دونوں کو ہی دیکھ رہے تھے۔

"بھائی اس سالے نے مجھے بھائی کہا ! بھائی کہا مجھے " فراج خوشی سے یا پھر حیرت سے چیخ اٹھا تھا مصطفی نے ناگواری سے فراج کو دیکھا تھا وہ چیخا ہی اس قدر حیرت اور بلند آواز سے تھا یاسر حداد یاسر اور زمان نے بھی دونوں کو ہی گھورا جبکہ یازان کے جبڑے بھینچے تھے سالا لفظ پر یہ سالا یازان کو کا خوشی میں سالا بول رہا تھا آخر ؟۔

"پلیز خودکشی مت کیجیے گا پلیز (ورنہ سالے تو تو جائے گا دنیا سے میری شادی تیری بہن سے نہیں ہو پائے گی کیونکہ تو خوشی سے مر جائے گا الزام مجھ پر

آئے گا)" یازان نے اتنا تو کہ ہی دیا باقی بنا آواز کے بڑبڑایا تھا فراج صدمے سے واپس آیا۔

"خودکشی کرے میرے دشمن۔۔" فراج نے آنکھیں گھماتے کہا کہ مصطفیٰ نے سب کو گھورا۔

" چلے۔۔ جاؤ۔۔ یہاں۔۔سے۔۔ میری۔۔بیوی۔۔ کو۔۔ بھیج۔۔ دو میرے۔۔ پاس ۔۔تم۔۔سب۔۔ کی۔۔ شکلیں۔۔اور۔۔ باتیں۔۔ سن کر۔۔ مجھے۔۔ لگتا۔۔ ہے۔۔ مجھے۔۔جو۔۔ میموری۔۔ کا۔۔ لاس۔۔ نہیں ہوا۔ عنقریب۔۔ ہو۔۔ جائے۔۔ گا " مصطفی غصے سے بامشکل پھولی سانسوں کے درمیان غرایا تھا سر چکرا گیا تھا اس کا واقعی جبکہ زمان نے سب کو روم سے جانے کا اشارہ کیا یاسر اور زمان کو تو ویسے ہی ہوٹل جانا تھا آرام کرنے کے لیے تو فراج اور حداد کو ہی وہاں چھوڑا

یازان کو وہ لوگ اپنے ساتھ واپس لے گئے کوئی بھروسہ نہیں تھا پھر اس کی وجہ سے کوئی ہنگامہ ہو جاتا۔

"مصطفی کیا کر رہے ہے آپ درد ہو گا نا آپ کو " افق ہڑبڑا کر بولی تھی وہ مصطفی کے پاس اس کے بیڈ پر جگہ بنائے بیٹھی تھی اور مصطفی کے لیے فروٹس کاٹ رہی تھی مصطفی کے اٹھنے پر ہڑبڑا کر ٹرے سائیڈ ٹیبل پر رکھتے ہوئے پریشانی سے بولی مصطفی نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالے اپنے قریب کیا افق دونوں ہاتھ مصطفی کے اعتراف یعنی تکیہ پر رکھتی خود کا بوجھ مصطفی پر ڈالنے سے سنبھال گئی۔

"مصطفی کیا کر رہے ہیں آپ ؟" افق نے پریشان ہوتے مصطفی کو گھورا جو پرسکون سا اب تکیے پر سر ڈالے افق کے خوبصورت چہرے کو ملاحظہ فرما رہا تھا
۔

"تھوڑا نیچے جھکو بتاتا ہوں " مصطفی نے کہا افق نا سمجھی سے جھکی مصطفی نے افق کی پیشانی پر لب رکھے۔

"سانسیں تو اب لی ہے میں نے ایک صدی بعد " مصطفی افق کا ہاتھ تھامتے مخمور لہجے میں گویا ہوا افق کا چہرہ سرخ قندہاری ہوا پلکیں لرزی۔

"مجھے تمہاری رگ وجان میں سمانا ہے" مصطفی نے افق کے ہاتھ کو جھٹکا دیتے خود پر گرایا افق کا چہرہ سرخ انار ہوا لیکن افق اس دفعہ بیلنس برقرار نا رکھتی

ہوئی مصطفی کے چوڑے سینے سے جا ٹکرائی پیر بیڈ سے نیچے جھول رہے تھے مصطفی کے چہرے پر تکلیف کے اثرات نمایاں ہوئے سر میں ایک ٹھیس اٹھی تھی افق نے پریشانی سے مصطفی کو دیکھا۔

"آپ کو زرا پرواہ نہیں اپنی بلکل بچے بن جاتے ہے آپ کا علاج چل رہا ہے مصطفی یہ رومانس آپ بعد میں بھی کر سکتے ہے " افق یک دم سیدھی ہوتی اپنا ڈوپٹہ سیٹ کرتی غصے سے غرائی تھی افق کے غصّہ کرنے پر مصطفی نے ہونٹ دانتوں میں دبائے افق کو دیکھا جو سخت خفا لگ رہی تھی۔

"تو تم مجھے بچہ دے دو تاکہ میں بچہ نا بنو اور یار تیس کا ہونے والا ہو اب تو باپ بننا ہے میں نے حنان اور ثوبان بھی بننے والے ہے " مصطفی نے افق کو دیکھ شریر لہجے میں کہا افق کا چہرہ پھر شرم سے سرخ پڑا وہ خاموشی سے فروٹس لیے دوبارہ اپنی جگہ سنبھال گئی مصطفی افق کے چہرے پر قوس و قزح

کے رنگ دیکھتا رہا افق وقفے وقفے سے مصطفی کے منہ میں فروٹس کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ڈالتی رہی۔

"پاکستان جا کر بچے کی پلاننگ کرے گے اوکے ؟" مصطفی افق کو کافی دیر خاموش دیکھ بولا افق کے ہاتھ لرزے مصطفیٰ کی باتھ روم والی شدتیں یاد آئی تھی جبکہ مصطفی افق کی انگلیوں سے سیب کا ٹکرا منہ میں ڈالتا افق کی انگلیاں گیلی کر گیا افق کی شرم وحیاء میں اضافہ ہوا جبکہ مصطفی مسکراتا افق کے ساتھ ایسی ہی چھیڑ چھاڑ کرتا رہا افق یہاں سے غائب ہونے کے بہانے تلاش کرتی رہی مگر مصطفی نے مجال تھی جو افق کو اپنی نظروں سے اوجھل بھی ہونا دیا ہو ۔

مزید ایک ہفتہ گزر گیا مصطفی کو ہاسپٹل سے ڈسچارج ملا مصطفی کی رپورٹس نارمل تھی بس کچھ احتیاط کرتے ہوئے میڈیسن جاری رکھنی تھی اور کچھ ہی مہینوں میں مصطفی پھر سے صحت مند ہونا شروع کر دیتا وہ اب بھی صحت مند ہی تھا اسے دیکھ کہی سے بھی نہیں لگتا کہ وہ لمبے عرصے سے کینسر جیسی جان لیوا بیماری سے لڑ رہا ہے لیکن آپریشن کے بعد مصطفی کی صحت گرنے لگی تھی ڈاکٹرز نے کہا تھا یہ نارمل ہے کچھ مہینوں میں کمپلیٹ ٹریٹمنٹ کے بعد صحت دوبارہ بننا شروع ہو جائے گی۔

"تم ٹھیک ہو ؟" جویریہ مصطفی کے سینے سے لگی استفسار کرنے لگی داؤد اور کفیر سب ہی پیلس میں موجود تھے جہاں مصطفی کی واپسی کا بھر پور طریقے سے انتظام کیا گیا تھا اور آج ہی سب امریکہ سے پاکستان آئے تھے سوائے یازان یاسر اور زمان کے وہ دو دن پہلے آچکے تھے۔

"میں بلکل ٹھیک ہو یہ بتاو تم کیسی ہو ؟ " مصطفی نے جویریہ کے بالوں پر لب رکھتے استفسار کیا جویریہ مسکرا دی سب لوگ ہی بھائی بہن کے پیار کو دیکھ مسکرا دئے تھے۔

"مجھ سے نہیں ملو گی میری جان" زمان جو باہر سے پیلس میں ابھی داخل ہوا تھا یاسر کے ساتھ ، جویریہ سے استفسار کرنے لگا جویریہ مسکرا دی اور زمان کے سینے سے جا لگی پھر یاسر کو دیکھا یاسر سے ملی پیلس میں خوب رونق لگی تھی مصطفی کی صحت یابی کے لیے صدقہ خیرات کیا جا رہا تھا باہر بکروں کا صدقہ دیا جا رہا تھا اور کفیر'ز اور داؤد'ز کی دعوت تھی آج پیلس میں اور دو دن سے یہ تیاریاں چل رہی تھی۔

"مجھے آپ سب سے ضروری بات کرنی ہے" ثاقب داؤد صوفے پر آگے ہو کر بیٹھتے بولے۔

"جی کہیے" اعظم کفیر نے مسکرا کر کہا سب کی نظر اب ثاقب داؤد پر تھی۔

"میں جنہ کے لیے فراج کا ہاتھ مانگتا ہوں " ثاقب داؤد نے گویا دھماکا کیا سب ہکا بکا انھیں دیکھتے رہے شاہد کفیر مسکرائے یازان کو شاک لگا نظر فراج پر گئی جو جنہ کو ہی اپنی آنکھوں کے حصار میں لیے ہوئے تھا۔

"اگر آپ لوگوں کو کوئی اعتراض ہے تو بتایئے " ثاقب داؤد نے شاہد کفیر اور اعظم کفیر کو دیکھتے استفسار کیا۔

"مجھے بھی ایک بات کرنی ہے سب سے " شاہد کفیر نے ثاقب داؤد کی بات کا جواب نا دیا اپنی بات کہی۔

"میں قندیل کا ہاتھ مانگتا ہوں یازان کے لیے " شاہد کفیر نے ایٹم بم پھوڑا تھا قندیل نے باہوں میں بادشاہ کو لیے ہوئے تھا اس کا منہ حیرت سے کھل گیا جبکہ اب فراج نے یازان کو دیکھا جو بہت محبت سے قندیل کو دیکھ رہا تھا فراج کو شاک سے کم نا لگا۔

"یہ آپ لوگوں نے کب فیصلہ کیا ہمیں بتایا نہیں " ثوبان نے مداخلت کی یازان کو گھور کر دیکھا اور ثاقب داؤد سے کہا ثوبان کو قندیل کے لیے یازان نہیں پسند تھا وجہ یازان کی زبان درازی تھی خیر اب تو یازان سب سے بڑی فرمابرداری سے بات کرتا تھا تب بھی نہیں پسند تھا پتا نہیں کیوں ؟

"مجھے بھی نہیں سمجھ آرہی " حداد بھی فراج کو گھورتا ہوا بولا سب لوگ خاموش بیٹھے تھے یاسر اپنی ملکہ کو حصار میں لیے ہوئے تھا۔

"آپ فکر نا کرے میڈل سالے صاحب اب تو بتا ہی دیا ہے نا آپ کو" فراج نے احتراماً کہا۔

"تم ابھی ہمارے بہنوئی نہیں بنے تو مجھے دوبارہ سالا نہیں کہنا " حداد نے دانت پیسے تھے۔

"رشتہ تو ہوچکا ہے نا (نکاح بھی میرے سالے)" فراج مسکرایا آج اسے کچھ برا نہیں لگنا تھا شاید۔

"کیسا رشتہ ؟ ابھی ہاں نہیں ہوئی " حداد نے جتایا فراج نے آنکھیں گھمائی حداد نے مٹھیاں بھینچی۔

"مجھے نہیں کرنی اس مسٹر آوارہ سے شادی " کوئی کچھ کہتا کہ قندیل پھٹ پڑی یازان کسی اور کو پسند کرتا تھا قندیل اس سے شادی کیسے کر سکتی تھی سب نے قندیل کو دیکھا ثوبان یاسر اور فراج مطمئن ہوئے جب بہن نہیں چاہتی تو کوئی بھائی اس کی شادی یازان سے نہیں ہونے دینے والا تھا جیسے پہلے تو یازان کے لیے ہار لیے بہنوئی ماننے کے لیے تیار کھڑے تھے ہننہ۔

"کیوں نہیں کرنی بھئی ایسے ہی نہیں کرنی ؟ عجیب زبردستی ہے واہ بھئی واہ فضول میں نہیں کرنی ؟" یازان نے لڑاکا عورتوں کی طرح کمر پر ہاتھ ٹکائے

تیوری چڑھائی قندیل کو گھورا وہ اتنے دنوں سے اپنے اور اس مادام کے گھر والوں کے سامنے اتنا اچھا بن چکا تھا کہ اللہ نے بھی یازان کو دیکھ کر جنت کا ٹکٹ دے دینا تھا اور یہاں وہ مادام شادی نہیں کرنا چاہتی تھی واہ واہ یازان نے قندیل کو گھورا پیلس کا نقشہ کچھ دیر میں میدان جنگ میں تبدیل ہونے کے امکانات شروع ہو چکے تھے۔

"کیونکہ تم کسی اور کو پسند کرتے ہو اور مجھے تم پسند نہیں ہو مسٹر آوارہ " قندیل نے بادشاہ کو فرش پر چھوڑتے دوبدوک کہا پسند تو تھا مگر ایسا شخص نہیں چاہیے تھا جو کسی اور سے محبت کرتا ہو یازان نے قندیل کو غور سے دیکھا پھر مسکرا دیا ان خوبصورت آنکھوں میں اپنی پسندیدگی وہ پہچانتا تھا پل میں سارا ماجرہ یازان کو سمجھ آیا وہ کیوں انکار کر رہی تھی۔

"مس ہوتی سوتی ڈاکٹر جو باتیں سن کر تم یہ سب کہ رہی ہو اس دن میں تمہاری ہی بات کر رہا تھا اپنی فیملی سے بس کچھ جھوٹ بول دئے تھے اپنی عزت رکھنے کے لیے کہ تم بھی مجھے پسند کرتی ہو۔۔تو اس کے لیے میں سب سے اور تم سے معافی مانگتا ہوں لیکن مجھے پتا ہے محبت نا سہی تم پسند تو کرتی ہو مجھے اور میں تمہارے علاوہ کسی سے شادی نہیں کرونگا میں تم سے محبت کرتا ہو " یازان نے اپنی شرٹ کے کف فولڈ کرتے کہا جہاں قندیل کی غلط فہمی دور ہوئی وہی یازان کے اظہار محبت پر قندیل ثوبان یاسر شازم داؤد ، جازم داؤد ، ثاقب داؤد اور فراج کا چہرہ شدت سے سرخ ہوا تھا چلو لڑکی کا سمجھ آتا ہے اس کے خاندان کا کیوں ہوا بھئی ؟ اچھا اچھا یازان کی دیدہ دلیری پر واہ بھئی یازان صاحب واہ کیا کہنے آپ کے لڑکی کو پرپوز بھی کیا تو اپنے اور اس کے پورے خاندان کے سامنے کفیر'ز اور شاہ میر'ز نے داؤد'ز کو پریشانی سے دیکھا ان کا اگلا قدم کیا ہو گا زمان اور مصطفی تو سوچ رہے تھے یہ یازان کا قیمہ

کروائے گے باہر بیٹھے کسائیوں سے یا یازان کو تیزاب کے ٹپ میں ڈبو ڈبو کر مارے گے ؟ دونوں بھائی ایک ساتھ اپنا دماغ لڑا رہے تھے۔

"ملکہ اپنے بھائی کو سمجھا دو میں اس کی جان لے لو گا " یاسر عشراق کے گرد اپنے ہاتھ ہٹاتا دھاڑا تھا عشراق سہمی تھی اور یاسر کو دیکھنے لگی پہلی دفعہ یاسر سب کے سامنے عشراق سے ایسے بات کر رہا تھا عشراق کی آنکھیں نم ہوئی۔

"مجھے نہیں کرنی اپنی بہن کی شادی اس بدتمیز انسان سے " ثوبان غرایا تھا۔

"کیوں نہیں کرنی میرا بھائی لاکھوں میں ایک ہے اور قندیل بھی تو پسند کرتی ہے اسے " مقدس بھی غصے سے بولی یازان نے بول دیا کہ قندیل اسے پسند کرتی ہے تو مقدس کے لیے پتھر کی لکیر کو گئی جبکہ قندیل اپنی بھابھی کو دیکھ

پھر منہ کھول گئ ثوبان نے مقدس کو دیکھ دانت پیسے اور گھور کر دیکھا مقدس کو ثوبان کے سرخ چہرے سے خوف محسوس ہوا آنکھیں نم ہوئی۔

"خاموش ہو جاؤ تم " ثوبان یک دم دھاڑا تھا مصطفی زمان افق صرف تماشہ دیکھ رہے تھے۔

"میری بہنوں سے خبردار جو ایسے بات کی زبان کھینچ لو گا " حنان کا میٹر گھوما تھا مقدس اور عشراق کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر وہ یاسر اور ثوبان پر غرایا یاسر کی نظر اپنی ملکہ پر نا تھی مگر ثوبان نے مقدس کو دیکھ کر پھر بھی خود پر قابو نا رکھ پایا جنہ نے فراج سے آنکھوں آنکھوں میں التجا کی کہ وہ خاموش رہے کچھ الٹا سیدھا نا بول دے فراج جنہ کی آنکھوں کا اشارہ پڑھتا ضبط سے مٹھیاں بھینچ گیا۔

"اس کی نظر پہلے ہی میری بہن پر تھی تب ہی شفا کے سامنے اسے بھگانے کی بات کر رہا تھا " یاسر حنان کو دیکھ غرایا تھا حنان کی زبان رکی یازان کو گھورا اس کی فضول گوئی نے کسی کے قابل کسی دن انھیں منہ دیکھانے کے قابل بھی نہیں چھوڑنا تھا یازان نے ادھر ادھر نگاہیں پھیری جبکہ قندیل کا دل کیا یازان کا منہ توڑ دے مقدس اور عشراق نے بھی یازان کو نا سمجھی سے دیکھا۔

"ٹھیک ہے جب ہمارے بھائی کی شادی قندیل سے نہیں ہو سکتی تو فراج کی بھی جنہ سے نہیں ہو گی" حداد نے کندھے اچکاتے کہا فراج کا میٹر گھوما یازان کو ٹوٹ کر اپنے ویلن بھائی پر آج پیار آیا کیا موقعے پر چوکا مارا تھا۔

"ایسے کیسے نہیں ہو گی یوں ہی نہیں ہو گی اس لڑکے کی ہڈیاں توڑ دی میں نے جس کے ساتھ میری جنہ کی منگنی کروانے والے تھے آپ لوگ ، اگر اس سالے کی وجہ سے میری شادی نہیں ہوئی نا تو اس کا نقشہ بگاڑ دوں گا میں" فراج دھاڑا تھا کفیر'ز کا منہ حیرت سے کھل گیا ثاقب ، شازم اور جازم داؤد نے اپنا ماتھا پیٹا یہ بات ان کفیر'ز کو بتانے کی کیا ضرورت تھی بھئی ، اب جنہ کا دل کیا فراج کا گلا دبا دے اب جو کام ہوتا وہ بھی نہیں ہونا تھا۔

"کیا مطلب تم نے جنہ کے رشتے سے انکار کروایا " اعظم صاحب کی پیشانی پر بل پڑے فراج خاموش رہا۔

"ثاقب یہ سب کیا ہے " شاہد کفیر نے ثاقب داؤد سے استفسار کیا جو فراج کو گھور رہے تھے۔

"میری ہڈیاں ٹوٹے یا تیرا بوتھا میری بہن کی شادی نہیں ہو گی تیرے ساتھ اور تیری بہن کی میرے ساتھ ہی ہوگی " یازان غرایا تھا فراج یازان کی سمت بڑھا تھا اور فراج نے دیکھتے ہی دیکھتے یازان کے منہ پر مکہ جڑ دیا یازان بلبلا کر پیچھے فرش پر گرا فائیٹر کا ہاتھ تھا لوہے کی طرح لگا۔

"دور رہ میرے بھائی سے ورنہ منہ توڑ دوں گا " حداد نے فراج کو پیچھے دھکیلتے پنچ رسید کیا اور غرایا۔

"میرے بھائی پر ہاتھ کیسے اٹھایا تو نے" ثوبان غراتا حداد کو پنچ رسید کر گیا مصطفی بڑے مزے سے چیری کھاتا تماشہ دیکھ رہا تھا زمان ایسے دیکھ رہا تھا جیسے کوئی مووی دیکھ رہا ہو اور نہایت ہی بورنگ مووی چہرہ بلکل سپاٹ تھا۔

"میں تیرا منہ توڑ دوں گا سالے میرے بھائیوں پر اب غرایا تو " حنان نے ثوبان کو دھکا دیا اور پنچ ہوا میں لہرایا ثوبان کو مارنے کے لیے کہ جویریہ کی آواز پر رکا۔

"حنان میں تمہیں کمرے سے نکال دو گی میرے بھائیوں پر ہاتھ اٹھایا تو " جویریہ غرائی تھی لیکن دھمکی اثر دہ ثابت ہوئی تھی فورا حنان نے ہاتھ نیچے کیا یازان نے گردن گھما کر جویریہ کو گھورا جبکہ حداد نے حنان کو فاطمہ بیگم شاہد کفیر اعظم کفیر اور عالم کفیر اپنے سپوتوں کو دیکھ رہے تھے۔

"ایسا بھی کیا بیوی سے ڈرنا ہٹے پیچھے بھائی آپ نے تو ناک کٹوا دی " حداد نے حنان کو گھورتے آگے قدم لیے۔

"تیری بیوی معصوم ہے تو کہ سکتا ہے میری سفاک ہے مجھے پتا ہے وہ کر سکتی ہے ایسا " حنان نیچی آواز میں غرایا تھا اور جویریہ کو گھورتا جبڑے بھینچے پیچھے ہوا جبکہ عترت کو سنائی دے گئ وہ ان کے پیچھے کچھ فاصلے پر کھڑی تھی حداد کو جتاتی نظروں سے دیکھا (دیکھ لے پھر بھی قدر نہیں آپ کو) جبکہ حداد نے سر جھٹکا سنائی تو ثوبان فراج اور یاسر کو بھی دے گیا تھا۔

"حداد آپ کو شرم نہیں آتی میرے بے قصور بھائیوں پر ہاتھ اٹھاتے " عترت نے روکا۔

"بے قصور ؟ تمہارے بھائی ؟ چپ کر کے زبان بند رکھو ورنہ بے قصور بھائیوں کی بہن ایک لگاؤ گا کان کے نیچے " حداد عترت پر غرایا تھا عترت نے

منہ بنایا جبکہ زمان نے بنا دیری کیے حداد کا نقشہ بگاڑ دیا حداد بلبلا اٹھا مصطفی کو مزہ آیا اس نے ہاتھ پکڑ کر افق کو اپنے پاس بیٹھایا جو سب کی طرح کھڑی ہو کر تماشہ دیکھ رہی تھی افق ہڑبڑا کر بیٹھی تھی مصطفی نے افق کے کھلے منہ میں چیری ڈالی اور ادھر ادھر دیکھا کوئی انھیں نہیں دیکھ رہا تھا مصطفی نے موقعے کا فائدہ اٹھاتے جھک کر افق کے لبوں کو چھوا افق سٹپٹائی مصطفی نے آنکھ ونگ کی

۔

"ہاتھ لگا تیرے دونوں کانوں پر ایک ساتھ تبلا نا بجا دیا تو میرا نام بھی whistle poison نہیں" زمان نے ابرو ریز کرتے کہا عترت کی ہنسی چھوٹی حداد نے ناک پر ہاتھ رکھے زمان اور اس کی بہن کو گھورا عترت کی ہنسی کو بریک لگی۔

"کر دیا نا یہاں بھی اپنا پیشہ شروع وزیراعظم بن گئے لیکن تبلا بچانا نہیں چھوڑے گے ہننن۔۔اور آپ مجھ سے بڑے ہے لحاظ کر جاتا ہوں بوڑھے ہو رہے ہے کہی ہڈی نا ٹوٹ جائے آپ کی تو زیادہ خوش فہمی نہیں پالیے گا آپ کی بوڑھی ہڈیوں میں جان نہیں اب " حداد سلگ کر گویا ہوا زمان کا چہرہ سرخ ہوا۔

"وہ تو تیری ناک سے نکلتا خود بتا رہا ہے میری ہڈیوں میں کتنی جان ہے ؟ خیر دوبارہ میرے شوق (musician) پر تنقید کی تو تو بولنے لائق نہیں بچے گا سمجھا اور تجھ سے زیادہ جوان ہو اس عمر میں بھی اور دو چار سال بڑا ہو گا بس تجھ سے" زمان نے آنکھیں گھمائی مصطفیٰ کا قہقہہ گونجا زمان نے مصطفیٰ کو گھورا یاسر کو بھی ہنسی آئی ضبط کر گیا زمان age conscious تھا۔

"جھوٹے جہنم میں جائے گے انشاء اللہ" حداد نے تپ کر مزید کہا۔

"اور تیرے جیسے سچے قبر میں " زمان دوبدوک بولا۔

"یہاں بات میری شادی کی ہو رہی ہے " فراج نے سب کو موضوع سے ہٹتے دیکھ متوجہ کیا۔

"میری شادی کی تیری کی نہیں " یازان نے تصحیح کی۔

"میرے رہتے ممکن نہیں " فراج نے کہا۔

"تو ابھی جہنم واصل کر دیتا ہوں " یازان آگے بڑھا کہ حنان نے سینے پر ہاتھ رکھے یازان کو روکا۔

"اگر اس طرح لڑائی جھگڑا کرنا ہے تو بہتر ہے دونوں کی ہی شادی نا ہو " زمان نے پھر لڑائی شروع ہوتے دیکھ کہا۔

"آپ کی نہیں ہوئی تو کسی اور کی بھی نہیں ہونے دے گا " یازان نے زمان سے غراتے ہوئے کہا۔

"یاسر میں تیرے سالے کی زبان کھینچ لو گا نہایت بدتمیز انسان ہے " زمان نے یاسر سے کہا۔

"زندگی میں پہلی دفعہ مجھے تیرا کوئی ارادہ اچھا لگا بسمہ اللہ کر " یاسر نے زمان کی بات سراہتے ہوئے کہا۔

"میری زبان ہے کپڑے کا تھان نہیں جیسے یوں ہی آپ کھینچ لے گے " یازان نے یاسر اور زمان سے کہا۔

" تھان سے کم بھی نہیں زبان دراز آدمی " ثوبان نے جل کر کہا۔

"مجھے مس ہوتی سوتی ڈاکٹر سے شادی کرنی ہے تو کرنی ہے بس ! کیا کچھ نہیں کیا میں نے ان سڑے ہوئے سالوں کی چاپ لوسی کی تھری پیس والے ٹکلے مولا جی کو اپنے ہاتھوں سے کھانا کھلایا جن سے سوچا تھا مس ہوتی سوتی ڈاکٹر کو کھلاؤ گا سب سے پہلے ، میں نے قربانی دی اپنے بھائیوں کی کڑوی باتیں سنی سفاک بھابھی کے نخرے اٹھائے رات کو تین بجے آئسکریم لا کر دی ہے انھیں اور میری قربانیوں کا یہ سلا دے رہے ہے آپ سب مجھے " یازان نے مانو

دہائی ہی دے دی جبکہ یازان کی ایسی بے شرمی پر قندیل کا چہرہ سرخ ہوا تھا تو اس کے بھائیوں کا بھی ہوا لیکن زیادہ صدمہ یازان کی چالاکی پر تھا اس نے اپنا کام نکلوانے کے لیے ان سب کو گھیرا کیسے تھا۔

"تب ہی سوچو یہ جاہل انسان اتنا اچھا کیسے بن گیا" مصطفی نے کہا اسے یازان کا خود کو ٹکلا کہنا اچھا نہیں لگا تو کیا ہوا تھا اگر مصطفی کے چھوٹے چھوٹے بال نمودار ہو رہے تھے ہو تو رہے تھے نا بال تو تھے نا ہننہ اور مصطفی نے ایک فلیٹ نرم کیپ بھی پہنی ہوئی تھی اس کیپ میں وہ مزید ہینڈسم لگ رہا تھا جبکہ یازان نے اسے آنکھیں گھما کر دیکھا مصطفی کی چاپ لوسی کر کے تو کوئی فائدہ نہیں ہوا اسے بلکے اس کے بڑے بھائی (زمان) نے اسے اور اس کے بھائی حداد کو ہی ذلیل کر دیا یازان کو اپنی قربانی پر افسوس ہوا۔

"میری بھی ساری باتیں مانی" حداد نے بھی سوچتے ہوئے کہا۔

"مجھے بھی امپریس کرتا رہا" یاسر نے کہا۔

"مجھے تو چاپ لوسی میں بھائی تک بول دیا" فراج کے منہ سے بے ساختہ نکلا تھا۔

"میری بیوی کے بھی نخرے اٹھائے مجھے امپریس کرنے کے لیے" حنان نے بھی کہا۔

"مجھ سے بھی عزت سے بات کی" ثوبان نے بھی پرسوچ انداز میں کہا۔

"دیکھ لے جن کو منہ نہیں لگانا چاہیے میں نے ان کی عزت بھی کر ڈالی "
یازان نے سب کو کھویا کھویا دیکھ افسوس سے کہا زمان نے اس کی چلاکی پر
یازان کو گھورا سب ایک دم ہوش میں آئے۔

"شٹ اپ " سب یک زبان بولے تھے شاہد کفیر اور ثاقب داؤد نے ایک
دوسرے کو دیکھا پھر شاید جنگ شروع ہونے والی تھی۔

"بس بہت ہو گیا ہم جنہ کے لیے فراج کا رشتہ قبول کرتے ہے " شاہد کفیر
نے معاملہ ختم کرنا چاہا فراج اور جنہ کے چہرے پر خوشی چمکی داؤد'ز خوش
ہوئے جبکہ حنان حداد اور یازان کا منہ بن گیا۔

"ہم بھی قندیل کے لیے یازان کا رشتہ قبول کرتے ہے " ثاقب داؤد نے کہا اب کفیر'ز خوش ہوئے تھے یازان کے چہرے پر خوشی چمکی قندیل خاموش تھی تو ثوبان ، یاسر اور فراج کا منہ بن گیا۔

"اور کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہو گا اب یہ ہمارا فیصلہ ہے " ثاقب داؤد اور شاہد کفیر ہم آواز بولے تھے سب خاموش ہو گئے اب اعتراض کی کوئی وجہ باقی نہیں بچتی تھی معاملہ جیسا ختم ہوا۔

"یار کیا ہوا ہے میری ملکہ بات تو کرو نا " یاسر جھنجھلا گیا تھا عشراق کب سے اس سے خفا بیٹھی تھی بات تک نہیں کر رہی تھی نقاب بھی نہیں ہٹایا تھا یاسر

بول بول کر تھک گیا تھا وہ لوگ شاہ میر پیلس سے داؤد حویلی جا رہے تھے عشراق اب بھی کچھ نا بولی خاموش رہی یاسر نے ایک سانس بھرا عشراق کا ہاتھ تھاما ایک ہاتھ سے ڈرائیونگ کرتے ہوئے عشراق کا نرم ہاتھ اپنے لبوں سے لگایا عشراق پھر بھی کچھ نا بولی نا وہ رو رہی تھی نا کچھ بول رہی تھی اور یاسر اپنی ملکہ کے سپاٹ تاثرات پر بے حد پریشان تھا اب اس کا ارادہ رومینٹک انداز میں اپنی ملکہ کو منانے کا تھا جو پچھلے دنوں اس کی دوری برداشت کرتی اب اسے خود کے قریب آنے سے نہیں روکتی تھی اور یاسر رات بھر اپنی من مانیاں بہت اشتیاق سے کرتا عشراق میں گم رہتا تھا۔

"مقدس میری بات تو سن لو یار تم وہاں فضول میں اپنے بھائی کی سائیڈ لے رہی تھی میری جانم میں نے اس لیے غصہ کیا" ثوبان بھی ڈرائیو کرتا مسلسل مقدس کو منانے کی کوشش کر رہا تھا جو کار میں بیٹھتے ہی رونا شروع کر چکی تھی اور ثوبان اسے چپ کروا کروا کر اب خود ہلقان ہو رہا تھا۔

"نہیں کرنی مجھے بات نہیں ہونا چپ اب بھی غصہ کرے مجھ پر " مقدس ٹیشو سے گال رگڑتی غرائی تھی۔

"یار میری جان میری بیوی میری جانم میری جاناں میں تم پر غصہ جان بوجھ کر نہیں کرتا " ثوبان نے مقدس کو ایک نظر دیکھتے محبت بھرے لہجے میں کہنا شروع کیا مقدس نے ہننہ کہتے سر جھٹکا۔

"یار جنہ میں نے کچھ نہیں کیا تمہارا بھائی ہی مجھے پہلے اکسا رہا تھا " فراج نے بلیو ٹوتھ کان سے لگائے ہوئے ڈرائیونگ کرتے گیر بدلتے کہا جنہ منہ پھلائے اس سے ناراض تھی کہ اس نے یازان پر ہاتھ اٹھایا حداد بھائی سے بدتمیزی کی

جنہ کو پسند نہیں آیا اور فراج کب سے ضبط کے ساتھ جنہ کی باتیں سن رہا تھا بیچارہ فراج۔

"اب تم اپنے بھائیوں کی وجہ سے مجھ سے ناراض ہو گی " فراج کی رگیں تن گئ آگے سے کال ڈسکنیکٹ کر دی گئ تھی فراج نے بریک لگائی ایک مکہ بنا کر سٹیرنگ پر مارا اور بلیو ٹوتھ اتار کر ڈیش بورڈ پر پھینکا۔

"حنان بات تو سنو نا میری "کفیر'ز داؤد'ز سے پہلے اپنی حویلی پہنچ چکے تھے اور جویریہ اس وقت بے بی پنک نائیٹی میں ملبوس حنان کے پیچھے پیچھے گھوم رہی تھی جو گرے ٹراؤزر اور ویسٹ میں ملبوس فریش فریش ابھی ڈریسنگ سے نکلا تھا اور جویریہ کو ایک نظر نا دیکھے اپنا تکیہ اور کمفرٹر اٹھا کر سٹڈی روم کی سمت بڑھ رہا تھا پورے رستے حنان نے جویریہ سے بات نہیں کی جویریہ کو کھانا

ضرور اپنی نگرانی میں کھلایا پھر حویلی آکر میڈیسن دی لیکن بات نہیں کر رہ تھا ۔

"مجھے سونا ہے تمہیں تمہارا کمرہ مبارک سفاک بیوی " حنان نے سٹڈی روم میں داخل ہوتے دروازے پر ہاتھ جمائے جویریہ کو جواب دیا اور جویریہ کے منہ پر دروازہ دھاڑ سے بند کیا جویریہ روہانسی ہو گی۔

"اب کیا کرو میرا نیک کفیر تو مان ہی نہیں رہا " جویریہ خود سے مخاطب ہوتی پھر دروازے کا لاک گھمانے لگی دروازہ لاکٹ تھا جویریہ کا دل کیا دروازہ توڑ دے مگر کیا کرتی بیچاری یہ ممکن نہیں تھا منہ بنا کر کمرے میں چکر کاٹتی رہی۔

"اللہ اللہ مجھے چوٹ لگ گئ "عترت زمین پر گرتی اپنا پیر پکڑ کر اونچا اونچا روتی ہوئی بولی جبکہ حداد جو کاوئچ پر بیٹھا لیپ ٹاپ ان کیے ہوئے تھا بنا عترت کو دیکھے اس کے ڈرامے بازی پر سر جھٹک کر لیپ ٹاپ کی سکرین پر ہی نظریں گاڑھے رہا تھا۔

"ڈرامے ختم نہیں ہوتے " حداد بڑبڑایا۔

"آپ کو ڈرامے لگ رہے مجھے چوٹ لگی ہے " عترت جو یک دم حداد کے ہلتے ہونٹ دیکھ فرش سے اٹھتی راکٹ کی طرح حداد کے سر پر پہنچی تھی غصے سے بولی حداد نے ہڑبڑا کر دل پر ہاتھ رکھے لیپ ٹاپ بند کیا آنکھیں باہر ابلنے کو تھی۔

"کیا چڑیل ہو جو ایسے سر پر کھڑی ہو " حداد کو غصہ آیا عترت کو گھور کر بولا دل ایک دم سے تیزی سے دھڑک رہا تھا وہ ڈر گیا تھا اور ڈرتا بھی کیوں نا عترت نے راکٹ کو بھی پیچھے چھوڑ دیا تھا۔

"آپ نے مجھے چڑیل کہا مجھے چوٹ لگی ہے حداد " عترت نے معصوم بنتے روہانسی ہوتے استفسار کیا۔

"ہاں کہا میں نے اور شکریہ ادا کرو جو میری وجہ سے تمہاری چوٹ پل میں چھو منتر ہو گئی " حداد نے گھورتے دانت پیسے عترت گڑبڑائی اور کاوئچ پر ڈھ گئی پھر اپنا پیر تھاما۔

"چوٹ تمہارے دوسرے پیر میں لگی تھی " حداد نے لیپ ٹاپ اٹھائے خود بھی کاوئچ سے اٹھا عترت نے فورا دوسرا پیر تھاما اور زبان دانتوں میں دی حداد کو عترت پر ٹوٹ کر پیار آیا جو بچوں جیسی حرکتیں کر رہی تھی اسے منانے کے لیے حداد مسکرا دیا لیکن جلد مسکراہٹ چھپا گیا عترت نے اپنے بھائیوں کی سائیڈ کی تھی سزا تو دینی تھی اپنی معصوم بے وقوف اور مقدس کی وجہ سے کچھ چلاک چلاک سی بیوی کو۔

"ناٹک نہیں کرو معافی نہیں ملے گی تمہیں" حداد بیڈ کی سمت بڑھتا بولا عترت نے منہ بناتے حداد کو دیکھا۔

"بہت برے ہے آپ " عترت نے غصے سے کہا۔

"تم بھی کوئی شھد نہیں " حداد نے بنا عترت کو دیکھے دوبدوک کہا اور بیڈ پر بیٹھتا بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے لیپ ٹاپ پھر ان کر گیا عترت منہ بنا کر ہی رہ گئی اب کیسے منائے اپنے ویلن شوہر کو۔

ان دونوں خاندانوں کا الٹا چل رہا تھا داؤد'ز کی بیویاں ناراض تھی تو کفیر'ز بہوؤں کے شوہر ان سے خفا تھے بس مست تھے تو افق اور مصطفی اپنی مستی میں اور قندیل تو آتے کے ساتھ کمرے میں بند ہوتی پہلے تو خود ہنسی جھومی بادشاہ کے ساتھ یازان کا پرپوز کرنا اپنے اور اس کے خاندان کے سامنے قندیل کو بہت اچھا لگا لیکن پورے ٹائم وہ یازان کو ایٹیٹو دیکھاتی رہی نماز پڑھی اور سو گئی حالانکہ بادشاہ کے باپ کی کال اب بھی سائیڈ ٹیبل پر رکھے فون سے جگمگا رہی تھی جو کہ قندیل نے خود سائلنٹ پر لگایا ہوا تھا اسے یازان کو تنگ کرنے میں جو مزہ آرہا تھا تو شفا آج بھی اپنی عدت گزار رہی تھی عدت کے بعد اس کا ارادہ ہمیشہ کے لیے سعودیہ شفٹ ہونے کا تھا وہ اسلامی اکیڈمی

باقاعدگی سے جا رہی تھی اور یاسر اس کے ریپیسٹ کو آج بھی ڈھونڈ رہا تھا وہ دو دن پہلے اسی لیے تو آیا تھا سلمان نے اسے خبر دی تھی کہ رات کے وقت ریپ کرتے کچھ آدمی پکڑے گئے ہے تم فورا پہنچو لیکن جب ان کی آواز شفا کو سنائی گئی تو وہ لوگ شفا کا ریپ کرنے والے نہیں تھے لیکن پھر بھی ریپیسٹ تو تھے سلاخوں کے پیچھے انھیں کر دیا گیا شفا خوش تھی اپنی اس نئی زندگی میں جہاں صرف خوشیاں تھی نیک راہ تھی عزت تھی تو کیا ہوا طلاق یافتہ کہلانے والی تھی مگر اپنی نظر میں اپنی عزت تو بنا چکی تھی اور اللہ ایک دن اپنی اس توبہ گزار نیک بندی کو بہت عزت سے نوازنے والا تھا۔

"مس ہوتی سوتی ڈاکٹر اور میرے بادشاہ کی ماں تم ملو تمہیں تو میں بتاتا ہوں "

یازان موبائل کو گھور کر بولتا بیڈ پر چت ڈھ گیا۔

زمان آج بھی ٹیرس پر بیٹھا تھا چاند کو دیکھ رہا تھا ٹیرس پر ہر سو چاندنی بکھری تھی بلیک ٹراؤزر اور شرٹ میں ملبوس وہ وجاہت کا شہکار مرد تنہا تھا موبائل سامنے ریلنگ پر رکھا تھا جس میں انجشہ شاہ میر کی تصویر نظر آرہی تھی اس کے ہاتھوں میں سگریٹ تھی اور زمان گنگنا رہا تھا اس کے الفاظ اس کے اعتراف میں چاروں سو کشمیر کی تیز چلتی ہواؤں میں بکھرے تھے وہ بہت مدھم آواز میں گنگنا رہا تھا۔

کتنا تیرا انتظار کیا

دل کو خفا سو بار کیا

تجھ سے وفا میں نے کی اس قدر

تیری جدائی سے پیار کیا

ٹوٹ جائے جو رشتے

لازمی تو نہیں ہے

کہ دلوں سے محبت ہو ختم !!!!

"بھائی اوپر آجائے ٹیرس پر بھابھیاں دکھی ہو کر ماتم کر رہی ہے" یازان کی آواز ابھری حنان اور حداد جن کی ابھی کچھ دیر پہلے آنکھ لگی تھی یازان کی کانفرنس کال پر ہڑبڑا کر آنکھیں مسلتے ہوئے بیڈ سے اترے دونوں نے اپنے کمرے میں نظریں دوڑائیں حنان تو سٹڈی میں تھا اس لیے جلدی کمرے میں آیا لیکن ان دونوں کو اپنے کمرے میں عترت اور جویریہ نا ملی پھر ٹیرس کی سمت سلیپر پہنے جلدی سے بھاگے تھے۔

ہو آفری دم آفری دم

دم دما دم آفری دم

عشق پہلی سانس بھی

اور عشق ہی ہے آخری دم !!

حداد اور حنان نے ایک دوسرے کو دیکھا وہ بھاگتے ہوئے ہانپتے ہوئے ٹیرس پر رکے تھے حنان کے تو بال اعتراف میں بکھرے تھے پھر سامنے اپنی طوفان بنی بیویوں کو دیکھا ان کی بیویاں ان کی بلیک ٹراؤزر شرٹ میں اوپر سے بڑی سی بلیک شال لیے ملبوس بالوں کی پونی ٹیل کیے ان کے کپڑوں میں بھالو بنی ڈانس کر رہی تھی جیسے یہاں مستی مزاق میں انجوائے کیا جا رہا ہوں کپڑے لوز تھے اور فل کور تھے وہ دونوں تیز میوزک میں جو صرف ٹیرس تک ہی گونج رہا تھا آفری دم آفری دم کر رہی تھی بلکل ہلکے پھلکے اناڑی ڈانسر کی طرح اور پھر حنان اور حداد نے یازان کو ڈھونڈا وہ اوپر والے ٹیرس کی ریلنگ پر بیٹھا پاپ کارن کھا رہا تھا وہ بھی بلیک ٹراؤزر اور ٹی شرٹ میں ملبوس تھا بس یازان نے بلیک چادر نہیں لی ہوئی تھی ان تینوں دیور بھابھیوں نے باقی ایک جیسی ہی

ڈریسنگ کی تھی حنان اور حداد نے پھر ایک دوسرے کو دیکھا دونوں کی آنکھیں پھٹی ہوئی تھی۔

ہو آفری دم آفری دم

دم دما دم آفری دم

تجھ کو جہاں پہ اپنا

دل یہ دیا تھا میں نے

جویریہ اور عترت ایک دوسرے کو دیکھتی فل اداس فورم میں آتی ماتھا پیٹ پیٹ کر ڈانس کر رہی تھی اور یازان اوپر ہاتھ پھیلائے پاپ کارن کھاتا ناچ رہا تھا ان دونوں کا منہ حیرت سے کھل گیا کہ جویریہ اور عترت کی نظر ان دونوں پر پڑی دونوں نے کوئی میک اپ نہیں کیا تھا مگر پھر بھی اس طرح کی شرارتی انداز پر حنان اور حداد کا دل دھڑکا گئی تھی۔

اوہ تجھ کو جہاں پہ اپنا

دل یہ دیا تھا میں نے

دل توڑنے اس جگہ

پر ہی بلایا مجھ کو

ترس نہیں آیا تجھ کو

ترس نہیں آیا تجھ کو

خود غرض عشق یہ تیرا

سمجھ نہیں آیا مجھ کو

عترت حداد کی سمت بڑھی تو حنان فورا حداد سے دس قدم ہڑبڑا کر دور ہوا عترت نے حداد کے گرد گھوم گھوم کر ڈانس کرتے اسے ٹیرس کے سینٹر پر دھکا دیا یازان نے حداد کو نشانہ بنا کر پاپ کارن مارے عترت اپنے سٹیپ میں مگن تھی حداد منہ کھولے اسے دیکھ رہا تھا اور پھر پاپ کارن مارتے یازان کو گھورا جو بھابھی کا ساتھ دے رہا تھا۔

ہو آفری دم آفری دم

دم دما دم آفری دم

عشق پہلی سانس بھی

اور عشق ہی ہے آخری دم

یازان نے جمپ ماری عترت نے یازان کو دیکھا پھر یازان نے عترت کو آنکھ ونگ کی پھر دونوں نے ایک ساتھ حداد کے اردگرد گھوم کر ڈانس کرنا شروع کیا حداد نے یازان کو جہاں خونخوار نظروں سے گھورا اس پر بھی یازان حداد کو بھی آنکھ ونگ کرتا گڑ بڑانے پر مجبور کر گیا حداد کا منہ بند ہی نہیں ہوا اسے یہ سب ایک خوفناک خواب لگا۔

پھرتی تھی بارہ ماسی

تیرے ہی پیچھے پیچھے

تیرے کلیجے کو بھی

ٹھنڈک پڑی تو ہو گی

سر سے قدم تک میرا

استعمال کر کے !!

کاغذ پہ جیسے کچھ بھی

لکھ کے مٹادے کوئی

سوچ بنا ویسے ہی

تو نے مٹایا مجھ کو

جویریہ نے حنان کے قریب آتے اس کی پیشانی سے لے کر اس کے سینے تک بے باکی سے انگلی ٹریس کی دوسرا ہاتھ حنان کے دل پر تھا حنان کا دل دھڑکا جبکہ جویریہ نے جھٹکے سے حنان کو بھی حداد کے برابر دھکا دیا عترت اور یازان نے حنان کی دنگ حالت دیکھ بامشکل ہنسی چھپائی تھی حنان بھی لڑکھڑا کر سنبھلا یازان نے حداد اور عترت کو چھوڑ اب جویریہ اور حنان کی سمت قدم بڑھائے تھے اب یازان اور جویریہ دکھی سٹیپ کرتے حنان کو شرم دلانے کی ناکام کوشش کرتے رہے لیکن حنان کا تو صدمہ ہی ختم نہیں ہو رہا تھا وہ بار بار

حداد کو تو کبھی ان تین پاگلوں کو دیکھ رہا تھا جو پاگل خانے میں جانے کی پوری پلاننگ کر رہے تھے۔

ترس نہیں آیا تجھ کو

ترس نہیں آیا تجھ کو

خود غرض عشق یہ تیرا

ترس نہیں آیا تجھ کو

ترس نہیں آیا تجھ کو

خود غرض عشق یہ تیرا

سمجھ نہیں آیا مجھ کو

ہو آفری دم آفری دم

دم دما دم آفری دم

عشق پہلی سانس بھی

اور عشق ہی ہے آخری دم

اب جویریہ یازان اور عترت ایک ساتھ کھڑے ہو کر سٹیپس کر رہے تھے یازان ان دونوں کے سینٹر میں تھا حداد اور حنان نے سر پکڑ لیا یازان قہقہہ لگا اٹھا تھا سونگ کا میوزک اب مدھم آواز میں چل رہا تھا گانا ختم ہو چکا تھا وہ دونوں سر پکڑے اب بھی ڈانس کرتے ان تینوں کو دیکھ رہے تھے۔

"بھائی معاف کیا میری بھابھیوں کو ؟ ورنہ آج رات ہم تینوں نے ایسے دکھی گانے پر ڈانس کر کر کے ہی گزار دینی ہے ! جلدی بتائے یار میں نے اب کچھ نیا کرنا ہے استاد نصرت فتح علی خان کی دکھی قوالی پر ڈانس کرنا۔۔" ابھی یازان ناچتے ہوئے بول ہی رہا تھا کہ حنان اور حداد نے یازان کے ہاتھوں کو دائیں

بائیں سے پکڑا ایسے کے یازان کے دونوں ہاتھ ان کے ہاتھ میں تھے اور اپنی طرف کھینچا حداد نے عترت کو اپنے کندھے پر ایک ہی جست میں ڈالا اور حنان نے جویریہ کو باہوں میں بھرتے ٹیرس کی دونوں طرف کی سیڑھیوں کا رخ کیا جبکہ یازان فرش پر منہ کے بل گرا تھا اور وہ دونوں اپنی اپنی بیویوں کو لیتے وہاں سے رفو چکر ہو چکے تھے۔

"ہائے اللہ مار دیا مار دیا معصوم کو مار دیا نیکی کر دریا میں ڈال مار دیا آئے آئے ۔۔ابھی تو میری شادی بھی نہیں ہوئی " یازان دہائی دیتا سیدھا ہوا اور آسمان کو دیکھنے لگا۔

یہ دوسرا دن تھا سب آج شام کے وقت کفیر حویلی میں موجود تھے فراج اور جنہ کی منگنی کی ڈیٹ فکس کرنے افق مصطفی اور زمان بھی یہاں موجود تھے سب داؤد'ز نے اپنی بیویوں کو بالآخر منا ہی لیا تھا تو کفیر'ز کی بہو نے بھی اپنے شوہروں کو رات بھر ان کی شدتیں سہتے سہتے منا ہی لیا جبکہ ثوبان نے مقدس کو اپنے بیسمنٹ والے روم میں لے جاتے منایا تھا مقدس کی طبعیت خراب چل رہی تھی اس لیے وہ اس کے قریب نہیں آیا لیکن اپنی جان کو ناراض سونے نہیں دیا تھا قندیل بھی یہاں موجود تھی جب قندیل یہاں تھی تو یازان کہا جاسکتا تھا بھلا وہ بھی یہی تھا۔

"میں سوچ رہی تھی بچوں کی منگنی کرنے کے بجائے شادی ہی کر دیتے ہے " روقیہ بیگم اپنے بیٹے کی زبان بولی تھی فراج کے چہرے پر مسکراہٹ رقصاں ہوئی وہ صبح سے ہی اپنی ماں کا دماغ کھا گیا تھا کہ اسے جلد از جلد شادی کرنی ہے تاخیر نہیں چاہیے۔

"شادی یوں اچانک کیسے مطلب تیاریاں" فاطمہ بیگم پریشان ہوئی۔

"ارے فاطمہ تیاریاں مل کر کر لے گے اور میں چاہتی ہو اپنے بیٹے کی شادی جلد از جلد کر کے اپنی بہو کو گھر لے آؤ میرا بیٹا اداس برداشت نہیں ہوتا مجھ سے " روقیہ بیگم نے مسکراہٹ ضبط کرتے کہا جنہ کا چہرہ سرخ ہوا تو کفیر'ز مردوں کے علاؤہ سب مسکرا دے وہ سنجیدہ تھے۔

"چچی حضور سچ بتائے ویسے بھی برداشت نہیں ہوتا نا ؟" یازان نے آنکھیں ٹپٹپا کر استفسار کیا سب قہقہہ لگا اٹھے جبکہ فراج نے گھور کر اسے دیکھا۔

"تم بھی تو نہیں ہوتے ہمیں " اعظم کفیر نے یازان کو ڈپٹا وہ منہ بنا گیا فراج البتہ خوش ہوا۔

"ایک ہفتے میں شادی کر لیتے ہے " روقیہ بیگم نے پھر بیٹے کی زبان بولی اب کی دفعہ سب ہی ہونک بنے روقیہ بیگم کو دیکھنے لگے جو ہتھیلی پر سرسوں جمانے کو تیار بیٹھی تھی۔

"ایک ہفتے میں کیسے بیٹا ؟" شاہد کفیر مسکراتے ہوئے بولے جبکہ روقیہ بیگم نے پھر بولنا شروع کیا اور جب بولنا بند ہوئی تو سب کو منا کر ہی چپ ہوئی تھی۔

"اماں جان سیکھے کچھ کیسی اچھی ماں ہے چچی حضور اور ایک آپ ہے آپ کو میری کوئی پرواہ ہی نہیں " یازان نے فاطمہ بیگم سے کہتے دہائی دی سب لوگ

ایک ہفتے میں فراج اور جنہ کی شادی کرنے کو مان گئے تھے اور یازان اور قندیل کی اب تک منگنی کی بھی بات نہیں ہوئی تھی صدمہ تو ہونا تھا بیچارے کو فاطمہ بیگم نے جہاں یازان کو گھورا وہی عالم کفیر نے چت رسید کی سب کا قہقہہ بے ساختہ تھا یازان کا منہ بنا کسی کو اس پر ترس نہیں آرہا تھا۔

"قندیل ڈاکٹر بن رہی ہے اور ابھی اس کی عمر اٹھارہ سال ہے اور یازان نے بھی اپنی پڑھائی کمپلیٹ کرنی ہے پھر بزنس سیکھنا ہے دونوں کو سیٹل ہونے میں چار سے پانچ سال لگ جائے گے تو میں سوچ رہا تھا کہ فراج اور جنہ کی شادی کے بعد ان دونوں کا نکاح کر دیتے ہے پھر پانچ سال بعد رخصتی کر دے گے کیا خیال ہے شاہد تمہارا ؟" ثاقب داؤد نے آگے جھکتے استفسار کیا شاہد کفیر نے سوچنے والی انداز میں ثاقب داؤد کو دیکھا پھر اعظم اور عالم کفیر فاطمہ بیگم کو جنہیں بھی اس بات میں کوئی اعتراض نا تھا تو شاہد کفیر نے اثبات میں سر ہلا دیا یازان کو سمجھ نہیں آیا خوش ہو یا دکھی چلو منگنی سے جان چھٹی نکاح کے

لیے مانے سب یازان بھی یہی چاہتا تھا کہ سیدھا نکاح کا پاک رشتہ قندیل اور اس کے درمیان قائم ہو مگر رخصتی پانچ سال بعد یازان کو ہضم نہیں ہو رہی تھی۔

"میں نے کونسا مس ہوتی سوتی ڈاکٹر کی پڑھائی روک دینی ہے اور خود کی پڑھائی چھوڑ دینی ہے رخصتی بھی ساتھ ہی کر دے " یازان ضبط توڑتا منہ بنا کر بول پڑا سب نے اس کی بے صبری پر اسے گھورا قندیل خامخواہ سرخ پڑی تو ساری خواتین نے یازان کے بے صبرے پن کو دیکھتے قندیل کو مسکرا کر دیکھا

۔

"نا بیٹا نا تجھے پتا ہماری عمر کیا ہے اور ہمیں بیویاں رخصتی کے بعد کب ملی ہے ؟" حنان نے یازان کے کندھے پر ہاتھ رکھتا استفسار کیا۔

"33 سال کی عمر میں " حنان نے جتاتے ہوئے کہا۔

"30 سال کی عمر میں " حداد نے بھی یازان کو گھور کر کہا۔

"مجھے بھی 30 سال کی عمر میں ملی " ثوبان نے بھی یازان کو گھورا۔

"مجھے 29 سال کی عمر میں " مصطفی نے بھی سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

"28 سال کی عمر میں "یاسر نے بھی سب کی بات میں حصہ لیتے سپاٹ انداز میں کہتے یازان کو دیکھا۔

"اور مجھے 26 کی عمر میں ملے گی " فراج نے بھی دانت دیکھائے کہا۔

"پھر تمہیں کس خوشی میں جلدی بیوی دے دے ؟" زمان نے یازان کی حالت سے محفوظ ہوتے کہا یازان کلس کر رہ گیا اب ضروری تھا سب کو بوڑھے ہو کر بیوی ملی تھی تو یازان کو بھی بوڑھے کر کے ہی بیوی دینی تھی ان لوگوں نے۔

"آپ کا تو بولنا نہیں بنتا 45 کے ہو کر بھی کنوارے ہے آپ " یازان نے کہتے منہ بنایا اور پیر پٹخ کر باہر کی سمت بڑھ گیا جبکہ زمان کا دل کیا گردن دبا دے اس پٹخاے کی تو یاسر کا قہقہہ بے ساختہ تھا سب نے زمان کا سرخ ہوتا

چہرہ دیکھا زمان نے گھما کر یاسر کو پنچ مارتے اس کی ہنسی کو بریک لگائی پھر سب ایک ساتھ۔ سجرا دئے۔

"صرف اس لیے برداشت کر رہا ہو الیکشن ہونے والے ہے سیٹ ملنے دے میری واپس پھر سب کا حساب لو گا " یاسر نے ناک پر ہاتھ رکھے غراتے ہوئے کہا تھا زمان نے آنکھیں گھماتے ہوئے اگنور کیا یاسر کلس کر رہ گیا عشراق مسکرا دی۔

"مجھے آپ سب سے بات کرنی ہے ضروری " فراج نے گارڈن میں سب جو دیکھتے ہوئے کہا اس وقت گارڈن میں شاہد کفیر ، ثاقب داؤد ، عالم کفیر ، اعظم

کفیر ، فاطمہ بیگم ، شازم داؤد ، جازم داؤد ، ثوبیہ بیگم اور روقیہ بیگم باتوں میں مصروف تھے باقی سب حویلی کے اندر لاوئج میں بیٹھے تھے فراج بھی اندر سے ہی باہر آیا تھا۔

"ہاں بولو بیٹا " شاہد کفیر نے فراج سے مسکراتے ہوئے استفسار کیا فراج خالی چیئر پر بیٹھا گارڈن میں موجود صوفوں پر سب براجمان تھے سب کی نظریں فراج پر مرکوز تھی جو جزبز کا شکار سب کو باری باری دیکھ رہا تھا۔

"کیا بات ہے بولو بیٹا ؟" شازم داؤد نے فراج کو کافی دیر سے خاموش دیکھتے پریشانی سے استفسار کیا۔

"مجھے نہیں پتا آپ سب کیسے اس بات پر ریکٹ کرے گے لیکن یہ سچ آپ سب کا جاننا ضروری ہے۔۔"فراج نے کہتے پرسکون سانس کھینچی نظریں جھکائی ۔

"میں نے اور جنہ نے تین سال پہلے ہی نکاح کر لیا تھا " فراج نے کہتے سب کو دیکھا سب کے چہرے زرد ہوئے تھے فراج کا دل زورو سے دھڑکا یہ سچ کہی ہمیشہ کے لیے جنہ کو اس سے چھین نا لیتا یا پھر دونوں خاندانوں کے درمیان پھر لڑائی کی وجہ بن جاتا مگر جو بھی تھا یہ سچ سب کے سامنے آنا ضروری تھا۔

****

"ہم ایک دوسرے کو پسند کرتے تھے اور ہمارے خاندانوں کے درمیان دشمنی چل رہی تھی لیکن ہم نے طے کیا رخصتی دونوں خاندان کی مرضی سے ہو گی

آپ لوگ جو چاہے سزا دے سکتے ہے مجھے یہ سچ آپ لوگوں کو بتانا تھا میں کسی افسردہ احساس میں اپنی زندگی کے اتنے خوبصورت پل خراب نہیں کر سکتا تھا اس میں جنہ کی کوئی غلطی نہیں آپ لوگوں کو جو بھی سزا دینی ہے مجھے دے سکتے ہے اور میں ہر سزا کے لیے تیار ہوں " فراج نے سب کو دیکھتے بات مکمل کی کچھ منٹوں تک گہری سکوت چھائی رہی۔

"تم دونوں نے ہمارا مان توڑا ہے آج تک ہمارے خاندان میں کسی نے ایسا نہیں کیا جیسا تم دونوں نے کیا ہے " شاہد کفیر کی سخت باروعب آواز ابھری۔

"ہمیں تم سے یہ امید نہیں تھی تم نے ہمارا سر شرم سے جھکا دیا ہے " ثاقب داؤد نے افسوس سے کہا۔

"رخصتی بھی کر لیتے یا بھاگ جاتے کسی دوسرے ملک ہماری عزت خراب کر کے " شازم داؤد نے غصے سے کہا۔

"مجھے معاف کر دے آپ سب " فراج نے پھر سر جھکائے کہا۔

"اگر بچوں نے غلطی کر بھی لی ہے تو آپ لوگ بڑے پن کا ثبوت دے ہمیں معاف کر دینا چاہیے اور یہ اچھا کیا فراج نے ہمیں پہلے بتا دیا پوری برادری اور شہر کے سامنے جب نکاح ہو رہا ہوتا تب ہم کیا کرتے ؟ نکاح نامے کی تاریخ پر مسئلہ بنتا ہمیں شرمندگی کا سامنا کرنا پڑتا لوگ کہتے ان کو اپنے بچوں کے نکاح کی تاریخ کا نہیں پتا ؟ جو تین سال پہلے ان لوگوں نے چھپ کر نکاح کیا لوگ اس کی بدنامی اب کر دیتے باتیں بن جاتی سب یہ ہی کہتے بھاگ کا نکاح پہلے کر چکے ہے اور اب دونوں خاندان والے عزت اور اپنا بھرم رکھنے کے لیے ان کی شادی دھوم دھام سے کر رہے ہے " عالم صاحب نے کافی دیر بعد

بولنا شروع کیا سب خاموش ہوگئے فراج نے مشکور ہوتے عالم صاحب کو دیکھا جو آنکھوں آنکھوں میں فراج کو تسلی دے گئے۔

"اگر یہ بات حنان اور حداد کو پتا چل گئی تو جنہ کے لیے ان کے دل میں کسک آجائے گی وہ تا عمر جنہ کی یہ غلطی معاف نہیں کر پائے گے سب سے زیادہ لڑکیوں میں آزادی ہم نے جنہ کو دی ہے اور اس نے ہماری آزادی کا یہ فائدہ اٹھایا" اعظم کفیر کرب سے بولے تھے بیٹی پر مان ٹوٹا تھا۔

"نہیں یہ سب میری غلطی ہے میں نے جنہ کو فورس کیا تھا" فراج نے فورا کہا اعظم صاحب نے سپاٹ چہرے سے فراج کو دیکھا جو جلد نگاہیں پھیر گیا۔

"تم اس بات کا زکر کسی سے نہیں کرنا حنان اور حداد کو ہم سمجھا دے گے آگے کیا کرنا ہے ہم دیکھ لے گے میرے خیال سے اچھا ہوا جو شادی کی تاریخ جلد رکھ دی گئی یہ ہی ٹھیک تھا" شاہد کفیر نے کہتے بات ختم کی سب خاموش ہوگئے فراج بھی وہاں سے اٹھ کر اندر واپس چلا گیا پوری صورت حال جنہ کو موقع ملتے بتائی ان دونوں نے ہی فیصلہ کیا تھا سب کچھ بڑوں کو بتانے کا جنہ بھی فراج کے ساتھ جاتی مگر فراج نے منع کر دیا اسے برداشت نہیں ہوتا اگر اس کے اور جنہ کے گھر والے اس کے سامنے جنہ سے کوئی غلط بات کر دیتے اسی لیے تو سارا الزام خود پر لے گیا تھا اور جنہ کو بھی نارمل انداز میں ہی بتایا تاکہ وہ اداس نا ہو اعظم کفیر کی بات تو جنہ کو بتائی ہی نہیں تھی فراج نے۔

\-

داؤد'ز اپنی حویلی کے لیے نکل رہے تھے جب اعظم صاحب نے فراج کو روکا۔

"شکریہ بیٹا " اعظم کفیر نے فراج سے کہا۔

"کس بات کے لیے انکل ؟" فراج نے نا سمجھی سے دیکھا۔

"مجھے معلوم ہے جنہ نے تم سے زبردستی نکاح کیا ہو گا وہ میری بیٹی ہے میں اس کی ضد کو جانتا ہوں وہ بچپن سے تمہیں پسند کرتی ہے جبکہ تمہاری طرف سے میں نے یہ پیش قدمی نہیں دیکھی اور پھر ہماری دشمنی کے بعد جنہ ڈپریشن کا شکار رہی اور پھر اب یہ نکاح کا سچ جنہ نے تمہیں اموشنلی یا جان دینے کی دھمکی دے کر نکاح کیا ہو گا مجھے اندازہ ہے " اعظم کفیر نے کہا جنہ

ان کی لاڈلی تھی اس کی طبعیت اور مزاج سے وہ واقف تھے آسٹریلیا سے آنے کے بعد جنہ کی ڈریسنگ چینج ہونا بھی انھوں نے نوٹ کیا تھا۔

"انکل ایسی کوئی بات۔۔" فراج نے پھر انھیں ٹوکنا چاہا جھوٹ بولنا چاہا سچ یہی تھا تین سال پہلے جنہ نے فراج کو اپنی جان دینے کی دھمکی دیتے اپنے ہاتھ میں پسٹل تھامے نکاح پر مجبور کیا تھا جس پر فراج کو جنہ کی حالت دیکھ تشویش ہوئی اور فراج نے جنہ کی بات مان لی تھی اور اس کے بعد سے ہی جنہ اس ڈپریشن سے نکلی تھی ڈپریشن کی وجہ بھی فراج تھا اسے لگتا تھا جب مقدس اور عشراق کو نکاح کے باوجود داؤد'ز یہاں چھوڑ سکتے ہے تو فراج بھی اس کا نہیں ہو گا اس کے گھر والے کہی اور اس کی شادی کروا دے گے جنہ نکاح کے بعد سے پھر صحت یاب ہونے لگی تھی۔

"میری بیٹی لکی ہے اسے تم جیسا شوہر ملا جسے اپنی عزت سے زیادہ اس کی عزت عزیز ہے " اعظم کفیر نے فراج کے شانے پر ہاتھ رکھتے اس سے گلے ملتے کہا فراج بات ادھوری چھوڑ گیا۔

"اس کی عزت میری عزت ہے انکل میں اپنے لیے بے اعتباری سب کی نظروں میں برداشت کرسکتا ہوں لیکن اپنی بیوی کے لیے نہیں اور آپ سے درخواست ہے میری بیوی کا دل نا دکھایئے گا " فراج نے اعظم کفیر کے گرد حصار بناتے مدھم لہجے میں کہا اعظم کفیر مسکرائے۔

" کبھی اتنا پیار مجھ سے تو نہیں کیا " یازان جلا بھنا باپ کو فراج کے گلے لگتا دیکھ ٹپک پڑا۔

"تم نے ایسے کام نہیں کیے کہ تم سے پیار کیا جائے " اعظم کفیر فراج سے الگ ہوتے یازان کو گھور کر بولے۔

"تو ایسا بھی کوئی کام نہیں کیا کہ آپ جب دیکھو مجھ پر جوتے برساتے رہے" یازان نے لڑاکا عورتوں کی طرح کمر پر ہاتھ ٹکائے بے حد خفگی سے کہا۔

"شکر کر ابھی مہمان ہے یہاں ورنہ اب بھی جوتا میرے پیر میں نہیں ہاتھ میں ہوتا " اعظم کفیر نے دانت پیسے تھے۔

" دیکھ لو گا الحمدللہ میرے بھی سسر بننے والے ہے جازم انکل میں نے بھی اب ان کی ہی خدمت کرنی ہے آپ اپنے داماد سے کروایئے گا ہنننہ" یازان نے باپ کو گھورتے ہوئے جتایا تھا۔"پہلے تو تم نے میرے پیر دبا دبا کر جنت

کمائی ہے ہے نا " اعظم کفیر دانت پیسے یازان کو مارنے کے لیے آگے بڑھے تھے کہ یازان الٹے پیر وہاں سے بھاگا فراج قہقہہ لگا اٹھا۔

"جلدی کرو بھئی مایوں کی رسم شروع ہونے والی ہے ہمیں جلدی حویلی پہنچنا ہے " مقدس جو پنک کلر کی ساڑھی میں ملبوس ابھی ابھی لاونچ میں آئی تھی عشراق شفا اور قندیل سے بولی تھی ایک ہفتے تک شادی کی تیاریوں میں وہ لوگ گھن چکر بنی ہوئی تھی دن بھر حویلی کے کام اور شاپنگ کر کر کے رات کو جلدی سو جایا کرتی تھی تقریباً سب کی یہی روٹین تھی جویریہ اور عترت کی بھی جبکہ افق اپنے پیلس کو سنبھالتی مصطفی کا خیال رکھتی زمان اور مصطفی کی بھی شاپنگ خود کر رہی تھی مصطفی کی حالت کافی بہتر ہوچکی تھی آج صبح وہ ایک میٹنگ کرنے آفس بھی گیا تھا الیکشن دو دن پہلے ہو چکے تھے یاسر کو

دوبارہ ٹکٹ مل گئی پورے کشمیر کو دعوت پر بلایا گیا تھا سب نے خوب خوشیاں منائی تھی زمان نے میوزیشن کے کام کو بھی خیر آباد کہ دیا تھا اب وہ صرف شاہ میر امپائر سنبھال رہا تھا کبھی کبھی انجشہ کو یاد کرتا گنگنا لیتا تھا خیر تمام خواتین کے شوہر برداشت کرتے رہے لیکن کل سے وہ لوگ خفا ہو چکے تھے ان کو رہ رہ کر یازان اور فراج پر غصہ آرہا تھا ایک کی شادی اور دوسرے کا نکاح اور بیویاں ان کی باولی ہو رہی تھی جبکہ فراج اور جنہ کے نکاح کے بابت شاہد کفیر اور ثاقب داؤد نے سب کو مطلع کرتے معاملہ سنبھال لیا تھا پھر فراج اور جنہ نے سب سے معافی بھی مانگی تھی تو سب نے ان کی غلطی سمجھ کر معاف کر دیا۔

"ہوگیا آپی " عشراق جو خود بے بی پنک ساڑھی میں ملبوس تھی بڑی سی سیاہ شال خود پر اوڑھے اپنے حسن کو چھپانے کی ناکام کوشش کر رہی تھی مقدس سے بولی جبکہ شفا شاکنگ پنک جوڑے میں ملبوس باقاعدہ حجاب کیے عشراق

کے ساتھ کام میں مصروف تھی جبکہ قندیل نے ٹی پنک کلر کی پیروں کو چھوتی فراک پہنی تھی جنہ نے اپنی مایوں کی تھیم پنک رکھی تھی اس لیے سب لڑکیوں نے پنک پہننا تھا اور لڑکوں کو مایوں کے فنکشن میں آنے کی اجازت نا تھی اور فراج کا آج ایک میچ تھا وہ کراچی گیا ہوا تھا اپنی مہندی کے فنکشن سے پہلے کل اسے آنا تھا فراج اور جنہ کی شادی میں بارات کے علاؤہ ہر فنکشن جویریہ حنان ، ثوبان مقدس ، مصطفی افق ، یاسر عشراق کی شادی کی طرح خواتین اور مرد حضرات کا الگ الگ رکھا گیا تھا وجہ شادی میں شرکت کرنے والی کچھ باپردہ خاتون کی شرکت تھی اور وہاں زیادہ تر پٹھان رہا کرتے تھے تو یہ اہتمام وہاں کا رواج تھا عشراق اور شفا بھی تو شرعی پردہ کرتی تھی اور سب لوگ اس رواج سے واقف تھے تو کسی نے کوئی مخالفت بھی نہیں کی جبکہ جنہ نے خود پیلے رنگ کا جوڑا پہننا تھا اس کا ماننا تھا مایوں کی دلہن میں ہو تو کوئی بھی لڑکی پیلا جوڑا نہیں پہنے گی سب کی نظریں صرف دلہن پر ہونی چاہیے۔

"بھابھی یہ لے گجرے ثوبان بھائی لائے ہے" قندیل نے مقدس کو گجرے پہناتے مسکرا کر کہا سب لڑکیوں نے سفید اور گلابی پھول کے گجرے پہنے تھے ۔

"لڑکیوں چلو بھئی" ثوبیہ بیگم کچن سے نکلتی پھلوں اور مٹھائیوں کی ٹوکریاں گاڑی میں رکھنے کا کہتی اپنی بہو کو دیکھتی بولی بے ساختہ دل میں سب کی نظر اتارتے ہوئے سب کے سروں سے نوٹ وار کر ملازمہ کو دئے شفا اور قندیل کے سر سے بھی ثوبان یاسر کو بھی اپنی اپنی بیوی دیکھنے کا موقع نہیں ملا تھا ثوبان دارجی کے ساتھ گاؤں میں گھر گھر انوٹیشن دینے خود گیا تھا کیونکہ یہ ان کے خاندان میں لڑکوں میں اس پیڑھی کی آخری شادی تھی تو پورے کشمیر کو بلایا گیا تھا کفیر'ز بھی یازان کا نکاح بڑے پیمانے پر کر رہے تھے سب ہی

کاموں میں مصروف تھے انھیں سر کھجانے کی بھی فرصت نا تھی سب خواتین داؤد حویلی کے لیے نکلی۔

"ہماری بہو کتنی پیاری لگ رہی ہے " ثوبیہ اور روقیہ بیگم نے پھولوں کے زیور اور پیلے رنگ کے شرارے میں چاند سی دمکتی جنہ کو دیکھ بے ساختہ کہا جو مسکراتی شرماتی اپنی رسم کروا رہی تھی اس کے چہرے پر دلہن کا روپ ابھی سے دمک رہا تھا۔

"ہماری ہونے والی بہو بھی بڑی پیاری لگ رہی ہے ماشاءاللہ" فاطمہ بیگم قندیل کے صدقے واری ہوتی بولی تھی قندیل کے سر سے نوٹ وارے تھے۔

حداد اور حنان مردان خانے میں مصروف تھے تمام بڑوں کے ساتھ جبکہ یازان منہ پھلائے بیٹھا تھا کیونکہ نکاح کے دوسرے دن سب لوگ یازان کو لندن بھیج رہے تھے اس کی یہاں پڑھائی مکمل ہو چکی تھی اب اسے آگے بزنس کی پڑھائی اور ٹریننگ کے لیے لندن بھیجا جا رہا تھا جبکہ یازان کا ارادہ نکاح کے بعد شوہر کی ڈیوٹی سنبھالنے کا تھا اور سب اس کے شیطانی دماغ سے واقف تھے اس لیے اس کے منہ پھولانے کا بھی اثر نہیں لیا کسی نے۔

مایوں کا فنکشن بھی ختم ہوا سب خواتین نے پھر وہی کیا شوہروں کے آنے سے پہلے گدھے گھوڑے بیچ کر سب سو گئی تھک جو گئی تھی افق جویریہ اور عترت کا بھی یہی حال تھا اور شوہر بچارے جلتے کلستے رہ گئے انھیں اپنی بیویوں کو بھی سراہنے کا موقع نہیں ملا تھا۔

دوسرے دن صبح کا سورج آب وتاب سے چمکا مہندی کی تیاریاں عروج پر تھی لیکن اس دفعہ مرد حضرات بھی بے چینی سے فراج اور یازان کا انتظار کر رہے تھے داؤد حویلی میں فراج کی مہندی کا فنکشن رکھا گیا تھا آج بھی جنہ نے ڈارک گرین لہنگا خود پہنا تھا تو باقی سب لڑکیوں کو سی گرین کی تھیم دی تھی جبکہ فراج نے آج وائٹ کرتا پجامے پر ڈارک گرین واسکٹ پہنی تھی تو باقی مرد حضرات نے بلیک شلوار کرتے پر اکتفا کیا تھا ان بیچاروں کو کونسا بیویاں نصیب ہونی تھی جو بیویوں کے ساتھ کی میچنگ کرتے ہنہ۔۔ خیر جہاں لڑکیوں نے جنہ کی مہندی کے فنکشن پر چار چاند لگا دئے وہی لڑکوں نے مل کر فراج اور یازان کو طنز کے تیر مار مار کر ان کے کان سے دھوئیں نکال دئے فراج اور یازان کا تو مانو بس نا چلا وہاں سے غائب ہو جاتے اتنی بے عزتی وہ بھی بنا وجہ کے آج ان دونوں کو چھوٹے ہونے کا بے حد افسوس ہوا جبکہ زمان ان دونوں کی حالت سے اچھا خاصا محفوظ ہوا تھا۔

"یہ تیرے بھائیوں کی زبان دیکھی ہے کتنا زہر اگل رہے ہے " یازان فراج کے ساتھ بیٹھا بولا۔

"بول تو دیکھ کون رہا ہے جس کی خود کی قینچی کی طرح چلتی ہے " فراج نے یازان کو گھورا سنائی تو حنان اور حداد نے بھی کم نا تھی لیکن اس یازان کو صرف داؤد کو ہی ٹارگٹ کرنا ہوتا تھا فراج نے کہتے سر جھٹکا۔

"استغفرُللہ میں معصوم ہوں " یازان نے کانوں کو ہاتھ لگایا۔

"شکل دیکھ کر بول سوٹ کر رہا تجھ پر معصوم لفظ ؟" فراج نے دوبدوک آئبرو ریز کرتے استفسار کیا۔

"مجھے تجھ سے دوستی ہی نہیں کرنی چاہیے تھی کیا سلہ دیا تو نے میری دوستی کا ہاں ؟" یازان نے گلاب جامن کھاتے فراج کو گھورتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔۔دوستی صرف تو نے کی تھی پانچ سالوں تک اپنے بھائیوں سے چھپ کر تجھ سے ملتا رہا اتنا اگر تیری بہن سے ملتا تو آج تو ماموں بن چکا ہوتا " فراج نے کہتے سر جھٹکا جبکہ یازان کا چہرہ سرخ تر ہوتا چلا گیا یازان نے بیٹھے بیٹھے اپنا غصہ ضبط کرتے فراج کے گھسے پر اپنی پیشاوری چپل میں مقید پیر مارا فراج کی پیر کی انگلیاں مسلی فراج کراہ اٹھا یازان نے ایک گلاب جامن اٹھا کر فراج کے منہ میں ڈال دیا۔

"زبان سنبھال کر ماموں بنانے سے پہلے کہی اپنی بہن کو بیوہ نا کر دے ہم" حنان فراج کو دیکھ غرایا تھا جبکہ فراج اور یازان نے منہ میں گلاب جامن رکھے پہلے ایک دوسرے کو دیکھا پھر سر اٹھا کر سہمی ہوئی آنکھوں سے اپنے

اردگرد سینے پر ہاتھ فولڈ کیے اپنے بھائیوں کو وہ چاروں سینے پر ہاتھ فولڈ کیے ان کے سر پر سوار کھڑے تھے حنان حداد ثوبان یاسر اور مصطفی اور زمان سامنے تھے ان کی حالت سے لطف اندوز ہوتے۔

"بھائی۔۔"فراج نے جامن نگلتے ثوبان اور یاسر کو دیکھا۔

"بھائی کی جان۔۔"ثوبان نے فراج کے کندھے پر ہاتھ رکھے پیار سے کہا پھر گھما کر فراج کے منہ پر پنچ رسید کر گیا۔

"بھائی لیٹ می کلیئر۔۔"یازان نے اپنے بھائیوں کی خونخوار نظروں کو دیکھتے فورا کہنا شروع کیا کہ حداد نے گھما کر فراج جیسے حال یازان کا کیا۔

"ہم یہاں دشمنیاں نبھا رہے تھے اپنی بیویوں سے دور تھے اور تم لوگ پانچ سالوں سے دوستی نبھا رہے تھے " حداد چیخا تھا سارے مرد مہمان حضرات نے سٹیج کی سمت دیکھا تھا۔

"حداد آرام سے سارے مہمان دیکھ رہے ہے تماشہ لگ جائے گا " زمان نے حداد کو گھورا۔

"یار اتنی بھی بڑی بات نہیں ہے بھائی دوستی ہی نبھائی تھی کوئی ڈیٹ تو نہیں ماری " یازان منہ بنا کر کہا۔

"آپ لوگوں کو تو خوش ہونا چاہیے ہم لوگوں نے عقل سے کام لیا" فراج نے بھی منہ بناتے کہا۔

"تیری عقل پر رشک ہے ہمیں ہمارے بھائی جو چھپ کر نکاح بھی کیا اور چھپ کر دوستی بھی رکھی " یاسر نے دانت پیسے تھے۔

"بتا دیتے تو آپ لوگ دانت نا توڑ دیتے ہمارے " یازان نے منہ بنا کر کہا۔

"تو تمہیں لگتا ہے اب چھوڑ دے گے تمہیں ہم ؟" ثوبان نے استفسار کیا وہ چاروں ان کو مارنے کے لیے آگے بڑھتے کے فراج اور یازان صوفے سے کود کر پیچھے سے بھاگے پورے فنکشن میں سب فراج اور یازان کو حویلی کی سمت بھاگتا ہوا دیکھ رہے تھے جبکہ ان کی سپیڈ پر ثوبان حنان یاسر حداد نے ایک دوسرے کو دیکھا اور زمان اور مصطفی نے ان چاروں کو اور سب ہی قہقہہ لگا اٹھے۔

جنہ رخصت ہو کر داؤد حویلی میں قدم رکھ چکی تھی بارات کا فنکشن بھی دھوم دھام سے منایا گیا سب لوگ بے حد خوش تھے پورے کشمیر کو بلایا گیا تھا زمہ داریاں بڑھ گئی تھی تو کام بڑھ گئے تھے سب نے ہر کام بہترین طریقے سے سر انجام دیا چاروں سمت خوشیاں پھیلی تھی جنہیں جھولی پھیلائے کفیر'ز داؤد'ز اور شاہ میر'ز سمیٹ رہے تھے جنہ اس وقت سرخ عروسی لباس میں ملبوس دھک دھک کرتے دل کے ساتھ فراج کی سیج سجائے بیٹھی تھی یک دم دروازہ کھلا جنہ کا دل اچھل کر حلق میں پھنسا فراج اپنی سیاہ شیروانی اترتا صوفے پر اچھال کر بیڈ کی سمت بڑھا فراج دلہا بنا ریاست کا بادشاہ معلوم ہو رہا تھا اس پر اٹھنے والی ہر نظر نے اسے ستائش سے دیکھا تھا جبکہ جنہ نے عورتوں کے علاوہ

اپنا حسن کسی کو بھی نہیں دیکھنے دیا تھا پورا کمرہ گلاب کی سرخ اور سفید پنکھڑیوں سے سجا تھا۔

"میری دلہن " فراج نے ایک سرد سانس کھینچ کر ہوا کے سپرد کرتے جنہ سے کہا جنہ کا دل تیزی سے دھڑکا فراج نے جنہ کے دونوں ہاتھوں کو تھاما گولڈ کے کنگن اور سرخ چوڑیوں سے سجے مہندی لگے نرم نازک ہاتھ بہت خوبصورت لگ رہے تھے جنہ گھونگھٹ میں بیٹھی فراج کے دل کی دھڑکنیں منتشر کر گئی تھی فراج نے جنہ کے ہاتھوں پر لب رکھے۔

"شادی مبارک ہو جنہ فراج داؤد " فراج نے بے صبرے بنتے جنہ کا گھونگھٹ پلٹا وہ ساکت رہ گیا۔

برائیڈل میک اپ میں سرخ سجے ہونٹ ماتھا پٹی چوکر جھمکے وہ ہر ہتھیار سے لبریز تھی فراج کو چاروں خانے چت کرنے کے لیے اور ناک میں جھولتی نتھلی تو فراج کا گلا خشک کر چکی تھی۔

"آپ کو بھی " جنہ نے لرزتی پلکیں اٹھا کر سرمئی آنکھوں سے کہا فراج ہوش میں آیا۔

"شکریہ تم سے آپ کرنے کے لیے ، میری بننے کے لیے ، میرے لیے اس دنیا میں آنے کے لیے ، تمہارے بغیر فراج شازم داؤد نا مکمل ہے " فراج نے آگے جھکتے جنہ کی پیشانی کو چوما جنہ کی پلکیں پھر جھکیں۔

"یہ تمہارا ویڈنگ گفٹ " فراج نے سائیڈ ڈرار سے ایک سرخ فائل میں کاغذات جنہ کے ہاتھوں میں تھمائے جنہ نے پریشانی سے فراج کو دیکھا فراج نے جنہ کو فائل کھولنے کا کہا جنہ نے فائل کھولتے کاغذات دیکھے جنہ کی خوشی سے آنکھیں چمک اٹھی فراج نے جنہ کے لیے کشمیر کی مہنگی جگہ پر زمین خریدی تھی یہ وہی جگہ تھی جہاں جنہ اپنا بوتیک اوپن کرنا چاہتی تھی لیکن یک دم جنہ مرجھا گئی۔

"کیا ہوا ؟" فراج نے جنہ کے بجھے ہوئے چہرے کو دیکھتے استفسار کیا وہ اسی کے خوبصورت چہرے پر تو نگاہیں جمائے ہوئے تھا۔

"لیکن اب میں بوتیک نہیں چلا سکتی میں جیسا فیشن خود کر چکی ہوں وہ میرا ماضی تھا اب میں وہ بے ہودہ فیشن نا ہی کرنا چاہتی ہوں نا ہی کسی کو اپنے

ریفرینس سے کروانا چاہتی ہوں " جنہ نے وضاحت کی فراج مسکرایا اور جنہ کے ہاتھ سے فائل لے کر ٹیبل پر رکھ گیا۔

"فیشن بے ہودہ بھی ہوسکتا ہے اور باحیا بھی یہ تم پر منحصر ہے جیسے تم نے خود کو چینج کیا ویسے اپنے خواب کو تبدیل کر دو بوتیک بناؤ لیکن باحیا فیشن کی اور لوگوں کو باحیا فیشن کی طرف رغبت دلاؤ " فراج نے جنہ کے بالوں سے ڈوپٹے کی پن ایک ایک کر کے نکالتے نرمی سے کہا جنہ کا ڈوپٹہ اس سے علیحدہ کر گیا جنہ جو فراج کی بات کو غور سے سن رہی تھی محسوس نہیں کر پائی البتہ جنہ کے چہرے پر سمجھ سے بھر پور مسکراہٹ بکھری وہ فراج کی بات کو سمجھ گئی تھی۔

"تھینک یو سو مچ لیکن اب تو میری شادی ہوگئی اب میں کام کرو گی تو سب مجھ سے خفا نہیں ہو نگے " جنہ کے چہرے الجھن ابھری جبکہ فراج نے نفی میں

سر ہلاتے جنہ کے ایک ایک کر کے زیور اتارنے لگا جنہ اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی اور فراج مسکراتا رہا۔

"میری بھی تو شادی ہو گئی ہے کیا میں بھی کام چھوڑ دوں ؟ اور میں تم سے ناراض نہیں تو کوئی اور بھی نہیں ہو گا سب کو کیسے منانا ہے یہ مجھ پر چھوڑ دو تم بس اپنی خواہش کو پوری کرو میں چاہتا ہوں میری بیوی کی ہر خواہش پوری ہو " فراج جنہ کی انگلیوں سے ڈائمنڈ کی رنگز نکالتا ہوا بولا جیولری وہ جنہ کی اتار چکا تھا جنہ مسکراتی ہوئی سر اثبات میں ہلا گئی۔

"تمہاری کوئی خواہش نہیں ؟" جنہ نے فراج کو دیکھتے استفسار کیا۔

"ہے " فراج نے جنہ کے بالوں میں ہاتھ الجھاتے جنہ کے بالوں سے ساری پن آزاد کی اور جنہ کے آبشار جیسے بال اس کی گردن کمر پر بکھرے۔

"کیا ؟" جنہ نے نا سمجھی سے استفسار کیا جبکہ فراج نے جنہ کی کمر میں ہاتھ ڈالے اسے بیڈ پر اپنے سینے پر کرتے چت لٹا دیا وہ دونوں بیڈ کے سینٹر میں لیٹے ہوئے تھے جنہ نے فراج کے سینے پر دونوں ہاتھ رکھے اسے دیکھا فراج خمار سے لبریز آنکھوں سے جنہ کو ہی تک رہا تھا۔

"اپنی بیوی کی روح میں سمانا آج اسے مکمل طور پر اپنا بنا لینا اس کے وجود میں گم ہو جانا اور امید کرتا ہوں میری بیوی میری خواہش کا احترام کرے گی " فراج نے مسکرا کر کہتے جنہ کو گردن تک سرخ پڑنے پر مجبور کر دیا جنہ نے فراج کے سینے میں منہ چھپائے اسے اپنی خواہش پوری کرنے کی اجازت دی۔

"یاسر آپ مجھ سے ناراض ہے ؟" عشراق جو ابھی تہجد پڑھ کر آئی تھی یاسر کو بار بار کروٹ بدلتا دیکھ پریشانی سے بولی۔

"تمھیں فرق پڑتا ہے میری ملکہ تم رہو اپنے بھائی اور دیور کے نکاح اور شادی میں بزی " یاسر نے شکوے سے کہا عشراق کے لبوں پر مبہم سی مسکراہٹ بکھر گئی۔

"اوہ تو میرے سیاستدان کو اپنی ملکہ کی مصروفیات نہیں پسند آئی " عشراق ڈوپٹہ کھولتی یاسر کی طرف آتی جگہ بنا کر بیٹھتی یاسر کے اعتراف میں ہاتھ

جماتی یاسر کے سینے پر سے کمفرٹر دور کرتی یاسر کے سینے پر سر رکھے بولی یاسر مسکرا دیا وہ بس اتنی ہی دیر عشراق سے خفا رہ سکتا تھا۔

"میری ملکہ پر سب سے زیادہ حق اس سیاستدان کا ہی ہے " یاسر نے کہا عشراق مسکرا دی۔

"میں شرمندہ ہوں " عشراق نے یاسر کے سینے پر تھوڑی ٹکائے کہا۔

"ایسے مجھے پسند نہیں تم شرمندہ ہو میں تمہیں شرماتا ہوا دیکھنا چاہتا ہوں میری ملکہ " یاسر نے آنکھ ونگ کرتے کہا اور کمرے کی لائٹس آف کرتے عشراق اور خود پر کمفرٹر درست کیا ایک ایک کر کے وہ خود کو اور عشراق کو ہر پردے سے آزاد کرتا عشراق کو واقعی شرمانے پر مجبور کر گیا۔

\-

"ثوبان سوری " مقدس ثوبان کو کب سے خفا دیکھ معافی مانگ رہی تھی ثوبان کی ناراضگی کا خیال اب آیا تھا مقدس مادام کو۔

"ہننہ مجھے بات نہیں کرنی تم سے " ثوبان نے کروٹ بدلتے کہا۔

"مجھے بلکل دھیان نہیں رہا پلیز نا سوری " مقدس ثوبان کے پھولے ہوئے مسلز پر ہاتھ ٹکائے محبت سے بولی۔

"تمہارے لیے سب سے زیادہ ضروری مجھے ہونے چاہیے لیکن تمہارے لیے سب ضروری ہے میں نہیں ابھی تمہارا یہ حال ہے بے بی ہونے کے بعد تم نے مجھے پوچھنا بھی نہیں" ثوبان کی خفگی بھری آواز ابھری۔

"میرے لیے سب سے زیادہ ضروری آپ ہے صرف آپ اور بے بی ہونے کے بعد بھی صرف آپ ہی رہے گے کیونکہ مجھے بے بی کے پاپا سے بہت زیادہ پیار ہے نا اس لیے " مقدس نے کہتے ثوبان کے مسلز پر سر رکھا تو ثوبان مزید خفا نا رہ سکا مقدس کو اپنے سینے پر نرمی سے منتقل کرتے ثوبان نے مقدس کے بالوں پر لب رکھا اور مقدس پر کمفرٹر درست کیا۔

"مجھے بھی بے بی کی ماما سے سب سے زیادہ پیار ہے خود سے بھی زیادہ " ثوبان نے نیلی آنکھوں میں محبت لیے کہا۔

"آپ ناراض تو نہیں مجھ سے " مقدس نے ہیزل گرین آنکھوں میں چمک لیے استفسار کیا ثوبان نے نفی میں سر ہلایا مقدس مسکرا دی۔

"مصطفی۔۔"افق اب جھنجھلا چکی تھی مصطفی لیپ ٹاپ لیے بیڈ پر بیٹھا تھا افق نے اب لیپ ٹاپ بند کرتے فرش پر پھینکا مصطفی نے بے یقینی سے افق کو دیکھا جو روہانسی ہوتی اسے دیکھ رہی تھی۔

"مجھے معاف کر دے نا زمہ داریاں اتنی تھی میں وقت نہیں نکال سکی آپ کے لیے " افق شرمندگی سے بولی مصطفی نے سرد سانس کھینچ کر ہوا کے سپرد کی اس کی بیوی مناتے ہوئے بھی اس پر غصہ کر رہی تھی۔

"میں چاہے لاکھ مصروف صیح تمہارے لیے وقت ہمیشہ نکالتا ہوں اور تم نے مجھے بہت مایوس کیا ہے " مصطفی نے کہتے اپنے فرش پر پڑے لیپ ٹاپ کو دیکھا اور افق کی آنکھوں میں آنسو چمکے وہ کچھ کہے بغیر کمفرٹر سر تک تانتے ہوئے کروٹ لیے خاموشی سے لیٹ گئی مصطفی نے اپنے لب کاٹے۔۔واہ غلطی بھی بیوی کرے اور اب شوہر اس سے خفا بھی نہیں ہو سکتا مصطفی لائٹس آف کرتا افق کے ساتھ کمفرٹر میں گم ہوا۔

"کیا۔۔کر۔۔رہے۔۔ہے " افق نے سو سو کرتے خفگی سے کہا۔

"بیوی کو منا رہا ہوں جو مجھے منانے کی کوشش کرتے خود ناراض ہو گئی ہے " مصطفی نے کہا۔

"کب سے منا رہی ہوں آپ مان بھی تو نہیں رہے " افق ناراضگی سے بولی براؤن آنکھوں میں پانی جمع تھا مصطفی نے نفی میں سر ہلایا۔

"ایک ہفتے سے ناراض ہوں اور بیوی بیس منٹ سے منا رہی ہے صرف اور اکیسویں منٹ پر خود ہی ناراض ہو گئی" مصطفی نے افسوس سے کہتے افق کی آنکھوں پر باری باری لب رکھے۔

"مجھے بات نہیں کرنی آپ سے " افق غصے سے بولی۔

"میں باتوں سے منانے کا ارادہ بھی نہیں رکھتا میری شہزادی " مصطفی نے آنکھ ونگ کرتے کہا افق کا دل زورو سے دھڑکا۔

"جویریہ تم مجھے منا رہی ہو یا میرے ساتھ ظلم کر رہی ہو " حنان بے بسی اور تکلیف سے احتجاج کرتا بولا جبکہ جویریہ جو اس کی گود میں بیٹھی حنان کے گلے کی ہڈی سے تشدد کر رہی تھی حنان کے بالوں میں ہاتھ الجھاتے ہوئے حنان کی بات پر مسکراتی علیحدہ ہوئی اور حنان کی گردن میں باہیں ڈالے مسکرا دی جبکہ حنان نے محسوس کیا اس کی گردن کی ہڈی پر شدید جلن تھی۔

"میں سفاک بیوی ہوں اور میرے منانے کا انداز یہی ہے " جویریہ مسکراتے ہوئے بولی۔

"حنان تمہیں بے بی گرل چاہیے یا بوائے ؟" جویریہ نے استفسار کیا۔

"جو بھی اللہ دے لیکن بس صحت مند اور تندرست ہو سلامتی کے ساتھ ہو" حنان نے مسکراتے جویریہ کے بالوں میں انگلیاں چلاتے کہا۔

"تم اتنا جلدی مان جاتے ہو مجھے یقین نہیں آتا " جویریہ کی اندھیرے میں آواز ابھری حنان مسکرایا۔

"پانچ سال تمہاری نفرت تمہاری دشمنی کھا گئی میرے بھائی کے گناہوں کی سزا بھگتنے میں چلے گے وہ خوبصورت پانچ سال اب جتنا وقت بچا ہے میں تمہارے ساتھ محبت سے گزارنا چاہتا ہوں اس لیے جلدی مان جاتا ہوں " حنان نے نرمی سے کہا۔

"میں تم سے معافی چاہتی ہو اپنے ہر عمل کے لیے جو غلط تھا " جویریہ نے کہتے حنان کے سینے پر لب رکھے۔

"میں تمہیں معاف کرتا ہوں میری سفاک بیوی اور ایسے معافی مانگو گی تو میرا خون بھی معاف ہے تمہیں " حنان نے مسکراتے جویریہ کو خود میں بھینچا وہ دونوں مسکرا دئے اب پوری زندگی ایک دوسرے کی باہوں میں گزارنی تھی تو وقتی ناراضگی کو کیا اہمیت دینی۔

"قبول ہے " یازان نے تیسری دفع قبول ہے کہتے پورے ہال میں خوشیاں بکھیر دی حنان یازان کے گلے ملا پھر یاسر مصطفی ثوبان حداد زمان فراج سب بے حد خوش تھے۔

آج فراج اور جنہ کا ولیمہ تھا اور یازان اور قندیل کا نکاح ولیمے کا فنکشن دھوم دھام سے انجام پا رہا تھا وہی یازان اور قندیل کا نکاح بھی کشمیر میں بارش کی طرح خوشیوں سے گونج رہا تھا ثوبان مقدس یاسر عشراق مصطفی افق حنان جویریہ حداد عترت زمان سلمان شفا سب ہی اپنی اپنی خوشی کا اظہار کر رہے تھے فراج اور جنہ تو تمام بڑوں کی دعائیں سمیٹ رہے تھے ابھی نکاح کے

وقت جنہ قندیل کے پاس گئی تھی دلہن کے اسٹیج سے اٹھ کر اور فراج دلہے کی اسٹیج سے اٹھ کر یازان کے پاس ہال کی اس سمت جہاں نکاح کا سیٹ اپ کروایا گیا تھا خواتین اور مرد حضرات کے بیٹھنے کا انتظام باقی فنکشن کی طرف علیحدہ کیا گیا تھا بس فوٹو شوٹ کے دوران فراج لڑکیوں کی طرف آیا تھا اور یازان اور قندیل کا نکاح بھی سینٹر میں اعتراف میں پردوں کی آڑ میں ہوا تھا۔

"کہاں جا رہے ہو " فراج نے یازان کو پردے کی سمت بڑھتے ہوئے دیکھا وہاں اب صرف کفیر'ز داؤد'ز اور شاہ میر'ز کی نئی نسل موجود تھی۔

"اپنی بیوی سے ملنے " یازان نے دانت دیکھاتے کہا۔

"منکوحہ " یاسر نے تصیح کی۔

"Whatever " یازان نے آنکھیں گھماتے کہا۔

"تم اب پانچ سال بعد ملنا اپنی منکوحہ سے جب وہ تمہاری بیوی بن جائے" حنان نے مزے سے چھوارے کھاتے کہا۔

"بھائی کیا مصیبت ہے یار ایک تو پہلے مجھے لندن بھیج رہے آپ لوگ وہ بھی نکاح کے دوسرے دن اور پھر اب میری آفیشل بیوی سے بھی نہیں ملنے دے رہے مجھے میں کیس کر دوں گا آپ سب پر " یازان نے غصے سے کہا اور سب کو گھورا وہ واحد شوہر تھا جو نکاح کے دن اپنے بھائیوں اور سالوں پر کیس کرنا چاہتا تھا کیونکہ اس کے بھائی اور سالے اس کی بیوی سے اسے نہیں ملنے دے رہے تھے۔

"قانون تو ہمارا ہے " یاسر نے لقمہ دیا ثوبان مصطفی فراج قہقہہ لگا اٹھے زمان مسکرا دیا۔

"کرپٹ سیاستدان " یازان بڑبڑایا اور پیر پٹخ کر منہ بناتا اسٹیج سے اتر گیا کیونکہ قندیل کا گھونگھٹ اٹھا کر اس کی پیشانی پر لب رکھنے والا خواب اب پانچ سال بعد ہی پورا ہونا تھا کیونکہ باریک سفید موتیوں سے سجا پردہ ہٹا کر اب وہاں بھاری پردہ لگا دیا گیا تھا اور قندیل کو بھی خواتین نے جنہ کے ساتھ اسٹیج پر بیٹھا دیا تھا اب پورے ہال میں چھوارے تقسیم کو رہے تھے۔

"دیکھ لو گا ایک ایک کو میں " یازان نے جاتے جاتے دھمکی دی۔

"ہم تو ڈر گئے" یاسر ثوبان مصطفی اور فراج نے ڈرنے کی ایکٹنگ کی۔

"پہلے کم منحوس لگتے ہو تم سب جو ایکٹنگ کرتے منحوسیت کا آسکر اپنے نام کروانا ہے" حداد نے کہا جبکہ حنان اور حداد ہائے فائے کرتے قہقہہ لگا اٹھے۔

"سالوں کی صحبت کا اثر ہے" مصطفی نے بھی حساب بے باک کیا پھر داؤد'ز اور مصطفی قہقہہ لگا اٹھے تو کفیر'ز نے انھیں خونخوار نظروں سے گھورا تو زمان نفی میں سر ہلاتا شاہد کفیر اور ثاقب داؤد کی سمت بڑھ گیا۔

پانچ سال بعد :-

"مستقیم میری بات سنو " یہ افق تھی جو اپنے چار سال کے بیٹے کے پیچھے پیچھے گھوم رہی تھی اور چار سال کا شریر مستقیم اپنی ماں کی پہنچ سے دور جا رہا تھا افق رائل بلیو میکسی میں سر پر نیٹ کا ڈوپٹہ سجائے ہلکے پھلکے میک اپ اور ڈائمنڈ کی جیولری میں کچھ واضح ہوتے پیٹ کے ساتھ بہت خوبصورت لگ رہی تھی اور اوپر سے غصے میں سرخ ہوتی ناک وہ پھر چھ ماہ کی امید سے تھی اور ممتا کا یہ روپ مستقیم کی پیدائش سے زیادہ اس دفعہ اس کے چہرے پر رونق بکھیر رہا تھا۔

"کیا ہوا ہے میری جان کیوں میرے شہزادے کے پیچھے پڑ گئی ہو میرے پیچھے پڑو یہ شرف مجھے بخشو " مصطفی نے افق کے قریب آتے ذومعنی لہجے میں استفسار کیا وہ اس وقت رائل بلیو کرتے بجامے میں ملبوس تھا جیل سے سیٹ

بالوں میں پانچ سال پہلے کی طرح بے حد پیارا لگ رہا تھا افق نے مصطفی کو گھور کر دیکھا مصطفی نے پھر مستقیم کو۔

"بڑے پاپا بچاؤ مجھے " مستقیم زمان کو دیکھتا باہیں پھیلائے گویا ہوا زمان نے مستقیم کو باہوں میں بھرتے پیار سے اس کے گال چومے۔

"کیا ہوا ہے میرے شہزادے کو کس سے بچنا ہے ؟" زمان نے پیار سے مستقیم کے بال سیٹ کرتے استفسار کیا مستقیم اور زمان نے بھی مصطفی کی طرح ڈریسنگ کی ہوئی تھی۔

"ماما سے " مستقیم نے ہونٹ پھیلائے کہا زمان نے مصطفی کے حصار میں کھڑی افق کو گھورا جو روہانسی ہوئی۔

"بھیا آپ کا لاڈلا مجھے تنگ کر رہا ہے کب سے کہ رہی ہو کھانا کھا لے مجال ہے جو میری سن لے " افق نے منہ بناتے کہا۔

"مستقیم بری بات چلو بڑے پاپا اپنے بچے کو کھانا کھلاتے ہے " زمان نے مستقیم سے کہتے افق کو پر سکون رہنے کا اشارہ کیا مستقیم نے کھکھلاتے زمان کے گلے میں باہیں ڈالی مستقیم کی آنکھیں مصطفی اور زمان پر تھی اسے ہمیشہ ہی زمان کے ہاتھ سے کھانا کھانا ہوتا تھا زمان پر اب جیسے عمر اثر انداز ہونے لگی تھی لیکن اس بڑھتی عمر میں بھی وہ اپنی وجاہت اور انجشہ کی بے شمار یادوں کے ساتھ خوش حال زندگی گزار رہا تھا اور جب سے مستقیم اس دنیا میں آیا تھا زمان کی زندگی خوشیوں سے بھر گئی تھی مصطفی اور افق سے زیادہ مستقیم زمان سے اٹیچ تھا۔

"ایک بچے پر تم اتنی ہلکان ہو گئی ہو میری شہزادی جب آئے گی تو پتا نہیں کیا ہو گا تمہارا" مصطفی نے افسوس سے کہتے سر جھٹکا جبکہ افق نے مصطفی کے پیٹ میں کہنی مارتے اسے خود سے دور کیا مصطفی نے مصنوعی کراہ بھری۔

" مار ڈالا۔۔یہ جب سے ماں بنی ہو ساری لڑاکا عورتوں والی خصوصیات آگئ ہے تم میں " مصطفی نے منہ بناتے کہا جبکہ افق سر جھٹکتی آگے بڑھ گئ مصطفی اسے دیکھتا مسکرا دیا۔

"ماموں ماموں بچاؤ مجھے ویلن بابا مار رہے ہے مجھے " یہ آواز حدید کی تھی جو ننھی ننھی باہیں پھیلائے مصطفی کے قدموں سے لپٹا تھا مصطفی نے جھکتے اسے اپنی باہوں میں بھرا۔

"کیا ہوا ؟ " مصطفی نے حدید کے گال پر پیار کرتے استفسار کیا کہ اتنے میں حداد سفید شلوار کرتے پر بلیک واسکٹ پہنے بے حد وجاہت کا شہکار بنے باہوں میں اپنی ننھی سی شہزادی کو بھرے تیوری چڑھائے حدید کو گھورنے لگا۔

"حنین کیوں رو رہی ہے ؟" مصطفی نے پریشانی سے استفسار کیا حدید اور حنین جڑواں بہن بھائی تھے حدید حنین سے پانچ منٹ بڑا تھا اور وہ اکثر حنین کو تنگ کرتا تھا۔

"اپنے بھانجے سے پوچھو میری گڑیا کے بال کھینچ کر آیا ہے گدھا کہی کا " حداد کو حنین حدید سے زیادہ پیاری تھی اس لیے اکثر غصے کا شکار حدید ہوتا تھا جو ماں اور ماموں کا لاڈلا تھا البتہ حنین معصوم سی چھوئی موئی سی لڑکی تھی اور سب کفیر حویلی کی واحد چھوٹی شہزادی تھی وہ دونوں بہن بھائی مستقیم سے دو ماہ چھوٹے تھے۔

"حدید بری بات سوری بولو بہن کو " مصطفی نے حدید سے کہا جو روہانسا ہوتا حنین کو سوری بول گیا جبکہ حنین یک دم چپ ہوتی حداد کی گردن میں باہیں ڈالے سر ٹکا گئی حداد نے حدید کو گھورتے عترت کی سمت قدم بڑھائے جو سفید میکسی میں چاند کی طرح دمک رہی تھی ڈائمنڈ کی جیولری کے ساتھ حدید اور حنین نے اپنے ماں باپ کی طرح ڈریسنگ کی تھی حدید کی آنکھوں کا رنگ عترت اور مصطفی کی طرح سیاہ تھا اور نقوش میں وہ اپنے باپ کی کاپی تھا تو حنین نے آنکھیں اپنی پھوپھو سے چرائی تھی اس کی آنکھیں ہیزل گرین تھی جبکہ نقوش اس کے ماں سے زیادہ ملتے تھے۔

"اپنے بیٹے کو سمجھا دو مار کھائے گا مجھ سے اگر اب میری بیٹی کو تنگ کیا تو" حداد نے لگے ہاتھوں اپنی بیوی کو بھی دھمکی دیتے اپنی بیٹی کی پیشانی چومتے قدم آگے بڑھائے عترت نے منہ بنایا۔

"انھیں اپنی بیٹی کے سامنے کوئی نظر نہیں آتا میں بھی نہیں" عترت نے شکوہ کیا جنہ ہنس دی۔

"بھابھی بیٹیوں کے باپ شاید ایسے ہی ہوتے ہے" جنہ نے کہا تو عترت مسکرا دی واقعی وہ اپنی بیٹی کے لیے بہت اچھا باپ تھا اتنے میں جنہ کی گود میں دو سال کے فارس نے رونا شروع کر دیا۔

"اب اسے کیا ہوا ؟" جنہ پریشان ہوئی وہ اس وقت سرمئی رنگ کی میکسی میں ملبوس تھی نفیس جیولری اور میک اپ کے ساتھ بہت پیاری لگ رہی تھی عترت کی نظر فارس کی آنکھوں کے تعاقب میں گئی فراج سرمئی رنگ کی شلوار کرتے میں ملبوس بلیک واسکٹ پہنے جنہ کی سمت مسکراتا آرہا تھا۔

"اسے اپنے بابا نظر آگے" عترت نے ہلکان ہوتی جنہ سے کہا اتنے میں فراج جنہ تک پہنچتا فارس کو باہوں میں لیتا گال پر پیار کر گیا فارس کی آنکھیں سرمئی تھی مگر نین نقوش فراج پر تھے۔

"بس میرا بچہ " فراج نے فارس کو کھلانے پر مجبور کرتے جنہ کو دیکھا۔

"تمہیں پریشان کر رہا ہے میں لے جاتا ہوں فارس کو " فراج نے جنہ کو دیکھتے کہا جنہ نے مسکراتے اثبات میں سر ہلایا شادی کے تین سال بعد اللہ نے انھیں بیٹے سے نوازا تھا جس کا نام انھوں نے فارس رکھا تھا فراج فارس کو لیے آگے قدم بڑھا گیا۔

"حنان ۔۔حنید کو دیکھ لے اب میں نے اس کو ایک لگانی ہے " یہ جویریہ تھی جو پیچ کلر کی میکسی میں ڈائمنڈ کی جیولری میں نفاست سے تیار بے حد خوبصورت لگ رہی تھی حنید کو گھورتے ہوئے بولی حنید نے باپ کو محبت پاش نظروں سے معصوم بنتے ہوئے دیکھا حنید چار سال پانچ کا تھا شہد رنگ آنکھیں یازان اور عشراق جیسی تھی البتہ نقوش اس نے اپنے باپ سے چرائے تھے۔

"بابا مما مجھے یازان چاچو کے پاس نہیں جانے دے رہی " حنید نے باپ کو ماں کی شکایت لگائی حنان اور حنید نے حداد اور حدید کی طرح وائٹ شلوار کرتے پر بیک واسکٹ پہنا تھا حنان کے بال اب بھی ویسے ہی تھے جیسے پانچ سال پہلے ہوا کرتے تھے آدھے پونی میں اور آدھے شانوں پر۔

"چاچو کو چاچی کے ساتھ رہنے دو " جویریہ نے دانت پیسے آج یازان اور قندیل کی ویڈنگ تھی ایک ہفتے پہلے ہی یازان کشمیر آیا تھا ہمیشہ کے لیے اور

قندیل ڈاکٹر بن چکی تھی اور یاسر کے بنائے ہوئے ہسپتال میں بطور ڈاکٹر کے فرائض سر انجام دے رہی تھی وہ دونوں اسٹیج پر بیٹھے تھے فوٹو شوٹ چل رہا تھا یہ خواتین کی سائڈ تھی۔

"میرا بچہ چاچو ابھی بزی ہے آپ بابا کے ساتھ رہو اوکے ہم کچھ دیر تک چاچو کے پاس جائے گے " حنان جو ثوبان سے بات کر رہا تھا اپنی بیوی اور بیٹے کو دیکھتے بولا اس کے بیوی اور بیٹے کی ایک پل کو نہیں بنتی تھی جیسے دونوں سدا کے دشمن تھے جویریہ کا دعویٰ تھا حنان اس سے زیادہ محبت کرتا ہے جبکہ حنید کہتا "میرے بابا مجھ سے زیادہ محبت کرتے ہے " بس اس بات پر لڑائی تھی دونوں کی جبکہ حنان جویریہ سے زیادہ محبت کرتا تھا اسے بیٹی کی خواہش تھی لیکن دوسری دفعہ ماں بننے میں جویریہ کے لیے مشکلات تھی اس کی جان کو خطرہ تھا تو حنان نے کبھی اس خواہش کا اظہار نہیں کیا لیکن اسے امید تھی یاسر اور عشراق کی بیٹی یسری کی صورت میں اس کی یہ خواہش پوری ہو جائے

گی وہ اپنی بہو کو بیٹی بنا کر رکھنے کے خواب دیکھ رہا تھا۔۔جویریہ نے منہ بنایا تو حنان نے سر جھٹکتے حنید کو باہوں میں بھرتے جویریہ کو اپنے حصار میں لیتے اس کی پیشانی پر لب رکھے جویریہ مسکرا دی جبکہ ثوبان کی نظر مقدس پر گئی۔

"کیا ہوا جاناں ؟ " ثوبان مقدس کے ساتھ صوفے پر بیٹھتا ہوا پریشانی سے استفسار کرنے لگا مقدس اور ثوبان نے آسمانی رنگ کی ٹیونگ کی تھی اور دونوں بے حد پیارے لگ رہے تھے۔

"کچھ نہیں یہ سینڈل کی سٹریپ کھل گئی ہے " مقدس نے چہرہ اٹھائے ثوبان سے کہا ثوبان نفی میں سر ہلاتا مقدس کے قدموں میں بیٹھتا مقدس کی مشکل آسان کر گیا مقدس خفیف ہوئی۔

"کیا ضرورت تھی میں خود کر لیتی سب یہی دیکھ رہے ہے " مقدس نے نادام ہوتے کہا ثوبان مسکراتا مقدس کے ساتھ صوفے پر پھر بیٹھا اور اس کا ہاتھ تھامتے لبوں سے لگا گیا۔

"تمہارے تو قدم چوم سکتا ہوں سب کے سامنے حق ہے میرا " ثوبان محبت پاش لہجے میں بولا مقدس کے گال بے ساختہ لال ہوئے ایک وقت تھا جب ثوبان مقدس کو روعب میں رکھنا چاہتا تھا اور آج یہی لڑکی اس کے روعب آنا جو چکنا چور کر چکی تھی ثوبان کے دل میں مقدس کے لیے صرف نرمی تھی۔

"?Mama why are u blushing"

صالح نے ماں کے قریب آتے اس کے گال پر ہاتھ رکھے استفسار کیا ثوبان قہقہہ لگا اٹھا جبکہ مقدس مزید شرمندہ ہوتی صالح کے ہاتھ چوم گئی صالح کی آنکھیں ثوبان پر گئی تھی اور نقوش بھی وہ باپ کی کاپی تھا مگر ایٹیوڈ اس میں یاسر جیسا تھا اس نے بھی آسمانی رنگ کی شلوار کرتا پہنا تھا صالح حنید سے ایک ماہ چھوٹا تھا اور دونوں میں خوب دوستی تھی۔

"Becouse Baba loves ur mana" ثوبان نے بیٹے کے سوال کا جواب دیا صالح کا منہ بنا۔

"No mama Saleh love u more" صالح نے اپنی ماں کی ہیزل گرین آنکھوں میں جھانکتے کہا مقدس نے مسکراتے صالح کی پیشانی چومتے سر اثبات میں ہلایا جبکہ ثوبان نے ماں بیٹے کو دیکھتے سر جھٹکا ثوبان اور مقدس کی بھی صرف ایک ہی اولاد تھی۔

"میری پرنسس چپ چپ بابا لو یو نا" سیاستدان اپنی باہوں میں اپنی ایک سال کی بیٹی کو چپ کروا رہا تھا جس کی آنکھیں سیاہ تھی اور وہ روتے ہوئے باپ کو اگنور کر رہی تھی جبکہ عشراق جو بیڈ پر بیٹھی اپنی دوسری بیٹی کو فیڈ کروا رہی تھی پریشانی سے یاسر اور یسری کو دیکھنے لگی یشفیٰ جبکہ اپنی فیڈنگ میں دھیان لگائے ہوئے تھی ان کو اللہ نے دو رحمتوں سے نوازہ تھا یسری اور یشفیٰ دونوں جڑواں تھی نین نقش بہت خوبصورت تھے تو آنکھیں باپ جیسی سیاہ تھی عشراق کو حمل میں کافی مشکل پیش آئی لیکن پھر بھی موت کے منہ سے نکل کر یاسر کی بے تحاشہ فکر کرنے کے باوجود وہ اسے باپ کے عہدے پر فائز کر چکی تھی اور یاسر اس تکلیف سے اپنی ملکہ کو دوبارہ نہیں گزارنا چاہتا تھا آج بھی یاسر کشمیر کا سیاستدان تھا اور سیاستدان اور ملکہ کی زندگی میں بے تحاشہ خوشیاں تھی۔

"یاسر یشفیٰ نے فیڈ کر لیا آپ مجھے دے یسری کو اور یشفیٰ کو برب کروا دے " عشراق نے کہا یاسر نے ویسا ہی کیا وہ دونوں ہال کے سیپرٹ روم میں تھے وجہ یسری اور یشفیٰ کی فیڈنگ تھی۔

"یاسر شفا کیوں نہیں آئی ؟" عشراق نے یاسر سے استفسار کیا۔

" ملکہ اسے سعودیہ میں ضروری کام تھا" یاسر نے مسکراتے ہوئے کہا شفا کی پانچ سال پہلے عدت کے دوران میں اس کے ریپیسٹ کو پکڑا جا چکا تھا جن کی سزا یاسر نے بہت دردناک منتخب کی تھی شفا کی عدت پوری ہوئی وہ سعودیہ عرب شفٹ ہو گئی اسلامی تعلیمات کے ادارے میں شمولیت اختیار کی تو اللہ اسے عزت سے نوازنا شروع کیا وہ اعلیٰ پیمانے پر لوگوں کو اسلامی تعلیمات کا درس دے رہی تھی بے شک اللہ جیسے چاہے عزت دے شفا اللہ کی طرف رغبت پر سرشار تھی وہ داؤد حویلی میں اب بھی بیٹیوں جیسا مقام رکھتی تھی

اور عشراق کی بہت اچھی سہیلی بن چکی تھی یاسر اور عشراق پچھلے سال عمرے پر شفا سے ملے تھے۔

"سلمان ارشان کا ہاتھ پکڑے نا" یہ شمائلہ تھی یاسر کے ماموں کی بیٹی جس کی کبھی منگنی ثوبان سے ہونے والی تھی لیکن چار سال پہلے وہ سلمان کی بیوی بن چکی تھی اور اب تین سال کے ارشان کی ماں تھی سلمان کو پہلے سے ہی شمائلہ سے محبت تھی جب سے جب اس نے پہلی دفعہ شمائلہ کو دیکھا تھا لیکن پھر ثوبان سے اس کی منگنی کی خبر سن کر خاموش ہو گیا لیکن اللہ نے اسے شمائلہ کا نصیب بنایا تھا یاسر اور ثوبان نے خود شمائلہ کا رشتہ اس کے والد سے سلمان کے لیے مانگا اور اس طرح وہ دونوں خوش حال ازدواجی زندگی گزار رہے تھے

۔

"بڑے بڑے لوگ حاضر ہوئے شکر ہے حاضر تو ہوئے " ثوبان نے سلمان اور شمائلہ کو دیکھتے کہا پھر ارشمان کو باہوں میں بھرتے پیار کیا مقدس بھی شمائلہ سے ملی سب باتوں میں مصروف ہو چکے تھے۔

حنان نے سب کو اکھٹا کیا اور گلا کھنکھارا آج وہ پانچ سال بعد یازان کی فرمائش پر شاعری کرنے والا تھا لیکن اس کی شرط تھی سب مرد حضرات اس کا ساتھ دے گے سب اپنی بیوی کو حصار میں لیے کھڑے تھے۔

حنان۔۔کچھ یوں شروع ہوئی نفرت سے محبت کی داستان ہم جھکتے گئے اور وہ جھکاتے گئے !!(حنان نے جویریہ کو حصار میں لیے کہا جویریہ نے مسکراتے حنان کے سینے پر سر رکھ دیا)

ثوبان۔۔ہم نے چاہا بھی تو نفرت کے سوا کچھ نا مگر وہ محبت کے دیپ جلاتے گئے ہمیں ستاتے گئے !!(ثوبان نے مقدس کے ہاتھ کو چومتے کہا)

یاسر۔۔ہمیں کبھی ناگزیر تھا جو چہرہ مگر محبت میں مارے ہم اس چہرے کے پہروں کے اسیر ہوتے گئے !!(یاسر نے عشراق کے نقاب سے جھلکتی آنکھوں میں جھانک کر عشراق کے حجاب کو نظروں کے حصار میں لیتے کہا)

مصطفی۔۔ محبت مرض کے سوا کچھ نہیں یہ جانا جب ہم نے ہم ہر مرض میں فیضیاب ہوتے گئے !!(مصطفی نے افق کو حصار میں لیتے کہا)

حداد۔۔ قہر برساتے تھے کبھی جن پر کچھ یوں ہوا پھر محبت میں ان کے قہر کے دیوانے ہوتے گئے !!(حداد نے عترت کے منہ بنانے پر اس کی کلائی پکڑ کر سرخ چوڑیوں پر لب رکھتے عترت کو آنکھ ونک کی)

فراج۔۔ لڑتے رہے خود سے محبت کو دھتکارے رہے پھر محبت نے کھیل دیکھایا ہم دیوانے ہوکر اس کے پاس آتے گئے !!(فراج نے اپنی گود میں کھیلتے فارس کو دیکھتے جنہ کی پیشانی پر لب رکھتے کہا)

یازان۔۔محبت یوں بھی مل جاتی ہے ایک طویل انتظار کے بعد ہم خود کو یقین دلاتے رہے اور وہ ہمارے پہلو میں بیٹھ کر مسکراتے رہے !! (یازان نے مسکراتی ہوئی قندیل کی خوبصورت بلیو سٹار آنکھوں میں دیکھتے کہا قندیل کے گال دہک کر لال ہوئے)

"زمان شاہ میر"۔۔محبت یوں ہی ہر کسی پر مہربان نہیں ہوتی نصیب نصیب کی بات ہے کسی کو عطا ہوتی ہے تو کسی کو لاحاصل محبت کا انجام ملتی ہے ... محبت جنونِ رقصم کی طرح ہوتی ہے حاصل ہو جائے تو خوشی سے نچاتی ہے اور لاحاصل رہ جائے تو غم میں رقص کرواتی ہے مگر ہم نے لاحاصل محبت سمیٹ کر بھی یہ جانا ہے جنونِ رقصم کے رقص کا کردار بننا ہر کسی کے بس کی بات بھی نہیں ہوتی !!(زمان شاہ میر نے سب کو دیکھتے انجشہ کو یاد کرتے کرب مسکراتے ہوئے کہا سب دکھی دل سے مسکرا دئیے)

اور دیکھتے ہی دیکھتے سب نے خود کو سنبھالا زمان نے سب کو دلہا دلہن کی سمت متوجہ کیا اور بے حد خوش اسلوبی سے قندیل کو رخصت کر دیا گیا اور دھوم دھام سے کفیر ہویلی نے اپنی نوجوان نسل کی آخری بہو کا استقبال کیا۔

پورے کمرے میں چاروں طرف سرخ اور سفید گلاب کے پھول بکھرے تھے اور قندیل گولڈن رنگ کے جوڑے میں یازان کی سیج سجائے دھڑکتے دل کے ساتھ سرخ گھونگھٹ کیے بیٹھی تھی دروازہ کھلا اور بند ہوا یازان اپنی گولڈن شیروانی اتار کر صوفے پر اچھالتا ایک ایک قدم اٹھاتا بیڈ پر قندیل کے سامنے بیٹھا قندیل کا دل زوروں سے دھڑکا۔

"ویسے تو مجھے تم سے بات نہیں کرنی چاہیے مس ہو چکی ڈاکٹر اور میری ہو چکی بیوی لیکن یازان اعظم کفیر کا دل بہت بڑا ہے تم نے پانچ سال تک مجھے تڑپایا ہے اور نکاح کے دوسرے دن میں تم سے ملنا چاہتا تھا لیکن تم نے انکار کر دیا میں بہت ناراض ہوا تم سے سوچا کبھی بات نہیں کرو گا لیکن پھر تمہاری کال پر دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر بات کرنے لگا شکر کرو میں اتنا رحم دل ہو ورنہ تمہارا کیا ہوتا میری بیوی " یازان نے افسوس سے کہنا شروع کیا کہ اتنے میں بادشاہ یازان کے پیر سے لپٹا بھو بھو کرنے لگا یازان نے مسکراتے قندیل کے ہاتھ چھوڑے اور بادشاہ کو باہوں میں بھرتے پیار کیا بادشاہ کی آنکھوں میں چمک تھی جیسے یازان کو بتا رہا ہوں اس نے یازان کو بہت مس کیا۔

"میں نے بھی اپنے بادشاہ بیٹے کو بہت مس کیا " یازان نے مسکراتے بادشاہ کے بال سہلاتے تھے بادشاہ بے حد خوش ہوتا کسمسا کر یازان کے سینے پر اپنا چہرہ رکھ گیا۔

"مجھے لگتا ہے تو ہمیں ہمارے بچے پیدا نہیں کرنے دے گا۔۔میری بیوی کے جہیز میں آئی اولاد " یازان نے افسوس سے بادشاہ کو دیکھتے کہا گھونگھٹ میں چھپی قندیل کا بس نا چلا یازان کا گلا دبا دے جہاں شرم اور گھبراہٹ تھی وہاں اب بے حد غصہ تھا۔

"چلو میرے بچے اب ماما بابا کو گولڈن نائٹ منانے دو اور تم جا کر بالکونی میں سجے اپنے گھر میں آرام کرو " یازان نے بادشاہ کو دونوں ہاتھوں میں تھامے اپنے چہرے کے قریب کرتے کہا بادشاہ بھو بھو کرتا بالکونی کی سمت بڑھ گیا جہاں یازان نے بادشاہ کے لیے ڈوگ ہاؤس بنوایا تھا۔

بادشاہ کے جانے کے بعد یازان نے قندیل کو دیکھتے اس کا گھونگھٹ نرمی سے ہٹایا قندیل تو یازان کی معنی خیزی بات پر سرخ انار ہو چکی تھی غصے کی جگہ اب پھر شرماہٹ نے لے لی اور پھر یازان کھل کر مسکرا دیا ابھی فوٹو شوٹ کر کے آیا تھا قندیل کا سجا سنوارا روپ وہ ہال میں دیکھ چکا تھا فوٹوگرافر لڑکی کے کیمرے سے اپنی اور قندیل کی تصویر بھی لے چکا تھا اور اس تصویر کو اپنے موبائل کا وال پیپر بھی بنا چکا تھا نکاح میں تو اسے یہ سب کرنے کا موقع نہیں ملا پانچ سال انتظار کیا تھا قندیل کے ساتھ خوشی سے بھر پور لمحے گزارنے کے لیے۔

"یہ تمہارا ویڈنگ گفٹ ہے " یازان نے ایک مخملی کیس نکال کر قندیل کے سامنے کیا اس میں ایک ڈائمنڈ کی رنگ تھی قندیل اسے دیکھ مسکرائی یازان نے قندیل کے خوبصورت چہرے سے بامشکل نگاہیں ہٹاتے وہ رنگ قندیل کی انگلی میں پہنائی قندیل کی نظریں شرم سے جھکی یہ پہلا تحفہ تھا جو یازان نے

قندیل کو دیا تھا ورنہ پانچ نکاح اینورسری اور قندیل کی برتھ ڈے پر وہ صرف وش کرتا تھا جبکہ قندیل بھی یازان کے ساتھ بلکل ایسا ہی کرتی قندیل اس بات سے بے خبر تھی کہ یازان ہر نکاح اینورسری اور قندیل کی برتھ ڈے پر صدقہ کیا کرتا تھا یازان نے قندیل کے ہاتھ کو نرمی سے اپنے ہونٹوں سے لگایا

۔

"شکریہ قندیل یازان کفیر بننے کے لیے میری جان میری ڈاکٹر ، بلیو سٹار آنکھوں والی بیوی " یازان نے مسکراتے ہوئے کہا قندیل بھی مسکرا دی۔

"چلو شکرانے کے نوافل ادا کرتے ہے تم چینج کر لو میں بھی وضو کرتا ہوں" یازان نے قندیل کے سامنے ہاتھ پھیلاتے کہا قندیل نے اس کا ہاتھ مسکراتے ہوئے تھاما۔

قندیل اب سادہ سے ریڈ سوٹ میں ملبوس میک اور جیولری سے آزاد دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تھی حالانکہ یازان اسی گولڈن کرتے پجامے میں ملبوس قندیل کے ساتھ دعا مانگ رہا تھا اللہ کا بے شمار شکر ادا کرنے کے بعد ان دونوں نے اللہ سے اپنی آنے والی زندگی کے لیے دعا خیر کی۔

"اب مجھے اپنی محبت کا اظہار تو کرنے دو " یازان نے قندیل کو ڈوپٹہ سر سے اتار کر بیڈ کی سمت بڑھتے دیکھ اس کی کمر میں ہاتھ ڈالے کہا قندیل کا ڈوپٹہ اس کے شانوں پر تھا یازان جائے نماز رکھ چکا تھا قندیل کی پلکیں لرزی۔

"اتنی۔۔دفعہ۔۔تو۔۔کر۔۔چکے۔۔ہے۔۔آپ " قندیل نے کپکپاتے لبوں سے کہا یازان فون اور ویڈیو کال پر کتنی دفعہ تو قندیل سے محبت کا اظہار کر چکا تھا

یہ سچ تھا جبکہ یازان قندیل کا یہ شرمایا گھبرایا روپ دیکھ کر مزید اس کا اسیر ہوا اور اس پر تضاد قندیل کا آپ کہنا آج اسے صحیح معنوں میں شوہر والی فیلنگ آئی تھی۔

"ہائے میں خواب تو نہیں دیکھ رہا میری بیوی مجھے آپ کی رہی ہے ؟" یازان نے شریر انداز میں قندیل سے استفسار کیا جو اب مزید یازان کی چھیڑچھاڑ برداشت نا کرتے ہوئے یازان کے سینے میں منہ چھپا گئی قندیل کو یازان سے اسی وقت محبت ہو چکی تھی جب یازان اسے اپنا نام دے چکا تھا۔

"آج میں تمہیں اپنے عمل سے محبت کا اظہار کر کے دیکھاؤ گا اجازت ہے میری جان ؟" یازان نے قندیل کے کان میں گھمبیر آواز میں سر گوشی کی قندیل کی جان ہوا ہوئی مگر اپنی گھبراہٹ پر قابو رکھتی سر آہستگی سے اثبات

میں ہلا گئی یازان کھل کر مسکرایا اور قندیل کو باہوں میں بھرتا بیڈ کی سمت بڑھ گیا۔

\-

" جنونِ رقصم " کہانی سات جوڑوں کی

حنان اعظم کفیر !! وہ شخص جو 33 سالوں تک غلط پہچان کے ساتھ جیتا رہا ، اس کا اصل نام حنان وقاص کفیر تھا ایک سیاہ شخص کا بیٹا ایک سیاہ شخص کا بھائی لیکن وہ خود سفید تھا ، نیک فرشتہ صفت کفیر کے نام سے مشہور تھا ، اپنی بیوی کی عزت لوٹنے کے جرم میں بے گناہ ہوتے پانچ سال جیل کاٹی وہ پانچ سال بعد لوٹا تھا انتقام کے لیے !! جویریہ شازم داؤد!! وہ لڑکی جو 28 سالوں

سے بدلے کی آگ میں جلتی رہی اپنی بہن کی موت کا بدلہ ایک بے قصور نیک کفیر سے لیتی رہی وہ سفاک عورت تھی اور پھر وہ نیک کفیر کی سفاک بیوی بن گئی۔۔اپنی اصل پہچان جانتے ہوئے بھی نقلی پہچان سے جی کر مخالفین کو دھوکا دیتی رہی وہ جویریہ فرحان شاہ میر تھی !! لیکن وقت پلٹا وہ انتقام کا دعویدار درندہ نا بن سکا وہ نیک کفیر تھا نیک کفیر ہی رہا اور اس کی سفاک بیوی اس سے نفرت کرتے کرتے محبت کا اعتراف کر بیٹھی۔

ثوبان جازم داؤد!! بزنس ٹائیکون اپنی محبت سے پانچ سال تک دستبردار رہنے والا شخص ، اپنے خاندان پر جان چھڑکنے والا ، اپنی بیوی کو خاندان پر قربان کر دینے والا۔۔!!مقدس عالم کفیر !! ثوبان جازم داؤد کے سینے پر پسٹل تاننے والی پہلی اور آخری لڑکی ، اس کی دیوانی ، محبت میں ماری خود گن پوائنٹ پر اپنی رخصتی کروانے والی۔۔!!وقت ان کے لیے بھی بدلہ اور ثوبان کو مقدس عزیز

تر ہوتی چلی گئی وہ اس کی محبت سے انکاری بچپن کی محبت کا اعتراف کر گیا وہ محبت مقدس تھی مقدس ثوبان داؤد!!

حداد عالم کفیر !! جھوٹ سے نفرت کرنے والا ویلن کفیر ، وہ پانچ سال تک اپنی بیوی کو جھوٹ کی سزا دیتے اپنے قہر سے بچانے کے لیے اس کی قسمت میں جدائی لکھ گیا۔۔!!عترت شاہ میر !! معصومیت سے ایک ویلن کے دل پر راج کرنے والی اپنی ایک ہمدردی کی سزا پانچ سال تک بھگتی رہی !! پھر وقت کا چکر گھوما وہ لوٹی پانچ سال بعد اپنے شوہر کی نفرت کو پھر محبت میں بدلنے کے لیے لیکن اس کا شوہر اس سے محبت کے بجائے جنونی محبت کر بیٹھا۔۔!!

یاسر شازم داؤد!! کشمیر کا کرپٹ سیاستدان ، مغرور حسن پرست زناکار مرد ، پردے سے نفرت کرنے والا ، اپنی بہن کا بدلہ لیتے اپنی بیوی کو معزور کر دینے والا۔۔!! عشراق اعظم کفیر!! بے تحاشہ خوبصورت پردہ دار نیک لڑکی ،

اپنے شوہر کے ہاتھوں معزور ہونے والی اپنے شوہر کی نظروں میں پردے کے لیے حقارت دیکھنے والی !! پھر وقت نے ایسا جادو دیکھایا سیاستدان کو اس کے پردے سے محبت ہوتی چلی گئی ، وہ زانی مرد بیوی کو باضو چھونے لگا اس ڈر سے کہی وہ اس کے چھونے سے میلی نا ہو جائے ، اس کے پردے کی حفاظت اپنی جان سے بڑھ کر کرنے لگا اور اس لڑکی کو اپنی ملکہ قرار دے گیا اور پھر کشمیر میں محبت کی ایک اور داستان رقم ہوتی چلی گئی ملکہ کو بھی سیاستدان سے محبت ہوتی گئی۔۔!!

مصطفیٰ شاہ میر !! نیک شریف پانچ وقت کا پرہیزگاری نمازی بندہ ، کینسر جیسی بیماری سے پانچ سال تک لڑنے والی اپنی شہزادی کو تکلیف دینے والا تاکہ وہ اس کے اس قدر قریب نا آجائے کہ بر حق موت سے اسے ڈر لگنے لگے اپنی بہنوئی کے لیے تین قتل کرنے والا اور بیوی کے لیے تین سو سے زائد !! افق جازم داؤد!! فیری ٹیل کی شوقین لڑکی ، مگر حقیقت کی تلخیوں سے جب ٹکرائی

تو چور ہو گئی مصطفی کی دیوانی پانچ سال تک مصطفی کی لاتعلقی سہتی رہی !! اور پانچ سال بعد وہ دونوں اپنے دشمنوں کی وجہ سے ایک جنگل میں ایک ہوئے شریف بندے کے رومانس پر پھر اس کی بیوی سمیت اس کے سالے بھی دنگ ہونے لگے اور مصطفی نے کینسر کی جنگ جیت لی افق کو وہ نہیں بھولا تھا جب اس کی یاداشت کھونے کا بھی خدشہ تھا کشمیر میں ایک شخص نے کینسر جیسی بیماری سے لڑ کر محبت کو فتح یاب کیا تھا یا اس کے صبر کا اللہ نے اجر دیا تھا۔!!

****

فراج شازم داؤد!! فائیٹر ، گن سے نہیں ہاتھوں سے ہڈیاں توڑنے والا ، اپنی زبردستی کی بیوی سے نفرت کا دعویدار اس کے بے ہودہ فیشن کو ناپسند کرنے والا !! جنہ اعظم کفیر ، فیشن پٹی چن مانٹی چڑیل ،اپنے بچپن کی محبت سے گن پوائنٹ پر اسے محرم بنانے والی جاہل فائٹر سے محبت کی دعویدار !! فراج نے جنہ کے فیشن کی سزا اسے آسٹریلیا کی سڑکوں پر ننگے پیر بھگا بھگا کر دی تھی تو جنہ نے بھی سٹول پر چڑھ کر اپنے فائٹر کا سر پھاڑنے کی کوشش کی تھی اور

پھر وقت ایسا پلٹا کہ فراج اپنی بیوی کو اپنے سامنے گاؤن پہناتا رومانس کرتا تھا اور جنہ اپنے شوہر کی محبت میں بے ہودہ سے باحیا فیشن کرنے لگی۔

یازان اعظم کفیر !! سب سے چھوٹا کفیر شرارتی محبوب سا لڑکا ، اپنے بہنوئی کو طلاق دینے والا ، بھائیوں پر جان چھڑکنے والا ، داؤد'ز کی ناک میں دم کر دینے والا ، قندیل کا مسٹر آوارہ !! قندیل جازم داؤد!! بلیو سٹار آنکھوں والی شرارتی مگر باحیا داؤد'ز کی چھوٹی شہزادی یازان کی مس ہوتی سوتی ڈاکٹر !! اور ان دونوں نے بھی سب کی طرح پانچ سال انتظار کیا ایک دوسرے کے ہونے کا البتہ کتے کے بچے کے ماں باپ وہ پانچ سال پہلے بن چکے تھے جس کا نام انھوں نے بادشاہ رکھا تھا اور پھر وہ دونوں ایک دوسرے کے ہو گئے کشمیر میں ایک اور محبت کی داستان مکمل ہو چکی تھی !!

داستان انجشہ شاہ میر!! سفید اور سیاہ کی داستان کشمیر میں جہاں سات جوڑوں کی محبت کی داستان مکمل ہوئی تھی وہی آج سے پچیس سال پہلے ایک داستان ادھوری رہ گئی تھی وہ تھی داستانِ انجشہ شاہ میر!! وہ سفید لڑکی مر چکی تھی سیاہ

کو چن کر اور سیاہ بیس سال بعد مر گیا تھا سب کو مارنے کی چاہ میں وہ بچھتایا تھا اپنی بیوی اور بچے کا قتل کر کے اور پھر اس پچھتاوے میں اس نے خودکشی کر لی اور ایک سفید تھا زمان شاہ میر جو آج بھی زندہ تھا انجشہ سے جنت میں ملنے کے لیے جنون رقصم نے اسے طویل سفر کے لیے رقص کرنے کے لیے چنا تھا شاید اس لیے کیونکہ اس کی محبت اب عشق بن چکی تھی اور عشق کے امتحان جدا ہو کر دینے پڑتے ہیں !!

ختم شد